اردو زبان میں اپنی نوعیت
کی منفرد اور اولین کاوش
الفتح الربانی
فقہی ترتیب
مسند امام احمد بن حنبل
شیخ الاسلام صاحب المذہب شیخ السنۃ امام اہل الحدیث وصاحب المنۃ علی الائمۃ
ابو عبداللہ احمد بن محمد بن حنبل الشیبانی
ترجمہ
مولانا عباس انجم گوندلوی • پروفیسر سعید مجتبیٰ سعیدی
ابو القاسم محمد محفوظ اعوان
تحقیق وتخریج وشرح
ابو القاسم محمد محفوظ اعوان
تقریظ
شیخ الحدیث عبداللہ ناصر رحمانی حفظہ اللہ
دار العلم ممبئی
1
www.minhajusunat.com

اُردو زبان میں اپنی نوعیت کی منفرد اور اولین کاوش

سلیس ترجمہ، تشریح، تحقیق و تخریج

الفتح الربانی

1

فقہی ترتیب

مسند امام احمد بن حنبل

شیخ الاسلام صاحب المذہب شیخ السنۃ امام اہل الحدیث وصاحب المنۃ علی الأئمۃ

ابو عبداللہ احمد بن محمد بن حنبل الشیبانی

ترجمہ

❖ مولانا عباس انجم گوندلوی ❖ پروفیسر سعید مجتبیٰ سعیدی ❖ ابو القاسم محمد محفوظ اعوان

تحقیق وتخریج وشرح: ❖ ابو القاسم محمد محفوظ اعوان

تقریظ: ❖ شیخ الحدیث عبداللہ ناصر رحمانی حفظہ اللہ

نظرثانی: ❖ حافظ عبداللہ رفیق

دار العلم ممبئی

سلسلہ مطبوعات دارالعلم نمبر 268

نام کتاب : مسند امام احمد حنبل

تالیف : ابوعبداللہ احمد بن محمد بن حنبل الشیبانی

ترجمہ : شیخ الحدیث عباس انجم گوندلوی
سعید مجتبیٰ سعیدی، ابوالقاسم محمد محفوظ اعوان

جلد : 1

ناشر : دارالعلم، ممبئی

طابع : محمد اکرم مختار

تعداد اشاعت : ایک ہزار

تاریخ اشاعت : ۲۰۱۶ء

DARUL ILM

PUBLISHERS & DISTRIBUTORS

242, J.B.B. Marg, (Belasis Road),
Nagpada, Mumbai-8 (INDIA)
Tel. (+91-22) 2308 8989, 2308 2231
Fax : (+91-22) 2302 0482
E-mail : ilmpublication@yahoo.co.in

امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے بیٹے جناب عبداللہ سے کہا:

اِحْتَفِظْ بِهٰذَا الْمُسْنَدِ، فَاِنَّهٗ سَيَكُوْنُ لِلنَّاسِ اِمَامًا.

تم اس مسند کی حفاظت کرنا، پس بیشک عنقریب یہ لوگوں کا امام ہو گی۔

(سیر أعلام النبلاء: ۱۱/۳۲۷)

فہرست مضامین

اَلْقِسْمُ الْاَوَّلُ مِنَ الْكِتَابِ ..... قِسْمُ التَّوْحِيْدِ وَ أُصُوْلِ الدِّيْنِ

كِتَابُ الْاِيْمَانِ وَ الْاِسْلَامِ

کتاب کی قسمِ اوّل

توحید اور دین کے اصولوں کا حصہ

ایمان اور اسلام کی کتاب

كِتَابُ الْقَدْرِ

كِتَابُ الْعِلْمِ

تقدیر کے ابواب

علم کے ابواب

كِتَابُ الْاِعْتِصَامِ بِالْکِتَابِ وَالسُّنَّةِ

کتاب وسنت کو تھامنے کے ابواب

أَبْوَابُ أَحْكَامِ التَّخَلِّيْ وَالْاِسْتِنْجَاءِ وَالْاِسْتِجْمَارِ وَآدَابِ ذٰلِكَ

قضائے حاجت کرنے، استنجا کرنے، پتھر استعمال کرنے اور ان کے آداب کے ابواب

أَبْوَابُ الْمَسْحِ عَلَى الْخُفَّيْنِ

أَبْوَابُ نَوَاقِضِ الْوُضُوْءِ

موزوں پر مسح کرنے کے ابواب

نواقض الوضو کے ابواب

كِتَابُ التَّيَمُّمِ
تیمم کے ابواب

كِتَابُ الصَّلَاةِ

(وَفِيْهِ أَبْوَابٌ)

نماز کی کتاب

أَبْوَابُ مَوَاقِيْتِ الصَّلَاةِ

نمازوں کے اوقات کے ابواب

أَبْوَابُ الْأَوْقَاتِ الْمَنْهِيِّ عَنِ الصَّلَاةِ فِيْهَا — ان اوقات کے ابواب، جن میں نماز ادا کرنا منع ہے

أَبْوَابُ قَضَاءِ الْفَوَائِتِ — فوت شدہ نمازوں کی قضائی کا بیان

عرضِ ناشر

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ وَالصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى سَيِّدِ الْاَنْبِيَاءِ وَالْمُرْسَلِيْنَ وَعَلٰى آلِهٖ وَصَحْبِهٖ وَسَلِّمْ ، أَمَّا بَعْدُ!

اللہ تعالیٰ نے لوگوں کی رشد و ہدایت کے لیے تقریباً سوا لاکھ انبیاء و رسل مبعوث فرمائے اور انہیں کتب اور صحائف بھی عطا فرمائے۔ اس سلسلہ کی آخری کڑی سیّد الانبیاء والمرسلین جناب محمد رسول اللہ ﷺ ہیں۔ چنانچہ ارشاد فرمایا:

﴿اِنَّآ اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ كَمَآ اَوْحَيْنَآ اِلٰى نُوْحٍ وَّ النَّبِيّٖنَ مِنْ بَعْدِهٖ وَ اَوْحَيْنَآ اِلٰٓى اِبْرٰهِيْمَ وَ اِسْمٰعِيْلَ وَ اِسْحٰقَ وَ يَعْقُوْبَ وَ الْاَسْبَاطِ وَعِيْسٰى وَ اَيُّوْبَ وَ يُوْنُسَ وَ هٰرُوْنَ وَ سُلَيْمٰنَ وَ اٰتَيْنَا دَاوٗدَ زَبُوْرًاo﴾ (النساء: ۱۶۳)

''بے شک ہم نے آپ پر وحی اُتاری ہے، جیسے نوح اور ان کے بعد کے دوسرے انبیاء پر اُتاری تھی، اور جیسے ابراہیم اور اسماعیل اور اسحاق اور یعقوب اور ان کی اولاد اور عیسیٰ اور ایوب اور یونس اور ہارون اور سلیمان پر وحی اُتاری تھی، اور ہم نے داود کو زبور عطا کی تھی۔''

اللہ تعالیٰ نے رسولِ اکرم ﷺ کے قلب اطہر پر قرآن مجید جیسی عظیم کتاب نازل فرمائی۔

﴿فَاِنَّهٗ نَزَّلَهٗ عَلٰى قَلْبِكَ بِاِذْنِ اللّٰهِ﴾ (البقرہ: ۹۷)

''پس بلاشبہ اسی (جبریل) نے اس (قرآن) کو آپ کے دل کے اوپر اللہ کے حکم سے نازل کیا ہے۔''

قرآن مجید میں کوئی شک وشبہ کی گنجائش نہیں، یہ اللہ کی طرف سے اُتاری گئی کتاب ہے:

﴿ذٰلِكَ الْكِتٰبُ لَا رَيْبَ فِيْهِ هُدًى لِّلْمُتَّقِيْنَ﴾ (البقرہ: ۲)

''اس کتاب میں کوئی شک وشبہ نہیں، اللہ سے ڈرنے والوں کی رہنمائی کرتی ہے۔''

اس کی حفاظت کی ذمہ داری بھی خود اللہ عزوجل نے اپنے ذمہ لی ہے:

﴿اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَ اِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ﴾ (الحجر: ۹)

''بے شک ہم نے ذکر کو نازل کیا ہے اور ہم ہی اس کی حفاظت کرنے والے ہیں۔''

قرآن مجید کے مقتضیات کی تشریح و تفسیر کی ذمہ داری رسولِ کریم ﷺ پر عائد تھی:

﴿وَاَنْزَلْنَآ اِلَيْكَ الذِّكْرَ لِتُبَيِّنَ لِلنَّاسِ مَا نُزِّلَ اِلَيْهِمْ﴾ (النحل: ۴۴)

''اے نبی! اور ہم نے یہ ذکر آپ کی طرف اس لیے نازل کیا کہ تم لوگوں کے لیے واضح کر دو اس تعلیم کو جو

ان کی طرف اُتاری گئی۔"

اہل عرب نبی کریم ﷺ کی بعثت سے قبل کھلی گمراہی میں تھے، بتوں کی پوجا کرتے تھے، حرام اور گندی اشیاء کھاتے تھے، ایک دوسرے پر ظلم کرتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنا رسول بھیج کر انہیں ظلمت سے نکال کر نورِ ہدایت تک پہنچا دیا، اور علم، زہد اور عبادت میں اُنہیں دُنیا کا بہترین انسان بنا دیا۔ اللہ تعالیٰ کا مسلمانوں پر یہ احسانِ عظیم تھا، جس کا ذکر ذیل کی آیت کریمہ میں آیا ہے:

﴿لَقَدْ مَنَّ اللّٰهُ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ اِذْ بَعَثَ فِيْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْ اَنْفُسِهِمْ يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِهٖ وَيُزَكِّيْهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَاِنْ كَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ﴾ (آل عمران : ١٦٤)

"اللہ کا مومنوں پر یقیناً یہ احسان ہے کہ اس نے ان کے لیے اُنہی میں سے ایک رسول بھیجا، جو اس کی آیتوں کی ان لوگوں پر تلاوت کرتا ہے، اور انہیں پاک کرتا ہے، اور انہیں کتاب وحکمت کی تعلیم دیتا ہے، اور اس سے پہلے وہ لوگ کھلی گمراہی میں تھے۔"

مذکورہ آیت کریمہ میں حکمت سے مراد رسول اللہ ﷺ کی حدیث وسنت ہے جس کے ذریعے آپ نے اہل عرب کے جسموں کو گندگیوں اور آلائشوں سے، اور ان کی روحوں کو غلط عقائد اور خبیث اخلاق سے پاک کیا۔ لہٰذا جیسے قرآن مجید واجب العمل ہے ایسے ہی سنت رسول ﷺ بھی واجب العمل ہے۔

لہٰذا حدیث رسول کے خلاف کسی کی کوئی سازش کارگر نہ ہوگی، کیونکہ وہ اللہ کا کلام ہے، اس نے اسے اپنے رسول ﷺ پر نازل فرمایا ہے۔

﴿وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى ۝ اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْيٌ يُّوْحٰى ۝﴾ (النجم: ٣، ٤)

"اور آپ اپنی خواہش سے بات نہیں فرماتے، بلکہ وہ تو وحی ہے جو آپ پر نازل کی جاتی ہے۔"

ایمان صالح کی قبولیت کی اہم شرط ہے کہ انسان اللہ کی اطاعت اور فرماں برداری کے ساتھ اس کے رسول ﷺ کی فرماں برداری بھی کرے:

﴿يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ وَلَا تُبْطِلُوْا اَعْمَالَكُمْ﴾ (محمد: ٣٣)

"اے ایمان والو! اللہ کی اطاعت کرو اور رسول کی اطاعت کرو اور اپنے اعمال برباد نہ کرو۔"

حقیقی کامیابی خالص رسول اللہ ﷺ کا اتباع کر کے اللہ کی رضا اور محبت حاصل کرنے میں ہے، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝﴾ (آل عمران : ٣١)

"آپ کہہ دیجیے کہ اگر تم اللہ سے محبت کرتے ہو تو میری اتباع کرو، اللہ تم سے محبت کرے گا، اور تمہارے گناہ معاف کر دے گا، اور اللہ بڑا معاف کرنے والا، رحم کرنے والا ہے۔"

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

((كُلُّ أُمَّتِي يَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ إِلَّا مَنْ أَبٰى ، قَالُوْا: يا رَسُوْلَ اللّٰهِ! وَمَنْ يَأْبٰى؟ قَالَ: مَنْ أَطَاعَنِيْ دَخَلَ الْجَنَّةَ وَمَنْ عَصَانِيْ فَقَدْ أَبٰى .))❶

''میری ساری کی ساری اُمت جنت میں داخل ہوگی، الا کہ جو شخص انکار کر دے۔ صحابہ کرام نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! انکار کون کرتا ہے؟ ارشاد فرمایا: جس شخص نے میری اطاعت کی وہ جنت میں داخل ہوگا، اور جس نے میری نافرمانی کی گویا اس نے جنت میں جانے سے انکار کر دیا (لہٰذا وہ جہنم میں داخل ہوگا)۔''

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿فَمَنْ زُحْزِحَ عَنِ النَّارِ وَ أُدْخِلَ الْجَنَّةَ فَقَدْ فَازَ وَ مَا الْحَيٰوةُ الدُّنْيَآ إِلَّا مَتَاعُ الْغُرُوْرِ۝﴾ (آل عمران: ۱۸۵)

''پس قیامت کے دن جو شخص آگ سے دُور کر دیا جائے گا اور جنت میں داخل کر دیا جائے، وہ فائز المرام ہو جائے گا۔''

معلوم ہوا کہ رسول اللہ ﷺ کی ذات اور آپ کا ہر قول و فعل مسلمانوں کے لیے نمونہ عمل ہے لہٰذا آپ ﷺ کی اطاعت و فرماں برداری واجب العمل ہے۔ ارشاد فرمایا:

﴿لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ﴾ (الاحزاب: ۲۱)

''یقیناً تم مسلمانوں کے لیے رسول اللہ کا قول و عمل ایک بہترین نمونہ ہے۔''

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

((نَضَّرَ اللّٰهُ إِمْرَأً سَمِعَ مَقَالَتِيْ فَوَعَاهَا ، ثُمَّ أَدَّاهَا إِلٰى مَنْ لَمْ يَسْمَعْهَا .))❷

''اللہ تعالیٰ اس شخص کے چہرے کو ترو تازہ رکھے، جس نے میری بات سنی، اور پھر یاد رکھی، اور پھر وہ بات اس شخص تک پہنچا دی جس نے اسے نہیں سنا۔''

مذکورہ بالا حدیث شریف میں ان لوگوں کے لیے دُعا فرمائی گئی ہے جو آپ ﷺ کی حدیث کی حفاظت کرتے، ضبط میں رکھتے اور پوری صحت و اتقان کے ساتھ دوسروں تک پہنچا دیتے ہیں۔ حفاظِ حدیث اور مبلغین حدیث کے لیے رسول اللہ ﷺ کی مذکورہ دُعا سے روزِ روشن کی طرح عیاں ہے کہ حفاظت حدیث اور تبلیغ حدیث و نشر حدیث آپ ﷺ کی رضا اور دلی چاہت ہے۔ آپ کو بتاتے جائیں کہ رضائے الٰہی کے بعد نبی کریم ﷺ کی رضا حیاتِ

---

❶ صحیح بخاری، کتاب الاعتصام بالکتاب والسنة، رقم: ۷۷۰.

❷ شرف أصحاب الحديث للخطيب، رقم: ۲۰ ـ موافقة الخبر الخبر للحافظ ابن حجر: ۳۷۱/۱ ـ وقال: هذا الحديث صحيح المتن.

انسانی کا عظیم سرمایہ اور بڑی متاع ہے۔

﴿اللّٰهُ وَ رَسُوْلُهٗۤ اَحَقُّ اَنْ يُّرْضُوْهُ اِنْ كَانُوْا مُؤْمِنِيْنَ﴾ (التوبة: ٦٢)

''اللہ اور اس کے رسول زیادہ حق دار ہیں کہ انہیں راضی رکھا جائے۔''

اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کی رضا حاصل کرنے کا بہترین طریقہ یہی ہے کہ انسان کتاب وسنت پر عمل پیرا ہو، کتاب وسنت کو سیکھے اور اس کی نشر واشاعت کا کام کرے۔ بلکہ اُمت محمدیہ کی فضیلت اسی وجہ سے ہے کہ وہ کتاب اللہ کے ساتھ ساتھ حدیث وسنت کی تعلیم کو عام کریں، اس کی اشاعت کا کام کریں۔ چنانچہ ارشاد فرمایا:

﴿كُنْتُمْ خَيْرَ اُمَّةٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَ تَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ﴾ (آل عمران: ١١٠)

''اے مسلمانو! تم بہترین لوگ ہو، جو انسانوں کے لیے پیدا کیے گئے ہو، بھلائی کا حکم دیتے ہو، بُرائی سے روکتے ہو۔''

محدث شہیر عبداللہ بن مبارک رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

((اَوَّلُ الْعِلْمِ النِّيَّةُ ثُمَّ السِّمَاعُ ثُمَّ الْفَهْمُ ثُمَّ الْحِفْظُ ثُمَّ الْعَمَلُ ثُمَّ النَّشْرُ.))

''پہلا علم نیت، پھر سماع، پھر فہم، پھر حفظ، پھر عمل اور اس کے بعد اس کی نشر واشاعت ہے۔''

اسی سلسلہ امر بالمعروف ونہی عن المنکر اور اشاعت علم کی کڑی امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ کی کتاب ''مسند'' کی اشاعت ہے۔ یہ ادارہ کا بہت بڑا اعزاز اور باعثِ صد افتخار ہے۔

اللہ تعالیٰ جزائے خیر عطا فرمائے فضیلۃ الشیخ حافظ عبدالستار حماد حفظہ اللہ کو کہ جنہوں نے اپنی نگرانی میں مسند احمد کا ترجمہ بزبانِ اُردو کروانے کی ذمہ داری لی، جو کہ بعد میں یہ سعادت محمد رمضان محمدی صاحب کے حصہ میں آئی جن کی نگرانی میں یہ کام پایہ تکمیل تک پہنچا۔ ترجمہ کا کام مولانا عباس انجم گوندلوی حفظہ اللہ، پروفیسر سعید مجتبیٰ سعیدی حفظہ اللہ اور ابوالقاسم محمد محفوظ اعوان حفظہ اللہ نے بڑے احسن انداز میں سرانجام دیا۔ تخریج وتحقیق اور شرح کا کام جناب ابوالقاسم محمد محفوظ اعوان حفظہ اللہ کی کاوش ہے۔ کتاب کی نظر ثانی کا کام جناب حافظ عبداللہ رفیق حفظہ اللہ شیخ الحدیث جامعہ دارالحدیث محمدیہ لوکو ورکشاپ نے انجام دیا۔ ہم ان تمام اہل علم کو قدر کی نگاہ سے دیکھتے ہیں اور ان کا شکریہ ادا کرتے ہیں اور ان کے لیے دُعا گو ہیں کہ اللہ تعالیٰ ان کی اس محنت کو شرف قبولیت عطا فرمائے اور ان کی دُنیا وآخرت بہتر کردے۔

ہم اپنے مربی ومرشد فضیلۃ الشیخ عبداللہ ناصر رحمانی حفظہ اللہ کے انتہائی شکر گزار ہیں جو اپنی مصروفیات کے باوجود ادارہ کی سرپرستی کر رہے ہیں ان کی تربیت، تشجیع اور اشراف کا نتیجہ ہے کہ خدمات حدیث منظر عام پر آ رہی ہیں، حضرت الشیخ کی رفاقت ہمارے لیے بڑی مبارک ہے۔ جزاہ اللہ خیرا فی الدنیا والآخرۃ.

ممبران ادارہ جناب ابو یحییٰ محمد طارق جاوید، منصور سلیم، میاں سجاد، شہزاد جاوید، محمد ناظر سدھو، جاوید علی، اسرار خاں اسجد محمود، اختر علی، شیخ خالد، ظفر اقبال، عمران طاہر، محمد نادر، فیصل جاوید، ندیم قریشی، قاضی مسعود، محمد بلال اور مرزا ذاکر

احمد کو اللہ تعالیٰ جزائے خیر عطا فرمائے کہ جن کے تعاون سے خدماتِ حدیث منظر عام پر آ رہی ہیں۔

ابو مؤمن منصور احمد، جناب محمد رمضان محمدی اور سلیم جلالی حفظہم اللہ کی تمام کوششیں اللہ عزوجل اپنی بارگاہ میں قبول فرمائے، کیونکہ ان کے تعاون سے مسند امام احمد بن حنبل کی اشاعت ہوئی۔

اللہ کے حضور سر بسجود ہو کر دُعا گو ہیں کہ وہ اس کتاب کا نفع عام کر دے، ادارہ کو تا روزِ قیامت باقی رکھے۔ تاکہ اسلام دشمن قوتوں کے خلاف محدثین اور فقہاء کی علمی تراث کو منصۂ شہود پر لایا جائے۔

ناشر

❀❀❀❀

تقریظ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ وَالصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى سَيِّدِ الْاَنْبِيَاءِ وَالْمُرْسَلِيْنَ وَعَلٰى آلِهٖ وَصَحْبِهٖ وَسَلِّم، أَمَّا بَعْدُ!

قرآن مجید لاریب کتاب ہے۔اس میں شک وشبہ کی گنجائش نہیں کہ یہ منزل من اللہ کتاب ہے، کیونکہ عرب فصاحت و بلاغت کی انتہائی بلندی پر پہنچنے کے باوجود قرآن مجید جیسی آیات چھوٹی سورت لانے سے عاجز رہے،تو کوئی عقل مند انسان اس کے کتاب اللہ ہونے میں شبہ نہیں کرے گا۔

﴿الٓمّٓ o تَنْزِيْلُ الْكِتٰبِ لَا رَيْبَ فِيْهِ مِنْ رَّبِّ الْعٰلَمِيْنَ o﴾ (السجده : ۱ ـ ۲)

''الٓم،اس میں کوئی شبہ نہیں کہ یہ کتاب رب العالمین کی طرف سے نازل کردہ ہے۔''

قرآن مجید لوگوں کی رشد و ہدایت کے لیے نازل کیا گیا۔اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿ذٰلِكَ الْكِتٰبُ لَا رَيْبَ فِيْهِ هُدًى لِّلْمُتَّقِيْنَ o﴾ (البقرة : ۱)

''اس کتاب میں کوئی شک وشبہ نہیں،اللہ کا تقویٰ اختیار کرنے والوں کی رہنمائی کرتی ہے۔''

قرآن مجید ایک واضح اور کھلی کتاب ہے،اس میں کوئی غموض وخفا نہیں ہے۔چنانچہ ارشاد فرمایا:

﴿حٰمٓ o تَنْزِيْلٌ مِّنَ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ o كِتٰبٌ فُصِّلَتْ اٰيٰتُهٗ قُرْاٰنًا عَرَبِيًّا لِّقَوْمٍ يَّعْلَمُوْنَ o﴾

(حم السجده : ۱ تا ۳)

''حٰم،یہ کتاب نہایت مہربان، بے حد رحم کرنے والے کی طرف سے نازل کردہ ہے۔یہ ایک ایسی کتاب ہے جس کی آیتیں واضح کردی گئی ہیں،عربی قرآن ہے،اُن لوگوں کے لیے جو علم رکھتے ہیں۔''

قرآن مجید کے بعد مسلمانوں کا اصل دارومدار ان احادیث نبویہ پر ہے جو رسول اللہ ﷺ کے واسطہ سے صحیح اور مستند طریق پر ان تک پہنچی ہیں۔قرآنِ مجید میں جو اصول وکلیات، بنیادی تعلیمات و ہدایات اور مجمل احکام بیان کیے گئے ہیں۔رسول اللہ ﷺ نے اپنے اقوال و اعمال کے ذریعہ ان کی تشریح وتفصیل اور تفسیر بیان فرمائی ہے۔چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَاَنْزَلْنَآ اِلَيْكَ الذِّكْرَ لِتُبَيِّنَ لِلنَّاسِ مَا نُزِّلَ اِلَيْهِمْ﴾ (النحل : ٤٤)

''اور آپ پر ہم نے قرآن نازل کیا ہے،تاکہ لوگوں کے لیے جو کچھ نازل کیا گیا ہے،اسے آپ ان کے لیے کھول کر بیان کردیجیے۔''

ایک دوسرے مقام پر ارشاد فرمایا:

﴿وَمَآ اَنْزَلْنَا عَلَيْكَ الْكِتٰبَ اِلَّا لِتُبَيِّنَ لَهُمُ الَّذِى اخْتَلَفُوْا فِيْهِ وَ هُدًى وَّ رَحْمَةً لِّقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ﴾ (النحل : ٦٤)

''اور ہم نے آپ پر کتاب اس لیے نازل کی ہے تاکہ آپ ان کے آپس کے اختلاف کھول کر بیان کردیں، اور وہ کتاب ان لوگوں کے لیے ہدایت اور رحمت ہے جو اللہ پر ایمان رکھتے ہیں۔''

یہ تبیین، تشریح اور تفسیر رسول اللہ ﷺ اپنی طرف سے نہیں کرتے تھے، آپ جو کچھ کہتے تھے، یا جو حکم بھی دیتے تھے، وہ درحقیقت وحی ہوتی تھی جو آپ پر نازل کی جاتی تھی۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى ۝ اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْيٌ يُّوْحٰى ۝﴾ (النجم : ٣ تا ٤)

''اور آپ اپنی خواہش سے بات نہیں کرتے، بلکہ وہ تو وحی ہے جو آپ پر نازل کی جاتی ہے۔''

یعنی قرآن مجید کو آپ ﷺ نے اپنی جانب سے نہیں گھڑا، اور نہ دیگر احکامِ الٰہیہ کو جنہیں آپ قرآن کی تفسیر و توضیح کے طور پر بیان کرتے ہیں، اپنی خواہش نفس کے مطابق لاتے ہیں، بلکہ وہ سب اللہ کی وحی ہوتے ہیں۔

علامہ ابن قیم رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ''اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول ﷺ پر دو قسم کی وحی نازل کی اور دونوں پر ایمان لانا اور جو کچھ ان دونوں میں ہے اس پر عمل کرنا واجب قرار دیا ہے، اور وہ دونوں قرآن وحکمت ہیں...... کتاب تو قرآن ہے اور حکمت سے باجماع سلف سنت مراد ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے اللہ تعالیٰ سے حاصل کر کے جو خبر دی اور اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ ﷺ کی زبان سے جو خبر دی دونوں واجب التصدیق ہونے میں یکساں ہیں۔ یہ اہل اسلام کا بنیادی اور اتفاقی مسئلہ ہے۔ اس کا انکار وہی کرے گا جو ان میں سے نہیں ہے، خود نبی کریم ﷺ نے فرمایا ہے: ((اَلَا اِنِّي اُوْتِيْتُ الْقُرْآنَ وَمِثْلَهُ مَعَهُ .)) [1] ''مجھے کتاب دی گئی ہے اور اس کے ساتھ اسی کے مثل ایک اور چیز بھی دی گئی ہے یعنی سنت۔'' (کتاب الروح، ص : ٩٢)

لہٰذا آپ کے تمام احکام واجب التعمیل ہیں، اس فہم نبوت اور وحی سے مستنبط احکام کو قرآن مجید نے حکمت سے تعبیر کیا ہے، چنانچہ ارشاد فرمایا:

﴿وَ اَنْزَلَ اللّٰهُ عَلَيْكَ الْكِتٰبَ وَ الْحِكْمَةَ وَ عَلَّمَكَ مَا لَمْ تَكُنْ تَعْلَمُ ؕ وَ كَانَ فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكَ عَظِيْمًا﴾ (النساء : ١١٣)

''اور اللہ نے آپ پر کتاب وحکمت اتاری ہے اور جو آپ نہیں جانتے تھے وہ آپ کو سکھایا ہے، اور آپ پر اللہ کا بڑا فضل تھا۔''

صاحب ''فتح البیان'' رقمطراز ہیں: ''یہ آیت دلیل ہے کہ نبی کریم ﷺ کی سنت وحی ہوتی تھی جو آپ کے دل

---

[1] مسند أحمد : ٤٠ / ١٣١، ...

میں ڈال دی جاتی تھی۔''

اللہ عزوجل نے اہل اسلام پر یہ احسان جتایا ہے کہ اُس نے انہیں کتاب کے ساتھ حکمت دی اور قرآن کے ساتھ حدیث وسنت عطا فرمائی:

﴿وَ اذْكُرُوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ وَ مَآ اَنْزَلَ عَلَيْكُمْ مِّنَ الْكِتٰبِ وَ الْحِكْمَةِ يَعِظُكُمْ بِهٖ﴾

(البقرة : ٢٣١)

''اور اپنے اوپر اللہ کی نعمت کو یاد کرو اور قرآن وسنت کو یاد کرو جو اس نے تم پر اتارا ہے، جس کے ذریعے تمہیں نصیحت کرتا ہے۔''

رسول اللہ ﷺ کے ذمہ صرف آیاتِ قرآنی کی تلاوت وتبلیغ نہیں بلکہ مسلمانوں کی تعلیم وتزکیہ بھی تھا اور آپ ان کو کتاب اللہ کے ساتھ ساتھ حکمت کی تعلیم بھی دیتے تھے:

﴿هُوَ الَّذِيْ بَعَثَ فِي الْاُمِّيّٖنَ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِهٖ وَيُزَكِّيْهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَاِنْ كَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِيْ ضَلَالٍ مُّبِيْنٍ﴾ (الجمعه : ٢)

''اُسی (ذاتِ باری تعالیٰ) نے اَن پڑھ لوگوں میں انہی میں سے ایک رسول کو مبعوث کیا، جو انہیں اس کی آیتیں پڑھ کر سناتا ہے اور انہیں (کفر وشرک کی آلائشوں سے) پاک کرتا ہے اور انہیں قرآن وسنت کی تعلیم دیتا ہے، بے شک وہ لوگ اُس کی بعثت سے قبل صریح گمراہی میں مبتلا تھے۔''

اللہ تعالیٰ نے امت محمدیہ کو اپنا احسان یاد دلاتے ہوئے فرمایا کہ اس نے عربوں کے لیے (جو اَن پڑھ تھے) انہی جیسا ایک عربی آدمی نبی بنا کر مبعوث فرمایا، جو اُمی ہونے کے باوجود انہیں دعوتِ توحید اور دعوتِ اسلام کے ذریعہ شرک کی گندگی اور آلائش سے اُن کے جسموں کو اور اُن کی روحوں کو غلیظ عقائد اور اخلاقِ رذیلہ سے پاک کرتا تھا، اور اُنہیں قرآن وسنت کی تعلیم دیتا تھا۔ عرب والے نبی کریم ﷺ کی بعثت اور ان کے تزکیہ وتعلیم کے پہلے صریح گمراہی میں تھے، بتوں کی پوجا کرتے تھے، حرام اور گندی اشیاء کھاتے تھے، اور ایک دوسرے پر ظلم وستم ڈھاتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنا پیغمبر بھیج کر انہیں ظلمت سے نکال کر روشنی تک پہنچادیا، اور علم، زہد اور عبادت میں انہیں دنیا کا بہترین انسان بنادیا۔ اللہ تعالیٰ کا مسلمانوں پر یہ احسان عظیم تھا، جس کا ذکر ذیل کی آیت کریم میں آیا ہے:

﴿لَقَدْ مَنَّ اللّٰهُ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ اِذْ بَعَثَ فِيْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْ اَنْفُسِهِمْ يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِهٖ وَيُزَكِّيْهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَاِنْ كَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ﴾

(آل عمران : ١٦٤)

''اللہ کا مومنوں پر یقیناً یہ احسان ہے کہ اس نے ان کے لیے انہی میں سے ایک رسول بھیجا، جو اس کی آیتوں کی ان لوگوں پر تلاوت کرتا ہے، اور انہیں پاک کرتا ہے، اور انہیں کتاب وحکمت کی تعلیم دیتا ہے، اور

اس سے پہلے وہ لوگ کھلی گمراہی میں تھے۔"

حکمت سے مراد رسول اللہ ﷺ کے اقوال وافعال ہیں جو کہ مسلمانوں کے لیے واجب العمل ہیں۔ چنانچہ ارشاد ہے:

﴿لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ﴾ (الاحزاب : ٢١)

"فی الحقیقت تم مسلمانوں کے لیے رسول اللہ کا قول وعمل ایک بہترین نمونہ ہے۔"

اس آیت کریمہ میں بتایا گیا ہے کہ مومن کے لیے رسول اللہ ﷺ کے اقوال وافعال پیروی کرنے کے لیے بہترین نمونہ ہیں اور آنحضرت ﷺ کے اقوال وافعال کے مجموعہ ہی کا نام حدیث نبوی ﷺ ہے۔ اور ایک مقام پر اللہ عز جل نے اپنے اپنی محبت کو رسول اللہ ﷺ کی اتباع پر موقوف ومنحصر ٹھہرایا ہے، چنانچہ ارشاد فرمایا:

﴿قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ﴾ (آل عمران : ٣١)

"اے رسول! آپ کہہ دیجیے کہ اگر تم اللہ سے محبت کرنی چاہتے ہو تو میری پیروی کرو وہ تم سے محبت کرے گا اور تمہارے گناہ بخش دے گا۔"

یہی وجہ ہے قرآن مجید میں اللہ کی اطاعت کے ساتھ ساتھ رسول اللہ ﷺ کی اطاعت اور اتباع کی بھی تاکید ہے اور بہت سی آیات میں اطیعوا اللہ کے ساتھ اطیعوا الرسول کا بھی حکم ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

﴿وَاَطِيْعُوا اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ﴾ (آل عمران : ١٣٢)

"اور اللہ اور رسول کی اطاعت کرو تاکہ تم پر رحم کیا جائے۔"

اور سورۃ محمد میں ارشاد فرمایا:

﴿يٰاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ وَلَا تُبْطِلُوْا اَعْمَالَكُمْ۝﴾ (محمد : ٣٣)

"اے ایمان والو! اللہ کی اطاعت کرو اور رسول کی اطاعت کرو اور اپنے اعمال برباد نہ کرو۔"

یہ بات ظاہر وباھر ہے کہ اطاعت نام ہے کسی حکم کی تعمیل کا، یعنی رسول اللہ ﷺ جو حکم دیں اس کی تعمیل اور جس پر عمل کریں اس پر عمل کیا جائے، بلکہ اطاعت رسول ﷺ اُس وقت تک متحقق نہیں ہوتی جب تک آپ ﷺ کے ارشاداتِ عالیہ پر عمل نہ کیا جائے۔ اسی کا نام حدیث وسنت ہے۔ رسول اللہ ﷺ کی اطاعت عین اللہ کی اطاعت اور رسول ﷺ کی نافرمانی اللہ کی نافرمانی ہے۔ چنانچہ ارشاد فرمایا:

﴿مَنْ يُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰهَ﴾ (النساء : ٨٠)

"جس نے رسول کی اطاعت کی اُس نے اللہ کی اطاعت کی۔"

اور رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

((مَنْ اَطَاعَنِيْ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰهَ وَمَنْ عَصَانِيْ فَقَدْ عَصَى اللّٰهَ .)) [1]

---

[1] صحیح مسلم، کتاب الامارة، باب وجوب طاعة الأمیر فی غیر المعصیة وتحریمها فی المعصیة.

''جس نے میری اطاعت کی اس نے اللہ کی اطاعت کی، اور جس نے میری نافرمانی کی اس نے اللہ کی نافرمانی کی۔''

اطاعت کے ان احکام میں رسول اللہ ﷺ کے وہ تمام اقوال وافعال داخل ہیں جو آپ نے دُنیا کے باشندوں کی تعلیم وتربیت کے سلسلہ میں ارشاد فرمائے یا ان پر عمل کیا، لہٰذا کتاب اللہ کے بعد ان کی حیثیت بھی قانون کی ہے اور وہ مسلمانوں کے لیے کتاب اللہ ہی کی طرح واجب التعمیل ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

﴿وَمَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ وَّلَا مُؤْمِنَةٍ إِذَا قَضَى اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ أَمْرًا أَنْ يَّكُوْنَ لَهُمُ الْخِيَرَةُ مِنْ أَمْرِهِمْ وَمَنْ يَّعْصِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَقَدْ ضَلَّ ضَلٰلًا مُّبِيْنًا﴾ (الاحزاب : ٣٦)

''اور جب اللہ اور اس کا رسول کسی معاملے میں فیصلہ کر دیں تو کسی مسلمان مرد اور عورت کے لیے اس بارے میں کوئی اور فیصلہ قبول کرنے کا اختیار باقی نہیں رہتا اور جو اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی کرے گا وہ کھلی گمراہی میں مبتلا ہو جائے گا۔''

حافظ ابن کثیر لکھتے ہیں کہ آیت میں مذکور حکم تمام امور کو شامل ہے، یعنی کسی بھی معاملے میں جب اللہ اور اس کے رسول ﷺ کا حکم صادر ہو جائے تو کسی کے لیے بھی اس کی مخالفت جائز نہیں اور نہ کسی کے قول یا رائے کی کوئی حیثیت باقی رہ جاتی ہے، جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے سورۃ النساء میں فرمایا ہے: ﴿فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُوْنَ حَتّٰى يُحَكِّمُوْكَ فِيْمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ ثُمَّ لَا يَجِدُوْا فِيْٓ أَنْفُسِهِمْ حَرَجًا مِّمَّا قَضَيْتَ وَيُسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا﴾ (النساء : ٦٥)

''آپ کے رب کی قسم! وہ لوگ مومن نہیں ہو سکتے جب تک آپ کو اپنے اختلافی امور میں اپنا فیصل نہ مان لیں، پھر آپ کے فیصلہ کے بارے میں اپنے دلوں میں کوئی تکلیف نہ محسوس کریں اور پورے طور سے اسے تسلیم کر لیں۔''

(تفسیر ابن کثیر، تحت الآیۃ)

پس معلوم ہوا کہ رسول اللہ ﷺ کے تمام اقوال و اعمال مسلمانوں کے لیے واجب العمل ہیں، اور جس طرح قرآن مجید کے اوامر ونواہی کا ماننا ان کے لیے ضروری ہے اسی طرح رسول کے اوامر ونواہی کا بھی، چنانچہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

﴿وَمَآ اٰتَاكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ وَمَا نَهٰكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا﴾ (الحشر : ٧)

''اور جو تمھیں رسول دیں اس کو لے لو اور جس سے تمھیں روکیں اس سے رک جاؤ۔''

اور رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

((مَا نَهَيْتُكُمْ عَنْهُ فَاجْتَنِبُوْهُ وَمَا أَمَرْتُكُمْ بِهِ فَافْعَلُوْهُ .)) [1]

''میں جس چیز سے تمھیں منع کر دوں اس سے رک جاؤ اور جس چیز کا تمھیں حکم دوں اس کو اختیار کرو۔''

---

[1] صحیح مسلم، کتاب الفضائل، باب توقیره ﷺ.

اس لیے مسلمانوں کا اصل سرمایہ اور راس المال یہی دونوں چیزیں ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

((تَرَكْتُ فِيكُمْ أَمْرَيْنِ لَنْ تَضِلُّوا مَا تَمَسَّكْتُمْ بِهِمَا، كِتَابُ اللّٰهِ، وَسُنَّةُ رَسُولِهِ .)) [1]

''میں تم میں دو چیزیں چھوڑے جا رہا ہوں، جب تک ان دونوں کو مضبوطی سے تھامے رکھو گے کبھی گمراہ نہیں ہو گے، وہ دو چیزیں ہیں: اللہ کی کتاب اور اس کے رسول کی سنت۔''

جناب ایوب سختیانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"إِذَا حَدَّثْتَ الرَّجُلَ بِالسُّنَّةِ فَقَالَ: دَعْنَا مِنْ هٰذَا وَحَدِّثْنَا مِنَ الْقُرْآنِ فَاعْلَمْ أَنَّهُ ضَالٌّ مُضِلٌّ ." [2]

''جب آپ کسی شخص کو سنت نبوی بیان کریں اور وہ کہے کہ سنت کو رہنے دیں، ہمیں قرآن سے مسائل بیان کریں تو جان لو کہ وہ شخص خود گمراہ ہے اور دوسروں کو گمراہ کرنے والا ہے۔''

درحقیقت اسلام کی پوری عمارت قرآن مجید اور احادیث نبویہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام پر قائم ہے، وہ قرآن مجید کی تفسیر بھی ہے، اُس کے اجمال کی تفصیل بھی، اس کے کلی احکام سے جزئیات کی تفریع بھی اور اسلام کے قرن اول کی تاریخ بھی، اس کے بغیر اسلام کی تعلیم اور اس کی ابتدائی تاریخ کے بہت سے اوراق سادہ رہ جاتے ہیں، اسلام کے ارکانِ خمسہ، توحید، نماز، روزہ، حج اور زکوٰۃ کے تفصیلی احکام بھی نہیں معلوم ہو سکتے ہیں اور نہ ان کو حدیث کی مدد کے بغیر سمجھا اور ادا کیا جاسکتا ہے، ان کے صرف کلی احکام قرآنِ مجید میں ہیں، ان کی تفصیل حدیث وسنت سے معلوم ہوتی ہے، یہی حال اکثر اوامر ونواہی اور حلال وحرام کا ہے۔

سورۃ الاحزاب کی آیت ﴿فَلَمَّا قَضٰى زَيْدٌ مِّنْهَا وَطَرًا زَوَّجْنٰكَهَا لِكَيْ لَا يَكُوْنَ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ حَرَجٌ فِيْٓ أَزْوَاجِ أَدْعِيَآئِهِمْ إِذَا قَضَوْا مِنْهُنَّ وَطَرًا وَكَانَ أَمْرُ اللّٰهِ مَفْعُوْلًا﴾ (الاحزاب: ۳۷) ''پس جب زید نے اس سے اپنی ضرورت پوری کر لی، تو ہم نے اس سے آپ کی شادی کر دی تا کہ مومنوں کے لیے ان کے منہ بولے بیٹوں کی بیویوں سے شادی کرنے میں کوئی حرج باقی نہ رہے، جب وہ منہ بولے بیٹے ان بیویوں سے اپنی ضرورت پوری کرلیں، اور اللہ کے فیصلے کو بہر حال ہونا ہی تھا۔'' ایک واقعہ کی طرف اشارہ کناں ہے جس کی وضاحت تفسیر وحدیث ہی سے دستیاب ہوگی۔

قرآن حکیم کے بعض مقامات تو اس نوعیت کے حامل ہیں کہ اگر واقعہ کے پورے پس منظر کا علم نہ ہو اور اس سے آگاہی نہ ہو کہ ان الفاظ کے پیچھے کیا اصل شے کارفرما ہے تو ان مقامات کا سمجھنا مشکل ہو جاتا ہے۔ مثال کے طور پر واقعہ بیان کر دیا ہے۔

---

[1] مؤطا امام مالك، كتاب القدر، باب النهى عن القول بالقدر، رقم: ۳۔ مستدرك حاكم: ۱/۹۳، رقم: ۳۲٤.

[2] مفتاح الجنة، ص: ۳٥.

ایسے ہی سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب یہ آیت نازل ہوئی: ﴿اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَ لَمْ يَلْبِسُوْٓا اِيْمَانَهُمْ بِظُلْمٍ اُولٰٓئِكَ لَهُمُ الْاَمْنُ وَ هُمْ مُّهْتَدُوْنَ﴾ (الانعام: ۸۲) ''وہ لوگ جنھوں نے اپنے ایمان میں ظلم کو شامل نہیں کیا، انہی کے لیے امن ہے اور وہی ہدایت یافتہ ہیں۔'' تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم پریشان ہو گئے، اور عرض کیا: اے اللہ کے رسول! ہم میں سے کون ہے جس نے کوئی ظلم نہ کیا ہو؟ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ آیت میں ظلم سے مراد شرک ہے؟ کیا تم نے لقمان (علیہ السلام) کی اپنے بیٹے کو نصیحت نہیں سنی کہ انہوں نے کہا:

﴿لَا تُشْرِكْ بِاللّٰهِ اِنَّ الشِّرْكَ لَظُلْمٌ عَظِيْمٌ﴾ (لقمان: ۱۳)

''اے میرے بیٹے! اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہ بناؤ، کیونکہ شرک ظلم عظیم ہے۔'' [1]

رسول اللہ ﷺ کی بعثت، اسلام کا ظہور، اس کی تبلیغ، اس کی راہ میں صعوبتیں، غزوات، اسلام کا غلبہ و اقتدار، حکومت الٰہیہ کا قیام، اس کا نظام، رسول اللہ ﷺ کی حیاتِ طیبہ اور آپ کی سیرت معلوم کرنے کا ذریعہ صرف حدیث و سنت ہے، اگر اس کو نظر انداز کر دیا جائے تو اسلام کی بہت سی تعلیمات اور تاریخ اسلام کے بہت سے گوشے مخفی رہ جائیں گے، اس لیے احادیث نبویہ اسلام اور اسلامی تاریخ کا بڑا قیمتی سرمایہ ہیں اور اس پر ان کی عمارت قائم ہے، اس لیے خود رسول اللہ ﷺ نے ان کی روایت و اشاعت کا حکم دیا ہے۔

((تَسْمَعُوْنَ مِنِّيْ وَيُسْمَعُ مِنْكُمْ، وَيُسْمَعُ مِمَّنْ يَسْمَعُ مِنْكُمْ.)) [2]

''تم لوگ مجھ سے سنتے ہو، دوسرے لوگ تم سے سنا کریں گے اور پھر ان سے اور لوگ سنیں گے اور پھر ان سے اور لوگ سنیں گے۔''

رسول اللہ ﷺ نے حفاظِ حدیث اور مبلغینِ حدیث و سنت کے لیے بڑی دلربا، دلفریب، دلکش اور دل کو برودت پہنچانے والی عظیم دعا فرمائی ہے:

((نَضَّرَ اللّٰهُ عَبْدًا سَمِعَ مَقَالَتِيْ فَوَعَاهَا، ثُمَّ اَدَّاهَا إِلٰى مَنْ لَمْ يَسْمَعْهَا.)) [3]

''اللہ تعالیٰ اس شخص کے چہرے کو رونق اور روشنی عطا فرمائے، جس نے میری بات سنی، اور پھر یاد رکھی، اور پھر وہ بات اس شخص تک پہنچا دی، جس نے اسے نہیں سنا۔''

آپ ﷺ نے حدیثوں کی کتابت کا بھی حکم دیا اور بعض لوگوں کے لیے حدیثیں لکھوائیں بھی:

((اُكْتُبْ فَوَ الَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهِ، مَا يَخْرُجُ مِنْهُ إِلَّا حَقٌّ.)) [4]

---

[1] صحیح بخاری، کتاب احادیث الانبیاء، رقم: ۳۳۶۰۔ سنن ترمذی، رقم: ۲۴۲۵.

[2] سنن ابو داؤد، کتاب العلم، رقم: ۳۶۵۹۔ سلسلة الاحادیث الصحیحة، رقم: ۱۷۸۴.

[3] شرف أصحاب الحديث للخطيب، رقم: ۲۰۔ موافقة الخبر الخبر للحافظ ابن حجر: ۱/۳۷۱۔ وقال: هذا الحديث صحيح المتن.

[4] سنن ابو داؤد، کتاب العلم، رقم: ۳۶۴۶۔ مسند أحمد: ۲/۱۶۲۔ مستدرك حاكم: ۱/۱۰۵۔ سلسلة الصحيحة، رقم: ۱۰۳۲.

''تم لکھا کرو، قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! میری زبان سے حق کے سوا کچھ نہیں نکلتا۔''

سیدنا انس رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

((قَيِّدُوْا الْعِلْمَ بِالْكِتَابِ...... .)) [1]

''علم کو لکھ کر محفوظ کرلو۔''

انسانی تاریخ میں بنیادی حقوق کے تحفظ اور عملی نفاذ کے حوالے سے خطبہ حجۃ الوداع کو کلیدی حیثیت حاصل ہے جو بنیادی حقوق کی سب سے اوّلین اور اہم ترین دستوری دستاویز اور آئینی چارٹر ہے، اُسے بیان کرنے کے بعد رسولِ معظم ﷺ نے ارشادفرمایا: ((فَلْيُبَلِّغِ الشَّاهِدُ الْغَائِبَ .)) [2]

''جولوگ موجود ہیں، وہ اُن لوگوں تک ان احکام کو پہنچا دیں جو یہاں موجود نہیں ہیں۔''

آنحضرت ﷺ کے ساتھیوں اور جانثاروں نے آپ کی زندگی کا ایک ایک واقعہ اور آپ کے ایک ایک فرمودہ کو نہ صرف یاد رکھا بلکہ آپ ﷺ کی تعلیم وتلقین کے مطابق اسے دوسروں تک بھی پورے حزم واحتیاط اور ذمہ داری سے پہنچایا، اس طرح برابر چراغ سے چراغ جلتا رہا اور ہر دور میں احادیث نبویہ سے مسلمانوں کا شغف وانہماک قائم رہا جس کی بنا پر آپ کے اقوال واعمال اور سیرت وزندگی کا کوئی پہلو لوگوں سے مخفی ومستور نہیں رہا۔ یہ حدیثیں پوری دنیا میں بکھری ہوئی تھیں، محدثین کرام کا یہ بڑا احسان ہے کہ انہوں نے اس زمانہ میں جب کہ سفر کی سہولتیں تھیں اور نہ ہی نشر و اشاعت کے موجودہ سامان تھے، تعلیم بھی محدود تھی، دنیائے اسلام کا چپہ چپہ چھان کر احادیث رسول ﷺ کو تحقیق وصحت کے پورے اہتمام کے ساتھ جمع ومرتب کیا، ان کے رد وقبول اور صحت وسقم کے جانچنے اور رواۃ کی جرح وتعدیل کے اصول بنائے، اصول حدیث کا مستقل فن ایجاد کیا، ہزاروں راویانِ حدیث کے حالات نہایت صحت وتحقیق کے ساتھ قلمبند کیے جو مسلمانوں کا بڑا قابل فخر کارنامہ ہے۔

فنِ اسماء الرجال کی عظیم کتاب "الإصابة فی تمییز الصحابة" کو ایڈٹ کرتے ہوئے ایک جرمن مستشرق ڈاکٹر اسپرنگر نے اپنے مقدمہ میں یہ تاریخی الفاظ رقم کیے ہیں:

''دنیا میں کوئی ایسی قوم نہیں گزری اور نہ آج کہیں موجود ہے جس نے مسلمانوں کی طرح اسماء الرجال کا عظیم الرتبت فن ایجاد کیا ہو جس کے باعث پانچ لاکھ مسلمانوں کے احوال معلوم ہوسکتے ہیں۔''

خلیفہ ہارون الرشید (۱۷۰ھ تا ۱۹۳ھ) نے ایک زندیق کو گرفتار کرکے اس کے قتل کا حکم صادر کردیا جو وضع حدیث کے جرم میں گرفتار تھا۔ اس موقع پر اس زندیق نے ہارون سے کہا کہ اے امیر المومنین! آپ ان چار ہزار احادیث کا

---

[1] صحیح الجامع الصغیر، رقم: ٤٤٣٤۔ سلسلة الصحیحة، رقم: ٢٠٢٦.

[2] مسند احمد: ٥/ ٤١١، رقم: ٢٣٤٨٩۔ مجمع الزوائد، رقم: ٥٦٢٢.

کیا کریں گے جو میں نے وضع کی ہیں اور ان میں حلال کو حرام اور حرام کو حلال بنا دیا ہے، حالانکہ ان میں ایک لفظ بھی رسول کریم ﷺ نے بیان نہیں فرمایا؟ اس پر ہارون نے کہا:

"ایـن انـت یـا عـدو الـلّٰـه مـن أبی اسحاق الفزاری وعبد الله بن المبارك ینخلانها، فیخرجانها حرفا حرفا؟"

''اے اللہ کے دشمن! تو ابواسحاق فزاری اور عبداللہ بن مبارک سے بچ کر کہاں جائے گا جو ان (وضعی احادیث) کو چھلنی کی طرح چھان کر ان کا ایک ایک حرف نکال باہر پھینکیں گے؟''

علامہ ابن حزم رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"نـقـل الثـقـة عن الثقة مع الإتصال حتی یبلغ النبی ﷺ خـص الـلّٰـه به المسلمین دون سائر الملل کلها." [1]

''ثقہ راوی کا ثقہ راوی سے اتصالِ سند کے ساتھ نقل کرنا حتیٰ کہ نبی کریم ﷺ تک سند کا پہنچنا، اس کام میں اللہ تعالیٰ نے امت مسلمہ کو تمام امتوں میں نمایاں مقام دیا ہے۔''

ہمارے اشراف اور سرپرستی میں ادارہ انصار السنہ پبلی کیشنز، لاہور نے اہل اسلام کی علمی خدمت کرنے کے لیے حدیث کی نشر و اشاعت کا جو عظیم الشان منصوبہ بنایا ہے، مسند امام احمد بن حنبل کی بزبانِ اردو اشاعت بھی اسی سلسلہ کی کڑی ہے۔ اصطلاحات المحدثین میں مسند اس کتاب کو کہا جاتا ہے جو صحابہ کے ناموں کو حروف تہجی یا پھر ان کے مراتب کو مدنظر رکھتے ہوئے کہ پہلے خلفاء اربعہ، پھر عشرہ مبشرہ، پھر اہل بدر یا کسی بھی اعتبار سے انہیں جمع کرنے کے بعد ان کے تحت ان کی مرویات کو ذکر کیا جائے یا پھر ایک کتاب میں صرف ایک صحابی کی مرویات کو ذکر کیا جائے۔ چنانچہ مسند سے استفادہ عامی کے لیے مشکل ہوتا ہے، اس چیز کو مدنظر رکھتے ہوئے اور عوام الناس کے لیے مسند احمد سے استفادہ آسان بنانے کے لیے احمد بن عبدالرحمٰن الساعاتی نے مسند احمد کو الفتح الربانی کے نام سے فقہی ترتیب دے دی اور پھر اُس پر بلوغ الامانی کے نام سے علمی حواشی لکھ ڈالے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل و رحمت سے ادارہ انصار السنہ نے اس کتاب الفتح الربانی بترتیب مسند الامام احمد بن حنبل الشیبانی کے ترجمہ، تخریج اور شرح کو بطریق احسن شائع کر دیا ہے۔ ترجمہ میں حتی المقدور کوشش کی گئی ہے کہ یہ نہایت سلیس اور عام فہم ہو۔ جب کہ شرح اور تخریج کا کام بڑی عرق ریزی کے ساتھ سر انجام دیا گیا ہے۔ ادارہ کی اس خدمت کی قدر کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔ وکان سعیهم مشکوراً.

امام صاحب کا نام احمد بن حنبل شیبانی، مروزی ہے، کنیت ابوعبداللہ، آپ خالص عربی النسل اور قبیلہ شیبان سے تعلق رکھتے تھے۔ ربیع الاول سنہ ۱۶۴ھ کو بغداد میں پیدا ہوئے۔ [2]

---

[1] تاریخ بغداد: ٤/٤٥١۔ سیر اعلام النبلاء: ١١/١١٧۔ ١٧٩.

[2] تدریب الراوی: ٢/١٥٩

بچپن میں ہی قرآن مجید حفظ کرلیا اور عربی لغت کی تعلیم بھی حاصل کر لی۔ تقویٰ وطہارت اور نجابت وصلاحیت کے آثار ابتدا ہی سے نمایاں تھے۔ انہیں آثار کو دیکھ کر ہشیم بن جمیل نے کہا تھا کہ اگر یہ نوجوان زندہ رہا تو اہل زمانہ پر حجت ہوگا۔ ❶

امام احمد نے آنکھیں کھولیں تو بغداد کے اہل علم سے استفادہ کیا۔ بغداد سے حصولِ علم کے بعد کوفہ، بصرہ، مکہ، مدینہ، یمن، شام اور جزیرہ کا سفر کیا اور ہر جگہ کے نامور محدثین کے دامنِ فیض سے وابستہ رہے۔ سنہ ۱۸۷ھ میں حجاز کے پہلے سفر میں ان کی ملاقات امام شافعی رحمہ اللہ سے ہوئی پھر بغداد میں دوبارہ ہوئی۔ امام احمد اس وقت پختہ کار ہو چکے تھے۔ امام شافعی رحمہ اللہ حدیث کے صحت وسقم کے بارے میں ان پر اکثر اعتماد کرتے تھے اور فرماتے تھے کہ اگر محدثین کے یہاں حدیثیں صحیح ہوں تو مجھے بتلادیا کرو میں اسی کو اختیار کروں گا۔ بلند ہمتی، کثرت اسفار اور غیر معمولی حافظے کا نتیجہ تھا کہ ان کو دس لاکھ احادیث زبانی یاد تھیں۔ امام شافعی بھی ان کے بڑے معترف اور قدر دان تھے۔ بغداد سے جاتے ہوئے انہوں نے فرمایا:

"خرجت من بغداد وما خلفت بها اتقى ولا افقه من احمد بن حنبل رحمه الله" ❷

''میں بغداد شہر کو اس حالت میں چھوڑ کر جارہا ہوں کہ وہاں احمد بن حنبل رحمہ اللہ سے بڑھ کر نہ کوئی متقی ہے اور نہ کوئی فقیہ۔''

مسئلہ خلق قرآن میں ان کی ثابت قدمی کا تمام عالم اسلام میں شہرہ تھا اور ہر طرف ان کی تعریف اور دعا کا غلغلہ تھا۔ ان کو جو ذاتی کمالات اور اوصاف اللہ تعالیٰ کی طرف سے عطا کیے گئے تھے اس کی بنا پر کبھی اپنی عظمت کا احساس نہیں ہوا۔ ان کے ساتھی یحییٰ بن معین کہتے ہیں:

"ما رايت مثل احمد بن حنبل صحبته خمسين سنة ما افتخر علينا بشئى مما كان فيه من الصلاح والخير" ❸

''میں نے امام احمد جیسا کوئی نہیں دیکھا۔ میں پچاس برس ان کے ساتھ رہا انہوں نے کبھی ہمارے سامنے اپنی صلاح وخیر پر فخر نہیں کیا۔''

حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ امام احمد رحمہ اللہ پر اللہ تعالیٰ کی رحمت ہو، نہایت متواضع اور خلیق انسان تھے۔ ❹

حافظ ابن جوزی نے ان کے شیوخ کی تعداد سو سے زائد بتائی ہے جیسے ہشیم بن بشیر بن حازم، وکیع، یحییٰ بن سعید القطان، سفیان بن عیینہ، سلیمان بن داؤد طیالسی، عبدالرحمٰن بن مہدی اور امام شافعی رحمہ اللہ وغیرہ۔

---

❶ معرفة علوم الحديث للحاكم (دارالافاق الجديدة بيروت، الطبعة الرابعة ١٩٨٠ء)، ص : ١٩٤.

❷ تذكرة الحفاظ للذهبى (دارالكتب العلميه بيروت للطبعة الاولى، ١٤١٩ھ/١٩٩٨ء): ٢/١٦.

❸ حلية الاولياء: ٩/١٨١۔ ❹ تاريخ بغداد : ٤/٤١٤.

تلامذہ کے متعلق حافظ ذہبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: بخاری، مسلم، ابوداؤد، ابوزرعہ، مطین عبد اللہ بن احمد اور ایک بہت بڑی خلقت۔ خلق عظیم کے لفظ سے معلوم ہوا کہ تلامذہ کی تعداد بے شمار ہے جس میں بڑے بڑے آئمہ فن داخل ہیں۔ ❶

امام صاحب کی تصنیفات کے نام یہ ہیں: (۱) کتاب الزہد۔ (۲) کتاب الناسخ والمنسوخ۔ (۳) کتاب المنسک الکبیر۔ (۴) کتاب المنسک الصغیر۔ (۵) کتاب حدیث شعبہ۔ (۶) کتاب فضائل صحابہؓ۔ (۷) مناقب صدیق اکبرؓ و حسنین۔ (۸) کتاب الاشربۃ۔ (۹) تاریخ۔ (۱۰) تفسیر۔ (۱۱) المسند۔ (۱۲) کتاب الصلاۃ وغیرہ۔ ❷

جب معتزلہ نے عقیدہ خلق قرآن کو کفر و ایمان کا معیار بنا دیا، تو آپ نے خلق قرآن کے عقیدہ کی مخالفت کی تو انہیں سخت آزمائش و ابتلاء کا سامنا کرنا پڑا۔ قید کے پابہ زنجیر رقہ لائے گئے پھر واپس بغداد پابند سلاسل کر دیا گیا۔ اس کے بعد امام صاحب کو معتصم کے سامنے پیش کیا گیا اور ان پر ۲۸ کوڑے لگائے گئے۔ ایک تازہ دم جلاد صرف دو کوڑے لگاتا پھر دوسرا جلاد بلایا جاتا۔ امام صاحبؒ ہر کوڑے پر فرماتے:

"اعطونی شیئا من کتاب اللہ او من سنۃ رسولہ حتی اقولہ بہ" ❸

''میرے سامنے اللہ کی کتاب یا سنت رسول سے کوئی دلیل پیش کرو تا کہ میں اس کو مان لوں۔''

امام بخاری رحمہ اللہ فرماتے ہیں: میں نے سنا کہ امام احمدؒ کو ایسے کوڑے لگائے گئے کہ اگر ہاتھی کو لگتا تو چیخ مار کر بھاگتا۔ امام احمد کی ثابت قدمی اور استقامت سے یہ فتنہ ہمیشہ کے لیے ختم ہو گیا اور امت مسلمہ ایک بڑے دینی خطرے سے محفوظ ہو گئی۔

امام علی بن مدینی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ''اللہ تعالیٰ نے اس دین کے غلبے کا کام دو شخصوں سے لیا۔ جن کا تیسرا ہمسر نظر نہیں آتا۔ ارتداد کے موقع پر ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ، اور فتنہ خلق قرآن کے سلسلے میں امام احمد بن حنبل'' ❹

امام صاحب رحمہ اللہ نے ۷۷ سال کی عمر میں ۱۲ ربیع الاول ۲۴۱ھ کو انتقال فرمایا۔ اس پر سارا شہر اُمنڈ آیا۔ کسی کے جنازے پر خلقت کا ایسا ہجوم دیکھنے میں نہیں کبھی آیا تھا۔ جنازہ میں شرکت کرنے والوں کی تعداد محتاط اندازہ کے مطابق تیرہ لاکھ مرد اور ساٹھ ہزار خواتین تھی۔ ❺

حافظ ابن کثیر کے فرماتے ہیں: امام صاحب کا یہ قول اللہ تعالیٰ نے برحق ثابت کر دیا کہ "قولوا لاھل البدع بیننا وبینکم یوم الجنائز" ''ان اہل بدع 'مخالفین' سے کہہ دو کہ ہمارے اور تمہارے درمیان فرق جنازے کے دن کا ہے۔'' ❻

امام صاحب سولہ سال کی عمر میں علم حدیث کی تحصیل میں مشغول ہو گئے تھے اسی زمانے سے جمع روایات کی ابتدا کر دی تھی۔ گویا ۱۸۰ھ سے تصنیف کا آغاز کیا اور اخیر زندگی تک اس میں مشغول رہے۔ اس کی روایات کو متفرق

---

❶ تذکرۃ الحفاظ: ۵/۸۔

❷ تذکرۃ الحفاظ: ۱۶۱/۱ (ان میں سے بعض مطبوع ہیں) مزید دیکھیں: کشف الظنون۔

❸ البدایہ والنہایہ: ۳۳۶/۱۰۔ ❹ تاریخ بغداد: ۴۱۸/۴۔

❺ وفیات الاعیان: ۴۸/۱۔ ❻ سیر أعلام النبلاء: ۳۴۳/۱۱.

اوراق میں جمع کیا یہاں تک کہ جب زندگی کا وقت قریب الاختتام ہوا تو اس مسودے کو اسی حالت میں اپنے عزیز و اقارب کو سنایا۔ [1]

حافظ شمس الدین جزری فرماتے ہیں: کہ امام احمدؒ نے مسند کو متفرق اوراق میں لکھا تھا اور مختلف اجزا میں پھیلا رکھا تھا جیسے کہ مسودہ ہوتا ہے۔ اس کی تنقیح وتہذیب سے پہلے انتقال ہو گیا اور کتاب اسی حال میں رہ گئی۔ [2]

مسند میں تقریباً سات سو صحابہ رضی اللہ عنہم کی روایات ہیں۔ روایات کی تعداد تیس ہزار بتائی گئی ہے اور عبداللہ کی زوائد کا شمار کر کے چالیس ہزار تعداد بتائی گئی ہے۔ [3]

حدیث کا اتنا بڑا اور کوئی مجموعہ نہیں ہے۔ اس میں تقریباً تین سو ثلاثی روایات ہیں۔ حافظ شمس الدین جزری لکھتے ہیں: کوئی حدیث غالباً ایسی نہیں ہے جس کی اصل مسند میں نہ ہو (واللہ اعلم) دیگر مسانید سے صحیح تر ہے۔ [4]

امام ممدوح رحمہ اللہ علیہ کے بیٹے عبداللہ رحمہ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

" قلت لأبی لم کرهت وضع الکتاب وقد عملت المسند فقال: عملت هذا الکتاب اماما اذا اختلف الناس فی سنة عن رسول الله رجع إليه . " [5]

''میں نے اپنے والد گرامی احمد بن حنبل رحمہ اللہ سے دریافت کیا کہ آپ کتابیں مرتب کرنے سے کیوں منع کرتے ہیں حالانکہ آپ نے خود بھی مسند لکھی؟ آپ نے جواباً فرمایا: یہ کتاب میں نے لوگوں کی رہنمائی کے لیے لکھی ہے۔ جب سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سلسلے میں لوگوں میں کوئی اختلاف رونما ہوگا تو وہ اس کی طرف رجوع کریں گے۔''

ابوموسیٰ المدینی (م ۵۸۱ھ) کہتے ہیں: مسند بہت بڑی کتاب ہے اور اصحاب الحدیث کے لیے یہ ایک ثقہ مصدر ہے اور اس سے بہت سے مسائل حل ہو جاتے ہیں۔ [6]

بہت سے علماء نے مسند احمد کی احادیث کی شرح لکھی بعض نے اختصار کیا بعض نے اس کی غریب احادیث پر کام کیا۔ بعض نے اس کے خصائص پر لکھا اور بعض نے اطراف الحدیث کا کام کیا۔ اللہ تعالیٰ نے ہم پر اپنا خاص فضل وکرم فرمایا کہ المنهج الأسعد بترتیب المسند الامام احمد کے نام سے مسند احمد بن حنبل کی علمی خدمت کا موقع ملا، اس کتاب میں ہم نے مسند کی اطراف کو جمع کیا ہے، مگر قولی اور فعلی روایات کی اطراف علیحدہ علیحدہ ترتیب دی ہیں۔ ساتھ میں روایت کرنے والے صحابی کا نام مسند احمد کے اوّل مطبوع نسخہ کی جلد مع صفحہ، احمد شاکر کی تحقیق وتخریج کے ساتھ مطبوع نسخہ کی ترقیم اور الفتح الربانی کی جلد مع صفحہ کو ذکر کر دیا ہے۔

---

[1] طبقات الشافعيه الكبرىٰ : ۱ ۱/۲۰۲۔ [2] مقدمه المسند به تحقيق احمد شاكر۔

[3] ایضاً. [4] محدثین عظام اور ان کے علمی کارنامے، ص: ۱۳۴۔

[5] خصائص المسند للمدینی ص ۸. [6] المصعد الاحمد (مقدمه مسند الامام احمد) تحقيق احمد شاكر: ۱/۲۳۔ ۳۲.

مسند پر کام کرنے والے علما کے نام اور ان کی تالیف کی تفصیل کچھ یوں ہے:

۱: معجم الصحابة: حافظ ابوبکر محمد بن عبداللہ المحب الصامت (م۷۷۹ھ) نے معجم الصحابہ کے لحاظ سے اس کو مرتب کیا جیسے اطراف کی کتب ہوتی ہیں۔ ❶

۲: حافظ اسماعیل بن کثیر (م۷۷۴ھ) نے محبّ الصامت کی ترتیب سے مسند کو لکھا اور اس کے ساتھ کتب ستہ، مسند البزار، مسند ابی یعلی، معجم الطبرانی الکبیر کا اضافہ کیا اور اسے ترتیب دیا اور اس کا نام "جامع المسانید والسنن" رکھا۔ ❷

۳: ترتیب المسند: محمد بن عبدالرحمٰن بن محمد المقدسی المعروف ابن زریق (م۸۰۳ھ) نے ترتیب المسند کے نام سے یہ کتاب تدوین کی۔ ❸

۴: ترتیب المسند: ابوالحسن علی بن حسین المعروف ابن زکنون (م۸۳۷ھ) نے بھی ترتیب المسند کے نام سے علمی کام کیا۔ ❹

۵: ابوالقاسم علی بن حسن، المعروف ابن عساکر (م۵۷۱ھ) نے ترتیب اسماء الصحابہ الذین اخرج حدیثهم احمد بن حنبل فی المسند کے نام سے مسند احمد کی علمی خدمت کی۔ ❺

۶: حافظ شمس الدین محمد بن علی بن حسن بن حمزہ الحسینی (م۷۶۵ھ) نے الاکمال بمن فی مسند احمد من الرجال ممن لیس فی تہذیب الکمال کے نام سے کتاب ترتیب دی۔ ❻

۷: احمد بن عبدالرحمٰن الساعاتی نے الفتح الربانی بترتیب مسند الامام احمد بن حنبل الشیبانی کے نام سے مسند احمد کی فقہی ترتیب لگائی اور علمی حواشی بھی لکھے۔ ❼

۸: احمد بن عبدالرحمٰن الساعاتی نے بلوغ الامانی من اسرار الفتح الربانی میں مسند احمد پر علمی حواشی لکھے۔ ❽

۹: احمد بن شاکر نے مسند احمد کی علمی تخریج اور حواشی کا کام کیا اور ساتھ اس کی علمی علمی فہارس بھی تیار کی۔ ❾

۱۰: ابوالحسن بن عبدالہادی السندی (م۱۲۳۹ھ) نزیل مدینہ منورہ نے مسند کی شرح لکھی ہے۔ ❿

۱۱: زین الدین عمر بن احمد شجاع حلبی نے اس کا اختصار بنام "المعتقد من مسند الامام احمد" لکھا۔ ⓫

---

❶ تدوین السنه النبویه: للزهرانی (مکتبه الصدیق الطائف، ۱٤۱۲هـ، الطبعه الاولیٰ)، ص: ۱۰۸.

❷ تدوین السنه للزهرانی، ص: ۱۰۸

❸ تدوین السنه للزهرانی، ص: ۱۰۸.

❹ اطراف المسند: ۱/ ۸۲.

❺ ایضاً، ص ۸٤.

❻ تدوین السنه، ص: ۱۰۹-۱۱۰.

❼ تدوین السنه للزهرانی، ص: ۱۱۰.

❽ ایضاً.

❾ مطبوع دارالمعارف القاهره، ۱۹٤۹ء.

❿ کتب میں اس کا نام تو مذکور ہے مگر اس کی طباعت کا علم نہیں۔

⓫ مفتاح السنه للخولی، ص: ۳۷.

۱۲: حافظ ابن حجر عسقلانی نے المطالب العالیہ بزوائد المسانید الثمانیہ، میں نو مسندوں کو جمع کیا، انہوں نے مسند احمد کے ساتھ ساتھ اس میں کتب ستہ اور مسند احمد پر زوائد درج کیے ہیں۔

۱۳: علامہ نورالدین ابوالحسن بن ابی بکر الہیثمی (م ۸۰۷ھ) نے غایۃ المقصد فی زوائد المسند میں ان احادیث کو ترتیب دیا ہے جو مسند احمد میں ہیں لیکن صحاح ستہ میں نہیں ہیں۔ گویا مسند احمد میں صحاح ستہ سے زائد ہیں۔ اس کتاب کو فقہی کی ترتیب سے مرتب کیا گیا ہے۔ اس میں کل ۴۶ کتب ہیں اور ۱۵۱۵۳ احادیث ہیں۔

۱۴: جلال الدین عبدالرحمٰن السیوطی (م ۹۱۱ھ) نے عقود الزبرجد علی مسند الامام احمد کے نام سے مسند احمد پر کام کیا یہ تعلیق حروف معجم پر مرتب ہے۔ اس میں مسند احمد کی بعض احادیث کے اعراب بیان کیے گئے ہیں۔

۱۵: ابوموسیٰ المدینی (م ۵۸۱ھ) نے کتاب خصائص المسند مرتب کی۔

۱۶: شیخ شعیب الارناؤوط نے ایک جماعت کے ساتھ مل کر الموسوعۃ الحدیثیۃ کے نام سے مسند کی علمی تخریج اور حواشی مرتب کیے، بعض روایت جو مسند احمد کے اوّل مطبوع نسخے سے ساقط تھیں ان کو بھی شاملِ کتاب کیا۔

آخر میں ہم اپنے انتہائی قریب دوست ابوحمزہ عبدالخالق صدیقی کو خراج تحسین پیش کرتے ہیں جو دیارِ غیر میں رہتے ہوئے بھی حدیث رسول کی خدمت میں مصروف کار ہیں۔ دیارِ غیر میں منہج سلف کی ترجمانی میں ان کا کردار انتہائی وافر و نمایاں ہے۔ ایسے ہی ان کے دست راست اور ہمارے انتہائی مخلص و محبّ حافظ حامد محمود الخضری حفظہ اللہ کو اللہ تعالیٰ اجر جزیل عطا فرمائے کہ جن کے علمی تعاون واشراف سے محدثین کی علمی ثرات کو بزبانِ اردو ترجمہ کے ساتھ منصۂ شہود پر لایا جارہا ہے، اور ابوحمزہ عبدالخالق کے ساتھ مل کر احیاء منہج اہل السنۃ والجماعۃ کے سلسلہ میں مختلف موضوعات پر تقریباً پینتیس کتب ترتیب دے کر شائع کروائیں۔ یہ بڑی مبارک اور قابل قدر سعی ہے۔ جزاهم اللّٰه خيراً في الدنيا والآخرة واجزل مثوبتهم.

اللہ عزوجل کے حضور دعا گو ہیں کہ وہ اس مبارک عمل کو قبول عام بخشے، اور ہمارے لیے، ہمارے والدین اور ہمارے اساتذہ کرام کے لیے اس کو ذخیرہ آخرت بنائے۔ آمین یارب العالمین

وصلى اللّٰه تعالىٰ على خير خلقه محمد وعلى آله وصحبه وسلم.

وكتبه

عبداللہ ناصر رحمانی حفظہ اللہ

❀❀❀❀

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مقدمہ

إِنَّ الْحَمْدَ لِلَّهِ، نَحْمَدُهُ نَسْتَعِينُهُ وَنَسْتَغْفِرُهُ وَنَعُوذُ بِاللَّهِ مِنْ شُرُورِ أَنْفُسِنَا، مَنْ يَهْدِهِ اللَّهُ فَلَا مُضِلَّ لَهُ وَمَنْ يُضْلِلْ فَلَا هَادِيَ لَهُ، وَأَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ۔

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ حَقَّ تُقٰتِهِ وَلَا تَمُوتُنَّ إِلَّا وَأَنْتُمْ مُسْلِمُونَ﴾

(سورة آل عمران: ۱۰۲)

﴿يَا أَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوا رَبَّكُمُ الَّذِي خَلَقَكُمْ مِنْ نَفْسٍ وَاحِدَةٍ وَخَلَقَ مِنْهَا زَوْجَهَا وَبَثَّ مِنْهُمَا رِجَالًا كَثِيرًا وَنِسَاءً وَاتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِي تَسَاءَلُونَ بِهِ وَالْأَرْحَامَ إِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلَيْكُمْ رَقِيبًا﴾ (سورة النساء: ۱)

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَقُولُوا قَوْلًا سَدِيدًا۔ يُصْلِحْ لَكُمْ أَعْمَالَكُمْ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوبَكُمْ وَمَنْ يُطِعِ اللّٰهَ وَرَسُولَهُ فَقَدْ فَازَ فَوْزًا عَظِيمًا﴾ (سورة الاحزاب: ۷۰، ۷۱)

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى أَزْوَاجِهٖ وَ ذُرِّيَّتِهٖ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى آلِ إِبْرَاهِيمَ وَبَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّ أَزْوَاجِهٖ وَ ذُرِّيَّتِهٖ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰى إِبْرَاهِيمَ إِنَّكَ حَمِيدٌ مَّجِيدٌ۔

أَمَّا بَعْدُ فَنَقُولُ:

حمد وثنا، تعریف وتوصیف، مدح وستائش اور کبریائی و بڑائی اس ذاتِ بابرکات کے لیے خاص ہے، جو اپنی مخلوق کی پالنہار اور پروردگار ہے۔ صلاۃ وتسلیم کا نور برستا ہے اور درودوسلام کی کرنیں پڑتی رہیں سید الاولین والآخر بن محمد رسول اللہ ﷺ کی ذات پر اور ان کی آل پر اور رحمت و برکت کا نزول ہوتا رہے صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم پر، سلف صالحین پر، محدثین عظام رحمہم اللہ پر اور قیامت تک آنے والے نبی کریم ﷺ کے اطاعت گزاروں پر۔ (آمین)

اس جہانِ آب وگل میں اور فلک نیلگوں کے نیچے اگر کوئی مقدس اور پاکیزہ مصروفیت اور مشغولیت ہوسکتی ہے تو وہ یہی کہ محمد رسول اللہ ﷺ کے قلب آفاق گیر، وحی الٰہی کا مہبط، علوم ومعارف کا مخزن اور انوار وتجلیات الٰہیہ کا مرکز بننے والے سینہ مبارک اور زبان وحی سے نکلنے والے آب دار موتیوں کی خدمت کی جائے، ان کی مہک اور خوشبو سے جان مسام کو معطر کیا جائے، ایمان کی حرارت اور ضوء کا اہتمام کیا جائے۔ لمحہ بھر کیلئے بندہ مکان وزمان کی پہنائیوں سے آگے نکل کر اس عہد زریں اور دور سعید میں پہنچ جائے جس میں کائنات کی سب سے عظیم ہستی اپنے فیضان وبرکات سے نہ

صرف ذہنوں کو بدل رہی تھی، بلکہ زندگی کونئی راہوں پر ڈال رہی تھی ...... بخدا!!ایک شخص کی خواہشوں کی معراج اور تمناؤں کا اوج کمال یہی ہے۔ اس خدمت سے انسان زندہ جاوید ہوتا ہے اور یہی وہ چاکری ہے جس سے سرمدیت و ابدیت حاصل ہوتی ہے۔ اسی خدمت کو اعزاز واکرام سمجھتے ہوئے بڑے بڑے اصحابِ عزیمت اور صاحبان استقلال میدان عمل میں اترے اور اپنا سب کچھ وار دیا۔ بیوی بچوں، خویش واقارب، مال ومنال، راحت وآرام غرضیکہ سب کچھ اسی مقصد کیلئے قربان کر دیا۔ ائمہ احادیثِ نبویہ نے یہ بڑی جانفشانی اور نہایت عرق ریزی سے طلبِ حدیث کے لیے وہ بڑے جاں گسل مرحلوں سے گزرے اور بے حد کٹھن حالات سے انہیں سابقہ پڑا۔ سچ تو یہ ہے کہ کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ کی حفاظت اور ان جواہر ریزوں کے اکٹھا کرنے میں سلف امت نے جس قدر محنت وجستجو کی دیگر مذاہب کی تاریخ میں اس کی مثال نہیں ملتی۔

شریعت محمدیہ کا مدار وانحصار کتاب وسنت پر ہے، اکثر آیاتِ قرآنیہ مجمل اور اصول وقواعد پر مشتمل ہیں، جبکہ فرامینِ رسول میں تفصیل وتبیین اور توضیح وتشریح پائی جاتی ہے۔ اس لیے سلف نے جہاں قرآن مجید کی تفسیر میں علم وعرفان کے جام وسبو چھلکائے ہیں، وہاں انہوں نے احادیثِ مصطفیٰ ﷺ کیلئے بھی لازوال اور انمٹ نقوش چھوڑے ہیں، ان کی مساعی جمیلہ کو کسی ایک گوشے میں بند کرنا ممکن نہیں۔ انہوں نے دیوانہ وار ایک ایک گوشہ سے دانہ دانہ جمع کیا اور ہمارے سامنے اس کا انبار لگادیا۔ آج کتبِ احادیث کی جتنی اقسام ہیں، وہ انہی کی کوششوں اور خود فراموشیوں کی رہین منت ہیں۔

اس دور کے لوگوں نے بھی ان کتب حدیث سے تابش وضوء حاصل کی اور اپنی روح کی بالیدگی کا سامان مہیا کیا اور اس زمانہ بلکہ قیامت تک آنے والا ہر شخص ان سے اخذ واستفادہ اور روشنی حاصل کرتا رہے گا، اور ان شاء اللہ یہ مبارک سلسلہ روزِ جزا سے پہلے تک جاری رہے گا۔

اسی سلسلے کی ایک بنیادی کڑی اور ان خوشا نصیبوں، طالع ارجمندوں اور سعادت مندوں میں سے ایک قابل صد افتخار نام **امام احمد بن حنبل** رحمہ اللہ کا بھی ملتا ہے، جن کی عظیم خدماتِ احادیث کی ایک شکل "مسند الامام احمد بن حنبل" کی صورت میں موجود ہے، اگلے صفحات پر امام صاحب کے سوانح عمری موجود ہیں۔

جیسے اس عالم رنگ وبو کا ہر کس وناکس، ادنی واعلی، امیر وغریب، نیک وبد، غرضیکہ ہر شخص اپنے آپ کو کچھ نہ کچھ صلاحیتوں والا اور اپنے آپ کو ان میں ممتاز سمجھتا ہے، ایسے ہی بندۂ ناچیز بھی اس رائے کا غلام ہے کہ میں گنہگار ہونے کے باوصف اپنے آپ کو بعض امور میں باصلاحیت گردانتا ہوں، لیکن یہ خیال مجھے کبھی نہیں آیا تھا، اس سوچ نے مجھے کبھی خوش نہیں کیا تھا کہ بارگاہِ ایزدی میں یہ فیصلہ ہو چکا ہے کہ امام احمد رحمہ اللہ کی عظیم تر تصنیفِ حدیث کو اردو قالب میں ڈھالنے کے لیے بندۂ ناچیز کو استعمال کیا جائے گا۔ لیکن چھ سات برسوں کی محنت ومشقت اور (13341) احادیث کے ترجمہ وتشریح وتخریج کے بعد تسلی صرف اس وقت ہوگی، جب یہ ظن غالب ہو جائے گا کہ اللہ تعالی نے اردو زبان میں پیش کیے گئے ان جملوں کو شرفِ قبولیت سے نواز دیا ہے، یہی حقیقی کامیابی ہے، یہی حقیقی کامرانی ہے، باقی سب کچھ رائیگاں

ہے، جب تک یہ اعزاز نہ ملے، اس وقت تک لوگوں کی مدح سرائی بھی مفید ثابت نہیں ہوتی، بلکہ مضر بن جاتی ہے، اے ربّ کریم! کرم فرمانا، جیسے تیری شان کے لائق ہے اور یہی تجھے زیبا ہے۔

قبل اس کے کہ ہم اس کتاب سے متعلقہ گزارشات پیش کریں، سب سے پہلے اپنے اساتذۂ کرام اور مشائخ عظام کے حق میں دعا کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ان کے تلامذہ کو ان کے لیے صدقہ جاریہ بنائے، اگر اس خدمت میں کوئی کمال ہے تو اللہ تعالیٰ کی توفیق کے بعد ان کے بہ سبب ہے۔ میری مراد فضیلۃ الشیخ پیر محمد یعقوب قریشی رحمہ اللہ، فضیلۃ الشیخ ارشاد الحق اثری، فضیلۃ الشیخ حافظ ثناء اللہ زاہدی، فضیلۃ الشیخ عبد العزیز علوی، فضیلۃ الشیخ حافظ مسعود عالم، فضیلۃ الشیخ حافظ محمد شریف، فضیلۃ الشیخ محمد یونس بٹ، فضیلۃ الشیخ مفتی عبد الحنان، فضیلۃ الشیخ پروفیسر نجیب اللہ طارق، فضیلۃ الشیخ عابد مجید مدنی، فضیلۃ الشیخ قمر الزمان مدنی، فضیلۃ الشیخ محمد مظفر شیرازی، قیمتی اور حوصلہ افزائی والے مشوروں اور مختلف صورتوں میں اعانت کی بنا پر اپنے فاضل بھائی غلام مصطفیٰ ظہیر امن پوری کا بھی شکر گزار ہوں۔ حَفِظَهُمُ اللّٰهُ تَعَالٰی وَوَعَاهُمْ وَ تَقَبَّلَ مَسَاعِيَهُمُ الْمُبَارَكَةِ وَشَكَرَ جُهُوْدَهُمْ.

اس کتاب کے بارے میں:

ہم نے اس کتاب میں درج ذیل امور کو سامنے رکھا:

۱۔ یہ مترجم شیخ احمد عبد الرحمٰن بنّا ساعاتی رحمہ اللہ کی فقہی ترتیب پر مشتمل ہے اور ہم نے "بيت الافكار الدولية" کے نسخے کے مطابق اس کتاب کی احادیث کی نمبرنگ کی۔

۲۔ احادیث پر اعراب لگائے۔

۳۔ سلیس اردو میں ترجمہ کیا، ذہن نشین کر لیں کہ یہ ترجمہ عربی زبان کو سمجھنے والوں کے لیے نہیں کیا گیا، بلکہ اس اردو دان طبقے کے لیے کیا گیا ہے، جو عربی زبان کو اچھی طرح نہیں جانتے، اس لیے ہم نے ترجمہ کرتے وقت بعض مقامات پر احادیثِ مبارکہ کے الفاظ کا نہیں، بلکہ اس چیز کو سامنے رکھا کہ اردو میں اس مفہوم کو کون سی ترکیبات میں ادا کیا جاتا ہے، تاکہ مطالعہ نگاروں کے آسانی پیدا ہو جائے اور احادیث کے مقصد کو سمجھنا ان کے لیے آسان ہو جائے۔

۴۔ آیاتِ قرآنیہ اور احادیثِ نبویہ کی روشنی میں احادیث کی تشریح و توضیح کی اور مختلف فیہ مسائل میں زیادہ تر صرف راجح قول پیش کرنے پر اکتفا کیا، شرح میں شیخ البانی رحمہ اللہ کے بعض فقہی مباحث بھی موجود ہیں۔

۵۔ فوائد میں امام البانی رحمہ اللہ جیسے محققین پر اعتماد کرتے ہوئے احادیثِ صحیحہ کا ذکر کیا گیا، لیکن فوائد میں کتب احادیث کا حوالہ دیتے وقت ہم ہر کتاب کے مخصوص نسخے کے پابند نہ رہے، اس کی وجہ یہ ہے کہ ہمیں ایک لائبریری میں بیٹھ کر یہ خدمت کرنے کا موقع نہ مل سکا۔

۶۔ احادیث کی تخریج میں درج ذیل امور مدنظر رہے:

(أ) جس حدیث کو امام بخاری اور امام مسلم دونوں یا ان میں سے کسی ایک نے روایت کیا تو صرف ان ہی کا حوالہ دینے پر اکتفا کیا، اہل علم اس راز کو سمجھتے ہیں۔

(ب) جو حدیث صحیحین میں نہ ہو اور سنن اربعہ (ابوداود، ترمذی، نسائی، ابن ماجہ) اور دوسرے علمی مصادر و مآخذ میں موجود ہو تو اس کی تخریج میں صرف سنن اربعہ کا حوالہ دیا، کیونکہ صحیحین کے بعد ان کتب کو خصوصی امتیاز حاصل ہے.

(ج) اگر کوئی حدیث کتبِ ستہ میں نہ ہو اور دوسری کتبِ احادیث میں موجود ہو تو ان تمام کتب کا احاطہ نہیں کیا، بلکہ تخریج میں ان چند کتب کا ذکر کیا، جو ہمارے ہاں معروف ہیں، مثلا مستدرک حاکم، صحیح ابن حبان، صحیح ابن خزیمہ اور مسند ابو یعلی کا ذکر کر دیا اور تاریخ کبیر، شمائل ترمذی اور مسند بزار کا ذکر نہیں کیا، لیکن اگر کوئی حدیث سرے سے اس قسم کے ایک دو مآخذ میں ہی پائی جاتی ہو تو ان کا ذکر کر دیا، وہ معروف ہوں یا غیر معروف، بہرحال ہم اس ضمن میں کسی خاص ضابطے کے پابند نہیں رہے۔

(د) تخریج کرتے وقت اور احادیث پر صحیح یا ضعیف کا حکم لگاتے وقت ہم نے زیادہ تر "الموسوعة الحديثية" کو سامنے رکھا اور اسی کے مطابق کتب کا حوالہ دیا، بعض مقامات پر حکم لگاتے وقت شیخ البانی رحمہ اللہ کی رائے کو ترجیح دی۔

(ز) ہر حدیث کا متن ختم ہونے کے بعد مسند احمد کا ایک حوالہ دیا گیا اور پھر تخریج کے بعد ایک حوالے کا ذکر کیا گیا، اول الذکر حوالے کا تعلق نسخہ بیت الافکار الدولیۃ سے اور ثانی الذکر حوالے کا تعلق "الموسوعة الحديثية مسند الامام احمد بن حنبل" طبع مؤسسة الرسالة سے ہے، اگر قارئین خود اس موسوعہ سے تخریج کا جائزہ لینا چاہیں تو مذکورہ حدیث کے ساتھ ساتھ اس کے مکررات کو دیکھنا لازم ہے، ہم نے حوالہ دیتے وقت صرف ایک نمبر کا ذکر کیا ہے، بعض مقامات پر کچھ مکررات کا حوالہ بھی دیا ہے۔ اہل علم کے ضابطوں کے مطابق اس مترجم میں ہر حدیث کے ساتھ مسند احمد کے مشہور نسخے کی جلد اور صفحہ نمبر کا حوالہ دینا چاہیے تھا، لیکن ہم کچھ وجوہات کی بنا پر اس بار محققین کی یہ خواہش پوری نہ کر سکے، ممکن ہے کہ اگلے ایڈیشن میں یہ تمنا بھی پورے ہو جائے۔

ے۔ کتاب کے آخر میں الف بائی ترتیب کے ساتھ احادیث کے اطراف قلمبند کر دیئے، تاکہ قارئین آسانی کے ساتھ اپنے مقصد تک رسائی حاصل کر سکیں، روایات کے الفاظ کے اختلاف کی وجہ سے ممکن ہے کہ بعض احادیث تلاش کرنے میں آپ کو مشکل پیش آئے، اس معاملے میں ہم معذرت خواہ ہوں گے، ممکن ہے کہ اگلے ایڈیشن میں اس مشکل کو آسان کر دیا جائے۔

عذر خواہی:

امام احمد رحمہ اللہ کی مسند کا ترجمہ، تشریح اور تخریج، مترجمین، شارح اور مخرج کے اندر سنتِ نبوی کی اتنی بڑی خدمت کی اہلیت نہیں تھی، لیکن جب اللہ تعالی کسی کا مقدر بنا دیتا ہے تو پھر وہ اس کے اسباب بھی عطا کرتا ہے، بس ان اسباب

اور اس کی توفیق خاص سے احادیثِ مبارکہ کی خدمت کا یہ انداز مکمل ہو، وَلِلّٰہِ الْحَمْدُ وَالشُّکْرُ وَالْمِنَّۃُ عَلٰی ذَالِکَ.

اس طویل کام میں غلطی کا امکان یقین کی حد تک ممکن ہے، جبکہ ناقص علمی اور اس میدان کے دوسرے لوازمات کی کمی کا اعتراف بھی بھرپور ہے اور اوقات و مصادر میں قلت کی شکایات بھی موجود ہیں۔

بہرحال اس خدمتِ حدیثِ نبویہ کی خوبیوں کو اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی طرف منسوب کیا جائے اور لغزشوں کو ہمارے بشری تقاضوں کا نتیجہ سمجھ کر اصلاح کی جائے اور ہمارے لیے معافی، عمل صالح اور علم شرعی میں اضافے کی دعا کر دی جائے، اللہ تعالیٰ قارئین کا بھلا فرمائے۔

ایک اہم گزارش یہ بھی ہے کہ اس خدمت میں سات آٹھ برس کا عرصہ صرف ہو گیا، جیسے کوئی فرد خارجی عناصر سے متأثر ہوئے بغیر نہیں رہ سکتا، ایسے ہی ہم ہیں، کبھی موسم کی شدت، کبھی موسم کی خوشگواری، کبھی پرسکون لمحات، کبھی پریشان کن گھڑیاں، کبھی خوشحالی کے ایام، کبھی تنگ دستی سے واسطہ، کبھی ذہنی آسودگی اور کبھی دماغی پراگندگی، اس قسم کی اسباب کی بنا پر ہم بعض جلیل القدر ائمہ کے ساتھ دعائیہ کلمات نہ لکھ سکے، جبکہ ہم تمام ائمۂ دین کے قدر دان ہیں، اللہ تعالیٰ سب پر رحم فرمائے اور سب کی مساعی کو قبول فرمائے۔ (آمین) اس کتاب کی تیاری میں آخر میں کچھ جلد بازی سے کام بھی لینا پڑھا، اگلے ایڈیشن میں ان شاء اللہ ایسی لغزشوں کو دور کرنے کی کوشش کی جائے گی۔

اہل علم سے گزارش:

امام احمد رحمہ اللہ نے اپنے بیٹے جناب عبداللہ سے کہا: اِحْتَفِظْ بِھٰذَا الْمُسْنَدِ، فَإِنَّہٗ سَیَکُوْنُ لِلنَّاسِ إِمَامًا۔

...... تم اس مسند کی حفاظت کرنا، پس بیشک عنقریب یہ لوگوں کا امام ہو گی۔ (سیر أعلام النبلاء: ۱۱/ ۳۲۷)

امام عالی مقام کا یہ دعوی حقیقت کے عین مطابق ہے، یہ مایہ ناز کتاب تقریباً نبی کریم ﷺ کی سیرتِ طیبہ کے تمام گوشوں اور تمام شرعی احکام و مسائل پر مشتمل ہے، اس علمی ماخذ کا حق یہ ہے کہ زندگی کے ہر پہلو میں اس سے رہنمائی لی جائے، لیکن عملی طور پر یہ دیکھا گیا ہے کہ مطالعہ نگار طبقے نے اس علمی مصدر سے انصاف نہیں کیا، ممکن ہے کہ اس کی وجہ یہ ہو کہ یہ کتاب بہت ضخیم ہے، ایک نسخے کے مطابق (28199) اور دوسرے نسخے کے مطابق (27647) احادیث پر مشتمل ہے اور یہ "مُسْنَد" ہے یعنی اس کی احادیث فقہی ترتیب کے ساتھ نہیں ہیں، جبکہ اب اختصار اور فقہی ترتیب کو ہی پسند کیا جاتا ہے۔

ہم نے اس عظیم کتاب کی خدمت کرتے ہوئے شیخ احمد عبد الرحمن بَنّا ساعاتی رحمہ اللہ کی فقہی ترتیب اور تکرار کے حذف کی پابندی کی ہے، تاکہ قارئین جلد مانوس ہو کر اس کتاب کے مفید پہلوؤں کا اندازہ کر لیں، اب اردو دان طبقے کو بھی دلچسپی لینے کا موقع مل گیا ہے، بہرحال ابھی تک بھی اس کتاب کی ضخامت برقرار ہے اور یہ (13341) احادیث کا مجموعہ ہے، احادیثِ مبارکہ کی اس بڑی تعداد سے اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ اس میں علم شرعی کی کتنی مقدار بیان کی گئی ہو گی، تشریح و توضیح میں بیان شدہ احادیث اس کے علاوہ ہیں۔

بعض احادیث میں خاص منہج کی وضاحت:

شرک کے علاوہ ہر گناہ قابل معافی ہے، اگر کوئی گناہ معاف نہ کیا گیا تو متعلقہ شخص کو سزا دی جائے گی، جس کا فیصلہ اللہ تعالی کریں گے، لیکن شرک کے علاوہ کوئی گناہ ہمیشہ کے لیے جہنم کا سبب نہیں بن سکتا، اس شرعی مزاج اور اتفاقی قانون کے بعد بعض احادیثِ مبارکہ میں بعض گناہوں کی سخت سزائیں بیان کی گئی ہیں، مثال کے طور پر درج ذیل حدیث ہے:

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((لَا يَلِجُ حَائِطَ الْقُدُسِ مُدْمِنُ خَمَرٍ، وَلَا الْعَاقُ لِوَالِدَيْهِ، وَلَا الْمَنَّانُ عَطَاءَهُ۔)) ...... ''شراب پینے پر ہمیشگی کرنے والا، والدین کی نافرمانی کرنے والا اور اپنے دیئے پر احسان جتلانے والا پاکیزہ باغ یعنی جنت میں داخل نہیں ہوگا۔'' (مسند احمد: ۱۳۳۹۳)

شریعت کے مزاج کو سمجھنے والا آدمی آسانی سے یہ ادراک کر سکتا ہے کہ آپ ﷺ کا مقصود ان گناہوں کی سنگینی کو بیان کرنا اور ان سے نفرت دلانا ہے، لہذا ہم ایسی احادیث کی کوئی تاویل نہیں کریں گے، تاکہ قائین ان کا مطالعہ کر کے برے انجام سے ڈر کر ان گناہوں سے باز آ جائیں۔

ایک اور مثال پر غور کریں:

سیّدنا عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((لَيْسَ مِنْ أُمَّتِي مَنْ لَمْ يُجِلَّ كَبِيْرَنَا وَيَرْحَمْ صَغِيْرَنَا۔)) ...... ''وہ آدمی میری امت میں سے نہیں ہے، جو ہمارے بڑوں کی تعظیم نہیں کرتا، چھوٹوں پر رحم نہیں کرتا اور ہمارے اہل علم کا حق نہیں پہنچاتا۔'' (مسند أحمد: ۲۳۱۳۵)

نیز کئی احادیثِ مبارکہ میں ایسے گناہوں کے ساتھ "لَيْسَ مِنَّا" (وہ ہم میں سے نہیں ہے) کے الفاظ موجود ہیں، جن کو ہمارے ہاں یا تو گناہ ہی نہیں سمجھا جاتا اور عام گناہ سمجھ لیا جاتا، جبکہ یہ الفاظ تو بڑے سخت ہیں کہ وہ آدمی آپ ﷺ کی امت سے نہیں ہوتا۔

اس لیے اس ترکیب کی کئی تاویلیں بیان کی گئی ہیں، مثلا وہ ہمارے آداب پر نہیں یا وہ ہماری طرح کا مسلمان نہیں ہے۔

جبکہ امام سفیان بن عیینہ رحمہ اللہ اس قسم کے مفاہیم و مطالب کو ناپسند کرتے تھے اور کہتے تھے کہ حدیث میں وارد ہونے والے ایسے الفاظ کی تاویل کرنے سے باز رہنا چاہیے تاکہ لوگوں کے قلوب و اذہان میں اس کا اثر بھی زیادہ ہو اور لوگوں کو ایسے جرائم سے باز رہنے کا فائدہ بھی ہو۔

اس لیے ہم نے کئی مقامات پر ایسی احادیث کا تاویل نہیں کی اور معاملہ قارئین کے سپرد کر دیا۔

قارئین کرام سے گزارش:

تمام قارئین سے التماس ہے کہ وہ کسی حدیث کا مطالعہ کرتے وقت سیاق وسباق میں موجود احادیثِ مبارکہ کا لازمی خیال رکھیں، بلکہ بہت بہتر ہوگا کہ ایک بار پورے باب کا مطالعہ کر لیا جائے اور اگر اس باب میں گزشتہ اور آئندہ ابواب کا حوالہ بھی دیا گیا ہو تو اِس کے ساتھ اُن ابواب کا مطالعہ بھی کیا جائے، اگر دوسرے ابواب کا حوالہ نہ دیا گیا ہو تو اگلے پچھلے ابواب کو ضرور دیکھا جائے، اگر ان کے نام سے اندازہ ہو رہا ہو کہ ان کا تعلق بھی زیرِ مطالعہ باب سے ہے تو ان کا مطالعہ بھی کیا جائے، کتاب ہٰذا کے اس انداز سے مختلف اشکالات پیدا ہونے سے پہلے ہی ختم ہو جائیں گے۔ اگر کوئی حدیث اور اس کی تشریح طوالت یا مشکل ہونے کی وجہ سے سمجھ نہ آ رہی ہو تو اللہ تعالیٰ سے توفیق مانگ کر اور درود شریف پڑھ کر دو تین بار اس بحث کا مطالعہ کیا جائے، اگر پھر بھی تشنگی باقی ہو تو اہلِ علم سے ضرور رابطہ کیا جائے۔

جو قارئین علمِ شریعت کا وسیع علم نہ رکھتے ہوں، ان سے گزارش ہے کہ وہ مطالعہ کی مقدار کم رکھیں اور جتنا مطالعہ کریں، اس پر عمل کرنے کی کوشش کریں، بغیر عمل کے زیادہ مطالعہ کرنے کا نتیجہ بے برکتی کے سوا کچھ نہیں ہے، بہت بہتر ہوگا کہ احادیثِ مبارکہ کا مطالعہ کرتے وقت بھی باوضو رہا جائے، ان شاء اللہ اس سے برکت و روحانیت میں اضافہ ہوگا۔

اظہارِ تشکر:

اللہ تعالیٰ ہی ہے جو خیر و بھلائی کے امور کو آسان کر دیتا ہے، اسی کی توفیق سے ہر نیکی کرنے کی طاقت اور ہر برائی سے بچنے کی قوت ملتی ہے، ہم اس موقع پر ربِّ جلیل کا جو شکریہ ادا کرنا چاہتے ہیں، قلوب و اذہان کے تصورات کو الفاظ شرمندۂ تعبیر نہیں کر سکتے۔ اگر سارا مال و متاع اس کے راستے میں وقف کر دیا جائے اور زبانیں ''الحمد للّٰہ'' کہتے کہتے ساکن ہو جائیں، تو شاید اس کے ہزارویں حصے کا بھی حق ادا نہ ہو سکے۔ (تَقَبَّلَ اللّٰهُ مِنَّا جُهْدَنَا هٰذَا وَ اَعَاذَنَا مِنَ الشَّرِّ الْعَاجِلِ وَالْآجِلِ)

اس کے ساتھ ہم تمام ممبران ادارہ محمد اکرم سلفی، ابوطلحہ صدیقی، محمد شاہد انصاری، ابوحمزہ عبدالخالق صدیقی حفظہم اللہ تعالیٰ اور فاضل بھائی محمد رمضان محمدی حفظہ اللہ تعالیٰ کے بے حد ممنون و مشکور ہیں، کہ اللہ تعالیٰ نے اس خدمتِ حدیث کے لیے جن کو بہت بڑا وسیلہ اور سبب بنایا۔ اس کے علاوہ بھائی عبدالرؤف کا بھی ممنون ہوں جن کی کاوش و محنت سے اس کتاب کی کمپوزنگ میں جدت پیدا ہوئی اور خوبصورتی کو چار چاند لگے۔ اللہ تعالیٰ ان تمام کے علم و عمل، تقویٰ و پارسائی اور مال و دولت میں اضافہ فرمائے اور دونوں جہانوں ان کو خوش و خرم رکھے۔

اللہ تعالیٰ شیخ الحدیث مولانا حافظ عبد اللہ رفیق صاحب حفظہ اللہ (جامعہ محمدیہ لوکو ورکشاپ لاہور) کو جزائے خیر عطا فرمائے، جنھوں نے نظرِ ثانی کر کے اس مترجم میں موجود نقائص کو دور کرنے کی بھرپور سعی کی۔

ہم آخر میں اپنے ان شاگردوں کا شکریہ ادا کرنا کبھی نہ بھولیں گے، جنھوں نے اس کتاب کی تکمیل کے لیے مختلف انداز میں ہمارا خوب تعاون کیا، اس موقع پہ یہ پیارے اسماء ہمارے ذہن میں آ رہے ہیں: حافظ محمد عطاء اللہ، بشارت حسین مدنی، حافظ مقصود احمد اور خاص طور پر محمد عمران مجاہد، مؤخر الذکر بچے نے اس میدان میں ہمارے ساتھ بہت تعاون

کیا، اورضرورت کے مطابق بعض کتب کی فراہمی کی صورت میں شاگر دِرشید حافظ محمد مزمل کا بھی شکر گزار ہوں، اللہ تعالی ان کی زندگیوں کو برکت والی بنادے، ان کو دنیا وآخرت کی بھلائیاں عطا فرمائے اور امورِ خیر کے لیے ان کو استعمال کرتا رہے۔(آمِین یَا رَبَّ الْعَالَمِینَ!)

﴿بِسْمِ اللّٰهِ، بِسْمِ اللّٰهِ سے تھی ابتدا میری، اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ، اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ سے ہے انتہا میری، قارئین! سدا خوش رہو، یہی ہے دلی دعا میری﴾

كَتَبَه

العبد الفقير الى الله الغني

ابو القاسم محمد محفوظ اعوان

عَفَى اللّٰهُ عَنْه وَعَنْ وَالِدَيْهِ وَعَنْ اَسَاتِذَتِه

حالاتِ زندگی

(امام اہل السنہ احمد بن حنبل رَحِمَهُ اللّٰهُ رَحْمَةً وَّاسِعَةً)

(۱٦٤ھ - ۲٤۱ھ)

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ وَالْعَاقِبَةُ لِلْمُتَّقِيْنَ وَالصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى سَيِّدِ الْاَنْبِيَاءِ وَالْمُرْسَلِيْنَ، وَعَلٰى آلِهِ الطَّاهِرِيْنَ، وَصَحْبِهِ الطَّيِّبِيْنَ، وَمَنْ تَبِعَهُمْ بِاِحْسَانٍ اِلٰى يَوْمِ الدِّيْنِ۔

أَمَّا بَعْدُ:

جمعہ کا دن تھا، ۲٤۱ ھ کے ماہ ربیع الاول کی ۱۲ تاریخ تھی، بغداد کی سرزمین تھی، اس دن اس سرزمین میں نہ صرف خلق خدا کو حرارت اور روشنی مہیا کرنے والا سورج غروب ہوا، بلکہ وہ شمع بھی بجھ گئی، جو مسلسل کئی برسوں سے امتِ مسلمہ کے تشنگانِ علومِ حدیث کے لیے ضیا فشاں کی حیثیت سے روشن تھی اور جس کے وجود سے شیفتگانِ سنت کو گرمی و تمازت پہنچتی تھی، گویا امتِ مسلمہ ظاہری سورج کے ساتھ ساتھ ایک باطنی آفتاب عالم تاب سے بھی محروم ہوگئی۔ ﴿اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْنِ﴾

میری مراد جبلِ استقامت، محدث العصر، خادمِ حدیث نبوی، نابغۂ روزگار، یکتائے زمانہ، عبقریٔ دوراں، امامِ اہلِ سنت، اصحابِ کتبِ ستہ کے شیخ محترم امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ ہیں۔

نسب نامہ:

امام صاحب کا نام احمد اور کنیت ابوعبداللہ ہے، والد کا نام محمد اور دادا کا نام حنبل ہے، والد کی بجائے دادا کی نسبت زیادہ مشہور ہے، جیسا کہ آپ احمد بن حنبل کے نام سے یاد کئے جاتے ہیں، امام احمد رحمہ اللہ کے بیٹے جناب عبداللہ رحمہ اللہ نے اپنے باپ کا نسب یوں بیان کیا: احمد بن محمد بن حنبل بن هلال بن اسد بن ادريس بن عبدالله بن ميان بن عبدالله بن انس بن عوف بن قاسط بن مازن بن شيبان بن ذهل بن ثعلبه بن عكابه بن صعب بن على بن بكر بن وائل الذهلى، الشيبانى، المروزى ثم البغدادى۔

معلوم ہوا کہ آپ کا نسب نامہ عربی ہے اور ماں باپ کی طرف سے آپ شیبانی ہیں، عرب ہونے کی وجہ سے آپ کی سیرت میں جرأت، حق گوئی اور حمیت و غیرت کی ایک واضح علامت تھی۔ شیبانی قبیلہ کا تعلق قبیلہ عدنان سے ہے اور عدنان حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے نسب میں شامل ہیں جیسا کہ ابوزہرہ نے حیات امام احمد میں تصریح کی ہے کہ شیبانی بھی عدنانی

قبیلے کا نام ہے، جو نزار بن معد بن عدنان رحمہ اللہ کے واسطہ سے نبی کریم ﷺ سے جا کر ملتا ہے۔

قبیلہ شیبان بصرہ میں مقیم رہا، اس کے بعد خراسان کی طرف منتقل ہوا، امام احمد رحمہ اللہ کے والد محمد قبیلہ کے اہم افراد میں سے تھے، عربوں کے رواج کے مطابق کاشتکاری اور ہنرمندی کو زیادہ پسند نہیں کیا جاتا تھا، بلکہ شجاعت، بہادری اور سپہ گری میں اپنا نام پیدا کیا زیادہ تر مشہور یہی ہے کہ امام صاحب کے والد فوج کے کمانڈر تھے، ابن جزری کے قول کے مطابق آپ کے والد مجاہدوں کے لباس میں ملبوس رہتے تھے۔

ولادت:

امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ بغداد میں سنہ۱۶۴ہجری کو پیدا ہوئے، آپ کے بیٹے عبداللہ رحمہ اللہ نے کہا: میں نے اپنے والد سے سنا، وہ کہتے تھے کہ وہ ربیع الاول سن۱۶۴ ہجری میں پیدا ہوئے۔ (حیات احمد بن حنبل از ابوزہرہ: ص ۴۹)

تحصیل علم:

امام صاحب نے ابتدائی علم زمانے کے رواج کے مطابق مقامی مکتب سے حاصل کیا، بغداد میں ہی آپ کی ابتدائی جسمانی اور علمی پرورش ہوئی، بغداد اس وقت علم وعرفان کا مرکز تھا، سب سے پہلے قرآن مجید حفظ کیا، حفظ سے فارغ ہونے کے بعد تحریر و کتابت کے فن کی طرف توجہ دی، چنانچہ امام صاحب کا اپنا بیان ہے کہ ”میں ابھی بالکل بچہ تھا کہ حفظ قرآن سے فارغ ہوگیا، چودہ سال کا تھا کہ تحریر و کتابت کی مشق و تحصیل میں منہمک ہوگیا۔“ (حیات احمد بن حنبل از ابو زہرہ: ص ۵۷)

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے امام احمد رحمہ اللہ کے بارے لکھا ہے: ”آپ حدیث، فقہ اور زہد و ورع میں پیشوا ہوئے، سند عالی اور علم حدیث حاصل کرنے کے لیے اپنے وطن سے رحلت اختیار کی اور متعدد ممالک کا سفر کیا۔“

(تهذيب التهذيب: ١/ ٧٢ـ ٧٤)

مقامی مدارس سے حصول تعلیم کے بعد متعدد ممالک میں جا کر خاص طور پر علم حدیث حاصل کرنا متعدد کتب میں مذکور ہے۔ جبکہ مسند احمد کے مقدمہ میں امام احمد کے تعارف میں یہی مذکور ہے کہ ”وطلب الحديث في سنه، وهوابن ست عشرة سنه ورحل الى الكو فة سنة بعد ان عكف على هشيم الى وفاته، ثم دخل البصرة، ومكه، والمدينه، واليمن والجزيرة والشام۔۔۔“ ..... ”سولہ سال کی عمر علم حدیث کا حصول شروع کر دیا، پھر وہ ایک سال کے لیے کوفہ گئے اور اپنے استاذ ہشیم کے ساتھ پابند رہے، یہاں تک کہ وہ وفات پا گئے، پھر امام صاحب نے بصرہ، مکہ، مدینہ، یمن، جزیرہ اور شام کا سفر کیا۔“ (الاعلام از خیر الدین زرکلی: ۱/۲۰۳)

مشائخ اور اساتذہ:

امام احمد بن حنبل نے جن لوگوں سے کسب فیض کیا۔ ان میں سے چند حضرات کے اسماء درج ذیل ہیں:

امام شافعی، قاضی ابو یوسف، عبدالرحمٰن بن مہدی، ابوداود طیالسی، ہشیم، ابراہیم بن سعد، سفیان بن عیینہ، عباد بن

عباد، اسحاق بن عیٰنی، اسماعیل بن علیہ، سفیان بن عیینہ، عبدالرحمٰن بن سیدی، عبدالرزاق بن ہمام، فضل بن دکین، قبیصہ بن سعید، وکیع بن جراح، یحیٰ بن آدم، یحیٰ بن سعید القطان۔

ان میں سے بھی اوّل درجہ ان لوگوں کا ہے جن سے امام احمد نے احادیث لی ہیں اور ان میں اعلیٰ درجہ امام ہشیم کا ہے۔

تلامذہ:

تقریباً آپ کے بعد تمام محدثین عظام آپ کے شاگردوں کے زمرے میں آتے ہیں، مثال کے طور پر: امام بخاری، امام مسلم، ابراہیم بن اسحاق، عبداللہ بن احمد، صالح بن احمد، بشر بن موسیٰ، رجاء بن مرجی، ابوزرعہ دمشقی، ابوحاتم رازی۔

دنیائے حدیثِ نبوی میں سب سے زیادہ مقبولیت صحیح بخاری اور صحیح مسلم کا مقدر بنی ہے اور ان دونوں کتابوں کے مصنفین امام احمد رحمہ اللہ کے شاگرد ہیں۔

تعجب کی بات یہ ہے کہ وہ شیوخ جن سے آپ نے حدیث کا سماع کیا، جیسے وکیع بن جراح، یحیٰی بن آدم، امام شافعی، عبدالرحمٰن بن مہرہ وغیرہ ہیں، انھوں نے بھی آپ سے فیض حاصل کیا۔

مزید چند شاگردوں کے نام یہ ہیں:

احمد بن محمد، احمد بن محمد بن حجاج، راہویہ، ابوبکر احمد بن زبیر بن حرب، محمد بن احمد بن زبیر حرب۔

الغرض ان شخصیتوں کی فہرست طویل ہے، جو امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ سے مستفید ہوئے۔

امام ذہبی نے ابراہیم حربی کا قول نقل کرتے ہوئے کہا: "رأيت احمد كان الله قد جمع له علم الاولين والآخرين" ......(میں نے دیکھا امام احمد میں اللہ تعالی نے اول وآخر کا علم جمع کر دیا۔ (تذكرة الحفاظ: ١/١٦)

ذہانت:

اللہ تعالی نے امام احمد رحمہ اللہ کو ذہانت ومتانت اور عقل وفہم کی نعمت سے نوازا تھا، اس میں آپ کا کوئی ثانی نہ تھا۔

امام ذہبی نے امام احمد کے بارے لکھا ہے کہ امام احمد کو استاذ ہشیم سے سنا ہوا سب کچھ یاد تھا۔

(اشعة للمعات: ١/ ١٨)

شیخ الاسلام الرازی نے الجرح والتعدیل میں امام شافعی کے حوالہ سے لکھا ہے: "ما رأيت رجلين اعقل من احمد بن حنبل وسليمان بن داؤد الهاشمي۔" ......میں نے دو آدمیوں سے زیادہ کسی کو عقل مند نہیں دیکھا، امام احمد اور سلیمان بن داؤد۔" (الجرح والتعديل: ١/ ٢٩٤)

اس سے امام احمد کے حافظہ اور عقل وفہم کا اندازہ لگایا جا سکتا ہے، جناب عبداللہ کا بیان ہے کہ میرے والد نے مجھے

ایک دفعہ کہا تھا کہ ''وکیع کی کوئی کتاب لے لو، پھر اسکی کوئی حدیث بیان کرو، میں اس کی سند تمھیں بتادوں گا۔''

(سیر اعلام النبلاء: ٩/ ٤٩)

امام رازی نے کہا:"سمعت علی ابن المدینی یقول : لیس فی اصحابنا احفظ من ابی عبد الله احمد بن حنبل ، وبلغنی انه لا یحدث من کتاب ولنا فیه اسوة حسنه۔ "..... "میں نے علی ابن مدینی سے سنا، انھوں نے کہا: ہمارے اصحاب میں احمد سے بڑھ کر کوئی حافظ نہیں، وہ کتاب سے بیان نہیں کرتے تھے (بلکہ حافظے سے بیان کرتے تھے) اور ہمارے لئے بہترین نمونہ ہیں۔"

ابن سعد نے طبقات میں لکھا ہے''وھو ثقة صدوق کثیر الاحادیث" .....وہ ثقہ اور صادق ہیں کثیر روایات بیان کی ہیں۔ (الطبقات الکبریٰ: ٤/ ١٧١)

یہی نعمتِ خداوندی تھی جسکی وجہ سے امام احمد نہ صرف حدیث میں بلکہ فقہ کے بھی امام تسلیم کئے جاتے ہیں، ہر طبقہ کے علما وفقہا ان کو عزت وتکریم کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔ امام صاحب کو بے شمار احادیث یاد تھیں جن کی تعداد لاکھوں میں ہے، بعض علماء نے دس لاکھ، بعض نے سات لاکھ احادیث کا تذکرہ کیا ہے، اس ذخیرہ احادیث میں سے ہی امام صاحب نے اپنی مایہ ناز کتاب "المسند" میں (28199) احادیث کا انتخاب کیا ہے، اگرچہ ان میں مکررات بھی شامل ہیں، علماء ومحدثین نے امام احمد کو''امام فی الحدیث'' اور''حافظِ حدیث'' کے القابات سے یاد کیا ہے، امام شافعی رحمہ اللہ نے کہا: "خرجت من بغداد، وما خلفت بھاافقه ولا ازھد ولااورع ولا اعلم من احمد بن حنبل" ..... میں بغداد سے نکلا اور میں نے احمد سے بڑھ کر کوئی فقیہ، زاہد، متقی اور عالم پیچھے نہیں چھوڑا۔ (تھذیب التھذیب: ١/ ٧٣)

امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ بطور محدث:

امام احمد بن حنبل کو محدث کہنا بجا طور پر درست ہے، کیونکہ کسی محدث نے اس بات کا رد نہیں کیا کہ امام احمد محدث نہ تھے اور اس بارے میں کوئی اختلاف نہیں ہے کہ امام صاحب اپنے زمانے کے عظیم محدث تھے۔ لاکھوں حدیثوں کے حافظ تھے، اکثر لوگوں نے آپ سے حدیث کا سماع کیا ہے۔ آپ کے شاگردوں میں بے شمار محدثین ہیں۔ شاہ ولی اللہ نے حجۃ اللہ البالغہ میں ذکر کیا کہ امام شافعی رحمہ اللہ نے امام احمد رحمہ اللہ سے عرض کہا: آپ ہم سے زیادہ احادیث سے واقف ہیں، جب کوئی حدیث صحیح ہو اور آپ کو معلوم ہو، تو آپ مجھے بتایا کریں تاکہ میں اس کو اپنا مذہب قرار دیا کروں۔

(حجۃ اللہ البالغہ: ١/ ٣٣٧)

اس سے معلوم ہو رہا ہے کہ امام شافعی رحمہ اللہ، امام احمد رحمہ اللہ کو محدث اعظم سمجھتے ہیں، جس قدر امام احمد محدث ہیں، ان کو اسی طرح جرح وتعدیل کا بھی امام مانا جاتا ہے، کیونکہ انھوں نے حدیث کو لینے کے اصول وضوابط مقرر کئے اور کسی ایسے شخص سے وہ حدیث نہیں لیتے تھے، جسے وہ ضعیف یا ناقابل اعتبار سمجھتے تھے، جیسا کہ حیات امام احمد میں لکھا ہے کہ''

امام احمد نے کسی ایسے شخص سے روایت نہیں لی جوضعیف ہو یا ضبط وفہم پر دسترس نہ رکھتا ہو، جب کسی شخص کے بارے میں یہ یقین ہو جاتا کہ وہ ثقہ ہے تو اسکی روایت کو قبول کر لیتے تھے۔ (حیات احمد بن حنبل: ص ۲۶۱)

اگر حدیث بیان کرنے کے بعد امام احمد کو کسی راوی پر شک ہو جاتا تو اس حدیث کو ترک کر دیتے جیسا کی مسند احمد کی سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ مروی حدیث نمبر (۲۹۵۰) ہے، امام صاحب نے اس حدیث کو ترک کر دیا تھا، جناب عبداللہ نے اس حدیث کے بارے میں کہا: "فظننت انه ترك حديثه من اجل انه روى عن عمر بن خالد الذى يحدث عن زيد بن علي و عمر و بن خالد لا يساوى شياء" ..... میرے خیال میں میرے والد نے یہ حدیث عمر بن خالد کی وجہ سے ترک کر دی تھی، یہ زید بن علی اور عمرو بن خالد سے بیان کرتا ہے اور بالکل بے قیمت راوی ہے۔ (مسند احمد: ۲۹۵۰)

اس سے اندازہ ہو جاتا ہے کہ امام صاحب نے روایت حدیث میں کس قدر احتیاط برتی ہے۔

امام علی بن مدینی نے کہا: "حدثنا عبد الرحمن سمعت ابى يقول، كان احمد بن حنبل بارع الفهم لمعرفة الحديث بصحيحه و سقيمه، و تعلم الشافعى اشياء من معرفة الحديث منه، وكان الشافعى يقول لاحمد: حديث كذا وكذا قوى الاسناد محفوظ؟ فاذا قال احمد: نعم، جعله اصلا وبنى عليه۔ "..... عبدالرحمٰن بیان کرتے ہیں امام احمد عقل وفہم میں پختہ، حدیث کے صحیح و ضعیف کی پہچان رکھتے تھے، امام شافعی رحمہ اللہ نے بھی ان سے حدیث حاصل کی اور ان کا حوالہ دیتے اور امام شافعی، امام احمد سے کہتے تھے: کیا فلاں فلاں حدیث کی سند قوی اور محفوظ ہے؟ اگر امام احمد کہتے ہیں: جی ہاں، تو امام شافعی اس حدیث کو اصل قرار دے کر اس پر بنیاد رکھ دیتے۔ (الجرح والتعديل: ۳۰۲/۱)

شاہ ولی اللہ نے حجۃ اللہ البالغہ میں امام صاحب کو اوّلا اس طبقے میں شمار کیا ہے، جنہوں نے جرح وتعدیل پر بے شمار کام کیا ہے، جیسا کہ انھوں نے امام احمد کے بارے میں لکھا ہے "وهذا الطبقة هى الطراز الاول من طبقات المحدثين، فرجع المحققون منهم بعد احكام فن الرواية و معرفة مراتب الاحاديث الا الفقه فلم يكن عند هم من الرأى ان يجمع على تقليد رجل ممن مضى مع يرون من الاحاديث والاثار المناقضة فى كل مذهب من تلك المذاهب فاخذوا يتتبعون احاديث النبى ﷺ واثار الصحابه والتابعين۔" ..... یہ طبقہ محدثین (جن میں امام احمد کو شمار کیا ہے) فن روایت اور حدیث کو مکمل کرنے کے بعد فقہ کی طرف متوجہ ہوئے، گزشتہ کسی ایک کی بھی تقلید نہیں کی، جن قواعد کو طے کیا، ان کے مطابق رسول ﷺ کی احادیث اور صحابہ وتابعین کے آثار کو لیا۔ (حجة الله البالغه: ۳۳۸/۱)

اس لحاظ سے امام احمد کا فن اسمائے رجال میں اہم مقام ہے، امام ابن معین نے امام احمد کے بارے کہا: "كان فى احمد بن حنبل فعالِ مارأيتها فى عالم قط، كان محدثا، وكان حافظا، وكان عالما، وكان

ورعا، وكان زاهدا، وكان عاقلا۔" ......امام احمد میں ایسی ایسی صفات تھیں کہ میں نے کسی عالم میں وہ صفات نہیں دیکھیں، امام احمد محدث، حافظ، متقی، زاہد اور عقل مند تھے۔

امام زہلی نے کہا:" اتخذت احمد حجة فيما بيني وبين الله۔" ......میں نے امام احمد کو اللہ اور اپنے درمیان حجت قرار دیا ہے۔

امام احمد رحمہ اللہ بطور فقیہ:

امام احمد رحمہ اللہ جہاں ایک بہت بڑے محدث ہیں، وہاں ایک فقہی مسلک کے امام بھی ہیں، جسے فقہ حنبلی کہتے ہیں۔

ابوعبیدہ کہتے ہیں: علم چار آدمیوں کے پاس جمع ہوا سب سے زیادہ فقیہ احمد ہیں۔ (تذکرة الحفاظ: ۱/ ۱٦)

اصحابِ احمد میں جہاں بڑے بڑے محدث پیدا ہوئے، وہاں بڑے بڑے فقیہ بھی پیدا ہوئے، ابن ندیم نے چند لوگوں کا ذکر کیا ہے جو فقہ حنبلی میں ممتاز ہیں اور انھوں نے استنباط مسائل میں حنبلی طریقہ استدلال اور اصول وضوابط کو اختیار کیا ہے۔

ابوبکر احمد بن محمد ہیں، انکی کتاب، كتاب السنن في الفقه ہے، یہ کتاب مذہب امام احمد کی اساس پر تصنیف لکھی گئی۔

ابرہیم بن مروزی راہویہ ہیں، اکابر اصحاب احمد بن حنبل میں سے ہیں، كتاب السنن في الفقه ان کی کتاب ہے۔ (الفہرست از ابن ندیم: ص: ۳۳۵)

ان کتابوں کا تعارف فقہ کی کتابوں میں کیا جاتا ہے، جس میں امام احمد کی باقاعدہ فقہ حنبلی کا اندازہ ہوتا ہے۔

حضرت مولانا شاہ عبدالحق محدث دہلوی نے کہا: ابو عاصم نے میرے والد کو اونچی جگہ بیٹھنے کا کہا، لیکن میرے والد نے انکار کیا اور کہا: میں ناپسند کرتا ہے کہ لوگوں کی گردنوں پر پاؤں رکھوں۔ ابو عاصم نے کہا کہ امام احمد کی یہی بات تو ان کی فقہ ہے، پھر میرے والد کو سامنے بٹھایا اور سوالات کئے میرے والد نے جواب دیئے۔ پھر ابو عاصم نے کہا: امام احمد ان لوگوں میں سے ہیں جو زمین کی بجائے دریا پر چل سکتے ہیں۔ (اشعة اللمعات: ۱/ ۱۸)

اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ فقہ میں امام احمد کو ید طولی حاصل تھا اور آپ فقہی مسائل قرآن وسنت کی روشنی میں بیان کرتے تھے۔

ابوالحسن ندوی رحمہ اللہ نے تاریخ دعوت عزیمت میں لکھا ہے: سن ۱۸۷ ہجری میں حجاز کے پہلے سفر میں امام احمد رحمہ اللہ کی ملاقات امام شافعی رحمہ اللہ سے ہوئی، پھر بغداد میں دوبارہ ملاقات ہوئی، جبکہ وہ اپنے اصول اور دینی فقہ سب مدون کر چکے تھے۔

لیکن صحیح احادیث سے مقابلہ میں کسی بھی قیاس یا اجتہاد کو تسلیم نہیں کرتے تھے۔ شیخ محمد حضری بک نے لکھا ہے کہ "امام احمد رحمہ اللہ اہل حدیث کے ان مجتہدین میں سے ہیں، جو بلا شرط خبر واحد پر عمل کرتے ہیں، جبکہ اسکی سند صحیح ہو۔"

(تاریخ فقہ اسلامی اردو، (مترجم حبیب احمد ہاشمی): ص:۳۲۹)

امام احمد بن حنبل نہ صرف محدث تھے، بلکہ بیک وقت فقیہ بھی تھے اور محدث بھی اور ہمیں اس حقیقت کا اعتراف کر لینا چاہیے کہ امام احمد حدیث کے ساتھ ساتھ علم فقہ اور استنباط مسائل میں بہت زیادہ دلچسپی رکھتے تھے، اہل الرائے کی کتب کو یاد بھی کیا، اس علم کو سیکھا بھی پسند بھی کیا اور فقہ کو مدون بھی کیا اور کروایا۔ اسکی تکمیل آپ کے خاص شاگردوں نے فرمائی، ہر صدی میں فقہ حنبلی کے ائمہ موجود رہے اور اسی طرح ان کے پیروں کار رہی۔ اگرچہ فقہاء کے طریقہ سے اختلاف کیا، اپنے اصول خود مرتب کئے۔ جیسا کہ شاہ ولی اللہ نے "حجة الله البالغه" میں اہل الحدیث کا طریقہ اور اصول لکھے ہیں۔ شاہ صاحب نے اہل الحدیث کے اصولوں کا اپنی کتاب میں ذکر کیا ہے۔

اس سے اندازا ہوتا ہے کہ اہل الحدیث اور اہل الرائے کے طریقہ استدلال اور استنباط کے طریقے میں فرق ہے۔ یہی معاملہ امام احمد بن حنبل کا ہے جس سے بعض لوگوں کو غلط فہمی ہوئی اور انھوں نے کہہ دیا کہ وہ فقیہ نہ تھے، بلکہ محدث تھے۔

فقہ حنبلی کے اصول:

امام صاحب نے اپنے نقطۂ نظر کی وضاحت کے لئے کچھ ایسے اصول اختیار کئے، جو بعد میں فقہ حنبلی کی اساس قرار پائے، یہ پانچ اصول ہیں جو آپ کے فتاوی میں واضح طور پر ملتے ہیں اور انہی پر ہی آپ کی فقہ کا دار و مدار تھا، امام محترم اگر دلائل کو متعارض پاتے تو بالکل فتوی نہ دیتے اور اگر کسی مسئلے میں صحابہ کرام کا اختلاف ہوتا یا کوئی حدیث آپ کے علم میں نہ ہوتی یا کسی صحابی یا تابعی کا قول نہ ملتا تو توقف فرماتے۔

جس مسئلے میں سلف سے کوئی اثر نہ ملتا تو بھی فتوی نہیں دیتے تھے، ایسے موقع پر آپ فرمایا کرتے تھے: اس مسئلے پر رائے دینے سے بچو، جس میں تمہارے پاس کوئی راہنما نہ ہو، جب مسائل کا جواب دیتے یا لکھتے تو کھلے دل سے فقہاء محدثین کے فتاوی کو اور امام مالک رحمہ اللہ اور اصحاب مالک کے فتاوی وغیرہ کو بطور دلیل پیش کر دیا کرتے، ایسے فتوی سے روکا کرتے جس میں حدیث سے اعراض نظر آتا ہو یا حدیث کے مطابق وہ فتوی نہ ہو اور نہ ہی ایسے فتوی کو قابل عمل سمجھتے تھے، وہ پانچ اصول درج ذیل ہیں۔

(۱) نصوص:...... نص کی جمع ہے، جس سے مراد قرآن وحدیث سے کوئی دلیل جو نص کی صورت میں ہو، نص جب انہیں مل جاتی تو اسی کے مطابق فتوی دے دیا کرتے، خواہ کسی نے بھی اس کے خلاف کہا ہو، حدیث صحیح پر کسی کے قول، عمل، رائے اور قیاس کو مقدم نہیں کیا کرتے تھے، نہ ہی اجماع کو وہ حدیث صحیح پر مقدم کرتے تھے۔ امام احمد رحمہ اللہ نے ایسے اجماع کو تسلیم ہی نہیں کیا جو صحیح حدیث کی موجودگی میں اس کے برعکس کیا گیا ہو، کسی مسئلے پر اجماع کے دعوے کو بھی تسلیم نہیں کیا کرتے تھے، اس لئے کہ جو یہ دعویٰ کر رہا ہے اسے کیا علم کہ علماء نے اس سے اختلاف کیا ہو اور یا اس اختلاف کا علم اسے نہ ہوا ہو۔

(۲) فتاویٰ صحابہ:...... کسی صحابی کا فتوی مل جانے کے بعد اس کی مخالفت کسی اور صحابی سے نہ ملتی تو فتوی اس کے مطابق دیتے، ایسے فتوی کو اجماع تو نہ کہتے بلکہ یہ فرمایا کرتے: اس کے بارے میں مجھے کسی ایسی بات کا علم نہیں جو اس صحابی کی بات کو ردّ کرتی ہو، اس نوع کا کوئی فتوی آپ کو بھی اگر مل جاتا تو کسی کے عمل، رائے یا قیاس پر اسے مقدم نہیں کرتے تھے۔

(۳) اقوال صحابہ کا چناؤ:...... جب اقوال صحابہ میں انہیں اختلاف نظر آتا تو اس صورت میں وہ اس صحابی کا قول لیتے جو کتاب وسنت کے قریب ترین ہوتا اور اگر کسی کے قول کی کوئی موافقت نہ ملتی تو اس مسئلے میں اختلاف کا ذکر فرماتے، مگر کوئی حتمی رائے نہ دیتے۔

(۴) حدیث مرسل:...... کسی مسئلے میں اگر صحیح حدیث نہ ہوتی تو امام محترم حدیث مرسل اور حدیث ضعیف سے بھی ستدلال لیتے، ایسی حدیث کو تو وہ قیاس پر بھی ترجیح دے دیا کرتے، ضعیف حدیث سے مراد ان کے ہاں کوئی باطل حدیث، یا منکر حدیث، یا اس راوی کی حدیث نہیں جو متہم ہو، بلکہ ان کے نزدیک ضعیف حدیث، صحیح کی ایک قسم ہی ہے، جو حسن کے درجے کی ہے۔ کیونکہ ان کے زمانہ میں حدیث کی دو ہی اقسام ہوا کرتی تھیں صحیح اور ضعیف، ضعیف حدیث کے کچھ مراتب تھے، جن کی ادنی قسم وہ ضعیف ہوا کرتی تھی جو بعد میں حسن کہلائی، جب کسی مسئلہ میں کوئی ایسا اثر نہ پاتے یا کسی صحابی کا کوئی قول نہ ملتا یا کوئی اجماع اس کے خلاف نہ ملتا، جو اس ضعیف حدیث کو ردّ کر سکے تو قیاس کو ترجیح دینے کی بجائے اس پر عمل فرماتے، تمام ائمہ کی طرح ان کا بھی یہی اصول تھا کہ ضعیف حدیث کو قیاس پر مقدم رکھا جائے۔ (اعلام الموقعین)

(۵) ضرورۃً قیاس:...... جب کسی مسئلہ میں ان کے پاس کوئی نص نہ ہوتی اور نہ ہی قول صحابہ یا صحابی، نہ کوئی اثر مرسل یا ضعیف، پھر آپ پانچویں اصول کی طرف توجہ فرماتے، جسے قیاس کہتے ہیں۔ اسے بھی امام محترم نے بوقت ضرورت استعمال کیا ہے۔ ابوبکر الخلال کی کتاب میں ہے: امام احمد رحمہ اللہ فرماتے ہیں: میں نے امام شافعی رحمہ اللہ سے قیاس کے بارے میں دریافت کیا، تو انہوں نے فرمایا: ضرورت کے وقت اس کی طرف بھی رخ کیا جاسکتا ہے۔ (اعلام الموقعین)

مجلس امام احمد رحمہ اللہ:

اللہ تعالیٰ ہر انسان کو کچھ خصوصی عنایات فرماتا ہے اور جو لوگ اس کے مقربین ہوتے ہیں ان پر تو اسکا خاص انعام واکرام ہوتا ہے، ان کو اللہ تعالی کی معیت کے ساتھ خاص نوازشات کا سلسلہ جاری رہتا ہے، قرآن وسنت کا درس دینے والے علماء کی ایک خاص شان ہوتی ہے، تاریخی اوراق سے معلوم ہوتا ہے، ائمہ اربعہ کی مجالس میں ایک خاص جلال، رعب اور شان وعظمت ظاہر ہوتی تھی۔ بڑے بڑے محدثین فقہاء اور مجتہدین امام احمد رحمہ اللہ کی مجالس میں جا کر بیٹھتے حتیٰ کہ بڑے بڑے بادشاہ اور انکی اولادیں بھی امام صاحب کی مجالس میں جا کر بیٹھتے اور درس حدیث سنتے۔ ایک وقت

ہزاروں کی تعداد میں سامعین ہوتے جیسا کہ ڈاکٹر عبدالرؤف ظفر نے علوم الحدیث میں کہا: ''بعض راویوں کا بیان ہے کہ امام احمد رحمہ اللہ کے درس کے سامعین کی تعداد پانچ پانچ ہزار ہوتی تھی، جن میں سے پانچ پانچ سوصرف لکھنے والے ہو تے تھے، ان کی مجالس بہت سنجیدہ اور باوقار ہوتی تھی''۔

ابوالحسن ندوی نے تاریخ و دعوت وعزیمت میں امام احمد رحمہ اللہ کے رفیق کے قول کا حوالہ دیتے ہوئے لکھا: ''میں نے غریب آدمی جتنا امام احمد کی مجلس درس میں دیکھا ہے اور کہیں نہیں دیکھا، وہ غرباء کی طرف متوجہ رہتے تھے، امراء سے بے رخی برتتے، ان میں حلم و وقار تھا، ان کے مزاج میں عجلت نہ تھی، بڑے متواضع اور منکسر المزاج تھے۔ طمانیت اور وقار چہرے سے عیاں تھے، عصر کے بعد جب درس کے لئے بیٹھتے، تو جب تک سوال نہ کیا جاتا، گفتگو نہ فرماتے تھے۔''

احمد شاکر رحمہ اللہ نے "المسند" میں ایک مقدمے میں امام مروزی کے حوالے سے یہی واقعہ لکھا ہے۔

اشعة اللمعات میں شاہ عبدالحق محدث دہلوی نے لکھا ہے: ''امام احمد بن حنبل کے ساتھ بیٹھنا اور مجلس کرنا دراصل آخرت کی کسی چیز کے ساتھ بیٹھنے کے مترادف ہے۔ آپ کی مجلس میں بیٹھ کر دنیا کی ہر چیز بھول جاتی تھی۔''

تقویٰ اور خشیت الٰہی:

تقویٰ اور خشیت الٰہی ایسی صفات ہیں، اللہ تعالیٰ یہ صفات جس شخص کو ودیعت کرتا ہے، تو اس شخص کی زندگی میں انقلاب آجاتا ہے، اس کی زندگی بھی جنت بن جاتی ہے اور آخرت کے انعامات کا تو کوئی حساب نہیں ہوتا۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿وَلِمَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهٖ جَنَّتٰنِ۔﴾ (سورۂ رحمن: ۴۶)

''اور جو اللہ کے سامنے کھڑا ہونے سے ڈر گیا اس کے لیے دو جنتیں ہیں۔''

امام احمد رحمہ اللہ اس آیت کے مصداق ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے دنیا کے اندر بھی زندگی میں زمانے بھر کی ابتلاء و مصائب کے باوجود طمانیت اور دل کا سکون تقویٰ کی وجہ سے عنایت فرمادیا تھا، جبکہ ان کے حق میں آخرت کے انعامات تو بے حساب ہوں گے (ان شاء اللہ)۔ ابن جوزی نے ابوبکر مروزی کے حوالے سے ایک خواب نقل کیا ہے کہ انھوں نے امام احمد رحمہ اللہ کو خواب میں دیکھا کہ ایک روضہ میں جلوہ افروز ہیں، دوسبز چادریں پہنی ہوئی ہیں، آپ کے سر پر ایک ایسا تاج ہے، جو بقعہ نور معلوم ہوتا ہے، آپ نئی چال سے چل رہے ہیں، میں نے پوچھا کہ آپ کیسی چال چل رہے ہیں؟ انھوں نے کہا: دارالسلام کے خدام کی یہی چال ہوتی ہے، میں نے پوچھا کہ یہ تاج کیسا ہے؟ انھوں نے کہا: میرے خدا نے مجھ سے بڑا ہی آسان حساب لے کر میری مغفرت فرمائی ہے، مجھے دیدار کی اجازت سے ممتاز فرمایا ہے اور یوں خطاب کیا ہے: اے احمد! یہ وقار کا تاج ہے، جس طرح تو نے صبر واستقامت سے میرے کلام کو غیر مخلوق کہا اس کا یہ صلہ ہے۔ (تہذیب الکمال فی اسماء الرجال)

ابتلاء کے زمانے میں میں جب جان خطرے میں تھی لیکن ایک اللہ کے سوائے کسی کا خوف دل میں نہ تھا، ایک دفعہ

خلیفہ کے دربار میں لائے گئے، اس حال میں کہ بیڑیاں لگی ہوئی تھیں، آپ کے سامنے دو آدمیوں کے سر قلم کر دیے گئے، مگر آپ پر ذرا بھی خوف طاری نہ ہوا، بلکہ دربار میں ایک امام شافعی کے شاگرد پر نظر پڑی تو اس سے پوچھا کہ تمہیں موزوں کے مسح کے بارے میں امام شافعی کا کوئی قول یاد ہے، اس سوال سے آپ کا بدترین دشمن احمد بن ابی داؤد تعجب سے کہنے لگا: اس شخص کو دیکھو جو ضرب شمشیر سے اتنا قریب ہے، پھر بھی فقہی مسائل میں الجھا ہوا ہے۔ (حیات امام احمد بن حنبل: ۱۶۴)

یہ حال اسی شخص کا ہو سکتا ہے جو صرف تقویٰ کے اعلیٰ مقام پر فائز ہو، امام احمد میں جس قدر اوصاف حمیدہ تھے، ان کی بنیاد یا اساس دراصل خوف خدا، تقویٰ اور خشیت الٰہی ہی تھی۔ اس وصف نے ان کے اندر صبر و استقلال، بہادری، جرأت، شجاعت جیسی صفات پیدا کر دی تھیں، خدا کا خوف دل میں اس قدر گھر کر گیا تھا کہ دنیا کی جاہ و جلال اور شہرت سے دور بھاگتے تھے، ابو زہرہ نے ہی حیات امام احمد میں لکھا ہے: امام ''احمد فرماتے تھے: اگر کوئی مجھے راستہ ملے تو کہیں نا معلوم مقام کی طرف بھاگ جاؤں، یہاں تک میرے ذکر کا سلسلہ بند ہو جائے، جی چاہتا ہے کہ مکہ کی گھاٹیوں میں کسی گھاٹی میں چھپ جاؤں یہاں تک کہ مجھے کوئی یاد نہ کرے، میں شہرت کی آزمائش میں مبتلا کیا گیا ہوں، اس سے بچنے کے لئے صبح و شام موت کی آرزو میں رہتا ہوں۔''

اللہ تعالیٰ کے اسماء و صفات کے بارے میں امام احمد رحمہ اللہ کا موقف:

اس ضمن میں امام صاحب رحمہ اللہ کا ایک قول ذکر کر دینا ہی کافی ہے: حنبل بن اسحاق نے کہا: سألت أبا عبد الله عن الاحاديث التى تروى عن النبى ﷺ ((إن الله ينزل إلى سماء الدنيا.)) فقال: نؤمن بها، ونصدق بها، ولانرد شيئا منها، إذا كانت أسانيد صحاحا، ولانرد على رسول الله ﷺ قوله، ونعلم أن ما جاء به حق۔ ...... میں نے ابو عبداللہ (امام احمد) سے ان احادیث کے بارے میں سوال کیا، جو نبی کریم ﷺ سے مروی ہے، مثال کے طور پر آپ ﷺ نے فرمایا: ''بیشک اللہ تعالیٰ آسمانِ دنیا کی طرف نازل ہوتے ہیں۔''؟ تو انھوں نے کہا: ہم ان پر ایمان لاتے ہیں، ان کی تصدیق کرتے ہیں اور ان میں سے کسی چیز کو ردّ نہیں کرتے، بشرطیکہ سندیں صحیح ہوں، اور ہم رسول اللہ ﷺ کے قول کو ردّ نہیں کرتے اور ہم جانتے ہیں کہ آپ ﷺ جو کچھ لے کر آئے ہیں، وہ حق ہے۔ (سیر اعلام النبلاء: ۱۱/ ۳۰۴)

بہت خوبصورت انداز میں امام صاحب نے اپنے اور سلف صالحین کے نظریے کی وضاحت کی ہے۔

دنیا سے بے رغبتی اور بے اعتنائی:

امام احمد بن حنبل کو زندگی میں دو مصائب کا سامنا کرنا پڑا، لیکن اللہ تعالیٰ نے ہر مصیبت اور امتحان سے ان کو با عافیت کامیاب قائم کیا۔ ایک مسئلہ خلق قرآن کی آزمائش تھی، دوسرا مسئلہ دنیا آپ کے قدموں میں رکھ دی گئی۔ حالانکہ بہت سے ہم عصر علماء اس مصیبت میں گرفتار ہو گئے۔ لیکن امام صاحب نے دنیا کی دولت کو ٹھوکر مار دی۔ حافظ ابن

کثیر نے "البدایه و النهایه" میں لکھا ہے کہ "ایک دفعہ مامون نے اصحاب الحدیث کی طرف بہت سا سونا بھیجا، سب نے وہ حاصل کرلیا، ماسوائے امام احمد بن حنبل کے۔"

امام احمد نے فقر کی جوزندگی اختیار کی، وہ انبیاء کی طرح کا فقر اختیاری تھا، جیسا کہ جب حضور ﷺ کو پہاڑ کو سونا بنانے کا اختیار پیش کیا گیا تو آپ ﷺ نے انکار کردیا۔

اسی طرح امام احمد رحمہ اللہ نے کے سامنے دنیا لائی گئی، مگر آپ نے اس کو ٹھکرا دیا، اسکی وجہ سے جو عارضی نقصان ہوا اسکو برداشت بھی کرلیا، لیکن کسی کے سامنے نہ ہاتھ پھیلایا، نہ کسی سے دنیا کا مال قبول کیا، اس میں صالح اور غیر صالح، بادشاہ اور غیر بادشاہ سب برابر تھے، وسائل کی کمی کا سامنا بھی امام احمد کو کرنا پڑا اور یہ چیز ان کے عظیم مشن میں رکاوٹ بھی بنتی تھی، جیسا کہ ابو زہرہ نے حیات امام احمد میں لکھا ہے۔ "امام احمد نے جریر بن عبدالحمید محدث سے حدیث سننے کے لیے (ایران) جانے کا قصد کیا، لیکن خرچ نہ ہونے کی وجہ سے نہ جاسکے۔"

اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ امام صاحب کے پاس اس قدر دولت نہ تھی، اسکے باوجود کسی سے مال لینا بھی پسند نہ فرمایا۔ ابن سعد نے طبقات الکبریٰ میں لکھا ہے: "ثم اعطى مال فابى ان يقبل ذالك المال"...... انہیں مال پیش کیا گیا انہوں نے لینے سے انکار کیا۔

بہت سارے واقعات ایسے بھی ہیں کہ جو علماء اور محدثین صاحب مال تھے، تحفہ کے طور پر امام صاحب کی مالی اعانت کرنا چاہتے تھے، مگر امام صاحب نے اسکو ناپسند کیا، حتیٰ کہ دینے والے وضاحت کرتے کہ یہ مال حلال ہے، نہ زکوٰۃ کا ہے نہ صدقے کا۔ مگر آپ نے انکار ہی کیا، حافظ ابن کثیر نے امام بیہقی کے حوالہ سے لکھا ہے۔ "وقد كان الخليفه يبعث اليه المائدة فيها اشياء كثيرة من الماء من الانواع وكان احمد لايتناول منها شيئا۔" ......ایک دفعہ خلیفہ نے کئی قسم کی کھانے پینے کی اشیا بھیجیں، لیکن امام احمد رحمہ اللہ نے ان میں سے کچھ نہ کھایا پیا۔

(البداية وا لنهاية : ١٠/ ٣٢٨)

اسی طرح کا ایک واقعہ امام رازی نے عبدالرحمٰن بن صالح کے حوالہ سے لکھا ہے کہ جناب عبداللہ نے کہا: "قلت لابى احمد الدورتى اعطى الف دينار قال:يا بنى ورزق ربك خير وابقى۔" ..... (میں نے اپنے باپ امام احمد رحمۃ اللہ علیہ سے کہا: دروتی نے ہزار دینار دیئے ہیں، انہوں نے کہا: میرے بیٹے! اپنے رب کا رزق کھاؤ جو زیادہ بہتر ہے اور باقی رہنے والا ہے)(الجرح و التعديل: ١/ ٣٠٣)

ان مثالوں سے ان کی دنیا سے بے رغبتی ظاہر ہوتی ہے، آپ دنیوی درہم و دینار کو قطعاً پسند نہیں کرتے تھے، جبکہ ایک طویل مصیبت "مسئلہ خلق قرآن" میں گرفتار ہوئے۔ مامون، معتصم اور واثق کا زمانہ تو ابتلاء و آزمائش کا زمانہ تھا، لیکن جب متوکل کا زمانہ آیا تو سابقہ مظالم کی تلافی کے لئے متوکل نے آپ کے لئے کچھ آسانیاں پیدا کرنے کی کوشش کی، لیکن آپ نے ان سے انکار کیا، اس کی تفصیل یہ ہے کہ متوکل نے ایک بار ایک لاکھ درہم بھیجا اور اسکو قبول کرنے پر

اصرار کیا، آپ نے یہ کہہ کر انکار کیا کہ میں اپنے مکان میں کھیتی باڑی کرتا ہوں، اس بوجھ کو اٹھا کر کیا کروں گا۔ لانے والوں نے کہا کہ امیر المومنین کا کہنا ہے قبول کر لیجئے اور پھر فقراء میں بانٹ دیجئے۔ امام احمد رحمہ اللہ نے کہا: میرے دروازے سے زیادہ امیر المومنین کے محل کے نیچے فقیروں کا جھرمٹ رہتا ہے۔ مجھے اس ہنگامہ کی ضرورت نہیں ہے۔

امام احمد رحمہ اللہ کی تعظیم:

امام احمد رحمہ اللہ نے عاجزی وانکساری اور دنیا سے بے رغبتی کے باوجود بہت عزت اور تعظیم پائی، ان کے مشائخ ان کی تعظیم کے معترف تھے:

امام احمد کے شیخ یحیی بن آدم نے کہا: احمد بن حنبل ہمارے امام ہیں۔

امام احمد کے شیخ ہیثم بن جمیل نے کہا: اگر امام احمد زندہ رہے تو اپنے ہم عصروں پر حجت ہوں گے۔

امام شافعی نے کہا: اے ابوعبداللہ! جب تمہارے نزدیک کوئی حدیث صحیح ہو تو ہمیں بھی بتلایا کرو، تم صحیح احادیث کو ہم سے زیادہ جانتے ہو۔

امام عبداللہ بن امام احمد نے کہا: میں نے بہت سے علماء، فقہاء، محدثین، بنو ہاشم، قریشیوں اور انصاریوں کو دیکھا کہ وہ میرے باپ کے سر اور ہاتھوں کا بوسہ لیتے تھے اور اتنی تعظیم کرتے تھے کہ میں نے کسی فقیہ کی اتنی تعظیم ہوتی ہوئی نہیں دیکھی تھی، جبکہ میرے باپ اس چیز کے خواہش مند نہیں تھے۔

مروزی کہتے ہیں: میں نے دیکھا کہ ایک عیسائی طبیب، امام احمد کے پاس سے نکلا اور اس کے ساتھ ایک پادری بھی تھا، اس طبیب نے بتلایا کہ امام احمد کا دیدار کرنے کے لیے یہ پادری میرے ساتھ آیا تھا۔ اس کا مطلب یہ ہوا کہ غیر مسلم بھی امام صاحب کی تعظیم کرتے تھے۔

مسئلہ خلق قرآن اور امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ کا عزم واستقلال:

امت مسلمہ میں فتنوں کا آغاز سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت سے ہوا، یہودی لابی کے متحرک ہونے سے امت میں انتشار پھیلا، سبائیوں نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو شہید کر دیا، اسکے بعد امت متحد نہ ہو سکی اور حالات بدتر سے بدتر ہوتے گئے، بنوامیہ اور بنوعباس کے باہمی اختلافات نے بھی امت کا شدید نقصان کیا اور اس کے نتیجے میں بہت سارے باطل فرقوں نے جنم لیا، جس سے امت کی بے چینی میں اضافہ ہوا، بنوامیہ کے خاتمے کے بعد جب بنوعباس کا دور آیا، تو ایک سیاسی استحکام کی صورت تو پیدا ہوگئی، مگر مختلف فرقوں نے سر اُٹھا لیا۔ ہارون الرشید کے زمانے میں معتزلہ اور خوارج نے اپنی تحریکی سرگرمیاں جاری رکھیں، مگر چھپ کر کیونکہ ہارون کا معتزلہ سے اختلاف تھا، اس سے قبل دور بنوامیہ میں جب معتزلہ نے اپنے مذہب اور مسلک کی اشاعت کی کوشش کی تو اس کو سختی سے دبا دیا گیا، کہا جاتا ہے کہ سب سے پہلے جس شخص نے یہ کہا کہ قرآن مخلوق ہے، وہ جعد بن درہم تھا، خالد بن عبداللہ القسری نے اسکو قتل کروا دیا تھا۔ (حیات امام احمد بن حنبل: ص ۹۶)

لیکن جونہی مامون کا زمانہ آیا، اس تحریک نے عروج پکڑ لیا مامون نے حکومتی سطح پر اس مذہب اور مسلک کی حمایت کا اعلان کیا، جس سے ان کے حوصلے بلند ہوئے، اس نے معتزلہ کے علماء کو اپنا وزیر اور مشیر اور جج مقرر کیا، معتزلہ مختلف عہدوں پر فائز ہو گئے، جسکی وجہ سے علمائے حق کو مشکلات و مصائب کا شدید سامنا کرنا پڑا، یہ تحریک مامون، معتصم اور واثق کے زمانہ میں عروج پر تھی، جبکہ متوکل کے میں اس تحریک کا زور ٹوٹ گیا۔ جیسا کہ البدایہ والنہایہ میں حافظ ابن کثیر نے کہا: معتصم کے زمانے میں امام صاحب کو دربار شاہی میں لایا گیا ان سے متعدد سوالات کئے گئے، قرآن کے بارے سوال کیا گیا، پھر علم کے بارے میں۔ امام صاحب نے دوٹوک جوابات دیا اور پورے مجمع میں خلیفہ وقت کو ایک ہی بات کی "یا امیر المومنین اعطونی شیئا من کتاب الله و سنة رسوله حتی اقول۔" ......اے امیر المومنین! مجھے اللہ کی کتاب اور سنت رسول ﷺ سے کوئی دلیل پیش کریں۔

فرقہ معتزلہ نے خلق قرآن کا مسئلہ اٹھا کر امت کے علمائے حق کو ایک بڑی آزمائش میں ڈال دیا، اس تحریک کے حامی علماء مامون، واثق اور معتصم کے دور میں پیش پیش رہے۔ حکومتی مشینری کے ذریعہ اپنے اس موقف کو پوری امت پر لاگو کرنے کی کوشش کی، لیکن اللہ نے ہر زمانے میں علمائے حق اور رجال اللہ پیدا کئے۔ جنہوں باطل کا پورے عزم و استقلال کے ساتھ مقابلہ کیا اور حق کا دفاع کیا، جیسا کہ علامہ جلال الدین سیوطی نے تاریخ الخلفاء میں لکھا ہے: ''مامون نے حاکم بغداد کو سات بڑے محدثین کے بارے لکھا کہ ان سے مسئلہ خلق قرآن پر بات کی جائے، لیکن تمام محدثین اپنے موقف پر قائم رہے (کہ قرآن مخلوق نہیں ہے)، ان علماء میں بشر بن ولید اور ابراہیم بن مہدی کو قتل کروا دیا گیا، جبکہ باقی چاروں میں سے دو نے اپنی رائے سے رجوع کیا، محمد بن نوح کا انتقال ہو گیا اور اس میدان میں امام احمد تن تنہا رہ گئے۔''

(تاریخ الخلفاء: ص٢٤٨۔ ٢٤٩)

معتصم نے مسئلہ خلق قرآن پر امام احمد پر بہت زیادہ سختی کی، کوڑے لگوئے۔ تین دن تک مسلسل آپ کو دربار میں بلا کر مناظرہ کروا تا، ترغیب دیتا، رعب ڈالتا، متعدد ذرائع اختیار کرنے کے بعد معتصم نے ایک بار آپ کو اتنے کوڑے لگو ائے کہ آپ بے ہوش ہو گئے۔ جیسا کہ مولانا ظفر اقبال نے امام احمد کے حالات میں لکھا ہے: ''جلادوں میں سے ایک آگے بڑھتا، جب وہ تھک جاتا تو دوسرا آجاتا، دو کوڑے لگاتا، انیس کوڑوں کے بعد معتصم میرے پاس آیا اور کہا کہ کیو ں جان کے پیچھے پڑے ہو، پھر خلیفہ نے جلادوں کو حکم دیا کوڑے لگاؤ، پھر مجھ سے بات کی میں نے وہی جواب دیا، پھر حکم دیا کہ پوری قوت سے کوڑے لگاؤ۔ امام کہتے ہیں: میرے حواس جاتے رہے۔ جب میں ہوش میں آیا تو دیکھا بیڑیاں کھول دی گئی ہیں، ایک شخص نے کہا: ہم نے تم کو اُوندھے منہ گرایا تم کو روندا گیا۔ امام احمد نے کہا: مجھے تو کوئی احسا س نہیں ہوا۔'' (مسند احمد (مترجم مولانا محمد ظفر اقبال): ۱/۴۲)

بے شک اس طرح کی آزمائش سے نکلنا خدا کی توفیق اور مدد کے بغیر ممکن نہیں ہوتا، مگر تاریخ میں ایسے لوگ کم ہی ملتے جنہوں نے اپنی جان کی پروا کیے بغیر اللہ کے دین کی سربلندی کے لئے اپنا تن من دھن قربان کر دیا اور اللہ تعالی

کے اس فرمان ﴿وَلَا يَخَافُوْنَ لَوْمَةَ لَا ئِمٍ﴾ کے مصداق ہوئے۔

حقیقت یہ ہے کہ اگر امام احمد یہ اتنی بڑی قربانی نہ دیتے تو امت میں قرآن کریم کے حوالے سے ایک انتشار پھیل جاتا جس طرح عیسائیوں نے حضرت عیسی کے بارے ''کلمہ'' اور ''روح'' کی بحث چھیڑ کہ انتشار پیدا کیا، دراصل معتزلہ یہی چاہتے تھے کہ مسلمانوں میں قرآن کو مخلوق کہہ کر اس بحث کو چھیڑا جائے کہ قرآن قدیم ہے یا حادث، اللہ تعالی نے امام احمد کی اس قربانی کے ذریعے امت کو ایک بہت بڑے فتنے سے بچالیا۔ آخر میں امام بخاری کے اس بیان پر بحث کو سمیٹتا ہوں۔ امام بخاری رحمہ اللہ کہتے ہیں: میں نے سنا کہ امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ کو ایسے کوڑے لگائے گئے کہ اگر وہ کوڑا ہاتھی کو لگتا تو چیخ مار کے بھاگ جاتا، امام احمد کی بے نظیر ثابت قدمی اور استقامت سے یہ مسئلہ ہمیشہ کے لئے ختم ہو گیا، امت مسلمہ ایک بہت بڑے خطرے سے محفوظ ہوگئی۔ (علوم الحدیث از عبدالرؤف ظفر: ص۴۰۵)

امام احمد کے متعلق بشر بن حارث نے کہا: ''امام احمد کو بھٹھی میں ڈالا گیا اور آپ کندن بن کے نکلے۔''

(تهذيب التهذيب : ١/٧٤)

امام بخاری کے مشہور استاد اور عظیم محدث امام علی بن مدینی نے کہا: ''دین اسلام میں امام احمد جیسی استقامت کسی نے نہیں دکھائی۔''

امام علی بن مدینی نے مزید کہا: ''اللہ تعالیٰ نے دین کے غلبہ کا کام دو شخصوں سے لیا ہے، تیسرا کوئی ان کا ہمسر نہیں ہے، فتنہ ارتداد پر سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ سے اور فتنہ خلق قرآن کے موقع پر امام احمد رحمہ اللہ سے۔

(تذكرة الحفاظ : ١/١٦-١٧)

وصیت:

وفات سے قبل امام محترم نے وصیت لکھی اور کی بھی، اس کے الفاظ یہ تھے:

بِسمِ اللّٰهِ الرَّحمٰنِ الرَّحِيمِ، هٰذَا مَا أَوْصٰى أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ، أَوْصٰى أَنَّهُ يَشْهَدُ أَنْ لاَ إِلٰهَ إِلاَّ اللّٰهُ وَحْدَهُ لاَ شَرِيْكَ لَهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ، أَرْسَلَهُ بِالْهُدٰى وَدِينِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهُ عَلَى الدِّينِ كُلِّهِ وَلَوكَرِهَ الْمُشْرِكُونَ، وَأُوْصِي لِأَهْلِي وَقَرَابَتِي أَنْ يَعْبُدُوا اللّٰهَ وَأَنْ يَحْمَدُوهُ وَأَنْ يَنْصَحُوا لِجَمَاعَةِ الْمُسلِمِينَ وَأُوْصِي أَنِّي قَدْ رَضِيتُ بِاللّٰهِ رَبًّا وَبِالإِسْلاَمِ دِيْنًا وَبِمُحَمَّدٍ رَسُولاً۔

شروع اللہ کے نام سے جو نہایت مہربان اور بار بار رحم کرنے والا ہے، یہ وصیت ہے جو احمد بن حنبل نے کی ہے، وہ وصیت کرتے ہیں کہ وہ اس بات کی گواہی دیتے ہیں کہ اللہ کے علاوہ کوئی معبود برحق نہیں، وہ اکیلا ہے، اس کا کوئی شریک نہیں اور یہ بھی گواہی دیتا ہوں کہ محمد ﷺ اس کے بندے اور اس کے رسول ہیں، جنہیں اللہ تعالیٰ نے ہدایت اور دین حق دے کے بھیجا تا کہ وہ اس دین کو تمام مذاہب پر غالب کردیں، خواہ مشرکوں کو یہ بات کتنی ہی ناگوار ہو اور میں اپنے

اہل اور قرابت داروں کو بھی نصیحت کرتا ہوں کہ وہ اللہ تعالیٰ کی عبادت کریں، اس کی حمد و ثنا بیان کریں اور اہل اسلام کی جماعت کی خیر خواہی کریں اور میں اعلان کرتا ہوں کہ میں اللہ تعالیٰ کے رب ہونے پر اور اسلام کے دین ہونے پر اور محمد ﷺ کے رسول ہونے پر دل و جان سے راضی ہوں۔

تصانیف:

امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ نے بے شمار کتب چھوڑی ہیں، ان میں سے چند ایک تصانیف درج ذیل ہیں:

المسند، كتاب العلل، كتاب التفسير، كتاب الناسخ والمنسوخ، كتاب الزهد، كتاب المسائل، كتاب الفضائل، كتاب الفرائض، كتاب المناسك، كتاب الايمان، كتاب الآشربه، كتاب طاعةالرسول

وفات:

طویل سفر زندگی اور مصائب نے امام صاحب کو اندر سے توڑ دیا تھا، ماہ ربیع الاوّل سنہ ۲۴۱ ہجری میں چند دن بیمار ہوئے، امام عبداللہ کے بیان کے مطابق جب جمعرات کے دن بیماری میں شدت آئی تو شب جمعہ بے قراری میں گزاری، جمعہ کے دن ۱۲ ربیع الاوّل سنہ ۲۴۱ ہجری کو وصال ہو گیا ﴿إِنَّا لِلّٰهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ﴾۔ ابن سعد نے طبقات میں وفات کے متعلق لکھا ہے۔ "وتو فی یوم الجمعة ارتفاع النهار، ودفن بعد العصر، وحضر خلق كثير من اهل بغداد وغير هم۔" ...... امام احمد جمعہ کے دن اس وقت فوت ہوئے، جب دن چڑھ آیا تھا اور عصر کے بعد دفن ہوئے، بغداد وغیرہ سے کثیر تعداد نے نماز جنازہ میں شرکت کی۔ (الطبقا ت الكبرىٰ: ۷/ ۱۷۱)

حافظ ابن حجر نے جنازہ میں آٹھ لاکھ مردوں اور ساٹھ ہزار خواتین کی شرکت کا اندازہ لگایا ہے۔

(تهذيب التهذيب: ۱/ ۷۵)

جبکہ شیخ الاسلام امام رازی نے ابوزرعہ کے حوالے سے لکھا ہے:

"بلغنی ان المتوكل امران يمسح الموضع الذی وقف الناس عليه حيث صلیّ علی احمد بن حنبل مقام الفی الف و خمس ما ئة الف۔" ...... متوکل نے حکم دیا کہ امام احمد کی نماز جنازہ پر کھڑے ہونے والے لوگوں کی جگہ کی پیمائش کی جائے، پس وہ جگہ اتنی تھی کہ اس میں ساڑھے بیس لاکھ افراد سما سکتے تھے۔

(الجرح وا لتعديل: ۱/ ۲۱۲)

❀❀❀❀

حالاتِ زندگی

(امام عبداللہ بن احمد رحمہ اللہ ۲۱۳ھ - ۲۹۰ھ)

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ، وَالْعَاقِبَةُ لِلْمُتَّقِيْنَ، وَالصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى سَيِّدِ الْاَنْبِيَاءِ وَالْمُرْسَلِيْنَ، وَعَلٰى آلِهِ الطَّاهِرِيْنَ، وَصَحْبِهِ الطَّيِّبِيْنَ، وَمَنْ تَبِعَهُمْ بِاِحْسَانٍ اِلٰى يَوْمِ الدِّيْنِ۔

أَمَّا بَعْد:

نسب:

امام، حافظ، محدثِ بغداد عبد اللہ بن احمد بن محمد بن حنبل بن ھلال بن اسد بن ادریس بن عبداللہ بن میان بن عبداللہ بن انس بن عوف بن قاسط بن مازن بن شیبان بن ذھل بن ثعلبہ بن عکابہ بن صعب بن علی بن بکر بن وائل الذھلی، الشیبانی، المروزی ثم البغدادی

امام احمد کی ریحانہ نامی بیوی کے بطن سے امام عبداللہ پیدا ہوئے تھے۔

ولادت:

جمادی الثانی سنہ ۲۰۳ ہجری میں بغداد میں پیدا ہوئے۔

حصول علم:

امام عبداللہ رحمہ اللہ نے اپنے باپ کی طرح سفر شروع کیا اور کئی مشائخ سے سماع کیا، وہ سنہ ۲۳۰ ہجری میں کوفہ کی طرف روانہ ہو گئے تھے، جبکہ اس وقت ان کی عمر سترہ برس تھی، انھوں نے وہاں ابو بکر بن ابو شیبہ سے زانوے تلمذ طے کیا تھا۔

مشائخ:

امام عبداللہ رحمہ اللہ نے سینکڑوں اساتذہ سے سماع کیا، لیکن جب ان کو اپنے باپ کے پاس حدیث مل جاتی تھی تو وہ اسی کو ہی کافی سمجھ لیتے تھے۔

تلامذہ:

امام عبداللہ رحمہ اللہ سے کئی اہل علم نے علم حاصل کیا، چند ایک کے نام یہ ہیں:

امام احمد بن شعیب نسائی، ابو بکر احمد بن جعفر بن حمدان القطیعی، ابو الحسین احمد بن جعفر، احمد بن سلمان نجاد، اسماعیل بن علی خطبی، حسین بن اسماعیل محاملی، دعلج بن احمد سجستانی، سلیمان بن احمد بن ایوب طبرانی، ابو القاسم عبد اللہ بن محمد وغیرہم۔

حفظ و علم:

امام احمد رحمہ اللہ کی وجہ سے ان کے بیٹے کو کئی علمی برکات کا حصول ہوا، ابھی تک ان کی عمر اٹھائیس برس نہیں ہوئی تھی کہ انھوں نے عالی سندیں اور اپنے باپ کے مسائل اور علل کو حاصل کر لیا تھا۔

ابو الحسین بن منادی نے کہا: ہم نے اپنے اکابر و مشائخ کو اس حال میں پایا کہ وہ امام عبد اللہ رحمہ اللہ کے حق میں یہ شہادت دیتے تھے کہ ان کو رجال، علل احادیث اور اسماء وکنی کا علم حاصل تھا، انھوں نے عراق میں اپنے آپ کو طلبِ حدیث میں مصروف رکھا۔

منصب:

امام عبد اللہ بن احمد اپنے باپ کی وفات کے بعد حمص میں منصبِ قضا پر فائز رہے۔

باپ کے منہج کی پابندی:

ہم امام عبد اللہ رحمہ اللہ کی کتب "العلل" اور "المسائل" وغیرہ میں یہ چیز ملاحظہ کرتے ہیں کہ وہ اپنے باپ کے منہج سے واضح طور پر متاثر نظر آتے ہیں، وہ باقاعدہ اپنے مشائخ کو پرکھتے ہیں، ہر ایک سے روایت نہیں لیتے، بلکہ امام احمد رحمہ اللہ نے ان کو جن راویوں سے روایت لینے سے منع کیا تھا، انھوں نے ان سے احادیث لینے کو ترک کر دیا تھا، ان میں ایک راوی علی بن جعد تھا۔

باپ کی کتب کو روایت کرنا:

امام عبد اللہ رحمہ اللہ نے اپنے باپ کا علم زندہ رکھا، خاص طور پر یہ مسند، جو کہ امام احمد نے سب سے پہلے اپنے بیٹے پر پڑھی تھی، اس دوران باپ بیٹے کے سوالات و جوابات کی نشستیں بھی ہوتی رہیں۔

مسند کو روایت کرنے میں متفرد ہونا:

حافظ ذہبی نے کہا: امام احمد کی مسند میں ان کے بیٹے عبد اللہ کی بہت زیادہ زیادات ہیں، پھر انھوں نے نہ مسند کو مرتب کر کے تحریر کیا اور نہ اس کو آسان کیا، یہ کتاب ابھی تک مزید کام اور ترتیب کی محتاج ہے، پھر ایک جماعت نے امام عبد اللہ سے یہ مسند روایت کی۔

تصانیف:

امام عبد اللہ کی ذات کو ان کے باپ کی کتب میں ملاحظہ کیا جا سکتا ہے، شاید انھوں نے اپنے باپ کی کتب کو وضع کیا ہو اور ان کو مرتب کیا ہو، ہم ان کتب میں مسند کی طرح ان کی زیادات پاتے ہیں، بہر حال ان کی چند ایک تصنیفات درج

ذیل ہیں:

السنة، الزهد، فضائل الصحابة، العلل، المسائل، الجمل

وفات:

امام عبداللہ بن احمد رحمہ اللہ نے ستتر برس عمر پائی اور اتوار کے روز ۲۱ جمادی الثانی سنہ ۲۹۰ ہجری کو وفات پائی ﴿إِنَّا لِلّٰهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُوْنِ﴾ اور اسی دن کے آخری حصے میں دفن کیے گئے، ان کے بھتیجے زہیر بن صالح نے ان کی نمازِ جنازہ پڑھائی، بہت سارے لوگوں نے ان کے جنازے میں شرکت کی تھی۔

تنبیہ: اس مسند میں امام احمد کے بیٹے جناب عبداللہ کا بسیار دفعہ ذکر ہوا ہے، وہ اپنے باپ سے مختلف احادیث کے معانی، بعض مقامات پر فقہی احکام، سند کی پیچیدگیاں، بعض راویوں پر حکم اور ان کی سوانح عمریوں سے متعلقہ بعض امور اور متن کے مختلف الفاظ بیان کرتے ہیں، نیز بَنّا ساعاتی کے حالات زندگی کے بعد والے مضمون ''مسند الأمام أحمد اور بلوغ الأماني من أسرار الفتح الرباني'' کا آخری پیراگراف، اس سے اس مسند میں جناب عبداللہ کی اہمیت کا اندازہ ہوگا۔

ان وجوہات کی بنا پر ہم نے ان کے مختصر حالات زندگی بھی قلم بند کر دیے ہیں۔

❀❀❀❀

حالات زندگی

(شیخ احمد عبد الرحمٰن بنّا ساعاتی رحمہ اللہ ۱۳۰۱ھ - ۱۳۷۸ھ)

بلوغ الامانی من اسرار الفتح الربانی کے مرتب ومؤلف اور شارح

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ وَالْعَاقِبَةُ لِلْمُتَّقِيْنَ وَالصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى سَيِّدِ الْاَنْبِيَاءِ وَالْمُرْسَلِيْنَ، وَعَلٰى آلِهِ الطَّاهِرِيْنَ، وَصَحْبِهِ الطَّيِّبِيْنَ، وَمَنْ تَبِعَهُمْ بِاِحْسَانٍ اِلٰى يَوْمِ الدِّيْنِ۔

أَمَّا بَعْدُ:

ولادت:

آپ مصر کے ایک گاؤں شمشیرہ میں سنہ ۱۳۰۱ ہجری میں پیدا ہوئے۔ شیخ احمد کی والدہ نے ان کو جنم دینے سے پہلے یہ خواب دیکھا کہ کسی آدمی نے ان سے کہا: جب یہ بچہ پیدا ہو جائے تو اس کا نام احمد رکھنا اور اس کو قرآن مجید حفظ کرانے کا خواہش مند رہنا۔

جب بچہ نوجوان ہونے لگا تو گاؤں کے حالات نے بچے کو متاثر کیا، چونکہ شیخ احمد کے والد کسان تھے، ان کی اور شیخ احمد کے بھائی کی خواہش یہ تھی کہ وہ زمین میں کام شروع کریں، لیکن ان کی ماں نے وہ خواب ذہن نشین کیا ہوا تھا۔

ماں کی خواہش پوری ہوئی اور شیخ نے قرآن مجید حفظ کر لیا اور گاؤں کے معلم سے تجوید کے احکام بھی پڑھ لیے۔

اب دوسرے علوم شرعیہ کے حصول کا مسئلہ پیدا ہوا اور اس مقصد کی تکمیل کے لیے جامعہ ازہر یا دوسرے دینی اداروں کا ہی انتخاب کیا جا سکتا تھا۔

شیخ احمد کا گاؤں، اسکندریہ کے قریب پڑتا تھا اور یہ ادفینا شہر کے سامنے اور رشید سٹی کے نزدیک تھا۔

حصول علم:

شیخ احمد نے اسکندریہ کی طرف سفر کیا، اسکندریہ کا ادارہ دینی نہیں تھا، البتہ شیخ نے دوسرے طلبہ کے ساتھ مسجد میں دین کا علم پڑھتے تھے اور مسجد ہی شیخ کا مسکن بنی رہی اور شیخ نے مطالعہ کرنے، سونے اور قیام کرنے کے لیے مسجد کا ہی انتخاب کیے رکھا۔

گھڑی سازی کا پیشہ:

علوم شرعیہ کے حصول کے ساتھ ساتھ شیخ نے مستقبل میں ذریعۂ آمدن کے بارے میں غور کیا اور اس کے لیے

گھڑیوں کی مرمت کا پیشہ پسند کیا اور اس کے ساتھ ساتھ وہ گھڑیوں کی تجارت بھی کرنے لگے، اسی وجہ سے شیخ کو ''ساعاتی'' کہا جاتا ہے، (عربی میں گھڑی کو سَاعَة کہتے ہیں)۔

محمودیہ سٹی میں سکونت اختیار کرنا:

شیخ احمد عالم اور گھڑیوں کے ماہر بن کر اپنے گاؤں کی طرف واپس آئے، شادی کی اور محمودیہ سٹی کی طرف روانہ ہو گئے، اس شہر کے عالم شیخ محمد زہران نے ان کو خوش آمدید کہا اور دونوں ایک دوسرے کے دوست بن گئے اور تعلیم و تعلم اور بحث و تحقیق پر کام شروع کر دیا، شیخ احمد کی لائبریری فقہ، تفسیر، حدیث اور تمام علوم شرعیہ کی امہات الکتب پر مشتمل تھی۔

مسند احمد کی قراءت:

سنہ ۱۳۴۰ ہجری میں شیخ احمد نے مسند احمد، کتبِ ستہ اور محدثین کے ہاں دوسری معتبر کتب کا مطالعہ شروع کیا، شیخ نے مطالعہ کے دوران محسوس کیا کہ مسند احمد بڑا علمی ذخیرہ ہے، اس سے ان کو خیال آیا کہ اس کتاب کو مرتب کرنا چاہیے، چنانچہ انھوں نے شیخ محمد زہران سے مشورہ کیا، انھوں نے حوصلہ افزائی کی اور شیخ نے اللہ تعالیٰ سے دعا کرتے ہوئے کام شروع کر دیا۔

شیخ احمد سنہ ۱۳۵۱ ہجری کو اس خدمت سے فارغ ہوئے اور اس کتاب کو چار بار پڑھا تھا، پھر پانچویں بار پڑھتے ہوئے تصحیح بھی کرتے گئے اور بائیسویں جلد کے نصف تک پہنچے تھے۔

قاہرہ کی طرف خاندان کی ہجرت:

جب مؤلف حصول علم کے لیے اسکندریہ ہجرت کر گئے تھے اور ان کے سارے خاندان نے طلب علم کے لیے قاہرہ کی طرف ہجرت کی تھی۔

بیماری محسوس کرنا:

جب شیخ اپنی کتاب کا پانچویں بار مطالعہ کرتے ہوئے بائیسویں جلد پر کام کر رہے تھے اور سیرتِ نبوی اور اس سے متعلقہ ابواب پر کام مکمل کرنے کے بعد مناقبِ صحابہ کا چیپٹر شروع ہی کیا تھا کہ انھوں نے محسوس کیا کہ وہ بیمار ہو رہے ہیں، بہرحال انھوں نے اس جلد پر کام جاری رکھا اور ''بـاب ما جاء في جرير بن عبد الله البجلي'' تک پہنچے تھے کہ طبیعت زیادہ خراب ہو گئی، یہ وفات سے تین دن پہلے کی بات ہے۔

۵ جمادی الاول کی رات کو نماز میں قرآن مجید کا جو حصہ تلاوت کیا:

جب شیخ نے پہلی رکعت میں سورۂ فاتحہ مکمل کی تو یہ آیات پڑھیں: ﴿كُلُّ نَفْسٍ ذَآئِقَةُ الْمَوْتِ وَإِنَّمَا تُوَفَّوْنَ أُجُورَكُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فَمَن زُحْزِحَ عَنِ النَّارِ وَأُدْخِلَ الْجَنَّةَ فَقَدْ فَازَ وَمَا الْحَيَاةُ الدُّنْيَا إِلَّا مَتَاعُ الْغُرُورِ۔﴾

اور دوسری رکعت میں سورۂ فاتحہ کے بعد اس حصے کی تلاوت کی: ﴿لَتُبْلَوُنَّ فِي أَمْوَالِكُمْ وَأَنفُسِكُمْ

وَلَتَسْمَعُنَّ مِنَ الَّذِينَ أُوتُواْ الْكِتَابَ مِن قَبْلِكُمْ وَمِنَ الَّذِينَ أَشْرَكُواْ أَذًى كَثِيرًا وَإِن تَصْبِرُواْ وَتَتَّقُواْ فَإِنَّ ذَٰلِكَ مِنْ عَزْمِ الأُمُورِ.﴾

سوموار کے دن لوگوں کے ساتھ تعلیم وتعلم اور درس وتدریس کا کچھ سلسلہ جاری رہا، لیکن منگل کے روز شیخ اپنے ربّ کے ساتھ مصروف ہو گئے اور لوگوں سے بے رخی اختیار کر لی، البتہ وضو کا پانی طلب کرتے اور جب نماز کا وقت ہو جاتا تو استطاعت کے مطابق نماز ادا کرتے تھے۔

وفات:

بدھ کے روز ظہر سے پہلے ۸ جمادی الاول سنہ ۱۳۷۸ ہجری کو شیخ احمد دنیائے فانی سے کوچ کر گئے، ﴿إِنَّا لِلّٰهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُوْنِ﴾۔ اس وقت ان کی عمر ستتر برس اور کچھ ماہ تھی، شیخ سید سابق نے ان کی نمازِ جنازہ پڑھائی، اہل علم وفضل سمیت لوگوں کی بھائی تعداد نے ان کے جنازے میں شرکت کی۔

❁❁❁❁

مسند الأمام أحمد

اور

بلوغ الأماني من أسرار الفتح الرباني

شیخ احمد عبد الرحمٰن بنّا ساعاتی رحمہ اللہ نے کہا:

مسند احمد کی ترتیب:

امام احمد رحمہ اللہ نے اپنے ہم عصروں کی طرح صحابہ کی مسانید پر اپنی مسند کو مرتب کیا، پہلے وہ ایک صحابی کا ذکر کرتے ہیں اور پھر کسی فقہی ترتیب کا لحاظ رکھے بغیر اس سے مروی تمام روایات کا ذکر کرتے ہیں، ان کے بعد دوسرے صحابی کا سلسلہ شروع ہو جاتا ہے، علی ہذا القیاس۔

بلاشبہ اس قسم کی مسانید تصنیفِ احادیث کا ایک طریقہ ہے اور یہ مسانید قدیم زمانے میں مفید رہی ہیں، جب لوگوں کا مقصد احادیث کے اسانید اور متون کو یاد کرنا ہوتا تھا، جبکہ جس زمانے سے ہم گزر رہے ہیں، اس میں اختصار اور فقہی ترتیب کو ہی پسند کیا جاتا ہے، جبکہ مسانید ان دونوں صفات سے خالی ہوتی ہیں اور کسی بھی مسند سے احادیث کو تلاش کرنا مشکل ہوتا ہے، جس حدیث کا تلاش کرنا ہو، ضروری ہے کہ پہلے یہ علم ہو کہ وہ کس صحابی کی مسند ہے، پھر مسند میں اس صحابی کا نام تلاش کیا جائے اور پھر اس صحابی سے مروی تمام احادیث کا جائزہ لے کر فیصلہ کیا جائے کہ فلاں حدیث فلاں مسند میں ہے یا نہیں، اسی طرح اگر کوئی حدیث ایک سے زائد صحابہ سے مروی ہے تو ہر صحابی کا نام تلاش کر کے اس سے مروی احادیث میں اس حدیث کا تلاش کیا جائے گا، جبکہ یہ عمل اور محنت عصر حاضر کے علمی طبقے کے لیے مشکل ہے۔

اس لیے میرے ذہن میں خیال آیا کہ میں اس عظیم کتاب کو کتب اور ابواب میں مرتب کر دوں اور ہر حدیث کو فقہی ترتیب کے ساتھ پیش کروں، اگرچہ میں اپنے آپ کو اس خدمت سے چھوٹا اور عاجز سمجھتا تھا، لیکن میں نے اللہ تعالیٰ کی تائید و نصرت سے اپنی نیت کو پختہ اور سچا کیا اور بتوفیق الٰہی اس عمل کے لیے مخلص ہو گیا۔

بلوغ الأماني من أسرار الفتح الرباني کی وضع کی کیفیت:

اس عمل میں میرے سامنے یہ مقاصد تھے:

(۱) سند کو حذف کرنے کی وجہ:

چونکہ میں چاہتا تھا کہ علوم شرعیہ کے طلبہ آسانی کے ساتھ مسند احمد کا مطالعہ کر سکیں، اس لیے میں سند کو حذف کر دیا اور صرف صحابی کا نام برقرار رکھا اور اثر ہونے کی صورت میں تابعی کا نام بھی برقرار رکھا۔ اگر کسی حدیثِ مبارکہ میں سند

کے کسی ایسے راوی کا نام آ جائے کہ جس پر اس حدیث کے معنی کو سمجھنا موقوف ہو تو میں اس راوی کا ذکر بھی کرتا ہوں، ایسا راوی ابتدائے سند میں ہو یا انتہائے سند میں اور اسی مقصد کو مدنظر رکھ کر یا کسی اور غرض سے بعض مقامات میں میں پوری سند بھی ذکر کر دیتا ہوں۔

(۲) کتبِ محدثین میں تکرارِ احادیث کا سبب:

جوامع، سنن اور مسانید وغیرہ کے مؤلفین زیادہ تر دو مقاصد کے پیش نظر احادیث کو تکرار کے ساتھ لائے: (۱) متن کے الفاظ مختلف ہونے کی وجہ سے (۲) ایک حدیث کی مختلف سندوں کو جمع کرنے کے لیے، کیونکہ سندوں کی کثرت سے حدیث کے حسن میں اضافہ ہوتا ہے۔

(۳) مکررات کے بارے میں میرے عمل کی کیفیت:

جب امام احمد ایک صحابی سے ایک حدیث ذکر کرنے میں تکرار سے کام لیتے ہیں تو میں صحیح ترین سند کا انتخاب کر کے اس کے مختلف متون کے الفاظ کو جمع کر لیتا ہوں اور باقی اسانید اور لفظوں کے تکرار کو حذف کر دیتا ہوں، اگر محذوف روایت میں کسی زائد امر کا بیان ہو تو حدیث مکمل کرنے کے بعد "وفی روایۃ کذا و کذا" کہہ کر اس کی طرف اشارہ کر دیتا ہوں، اگر مکرر روایات میں زیادہ فرق ہو تو پھر "وعنہ من طریق آخر" کہہ کر اس روایت کے الفاظ ذکر کر دیتا ہوں، اگر ایک سند زیادہ صحیح ہو اور دوسری سند کا متن زیادہ معانی پر مشتمل ہو تو میں دونوں کا ذکر کر دیتا ہوں، اگر ایک حدیث ایک سے زیادہ صحابہ سے مروی ہو تو جو حدیث زیادہ احکام پر مشتمل ہو اور اس کی سند صحیح ترین ہو تو اس کا ذکر کر کے باقی احادیث کی طرف اشارہ کر دیتا ہوں۔

(۴) مسند احمد کی احادیث کا احاطہ کرنا:

میں نے اپنی کتاب "بلوغ الأمانی من أسرار الفتح الربانی" مسند احمد کی تمام احادیث کا احاطہ کیا اور دیدہ دانستہ کسی حدیث اور اثر کو ترک نہیں کیا، ماسوائے اس خلل کے جو بھول چوک کی وجہ سے آیا ہو، جبکہ انسان معصوم عن الخطا نہیں ہے، اگر مسند احمد کی طرف کوئی حدیث دیکھتے ہیں اور اس کو میری کتاب میں نہیں پاتے تو فوراً یہ بات نہ کرو کہ فلاں حدیث میری کتاب میں نہیں ہے، کیونکہ مسند احمد میں کئی احکام و آداب پر مشتمل احادیث ہیں، جن کو میں نے ٹکڑے ٹکڑے کر کے مختلف کتب اور ابواب میں پیش کیا۔

(۵) کوئی احکام پر مشتمل طویل احادیث:

مسند احمد میں ایسی احادیث موجود ہیں، جو طویل ہیں اور کئی احکام پر مشتمل ہیں، اگر اس حدیث کو صرف ایک باب میں رکھ دیا جائے تو دوسرے ابواب سے کوئی فوائد مفقود ہو جائیں گے، لہذا میں نے مناسب سمجھا کہ پہلے اس مکمل حدیث کو اس کے مناسب باب میں مندرج کر کے اس کو مختلف ٹکڑوں میں تقسیم کر دوں اور ہر ٹکڑے کو اس کے مناسب باب میں لکھ دوں۔ لیکن اگر کوئی مختصر حدیث مختلف احکام پر مشتمل ہو تو اس کو تکرار کے ساتھ متعلقہ ابواب میں ذکر کر دیا

جائے گا۔

(٦) مسند احمد کی احادیث کی چھ قسموں میں تقسیم اور ان کے رموز کا بیان:

میں نے اپنی تحقیق کے مطابق مسند احمد کی احادیث کو چھ قسموں میں منقسم پایا:

وہ قسم، جس کو ابو عبد الرحمٰن عبد اللہ بن امام احمد نے اپنے باپ سے سنا، اسی کو مسند امام احمد کہتے ہیں اور یہ کافی ضخیم حصہ ہے، جو تین چوتھائی سے زیادہ ہے۔ اس قسم کا کوئی رمز نہیں۔

وہ قسم، جو عبد اللہ بن امام احمد نے اپنے باپ سے اور ان کے علاوہ دوسرے رواۃ سے سنی، اس کی مقدار بہت کم ہے۔ اس قسم کا بھی کوئی رمز نہیں۔

وہ قسم، جو عبد اللہ نے اپنے باپ کے علاوہ دوسرے رواۃ سے سنی، محدثین کے ہاں اسی قسم کو ''زوائد عبد اللہ'' کہا جاتا ہے، پہلی قسم کے علاوہ باقی قسموں سے اس کی مقدار زیادہ ہے، اس قسم کا رمز ''ز'' ہے، جو ''زوائد عبد اللہ'' کی طرف اشارہ ہے۔

وہ قسم، جو عبد اللہ نے اپنے باپ پر پڑھی تو ہے، لیکن ان سے سنی نہیں ہے، اس کی تعداد بھی کم ہے۔ اس قسم کا رمز ''قر'' ہے۔

وہ قسم، جو نہ عبد اللہ نے اپنے باپ پر پڑھی ہے اور نہ ان سے سنی ہے، البتہ ان کی کتاب میں ان کے ہاتھ سے لکھی ہوئی پائی ہے، اس کی مقدار بھی بہت کم ہے۔ اس قسم کا رمز ''خط'' ہے۔

وہ قسم، جو حافظ ابو بکر قطیعی نے عبد اللہ بن امام احمد اور امام احمد کے علاوہ دوسرے رواۃ سے سنی، اس کی مقدار سب سے کم ہے۔ اس قسم کا رمز ''قط'' ہے۔

(لیکن ہم اس کتاب میں ان رموز کا ذکر نہ کر سکے۔ از محمد محفوظ اعوان)

(یہ مکمل مضمون بنّا ساعاتی کے کلام کا اختصار ہے۔)

❁❁❁❁

حجیت حدیث نبوی

شیخ البانی رحمہ اللہ نے سلسلہ احادیث صحیحہ میں ایک حدیث ذکر کر کے اس سے حدیث نبوی کے حجت ہونے کا استدلال کیا، ہم اسی حدیث اور امام صاحب کے تبصرے سے اپنے ذہن کے مطابق اپنی بحث کا آغاز کرتے ہیں۔

ہم نے اس بحث میں حدیثِ مبارکہ کی حجیت کو ثابت کرنے کے لیے اس موضوع سے متعلقہ قرآن مجید کی آیات اور نبی کریم ﷺ کی احادیث پیش نہیں کیں، بلکہ ٹیکنیکل اور الزامی انداز اپنایا ہے، جو اس حقیقت کو تسلیم کر دینے پر مجبور کر دیتا ہے کہ فرمودات نبویہ بھی مستقل اور بنفس نفیس حجت ہیں۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

عَنِ الْعِرْبَاضِ بْنِ سَارِيَةَ السُّلَمِيِّ قَالَ:نَزَلْنَا مَعَ النَّبِيِّ ﷺ خَيْبَرَ، وَمَعَهُ مَنْ مَّعَهُ مِنْ اَصْحَابِهِ، وَكَانَ صَاحِبُ(خَيْبَرَ) رَجُلًا مَارِدًا مُنْكِرًا، فَاَقْبَلَ اِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ: يَا مُحَمَّدُ ! لَكُمْ اَنْ تَذْبَحُوْا حُمُرَنَا، وَتَاْكُلُوْا ثَمَرَنَا، وَتَضْرِبُوْا نِسَاءَ نَا! فَغَضِبَ النَّبِيُّ ﷺ وَقَالَ:

((يَا ابْنَ عَوْفٍ! اِرْكَبْ فَرَسَكَ ثُمَّ نَادِ: اَلا اِنَّ الْجَنَّةَ لا تَحِلُّ اِلَّا لِمُؤْمِنٍ، وَاَنِ اجْتَمِعُوْا لِلصَّلاةِ))

قَالَ: فَاجْتَمَعُوْا، ثُمَّ صَلّٰى بِهِمُ النَّبِيُّ ﷺ ثُمَّ قَامَ فَقَالَ:

((اَيَحْسِبُ اَحَدُكُمْ مُتَّكِئًا عَلٰى اَرِيْكَتِهٖ قَدْ يَظُنُّ اَنَّ اللّٰهَ لَمْ يُحَرِّمْ شَيْئًا اِلَّا مَا فِيْ هٰذَا الْقُرْآنِ؟! اَلَا وَ اِنِّيْ وَاللّٰهِ قَدْ اَمَرْتُ وَوَعَظْتُ وَنَهَيْتُ عَنْ اَشْيَاءَ اِنَّهَا لَمِثْلُ الْقُرْاٰنِ اَوْ اَكْثَرُ، وَاِنَّ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ لَمْ يُحِلَّ لَكُمْ اَنْ تَدْخُلُوْا بُيُوْتَ اَهْلِ الْكِتَابِ اِلَّا بِاِذْنٍ، وَلَا ضَرْبَ نِسَائِهِمْ، وَلَا اَكْلَ ثِمَارِهِمْ، اِذَا اَعْطَوْكُمُ الَّذِيْ عَلَيْهِمْ))

(سلسلة الأحاديث الصحيحة: ٢/ ٥٤١، رقم: ٨٨٢)

سیدنا عرباض بن ساریہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: ہم نے نبی کریم ﷺ کے ساتھ خیبر میں پڑاؤ ڈالا' صحابہ بھی آپ ﷺ کے ساتھ تھے۔ خیبر کا سردار بڑا سرکش اور دھوکہ باز آدمی تھا' وہ آپ ﷺ کی طرف متوجہ ہوا اور کہا: اے محمد! کیا تم ہو جو ہمارے گدھے ذبح کرو گے' ہمارے پھل کھاؤ گے اور ہماری عورتوں پر قبضہ کرو گے؟ نبی کریم ﷺ غصے میں آ گئے اور فرمایا:

''اے ابن عوف! گھوڑے پر سوار ہو کر اعلان کر: خبردار! جنت میں داخل ہونے والا صرف مومن ہوگا اور یہ

(منادی بھی کرو کہ) نماز کے لئے جمع ہو جاؤ۔''

لوگ جمع ہو گئے' آپ ﷺ نے انھیں نماز پڑھائی' پھر کھڑے ہوئے اور فرمایا:

''کیا کوئی آدمی اپنے تکیے پر ٹیک لگا کر یہ گمان کر سکتا ہے کہ اللہ تعالی نے وہی چیزیں حرام کی ہیں جن کا ذکر قرآن مجید میں ہے؟ آگاہ ہو جاؤ! اللہ کی قسم! میں نے بھی حکم دیا' میں نے بھی وعظ و نصیحت کیا' میں نے بھی کچھ چیزوں سے منع کیا' (میرے بیان کردہ احکام) قرآن مجید کے احکام جتنے یا ان سے بھی زیادہ ہیں۔ اللہ تعالی نے تمھارے لئے بغیر اجازت کے اہل کتاب کے گھروں میں داخل ہونے' ان کی عورتوں کو مارنے اور ان کے پھل کھانے کو حلال نہیں کیا' بشرطیکہ وہ ان امور کی ادائیگی کرتے رہیں۔ جو ان کی ذمہ داری میں ہیں۔''

ہم کہتے ہیں کہ یہ حدیث اس دعوی پر دلیل ہے کہ حدیث مبارکہ بنفس نفیس حجت ہے اور اس کو قرآن پر پیش کرنے کی ضرورت نہیں۔

سیدنا زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے مروی عذاب قبر والی حدیث کے بعد شیخ البانی رحمہ اللہ نے کہا: اس روایت سے عذاب قبر کا ثبوت ملتا ہے اور اس مسئلہ کو ثابت کرنے والی احادیث متواتر ہیں اور اس میں کسی شک و شبہ کی گنجائش نہیں ہے، اگر اس سلسلے میں صرف اخبارِ آحاد ہوتیں تو بھی ان کے مصداق کو تسلیم کرنا ضروری ہوتا، کیونکہ قرآن مجید سے ان کی تائید ہوتی ہے، جیسا کہ ارشادِ باری تعالی ہے: ﴿وَحَاقَ بِآلِ فِرْعَوْنَ سُوْءَ الْعَذَابِ النَّارُ يُعْرَضُوْنَ عَلَيْهَا غُدُوًّا وَّ عَشِيًّا وَّيَوْمَ تَقُوْمُ السَّاعَةُ اَدْخِلُوْا آلَ فِرْعَوْنَ اَشَدَّ الْعَذَابِ﴾ (سورۂ غافر: ٤٥، ٤٦) یعنی: ''اور فرعون والوں پر بری طرح کا عذاب الٹ پڑا، آگ ہے جس کے سامنے یہ ہر صبح شام لائے جاتے ہیں اور جس دن قیامت قائم ہوگی (فرمان ہوگا کہ) فرعونیوں کو سخت ترین عذاب میں ڈالو۔''

سیدنا زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کی حدیث سے مراد درج ذیل حدیث ہے:

عَنْ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ، قَالَ: بَيْنَمَا النَّبِيُّ ﷺ فِيْ حَائِطٍ لِبَنِيْ النَّجَّارِ عَلٰى بَغْلَةٍ لَهُ وَنَحْنُ مَعَهُ، إِذْ حَادَتْ بِهِ، فَكَادَتْ تُلْقِيْهِ، وَإِذَا أَقْبُرٌ سِتَّةٌ أَوْ خَمْسَةٌ أَوْأَرْبَعَةٌ ـ شَكَّ الْجَرِيْرُ ـ، فَقَالَ ﷺ: ((مَنْ يَّعْرِفُ أَصْحَابَ هٰذِهِ الْاَقْبُرِ؟)) فَقَالَ رَجُلٌ: أَنَا ـ وَقَالَ: ((فَمَتٰى مَاتَ هٰؤُلَاءِ؟)) قَالَ: مَاتُوْا فِيْ الْإِشْرَاكِ، فَقَالَ: ((إِنَّ هٰذِهِ الْأُمَّةَ تُبْتَلٰى فِيْ قُبُوْرِهَا، فَلَوْلَا أَنْ لَّاتَدَافَنُوْا، لَدَعَوْتُ اللّٰهَ أَنْ يُّسْمِعَكُمْ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ الَّذِيْ أَسْمَعُ مِنْهُ ـ)) قَالَ زَيْدٌ: ثُمَّ أَقْبَلَ عَلَيْنَا بِوَجْهِهِ، فَقَالَ: ((تَعَوَّذُوْا بِاللّٰهِ مِنْ عَذَابِ النَّارِ ـ)) قَالُوْا: نَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ عَذَابِ النَّارِ ـ فَقَالَ: ((تَعَوَّذُوْا بِاللّٰهِ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ ـ)) قَالُوْا: نَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ ـ قَالَ: ((تَعَوَّذُوْا بِاللّٰهِ مِنَ الْفِتَنِ مَاظَهَرَ مِنْهَا وَمَا بَطَنَ ـ)) قَالُوْا: نَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الْفِتَنِ مَاظَهَرَ مِنْهَا وَمَا بَطَنَ ـ قَالَ: ((تَعَوَّذُوْا بِاللّٰهِ مِنْ فِتْنَةِ الدَّجَّالِ ـ)) قَالُوْا: نَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ

فِتْنَةِ الدَّجَّالِ۔ (سلسلة الاحاديث الصحيحة: ١٥٩، وقال الالبانی: أخرجه مسلم: ٢٨٦٧)

حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بنونجار کے ایک باغ میں اپنے خچر پر سوار جا رہے تھے، اچانک خچر بدک گیا اور قریب تھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم گر جائیں۔ راوی حدیث جریر کے شک کے مطابق ادھر چار یا پانچ یا چھ قبریں تھیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''کون ان قبر والوں کو جانتا ہے؟'' ایک آدمی نے کہا: میں جانتا ہوں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا: ''یہ لوگ کب مرے تھے؟'' اس نے کہا: شرک کی حالت میں۔ (یہ سن کر) آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''(انسانوں کی) امت کو قبروں میں آزمایا جاتا ہے اور اگر تمہارے دفن نہ کرنے کا اندیشہ نہ ہوتا تو میں اللہ تعالی سے دعا کرتا کہ جو عذاب قبر میں سنتا ہوں وہ تمہیں بھی سنا دے۔'' حضرت زید رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہماری طرف متوجہ ہوئے اور کہا: ''اللہ تعالی کی پناہ طلب کرو آگ کے عذاب سے۔'' ہم نے کہا: ہم آگ کے عذاب سے بچنے کے لئے اللہ تعالی کی پناہ چاہتے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پھر فرمایا: ''عذابِ قبر سے اللہ تعالی کی پناہ طلب کرو۔'' ہم نے کہا: ہم عذاب قبر سے اللہ کی پناہ طلب کرتے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پھر فرمایا: ''ظاہری اور باطنی فتنوں سے اللہ کی پناہ طلب کرو۔'' ہم نے کہا: ہم ظاہری اور باطنی فتنوں سے بچنے کے لئے اللہ تعالی کی پناہ طلب کرتے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پھر فرمایا: ''دجال کے فتنے سے اللہ کی پناہ طلب کرو۔'' ہم نے کہا: ہم دجال کے فتنے سے اللہ تعالی کی پناہ چاہتے ہیں۔

اس حدیثِ مبارکہ کے مطابق آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے صرف ایک آدمی کی بات قبول کر لی۔

اگر یہ فرض کر لیا جائے کہ قرآن مجید سے عذابِ قبر کا ثبوت نہیں ملتا تو پھر بھی اخبارِ آحاد اس عقیدے کو ثابت کرنے کے لیے کافی ہوں گی۔ کچھ لوگوں کی یہ رائے ہے کہ خبرِ واحد سے عقیدہ ثابت نہیں ہوتا۔ لیکن یہ رائے باطل ہے، اس کا اسلام سے کوئی تعلق نہیں، ائمہ اربعہ سمیت کوئی بڑا امام اس خیال کا مالک نہیں تھا۔ یہ باطل خیال بعض اہل کلام کا ہے، جس کی ان کے پاس کوئی برہان اور سلطان نہیں ہے۔

(سلسلة الاحاديث الصحيحة: ١/٢٩٥، رقم: ١٥٩)

عَـنْ أَنَسٍ: أَنَّ أَهْلَ الْيَمَنِ قَدِمُوْا عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ قَـالُوْا: اِبْعَثْ مَعَنَا رَجُلاً يُعَلِّمُنَا السُّنَّةَ وَالإِسْلَامَ، قَالَ: فَأَخَذَ بِيَدِ أَبِيْ عُبَيْدَةَ، قَالَ: ((هٰذَا أَمِيْنُ هٰذِهِ الْأُمَّةِ۔))

''سیدنا انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ یمنی لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور کہا: ''ہمارے ساتھ کوئی ایسا آدمی بھیجیں جو ہمیں سنت اور اسلام کی تعلیم دے۔ آپ نے سیدنا ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ کا ہاتھ پکڑا اور فرمایا: ''یہ اس امت کا امین ہے۔'' (صحيح مسلم: ١٢٩٧)

شیخ البانی رحمہ اللہ نے کہا: یہ حدیث اس اہم فائدے پر بھی مشتمل ہے کہ احکام کی طرح عقائد میں بھی خبر واحد حجت ہے، کیونکہ یہ بات یقینی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدنا ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ کو احکام اور عقائد دونوں کی تعلیم دینے کے لیے بھیجا تھا۔ اگر عقائد میں خبر واحد کا حجت ہونا تسلیم نہ کیا جائے تو تعلیم دینے کے لیے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا سیدنا ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ کو بھیجنا

بامقصد نہیں رہتا، جبکہ شارع علیہ السلام ایسے امر سے پاک ہیں کہ حصولِ مقصد کے بغیر کوئی کام سرانجام دیں۔

(سلسلة الاحاديث الصحيحة: ١٩٦٤)

حجیتِ حدیثِ نبوی کے موضوع پر ائمہ اربعہ کے اقوال:

امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ نے کہا: إِذَا صَحَّ الْحَدِيْثُ فَهُوَ مَذْهَبِیْ۔ (رد المختار علی در المختار حاشية ابن عابدين: ٢/ ٥٠)

یعنی: جب حدیث صحیح ثابت ہو جائے تو وہی میرا مذہب ہے۔

مزید کہا:...... لَا يَحِلُّ لِأَحَدٍ أَنْ يَأْخُذَ بِقَوْلِنَا مَا لَمْ يَعْلَمْ مِنْ أَيْنَ أَخَذْنَاهُ۔

(أعلام الموقعين: ٢/ ١٩٥)

یعنی: کسی کے لیے حلال نہیں ہے کہ وہ ہمارے قول پر عمل کرے، جب تک اسے یہ علم نہ ہو جائے کہ ہم نے یہ قول کہاں سے لیا ہے۔

امام مالک بن انس رحمہ اللہ نے کہا: إِنَّمَا أَنَا بَشَرٌ أُخْطِیءُ وَأُصِيْبُ فَانْظُرُوْا فِیْ رَأْيِیْ، فَكُلُّ مَا وَافَقَ الْكِتَابَ وَالسُّنَّةَ فَخُذُوْهُ، وَكُلُّ مَا لَمْ يُوَافِقِ الْكِتَابَ وَالسُّنَّةَ فَاتْرُكُوْهُ۔

(جامع بيان العلم وفضله از ابن عبد البر: ٢/ ٣٢)

یعنی: صرف اور صرف میں تو ایک بشر ہوں، غلطی بھی ہو جاتی ہے اور درست بات بھی، پس تم میری رائے میں غور کر لیا کرو، جو کتاب وسنت کے موافق ہو، اسے لے لیا کروں اور جو کتاب وسنت کے موافق نہ ہو، اسے ترک کر دیا کرو۔

امام شافعی رحمہ اللہ نے کہا: مَثَلُ الَّذِیْ يَطْلُبُ الْعِلْمَ بِلَا حُجَّةٍ كَمَثَلِ حَاطِبِ لَيْلٍ يَحْمِلُ حُزْمَةَ حَطَبٍ، وَفِيْهِ أَفْعٰی تَلْدَغُهُ، وَهُوَ لَا يَدْرِیْ۔ (اعلام الموقعين: ٢/ ١٩٥)

یعنی: جو آدمی دلیل کے بغیر علم حاصل کرتا ہے، اس کی مثال رات کو لکڑیاں اکٹھی کرنے والے کی طرح ہے، جو لکڑیوں کا گٹھا اٹھا لیتا ہے، جبکہ اس میں ایک سانپ بھی ہوتا ہے، جو اسے ڈستا ہے، لیکن اسے کوئی شعور نہیں ہوتا۔

امام احمد رحمہ اللہ نے کہا: لَا تُقَلِّدْنِیْ وَلَا تُقَلِّدْ مَالِكًا، وَلَا الثَّوْرِیَّ، وَلَا الْأَوْزَاعِیَّ، وَخُذْ مِنْ حَيْثُ أَخَذُوْا۔ (اعلام الموقعين: ٢/ ١٨٣)

یعنی: تو نہ میری تقلید کر، نہ امام مالک کی، نہ امام ثوری کی اور نہ امام اوزاعی کی، بلکہ جہاں سے انھوں نے (دلائل لیے) تو بھی وہاں سے لے۔

اگرچہ قرآن مجید کے احکام کی طرح نبی کریم ﷺ کے اقوال و افعال بھی حجت ہیں، اللہ تعالی نے خود آپ ﷺ کو ﴿وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰی۔ إِنْ هُوَ إِلَّا وَحْیٌ يُّوْحٰی﴾ کا عہدہ عطا کیا۔ لیکن ہم اس مقام پر اس موضوع سے متعلقہ قرآن و حدیث کے دلائل پیش کرنے کے لیے تیار نہیں ہیں، کیونکہ جن لوگوں نے سرے سے جب

احادیثِ مبارکہ کو حجت ہی تسلیم نہ کیا، تو ان کے سامنے اس شرعی ماخذ سے دلائل پیش کرنے کا کوئی تک نہیں۔ ویسے بھی اس عنوان پر بہت کچھ لکھا جا چکا ہے، بازار سے اس موضوع کی کوئی کتاب خرید کر دلائل و براہین کا جائزہ لیا جا سکتا ہے۔ ہم ٹیکنیکل طریقے سے مختلف انداز میں بعض اصول اور عقلی اقتباسات پیش کرتے ہیں۔

قرآن و سنت میں جتنی نصوص میں تحقیق و تفتیش کا حکم دیا گیا ہے، ان میں سے صرف ''عدل'' اور ''ضبط'' کا استدلال کیا جا سکتا ہے، نہ کہ کسی مخصوص تعداد کا، یعنی وہ آیت یا حدیث بیان کرنے والا عادل اور ضابط ہونا چاہیے، علم الرجال کی اصطلاح میں ایسے راوی کو ''ثقہ'' کہتے ہیں۔ اس ضمن میں ہمیں امام ابن حزم کا کلام بہت پسند آیا ہے، اس لیے ہم پہلے اس کا اقتباس پیش کرتے ہیں۔

امام ابن حزم (م: ٤٥٦ ھ) نے کہا:

خبر واحد کی وہی صورت حجت ہے، جس میں رسول اللہ ﷺ تک ''ثقہ'' راوی ''ثقہ'' سے روایت کرتا ہے۔ اللہ تعالی نے واجب قرار دیا ہے کہ ایسی حدیث کو ہر صورت میں قبول کیا جائے، اس دعوی کے دو دلائل ہیں:

(۱) ارشادِ باری تعالی ہے: ﴿فَلَوْلَا نَفَرَ مِنْ كُلِّ فِرْقَةٍ مِّنْهُمْ طَائِفَةٌ لِّيَتَفَقَّهُوا فِي الدِّينِ وَلِيُنذِرُوا قَوْمَهُمْ إِذَا رَجَعُوا إِلَيْهِمْ لَعَلَّهُمْ يَحْذَرُونَ﴾ ...... ''پس ایسا کیوں نہ کیا جائے کہ (مومنوں) کی ہر بڑی جماعت میں سے ایک چھوٹی جماعت جایا کرے تا کہ وہ دین میں سمجھ بوجھ حاصل کریں اور تا کہ یہ لوگ اپنی قوم کو جب کہ وہ ان کے پاس آئیں، ڈرائیں تا کہ وہ ڈر جائیں۔'' (سورۂ توبہ: ۱۲۲)

عربی زبان میں ''طَائِفَة'' کا اطلاق ''بَعْضُ الشَّيْء'' پر ہوتا ہے، کوئی مخصوص تعداد اس کا مصداق نہیں ہے، اس لفظ کا اطلاق ایک اور ایک سے زائد افراد پر ہوتا ہے۔ ہمیں یقین کے ساتھ کہہ دینا چاہیے کہ اگر اللہ تعالی کی مراد کوئی مخصوص تعداد ہوتی تو اس کی وضاحت کر دی جاتی۔

اگر اس آیت کے ساتھ اللہ تعالی کے اس فرمان کو بھی ﴿إِن جَاءَكُمْ فَاسِقٌ بِنَبَإٍ فَتَبَيَّنُوا﴾ (سورۂ حجرات: ٦) سامنے رکھا جائے تو معلوم ہوگا کہ جب ایک ''عادل'' آدمی مختلف نصوص کی روشنی میں اللہ تعالی کے عذاب سے ڈرائے گا تو اس کا ڈرانا قبول کیا جائے گا۔ اس کا لازمی نتیجہ یہ ہے کہ جب ایک ثقہ راوی دوسرے ثقہ یا ثقات سے یا ایک سے زائد ثقات ایک ثقہ راوی سے رسول اللہ ﷺ کی احادیث روایت کریں گے تو ان کی بیان کردہ مرویات کو قبول کرنا واجب ہوگا۔

(۲) تمام امتوں کا اس حقیقت پر اجماع ہے، وہ مومن ہوں یا کافر، کہ رسول اللہ ﷺ نے دعوت الی اللہ کے لیے مختلف قبیلوں اور بادشاہوں کی طرف اپنے قاصدوں کو بھیجا اور حسبِ امکان ہر اہل علاقہ کو دین کی تعلیم دینے، اللہ تعالی کے احکام کو نافذ کرنے اور نماز، روزے، زکاۃ، حج، جہاد، قضا، نکاح، طلاق اور تجارت کے احکام اور حلال و حرام کی وضاحت کرنے کے لیے مبلغین کو بھیجا، (انھوں نے آپ ﷺ کی ہدایات کے مطابق قرآن و سنت، عقائد و احکام،

فرائض و واجبات اور مستحبات و مندوبات کی تعلیم دی، لیکن کسی جہت کی طرف مبلغین اور قاصدین کی تعداد کے کم ہونے کا اعتراض موصول ہوا نہ زیادہ تعداد کا مطالبہ کیا گیا)۔ زکوۃ وصول کے لیے آپ ﷺ ایک ایک یا دو دو نمائندوں کو بھیجتے تھے، اس طرح لوگوں پر حجت قائم ہو جاتی تھی اور ان پر زکوۃ کی ادائیگی فرض ہو جاتی تھی۔ آپ ﷺ کی زندگی میں ایسے ہو رہا تھا اور قیامت تک کے لیے یہی اصول رائج رہے گا، کیونکہ اصل مسئلہ ''عدل'' کا ہے، نہ کہ تعداد کا۔

پس ثابت ہوا کہ جب رسول اللہ ﷺ کی حدیث ثقہ راوی اپنے جیسے سے بیان کرے، تو یہ بات یقینی اور قطعی ہو گی کہ وہ اللہ تعالی کے ہاں حق ہے اور اس کی صحت کو تسلیم کرنا ضروری ہے۔

(النبذ فی أصول الفقه از امام ابن حزم: صـ ٥٦ـ ٦٢)

حقیقت یہ ہے کہ اسلام میں وجود پکڑنے والے فرقوں میں سب سے زیادہ بے بنیاد، بے آسرا جڑ کٹا فرقہ منکرین احادیث کا ہے یا ان لوگوں کا ہے جو حقائقِ اسلام سے جاہل ہونے کی وجہ سے کسی نہ کسی انداز میں احادیثِ نبویہ پر اعتراض کرتے رہتے ہیں۔ اگر ان لوگوں کی زندگیوں کو دیکھا جائے تو ہزارہا شعبوں میں احادیث پر عمل بھی کر رہے ہوتے ہیں، لیکن ایسے ناسمجھ اور ناعاقبت اندیش ہیں کہ ان ہی فرامینِ مقدسہ کے حجت نہ ہونے پر بحثیں بھی کر رہے ہوتے ہیں۔

شریعت کے دو مرکزی مصادر ہیں: قرآن اور حدیث، بیک وقت دو کو لے کر نہ چلنے والا اور کسی ایک پر اکتفا کرنے والا گمراہ ہے۔

جب بھی رسول اللہ ﷺ کی کوئی حدیث صحیح سند کے ساتھ ثابت ہو جائے تو وہ خود حجت ہو گی۔ یہ تو خارجیوں اور رافضیوں جیسے گمراہ فرقوں کا قانون تھا کہ ان سنتوں کو ترک کر دیا جائے، جن کا ذکر قرآن مجید میں نہیں ہے، سو وہ حیران و ششدر رہ گئے اور گمراہ ٹھہرے۔

یہ جو لوگ کہتے ہیں کہ حدیث کے مضمون کو قرآن کے مضامین پر پیش کیا جائے، موافقت کی صورت میں اسے قبول کر لیا جائے اور مخالفت کی صورت میں اسے ترک کر دیا جائے، یہ باطل اور بے بنیاد قانون ہے اور یہ دعوے زندیقوں اور بے دین لوگوں کے ہیں۔

ہم نے کئی ڈاکٹروں، پروفیسروں، انجینئروں اور بعض نام نہاد فقیہوں کے دعویداروں کو یہ کہتے سنا کہ ہر مسئلے میں پہلے قرآن کو دیکھیں گے اور قرآن کے مفہوم سے مخالفت کرنے والی احادیث کو ترک کر دیں گے۔

یہ لوگ اس عنوان کی ابتدا میں مندرج حدیث کا بغور مطالعہ کریں۔

اب ہم ایسے مختلف امور کا تذکرہ کرتے ہیں، جو احادیث کے بنفس نفیس حجت ہونے پر دلالت کرتے ہیں اور عملی طور پر ہر آدمی ان پر احادیث کے مطابق ہی عمل کر رہا ہے۔

قارئین کرام!

(1) غور فرمائیں کہ قرآن مجید اپنی قرآنیت، حقانیت اور صداقت کو تسلیم کروانے کے لیے احادیثِ مبارکہ کا سہارا لیتا ہے۔ جب تک نبی کریم ﷺ اپنے الفاظ میں اعلان نہ فرما دیں فلاں وحی میں نازل ہونے والے فلاں جملے قرآن ہیں، اس وقت تک قرآن، قرآن نہیں بن سکتا۔ کون بتلائے گا کہ فلاں سورت کا نام یہ ہے اور وہ مکمل ہو گئی ہے؟ کون رہنمائی کرے گا کہ فلاں فلاں آیتیں فلاں فلاں سورت میں رکھ دی جائیں؟ وہی ہستی جس کی مقدس زبان سے جو کچھ نکلتا تھا، وہ حق ہوتا تھا، ہم قرآن و حدیث کے مابین بحیثیتِ کلام کوئی موازنہ پیش نہیں کر رہے، اللہ تعالیٰ کا کلام بے مثل و بے مثال ہے، بات یہ ہے کہ قرآن مجید نے خود رسول اللہ ﷺ کو اس اتھارٹی کا اہل قرار دیا ہے۔ اگر نبیٔ کریم ﷺ کی احادیث کی حجیت کو ہی داؤ پر لگا دیا جائے تو قرآن کو قرآن کیسے تسلیم کیا جائے گا!؟

(2) حرام و حلال جانوروں کے بارے میں قرآن و حدیث کے قوانین:

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿يَـٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُوٓا۟ أَوْفُوا۟ بِٱلْعُقُودِ ۚ أُحِلَّتْ لَكُم بَهِيمَةُ ٱلْأَنْعَـٰمِ إِلَّا مَا يُتْلَىٰ عَلَيْكُمْ .... حُرِّمَتْ عَلَيْكُمُ ٱلْمَيْتَةُ وَٱلدَّمُ وَلَحْمُ ٱلْخِنزِيرِ وَمَآ أُهِلَّ لِغَيْرِ ٱللَّهِ بِهِۦ وَٱلْمُنْخَنِقَةُ وَٱلْمَوْقُوذَةُ وَٱلْمُتَرَدِّيَةُ وَٱلنَّطِيحَةُ وَمَآ أَكَلَ ٱلسَّبُعُ إِلَّا مَا ذَكَّيْتُمْ وَمَا ذُبِحَ عَلَى ٱلنُّصُبِ﴾ (سورۂ مائدہ: ۱، ۳)

یعنی: ''اے ایمان والو! عہد و پیمان پورے کرو، تمہارے لیے مویشی چوپائے حلال کئے گئے ہیں، بجز ان کے جن کے نام پڑھ کر سنا دیئے جائیں گے، .... تم پر حرام کیا گیا ہے مردار اور خون اور خنزیر کا گوشت اور جس پر اللہ کے سوا دوسرے کا نام پکارا گیا ہو، اور جو گلا گھٹنے سے مرا ہو اور جو کسی ضرب سے مر گیا ہو اور جو اونچی جگہ سے گر کر مرا ہو اور جو کسی کے سینگ مارنے سے مرا ہو اور جسے درندوں نے پھاڑ کھایا ہو، لیکن اسے تم ذبح کر ڈالو تو حرام نہیں اور جو آستانوں پر ذبح کیا گیا ہو۔''

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿قُل لَّآ أَجِدُ فِى مَآ أُوحِىَ إِلَىَّ مُحَرَّمًا عَلَىٰ طَاعِمٍ يَطْعَمُهُۥٓ إِلَّآ أَن يَكُونَ مَيْتَةً أَوْ دَمًا مَّسْفُوحًا أَوْ لَحْمَ خِنزِيرٍ فَإِنَّهُۥ رِجْسٌ أَوْ فِسْقًا أُهِلَّ لِغَيْرِ ٱللَّهِ بِهِۦ﴾ (سورۂ انعام: ۱۴۵)

یعنی: ''آپ کہہ دیجئے کہ جو کچھ احکام بذریعہ وحی میرے پاس آئے ان میں تو میں کوئی حرام نہیں پاتا کسی کھانے والے کے لیے جو اس کو کھائے، مگر یہ کہ وہ مردار ہو یا کہ بہتا ہوا خون ہو یا خنزیر کا گوشت ہو، کیوں کہ وہ بالکل ناپاک ہے یا جو شرک کا ذریعہ ہو کہ غیر اللہ کے لیے نامزد کر دیا گیا ہو۔''

ان دو اور اس موضوع کی دیگر آیات میں درج ذیل پانچ حرام جانوروں کا ذکر ہے:

مردار، ذبح کے وقت بہتا ہوا خون، خنزیر، جس پر غیر اللہ کا نام لیا جائے، جسے آستانوں پر ذبح کیا گیا ہو۔

باقی گلا گھٹ کر مرا ہوا، کسی ضرب سے مرا ہوا، اونچی جگہ سے گر کر مرا ہوا، دوسرے جانور کے سینگ مارنے سے مرا ہو اور درندوں کا پھاڑ کھایا ہوا بھی مردار کی ہی قسمیں ہیں۔

اور اس پر مستزاد یہ کہ ان دو آیات میں یہ نشاندہی بھی کی گئی ہے کہ ان پانچ جانوروں کے علاوہ باقی جانور حلال ہیں، جبکہ ہر ادنی و اعلی مسلمان کا یہ عقیدہ ہے کہ کئی مزید جانور بھی حرام ہیں، مزے کی بات یہ ہے کہ منکرین حدیث اور علم حدیث پر مختلف پہلوؤں سے اعتراض کر کے اس کی حجیت میں تشکیک پیدا کرنے والے بھی قرآن مجید میں مذکورہ حرام جانوروں کے علاوہ دوسرے کئی جانوروں کو حرام سمجھتے ہیں، جبکہ اس معاملے میں رہنمائی صرف اور صرف احادیثِ مبارکہ سے ملتی ہے، تفصیل درج ذیل ہے:

(۱) عَنْ أَبِی هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((كُلُّ ذِیْ نَابٍ مِنَ السِّبَاعِ فَأَكْلُهُ حَرَامٌ۔)) (صحیح مسلم: ۱۹۳۳)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''درندوں میں سے ہر ''ذِی نَاب'' جانور کا کھانا حرام ہے۔''

''ذِی نَاب'' سے مراد ایسا درندہ ہے، جو کچلیوں کے ساتھ شکار کر کے کھائے' مثلا شیر' بھیڑیا' چیتا' گیدڑ اور لومڑ وغیرہ۔ یہ حدیث نبی کریم ﷺ کے اقوال و افعال کے حجت ہونے پر قطعی اور واضح دلیل ہے' کیونکہ قرآن مجید کی رو سے ان جانوروں کا حرام ہونا ثابت نہیں ہوتا' لیکن ہر مسلمان ان کو حرام سمجھتا ہے۔ ایسے تمام جانوروں کی حرمت احادیثِ مبارکہ سے ثابت ہوتی ہے۔

عَنْ أَبِی ثَعْلَبَةَ الْخُشَنِیِّ قَالَ: أَتَيْتُ النَّبِیَّ ﷺ، فَقُلْتُ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! حَدِّثْنِی مَايَحِلُّ لِی مِمَّا يَحْرُمُ عَلَیَّ؟ فَقَالَ: ((لَا تَأْكُلِ الْحِمَارَ الْأَهْلِیَّ، وَلَا كُلَّ ذِی نَابٍ مِّنَ السِّبَاعِ۔)) (سلسلة الاحادیث الصحیحة: ٤٧٥، شرح معانی الآثار، طحاوی: ٤/ ٢٠٧، والحدیث فی "الصحیحین" و "السنن" وغیرها بلفظ: ((نهی عن اكل كل ذی ناب من السباع۔)

سیدنا ابو ثعلبہ خشنی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میں نبی کریم ﷺ کے پاس آیا اور کہا: اے اللہ کے رسول! مجھے بتلائیں کہ میرے لئے کون سی چیز حلال ہے اور کون سی حرام؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''گھریلوں گدھے اور ہر کچلی والے درندے کا گوشت نہ کھایا کر۔''

ابتدائے اسلام میں گھریلو گدھا حلال تھا، لیکن بعد میں آپ ﷺ نے اسے حرام قرار دیا گیا، اب ہر مسلمان اس جانور کو حرام سمجھتا ہے، اس کا مطلب یہ ہوا کہ احادیثِ نبویہ مستقل حجت ہیں۔

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: نَهٰی رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَنْ كُلِّ ذِیْ نَابٍ مِنَ السِّبَاعِ وَعَنْ كُلِّ ذِیْ مِخْلَبٍ مِنَ الطَّيْرِ۔ (صحیح مسلم: ١٩٣٤)

سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے درندوں میں سے کچلی والے اور پرندوں میں سے "ذِی مِخْلَب" سے منع فرمادیا۔

"ذِی مِخْلَب" سے مراد پنجے سے شکار کرنے والے پرندے ہیں، جیسے باز، بحری، شکرہ، الو، چیل اور گدھ وغیرہ۔

ہر مسلمان ان پرندوں کو حرام سمجھتا ہے، جبکہ قرآن کی رو سے ان کی حرمت ثابت نہیں ہوتی، اس کا منطقی نتیجہ یہی نکلتا ہے کہ احادیثِ نبویہ قطعی حجت ہیں، وہ اخبار آحاد ہوں یا اخبار متواترہ، ان کی روشنی میں مسائل واحکام وعقائد کی ہر شق کو حل کیا جا سکتا ہے۔

(3) ارشادِ باری تعالی ہے:

﴿حُرِّمَتْ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةُ وَالدَّمُ وَلَحْمُ الْخِنْزِيْرِ وَمَآ اُهِلَّ لِغَيْرِ اللّٰهِ بِهٖ﴾ (سورۂ مائدہ: ۳)

یعنی: "تم پر حرام کیا گیا ہے مردار اور خون اور خنزیر کا گوشت اور جس پر اللہ کے سوا دوسرے کا نام پکارا گیا ہو۔"

اس آیت سے ثابت ہوا کہ مردار اور خون حرام ہیں۔

لیکن درج ذیل حدیث پر غور کیا جائے:

عَنِ ابْنِ عُمَرَ مَرْفُوعاً: ((أُحِلَّتْ لَنَا مَيْتَتَانِ وَدَمَانِ، فَأَمَّا الْمَيْتَتَانِ فَالْحُوْتُ وَالْجَرَادُ، وَأَمَّا الدَّمَانِ فَالْكَبِدُ وَالطِّحَالُ۔)) (سنن ابن ماجه: ٣٣١٤، مسند احمد: ٢/ ٩٧)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: "ہمارے لئے دو مردار اور دو خون حلال کئے گئے ہیں۔ دو مردار مچھلی اور ٹڈی ہیں اور دو خون جگر (کلیجہ) اور تلی ہیں۔"

قرآن مجید میں مذکورہ مقام پر مردار اور خون کو علی الاطلاق حرام قرار دیا گیا ہے، لیکن حدیث نے اِن دونوں کی دو دو قسموں کو حلال قرار دیا ہے۔

یہ حدیث اس بات کا ٹھوس ثبوت ہے کہ احادیثِ رسول مستقل حجت ہیں اور ان سے قرآن مجید کی تخصیص کی جا سکتی ہے۔

جو لوگ اس بات کے قائل ہیں کہ حدیث کو قرآن مجید کے مفہوم پر پیش کیا جائے اور موافقت کی صورت قبول کر لی جائے اور مخالفت کی صورت میں اسے ترک کر دیا جائے۔ ان لوگوں کا یہ قول مردود اور باطل ہے اور وہ عملی طور پر خود بھی اس کی مخالفت کر رہے ہیں، کیونکہ وہ اس حدیث میں مذکورہ چیزوں کو کھاتے ہیں۔

(4) ارشادِ باری تعالی ہے:

﴿وَاَنْ تَجْمَعُوْا بَيْنَ الْاُخْتَيْنِ﴾ (سورۂ نساء: ٢٣)

یعنی: "(اور تم پر حرام کیا گیا ہے کہ) تم دو بہنوں کو جمع کرو۔"

پھر اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿وَأُحِلَّ لَكُمْ مَّا وَرَاءَ ذٰلِكُمْ﴾ (سورۂ نساء: ٢٤)

یعنی: ''اوران عورتوں کے سوا اورعورتیں تمہارے لیے حلال کی گئیں ہیں۔''

دراصل بات یہ ہے کہ چوتھے پارے کے آخر اور پانچویں پارے کے شروع میں محرّمات کا ذکر کرنے کے بعد صرف دو بہنوں کو ایک نکاح میں جمع کرنے سے روک کر باقی عورتوں سے نکاح کرنے اوران کو ایک نکاح میں جمع کرنے کا حلال قرار دیا گیا ہے۔

لیکن درج ذیل حدیث مبارکہ کو بھی ملحوظ خاطر رکھا جائے:

عَـنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَا تُنْكَحُ الْمَرْاَةُ عَلٰی عَمَّتِهَا وَلَا الْعَمَّةُ عَلٰی بِنْتِ اَخِيْهَا وَلَا الْمَرْاَةُ عَلٰی خَالَتِهَا وَلَا الْخَالَةُ عَلٰی بِنْتِ أُخْتِهَا۔))

(صحیح بخاری: ٥١٠٩، صحیح مسلم: ١٤٠٨)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''کسی عورت پر اس کی پھوپھی سے اور پھوپھی پر اس کی بھتیجی سے اور کسی عورت پر اس کی خالہ سے اور خالہ پر اس کی بھانجی سے نکاح نہ کیا جائے۔''

شارح ابوداود علامہ شمس الحق عظیم آبادی (م: ١٣٢٩ھ) نے کہا: خارجیوں اور شیعوں کے بعض گروہوں نے ﴿وَأُحِلَّ لَكُمْ مَّا وَرَاءَ ذٰلِكُمْ﴾ سے استدلال کرتے ہوئے کہا کہ بھتیجی اور پھوپھی اور خالہ اور بھانجی کو ایک نکاح میں جمع کرنا درست ہے، لیکن جمہور اہل علم نے اِن احادیث سے حجت پکڑی اور اِن کی روشنی میں قرآن مجید کے عموم کی تخصیص کردی اوران دو رشتوں کو ایک نکاح میں جمع کرنے سے منع کردیا، راجح بات جمہور اصولیوں کی ہی ہے کہ خبر واحد کے ذریعے قرآن مجید کے عموم کی تخصیص کی جا سکتی ہے، کیونکہ رسول اللہ ﷺ اپنی طرف نازل ہونے والے کلام کی وضاحت کرنے والے ہیں۔ (عون المعبود: ١/ ٩٧٠)

قابل تعجب بات یہ ہے کہ قرآن مجید نے ایک رشتے کو جمع کرنے سے منع کرنے کے بعد مزید کی اجازت دے دی، لیکن احادیثِ مبارکہ میں دو مزید رشتوں کی تخصیص کردی گئی، کیا احادیث کی حجیت کو داؤ پر لگانے والے بھتیجی پھوپھی اور خالہ بھانجی کو ایک نکاح میں جمع کرنے کی اجازت دیں گے؟ ہرگز نہیں، لیکن پھر بھی حجیتِ حدیث میں تشکیک پیدا کرنے کی ناکام کوشش سے باز نہیں رہیں گے۔

(5) قرآن کریم نے خواتین وحضرات کو بلا ناغہ اور بلا تخصیص نماز قائم کرنے اور رمضان کے روزے رکھنے کا حکم دیا۔

﴿وَأَقِيمُوا الصَّلَاةَ﴾ (سورۂ بقرہ: ١١٠)

یعنی: ''اور تم لوگ نماز قائم کرو۔''

﴿وَأَقِمْنَ الصَّلَاةَ﴾ (سورۂ احزاب: ۳۳)
یعنی: ''اور تم عورتیں نماز قائم کرو۔''
﴿يَاأَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ﴾ (سورۂ بقرہ: ۱۸۳)
یعنی: ''اے ایمان والو! تم پر روزے فرض کر دیئے گئے ہیں۔''

نماز اور روزے کی فرضیت پر امتِ مسلمہ کا اتفاق ہے، لیکن درج ذیل احادیث انتہائی قابل توجہ ہیں، میں اس موضوع کی اس مثال سے سب سے زیادہ محظوظ ہوتا ہوں۔

مُعاذہ کہتی ہیں: اِنَّ امْـرَأَةً قَالَتْ لِعَائِشَةَ: أَتَجْزِيْ اِحْدَانَا صَلَاتَهَا اِذَا طَهُرَتْ؟ فَقَالَتْ: أَحَرُوْرِيَّةٌ اَنْتِ؟ قَدْ كُنَّا نَحِيْضُ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ فَلَا يَأْمُرُنَا بِهٖ، أَوْ قَالَتْ: فَلَا نَفْعَلُهُ۔

(صحیح بخاری: ۳۲۱، صحیح مسلم: ۲۹۸)

ایک خاتون نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہا: جب ہم میں سے کوئی عورت (حیض سے) پاک ہوگی تو کیا وہ اپنی نمازوں کی قضائی دے گی؟ انھوں نے کہا: تو حروریہ تو نہیں ہے؟ ہمیں بھی حیض آتا تھا، جبکہ ہم نبی کریم ﷺ کے ساتھ ہوتی تھیں، پس آپ ﷺ ہمیں اس چیز کا حکم نہیں دیتے تھے، یا انھوں نے کہا: ہم تو اس طرح نہیں کرتی تھیں۔

کوفہ سے دو میل کے فاصلے پر ایک بستی کا نام حروراء تھا، سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے خلاف بغاوت کرنے والا خوارج کا پہلا فرقہ اس بستی سے نکلا تھا، ان کے تمام فرقوں کا یہ قانون اتفاقی تھا کہ قرآن پر حدیث کی زیادتی کو مطلق طور پر ردّ کر دیا جائے گا، اس لیے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے اس خاتون کے سوال پر طعن کرتے ہوئے اس سے یہ سوال کیا تھا کہ وہ خارجی تو نہیں ہے۔

عَـنْ أُمِّ سَلْمَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ: كَانَتِ النُّفَسَاءُ عَلٰى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ تَقْعُدُ بَعْدَ نِفَاسِهَا اَرْبَعِيْنَ يَوْمًا اَوْ اَرْبَعِيْنَ لَيْلَةً۔

(سنن ابوداود: ۳۱۱، جامع الترمذی: ۱۳۹، سنن ابن ماجہ: ۶۴۸)

سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں: رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں نفاس والی عورتیں چالیس دن یا راتیں بیٹھتی تھیں، (یعنی نماز نہیں پڑھتی تھیں)۔

سنن ابوداود (۳۱۲) کی دوسری روایت میں ہے: كَانَتِ الْمَرْأَةُ مِنْ نِسَاءِ النَّبِيِّ ﷺ تَقْعُدُ فِي النِّفَاسِ اَرْبَعِيْنَ لَيْلَةً لَا يَأْمُرُهَا النَّبِيُّ ﷺ لِقَضَاءِ صَلَاةِ النِّفَاسِ۔

نبی کریم ﷺ کی زوجات میں سے ایک خاتون نفاس کی وجہ سے چالیس دن انتظار کرتی تھی، پھر آپ ﷺ اسے نفاس کے وقت کی نمازوں کی قضائی کا حکم نہیں دیتے تھے۔

امام ترمذی نے یہ حدیث بیان کرنے کے بعد کہا: وَقَـدْ أَجْـمَـعَ أَهْـلُ الْعِلْمِ مِنْ اَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ

وَالتَّابِعِيْنَ وَمَنْ بَعْدَهُمْ عَلٰى اَنَّ النُّفَسَاءَ تَدَعُ الصَّلَاةَ اَرْبَعِيْنَ يَوْمًا ، اِلَّا اَنْ تَرَى الطُّهْرَ قَبْلَ ذَالِكَ ، فَاِنَّهَا تَغْتَسِلُ وَتُصَلِّيْ۔

صحابہ کرام، تابعین اور بعد والے لوگوں میں اہل علم کا اس بات پر اجماع ہے کہ وہ نفاس والی عورت چالیس دنوں تک نماز چھوڑے رکھے گی، ہاں اگر وہ پہلے طہر کو دیکھ لے تو غسل کر کے نماز شروع کر دے گی۔

(جامع الترمذی: ۱۳۹)

عَنْ اَبِيْ سَعِيْدٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((اَلَيْسَ اِذَا حَاضَتْ لَمْ تُصَلِّ وَلَمْ تَصُمْ؟ فَذَالِكَ مِنْ نُقْصَانِ دِيْنِهَا۔)) (صحیح بخاری: ۱۹۵۱)

سیدنا ابوسعید رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''کیا بات ایسے ہی نہیں ہے کہ جب عورت حائضہ ہوتی ہے تو وہ نماز پڑھتی ہے نہ روزے رکھتی ہے؟ یہی اس کے دین کی کمی (کی وجہ) ہے۔''

اس مقام پر اس موضوع سے متعلقہ دلائل کا احاطہ کرنا ہمارا مقصود نہیں ہے، ہم صرف اس نقطے پر توجہ مبذول کرانا چاہتے ہیں کہ قرآن مجید میں خواتین وحضرات کو پانچ نمازوں اور رمضان کے روزے کا فرضی حکم دیا گیا، لیکن احادیثِ مبارکہ کی حجیت کا اندازہ لگائیں کہ اتنے بڑے اور اہم فریضے سے عورتوں کو مستثنیٰ قرار دیا، جس کی تفصیل یہ ہے کہ عورتوں کو ماہواری ورنفاس کے ایام میں نہ صرف نماز اور روزے سے منع کیا اور ان کو اس وقت میں ان پر حرام قرار دیا اور بعد میں صرف رمضان کے روزوں کی قضائی کا حکم دیا۔

یہ کتنی بڑی بات ہے کہ مخصوص عورت کو ہر ماہ میں تقریباً چھ سات اور بچے کی ولادت کے بعد زیادہ سے زیادہ چالیس دن نماز نہ پڑھنے کی مستقل اور روزے نہ رکھنے کی عارضی رخصت دے دی جائے۔ ہم بلحاظ حجت قرآن وحدیث میں کوئی موازنہ پیش نہیں کر رہے، کیونکہ دونوں کا ماخذ اللہ تعالی کی ذات ہے۔

ہم ان نام نہاد مسلمانوں کو سمجھانا چاہتے ہیں کہ اتنی ناعاقبت اندیشی بھی نہیں ہونی چاہیے کہ وہ ایک طرف حجیتِ احادیثِ نبویہ میں تشکیک پیدا کر رہے ہوتے ہیں اور دوسری طرف ان کے گھر میں ان ہی احادیث کی روشنی میں قرآن کریم کے حکم کو مستثنیٰ کیا جا رہا ہوتا ہے۔ کیا حدیث پر اعتراض کرنے والوں کو اپنی باتوں پر اتنا یقین ہے کہ وہ اپنی بیویوں، بہنوں اور بیٹیوں کو مخصوص ایام میں صوم وصلاۃ کی پابندی کرنے کا حکم دے دیں؟

یہ تو بہت بڑی بات ہے کہ بعض عورتوں کو صوم وصلاۃ سے ہی مستثنیٰ قرار دیا جائے، لیکن ہمیں اس معاملے میں کوئی حیرانی نہیں، کیونکہ اللہ تعالی احادیثِ مبارکہ کے ذریعے بڑے بڑے احکام کی بنیاد رکھ سکتے ہیں، نبی کریم ﷺ تو وحی الٰہی کے پابند تھے۔

(6) مثالوں کا سلسلہ طول پکڑتا جا رہا ہے، بہرحال قرآن وحدیث میں اس قسم کی بیسیوں مثالیں موجود ہیں، نمازوں کی تفصیل، زکوۃ کی بہترین اور مفصل تفصیل اور حج وعمرہ کی ادائیگی کی تفصیل اس حقیقت کی غماز ہیں کہ احادیثِ

مبارکہ کے بغیر شریعتِ اسلامیہ پر عمل کرنا ناممکن ہے۔

قرآن مجید میں بیسیوں مقامات پر نبی کریم ﷺ کی اطاعت کا حکم دیا گیا، وہ اطاعت کن امور میں ہوگی؟ کیا یہ لوگ سوچتے نہیں کہ قرآن کی وضو پر مشتمل آیات کے نزول سے پہلے حضرت محمد ﷺ نماز کے لیے وضو کو شرط قرار دے کر اس کا طریقہ بتلا چکے تھے؟ ابھی تک جمعہ کی فرضیت پر مشتمل سورۂ جمعہ کی آیات نازل نہیں ہوئی تھیں کہ مدینہ منورہ میں نماز جمعہ پڑھی جا رہی تھی، کس نے نافذ کیا تھا؟ قرآنی اشارات سے قبل مدینہ منورہ میں اذان کے کلمات کو کس نے رواج دیا تھا؟ کیا صحابہ کرام میں آج جیسا کوئی ''مفکر'' نہیں تھا جو یہ کہہ دے کہ ابھی تک قرآن مجید میں تو ان امور کا ذکر ہوا نہیں، لیکن محمد (ﷺ) فرض کیے جا رہے ہیں؟

یہ بیّن اور ٹھوس دلائل اس حقیقت کو عیاں کرتے ہیں کہ سید الاولین والآخرین کی احادیث بنفسہ حجت اور شریعت کا ماخذ ہیں، قرآن کے مضامین سے موافقت یا مخالفت کوئی معنیٰ نہیں رکھتی، بلکہ ان کی روشنی میں قرآن کے عام کو خاص اور مطلق کو مقید کیا جا سکتا ہے۔

ہر کوئی عملا ان حقائق کو عملاً تسلیم کرتا ہے، لیکن اعتراضات کی زبان تو تھمنے کا نام نہیں لیتی۔

یہ تناقض، یہ تضاد بیانی، یہ متضاد آرا، کہتے کچھ ہیں اور کرتے کچھ ہیں۔ سبحان اللہ! پندرھویں صدی کے یہ دماغ فیصلہ کریں گے کہ کون سی حدیثِ مقدسہ قابل تسلیم ہے اور کون سی ناقابل تسلیم۔ اگر کوئی آدمی اپنی اہلیت کا صحیح اندازہ نہ کر سکے تو ایسی ہفوات منظرِ عام پر آتی رہتی ہیں۔

(7) دنیا کا سب سے ممتاز علم اسلام کا ''علم الرجال'' ہے، بلکہ میں یوں کہوں گا کہ اللہ تعالی نے تشریحاتِ نبویہ کی بقا کے لیے امتِ مسلمہ کو ''علم اسمائے رجال'' کا امتیازی وصف عطا کر دیا، یہ علم اس امت کا خاصہ ہے، سابقہ امتیں اس وصف سے یکسر محروم رہیں۔ اللہ تعالی نے اس علم کی بدولت فرموداتِ نبویہ کو وہ تحفظ عطا کیا کہ آج سوا چودہ صدیوں کے بعد ہمیں مجالسِ احادیث میں ایسے معلوم ہوتا ہے کہ نبی کریم ﷺ کی مقدس آواز سنائی دے رہی ہے۔

قرآن وحدیث کی برکت سے مسلم دنیا جن علوم سے متعارف ہوئے، ان میں ایک خوبصورت نام ''علم الرجال'' کا بھی ہے، اس حقیقت کا اعتراف کرتے ہوئے ڈاکٹر اسپرنگر نے حافظ ابن حجر کی کتاب "الاصابة فی احوال الصحابة" (مطبوعہ کلکتہ ۱۸۵۳ء '۱۸۶۴ء) کے انگریزی مقدمہ میں کہا: ''کوئی قوم دنیا میں ایسی گزری ہے نہ آج موجود ہے، جس نے مسلمانوں کی طرح ''اسماء الرجال'' کا عظیم الشان فن ایجاد کیا ہو، جس کی بدولت آج پانچ لاکھ شخصیتوں کا حال معلوم ہو سکتا ہے۔'' (خطبات مدراس از سید سلیمان ندوی: ص ۳۸)

جن لوگوں نے کسی نے کسی انداز میں حدیثِ نبوی پر نقد کیا، ان کو اپنے قدیم علمی ورثے کا صحیح اندازہ نہیں تھا، محدثین نے اس فن کو کون کون سے کمالات سے مزین کیا، یہ لوگ ان حقائق کو نہ سمجھ پائے اور اس دور کے لوگوں کی مثالیں پیش کر کے سند کے سلسلے کے جلیل القدر اور ثقہ راویوں کو موضوع بحث بنا دیا۔

مغربی اور یورپی سکالر اسلام کے اس امتیازی علمی شعبے پر انگشتِ بدنداں ہو جاتے ہیں اور اس کے حق میں اقرار کیے بغیر نہیں رہ سکتے ہے۔ لیکن یہ اپنے ہیں، یہ یارانِ اسلام، یہ علم کی حدّوں کو پھلانگ جانے والے، جن بیچاروں کو اپنے اسلام کی خوبیوں تک کی خبر تک نہیں ہے۔

اگر فرزندان امتِ مسلمہ کو انکارِ حدیث، ردّ حدیث اور وضع حدیث جیسے کڑی آزمائشوں اور فتنوں کا سامنا کرنا پڑا تو علم اسمائے رجال کے ذریعے ان کی تلافی کو یقینی بنا دیا گیا۔ اس فن میں رواۃِ احادیثِ نبویہ کی تعدیل و توثیق، حفظ و ضبط اور تضعیف و تجریح کو پہچاننے کے لیے وہ معیار پیش کیا گیا کہ اغیار بھی انگشتِ بدنداں اور اپنوں کا لبادہ اوڑھنے والے حملہ آور بھی حیران و ششدر ہو گئے۔ اگر ہم اپنی امتیازی میراث سے محروم ہونے کی وجہ سے کسی کے دام تزویر میں پھنس کر اپنی عقل و خرد کو معیار قرار دے کر ایک نئی فکر اور نئے فرقے کی بنیاد ڈال دیں تو سورج پر الزام تراشی نہیں کی جائے گی، آنکھیں بند کرنے والے کو قصوروار اور ملزم ٹھہرایا جائے گا۔

سند اور متن کی اصطلاحات ایجاد کر کے اسانیدِ احادیث میں مذکورہ راویوں کے مکمل حالات زندگی اور ان کی سوانح عمریاں اس علم میں قلمبند کر دی گئیں، جس کا آغاز عہدِ صحابہ کے اواخر اور کبار تابعین کے زمانہ کے اوائل میں ہو گیا تھا۔ دن بدن اس کی کمیت و کیفیت میں اضافہ ہوتا گیا اور دنیا میں وجود پانے والے علوم و فنون میں ''علم اسمائے رجال'' کے نام سے ایک اور علم کا اضافہ ہو گیا۔

احادیث پر اعتراض کرنے والو! کیا اب بھی تمہارے اعتراض کی بنیادیں کھوکھلی نہیں ہوئیں؟ مسلمانوں کے جس فن نے ویسٹرن سکالرز کو حیران کر دیا، افسوس کہ اپنوں کو اس کی حقیقت کا علم نہ ہو سکا۔

(8) جب ہم مزید غور کرتے ہیں تو نبی کریم ﷺ کی زبان کی صداقت کا انوکھا انداز ہمارے سامنے آتا ہے، آپ ﷺ نے اپنی احادیث مبارکہ میں مستقبل کے بارے میں جتنی پیشین گوئیاں کیں، وہ حرف بحرف پوری ہوئیں، اس کا منطقی نتیجہ یہ ہے کہ آپ ﷺ کی احادیث میں شک و شبہ کرنے کی کوئی گنجائش نہیں ہے۔ چند ایک مثالیں یہ ہیں:

(i)......عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ قَالَ: صَلَّى النَّبِيُّ ﷺ صَلَاةَ الْعِشَاءِ فِيْ آخِرِ حَيَاتِهِ، فَلَمَّا سَلَّمَ قَامَ النَّبِيُّ ﷺ فَقَالَ: ((أَرَأَيْتَكُمْ لَيْلَتَكُمْ هٰذِهِ، فَإِنَّ رَأْسَ مِائَةٍ مِنْهَا لَا يَبْقٰى مِمَّنْ هُوَ الْيَوْمَ عَلٰى ظَهْرِ الْاَرْضِ اَحَدٌ۔)) (صحيح بخاری: ٦٠١، صحيح مسلم: ٢٥٣٧)

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: نبی کریم ﷺ نے اپنی زندگی کے آخری ایام میں ہمیں نمازِ عشا پڑھائی، سلام پھیرنے کے بعد فرمایا: ''کیا خیال ہے تمہارا اس رات کے بارے، (ذرا غور کرو کہ آج) جو زمین کی پشت پر موجود ہے، وہ سو برس تک باقی نہیں رہے گا۔''

حافظ ابن حجر نے کہا: وكذالك وقع بالاستقراء فكان آخر من ضبط أمره ممن كان موجودا

حینئذ أبو الطفیل عامر بن واثلة ، وقد أجمع أهل الحدیث علی انه کان آخر الصحابة موتا ، وغایة ما قیل فیه انه بقی الی سنة عشر ومائة وهی رأس مائة سنة من مقالة النبی ﷺ والله اعلم۔ اور تحقیقی طور پر اسی طرح واقع ہوا، پس آخری صحابی جس کے حالات قلم بند کیے اور جو اس وقت موجود تھا، وہ سیدنا ابو الطفیل عامر بن واثلہ رضی اللہ عنہ ہے، اس پر محدثین کا اتفاق ہے کہ وہ صحابہ میں سب سے آخر میں فوت ہوئے تھے، زیادہ سے زیادہ یہ اعتراض کیا جا سکتا ہے کہ یہ تو ۱۱۰ھ میں فوت ہوئے، (نہ کہ پہلی صدی کے آخر میں) تو اس کا جواب یہ ہوگا کہ رسول اللہ ﷺ کے ارشاد کو سو سال اسی کی وفات پر ہی پورے ہوئے تھے۔ واللہ اعلم۔ (فتح الباری: ۲/ ۹۵)

حافظ ابن حجر نے یہ بھی کہا کہ سیدنا جابر رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے کہ آپ ﷺ نے اپنی وفات سے ایک ماہ پہلے یہ حدیث ارشاد فرمائی تھی۔ (فتح الباری: ۱/۲۸۲)

(ii)......سیدنا نافع بن عتبہ بن ابو وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ((تَغْزُوْنَ جَزِیْرَةَ الْعَرْبَ فَیَفْتَحُهَا اللّٰهُ ، ثُمَّ فَارِسَ فَیَفْتَحُهَا اللّٰهُ ، ثُمَّ تَغْزُوْنَ الرُّوْمَ فَیَفْتَحُهَا اللّٰهُ ، ثُمَّ تَغْزُوْنَ الدَّجَّالَ فَیَفْتَحُهُ اللّٰهُ۔)) (صحیح مسلم: ۲۹۰۰)

یعنی: ''تم جزیرۂ عرب کے باسیوں سے لڑائی کرو گے، اللہ تعالیٰ فتح نصیب فرمائے گا، پھر فارس سے لڑائی ہوگی، وہ بھی فتح ہو جائے گا، پھر روم سے لڑائی ہوگی اللہ تعالیٰ فتح دے گا اور پھر تم دجال سے لڑائی کرو گے، اس پر بھی اللہ تعالیٰ فتح سے ہمکنار کرے گا۔''

یہ احادیث، اعلامِ نبوت میں سے ہیں، کیونکہ آپ ﷺ کی وفات کے بعد بہت جلد یہ پیشین گوئیاں پوری ہو گئیں اور دنیا کی بڑی بڑی سلطنتیں مسلم مجاہدوں کے قدموں میں ڈھیر ہو گئیں، البتہ ابھی تک دجال سے لڑائی باقی ہے، ہمارا عقیدہ ہے کہ وہ بیچارہ بھی مغلوب ہو جائے گا۔

(iii)......سیدنا عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((مُثِّلَتْ لِیَ الْحِیرَةُ كَأَنْیَابِ الْكِلَابِ ، وَإِنَّكُمْ سَتَفْتَحُوْنَهَا۔)) فَقَامَ رَجُلٌ فَقَالَ: هَبْ لِی یَارَسُوْلَ اللّٰهِ ابْنَةَ بَقِیْلَةَ۔ فَقَالَ: ((هِیَ لَكَ۔)) فَأَعْطُوْهَا إِیَّاهُ فَجَاءَ أَبُوْهَا فَقَالَ: أَتَبِیْعُنِیْهَا؟ قَالَ: نَعَمْ۔ قَالَ: بِكَمْ؟ قَالَ: اَحْتَكِمُ مَاشِئْتُ۔ قَالَ: بِأَلْفِ دِرْهَمٍ ، قَالَ: قَدْ أَخَذْتُهَا فَقِیْلَ: لَوْقُلْتَ ثَلَاثِیْنَ أَلْفاً۔ قَالَ: وَهَلْ عَدَدٌ أَكْثَرُ مِنْ أَلْفٍ؟

(الاحسان بترتیب صحیح ابن حبان: ۸/ ۲۳۷، سنن بیهقي: ۹/ ۳۲۹)

یعنی: ''میرے لئے حیرہ (مقام) کو کتوں کی کچلیوں سے تشبیہ دی گئی اور عنقریب تم اسے فتح کر لو گے۔'' ایک آدمی کھڑا ہوا اور کہا: اے اللہ کے رسول! بنت بقیلہ مجھے عطا کر دیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''وہ اسے دے دو۔'' اس کے باپ نے آکر کہا: ''کیا تو مجھے وہ فروخت کر دے گا؟ اس نے کہا: جی ہاں۔ اس نے پوچھا: کتنی قیمت میں؟ اس نے کہا:

من مانی کروں گا اور ایک ہزار درہم (کے عوض فروخت کروں گا)۔ اس نے کہا: میں نے خرید لی ہے۔ کہا گیا کہ اگر میں تیس ہزار کہتا تو؟ اس نے کہا: بھلا ہزار سے بڑا کوئی عدد ہے؟

حیرہ، لخمی بادشاہوں کا دار الحکومت تھا، جس کے آثار عراق میں کوفہ اور نجف کے درمیان پائے جاتے ہیں، آغازِ سلام کے وقت یہاں نسطوری عیسائی آباد تھے۔

جب سیدنا خالد بن ولید رضی اللہ عنہ اپنا لشکر لیے بحری اور برّی راستے امغیشیا روانہ ہوئے، ان کے خَـوَرْنَـق پہنچنے سے پہلے تمام اسلامی دستے اکٹھے ہو گئے۔ ادھر حیرہ کے مرزبان آزاد بہ، غریّین اور قصر ابیض کے درمیان ڈیرے ڈالے ہوئے تھا۔ جب اسے خالد کے قریب آ پہنچنے کی خبر ملی تو وہ پسپا ہو گیا اور دریائے فرات کے پار چلا گیا اور حیرہ کے عربوں کو وہیں چھوڑ گیا، ان لوگوں کے چار بڑے قلعے تھے۔ ان قلعوں کے اردگرد جنگ جاری رہی اور ان پر ہر طرف سے یورش کی گئی تی کہ انھوں نے جزیے اور مسلمانوں کی حفاظت میں آنے کی شرط پر صلح کر لی۔ یہ واقعہ ربیع الاول ۱۲ھ (۶۳۳ء) کو پیش آیا۔ (اٹلس فتوحات اسلامیہ از احمد عادل کمال: ص ۷۹، ۸۰)

(iv)......سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ((اِنَّ جِبْـرِیْلَ کَـانَ یُـعَـارِضُنِي الْقُرْآنَ کُلَّ سَنَةٍ مَرَّةً، وَاِنَّهُ عَارَضَنِيَ الْعَامَ مَرَّتَیْنِ، وَلَا اَرَاهُ اِلَّا حَضَرَ اَجَلِيْ، اِنَّكِ اَوَّلُ اَهْلَ بَیْتِي لِحَاقًا بِي، فَاتَّقِي اللّٰهَ، وَاصْبِرِيْ، فَاِنِّي نِعْمَ السَّلَفُ اَنَا لَكِ۔))

(صحیح بخاری: ۳۶۲۴، صحیح مسلم: ۲۴۵۰)

یعنی: ''جبریل (علیہ السلام) مجھ سے ہر سال قرآن مجید کا ایک دفعہ دور کرتے تھے اور اس سال دو دفعہ کیا' یہی لگتا ہے کہ میری وفات کا وقت آ چکا ہے اور تو (فاطمہ) میرے اہلِ بیت کا پہلا فرد ہے جو سب سے پہلے مجھے ملے گی' لہٰذا اللہ تعالیٰ سے ڈرنا اور صبر کرنا' میں تیرے لئے بہترین میرِ سامان ہوں گا۔''

حافظ ابن حجر نے کہا: فانهم اتفقوا علی ان فاطمة علیها السلام کانت أول من مات من أهل بیت النبی ﷺ بعده حتی من أزواجه۔ (فتح الباری: ۸/ ۱۷۲)

یعنی: محدثین کا اتفاق ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیویوں سمیت اہل بیت میں سے سب سے پہلے سیدہ فاطمہ علیہا السلام کا انتقال ہوا۔

(v)......سیدنا عبداللہ رضی اللہ عنہ نے کہا: یُوْشِكُ اَنْ تَطْلُبُوْا فِي قُرَاكُمْ هٰذِهِ طَسْتًا مِنْ مَاءٍ فَلَا تَجِدُوْنَهُ، یَـنْـزِوِيْ کُـلُّ مَـاءٍ اِلٰـی عَنْصَرِهِ، فَیَکُوْنُ فِي الشَّامِ بَقِیَّةُ الْمُؤْمِنِیْنَ وَالْمَاءُ۔ (مستدرك حاکم: ٤/ ٥٠٣، والحدیث موقوف لکنه فی حکم المرفوع، لانه لایقال من قبل الرأی، کما هو الظاهر)

یعنی: ''قریب ہے کہ تم ان بستیوں میں ایک پیالہ پانی کا تلاش کرو' لیکن کامیاب نہ ہو سکو' یعنی سارے کا سارا پانی اپنی اصل کی طرف سکڑ جائے گا اور باقی ماندہ مومن اور پانی شام میں ہوں گے۔''

فوائد: ......یقیناً مستقبل میں یہ پیشین گوئی پوری ہوگی، لیکن اب اس کے آثار شروع ہو گئے ہیں، جیسا کہ شیخ البانی رحمہ اللہ کہتے ہیں: ایک امریکی ادارے نے یہ تحقیق پیش کی ہے کہ دنیا میں بہت بڑی مقدار میں زمینی پانی نکالا جا رہا ہے، بلکہ تکساس اور نیومیکسیکو کے علاقوں میں زمینی پانی مکمل خشک ہونے کا خدشہ پیدا ہو گیا ہے اور شمالی علاقہ جات میں ہر سال پانی کی سطح بارہ فٹ نیچے ہو رہی ہے۔

ریاست ہائے متحدہ امریکا میں ایک دوسری تحقیق میں کہا گیا ہے کہ عنقریب دنیا پانی کی قلت کے مسئلے سے دوچار ہو جائے گی اور اس مسئلے کا کوئی حل نہیں ہوگا اور ڈیم اور ٹینکوں سے مصنوعی طریقے مفید ثابت نہیں ہو سکیں گے۔ (ملاحظہ ہو: الأهرام: ۱/ ۱۰/ ۱۹۸۵ اور ۲/ ۱۰/ ۱۹۸۵)۔ (سلسلة الاحاديث الصحيحة: ۳۰۷۸)

(vi) بنوسلیم کا ایک آدمی اپنے دادا سے روایت کرتا ہے کہ وہ نبی کریم ﷺ کے پاس چاندی لے کر آیا اور کہا اور یہ ہماری کان ہے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

((سَتَكُوْنُ مَعَادِنُ يَحْضُرُهَا شِرَارُ النَّاسِ۔)) (مسند احمد: ۵/ ۴۳۰)

یعنی: ''عنقریب ان کانوں پر بدترین لوگ پہنچیں گے۔''

شیخ البانی رحمہ اللہ کہتے ہے: ''معادن (کانیں)'' ان مقامات کو کہتے ہیں، جہاں سے سونے، چاندی اور تانبے جیسے زمینی جواہر برآمد ہوتے ہیں، اس کی واحد ''معدِن'' ہے۔

کوئی شک نہیں کہ کافر لوگ ہی بدترین ہوتے ہیں۔ عربوں کے زمینی خزانے نکالنے کے لیے یورپیوں اور امریکیوں کو وہاں لانے کی وجہ سے مسلمان جس آزمائش میں مبتلا ہیں، اس حدیث میں اس کی طرف اشارہ کیا گیا ہے۔ واللہ المستعان۔ (سلسلہ احادیث صحیحہ)

(vii)......سیدنا عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((يَظْهَرُ هٰذَا الدِّيْنُ حَتّٰى يُجَاوِزَ الْبِحَارَ، وَحَتّٰى تُخَاضَ بِالْخَيْلِ فِي سَبِيْلِ اللّٰهِ۔)) (مسند ابی یعلی: ۱۲/ ۵۶)

یعنی: ''یہ دین منظرِ عام پر آئے گا اور سمندروں سے تجاوز کر جائے گا' حتی کہ اللہ کے راستے میں گھوڑے (سمندر) میں گھس جائیں گے۔''

فوائد: ......گھوڑوں کی سمندروں میں گھسنے کی پیشین گوئی فاروقی عہدِ خلافت میں ایک دفعہ پوری ہو چکی ہے۔

شاہ معین الدین احمد ندوی نے کہا: بہرسیر اور مدائن کے درمیان دجلہ حائل تھا۔ ایرانیوں نے مسلمانوں کو مدائن پر حملے سے روکنے کے لیے دجلہ کا پل توڑ کر کشتیاں روک لی تھیں، اس لیے جب مسلمان دجلہ کے کنارے پہنچے تو اسے عبور کرنے کا کوئی سامان نہ تھا۔ سیدنا سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے اللہ کا نام لے کر دجلہ میں گھوڑا ڈال دیا۔ انھیں دیکھ کر پوری فوج دجلہ میں اتر گئی اور نہایت اطمینان سے باتیں کرتی ہوئی پار پہنچ گئی۔ ایرانی دور سے یہ حیرت انگیز منظر دیکھتے تھے اور متحیر تھے۔ جب مسلمان کنارے پر پہنچ گئے تو متحیر ایرانی ''دیواں آمدند، دیواں آمدند'' (دیو آگئے! دیو آگئے!) کہتے

ہوئے بھاگ گئے۔ ایک افسر خرزاد نے معمولی مزاحمت کی مگر مسلمانوں نے اسے مغلوب کرلیا۔ یزدگرد پایۂ تخت چھوڑ کر بھاگ گیا اور حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ صفر ۱۶ھ میں مدائن میں داخل ہو گئے۔

(تاریخ اسلام از شاہ معین الدین: ۲/ ۱۷۷)

علامہ اقبال نے مشہور نظم ''شکوہ'' میں یہ شعر کہا تھا:

دشت تو دشت ، دریا بھی نہ چھوڑے ہم نے
بحرِ ظلمات میں دوڑا دیے گھوڑے ہم نے

اس کے پہلے مصرع میں عبورِ دجلہ کے اس حیرت انگیز واقعے کی طرف اشارہ کیا گیا ہے۔

(viii)......سیدنا معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ غزوۂ تبوک والے سال نکلے' آپ نمازیں جمع کر کے ادا کرتے تھے' یعنی ظہر اور عصر کی اور مغرب اور عشاء کی اکٹھی ادا کر لیتے تھے' ایک دن ایسا بھی آیا کہ نماز کو مؤخر کیا' پھر باہر تشریف لائے اور ظہر اور عصر کی نمازیں جمع کر کے پڑھیں' بعد ازاں اندر چلے گئے اور پھر جب تشریف لائے تو مغرب اور عشاء کی نمازیں جمع کر کے ادا کیں' پھر فرمایا: ''تم ان شاء اللہ کل تبوک کے چشمے پر پہنچ جاؤ گے' اور دن کے روشن ہونے کے بعد پہنچو گے۔ (یاد رکھنا کہ) جو بھی وہاں پہنچے' پانی کو میرے پہنچنے سے پہلے نہ چھوئے۔'' جب ہم اس چشمے کے پاس پہنچے تو کیا دیکھتے ہیں کہ دو آدمی ہم سے بھی سبقت لے جا چکے تھے۔ (ہم نے دیکھا کہ) تسمے کے بقدر چشمہ تھا اور تھوڑا تھوڑا پانی رس رہا تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے ان دو آدمیوں سے پوچھا: ''آیا تم نے اس پانی کو چھوا ہے؟'' انھوں نے کہا: جی ہاں۔ آپ نے ان کو برا بھلا کہا' پھر صحابہ نے اس چشمے سے چلو بھر کر پانی ایک برتن میں جمع کیا۔ آپ ﷺ نے اس میں اپنا ہاتھ اور چہرہ دھویا' پھر اس پانی کو اس چشمے میں انڈیل دیا' چشمے کا پانی زور سے بہنا شروع ہو گیا' حتی کہ لوگوں نے پانی پی لیا۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا: ((یُوْشِكُ یَا مُعَاذُ اِنْ طَالَتْ بِكَ حَیَاةٌ اَنْ تَرٰی مَا هٰهُنَا قَدْ مُلِیَٔ جِنَانًا۔)) (مسلم: ۷۰۶)

یعنی: ''معاذ! ممکن ہے کہ تیری زندگی لمبی ہو' (اگر ایسے ہوا تو) تو دیکھے گا کہ یہ جگہ باغات سے بھر جائے گی۔''

مولانا مودودی رحمہ اللہ کہتے ہیں: تبوک کے محکمہ شرعیہ کے رئیس شیخ صالح نے بتایا کہ یہ چشمہ دو سال پہلے تک پونے چودہ سو سال سے مسلسل ابلتا رہا، بعد میں نشیبی علاقوں میں ٹیوب ویل کھودے گئے تو اس چشمے کا پانی ان ٹیوب ویلز کی طرف منتقل ہو گیا۔ تقریباً پچیس ٹیوب ویلز میں تقسیم ہو جانے کے بعد اب یہ چشمہ خشک ہو گیا ہے، اس کے بعد شیخ صالح ہمیں ایک ٹیوب ویل کی طرف بھی لے گئے، جہاں ہم نے دیکھا کہ چار انچ کا ایک پائپ لگا ہوا ہے اور کسی مشین کے بغیر اس سے پانی پورے زور سے نکل رہا ہے، قریب قریب یہی کیفیت دوسرے ٹیوب ویلز کی بھی ہمیں بتائی گئی۔ یہ نبی کریم ﷺ کے معجزے ہی کی برکت ہے، آج تبوک میں اس کثرت سے پانی موجود ہے، کہ مدینہ اور خیبر کے سوا ہمیں کہیں اتنا پانی دیکھنے کا اتفاق نہیں ہوا، بلکہ حقیقت یہ ہے کہ تبوک کا پانی ان دونوں جگہوں سے بھی زیادہ ہے۔ اس پانی

سے فائدہ اٹھا کر اب تبوک میں ہر طرف باغ لگائے جا رہے ہیں اور نبی کریم ﷺ کی پیش گوئی کے مطابق تبوک کا علاقہ باغوں سے بھرا ہوا ہے اور دن بدن بھرتا جا رہا ہے۔ (سفرنامہ ارض القرآن از مولانا مودودی)

یہ دلائل اس حقیقت پر بیّن ثبوت ہیں کہ نبیٔ کریم ﷺ نے جو کچھ فرمایا وہ برحق اور حجت تھا، اگر ہمارے ذہن تسلیم نہ کریں تو شریعت کی روشنی میں ایسے زنگ آلودہ ذہنوں کو صیقل کرنا پڑے گا۔

(9)...... ہم اس موضوع پر سب سے زیادہ اس حقیقت سے لطف اندوز ہوتے ہیں کہ ہمام بن منبہ (م: ۱۳۱ ھـ) نے پہلی صدی ہجری میں سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی ایک روایت قلم بند کی، پھر دوسری صدی ہجری میں امام مالک (م: ۱۷۹ ھ) نے اپنی سند کے ساتھ ''موطا'' میں اس کو لکھا، پھر تیسری صدی میں امام بخاری (م: ۲۵۶ ھ) نے اپنی صحیح میں اپنی سند کے ساتھ اسی حدیث کو تحریر کیا۔ حیرانگی کی بات یہ ہے کہ ایک حدیث ہے، اس کو ایک ایک صدی کے بعد لکھا گیا، لیکن پھر بھی اس کے الفاظ و معانی میں کوئی فرق پیدا نہیں ہوا۔ کیا یہ ہمارے محمد ﷺ کے فرامین کا معجزہ نہیں ہے۔

مؤطا امام مالک اور صحیح بخاری میں مشترک احادیث کی تعداد (۴۸۲) ہے، ایک مثال یہ ہے:

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((اِذَا اسْتَيْقَظَ أَحَدُكُمْ مِنْ نَوْمِهِ، فَلْيَغْسِلْ يَدَهٗ قَبْلَ اَنْ يُّدْخِلَهَا فِيْ وَضُوْئِهٖ، فَاِنَّ اَحَدَكُمْ لَا يَدْرِيْ اَيْنَ بَاتَتْ يَدُهٗ۔)) (مؤطا امام مالك : صـ ٤٣، رقم: ٢٠)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((وَاِذَا اسْتَيْقَظَ أَحَدُكُمْ مِنْ نَوْمِهِ، فَلْيَغْسِلْ يَدَهٗ قَبْلَ اَنْ يُّدْخِلَهَا فِيْ وَضُوْئِهٖ، فَاِنَّ اَحَدَكُمْ لَا يَدْرِيْ اَيْنَ بَاتَتْ يَدُهٗ۔)) (صحيح بخاري: ١٦٢)

دونوں روایات کے الفاظ پر غور کریں، صحیح بخاری کی روایت میں صرف شروع میں ''وَ'' کا اضافہ ہے، اس کی وجہ یہ ہے اس میں پیچھے سے روایت چل رہی ہے، جس کی وجہ سے ''وَ'' لایا گیا۔

صحیفۂ ہمام بن منبہ (م: ۱۳۱ ھـ) کی حدیث نمبر (۸) کے الفاظ یہ ہیں: اَلْمَلَائِكَةُ يَتَعَاقَبُوْنَ فِيْكُمْ، مَلَائِكَةٌ بِاللَّيْلِ وَمَلَائِكَةٌ بِالنَّهَارِ، وَيَجْتَمِعُوْنَ فِيْ صَلَاةِ الْفَجْرِ وَ صَلَاةِ الْعَصْرِ، ثُمَّ يَعْرُجُ اِلَيْهِ الَّذِيْنَ بَاتُوْا فِيْكُمْ، فَيَسْأَلُهُمْ وَهُوَ أَعْلَمُ بِهِمْ: كَيْفَ تَرَكْتُمْ عِبَادِيْ؟ قَالُوْا: تَرَكْنَاهُمْ وَهُمْ يُصَلُّوْنَ وَ اَتَيْنَاهُمْ وَهُمْ يُصَلُّوْنَ۔

اور صحیح بخاری کی حدیث نمبر (۳۲۲۳) کے الفاظ یہ ہیں: اَلْمَلَائِكَةُ يَتَعَاقَبُوْنَ فِيْكُمْ، مَلَائِكَةٌ بِاللَّيْلِ وَمَلَائِكَةٌ بِالنَّهَارِ، وَيَجْتَمِعُوْنَ فِيْ صَلَاةِ الْفَجْرِ وَ صَلَاةِ الْعَصْرِ، ثُمَّ يَعْرُجُ اِلَيْهِ الَّذِيْنَ بَاتُوْا فِيْكُمْ، فَيَسْأَلُهُمْ وَهُوَ أَعْلَمُ بِهِمْ: كَيْفَ تَرَكْتُمْ عِبَادِيْ؟ قَالُوْا: تَرَكْنَاهُمْ وَهُمْ يُصَلُّوْنَ وَ اَتَيْنَاهُمْ

وَهُمْ يُصَلُّوْنَ۔

کیسا معجزاتی حسن ہے، دونوں احادیث کے راوی تو سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ہی ہیں، لیکن پہلی روایت میں سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے شاگرد جناب ہمام ہیں اور دوسری روایت میں ان کے شاگرد اعرج ہیں، یعنی سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے بعد سندیں مختلف ہو گئیں۔

لیکن پہلی حدیث کو قلم بند کرنے والے (۱۳۱ھ) میں اور دوسری حدیث کو لکھنے والے (۲۰۶ھ) میں فوت ہو رہے ہیں، جبکہ حدیث کا اصل سلسلہ تو سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے شروع ہوا تھا، جو (۵۷ھ) میں فوت ہوئے۔ لیکن خادمین احادیث نے ایک لفظ میں بھی فرق نہیں آنے دیا۔

(10) کوئی زبان ہو، ایک صدی کے بعد اس میں ایسی تبدیلیاں رونما ہوتی ہیں کہ پہلی زبان کا وجود ہی ختم ہو جاتا ہے، ہر زبان کا یہی حشر ہوا اور سابقہ امتوں اور مذہبوں کی زبانوں کا نہ صرف وجود مٹ گیا ہے، بلکہ کئی زبانوں کے ناموں کا پتہ بھی نہیں لگایا جا سکتا، لیکن اس لحاظ سے عربی زبان کا یہ انتہائی ممتاز وصف ہے کہ اگر آج حضرت محمد ﷺ کو زندہ کر دیا جائے اور وہ عربی میں گفتگو کریں تو ہم ان کی بات سمجھیں گے اور وہ ہماری بات سمجھیں گے، آخر اللہ تعالی نے اس نبی کی زبان کو یہ معجزہ عطا کیوں کیا؟ صرف اس لیے کہ اس کی ہدایات کو قیامت تک برقرار رکھنا تھا۔

(11) ہم یہ پوچھنے کا حق رکھتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ کی زندگی کے ایک ایک گوشے کو محفوظ کیوں کروایا گیا؟ حتی کہ آپ ﷺ کے سفید بالوں کی گنتی کر لی گئی۔ آپ ﷺ کی مسکراہٹوں اور گھبراہٹوں کے اندازوں کو کیوں قلم بند کر لیا گیا؟ اس دنیا سیرتِ مصطفیٰ پر سب سے زیادہ کتابیں کیوں لکھی گئیں؟ تاریخ کے دامن میں آپ ﷺ کی آل واولاد کے اسماء واعداد کا تذکرہ کیوں کروایا گیا؟ کل کی بات کی طرح صحابہ کرام کے ایک لاکھ چودہ ہزار نفوس قدسیہ کا تذکرہ کیوں محفوظ رہنے دیا گیا؟ شاید یہ وجہ ہو کہ محمد ﷺ کی اداؤں کو بقا مل جائے!!!!

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا اس حقیقت پر اجماع تھا کہ آپ ﷺ سے ثابت شدہ احادیث، قرآن مجید کی طرح حجت ہیں اور وہ احادیث کی روشنی میں قرآن مجید کو سمجھتے تھے۔ احادیث کی ضرورت واہمیت کو کم کرنے والو! خیر القرون کے اہل خیر لوگ اس نکتہ سے محروم تھے، جو تمہاری عقلوں کو سوجھا ہے۔

خلاصۂ کلام یہ ہے کہ اگر کوئی شخص شرعی علوم واعمال کی پیاس بجھانا چاہتا ہے تو اسے ایک وقت دو چشموں سے سیراب ہونے کا عزم کرنا پڑے گا، وگرنہ اس کا نصیب ومقدر اور ظلمت وضلالت لازم ملزوم ہو جائیں گے۔

ہم عاجزانہ التماس کریں گے کہ حدیثِ مبارکہ کے حوالے سے ایسے دعووں کی وجہ علم حدیث اور فن حدیث سے دوری ہے اور ایسے لوگوں کو اپنی اہلیت پر ناز ہے اور چکڑالوی اور منکرین حدیث لوگوں کے وسوسوں میں گرفتاری ہے۔ نبیٔ کریم ﷺ پر زیادہ سے زیادہ درود وسلام بھیجنے کا اہتمام کریں، تاکہ دل میں آپ ﷺ کی محبت پیدا ہو، پھر

آپ ﷺ کی احادیثِ قدسیہ کو حرزِ جان بنا کر پڑھنا شروع کر دیں اور عمل کرتے جائیں، علم و عمل میں نکھار آئے گا۔

اللہ کی پناہ، ہمارا مقصد قرآن حکیم کی اہمیت کو کم کرنا نہیں ہے، شرعی مسئلے کی توضیح کرنا ہے کہ رشد و ہدایت کے پیاسے کو دو چشموں سے سیراب ہونا چاہیے، ایک قرآن اور دوسرا حدیث۔ قرآن پاک نے خود بیسیوں مقامات پر آپ ﷺ کی اطاعت کرنے کا حکم دیا ہے۔

اَللّٰهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَعَلٰى آلِهٖ وَ صَحْبِهٖ اَجْمَعِيْنَ
وَ مَنْ تَبِعَهُمْ بِاِحْسَانٍ اِلٰى يَوْمِ الدِّيْنِ

❁❁❁❁

اَلْقِسْمُ الْاَوَّلُ مِنَ الْكِتَابِ ..... قِسْمُ التَّوْحِيْدِ وَأُصُوْلِ الدِّيْنِ

کتاب کی قسمِ اوّل ..... توحید اور دین کے اصولوں کا حصہ

كِتَابُ التَّوْحِيْدِ
توحید کی کتاب

التوحید:......لغوی معنی: ایک بنانا، کسی کے ایک ہونے کا اقرار کرنا۔

اصطلاحی تعریف: ......اللہ تعالیٰ کی ذات، صفات، اختیارات اور حقوق میں اللہ تعالیٰ کو ایک جاننا اور یہ عقیدہ رکھنا کہ ان چاروں چیزوں میں کوئی بھی اللہ تعالیٰ کا ساجھی اور شریک نہیں ہے۔

بَابٌ فِيْ وُجُوْبِ مَعْرِفَةِ اللّٰهِ تَعَالٰى وَ تَوْحِيْدِهٖ وَ الْاِعْتِرَافِ بِوُجُوْدِهٖ
اللہ تعالیٰ کی معرفت، توحید اور اس کے وجود کے اعتراف کے واجب ہونے کا بیان

(۱)۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ حَدَّثَنِي أَبِي حَدَّثَنَا حُسَيْنُ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا جَرِيْرٌ يَعْنِي ابْنَ أَبِيْ حَازِمٍ عَنْ كُلْثُوْمِ ابْنِ جَبْرٍ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((أَخَذَ اللّٰهُ الْمِيْثَاقَ مِنْ ظَهْرِ آدَمَ بِنَعْمَانَ يَعْنِي عَرَفَةَ، فَأَخْرَجَ مِنْ صُلْبِهِ كُلَّ ذُرِّيَّةٍ ذَرَأَهَا، فَنَثَرَهُمْ بَيْنَ يَدَيْهِ كَالذَّرِّ، ثُمَّ كَلَّمَهُمْ قُبُلًا، قَالَ: ﴿أَلَسْتُ بِرَبِّكُمْ قَالُوْا

سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”اللہ تعالیٰ نے نعمان یعنی عرفہ کے مقام پر حضرت آدم علیہ السلام کی پشت (یعنی ان کی اولاد) سے مضبوط عہد لیا، اس کا طریق کار یہ تھا کہ اللہ تعالیٰ نے ان کی پیٹھ سے وہ ساری اولاد نکالی، جو اس نے پیدا کرنی تھی اور ان کو آپ علیہ السلام کے سامنے چیونٹیوں کی طرح بکھیر دیا اور پھر ان سے آمنے سامنے کلام کرتے ہوئے کہا: ”کیا میں تمہارا رب نہیں ہوں؟ سب نے جواب دیا کیوں نہیں! ہم سب گواہ بنتے ہیں۔ تا کہ تم لوگ

---

(۱) تخریج: رجاله ثقات رجال الشيخين غير كلثوم بن جبر، فمن رجال مسلم، ورجح الحافظ ابن كثير في "التفسير" وقفه على ابن عباس۔ أخرجه النسائي في "الكبرى": ۱۱۱۹۱، والحاكم: ۲/ ۵٤٤ (انظر: ۲٤٥٥)

بَلٰی شَهِدْنَآ أَنْ تَقُوْلُوْا يَوْمَ الْقِيٰمَةِ اِنَّا كُنَّا عَنْ هٰذَا غَافِلِيْنَ۔ أَوْ تَقُوْلُوْآ اِنَّمَا أَشْرَكَ آبَآؤُنَا مِنْ قَبْلُ وَ كُنَّا ذُرِّيَّةً مِنْ بَعْدِهِمْ أَفَتُهْلِكُنَا بِمَا فَعَلَ الْمُبْطِلُوْنَ﴾۔))

(مسند أحمد: ٢٤٥٥)

قیامت کے روز یوں نہ کہو کہ ہم تو اس سے محض بے خبر تھے۔ یا یوں کہو کہ پہلے پہل یہ شرک تو ہمارے بڑوں نے کیا اور ہم ان کے بعد ان کی نسل میں ہوئے، سو کیا ان غلط راہ والوں کے فعل پر تو ہم کو ہلاکت میں ڈال دے گا۔''

(سورۂ اعراف: ۱۷۲، ۱۷۳)

(٢)۔ عَنْ رُفَيْعٍ أَبِي الْعَالِيَةِ عَنْ أُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ رضی اللہ عنہ فِي قَوْلِ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ: ﴿وَ اِذْ أَخَذَ رَبُّكَ مِنْ بَنِي آدَمَ مِنْ ظُهُوْرِهِمْ ذُرِّيَّاتِهِمْ وَ أَشْهَدَهُمْ عَلٰى أَنْفُسِهِمْ ......﴾الآيَةَ، قَالَ: جَمَعَهُمْ فَجَعَلَهُمْ أَرْوَاحًا، ثُمَّ صَوَّرَهُمْ فَاسْتَنْطَقَهُمْ فَتَكَلَّمُوْا، ثُمَّ أَخَذَ عَلَيْهِمُ الْعَهْدَ وَالْمِيْثَاقَ وَ أَشْهَدَهُمْ عَلَى أَنْفُسِهِمْ، أَلَسْتُ بِرَبِّكُمْ؟ قَالَ: فَإِنِّي أُشْهِدُ عَلَيْكُمُ السَّمَاوَاتِ السَّبْعَ وَالْأَرْضِيْنَ السَّبْعَ، وَ أُشْهِدُ عَلَيْكُمْ أَبَاكُمْ آدَمَ عَلَيْهِ السَّلَامُ أَنْ تَقُوْلُوْا يَوْمَ الْقِيَامَةِ لَمْ نَعْلَمْ بِذٰلِكَ، اعْلَمُوْا أَنَّهُ لَا اِلٰهَ غَيْرِي وَلَا رَبَّ غَيْرِي فَلَا تُشْرِكُوْا بِي شَيْئًا، اِنِّي سَأُرْسِلُ اِلَيْكُمْ رُسُلِي يُذَكِّرُوْنَكُمْ عَهْدِي وَ مِيْثَاقِي وَ أُنْزِلُ عَلَيْكُمْ كُتُبِي، قَالُوْا: شَهِدْنَا بِأَنَّكَ رَبُّنَا وَاِلٰهُنَا لَا رَبَّ غَيْرُكَ، فَأَقَرُّوْا بِذٰلِكَ۔ (مسند أحمد: ٢١٥٥٢)

سیدنا ابی بن کعب رضی اللہ عنہ اللہ تعالیٰ کے اس فرمان ﴿وَ اِذْ أَخَذَ رَبُّكَ مِنْ بَنِي آدَمَ مِنْ ظُهُوْرِهِمْ ذُرِّيَّاتِهِمْ وَ أَشْهَدَهُمْ عَلٰى أَنْفُسِهِمْ ....﴾ کی تفسیر بیان کرتے ہوئے کہتے ہیں: اللہ تعالیٰ نے ان کو روحوں کی شکل میں جمع کیا، پھر ان کی تصویریں بنا کر ان کو بلوایا، پس یہ بولے، پھر ان سے ایک مضبوط عہد لیا اور ان کو ان کے نفسوں پر گواہ بنایا اور کہا: کیا میں تمہارا رب نہیں ہوں، میں سات آسمانوں اور سات زمینوں کو تم پر گواہ بناتا ہوں اور میں تمہارے باپ آدم علیہ السلام کو بھی تم پر گواہ بناتا ہوں، تاکہ تم قیامت والے دن یہ نہ کہہ دو کہ ہمیں تو اس چیز کا علم ہی نہیں تھا۔ جان لو کہ میرے علاوہ نہ کوئی معبود ہے اور نہ کوئی ربّ، پس تم میرے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرانا، عنقریب میں تمہاری طرف اپنے پیغمبروں کو بھیجوں گا، وہ تمہیں میرے وعدے اور میثاق کو یاد کرائیں گے اور میں تم پر کتابیں بھی نازل کروں گا۔ ان سب نے جواباً کہا: ہم یہ گواہی دیتے ہیں کہ تو ہی ہمارا رب اور معبود ہے، تیرے علاوہ ہمارا کوئی ربّ نہیں ہے، پس انھوں نے اس چیز کا اقرار کیا۔

(٣)۔ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رضی اللہ عنہ عَنِ

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے

(٢) تخريج: اثر ضعيف، محمد بن يعقوب الربالي مستور۔أخرجه الحاكم: ٢/ ٣٢٣، والبيهقي في "الاسماء والصفات": ص ٣٦٨ (انظر: ٢١٢٣٢)

(٣) تخريج: أخرجه البخاري: ٣٣٣٤، ومسلم: ٢٨٠٥(انظر: ١٢٢٨٩)

النَّبِيِّ ﷺ قَالَ : ((يُقَالُ لِلرَّجُلِ مِنْ أَهْلِ النَّارِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ: أَرَأَيْتَ لَوْ كَانَ مَا عَلَى الْأَرْضِ مِنْ شَيْءٍ أَكُنْتَ مُفْتَدِيًا بِهِ ؟ قَالَ: فَيَقُوْلُ: نَعَمْ ، قَالَ: فَيَقُوْلُ: قَدْ أَرَدْتُّ مِنْكَ أَهْوَنَ مِنْ ذَالِكَ ، قَدْ أَخَذْتُ عَلَيْكَ فِي ظَهْرِ آدَمَ أَنْ لَا تُشْرِكَ بِيْ شَيْئًا فَأَبَيْتَ إِلَّا أَنْ تُشْرِكَ بِيْ .)) (مسند أحمد: ١٢٣١٤)

فرمایا: ''قیامت کے دن جہنمی آدمی سے کہا جائے گا: اس کے بارے میں تیرا کیا خیال ہے کہ زمین پر جو چیزیں بھی ہیں، کیا تو (اس عذاب سے بچنے کے لیے) وہ فدیے میں دے دے گا؟ وہ کہے گا: جی ہاں، اللہ تعالیٰ فرمائے گا: میں نے تو تجھ سے اس سے آسان چیز کا مطالبہ کیا تھا، میں نے تجھ سے یہ عہد لیا تھا، جبکہ تو آدم علیہ السلام کی پیٹھ میں تھا، کہ میرے ساتھ کسی چیز کو شریک نہ ٹھہرانا، لیکن تو نے انکار کر دیا تھا اور (اسی چیز پر ڈٹ گیا کہ) تو نے میرے ساتھ شرک ہی کرنا ہے۔''

فوائد: ...... درج بالا اور اس موضوع کی دیگر احادیث میں ''عَهْدِ اَلَسْت'' کا ذکر ہے، یہ ترکیب آیت کے ان الفاظ ﴿اَلَسْتُ بِرَبِّكُمْ﴾ سے بنی ہوئی ہے، یہ عہد حضرت آدم علیہ السلام کی تخلیق کے بعد ان کی پشت سے ہونے والی تمام اولاد سے لیا گیا، پوری آیات یوں ہیں: ﴿ وَاِذْ اَخَذَ رَبُّكَ مِنْ بَنِيْٓ اٰدَمَ مِنْ ظُهُوْرِهِمْ ذُرِّيَّتَهُمْ وَاَشْهَدَهُمْ عَلٰٓي اَنْفُسِهِمْ اَلَسْتُ بِرَبِّكُمْ قَالُوْا بَلٰي شَهِدْنَا اَنْ تَقُوْلُوْا يَوْمَ الْقِيٰمَةِ اِنَّا كُنَّا عَنْ هٰذَا غٰفِلِيْنَ. اَوْ تَقُوْلُوْٓا اِنَّمَآ اَشْرَكَ اٰبَآؤُنَا مِنْ قَبْلُ وَكُنَّا ذُرِّيَّةً مِّنْ بَعْدِهِمْ اَفَتُهْلِكُنَا بِمَا فَعَلَ الْمُبْطِلُوْنَ﴾...... ''اور جب آپ کے رب نے اولادِ آدم کی پشتوں سے ان کی اولاد کو نکالا اور ان کو ان کے نفسوں پر گواہ بنایا کیا میں تمہارا ربّ نہیں ہوں؟ سب نے جواب دیا کیوں نہیں! ہم سب گواہ بنتے ہیں۔ تاکہ تم لوگ قیامت کے روز یوں نہ کہو کہ ہم تو اس سے محض بے خبر تھے۔ یا یوں کہو کہ پہلے پہل یہ شرک تو ہمارے بڑوں نے کیا اور ہم ان کے بعد ان کی نسل میں ہوئے، سو کیا ان غلط راہ والوں کے فعل پر تو ہم کو ہلاکت میں ڈال دے گا۔'' (سورۂ اعراف: ۱۷۲، ۱۷۳) یہ عہد ہم اس لیے تسلیم کریں گے کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول نے اس کی اطلاع دے دی ہے، بہر حال اس کا اثر یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی ربوبیت کی یہ گواہی ہر انسان کی فطرت میں ودیعت رکھ دی گئی ہے اور اگر یہ فطرت مختلف آلائشوں کی وجہ سے اپنی حیثیت کھو نہ بیٹھی ہو تو ایسا انسان فوراً حق کی آواز کو قبول کرتا ہے، لیکن اگر شرک و بدعت یا گندے معاشرے کی وجہ سے وہ فطرت متأثر ہو چکی ہو تو اس کو حق تسلیم کرنے میں اجنبیت محسوس ہوتی ہے اور اس کے لیے یہ مرحلہ مشکل ہو جاتا ہے، جلد اور بدیر اسلام قبول کرنے والے صحابۂ کرام کی وجہ یہی تھی۔

رسول اللہ ﷺ نے اسی مفہوم کو ان الفاظ میں بیان کیا: ''ہر بچہ فطرت پر پیدا ہوتا ہے، پس اس کے ماں باپ اس کو یہودی یا نصرانی یا مجوسی بنا دیتے ہیں، جس طرح جانور کا بچہ صحیح سالم پیدا ہوتا ہے، اس کا ناک، کان کٹا نہیں ہوتا۔''

(صحیح بخاری، صحیح مسلم)

(٤)۔عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ غَنْمٍ وَهُوَ الَّذِي بَعَثَهُ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ رضی اللہ عنہ إِلَى الشَّامِ يُفَقِّهُ النَّاسَ أَنَّ مُعَاذَ بْنَ جَبَلٍ رضی اللہ عنہ حَدَّثَهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ رَكِبَ يَوْمًا عَلَى حِمَارٍ لَهُ يُقَالُ لَهُ يَعْفُورٌ، رَسَنُهُ مِنْ لِيفٍ، ثُمَّ قَالَ: ((ارْكَبْ يَا مُعَاذُ!))، فَقُلْتُ: سِرْ يَا رَسُولَ اللّٰهِ! فَقَالَ: ((ارْكَبْ))، فَرَدِفْتُهُ فَصُرِعَ الْحِمَارُ بِنَا فَقَامَ النَّبِيُّ ﷺ يَضْحَكُ وَ قُمْتُ أَذْكُرُ مِنْ نَفْسِي أَسَفًا، ثُمَّ فَعَلَ ذَالِكَ الثَّانِيَةَ ثُمَّ الثَّالِثَةَ وَسَارَ بِنَا فَأَخْلَفَ يَدَهُ فَضَرَبَ ظَهْرِي بِسَوْطٍ مَعَهُ أَوْ عَصًا، ثُمَّ قَالَ: ((يَا مُعَاذُ! هَلْ تَدْرِي مَا حَقُّ اللّٰهِ عَلَى الْعِبَادِ؟)) فَقُلْتُ: اللّٰهُ وَ رَسُولُهُ أَعْلَمُ، قَالَ: ((فَإِنَّ حَقَّ اللّٰهِ عَلَى الْعِبَادِ أَنْ يَعْبُدُوهُ وَلَا يُشْرِكُوا بِهِ شَيْئًا۔))، قَالَ: ثُمَّ سَارَ مَا شَاءَ اللّٰهُ، ثُمَّ أَخْلَفَ يَدَهُ فَضَرَبَ ظَهْرِي فَقَالَ: ((يَا مُعَاذُ! يَا ابْنَ أُمِّ مُعَاذٍ! هَلْ تَدْرِي مَا حَقُّ الْعِبَادِ عَلَى اللّٰهِ إِذَا هُمْ فَعَلُوا ذَالِكَ؟)) قُلْتُ: اَللّٰهُ وَ رَسُولُهُ أَعْلَمُ، قَالَ: ((فَإِنَّ حَقَّ الْعِبَادِ عَلَى اللّٰهِ إِذَا فَعَلُوا ذَالِكَ أَنْ يُدْخِلَهُمُ الْجَنَّةَ۔)) (مسند أحمد: ٢٢٤٢٣)

عبد الرحمٰن بن غنم، جن کو سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے لوگوں کو فقہ کی تعلیم دینے کے لیے شام بھیجا تھا، بیان کرتے ہیں کہ سیدنا معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ نے ان کو بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ ایک روز اپنے ''یعفور'' نامی گدھے پر سوار ہوئے، اس کی رسی کھجور کے پتوں کی تھی، پھر آپ ﷺ نے فرمایا: ''معاذ! تم بھی سوار ہو جاؤ۔'' میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! آپ چلیں (میں پیدل ہی ٹھیک ہوں)، لیکن آپ ﷺ نے پھر فرمایا: ''تم سوار ہو جاؤ۔'' پس میں آپ ﷺ کے پیچھے سوار ہو گیا، ہوا یوں کہ گدھا گر پڑا اور آپ ﷺ کھڑے ہو کر مسکرانے لگے اور میں دل ہی دل میں افسوس کرنے لگا، پھر دوسری اور تیسری بار بھی ایسے ہی ہوا، بہرحال آپ ﷺ نے اپنا ہاتھ مبارک پیچھے کیا اور کوڑے یا چھڑی کے ساتھ میری کمر پر مارا اور فرمایا: ''معاذ! کیا تو جانتا ہے کہ بندوں پر اللہ تعالیٰ کا کیا حق ہے؟'' میں نے کہا: جی اللہ اور اس کے رسول ہی بہتر جانتے ہیں، آپ ﷺ نے فرمایا: ''پس بیشک اللہ تعالیٰ کا بندوں پر یہ حق ہے کہ وہ اس کی عبادت کریں اور اس کے ساتھ کسی چیز کو شریک نہ ٹھہرائیں۔'' پھر جتنا اللہ تعالیٰ نے چاہا، آپ ﷺ آگے کو چلے، اور پھر اپنا ہاتھ پیچھے کیا اور میری کمر پر مارا اور فرمایا: ''اے معاذ! اے معاذ کی ماں کے بیٹے! کیا تم یہ جانتے ہو کہ اگر بندے ایسے ہی کریں تو اللہ تعالیٰ پر ان کا کیا حق ہے؟'' میں نے کہا: جی اللہ اور اس کا رسول ہی بہتر جانتے ہیں، آپ ﷺ نے فرمایا: ''پس بیشک جب بندے ایسے ہی کریں تو ان کا اللہ تعالیٰ پر حق یہ ہے کہ وہ ان کو جنت میں داخل کر دے۔''

---

(٤) تخريج: حديث صحيح دون القصة في اوله، وهذا اسناد ضعيف لضعف شهر بن حوشب - وأخرج آخره البخاري: ٢٨٥٦، ومسلم: ٣٠ وهو الحديث الآتي (انظر: ٢٢٠٧٣)

(٥، ٦)۔عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: أَتَيْنَا مُعَاذَ بْنَ جَبَلٍ، فَقُلْنَا: حَدِّثْنَا مِنْ غَرَائِبِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ، قَالَ: نَعَمْ، كُنْتُ رِدْفَهُ عَلٰى حِمَارٍ، قَالَ: فَقَالَ: ((يَا مُعَاذُ بْنُ جَبَلٍ!)) قُلْتُ: لَبَّيْكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! قَالَ: ((هَلْ تَدْرِي مَا حَقُّ اللّٰهِ عَلَى الْعِبَادِ؟)) قُلْتُ: اَللّٰهُ وَ رَسُوْلُهُ أَعْلَمُ، فَذَكَرَ مِثْلَهُ إِلَّا أَنَّهُ قَالَ: ((أَنْ لَّا يُعَذِّبَهُمْ)) بَدْلَ قَوْلِهِ ((أَنْ يُدْخِلَهُمُ الْجَنَّةَ))زَادَ فِي رِوَايَةٍ أُخْرَى مِنْ طَرِيْقٍ آخَرَ: قَالَ: قُلْتُ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ!! أَلَا أُبَشِّرُ النَّاسَ؟ قَالَ: ((دَعْهُمْ يَعْمَلُوا۔)) (مسند أحمد: ٢٢٣٤٣، ٢٢٣٧٨)

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: ہم سیدنا معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور کہا: ہمیں رسول اللہ ﷺ کی کوئی عجیب سی حدیث بیان کرو، انھوں نے کہا: جی ہاں، وہ بات یہ ہے کہ میں گدھے پر آپ ﷺ کے پیچھے سوار تھا، آپ ﷺ نے فرمایا: ''اے معاذ بن جبل!'' میں نے کہا: میں حاضر ہوں، اے اللہ کے رسول! آپ ﷺ نے فرمایا: ''کیا تم جانتے ہو کہ بندوں پر اللہ تعالیٰ کا کیا حق ہے؟'' میں نے کہا: جی اللہ اور اس کا رسول ہی بہتر جانتے ہیں، ...... پھر مذکورہ بالا حدیث کی طرح حدیث ذکر کی......، البتہ اس میں ''جنت میں داخل کرنے'' کے بجائے یہ الفاظ ہیں کہ ''وہ ان کو عذاب نہیں دے گا'' اور ایک روایت میں یہ زیادتی بھی ہے: آخر میں میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! کیا میں لوگوں کو یہ حدیث بیان کر کے خوشخبری نہ سنا دوں۔'' آپ ﷺ نے فرمایا: ''رہنے دو، تاکہ وہ مزید عمل کرتے رہیں۔''

(٧)۔عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((يَا أَبَا هُرَيْرَةَ! هَلْ تَدْرِيْ مَا حَقُّ النَّاسِ عَلَى اللّٰهِ وَمَا حَقُّ اللّٰهِ عَلَى النَّاسِ؟)) قُلْتُ: اَللّٰهُ وَ رَسُوْلُهُ أَعْلَمُ، قَالَ: ((حَقُّ اللّٰهِ عَلَى النَّاسِ أَنْ يَعْبُدُوْهُ وَلَا يُشْرِكُوْا بِهِ شَيْئًا، فَإِذَا فَعَلُوا ذَالِكَ فَحَقٌّ عَلَيْهِ أَنْ لَّا يُعَذِّبَهُمْ۔)) (مسند أحمد:)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اے ابو ہریرہ! کیا تم جانتے ہوں کہ لوگوں کا اللہ تعالیٰ پر اور اللہ تعالیٰ کا لوگوں پر کیا حق ہے؟'' میں نے کہا: جی اللہ اور اس کا رسول ہی بہتر جانتے ہیں، آپ ﷺ نے فرمایا: ''بندوں پر اللہ تعالیٰ کا حق یہ ہے کہ وہ اس کی عبادت کریں اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرائیں اور جب وہ ایسا کریں گے تو اللہ تعالیٰ پر ان کا حق یہ ہوگا کہ وہ ان کو عذاب نہ دے۔''

فوائد: ...... اِن احادیثِ مبارکہ سے توحید کو اختیار کرنے اور شرک سے بچنے کی فضیلت اور شرک کو اختیار کرنے اور توحید سے اعراض کرنے کی مذمت کا اندازہ ہو جانا چاہیے، اس موضوع سے متعلقہ تمام آیات و احادیث کا خلاصہ یہ ہے کہ شرک جیسے گناہ کی بخشش ناممکن ہے، مشرک کو ہمیشہ کے لیے جہنم میں ڈال دیا جائے گا، رہا مسئلہ توحید پرست کا تو

(٥، ٦) تخريج: أخرجه البخاري ومسلم، وانظر الحديث المتقدم (انظر: ٢١٩٩٣)

(٧) تخريج: اسناده صحيح۔ أخرجه الحاكم: ١/ ٥١٧، والبزار: ٣٠٨٩ (انظر: ٨٠٨٥)

اگر اللہ تعالیٰ نے اس کے گناہوں کو معاف نہ کیا تو ان کے مطابق اس کو سزا دی جائے گی اور پھر اس کو جنت میں داخل کر دیا جائے گا۔ بہرحال جن احادیث میں توحید کی فضیلت بیان کی گئی ہے، موحد کو اللہ تعالیٰ پر حسن ظن رکھتے ہوئے اپنے آپ کو ان کا مصداق سمجھنا چاہیے، لیکن اس حسن ظن کا یہ مفہوم نہیں کہ بندہ نیکیاں کرنا چھوڑ دے یا برائیوں سے باز رہنے کو ترک کر دے، دیکھیں حدیث نمبر (۵،۶) کے مطابق نبی کریم ﷺ نے سرے سے فضیلت والی ایسی احادیث بیان کرنے سے منع کر دیا، جن کی وجہ سے عام لوگوں میں عمل ترک کرنے کا رجحان پیدا ہو سکتا ہے۔

(۸)۔عَنْ رِبْعِيِّ بْنِ حِرَاشٍ عَنْ طُفَيْلِ بْنِ سَخْبَرَةَ أَخِي عَائِشَةَ لِأُمِّهَا أَنَّهُ رَاٰى فِيمَا يَرَى النَّائِمُ، كَأَنَّهُ مَرَّ بِرَهْطٍ مِنَ الْيَهُودِ فَقَالَ: مَنْ أَنْتُمْ؟ قَالُوا: نَحْنُ الْيَهُودُ، قَالَ: إِنَّكُمْ أَنْتُمُ الْقَوْمُ لَوْلَا أَنَّكُمْ تَزْعُمُونَ أَنَّ عُزَيْرًا ابْنُ اللّٰهِ، فَقَالَ الْيَهُودُ: وَ أَنْتُمُ الْقَوْمُ لَوْلَا أَنَّكُمْ تَقُولُونَ مَا شَاءَ اللّٰهُ وَ شَاءَ مُحَمَّدٌ، ثُمَّ مَرَّ بِرَهْطٍ مِنَ النَّصَارٰى فَقَالَ: مَنْ أَنْتُمْ؟ فَقَالُوا: نَحْنُ النَّصَارٰى، فَقَالَ: إِنَّكُمْ أَنْتُمُ الْقَوْمُ لَوْلَا أَنَّكُمْ تَقُولُونَ الْمَسِيحُ ابْنُ اللّٰهِ، قَالُوا: وَ إِنَّكُمْ أَنْتُمُ الْقَوْمُ لَوْلَا أَنَّكُمْ تَقُولُونَ مَا شَاءَ اللّٰهُ وَ مَا شَاءَ مُحَمَّدٌ، فَلَمَّا أَصْبَحَ أَخْبَرَ بِهَا مَنْ أَخْبَرَ، ثُمَّ أَتَى النَّبِيَّ ﷺ فَأَخْبَرَهُ، فَقَالَ: ((هَلْ أَخْبَرْتَ بِهَا أَحَدًا؟)) قَالَ: نَعَمْ، فَلَمَّا صَلَّوْا خَطَبَهُمْ، فَحَمِدَ اللّٰهَ وَ أَثْنٰى عَلَيْهِ ثُمَّ قَالَ: ((إِنَّ طُفَيْلًا رَاٰى رُؤْيَا فَأَخْبَرَ بِهَا مَنْ أَخْبَرَ مِنْكُمْ وَ إِنَّكُمْ كُنْتُمْ تَقُولُونَ كَلِمَةً كَانَ يَمْنَعُنِي الْحَيَاءُ مِنْكُمْ أَنْ أَنْهَاكُمْ عَنْهَا۔)) قَالَ: ((لَا تَقُولُوا مَا شَاءَ اللّٰهُ وَمَا شَاءَ

سیدنا طفیل بن سخبرہ رضی اللہ عنہ، جو کہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کا اخیافی بھائی ہے، سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں: میں نے یہ خواب دیکھا کہ میں یہودیوں کے ایک گروہ کے پاس سے گزرا اور ان سے پوچھا: تم کون لوگ ہو؟ انھوں نے کہا: ہم یہودی ہیں۔ میں نے کہا: اگر تم عزیر کو اللہ تعالیٰ کا بیٹا نہ کہتے تو تم بہترین قوم تھے، انھوں نے کہا: تم مسلمان بھی بہترین قوم ہوتے، اگر صرف یہ نہ کہتے کہ (وہی کچھ ہوتا ہے جو) اللہ تعالیٰ چاہتا ہے اور محمد (ﷺ) چاہتا ہے۔ پھر میں عیسائیوں کی ایک جماعت کے پاس سے گزرا اور ان سے پوچھا: تم کون لوگ ہو؟ انھوں نے کہا: ہم عیسائی ہیں، میں نے کہا: اگر تم حضرت مسیح علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ کا بیٹا نہ کہتے تو تم بہترین لوگ ہوتے، لیکن انھوں نے آگے سے کہا: اگر تم بھی یہ نہ کہتے کہ (وہی کچھ ہوتا ہے) جو اللہ تعالیٰ چاہتا ہے اور محمد (ﷺ) چاہتا ہے تو تم بھی بہترین قوم ہوتے۔ جب صبح ہوئی تو بعض لوگوں کو یہ خواب بیان کرنے کے بعد میں نبی کریم ﷺ کے پاس گیا اور آپ کو ساری بات بتلا دی۔ آپ ﷺ نے مجھ سے پوچھا: ''کیا تم نے کسی کو یہ خواب بتلایا ہے؟'' میں نے کہا: جی ہاں، پھر جب لوگوں نے نماز ادا کر لی تو آپ ﷺ نے ان سے خطاب کیا اور اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا بیان کرنے کے بعد فرمایا: ''طفیل نے ایک خواب دیکھا ہے اور تم میں سے بعض لوگوں کو بتلا بھی دیا ہے،

---

(۸) تخريج: حديث صحيح۔ أخرجه الحاكم: ۳/ ۴۶۳، والبيهقي في "دلائل النبوة": ۷/ ۲۲ (انظر: ۲۰۶۹۴)

مُحَمَّدٌ۔)) (مسند أحمد: ۲۰۹۷۰)

بات یہ ہے کہ تم لوگ ایک کلمہ کہتے تھے، (میں اسے ناپسند تو کرتا تھا) لیکن تم کو منع کرنے سے شرم و حیا مانع تھی، (اب بات کھل گئی ہے لہٰذا) تم یہ نہ کہا کرو کہ (وہی کچھ ہوتا ہے) جو اللہ چاہتا ہے اور محمد (ﷺ) چاہتا ہے۔''

(۹)۔ عَنْ حُذَيْفَةَ بْنِ الْيَمَانِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: أَتَى رَجُلٌ النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَ: إِنِّي رَأَيْتُ فِي الْمَنَامِ أَنِّي لَقِيتُ بَعْضَ أَهْلِ الْكِتَابِ، فَقَالَ: نِعْمَ الْقَوْمُ أَنْتُمْ، لَوْلَا أَنَّكُمْ تَقُولُونَ مَا شَاءَ اللهُ وَشَاءَ مُحَمَّدٌ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((قَدْ كُنْتُ أَكْرَهُهَا مِنْكُمْ، فَقُولُوا مَا شَاءَ اللهُ ثُمَّ شَاءَ مُحَمَّدٌ۔)) (مسند أحمد: ۲۳۷۲۸)

سیدنا حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ایک آدمی، نبی کریم ﷺ کے پاس آیا اور کہا: میں نے خواب میں دیکھا ہے کہ میں بعض اہل کتاب کو ملا ہوں اور انھوں نے مجھے کہا: تم (مسلمان) بڑے اچھے لوگ ہو، کاش تم یہ نہ کہتے کہ (وہی کچھ ہوتا ہے) جو اللہ چاہتا ہے اور محمد (ﷺ) چاہتا ہے، یہ سن کر نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''میں بھی تمہاری اس بات کو ناپسند کرتا تھا، آئندہ اس طرح کہا کرو کہ جو اللہ تعالیٰ چاہتا ہے اور پھر محمد (ﷺ) چاہتا ہے۔''

(۱۰)۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَجُلًا قَالَ لِلنَّبِيِّ ﷺ: مَا شَاءَ اللهُ وَشِئْتَ، فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ ﷺ: ((أَجَعَلْتَنِي وَاللهَ عِدْلًا، بَلْ مَا شَاءَ اللهُ وَحْدَهُ۔)) (مسند أحمد: ۱۸۳۹)

سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے نبی کریم ﷺ سے کہا: جو کچھ اللہ چاہے اور آپ چاہیں۔ آپ ﷺ نے اسے فرمایا: ''کیا تو نے مجھے اللہ تعالیٰ کے ساتھ شریک کر دیا ہے، صرف (وہ ہوتا ہے) جو یکتا و یگانہ اللہ چاہتا ہے۔''

فوائد: ...... بعد میں تو آپ ﷺ نے کئی احادیث میں اس بات کی مزید وضاحت کر دی تھی کہ کائنات میں صرف اللہ تعالیٰ کی مشیت کارفرما ہے، تمام مخلوقات کی مشیت اور اختیار اسی ایک کی مشیت کے تابع ہے اور اس سے منع کر دیا تھا کہ کوئی کسی کی مشیت کو اللہ تعالیٰ کی مشیت کے برابر سمجھے، قرآن مجید میں کئی مقامات پر اس مضمون کو بیان کیا گیا ہے۔

کائنات وسیع و عریض انتظام و انصرام پر مشتمل ہے، اس کی وسعت انسانی عقلوں سے ماورا ہے۔ اس کائنات کے پورے نظم و نسق میں اللہ تعالیٰ کی منشا و مرضی کارفرما ہے۔ خوشحالی کا معاملہ ہو یا بدحالی کا، عنایتِ رزق کا معاملہ ہو یا تنگیٔ رزق کا، فتح کا معاملہ ہو یا شکست کا، کامیابی کا معاملہ ہو یا ناکامی کا، حیات کا معاملہ ہو یا موت کا، بچپنے میں فوت ہو جانے کا معاملہ ہو یا ادھیڑ عمر تک زندہ رہنے کا، خوبصورتی کا معاملہ ہو یا بدصورتی کا، طلوعِ آفتاب کا معاملہ ہو یا کسوفِ شمس کا،

(۹) تخریج: حدیث صحیح ۔ أخرجه ابن ماجه: ۲۱۱۸ (انظر: ۲۳۳۳۹)

(۱۰) تخریج: صحیح لغیره ۔ أخرجه ابن ماجه: ۲۱۱۷ (انظر: ۱۸۳۹)

جنت کا معاملہ ہو یا جہنم کا، غرضیکہ کائنات کے تمام معاملات کوسرانجام دینے میں اسی ایک اللہ کا حکم چلتا ہے، اسی کی سنی جاتی ہے۔ اگر سید الاولین والآخرین محمد رسول اللہ ﷺ کی منشا اللہ تعالیٰ کی چاہت کے تابع ہے تو اور کون ہے کسی مائی کا لال، جو اُس کی چاہت کے سامنے اپنی مرضی کا لوہا منوا سکے۔

ہمارے ہاں بھی بعض لوگوں کو دیکھا گیا کہ وہ جب اپنے محسنوں کا ذکر کرتے ہیں تو وہ اللہ تعالیٰ اور اُن کا لفظ ''اور'' کے ساتھ ذکر کرتے ہیں، مثلا: ہم پر اللہ تعالیٰ اور آپ کا بڑا احسان ہے، اگر اللہ تعالیٰ اور آپ نہ ہوتے تو معلوم نہیں کہ ہم کون سے حالات سے گزر رہے ہوتے، جیسے اللہ تعالیٰ اور آپ کی مرضی ہوگی۔

ہمیں اپنے جملوں کی تصحیح کرنی چاہیے اور کسی کے احسانات کا تذکرہ کرتے وقت محسنِ عظیم اللہ تعالیٰ کی عظیم ذات سے غفلت نہیں برتنی چاہیے۔

بَابٌ فِيْ عَظْمَةِ اللّٰهِ تَعَالٰى وَ كِبْرِيَائِهِ وَ كَمَالِ قُدْرَتِهِ وَ اِفْتِقَارِ الْخَلْقِ اِلَيْهِ

اللہ تعالیٰ کی عظمت، بڑائی اور کمال قدرت اور مخلوق کا اس کا محتاج ہونے کا بیان

(۱۱)۔عَنْ أَبِي مُوْسَى الْأَشْعَرِيِّ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَامَ فِيْنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بِأَرْبَعٍ، فَقَالَ: ((إِنَّ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ لَا يَنَامُ وَلَا يَنْبَغِي لَهُ أَنْ يَنَامَ، يَخْفِضُ الْقِسْطَ وَ يَرْفَعُهُ، يُرْفَعُ إِلَيْهِ عَمَلُ اللَّيْلِ بِالنَّهَارِ وَ عَمَلُ النَّهَارِ بِاللَّيْلِ۔)) (مسند أحمد: ۱۹۷۵۹)

سیدنا ابوموسی اشعری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ چار چیزیں بتلانے کے لیے ہمارے اندر کھڑے ہوئے اور فرمایا: ''بیشک اللہ تعالیٰ نہیں سوتا اور سونا اسے زیب بھی نہیں دیتا، وہ ترازو کو پست بھی کرتا ہے اور بلند بھی کرتا ہے، رات کے عمل دن کو اور دن کے عمل رات کو اس کی طرف بلند کر دیئے جاتے ہیں۔''

فوائد: ......عمل اور رزق کا ترازو اس کے پاس ہے، چاہے تو نیکیوں والا پلڑا بھاری کر دے اور چاہے تو برائیوں والا پلڑا نیچے جھکا دے، چاہے تو بن مانگے بے حد وحساب رزق سے نواز دے اور چاہے تو کثرت سے سوال کرنے کے باوجود دَر دَر کا محتاج کر دے، وہ مختارِ مطلق بھی ہے اور حکیم بھی، اپنی دانائی اور حکمت کی روشنی میں جو چاہے، فیصلہ کر سکتا ہے اور اس کو نافذ کرنے پر بھی قدرتِ تامّہ رکھتا ہے۔

(۱۲) (وَ عَنْهُ مِنْ طَرِيْقٍ آخَرَ)۔قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِنَّ اللّٰهَ لَا يَنَامُ وَلَا يَنْبَغِي لَهُ أَنْ يَنَامَ، يَخْفِضُ الْقِسْطَ وَ يَرْفَعُهُ، حِجَابُهُ النَّارُ، لَوْ كَشَفَهَا لَأَحْرَقَتْ

(دوسری سند) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''بیشک اللہ تعالیٰ نہیں سوتا اور اس کے شایان شان بھی نہیں ہے کہ وہ سوئے، وہ ترازو کو پست بھی کرتا ہے اور بلند بھی کرتا ہے، اس کا پردہ آگ ہے، اگر وہ اس پردے کو ہٹا دے تو اس کے چہرے کی انوار و

(۱۱) تخریج: أخرجه مسلم: ۱۷۹ (انظر: ۱۹۵۳۰)

(۱۲) تخریج: اسناده صحیح۔ أخرجه ابن ماجه: ۱۹۶ وانظر الحدیث بالطریق الاول (انظر: ۱۹۵۸۷)

سُبُحَاتُ وَجْهِهِ كُلَّ شَيْءٍ أَدْرَكَهُ بَصَرُهُ۔)) ثُمَّ قَرَأَ أَبُو عُبَيْدَةَ: ﴿فَلَمَّا جَاءَهَا نُودِيَ أَنْ بُورِكَ مَنْ فِي النَّارِ وَمَنْ حَوْلَهَا وَسُبْحَانَ اللَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ﴾۔ (مسند أحمد: ١٩٨١٦)

تجلیات ان تمام چیزوں کو جلا دیں، جن کو اس کی نظر پاتی ہے، اللہ کی نظر تمام مخلوق پر ہے۔ اس لیے مفہوم یہ ہے کہ پردہ دور ہونے سے تمام مخلوق جل کر راکھ ہو جائے۔ پھر ابوعبیدہ نے یہ آیت تلاوت کی: ''جب وہاں پہنچے تو آواز دی گئی کہ بابرکت ہے وہ جو اس آگ میں ہے اور برکت دیا گیا ہے وہ جو اس کے آس پاس ہے اور پاک ہے اللہ جو تمام جہانوں کا پالنے والا ہے۔'' (سورۂ نمل: ۸)

(١٣)۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((يَمِينُ اللَّهِ مَلْأَى، لَا يَغِيضُهَا نَفَقَةٌ سَحَّاءُ اللَّيْلَ وَالنَّهَارَ۔)) وَقَالَ: ((أَرَأَيْتُكُمْ مَا أَنْفَقَ مُنْذُ خَلَقَ السَّمَاءَ وَالْأَرْضَ، فَإِنَّهُ لَمْ يَغِضْ مَا فِي يَمِينِهِ۔)) قَالَ: ((وَعَرْشُهُ عَلَى الْمَاءِ، بِيَدِهِ الْأُخْرَى الْمِيزَانُ يَخْفِضُ وَيَرْفَعُ۔)) (مسند أحمد: ١٠٥٠٧)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ کا دایاں ہاتھ بھرا ہوا ہے، دن رات کا متواتر خرچ اس میں کمی نہیں کر سکتا، کیا تم نے غور کیا ہے کہ اس نے زمین و آسمان کی تخلیق کے وقت سے لے کر (آج تک) کیا کچھ خرچ کیا ہے، لیکن یہ خرچ بھی اس چیز میں کوئی کمی نہ کر سکا، جو اس کے دائیں ہاتھ میں ہے، اس کا عرش پانی پر ہے اور اس کے دوسرے ہاتھ میں ترازو ہے، کسی کے حق میں اس کو پست کر دیتا ہے اور کسی کے حق میں بلند کر دیتا ہے۔''

(١٤)۔ وَعَنْهُ أَيْضًا عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((يَقْبِضُ اللَّهُ الْأَرْضَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَيَطْوِي السَّمَاءَ بِيَمِينِهِ ثُمَّ يَقُولُ: أَنَا الْمَلِكُ، أَيْنَ مُلُوكُ الْأَرْضِ۔)) (مسند أحمد: ٨٨٥٠)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے یہ بھی مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ قیامت والے دن زمین و آسمان دائیں ہاتھ میں پکڑ کر اور لپیٹ کر کہے گا: میں ہی بادشاہ ہوں، کہاں ہیں زمین والے بادشاہ؟''

فوائد: ......سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک یہودی، نبی کریم ﷺ کے پاس آیا اور کہا: اے محمد! اللہ تعالیٰ ایک انگلی پر آسمانوں کو، ایک انگلی پر زمینوں کو، ایک انگلی پر پہاڑوں کو، ایک انگلی پر باقی مخلوقات کو اور ایک انگلی پر درختوں کو اٹھا لے گا اور کہے گا: میں بادشاہ ہوں، یہ سن کر آپ ﷺ مسکرائے، یہاں تک کہ آپ ﷺ کی داڑھیں نظر آنے لگیں اور یہ آیت پڑھی: ﴿وَمَا قَدَرُوا اللَّهَ حَقَّ قَدْرِهِ....﴾ ......''لوگوں نے اللہ تعالیٰ کی اس طرح قدر نہیں کی، جس طرح اس کی قدر کرنے کا حق تھا۔'' (مسند احمد: ۴۰۸۷)

(١٣) تخريج: أخرجه البخاري: ٤٦٨٤، ٧٤١١ (انظر: ١٠٥٠٠)

(١٤) تخريج: أخرجه البخاري: ٦٥١٩، ومسلم: ٢٧٨٧ (انظر: ٨٨٦٣)

(١٥)۔عَنْ أَبِي ذَرٍّ ﷺ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِنِّي أَرٰى مَا لَا تَرَوْنَ وَ أَسْمَعُ مَا لَا تَسْمَعُوْنَ، أَطَّتِ السَّمَاءُ وَ حَقَّ لَهَا أَنْ تَئِطَّ، مَا فِيْهَا مَوْضِعُ أَرْبَعِ أَصَابِعَ إِلَّا عَلَيْهِ مَلَكٌ سَاجِدٌ، لَوْ عَلِمْتُمْ مَا أَعْلَمُ لَضَحِكْتُمْ قَلِيْلًا وَ لَبَكَيْتُمْ كَثِيْرًا وَلَا تَلَذَّذْتُمْ بِالنِّسَاءِ عَلَى الْفُرُشَاتِ وَلَخَرَجْتُمْ عَلَى أَعْلَى الصُّعُدَاتِ تَجْأَرُوْنَ إِلَى اللّٰهِ تَعَالٰى۔)) قَالَ أَبُوْ ذَرٍّ: وَاللّٰهِ لَوَدِدْتُ أَنِّي شَجَرَةٌ تُعْضَدُ۔ (مسند أحمد: ٢١٨٤٨)

سیدنا ابو ذر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''میں وہ چیزیں دیکھتا ہوں، جو تم نہیں دیکھ سکتے اور میں وہ چیزیں سنتا ہوں جو تم نہیں سن سکتے، آسمان چرچراتا ہے اور اسے یہی زیب دیتا ہے کہ وہ آواز نکالے، کیونکہ اس میں ہر چار انگشت کے بقدر جگہ پر فرشتہ سجدہ کیے ہوئے ہے، اگر تم کو ان امور کا علم ہو جائے جو میں جانتا ہوں تو تم کم ہنسو اور زیادہ روؤ اور تم بستروں پر اپنی بیویوں سے لذتیں حاصل کرنا ترک کر دو، بلکہ تم (ویران) راستوں (اور صحراؤں) کی طرف نکل جاؤ، تاکہ اللہ تعالیٰ کی طرف گڑگڑا سکو۔'' سیدنا ابو ذر رضی اللہ عنہ نے یہ حدیث سنا کر کہا (ظاہر ہے کہ ابو ذر کے شاگرد ان کے بارے یہ بیان کر رہے ہیں): للہ کی قسم! میں تو چاہتا ہوں کہ میں درخت ہوتا، جسے کاٹ دیا جاتا ہے۔

فوائد: ......اگر کوئی کائنات کے حقائق کا مشاہدہ کر لے تو اسے اللہ تعالیٰ کی کبریائی و بڑائی اور عظمت و جلال کا اندازہ ہو جائے گا کہ وہ کس قدر عظیم ذات ہے، اس کے بعد وہ ان کی عبادت کرنے کے لیے زندگیاں فنا کر دے گا، لیکن یہی سمجھتا رہے گا کہ حق ادا نہیں ہو سکا۔ اس حدیث سے یہ استدلال درست نہ ہوگا کہ ترکِ دنیا کر کے آدمی ویرانوں اور جنگلوں کی طرف نکل سکتا ہے کیونکہ اسلام میں رہبانیت جائز نہیں۔ اور نہ ہی یہ ممکن ہے کہ نبی کریم ﷺ کی طرح کوئی امتی کائنات کے مشاہدات کر سکتا ہے۔

(١٦)۔عَنْ أَبِي ذَرٍّ ﷺ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: يَقُوْلُ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ: يَا عِبَادِيْ! كُلُّكُمْ مُذْنِبٌ إِلَّا مَنْ عَافَيْتُ فَاسْتَغْفِرُوْنِيْ أَغْفِرْ لَكُمْ، وَمَنْ عَلِمَ أَنِّي أَقْدِرُ عَلَى الْمَغْفِرَةِ فَاسْتَغْفَرَنِيْ بِقُدْرَتِيْ غَفَرْتُ لَهُ وَلَا أُبَالِيْ، وَكُلُّكُمْ ضَالٌّ إِلَّا مَنْ هَدَيْتُ، فَاسْتَهْدُوْنِي أَهْدِكُمْ، وَكُلُّكُمْ فَقِيْرٌ إِلَّا مَنْ

سیدنا ابو ذر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: اے میرے بندو! تم سارے گنہگار ہو، مگر جس کو میں عافیت دے دوں، لہٰذا مجھ سے بخشش طلب کیا کرو، میں تمہیں معاف کر دیا کروں گا، اور جس نے یہ جان لیا کہ میں (اللہ) بخشنے کی قدرت رکھتا ہوں، پھر اس نے مجھ سے میری قدرت کی وجہ سے بخشش طلب کی تو میں اسے بخش دوں گا اور اس سلسلے میں کوئی پروا نہیں کروں گا۔ تم سارے گمراہ ہو، مگر

(١٥) تخريج: حسن لغيره ـ أخرجه ابن ماجه: ٤١٩٠ (انظر: ٢١٥١٦)

(١٦) تخريج: أخرجه مسلم: ٢٥٧٧ (انظر: ٢١٣٦٧)

أَغْـنَيْتُ، فَاسْأَلُوْنِي أُغْنِكُمْ، وَلَوْ أَنَّ أَوَّلَكُمْ وَ آخِـرَكُمْ (وَفِيْ رِوَايَةٍ- وَ إِنْسَكُمْ وَ جِنَّكُمْ وَ صَـغِيْرَكُمْ وَ كَبِيْرَكُمْ وَ ذَكَرَكُمْ وَ أُنْثَاكُمْ) وَ حَيَّـكُـمْ وَ مَيِّتَـكُـمْ وَ رَطْبَكُمْ وَ يَابِسَكُمْ اِجْتَـمَـعُـوْا عَـلَـى أَشْقَى قَلْبٍ مِنْ قُلُوْبِ عِبَـادِيْ مَـا نَـقَـصَ فِـي مُـلْكِيْ مِنْ جَنَاحِ بَـعُـوْضَةٍ، وَلَـوِ اجْتَمَعُوْا عَلَى أَتْقَى قَلْبِ عَبْدٍ مِنْ عِبَادِيْ مَا زَادَ فِي مُلْكِيْ مِنْ جَنَاحِ بَـعُـوْضَةٍ، وَلَـوْ أَنَّ أَوَّلَكُمْ وَ آخِرَكُمْ (وَفِيْ رِوَايَةٍ: وَ إِنْسَـكُـمْ وَ جِـنَّـكُمْ وَ صَغِيْرَكُمْ وَ كَبِيْـرَكُـمْ وَ ذَكَـرَكُـمْ وَ أُنْثَاكُمْ) وَ حَيَّكُمْ وَ مَيِّتَـكُـمْ وَ رَطْبَـكُـمْ وَ يَـابِسَـكُمْ اِجْتَمَعُوْا فَسَـأَلَـنِـيْ كُـلُّ سَائِلٍ مِنْهُمْ مَا بَلَغَتْ أُمْنِيَّتُهُ فَـأَعْـطَيْـتُ كُـلَّ سَـائِـلٍ مِـنْهُمْ مَا سَأَلَ مَا نَقَصَنِيْ، كَمَا لَوْ أَنَّ أَحَدَكُمْ مَرَّ بِشَفَةِ الْبَحْرِ فَـغَـمَـسَ فِيْهَـا إِبْـرَةً ثُمَّ انْتَزَعَهَا كَذَالِكَ لَا يَنْقُصُ مِنْ مُلْكِيْ، ذَالِكَ بِأَنِّيْ جَوَّادٌ مَاجِدٌ صَمَدٌ، عَطَائِي كَلَامٌ وَ عَذَابِي كَلَامٌ (وَ فِي رِوَايَةٍ: عَـطَائِي كَلَامِيْ وَ عَذَابِي كَلَامِيْ)، إِذَ أَرَدْتُّ شَيْـئًـا فَـإِنَّـمَـا أَقُوْلُ لَـهُ: كُنْ! فَيَكُوْنُ۔)) (مسند أحمد: ٢١٦٩٤)

جس کو میں ہدایت دے دوں، پس مجھ سے ہدایت طلب کرو، میں تم کو ہدایت دوں گا، تم سارے کے سارے فقیر ہو، مگر جس کو میں غنی کر دوں، پس مجھ سے سوال کیا کرو، میں تم کو غنی کر دوں گا، یا درکھو کہ اگر تمہارے پہلے اور پچھلے، انسان اور جن، چھوٹے اور بڑے، مذکر اور مؤنث، زندہ اور مردہ اور تر اور خشک میرے بندوں میں سے بدبخت ترین بندے کے دل کی مانند ہو جائیں، تو میری بادشاہت میں سے تو مچھر کے پر کے برابر بھی کمی نہیں آئے گی، اور اگر یہی مخلوق میرے بندوں میں سب سے بڑے متقی کے دل کی مانند نیک ہو جائیں تو میری بادشاہت میں مچھر کے پر کے برابر اضافہ بھی نہیں ہوگا، اور اگر تمہارے پہلے اور پچھلے، انسان اور جن، چھوٹے اور بڑے، مذکر اور مؤنث، زندہ اور مردہ اور تر اور خشک جمع ہو جائیں اور ہر سائل مجھ سے سوال کرے، جہاں تک اس کی خواہش کا تقاضا ہو اور میں سائل کو اس کے مطالبے کے مطابق دے دوں تو اس سے مجھ میں کوئی کمی واقع نہیں ہوگی، (اس مثال سے سمجھ لیں کہ) ایک آدمی سمندر کے کنارے سے گزرے اور اس میں سوئی ڈبو کر واپس لائے اور (دیکھے کہ اس میں کتنا پانی لگا ہوا ہے اور اس سے سمندر میں کیا کمی ہے)، اسی طرح میری بادشاہت میں کوئی کمی واقع نہیں ہوتی، اس کی وجہ یہ ہے میں انتہائی سخی ہوں، بزرگی والا ہوں، بے نیاز ہوں، میرا دینا کلام ہے، میرا عذاب کلام ہے، ایک روایت میں ہے میری عطا میرا کلام ہے، میری سزا میرا کلام ہے، جب میں کسی چیز کا ارادہ کرتا ہوں تو اسے صرف اتنا کہتا ہوں کہ ''ہو جا''، پس ہو جاتی ہے۔''

فوائد: ...... کسی انسان کے پاس صحت و عافیت، رشد و ہدایت، مال و دولت، اعزاز و وقار، حسن و جمال، عہدہ و منصب، اختیار و اقتدار اور غلبہ و فتح وغیرہ کی صورت میں جتنی نعمتیں ہیں، وہ سب اللہ تعالیٰ کی عطا ہیں اور خود انسان، وہ تو

اس قدر بے بس ہے کہ ہر لحہ کے اندر سانس لینے میں بھی اس کا محتاج ہے، سو ''وڈیروں'' کو چاہیے کہ وہ عرش والے قادر مطلق کی قدرتِ کاملہ اور بے آواز لاٹھی کو کبھی نہ بھلائیں۔

(١٧) (وَعَنْهُ فِي أُخْرٰى)۔ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ فِيمَا يَرْوِيهِ عَنْ رَبِّهِ عَزَّوَجَلَّ: ((إِنِّي حَرَّمْتُ عَلٰى نَفْسِيَ الظُّلْمَ وَ عَلٰى عِبَادِيْ، أَلَا فَلَا تَظَالَمُوْا، كُلُّ بَنِيْ آدَمَ يُخْطِيءُ بِاللَّيْلِ وَ النَّهَارِ ثُمَّ يَسْتَغْفِرُنِيْ فَأَغْفِرُ لَهُ فَلَا أُبَالِيْ، وَقَالَ: يَا بَنِيْ آدَمَ! كُلُّكُمْ كَانَ ضَالًّا إِلَّا مَنْ هَدَيْتُ، وَكُلُّكُمْ كَانَ عَارِيًا إِلَّا مَنْ كَسَوْتُ، وَكُلُّكُمْ كَانَ جَائِعًا إِلَّا مَنْ أَطْعَمْتُ، وَكُلُّكُمْ كَانَ ظَمْآنًا إِلَّا مَنْ سَقَيْتُ، فَاسْتَهْدُوْنِيْ أَهْدِكُمْ، وَاسْتَكْسُوْنِيْ أَكْسُكُمْ، وَاسْتَطْعِمُوْنِيْ أُطْعِمْكُمْ، وَاسْتَسْقُوْنِيْ أَسْقِكُمْ، يَا عِبَادِي! لَوْ أَنَّ أَوَّلَكُمْ وَ آخِرَكُمْ (فَذَكَرَ نَحْوَ الْحَدِيْثِ الْمُتَقَدِّمِ وَ فِيْهِ۔ لَمْ يَنْقُصُوْا مِن مُلْكِي شَيْئًا إِلَّا كَمَا يَنْقُصُ رَأْسُ الْمِخْيَطِ مِنَ الْبَحْرِ)۔)) (مسند أحمد: ٢١٧٥٠)

(دوسری سند) نبی کریم ﷺ، اللہ تعالیٰ سے روایت کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''میں نے ظلم کو اپنے آپ پر اور اپنے بندوں پر حرام قرار دیا ہے، خبردار! پس ایک دوسرے پر ظلم نہ کرنا، ساری اولادِ آدم دن رات غلطیاں کرتی ہے، پھر جب مجھ سے بخشش طلب کرتی ہے تو میں بخش دیتا ہوں اور کوئی پروا نہیں کرتا۔ اللہ تعالیٰ نے مزید فرمایا: اے بنو آدم! تم سارے گمراہ تھے، مگر جس کو میں نے ہدایت دی، تم سارے ننگے تھے، مگر جس کو میں نے لباس دیا، تم سارے بھوکے تھے، مگر جس کو میں نے کھانا کھلایا، تم سارے پیاسے تھے، مگر جس کو میں نے پانی پلایا، پس تم مجھ سے ہدایت طلب کرو، میں تم کو ہدایت دوں گا، تم مجھ سے لباس طلب کرو، میں تم کو لباس دوں گا، تم مجھ سے کھانا طلب کرو، میں تم کو کھلاؤں گا اور مجھ سے پانی طلب کرو، میں تم کو پلاؤں گا۔ اے میرے بندو! اگر تمہارے اگلے اور پچھلے...... سابقہ حدیث کی طرح ذکر کیا اور اس میں ہے تو وہ میری بادشاہت میں کوئی کمی نہ کر سکیں گے، مگر اتنی جیسے سوئی کا نکہ سمندر میں کمی کا باعث بنتا ہے۔''

فوائد: ......مراد یہ ہے کہ جیسے سوئی کے نکے میں چمٹنے والے پانی سے سمندر کے پانی میں کوئی کمی نہیں آتی، اس طرح ساری مخلوقات کے مطالبات پورے کرنے سے اللہ تعالیٰ کے لامتناہی خزانوں میں کوئی فرق نہیں پڑتا۔

(١٨)۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہما أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ إِذَا قَامَ إِلَى الصَّلَاةِ مِنْ جَوْفِ اللَّيْلِ يَقُوْلُ: ((أَللّٰهُمَّ لَكَ الْحَمْدُ، أَنْتَ

سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب رات کو نماز کے لیے کھڑے ہوتے تو یہ دعا پڑھتے: ''أَللّٰهُمَّ لَكَ الْحَمْدُ، أَنْتَ نُوْرُ السَّمَاوَاتِ وَ الْأَرْضِ

(١٧) تخريج: أخرجه مسلم: ٢٥٧٧ (انظر: ٢١٤٢٠)

(١٨) تخريج: أخرجه البخاري: ١١٢٠، ٦٣١٧، ومسلم: ٧٦٩ (انظر: ٢٧١٠)

نُوْرُ السَّمَاوَاتِ وَ الْأَرْضِ وَمَنْ فِيهِنَّ، وَلَكَ الْحَمْدُ، أَنْتَ قَيَّامُ السَّمَاوَاتِ وَ الْأَرْضِ وَمَنْ فِيهِنَّ، وَ لَكَ الْحَمْدُ، أَنْتَ رَبُّ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ وَمَنْ فِيهِنَّ وَلَكَ الْحَمْدُ، أَنْتَ الْحَقُّ، وَ قَوْلُكَ الْحَقُّ، وَوَعْدُكَ الْحَقُّ، وَ لِقَاؤُكَ حَقٌّ، وَ الْجَنَّةُ حَقٌّ، وَ النَّارُ حَقٌّ، وَ السَّاعَةُ حَقٌّ، أَللّٰهُمَّ لَكَ أَسْلَمْتُ، وَ بِكَ آمَنْتُ، وَ عَلَيْكَ تَوَكَّلْتُ، وَ إِلَيْكَ أَنَبْتُ، وَ بِكَ خَاصَمْتُ، وَ إِلَيْكَ حَاكَمْتُ، فَاغْفِرْلِيْ مَا قَدَّمْتُ وَ أَخَّرْتُ وَ أَسْرَرْتُ وَ أَعْلَنْتُ، أَنْتَ إِلٰهِيْ لَا إِلٰهَ إِلَّا أَنْتَ۔)) (مسند أحمد: ٢٧١٠)

وَمَنْ فِيهِنَّ، وَلَكَ الْحَمْدُ، أَنْتَ قَيَّامُ السَّمَاوَاتِ وَ الْأَرْضِ وَمَنْ فِيهِنَّ، وَ لَكَ الْحَمْدُ، أَنْتَ رَبُّ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ وَمَنْ فِيهِنَّ وَلَكَ الْحَمْدُ، أَنْتَ الْحَقُّ، وَ قَوْلُكَ الْحَقُّ، وَوَعْدُكَ الْحَقُّ، وَ لِقَاؤُكَ حَقٌّ، وَ الْجَنَّةُ حَقٌّ، وَ النَّارُ حَقٌّ، وَ السَّاعَةُ حَقٌّ، أَللّٰهُمَّ لَكَ أَسْلَمْتُ، وَ بِكَ آمَنْتُ، وَ عَلَيْكَ تَوَكَّلْتُ، وَ إِلَيْكَ أَنَبْتُ، وَ بِكَ خَاصَمْتُ، وَ إِلَيْكَ حَاكَمْتُ، فَاغْفِرْلِيْ مَا قَدَّمْتُ وَ أَخَّرْتُ وَ أَسْرَرْتُ وَ أَعْلَنْتُ، أَنْتَ إِلٰهِيْ لَا إِلٰهَ إِلَّا أَنْتَ۔" (اے اللہ! تیرے لیے ہی تعریف ہے، تو آسمانوں، زمین اور ان کے درمیان والوں کا نور ہے، اور تیرے لیے ہی تعریف ہے، تو آسمانوں، زمین اور ان میں موجود کو قائم رکھنے والا ہے اور تیرے لیے ہی تعریف ہے، تو آسمانوں، زمین اور ان کے درمیان والوں کا ربّ ہے اور تیرے لیے ہی تعریف ہے، تو حق ہے، تیری بات حق ہے، تیرا وعدہ حق ہے، تیری ملاقات حق ہے، جنت حق ہے، جہنم حق ہے، قیامت حق ہے، اے اللہ! میں تیرے لیے مسلمان ہوا، تجھ پر ایمان لایا، تجھ پر بھروسہ کیا، تیری طرف رجوع کیا، تیرے ساتھ جھگڑا کیا اور تیری طرف فیصلہ لے کر آیا، پس تو میرے لیے میرے وہ وہ گناہ بخش دے، جو پہلے کیے،، جو بعد میں کیے، جو مخفی طور پر کیے اور جو اعلانیہ طور پر کیے، تو میرا معبود ہے، تیرے علاوہ کوئی معبودِ برحق نہیں ہے۔)

فوائد: ......وہ کمال اور کمال کے تقاضوں سے متصف ہے، وہ سبحان ہے اور تمام معائب و نقائص سے پاک ہے، وہ الوہیت و ربوبیت جیسی عظیم صفات کا مالک ہے، وہ اس لائق ہے کہ جبینِ نیاز کو اس کے سامنے رکھا جائے اور زندگی کے کسی پہلو میں اس کو فراموش نہ کیا جائے، کون ہے جو اس کی شان کے مطابق اس کی اطاعت کر سکے اور اس کا شکر ادا کرنے کے تقاضے پورے کر سکے۔

بَابٌ فِیْ صِفَاتِهٖ عَزَّوَجَلَّ وَ تَنْزِیْهِهٖ عَنْ كُلِّ نَقْصٍ

اللہ تعالیٰ کی صفات کا اور اس کو ہر نقص سے پاک کرنے کا بیان

(۱۹)۔عَنْ أَبِی الْعَالِیَةِ عَنْ أُبَیِّ بْنِ كَعْبٍ رضی اللہ عنہ أَنَّ الْمُشْرِكِیْنَ قَالُوْا لِلنَّبِیِّ ﷺ: یَا مُحَمَّدُ! اُنْسُبْ لَنَا رَبَّكَ، فَأَنْزَلَ اللّٰهُ تَبَارَكَ وَ تَعَالٰی: ﴿قُلْ هُوَ اللّٰهُ أَحَدٌ۔ اَللّٰهُ الصَّمَدُ۔ لَمْ یَلِدْ وَ لَمْ یُوْلَدْ۔ وَلَمْ یَكُنْ لَّهُ كُفُوًا أَحَدٌ۔﴾ (مسند أحمد: ۲۱۵۳۸)

سیدنا ابی بن کعب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب مشرک لوگوں نے نبی کریم ﷺ سے کہا کہ اے محمد! ہمارے لیے اپنے ربّ کا نسب بیان کرو، تو اللہ تعالیٰ نے یہ سورت نازل کی: ''آپ کہہ دیجئے کہ وہ اللہ تعالیٰ ایک ہے۔ اللہ تعالیٰ بے نیاز ہے۔ نہ اس سے کوئی پیدا ہوا نہ وہ کسی سے پیدا ہوا۔ اور نہ کوئی اس کا ہم سر ہے۔'' (سورۂ اخلاص) ''اَلصَّمَد'' کا پورا معنی یہ ہے: اَلْمَصْمُوْدُ اِلَیْهِ فِی الْحَوَائِجِ، اَلْغَنِیُّ عَنْ كُلِّ اَحَدٍ۔ (وہ ہے کہ حاجتوں میں جس کا قصد کیا جائے، جبکہ وہ ہر ایک سے غنی اور لاپروا ہو)۔

(۲۰)۔عَنْ أَبِیْ هُرَیْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((قَالَ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ: كَذَّبَنِیْ عَبْدِیْ وَلَمْ یَكُنْ لَهُ ذَالِكَ، وَ شَتَمَنِیْ وَلَمْ یَكُنْ لَهُ ذَالِكَ، تَكْذِیْبُهُ إِیَّایَ (وَفِیْ رِوَایَةٍ: فَأَمَّا تَكْذِیْبُهُ إِیَّایَ) أَنْ یَقُوْلَ: فَلَنْ یُعِیْدَنَا كَمَا بَدَأَنَا، وَ أَمَّا شَتْمُهُ إِیَّایَ، یَقُوْلُ: اِتَّخَذَ اللّٰهُ وَلَدًا وَ أَنَا الصَّمَدُ الَّذِی لَمْ أَلِدْ وَلَمْ أُوْلَدْ وَ لَمْ یَكُنْ لِیْ كُفُوًا أَحَدٌ۔)) (مسند أحمد: ۸۲۰۴)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: میرے بعض بندے مجھے جھٹلا دیتے ہیں، حالانکہ یہ ان کو زیب نہیں دیتا، اسی طرح بعض مجھے گالیاں دیتے ہیں اور یہ بھی ان کے شایانِ شان بات نہیں ہے۔ مجھ (اللہ) کو جھٹلانے کی صورت یہ ہے کہ بندہ کہتا ہے: جس طرح اللہ نے ہمیں پہلی دفعہ پیدا کیا، وہ اس طرح ہمیں دوبارہ پیدا نہیں کرے گا اور مجھے گالی دینے کی صورت یہ ہے کہ بندے کہتا ہے: اللہ تعالیٰ کی بھی اولاد ہے، حالانکہ میں تو ایسا بے نیاز ہوں کہ میں نے نہ کسی کو جنا اور نہ میں جنا گیا اور کوئی بھی میری برابری کرنے والا نہیں ہے۔''

فوائد: ......انسان کو اپنی اوقات میں رہنا چاہیے اور اپنی ذات کا اتنا غلط اندازہ نہیں کر لینا چاہیے کہ وہ ایسی باتیں کرنا شروع کر دے کہ جن کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کی صفات کا تقاضا متأثر ہونے لگے۔

---

(۱۹) تخریج: اسناده ضعیف لضعف ابی سعد محمد بن میسر و أبی جعفر الرازی۔ أخرجه الترمذی: ۳۳۶۴، ۳۳۶۵ (انظر: ۲۱۲۱۹)

(۲۰) تخریج: أخرجه البخاری: ۴۹۷۵ (انظر: ۸۲۲۰)

(۲۱)۔وَعَنْهُ أَيْضًا قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((قَالَ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ: يُؤْذِيْنِيْ ابْنُ آدَمَ، يَسُبُّ الدَّهْرَ وَ أَنَا الدَّهْرُ، بِيَدِي الْأَمْرُ أُقَلِّبُ اللَّيْلَ وَ النَّهَارَ۔)) (مسند أحمد: ۷۲٤٤)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے یہ بھی مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: آدم کا بیٹا مجھے تکلیف دیتا ہے اور وہ اس طرح کہ وہ زمانے کو برا بھلا کہتا ہے اور زمانہ میں ہوں، میرے ہاتھ میں اختیار ہے، میں شب و روز کو الٹ پلٹ کرتا ہوں۔''

فوائد: ......اللہ تعالیٰ کا فرمانا کہ ''زمانہ میں ہوں''۔اس سے مراد یہ ہے کہ امورِ کائنات کا متصرف اور مُدَبّر وہ ہے، زمانے کے سارے نظم و نسق میں اسی کی مشیت اور کاریگری کارفرما ہے، اس لیے انسان جب آزمائشوں کے دور سے گزر رہا ہو، مثلا: قحط، سیلاب، زلزلہ، آندھی، شکست، بیماری، فقیری، تو وہ زمانے اور وقت کو برا بھلا کہنے کی بجائے صبر کرے اور ایسی صورتوں میں اس کے وجود پر اللہ تعالیٰ کے کیا تقاضے ہیں، ان کو پورا کرے۔

(۲۲)۔وَعَنْهُ أَيْضًا قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِنَّ الشَّيْطَانَ يَأْتِيْ أَحَدَكُمْ فَيَقُوْلُ: مَنْ خَلَقَ السَّمَاءَ؟ فَيَقُوْلُ: اَللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ، فَيَقُوْلُ: مَنْ خَلَقَ الْأَرْضَ؟ فَيَقُوْلُ: اَللّٰهُ، فَيَقُوْلُ: مَنْ خَلَقَ اللّٰهَ؟ فَإِذَا أَحَسَّ أَحَدُكُمْ بِشَيْءٍ مِنْ هٰذَا، فَلْيَقُلْ: آمَنْتُ بِاللّٰهِ وَ بِرُسُلِهِ۔)) (مسند أحمد: ۸۳۵۸)

''سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے یہ بھی مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''بیشک تم میں سے کسی کے پاس شیطان آ کر کہتا ہے: کس نے آسمان کو پیدا کیا؟ وہ کہتا ہے: اللہ تعالیٰ نے۔ وہ پھر سوال کرتا ہے: زمین کو کس نے پیدا کیا؟ وہ جواب دیتا ہے: اللہ تعالیٰ نے۔ اتنے میں وہ یہ سوال کر دیتا ہے: اچھا تو اللہ تعالیٰ کو کس نے پیدا کیا؟ پس جب تم میں سے کوئی اس سوال کو محسوس کرے تو وہ کہے: "آمَنْتُ بِاللّٰهِ وَ بِرُسُلِهِ" (میں تو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسولوں پر ایمان لایا ہوں)۔''

فوائد: ......اللہ تعالیٰ ازل سے ہے اور ابد تک رہے گا، اس عظیم ذات کی نہ کوئی ابتدا ہے اور نہ کوئی انتہا، اُس کے علاوہ کائنات کی ہر چیز اپنے وجود میں اور اس کو برقرار رکھنے میں اسی کی محتاج ہے، اس لیے اہل ایمان کے سینوں میں یہ سوال نہیں اٹھنا چاہیے کہ اللہ تعالیٰ کو کس نے پیدا کیا، اگر اس سے متعلقہ کوئی وسوسہ پیدا ہو جائے تو مسنون دعاؤں کے ذریعے ایسی سوچ کو دور کر دے۔

(۲۳)۔عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا قَالَتْ: شَكَوْا إِلَى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ مَا يَجِدُوْنَ مِنَ الْوَسْوَسَةِ

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے، وہ کہتی ہیں کہ لوگ اپنے دل میں جو وسوسہ محسوس کرتے تھے، رسول اللہ ﷺ سے اس کا

(۲۱) تخریج: أخرجه البخاری: ٤٨٢٦، ٧٤٩١، ومسلم: ٢٢٤٦(انظر: ٧٢٤٣)

(۲۲) تخریج: أخرجه البخاری: ٣٢٧٦، ومسلم: ١٣٤(انظر: ٨٣٧٦)

(۲۳) تخریج: صحیح لغیره۔ أخرجه الطبرانی فی "الاوسط": ٨٥٣٧، وابویعلی: ٤٦٤٩(انظر: ٢٤٧٥٢)

وَقَالُوْا: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! إِنَّا لَنَجِدُ شَيْئًا لَوْ أَنَّ أَحَدَنَا خَرَّ مِنَ السَّمَاءِ كَانَ أَحَبَّ إِلَيْهِ مِنْ أَنْ يَتَكَلَّمَ بِهِ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((ذَاكَ مَحْضُ الْإِيْمَانِ۔)) (مسند أحمد: ٢٥٢٠٩)

شکوہ کیا اور کہا: اے اللہ کے رسول! ہم ایسی ایسی چیزیں محسوس کر جاتے ہیں کہ ان کو زبان سے بیان کرنے کی بہ نسبت ہمیں آسمان سے گرنا آسان لگتا ہے، نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''یہ تو خالص ایمان ہے۔''

فوائد: ...... یہ ایک اصولی بات ہے کہ جو آدمی غلط وسوسے کو محسوس کرنے لگے گا اور اس سے ڈرنے لگے گا کہ وہ اس کے تقاضے کے مطابق گفتگو کرے، تو اس کا معنی یہ ہوگا کہ اس کے اعتقاد میں پختگی اور ایمان میں خلوص اور مضبوطی پیدا ہوگئی ہے، جو کہ اللہ تعالیٰ کا مقصود ہے، رہا اس آدمی کا مسئلہ جو فرائض کو ترک کرنے اور محرمات کا ارتکاب کرنے پر تلا ہوا ہو تو شیطان ملعون نے اس بیچارے کو وسوسوں میں ڈال کر کیا کرنا ہے؟

بَابُ مَا جَاءَ فِيْ نَعِيْمِ الْمُوَحِّدِيْنَ وَ ثَوَابِهِمْ وَ وَعِيْدِ الْمُشْرِكِيْنَ وَ عِقَابِهِمْ
توحید والوں کی نعمتوں اور ثواب اور شرک والوں کی وعید اور عذاب کا بیان

نوٹ: ...... اس باب کی احادیث کا اس طرح مطالعہ کیا جائے کہ ہم میں توحید کو اپنانے اور مذکورہ کلمات کو ادا کرنے کی رغبت پیدا ہو اور نتیجتاً اللہ تعالیٰ پر حسن ظن قائم ہو جائے، لیکن اس کے ساتھ نیکیوں کو ترک کرنے اور برائیوں کا ارتکاب کرنے کا رجحان بھی پیدا نہ ہو۔

(٢٤)۔ عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ رضی اللہ عنہ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((مَنْ شَهِدَ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيْكَ لَهُ وَ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُوْلُهُ وَ أَنَّ عِيْسٰى عَبْدُاللّٰهِ وَ رَسُوْلُهُ وَ كَلِمَتُهُ أَلْقَاهَا إِلٰى مَرْيَمَ وَ رُوْحٌ مِنْهُ وَ أَنَّ الْجَنَّةَ حَقٌّ وَالنَّارَ حَقٌّ، أَدْخَلَهُ اللّٰهُ تَبَارَكَ وَ تَعَالٰى الْجَنَّةَ عَلٰى مَا كَانَ مِنَ عَمَلٍ، (وَفِي رِوَايَةٍ:) أَدْخَلَهُ اللّٰهُ تَبَارَكَ وَ تَعَالٰى الْجَنَّةَ مِنْ أَبْوَابِهَا الثَّمَانِيَةِ مِنْ أَيِّهَا شَاءَ دَخَلَ۔)) (مسند أحمد: ٢٣٠٥١)

سیدنا عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص یہ گواہی دے کہ اللہ تعالیٰ ہی معبودِ برحق ہے، وہ اکیلا ہے، اس کا کوئی شریک نہیں اور یہ کہ محمد ﷺ اس کے بندے اور اس کے رسول ہیں اور یہ کہ عیسی علیہ السلام، اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں اور اس کا کلمہ ہیں، جو اس نے حضرت مریم علیہا السلام کی طرف ڈالا اور وہ اس کی طرف سے روح ہیں، اور یہ کہ جنت حق ہے اور جہنم حق ہے تو اس شخص کا عمل جیسا مرضی ہو، اللہ تعالیٰ اسے جنت میں داخل کرے گا، ایک روایت میں ہے: وہ جنت کے آٹھ دروازوں میں سے جس دروازے سے چاہے گا، اللہ تعالیٰ اس کو اسی دروازے سے داخل کرے گا۔''

فوائد: ...... ہر آدمی ہی اللہ تعالیٰ کا ''کلمہ'' ہے، کیونکہ ہر ایک کی تخلیق کا تعلق اللہ تعالیٰ کے کلمے ''کُنْ'' سے ہوتا

(٢٤) تخريج: أخرجه البخاري: ٣٤٣٥، ومسلم: ٢٨ (انظر: ٢٢٦٧٥)

ہے، لیکن بیچ میں مرد و زن کے تعلق کا ایک ظاہری سبب بھی ہوتا ہے، چونکہ حضرت عیسی علیہ السلام کی ولادت میں ظاہری اسباب کا کوئی دخل نہیں تھا، بلکہ وہ محض اللہ تعالیٰ کے کلمے "کُــنْ" کی بنیاد پر وجود میں آئی، اس لیے حضرت عیسی علیہ السلام کو خاص طور پر اللہ تعالیٰ کا کلمہ کہا جاتا ہے۔

(٢٥)۔وَ عَنْهُ أَيْضًا سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((مَنْ شَهِدَ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَ أَنَّ مُحَمَّدًا رَسُوْلُ اللّٰهِ حُرِّمَ عَلَى النَّارِ، (وَفِي رِوَايَةٍ) حَرَّمَ اللّٰـهُ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى عَلَيْهِ النَّارَ۔)) (مسند أحمد: ٢٣٠٨٧)

سیدنا عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے یہ بھی روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: ''جو شخص یہ گواہی دے کہ اللہ تعالیٰ ہی معبودِ برحق ہے اور یہ کہ محمد ﷺ اس کے رسول ہیں، تو وہ آگ پر حرام کر دیا جائے گا، ایک روایت میں ہے: اللہ تعالیٰ اس پر آگ کو حرام کر دے گا۔''

(٢٦)۔عَنْ يُوْسُفَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ سَلَامٍ عَنْ أَبِيْهِ (رضي الله عنه) قَالَ: بَيْنَمَا نَحْنُ نَسِيْرُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰـهِ ﷺ إِذْ سَمِعَ الْقَوْمَ وَهُمْ يَقُوْلُوْنَ: أَيُّ الْأَعْمَالِ أَفْضَلُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ؟ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِيْمَانٌ بِاللّٰهِ وَ رَسُوْلِهِ وَ جِهَادٌ فِي سَبِيْلِ اللّٰهِ وَ حَجٌّ مَبْرُوْرٌ۔)) ثُمَّ سُمِعَ نِدَاءٌ فِي الْوَادِي يَقُوْلُ: أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَ أَنَّ مُحَمَّدًا رَسُوْلُ اللّٰهِ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((وَ أَنَا أَشْهَدُ وَ أَشْهَدُ أَنْ لَا يَشْهَدَ بِهَا أَحَدٌ إِلَّا بَرِئَ مِنَ الشِّرْكِ۔))، قَالَ عَبْدُاللّٰهِ: وَ سَمِعْتُهُ أَنَا مِنْ هُرُوْنَ۔ (مسند أحمد: ٢٤١٩١)

سیدنا عبد اللہ بن سلام رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ چل رہے تھے کہ آپ ﷺ نے لوگوں کو یہ کہتے ہوئے سنا: اے اللہ کے رسول! کون سا عمل زیادہ فضیلت والا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ اور اس کے رسول کے ساتھ ایمان لانا، اللہ کے راستے میں جہاد کرنا حج مبرور۔'' پھر وادی سے یہ آواز سنی گئی، کوئی کہہ رہا تھا: "أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَ أَنَّ مُحَمَّدًا رَسُوْلُ اللّٰهِ ." یہ سن کر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اور میں بھی یہی گواہی دیتا ہوں اور میں یہ شہادت بھی دیتا ہوں کہ جو آدمی بھی یہ گواہی دے گا، وہ شرک سے بری ہو جائے گا۔'' امام احمد رحمہ اللہ کے بیٹے عبد اللہ بن احمد نے کہا: میں نے یہ حدیث ہارون راوی سے براہِ راست سنی ہے۔

(٢٧)۔عَنْ أَبِي أَيُّوْبَ الْأَنْصَارِيِّ (رضي الله عنه) قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((مَنْ

سیدنا ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو آدمی اس حال میں مرے کہ وہ

---

(٢٥) تخريج: أخرجه مسلم: ٢٩ (انظر: ٢٢٧١١)

(٢٦) تخريج: صحيح لغيره ـ أخرجه ابن حبان: ٤٥٩٥، الطبراني في "الكبير": ٣٦٩، وفي "الاوسط": ٨٨٩١ (انظر: ٢٣٧٨٣)

(٢٧) تخريج: صحيح بمجموع طرقه۔ أخرجه الطبراني في "الكبير": ٤٠٤٤، وابن ابي شيبة: ٥/ ٣٢٠ (انظر: ٢٣٥٦٠)

مَا تَ لَا يُشْرِكُ بِاللّٰهِ شَيْئًا دَخَلَ الْجَنَّةَ۔)) (مسند أحمد: ٢٣٩٥٦)

اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہراتا ہو تو وہ جنت میں داخل ہوگا۔''

(٢٨)۔عَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ رضی اللہ عنہ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ مِثْلُهُ۔ (مسند أحمد: ٢٢٣٥٩)

سیدنا معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ نے بھی نبی کریم ﷺ سے اس طرح کی ایک حدیث بیان کی ہے۔

(٢٩، ٣٠)۔عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الصَّلْتِ عَنْ سُهَيْلِ بْنِ الْبَيْضَاءِ رضی اللہ عنہ قَالَ: بَيْنَمَا نَحْنُ فِي سَفَرٍ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَ أَنَا رَدِيْفُهُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((يَا سُهَيْلَ بْنَ الْبَيْضَاءِ!)) وَرَفَعَ صَوْتَهُ مَرَّتَيْنِ أَوْ ثَلَاثًا، كُلُّ ذٰلِكَ يُجِيْبُهُ سُهَيْلٌ، فَسَمِعَ صَوْتَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَظَنُّوْا أَنَّهُ يُرِيْدُهُمْ، فَحَبَسَ مَنْ كَانَ بَيْنَ يَدَيْهِ وَ لَحِقَهُ مَنْ كَانَ خَلْفَهُ حَتّٰى إِذَا اجْتَمَعُوْا قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: إِنَّهُ مَنْ شَهِدَ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ حَرَّمَهُ اللّٰهُ عَلَى النَّارِ وَ أَوْجَبَ لَهُ الْجَنَّةَ، (وَفِي رِوَايَةٍ) أَوْجَبَ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ لَهُ بِهَا الْجَنَّةَ وَ أَعْتَقَهُ بِهَا مِنَ النَّارِ۔)) (مسند أحمد: ١٥٨٣٠، ١٥٩٣٣)

سیدنا سہیل بن بیضاء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں: ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ سفر میں تھے، جبکہ میں آپ ﷺ کی سواری پر آپ ﷺ کے پیچھے سوار تھا، رسول اللہ ﷺ نے دو یا تین مرتبہ بآواز بلند فرمایا: ''اے سہیل بن بیضاء!'' آگے سے سیدنا سہیل رضی اللہ عنہ جواب بھی دے رہے تھے، بہرحال جب صحابہ نے رسول اللہ ﷺ کی اس طرح کی آواز سنی تو ان کو یہ گمان ہوا کہ آپ ﷺ ان سب کو بلانا چاہتے ہیں، اس لیے آگے والے رک گئے اور پیچھے والے آپ ﷺ کو آ ملے، یہاں تک کہ وہ سارے جمع ہو گئے، پھر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو بندہ یہ شہادت دیتا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہی معبودِ برحق ہے، اللہ تعالیٰ اس کو جہنم پر حرام کر دیتا ہے اور اس کے لیے جنت کو واجب کر دیتا ہے۔ ایک روایت میں ہے: اللہ تعالیٰ اس شہادت کی وجہ سے اس کے لیے جنت کو واجب کر دیتا ہے اور اس کو جہنم سے آزاد کر دیتا ہے۔''

(٣١)۔عَنْ أَبِي مُوْسَى الْأَشْعَرِيِّ رضی اللہ عنہ قَالَ: أَتَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ وَ مَعِيَ نَفَرٌ مِنْ قَوْمِيْ، فَقَالَ: ((أَبْشِرُوْا وَ بَشِّرُوْا مَنْ وَرَاءَ

سیدنا ابو موسی اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں: میں، نبی کریم ﷺ کے پاس آیا، جبکہ میرے ساتھ میری قوم کے کچھ لوگ بھی موجود تھے، آپ ﷺ نے فرمایا: ''خود بھی خوش ہو جاؤ اور اپنے پچھلوں کو بھی یہ خوشخبری سنا دو کہ جو آدمی

(٢٨) تخريج: اسناده صحيح على الشيخين ـ أخرجه الطبراني في "الكبير": ٢٠/ ٧٦ (انظر: ٢٢٠٠٩)

(٢٩، ٣٠) تخريج: مرفوعه صحيح لغيره ـ أخرجه الحاكم: ٣/ ٦٣٠، والطبراني في "الكبير": ٦٠٣٣ (انظر: ١٥٧٣٨)

(٣١) تخريج: حديث صحيح ـ أخرجه الطحاوي في "شرح مشكل الآثار": ٤٠٠٣ (انظر: ١٩٥٩٧)

كُمْ أَنَّهُ مَنْ شَهِدَ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ صَادِقًا بِهَا دَخَلَ الْجَنَّةَ۔))، فَخَرَجْنَا مِنْ عِنْدِ النَّبِيِّ ﷺ نُبَشِّرُ النَّاسَ، فَاسْتَقْبَلَنَا عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ (رضی اللہ عنہ) فَرَجَعَ بِنَا إِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ، فَقَالَ عُمَرُ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! إِذًا يَتَّكِلُ النَّاسُ، فَسَكَتَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ۔ (مسند أحمد: ١٩٨٢٦)

صدقِ دل سے یہ گواہی دے گا کہ اللہ تعالیٰ ہی معبودِ برحق ہے، تو وہ جنت میں داخل ہوگا۔'' یہ سن کر ہم نبی کریم ﷺ کے پاس سے نکل پڑے، تا کہ لوگوں کو خوشخبری سنائیں، لیکن جب ہمیں آگے سے سیدنا عمر رضی اللہ عنہ ملے تو انھوں نے ہمیں رسول اللہ ﷺ کی طرف لوٹا دیا اور آپ ﷺ کو یہ مشورہ دیا کہ (اس طرح کی باتیں عام لوگوں کو نہ بتائی جائیں وگرنہ) وہ توکل کر کے (عمل چھوڑ دیں گے)، یہ سن کر رسول اللہ ﷺ خاموش ہو گئے۔

(٣٢)۔عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ رضی اللہ عنہ قَالَ: أَنَا مِمَّنْ شَهِدَ مُعَاذًا حِيْنَ حَضَرَتْهُ الْوَفَاةُ يَقُوْلُ: اِكْشِفُوْا عَنِّي سَجْفَ الْقُبَّةِ، أُحَدِّثُكُمْ حَدِيْثًا سَمِعْتُهُ مِنْ رَسُوْلِ للّٰهِ ﷺ، لَمْ يَمْنَعْنِيْ أَنْ أُحَدِّثَكُمُوْهُ إِلَّا أَنْ تَتَّكِلُوْا، سَمِعْتُهُ يَقُوْلُ: ((مَنْ شَهِدَ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ مُخْلِصًا مِنْ قَلْبِهِ أَوْ يَقِيْنًا مِنْ قَلْبِهِ لَمْ يَدْخُلِ النَّارَ، وَقَالَ مَرَّةً: دَخَلَ الْجَنَّةَ وَلَمْ تَمَسَّهُ النَّارُ۔)) (مسند أحمد: ٢٢٤١٠)

سیدنا جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میں بھی لوگوں کے ساتھ سیدنا معاذ رضی اللہ عنہ کی وفات کے وقت ان کے پاس حاضر تھا، انھوں نے کہا: قبّے کا پردہ اٹھا دو، میں تمہیں رسول اللہ ﷺ سے سنی ہوئی ایک حدیث بیان کرتا ہوں، اس سے پہلے یہ حدیث بیان کرنے سے یہ مانع تھا کہ تم توکل کر لو گے، میں نے آپ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا: ''جو آدمی دل کے اخلاص یا (راوی نے کہا) یقین سے یہ شہادت دیتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے علاوہ کوئی معبود نہیں ہے، تو وہ آگ میں داخل نہیں ہو گا، اور ایک دفعہ کہا: تو وہ جنت میں داخل ہوگا اور آگ اس کو نہیں چھو سکے گی۔''

(٣٣)۔عَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ لِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَفَاتِيْحُ الْجَنَّةِ شَهَادَةُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ۔)) (مسند أحمد: ٢٢٤٥٣)

سیدنا معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ان سے فرمایا: ''جنت کی چابیاں ''لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ'' کی شہادت دینا ہے۔''

---

(٣٢) تخريج: حديث صحيح۔ أخرجه الحميدي: ٣٦٩، وابن حبان: ٢٠٠، والطبراني في ''الكبير'': ٢٠/ ٦٣ (انظر:)

(٣٣) تخريج: اسناده ضعيف، شهر بن حوشب ضعيف ولم يدرك معاذا، واسماعيل بن عياش روايته عن غير اهل بلده ضعيفة وهذا منها۔ أخرجه البزار في ''مسنده'': ٢٦٦٠ (انظر: ٢٢١٠٢)

(٣٤)۔عَنْ رِفَاعَةَ الْجُهَنِيِّ ﷺ قَالَ: أَقْبَلْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ حَتّٰى إِذَا كُنَّا بِالْكَدِيْدِ أَوْ قَالَ: بِقُدَيْدٍ فَجَعَلَ رِجَالٌ يَسْتَأْذِنُوْنَ إِلٰى أَهْلِيهِمْ فَيَأْذَنُ لَهُمْ، فَقَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَحَمِدَ اللّٰهَ وَ أَثْنٰى عَلَيْهِ ثُمَّ قَالَ: ((مَا بَالُ رِجَالٍ يَكُوْنُ شِقُّ الشَّجَرَةِ الَّتِي تَلِيْ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ أَبْغَضَ إِلَيْهِمْ مِنَ الشِّقِّ الْآخَرِ۔))، فَلَمْ نَرَ عِنْدَ ذٰلِكَ مِنَ الْقَوْمِ إِلَّا بَاكِيًا، فَقَالَ رَجُلٌ: إِنَّ الَّذِي يَسْتَأْذِنُكَ بَعْدَ هٰذَا لَسَفِيْهٌ، فَحَمِدَ اللّٰهَ وَقَالَ حِيْنَئِذٍ: ((أَشْهَدُ عِنْدَ اللّٰهِ لَا يَمُوْتُ عَبْدٌ يَشْهَدُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَ أَنِّي رَسُوْلُ اللّٰهِ صِدْقًا مِنْ قَلْبِهِ ثُمَّ يُسَدِّدُ إِلَّا سَلَكَ فِي الْجَنَّةِ۔))، قَالَ: ((وَقَدْ وَعَدَنِيْ رَبِّي أَنْ يُدْخِلَ مِنْ أُمَّتِي سَبْعِيْنَ أَلْفًا، لَا حِسَابَ عَلَيْهِمْ وَلَا عَذَابَ، وَ إِنِّي لَأَرْجُو أَنْ لَا يَدْخُلُوْهَا حَتّٰى تَبَوَّؤُا أَنْتُمْ وَمَنْ صَلَحَ مِنْ آبَائِكُمْ وَ أَزْوَاجِكُمْ وَ ذُرِّيَّاتِكُمْ مَسَاكِنَ فِي الْجَنَّةِ۔)) (مسند أحمد: ١٦٣١٦)

سیدنا رفاعہ جہنی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ (مکہ مکرمہ سے مدینہ منورہ کی طرف) سفر میں تھے، جب ہم "کَدِیْد" یا "قُدَیْد" مقام پر پہنچے تو لوگوں نے اپنے گھروں کی طرف جانے کے لیے اجازت لینا شروع کر دی اور آپ ﷺ ان کو اجازت دیتے گئے، پھر آپ ﷺ کھڑے ہوئے اور اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا بیان کرنے کے بعد فرمایا: "ان لوگوں کا کیا حال ہوگا کہ درخت کی جو طرف رسول اللہ ﷺ سے ملی ہوئی ہے، وہ ان کو دوسری طرف کی بہ نسبت زیادہ ناپسند ہے۔" ہم نے دیکھا کہ یہ الفاظ سن کر سارے لوگ رونے لگ گئے، ایک آدمی (یعنی سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ) نے کہا: اس کے بعد جو آدمی آپ سے اجازت طلب کرے گا، وہ بیوقوف ہو گا، پھر آپ ﷺ نے اللہ تعالیٰ کی تعریف بیان کی اور فرمایا: "جو آدمی صدقِ دل سے یہ گواہی دے گا کہ اللہ تعالیٰ ہی معبودِ برحق ہے اور میں اللہ کا رسول ہوں اور پھر راہِ صواب پر چلتا رہے گا تو میں اللہ تعالیٰ کے ہاں اس کے بارے میں یہ شہادت دیتا ہوں کہ وہ جنت کی طرف چلا جائے گا۔" پھر آپ ﷺ نے فرمایا: "میرے ربّ نے مجھ سے وعدہ کیا ہے کہ وہ میری امت میں سے ستر ہزار آدمی ایسے جنت میں داخل کرے گا کہ ان کا کوئی حساب اور عذاب نہیں ہوگا اور مجھے امید ہے کہ وہ اس میں داخل نہیں ہوں گے حتیٰ کہ تم اور تمہارے نیک آباء، بیویاں اور اولاد جنت میں اپنے گھر بنا چکے ہوں گے۔"

(٣٥) (وَ عَنْهُ مِنْ طَرِيْقٍ ثَانٍ)۔ قَالَ: صَدَرْنَا

(دوسری سند) وہ کہتے ہیں: ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ مکہ

---

(٣٤) تخريج: اسناده صحيح ـ أخرجه مطولا و مختصرا الطيالسي: ١٢٩١، ١٢٩٢، والدارمي: ١/ ٣٤٨، والبزار: ٣٥٤٣، والطبراني في "الكبير": ٤٥٥٩ (انظر: ١٦٢١٥)

(٣٥) تخريج: اسناده صحيح ـ أخرجه ابن ماجه: ٤٢٨٥، ٤٠٩٠، وانظر الحديث بالطريق الاول (انظر: ١٦٢١٦)

مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ مِنْ مَكَّةَ، فَجَعَلَ النَّاسُ يَسْتَأْذِنُوْنَهُ، فَذَكَرَ الْحَدِيْثَ قَالَ: قَالَ أَبُوبَكْرٍ (رضي الله عنه): إِنَّ الَّذِي يَسْتَأْذِنُكَ بَعْدَ هٰذِهِ لَسَفِيْهٌ فِي نَفْسِي، ثُمَّ إِنَّ النَّبِيَّ ﷺ حَمِدَ اللّٰهَ وَ قَالَ خَيْرًا، ثُمَّ قَالَ: ((أَشْهَدُ عِنْدَ اللّٰهِ۔)) وَكَانَ إِذَا حَلَفَ قَالَ: ((وَالَّذِي نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهِ! مَا مِنْ عَبْدٍ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَ الْيَوْمِ الْآخِرِ ثُمَّ يُسَدِّدُ إِلَّا سَلَكَ فِي الْجَنَّةِ۔))، فَذَكَرَ الْحَدِيْثَ۔ (مسند أحمد: ١٦٣١٧)

مکرمہ سے واپس آ رہے تھے کہ لوگوں نے اجازتیں لینا شروع کر دیں، ...... پھر اوپر والی حدیث بیان کی......۔ سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ نے کہا: جو آدمی اس کے بعد آپ سے اجازت طلب کرے گا، وہ میرے نزدیک تو بیوقوف ہی ہو گا۔ پھر نبی کریم ﷺ نے اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا بیان کی اور خیر والی بات ارشاد فرمائی اور پھر فرمایا: ''میں اللہ تعالیٰ کے ہاں یہ شہادت دیتا ہوں کہ جو آدمی اللہ تعالیٰ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتا ہو اور پھر راہِ صواب پر چلتا رہے تو وہ جنت کی طرف چلے گا۔'' آپ ﷺ جب قسم اٹھاتے تھے تو یوں فرماتے تھے: ''اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں محمد کی جان ہے۔''

(٣٦)(وَعَنْهُ مِنْ طَرِيْقٍ ثَالِثٍ:)قَالَ: أَقْبَلْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ حَتّٰى إِذَا كُنَّا بِالْكَدِيْدِ أَوْ قَالَ بِعَرَفَةَ، فَذَكَرَ الْحَدِيْثَ۔ (مسند أحمد: ١٦٣١٨)

(تیسری سند) وہ کہتے ہیں: ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ سفر میں تھے، جب ہم کدید یا عرفہ مقام پر تھے، پھر وہی حدیث ذکر کی۔

(٣٧)۔عَنْ عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ رضي الله عنه عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((مَنْ مَاتَ يَعْلَمُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ دَخَلَ الْجَنَّةَ۔)) (مسند أحمد: ٤٦٤)

سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''جو آدمی اس حال میں مرے کہ وہ یہ جانتا ہو کہ اللہ تعالیٰ ہی معبودِ برحق ہے تو وہ جنت میں داخل ہوگا۔''

(٣٨)۔وَعَنْهُ أَيْضًا قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((إِنِّي لَأَعْلَمُ كَلِمَةً لَا يَقُوْلُهَا عَبْدٌ حَقًّا مِنْ قَلْبِهِ إِلَّا حُرِّمَ عَلَى النَّارِ۔)) فَقَالَ لَهُ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ رضي الله عنه: أَنَا أُحَدِّثُكَ مَا هِيَ، هِيَ كَلِمَةُ الْإِخْلَاصِ الَّتِي أَعَزَّ اللّٰهُ تَبَارَكَ وَ تَعَالَى بِهَا

سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ سے یہ بھی مروی ہے، وہ کہتے ہیں: میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا: ''میں ایک ایسا کلمہ جانتا ہوں کہ جو آدمی دل کی سچائی کے ساتھ اس کو کہے گا، وہ آگ کے حق میں حرام ہو جائے گا۔'' یہ سن کر سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: میں بتلاتا ہوں کہ وہ کلمہ کون سا ہے، وہ تو وہ کلمہ اخلاص ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جس کے ذریعے حضرت محمد ﷺ اور

---

(٣٦) تخريج: انظر الحديث بالطريق الاول (انظر: ١٦٢١٧)

(٣٧) تخريج: أخرجه مسلم: ٢٦ (انظر: ٤٦٤)

(٣٨) تخريج: اسناده قوی ـ أخرجه الحاكم: ١/ ٣٥١ (انظر: ٤٤٧)

مُـحَمَّدًا ﷺ وَ أَصْحَابَـهُ، وَ هِيَ كَلِمَةُ التَّقْوَى الَّتِي أَلَاصَ عَلَيْهَا نَبِيُّ اللّٰهِ عَمَّهُ أَبَا طَـالِـبِ عِـنْـدَ الْمَوْتِ شَهَادَةُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ۔ (مسند أحمد: ٤٤٧)

آپ ﷺ کے صحابہ کو عزت بخشی، وہ کلمۂ تقوی ہے جو اللہ کے نبی ﷺ نے اپنے چچا ابو طالب کی موت کے وقت اس پر پیش کیا تھا اور وہ ہے "لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ" کی شہادت دینا۔

(٣٩)۔عَـنْ أَبِـي الْأَسْـوَدِ الدُّئَلِيِّ عَنْ أَبِيْ ذَرٍّ رضی اللہ عنہ قَالَ: أَتَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ وَ عَلَيْهِ ثَـوْبٌ أَبْيَضُ فَإِذَا هُوَ نَائِمٌ، ثُمَّ أَتَيْتُهُ أُحَدِّثُهُ فَـإِذَا هُـوَ نَـائِـمٌ، ثُمَّ أَتَيْتُـهُ وَ قَدِ اسْتَيْقَظَ فَـجَـلَسْتُ إِلَيْهِ فَقَالَ: ((مَا مِنْ عَبْدٍ قَالَ: لَا إِلٰـهَ إِلَّا الـلّٰـهُ ثُمَّ مَاتَ عَلٰى ذٰلِكَ إِلَّا دَخَلَ الْـجَـنَّـةَ۔))، قُـلْـتُ: وَإِنْ زَنٰى وَ إِنْ سَرَقَ؟ قَـالَ: ((وَإِنْ زَنٰـى وَ إِنْ سَـرَقَ۔))، قُلْتُ: وَإِنْ زَنٰـى وَ إِنْ سَـرَقَ؟ قَـالَ: ((وَإِنْ زَنٰى وَ إِنْ سَـرَقَ۔)) ثَلَاثًـا، ثُـمَّ قَـالَ فِي الرَّابِعَةِ: ((عَلٰى رَغْمِ أَبِي ذَرٍّ۔)) قَالَ: فَخَرَجَ أَبُو ذَرٍّ يَـجُرُّ إِزَارَهُ وَهُوَ يَقُوْلُ: وَ إِنْ رَغِمَ أَنْفُ أَبِي ذَرٍّ۔ (مسند أحمد: ٢١٧٩٨)

سیدنا ابو ذر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: میں رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا، لیکن آپ ﷺ سفید کپڑا اوڑھ کر سوئے ہوئے تھے، پھر دوبارہ آپ ﷺ سے باتیں کرنے کے لیے آیا، لیکن ابھی تک آپ ﷺ آرام فرما رہے تھے، اس کے بعد جب میں آیا تو آپ ﷺ بیدار ہو چکے تھے، پس میں آپ ﷺ کے پاس آ کر بیٹھ گیا، آپ ﷺ نے فرمایا: ''جو آدمی "لَا إِلٰـهَ إِلَّا اللّٰهُ" کہے گا اور پھر اسی پر مر جائے گا تو وہ جنت میں داخل ہو گا۔'' میں نے کہا: اگرچہ اس نے زنا اور چوری کی ہو؟'' آپ ﷺ نے فرمایا: ''اگرچہ اس نے زنا اور چوری کی ہو؟'' میں دوسری بار پھر کہا: اگرچہ اس نے زنا اور چوری کی ہو؟؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اگرچہ اس نے زنا اور چوری کی ہو؟'' تین دفعہ تو ایسے ہی ہوا اور چوتھی بار آپ ﷺ نے یہ فرمایا: ''ابو ذر کا ناک خاک آلود ہونے کے ساتھ ساتھ۔'' یہ سن کر سیدنا ابو ذر رضی اللہ عنہ وہاں سے ازار کو گھسیٹتے اور یہ کہتے ہوئے نکل پڑے: اگرچہ ابو ذر کا ناک خاک آلود ہو جائے۔

(٤٠)۔عَـنْ أَبِـي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَـالَ: سَأَلْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ: مَـا ذَا رَدَّ إِلَيْكَ رَبُّكَ فِي الشَّـفَـاعَةِ؟ فَـقَـالَ: ((وَالَّذِيْ نَفْسُ مُحَمَّدٍ

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: میں نے رسول اللہ ﷺ سے یہ سوال کیا: آپ کے ربّ نے سفارش کے بارے میں آپ کے ساتھ کیا سلوک کیا ہے؟ آپ ﷺ نے

(٣٩) تخريج: أخرجه البخاري: ٥٨٢٧، ومسلم: ٩٤ (انظر: ٢١٤٦٦)

(٤٠) تـخريج: حديث بعضه صحيح و بعضه حسن۔ أخرجه ابن خزيمة: ٢/ ٦٩٧، وابن حبان: ٦٤٦٦، والحاكم: ١/ ٦٩ (انظر: ٨٠٧٠)

8/1

بِيَدِهِ! لَقَدْ ظَنَنْتُ أَنَّكَ أَوَّلُ مَنْ يَسْأَلُنِيْ عَنْ ذٰلِكَ مِنْ أُمَّتِيْ لِمَا رَأَيْتُ مِنْ حِرْصِكَ عَلَى الْعِلْمِ، وَالَّذِيْ نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهِ! مَا يَهُمُّنِيْ مِنَ انْقِصَافِهِمْ عَلٰى أَبْوَابِ الْجَنَّةِ أَهَمُّ عِنْدِيْ مِنْ تَمَامِ شَفَاعَتِيْ، وَ شَفَاعَتِيْ لِمَنْ شَهِدَ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ مُخْلِصًا يُصَدِّقُ قَلْبُهُ لِسَانَهُ وَ لِسَانُهُ قَلْبَهُ۔)) (مسند أحمد: ٨٠٥٦)

فرمایا: ''اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں محمد (ﷺ) کی جان ہے! میرا یہ خیال تھا کہ اس کے بارے میں سوال کرنے والا میری امت میں سے تو ہی پہلا فرد ہوگا، اس کی وجہ یہ ہے کہ تیرے اندر علم کی حرص پائی جاتی ہے۔ اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں محمد (ﷺ) کی جان ہے! مجھے جنت کے دروازوں پر اپنی امت کے لوگوں کے ہجوم کے بارے میں جو فکر ہے، وہ میرے نزدیک میری سفارش کی تکمیل سے زیادہ اہم ہے، اور میری سفارش ہر اس آدمی کے لیے ہے جو اخلاص کے ساتھ ''لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ'' کی شہادت اس طرح دے کہ اس کا دل، اس کی زبان کی اور اس کی زبان، اس کے دل کی تصدیق کر رہی ہو۔''

(٤١)۔ عَنْ أَبِيْ عَمْرَةَ الْأَنْصَارِيِّ رضی اللہ عنہ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَ أَنِّيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ، لَا يَلْقَى اللّٰهَ عَبْدٌ مُؤْمِنٌ بِهِمَا إِلَّا حُجِبَتْ عَنْهُ النَّارُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ۔)) (مسند أحمد: ١٥٥٢٨)

سیدنا ابو عمرہ انصاری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ ہی معبودِ برحق ہے اور میں اللہ کا رسول ہوں، جو آدمی بھی ان دو شہادتوں کے ساتھ اللہ تعالیٰ کو ملے گا، تو قیامت کے دن اس سے آگ کو دور کر دیا جائے گا۔''

(٤٢)۔ عَنْ أَبِيْ وَائِلٍ قَالَ: قَالَ ابْنُ مَسْعُوْدٍ (رضی اللہ عنہ): خَصْلَتَانِ يَعْنِيْ إِحْدَاهُمَا سَمِعْتُهَا مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَ الْأُخْرٰى مِنْ نَفْسِيْ، ((مَنْ مَاتَ وَهُوَ يَجْعَلُ لِلّٰهِ نِدًّا دَخَلَ النَّارَ۔)) وَ أَنَا أَقُوْلُ: مَنْ مَاتَ وَ هُوَ لَا يَجْعَلُ لِلّٰهِ نِدًّا وَ لَا يُشْرِكُ بِهِ شَيْئًا دَخَلَ الْجَنَّةَ۔ (مسند أحمد: ٣٥٥٢)

ابووائل سے مروی ہے کہ سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: دو باتیں ہیں، ایک بات تو میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنی ہے اور دوسری بات میری اپنی ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو بندہ اس حال میں مرے کہ وہ کسی کو اللہ تعالیٰ کا ہمسر ٹھہراتا ہو، وہ آگ میں داخل ہوگا۔'' اور میں خود کہتا ہوں: اور جو آدمی اس حال میں مرے کہ نہ وہ کسی کو اللہ تعالیٰ کا ہمسر ٹھہراتا ہو اور نہ اس کے ساتھ کسی چیز کو شریک بناتا ہو، وہ جنت میں داخل ہوگا۔

---

(٤١) تخريج: اسناده قوى ـ أخرجه النسائى فى "الكبرى": ٨٧٩٣، والطبرانى فى "الكبير": ٥٧٥، والحاكم: ٢/ ٦١٨ (انظر: ١٥٤٤٩)

(٤٢) تخريج: أخرجه مسلم: ٩٢ (انظر: ٣٥٥٢)

(٤٣)۔عَنْ أَبِی نُعَیْمٍ قَالَ: جَاءَ رَجُلٌ أَوْ شَیْخٌ مِنْ أَهْلِ الْمَدِینَةِ فَنَزَلَ عَلَى مَسْرُوْقٍ فَقَالَ: سَمِعْتُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عَمْرٍو (بْنِ الْعَاصِ رضی اللہ عنہ) یَقُوْلُ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَنْ لَقِیَ اللّٰهَ لَا یُشْرِكُ بِهِ شَیْئًا، لَمْ تَضُرَّهُ مَعَهُ خَطِیْئَةٌ، وَ مَنْ مَاتَ وَ هُوَ یُشْرِكُ بِهِ لَمْ تَنْفَعْهُ مَعَهُ حَسَنَةٌ۔)) (مسند أحمد: ٦٥٨٦)

ابو نعیم کہتے ہیں: ایک آدمی یا ایک بوڑھا، جس کا تعلق اہل مدینہ سے تھا، آیا اور مسروق کے پاس ٹھہرا، اس نے کہا: میں نے سیدنا عبد اللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو آدمی اس حال میں اللہ تعالیٰ کو ملے کہ وہ اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہراتا ہو تو اس عمل کی وجہ سے کوئی خطا اس کو نقصان نہیں دے گی، لیکن جو بندہ اس حال میں مرا کہ وہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ کوئی شریک ٹھہراتا ہو تو اس عمل کی وجہ سے کوئی نیکی اس کو فائدہ نہیں دے گی۔''

فوائد: ...... ''اس عمل کی وجہ سے کوئی خطا اس کو نقصان نہیں دے گی'' اس جملے کا مفہوم یہ ہے کہ ایسے آدمی اور جنت کے درمیان کوئی گناہ مستقل طور پر حائل نہیں ہو سکتا اور یہ ممکن ہے کہ جنت میں داخل ہونے سے پہلے اس کو اس گناہ کی وجہ سے عذاب دیا جائے، اس کی مزید وضاحت درج ذیل حدیث سے ہوتی ہے:

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((لَقِّنُوْا مَوْتَاكُمْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ، فَاِنَّ مَنْ كَانَ آخِرُ كَلِمَتِهٖ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ عِنْدَ الْمَوْتِ، دَخَلَ الْجَنَّةَ یَوْمًا مِنَ الدَّهْرِ، وَاِنْ اَصَابَهٗ قَبْلَ ذَالِكَ مَا اَصَابَهٗ)) ...... ''قریب الموت لوگوں کو لا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کی تلقین کیا کرو، موت کے وقت جس کا آخری کلمہ لا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وہ کسی نہ کسی دن جنت میں داخل ہو جائے گا، اگرچہ اس سے پہلے اس کو کسی عذاب میں مبتلا ہونا پڑے۔''

(صحیح ابن حبان: ٣٠٠٤، مسند البزار: ٣)

(٤٤)۔عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ رضی اللہ عنہ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ قَالَ: ((اَلْمُوْجِبَتَانِ، مَنْ لَقِیَ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ لَا یُشْرِكُ بِهِ شَیْئًا دَخَلَ الْجَنَّةَ، وَمَنْ لَقِیَ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ وَ هُوَ یُشْرِكُ بِهِ دَخَلَ النَّارَ۔)) (مسند أحمد: ١٤٧٦٨)

سیدنا جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''دو واجب کر دینے والی خصلتیں ہیں، جو آدمی اللہ تعالیٰ کو اس حال میں ملا کہ وہ اس کے ساتھ کسی چیز کو شریک نہ ٹھہراتا ہو تو وہ جنت میں داخل ہو جائے گا اور جو شخص اللہ تعالیٰ کو اس حال میں ملے کہ وہ اس کے ساتھ شرک کرتا ہو تو وہ جہنم میں داخل ہو گا۔''

(٤٥)۔عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رضی اللہ عنہ أَنَّ النَّبِیَّ ﷺ

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ سے

---

(٤٣) تخریج: اسنادہ صحیح علی شرط الشیخین ۔ أخرجه الطبرانی فی "الکبیر" (انظر: ٦٥٨٦)
(٤٤) تخریج: أخرجه مسلم: ٩٣ (انظر: ١٤٧١١)
(٤٥) تخریج: أخرجه البخاری: ١٢٩ (انظر: ١٢٦٠٦)

قَالَ لِمُعَاذٍ: ((مَنْ لَقِيَ اللّٰهَ يَشْهَدُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ (وَفِي رِوَايَةٍ: لَا يُشْرِكُ بِهِ) دَخَلَ الْجَنَّةَ۔)) قَالَ: يَا نَبِيَّ اللّٰهِ! أَفَلَا أُبَشِّرُ النَّاسَ؟ قَالَ: ((لَا، إِنِّي أَخَافُ أَنْ يَتَّكِلُوْا عَلَيْهَا۔)) أَوْ كَمَا قَالَ۔ (مسند أحمد: ١٢٦٣٣)

سیدنا معاذ رضی اللہ عنہ سے فرمایا: ''جو آدمی اللہ تعالیٰ کو اس حال میں ملے کہ وہ ''لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ'' کی شہادت دیتا ہو اور اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک نہ کرتا ہو تو وہ جنت میں داخل ہو جائے گا۔'' انھوں نے کہا: اے اللہ کے نبی! کیا میں لوگوں یہ خوشخبری سنا نہ دوں؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''جی نہیں، مجھے یہ ڈر ہے کہ اس پر توکّل کر لیں گے (اور عمل ترک کر دیں گے)۔''

(٤٦)۔عَنْ سَالِمِ بْنِ أَبِي الْجَعْدِ عَنْ سَلَمَةَ بْنِ نُعَيْمٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: وَكَانَ مِنْ أَصْحَابِ رَسُوْلِ اللّٰهِ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم: ((مَنْ لَقِيَ اللّٰهَ لَا يُشْرِكُ بِهِ شَيْئًا دَخَلَ الْجَنَّةَ وَ إِنْ زَنٰى وَ إِنْ سَرَقَ۔)) (مسند أحمد: ١٨٤٧٣)

سیدنا سلمہ بن نعیم رضی اللہ عنہ، جو کہ صحابۂ کرام میں سے تھے، بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''جو آدمی اللہ تعالیٰ کو اس حال میں ملا کہ وہ اس کے ساتھ کسی چیز کو شریک نہ ٹھہراتا ہو تو وہ جنت میں داخل ہوگا، اگرچہ اس نے زنا بھی کیا ہو اور چوری بھی کی ہو۔''

(٤٧)۔عَنْ حُمَيْدِ بْنِ هِلَالٍ حَدَّثَنَا هِصَّانُ الْكَاهِنُ الْعَدَوِيُّ قَالَ: جَلَسْتُ مَجْلِسًا فِيْهِ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ سَمُرَةَ قَالَ: حَدَّثَنَا مُعَاذُ بْنُ جَبَلٍ (رضی اللہ عنہ) قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم: ((مَا عَلَى الْأَرْضِ نَفْسٌ تَمُوْتُ لَا تُشْرِكُ بِاللّٰهِ شَيْئًا، تَشْهَدُ أَنِّي رَسُوْلُ اللّٰهِ يَرْجِعُ ذَاكُمْ إِلَى قَلْبٍ مُوْقِنٍ إِلَّا غُفِرَ لَهُ۔))، قَالَ: قُلْتُ: أَنْتَ سَمِعْتَ هٰذَا مِنْ مُعَاذٍ؟ قَالَ الْقَوْمُ: فَعَنَّفَنِي، فَقَالَ: دَعُوْهُ فَإِنَّهُ لَمْ يُسِيءِ الْقَوْلَ، نَعَمْ أَنَا سَمِعْتُهُ مِنْ مُعَاذٍ زَعَمَ أَنَّهُ

ہصان کاہن عدوی کہتے ہیں: میں ایک مجلس میں بیٹھا تھا، اس میں سیدنا عبد الرحمٰن بن سمرہ رضی اللہ عنہ بھی تشریف فرما تھے، ہمیں سیدنا معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''زمین پر کوئی ایسی جان نہیں ہے، جو اس حال میں مرے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک نہ کرتی ہو اور یہ گواہی دیتی ہو کہ میں اللہ کا رسول ہوں، جبکہ اس شہادت کا تعلق یقینِ دل سے ہو، مگر اس کو بخش دیا جاتا ہے۔'' میں نے کہا: کیا تو نے یہ حدیث سیدنا معاذ رضی اللہ عنہ سے سنی ہے؟ اس بات پر لوگوں نے میری سرزنش کی اور کہا: اس کو چھوڑ دو، اس نے کوئی بری بات تو نہیں کہی ہے، بہرحال میں (عبد الرحمٰن) نے سیدنا معاذ رضی اللہ عنہ

(٤٦) تخريج: اسناده صحيح ـ أخرجه الطبراني في "الكبير": ٦٣٤٧، والطحاوي في "شرح مشكل الآثار": ٣٩٩٩(انظر: ١٨٢٨٤)

(٤٧) تخريج: حديث صحيح ـ أخرجه ابن حبان: ٢٠٣، والبزار في "مسنده": ٢٦٢٤، والطبراني في "الكبير": ٢٠/ ٧١، وانظر الحديث بالطريق الثاني (انظر: ٢٢٠٠٠)

سَمِعَهُ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ ۔ (مسند أحمد: ٢٢٣٥٠)

سے یہ بات سنی ہے اور ان کا خیال تھا کہ انھوں نے رسول اللہ ﷺ سے یہ حدیث سنی تھی۔

(٤٨) (وَمِنْ طَرِيْقٍ آخَرَ)۔حَدَّثَنَا عَبْدُاللّٰهِ حَدَّثَنِيْ أَبِيْ ثَنَا إِسْمَاعِيْلُ ثَنَا يُوْنُسُ عَنْ حُمَيْدِ بْنِ هِلَالٍ عَنْ هِصَّانَ بْنِ الْكَاهِلِ قَالَ: دَخَلْتُ الْمَسْجِدَ الْجَامِعَ بِالْبَصْرَةِ فَجَلَسْتُ إِلٰى شَيْخٍ أَبْيَضَ الرَّأْسِ وَاللِّحْيَةِ ، فَقَالَ: حَدَّثَنِيْ مُعَاذُ بْنُ جَبَلٍ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ ، فَذَكَرَ الْحَدِيْثَ وَ فِيْهِ قَالَ: لَا تُعَنِّفُوْهُ وَلَا تُؤَنِّبُوْهُ دَعُوْهُ، نَعَمْ أَنَا سَمِعْتُ ذَاكَ مِنْ مُعَاذٍ يَذْكُرُهُ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ ، وَقَالَ إِسْمَاعِيْلُ مَرَّةً: يَأْثُرُهُ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ ، قَالَ: قُلْتُ لِبَعْضِهِمْ: مَنْ هٰذَا؟ قَالَ: هٰذَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ سَمُرَةَ۔ (مسند أحمد: ٢٢٣٤٨)

ہصان بن کاہل کہتے ہیں: میں بصرہ کی جامع مسجد میں داخل ہوا اور ایک ایسے بزرگ کے پاس بیٹھ گیا، جس کے سر اور داڑھی کے بال سفید تھے، اس نے کہا: سیدنا معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ نے مجھے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ......، پھر اوپر والی حدیث ذکر کی۔ اس میں ہے: انھوں نے کہا: اس کی سرزنش نہ کرو اور اس کو مت ڈانٹو، اسے چھوڑ دو ہاں میں نے سیدنا معاذ رضی اللہ عنہ سے یہ حدیث سنی تھی، وہ اس کو رسول اللہ ﷺ کے حوالے سے بیان کر رہے تھے۔ اور اسماعیل نے ایک مرتبہ کہا: وہ اسے رسول اللہ ﷺ سے نقل کر رہے تھے میں نے ایک آدمی سے پوچھا: یہ کون ہے؟ اس نے کہا: یہ سیدنا عبد الرحمٰن بن سمرہ رضی اللہ عنہ ہیں۔

(٤٩) (وَمِنْ طَرِيْقٍ ثَالِثٍ)۔حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ حَدَّثَنِي أَبِي ثَنَا عَبْدُ الْأَعْلٰى عَنْ يُوْنُسَ عَنْ حُمَيْدِ بْنِ هِلَالٍ عَنْ هِصَّانَ بْنِ الْكَاهِلِ قَالَ وَكَانَ أَبُوْهُ كَاهِنًا فِي الْجَاهِلِيَّةِ قَالَ: دَخَلْتُ الْمَسْجِدَ فِي إِمَارَةِ عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ فَإِذَا شَيْخٌ أَبْيَضُ الرَّأْسِ وَ اللِّحْيَةِ يُحَدِّثُ عَنْ مُعَاذٍ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ ، فَذَكَرَ الْحَدِيْثَ۔ (مسند أحمد: ٢٢٣٤٩)

ہصان بن کاہل، ان کے باپ دورِ جاہلیت میں کہانت کرتے تھے، کہتے ہیں: میں سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کی خلافت کے زمانے میں مسجد میں داخل ہوا، وہاں ایک بزرگ بیٹھے ہوئے تھے، ان کے سر اور داڑھی کے بال سفید تھے، وہ سیدنا معاذ رضی اللہ عنہ سے رسول اللہ ﷺ کے حوالے سے حدیث بیان کرنے لگے، ......۔ پھر اوپر والی حدیث بیان کی۔

(٤٨) تخريج: حديث صحيح۔ أخرجه ابن ماجه: ٣٧٩٦ وانظر الحديث بالطريق الاول (انظر: ٢١٩٩٨)

(٤٩) تخريج: انظر الحديث بالطريق الاول(انظر: ٢١٩٩٩)

(٥٠)۔عَنْ أَبِي ذَرٍّ ﷺ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((يَقُوْلُ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ: يَا ابْنَ آدَمَ لَوْ عَمِلْتَ قُرَابَ الْأَرْضِ خَطَايَا وَلَمْ تُشْرِكْ بِي شَيْئًا جَعَلْتُ لَكَ قُرَابَ الْأَرْضِ مَغْفِرَةً۔)) زَادَ فِي رِوَايَةٍ: وَ قُرَابُ الْأَرْضِ مِلْءُ الْأَرْضِ۔ (مسند أحمد: ٢١٦٣٦)

سیدنا ابو ذر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: اے ابن آدم! اگر تو زمین کے بھراؤ کے برابر گناہ کرے، لیکن میرے ساتھ شرک نہ کرے تو میں تجھے زمین کے بھرنے کے برابر ہی بخشش عطا کردوں گا۔'' ایک روایت میں ہے: ''قُرَابُ الْأَرْضِ'' سے مراد زمین کا بھراؤ ہے۔

فوائد: ......ہم پہلے یہ گزارش کر چکے ہیں کہ یہ احادیث توحید کی فضیلت اور شرک کی مذمت پر دلالت کرتی ہیں، لیکن اِن کا تقاضا یہ نہیں ہے کہ ہم اِن خوشکن فرمودات کو سامنے رکھ کر اعمالِ صالحہ سے باز رہنے اور اعمالِ سیئہ کا ارتکاب کرنے کی روش اختیار کرلیں، ذرا درج ذیل امور پر غور کریں:

☆ خود نبی کریم ﷺ نے اِن ارشادات کی روشنی میں اعمال صالحہ کی مشکل روٹین کو متاثر نہ ہونے دیا۔
☆ ان احادیثِ مبارکہ کے اولین سامعین صحابۂ کرام تھے، لیکن اِن کی وجہ سے ان کی عملی زندگی میں کوئی فرق نہیں پڑھا۔
☆ اگر عہد نبوی میں صحابہ کے نفوس قدسیہ سے ایسے جرائم سرزد ہوئے، جن کی بنا پر حدود لگائی جاتی ہیں، تو آپ ﷺ نے ان پر وہ حدود نافذ کر دیں۔
☆ بے شمار نصوصِ شرعیہ سے ثابت ہوتا ہے کہ کئی مؤحدین کو موت کے وقت، قبر میں، حشر میں اور جہنم کی صورت میں سزا دی جائے گی، لیکن بالآخر وہ جنت میں پہنچ جائیں گے۔
☆ کئی آیات اور احادیث میں نجات کے لیے ایمان اور عمل صالح کو شرط قرار دیا گیا ہے۔
☆ احادیث نمبر (۳۱،۴۵) کے مطابق یہ احادیث ان لوگوں سے مخفی رکھنے کی تعلیم دی گئی ہے، جن میں ان خوشخبریوں کی وجہ سے اعمال صالحہ کا رجحان کم پڑ سکتا ہے۔

پس خلاصۂ کلام یہ ہے کہ اس باب میں مذکورہ احادیثِ مبارکہ برحق ہیں، ان میں توحید اور توحید کے کلمات کی بنا پر جو اجر وثواب بیان کیا گیا ہے، وہ بھی برحق ہے اور یہ کلمات ادا کر کے اہل ایمان کو یہ حسن ظن قائم کر لینا چاہیے کہ وہ ان شاء اللہ ان کے مصداق بنیں گے، لیکن اس کے ساتھ ساتھ نیک اعمال کرنے اور برائیوں کو ترک کرنے کا رجحان کم نہیں پڑنا چاہیے۔

❁❁❁❁

(٥٠) تخريج: أخرجه مسلم اطول منه: ٢٦٨٧ (انظر: ٢١٣١١)

كِتَابُ الْإِيْمَانِ وَ الْإِسْلَامِ

ایمان اور اسلام کی کتاب

الإيمان: ......لغوی معنی: تصدیق کرنا، امن میں ہونا، امن دینا

اصطلاحی تعریف: ......محدثین اور سلف صالحین نے ایمان کی شرعی تعریف یوں کی ہے: هُوَ اِعْتِقَادٌ بِالْقَلْبِ، وَنُطْقٌ بِاللِّسَانِ، وَعَمَلٌ بِالْاَرْكَانِ. یعنی: دل سے تصدیق کرنا، زبان سے اقرار کرنا اور اعضاء سے عمل کرنا۔

الإسلام: ......لغوی معنی: مطیع ہونا، فرمانبردار ہونا

اصطلاحی تعریف: ......محدثین اور سلف صالحین نے اصطلاحی طور پر اسلام کو ایمان کے ہم معنی سمجھا ہے، بعض مقامات پر ان کے مفہوم میں فرق ہوتا ہے، اس کی تفصیل درج ذیل ہے:

جب یہ دونوں ایک مقام پر استعمال ہوں تو ایمان کا تعلق اعتقادات اور ایمانیات سے ہوتا ہے، جیسے اللہ تعالی، فرشتوں، آسمانی کتابوں، رسولوں، تقدیر اور یومِ آخرت پر ایمان رکھنا اور اسلام کا تعلق ظاہری اعمال سے ہوتا ہے، جیسے کلمۂ شہادت، نماز، روزہ، حج، زکوۃ وغیرہ، حدیثِ جبریل میں یہی فرق بیان کیا گیا ہے۔ لیکن جب یہ علیحدہ علیحدہ استعمال ہوں تو ان کی اصطلاحی تعریف ایک ہی ہوتی ہے اور یہ دونوں ایک دوسرے کے مفہوم کو مستلزم ہوتے ہیں۔

بَابٌ فِيْمَا جَاءَ فِيْ فَضْلِهِمَا

ایمان اور اسلام کی فضیلت کا بیان

(۵۱)۔عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ: سُئِلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم : أَيُّ الْأَعْمَالِ أَفْضَلُ وَ أَيُّ الْأَعْمَالِ خَيْرٌ؟ قَالَ: ((إِيْمَانٌ بِاللّٰهِ وَ رَسُوْلِهِ))، قَالَ: ثُمَّ أَيٌّ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ!؟

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ سوال کیا گیا: کون سا عمل سب سے زیادہ فضیلت والا اور کون سا عمل سب سے بہتر ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول پر ایمان لانا۔'' اس نے کہا: اے اللہ کے

(۵۱) تخریج: اسناده حسن۔ أخرجه الترمذي: ۱۶۵۸ (انظر: ۷۸۶۳)

قَالَ: ((اَلْجِهَادُ فِی سَبِیْلِ اللّٰهِ سَنَامُ الْعَمَلِ۔)) قَالَ: ثُمَّ أَیٌّ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ!؟ قَالَ: ((حَجٌّ مَبْرُوْرٌ۔)) (مسند أحمد: ۷۸۵۰)

رسول! اس کے بعد کون سا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ کے راستے میں جہاد، جو کہ افضل اور اشرف عمل ہے۔'' اس نے کہا: پھر کون سا، اے اللہ کے رسول!؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''حج مبرور۔''

فوائد: ......اللہ تعالیٰ پر ایمان لانے کا مفہوم یہ ہے کہ اس کی ذات وصفات کو من وعن تسلیم کیا جائے اور صفات کے تقاضوں پر یقینِ کامل رکھا جائے' بطورِ مثال رزق دینا اللہ تعالیٰ کی صفت ہے اور رزق کے لئے جائز اسباب وذرائع استعمال کرنے کا حکم بھی اللہ تعالیٰ نے دیا ہے' اب جو انسان حرام وسائل کے ذریعے رزق اکٹھا کرتا ہے یا حلال اسباب استعمال کرنے کے بعد کمی کے ڈر سے صدقہ نہیں کرتا یا نماز کے وقت دوکان بند کر کے نماز نہیں پڑھتا' تو اس کا مطلب یہ ہوگا کہ وہ اللہ تعالیٰ کے رزّاق ہونے کا تقاضا پورا نہیں کر رہا' اور اسے اللہ تعالیٰ کی صفت ''رزق دینا'' پر مکمل اعتماد نہیں ہے' ایمان وایقان صرف خیالی پلاؤ کا نام نہیں بلکہ اعمال کے ساتھ اس کا گہرا تعلق ہے۔ اللہ کے رسول پر ایمان لانے کا مطلب یہ ہے کہ اس کی حقانیت کو تسلیم کیا جائے اور اس کے افعال واقوال وتقریرات پر عمل کیا جائے۔ حج مبرور وہ ہے جس میں حاجی اللہ تعالیٰ کی ہر قسم کی نافرمانی سے محفوظ رہتا ہے، اسی طرح اللہ کی راہ میں جہاد کرنا بڑی فضیلت والا عمل ہے۔

(۵۲)۔عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رضی اللہ عنہ أَنَّهُ سَمِعَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((مَنْ مَاتَ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَ الْيَوْمِ الْآخِرِ قِيْلَ لَهُ ادْخُلِ الْجَنَّةَ مِنْ أَيِّ أَبْوَابِ الْجَنَّةِ الثَّمَانِيَةِ شِئْتَ۔)) (مسند أحمد: ۹۷)

سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو آدمی اس حال میں مرا کہ وہ اللہ تعالیٰ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتا ہو تو اسے کہا جائے گا: تو جنت کے آٹھ دروازوں میں جس دروازے سے چاہتا ہے، داخل ہو جا۔''

فوائد: ......اس حدیث کے مفہوم والی احادیث پچھلے باب میں گزر چکی ہے۔

(۵۳)۔حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ حَدَّثَنِیْ أَبِیْ ثَنَا أَبُو النَّضْرِ ثَنَا عَبْدُالْحَمِيْدِ يَعْنِي بْنَ بِهْرَامَ ثَنَا شَهْرٌ (يَعْنِي بْنَ حَوْشَبٍ) ثَنَا ابْنُ غَنْمٍ عَنْ حَدِيْثِ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ (رضی اللہ عنہ) أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ خَرَجَ بِالنَّاسِ قَبْلَ غَزْوَةِ تَبُوْكَ، فَلَمَّا أَنْ أَصْبَحَ صَلّٰى بِالنَّاسِ صَلَاةَ

سیدنا معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ غزوۂ تبوک سے قبل رسول اللہ ﷺ لوگوں کو لے کر نکلے، جب صبح ہوئی تو نمازِ فجر پڑھائی اور لوگ پھر سوار ہوئے اور چل پڑے، جب سورج طلوع ہوا تو رات کو چلتے رہنے کی وجہ سے لوگ اونگھنے لگ گئے، جبکہ سیدنا معاذ رضی اللہ عنہ، رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ہی رہے اور آپ ﷺ کے پیچھے پیچھے چلتے رہے، جبکہ لوگ سواریوں کو

(۵۲) تخریج: حسن لغیره ۔ أخرجه الطیالسی: ۳۰(انظر: ۹۷)

(۵۳) تخریج: صحیح بطرقه و شواهده ۔ أخرجه ابن ماجه: ۷۲(انظر: ۲۲۱۲۲)

الصُّبْحِ، ثُمَّ إِنَّ النَّاسَ رَكِبُوْا، فَلَمَّا أَنْ طَلَعَتِ الشَّمْسُ نَعَسَ النَّاسُ فِي أَثَرِ الدُّلْجَةِ وَلَزِمَ مُعَاذٌ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَتْلُوْ أَثَرَهُ وَ النَّاسُ تَفَرَّقَتْ بِهِمْ رِكَابُهُمْ عَلَى جَوَادِّ الطَّرِيْقِ تَأْكُلُ وَ تَسِيْرُ، فَبَيْنَمَا مُعَاذٌ عَلَى أَثَرِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَ نَاقَتُهُ تَأْكُلُ مَرَّةً وَ تَسِيْرُ أُخْرٰى عَثَرَتْ نَاقَةُ مُعَاذٍ فَكَبَحَهَا بِالزِّمَامِ فَهَبَّتْ حَتَّى نَفَرَتْ مِنْهَا نَاقَةُ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ، ثُمَّ إِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ كَشَفَ عَنْهُ قِنَاعَهُ فَالْتَفَتَ فَإِذَا لَيْسَ مِنَ الْجَيْشِ رَجُلٌ أَدْنٰى إِلَيْهِ مِنْ مُعَاذٍ، فَنَادَاهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ: ((يَا مُعَاذُ!۔)) قَالَ: لَبَّيْكَ يَا نَبِيَّ اللّٰهِ، قَالَ: ((أُدْنُ دُوْنَكَ۔))، فَدَنَا مِنْهُ حَتّٰى لَصِقَتْ رَاحِلَتُهُمَا أَحَدَاهُمَا بِالْأُخْرٰى فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَا كُنْتُ أَحْسِبُ النَّاسَ مِنَّا كَمَكَانِهِمْ مِنَ الْبُعْدِ۔))، فَقَالَ مُعَاذٌ: يَا نَبِيَّ اللّٰهِ! نَعَسَ النَّاسُ فَتَفَرَّقَتْ بِهِمْ رِكَابُهُمْ تَرْتَعُ وَ تَسِيْرُ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((وَ أَنَا كُنْتُ نَاعِسًا۔))، فَلَمَّا رَأَى مُعَاذٌ بُشْرٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ إِلَيْهِ وَ خَلْوَتَهُ لَهُ قَالَ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! ائْذَنْ لِيْ أَسْأَلْكَ عَنْ كَلِمَةٍ قَدْ أَمْرَضَتْنِيْ وَ أَسْقَمَتْنِيْ وَ أَحْزَنَتْنِيْ، فَقَالَ نَبِيُّ اللّٰهِ ﷺ: ((سَلْنِيْ عَمَّا شِئْتَ۔))، فَقَالَ: يَا نَبِيَّ اللّٰهِ! حَدِّثْنِيْ بِعَمَلٍ يُدْخِلُنِيَ الْجَنَّةَ لَا أَسْأَلُكَ عَنْ شَيْءٍ غَيْرِهِ، قَالَ نَبِيُّ

چرانے کے لیے ان کو لے کر بڑے راستوں کی طرف الگ الگ ہو گئے، بہر حال اُدھر سیدنا معاذ رضی اللہ عنہ، رسول اللہ ﷺ کے پیچھے چل رہے تھے، ان کی اونٹنی چرتی بھی گئی اور چلتی بھی رہی، اچانک وہ پھسل پڑھی، سیدنا معاذ رضی اللہ عنہ نے لگام کھینچی، لیکن وہ دوڑنے لگی اور رسول اللہ ﷺ کی اونٹنی بھی اس کی وجہ سے بدکنے لگی، پھر رسول اللہ ﷺ نے سر سے کپڑا اٹھایا اور پیچھے متوجہ ہوئے اور دیکھا کہ پورے لشکر میں سے سیدنا معاذ رضی اللہ عنہ ہی آپ ﷺ کے قریب ہیں، آپ ﷺ نے ان کو آواز دیتے ہوئے فرمایا: ''اے معاذ!'' انھوں نے کہا: جی میں حاضر ہوں، اے اللہ کے نبی! آپ ﷺ نے فرمایا: ''قریب ہو جا۔'' پس وہ آپ ﷺ کے اتنے قریب ہو گئے کہ ایک سواری دوسری کے ساتھ مل گئی، پھر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''میرا یہ خیال تو نہیں تھا کہ لوگ اس قدر ہم سے دور رہ جائیں گے۔'' سیدنا معاذ رضی اللہ عنہ نے کہا: اے اللہ کے نبی! لوگوں کو اونگھ آنے لگ گئی اور ان کی سواریاں چرنے کے لیے دور دور تک بکھر گئیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''میں بھی اونگھ رہا ہوں۔'' بہر حال جب سیدنا معاذ رضی اللہ عنہ نے دیکھا کہ رسول اللہ ﷺ ان کے ساتھ خوش ہیں اور ان کے ساتھ خلوت میں ہیں تو انھوں نے کہا: اے اللہ کے رسول! آپ مجھے ایک ایسی بات پوچھ لینے کی اجازت دیں، جس نے مجھے بیمار اور پریشان کر رکھا ہے۔ اللہ کے نبی ﷺ نے فرمایا: ''جو چاہتے ہو، سوال کر لو۔'' انھوں نے کہا: اے اللہ کے نبی! آپ مجھے ایسا عمل بتا دیں کہ جو مجھے جنت میں داخل کر دے میں آپ سے اس کے علاوہ کسی اور چیز کے بارے سوال نہیں کرتا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''واہ، واہ، واہ، تم نے بڑے عمل کے بارے میں سوال کر دیا ہے، تم نے تو بڑے عمل کے بارے میں

اللّٰهِ ﷺ: ((بَخٍ بَخٍ بَخٍ لَقَدْ سَأَلْتَ بِعَظِيْمٍ لَقَدْ سَأَلْتَ بِعَظِيْمٍ۔)) ثَلَاثًا، ((وَإِنَّهُ لَيَسِيْرٌ عَلَى مَنْ أَرَادَ اللّٰهُ بِهِ الْخَيْرَ۔)) فَلَمْ يُحَدِّثْهُ بِشَيْءٍ إِلَّا قَالَهُ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ يَعْنِيْ أَعَادَهُ عَلَيْهِ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ حِرْصًا لِكَيْمَا يَتْقِنُهُ عَنْهُ فَقَالَ نَبِيُّ اللّٰهِ ﷺ: ((تُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ وَتُقِيْمُ الصَّلَاةَ وَتَعْبُدُ اللّٰهَ وَحْدَهُ لَا تُشْرِكُ بِهِ شَيْئًا حَتّٰى تَمُوْتَ وَأَنْتَ عَلٰى ذٰلِكَ۔)) فَقَالَ: يَا نَبِيَّ اللّٰهِ! أَعِدْ لِيْ، فَأَعَادَهَا لَهُ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ، ثُمَّ قَالَ نَبِيُّ اللّٰهِ ﷺ: ((إِنْ شِئْتَ حَدَّثْتُكَ يَا مُعَاذُ بِرَأْسِ هٰذَا الْأَمْرِ وَذِرْوَةِ سَنَامِهِ۔)) فَقَالَ مُعَاذٌ: بَلٰى بِأَبِيْ وَأُمِّيْ أَنْتَ يَا نَبِيَّ اللّٰهِ فَحَدِّثْنِيْ، فَقَالَ نَبِيُّ اللّٰهِ ﷺ: ((إِنَّ هٰذَا الْأَمْرَ أَنْ تَشْهَدَ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيْكَ لَهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُوْلُهُ، وَأَنْ قِوَامَ هٰذَا الْأَمْرِ إِقَامُ الصَّلَاةِ وَإِيْتَاءُ الزَّكَاةِ، وَأَنَّ ذِرْوَةَ السَّنَامِ مِنْهُ الْجِهَادُ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ، إِنَّمَا أُمِرْتُ أَنْ أُقَاتِلَ النَّاسَ حَتّٰى يُقِيْمُوا الصَّلَاةَ وَيُؤْتُوا الزَّكَاةَ وَيَشْهَدُوْا أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيْكَ لَهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُوْلُهُ، فَإِذَا فَعَلُوْا ذٰلِكَ فَقَدِ اعْتَصَمُوْا وَعَصَمُوْا دِمَائَهُمْ وَأَمْوَالَهُمْ إِلَّا بِحَقِّهَا وَحِسَابُهُمْ عَلَى اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ۔))، وَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((وَالَّذِيْ نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهِ مَا شَحَبَ وَجْهٌ

سوال کر دیا ہے۔'' آپ ﷺ نے تین دفعہ یہ جملہ دوہرایا اور پھر فرمایا: ''لیکن یہ عمل اس آدمی کے لیے آسان ہے، جس کے ساتھ اللہ تعالیٰ بھلائی کا ارادہ کر لیں۔'' پھر آپ ﷺ نے مزید کوئی بات بیان نہ کی، البتہ ان ہی الفاظ کو تین دفعہ دوہرایا تاکہ سیدنا معاذ رضی اللہ عنہ اس کو اچھی طرح یاد کر لیں۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا: ''(وہ عمل یہ ہے کہ) تم اللہ تعالیٰ اور آخرت کے دن پر ایمان لاؤ، نماز قائم کرو، صرف اللہ تعالیٰ کی عبادت کرو اور اس کے ساتھ کسی چیز کو شریک نہ ٹھہراؤ (اور پھر تم اس سلسلے کو جاری رکھو) یہاں تک کہ اسی پر وفات پا جاؤ۔'' انھوں نے آگے سے کہا: اے اللہ کے نبی! یہ بات دوبارہ ارشاد فرماؤ، آپ ﷺ نے تین دفعہ دوہرا دی، پھر اللہ کے نبی ﷺ نے فرمایا: ''اے معاذ! اگر تم چاہتے ہو تو میں اس دین کی اصل اور اس کی کوہان کی چوٹی کی وضاحت کر دیتا ہوں۔'' سیدنا معاذ رضی اللہ عنہ نے کہا: کیوں نہیں، اے اللہ کے نبی! میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں، آپ مجھے بیان کریں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اس دین کی اصل یہ ہے کہ تم یہ گواہی دو کہ اللہ تعالیٰ ہی معبودِ برحق ہے، وہ اکیلا ہے، اس کا کوئی شریک نہیں اور یہ کہ حضرت محمد ﷺ اس کے بندے اور رسول ہوں، اور اس دین کا سہارا اور ستون یہ ہے کہ نماز قائم کی جائے اور زکوۃ ادا کی جائے اور اس کی کوہان کی چوٹی جہاد فی سبیل اللہ ہے، مجھے تو یہ حکم دیا گیا ہے کہ میں اس وقت تک لوگوں سے قتال کروں، جب تک اس طرح نہ ہو جائے کہ وہ نماز قائم کریں، زکوۃ ادا کریں اور یہ شہادت دیں کہ اللہ تعالیٰ ہی معبودِ برحق ہے، وہ یکتا و یگانہ ہے، اس کا کوئی شریک نہیں اور محمد ﷺ اس کے بندے اور رسول ہیں، جب لوگ یہ امور سرانجام دیں گے تو وہ خود بھی بچ جائیں گے اور اپنے خونوں

وَلَا اغْبَرَّتْ قَدَمٌ فِي عَمَلٍ تُبْتَغَى فِيهِ دَرَجَاتُ الْجَنَّةِ بَعْدَ الصَّلَاةِ الْمَفْرُوْضَةِ كَجِهَادٍ فِي سَبِيْلِ اللّٰهِ، وَلَا ثَقَّلَ مِيْزَانَ عَبْدٍ كَدَابَّةٍ تَنْفُقُ لَهُ فِي سَبِيْلِ اللّٰهِ أَوْ يَحْمِلُ عَلَيْهَا فِي سَبِيْلِ اللّٰهِ۔)) (مسند أحمد: ٢٢٤٧٣)

اور مالوں کو بھی بچا لیں گے، مگر ان کے حق کے ساتھ اور ان کا حساب اللہ تعالیٰ پر ہوگا۔'' پھر رسول اللہ ﷺ نے مزید فرمایا: ''اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں محمد کی جان ہے! فرضی نماز کے بعد جنت کے درجات کو پانے کیلئے جہاد فی سبیل اللہ ہی ایک ایسا عمل ہے، جس میں چہرے کو متغیر کیا جائے اور قدموں کو خاک آلود کیا جائے اور بندے کے ترازو کو سب سے زیادہ بھاری کرنے والا یہ عمل ہے کہ تم اللہ تعالیٰ کے راستے میں کوئی چوپایہ خرچ کرو یا اللہ کے راستے میں کسی کو سواری دے دو۔''

(٥٤)۔عَنِ الْحَسَنِ حَدَّثَنَا أَبُوهُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ إِذْ ذَاكَ وَنَحْنُ بِالْمَدِيْنَةِ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((تَجِيءُ الْأَعْمَالُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فَتَجِيءُ الصَّلَاةُ فَتَقُوْلُ: يَا رَبِّ! أَنَا الصَّلَاةُ، فَيَقُوْلُ: إِنَّكِ عَلٰى خَيْرٍ، فَتَجِيءُ الصَّدَقَةُ فَتَقُوْلُ: يَا رَبِّ! أَنَا الصَّدَقَةُ، فَيَقُوْلُ: إِنَّكِ عَلٰى خَيْرٍ، ثُمَّ يَجِيءُ الصِّيَامُ فَيَقُوْلُ: أَيْ رَبِّ! أَنَا الصِّيَامُ، فَيَقُوْلُ: إِنَّكَ عَلٰى خَيْرٍ، ثُمَّ يَجِيءُ الْأَعْمَالُ عَلٰى ذٰلِكَ فَيَقُوْلُ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ: إِنَّكَ عَلٰى خَيْرٍ، ثُمَّ يَجِيءُ الْإِسْلَامُ فَيَقُوْلُ: يَا رَبِّ! أَنْتَ السَّلَامُ وَأَنَا الْإِسْلَامُ، فَيَقُوْلُ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ: إِنَّكَ عَلٰى خَيْرٍ، بِكَ الْيَوْمَ آخُذُ وَبِكَ أُعْطِيْ، فَقَالَ اللّٰهُ فِي كِتَابِهِ: ﴿وَمَنْ يَبْتَغِ غَيْرَ الْإِسْلَامِ دِيْنًا فَلَنْ يُقْبَلَ مِنْهُ وَهُوَ فِي الْآخِرَةِ مِنَ الْخَاسِرِيْنَ﴾۔)) (مسند أحمد: ٨٧٢٧)

حسن بصری کہتے ہیں: ہم مدینہ منورہ میں تھے کہ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے ہمیں بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''قیامت والے دن اعمال آئیں گے، (اس کی تفصیل یہ ہے کہ) نماز آئے گی اور کہے گی: اے میرے ربّ! میں نماز ہوں، اللہ تعالیٰ کہے گا: بیشک تو خیر پر ہے۔ اسی طرح صدقہ آ کر کہے گا: اے میرے ربّ! میں صدقہ ہوں، اللہ تعالیٰ کہے گا: بیشک تو خیر پر ہے۔ پھر روزہ آ کر کہے گا: اے میرے ربّ! میں روزہ ہوں، اللہ تعالیٰ کہے گا: بیشک تو خیر پر ہے۔ پھر دوسرے اعمال آئیں گے اور اللہ تعالیٰ یہی کہتا رہے گا کہ تم خیر پر ہو، پھر اسلام آئے گا اور کہے گا: اے میرے ربّ! تو ''سلام'' ہے اور میں ''اسلام'' ہوں، اللہ تعالیٰ کہے گا: بیشک تو خیر پر ہے اور تیرے ذریعے آج میں مؤاخذہ کروں گا اور تیرے ذریعے عطا کروں گا۔ اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں ارشاد فرمایا: ﴿وَمَنْ يَبْتَغِ غَيْرَ الْإِسْلَامِ دِيْنًا فَلَنْ يُقْبَلَ مِنْهُ وَهُوَ فِي الْآخِرَةِ مِنَ الْخَاسِرِيْنَ﴾...... ''جو شخص اسلام کے سوا اور دین تلاش کرے، اس کا دین قبول نہ کیا

(٥٤) تخريج: اسناده ضعيف، عباد بن راشد ضعفه ابن معين و ابوداود و ابن حبان۔ أخرجه ابويعلى: ٦٢٣١، والطبراني في "الاوسط": ٧٦٠٧ (انظر: ٨٧٤٢)

جائے گا اور وہ آخرت میں نقصان پانے والوں میں سے ہو گا۔'' (سورۂ آل عمران: ۸۵)

فوائد: ......اللہ تعالیٰ قیامت کے دن ہر عمل کو ایک خاص وجود عطا کرے گا، وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ۔ اس حدیثِ مبارک کے آخری حصے سے معلوم ہوا کہ آخرت میں نجات کے لیے اسلام کا سہارا لینا ضروری ہے، ضرورت اس بات کی ہے ہم اپنی انفرادی اور اجتماعی زندگی اور بالخصوص اپنے گھروں میں اسلام کو نافذ کریں، دورِ حاضر کے اکثر مسلمانوں میں بڑی خرابی یہ ہے کہ وہ اسلام کی چند شقوں پر عمل کر کے اپنے آپ کو کامل مسلمان سمجھ بیٹھے ہیں، اس نظریے کی وجہ سے ان کی عملی زندگی میں جمود اور ٹھہراؤ آ گیا ہے اور ان میں مزید عمل کی خواہش ہی ختم ہو گئی ہے۔

بَابٌ فِيْ بَيَانِ الْإِيْمَانِ وَالْإِسْلَامِ وَالْإِحْسَانِ

ایمان، اسلام اور احسان کی وضاحت کا بیان

(۵۵)۔عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ ؓ قَالَ: بَيْنَمَا نَحْنُ ذَاتَ يَوْمٍ عِنْدَ نَبِيِّ اللّٰهِ ﷺ إِذْ طَلَعَ عَلَيْنَا رَجُلٌ شَدِيْدُ بَيَاضِ الثِّيَابِ شَدِيْدُ سَوَادِ الشَّعَرِ لَا يُرَى (وَفِي رِوَايَةٍ لَا نَرَى) عَلَيْهِ أَثَرُ السَّفَرِ وَلَا يَعْرِفُهُ مِنَّا أَحَدٌ حَتّٰى جَلَسَ إِلَى نَبِيِّ اللّٰهِ ﷺ فَأَسْنَدَ رُكْبَتَيْهِ إِلَى رُكْبَتَيْهِ وَوَضَعَ كَفَّيْهِ عَلٰى فَخِذَيْهِ ثُمَّ قَالَ: يَا مُحَمَّدُ أَخْبِرْنِيْ عَنِ الْإِسْلَامِ مَا الْإِسْلَامُ؟ فَقَالَ: ((الْإِسْلَامُ أَنْ تَشْهَدَ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَ أَنَّ مُحَمَّدًا رَسُوْلُ اللّٰهِ وَ تُقِيْمَ الصَّلَاةَ وَ تُؤْتِيَ الزَّكٰوةَ وَ تَصُوْمَ رَمَضَانَ وَ تَحُجَّ الْبَيْتَ إِنِ اسْتَطَعْتَ إِلَيْهِ سَبِيْلًا۔))، قَالَ: صَدَقْتَ، فَعَجِبْنَا لَهُ يَسْأَلُهُ وَ يُصَدِّقُهُ، قَالَ: ثُمَّ قَالَ: أَخْبِرْنِيْ عَنِ الْإِيْمَانِ، قَالَ: ((اَلْإِيْمَانُ أَنْ تُؤْمِنَ بِاللّٰهِ وَ مَلَائِكَتِهِ وَ كُتُبِهِ وَ رُسُلِهِ وَ الْيَوْمِ الْآخِرِ وَ الْقَدْرِ كُلِّهِ خَيْرِهِ

سیدنا عمر بن خطاب ؓ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: ہم ایک دن اللہ کے نبی ﷺ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے، اچانک ہمارے پاس ایک آدمی آیا، اس کے کپڑے بہت زیادہ سفید اور بال بہت زیادہ سیاہ تھے، نہ تو اس پر سفر کی کوئی علامت نظر آ رہی تھی اور نہ ہم میں سے کوئی اسے پہچانتا تھا، بہرحال وہ آیا اور نبی کریم ﷺ کے پاس اس طرح بیٹھ گیا کہ اپنے گھٹنے آپ ﷺ کے گھٹنوں کے ساتھ ملا دیئے اور اپنے ہاتھ آپ ﷺ کی رانوں پر رکھ دیئے اور کہا: اے محمد! مجھے اسلام کے بارے میں بتاؤ کہ اسلام کیا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اسلام یہ ہے کہ تو گواہی دے کہ اللہ تعالیٰ ہی معبودِ برحق ہے اور حضرت محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں اور تو نماز قائم کرے، زکوۃ ادا کرے، رمضان کے روزے رکھے اور اگر طاقت ہو تو بیت اللہ کا حج کرے۔'' اس نے آگے سے کہا: آپ نے سچ کہا ہے۔ہمیں بڑا تعجب ہوا کہ یہ شخص سوال بھی کرتا ہے اور تصدیق بھی کرتا ہے۔ بہرحال اس نے پھر سوال کیا اور کہا: آپ مجھے ایمان کے بارے میں بتلائیں۔آپ ﷺ نے فرمایا: ''ایمان

(۵۵) تخریج: أخرجه مسلم: ۸(انظر: ۳۶۷)

وَ شَرِّهِ۔))، قَالَ: صَدَقْتَ، قَالَ: فَأَخْبِرْنِی عَنِ الْإِحْسَانِ مَا الْإِحْسَانُ؟ قَالَ: ((أَنْ تَعْبُدَ اللّٰهَ كَأَنَّكَ تَرَاهُ فَإِنْ لَمْ تَكُنْ تَرَاهُ فَإِنَّهُ يَرَاكَ۔))، قَالَ: فَأَخْبِرْنِی عَنِ السَّاعَةِ، قَالَ: ((مَا الْمَسْئُولُ عَنْهَا بِأَعْلَمَ بِهَا مِنَ السَّائِلِ۔))، قَالَ: فَأَخْبِرْنِی عَنْ أَمَارَاتِهَا، قَالَ: ((أَنْ تَلِدَ الْأَمَةُ رَبَّتَهَا وَ أَنْ تَرَى الْحُفَاةَ الْعُرَاةَ رِعَاءَ الشَّاءِ يَتَطَاوَلُونَ فِی الْبِنَاءِ۔))، قَالَ: ثُمَّ انْطَلَقَ، قَالَ: فَلَبِثَ مَلِيًّا، (وَفِی رِوَايَةٍ فَلَبِثَ ثَلَاثًا) فَقَالَ لِی رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((يَا عُمَرُ! أَتَدْرِی مَنِ السَّائِلُ؟)) قُلْتُ: اللّٰهُ وَ رَسُولُهُ أَعْلَمُ، قَالَ: ((فَإِنَّهُ جِبْرِيلُ أَتَاكُمْ يُعَلِّمُكُمْ دِينَكُمْ۔)) (مسند أحمد: ٣٦٧)

یہ ہے کہ تو اللہ تعالیٰ، فرشتوں، کتابوں، رسولوں، آخرت کے دن اور ساری کی ساری تقدیر، وہ اچھی ہو یا بری، پر ایمان لائے۔'' اس نے کہا: جی، آپ نے سچ کہا ہے۔ اس نے تیسرا سوال کرتے ہوئے کہا: اب آپ مجھے احسان کے بارے میں بتائیں، احسان کیا ہوتا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''احسان یہ ہے کہ تو اللہ تعالیٰ کی اس طرح عبادت کر کہ گویا تو اسے دیکھ رہا ہے، اور اگر تو نہیں دیکھ رہا تو وہ تو تجھے دیکھ رہا ہے۔'' اس نے پھر سوال کیا: آپ مجھے قیامت کے بارے میں بتائیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''مسئول، قیامت کے بارے میں سائل سے زیادہ علم نہیں رکھتا۔'' اس نے کہا: تو پھر آپ مجھے اس کی علامتوں کے بارے میں بتا دیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''وہ یہ ہیں: لونڈی اپنی مالکہ کو جنم دے گی، تو دیکھے گا کہ ننگے پاؤں اور ننگے جسموں والے بکریوں کے چرواہے عمارتوں پر غرور کریں گے۔'' سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: پھر وہ بندہ چلا گیا اور آپ ﷺ کچھ زمانے، ایک روایت کے مطابق تین دنوں تک اس کے بارے میں خاموش رہے اور پھر مجھ سے فرمایا: ''عمر! کیا تم جانتے ہو کہ یہ سائل کون تھا؟'' میں نے کہا: جی، اللہ اور اس کا رسول ہی بہتر جانتے ہیں، آپ ﷺ نے فرمایا: ''یہ حضرت جبریل علیہ السلام تھے، وہ تم لوگوں کو دین کی تعلیم دینے کے لیے آئے تھے۔''

فوائد: ...... یہ حدیثِ جبریل ہے، ایمان اور اسلام کا معاملہ تو واضح ہے اور احسان کسی تیسری چیز کا نام نہیں ہے، بلکہ اللہ تعالیٰ کی عبادت کرنے کا ایک انداز ہے اور وہ یہ کہ عبادت میں ایسی پختگی ہو کہ اللہ تعالیٰ کے حقوق کا لحاظ رکھا جائے، اس کے مراقبے کا نظریہ مضبوط کر لیا جائے، تمام دنیوی معاملات کو خیر آباد کہہ کر اللہ تعالیٰ کے سامنے کھڑے ہونے کا تصور قائم کر لیا جائے اور دورانِ عبادت اس کی عظمت و جلالت کا استحضار کیا جائے۔ یہ عبادت کا وہ انداز ہے، جس سے دل میں راحت پیدا ہوتی ہے اور جس کی مقدار میں اضافہ کرنے کی خواہش بڑھتی چلی جاتی ہے۔

''لونڈی اپنی مالکہ کو جنم دے گی۔'' اس کا راجح مفہوم یہ ہے کہ والدین کی نافرمانی عام ہو جائے گی اور اولاد کا اپنے ماں باپ کو ڈانٹنا، ان کو برا بھلا کہنا، ان پر سب وشتم کرنا اور ان پر حکم چلانا، اس کا انداز ایسے ہی ہو گا جیسے آقا اپنے غلام اور لونڈی کے ساتھ رویہ اختیار کرتا ہے، آج کل والدین کی نافرمانی عروج پر ہے اور جب اولاد گستاخانہ رویے پر اترتی ہے تو کوئی شریف یہ اندازہ ہی نہیں کر سکتا ہے کہ آیا یہ باپ بیٹا ہیں۔

(٥٦)۔عَنْ أَبِیْ عَامِرِ الْأَشْعَرِیِّ ؓ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ بِنَحْوِهِ وَفِیْهِ: ثُمَّ وَلّٰی (أَیِ السَّائِلُ) فَلَمَّا لَمْ نَرَ طَرِیْقَهُ بَعْدُ قَالَ (أَیِ النَّبِیُّ) ﷺ: ((سُبْحَانَ اللّٰهِ! ثَلَاثًا، هٰذَا جِبْرِیْلُ جَاءَ لِیُعَلِّمَ النَّاسَ دِیْنَهُمْ، وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِهِ مَا جَاءَ نِیْ قَطُّ إِلَّا وَأَنَا أَعْرِفُهُ إِلَّا أَنْ تَكُوْنَ هٰذِهِ الْمَرَّةَ۔)) (مسند أحمد: ١٧٢٩٩)

سیدنا ابو عامر اشعری ؓ نے بھی نبی کریم ﷺ سے اسی طرح کی حدیث بیان کی ہے، البتہ اس میں ہے: پھر وہ سوال کرنے والا آدمی چلا گیا، جب ہمیں اس کا کوئی راستہ نظر نہ آیا، تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''سبحان اللہ! سبحان اللہ! سبحان اللہ! (یعنی بڑا تعجب ہے) یہ جبرائیل علیہ السلام تھے جو لوگوں کو دین سکھلانے کے لیے آئے تھے، اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! یہ جب بھی میرے پاس آتے تھے تو میں ان کو پہچانتا ہوتا تھا، ماسوائے اس دفعہ کے۔''

(٥٧)۔عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ ؓ قَالَ: جَلَسَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَجْلِسًا لَهُ فَجَاءَ جِبْرِیْلُ علیہ السلام فَجَلَسَ بَیْنَ یَدَیْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَاضِعًا كَفَّیْهِ عَلٰی رُكْبَتَیْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ: یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! حَدِّثْنِیْ بِالْإِسْلَامِ، قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((الْإِسْلَامُ أَنْ تُسْلِمَ وَجْهَكَ لِلّٰهِ وَتَشْهَدَ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِیْكَ لَهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُوْلُهُ۔))، قَالَ: إِذَا فَعَلْتُ ذَالِكَ فَأَنَا مُسْلِمٌ؟ قَالَ: ((إِذَا فَعَلْتَ ذَالِكَ فَقَدْ أَسْلَمْتَ۔))، قَالَ: یَا رَسُوْلَ

سیدنا عبد اللہ بن عباس ؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ ایک مجلس میں تشریف فرما تھے، اتنے میں جبرائیل علیہ السلام آ گئے اور رسول اللہ ﷺ کے سامنے اس طرح بیٹھ گئے کہ اپنی ہتھیلیاں رسول اللہ ﷺ کے گھٹنوں پر رکھ دیں اور کہا: اے اللہ کے رسول! مجھے اسلام کے بارے میں بیان کرو کہ وہ کیا ہے؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اسلام یہ ہے کہ تو اپنے چہرے کو اللہ تعالیٰ کے لیے مطیع کر دے اور یہ شہادت دے کہ اللہ تعالیٰ ہی معبودِ برحق ہے، وہ اکیلا ہے، اس کا کوئی شریک نہیں اور محمد ﷺ اس کے بندے اور رسول ہیں۔'' انھوں نے کہا: جب میں یہ امور سرانجام دے دوں گا تو میں مسلمان ہو جاؤں گا؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''جی ہاں، جب تو یہ اعمال

---

(٥٦) تخریج: اسناده ضعیف علی نکارة فی بعض الفاظه، وقد اختلف فیه علی شهر (انظر: ١٧١٦٧)

(٥٧) تخریج: حدیث حسن۔ أخرجه البزار: ٢٤ (انظر: ٢٩٢٤)

اللّٰهِ! فَحَدِّثْنِي مَا الْإِيْمَانُ؟ قَالَ: ((الْإِيْمَانُ أَنْ تُؤْمِنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ وَ الْمَلَائِكَةِ وَ الْكِتَابِ وَ النَّبِيِّيْنَ وَ تُؤْمِنَ بِالْمَوْتِ وَ بِالْحَيَاةِ بَعْدَ الْمَوْتِ وَ تُؤْمِنَ بِالْجَنَّةِ وَالنَّارِ وَ الْحِسَابِ وَالْمِيْزَانِ وَ تُؤْمِنَ بِالْقَدْرِ كُلِّهِ خَيْرِهِ وَ شَرِّهِ۔)) قَالَ: فَإِذَا فَعَلْتُ ذَالِكَ فَقَدْ آمَنْتُ؟ قَالَ: ((إِذَا فَعَلْتَ ذَالِكَ فَقَدْ آمَنْتَ۔))، قَالَ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! حَدِّثْنِي مَا الْإِحْسَانُ؟ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((الْإِحْسَانُ أَنْ تَعْمَلَ لِلّٰهِ كَأَنَّكَ تَرَاهُ فَإِنَّكَ إِنْ لَمْ تَرَهُ فَإِنَّهُ يَرَاكَ۔))، قَالَ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! فَحَدِّثْنِي مَتَى السَّاعَةُ؟ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((سُبْحَانَ اللّٰهِ! فِي خَمْسٍ مِنَ الْغَيْبِ لَا يَعْلَمُهُنَّ إِلَّا هُوَ ﴿إِنَّ اللّٰهَ عِنْدَهُ عِلْمُ السَّاعَةِ وَ يُنَزِّلُ الْغَيْثَ وَيَعْلَمُ مَا فِي الْأَرْحَامِ وَ مَا تَدْرِيْ نَفْسٌ مَاذَا تَكْسِبُ غَدًا وَمَا تَدْرِيْ نَفْسٌ بِأَيِّ أَرْضٍ تَمُوْتُ إِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌ خَبِيْرٌ﴾ وَلٰكِنْ إِنْ شِئْتَ حَدَّثْتُكَ بِمَعَالِمَ لَهَا دُوْنَ ذَالِكَ۔))، قَالَ: أَجَلْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَحَدِّثْنِيْ، قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِذَا رَأَيْتَ الْأَمَةَ وَلَدَتْ رَبَّتَهَا أَوْ رَبَّهَا وَ رَأَيْتَ أَصْحَابَ الشَّاءِ تَطَاوَلُوْا بِالْبُنْيَانِ وَ رَأَيْتَ الْحُفَاةَ الْجِيَاعَ الْعَالَةَ كَانُوْا رُءُ وْسَ النَّاسِ فَذَالِكَ مِنْ مَعَالِمِ السَّاعَةِ وَ أَشْرَاطِهَا۔)) قَالَ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! وَمَنْ أَصْحَابُ الشَّاءِ وَالْحُفَاةُ الْجِيَاعُ الْعَالَةُ؟

کرے گا تو تو مسلمان ہو جائے گا۔'' انھوں نے کہا: اے اللہ کے رسول! آپ مجھے ایمان کے بارے میں بتلائیں کہ ایمان کیا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''ایمان یہ ہے کہ تو ایمان لائے اللہ تعالیٰ پر، آخرت کے دن پر، فرشتوں پر، کتاب پر، نبیوں پر، موت اور موت کے بعد دوبارہ زندہ ہونے پر، جنت و جہنم پر، حساب اور میزان پر اور ساری کی ساری تقدیر پر، وہ اچھی ہو یا بری۔'' انھوں نے کہا: جب میں یہ اعمال کروں گا تو مؤمن ہو جاؤں گا؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''جی ہاں، جب تو ایسا کرے گا تو مؤمن ہو جائے گا۔'' اس نے کہا: اے اللہ کے رسول! مجھے یہ تو بتلا دو کہ احسان کیا ہے؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''احسان یہ ہے کہ تو اللہ تعالیٰ کے لیے اس طرح عمل کرے کہ گویا کہ تو اس کو دیکھ رہا ہے، پس اگر تو اس کو نہیں دیکھ رہا تو بیشک وہ تو تجھے دیکھ رہا ہے۔'' انھوں نے کہا: اے اللہ کے رسول! یہ بیان کرو کہ قیامت کب آئے گی؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''سبحان اللہ! بڑا تعجب ہے، اس کا تعلق تو غیب والی ان پانچ چیزوں سے ہے، جن کو صرف اللہ تعالیٰ جانتا ہے، ارشادِ باری تعالیٰ ہے: ﴿إِنَّ اللّٰهَ عِنْدَهُ عِلْمُ السَّاعَةِ وَ يُنَزِّلُ الْغَيْثَ وَيَعْلَمُ مَا فِي الْأَرْحَامِ وَ مَا تَدْرِيْ نَفْسٌ مَاذَا تَكْسِبُ غَدًا وَمَا تَدْرِيْ نَفْسٌ بِأَيِّ أَرْضٍ تَمُوْتُ إِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌ خَبِيْرٌ﴾ (بیشک اللہ تعالیٰ ہی کے پاس قیامت کا علم ہے، وہی بارش نازل فرماتا ہے اور ماں کے پیٹ میں جو ہے اسے جانتا ہے، کوئی بھی نہیں جانتا کہ وہ کل کیا کچھ کرے گا، نہ کسی کو یہ معلوم ہے کہ کس زمین میں مرے گا، بیشک اللہ تعالیٰ ہی پورے علم والا اور صحیح خبروں والا ہے۔) (سورۂ لقمان: ۳٤)، البتہ اگر تو چاہتا ہے تو میں تجھے اس کی علامتیں بیان کر دیتا ہوں۔'' انھوں نے کہا: جی بالکل، اے اللہ

قَالَ: ((الْعَرَبُ۔)) (مسند أحمد: ٢٩٢٤)

کے رسول! آپ مجھے بیان کریں، آپ ﷺ نے فرمایا: ''جب تو دیکھے گا کہ لونڈی اپنی مالکہ یا آقا کو جنم دے گی اور بکریوں کے چرواہے عمارتوں میں فخر کرنے لگیں گے اور ننگے پاؤں والے بھوکے اور فقیر لوگوں کے سردار بن جائیں گے، یہ قیامت کی علامتیں ہیں۔'' انھوں نے کہا: اے اللہ کے رسول! بکریوں کے چرواہوں اور ننگے پاؤں والے بھوکوں اور فقیروں سے کون لوگ مراد ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''عرب۔''

(٥٨)۔عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ بِنَحْوِهِ وَ فِيهِ: ((وَ إِذَا كَانَتِ الْعُرَاةُ الْحُفَاةُ الْجُفَاةُ، وَ فِيهِ: وَإِذَا تَطَاوَلَ رُعَاةُ الْبَهْمِ فِي الْبُنْيَانِ۔)) وَفِيهِ بَعْدَ ذِكْرِ الْآيَةِ زِيَادَةٌ: ثُمَّ أَدْبَرَ الرَّجُلُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((رُدُّوْا عَلَيَّ الرَّجُلَ۔))، فَأَخَذُوْا لِيَرُدُّوْهُ فَلَمْ يَرَوْا شَيْئًا فَقَالَ: ((هٰذَا جِبْرِيْلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ جَاءَ لِيُعَلِّمَ النَّاسَ دِيْنَهُمْ۔)) (مسند أحمد: ٩٤٩٧)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بھی نبی کریم ﷺ سے اسی قسم کی حدیث بیان کی ہے، البتہ اس میں ہے: ''جب ننگے جسموں اور ننگے پاؤں والے اکھڑ مزاج اور سنگ دل لوگ.....'' اس میں مزید یہ الفاظ ہیں: جب چھوٹی چھوٹی بھیڑ بکریوں کے چرواہے عمارتوں میں فخر کریں گے۔'' آیت کے بعد یہ الفاظ بھی اس روایت میں ہیں: پھر وہ آدمی چلا گیا، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اس آدمی کو دوبارہ میرے پاس بلاؤ۔'' لوگوں نے اسے تلاش کر کے آپ ﷺ کے پاس لانا چاہا، لیکن وہ سرے سے اسے دیکھ ہی نہ سکے (کہ کہاں گیا ہے)۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا: ''یہ جبرائیل علیہ السلام تھے، جو لوگوں کو دین کی تعلیم دینے کے لیے آئے تھے۔''

فوائد: ...... یہ حدیثِ جبریل کئی عقائد و احکام پر مشتمل ہے، ہر قاری کو چاہیے کہ وہ بغور اس کا مطالعہ کرے اور اس میں بیان کیے گئے تمام تقاضوں کو پورا کرے، اس میں قیامت کی جو علامتیں بیان کی گئیں ہیں، وہ پوری ہو چکی ہیں۔

(٥٩)۔عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((الْإِسْلَامُ عَلَانِيَةٌ

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اسلام (اعضاء سے متعلقہ) علانیہ چیز ہے اور ایمان

---

(٥٨) تخريج: أخرجه البخاري: ٤٧٧٧، ومسلم: ٩، ١٠ (انظر: ٩٥٠١)

(٥٩) تخريج: اسناده ضعيف، تفرد به علي بن مسعدة، وهو ضعيف يعتبر به في المتابعات والشواهد، وأما قوله "التقوى ههنا" فله شاهد من حديث ابي هريرة عند مسلم: ٢٥٦٤۔ أخرجه ابو يعلى: ٢٩٢٣، والبزار: ٢٠ (انظر: ١٢٣٨١)

وَالْإِيْمَانُ فِي الْقَلْبِ۔)) قَالَ: ثُمَّ يُشِيْرُ بِيَدِهِ إِلٰى صَدْرِهِ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ قَالَ: ثُمَّ يَقُوْلُ: ((التَّقْوٰى هٰهُنَا۔)) (مسند أحمد: ١٢٤٠٨)

دل سے متعلقہ مخفی چیز ہے۔'' پھر آپ ﷺ نے اپنے سینے کی طرف تین دفعہ اشارہ کیا اور پھر فرمایا: ''تقوی یہاں ہوتا ہے۔''

فوائد: ......تقوی اور پرہیزگاری کی بنیاد دل ہی ہے، لیکن جب دل میں تقوی پیدا ہو جائے تو اعضاء و جوارح اس سے متاثر ہوئے بغیر نہیں رہ سکتے، یعنی دل میں تقوی ہونے کا لازمی نتیجہ یہ ہے کہ وجود کا رجحان بھی نیکیوں کی طرف ہو۔

بَابٌ فِيمَنْ وَفَدَ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ مِنَ الْعَرَبِ لِلسُّؤَالِ عَنِ الْإِيْمَانِ وَ الْإِسْلَامِ وَ أَرْكَانِهِمَا

ایمان اور اسلام اور ان کے ارکان کے بارے میں سوال کرنے کے لیے عرب لوگوں کا نبی کریم ﷺ کے پاس آنے کا بیان

جب اللہ تعالیٰ نے اسلام کا شہرہ بلند کیا تو مختلف لوگوں نے آپ ﷺ کے پاس آ کر اسلام کی حقانیت کے بارے سوال کر کے مشرف باسلام ہونا شروع کر دیا، اس باب میں اس قسم کے مختلف وفود اور لوگوں کا بیان ہے، لیکن یہ بات ضرور ہے کہ آپ ﷺ نے ہر وفد اور ہر آدمی کی صورتحال کو دیکھ کر اس کے سامنے ایسے اسلامی احکام کا ذکر کیا، جو اس کے لیے زیادہ مناسب تھے اور اس حقیقت کو سمجھنا بھی ضروری ہے کہ کسی وفد کے سامنے یا کسی موقع پر اسلام کی تمام شقوں کا ذکر نہیں کیا گیا، اسلام وہ ہے جو آپ ﷺ کے پورے دورِ نبوت میں قرآن و حدیث کی صورت میں نازل ہوتا رہا اور اب ہمارے سامنے ہے۔

فِيْ وَفَادَةِ ضِمَامِ بْنِ ثَعْلَبَةَ وَافِدِ بَنِيْ سَعْدِ بْنِ بَكْرٍ رضي الله عنه

بنو سعد بن بکر کی طرف سے سیدنا ضمام بن ثعلبہ رضی اللہ عنہ کی آمد کا بیان

(٦٠)۔عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رضي الله عنه قَالَ: كُنَّا قَدْ نُهِيْنَا أَنْ نَسْأَلَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ عَنْ شَيْءٍ، فَكَانَ يُعْجِبُنَا أَنْ يَجِيْءَ الرَّجُلُ مِنْ أَهْلِ الْبَادِيَةِ الْعَاقِلُ فَيَسْأَلَهُ وَنَحْنُ نَسْمَعُ، فَجَاءَ رَجُلٌ مِنْ أَهْلِ الْبَادِيَةِ فَقَالَ: يَامُحَمَّدُ! أَتَانَا رَسُوْلُكَ فَزَعَمَ لَنَا أَنَّكَ تَزْعُمُ أَنَّ اللّٰهَ أَرْسَلَكَ، قَالَ: ((صَدَقَ۔))، قَالَ: فَمَنْ خَلَقَ السَّمَاءَ؟ قَالَ: ((اللّٰهُ۔))، قَالَ: فَمَنْ خَلَقَ الْأَرْضَ؟ قَالَ: ((اللّٰهُ۔))، قَالَ: فَمَنْ

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: ہمیں تو رسول اللہ ﷺ سے سوال کرنے سے ہی منع کر دیا گیا تھا، اس لیے ہمیں یہ بات پسند تھی کہ کوئی سمجھدار دیہاتی آئے اور آپ ﷺ سے سوالات کرے اور ہم سنیں، ایک دن ایسے ہی ہوا کہ ایک دیہاتی آدمی آیا اور اس نے کہا: اے محمد! آپ کا قاصد ہمارے پاس آیا اور اس نے بتلایا کہ آپ کا یہ خیال ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو مبعوث کیا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اس نے سچ کہا ہے۔'' اس نے کہا: تو پھر آپ بتلایئے کہ آسمان کو کس نے پیدا کیا؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ

(٦٠) تخريج: أخرجه البخاري: ٦٣، ومسلم: ١٢ (انظر: ١٢٤٥٧)

نَصَبَ هٰذِهِ الْجِبَالَ وَجَعَلَ فِيهَا مَا جَعَلَ؟ قَالَ: ((اَللّٰهُ۔))، قَالَ: فَبِالَّذِي خَلَقَ السَّمَاءَ وَ خَلَقَ الْأَرْضَ وَ نَصَبَ هٰذِهِ الْجِبَالَ! آللّٰهُ أَرْسَلَكَ؟ قَالَ: ((نَعَمْ۔))، قَالَ: فَزَعَمَ رَسُوْلُكَ أَنَّ عَلَيْنَا خَمْسَ صَلَوَاتٍ فِي يَوْمِنَا وَ لَيْلَتِنَا؟ قَالَ: ((صَدَقَ۔))، قَالَ: فَبِالَّذِي أَرْسَلَكَ! آللّٰهُ أَمَرَكَ بِهٰذَا؟ قَالَ: ((نَعَمْ۔))، قَالَ: فَزَعَمَ رَسُوْلُكَ أَنَّ عَلَيْنَا زَكٰوةً فِي أَمْوَالِنَا؟ قَالَ: ((صَدَقَ۔))، قَالَ: فَبِالَّذِي أَرْسَلَكَ! آللّٰهُ أَمَرَكَ بِهٰذَا؟ قَالَ: ((نَعَمْ۔))، قَالَ: وَ زَعَمَ رَسُوْلُكَ أَنَّ عَلَيْنَا صَوْمَ شَهْرِ رَمَضَانَ فِي سَنَتِنَا؟ قَالَ: ((نَعَمْ، صَدَقَ۔)) قَالَ: فَبِالَّذِي أَرْسَلَكَ! آللّٰهُ أَمَرَكَ بِهٰذَا؟ قَالَ: ((نَعَمْ۔))، قَالَ: وَزَعَمَ رَسُوْلُكَ أَنَّ عَلَيْنَا حَجَّ الْبَيْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ إِلَيْهِ سَبِيْلًا؟ قَالَ: ((صَدَقَ۔))، قَالَ: ثُمَّ وَلّٰى فَقَالَ: وَالَّذِي بَعَثَكَ بِالْحَقِّ نَبِيًّا لَا أَزِيْدُ عَلَيْهِنَّ شَيْئًا وَلَا أَنْقُصُ مِنْهُنَّ شَيْئًا، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((لَئِنْ صَدَقَ لَيَدْخُلَنَّ الْجَنَّةَ۔)) (مسند أحمد: ١٢٤٨٤)

تعالیٰ نے۔'' اس نے کہا: زمین کو کس نے پیدا کیا؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ نے۔'' اس نے کہا: ان پہاڑوں کو کس نے پیدا کر کے ان میں بہت کچھ رکھ دیا؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ نے۔'' اس نے کہا: تو پھر اس ذات کی قسم جس نے آسمان کو پیدا کیا، زمین کو پیدا کیا اور ان پہاڑوں کو گاڑھا! کیا واقعی اللہ تعالیٰ نے آپ کو مبعوث فرمایا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''جی ہاں۔'' اس نے کہا: آپ کے قاصد نے یہ بات بھی کی تھی کہ ایک دن رات میں ہم پر پانچ نمازیں فرض ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اس نے سچ کہا۔'' اس نے کہا: پس اس ذات کی قسم جس نے آپ کو بھیجا ہے! کیا اللہ تعالیٰ نے آپ کو یہ حکم دیا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''جی ہاں۔'' اس نے کہا: آپ کے قاصد نے یہ بھی کہا تھا کہ ہمارے مالوں میں زکوۃ فرض ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اس نے سچ کہا ہے۔'' اس نے کہا: پس اس ذات کی قسم جس نے آپ کو بھیجا ہے! کیا اللہ تعالیٰ نے آپ کو اس کا حکم دیا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''جی ہاں۔'' اس نے کہا: آپ کا قاصد یہ بھی کہتا تھا کہ ہم پر ایک سال میں رمضان کے روزے بھی فرض ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''جی ہاں، اس نے سچ کہا ہے۔'' اس نے کہا: پس اس ذات کی قسم جس نے آپ کو بھیجا ہے! کیا اللہ تعالیٰ نے آپ کو ان روزوں کا حکم دیا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''جی ہاں۔'' اس نے پھر کہا: آپ کے قاصد نے یہ بھی کہا تھا کہ جو آدمی طاقت رکھتا ہو، اس پر بیت اللہ کا حج کرنا بھی فرض ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اس نے سچ کہا ہے۔'' یہ سارا کچھ سن کر وہ آدمی یہ کہتے ہوئے واپس چل دیا: اس ذات کی قسم جس نے آپ کو حق کے ساتھ نبی بنا کر بھیجا ہے! میں ان (عبادات) میں نہ زیادتی کروں گا اور نہ کمی۔ نبی کریم ﷺ

نے فرمایا: ''اگر یہ سچ کہہ رہا ہے تو ضرور ضرور جنت میں داخل ہوگا۔''

(٦١) (وَ عَنْهُ فِی أُخْرٰی)۔ بِنَحْوِ هٰذَا وَزَادَ، قَالَ الرَّجُلُ: آمَنْتُ بِمَا جِئْتَ بِهِ وَ أَنَا رَسُوْلُ مَنْ وَرَائِیْ مِنْ قَوْمِیْ، قَالَ: وَأَنَا ضِمَامُ بْنُ ثَعْلَبَةَ أَخُو بَنِی سَعْدِ بْنِ بَكْرٍ۔ (مسند أحمد: ١٢٧٤٩)

اسی (انس رضی اللہ عنہ) سے روایت میں ایک اسی طرح کی حدیث مروی ہے، البتہ اس میں یہ الفاظ زیادہ ہیں: میں آپ کی لائی ہوئی چیزوں پر ایمان لایا ہوں اور میں اپنی قوم کے پیچھے رہ جانے والے افراد کا قاصد ہوں، بنوسعد بن بکر سے تعلق رکھنے والا ضمام بن ثعلبہ ہوں۔

فوائد: ......شریعت کا اصول یہ ہے کہ ضرورت کے وقت اہل علم سے سوال کیا جائے، جیسا کہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے: ﴿فَاسْئَلُوْا اَهْلَ الذِّكْرِ اِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ﴾ ......''پس تم اہل علم سے سوال کرو، اگر تم نہیں جانتے۔'' (سورۂ نحل: ٤٣، سورۂ انبیاء: ٧)

لیکن دوسری طرف آپ ﷺ نے بلا ضرورت سوال کرنے سے منع بھی کر رکھا تھا، اس لیے ان آداب کو جاننے والے صحابہ آپ ﷺ سے سوال کرنے میں احتیاط کرتے تھے، لیکن ان کی خواہش یہ ہوتی تھی کہ سوالات کا سلسلہ ہونا چاہیے تا کہ مختلف احکام کی وضاحت ہوتی رہے، اس لیے وہ یہ چاہتے تھے کہ کوئی سمجھدار دیہاتی آدمی آئے اور آپ ﷺ سے سوالات کرے۔

(٦٢)۔ عَنْ طَلْحَةَ بْنِ عُبَيْدِ اللّٰهِ رضی اللہ عنہ قَالَ: جَاءَ أَعْرَابِیٌّ اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! مَا الْإِسْلَامُ؟ قَالَ: ((خَمْسُ صَلَوَاتٍ فِی يَوْمٍ وَ لَيْلَةٍ۔)) قَالَ: هَلْ عَلَیَّ غَيْرُهُنَّ؟ قَالَ: ((لَا۔)) وَسَأَلَهُ عَنِ الصَّوْمِ، فَقَالَ: ((صِيَامُ رَمَضَانَ۔)) قَالَ: هَلْ عَلَیَّ غَيْرُهُ؟ قَالَ: ((لَا۔)) قَالَ: وَذَكَرَ الزَّكَاةَ، قَالَ: هَلْ عَلَیَّ غَيْرُهَا؟ قَالَ: ((لَا۔)) قَالَ: وَاللّٰهِ! لَا أَزِيْدُ عَلَيْهِنَّ وَلَا أَنْقُصُ مِنْهُنَّ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((أَفْلَحَ إِنْ

سیدنا طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک بدّو، رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا اور کہا: اے اللہ کے رسول! اسلام کیا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''ایک دن رات میں پانچ نمازیں۔'' اس نے کہا: کیا ان کے علاوہ بھی مجھ پر کوئی نماز ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''جی نہیں۔'' پھر اس نے روزوں کے بارے میں سوال کیا، آپ ﷺ نے فرمایا: ''رمضان کے روزے۔'' اس نے کہا: کیا ان کے علاوہ بھی مجھ پر کوئی روزہ ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''جی نہیں۔'' پھر زکوۃ کا ذکر ہوا اور اس نے کہا: کیا اس کے علاوہ بھی مجھ پر کوئی زکوۃ ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''جی نہیں۔'' بالآخر اس نے کہا: اللہ کی قسم!

(٦١) تخريج: انظر الحديث بالطريق الاول

(٦٢) تخريج: أخرجه البخاری: ٤٦، ٢٦٧٨، ومسلم: ١١ (انظر: ١٣٩٠)۔

صَدَقَ۔)) (مسند أحمد: ١٣٩٠)

میں ان عبادات میں نہ کوئی زیادتی کروں گا اور نہ کمی۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اگر اس نے سچ کہا ہے تو کامیاب ہو گیا ہے۔''

فوائد: ......ان احادیث میں ارکانِ اسلام کا بیان ہے، جن کی مکمل ادائیگی پر کامیابی کا مژدہ سنایا گیا ہے۔

فِيْ وَفَادَةِ مُعَاوِيَةَ بْنِ حَيْدَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ

سیدنا معاویہ بن حیدہ رضی اللہ عنہ کی آمد کا بیان

(٦٣)۔حَدَّثَنَا عَبْدُاللّٰهِ حَدَّثَنِيْ أَبِي ثَنَا إِسْمَاعِيلُ أَنَا بَهْزُ بْنُ حَكِيمٍ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ جَدِّهِ مُعَاوِيَةَ بْنِ حَيْدَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: أَتَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فَقُلْتُ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! وَاللّٰهِ مَا أَتَيْتُكَ حَتَّى حَلَفْتُ أَكْثَرَ مِنْ عَدَدِ أُوْلَاءِ أَنْ لَا آتِيَكَ وَلَا آتِيَ دِيْنَكَ ، وَجَمَعَ بَهْزٌ بَيْنَ كَفَّيْهِ (وَفِي رِوَايَةٍ: حَتَّى حَلَفْتُ عَدَدَ أَصَابِعِي هَذِهِ أَنْ لَا آتِيَكَ وَلَا آتِيَ دِيْنَكَ) وَإِنِّي قَدْ جِئْتُ امْرَءً ا لَا أَعْقِلُ شَيْئًا إِلَّا مَا عَلَّمَنِيَ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ وَرَسُوْلُهُ ، وَإِنِّي أَسْئَلُكَ بِوَجْهِ اللّٰهِ بِمَ بَعَثَكَ رَبُّنَا إِلَيْنَا؟ قَالَ: ((بِالْإِسْلَامِ۔)) قَالَ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! وَمَا آيَةُ الْإِسْلَامِ؟ (وَفِي رِوَايَةٍ: وَمَا الْإِسْلَامُ؟) قَالَ: ((أَنْ تَقُوْلَ أَسْلَمْتُ وَجْهِيَ وَتَخَلَّيْتُ وَتُقِيْمَ الصَّلَاةَ وَ تُؤْتِيَ الزَّكَاةَ وَكُلُّ مُسْلِمٍ عَلَى مُسْلِمٍ مُحَرَّمٌ۔)) (مسند أحمد: ٢٠٢٩٩)

سیدنا معاویہ بن حیدہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: میں رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا اور کہا: اے اللہ کے رسول! اللہ کی قسم! میں آپ کے پاس آنے سے پہلے ان سے زیادہ قسمیں اٹھائیں تھیں کہ نہ میں نے آپ کے پاس آنا ہے اور نہ آپ کا دین اختیار کرنا ہے۔ بہز راوی نے دونوں ہتھیلیوں کو جمع کر کے اشارہ کیا۔ ایک روایت میں ہے: یہاں تک کہ میں نے ان اپنی انگلیوں کی تعداد جتنی قسمیں اٹھائیں کہ نہ میں نے آپ کے پاس آنا ہے اور نہ آپ کا دین اختیار کرنا ہے، بہر حال اب میں آپ کے پاس آ گیا ہوں، جبکہ میں ایسا شخص ہوں کہ جسے کسی چیز کوئی سمجھ نہیں ہے، الا یہ کہ وہ امور جو اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول مجھے سمجھا دیں گے، اب میں آپ کو اللہ تعالیٰ کی ذات کا واسطہ دے کر کہتا ہوں کہ ہمارے ربّ نے آپ کو ہماری طرف کس چیز کے ساتھ مبعوث کیا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اسلام کے ساتھ۔'' اس نے کہا: اے اللہ کے رسول! اسلام کی نشانی کیا ہے، اسلام کیا چیز ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''تیرا یہ کہنا کہ میں نے اپنا چہرہ (اللہ کے لیے) مطیع کر دیا ہے اور میں (شرکیہ دین سے) باز آ گیا ہوں، پھر تو نماز قائم کرے، زکاۃ ادا کرے اور ہر مسلمان، دوسرے مسلمان پر حرام ہے۔''

(٦٣) تخريج: اسناده حسن، أخرجه ابن ماجه: ٢٣٤، والنسائي: ٥/ ٤ (انظر: ٢٠٠٤٣)

(٦٤) ((أَخَوَانِ نَصِيرَانِ، لَا يَقْبَلُ اللّٰهُ مِنْ مُشْرِكٍ يُشْرِكُ بَعْدَ مَا أَسْلَمَ عَمَلًا أَوْ يُفَارِقَ الْمُشْرِكِينَ إِلَى الْمُسْلِمِينَ۔)) (مسند أحمد: ٢٠٣٠٠)

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''دو مدد کرنے والے بھائی، اللہ تعالیٰ شرک کرنے والا مشرک سے اس کے اسلام قبول کرنے کے بعد اس کا کوئی عمل اس وقت تک قبول نہیں کرتے، جب تک ایسا نہ ہو جائے کہ وہ مشرکوں کو چھوڑ کر مسلمانوں سے آ ملے۔''

(٦٥) ((مَا لِيْ أُمْسِكُ بِحُجَزِكُمْ عَنِ النَّارِ، أَلَا إِنَّ رَبِّيْ دَاعِيَّ وَ إِنَّهُ سَائِلٌ هَلْ بَلَّغْتَ عِبَادِيْ وَ أَنَا قَائِلٌ لَهُ رَبِّ قَدْ بَلَّغْتُهُمْ، أَلَا فَلْيُبَلِّغِ الشَّاهِدُ مِنْكُمُ الْغَائِبَ۔)) (مسند أحمد: ٢٠٢٩٢)

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''مجھے کیا ہوا ہے کہ میں آگ سے بچانے کے لیے تم کو کمروں سے پکڑ رہا ہوں، خبردار! بیشک میرا ربّ مجھے بلانے والا ہے اور وہ مجھ سے یہ سوال کرنے والا ہے کہ کیا تم نے میرے بندوں تک میرا پیغام پہنچا دیا تھا، اور میں یہ کہتے ہوئے جواب دوں گا کہ اے میرے ربّ! میں نے ان تک پہنچا دیا تھا، خبردار! موجودہ لوگ، غیر موجود لوگوں تک یہ پیغام پہنچا دیں۔''

فوائد: ......مراد یہ ہے کہ لوگوں کا رویہ تو ہوتا ہے کہ وہ برائیاں کر کے آگ میں گھسنے کی کوشش کرتے ہیں، لیکن آپ ﷺ ان کو مختلف حکمتوں کے ذریعے اس طرح روکنے کی کوشش کر رہے ہوتے ہیں کہ گویا کہ آپ ﷺ ان کو پکڑ رہے ہیں۔ لوگو! یہ بات ذہن نشین کر لو کہ ہم یہ شہادت دیتے ہیں کہ محمد رسول اللہ ﷺ نے ہم تک مکمل دین پہنچا دیا ہے، لیکن آپ ﷺ نے تبلیغ دین کے حوالے سے جو ذمہ داری ہمیں سونپی تھی، چند افراد کے علاوہ اس دور کے تمام مسلمان اس کو پورا کرنے سے غافل ہیں، سرے سے والدین کو یہ شعور نہیں ہے کہ ان کی اولاد کے حوالے سے ان پر کون سی ذمہ داریاں عائد ہوتی ہیں، ہم نے بزعم خود مساجد و مدارس سے متعلقہ لوگوں کو اس مشن کا مکمل ذمہ دار سمجھ لیا، جبکہ نہ ہم اُن کے وجود کو کوئی اہمیت دیتے ہیں اور نہ ان کی باتوں کو۔

(٦٦) ((ثُمَّ إِنَّكُمْ مَدْعُوُّوْنَ وَمُفَدَّمَةٌ أَفْوَاهُكُمْ بِالْفِدَامِ وَإِنَّ أَوَّلَ مَا يُبِيْنُ (وَ فِي رِوَايَةٍ يُتَرْجِمُ)، ۔)) قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: بِيَدِهِ عَلٰى فَخِذِهِ (وَفِي رِوَايَةٍ: ثُمَّ

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''پھر تم کو (قیامت کے دن) بلایا جائے گا، جبکہ تمہارے منہ، منہ بند سے بندھے ہوئے ہوں گے، آپ ﷺ نے ران کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا: سب سے پہلے یہ چیز بولے گی۔ ایک روایت میں ہے: تمہاری

(٦٤) تخريج: انظر الحديث السابق

(٦٥) تخريج: انظر الحديث رقم: ٦٣

(٦٦) تخريج: انظر الحديث رقم: ٦٣

إِنَّ أَوَّلَ مَا يُبِيْنُ عَنْ أَحَدِكُمْ لَفَخِذُهُ وَ كَفُّهُ.)) قَالَ: قُلْتُ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! هٰذَا دِيْنُنَا؟ قَالَ: ((هٰذَا دِيْنُكُمْ وَ أَيْنَمَا تُحْسِنْ يَكْفِكَ.)) (مسند أحمد: ٢٠٣٠٢)

طرف سے سب سے پہلے بولنے والی چیز ران اور ہتھیلی ہو گی۔" میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! کیا یہ ہمارا دین ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: "یہ تمہارا دین ہے اور تم جہاں بھی نیکی کرو گے، تم کو کفایت کرے گی۔"

فوائد: ...... قیامت والے دن لوگوں کو مختلف مراحل سے گزارا جائے گا، بعض مراحل پر لوگ اپنی زبانوں سے باتیں کریں گے، لیکن بعض مقامات پر ان کی زبانوں کو بند کر کے ان کے مختلف اعضا کو بولنے کی طاقت دی جائے گی، ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿اَلْيَوْمَ نَخْتِمُ عَلٰى اَفْوَاهِهِمْ وَتُكَلِّمُنَا اَيْدِيْهِمْ وَتَشْهَدُ اَرْجُلُهُمْ بِمَا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ﴾ ...... "ہم آج کے دن ان کے منہ پر مہریں لگا دیں گے اور ان کے ہاتھ ہم سے باتیں کریں گے اور ان کے پاؤں گواہیاں دیں گے، ان کاموں کی جو وہ کرتے تھے۔" (سورۂ یس: ٦٥)

فِيْ وَفَادَةِ أَبِيْ رَزِيْنٍ الْعُقَيْلِيِّ وَ اِسْمُهُ لَقِيْطُ بْنُ عَامِرٍ رضی اللہ عنہ

سیدنا ابورزین عقیلی رضی اللہ عنہ، جن کا نام لقیط بن عامر تھا، کی آمد کا بیان

(٦٧)۔عَنْ أَبِيْ رَزِيْنٍ الْعُقَيْلِيِّ رضی اللہ عنہ قَالَ: أَتَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فَقُلْتُ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! مَا الْإِيْمَانُ؟ قَالَ: ((أَنْ تَشْهَدَ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيْكَ لَهُ وَ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَ رَسُوْلُهُ وَ أَنْ يَكُوْنَ اللّٰهُ وَ رَسُوْلُهُ أَحَبَّ إِلَيْكَ مِمَّا سِوَاهُمَا، وَأَنْ تُحْرَقَ بِالنَّارِ أَحَبُّ إِلَيْكَ مِنْ أَنْ تُشْرِكَ بِاللّٰهِ، وَأَنْ تُحِبَّ غَيْرَ ذِيْ نَسَبٍ لَا تُحِبُّهُ إِلَّا لِلّٰهِ عَزَّوَجَلَّ، فَإِذَا كُنْتَ كَذٰلِكَ فَقَدْ دَخَلَ حُبُّ الْإِيْمَانِ فِيْ قَلْبِكَ كَمَا دَخَلَ حُبُّ الْمَاءِ لِلظَّمْآنِ فِي الْيَوْمِ الْقَائِظِ.)) قُلْتُ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! كَيْفَ لِيْ بِأَنْ أَعْلَمَ أَنِّيْ مُؤْمِنٌ؟

سیدنا ابورزین عقیلی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میں رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا اور میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! ایمان کیا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: "یہ کہ تو گواہی دے کہ اللہ تعالیٰ ہی معبودِ برحق ہے، وہ یکتا و یگانہ ہے، اس کا کوئی شریک نہیں اور یہ کہ محمد ﷺ اس کے بندے اور رسول ہیں اور یہ کہ اللہ اور اس کا رسول، باقی تمام چیزوں کی بہ نسبت تجھے سب سے زیادہ محبوب ہوں اور یہ کہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک کرنے کی بہ نسبت تجھے آگ میں جل جانا زیادہ پسند ہو اور یہ کہ تو کسی غیر رشتہ دار سے صرف اللہ تعالیٰ کے لیے محبت کرے۔ جب اس طرح ہو جائے گا، یعنی جب یہ امور سرانجام دے لے گا تو تیرے دل میں ایمان کی محبت اس طرح داخل ہو جائے گی، جیسے سخت گرمی والے دن میں پیاسے کے اندر پانی کی محبت

(٦٧) تخريج: اسناده ضعيف لانقطاعه، سليمان بن موسى الاشدق لم يدرك احدا من الصحابة (انظر: ١٦١٩٤)

قَالَ: ((مَا مِنْ أُمَّتِي أَوْ هَذِهِ الْأُمَّةِ عَبْدٌ يَعْمَلُ حَسَنَةً فَيَعْلَمُ أَنَّهَا حَسَنَةٌ وَ أَنَّ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ جَازِيهِ بِهَا خَيْرًا، وَلَا يَعْمَلُ سَيِّئَةً، فَيَعْلَمُ أَنَّهَا سَيِّئَةٌ وَيَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ مِنْهَا وَيَعْلَمُ أَنَّهُ لَا يَغْفِرُ إِلَّا هُوَ إِلَّا وَهُوَ مُؤْمِنٌ۔)) (مسند أحمد: ١٦٢٩٥)

سرایت کر جاتی ہے۔'' میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! مجھے کیسے پتہ چلے گا کہ میں مومن ہوں۔'' آپ ﷺ نے فرمایا: ''میری امت کا جو آدمی نیکی کرے، جبکہ وہ یہ بھی جانتا ہو کہ یہ نیکی ہے اور اللہ تعالیٰ اس کو اس کا بدلہ دینے والا ہے، اسی طرح جو آدمی برائی کرے، جبکہ وہ یہ بھی جانتا ہو کہ یہ واقعی برائی ہے اور پھر وہ اللہ تعالیٰ سے بخشش طلب کرے اور وہ یہ جانتا ہو کہ صرف وہی بخشتا ہے تو وہ مؤمن ہوگا۔''

فوائد: ...... یہ روایت تو ضعیف ہے، لیکن نیک لوگوں سے اللہ تعالیٰ کے لیے محبت کرنا اور شرک کو آگ میں ڈالے جانے سے زیادہ ناپسند سمجھنا، یہ دو باتیں دوسری شرعی نصوص سے ثابت ہیں۔

فِيْ وَفْدِ عَبْدِ الْقَيْسِ
عبدالقیس کی آمد کا بیان

(٦٨)۔عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہما أَنَّ وَفْدَ عَبْدِ الْقَيْسِ لَمَّا قَدِمُوْا الْمَدِيْنَةَ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((مِمَّنِ الْوَفْدُ أَوْ قَالَ الْقَوْمُ؟)) قَالُوْا: رَبِيْعَةَ، قَالَ: ((مَرْحَبًا بِالْوَفْدِ أَوْ قَالَ الْقَوْمِ، غَيْرَ خَزَايَا وَلَا نَدَامٰى۔)) قَالُوْا: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! أَتَيْنَاكَ مِنْ شُقَّةٍ بَعِيْدَةٍ وَبَيْنَنَا وَبَيْنَكَ هَذَا الْحَيُّ مِنْ كُفَّارِ مُضَرَ وَلَسْنَا نَسْتَطِيْعُ أَنْ نَأْتِيَكَ إِلَّا فِي شَهْرٍ حَرَامٍ، فَأَخْبِرْنَا بِأَمْرٍ نَدْخُلُ بِهِ الْجَنَّةَ وَ نُخْبِرُ بِهِ مَنْ وَرَاءَنَا، وَسَأَلُوْهُ عَنِ الْأَشْرِبَةِ فَأَمَرَهُمْ بِأَرْبَعٍ وَنَهَاهُمْ عَنْ أَرْبَعٍ، أَمَرَهُمْ بِالْإِيْمَانِ بِاللّٰهِ، قَالَ: ((أَتَدْرُوْنَ مَا الْإِيْمَانُ بِاللّٰهِ؟)) قَالُوْا: اَللّٰهُ وَرَسُوْلُهُ أَعْلَمُ، قَالَ: ((شَهَادَةُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَ

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ عبدالقیس کا وفد جب مدینہ منورہ پہنچا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اس وفد یا اس قوم کا تعلق کن سے ہے؟'' انھوں نے کہا: ہم ربیعہ سے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اس وفد یا قوم کو مرحبا، رسوائی اور ندامت کے بغیر آ گئے ہیں۔'' انھوں نے کہا: اے اللہ کے رسول! ہم دور کا سفر کر کے آپ کے پاس آئے ہیں، چونکہ ہمارے اور آپ کے درمیان کافروں کا یہ مضر قبیلہ رکاوٹ بنا ہوا ہے، اس لیے ہم آپ کے پاس صرف حرمت والے مہینے میں آ سکتے ہیں، اس لیے آپ ہمیں کوئی ایسا حکم دیں کہ ہم اس کے ذریعے جنت میں داخل ہو جائیں اور اپنے پیچھے والوں کو بھی اس کی تعلیم دیں، پھر ان لوگوں نے پینے کے برتنوں کے بارے میں سوال کیا، پس آپ ﷺ نے ان کو چار چیزوں کا حکم دیا اور چار چیزوں سے منع کیا، آپ ﷺ نے ان کو اللہ تعالیٰ پر ایمان رکھنے کا حکم دیا اور پھر پوچھا: ''کیا تم جانتے ہو کہ

(٦٨) تخريج: أخرجه البخاري: ٥٢٣، ١٣٩٨، ومسلم: ١٧، ٢٣، ٢٥ (انظر: ٢٠٢٠)

أَنَّ مُحَمَّدًا رَسُوْلُ اللّٰهِ وَإِقَامُ الصَّلَاةِ وَ إِيْتَاءُ الزَّكَاةِ وَصَوْمُ رَمَضَانَ وَ أَنْ تُعْطُوْا الْخُمُسَ مِنَ الْمَغْنَمِ۔)) وَنَهَاهُمْ عَنِ الدُّبَّاءِ وَ الْحَنْتَمِ وَالنَّقِيْرِ وَالْمُزَفَّتِ، قَالَ: وَرُبَّمَا قَالَ: الْمُقَيَّرِ، قَالَ: ((احْفَظُوْهُنَّ وَأَخْبِرُوْا بِهِنَّ مَنْ وَرَائَكُمْ۔)) (مسند أحمد: ۲۰۲۰)

ایمان باللہ کیا ہے؟'' انھوں نے کہا: جی اللہ اور اس کا رسول ہی بہتر جانتے ہیں، آپ ﷺ نے فرمایا: ''یہ گواہی دینا کہ اللہ تعالیٰ ہی معبودِ برحق ہے اور محمد ﷺ اس کے رسول ہیں اور نماز قائم کرنا، زکوۃ ادا کرنا، رمضان کے روزے رکھنا اور غنیمت میں سے پانچواں حصہ ادا کرنا۔'' آپ ﷺ نے ان کو کدو کے برتن، سبز مٹکوں، کھجور کے تنے سے بنائے ہوئے برتن اور تارکول والے برتن سے منع کیا اور فرمایا: ''یہ امور یاد کر لو اور اپنے پچھلے لوگوں کو بھی ان کی خبر دو۔''

فوائد: ...... ''رسوائی اور ندامت کا بغیر آ گئے ہیں۔'' اس کا مفہوم یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو اپنی رضامندی سے اسلام قبول کرنے کی توفیق دے دی اور اس طرح یہ لوگ لڑائی، شکست اور قیدی بننے کی ذلت سے بچ گئے۔

حرمت والے مہینے تو چار ہیں، لیکن مضر قبیلے کے کافر صرف رجب کی تعظیم زیادہ کرتے تھے اور وہ اس مہینے میں اپنے دشمن کو بھی نہیں چھیڑتے تھے، اس لیے ربیعہ خاندان کے لوگوں نے یہ تفصیل بیان کر کے اپنا عذر پیش کیا۔ اس حدیثِ مبارکہ کے آخر میں جن چار برتنوں سے منع کیا گیا ہے، شراب کی حرمت کے ساتھ ساتھ ان برتنوں کو استعمال کرنے سے بھی منع کر دیا تھا، کیونکہ ان میں نشہ جلدی پیدا ہو جاتا تھا، بعد میں ان کو استعمال کرنے کی عام اجازت دے دی گئی تھی، اب کوئی برتن، برتن ہونے کی وجہ سے حرام نہیں ہے، مزید تفصیل ''کتاب الاشربۃ'' میں آئے گی۔

فِيْ وَفَادَةِ ابْنِ الْمُنْتَفِقِ مِنْ قَيْسٍ رضی اللہ عنہ

قبیلۂ قیس سے سیدنا ابن منتفق رضی اللہ عنہ کی آمد کا بیان

(۶۹)۔ عَنِ الْمُغِيْرَةِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ الْيَشْكُرِيِّ عَنْ أَبِيْهِ قَالَ: اِنْطَلَقْتُ إِلَى الْكُوْفَةِ لِأَجْلِبَ بِغَالًا، قَالَ: فَأَتَيْتُ السُّوْقَ وَلَمْ تَقُمْ، قَالَ: قُلْتُ لِصَاحِبٍ لِيْ: لَوْ دَخَلْنَا الْمَسْجِدَ، وَمَوْضِعُهُ يَوْمَئِذٍ فِيْ أَصْحَابِ التَّمْرِ، فَإِذَا فِيْهِ رَجُلٌ مِنْ قَيْسٍ يُقَالُ لَهُ ابْنُ الْمُنْتَفِقِ وَهُوَ يَقُوْلُ: وَصَفَ لِيْ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ

عبد اللہ یشکری کہتے ہیں: میں خچر لانے کے لیے کوفہ گیا، جب میں بازار پہنچا تو دیکھا کہ وہ ابھی تک بند تھا، میں نے اپنے ساتھی سے کہا: اگر ہم مسجد میں چلے جائیں (تو بہتر ہوگا)، جبکہ مسجد کی جگہ کھجور والوں کے درمیان تھی، ہم نے دیکھا کہ مسجد میں قیس قبیلے کا ایک آدمی تھا، لوگ اسے ابن منتفق کہتے تھے، وہ یہ بیان کر رہا تھا: ایک آدمی نے میرے لیے رسول اللہ ﷺ کی صفات بیان کیں، پس میں نے آپ ﷺ کو منیٰ میں

(۶۹) تخریج: اسناده ضعيف، عبد الله اليشكرى ابن ابى عقيل، ذكره الحافظ ابن حجر فى "التعجيل" وقال: روى عنه ابنه المغيرة، ليس بالمشهور۔ أخرجه الطبرانى فى "الكبير": ۵۴۷۸ (انظر: ۲۷۱۵۳)

رَجُلٌ فَطَلَبْتُهُ بِمِنًى، فَقِيلَ لِي: هُوَ بِعَرَفَاتٍ فَانْتَهَيْتُ إِلَيْهِ فَزَاحَمْتُ عَلَيْهِ، فَقِيلَ لِي: إِلَيْكَ عَنْ طَرِيقِ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ، فَقَالَ: ((دَعُوا الرَّجُلَ أَرِبَ مَا لَهُ۔)) قَالَ: فَزَاحَمْتُ عَلَيْهِ حَتّٰى خَلَصْتُ إِلَيْهِ، قَالَ: فَأَخَذْتُ بِخِطَامِ رَاحِلَةِ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ أَوْ قَالَ زِمَامِهَا، هٰكَذَا حَدَّثَ مُحَمَّدُ بْنُ جُحَادَةَ قَالَ: قُلْتُ: ثِنْتَانِ أَسْأَلُكَ عَنْهُمَا، مَا يُنَجِّينِي مِنَ النَّارِ وَمَا يُدْخِلُنِي الْجَنَّةَ، قَالَ: فَنَظَرَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ إِلَى السَّمَاءِ ثُمَّ نَكَسَ رَأْسَهُ ثُمَّ أَقْبَلَ عَلَيَّ بِوَجْهِهِ قَالَ: ((لَئِنْ كُنْتَ أَوْجَزْتَ فِي الْمَسْأَلَةِ لَقَدْ أَعْظَمْتَ وَأَطْوَلْتَ، فَأَعْقِلْ عَنِّي إِذًا، أُعْبُدِ اللّٰهَ، لَا تُشْرِكْ بِهِ شَيْئًا، وَأَقِمِ الصَّلَاةَ الْمَكْتُوبَةَ، وَأَدِّ الزَّكَاةَ الْمَفْرُوضَةَ، وَصُمْ رَمَضَانَ وَمَا تُحِبُّ أَنْ يَفْعَلَهُ بِكَ النَّاسُ فَافْعَلْ بِهِمْ، وَمَا تَكْرَهُ أَنْ يَأْتِيَ إِلَيْكَ النَّاسُ فَذَرِ النَّاسَ مِنْهُ۔)) ثُمَّ قَالَ: ((خَلِّ سَبِيلَ الرَّاحِلَةِ۔)) (مسند أحمد: ٢٧٦٩٤)

تلاش کیا، لیکن کسی نے مجھے بتلایا کہ آپ ﷺ تو اس وقت عرفات میں ہوں گے، میں وہاں تک پہنچ گیا، لیکن جب میں نے آپ ﷺ کے سامنے آنا چاہا تو مجھے کہا گیا: رسول اللہ ﷺ کے راستے سے پرے ہٹ جا، لیکن آپ ﷺ نے فرمایا: ''اس بندے کو بلاؤ، اس کے اعضاء ناکارہ ہو جائے، کیا ہے اس کو۔'' چنانچہ میں دھکیلتے ہوئے آگے بڑھا اور آپ ﷺ تک پہنچ گیا اور رسول اللہ ﷺ کی سواری کی لگام پکڑ لی اور کہا: دو چیزوں کے بارے میں میں سوال کروں گا، کون سا عمل مجھے آگ سے نجات دلائے گا اور کون سا عمل مجھے جنت میں داخل کرے گا؟ رسول اللہ ﷺ نے آسمان کی طرف دیکھا اور پھر اپنے سر کو جھکا لیا، اس کے بعد آپ ﷺ اپنے چہرے کے ساتھ میری طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا: ''تو نے سوال تو بڑا مختصر کیا ہے، لیکن حقیقت میں بڑی عظیم اور لمبی بات کر دی ہے، بہرحال اب میری بات کو سمجھ، تو نے اللہ تعالیٰ کی عبادت کرنی ہے، اس کے ساتھ کسی کو شریک نہیں ٹھہرانا، فرضی نماز ادا کرنی ہے، فرضی زکوۃ دینی ہے، رمضان کے روزے رکھنے ہیں اور لوگوں کی طرف سے جو چیز تو اپنے حق میں پسند کرتا ہے، ان کے حق میں بھی اسی چیز کا انتخاب کر اور لوگوں کی طرف سے جس چیز کو تو ناپسند کرتا ہے، تو لوگوں کو بھی اس چیز سے محفوظ رکھ۔'' پھر آپ ﷺ نے فرمایا: ''اب سواری کے راستے سے ہٹ جا۔''

(٧٠) (وَعَنْهُ مِنْ طَرِيقٍ آخَرَ)۔بِنَحْوِهِ وَفِيهِ: قَالَ: قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ! دُلَّنِيْ عَلٰى عَمَلٍ يُدْخِلُنِيْ الْجَنَّةَ وَيُنَجِّيْنِيْ مِنَ النَّارِ، قَالَ: ((بَخٍ بَخٍ، لَئِنْ كُنْتَ قَصَّرْتَ فِي الْخُطْبَةِ

اس (ابن منتفق) کی ایک اور روایت میں اسی طرح کی حدیث مروی ہے، البتہ اس میں ہے: میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! آپ ایسے عمل پر میری رہنمائی فرمائیں کہ وہ مجھے جنت میں داخل کر دے اور آگ سے دور کر دے، آپ ﷺ

(٧٠) تخريج: انظر الحديث بالطريق الاول

لَقَدْ أَبْلَغْتَ فِي الْمَسْأَلَةِ، اِتَّقِ اللّٰهَ، لَا تُشْرِكْ بِاللّٰهِ وَتُقِيْمُ الصَّلَاةَ وَتُؤَدِّي الزَّكَاةَ وَتَحُجُّ الْبَيْتَ وَتَصُوْمُ رَمَضَانَ، خَلِّ عَنْ طَرِيْقِ الرِّكَابِ۔)) (مسند أحمد: ۱۵۹۱۸)

نے فرمایا: ''واہ، واہ، تو نے بات تو بڑی مختصر کی ہے، لیکن سوال بہت بڑا کر دیا ہے، (بہرحال اب اس کا جواب یہ ہے کہ) تو اللہ تعالیٰ سے ڈر، اس کے ساتھ شرک نہ کر، نماز قائم کر، زکوۃ ادا کر، بیت اللہ کا حج کر اور رمضان کے روزے رکھ، اب سواری کے راستے سے پرے ہٹ جا۔''

فوائد: ......آپ ﷺ نے اس آدمی کے لیے جن امورِ اسلام کا ذکر کیا ہے، وہ دوسری احادیث مبارکہ سے ثابت ہیں۔

فِيْ وَفَادَةِ رِجَالٍ مِنَ الْعَرَبِ لَمْ يُسَمَّوْا
عرب کے ایسے لوگوں کی آمد کا بیان، جن کا نام نہیں لیا گیا

(۷۱)۔عَنْ عَمْرِو بْنِ عَبَسَةَ ؓ قَالَ: قَالَ رَجُلٌ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! مَا الْإِسْلَامُ؟ قَالَ: ((أَنْ يُسْلِمَ قَلْبُكَ لِلّٰهِ عَزَّوَجَلَّ وَ أَنْ يَسْلَمَ الْمُسْلِمُوْنَ مِنْ لِسَانِكَ وَيَدِكَ۔)) قَالَ: فَأَيُّ الْإِسْلَامِ أَفْضَلُ؟ قَالَ: ((الْإِيْمَانُ۔)) (وَفِي رِوَايَةٍ: قَالَ: خُلُقٌ حَسَنٌ)، قَالَ: وَمَا الْإِيْمَانُ؟ قَالَ: ((تُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَ مَلَائِكَتِهِ وَ كُتُبِهِ وَ رُسُلِهِ وَ الْبَعْثِ بَعْدَ الْمَوْتِ۔)) (وَفِي رِوَايَةٍ قَالَ: وَمَا الْإِيْمَانُ؟ قَالَ: ((الصَّبْرُ وَالسَّمَاحَةُ))، قَالَ: فَأَيُّ الْإِيْمَانِ أَفْضَلُ؟ قَالَ: ((الْهِجْرَةُ۔)) قَالَ: وَمَا الْهِجْرَةُ؟ قَالَ: ((تَهْجُرُ السُّوْءَ۔)) قَالَ: فَأَيُّ الْهِجْرَةِ أَفْضَلُ؟ قَالَ: ((الْجِهَادُ۔)) قَالَ: وَمَا الْجِهَادُ؟ قَالَ: ((أَنْ تُقَاتِلَ الْكُفَّارَ إِذَا لَقِيْتَهُمْ۔)) قَالَ: فَأَيُّ الْجِهَادِ أَفْضَلُ؟ قَالَ:

سیدنا عمرو بن عبسہ ؓ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں کہ ایک آدمی نے کہا: اے اللہ کے رسول! اسلام کیا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''یہ کہ تیرا دل اللہ تعالیٰ کے لیے مطیع ہو جائے اور دوسرے مسلمان تیری زبان اور ہاتھ سے محفوظ رہیں۔'' اس نے کہا: کون سا اسلام افضل ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''ایمان۔'' ایک روایت میں ہے: ''اچھا اخلاق۔'' اس نے کہا: ایمان کیا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''یہ کہ تو اللہ تعالیٰ پر، فرشتوں پر، کتابوں پر، رسولوں پر اور موت کے بعد دوبارہ اٹھنے پر ایمان لائے۔'' ایک روایت میں ہے: اس نے کہا: ایمان کیا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''صبر و سماحت۔'' اس نے کہا: افضل ایمان کون سا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''ہجرت۔'' اس نے کہا: ہجرت کیا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''برائی کو ترک کر دینا۔'' اس نے کہا: کون سی ہجرت افضل ہے؟ ''آپ ﷺ نے فرمایا: ''جہاد۔'' اس نے کہا: جہاد کیا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''جب کافروں سے مقابلہ ہو تو ان سے

---

(۷۱) تخريج: حديث صحيح ـ أخرجه عبد الرزاق: ۲۰۱۰۷، والطبراني في "الكبير" بنحوه (انظر: ۱۷۰۲۷)

((مَنْ عُقِرَ جَوَادُهُ وَ أُهْرِيقَ دَمُهُ۔)) قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : ((ثُمَّ عَمَلَانِ هُمَا أَفْضَلُ الْأَعْمَالِ إِلَّا مَنْ عَمِلَ بِمِثْلِهِمَا ، حَجَّةٌ مَبْرُوْرَةٌ أَوْ عُمْرَةٌ۔)) (مسند أحمد: ١٧١٥٢)

قتال کرنا۔'' اس نے کہا: ''کون سا جہاد افضل ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''جس کے گھوڑے کی کونچیں کاٹ دی جائیں اور خود اس کا خون بہا دیا جائے۔'' پھر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''پھر دو عمل ہے، وہ افضل ترین ہیں اور (ان کو کرنے والا سب سے زیادہ افضل ہے) الا یہ کہ کوئی آدمی ان ہی دو پر عمل کرے، حج مبرور یا عمرہ۔''

(٧٢)۔عَنْ رِبْعِيِّ بْنِ حِرَاشٍ عَنْ رَجُلٍ مِنْ بَنِي عَامِرٍ رضی اللہ عنہ أَنَّهُ اسْتَأْذَنَ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ: أَأَلِجُ؟ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ لِخَادِمِهِ: ((اُخْرُجِي إِلَيْهِ فَإِنَّهُ لَا يُحْسِنُ الْإِسْتِئْذَانَ ، فَقُوْلِي لَهُ: فَلْيَقُلْ: اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ! أَأَدْخُلُ؟)) قَالَ: فَسَمِعْتُهُ يَقُوْلُ ذَالِكَ فَقُلْتُ: اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ أَأَدْخُلُ؟ قَالَ: فَأَذِنَ لِيْ ، أَوْ قَالَ: فَدَخَلْتُ فَقُلْتُ: بِمَ أَتَيْتَنَا بِهِ؟ قَالَ: ((لَمْ آتِكُمْ إِلَّا بِخَيْرٍ ، أَتَيْتُكُمْ بِأَنْ تَعْبُدُوْا اللّٰهَ وَحْدَهُ لَا شَرِيْكَ لَهُ۔)) قَالَ شُعْبَةُ: وَأَحْسِبُهُ قَالَ: ((وَحْدَهُ لَا شَرِيْكَ لَهُ ، وَأَنْ تَدَعُوْا اللَّاتَ وَالْعُزّٰى ، وَأَنْ تُصَلُّوْا بِاللَّيْلِ وَالنَّهَارِ خَمْسَ صَلَوَاتٍ وَ أَنْ تَصُوْمُوْا مِنَ السَّنَةِ شَهْرًا وَأَنْ تَحُجُّوا الْبَيْتَ وَأَنْ تَأْخُذُوْا مِنْ مَالِ أَغْنِيَائِكُمْ فَتَرُدُّوْهَا عَلٰى فُقَرَائِكُمْ۔)) قَالَ: فَقَالَ: هَلْ بَقِيَ مِنَ الْعِلْمِ شَيْءٌ لَا تَعْلَمُهُ؟ قَالَ: ((قَدْ عَلَّمَنِيَ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ خَيْرًا ، وَإِنَّ مِنَ الْعِلْمِ مَا لَا يَعْلَمُهُ إِلَّا اللّٰهُ ﴿إِنَّ اللّٰهَ عِنْدَهُ عِلْمُ

ربعی بن حراش سے مروی ہے کہ بنو عامر کے ایک آدمی نے نبی کریم ﷺ کے پاس آنے کی اجازت طلب کرتے ہوئے کہا: کیا میں اندر آ سکتا ہوں؟ آپ ﷺ نے اپنی خادمہ سے فرمایا: ''اس بندے نے اچھے انداز میں اجازت نہیں لی، اس لیے اس کی طرف جاؤ اور اس کو کہو کہ وہ یوں کہے: السلام علیکم، میں اندر آ سکتا ہوں۔'' اس آدمی نے آپ ﷺ کے یہ الفاظ خود سن لیے اور اس نے کہا: السلام علیکم، میں اندر آ سکتا ہوں؟ آپ ﷺ نے اسے اجازت دی، اس نے کہا: پس میں داخل ہوا اور آپ ﷺ سے کہا: آپ کون سی چیز لے کر ہمارے پاس آئے ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''جی میں خیر ہی لے کر آیا ہوں، اس کی تفصیل یہ ہے کہ میں تمہارے پاس اس لیے آیا ہوں تا کہ تم اللہ تعالیٰ کی عبادت کرو، جو کہ یکتا و یگانہ ہے، اس کا کوئی شریک نہیں اور تم لات و عزی کو چھوڑ دو اور دن رات میں پانچ نمازیں ادا کرو، ایک سال میں ایک ماہ کے روزے رکھو، بیت اللہ کا حج کرو اور اپنی مالدار لوگوں سے زکوۃ کا مال لے کر اپنے فقیروں میں تقسیم کر دو۔'' اس بندے نے کہا: کیا علم کی کوئی ایسی قسم بھی ہے، جو آپ نہیں جانتے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ نے مجھے بھلائی کی تعلیم دی ہے، لیکن علم کی بعض ایسی صورتیں بھی ہے کہ جن کو صرف اللہ تعالیٰ ہی جانتا

(٧٢) تخریج: صحیح لغیرہ۔ أخرجہ ابوداود: ٥١٧٨، ٥١٧٩ (انظر: ٢٣١٢٧)

السَّاعَةِ وَيُنَزِّلُ الْغَيْثَ وَيَعْلَمُ مَا فِي الْأَرْحَامِ وَمَا تَدْرِيْ نَفْسٌ مَا ذَا تَكْسِبُ غَدًا وَمَا تَدْرِيْ نَفْسٌ بِأَيِّ أَرْضٍ تَمُوْتُ إِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌ خَبِيْرٌ﴾۔)) (مسند أحمد: ٢٣٥١٥)

ہے، جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿إِنَّ اللّٰهَ عِنْدَهُ عِلْمُ السَّاعَةِ وَيُنَزِّلُ الْغَيْثَ وَيَعْلَمُ مَا فِي الْأَرْحَامِ وَمَا تَدْرِيْ نَفْسٌ مَا ذَا تَكْسِبُ غَدًا وَمَا تَدْرِيْ نَفْسٌ بِأَيِّ أَرْضٍ تَمُوْتُ إِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌ خَبِيْرٌ﴾ (بیشک اللہ تعالیٰ ہی کے پاس قیامت کا علم ہے، وہی بارش نازل فرماتا ہے اور ماں کے پیٹ میں جو ہے اسے جانتا ہے، کوئی بھی نہیں جانتا کہ کل کیا کچھ کرے گا، نہ کسی کو یہ معلوم ہے کہ کس زمین میں مرے گا، بیشک اللہ تعالیٰ ہی پورے علم والا اور صحیح خبروں والا ہے۔)

(سورۂ لقمان: ٣٤)

فوائد: ......حدیثِ مبارکہ اپنے مفہوم میں واضح ہے، ابتدا میں اجازت لینے کا جو انداز بتایا گیا ہے، عوام و خواص اس سے غافل ہیں، بعض لوگوں کو دیکھا گیا ہے کہ وہ دروازے پر معمولی دستک دے کر دروازہ کھول دیتے ہیں اور اندر گھس آتے ہیں، یہ ان کا خود ساختہ انداز ہے، شریعت کا تقاضا نہیں ہے، اسی طرح آخری حصے سے پتہ چلا کہ نبی کریم ﷺ عالم الغیب نہیں تھے، آپ ﷺ کو جس چیز کی بذریعہ وحی تعلیم دی جاتی تھی، اس کا علم ہوتا تھا۔

(٧٣)۔ عَنْ جَرِيْرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: خَرَجْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ، فَلَمَّا بَرَزْنَا مِنَ الْمَدِيْنَةِ إِذَا رَاكِبٌ يُوْضِعُ نَحْوَنَا، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((كَأَنَّ هٰذَا الرَّاكِبَ إِيَّاكُمْ يُرِيْدُ۔)) قَالَ: فَانْتَهَى الرَّجُلُ إِلَيْنَا فَسَلَّمَ فَرَدَدْنَا عَلَيْهِ، فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ ﷺ: ((مِنْ أَيْنَ أَقْبَلْتَ؟)) قَالَ: مِنْ أَهْلِيْ وَوَلَدِيْ وَ عَشِيْرَتِيْ، قَالَ: ((فَأَيْنَ تُرِيْدُ؟)) قَالَ: أُرِيْدُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ، قَالَ: ((فَقَدْ أَصَبْتَهُ۔)) قَالَ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! عَلِّمْنِيْ مَا الْإِيْمَانُ؟ قَالَ: ((تَشْهَدُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَ أَنَّ مُحَمَّدًا

سیدنا جریر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نکلے، جب ہم مدینہ منورہ سے باہر نکل گئے تو ہم نے دیکھا کہ ایک سوار ہماری طرف آنے کے لیے اپنی سواری کو جلدی چلا رہا تھا، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''یوں محسوس ہوتا ہے کہ اس سوار کا ارادہ تم لوگ ہو۔'' جب وہ ہمارے پاس پہنچا تو اس نے سلام کہا اور ہم نے اس کا جواب دیا، نبی کریم ﷺ نے اس سے پوچھا: ''تم کہاں سے آ رہے ہو؟'' اس نے کہا: جی اپنے اہل و اولاد اور رشتہ داروں کے پاس سے آ رہا ہوں۔ آپ ﷺ نے پوچھا: ''کہاں جانے کا ارادہ رکھتے ہو؟'' اس نے کہا: جی اللہ کے رسول کو ملنا چاہتا ہوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''تو نے اپنے مقصد کو پا لیا

(٧٣) تخريج: هذا اسناد ضعيف لضعف ابى جناب يحيىٰ بن ابى حية الكلبى، وقوله "اَللَّحْدُ لَنَا وَالشَّقُّ لِغَيْرِنَا" حسن بطرقه۔ أخرجه ابو نعيم فى "الحلية": ٤/ ٢٠٣ (انظر: ١٩١٧٦)

رَّسُوْلُ اللّٰهِ وَ تُقِيْمُ الصَّلَاةَ وَ تُؤْتِي الزَّكَاةَ وَ تَصُوْمُ رَمَضَانَ وَتَحُجُّ الْبَيْتَ۔)) قَالَ: قَدْ أَقْرَرْتُ، قَالَ: ثُمَّ إِنَّ بَعِيْرَهُ دَخَلَتْ يَدُهُ فِي شَبَكَةِ جُرْذَانٍ فَهَوٰى بَعِيْرُهُ وَهَوَى الرَّجُلُ فَوَقَعَ عَلٰى هَامَتِهِ فَمَاتَ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((عَلَيَّ بِالرَّجُلِ۔)) قَالَ: فَوَثَبَ إِلَيْهِ عَمَّارُبْنُ يَاسِرٍ وَحُذَيْفَةُ فَأَقْعَدَاهُ فَقَالَا: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! قُبِضَ الرَّجُلُ، قَالَ: فَأَعْرَضَ عَنْهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ، ثُمَّ قَالَ لَهُمَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((أَمَا رَأَيْتُمَا إِعْرَاضِيْ عَنِ الرَّجُلِ فَإِنِّي رَأَيْتُ مَلَكَيْنِ يَدُسَّانِ فِيْ فِيْهِ مِنْ ثِمَارِ الْجَنَّةِ فَعَلِمْتُ أَنَّهُ مَاتَ جَائِعًا۔)) ثُمَّ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((هٰذَا وَاللّٰهِ مِنَ الَّذِيْنَ قَالَ لَهُمُ اللّٰهُ فِيْهِمْ: ﴿الَّذِيْنَ آمَنُوْا وَلَمْ يَلْبِسُوْا إِيْمَانَهُمْ بِظُلْمٍ أُوْلٰئِكَ لَهُمُ الْأَمْنُ وَهُمْ مُهْتَدُوْنَ﴾۔)) ثُمَّ قَالَ: ((دُوْنَكُمْ أَخَاكُمْ۔)) قَالَ: فَاحْتَمَلْنَاهُ إِلَى الْمَاءِ فَغَسَّلْنَاهُ وَ حَنَّطْنَاهُ وَكَفَّنَّاهُ وَحَمَلْنَاهُ إِلَى الْقَبْرِ، قَالَ: فَجَاءَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ حَتّٰى جَلَسَ عَلٰى شَفِيْرِ الْقَبْرِ، قَالَ: فَقَالَ: ((اِلْحَدُوْا وَلَا تَشُقُّوْا، فَإِنَّ اللَّحْدَ لَنَا وَالشَّقَّ لِغَيْرِنَا۔)) (مسند أحمد: ١٩٣٩٠)

ہے۔'' اس نے کہا: اے اللہ کے رسول! آپ مجھے ایمان کی تعلیم دیں کہ وہ کیا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''تو یہ گواہی دے کہ اللہ تعالیٰ ہی معبودِ برحق ہے اور محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں، نماز قائم کر، زکوۃ ادا کر، رمضان کے روزے رکھ اور بیت اللہ کا حج کر۔'' اس نے کہا: جی میں اقرار کرتا ہوں۔ اتنے میں اس کے اونٹ کی اگلی ٹانگ چوہوں کے بلوں میں گھس گئی، جس کی وجہ سے اونٹ گر گیا اور وہ آدمی بھی اپنے سر کے بل گرا اور فوت ہو گیا، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اس بندے کو میرے پاس لاؤ۔'' سیدنا عمار اور سیدنا حذیفہ رضی اللہ عنہما جلدی سے گئے، اس آدمی کو بٹھایا اور کہا: اے اللہ کے رسول! بندہ تو فوت ہو گیا ہے، رسول اللہ ﷺ نے اس سے اعراض کیا اور پھر فرمایا: ''کیا تم نے دیکھا نہیں کہ میں اس بندے سے اعراض کر رہا تھا، پس بیشک میں نے دیکھا کہ دو فرشتے اس کے منہ میں جنت کے پھل ڈال رہے تھے، اس سے مجھے پتہ چلا کہ بھوکا مرا ہے۔'' پھر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ کی قسم! یہ ان لوگوں میں سے ہے، جن کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿الَّذِيْنَ آمَنُوْا وَلَمْ يَلْبِسُوْا إِيْمَانَهُمْ بِظُلْمٍ أُوْلٰئِكَ لَهُمُ الْأَمْنُ وَهُمْ مُهْتَدُوْنَ﴾ (جو لوگ ایمان رکھتے ہیں اور اپنے ایمان کو شرک کے ساتھ مخلوط نہیں کرتے، ایسوں ہی کے لیے امن ہے اور وہی راہِ راست پر چل رہے ہیں۔) (سورۂ انعام: ۸۲) پھر آپ ﷺ نے فرمایا: ''اپنے اس بھائی کو سنبھال لو۔'' پس ہم اسے اٹھا کر پانی کی طرف لے گئے، اس کو غسل دیا، خوشبو لگائی، کفن دیا اور قبر کی طرف اٹھا کر لے گئے، رسول اللہ ﷺ تشریف لائے اور قبر کے کنارے پر بیٹھ گئے اور فرمایا: ''لحد بناؤ، شق نہ بناؤ، کیونکہ لحد ہمارے لیے ہے اور شق دوسرے مذاہب والوں کے لیے ہے۔''

فوائد: ......لحد اور شق کی بحث "کتاب الجنائز" میں آئے گی۔ ان شاء اللہ تعالیٰ

(٧٤) (وَعَنْهُ أَيْضًا مِنْ طَرِيْقٍ ثَانٍ)۔قَالَ: خَرَجْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَبَيْنَا نَحْنُ نَسِيْرُ إِذْ رُفِعَ لَنَا شَخْصٌ، فَذَكَرَ نَحْوَهُ إِلَّا أَنَّهُ قَالَ: وَقَعَتْ يَدُ بَكْرِهِ فِي بَعْضِ تِلْكَ الَّتِي تَحْفُرُ الْجُرْذَانُ، وَقَالَ فِيْهِ: ((هٰذَا مِمَّنْ عَمِلَ قَلِيْلًا وَأُجِرَ كَثِيْرًا۔)) (مسند أحمد: ١٩٣٩١)

(دوسری سند) سیدنا جریر رضی اللہ عنہ نے کہا: ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نکلے، ہم چل رہے تھے کہ ہمیں ابھرتا ہوا ایک شخص دکھائی دیا......، پھر اسی قسم کی روایت کا ذکر کیا، البتہ یہ الفاظ بھی کہے: اس کے اونٹ کی اگلی ٹانگ چوہوں کے کھودے ہوئے کسی بل میں گھس گئی، آپ ﷺ نے اس آدمی کے بارے میں فرمایا: ''یہ ان لوگوں میں سے ہے، جو عمل تو تھوڑا کرتے ہیں، لیکن اجر بہت زیادہ پاتے ہیں۔''

(٧٥) (وَعَنْهُ أَيْضًا مِنْ طَرِيْقٍ ثَالِثٍ)أَنَّ رَجُلًا جَاءَ فَدَخَلَ فِي الْإِسْلَامِ، فَكَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يُعَلِّمُهُ الْإِسْلَامَ وَهُوَ فِي مَسِيْرِهِ فَدَخَلَ خُفُّ بَعِيْرِهِ فِي جُحْرِ يَرْبُوْعٍ فَوَقَصَهُ بَعِيْرُهُ فَمَاتَ، فَأَتَى عَلَيْهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ: ((عَمِلَ قَلِيْلًا وَأُجِرَ كَثِيْرًا۔)) قَالَهَا حَمَّادٌ ثَلَاثًا، ((اَللَّحْدُ لَنَا وَالشَّقُّ لِغَيْرِنَا۔)) (مسند أحمد: ١٩٣٧١)

(تیسری سند) ایک آدمی آیا اور اسلام میں داخل ہو گیا، رسول اللہ ﷺ اپنے ایک سفر میں اسے اسلام کی تعلیم دے رہے تھے، اتنے میں اس کے اونٹ کا پاؤں چوہے کے بل میں گھسا، (جس کی وجہ سے اونٹ گر گیا) اور اس نے اس آدمی کی گردن توڑ دی اور وہ فوت ہو گیا، رسول اللہ ﷺ اس کے پاس آئے اور فرمایا: ''اس نے عمل تو تھوڑا کیا، لیکن اجر بہت زیادہ پایا۔'' تین دفعہ یہ جملہ دوہرایا اور پھر فرمایا: ''لحد ہمارے لیے ہے اور شق دوسرے لوگوں کے لیے ہے۔''

فوائد: ......قبولیتِ اسلام سے سابقہ تمام گناہ معاف کر دیے جاتے ہیں۔

(٧٦)۔عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ ﷺ أَنَّ أَعْرَابِيًّا جَاءَ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! دُلَّنِيْ عَلٰى عَمَلٍ إِذَا عَمِلْتُهُ دَخَلْتُ الْجَنَّةَ، قَالَ: ((تَعْبُدُ اللّٰهَ وَلَا تُشْرِكُ بِهِ شَيْئًا وَتُقِيْمُ الصَّلَاةَ الْمَكْتُوْبَةَ وَتُؤَدِّي الزَّكَاةَ الْمَفْرُوْضَةَ

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک بدّو، نبی کریم ﷺ کے پاس آیا اور کہا: اے اللہ کے رسول! آپ میرے لیے ایسے عمل کی نشاندہی کر دیں کہ اگر میں وہ عمل کروں تو جنت میں داخل ہو جاؤں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''تم اللہ تعالیٰ کی عبادت کرو، اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہراؤ، فرضی نماز قائم

---

(٧٤) تخريج: حديث حسن بطرقه۔ أخرجه الطبراني في "الكبير": ٢٣٢٨، والطحاوي في "شرح مشكل الآثار": ٢٨٢٩ (انظر: ١٩١٧٧)

(٧٥) تخريج: حديث حسن بطرقه ۔ أخرجه الطبراني في "الكبير": ٢٣٣٠ (انظر: ١٩١٥٨)

(٧٦) تخريج: أخرجه البخاري: ١٣٩٧، ومسلم: ١٤ (انظر: ٨٥١٥)

وَتَصُوْمُ رَمَضَانَ۔)) قَالَ: وَالَّذِی نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِیَدِہِ! لَا أَزِیْدُ عَلٰی ھٰذَا أَبَدًا وَلَا أَنْقُصُ مِنْہُ، فَلَمَّا وَلّٰی قَالَ النَّبِیُّ ﷺ: ((مَنْ سَرَّہُ أَنْ یَنْظُرَ إِلٰی رَجُلٍ مِنْ أَھْلِ الْجَنَّۃِ فَلْیَنْظُرْ إِلٰی ھٰذَا۔)) (مسند أحمد: ٨٤٩٦)

کرو، فرضی زکوۃ ادا کرو اور رمضان کے روزے رکھو۔'' اس نے کہا: اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں محمد ﷺ کی جان ہے! میں نہ ان عبادات پر زیادتی کروں گا اور نہ ان میں کمی ہونے دوں گا، جب وہ چلا گیا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس کو یہ بات بھلی لگے کہ وہ اہلِ جنت میں کوئی سے آدمی دیکھے تو وہ اس آدمی کو دیکھ لے۔''

فوائد: ...... یہ وہ احادیث ہیں، جن میں آنے والے مختلف وفود اور لوگوں کو اسلامی تعلیمات سے آگاہ کیا گیا، اگرچہ ان میں سارا اسلام بیان نہیں کیا گیا۔

قارئین کرام! کیا آپ ﷺ نے غور کیا کہ جو وفد یا آدمی اسلامی تعلیمات کے حصول کے لیے پہلی دفعہ بارگاہِ رسالت میں حاضر ہوا، آپ ﷺ نے مختلف احکام کے ساتھ ساتھ اس کو نماز کا حکم ضرور دیا، لیکن اس وقت محتاط اندازے کے مطابق (٪۹۳) مسلمان اس اہم فریضے کو ادا کرنے سے غافل ہیں، دراصل ایسے لوگ اسلام اور روحِ اسلام سے بہت دور ہیں، ان لوگوں کو اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ ﷺ کے حقوق کا شعور تک نہیں ہے۔ نماز ہی مسلمان کی علامت اور پہچان ہے۔

بَابٌ فِیْ أَرْکَانِ الْإِسْلَامِ وَدَعَائِمِہِ الْعِظَامِ

اسلام کے ارکان اور اس کے بڑے بڑے ستونوں کا بیان

(۷۷)۔عَنْ أَبِی سُوَیْدٍ الْعَبْدِیِّ قَالَ: أَتَیْنَا ابْنَ عُمَرَ رضی اللہ عنہ فَجَلَسْنَا بِبَابِہِ لِیُؤْذَنَ لَنَا، قَالَ: فَأَبْطَأَ عَلَیْنَا الْإِذْنُ، قَالَ: فَقُمْتُ إِلَی جُحْرٍ فِی الْبَابِ فَجَعَلْتُ أَطَّلِعُ فِیْہِ فَفَطِنَ بِیْ، فَلَمَّا أَذِنَ لَنَا جَلَسْنَا فَقَالَ: أَیُّکُمُ اطَّلَعَ آنِفًا فِی دَارِیْ؟ قَالَ: قُلْتُ: أَنَا، قَالَ: بِأَیِّ شَیْءٍ اسْتَحْلَلْتَ أَنْ تَطَّلِعَ فِی دَارِیْ، قَالَ: قُلْتُ: أَبْطَأَ عَلَیْنَا الْإِذْنُ فَنَظَرْتُ فَلَمْ أَتَعَمَّدْ ذَالِکَ، قَالَ: ثُمَّ سَأَلُوْہُ عَنْ أَشْیَاءَ فَقَالَ:

ابوسوید عبدی کہتے ہیں: ہم سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کی طرف گئے اور ان کے دروازے پر اجازت کے انتظار میں بیٹھ گئے، جب ہم نے دیکھا کہ ہمیں اجازت دینے میں بہت تاخیر ہوگئی ہے تو میں دروازے میں موجود ایک سوراخ کی طرف اٹھا اور وہاں سے اندر کی طرف جھانکنے لگا، وہ سمجھ گئے اور ہمیں اجازت دے دی اور ہم ان کے پاس جا کر بیٹھ گئے۔ انھوں نے کہا: تم میں سے کون ہے، جو ابھی میرے گھر میں جھانک رہا تھا؟ میں نے کہا: میں تھا، انھوں نے کہا: تو نے کس دلیل کی روشنی میں میرے گھر میں جھانکنے کو حلال سمجھ لیا؟ میں نے کہا: ہمیں

(۷۷) تخریج: اسنادہ ضعیف لجھالۃ حال برکۃ بن یعلی التیمی وشیخہ ابی سوید العبدی، وھما من رجال التعجیل (انظر: ٥٦٧٢)

سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((بُنِيَ الْإِسْلَامُ عَلٰى خَمْسٍ: شَهَادَةِ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَ أَنَّ مُحَمَّدًا رَسُوْلُ اللّٰهِ وَ إِقَامِ الصَّلَاةِ وَ إِيْتَاءِ الزَّكَاةِ وَحَجِّ الْبَيْتِ وَ صِيَامِ رَمَضَانَ۔)) قُلْتُ: يَا أَبَا عَبْدِالرَّحْمٰنِ! مَا تَقُوْلُ فِي الْجِهَادِ؟ قَالَ: مَنْ جَاهَدَ فَإِنَّمَا يُجَاهِدُ لِنَفْسِهِ۔ (مسند أحمد: ٥٦٧٢)

اجازت دینے میں تاخیر کر دی گئی تھی، اس لیے میں نے دیکھ لیا، جان بوجھ کر تو میں نے نہیں کیا، پھر ہم لوگ سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما سے سوال کرنے لگ گئے، انھوں نے کہا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے بھی سنا تھا: ''اسلام کی بنیاد پانچ چیزوں پر رکھی گئی ہے: اللہ تعالیٰ کے ہی معبودِ برحق ہونے اور محمد ﷺ کے اللہ کے رسول ہونے کی گواہی دینا، نماز قائم کرنا، زکوۃ ادا کرنا، بیت اللہ کا حج کرنا اور رمضان کے روزے رکھنا۔'' میں نے کہا: اے ابوعبد الرحمٰن! آپ جہاد کے بارے میں کیا کہتے ہیں؟ انھوں نے کہا: ''جو جہاد کرے گا، وہ اپنے لیے کرے گا۔''

(٧٨) (وَمِنْ طَرِيْقٍ آخَرَ)۔ عَنْ يَزِيْدَ بْنِ بِشْرٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رضي الله عنه قَالَ: بُنِيَ الْإِسْلَامُ عَلٰى خَمْسٍ، شَهَادَةِ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَ إِقَامِ الصَّلَاةِ وَإِيْتَاءِ الزَّكَاةِ وَحَجِّ الْبَيْتِ وَ صَوْمِ رَمَضَانَ، قَالَ: فَقَالَ لَهُ رَجُلٌ: وَالْجِهَادُ فِي سَبِيْلِ اللّٰهِ؟ قَالَ ابْنُ عُمَرَ: الْجِهَادُ حَسَنٌ، هٰكَذَا حَدَّثَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ۔ (مسند أحمد: ٤٧٩٨)

(دوسری سند) سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا: اسلام کی بنیاد پانچ چیزوں پر رکھی گئی ہے: اللہ تعالیٰ کے ہی معبودِ برحق ہونے کی شہادت دینا، نماز قائم کرنا، زکوۃ ادا کرنا، بیت اللہ کا حج کرنا اور رمضان کے روزے رکھنا۔ ایک آدمی نے کہا: اور اللہ تعالیٰ کے راستے میں جہاد؟ انھوں نے کہا: جہاد اچھی چیز ہے، بات یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں یہ حدیث ایسے بیان کی تھی۔

(٧٩)۔ عَنْ جَرِيْرِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ رضي الله عنه قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((بُنِيَ الْإِسْلَامُ عَلٰى خَمْسٍ: شَهَادَةِ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَ إِقَامِ الصَّلَاةِ وَ إِيْتَاءِ الزَّكَاةِ وَحَجِّ الْبَيْتِ وَ صَوْمِ رَمَضَانَ۔)) (مسند أحمد: ١٩٤٣٩)

سیدنا جریر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اسلام کی بنیاد پانچ چیزوں پر رکھی گئی ہے: اللہ تعالیٰ کے ہی معبودِ برحق ہونے کی شہادت دینا، نماز قائم کرنا، زکوۃ ادا کرنا، بیت اللہ کا حج کرنا اور رمضان کے روزے رکھنا۔''

---

(٧٨) تخريج: اسناده ضعيف، فيه علتان: انقطاعه، لأن سالما لم يسمعه من يزيد، وجهالة حال يزيد بن بشر السكسكي (انظر: ٤٧٩٨)

(٧٩) تخريج: صحيح لغيره ۔ أخرجه ابويعلى: ٧٥٠٧، والطبراني في "الكبير": ٢٣٦٤ (انظر: ١٩٢٢٦)

فوائد: ......اس حدیث کا متن مشہور ہے اور تقریباً ہر خاص و عام کو یاد بھی ہے، کاش! ہمارے اندر عملی رجحان بھی پیدا ہو جاتا اور ہم اسلام کے ان پانچ ستونوں کو تعمیر کر کے اپنے سروں پر اسلام کی چھت کا سایہ کر لیتے۔

(۸۰)۔عَنْ زِيَادِ بْنِ نُعَيْمٍ نِ الْحَضْرَمِيِّ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((أَرْبَعٌ فَرَضَهُنَّ اللّٰهُ فِي الْإِسْلَامِ فَمَنْ جَاءَ بِثَلَاثٍ لَمْ يُغْنِيْنَ عَنْهُ شَيْئًا حَتَّى يَأْتِيَ بِهِنَّ جَمِيْعًا، اَلصَّلَاةُ وَ الزَّكَاةُ وَ صِيَامُ رَمَضَانَ وَ حَجُّ الْبَيْتِ۔)) (مسند أحمد: ١٧٩٤٢)

زیاد بن نعیم حضرمی سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''چار چیزیں ہیں، اللہ تعالیٰ نے ان کو اسلام میں فرض کیا ہے، جو بندہ ان میں تین ادا کرے گا، تو وہ اسے اس وقت تک کچھ کفایت نہیں کریں گی، جب تک وہ اِن سب کی ادائیگی نہیں کرے گا، وہ چار امور یہ ہیں: نماز، زکوۃ، رمضان کے روزے اور بیت اللہ کا حج۔''

(۸۱)۔عَنْ عَلِيٍّ ؓ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ قَالَ: ((لَا يُؤْمِنُ عَبْدٌ حَتَّى يُؤْمِنَ بِأَرْبَعٍ حَتَّى يَشْهَدَ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَ أَنِّي رَسُوْلُ اللّٰهِ بَعَثَنِيْ بِالْحَقِّ وَ حَتَّى يُؤْمِنَ بِالْبَعْثِ بَعْدَ الْمَوْتِ وَ حَتَّى يُؤْمِنَ بِالْقَدْرِ۔)) (مسند أحمد: ٧٥٨)

سیدنا علی ؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''کوئی بندہ اس وقت تک مؤمن نہیں ہوسکتا، جب تک ان چار چیزوں پر ایمان نہیں لائے گا: یہ گواہی دینا کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبودِ برحق نہیں ہے اور میں اللہ کا رسول ہوں، اس نے مجھے حق کے ساتھ مبعوث کیا ہے، موت کے بعد دوبارہ جی اٹھنے پر ایمان لائے اور تقدیر پر ایمان لائے۔''

(۸۲) (وَعَنْهُ بِلَفْظٍ آخَرَ)۔قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَنْ يُؤْمِنَ عَبْدٌ حَتَّى يُؤْمِنَ بِأَرْبَعٍ: يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَ أَنَّ اللّٰهَ بَعَثَنِيْ بِالْحَقِّ وَ يُؤْمِنُ بِالْبَعْثِ بَعْدَ الْمَوْتِ وَيُؤْمِنُ بِالْقَدْرِ خَيْرِهِ وَ شَرِّهِ۔)) (مسند أحمد: ١١١٢)

(دوسری روایت) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''کوئی بندہ اس وقت تک مؤمن نہیں ہوگا، جب تک ان چار چیزوں پر ایمان نہیں لائے گا: اللہ تعالیٰ پر ایمان لائے اور اس چیز پر کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے حق کے ساتھ مبعوث کیا ہے، موت کے بعد دوبارہ زندہ ہونے پر ایمان لائے اور تقدیر پر ایمان لائے، وہ اچھی ہو یا بری۔''

فوائد: ......یہ چار امور دوسرے اعتقادات اور ایمانیات کو بھی مستلزم ہیں، مثلا: سابقہ انبیاء و رسل پر ایمان، فرشتوں پر ایمان، کتابوں پر ایمان وغیرہ، کیونکہ اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ ﷺ پر ایمان لانے کا تقاضا یہ ہے کہ ان کی تمام

---

(۸۰) تخریج: اسناده ضعيف، ابن لهيعة سيىء الحفظ، ثم ان الحديث مرسل، فان زياد بن نعيم الحضرمي تابعي (انظر: ١٧٧٨٩)

(۸۱) تخريج: رجاله ثقات رجال الشيخين ـ أخرجه الترمذي: ٢١٤٥، وابن ماجه: ٨١ (انظر: ٧٥٨)

(۸۲) تخريج: انظر الحديث بالطريق الأول

ہدایات کو بھی تسلیم کیا جائے۔

(٨٣)۔ عَنِ السَّدُوْسِيِّ يَعْنِي ابْنَ الْخَصَاصِيَّةِ رضی اللہ عنہ قَالَ: أَتَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ لِأُبَايِعَهُ فَاشْتَرَطَ عَلَيَّ شَهَادَةَ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَ رَسُوْلُهُ وَ أَنْ أُقِيْمَ الصَّلَاةَ وَ أَنْ أُؤَدِّيَ الزَّكَاةَ وَ أَنْ أَحُجَّ حَجَّةَ الْإِسْلَامِ وَ أَنْ أَصُوْمَ شَهْرَ رَمَضَانَ وَ أَنْ أُجَاهِدَ فِي سَبِيْلِ اللّٰهِ۔ فَقُلْتُ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! أَمَّا اثْنَتَانِ فَوَاللّٰهِ مَا أُطِيْقُهُمَا الْجِهَادُ وَ الصَّدَقَةُ، فَإِنَّهُمْ زَعَمُوْا أَنَّ مَنْ وَلَّى الدُّبُرَ فَقَدْ بَاءَ بِغَضَبٍ مِنَ اللّٰهِ فَأَخَافُ إِنْ حَضَرَتْ تِلْكَ جَشِعَتْ نَفْسِيْ وَ كَرِهَتِ الْمَوْتَ، وَ الصَّدَقَةُ فَوَاللّٰهِ مَا لِيْ إِلَّا غُنَيْمَةٌ وَ عَشْرُ ذَوْدٍ، هُنَّ رِسْلُ أَهْلِي وَ حُمُوْلَتُهُمْ، قَالَ: فَقَبَضَ رَسُوْلُ اللّٰهِ يَدَهُ ثُمَّ حَرَّكَ يَدَهُ ثُمَّ قَالَ: ((فَلَا جِهَادَ وَلَا صَدَقَةَ فَلِمَ تَدْخُلُ الْجَنَّةَ إِذًا؟)) قَالَ: قُلْتُ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! أَنَا أُبَايِعُكَ، قَالَ: فَبَايَعْتُ عَلَيْهِنَّ كُلِّهِنَّ۔ (مسند أحمد: ٢٢٢٩٨)

سیدنا ابن خصاصیہ سدوسی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میں رسول اللہ ﷺ کی بیعت کرنے کے لیے آپ ﷺ کے پاس آیا، آپ ﷺ نے مجھ پر یہ شرطیں عائد کر دیں: یہ گواہی دینا کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبودِ برحق نہیں ہے اور یہ کہ محمد ﷺ اس کے بندے اور رسول ہیں، نماز قائم کرنا، زکوۃ ادا کرنا، حجۃ الاسلام ادا کرنا، رمضان کے روزے رکھنا، اللہ کے راستے میں جہاد کرنا۔ میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! یہ جو دو چیزیں جہاد اور زکوۃ ہیں نا، ان کی مجھ میں طاقت نہیں ہے، کیونکہ جہاد کے بارے میں لوگ کہتے ہیں کہ جو وہاں سے پیٹھ پھیر جاتا ہے، وہ اللہ تعالیٰ کے غضب کے ساتھ لوٹتا ہے، اس لیے میں ڈرتا ہوں کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ میدانِ جہاد میں میرا نفس گھبرا جائے اور موت کو ناپسند کرنے لگے اور رہا مسئلہ زکوۃ کا، تو اللہ کی قسم ہے کہ میرے پاس تھوڑی سی بکریاں ہیں اور دس اونٹ ہیں، میرے اہل کے لیے دودھ والے اور سواری والے یہی جانور ہیں۔ یہ سن کر رسول اللہ ﷺ نے اپنے ہاتھ کو بند کیا اور اس کو حرکت دی اور فرمایا: ''اگر جہاد بھی نہ ہو اور زکوۃ بھی نہ ہو تو پھر تو جنت میں کیسے داخل ہو گا۔'' میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! ٹھیک ہے، میں آپ ﷺ کی بیعت کرتا ہوں، پھر میں نے ان سب امور پر آپ ﷺ کی بیعت کی۔

فوائد: ......اس میں کوئی شک نہیں کہ نبی کریم ﷺ حکمت و دانائی اور مزاج شناسی سے بدرجۂ اتم متصف تھے، اِس موقع پر آپ ﷺ نے اِس آدمی کی جہاد اور زکوۃ کو مستثنی کر دینے کی شرط قبول نہیں کی، کیونکہ آپ ﷺ اس آدمی کے مزاج سے یہ سمجھ رہے تھے کہ اگر اس کو ان چیزوں کی رخصت نہ دی گئی تو پھر بھی یہ اسلام کو قبول کر لے گا، جبکہ

---

(٨٣) تخریج: رجاله ثقات رجال الشيخين غير ابی المثنى العبدی، فلم يروِ عنه غير جبلة بن سُحيم، وذكره ابن حبان والعجلی فی الثقات۔ أخرجه الطبرانی فی "الكبير": ١٢٣٣، وفی "الاوسط": ١١٤٨، والحاكم: ٢/ ٧٩، والبيهقی: ٩/ ٢٠ (انظر: ٢١٩٥٢)

بوقت بیعت بعض امورِ اسلام کو مصلحۃً مستثنیٰ کر دینا بھی درست ہے، جیسا کہ درج ذیل حدیث سے معلوم ہوتا ہے:

ابو زبیر کہتے ہیں: میں نے سیدنا جابر رضی اللہ عنہ سے ثقیف قبیلہ کی بیعت کے بارے میں پوچھا۔ انھوں نے کہا: اِشْتَرَطَتْ عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ ﷺ أَنْ لَا صَدَقَۃَ عَلَیْھَا وَلَا جِھَادَ۔ قَالَ: وَأَخْبَرَنِیْ جَابِرٌ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ قَالَ: ((سَیَتَصَدَّقُوْنَ وَیُجَاھِدُوْنَ إِذَا أَسْلَمُوْا۔)) ......اس قبیلے نے (بیعت کرتے وقت) رسول اللہ ﷺ پر یہ شرط عائد کی تھی کہ ان پر صدقہ ہوگا نہ جہاد۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''عنقریب جب یہ لوگ (پکے) مسلمان ہو جائیں گے تو صدقہ بھی دیں گیا اور جہاد بھی کریں گے۔'' (ابوداود: ۲/ ٤۲، صحیحہ: ۱۸۸۸)

یہ نبی کریم ﷺ کی حکمت و دانائی کا منہ بولتا ثبوت ہے کہ اگر کوئی قبیلہ یا فرد مشرف باسلام تو ہونا چاہتا ہے، لیکن اسلام کے ایک دو اجزا یا شقوں کو تسلیم کرنے کے لیے تیار نہیں ہوتا، تو حکمت یہ ہے کہ دونوں گھروں کی مصلحت کا خیال رکھتے ہوئے اس امید پر اس کی شرطیں قبول کر لی جائیں کہ کچھ عرصہ تک ایمان و ایقان میں پختہ ہو کر اسلام کے ہر جزو اور شق کو تسلیم کر لے گا، مبلغینِ اسلام کا حکیم و دانا ہونا انتہائی ضروری ہے۔

(٨٤)۔عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہما أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ لَمَّا بَعَثَ مُعَاذَ بْنَ جَبَلٍ إِلَی الْیَمَنِ قَالَ: ((إِنَّکَ تَأْتِیْ قَوْمًا أَھْلَ کِتَابٍ فَادْعُھُمْ إِلٰی شَھَادَۃِ أَنْ لَا إِلٰہَ إِلَّا اللّٰہُ وَ أَنِّیْ رَسُوْلُ اللّٰہِ، فَإِنْ ھُمْ أَطَاعُوْکَ لِذَالِکَ فَأَعْلِمْھُمْ أَنَّ اللّٰہَ عَزَّوَجَلَّ اِفْتَرَضَ عَلَیْھِمْ خَمْسَ صَلَوَاتٍ فِیْ کُلِّ یَوْمٍ وَ لَیْلَۃٍ، فَإِنْ ھُمْ أَطَاعُوْکَ لِذَالِکَ فَأَعْلِمْھُمْ أَنَّ اللّٰہَ اِفْتَرَضَ عَلَیْھِمْ صَدَقَۃً فِیْ أَمْوَالِھِمْ تُؤْخَذُ مِنْ أَغْنِیَائِھِمْ وَ تُرَدُّ فِیْ فُقَرَائِھِمْ، فَإِنْ ھُمْ أَطَاعُوْکَ لِذَالِکَ فَإِیَّاکَ وَ کَرَائِمَ أَمْوَالِھِمْ وَاتَّقِ دَعْوَۃَ الْمَظْلُوْمِ فَإِنَّھَا لَیْسَ بَیْنَھَا وَ بَیْنَ اللّٰہِ حِجَابٌ۔)) (مسند أحمد: ۲۰۷۱)

سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے جب سیدنا معاذ رضی اللہ عنہ کو یمن کی طرف بھیجا تو ان سے فرمایا: ''تم اہل کتاب لوگوں کی طرف جا رہے ہو، پس ان کو سب سے پہلے یہ دعوت دینا کہ وہ اللہ تعالیٰ کے ہی معبودِ برحق ہونے اور میرے رسول اللہ ہونے کی شہادت دیں، اگر وہ اس معاملے میں تیری اطاعت کر لیں تو ان کو بتلانا کہ اللہ تعالیٰ نے ایک دن رات میں ان پر پانچ نمازیں فرض کی ہیں، اگر وہ یہ بات بھی تسلیم کر جائیں تو ان کو یہ تعلیم دینا کہ اللہ تعالیٰ نے ان کے مالوں پر زکوۃ فرض کی ہے، جو ان کے مالداروں سے لے کر ان کے فقیروں میں تقسیم کی جائے گی، اگر وہ یہ بات بھی مان جائیں تو پھر تم نے ان کے عمدہ مالوں سے بچ کر رہنا ہے اور مظلوم کی بددعا سے بچنا ہے، کیونکہ اس کے اور اللہ تعالیٰ کے مابین کوئی پردہ نہیں ہے۔''

فوائد: ......جو کوئی کلمۂ شہادت کا اقرار کر کے مشرف باسلام ہو جاتا ہے تو اس پر عائد ہونے والا پہلا فرض نماز ہوتا ہے، یہ اسلام کی پہلی اور آخری علامت ہے، لیکن افسوس اس بات پر ہے کہ مسلمانوں کی اکثریت اس فرض سے

(٨٤) تخریج: أخرجہ البخاری: ۱۳۹۵، ۲٤٤۸، ومسلم: ۱۹ (انظر: ۲۰۷۱)

اس قدر غافل ہے کہ اس کو اس جرم کا احساس تک نہیں ہے۔ اس وقت مظلوم اور فقیر مسلمانوں کے حقوق کو بھی ادا نہیں کیا جا رہا۔

بَابٌ فِيُ شُعَبِ الْإِيُمَان وَ مَثَلِهِ
ایمان کے شعبوں اور اس کی مثال کا بیان

(٨٥)۔عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضي الله عنه أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((اَلْإِيْمَانُ أَرْبَعَةٌ وَ سِتُّوْنَ بَابًا، أَرْفَعُهَا وَ أَعْلَاهَا قَوْلُ لَا إِلَهَ إِلَّا اللّٰهُ وَ أَدْنَاهَا إِمَاطَةُ الْأَذٰى عَنِ الطَّرِيْقِ۔)) (مسند أحمد: ٨٩١٣)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ایمان کے چونسٹھ شعبے ہے، ان میں سب سے بلند اور عالی شعبہ ''لَا إِلَهَ إِلَّا اللّٰهُ'' کہنا ہے اور سب سے کم مرتبہ شعبہ راستے سے تکلیف دہ چیز کو ہٹا دینا ہے۔''

(٨٦)۔وَ عَنْهُ أَيْضًا أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((اَلْإِيْمَانُ بِضْعٌ وَ سَبْعُوْنَ بَابًا، أَفْضَلُهَا لَا إِلَهَ إِلَّا اللّٰهُ وَ أَدْنَاهَا إِمَاطَةُ الْأَذٰى عَنِ الطَّرِيْقِ، وَالْحَيَاءُ شُعْبَةٌ مِنَ الْإِيْمَانِ۔)) (مسند أحمد: ٩٣٥٠)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے یہ بھی مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ایمان کے کچھ اوپر ستر شعبے ہیں، ان میں افضل شعبہ ''لَا إِلَهَ إِلَّا اللّٰهُ'' اور کم تر شعبہ راستے سے تکلیف دہ چیز ہٹانا ہے اور حیا بھی ایمان کا ایک شعبہ ہے۔''

فوائد: ......ان احادیث سے معلوم ہوا کہ ایمان کا اعمال کے ساتھ بڑا گہرا تعلق ہے، حدیثِ مبارکہ میں مذکورہ شعبے کون سے ہیں؟ اس کا جواب دیتے ہوئے حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے کہا: قاضی عیاض کہتے ہیں: بعض علماء وفقہاء نے اپنے اپنے اجتہاد کے مطابق ان شعبوں کا تعین کرنے کی کوشش کی ہے۔ بہرحال کسی کے اجتہاد کے حق میں یہ نہیں کہا جا سکتا کہ وہ حدیث کے مرادی معانی کے عین مطابق ہے، دوسری بات یہ ہے کہ اگر ان شعبہ جات کی تفصیل کا علم نہ ہو تو اس سے کوئی فرق نہیں پڑھتا۔

(میں ابن حجر کہتا ہوں:) ان شعبوں کا تعین کرنے والے کسی ایک انداز پر جمع نہ ہو سکے، البتہ امام ابن حبان کا طریقہ اقرب الی الصواب معلوم ہوتا ہے، جس کا خلاصہ یہ ہے: یہ شعبے اپنے مصدور ومنبع کے لحاظ سے تین قسم کے اعمال منقسم ہوتے ہیں۔

(۱) قلبی اعمال (۲) قولی اعمال اور (۳) بدنی اعمال

قلبی اعمال میں اعتقادات اور نیات داخل ہیں، جو درج ذیل چوبیس خصلتوں پر مشتمل ہیں:

(٨٥) تخريج: أخرجه البخاری: ٩، ومسلم: ٣٥ (انظر: ٨٩٢٦)
(٨٦) تخريج: انظر الحديث المتقدم

اللہ تعالیٰ پر ایمان، فرشتوں پر ایمان، کتابوں پر ایمان، رسولوں پر ایمان، تقدیر پر ایمان، یوم آخرت پر ایمان، اللہ تعالیٰ سے محبت، اس کی ذات کی خاطر کسی سے محبت یا نفرت، جس میں آپ ﷺ سے محبت اور آپ کی تعظیم اور آپ کی سنت کی پیروی بھی داخل ہے، اخلاص (اس میں ریا کاری و نفاق کو ترک کرنا بھی داخل ہے)، توبہ، خوف، رجا، شکر، وفا، صبر، رضا بالقضا، توکل، رحمت، تواضع، تکبر اور عجب کو ترک کرنا، حسد اور کینہ ترک کرنا اور غیظ و غضب کو ترک کرنا۔

قولی اعمال سات اجزاء پر مشتمل ہیں:

توحید کا اقرار، تلاوتِ قرآن، علم شرعی سیکھنا اور سکھانا، دعا، ذکر و استغفار، لغو سے اجتناب۔

بدنی اعمال اڑتیس خصائل پر مشتمل ہیں:

ان میں سے درج ذیل پندرہ اعیان کے ساتھ خاص ہیں:

حسی اور حکمی طہارت (نجاستوں سے اجتناب کا تعلق بھی اسی شق کے ساتھ ہے)، پردہ، فرضی و نفلی نماز، فرضی و نفلی صدقہ و زکوۃ، غلاموں کو آزاد کرنا، سخاوت، نفلی و فرضی روزے، حج و عمرہ، طواف، اعتکاف، شبِ قدر کی تلاش، دین کی حفاظت، نذر پورا کرنا، بہتر قسم کا انتخاب اور کفاروں کی ادائیگی۔

درج ذیل چھ کا تعلق اتباع سے ہے:

نکاح اور اہل و عیال کے حقوق کی ادائیگی، والدین کے ساتھ حسن سلوک، تربیتِ اولاد، صلہ رحمی، آقاؤں کی اطاعت اور غلاموں سے نرمی۔

اور درج ذیل سترہ امور عوام الناس سے متعلقہ ہیں:

عدل والی امارت کا قیام، جماعت کی پیروی، امراء کی اطاعت، لوگوں کے مابین اصلاح کروانا، نیکی والے امور پر معاونت، نفاذِ حدود، جہاد، ادائیگیٔ امانت، قرضہ چکانا، پڑوسی کی عزت کرنا، حسنِ معاملہ، مال کو اس کے مناسب مقام پر خرچ کرنا، سلام کا جواب، چھینکنے والے کو ''یرحمک اللّٰہ'' کہنا، لوگوں کو تکلیف نہ دینا، لغو سے اجتناب کرنا اور راستے سے تکلیف دہ چیز ہٹانا۔ یہ کل انہتر خصائل ہیں، اگر بعض امور کو بعض میں ضم نہ کیا جائے تو ان کی تعداد اناسی بن سکتی ہے۔ واللہ اعلم۔ (فتح الباری: ۱/ ۷۲)

یہ حدیث مبارکہ اس حقیقت کو واضح کرتی ہے کہ اعمال، ایمان کا جز ہیں، اس حدیث سے مرجئہ جیسے باطل فرقوں کا ردّ ہوتا ہے جنہوں نے اعمال صالحہ کو ایمان کی حقیقت سے خارج کر دیا، نیز یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ ایمان میں کمی بیشی ممکن ہے، کیونکہ ان تمام شعبوں اور شاخوں پر عمل پیرا ہونے یا نہ ہونے میں مسلمانوں میں یکسانیت نہیں پائی جاتی۔ ''لَا اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰهُ'' جو کہ ایمان کی سب سے افضل شاخ ہے، سے توحیدِ الوہیت ثابت ہوتی ہے، یعنی کائنات میں بسیرا کرنے والوں کا ایک ہی سچا اور برحق معبود ہے، جس کا نام ''اَللّٰـه'' ہے، اس کے علاوہ جن معبودوں کا تصور دنیا میں پایا جاتا ہے وہ سب بے بنیاد، بے تاثیر، بے اختیار، بے حقیقت اور باطل ہیں۔

انسانیت کو کسی قسم کی تکلیف اور نقصان وغیرہ سے بچانا، اتنا عظیم عمل ہے کہ نبی کریم ﷺ نے اسے ایمان کا ایک حصہ قرار دیا، نیز آپ ﷺ نے فرمایا: ''کسی وقت کی بات ہے کہ ایک آدمی کسی راستے سے گزر رہا تھا، اس راستے پر جھکی ہوئی ایک کانٹے دار شاخ تھی (جس سے گزرنے والوں کو تکلیف ہوتی تھی) اس آدمی نے اسے کاٹ دیا، اللہ تعالیٰ نے اس کے اس عمل کی قدر فرمائی اور اسے بخش دیا۔'' (بخاری: ٦٥٢، مسلم: ١٩١٤) عصر حاضر میں اس بابرکت عمل کے برعکس بالعموم اور بالخصوص شادی بیاہ کے موقع پر گزرگاہوں کو تنگ یا بند کر دیا جاتا ہے یا بعض دوکاندار اور کوٹھیوں کے مالک تجاوزات سے کام لیتے ہیں یا بعض اوباش کھیلنے اور مجلس لگانے کیلئے سڑکوں کا انتخاب کرتے ہیں، ان تمام قابل مذمت حرکتوں سے گزرنے والوں کو شدید تکلیف کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ (فَإِنَّا لِلّٰهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُوْن) یہ حرکتیں اللہ کی رحمت سے دوری کا سبب اور اخلاقی پستی کی آئینہ دار ہیں۔

(٨١)۔عَنِ النَّوَّاسِ بْنِ سَمْعَانَ الْأَنْصَارِيِّ رضی اللہ عنہ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((ضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا صِرَاطًا مُسْتَقِيْمًا وَعَلٰى جَنَبَتَيِ الصِّرَاطِ سُوْرَانِ فِيْهِمَا أَبْوَابٌ مُفَتَّحَةٌ، وَعَلَى الْأَبْوَابِ سُتُوْرٌ مُرْخَاةٌ، وَعَلٰى بَابِ الصِّرَاطِ دَاعٍ يَقُوْلُ: يَا أَيُّهَا النَّاسُ! اُدْخُلُوْا الصِّرَاطَ جَمِيْعًا وَلَا تَتَفَرَّجُوْا، وَدَاعٍ يَدْعُوْ مِنْ جَوْفِ الصِّرَاطِ، فَإِذَا أَرَادَ يَفْتَحُ شَيْئًا مِنْ تِلْكَ الْأَبْوَابِ قَالَ: وَيْحَكَ لَا تَفْتَحْهُ فَإِنَّكَ إِنْ تَفْتَحْهُ تَلِجْهُ، وَالصِّرَاطُ الْإِسْلَامُ وَالسُّوْرَانِ حُدُوْدُ اللّٰهِ تَعَالٰى وَالْأَبْوَابُ الْمُفَتَّحَةُ مَحَارِمُ اللّٰهِ تَعَالٰى وَذَالِكَ الدَّاعِي عَلٰى رَأْسِ الصِّرَاطِ كِتَابُ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ، وَالدَّاعِي فَوْقَ الصِّرَاطِ وَاعِظُ اللّٰهِ فِي قَلْبِ كُلِّ مُسْلِمٍ۔)) (مسند أحمد: ١٧٧٨٤)

سیدنا نواس بن سمعان انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ نے ایک مثال بیان کی ہے، ایک صراطِ مستقیم ہے، اس راستے کے دونوں اطراف میں دو دیواریں ہیں، جن میں کھلے ہوئے دروازے ہیں اور دروازوں پر پردے لٹک رہے ہیں، راستے کے دروازے پر ایک داعی یہ کہہ رہا ہے: لوگو! سارے کے سارے راستے میں داخل ہو جاؤ اور اس سے زائل نہ ہو جاؤ اور جب کوئی آدمی کسی دوازے کو کھولنا چاہتا ہے تو راستے کے بیچ میں سے ایک داعی یوں آواز دیتا ہے: تو ہلاک ہو جائے، اس کو نہ کھول، اگر تو نے اس کو کھول دیا تو اس میں گھس جائے گا۔ (اس مثال کی وضاحت یہ ہے کہ) راستہ، اسلام ہے اور دیواریں، اللہ تعالیٰ کی حدیں ہیں اور کھلے دروازے، اللہ تعالیٰ کے حرام کردہ امور ہیں اور راستے کے سرے پر داعی، اللہ تعالیٰ کی کتاب ہے اور راستے کے بیچ والا داعی ہر مسلمان کے دل میں موجود اللہ تعالیٰ کا واعظ ہے۔''

---

(٨٧) تخريج: حديث صحيح ـ أخرجه الترمذي: ٢٨٥٩، والنسائي: ٩/ ٦١(انظر: ١٧٦٣٤)

(۸۸) (وَ عَنْهُ فِي أُخْرَى)۔قَالَ: قَالَ لِي رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِنَّ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ ضَرَبَ مَثَلًا صِرَاطًا مُسْتَقِيْمًا عَلٰى كَنَفَيِ الصِّرَاطِ سُوْرَانِ، فِيْهِمَا أَبْوَابٌ مُفَتَّحَةٌ، وَ عَلَى الْأَبْوَابِ سُتُوْرٌ، وَ دَاعٍ يَدْعُوْ عَلٰى رَأْسِ الصِّرَاطِ وَ دَاعٍ يَدْعُوْ مِنْ فَوْقِهِ وَاللّٰهُ يَدْعُوْ إِلٰى دَارِ السَّلَامِ وَ يَهْدِي مَنْ يَشَاءُ إِلٰى صِرَاطٍ مُسْتَقِيْمٍ، فَالْأَبْوَابُ الَّتِي عَلٰى كَنَفَيِ الصِّرَاطِ حُدُوْدُ اللّٰهِ لَا يَقَعُ أَحَدٌ فِي حُدُوْدِ اللّٰهِ حَتّٰى يَكْشِفَ سِتْرَ اللّٰهِ، وَالَّذِي يَدْعُوْ مِنْ فَوْقِهِ وَاعِظُ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ۔)) (مسند أحمد: ۱۷۷۸٦)

(دوسری روایت) سیدنا نواس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے مجھے فرمایا: ''بیشک اللہ تعالیٰ نے ایک مثال بیان کی ہے، ایک صراطِ مستقیم ہے، اس کی دونوں جانبوں میں دیواریں ہیں، ان میں کھلے ہوئے دروازے ہیں، جن پر پردے لٹک رہے ہیں اور ایک داعی راستے کے سرے پر ہے اور ایک داعی بندے کے اوپر اوپر ہے۔ اور اللہ تعالیٰ سلامتی والے گھر کی طرف بلاتا ہے اور جس کو چاہتا ہے، صراطِ مستقیم کی طرف ہدایت دیتا ہے، راستے کے دونوں جانبوں میں جو دروازے ہیں، وہ اللہ تعالیٰ کی حدیں ہیں، جب تک آدمی اللہ تعالیٰ کے پردے کو چاک نہیں کرتا، اس وقت تک وہ اس کی حدوں میں نہیں گھستا اور جو داعی اوپر سے بلا رہا ہوتا ہے، وہ اللہ تعالیٰ کا واعظ ہے۔''

فوائد: ......مثال واضح ہے، اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ایمان کا تقاضا یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی حدود اور حرام کردہ امور کے قریب نہ جایا جائے، وگرنہ ایمان کے ناقص ہو جانے کا یا اس سے محروم ہو جانے کا خطرہ پیدا ہو جائے گا۔ ''راستے کے بیچ والا داعی ہر مسلمان کے دل میں موجود اللہ تعالیٰ کا واعظ ہے۔'' یہ قانون اس شخص کے لیے ہے جو اسلام کے حلال و حرام کا اجمالی علم رکھتا ہو، سنجیدہ مزاج ہو، آخرت کی فکر کرنے والا ہو اور برائیوں کے ذریعے اپنے نفس کو غیر معیاری نہ بنا چکا ہو۔

بَابٌ فِيْ خِصَالِ الْإِيْمَانِ وَ آيَاتِهِ
ایمان کی خصلتوں اور اس کی نشانیوں کا بیان

(۸۹)۔عَنْ سُفْيَانَ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ الثَّقَفِيِّ رضی اللہ عنہ قَالَ: قُلْتُ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! قُلْ لِيْ فِي الْإِسْلَامِ قَوْلًا لَا أَسْأَلُ عَنْهُ أَحَدًا غَيْرَكَ، قَالَ أَبُوْ مُعَاوِيَةَ: بَعْدَكَ، قَالَ: ((قُلْ آمَنْتُ بِاللّٰهِ ثُمَّ اسْتَقِمْ۔)) (مسند أحمد: ۱٥٤۹٤)

سیدنا سفیان بن عبد اللہ ثقفی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! مجھے اسلام کے بارے میں کوئی ایسی بات بتائیں کہ آپ کے علاوہ (ابو معاویہ نے ''آپ کے بعد'' کے لفظ بولے ہیں) کسی سے اس کے بارے میں سوال کرنے کی گنجائش باقی نہ رہے۔ آپ ﷺ نے

(۸۸) تخریج: انظر الحدیث السابق

(۸۹) تخریج: أخرجه مسلم: ۳۸(انظر: ۱٥٤۱٦)

فرمایا: ''تم کہو کہ میں اللہ تعالیٰ پر ایمان لایا ہوں اور پھر اس پر ڈٹ جاؤ۔''

(۹۰) (وَ مِنْ طَرِيْقٍ ثَانٍ)۔قَالَ: قُلْتُ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! حَدِّثْنِيْ بِأَمْرٍ أَعْتَصِمُ بِهِ، قَالَ: ((قُلْ رَبِّيَ اللّٰهُ ثُمَّ اسْتَقِمْ۔)) قَالَ: قُلْتُ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! مَا أَخْوَفُ مَا تَخَافُ عَلَيَّ؟ قَالَ: فَأَخَذَ بِلِسَانِ نَفْسِهِ ثُمَّ قَالَ: ((هٰذَا۔)) (مسند أحمد: ۱۵۴۹۶)

(دوسری سند) میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! مجھے کوئی ایسی چیز بیان کرو کہ اس کے ساتھ چمٹ جاؤں (اور اس کا اہتمام کروں)۔آپ ﷺ نے فرمایا: ''تم کہو کہ میرا ربّ اللہ ہے اور پھر اس پر ڈٹ جاؤ۔'' میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! آپ میری کس چیز سے سب سے زیادہ خوفزدہ ہیں؟ جواباً آپ ﷺ نے اپنی زبان پکڑی اور فرمایا: ''اس سے۔''

فوائد: ...... کہنے کو تو ''استقامت'' ایک لفظ ہے، لیکن یہ ایسا جامع لفظ ہے، جو اوامر اور نواہی کو شامل ہے، جب کوئی آدمی کسی فرض کو ترک کرتا ہے یا حرام کام کا ارتکاب کرتا ہے تو وہ راہ مستقیم سے ہٹ جاتا ہے اور استقامت کو چھوڑ بیٹھتا ہے، استقامت کا مطلب یہ ہے کہ اسلام کے اوامر و نواہی پر نہایت ثابت قدمی سے عمل کرنا اور فرائض و سنن اور مستحبات و مندوبات کو بجا لاتے رہنا اور محرمات و منہیات سے اجتناب کرنا۔محض زبان سے اظہار کر دینے کا نام ایمان نہیں ہے، بلکہ اصل ایمان وہی ہے جس کے ساتھ عمل بھی ہو، اس لیے کہ عمل ایمان کا ثمرہ اور نتیجہ ہے۔جس طرح بے ثمر درخت کی کوئی اہمیت نہیں، اسی طرح عمل کے بغیر ایمان کی کوئی حیثیت نہیں اور استقامت کمالِ ایمان کی علامت ہے۔

زبان کی حفاظت اور زبان کی آفتیں، یہ اپنی نوعیب کا مستقل اور انتہائی اہم باب ہے، دورِ حاضر کے اکثر خواتین و حضرات کو دیکھا گیا ہے کہ وہ اپنی زبانوں کی حفاظت کے سلسلے میں انتہائی نااہل ثابت ہوئے ہیں، بدگوئی، فحش گوئی، طعن و تشنیع، چغلی و غیبت، سب و شتم اور گالی گلوچ ان کا معمول بن چکا ہے، ان لوگوں کو معلوم ہونا چاہیے کہ ہماری جس چیز کے بارے میں نبی کریم ﷺ کو سب سے زیادہ ڈر تھا، ہم اس کا مصداق بن گئے۔

(۹۱)۔عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ ؓ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِنَّ اللّٰهَ قَسَمَ بَيْنَكُمْ أَخْلَاقَكُمْ كَمَا قَسَمَ بَيْنَكُمْ أَرْزَاقَكُمْ، وَإِنَّ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ يُعْطِي الدُّنْيَا مَنْ يُحِبُّ وَمَنْ لَا يُحِبُّ وَلَا يُعْطِي الدِّيْنَ إِلَّا لِمَنْ أَحَبَّ،

سیدنا عبد اللہ بن مسعود ؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''بیشک اللہ تعالیٰ نے جس طرح تمہارے درمیان رزق کو تقسیم کیا ہے، اسی طرح اس نے تمہارے مابین تمہارے اخلاق کو بھی تقسیم کیا ہے اور بیشک اللہ تعالیٰ دنیا اس کو بھی عطا کر دیتا ہے، جس سے وہ محبت کرتا ہے اور اس کو بھی دے دیتا ہے،

---

(۹۰) تخريج: حديث صحيح ـ أخرجه ابن ماجه: ۳۹۷۲ وانظر الحديث بالطريق الاول (انظر: ۱۵۴۱۸)

(۹۱) تخريج: اسناده ضعيف لضعف الصباح بن محمد البجلي ـ أخرجه البزار: ۳۵۶۲، والحاكم: ۲/ ۴۴۷، والبيهقي في "الشعب": ۵۵۲۴ (انظر: ۳۶۷۲)

فَمَنْ أَعْطَاهُ الدِّيْنَ فَقَدْ أَحَبَّهُ، وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ! لَا يُسْلِمُ عَبْدٌ حَتَّى يُسْلِمَ قَلْبُهُ وَلِسَانُهُ وَلَا يُؤْمِنُ حَتَّى يَأْمَنَ جَارُهُ بَوَائِقَهُ۔)) قَالُوا: وَمَا بَوَائِقُهُ؟ يَا نَبِيَّ اللّٰهِ! قَالَ: ((غَشْمُهُ وَ ظُلْمُهُ، وَلَا يَكْتَسِبُ عَبْدٌ مَالًا مِنْ حَرَامٍ فَيُنْفِقُ مِنْهُ فَيُبَارَكُ لَهُ فِيهِ، وَلَا يَتَصَدَّقُ بِهِ فَيُقْبَلُ مِنْهُ، وَلَا يَتْرُكُ خَلْفَ ظَهْرِهِ إِلَّا كَانَ زَادَهُ إِلَى النَّارِ، لَا يَمْحُو السَّيِّءَ بِالسَّيِّءِ وَلٰكِنْ يَمْحُو السَّيِّءَ بِالْحَسَنِ، إِنَّ الْخَبِيْثَ لَا يَمْحُو الْخَبِيْثَ۔)) (مسند أحمد: ٣٦٧٢)

جس سے وہ محبت نہیں کرتا، لیکن دین کی نعمت صرف اس کو عطا کرتا ہے، جس سے محبت کرتا ہے، اللہ تعالیٰ نے جس کو دین عطا کر دیا، اس کا مطلب یہ ہوگا کہ اللہ تعالیٰ اس سے محبت کرتا ہے۔ اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! کوئی اس وقت تک مسلمان نہیں ہو سکتا، جب تک اس کا دل اور زبان مطیع نہ ہو جائیں اور کوئی بندہ اس وقت تک مؤمن نہیں ہو سکتا، جب تک ایسا نہ ہو جائے کہ اس کا ہمسائیہ اس کے شرور سے محفوظ رہے۔'' لوگوں نے کہا: اے اللہ کے نبی! ''بَوَائِق'' سے کیا مراد ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اس کا ظلم و زیادتی کرنا اور جو آدمی حرام مال کما کر اس کو خرچ کرے گا تو اس میں برکت نہیں ہوگی اور اس سے کیا ہوا صدقہ قبول نہیں ہوگا اور ایسا آدمی اس قسم کا جو مال بھی اپنے ترکہ میں چھوڑ کر جائے گا، وہ اس کی جہنم کے لیے اس کا زادِ راہ ہوگا، بیشک اللہ تعالیٰ برائی کو برائی سے نہیں مٹاتا، بلکہ برائی کو اچھائی سے مٹاتا ہے اور بیشک خبیث چیز، خبیث چیز کو نہیں مٹا سکتی۔'' (حرام مال خرچ کرنے سے گناہ نہیں مٹتے بلکہ حلال مال خرچ کرنے سے گناہوں کی صفائی ہوتی ہے)۔

فوائد: ...... یہ حدیث ضعیف ہے، لیکن اس کے مضمون میں جو امور بیان کیے گئے ہیں، دوسری شرعی نصوص ان کا مطالبہ کرتی ہیں۔

(٩٢)۔ عَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّهُ سَأَلَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ عَنْ أَفْضَلِ الْإِيْمَانِ قَالَ: ((أَنْ تُحِبَّ لِلّٰهِ وَ تُبْغِضَ لِلّٰهِ وَ تُعْمِلَ لِسَانَكَ فِي ذِكْرِ اللّٰهِ۔)) قَالَ: وَمَا ذَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ!؟ قَالَ: ((وَأَنْ تُحِبَّ لِلنَّاسِ مَا

سیدنا معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ انھوں نے جب رسول اللہ ﷺ سے افضل ایمان کے بارے میں سوال کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''وہ یہ ہے کہ تو اللہ تعالیٰ کے لیے محبت کرے، اللہ تعالیٰ کے لیے بغض رکھے اور اپنی زبان کو اللہ تعالیٰ کے ذکر میں مصروف رکھے۔'' انھوں نے کہا: اے اللہ کے رسول! مزید کچھ فرما دیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اور تو لوگوں کے

(٩٢) تخريج: صحيح لغيره ـ أخرجه الطبراني في "الكبير": ٢٠/ ٤٢٥ (انظر: ٢٢١٣٢)

تُحِبُّ لِنَفْسِكَ وَ تَكْرَهَ لَهُمْ مَا تَكْرَهُ لِنَفْسِكَ۔)) (زَادَ فِي رِوَايَةٍ:وَأَنْ تَقُوْلَ خَيْرًا أَوْ تَصْمُتَ)۔)) (مسند أحمد: ۲۲۴۸۳)

لیے وہی چیز پسند کرے، جو اپنے لیے پسند کرے اور ان کے لیے اس چیز کو ناپسند کرے، جس کو اپنے لیے ناپسند کرے۔'' ایک روایت میں ہے: ''اور بھلائی والی بات کہے یا پھر خاموش رہے۔''

فوائد: ......وائے مصیبت! اس حدیثِ مبارک افضل ایمان کی شکلیں بیان کی گئی ہیں، لیکن ہمارا معیار کیا ہے، ہماری محبتیں اور دشمنیاں اللہ تعالیٰ کی ذات کے لیے نہیں ہیں، کوئی مال و دولت کو دیکھتا ہے، کوئی حسن و جمال کو ترجیح دیتا ہے، کوئی ذات پات کا پجاری بن چکا ہے، کوئی عہدہ و منصب کا خیال رکھتا ہے۔ رہا مسئلہ زبان کا، تو لوگ اس کا استعمال تو بکثرت کرتے ہیں، لیکن اول فول، فضول گوئی اور گپ شپ، اسی طرح ہمیں مسلمان بھائیوں کی خوشیاں اچھی نہیں لگتیں، بلکہ ہم ان کی پریشانیوں پر خوش ہوتے ہیں۔

(۹۳)۔عَنِ الْعَبَّاسِ بْنِ عَبْدِالْمُطَّلِبِ رضی اللہ عنہ أَنَّهُ سَمِعَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((ذَاقَ طَعْمَ الْإِيْمَانِ مَنْ رَضِيَ بِاللّٰهِ رَبًّا وَ بِالْإِسْلَامِ دِيْنًا وَ بِمُحَمَّدٍ نَبِيًّا وَ رَسُوْلًا۔)) (مسند أحمد: ۱۷۷۹)

سیدنا عباس بن عبد المطلب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ انھوں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا: ''اس بندے نے ایمان کا ذائقہ چکھ لیا، جو اللہ تعالیٰ کے ربّ ہونے، اسلام کے دین ہونے اور محمد ﷺ کے نبی اور رسول ہونے پر راضی ہو گیا۔''

فوائد: ......قارئینِ کرام! اس حدیثِ مبارکہ کا تقاضا یہ ہے کہ جب آدمی یہ سوچے کہ اس کا پروردگار اللہ تعالیٰ، اس کا دین اسلام اور اس کے رسول محمد ﷺ ہیں تو اس کے دل اور وجود میں راحت و مسرت کی ایک لہر متحرک ہونی چاہیے، جس کو وہ روحانی اور جسمانی طور پر محسوس کرے اور پھر اس نعمت پر اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرے، لیکن مشاہدہ یہ کہتا ہے کہ عام لوگ سرے سے اس تصور سے ہی غافل ہیں۔

(۹۴)۔عَنْ أَبِي مُوْسَى الْأَشْعَرِيِّ رضی اللہ عنہ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((مَنْ عَمِلَ حَسَنَةً فَسُرَّ بِهَا وَ عَمِلَ سَيِّئَةً فَسَائَتْهُ فَهُوَ مُؤْمِنٌ۔)) (مسند أحمد: ۱۹۷۹۴)

سیدنا ابو موسی اشعری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو نیکی کر کے خوش ہوا اور برائی کر کے پریشان ہوا، وہ مومن ہے۔''

فوائد: ......بندے کا اللہ تعالیٰ کے ساتھ اتنا مضبوط تعلق ہونا چاہیے کہ وہ نیکی کی وجہ سے ہونے والے سکون اور برائی کی وجہ سے ہونے والی پریشانی کو محسوس کرے، یہی وہ مزاج ہے جو زیادہ نیکیوں کو سرانجام دینے اور برائیوں سے باز

---

(۹۳) تخريج: أخرجه مسلم: ۳۴(انظر: ۱۷۷۹)

(۹۴) تخريج: صحيح لغيره۔ أخرجه البزار: ۷۹، والحاكم: ۱/ ۱۳، والطبراني في "الكبير"(انظر:۱۹۵٦٥)

آ جانے پر آمادہ کرتا ہے۔

جب کوئی مسلمان نیکی کرتا ہے تو اسے نیکی پر خوشی محسوس ہوتی ہے کہ اس نے اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ ﷺ کی اطاعت کی ہے اور اسے مرنے کے بعد اجر وثواب سے نوازا جائے گا، لیکن ایسے انسان سے برائی سرزد ہوتی ہے تو وہ نادم و پشیمان ہو جاتا ہے کہ اس نے اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ ﷺ کی نافرمانی کیوں کی ہے، اگر اللہ تعالیٰ نے اس کا یہ گناہ نہ بخشا تو کیا بنے گا۔

اس حدیثِ مبارکہ میں یقیناً ان لوگوں کے لیے وعید ہے جو نماز یا تلاوتِ قرآن جیسی عظیم عبادت کرنے کے بعد بے حس ہوتے ہیں یا وہ قبل از نماز اور بعد از نماز کی کیفیت میں کوئی فرق محسوس نہیں کرتے اور اسی طرح جو لوگ اپنی زندگیوں میں بعض برائیاں بار بار کرتے ہیں، لیکن ان کو کوئی ندامت نہیں ہوتی، اس کا مطلب یہ ہوگا کہ یہ لوگ جس ہستی کی نافرمانی کر رہے ہیں، اس کو سمجھ نہیں پا رہے۔ ایسے لوگ حقیقی معرفتِ الٰہی سے محروم ہیں۔

ہمیں چاہیے کہ سب سے پہلے نیکی والے امور کا علم حاصل کریں، پھر ان پر عمل پیرا ہو کر باطن میں خوشی اور مسرت محسوس کریں، اسی طرح قرآن و حدیث کی روشنی میں گناہوں کی فہرست تیار کی جائے، پھر ان سے اجتناب کرنے کی بھرپور کوشش کی جائے، اگر بتقاضۂ بشریت کوئی گناہ سرزد ہو جائے تو اس پر اسی انداز میں اظہارِ ندامت کیا جائے، جیسے دنیا کے خزانے چھن جانے پر افسوس کیا جاتا ہے۔ ذہن نشین رہے کہ کسی گناہ سے توبہ کرنے کا سب سے بڑا رکن ندامت اور اس کو ترک کرنا ہے۔

(٩٥)۔عَنْ عَامِرِ بْنِ رَبِيعَةَ ؓ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ بِمَعْنَاهُ۔ (مسند أحمد: ١٥٧٨٦)

سیدنا عامر بن ربیعہ ؓ نے بھی نبی کریم ﷺ سے اس کی قسم کی حدیث بیان کی ہے۔

(٩٦)۔عَنْ أَبِي أُمَامَةَ ؓ قَالَ: سَأَلَ رَجُلٌ النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَ: مَا الْإِثْمُ؟ قَالَ: ((إِذَا حَكَّ فِي نَفْسِكَ شَيْءٌ فَدَعْهُ۔)) قَالَ: فَمَا الْإِيمَانُ؟ قَالَ: ((إِذَا سَاءَتْكَ سَيِّئَتُكَ وَ سَرَّتْكَ حَسَنَتُكَ فَأَنْتَ مُؤْمِنٌ۔)) (مسند أحمد: ٢٢٥١٢)

سیدنا ابوامامہ ؓ بیان کرتے ہیں کہ ایک آدمی نے نبی کریم ﷺ سے یہ سوال کیا: گناہ کیا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''جب کوئی چیز تیرے دل میں کھٹکنے لگے تو اسے چھوڑ دے۔'' اس نے کہا: ایمان کیا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''جب تیری برائی تجھے بری لگے اور تیری نیکی تجھے خوش کر دے تو تو مؤمن ہوگا۔''

فوائد: ...... بلا شک وشبہ شریعتِ اسلامیہ میں نیکی اور گناہ والے امور کا وضاحت کے ساتھ تعین کر دیا گیا ہے۔

---

(٩٥) تخريج: صحيح لغيره ـ أخرجه ابن ابى شيبة: ١٥/ ٣٨ مختصرا، و البزار: ١٦٣٦ (انظر: ١٥٦٩٦)

(٩٦) تخريج: حديث صحيح ـ أخرجه عبد الرزاق: ٢٠١٠٤، والطبرانى فى "الكبير": ٧٥٣٩، والحاكم: ١/ ١٤ (انظر: ٢٢١٥٩)

اس حدیث میں جو قانون پیش کیا گیا ہے، یہ انتہائی سلیم الفطرت اور خدا شناس لوگوں سے متعلقہ ہے، نہ کہ عوام الناس سے، کیونکہ عام لوگوں کے پاس اتنی معرفتِ الٰہی یا اتنا شعور نہیں ہوتا کہ وہ اپنے نفس کی روشنی میں نیکی یا برائی کا تعین کر سکیں۔ جیسا کہ عبید اللہ مبارکپوری صاحب نے کہا: اس حدیث کا تعلق ان لوگوں سے ہے، جن کے باطن آلائشوں سے صاف اور دل گناہوں سے پاک ہوتے ہیں، یہ حدیث عوام الناس سے متعلقہ نہیں ہے، بالخصوص گنہگار لوگ، کیونکہ وہ بیچارے تو بسا اوقات گناہ کو نیکی اور نیکی کو گناہ سمجھ بیٹھتے ہیں۔ (مرعاۃ المفاتیح: ۱/ ۱۱۷) عصر حاضر میں لوگوں کی کیفیت نے مبارکپوری صاحب کے مفہوم کی بہت حد تک تائید کی ہے، ہر ایک نے اپنی زندگی کے لیے نیکی و بدی کے اپنے معیار بنا رکھے ہیں، جو عالم ان کی کسوٹی کی مخالفت میں فتوی یا دلائل پیش کرے گا، اسے یا تو اتنی اہمیت ہی نہیں دی جائے گی کہ اس کی بات پر توجہ کی جائے یا پھر اسے کہا جائے گا کہ اسلام میں اتنی سختی نہیں ہے۔

ایک مثال یہ ہے کہ ایک آدمی بہت کم بولتا تھا، دوسروں کے بارے میں تبصرہ نہیں کرتا تھا اور بے ضرر سا انسان تھا، لیکن بے نماز تھا، تلاوتِ کلام پاک سے بعید تھا، عورتوں کے پردے والے معاملات کی پابندی نہیں کرتا تھا، ہلکا ہلکا نشہ بھی کرتا تھا اور داڑھی مونڈتا تھا۔ صرف اس کی خاموشی کو دیکھ کر دنیوی سطح کے مطابق ایک پڑھے لکھے آدمی نے کہا کہ وہ تو فرشتہ ہے، کیونکہ وہ خاموش رہتا ہے اور دوسرے آدمیوں کے معاملے میں کوئی دخل نہیں دیتا۔ یہ کسی کو نیک یا بد کہنے کا عوام الناس کا معیار ہے کہ بے نماز کو فرشتہ کہا جا رہا ہے، جائز حد تک خاموشی اچھا وصف ہے، لیکن سارے کا سارا اسلام اس میں پنہاں نہیں ہے۔

عوام الناس کے لیے معیار قرآن اور حدیث ہیں، ان کو چاہیے کہ وہ قرآن و حدیث کی روشنی میں نیکیوں اور گناہوں کی فہرستیں تیار کریں۔

(۹۷)۔ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رضی اللہ عنہ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: ((وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ! لَا يُؤْمِنُ عَبْدٌ حَتَّى يُحِبَّ لِأَخِيهِ مَا يُحِبُّ لِنَفْسِهِ مِنَ الْخَيْرِ۔)) (مسند أحمد: ١٣٦٦٤)

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! کوئی بندہ اس وقت تک مؤمن نہیں ہو سکتا، جب تک اس طرح نہ ہو جائے کہ جو خیر و بھلائی وہ اپنے لیے پسند کرے، وہی اپنے بھائی کے لیے پسند کرے۔''

فوائد: ......اس حدیث میں ''اَلْخَیْرِ'' کے کلمے میں جامعیت پائی جاتی ہے، یہ کلمہ احکام شریعت کی تعمیل اور دنیوی و اخروی مباحات پر مشتمل ہے اور شریعت کے منع کردہ امور کو خارج کرتا ہے۔ یعنی مسلمان کا کامل اخلاق اس بات کا تقاضا کرتا ہے کہ وہ جو دنیوی خیر و منفعت اور اخروی خیر و بھلائی اپنے لیے پسند کرتا ہے، اسے اپنے اسلامی بھائی کے لیے بھی پسند کرے اور جن بری چیز کو اپنے لیے پسند کرتا ہے، اسے اپنے بھائی کے حق میں بھی ناپسند کرے۔

(۹۷) تخريج: أخرجه البخاري: ١٣، ومسلم: ٤٥ (انظر: ١٣٣٦٢٩)

چونکہ ہم ایسے دور سے گزر رہے ہیں، جس میں ظاہر پرستی، مادیت پرستی، مفاد پرستی، عجلت پسندی اور عدم برداشت ہے، ان اخلاقی بیماریوں کی وجہ سے ہمیں دوسروں کی خوشیاں پریشان اور دوسروں کی آزمائشیں خوش کر دیتی ہیں۔

(۹۸)۔عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ (رضي الله عنه) أَنَّ رَجُلًا قَالَ: یَا رَسُولَ اللّٰهِ! أَیُّ الْإِسْلَامِ أَفْضَلُ؟ قَالَ: ((مَنْ سَلِمَ الْمُسْلِمُوْنَ مِنْ لِسَانِهِ وَ یَدِهِ۔)) (مسند أحمد: ٦٧٥٣)

سیدنا عبد اللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک آدمی نے کہا: اے اللہ کے رسول! کون سا اسلام افضل ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''وہ مسلمان کہ جس کی زبان اور ہاتھ سے دوسرے مسلمان محفوظ اور سالم رہیں۔''

(۹۹)۔عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ (رضي الله عنه) عَنِ النَّبِيِّ ﷺ مِثْلُهُ إِلَّا أَنَّهُ قَالَ فِیْهِ: أَیُّ الْمُسْلِمِیْنَ بَدْلَ قَوْلِهِ أَیُّ الْإِسْلَامِ۔ (مسند أحمد: ١٥٢٨٠)

سیدنا جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ نے بھی نبی کریم ﷺ سے اسی طرح کی حدیث بیان کی ہے، فرق صرف اتنا ہے کہ ''کون سا اسلام افضل ہے'' کے بجائے یہ سوال کیا گیا: ''کون سے مسلمان افضل ہیں۔''

فوائد: ...... یہ حدیث مسلمان کی عظمت وحرمت پر دلالت کرتی ہے' سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ((کُلُّ الْمُسْلِمِ عَلَی الْمُسْلِمِ حَرَامٌ عِرْضُهٗ وَمَالُهٗ وَدَمُهٗ، اَلتَّقْوٰی هٰهُنَا، بِحَسْبِ امْرِیءٍ مِنَ الشَّرِّ اَنْ یَحْتَقِرَ اَخَاهُ الْمُسْلِمَ)) ...... ''ہر مسلمان کی عزت' مال اور خون دوسرے مسلمان پر حرام ہے' تقوی یہاں ہے اور کسی آدمی کیلئے برائی میں سے یہی کافی ہے کہ وہ اپنے مسلمان بھائی کو حقیر اور کمتر خیال کرے۔'' (جامع ترمذی: ۱۹۲۷)

کسی مسلمان کی زندگی کا کمال یہ ہے کہ جہاں وہ حقوق اللہ کی ادائیگی کا خیال رکھتا ہے' وہاں وہ اللہ کے بندوں کو کسی قسم کی تکلیف پہنچانے سے نہ صرف باز رہے بلکہ ان کی عزتوں اور حرمتوں کی حفاظت بھی کرے' سیدنا ابو درداء رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ((مَنْ رَدَّ عَنْ عِرْضِ اَخِیْهِ رَدَّ اللّٰهُ عَنْ وَجْهِهِ النَّارَ یَوْمَ الْقِیَامَةِ۔)) ...... ''جس شخص نے اپنے مسلمان بھائی کی عزت کا دفاع کیا' اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کے چہرے سے جہنم کی آگ دور کر دے گا۔'' (جامع ترمذی: ۱۹۳۱) جو آدمی حقوق العباد کے سلسلے میں محتاط نہیں رہتا، اس کو قیامت والے دن بڑا نقصان اٹھانا پڑے گا۔

(۱۰۰)۔عَنْ أَبِیْ سَلَمَةَ عَنْ أَبِی الشَّرِیْدِ

سیدنا ابو شرید بن سوید ثقفی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ اس کی ماں

---

(٩٨) تخريج: أخرجه مسلم: ٤٠ (انظر: ٦٧٥٣)

(٩٩) تخريج: أخرجه مسلم: ٧٥٦ (انظر: ١٥٢١٠)

(١٠٠) تخريج: اسناده حسن ۔ أخرجه ابوداود: ٣٢٨٣، والنسائي: ٦/ ٢٥٢ (انظر: ١٧٩٤٥)

(بْنِ سُوَيْدٍ الثَّقَفِيِّ ﷺ) أَنَّ أُمَّهُ أَوْصَتْ أَنْ يُعْتِقَ عَنْهَا رَقَبَةً مُؤْمِنَةً فَسَأَلَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ عَنْ ذَالِكَ، فَقَالَ: عِنْدِيْ جَارِيَةٌ سَوْدَاءُ نُوْبِيَّةٌ فَأُعْتِقُهَا؟ فَقَالَ: ((ائْتِ بِهَا۔)) فَدَعَوْتُهَا فَجَاءَتْ فَقَالَ لَهَا: ((مَنْ رَبُّكِ؟)) قَالَتْ: اَللّٰهُ، قَالَ: ((مَنْ أَنَا؟)) فَقَالَتْ: رَسُوْلُ اللّٰهِ، فَقَالَ: ((أَعْتِقْهَا فَإِنَّهَا مُؤْمِنَةٌ۔)) (مسند أحمد: ۱۸۱۰۹)

نے یہ وصیت کی تھی کہ وہ اس کی طرف سے مسلمان غلام آزاد کرے، پس اس نے رسول اللہ ﷺ سے یہ سوال کیا کہ اس کے پاس کالے رنگ کی سوڈانی لونڈی ہے، کیا وہ اس کو آزاد کر سکتا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اس کو میرے پاس لے آؤ۔'' پس میں نے اس کو بلایا اور وہ آ گئی، رسول اللہ ﷺ نے اس سے فرمایا: ''تیرا ربّ کون ہے؟'' اس نے کہا: اللہ تعالیٰ، آپ ﷺ نے پھر فرمایا: ''میں کون ہوں؟'' اس نے کہا: آپ اللہ کے رسول ہیں، یہ سن کر آپ ﷺ نے فرمایا: ''اس کو آزاد کر دے، کیونکہ یہ مؤمنہ ہے۔''

فوائد: ......مسلمان غلام کو آزاد کرنا بڑے ثواب کا کام ہے، یہ اچھی بات ہے کہ ماں نے مسلمان غلام کو آزاد کرنے کی وصیت کی تھی۔

(۱۰۱)۔ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ عَنْ رَجُلٍ مِنَ الْأَنْصَارِ (ﷺ) أَنَّهُ جَاءَ بِأَمَةٍ سَوْدَاءَ وَقَالَ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! إِنَّ عَلَيَّ رَقَبَةً مُؤْمِنَةً فَإِنْ كُنْتَ تَرٰى هٰذِهِ مُؤْمِنَةً أَعْتِقْهَا، فَقَالَ لَهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((أَتَشْهَدِيْنَ أَنِّي رَسُوْلُ اللّٰهِ؟)) قَالَتْ: نَعَمْ، قَالَ: ((أَتُؤْمِنِيْنَ بِالْبَعْثِ بَعْدَ الْمَوْتِ؟)) قَالَتْ: نَعَمْ، قَالَ: ((أَعْتِقْهَا۔)) (مسند أحمد: ۱۵۸۳۵)

ایک انصاری صحابی سے روایت ہے کہ وہ سیاہ رنگ کی ایک لونڈی لے کر آیا اور کہا: اے اللہ کے رسول! میں نے مسلمان گردن آزاد کرنی ہے، اب اگر آپ اس لونڈی کو مومنہ خیال کرتے ہیں تو اس کو آزاد کر دیں، رسول اللہ ﷺ نے اس سے فرمایا: ''کیا تو یہ گواہی دیتی ہے کہ میں اللہ کا رسول ہوں؟'' اس نے کہا: جی ہاں، آپ ﷺ نے پھر فرمایا: ''کیا تو مرنے کے بعد دوبارہ جی اٹھنے پر ایمان رکھتی ہے؟'' اس نے کہا: جی ہاں، آپ ﷺ نے فرمایا: ''اس کو آزاد کر دے۔''

فوائد: ......یہ نبی کریم ﷺ کا حسین حکیمانہ انداز تھا کہ آپ ﷺ موقع محل کو دیکھ کر اور متعلقہ آدمی کے مزاج کو سامنے رکھ سوال کرتے تھے، اس حدیث میں رسالت اور آخرت کے بارے میں پوچھا ہے، جبکہ سابقہ حدیث میں اللہ تعالیٰ اور اپنی ذات کے بارے میں سوال کیا تھا۔

(۱۰۲)۔ عَنِ الْحُسَيْنِ بْنِ عَلِيٍّ ﷺ قَالَ:

سیدنا حسین بن علی رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے

(۱۰۱) تخریج: اسناده صحیح ۔ أخرجه مالك فی "المؤطا": ۲/ ۷۷۷، والبیهقی: ۱۰/ ۵۷، وعبد الرزاق: ۱۶۸۱۴ (انظر: ۱۵۷۴۳)

(۱۰۲) تخریج: حسن بشواهده ۔ أخرجه الطبرانی فی "الکبیر": ۲۸۸۶ (انظر: ۱۷۳۷)

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((مِنْ حُسْنِ إِسْلَامِ الْمَرْءِ قِلَّةُ الْكَلَامِ فِيْمَا لَا يَعْنِيْهِ، (وَفِي رِوَايَةٍ) تَرْكُهُ مَا لَا يَعْنِيْهِ۔)) (مسند أحمد: ١٧٣٧)

فرمایا: ''بندے کے حسنِ اسلام میں سے یہ ہے کہ جس چیز میں اس کا کوئی مقصد نہ ہو، وہ اس کے بارے میں باتیں کم کرے۔'' اور ایک روایت میں ہے: ''جس چیز میں اس کا کوئی مقصد نہ ہو، وہ اسے چھوڑ دے۔''

فوائد: ...... یہ ایک جامع حدیث ہے اور نبی کریم کے صاحبِ جوامع الکلم ہونے کا منہ بولتا ثبوت ہے، حافظ ابن حجر نے کہا: اہل علم نے اس حدیث کو بڑی شان وعظمت والا قرار دیا اور اس کو ان چار فرمودات نبویہ میں شمار کیا، جن پر اسلام کے احکام سہارا لیتے ہیں، بعض نے اس حدیث کو اسلام کا تیسرا حصہ قرار دیا ہے۔ (فتح الباری: ١/ ١٢٩)

یہ حدیث تمام اسلامی احکام کا ملجاو ماوی ہے، اس حدیث کا مسلمان کے ہر معاملے سے گہرا تعلق ہے، جب بھی کوئی اقدام کرنا چاہے یا بولنا چاہے تو اس کے نتائج اور فوائد پر غور کر لے، کہیں ایسا نہ ہو کہ بعد میں ندامت ہو۔

(١٠٣)۔ عَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((أَجِلُّوْا اللّٰهَ يَغْفِرْ لَكُمْ۔)) قَالَ ابْنُ ثَوْبَانَ (أَحَدُ الرُّوَاةِ) يَعْنِي أَسْلِمُوْا۔ (مسند أحمد: ٢٢٠٧٧)

سیدنا ابو الدرداء رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ کی تعظیم کرو، وہ تم کو بخش دے گا۔'' ابن ثوبان راوی نے کہا: اس کا معنی ہے کہ اللہ تعالیٰ کے لیے مطیع ہو جاؤ۔

فوائد: ...... بہرحال اللہ تعالیٰ ہی ہے، جو ہر قسم کی تعظیم کا مستحق ہے۔

❀❀❀❀

(١٠٣) تخريج: اسناده ضعيف لجهالة ابي العذراء۔ أخرجه الطبراني في "الاوسط": ٦٧٩٤، وابو نعيم في "الحلية": ١/ ٢٢٦ (انظر: ٢١٧٣٤)

بَابٌ فِيْ سَمَاحَةِ دِيْنِنَا الْإِسْلَامِ وَالْإِعْتِزَازِ بِهٖ وَأَنَّهُ أَحَبُّ الْأَدْيَانِ إِلَى اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ

ہمارے دین اسلام کی عالی ظرفی اور اس پر فخر کرنے اور اللہ تعالیٰ کے ہاں اس کے سب سے محبوب دین ہونے کا بیان

فِيْ سَمَاحَةِ الدِّيْنِ الْإِسْلَامِيِّ وَالْإِعْتِزَازِ بِهٖ
دین اسلام کی عالی ظرفی اور اس پر فخر کرنے کا بیان

(۱۰٤)۔عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: قِيْلَ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ: أَيُّ الْأَدْيَانِ أَحَبُّ إِلَى اللّٰهِ؟ قَالَ: ((الْحَنِيْفِيَّةُ السَّمْحَةُ۔)) (مسند أحمد: ۲۱۰۷)

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ کسی نے رسول اللہ ﷺ سے یہ سوال کیا: کون سا دین اللہ تعالیٰ کو سب سے زیادہ پسندیدہ ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''حضرت ابراہیم علیہ السلام کی ملت، جو کہ سہولت والی ہے۔''

فوائد: ......لغت میں اس شخص کو ''حنیف'' کہتے ہیں، جو حضرت ابراہیم علیہ السلام کی ملت پر ہو اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کو اس لیے ''حنیف'' کہتے ہیں، کہ وہ باطل سے حق کی طرف مائل ہو گئے تھے، ''حنف'' کے اصل معانی مائل ہونے اور ایک طرف جھک جانے کے ہیں۔

اس حدیث کے مفہوم کو قرآن مجید میں یوں بیان کیا گیا: ﴿وَمَا جَعَلَ عَلَيْكُمْ فِي الدِّيْنِ مِنْ حَرَجٍ مِلَّةَ أَبِيْكُمْ إِبْرَاهِيْمَ﴾ ......''اور تم پر دین کے بارے میں کوئی تنگی نہیں ڈالی، اپنے باپ ابراہیم (علیہ السلام) کے دین کو قائم رکھو۔'' (سورۂ حج: ۷۸) یعنی ایسا حکم نہیں دیا جس کا متحمل نفس انسانی نہ ہو، ورنہ تھوڑی بہت محنت و مشقت تو ہر کام میں ہی اٹھانی پڑتی ہے، بلکہ پچھلی شریعتوں کے بعض سخت احکام بھی اس نے منسوخ کر دیئے، علاوہ ازیں بہت سی ایسی

---

(۱۰٤) تخريج: صحيح لغيره ۔ أخرجه عبد بن حميد: ٥٦٩، والبخاري في "الادب المفرد": ۲۸۷، وعلقه البخاري في "صحيحه" في الايمان: باب الدين يسر (انظر: ۲۱۰۷)

آسانیاں مسلمانوں کو عطا کر دیں، جو پچھلی شریعتوں میں نہیں تھیں۔

اگر اسلام کے تمام ارکان اور فرائض و مستحبات اور محرمات و مکروہات پر غور کیا جائے تو سلیم الفطرت اور غیر جانبدار شخص کا فیصلہ یہی ہو گا کہ جس جس شعبے میں جتنی جتنی مقدار کا مطالبہ کیا گیا ہے، وہی کسی حکیم اور دانا کی حکمت اور دانائی کا فیصلہ ہو سکتا ہے، اس اعتبار سے اسلام کی کسی شق کو چیلنج نہیں کیا جا سکتا۔

(١٠٥)۔ عَنْ غَاضِرَةَ بْنِ عُرْوَةَ الْفُقَيْمِيِّ حَدَّثَنِي أَبِيْ عُرْوَةُ (رضی اللہ عنہ) قَالَ: كُنَّا نَنْتَظِرُ النَّبِيَّ ﷺ فَخَرَجَ رَجِلًا يَقْطُرُ رَأْسُهُ مِنْ وُضُوْءٍ أَوْ غُسْلٍ فَصَلّٰى فَلَمَّا قَضَى الصَّلَاةَ جَعَلَ النَّاسُ يَسْأَلُوْنَهُ، يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! أَعَلَيْنَا حَرَجٌ فِي كَذَا؟ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِنَّ دِيْنَ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ فِي يُسْرٍ۔)) ثَلَاثًا يَقُوْلُهَا۔ (مسند أحمد: ٢٠٩٤٥)

سیدنا عروہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: ہم نبی کریم ﷺ کا انتظار کر رہے تھے، جب آپ ﷺ تشریف لائے تو آپ ﷺ نے بالوں میں کنگھی کی ہوئی تھی اور وضو یا غسل کی وجہ سے سر سے پانی کے قطرے ٹپک رہے تھے، آپ ﷺ نے نماز پڑھائی، جب نماز سے فارغ ہوئے تو لوگ آپ ﷺ سے سوال کرنے لگے کہ اے اللہ کے رسول! کیا اس طرح کرنے میں ہم پر کوئی حرج ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''بیشک اللہ تعالیٰ کا دین آسانی والا ہے۔'' آپ ﷺ نے تین دفعہ یہ جملہ ارشاد فرمایا۔

فوائد: ......حقیقت میں دین کے تمام ارکان میں آسانی کی سہولت کو مدنظر رکھا گیا، لیکن اس حقیقت کو وہ شخص تسلیم کرے گا، جو اسلام پر عمل پیرا ہونا چاہتا ہے، اس بیچارے نے دینِ اسلام کی آسانی کا ادراک خاک کرنا ہے، جس کا نماز میں دل ہی نہیں لگتا، جو لوگ اسلام کے ارکان سے غافل ہیں، ایسے لوگوں کے مزاج بگڑ گئے ہیں اور ان کے نفسوں میں ایسی نحوست اور بے برکتی پیدا ہو گئی ہے کہ یہ اپنی ذات کا اندازہ لگانے سے قاصر ہو گئے ہیں۔

(١٠٦)۔ عَنِ الْمِقْدَادِ بْنِ الْأَسْوَدِ (رضی اللہ عنہ) قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((لَا يَبْقٰى عَلٰى ظَهْرِ الْأَرْضِ بَيْتُ مَدَرٍ وَلَا وَبَرٍ إِلَّا أَدْخَلَهُ اللّٰهُ كَلِمَةَ الْإِسْلَامِ بِعِزِّ عَزِيْزٍ أَوْ ذُلِّ ذَلِيْلٍ، إِمَّا يُعِزُّهُمُ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ

سیدنا مقداد بن اسود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''روئے زمین پر اینٹوں والا گھر بچے گا نہ خیمے والا، مگر اللہ تعالیٰ اس میں کلمۂ اسلام کو داخل کر دیں گے، یہ عزت والے کی عزت کے ساتھ ہو گا یا ذلت والے کی ذلت کے ساتھ ہو گا، اس کی تفصیل یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ بعض لوگوں کو

---

(١٠٥) تخريج: حسن لغيره۔ أخرجه الطبراني في "الكبير": ١٧/ ٣٧٢، وابويعلى: ٦٨٦٣، والبخاري في "التاريخ الكبير": ٧/ ٣٠ (انظر: ٢٠٦٦٩)

(١٠٦) تخريج: اسناده صحيح۔ أخرجه ابن حبان: ٦٦٩٩، والطبراني في "الكبير": ٢٠/ ٦٠١، والحاكم: ٤/ ٤٣٠، والبيهقي: ٩/ ١٨١ (انظر: ٢٣٨١٤)

فَيَجْعَلُهُمْ مِنْ أَهْلِهَا أَوْ يُذِلُّهُمْ فَيَدِينُونَ لَهَا۔)) (مسند أحمد: ٢٤٣١٥)

اس طرح عزت دے گا کہ ان کو اہل اسلام بنا دے گا اور بعض لوگوں کو اس طرح ذلیل کرے گا کہ وہ بھی (بالآخر) اس کے مطیع ہو جائیں گے۔''

فوائد: ......''عزت والے کی عزت کے ساتھ'' کا مفہوم یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ ان لوگوں کو توفیق دے گا اور وہ قید و قتال سے پہلے ہی برضا و رغبت مشرف باسلام ہو جائیں گے۔''ذلت والے کی ذلت کے ساتھ'' اس کا مفہوم یہ ہے کہ وہ قید یا قتال کے نتیجے میں اسلام قبول کرنے پر مجبور ہو جائیں، دل سے راضی ہوں یا نہ ہوں، بہر حال دیکھا یہ گیا ہے کہ عام طور پر ایسے لوگ بہترین مسلمان بن کر اچھے انجام سے ہمکنار ہو جاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد کا یہی مفہوم بنتا ہے: ﴿هُوَ الَّذِيْ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰى وَدِيْنِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهٗ عَلَى الدِّيْنِ كُلِّهٖ وَكَفٰى بِاللّٰهِ شَهِيْدًا۔﴾ ...... ''وہی ہے جس نے اپنے رسول کو ہدایت اور دین حق کے ساتھ بھیجا تاکہ اسے ہر دین پر غالب کر دے، اور اللہ تعالیٰ گواہی دینے والا کافی ہے۔'' (سورۂ فتح: ۲۸)

اس حدیثِ مبارکہ میں جو پیشین گوئی کی گئی ہے، وہ آخری زمانہ میں اس وقت پوری ہوگی، جب عیسیٰ علیہ السلام آسمان سے نازل ہو کر دجال کو قتل کریں گے، اس وقت سطح زمین پر کوئی دار الکفر باقی نہیں رہے گا، بلکہ تمام لوگ مسلمان ہو جائیں گے اور جو مسلمان نہیں ہوں گے، ان کو قتل کر دیا جائے گا، درج ذیل روایت سے اس نظریے کی تائید ہوتی ہے:

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا: ((لَا يَذْهَبُ اللَّيْلُ وَالنَّهَارُ حَتّٰى تُعْبَدَ اللَّاتُ وَالْعُزّٰى)) ......''اس وقت تک شب و روز کا سلسلہ ختم نہیں ہوگا، حتیٰ کہ لات اور عزی کی عبادت کی جائے گی۔'' میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! جب اللہ تعالیٰ نے یہ آیت ﴿هُوَ الَّذِيْ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰى وَدِيْنِ الْحَقِّ...﴾ نازل کی تو میں نے سمجھا کہ یہ دین اب مکمل ہونے والا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اس میں سے جتنا اللہ تعالیٰ چاہے گا تو عنقریب ایسے ہی ہوگا (یعنی اسلام غالب اور نافذ رہے گا)، پھر اللہ تعالیٰ ایک پاکیزہ ہوا بھیجے گا، جس کی وجہ سے ہر وہ آدمی فوت ہو جائے گا، جس کے دل میں رائی برابر ایمان ہوگا، اس کے بعد ایسے لوگ باقی رہ جائیں گے، جن میں کوئی خیر نہیں ہوگی، وہ اپنے آباء کے دین کی طرف لوٹ آئیں گے۔'' (صحیح مسلم: ۲۹۰۷/۵۲)

(١٠٧)۔ عَنْ سُلَيْمِ بْنِ عَامِرٍ عَنْ تَمِيمٍ الدَّارِيِّ رضی اللہ عنہ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ: ((لَيَبْلُغَنَّ هٰذَا الْأَمْرُ مَا بَلَغَ اللَّيْلُ وَالنَّهَارُ، وَلَا يَتْرُكُ اللّٰهُ بَيْتَ مَدَرٍ وَلَا وَبَرٍ

سیدنا تمیم داری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''یہ دین وہاں تک پہنچ جائے گا، جہاں تک دن رات پہنچے ہوئے ہیں، اللہ تعالیٰ اینٹوں والے یا خیمے والے کسی گھر کو نہیں چھوڑے گا، مگر عزت والوں کی عزت کے ساتھ اور ذلت والوں

---

(١٠٧) تخريج: اسناده صحيح على شرط مسلم۔ أخرجه البيهقي: ٩/ ١٨١، والحاكم: ٤/ ٤٣٠، والطبراني في "الكبير": ١٢٨٠ (انظر: ١٦٩٥٧)

إِلَّا أَدْخَلَهُ اللّٰهُ هٰذَا الدِّيْنَ بِعِزِّ عَزِيْزٍ أَوْ بِذُلِّ ذَلِيْلٍ ، عِزًّا يُعِزُّ اللّٰهُ بِهِ الْإِسْلَامَ أَوْ ذُلًّا يُذِلُّ اللّٰهُ بِهِ الْكُفْرَ۔)) وَكَانَ تَمِيْمٌ الدَّارِيُّ يَقُوْلُ: قَدْ عَرَفْتُ ذَالِكَ فِي أَهْلِ بَيْتِي لَقَدْ أَصَابَ مَنْ أَسْلَمَ مِنْهُمُ الْخَيْرَ وَ الشَّرَفَ وَالْعِزَّ وَلَقَدْ أَصَابَ مَنْ كَانَ مِنْهُمْ كَافِرًا الذُّلَّ وَالصِّغَارَ وَ الْجِزْيَةَ۔ (مسند أحمد: ١٧٠٨٢)

کی ذلت کے ساتھ اس میں اس دین کو داخل کر دے گا، عزت اس طرح کہ اللہ تعالیٰ ان کے ذریعے اسلام کو غلبہ اور عزت عطا کرے گا اور ذلت اس طرح کہ اللہ تعالیٰ کفر کو ذلیل کر دے گا۔'' سیدنا تمیم داری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میں نے (عزت و ذلت والے اس معاملے کو) اپنے گھر والوں میں دیکھ لیا، ہم میں سے مشرف باسلام ہونے والوں نے خیر، شرف اور عزت کو پالیا اور ہم میں سے جو لوگ کافر رہے، ذلت و حقارت اور جزیہ ان کا مقدر بنا۔

فوائد: ......سابق حدیث میں اس کی وضاحت ہو چکی ہے۔

(١٠٨)۔عَنْ أَبِي بَكْرَةَ رضی اللہ عنہ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ قَالَ: ((إِنَّ اللّٰهَ تَبَارَكَ وَ تَعَالَى سَيُؤَيِّدُ هٰذَا الدِّيْنَ بِأَقْوَامٍ لَا خَلَاقَ لَهُمْ۔)) (مسند أحمد: ٢٠٧٢٨)

سیدنا ابوبکرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''بیشک اللہ تعالیٰ ان لوگوں کے ذریعے اس دین کی مدد کرے گا، جن کا دین میں کوئی حصہ نہیں ہوگا۔''

فوائد: ......اللہ تعالیٰ نے دین کو ایک نسل سے دوسری نسل تک پہنچانے کے لیے مختلف لوگوں کو استعمال کیا، ان میں ایسے لوگ بھی شامل ہوئے، جو خود اس دین سے استفادہ نہ کر سکے، مثال کے طور پر لوگوں کو فائدہ پہنچانے والے اور شرعی احکام کو ثابت کرنے والے وہ علما، جو خود اپنے علم پر عمل نہ کر سکے، یا جن کا مقصد ریا کاری، نمود و نمائش اور صدارت و سربراہی تھا۔

اس کی ایک صورت یہ ہے کہ کافر اور بے دین لوگ اسلام کی مخالفت کرتے ہیں اسلام، قرآن اور صاحب قرآن پر اعتراضات کرتے ہیں۔ جس سے بہت سے کافروں کے ذہن میں اسلام اور قرآن کے بارے تجسس پیدا ہوتا ہے اور وہ تحقیق کر کے مشرف باسلام ہو جاتے ہیں۔ (عبداللہ رفیق)

(١٠٩)۔عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((إِنَّ اللّٰهَ يُؤَيِّدُ هٰذَا الدِّيْنَ بِالرَّجُلِ الْفَاجِرِ۔)) (مسند أحمد: ٨٠٧٦)

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''بیشک اللہ تعالیٰ فاجر آدمی کے ذریعے اس دین کی مدد کرتا ہے۔''

فوائد: ......اس کی کئی صورتیں موجود ہے، بعض کا تعلق عہدِ نبوی سے بھی ہے، فاجر حکمران کا اسلام کے بعض

(١٠٨) تخريج: صحيح لغيره ۔ أخرجه ابن عدى فى "الكامل": ٢/ ٥٧٣ (انظر: ٢٠٤٥٤)
(١٠٩) تخريج: أخرجه البخارى: ٣٠٦٢، ومسلم: ١١١ (انظر: ٨٠٩٠)

امور کی خدمت کرنا، کسی فاجر آدمی کا مسجد و مدرسہ تعمیر کر دینا، اسی قبیل کی مثالیں ہیں۔

فِیْ تَرْغِیْبِ الْمُشْرِکِیْنَ فِیْ اعْتِنَاقِ الْاِسْلَامِ وَ تَأْلِیْفِ قُلُوْبِهِمْ رَحْمَةً بِهِمْ
مشرکوں کو قبولیتِ اسلام کی رغبت دلانا اوران پر رحم کرتے ہوئے ان کی تالیف قلبی کرنا

(۱۱۰)۔عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: کَانَ الرَّجُلُ یَأْتِی النَّبِیَّ ﷺ لِشَیْءٍ یُعْطَاهُ مِنَ الدُّنْیَا فَلَا یُمْسِیْ حَتّٰی یَکُوْنَ الْاِسْلَامُ أَحَبَّ إِلَیْهِ وَ أَعَزَّ عَلَیْهِ مِنَ الدُّنْیَا وَمَا فِیْهَا۔ (مسند أحمد: ۱۲۰۷۳)

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: ایک آدمی، نبی کریم ﷺ کے پاس دنیوی چیز کے لیے آتا تھا اور وہ اسے دے دی جاتی تھی، لیکن ابھی تک شام نہیں ہوتی تھی کہ دنیا و ما فیہا کی بہ نسبت اسے اسلام سب سے زیادہ محبوب اور پیارا بن چکا ہوتا تھا۔

(۱۱۱)۔وَ عَنْهُ أَیْضًا أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ لَمْ یَکُنْ یُسْئَلُ شَیْئًا عَلَی الْاِسْلَامِ إِلَّا أَعْطَاهُ، قَالَ: فَأَتَاهُ رَجُلٌ فَسَأَلَهُ فَأَمَرَ لَهُ بِشَاءٍ کَثِیْرٍ بَیْنَ جَبَلَتَیْنِ مِنْ شَاءِ الصَّدَقَةِ، قَالَ: فَرَجَعَ إِلٰی قَوْمِهِ فَقَالَ: یَاقَوْمِ! أَسْلِمُوْا فَإِنَّ مُحَمَّدًا یُعْطِیْ عَطَاءً مَا یَخْشَی الْفَاقَةَ۔ (مسند أحمد: ۱۲۰۷٤)

سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ سے اسلام پر جو چیز بھی مانگ لی جاتی، آپ ﷺ وہ دے دیتے تھے، ایک دفعہ ایک آدمی آیا اور اس نے آپ ﷺ سے کوئی سوال کیا، آپ ﷺ نے اس کو بہت ساری بھیڑ بکریاں دینے کا حکم دیا، یہ زکوۃ کی بکریاں تھیں اور دو پہاڑوں کے درمیان والی گھاٹی ان سے بھر جاتی تھی۔ وہ بندہ اپنی قوم کی طرف لوٹا اور ان سے کہا: اے میری قوم! اسلام قبول کر لو، کیونکہ محمد ﷺ اس طرح کثرت سے دیتے ہیں کہ ان کو فاقے کا ڈر بھی نہیں ہوتا۔

فوائد: ......یہ نبی کریم ﷺ کا امتیاز تھا کہ آپ ﷺ نے شخصیت پر خرچ کیا اور بڑی مقدار میں خرچ کیا، جبکہ مسجد نبوی اور صفہ سمیت عمارتوں کی طرف کوئی توجہ نہیں دی، اس کا نتیجہ یہ نکلا کہ لوگ کفر سے اسلام کی طرف مائل ہونے لگے، دورِ حاضر کے مسلمان اس سنتِ نبوی کو ترک کر چکے ہیں، بالخصوص مساجد و مدارس کے منتظمین اور فنڈز جمع کرنے والی دوسری تنظیمیں، ہر ایک کی فکر یہ ہے کہ اس کے ادارے اور مسجد کی عمارت شاندار ہونی چاہیے، اس قسم کی ٹائلیں لگنی چاہئیں، مرکزی دروازے پر کشش ہونے چاہئیں، علی ہذا القیاس۔ لیکن اس محلے کے غریب اور فقیر لوگوں کی کسی کو معرفت تک نہ ہوگی اور ائمہ وخطباء و مدرسین کی کفالت کے وقت بخل اور شکووں کا بھوت رقص کرنے لگے گا اور صبر و برداشت کی تلقین شروع ہو جائے گی، اگرچہ یہ لوگ اپنے آپ کو خادمینِ اسلام سمجھتے ہیں، لیکن ان کو خدمتِ اسلام کا

(۱۱۰) تخریج: اسنادہ صحیح علی شرط الشیخین ۔ أخرجه ابو یعلی: ۳۷۵۰، ۳۸۸۰(انظر: ۱۲۰۵۰)

(۱۱۱) تخریج: أخرجه مسلم: ۲۳۱۲(انظر: ۱۲۰۵۱)

شعور تک نہیں ہے۔

(۱۱۲)۔وَعَنْهُ أَيْضًا أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ لِرَجُلٍ: ((أَسْلِمْ۔)) قَالَ: أَجِدُنِيْ كَارِهًا، قَالَ: ((أَسْلِمْ وَإِنْ كُنْتَ كَارِهًا۔)) (مسند أحمد: ١٢٠٨٤)

سیدنا انس رضی اللہ عنہ یہ بھی بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک آدمی سے فرمایا: ''تو مسلمان ہو جا۔'' اس نے کہا: میں اپنے آپ کو اسلام کو ناپسند کرنے والا پاتا ہوں، آپ ﷺ نے فرمایا: ''تو مسلمان ہو جا، اگر چہ تو اس کو ناپسند کر رہا ہو۔''

فوائد: ...... اسلام اور اسلامی احکام پر عمل کرتے وقت ذاتی پسند یا ناپسند، ظاہری مفاد یا نقصان اور عزت یا ذلت کو مدنظر نہیں رکھنا چاہیے، بلکہ اللہ اور اس کے رسول کا حکم سمجھ کر اس پر عمل شروع کر دینا چاہیے۔
اتباعِ سنت اور اسلامی احکام پر عمل کرنے سے دلی کراہت آہستہ آہستہ دور ہو جائے گی اور آدمی شرح صدر کے ساتھ اسلام کا پیروکار بن جائے گا۔ (عبداللہ رفیق)

(۱۱۳)۔عَنْ نَصْرِ بْنِ عَاصِمٍ عَنْ رَجُلٍ مِنْهُمْ أَنَّهُ أَتَى النَّبِيَّ ﷺ فَأَسْلَمَ عَلَى أَنَّهُ لَا يُصَلِّي إِلَّا صَلَاتَيْنِ فَقَبِلَ مِنْهُ ذَالِكَ۔ (مسند أحمد: ٢٣٤٦٨)

نصر بن علی اپنی قوم کے ایک آدمی سے بیان کرتے ہیں کہ وہ نبی کریم ﷺ کے پاس آیا اور اس شرط پر مسلمان ہوا کہ وہ صرف دو نمازیں ادا کرے گا، آپ ﷺ نے اس کی یہ شرط قبول کر لی۔

فوائد: ...... نبی کریم ﷺ کی تبلیغ میں حکمت ودانائی، دوررسی، عاقبت اندیشی، مزاج شناسی، لوگوں کا بھلا، یہ تمام صفات بدرجۂ اتم نظر آتی ہے، جب آپ ﷺ نے دیکھا کہ ایک مشرف باسلام ہونا چاہتا ہے، لیکن پانچ نمازوں کے مسئلے پر اڑ گیا ہے، تو آپ ﷺ کی دانائی نے یہ فیصلہ کیا کہ فی الحال اس کی ضد کو مان لینا چاہیے، بعد میں جب اسلام کی حقیقت کا ادراک کر لے گا تو تمام ارکانِ اسلام کا قائل ہو جائے گا، اسی قسم کی دو مثالیں اور ان کی وضاحت درج ذیل ہیں: سیّدنا فضالہ لیثی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے مجھے کچھ امور کی تعلیم دی، ان میں سے ایک امر یہ بھی تھا: ((حَافِظْ عَلَى الصَّلَوَاتِ الْخَمْسِ۔)) فَقُلْتُ: إِنَّ هٰذِهِ سَاعَاتٌ لِي فِيْهَا أَشْغَالٌ، فَمُرْنِي بِأَمْرٍ جَامِعٍ إِذَا أَنَا فَعَلْتُهُ أَجْزَأَعَنِّي، قَالَ: ((حَافِظْ عَلَى الْعَصْرَيْنِ: صَلَاةٍ قَبْلَ طُلُوْعِ الشَّمْسِ وَصَلَاةٍ قَبْلَ غُرُوْبِهَا)) ...... ''پانچوں نمازوں کی محافظت کیا کر۔'' میں نے کہا: ان گھڑیوں میں تو میں مصروف رہتا ہوں، آپ مجھے کوئی ایسا جامع قسم کا حکم دیں کہ میں اس پر عمل کرتا رہوں اور وہ مجھے کفایت کرتا رہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''دو نمازوں یعنی طلوع آفتاب سے پہلے والی اور غروبِ آفتاب سے پہلے والی نمازوں کی محافظت کرتا رہ۔'' (ابـوداود: ٤٥٣، صحيحه: ١٨١٣)

---

(١١٢) تخريج: اسناده صحيح على شرط الشيخين ـ أخرجه ابويعلى: ٣٧٦٥ (انظر: ١٢٠٦١)

(١١٣) تخريج: رجاله ثقات (انظر: ٢٣٠٧٩)

کسی آدمی کے دماغ میں یہ نکتہ سرایت نہ کر جائے کہ دو نمازوں پر اکتفا کرنا بھی درست ہے، علمائے حق کے نزدیک اس حدیث کے دو معانی مراد لینا ممکن ہیں: (۱) اس آدمی کو اس کی مصروفیت کی وجہ سے جماعت سے پیچھے رہنے کی رخصت دی گئی تھی، نہ کہ ترکِ نماز کی اور (۲) وہ کوئی نومسلم آدمی تھا اور نبی کریم ﷺ کی حکمت نے اس بات کا تقاضا کیا کہ فی الحال اس کو رخصت دی جائے، جب ایمان میں رسوخ پیدا ہو جائے گا تو اس کے لیے پانچ نمازوں کی ادائیگی ممکن ہو جائے گی اور یہی بات اقرب الی الصواب معلوم ہوتی ہے کہ جب کوئی مبلّغ کسی بے نمازی کو پانچ نمازوں کی ادائیگی کی تلقین کرتا ہے، لیکن وہ اس بات پر مصرّ ہے کہ وہ صرف دو تین نمازیں پڑھے گا تو اس حدیث کی روشنی میں اسے کہا جا سکتا ہے کہ چلو تم دو تین ہی پڑھتے رہو۔ (واللہ اعلم بالصواب)

درج ذیل روایت کو دیکھا جائے تو دوسرا معنی راجح اور درست معلوم ہوتا ہے:

ابوزبیر بیان کرتے ہیں، انھوں نے کہا کہ میں نے سیدنا جابر رضی اللہ عنہ سے ثقیف قبیلہ کی بیعت کے بارے میں پوچھا۔ انھوں نے کہا کہ اس قبیلے نے (بیعت کرتے وقت) رسول اللہ ﷺ پر یہ شرط عائد کی تھی کہ ان پر صدقہ ہوگا نہ جہاد۔ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((سَيَتَصَدَّقُوْنَ وَيُجَاهِدُوْنَ إِذَا أَسْلَمُوْا۔)) ...... ''عنقریب جب یہ لوگ (پکے) مسلمان ہو جائیں گے تو صدقہ بھی دیں گیا اور جہاد بھی کریں گے۔'' (مسند احمد: ۳/ ۳٤۱، صحیحه: ۱۸۸۸)

یہ حدیث اس حقیقت کا منہ بولتا ثبوت ہے کہ کسی بڑی مصلحت کی خاطر کسی کو عارضی طور پر اسلام کے بعض احکام سے مستثنیٰ قرار دیا جا سکتا ہے۔ اگر نبی کریم ﷺ ثقیف قبیلہ والے لوگوں کی شرطیں تسلیم نہ کرتے تو ممکن تھا کہ وہ کفر پر ڈٹے رہتے، جو کہ بہت بڑی مفسدت تھی، اس مفسدت سے تو وہ ناقص اسلام ہی بہتر ہے، جس میں جہاد اور صدقہ نہ ہوں، جبکہ رخصت دینے والے کو یہ امید بھی ہو کہ عنقریب یہ لوگ تمام اسلامی احکام کو تسلیم کر لیں گے۔ یہی معاملہ اس باب کی حدیث میں بیان کیا گیا ہے کہ پانچوں نمازیں نہ پڑھنے سے بہرحال دو ادا کر لینا بہتر ہے، ان دو کے ذریعے آہستہ آہستہ پانچ کا قائل کرنا ممکن ہو جائے گا۔ قربان جائیے حکیم و دانا پیغمبر کی حکمت و دانائی پر۔

فِيْ حُكْمِ مَنْ أَسْلَمَ عَلٰى يَدِهٖ رَجُلٌ مِنَ الْكُفَّارِ

اس آدمی کے حکم کا بیان، جس کے ہاتھ پر کافروں میں سے کوئی آدمی مسلمان ہو جاتا ہے

(۱۱٤)۔ عَنْ تَمِيْمِ الدَّارِيِّ رضی اللہ عنہ قَالَ: قُلْتُ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! مَا السُّنَّةُ فِي الرَّجُلِ مِنْ أَهْلِ الْكِتَابِ (وَفِيْ رِوَايَةٍ: مِنْ أَهْلِ الْكُفْرِ) يُسْلِمُ عَلٰى يَدَيْ رَجُلٍ مِنَ

سیدنا تمیم داری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! اگر اہل کتاب یا اہل کفر میں سے کوئی آدمی کسی مسلمان کے ہاتھ پر اسلام قبول کرتا ہے تو اس کے بارے میں کیا سنت ہوگی؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''وہ اس کی

(۱۱٤) تخريج: قال الالباني: حسن صحيح (ابوداود: ۲۹۱۸)۔ أخرجه ابوداود: ۲۹۱۸، الترمذي: ۲۱۱۲، وابن ماجه: ۲۷۵۲ (انظر: ۱٦۹٤۸)

الْمُسْلِمِيْنَ؟ قَالَ: ((هُوَ أَوْلَى النَّاسِ بِمَحْيَاهُ وَ مَمَاتِهِ۔)) (مسند أحمد: ۱۷۰۷۲) زندگی اور موت میں اس کا سب سے زیادہ مستحق ہوگا۔"

فوائد: ......اس حدیث سے استدلال کرتے ہوئے امام عبداللہ بن مبارک نے کہا: دوسرے تمام ورثاء کی عدم موجودگی میں ایسا آدمی وارث بنے گا اور امام ثوری نے کہا: یہ وارث بنے گا اور یہ دوسروں (اجنبی غیر وارث لوگوں) سے زیادہ حقدار ہوگا۔ (مصنف عبد الرزاق)

سعید بن منصور کی روایت میں "یَرِثُهُ وَ یَعْقِلُ عَنْهُ" کی زیادتی ہے، لیکن اس کی سند میں احوص بن حکیم راوی ضعیف الحفظ ہے، جس کے متعلق امام البانی نے کہا: "فَيُسْتَشْهَدُ بِهِ" (صحيحه: ۲۳۱۶)

امام مبارکپوری نے کہا: دو احتمال ہیں: (۱) یہ حدیث توارث بالاسلام پر دلالت کرتی ہے، جو کہ منسوخ ہو گیا ہے۔ (۲) اس حدیث کا یہ معنی ہے کہ وہ زندگی میں اس کی مدد کرے اور موت کے بعد اس کی نماز جنازہ ادا کرے۔ (تحفة الاحوذی: ۳/ ۱۸۵)

امام خطابی نے کہا: ممکن ہے کہ یہ حدیث میراث سے متعلق ہو اور یہ بھی ممکن ہے کہ اس حدیث کا مدلول عہد و پیمان، ایثار و قربانی اور برّ وصلہ ہو۔ (تحفة الاحوذی: ۳/ ۱۸۵، عون المعبود: ۳/ ۸۷)

لیکن سیدنا تمیم کی حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ اس حدیث کا تعلق ابتدائے اسلام سے نہیں ہے، اخیر اسلام کے دور سے ہے، کیونکہ سیدنا تمیم رضی اللہ عنہ ۹ ھ میں مسلمان ہوئے تھے اور اس حدیث کے بارے میں انھوں نے خود سوال کیا تھا۔ اس لیے یہی مناسب ہے کہ اس سے مرادِ حقِ وراثت لیا جائے۔ رہا مسئلہ نصرت و تائید اور نماز جنازہ میں شرکت وغیرہ کا، تو ان حقوق کی ادائیگی میں سب مسلمان برابر ہیں۔ (واللہ اعلم)

فِيْ أَنَّهُ مَنْ أَسْلَمَ مِنْ أَهْلِ الْكِتَابِ فَلَهُ أَجْرُهُ مَرَّتَيْنِ
اہل کتاب میں سے ہونے والے مسلمان کے لیے دو اجروں کا بیان

(۱۱۵)۔عَنْ أَبِيْ أُمَامَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ: إِنِّي لَتَحْتَ رَاحِلَةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ يَوْمَ الْفَتْحِ فَقَالَ قَوْلًا حَسَنًا جَمِيْلًا وَكَانَ فِيْمَا قَالَ: ((مَنْ أَسْلَمَ مِنْ أَهْلِ الْكِتَابِ فَلَهُ أَجْرُهُ مَرَّتَيْنِ وَلَهُ مَا لَنَا وَ عَلَيْهِ مَا عَلَيْنَا وَمَنْ أَسْلَمَ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ فَلَهُ أَجْرُهُ وَلَهُ مَا لَنَا وَ عَلَيْهِ مَا عَلَيْنَا۔)) (مسند أحمد: ۲۲۵۸۹)

سیدنا ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: میں فتح مکہ والے دن رسول اللہ ﷺ کی سواری کے نیچے کھڑا تھا، آپ ﷺ بڑی خوبصورت اور حسین باتیں ارشاد فرمائیں تھیں، ایک بات یہ بھی تھی: "اہل کتاب میں سے جو آدمی مسلمان ہو گا، اس کے دو اجر ہوں گے اور پھر جو حق ہمارا ہے، وہ اس کا بھی ہوگا اور جو ذمہ داری ہم پر ہے، وہ اس پر بھی ہوگی۔ اور جو آدمی مشرکوں میں سے مسلمان ہوگا تو اس کو اس کا اجر ملے گا

---

(۱۱۵) تخریج: حديث صحيح، وهذا السند متابع، أخرجه الطبراني في "الكبير": ۷۷۸٦ (انظر: ۲۲۲۳٤)

اور پھر جو حق ہمارا ہے، وہ اس کا بھی ہوگا اور جو ذمہ داری ہم پر ہے، وہ اس پر بھی ہوگی۔''

(۱۱٦)۔عَنْ أَبِی مُوْسَى الْأَشْعَرِيِّ رضی اللہ عنہ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ قَالَ: ((مَنْ كَانَتْ لَهُ أَمَةٌ فَعَلَّمَهَا فَأَحْسَنَ تَعْلِيْمَهَا وَ أَدَّبَهَا فَأَحْسَنَ تَأْدِيْبَهَا وَ أَعْتَقَهَا فَتَزَوَّجَهَا فَلَهُ أَجْرَانِ، وَعَبْدٌ أَدَّى حَقَّ اللّٰهِ وَ حَقَّ مَوَالِيْهِ وَ رَجُلٌ مِنْ أَهْلِ الْكِتَابِ آمَنَ بِمَا جَاءَ بِهِ عِيْسٰى وَمَا جَاءَ بِهِ مُحَمَّدٌ ﷺ فَلَهُ أَجْرَانِ۔)) (مسند أحمد: ۱۹۷٦۱)

سیدنا ابوموسی اشعری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''جو آدمی اپنی لونڈی کو تعلیم دے اور اچھی تعلیم دے اور اس کی اخلاقی تربیت کرے اور اچھی تربیت کرے اور پھر اس کو آزاد کر کے اس سے شادی کرے تو اس کو دو اجر ملیں گے، (اسی طرح اس کے لیے دو اجر ہیں) جو غلام اللہ تعالیٰ کا حق بھی ادا کرے اور اپنے آقا کا بھی اور اہل کتاب کا وہ آدمی جو پہلے حضرت عیسی علیہ السلام کی لائی ہوئی شریعت پر ایمان لایا اور پھر محمد ﷺ کی لائی ہوئی شریعت پر ایمان لایا، اس کے لیے بھی دو اجر ہیں۔''

فوائد: ...... چونکہ آپ ﷺ پر ایمان لانے والے اہل کتاب یکے بعد دیگر دو نبیوں پر ایمان لاتے ہیں، اس لیے ان کو دوگنا اجر ملتا ہے۔

بَابٌ فِی كَوْنِ الْإِسْلَامِ يَجُبُّ مَا قَبْلَهُ مِنَ الذُّنُوْبِ وَ كَذَا الْهِجْرَةُ وَ هَلْ يُؤَاخَذُ بِأَعْمَالِ الْجَاهِلِيَّةِ وَ بَيَانُ حُكْمِ عَمَلِ الْكَافِرِ إِذَا أَسْلَمَ بَعْدَهُ

اسلام اور ہجرت کا پہلے والے گناہوں کو مٹا دینے، دورِ جاہلیت کے اعمال کی وجہ سے مؤاخذہ ہونے اور مسلمان ہو جانے والے کافر کے پہلے والے عمل کے حکم کا بیان

(۱۱۷)۔عَنْ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ رضی اللہ عنہ قَالَ: لَمَّا أَلْقَى اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ فِی قَلْبِیَ الْإِسْلَامَ قَالَ: أَتَيْتُ النَّبِیَّ ﷺ لِيُبَايِعَنِی فَبَسَطَ يَدَهُ إِلَیَّ فَقُلْتُ: لَا أُبَايِعُكَ حَتّٰى يُغْفَرَ لِی مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِی، قَالَ: فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((يَا عَمْرُو! أَمَا عَلِمْتَ أَنَّ الْهِجْرَةَ تَجُبُّ مَا قَبْلَهَا مِنَ الذُّنُوْبِ، يَا عَمْرُو! أَمَا عَلِمْتَ

سیدنا عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: جب اللہ تعالیٰ نے میرے دل میں اسلام کا خیال ڈال دیا تو میں نبی کریم ﷺ کے پاس بیعت کرنے کے لیے آیا اور آپ ﷺ نے اپنا ہاتھ میری طرف پھیلا دیا، لیکن اس وقت میں نے کہا: میں اس وقت تک آپ کی بیعت نہیں کروں گا، جب تک میرے سابقہ گناہ بخش نہیں دیئے جاتے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''عمرو! کیا تو نہیں جانتا کہ ہجرت پہلے والے گناہوں

(۱۱٦) تخریج: أخرجه البخاری: ۹۷، ۳۰۱۱، ۳٤٤٦، ۵۰۸۳، ومسلم: ۱۵٤ (انظر: ۱۹۵۳۲)

(۱۱۷) تخریج: اسناده صحیح علی شرط مسلم (انظر: ۱۷۸۲۷)

أَنَّ الْاِسْلَامَ يَجُبُّ مَا قَبْلَهُ مِنَ الذُّنُوْبِ۔)) (مسند أحمد: ١٧٩٨١)

کو ختم کر دیتی ہے، عمرو! کیا تجھے یہ علم نہیں ہے کہ اسلام بھی پہلے والے گناہوں کو مٹا دیتا ہے۔''

فوائد: ......ارشادِ باری تعالیٰ ہے: ﴿قُلْ لِّلَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اِنْ يَّنْتَهُوْا يُغْفَرْ لَهُمْ مَّا قَدْ سَلَفَ﴾ ......
''آپ کافروں سے کہہ دیجئے کہ اگر یہ لوگ باز آ جائیں تو ان کے سارے گناہ جو پہلے ہو چکے ہیں، سب معاف کر دیئے جائیں گے۔'' (سورۂ انفال: ۳۸)

معلوم ہوا کہ اسلام اور ہجرت کی وجہ سے سابقہ گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں، مزید تفصیل آگے آ رہی ہے۔

(١١٨)۔عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ ؓ قَالَ: أَتَى النَّبِيَّ ﷺ رَجُلٌ فَقَالَ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! إِذَا أَحْسَنْتُ فِي الْاِسْلَامِ أُؤَاخَذُ بِمَا عَمِلْتُ فِي الْجَاهِلِيَّةِ؟ قَالَ: ((إِذَا أَحْسَنْتَ فِي الْاِسْلَامِ لَمْ تُؤَاخَذْ بِمَا عَمِلْتَ فِي الْجَاهِلِيَّةِ وَ إِذَا أَسَأْتَ فِي الْاِسْلَامِ أُخِذْتَ بِالْأَوَّلِ وَالْآخِرِ۔)) (مسند أحمد: ٣٥٩٦)

سیدنا عبد اللہ بن مسعود ؓ سے مروی ہے کہ ایک آدمی، نبی کریم ﷺ کے پاس آیا اور کہا: اے اللہ کے رسول! اگر میں (اسلام قبول کر کے) اس دین میں نیکیاں کرتا رہوں تو کیا جاہلیت والی میری برائیوں کی وجہ سے میرا محاسبہ ہوگا؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''جب تو بظاہر اور بباطن اسلام قبول کرے گا تو جاہلیت میں جو کچھ کیا ہوگا، اس کی بنا پر تیرا مؤاخذہ نہیں ہو گا، لیکن اگر تو بظاہر اسلام قبول کرے گا، نہ کہ بباطن تو اگلی پچھلی یعنی ہر برائی پر مؤاخذہ کیا جائے گا۔''

امام نووی نے اس حدیث کی شرح کرتے ہوئے کہا: اس کے بارے میں محققین کی جماعت نے جو بات کہی ہے، وہی صحیح ہے کہ احسان سے مراد بظاہر اور بباطن اسلام قبول کرنا ہے، یعنی جب کوئی حقیقی مسلمان بن جاتا ہے، تو اس کی حالتِ کفر میں کی ہوئی برائیاں معاف ہو جاتی ہیں۔ قرآن و حدیث اور اجماعِ امت اسی حقیقت پر دلالت کرتے ہیں۔
اور ''وَإِذَا أَسَأْتَ'' سے مراد یہ ہے کہ دل سے اسلام میں داخل نہ ہوا جائے، یہ دراصل منافق ہوتا ہے، جو اپنے کفر پر برقرار رہنے والا ہوتا ہے، ایسے شخص کی اظہارِ اسلام سے پہلے والی اور بعد والی، دونوں حالتوں کی برائیوں پر اس کا مؤاخذہ ہوتا ہے، کیونکہ درحقیقت اس کے کفر کی حالت ہی جاری رہتی ہے۔ (شرح مسلم للنووی: ۲/ ۱۳۶)

(١١٩)۔عَنْ سَلَمَةَ بْنِ يَزِيْدَ الْجُعْفِيِّ ؓ قَالَ: انْطَلَقْتُ أَنَا وَ أَخِيْ إِلٰى رَسُوْلِ

سیدنا سلمہ بن یزید جعفی ؓ کہتے ہیں: میں اور میرا بھائی، ہم دونوں رسول اللہ ﷺ کے پاس گئے اور کہا: اے اللہ کے

---

(١١٨) تخريج: أخرجه البخارى: ٦٩٢١، ومسلم: ١٢٠ (انظر: ٣٥٩٦)

(١١٩) تخريج: رجاله ثقات رجال الشيخين غير داود بن ابى هند فمن رجال مسلم، وصحابيه روى له النسائى، وفى متنه نكارة - أخرجه النسائى فى "الكبرى": ١١٦٤٩، والطبرانى فى "الكبير": ٦٣١٩ (انظر: ١٥٩٢٣)

اللّٰهِ ﷺ قَالَ: قُلْنَا: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! إِنَّ أُمَّنَا مُلَيْكَةَ كَانَتْ تَصِلُ الرَّحِمَ وَ تَقْرِي الضَّيْفَ وَ تَفْعَلُ وَ تَفْعَلُ هَلَكَتْ فِي الْجَاهِلِيَّةِ فَهَلْ ذَالِكَ نَافِعُهَا شَيْئًا؟ قَالَ: ((لَا۔)) قَالَ: قُلْنَا: فَإِنَّهَا كَانَتْ وَأَدَتْ أُخْتًا لَنَا فِي الْجَاهِلِيَّةِ فَهَلْ ذَالِكَ نَافِعُهَا شَيْئًا؟ قَالَ: ((الْوَائِدَةُ وَالْمَوْءُ وْدَةُ فِي النَّارِ إِلَّا أَنْ تُدْرِكَ الْوَائِدَةُ الْإِسْلَامَ فَيَعْفُوَ اللّٰهُ عَنْهَا۔)) (مسند أحمد: ١٦٠١٩)

رسول! ہماری اماں جان مُلیکہ صلہ رحمی کرتی تھی، مہمانوں کی میز بانی کرتی تھی اور اس قسم کی کئی نیکیاں کرتی تھی، لیکن دورِ جاہلیت میں ہی فوت ہوگئی ہے، تو کیا یہ اعمال اسے فائدہ دیں گے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''نہیں۔'' ہم نے کہا: اس نے دورِ جاہلیت میں ہی ہماری ایک بہن کو زندہ درگور کر دیا تھا، تو یہ چیز اس کو نفع دے گی؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''زندہ دوگور کرنے والی اور زندہ درگور ہونے والی، دونوں جہنمی ہیں، الا یہ کہ درگور کرنے والی اسلام کو پالے اور اس طرح اللہ تعالیٰ اس کو معاف کر دے۔''

فوائد: ......کفر کی حالت پر مرنے والے کی تمام نیکیاں ضائع ہو جاتی ہیں۔

(١٢٠)۔عَنْ عَدِيِّ بْنِ حَاتِمٍ الطَّائِيِّ رضی اللہ عنہ قَالَ: قُلْتُ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! إِنَّ أَبِي كَانَ يَصِلُ الرَّحِمَ وَ يَفْعَلُ وَ يَفْعَلُ، فَهَلْ لَهُ فِي ذَالِكَ يَعْنِي مِنْ أَجْرِهِ؟ قَالَ: ((إِنَّ أَبَاكَ طَلَبَ أَمْرًا فَأَصَابَهُ۔)) (مسند أحمد: ١٩٦٠٥)

سیدنا عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انھوں نے کہا: اے اللہ کے رسول! میرا باپ صلہ رحمی کرتا تھا اور اس کے علاوہ بھی کئی نیک کام کرتا تھا، تو اس کو ان کا اجر ملے گا؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''بیشک تیرا باپ (شہرت اور تعریف کی صورت میں) جس چیز کا طلبگار تھا، وہ اس کو مل گئی تھی۔''

فوائد: ......حاتم طائی کا مقصد اللہ تعالیٰ کی ذات نہیں تھا، بلکہ وہ تو شہرت اور تعریف کا طلبگار تھا اور یہ چیز اس کو زندگی میں بھی مل گئی تھی اور موت کے بعد بھی، دین اسلام کی قبولیت کے بعد اپنے افعال و اقوال میں اخلاص پیدا کرنا نہایت ضروری ہے، وگرنہ نہ صرف نیک عمل ضائع ہوتا ہے، بلکہ وبال جان بھی بنتا ہے۔

(١٢١)۔عَنْ حَكِيْمِ بْنِ حِزَامٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: قُلْتُ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! أَرَأَيْتَ أُمُوْرًا كُنْتُ أَتَحَنَّثُ بِهَا فِي الْجَاهِلِيَّةِ مِنْ عَتَاقَةٍ وَ صِلَةِ رَحِمٍ هَلْ لِي فِيْهَا أَجْرٌ؟ فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ ﷺ: ((أَسْلَمْتَ عَلَى مَا أَسْلَفْتَ مِنْ خَيْرٍ۔)) (مسند أحمد: ١٥٣٩٢)

سیدنا حکیم بن حزام رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں: میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! غلاموں کی آزادی اور صلہ رحمی جیسے ان امور کے بارے میں آپ کا کیا خیال ہے، جو میں دورِ جاہلیت میں عبادت کے طور پر کرتا تھا، کیا مجھے ان کا اجر ملے گا؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''تو جو امورِ خیر سرانجام دے چکا ہے، اس سمیت مسلمان ہوا ہے۔''

---

(١٢٠) تخريج: حديث حسن ـ أخرجه الطحاوي في "شرح مشكل الآثار": ٤٣٦١ (انظر: ١٩٣٨٦)

(١٢١) تخريج: أخرجه البخاري: ٢٢٢٠، ٥٩٩٢، ومسلم: ١٢٣ (انظر: ١٥٣١٨)

فوائد: ......اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جب کوئی آدمی دینِ حق کو اختیار کرتا ہے اور پھر اس کو اسی دین پر موت آتی ہے تو اس کی دورِ جاہلیت کی نیکیاں بھی قبول کر لی جاتی ہیں، یہ ایک اختلافی موضوع ہے، اس لیے ہم اس پر سیر حاصل بحث کرتے ہیں:

محقق علمائے اسلام کے مسلک کے مطابق درست بات یہ ہے کہ جو کافر حالتِ کفر میں صدقہ وخیرات اور صلہ رحمی جیسی نیکیاں سرانجام دینے کے بعد مسلمان ہوتا ہے تو اس کی سابقہ نیکیوں کا ثواب بھی محفوظ رکھا جاتا ہے۔ بعض نے تو اس رائے پر مسلمانوں کے اجماع و اتفاق کا دعوی کیا ہے۔

جبکہ بعض لوگوں کا خیال ہے کہ یہ مسلک شرعی قواعد کے مخالف ہے۔ لیکن یہ مسلک غیر مسلم ہے، کیونکہ دنیا میں کافر کے بعض افعال کا اعتبار کیا جاتا ہے، جیسے اگر کوئی کافر حالتِ کفر میں ظہار کا کفارہ ادا کرتا ہے تو قبولیتِ اسلام کے بعد دوبارہ ادا کرنے کی کوئی ضرورت نہیں۔

حافظ ابن حجر نے کہا: اس حدیث میں ثواب کے لکھے جانے کا ذکر ہے، نہ کہ ان کے قبول ہونے کا۔ ممکن ہے کہ قبولیت کو اسلام کے ساتھ معلق کر دیا گیا ہو، یعنی اگر وہ کافر مسلمان ہو گیا تو اس کی نیکیاں قبول بھی کی جائیں اور اس کو ثواب بھی دیا جائے گا، وگرنہ نہیں۔ یہی مذہب قوی ہے۔ قدماء میں سے امام نووی، ابراہیم حربی اور ابن بطال وغیرہ نے اور متاخرین میں سے امام قرطبی اور ابن منیر وغیرہ نے اسی مسلک کی تائید کی۔

ابن منیر نے کہا: کوئی مانع نہیں کہ کافر کفر کی حالت میں خیر و بھلائی کے جو کام خیر و بھلائی کی نیت سے کرتا ہے، قبولیتِ اسلام کے بعد اللہ تعالیٰ اس کو سابقہ نیک امور پر ثواب عطا فرما دے، جیسا کہ اللہ تعالیٰ عاجز مسلمان (مریض یا مسافر وغیرہ) کو ان اعمال کا ثواب عطا کرتا رہتا ہے، جو وہ طاقت و قدرت کے زمانے میں سرانجام دیتا تھا اور عاجزی کے دوران نہیں کر سکتا۔ اگر کسی عمل کو ادا کیے بغیر اس کا ثواب مل سکتا ہے، تو اس عمل کا ثواب بھی دیا جا سکتا ہے، جس میں مکمل شرطیں نہ پائی جاتی ہوں۔

بعض علمائے اسلام نے اس مسئلہ کو ثابت کرنے کے لیے اس چیز سے استدلال کیا ہے کہ جب اہل کتاب یعنی یہودی اور عیسائی اسلام قبول کرتے ہیں تو ان کو دوگنا اجر دیا جاتا ہے، جیسا کہ قرآن و حدیث سے ثابت ہوتا ہے، لیکن اگر وہ یہودیت اور عیسائیت پر ہی مر جائیں تو ان کو ان کے نیک اعمال کا بھی کوئی فائدہ نہیں ہوتا۔ معلوم ہوا کہ کافر کے نیک اعمال لکھے جاتے ہیں، لیکن اس کے لیے حصول ثواب کے لیے شرط یہ ہے کہ وہ اسلام قبول کرے۔ غور فرمائیں کہ جب سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے ابن جدعان کے اعمالِ صالحہ کے بارے میں سوال کیا کہ آیا ان سے اس کو فائدہ ہو گا؟ تو نبی کریم ﷺ نے جواب دیا: ''ابن جدعان نے تو ایک دن بھی یہ نہیں کہا: اے میرے ربّ! قیامت کے روز میری خطائیں بخش دینا۔'' اس جواب سے معلوم ہوتا ہے کہ اگر وہ اسلام قبول کر لیتا تو حالتِ کفر میں سرانجام دیئے گئے اعمالِ خیر اس کے لیے مفید ثابت ہوتے۔

یہی مسلک مختلف احادیث کی روشنی میں برحق ہے، کسی کو اس کی مخالفت زیب نہیں دیتی۔ علامہ سندھی نے سنن نسائی پر اپنے حاشیے میں کہا: یہ حدیث اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ کافر کی نیکیاں موقوف ہوتی ہیں، اگر وہ مشرف باسلام ہو جائے تو وہ مقبول ہو جاتی ہیں، وگرنہ مردود۔ اللہ تعالیٰ کے درج ذیل ارشاد کو ان کافروں پر محمول کیا جائے گا، جو کفر کی حالت میں مر جائیں گے: ﴿وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا اَعْمَالُهُمْ كَسَرَابٍ﴾ (سورۂ نور: ۳۹) ......''کافر لوگوں کے اعمال تو سراب کی طرح (بے حقیقت) ہیں۔''

ظاہر بات تو یہی ہے کہ درج بالا مسلک کی مخالفت میں کوئی دلیل نہیں ہے۔ سیدھی سی بات ہے کہ اللہ تعالیٰ کا فضل واحسان بہت وسیع ہے۔

علامہ سندھی رحمہ اللہ نے جو آیت ذکر کی ہے، اس قسم کی تمام آیات کا یہی مفہوم ہے، جن میں شرک کی وجہ سے عمل ضائع ہونے کی وعیدیں بیان کی گئی ہیں، مثلا ارشادِ باری تعالیٰ ہے: ﴿وَلَقَدْ اُوْحِيَ اِلَيْكَ وَاِلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكَ لَئِنْ اَشْرَكْتَ لَيَحْبَطَنَّ عَمَلُكَ وَلَتَكُوْنَنَّ مِنَ الْخَاسِرِيْنَ﴾ (سورۂ زمر: ٦٥) ......''(اے محمد!) آپ کی طرف اور آپ سے پہلے والے (انبیا ورسل) کی طرف یہ وحی کی گئی کہ اگر تو نے شرک کیا تو ضرور ضرور تیرے عمل ضائع ہو جائیں گے اور تو ضرور ضرور خسارہ پانے والوں میں سے ہو جائے گا۔''

ان اور اس موضوع سے متعلقہ تمام آیات کو اس شخص پر محمول کیا جائے گا، جو شرک کی حالت میں مرتا ہے، جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿وَمَنْ يَّرْتَدِدْ مِنْكُمْ عَنْ دِيْنِهٖ فَيَمُتْ وَهُوَ كَافِرٌ فَاُولٰٓئِكَ حَبِطَتْ اَعْمَالُهُمْ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ وَاُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ النَّارِ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ﴾ (سورۂ بقرہ: ٢١٧) ......''اور تم میں سے جو لوگ اپنے دین سے مرتد ہوئے اور اس حال میں مر گئے کہ وہ کافر ہوں، تو دنیا و آخرت میں ان کے اعمال ضائع ہو جائیں گے اور یہی لوگ جہنمی ہیں، اس میں ہمیشہ رہیں گے۔''

اس بحث پر ایک اور فقہی مسئلہ مرتّب ہوتا ہے اور وہ یہ کہ ایک مسلمان حج ادا کرنے کے بعد مرتد ہو جاتا ہے، پھر ارتداد کے بعد مشرف باسلام ہو جاتا ہے، تو اس کا سابقہ حج ضائع نہیں ہوگا اور دوبارہ حج کرنا اس پر فرض نہیں ہوگا۔ امام شافعی کا یہی مسلک ہے، لیث بن سعد کا ایک قول بھی اسی کے حق میں ہے۔ امام ابن حزم نے اسی مسلک کو ترجیح دی اور اس کے حق میں بہت عمدہ اور مضبوط کلام کیا ہے۔ میں اس کا ذکر کرنا مناسب سمجھتا ہوں۔ وہ کہتے ہیں: جو مسلمان حج وعمرہ کی ادائیگی کے بعد مرتد ہو جائے، پھر اللہ تعالیٰ اسے ہدایت دے کر جہنم سے بچا لے اور وہ مسلمان ہو جائے تو دوبارہ حج اور عمرہ کی ادائیگی اس پر عائد نہیں ہوگی، امام شافعی کا یہی مسلک ہے اور لیث بن سعد کا بھی ایک قول یہی ہے۔

جبکہ امام ابوحنیفہ، امام مالک اور ابوسلیمان کا خیال ہے کہ اس کا سابقہ حج یا عمرہ ضائع ہو جائے گا اور اسے یہ فریضہ دوبارہ ادا کرنا پڑے گا، انھوں نے اپنی رائے کے حق میں یہ آیت پیش کی: ﴿لَئِنْ اَشْرَكْتَ لَيَحْبَطَنَّ عَمَلُكَ وَلَتَكُوْنَنَّ مِنَ الْخَاسِرِيْنَ﴾ (سورۂ زمر: ٦٥) ......''اگر تو نے شرک کیا تو تیرے اعمال ضائع ہو جائیں گے اور تو

خسارہ پانے والوں میں سے ہو جائے گا۔'' اس مسلک کے قائلین نے صرف یہ دلیل پیش کی ہے، لیکن درحقیقت یہ دلیل ان کے لیے حجت نہیں ہے، کیونکہ اس آیت میں یہ مضمون بیان کیا گیا ہے کہ اگر مشرک شرک کی حالت میں مر جاتا ہے تو اس کے اعمال ضائع ہو جائیں گے، لیکن اگر وہ مسلمان ہو جاتا ہے تو اس کے سابقہ اعمال صالحہ محفوظ کر لیے جائیں گے۔ یہی حق ہے، اس میں کوئی شائبہ نہیں۔ ہاں یہ بات مسلم ہے اگر مشرک حالت ِ شرک میں حج، عمرے، نماز، روزے اور زکوۃ جیسے اعمال کرتا ہے تو یہ واجبات اس سے کفایت نہیں کریں گے، (کیونکہ ان اعمال کا شرعی احکام کے مطابق شروط و قیود کے ساتھ ادا کرنا ضروری ہے)۔ اس آیت کے آخری جملے ﴿وَلَتَكُونَنَّ مِنَ الْخَاسِرِينَ﴾ (اور تو خسارہ پانے والوں میں سے ہو جائے گا۔) پر غور کریں۔ اس جملے سے بھی یہ استدلال کرنا درست ہے کہ اگر مرتد مشرف باسلام ہو جاتا ہے، تو قبولیت ِ اسلام سے پہلے والے سرانجام دیئے گے اعمالِ صالحہ ضائع نہیں ہوں گے، بلکہ ان کو لکھ لیا جائے گا اور ان کا ثواب دیا جائے گا، کیونکہ امت ِ مسلمہ اس بات پر متفق ہے کہ اگر مرتد دوبارہ اسلام قبول کر لیتا ہے تو یقیناً فلاح پانے والوں اور کامیاب و کامران ہونے والوں میں سے ہو جائے گا اور خسارہ اٹھانے والوں میں سے نہیں رہے گا۔ پس معلوم ہوا جس مشرک کے عمل ضائع ہو جاتے ہیں وہ وہ ہوتا ہے جو کفر و شرک اور ارتداد کی حالت میں مر جاتا ہے۔

غور فرمائیں، ارشادِ باری تعالیٰ ہے: ﴿وَ مَنْ يَّرْتَدِدْ مِنْكُمْ عَنْ دِيْنِهٖ فَيَمُتْ وَ هُوَ كَافِرٌ فَأُولٰٓئِكَ حَبِطَتْ اَعْمَالُهُمْ فِي الدُّنْيَا وَ الْاٰخِرَةِ وَ اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ النَّارِ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ﴾ (سورهٔ بقره: ۲۱۷) ...... ''اور تم میں سے جو لوگ اپنے دین سے مرتد ہوئے اور اس حال میں مر گئے کہ وہ کافر ہوں، تو دنیا و آخرت میں ان کے اعمال ضائع ہو جائیں گے اور یہی لوگ جہنمی ہیں، اس میں ہمیشہ رہیں گے۔'' اس آیت ِ کریمہ میں یہ وضاحت کر دی گئی ہے کہ مرتد کے اعمال اس وقت ضائع ہو جائیں گے، جب وہ کفر کی حالت میں مر جائے گا۔ نیز اللہ تعالیٰ کے درج ذیل فرمودات نیک اعمال کے باقی رہنے کے بارے میں عام ہیں: ﴿اَنِّیْ لَآ اُضِيْعُ عَمَلَ عَامِلٍ مِّنْكُمْ مِّنْ ذَكَرٍ اَوْ اُنْثٰى﴾ (سورهٔ آل عمران: ۱۹۵) ...... ''میں کسی عمل کرنے والے کا عمل ضائع نہیں کرتا، وہ مرد ہو یا عورت۔'' ﴿فَمَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا يَّرَهٗ﴾ (سورهٔ زلزله: ۷) ...... ''جو ذرہ برابر نیک عمل کرے گا، وہ اسے دیکھ لے گا۔'' نیک اعمال کی حفاظت اور ضائع نہ ہو جانے کے بارے میں یہ عام آیات ہیں، کسی قرینہ کے بغیر ان کی تخصیص نہیں کی جا سکتی، سو معلوم ہوا کہ جب مرتد دوبارہ اسلام قبول کر لیتا ہے تو اس کا سابقہ حج و عمرہ محفوظ ہو جاتے ہیں۔

(۱۲۲)۔ عَنْ عَمْرِو بْنِ عَبَسَةَ ؓ قَالَ: جَاءَ رَجُلٌ اِلَى النَّبِيِّ ﷺ شَيْخٌ كَبِيْرٌ يَدَّعِمُ عَلٰى عَصًا لَهُ، فَقَالَ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! اِنَّ لِي غَدَرَاتٍ وَ فَجَرَاتٍ فَهَلْ يُغْفَرُ لِي؟ قَالَ:

سیدنا عمرو بن عبسہ ؓ سے مروی ہے کہ ایک بوڑھا آدمی لاٹھی کے سہارے نبی کریم ﷺ کے پاس آیا اور اس نے کہا: اے اللہ کے رسول! بیشک میں نے دھوکے، خیانتیں اور برائیاں کی تھیں، کیا پھر بھی مجھے بخش دیا جائے گا؟ آپ ﷺ نے فرمایا:

(۱۲۲) تخريج: حديث صحيح بشواهده۔ أخرجه الطبرانی (انظر: ۱۹۴۳۲)

((أَلَسْتَ تَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللّٰهُ؟)) قَالَ: بَلٰى! وَ أَشْهَدُ أَنَّكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ، قَالَ: ((قَدْ غُفِرَ لَكَ غَدَرَاتُكَ وَفَجَرَاتُكَ۔)) (مسند أحمد: ١٩٦٥٢)

''کیا تو یہ شہادت نہیں دے رہا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہی معبودِ برحق ہے؟'' اس نے کہا: کیوں نہیں، بلکہ میں تو یہ گواہی بھی دیتا ہوں کہ آپ اللہ کے رسول ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''تیرے دھوکوں، خیانتوں اور برائیوں کو بخش دیا گیا ہے۔''

معلوم: ......قبولیتِ اسلام کی وجہ سے سابقہ گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں۔

بَابٌ فِيْ حُكْمِ الْإِقْرَارِ بِالشَّهَادَتَيْنِ وَ أَنَّهُمَا تَعْصِمَانِ قَائِلَهُمَا مِنَ الْقَتْلِ وَ بِهِمَا يَكُوْنُ مُسْلِمًا وَ يَدْخُلُ الْجَنَّةَ

دونوں شہادتوں کا اقرار کرنے والے کا حکم اور اس امر کا بیان کہ یہ دونوں آدمی کو قتل سے بچاتی ہیں اور ان کے ذریعے ہی بندہ مسلمان ہوتا ہے اور جنت میں داخل ہوتا ہے

اهم تنبیه: ......اس اعتبار سے یہ انتہائی ضروری مسئلہ ہے کہ کسی کو مسلمان سمجھنے کے لیے کون سے امور کا ہونا ضروری ہے، اس کے لیے اس بات کی ضرورت ہے کہ اس باب کی تمام روایات کو مدنظر رکھ کر فیصلہ کیا جائے، مثلا وہ کون سا مقام ہے، جہاں صرف ''لَا اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰـهُ'' کا اظہار ضروری ہے، وہ کون سا مقام ہے جہاں اس کے ساتھ ساتھ آپ ﷺ کی رسالت کی شہادت بھی ضروری ہے، وہ کون سا مقام ہے جہاں نماز اور زکوۃ کی ادائیگی کو اسلام کی علامت سمجھا جائے گا، وہ کون سا مقام ہے، جہاں خلیفہ کو نماز اور زکوۃ کی عدم ادائیگی کے باوجود کسی کا اسلام قبول کرنے کی اجازت ہوگی، وہ کون سا مقام ہے، جہاں ان تین نشانیوں کے باوجود کسی چیز کے انکار سے کفر مستلزم آئے گا، تو گزارش یہ ہے کہ جب تک اس سلسلے کی تمام نصوص کو سامنے نہیں رکھا جائے گا، اس وقت تک حکمت، دانائی اور میانہ روی سے فیصلہ کرنا مشکل ہوگا۔ اس سلسلے میں ہمارے ہاں اعتدال اور سنجیدگی نہیں پائی جاتی، جب کلمۂ شہادت کا اقرار کرنے والے کو نماز، زکوۃ اور دوسرے امورِ اسلام کی دعوت دی جاتی ہے تو وہ اپنی غلطی پر نادم ہونے کی بجائے جھٹ سے بولتا ہے کہ کلمہ پڑھنے والا جنت میں جائے گا، اسی طرح اگر صوم و صلاۃ کے پابند کسی شخص کو اسلام کے دوسرے فرائض اور محارم پر سرزنش کی جائے تو وہ بھی آگے سے یوں بولتا ہے، جیسے جنت سے داخل ہونے کا ٹکٹ اس کے ہاتھ میں ہے، دراصل یہ لوگ معرفتِ الٰہی اور روحِ اسلام سے دور ہیں۔

(١٢٣)۔عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ ؓ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((أُمِرْتُ أَنْ أُقَاتِلَ النَّاسَ حَتّٰى يَقُوْلُوْا لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ، فَإِذَا قَالُوْهَا عَصَمُوْا دِمَائَهُمْ وَ أَمْوَالَهُمْ إِلَّا بِحَقِّهَا وَ حِسَابُهُمْ عَلَى اللّٰهِ

سیدنا ابو ہریرہ ؓ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''مجھے یہ حکم دیا گیا ہے کہ جب تک لوگ ''لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ'' کا اقرار نہیں کریں، میں ان سے لڑتا رہوں، جب وہ یہ کلمہ کہہ لیں گے تو اپنے خون اور مال بچا لیں گے، مگر ان کے حق کے ساتھ،

(١٢٣) تخريج: أخرجه البخاري: ٦٩٢٤، ٦٩٢٥، ٧٢٨٥، ومسلم: ٢٠ (انظر: ٦٧)

تَعَالٰی۔)) قَالَ: فَلَمَّا كَانَتِ الرِّدَّةُ، قَالَ عُمَرُ لِأَبِیْ بَكْرٍ رضی اللہ عنہ: تُقَاتِلُهُمْ وَ قَدْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ كَذَا وَ كَذَا، قَالَ: فَقَالَ أَبُوْ بَكْرٍ رضی اللہ عنہ: نُقَاتِلُهُمْ وَ اللّٰهِ، لَا أُفَرِّقُ بَيْنَ الصَّلَاةِ وَ الزَّكَاةِ وَ لَأُقَاتِلَنَّ مَنْ فَرَّقَ بَيْنَهُمَا، قَالَ: فَقَاتَلْنَا مَعَهُ فَرَأَيْنَا ذَالِكَ رَشَدًا۔ (مسند أحمد: ٦٧)

اور ان کا حساب اللہ تعالیٰ پر ہوگا۔'' جب سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ کے زمانے میں زکاۃ کے انکار کا سلسلہ شروع ہوا اور (سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ نے ایسے لوگوں سے لڑنا چاہا تو) سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے ان سے کہا: آپ ان لوگوں سے کیسے قتال کریں گے، جب کہ میں نے تو رسول اللہ ﷺ کو اس طرح ارشاد فرماتے ہوئے سنا تھا (کہ ''لَا اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰـهُ'' کے بعد مال اور خون محفوظ ہو جاتے ہیں)، لیکن سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ نے کہا: اللہ کی قسم! ہم ایسے لوگوں سے لڑیں گے، میں نماز اور زکوۃ میں کوئی فرق نہیں کرتا اور میں اس سے لڑوں گا جو ان کے درمیان فرق کرے گا۔ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: پھر ہم نے سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ کے ساتھ مل کر ایسے لوگوں سے قتال کیا اور ہمیں یہ سمجھ آ گئی تھی کہ یہی معاملہ ہدایت والا ہے۔

فوائد: ......سیدنا ابوبکر صدیق کے دورِ خلافت میں دو قسم کے مرتدین پیدا ہو گئے تھے، ایک وہ جو اسلام سے مرتد ہو گئے اور آپ ﷺ کی نبوت کا ہی انکار کر دیا، جیسے مسیلمہ اور اسود عنسی اور ان کے پیروکار، خلیفۂ اول نے ان سے جہاد کیا، یہ دونوں قتل ہو گئے اور ان کا شیرازہ بکھر گیا، دوسرے وہ جنھوں نے نماز اور زکاۃ میں فرق کیا اور زکاۃ کی فرضیت کا انکار کر دیا، سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ نے ان سے بھی قتال کیا، شروع میں سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے اس پر موافقت نہیں کی تھی، لیکن بعد میں وہ قائل ہو گئے تھے۔

(١٢٤)۔ وَ عَنْهُ فِی أُخْرَى قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((أُمِرْتُ أَنْ أُقَاتِلَ النَّاسَ حَتّٰى يَقُوْلُوا لَا اِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَسُوْلُ اللّٰهِ وَ يُقِيْمُوا الصَّلَاةَ وَ يُؤْتُوا الزَّكَاةَ ثُمَّ قَدْ حَرُمَ عَلَيَّ دِمَائُهُمْ وَ أَمْوَالُهُمْ وَ حِسَابُهُمْ عَلَى اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ۔)) (مسند أحمد: ١٠٨٣٤)

(دوسری روایت) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''مجھے یہ حکم دیا گیا ہے کہ میں اس وقت تک لوگوں سے قتال کرتا رہوں، جب تک ایسا نہ ہو جائے کہ وہ ''لَا اِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَسُوْلُ اللّٰهِ'' کہیں، نماز قائم کریں اور زکوۃ ادا کریں، اس طرح سے ان کے خون اور مال مجھ پر حرام ہو جائیں گے اور ان کا حساب اللہ تعالیٰ پر ہوگا۔''

فوائد: ......کسی کے مسلمان ہونے کی ظاہری تین نشانیاں ہیں:

(۱) اللہ تعالیٰ کی توحید اور محمد ﷺ کی رسالت کی شہادت دینا (۲) نماز قائم کرنا اور (۳) زکوۃ ادا کرنا

(١٢٤) تخريج: أخرجه مسلم: ٢١ (انظر: ١٠٨٢٢)

اگر نماز اور زکوۃ کی ادائیگی کا وقت نہ ہو تو کسی کے مسلمان ہونے کے لیے شہادتین کا اظہار کافی ہوگا، جیسا کہ حدیث نمبر (۱۲۶) سے ثابت ہو رہا ہے۔ جو آدمی، مسلمانوں کے حکمران سے اپنی جان اور مال کو محفوظ کرنا چاہے گا، اس کے لیے ضروری ہوگا کہ ان تین ارکان کو اپنا لے، پھر اس کا معاملہ اللہ تعالیٰ کے سپرد کر دیا جائے گا اور ہمیں یہ تحقیق کرنے کی ضرورت نہیں ہوگی کہ آیا یہ واقعی باطن سے مسلمان ہو چکا ہے یا اس کا معاملہ صرف بظاہر ہے۔ لیکن افسوس اس بات پر ہے کہ حکمرانوں سمیت مسلمانوں کی کثیر تعداد نماز اور زکوۃ جیسے فریضوں سے غافل ہے اور اکثر کی توحید کا معاملہ بھی مشتبہ ہے۔ العیاذ باللّٰہ۔

ہم یہاں یہ فقہی بحث نہیں کر رہے کہ یہ تین ارکان کون کون سے امور کو مستلزم ہیں اور مزید وہ کون کون سے اسلام کے اجزاء اور شقیں ہیں، جن کے انکار سے کفر لازم آتا ہے۔

(۱۲۵)۔ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ ؓ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((أُمِرْتُ أَنْ أُقَاتِلَ النَّاسَ حَتّٰى يَشْهَدُوْا أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَ أَنَّ مُحَمَّدًا رَسُوْلُ اللّٰهِ، فَإِذَا شَهِدُوْا وَاسْتَقْبَلُوْا قِبْلَتَنَا وَ أَكَلُوْا ذَبِيْحَتَنَا وَ صَلَّوْا صَلَاتَنَا فَقَدْ حَرُمَتْ عَلَيْنَا دِمَاؤُهُمْ وَ أَمْوَالُهُمْ إِلَّا بِحَقِّهَا، لَهُمْ مَا لِلْمُسْلِمِيْنَ وَ عَلَيْهِمْ مَا عَلَيْهِمْ۔)) (مسند أحمد: ۱۳۳۸۱)

سیدنا انس بن مالک ؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''مجھے اس وقت تک لوگوں سے لڑنے کا حکم دیا گیا ہے، جب تک وہ یہ اقرار نہ کر لیں کہ اللہ تعالیٰ ہی معبودِ برحق ہے اور محمد ﷺ اس کے رسول ہیں، جب وہ یہ گواہی دیں گے اور ہمارے قبلے کی طرف رخ کریں گے اور ہمارا ذبیحہ کھائیں گے اور ہمارے والی نماز پڑھیں گے تو ان کے خون اور مال ہم پر حرام ہو جائیں گے، مگر ان کے حق کے ساتھ اور ان کو وہی حقوق ہوں گے، جو دوسرے مسلمانوں کے ہیں اور ان پر وہی ذمہ داریاں ہوں گی، جو دوسرے مسلمانوں پر ہیں۔''

فوائد: ......اس حدیث میں مزید دو علامتوں کا ذکر ہے، جو سابقہ تین نشانیوں کا ہی لازمی نتیجہ ہیں، یہ کوئی نئی چیزیں نہیں ہیں۔

(۱۲۶)۔ حَدَّثَنَا عَبْدُاللّٰهِ حَدَّثَنِيْ أَبِيْ ثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ قَالَ: ثَنَا شُعْبَةُ عَنِ النُّعْمَانِ قَالَ: سَمِعْتُ أُوَيْسًا (يَعْنِي بْنَ أَبِي أُوَيْسٍ الثَّقَفِيَّ ؓ) يَقُوْلُ: أَتَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ فِي وَفْدِ ثَقِيْفٍ فَكُنَّا فِي قُبَّةٍ فَقَامَ مَنْ

سیدنا اویس بن ابو اویس ثقفی ؓ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: میں ثقیف کے وفد میں رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا، ہم ایک قبّہ میں تھے، ہوا یوں کہ میرے اور رسول اللہ ﷺ کے علاوہ سارے لوگ چلے گئے، اتنے میں ایک آدمی آیا اور اس نے رسول اللہ ﷺ سے کوئی سرگوشی کی، آپ ﷺ نے فرمایا:

(۱۲۵) تخريج: أخرجه البخاري: ۳۹۲ (انظر: ۱۳۳۴۸)

(۱۲۶) تخريج: حديث صحيح۔ أخرجه النسائي: ۷/ ۸۰، وابن ماجه: ۳۹۲۹ (انظر: ۱۶۲۶۰)

كَانَ فِيهَا غَيْرِي وَ غَيْرَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ، فَجَاءَ رَجُلٌ فَسَارَّهُ فَقَالَ: اذْهَبْ فَاقْتُلْهُ، (وَفِيْ رِوَايَةٍ: فَلَمَّا وَلَّى الرَّجُلُ دَعَاهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ) ثُمَّ قَالَ: ((أَلَيْسَ يَشْهَدُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ۔)) قَالَ: بَلٰى! وَلٰكِنَّهُ يَقُوْلُهَا تَعَوُّذًا، فَقَالَ: ((رُدُّوْهُ۔)) (وَفِي رِوَايَةٍ: اذْهَبُوْا فَخَلُّوْا سَبِيْلَهُ) ثُمَّ قَالَ: ((أُمِرْتُ أَنْ أُقَاتِلَ النَّاسَ حَتّٰى يَقُوْلُوا لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ، فَإِذَا قَالُوْهَا حَرُمَتْ عَلَيَّ دِمَائُهُمْ وَ أَمْوَالُهُمْ إِلَّا بِحَقِّهَا، فَقُلْتُ لِشُعْبَةَ: أَلَيْسَ فِي الْحَدِيْثِ ثُمَّ قَالَ: أَلَيْسَ يَشْهَدُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَ أَنِّي رَسُوْلُ اللّٰهِ؟ قَالَ شُعْبَةُ: أَظُنُّهَا مَعَهَا وَلَا أَدْرِيْ۔ (مسند أحمد: ١٦٢٦٠)

''تو پھر جاؤ اور اس کو قتل کر دو۔'' ایک روایت میں ہے: جب وہ بندہ جانے لگا تو رسول اللہ ﷺ نے اسے بلایا اور پوچھا: ''کیا وہ ''لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ'' کی گواہی دیتا ہے؟'' اس نے کہا: جی ہاں، لیکن وہ یہ کلمہ تو محض بچنے کے لیے کہتا ہے، آپ ﷺ نے فرمایا: ''اس کو چھوڑ دو۔'' ایک روایت میں ہے: ''جاؤ اور اس کو جانے دو۔'' پھر آپ ﷺ نے فرمایا: ''مجھے اس وقت تک لوگوں سے قتال کرنے کا حکم دیا گیا ہے، جب تک وہ ''لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ'' نہیں کہہ دیتے، جب وہ یہ کلمہ کہہ دیتے ہیں تو ان کے خون اور مال مجھ پر حرام ہو جاتے ہیں، مگر ان کے حق کے ساتھ۔'' میں (محمد بن جعفر) نے امام شعبہ سے کہا: کیا حدیث کے الفاظ اس طرح نہیں تھے کہ آپ ﷺ نے پوچھا کہ ''کیا وہ ''لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَ أَنِّي رَسُوْلُ اللّٰهِ'' کی گواہی دیتا ہے۔'' انھوں نے کہا: میرا خیال ہے کہ یہ الفاظ بھی تھے، لیکن اب مجھے یاد نہیں ہے۔

(١٢٧)۔عَنْ أَبِيْ مَالِكٍ الْأَشْجَعِيِّ عَنْ أَبِيْهِ (طَارِقِ بْنِ أَشْيَمَ ؓ) أَنَّهُ سَمِعَ النَّبِيَّ ﷺ وَهُوَ يَقُوْلُ لِقَوْمٍ: ((مَنْ وَحَّدَ اللّٰهَ وَ كَفَرَ بِمَا يُعْبَدُ مِنْ دُوْنِهِ حَرَّمَ اللّٰهُ مَالَهُ وَدَمَهُ وَ حِسَابُهُ عَلَى اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ۔)) (مسند أحمد: ٢٧٧٥٥)

سیدنا طارق بن اشیم ؓ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے لوگوں کے بارے میں فرمایا: ''جو آدمی اللہ تعالیٰ کو یکتا و یگانہ قرار دے گا اور اللہ تعالیٰ کے علاوہ جن کی پوجاپاٹ کی جاتی ہے، ان سب کا انکار کر دے گا، تو اللہ تعالیٰ اس کے مال اور خون کو حرام قرار دے گا اور اس کا حساب اللہ تعالیٰ پر ہوگا۔''

فوائد: ...... اللہ تعالیٰ کی توحید کا پہلا تقاضا یہ ہے کہ معبودانِ باطلہ سے اعراض کر کے شرک کے تمام تقاضوں کو چھوڑ دیا جائے۔

(١٢٨)۔عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ ؓ قَالَ: إِنَّ اللّٰهَ

سیدنا عبد اللہ بن مسعود ؓ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: بیشک

---

(١٢٧) تخريج: أخرجه مسلم: ٢٣ (انظر: ٢٧٢١٣)

(١٢٨) تخريج: اسناده ضعيف لانقطاعه، ابو عبيدة بن عبد الله بن مسعود لم يسمع من ابيه۔ أخرجه الطبراني في "الكبير": ١٠٢٩٥ (انظر: ٣٩٥١)

عَزَّوَجَلَّ اِبْتَعَثَ نَبِيَّهُ لِاِدْخَالِ رَجُلٍ اِلَى الْجَنَّةِ فَدَخَلَ الْكَنِيْسَةَ فَإِذَا هُوَ بِيَهُوْدَ وَإِذَا يَهُوْدِيٌّ يَقْرَأُ عَلَيْهِمُ التَّوْرَاةَ، فَلَمَّا أَتَوْا عَلٰى صِفَةِ النَّبِيِّ ﷺ أَمْسَكُوْا، وَفِيْ نَاحِيَتِهَا رَجُلٌ مَرِيْضٌ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((مَا لَكُمْ أَمْسَكْتُمْ؟)) قَالَ الْمَرِيْضُ: اِنَّهُمْ أَتَوْا عَلٰى صِفَةِ نَبِيٍّ فَأَمْسَكُوْا، ثُمَّ جَاءَ الْمَرِيْضُ يَحْبُوْ حَتّٰى أَخَذَ التَّوْرَاةَ فَقَرَأَ حَتّٰى أَتٰى عَلٰى صِفَةِ النَّبِيِّ ﷺ وَ أُمَّتِهِ فَقَالَ: هٰذِهٖ صِفَتُكَ وَ صِفَةُ أُمَّتِكَ أَشْهَدُ أَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَ أَنَّكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ، ثُمَّ مَاتَ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ لِأَصْحَابِهٖ: ((لُوْا أَخَاكُمْ۔)) (مسند أحمد: ٣٩٥١)

اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کو ایک بندے کو جنت میں داخل کرنے کے لیے بھی بھیجا ہے، بات یہ ہے کہ وہ (نبی) گرجا گھر میں داخل ہوا، وہاں یہودی لوگ بیٹھے ہوئے تھے اور ایک یہودی ان پر تورات پڑھ رہا تھا، جب وہ نبی کریم ﷺ کی صفات تک پہنچے تو رک گئے، کونے میں ایک بیمار آدمی بیٹھا ہوا تھا، نبی کریم ﷺ نے ان سے کہا: ''تم کیوں رک گئے ہو؟'' اس مریض آدمی نے کہا: آگے ایک نبی کا ذکر ہے، اس لیے یہ رک گئے ہیں، پھر وہ مریض گھسٹتا ہوا آگے کو بڑھا، یہاں تک تورات پکڑ لی اور اس کو پڑھنا شروع کر دیا، یہاں تک نبی کریم ﷺ اور آپ کی امت کی صفات بھی پڑھ دیں اور پھر اس نے کہا: اے اللہ کے رسول! یہ آپ کی اور آپ کی امت کی صفات ہیں، میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ ہی معبودِ برحق ہے اور آپ اس کے رسول ہیں، پھر وہ آدمی فوت ہو گیا، نبی کریم ﷺ نے اپنے صحابہ سے فرمایا: ''اپنے بھائی کو سنبھالو (اور اس کی تجہیز و تکفین کا انتظام و انصرام کرو)۔''

فوائد: ...... یہ روایت تو ضعیف ہے، لیکن اگر کسی غیر مسلم کا اس قسم کا واقعہ پیش آئے تو اسے مسلمان ہی سمجھا جائے گا، بلکہ یہ حسن ظن بھی رکھا جائے گا کہ اس کے سابقہ تمام گناہ معاف کیے جا چکے ہیں، کیونکہ قبولیتِ اسلام سے پہلے والے گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔

(١٢٩)۔ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عَدِيِّ بْنِ الْخِيَارِ أَنَّ رَجُلًا مِنَ الْأَنْصَارِ حَدَّثَهُ أَنَّهُ أَتٰى رَسُوْلَ اللّٰهِ وَهُوَ فِيْ مَجْلِسٍ فَسَارَّهُ يَسْتَأْذِنُهُ فِيْ قَتْلِ رَجُلٍ مِنَ الْمُنَافِقِيْنَ، فَجَهَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ: ((أَلَيْسَ يَشْهَدُ أَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ؟)) قَالَ الْأَنْصَارِيُّ: بَلٰى يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ

عبید اللہ بن عدی بن خیار کہتے ہیں کہ ایک انصاری آدمی نے اس کو بیان کیا کہ وہ رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا، جبکہ آپ ﷺ ایک مجلس میں تھے، پس اس نے آپ ﷺ سے کوئی سرگوشی کی، دراصل وہ ایک آدمی کو قتل کرنے کی اجازت لے رہا تھا، رسول اللہ ﷺ نے بآواز بلند فرمایا: ''کیا وہ یہ گواہی نہیں دیتا کہ اللہ تعالیٰ ہی معبودِ برحق ہے؟'' اس انصاری

(١٢٩) تخريج: اسناده صحيح ـ أخرجه مرسلا مالك في "المؤطا": ١/ ١٧١، والبيهقي: ٨/ ١٩٦، والشافعي في "المسند": ١/ ١٣، وعبد الرزاق: ١٨٦٨٨، وابن حبان: ٥٩٧١ (انظر: ٢٣٦٧٠)

وَلَا شَهَادَةَ لَهُ، قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((أَلَيْسَ يَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ؟)) قَالَ: بَلٰى يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! قَالَ: ((أَلَيْسَ يُصَلِّيْ۔)) قَالَ: بَلٰى يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَلَا صَلَاةَ لَهُ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((أُولٰئِكَ الَّذِيْنَ نَهَانِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ۔)) (مسند أحمد: ٢٤٠٧٠)

نے کہا: کیوں نہیں، اے اللہ کے رسول! لیکن اس کی کوئی شہادت نہیں ہے، لیکن رسول اللہ ﷺ نے پھر فرمایا: ''کیا وہ یہ گواہی نہیں دیتا کہ محمد ﷺ، اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں؟'' اس نے کہا: کیوں نہیں، اے اللہ کے رسول!، پھر آپ ﷺ نے فرمایا: ''کیا وہ نماز نہیں پڑھتا؟'' اس نے کہا: کیوں نہیں، اے اللہ کے رسول! لیکن اس کی کوئی نماز نہیں ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''لیکن اللہ تعالیٰ نے مجھے ایسے لوگوں (کو قتل کرنے) سے منع کر دیا ہے۔''

فوائد: ...... کسی کے نفاق کو معلوم کرنے کا ذریعہ وحیٔ الٰہی ہے، نبی کریم ﷺ کی وفات سے یہ ذریعہ ختم ہو چکا ہے، آپ ﷺ کے بعد صرف دو چیزیں باقی رہ گئی ہے، ظاہری اسلام اور ظاہری کفر، باطن کے معاملات اللہ تعالیٰ کے سپرد کر دیئے جائیں گے، البتہ آپ ﷺ نے بعض مصلحتوں کی بنا پر منافقوں کو برداشت کیا تھا۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جب لوگ تین سے زیادہ ہوں تو ان میں سے کوئی دو علیحدہ سے سرگوشی کر سکتے ہیں، البتہ جب تین افراد ہوں تو ان میں سے دو افراد کو الگ سے مشورہ نہیں کرنا چاہیے، کیونکہ آپ ﷺ نے اس سے منع فرمایا ہے۔

(١٣٠)۔(وَعَنْهُ أَيْضًا)۔عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَدِيٍّ الْأَنْصَارِيِّ رضی اللہ عنہ حَدَّثَهُ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ بَيْنَمَا هُوَ جَالِسٌ إِذْ جَاءَهُ رَجُلٌ يَعْنِيْ يَسْتَأْذِنُهُ أَيْ يُسَارُّهُ فَذَكَرَ مَعْنَاهُ۔ (مسند أحمد: ٢٤٠٧١)

(دوسری روایت) اس عبیداللہ بن عدی بن خیار یہ بھی مروی ہے کہ عبداللہ بن عدی انصاری نے اسے بیان کیا کہ ایک دفعہ رسول اللہ ﷺ بیٹھے ہوئے تھے کہ ایک آدمی نے آپ ﷺ سے اجازت طلب کی، یعنی آپ ﷺ سے سرگوشی کی، باقی روایت مذکورہ بالا کی طرح ہی ہے۔

(١٣١)۔عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رضی اللہ عنہ أَنَّ عِتْبَانَ اشْتَكٰى عَيْنُهُ فَبَعَثَ إِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَذَكَرَ لَهُ مَا أَصَابَهُ، قَالَ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! تَعَالَ صَلِّ فِيْ بَيْتِيْ حَتّٰى أَتَّخِذَهُ مُصَلًّى، قَالَ: فَجَاءَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَمَنْ شَاءَ اللّٰهُ مِنْ أَصْحَابِهِ فَقَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يُصَلِّيْ وَ

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ سیدنا عتبان رضی اللہ عنہ کی آنکھ میں تکلیف ہوگئی، انھوں نے رسول اللہ ﷺ کی طرف لاحق ہونے والی تکلیف کا پیغام بھیجا اور کہا: اے اللہ کے رسول! آپ تشریف لائیں، میرے گھر میں ایک مقام پر نماز پڑھیں، تاکہ میں اس کو جائے نماز بنا سکوں، رسول اللہ ﷺ اور اللہ تعالیٰ کی مشیت کے مطابق چند صحابہ تشریف لائے، آپ ﷺ

---

(١٣٠) تخريج: انظر الحديث السابق

(١٣١) تخريج: اسناده صحيح على شرط مسلم (انظر: ١٢٣٨٤)

أَصْحَابُهُ يَتَحَدَّثُوْنَ بَيْنَهُمْ فَجَعَلُوْا يَذْكُرُوْنَ مَا يَلْقَوْنَ مِنَ الْمُنَافِقِيْنَ فَأَسْنَدُوْا عُظْمَ ذٰلِكَ إِلٰى مَالِكِ بْنِ دُخَيْشِمٍ، فَانْصَرَفَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَقَالَ: ((أَلَيْسَ يَشْهَدُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَ أَنِّيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ؟)) فَقَالَ قَائِلٌ: بَلٰى وَمَا هُوَ فِيْ قَلْبِهِ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَنْ شَهِدَ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَ أَنِّيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ فَلَنْ تَطْعَمَهُ النَّارُ، أَوْ قَالَ: لَنْ يَدْخُلَ النَّارَ۔)) (مسند أحمد: ١٢٤١١)

نماز کے لیے کھڑے ہو گئے اور صحابہ گفتگو میں مصروف ہو گئے، پھر وہ منافقوں کی طرف سے ہونے والی تکالیف کا ذکر کرنے لگے اور اس کا بڑا سبب مالک بن دخیشم کو قرار دیا، اتنے میں رسول اللہ ﷺ فارغ ہوئے اور فرمایا: ''کیا وہ یہ گواہی نہیں دیتا کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبودِ برحق نہیں ہے اور میں اللہ کا رسول ہوں؟'' ایک آدمی نے جواب دیا: جی کیوں نہیں، وہ یہ گواہی تو دیتا ہے، لیکن اس کے دل میں اس کے مطابق عقیدہ نہیں ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس بندے نے یہ شہادت دی کہ اللہ تعالیٰ ہی معبودِ برحق ہے اور میں اس کا رسول ہوں، تو ہرگز آگ اس کو نہیں کھائے گی یا (فرمایا) وہ ہرگز آگ میں داخل نہیں ہوگا۔''

(١٣٢)۔عَنِ الْمِقْدَادِ بْنِ الْأَسْوَدِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّهُ قَالَ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! أَرَأَيْتَ إِنْ لَقِيْتُ رَجُلًا مِنَ الْكُفَّارِ فَقَاتَلَنِيْ فَاخْتَلَفْنَا ضَرْبَتَيْنِ فَضَرَبَ إِحْدٰى يَدَيَّ بِالسَّيْفِ فَقَطَعَهَا ثُمَّ لَاذَ مِنِّيْ بِشَجَرَةٍ فَقَالَ: أَسْلَمْتُ لِلّٰهِ، أُقَاتِلُهُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ؟ (وَفِيْ رِوَايَةٍ: أَقْتُلُهُ أَمْ أَدَعُهُ بَعْدَ أَنْ قَالَهَا) فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَا تَقْتُلْهُ فَإِنْ قَتَلْتَهُ فَإِنَّهُ بِمَنْزِلَتِكَ قَبْلَ أَنْ تَقْتُلَهُ وَ أَنْتَ بِمَنْزِلَتِهِ قَبْلَ أَنْ يَقُوْلَ كَلِمَتَهُ الَّتِيْ قَالَ۔)) (مسند أحمد: ٢٤٣٣٢)

سیدنا مقداد بن اسود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں: اے اللہ کے رسول! اس بارے میں آپ کا کیا خیال ہے کہ ایک کافر آدمی سے میرا ٹاکرا ہو جائے، وہ مجھ سے لڑ پڑے، ہم دونوں ایک دوسرے کو ایک ایک ضرب لگائیں، لیکن وہ میرے ہاتھ کو تلوار سے ایسی ضرب لگائے کہ اس کو کاٹ دے اور پھر مجھ سے پناہ طلب کرنے کے لیے ایک درخت کی اوٹ میں جا کر یہ کہنے لگ جائے: میں اللہ کے لیے مسلمان ہو گیا ہوں، اے اللہ کے رسول! اب کیا میں اس سے لڑائی کروں؟ ایک روایت میں ہے: یہ بات کہنے کے بعد کیا میں اس کو قتل کر دوں یا چھوڑ دوں۔رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تو اس کو قتل نہ کر، اگر تو نے اس کو قتل کر دیا تو اِس قتل سے پہلے اسلام والی جو تیری حالت تھی، وہ اس میں آ جائے گا اور اِس قبولیتِ اسلام والی بات سے پہلے جو اُس کی حالت تھی، تو اُس میں چلا جائے گا۔''

فوائد: ......سبحان اللہ، یہ کلمۂ شہادت کا تقدس ہے کہ جو کافر تلوار کے سائے میں آ کر اس کا اقرار کر لے، اس کا

---

(١٣٢) تخريج: أخرجه البخاري: ٤٠١٩، ومسلم: ٩٥ (انظر: ٢٣٨٣)

جان و مال محفوظ بھی ہو جائے گا، اس حدیث کے آخر میں جو وعید سنائی گئی ہے، اس کا تعلق مسلمان کے قتل سے ہے۔

بَابٌ فِي الْإِيمَانِ بِالنَّبِيِّ ﷺ وَ فَضْلَ مَنْ آمَنَ بِهِ وَلَمْ يَرَهُ

نبی کریم ﷺ پر ایمان لانے اور آپ کو دیکھے بغیر آپ پر ایمان لانے والے کی فضیلت کا بیان

(١٣٣)۔عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((وَالَّذِيْ نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهِ! لَا يَسْمَعُ بِيْ أَحَدٌ مِنْ هٰذِهِ الْأُمَّةِ يَهُوْدِيٌّ وَلَا نَصْرَانِيٌّ وَمَاتَ وَلَمْ يُؤْمِنْ بِالَّذِي أُرْسِلْتُ بِهِ إِلَّا كَانَ مِنْ أَصْحَابِ النَّارِ۔)) (مسند أحمد: ٨١٨٨)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! اس امت کا جو یہودی اور عیسائی میرے بارے میں سنے گا اور پھر اس چیز پر ایمان نہیں لائے گا، جس کے ساتھ مجھے مبعوث کیا گیا ہے، تو وہ جہنمیوں میں سے ہوگا۔''

فوائد: ...... چونکہ یہودی اور عیسائی اہل کتاب تھے اور وہ محمد ﷺ کی بعثت سے پہلے ہی آپ ﷺ کی معرفت رکھتے تھے، لیکن اس کے باوجود ان کا آپ ﷺ پر ایمان نہ لانا، یہ بڑا جرم ہے، اس وجہ سے حدیثِ مبارکہ میں یہودیوں اور عیسائیوں کا بطورِ خاص ذکر کیا گیا ہے، وگرنہ جو غیر مسلم بھی آپ ﷺ پر ایمان نہیں لائے گا، وہ آخرت میں ناکام و نامراد ہوگا۔

(١٣٤)۔عَنْ أَبِي مُوْسَى الْأَشْعَرِيِّ رضی اللہ عنہ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ نَحْوُهُ وَ فِيْهِ ((لَمْ يَدْخُلِ الْجَنَّةَ)) بَدْلَ قَوْلِهِ ((إِلَّا كَانَ مِنْ أَصْحَابِ النَّارِ۔)) (مسند أحمد: ١٩٧٦٥)

سیدنا ابو موسی اشعری رضی اللہ عنہ نے بھی نبی کریم ﷺ سے اسی قسم کی حدیث بیان کی ہے، البتہ اس میں ''وہ جہنمیوں میں سے ہو گا'' کی بجائے یہ الفاظ ہیں: ''وہ جنت میں داخل نہیں ہوگا۔''

(١٣٥)۔عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَوْ آمَنَ بِيْ عَشَرَةٌ مِنْ أَحْبَارِ الْيَهُوْدِ لَآمَنَ بِيْ كُلُّ يَهُوْدِيٍّ عَلٰى وَجْهِ الْأَرْضِ۔)) قَالَ كَعْبٌ: اِثْنَا عَشَرَ مِصْدَاقُهُمْ فِي سُوْرَةِ الْمَائِدَةِ۔ (مسند أحمد: ٩٣٧٧)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''اگر یہودیوں کے دس علماء مجھ پر ایمان لے آئیں تو روئے زمین پر موجود ہر یہودی مجھ پر ایمان لے آئے گا۔'' سیدنا کعب رضی اللہ عنہ نے کہا: بارہ کا مصداق سورۂ مائدہ میں ہے۔

---

(١٣٣) تخريج: أخرجه مسلم: ١٥٣ (انظر: ٨٢٠٣)

(١٣٤) تخريج: صحيح لغيره ۔ أخرجه الطيالسي: ٥٠٩، والنسائي في "الكبرى": ١١٢٤١، وابن حبان: ٤٨٨٠ (انظر: ١٩٥٣٦)

(١٣٥)تخريج:أخرجه البخاري: ٣٩٤١، ومسلم: ٢٧٩٣ (انظر: ٩٣٨٨)

کی گواہی معتبر ہوتی تھی، اس لیے اگر اتنے یہودی آپ ﷺ کے دین کی حقانیت پر شہادت دے دیں، تو وہ آپ ﷺ پر اعتماد کرنے لگ جائیں گے۔

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے کہا: ابو سعید نے "شرف المصطفی" میں اس حدیث کو روایت کیا اور آخر میں یہ زیادتی بھی نقل کی: کعب نے کہا: وہی (دس یہودی) مراد ہیں، جن کا اللہ تعالیٰ نے سورۂ مائدہ میں نام لیا۔ اس قول کے مطابق تو دس مخصوص یہودی مراد لیے جائیں گے، وگرنہ آپ ﷺ پر ایمان لانے والے یہودیوں کی تعداد دس سے زیادہ تھی۔ یہ مفہوم بھی بیان کیا گیا ہے کہ جب آپ ﷺ مدینہ منورہ تشریف لائے تو اس وقت آپ ﷺ نے اپنے ماضی کے دور کو سامنے رکھ کر فرمایا کہ اگر ماضی میں دس یہودی مسلمان ہو چکے ہوتے تو سارے کے سارے یہودی مشرف باسلام ہو جاتے۔ لیکن جو بات ظاہر (اور راجح) معلوم ہو رہی ہے کہ ان دس یہودیوں سے مراد دس رؤسائے یہود ہیں، مثلا بنونضیر میں ابو یاسر بن اخطب، حیی بن اخطب، کعب بن اشرف اور رافع بن ابو حقیق، بنو قینقاع میں عبد اللہ بن حنیف، فنحاص اور رفاعہ بن زید اور بنو قریظہ میں زبیر بن باطیا، کعب بن اسد اور شمویل بن زید سردار قسم کے لوگ تھے، ان میں کسی ایک کا مسلمان ہونا بھی ثابت نہیں ہے، اگر یہ اسلام قبول کر لیتے تو ان کی پیرکار جماعتوں نے بھی مسلمان ہو جانا تھا۔ سردار یہودیوں میں سے صرف سیدنا عبد اللہ بن سلام رضی اللہ عنہ نے اسلام قبول کیا تھا، وہ یہودیوں میں ریاست و سیادت میں مشہور آدمی تھے۔ ابو نعیم نے "الدلائل" میں ایک حدیث ان الفاظ کے ساتھ بیان کی ہے: ((لَوْ آمَنَ بِیَ الزُّبَيْرُ بْنُ بَاطِيَا وَذَوُوْهُ مِنْ رُؤْسَاءِ الْيَهُوْدِ لَأَسْلَمُوْا كُلُّهُمْ .)) یعنی: "اگر زبیر بن باطیا اور اس کی طرح کے دوسرے رؤسائے یہود مسلمان ہو جاتے تو سارے یہودی اسلام قبول کر لیتے۔" (فتح الباری: ۷/ ۳۵۰)

یہ حدیث سند کے لحاظ سے تو ضعیف ہے لیکن ان میں مذکور چاروں باتیں درست ہیں:

۱۔ وضو کے بغیر نماز نہیں، اس بارے نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ((لا تقبل صلوٰۃ بغیر طهور .)) (مسلم: ۱/ ۲۲۴) "وضو کے بغیر نماز قبول نہیں کی جاتی۔"

۲۔ وضو کے شروع میں بسم اللہ پڑھنے کے بارے ارشادِ نبوی ہے: ((لا وضوء لمن لم يذكر اسم اللّٰه عليه .)) (ترمذی: ۲۵، ابو داؤد: ۱۰۱) علامہ ناصر الدین البانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں اس کی سند ضعیف ہے لیکن یہ شواد کے ساتھ قوی بن جاتی ہے۔ (هداية الرواة: ۳۸۵)

۳۔ نبی کریم ﷺ پر ایمان لانے کے بغیر اخروی کامیابی ممکن نہیں، اس بارے بہت سی نصوص ہیں، جن میں سے ایک اس جگہ درج کی جاتی ہے: ((والذی نفسی محمد بیده لا یسمع بی احد من هٰذا الامة یهودی ولا نصرانی ثم یموت ولم یومن بما ارسلت به الا کان من اصحاب النار .)) (مسلم: ۲۴۰/ ۱۵۳) "اس ذات کی قسم، جس کے ہاتھ میں محمد کی جان ہے، اس وقت میں کوئی یہودی اور عیسائی میرے بارے سن لے اور میری لائی ہوئی شریعت پر ایمان لانے کے بغیر فوت ہو جائے تو وہ آگ میں سے ہوگا۔"

۴۔ انصار کے ساتھ محبت بھی ایمان کی نشانی اور ایمان مکمل ہونے کی علامت ہے حدیث میں ہے: ((آیة الایمان حب الانصار وآیة النفاق بغض الانصار.)) (بخاری: ۱۷) ''ایمان کی علامت انصار سے محبت کرنا اور نفاق کی نشانی انصار سے بغض وعداوت رکھنا ہے۔'' امام بخاری رحمہ اللہ نے مناقب صحابہ کے ضمن میں انصار کے فضائل کے بارے کئی ابواب قائم کیے ہیں جو قابلِ مطالعہ ہیں۔ (عبداللہ رفیق)

(۱۳۶)۔عَنْ رَبَاحِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ حُوَيْطِبٍ قَالَ: حَدَّثَتْنِیْ جَدَّتِیْ أَنَّهَا سَمِعَتْ أَبَاهَا يَقُوْلُ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: لَا صَلَاةَ لِمَنْ لَا وُضُوْءَ لَهُ، وَلَا وُضُوْءَ لِمَنْ لَمْ يَذْكُرِ اللّٰهَ تَعَالٰى، وَلَا يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ مَنْ لَمْ يُؤْمِنْ بِیْ، وَلَا يُؤْمِنُ بِیْ مَنْ لَا يُحِبُّ الْأَنْصَارَ۔)) (مسند أحمد: ۲۷۶۸۸)

رباح بن عبد الرحمٰن سے مروی ہے کہ ان کی دادی نے اپنے باپ (سیدنا سعید بن زید رضی اللہ عنہ) سے سنا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''جس آدمی کا وضو نہیں اس کی کوئی نماز نہیں اور جس آدمی نے اللہ تعالیٰ کا ذکر نہیں کیا، اس کا کوئی وضو نہیں اور جو شخص مجھ (محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) پر ایمان نہیں لایا، وہ اللہ تعالیٰ پر ایمان نہیں لا سکے گا اور جس بندے نے انصار سے محبت نہ کی، وہ مجھ پر ایمان نہیں لا سکے گا۔''

(۱۳۷)۔عَنْ أَبِیْ مُحَيْرِيْزٍ قَالَ: قُلْتُ لِأَبِیْ جُمْعَةَ رَجُلٍ مِنَ الصَّحَابَةِ رضی اللہ عنہ حَدِّثْنَا حَدِيْثًا سَمِعْتَهُ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ، قَالَ؛ نَعَمْ أُحَدِّثُكُمْ حَدِيْثًا جَيِّدًا، تَغَدَّيْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَمَعَنَا أَبُوْ عُبَيْدَةَ بْنُ الْجَرَّاحِ فَقَالَ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! هَلْ أَحَدٌ خَيْرٌ مِنَّا؟ أَسْلَمْنَا مَعَكَ وَجَاهَدْنَا مَعَكَ، قَالَ: ((نَعَمْ قَوْمٌ يَكُوْنُوْنَ مِنْ بَعْدِكُمْ يُؤْمِنُوْنَ بِیْ وَلَمْ يَرَوْنِیْ۔)) (مسند أحمد: ۱۷۱۰۲)

ابومحیریز کہتے ہیں: میں نے ایک صحابی ابو جمعہ رضی اللہ عنہ سے کہا: آپ ہمیں ایسی حدیث بیان کریں، جو آپ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنی ہو، انھوں نے کہا: جی ہاں، میں تم لوگوں کو بڑی عمدہ حدیث بیان کرتا ہوں، ایک دفعہ ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ صبح کا کھانا کھایا، ہمارے ساتھ سیدنا ابو عبیدہ بن جراح بھی تھے، انھوں نے کہا: اے اللہ کے رسول! کیا کوئی ہم سے بھی بہتر ہوسکتا ہے؟ ہم آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ مشرف باسلام ہوئے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ مل کر جہاد کیا، لیکن آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''جی ہاں، وہ لوگ بہتر ہیں، جو تمہارے بعد آئیں گے اور بن دیکھے مجھ پر ایمان لے آئیں گے۔''

---

(۱۳۶) تخریج: اسنادہ ضعیف لضعف ابی ثقال المری۔ أخرجه الترمذی: ۲۵ مختصرا (انظر: ۲۷۱۴۷)

(۱۳۷) تخريج: اسناده صحيح ۔ أخرجه الدارمی: ۲۷۴۴، والطبرانی فی "الكبير": ۳۵۳۸ (انظر: ۱۶۹۷۷)

(۱۳۸)۔عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ ﷺ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((وَدِدْتُ أَنِّي لَقِيتُ إِخْوَانِي۔)) قَالَ: فَقَالَ أَصْحَابُ النَّبِيِّ ﷺ: نَحْنُ إِخْوَانُكَ، قَالَ: ((أَنْتُمْ أَصْحَابِي وَلٰكِنْ إِخْوَانِيَ الَّذِيْنَ آمَنُوْا بِي وَلَمْ يَرَوْنِي۔)) (مسند أحمد: ۱۲٦۰۷)

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''میں چاہتا ہوں کہ اپنے بھائیوں کو ملوں۔'' صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے کہا: ہم آپ کے بھائی ہی ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''تم تو میرے ساتھی ہو، میرے بھائی تو وہ ہے، جو بن دیکھے مجھ پر ایمان لائیں گے۔''

فوائد: ...... نبی کریم ﷺ یہ چاہ رہے ہیں کہ آپ ﷺ قیامت والے دن ان لوگوں کو ملیں، جو بن دیکھے آپ ﷺ پر ایمان لائے، نیز اس حدیث میں صحابہ کرام کی زائد خوبی بھی بیان کی جا رہی ہے کہ اُن کو تو آپ ﷺ کی صحبت کا شرف حاصل ہے۔

(۱۳۹)۔عَنْ أَبِي أُمَامَةَ ﷺ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((طُوْبٰى لِمَنْ رَآنِيْ وَ آمَنَ بِيْ وَ طُوْبٰى لِمَنْ آمَنَ بِيْ وَلَمْ يَرَنِيْ سَبْعَ مَرَّاتٍ۔)) (مسند أحمد: ۲۲٦۳۳)

سیدنا ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اس آدمی کے لیے خوشخبری ہے، جس نے مجھے دیکھا اور مجھ پر ایمان لایا اور جو آدمی مجھ پر ایمان لایا، جب کہ اس نے مجھے دیکھا ہی نہیں، اس کے لیے سات دفعہ خوشخبری ہے۔''

(۱٤۰)۔عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ ﷺ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((طُوْبٰى لِمَنْ آمَنَ بِيْ وَ رَآنِيْ مَرَّةً وَ طُوْبٰى لِمَنْ آمَنَ بِي وَلَمْ يَرَنِي سَبْعَ مَرَّاتٍ۔)) (مسند أحمد: ۱۲٦۰٦)

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اس شخص کے لیے ایک دفعہ خوشخبری ہے، جو مجھ پر ایمان لایا اور میرا دیدار کیا، لیکن جو آدمی بن دیکھے مجھ پر ایمان لایا، اس کے لیے سات دفعہ خوشخبری ہے۔''

(۱٤۱)۔عَنْ أَبِي عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْجُهَنِيِّ ﷺ قَالَ: بَيْنَمَا نَحْنُ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ طَلَعَ رَاكِبَانِ فَلَمَّا رَآهُمَا قَالَ: ((كِنْدِيَّانِ مَذْحِجِيَّانِ۔)) حَتّٰى أَتَيَاهُ فَإِذَا رِجَالٌ مِنْ مَذْحِجٍ۔ قَالَ: فَدَنَا إِلَيْهِ أَحَدُهُمَا

سیدنا ابوعبد الرحمٰن جہنی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں: ہم رسول اللہ ﷺ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے کہ ایک طرف سے دو سوار نمودار ہوئے، آپ ﷺ نے ان کو دیکھ کر فرمایا: ''یہ دو کندی مذحجی آدمی ہیں۔'' جب وہ دونوں پہنچ گئے تو معلوم ہوا کہ واقعی ان کا تعلق مذحج قبیلے سے ہے، پھر ان میں سے ایک

---

(۱۳۸) تخريج: حسن لغيره ـ أخرجه ابويعلى: ۳۳۹۰ (انظر: ۱۲۵۷۹)
(۱۳۹) تخريج: حسن لغيره (انظر: ۲۲۲۷۷)
(۱٤۰) تخريج: حسن لغيره ـ أخرجه ابويعلى: ۳۳۹۱ (انظر: ۱۲۵۷۸)
(۱٤۱) تخريج: اسناده حسن ـ أخرجه الطبراني في "الكبير": ۲۲/ ۷٤۲، والبزار: ۲۷٦۹ (انظر: ۱۷۳۸۸)

لِيُبَايِعَهُ قَالَ: فَلَمَّا أَخَذَ بِيَدِهِ قَالَ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! أَرَأَيْتَ مَنْ رَآكَ فَآمَنَ بِكَ وَصَدَّقَكَ وَاتَّبَعَكَ مَا ذَا لَهُ؟ قَالَ: ((طُوْبٰى لَهُ۔)) قَالَ: فَمَسَحَ عَلٰى يَدِهِ فَانْصَرَفَ، ثُمَّ أَقْبَلَ الْآخَرُ حَتّٰى أَخَذَ بِيَدِهِ لِيُبَايِعَهُ قَالَ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! أَرَأَيْتَ مَنْ آمَنَ بِكَ وَصَدَّقَكَ وَاتَّبَعَكَ وَلَمْ يَرَكَ قَالَ: ((طُوْبٰى لَهُ، ثُمَّ طُوْبٰى لَهُ، ثُمَّ طُوْبٰى لَهُ۔)) قَالَ: فَمَسَحَ عَلٰى يَدِهِ فَانْصَرَفَ۔ (مسند أحمد: ١٧٥٢٣)

بیعت کرنے کے لیے رسول اللہ ﷺ کے قریب ہوا اور آپ ﷺ کا ہاتھ پکڑ کر کہا: اے اللہ کے رسول! جو آدمی آپ کا دیدار کرتا ہے، آپ پر ایمان لاتا ہے، آپ کی تصدیق کرتا ہے اور آپ کی پیروی کرتا ہے، اس کے لیے اجر میں کیا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اس کے لیے خوشخبری ہے۔'' پھر اس نے آپ ﷺ کے مبارک ہاتھ پر اپنا ہاتھ پھیرا اور پیچھے ہٹ گیا، پھر دوسرا بندہ آگے آیا اور بیعت کرنے کے لیے آپ ﷺ کا ہاتھ پکڑا اور کہا: اے اللہ کے رسول! آپ کا کیا خیال ہے کہ جو آپ پر ایمان لاتا ہے، آپ کی تصدیق کرتا ہے اور آپ کی پیروی کرتا ہے، لیکن وہ آپ کو دیکھ نہیں پاتا تو اس کے لیے کیا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اس کے لیے خوشخبری ہے، پھر اس کے لیے خوشخبری ہے، پھر اس کے لیے خوشخبری ہے۔'' پھر اس نے بھی آپ ﷺ کے مبارک ہاتھ پر اپنا ہاتھ پھیرا اور پیچھے ہٹ گیا۔

(١٤٢)۔عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ جُبَيْرِ بْنِ نُفَيْرٍ عَنْ أَبِيْهِ قَالَ: جَلَسْنَا اِلَى الْمِقْدَادِ بْنِ الْأَسْوَدِ ﷺ يَوْمًا، فَمَرَّ بِيْ رَجُلٌ فَقَالَ: طُوْبٰى لِهَاتَيْنِ الْعَيْنَيْنِ الَّلتَيْنِ رَأَتَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ وَاللّٰهِ! لَوَدِدْنَا أَنَّنَا رَأَيْنَا مَا رَأَيْتَ وَشَهِدْنَا مَا شَهِدْتَ فَاسْتُغْضِبَ، فَجَعَلْتُ أَعْجَبُ، مَا قَالَ اِلَّا خَيْرًا، ثُمَّ أَقْبَلَ عَلَيْهِ فَقَالَ: مَا يَحْمِلُ الرَّجُلَ عَلٰى أَنْ يَتَمَنّٰى مَحْضَرًا غَيَّبَهُ اللّٰهُ عَنْهُ لَا يَدْرِي لَوْ شَهِدَهُ كَيْفَ يَكُوْنُ فِيْهِ، وَاللّٰهِ لَقَدْ حَضَرَ رَسُوْلَ

جبیر بن نفیر کہتے ہے: ہم ایک دن سیدنا مقداد بن اسود رضی اللہ عنہ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے، اسی اثنا میں ایک آدمی کا گزر ہوا اور اس نے سیدنا مقداد رضی اللہ عنہ کو دیکھ کر کہا: خوشخبری ہے ان دو آنکھوں کے لیے، جنھوں نے رسول اللہ ﷺ کا دیدار کیا، اللہ کی قسم! ہم بھی چاہتے ہیں کہ ہم نے بھی وہ کچھ دیکھا ہوتا جو تم نے دیکھا اور ہم نے بھی ان چیزوں کا مشاہدہ کیا ہوتا، جن کا تم نے مشاہدہ کیا۔ یہ سن کر سیدنا مقداد رضی اللہ عنہ غصے میں آگئے، مجھے بڑا تعجب ہونے لگا کہ اس بندے نے بات تو خیر والی ہی کی تھی، اتنے میں وہ اس پر متوجہ ہو کر کہنے لگے: کون سی چیز بندے کو اس خیال پر آمادہ کر دیتی ہے کہ وہ تمنا کرنے

(١٤٢) تخريج: اسناده صحيح ـ أخرجه البخاري في "الادب المفرد": ٨٧، وابن حبان: ٦٥٥٢، والطبراني في "الكبير": ٢٠/ ٦٠٠ (انظر: ٢٣٨١٠)

اللّٰهِ ﷺ أَقْوَامٌ أَكَبَّهُمُ اللّٰهُ عَلٰى مَنَاخِرِهِمْ فِيْ جَهَنَّمَ لَمْ يُجِيْبُوْهُ وَلَمْ يُصَدِّقُوْهُ، أَوَلَا تَحْمَدُوْنَ اللّٰهَ إِذْ أَخْرَجَكُمْ لَا تَعْرِفُوْنَ إِلَّا رَبَّكُمْ مُصَدِّقِيْنَ لِمَا جَاءَ بِهِ نَبِيُّكُمْ قَدْ كُفِيْتُمْ الْبَلَاءَ بِغَيْرِكُمْ، وَاللّٰهِ! لَقَدْ بَعَثَ اللّٰهُ النَّبِيَّ ﷺ عَلٰى أَشَدِّ حَالٍ بَعَثَ عَلَيْهَا نَبِيًّا مِنَ الْأَنْبِيَاءِ فِي فَتْرَةٍ وَجَاهِلِيَّةٍ مَا يَرَوْنَ أَنَّ دِيْنًا أَفْضَلُ مِنْ عِبَادَةِ الْأَوْثَانِ فَجَاءَ بِفُرْقَانٍ فَرَقَ بِهِ بَيْنَ الْحَقِّ وَالْبَاطِلِ وَ فَرَّقَ بَيْنَ الْوَالِدِ وَوَلَدِهِ حَتّٰى إِنْ كَانَ الرَّجُلُ لَيَرَى وَالِدَهُ وَوَلَدَهُ وَأَخَاهُ كَافِرًا وَقَدْ فَتَحَ اللّٰهُ قُفْلَ قَلْبِهِ لِلْإِيْمَانِ يَعْلَمُ أَنَّهُ إِنْ هَلَكَ دَخَلَ النَّارَ فَلَا تَقَرُّ عَيْنُهُ وَهُوَ يَعْلَمُ أَنَّ حَبِيْبَهُ فِي النَّارِ وَ أَنَّهَا الَّتِيْ قَالَ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ: ﴿الَّذِيْنَ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا هَبْ لَنَا مِنْ أَزْوَاجِنَا وَ ذُرِّيَّاتِنَا قُرَّةَ أَعْيُنٍ﴾۔ (مسند أحمد: ٢٤٣١١)

لگتا ہے کہ ایسی جگہ پر حاضر ہوا ہوتا، جہاں سے اللہ تعالیٰ نے اسے غائب رکھا، وہ نہیں جانتا کہ اگر وہ اس مقام پر موجود ہوتا تو اس کی کیفیت کیا ہوتی، اللہ کی قسم ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس ایسے لوگ بھی موجود تھے کہ اللہ تعالیٰ نے جن کو نتھنوں کے بل جہنم میں گرا دیا، ان لوگوں نے آپ ﷺ کی بات کو قبول نہیں کیا تھا اور آپ ﷺ کی تصدیق نہیں کی تھی، کیا تم اس نعمت پر اللہ تعالیٰ کی تعریف نہیں کرتے کہ جب اس نے تم کو پیدا کیا تو تمہاری حالت یہ تھی کہ صرف اپنے ربّ کو پہچانتے تھے اور اپنے نبی کی لائی ہوئی شریعت کی تصدیق کرنے والے تھے، تم سے پہلے والے لوگوں نے تمہیں آزمائشوں سے کفایت کیا۔ اللہ کی قسم! جب اللہ تعالیٰ نے نبی کریم ﷺ کو مبعوث کیا تھا تو اس وقت بڑے سخت حالات تھے، فترت اور جاہلیت کا ایسا دور تھا کہ جس میں مشرک لوگ یہ سمجھ رہے تھے کہ بت پرستی والا دین سب سے بہتر ہے، اس وقت آپ ﷺ ایسا "فرقان" لے کر آئے، جس نے حق و باطل کے مابین فرق کیا اور باپ اور اس کی اولاد میں اس طرح فرق کیا کہ ایک آدمی دیکھ رہا ہوتا کہ اس کے والدین، اولاد اور بھائی کافر ہیں، لیکن اللہ تعالیٰ نے اس کے دل کا تالہ ایمان کے لیے کھول دیا ہے، اس کو یہ علم ہو جاتا تھا کہ اگر وہ اس دین کو قبول کیے بغیر مر گیا تو وہ جہنم میں داخل ہو جائے گا اور اس طرح اس کی آنکھ کبھی بھی ٹھنڈی نہیں ہوگی، جب کہ اسے یہ سمجھ ہوتی تھی کہ اس کا پیارا جہنم میں جا رہا ہے، یہی چیز ہے کہ جس کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿الَّذِيْنَ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا هَبْ لَنَا مِنْ أَزْوَاجِنَا وَ ذُرِّيَّاتِنَا قُرَّةَ أَعْيُنٍ﴾ ......"اور یہ دعا کرتے ہیں کہ اے ہمارے پروردگار! تو ہمیں ہماری بیویوں اور اولاد سے آنکھوں کی ٹھنڈک عطا فرما۔" (سورۂ فرقان: ٧٤)

فوائد: ......"طُوْبٰی" کے مزید معانی: جنت، جنت کی ہر خوشگوار چیز، بقائے لازوال، ابدی عزت، سرمدی دولت، جنت کا ایک درخت، سعادت، خیر و بھلائی۔ حقیقت یہ ہے کہ ہر معنی دوسرے تمام معانی کو مستلزم ہے۔ ذہن نشین کر لیں کہ اس امت میں کلی اعتبار سے صحابۂ کرام ہی افضل ہیں، جو شرف اور سعادت ان کے نصیبے میں آئی، وہ اس میں اپنا ثانی نہیں رکھتے، اس مقام پر اس موضوع سے متعلقہ شرعی نصوص کا احاطہ کرنا ضروری نہیں ہے، لیکن اس کے ساتھ ساتھ نبی کریم ﷺ کو دیکھے بغیر آپ پر ایمان لانا ایسی جزوی فضیلت ہے، جس میں آپ ﷺ کو دیکھے بغیر آپ پر ایمان لانے والوں کی ان لوگوں پر برتری بیان کی گئی ہے، جو آپ ﷺ کو دیکھ کر ایمان لائے، لیکن یہ فضیلت جزوی ہے، کلی نہیں ہے۔ درج ذیل حدیث میں اس خصوصیت کی وجہ بیان کی گئی ہے:

ایک مقام پر دس صحابہ کرام جمع تھے، انھوں نے کہا: ((یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ! ھَلْ مِنْ قَوْمٍ ھُمْ اَعْظَمُ مِنَّا اَجْرًا، آمَنَّا بِکَ وَاتَّبَعْنَاکَ؟ قَالَ: ((مَا یَمْنَعُکُمْ مِنْ ذَالِکَ وَرَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ بَیْنَ أَظْھُرِکُمْ یَأْتِیْکُمْ بِالْوَحْیِ مِنَ السَّمَاءِ؟ بَلْ قَوْمٌ یَأْتُوْنَ مِنْ بَعْدِکُمْ، یَأْتِیْھِمْ کِتَابٌ بَیْنَ لَوْحَیْنِ، یُؤْمِنُوْنَ بِہٖ وَیَعْمَلُوْنَ بِمَا فِیْہِ، اُولٰئِکَ اَعْظَمُ مِنْکُمْ اَجْرًا)) ......اے اللہ کے رسول! کیا ایسے لوگ بھی ہیں جو اجر و ثواب میں ہم سے بڑھ کر ہوں، ہم تو آپ پر (براہِ راست) ایمان لائے ہیں اور آپ کی اطاعت و فرمانبرداری کی ہے؟ آپ نے فرمایا: ''بھلا (تم ایمان کیوں نہ لاتے) کون سی چیز تمھارے راستے میں روڑے اٹکا سکتی تھی، رسول اللہ ﷺ تمھارے اندر موجود ہیں، (تمھارے سامنے) آسمان سے ان پر وحی نازل ہوتی ہے؟ (اجر و ثواب میں افضل لوگ) وہ ہیں جو تمھارے بعد آئیں گے، انھیں (یہ قرآن مجید) دو گتوں میں موصول ہوگا، وہ اس پر ایمان لائیں اور اس پر عمل کریں گے (حالانکہ انھوں نے مجھے دیکھا ہوگا نہ قرآن مجید کو نازل ہوتے ہوئے)، یہ لوگ اجر و ثواب میں تم سے افضل و اعلیٰ ہوں گے۔''

(معجم طبرانی کبیر: ۱/ ۱۷٤/ ۱، مسند ابو یعلی: ۳/ ۱۲۸، صحیحه: ۳۳۱۰)

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے پاس آپ ﷺ کی حقانیت کی کئی علامتیں موجود تھیں، وہ نبی کریم ﷺ کے معجزات کا مشاہدہ کر رہے ہوتے تھے، آپ ﷺ پر نزولِ وحی کی کیفیت کو دیکھ رہے ہوتے تھے، آپ ﷺ کی برکات کا عملی ظہور ان کے سامنے تھا، علی ہذا القیاس، اس لیے ان کے لیے یہ فیصلہ کرنا آسان تھا کہ آپ ﷺ پر ایمان لایا جائے، جبکہ بعد میں ایمان لانے والوں کی بنیاد کتابوں میں لکھے ہوئے الفاظ تھے یا لوگوں سے سنے ہوئے۔

ان احادیث میں صحابہ کے بعد والے مسلمانوں کی افضلیت کا بیان ہے، اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے ہم لوگ اس حدیث کا مصداق بنتے ہیں کہ ہمارے پاس قبولیتِ ایمان کے لیے کوئی ایسی نشانی موجود نہ تھی، جو انبیا و رسل اور ان کے براہِ راست پیروکاروں کے پاس ہوتی تھی، یہ محض اللہ تعالیٰ کی توفیق ہے، اس اعزاز کی وجہ سے ہمیں ثابت قدمی اختیار کرتے ہوئے اعمال صالحہ کے لیے کوشش کرنی چاہیے، تاکہ دنیا و آخرت میں عزت پا سکیں۔

بَابٌ فِيْ فَضْلِ الْمُؤْمِنِ وَ صِفَتِهِ وَ مَثَلِهِ

مومن کی فضیلت، صفات اور اس کی مثالوں کا بیان

(۱٤۳)۔عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضي الله عنه أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ أَمَرَ بِلَالًا فَنَادٰى فِي النَّاسِ أَنَّهُ لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ إِلَّا نَفْسٌ مُسْلِمَةٌ۔ (مسند أحمد: ۸۰۷٦)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے سیدنا بلال رضی اللہ عنہ کو حکم دیا کہ وہ لوگوں اس بات کی منادی کرے کہ جنت میں صرف اور صرف مسلمان جان داخل ہوگی۔

(۱٤٤، ۱٤٥)۔عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ قَالَ: سَأَلْتُ جَابِرًا (يَعْنِي بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ رضي الله عنه) عَنِ الْقَتِيْلِ الَّذِيْ قُتِلَ فَأَذَّنَ فِيْهِ سُحَيْمٌ؟ قَالَ: كُنَّا بِحُنَيْنٍ فَأَمَرَ النَّبِيُّ ﷺ سُحَيْمًا أَنْ يُؤَذِّنَ فِي النَّاسِ أَنَّهُ لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ (وَفِي رِوَايَةٍ: أَلَا لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ) إِلَّا مُؤْمِنٌ۔ (مسند أحمد: ۱٤۸۲۳)

ابو زبیر کہتے ہیں: میں نے سیدنا جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے اس مقتول کے بارے میں سوال کیا کہ جس کے بارے میں سیدنا سحیم نے اعلان کیا تھا؟ انھوں نے کہا: ہم حنین میں تھے کہ نبی کریم ﷺ نے سیدنا سحیم رضی اللہ عنہ کو حکم دیا کہ وہ لوگوں میں یہ اعلان کر دے کہ صرف اور صرف جنت میں مومن داخل ہوگا۔

(۱٤٦)۔عَنْ مَحْمُوْدِ بْنِ لَبِيْدٍ رضي الله عنه أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ: ((إِنَّ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ لَيَحْمِي عَبْدَهُ الْمُؤْمِنَ مِنَ الدُّنْيَا وَهُوَ يُحِبُّهُ كَمَا تَحْمُوْنَ مَرِيْضَكُمْ مِنَ الطَّعَامِ وَالشَّرَابِ تَخَافُوْنَهُ عَلَيْهِ۔)) (مسند أحمد: ۲٤۰۲۷)

سیدنا محمود بن لبید رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''بیشک اللہ تعالیٰ اپنے مؤمن بندے کو دنیا (اور اس کے مال و اسباب) سے بچاتا ہے، حالانکہ وہ اس سے محبت کرتا ہے، اس کی مثال ایسے ہی ہے کہ جیسے تم اپنے بیمار آدمی پر ڈرتے ہوئے اور اس کو کھانے پینے سے بچاتے ہو۔''

فوائد: ......ممکن ہے کہ اگر مؤمن بندے کو دنیوی مال واسباب دے دیئے جائیں تو وہ ان کے برے اثرات میں ملوث ہو جائے اور ان سے دھوکہ کھا کر بغاوت اور سرکشی پر اتر آئے، جیسا کہ سرمایہ دار لوگوں کو دیکھا گیا ہے، مگر وہ جس پر اللہ تعالیٰ خصوصی رحمت کر دے۔

(۱٤۷)۔عَنْ أَبِي سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ رضي الله عنه أَنَّ

سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ

---

(۱٤۳) تخريج: أخرجه البخاري: ۳۰٦۲، ومسلم: ۱۱۱ (انظر: ۸۰۹۰)

(۱٤٤، ۱٤٥) تخريج: اسناده ضعيف، ابن لهيعة سيىء الحفظ (انظر: ۱٤۷٦٤)

(۱٤٦) تخريج: حديث صحيح ـ أخرجه البيهقي في "شعب الايمان": ۱۰٤٥۰ (انظر: ۲۳٦۲۷)

(۱٤۷) تخريج: اسناده ضعيف لضعف رشدين بن سعد المصري (انظر: ۱۱۰٥۰)

رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((اَلْمُؤْمِنُوْنَ فِي الدُّنْيَا عَلٰى ثَلَاثَةِ أَجْزَاءٍ، اَلَّذِيْنَ آمَنُوْا بِاللّٰهِ وَ رَسُوْلِهِ ثُمَّ لَمْ يَرْتَابُوْا وَجَاهَدُوْا بِأَمْوَالِهِمْ وَأَنْفُسِهِمْ فِي سَبِيْلِ اللّٰهِ، وَ الَّذِيْ يَأْمَنُهُ النَّاسُ عَلٰى أَمْوَالِهِمْ وَ أَنْفُسِهِمْ، ثُمَّ الَّذِيْ إِذَا أَشْرَفَ عَلٰى طَمَعٍ تَرَكَهُ لِلّٰهِ عَزَّوَجَلَّ۔)) (مسند أحمد: ١١٠٦٥)

نے فرمایا: ''دنیا میں مومنوں کی تین اقسام ہیں: (۱) وہ لوگ جو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول پر ایمان لائے اور پھر کسی شک میں نہ پڑے اور اللہ کے راستے میں مال و جان سے جہاد کیا، (۲) وہ آدمی کہ جس کے بارے میں دوسرے لوگوں کو اپنے مالوں اور جانوں پر امن رہتا ہے اور (۳) پھر وہ آدمی جو حرص پر جھانکتا ہے تو اللہ تعالیٰ کے لیے اسے ترک کر دیتا ہے۔''

فوائد: ......بہر حال مومن کو طمع اور حرص سے محفوظ رہ کر اعمالِ صالحہ کے ذریعے بلندیٔ درجات کے حصول کے لیے کوشش کرنی چاہیے۔

(١٤٨)۔عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ ﷺ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: اِنَّ الْمُؤْمِنَ غِرٌّ كَرِيْمٌ وَ اِنَّ الْفَاجِرَ خَبٌّ لَئِيْمٌ۔ (مسند أحمد: ٩١٠٧)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''مومن بھولا بھالا اور بزرگی والا ہوتا ہے اور فاجر آدمی مکار، (دغاباز) اور کمینہ (اور رذیل) ہوتا ہے۔''

فوائد: ......ابو جعفر طحاویؒ نے کہا: ''عرب لوگ اس شخص کو 'غِرّ' کہتے ہیں، جس میں فتنہ وفساد اور مکاری و چالاکی جیسا کوئی وصف نہ پایا جائے، اس کا ظاہر و باطن ایک ہو۔ ظاہر ہے کہ جو آدمی ایسے اوصاف سے متصف ہوگا، دوسرے مسلمان اس کی زبان اور ہاتھ سے امن میں رہیں گے اور یہی مومنوں کی صفات ہیں۔ جبکہ فاجر ایسے شخص کو کہا جاتا ہے، جس کے ظاہر اور باطن میں تضاد ہو، کیونکہ ایسے آدمی کا باطن مکروہ ہوتا ہے اور اس کا ظاہر باطن کے مخالف ہوتا ہے، یعنی وہ منافق کی طرح ہوتا ہے جو بظاہر ایسی چیز سے متصف ہوتا ہے، جو پسندیدہ ہوتی ہے اور وہ اسلام ہے، جس پر لوگ اس کی تعریف کرتے ہیں، لیکن اس کے باطن میں اسلام کی مخالفت ہوتی ہے، یعنی کفر، جس کی مسلمان مذمت کرتے ہیں۔'' ہمیں چاہئے کہ حدیثِ مبارکہ میں مومن اور فاجر کے مابین پیش کئے گئے موازنہ کو سمجھیں اور مومن والی صفات سے متصف رہنے اور فاجر والی صفات سے دور رہنے کی کوشش کریں۔ مومن کے ''بھولا بھالا'' ہونے سے مراد یہ ہے کہ وہ مکروفریب، افترا و کذب، ابن الوقتی اور ظاہر و باطن میں پائے جانے والے فرق سے پاک ہوتا ہے، کسی کی عیب جوئی نہیں کرتا اور نہ کسی کی ٹوہ اور جاسوسی میں رہتا ہے، وہ مستقل مزاج ہوتا ہے اور وقت کی تیز ہوائیں اس کے رخ کو بدلنے میں ناکام رہتی ہیں۔ یہ مطلب نہیں کہ وہ سمجھدار یا دور اندیش نہیں ہوتا۔

(١٤٩)۔وَعَنْهُ أَيْضًا عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ:

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے یہ بھی مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے

(١٤٨) تخريج: حسن ـ أخرجه ابوداود: ٤٧٩٠، والترمذي: ١٩٦٤ (انظر: ٩١٠٧)

(١٤٩) تخريج: اسناده جيّد۔ أخرجه البزار: ٧٨١، والبيهقي في "شعب الايمان": ٤٤٩٤ (انظر: ٨٧١٦)

((قَالَ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ: اَلْمُؤْمِنُ عِنْدِیْ بِمَنْزِلَةِ كُلِّ خَيْرٍ يَحْمَدُنِیْ وَ أَنَا أَنْزِعُ نَفْسَهُ مِنْ بَيْنِ جَنْبَيْهِ۔)) (مسند أحمد: ٨٧١٦)

فرمایا: ''اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: میرے نزدیک مومن ہر قسم کی خیر و بھلائی کی منزلت پر ہے، میں اس کے پہلوؤں سے اس کی جان کو کھینچ رہا ہوتا ہوں اور وہ اس وقت بھی میری تعریف کر رہا ہوتا ہے۔''

فوائد: ......مؤمن کا اللہ تعالیٰ کے ساتھ اتنا گہرا تعلق ہوتا ہے کہ جب اس کا سب سے قیمتی سرمایہ اس کی جان اس سے چھینی جا رہی ہوتی ہے تو اس وقت بھی وہ اس چیز کو اللہ تعالیٰ کا فیصلہ سمجھ کر اس کی تعریف کرتا ہے، کیونکہ یہ سارا کچھ اللہ تعالیٰ کے حکم سے ہو رہا ہوتا ہے اور وہ جو کچھ کرتا ہے، وہ اس قدر مناسب اور درست ہوتا ہے کہ اس کی حمد و ثنا بیان ہونی چاہیے۔

(١٥٠)۔وَ عَنْهُ فِی أُخْرٰی أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ: ((اِنَّ الْمُؤْمِنَ لَيُنْضِی شَيَاطِيْنَهُ كَمَا يُنْضِی أَحَدُكُمْ بَعِيْرَهُ فِی السَّفَرِ۔)) (مسند أحمد: ٨٩٢٧)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ایک اور روایت میں ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''بیشک مؤمن اپنے شیطانوں کو اس طرح تھکا دیتا ہے، جیسے تم میں سے کوئی اپنے اونٹ کو سفر میں تھکا دیتا ہے۔''

فوائد: ......مومن، اعمالِ صالحہ کو سرانجام دینے میں مصروف رہتا ہے، کھانے پینے سے پہلے اور گھر میں داخل ہونے سے پہلے جیسے امور میں اللہ تعالیٰ کا نام لیتا ہے، جس کی وجہ سے اس کے ماکولات و مشروبات میں شیطان کا کوئی حصہ نہیں رہتا اور نہ شیطان اس کے گھر رات گزار سکتا ہے، علاوہ ازیں شیطانی خواہشات اور وساوس اس پر کارگر ثابت نہیں ہوتے، نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ شیطان اپنی تمام کاروائیوں میں ناکام اور ضعیف اور مغلوب ہو جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے اوامر کی پاسداری، اس کی نواہی سے اجتناب اور نفسانی شہوات سے دوری کی وجہ سے شیطان کی حیثیت قیدی اور مجبور سے زیادہ نہیں رہتی، بلکہ وہ اس جانور کی طرح ہو جاتا ہے، جس کو سفروں نے کمزور اور لاغر کر دیا ہو۔

(١٥١)۔عَنْ فَضَالَةَ بْنِ عُبَيْدٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فِی حَجَّةِ الْوَدَاعِ: ((أَلَا أُخْبِرُكُمْ بِالْمُؤْمِنِ، مَنْ أَمِنَهُ النَّاسُ عَلٰی أَمْوَالِهِمْ وَ أَنْفُسِهِمْ وَالْمُسْلِمُ مَنْ سَلِمَ الْمُسْلِمُوْنَ مِنْ لِسَانِهِ وَ يَدِهِ، وَالْمُجَاهِدُ مَنْ جَاهَدَ نَفْسَهُ فِی طَاعَةِ اللّٰهِ وَالْمُهَاجِرُ

سیدنا فضالہ بن عبید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حجۃ الوداع کے موقع پر فرمایا: ''کیا میں تم کو مؤمن کے بارے میں نہ بتلا دوں، مؤمن وہ ہے کہ لوگ اپنے مالوں اور جانوں کے معاملے میں جس سے امن میں رہیں، مسلمان وہ ہے کہ جس کی زبان اور ہاتھ سے دوسرے مسلمان محفوظ رہیں، مجاہد وہ ہے جو اللہ تعالیٰ کی اطاعت کرنے میں اپنے نفس سے

(١٥٠) تخريج: اسناده ضعيف، ابن لهيعة سيء الحفظ (انظر: ٨٩٤٠)

مَنْ هَجَرَ الْخَطَايَا وَ الذُّنُوبَ۔)) (مسند أحمد: ٢٤٤٥٨)

جہاد کرے اور مہاجر وہ ہے جو خطاؤں اور گناہوں کو ترک کر دے۔''

فوائد: ...... یہ حقیقی ایمان، جہاد اور ہجرت کے تقاضے ہیں، دورِ حاضر کے مسلمان ان ہدایات سے محروم ہیں، دوسروں کی پریشانیاں ان کو پریشان نہیں کرتیں اور دوسروں کی خوشیوں سے ان کے نفسوں میں گھٹن پیدا ہو جاتی ہے۔

(١٥٢)۔عَنْ مُوسَى بْنِ عَلِيٍّ سَمِعْتُ أَبِي يَقُولُ: سَمِعْتُ عَبْدَاللّٰهِ بْنَ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ يَقُولُ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ: ((تَدْرُونَ مَاالْمُسْلِمُ؟)) قَالُوا: اَللّٰهُ وَ رَسُولُهُ أَعْلَمُ، قَالَ: ((مَنْ سَلِمَ الْمُسْلِمُونَ مِنْ لِسَانِهِ وَ يَدِهِ۔)) قَالَ: ((تَدْرُونَ مَنِ الْمُؤْمِنُ؟)) قَالُوا: اَللّٰهُ وَ رَسُولُهُ أَعْلَمُ، قَالَ: ((مَنْ أَمِنَهُ الْمُؤْمِنُونَ عَلٰى أَنْفُسِهِمْ وَ أَمْوَالِهِمْ وَالْمُهَاجِرُ مَنْ هَجَرَ السُّوْءَ فَاجْتَنَبَهُ۔)) (مسند أحمد: ٧٠١٧)

سیدنا عبد اللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''کیا تم جانتے ہو کہ مسلمان کون ہے؟'' انھوں نے کہا: اللہ اور اس کا رسول ہی بہتر جانتے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''وہ مسلمان ہے کہ جس کی زبان اور ہاتھ سے دوسرے مسلمان محفوظ رہیں۔'' آپ ﷺ نے فرمایا: ''کیا تم جانتے ہو کہ مؤمن کون ہوتا ہے؟'' انھوں نے کہا: اللہ اور اس کا رسول ہی بہتر جانتے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''مؤمن وہ ہے کہ دوسرے مؤمن اپنی جانوں اور مالوں کے سلسلے میں جس سے امن میں رہیں اور مہاجر وہ ہے جو برائی کو چھوڑ دے اور اس سے اجتناب کرے۔''

(١٥٣)۔ (وَ عَنْهُ فِي أُخْرٰى)۔ سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ: ((اَلْمُسْلِمُ مَنْ سَلِمَ الْمُسْلِمُونَ مِنْ لِسَانِهِ وَ يَدِهِ وَالْمُهَاجِرُ مَنْ هَجَرَ مَا نَهَى اللّٰهُ عَنْهُ۔)) (مسند أحمد: ٦٩٢٥)

اور اس سے ایک اور روایت میں ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''مسلمان وہ ہے کہ دوسرے مسلمان جس کی زبان اور ہاتھ سے دوسرے مسلمان محفوظ رہیں اور مہاجر وہ ہے جو ان امور کو چھوڑ دے، جن سے اللہ تعالیٰ نے منع کیا ہے۔''

فوائد: ...... حقیقی مجاہد اور مہاجر وہی ہے جو اپنے نفس کی مخالفت کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ کی نافرمانیوں کو ترک کر دے' اگر ایک انسان ہجرت (یعنی ترک وطن) اور جہاد کے باوجود اللہ تعالیٰ کی معصیتوں سے پرہیز نہیں کرتا تو ایسی ہجرت اور جہاد کا کیا فائدہ جو اس کے نفس میں ہی نیکی کا رجحان پیدا نہ کر سکے؟ ہجرت اور جہاد تو اس چیز کا نام ہے کہ اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کی خاطر اس کے اوامر و نواہی کی پابندی کی جائے' وہ پابندی خواہ اپنا وطن چھوڑنے کی صورت میں ہو یا اسلام کی سربلندی کے لئے اللہ کے دشمنوں سے پنجہ آزمائی کرنے کی صورت میں یا شریعت کی منع کردہ چیزوں سے باز

(١٥٢) تخريج: حديث صحيح (انظر: ٧٠١٧)

(١٥٣) تخريج: انظر الحديث بالطريق الاول

رہنے کی صورت میں۔

اصطلاح میں دار الکفر سے دار الاسلام کی طرف منتقل ہونا ''ہجرت'' کہلاتا ہے' یاد رہے کہ مسلمان اپنے اسلام کی حفاظت کے لئے اپنے وطن کو خیر آباد کہتا ہے اور ہجرت کا اصل مقصود برائیوں سے محفوظ رہنا ہے' جو انسان ہجرت کرنے کے باوجود اللہ تعالیٰ کی معصیت سے باز نہیں رہتا' اس کو اس کی ہجرت کا کوئی فائدہ نہیں' اس اعتبار سے اللہ تعالیٰ کے حرام کردہ امور سے اجتناب کرنا اصل ہجرت ہے یا ہجرت کا بنیادی مقصد ہے۔

(١٥٤)۔عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: ((اَلْمُؤْمِنُ مَأْلَفٌ، وَلَا خَيْرَ فِيمَنْ لَا يَأْلَفُ وَلَا يُؤْلَفُ۔)) (مسند أحمد: ٩١٨١)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''مؤمن ایسا وجود ہے، جس میں مانوسیت پائی جاتی ہے اور اس شخص میں کوئی خیر نہیں ہے، جو نہ کسی سے انس کرتا ہے اور نہ اس سے مانوس ہوا جاتا ہے۔''

فوائد: ......معلوم ہوا کہ ''انس'' کا مومن کے ساتھ گہرا تعلق ہے، لوگ اس سے مانوس ہوتے ہیں اور وہ لوگوں سے مانوس ہوتا ہے، اس کی سب سے بہترین مثال یہ ہے کہ اگر مسجد کا امام خوش اخلاق ہو، عالم باعمل ہو، بلا امتیاز نمازیوں کی قدر کرتا ہو، لوگوں کے بچوں کی تعلیم کی فکر رکھتا ہو اور حرص و بخل سے پاک ہو کر اپنی غیرت و حمیت کو سمجھنے والا اور اس کو برقرار رکھنے والا ہو تو ایسے فرد کو لوگوں کی طرف سے جو مودت و محبت اور احترام و اکرام نصیب ہوتا ہے، عام آدمی کا دل و دماغ اس کی حقیقت کو سمجھنے کی صلاحیت نہیں رکھتا۔ یہی معاملہ اساتذہ، ڈاکٹر حضرات اور دوسرے لوگوں کا ہے، لیکن سب سے پہلے ایمان و اسلام کے تقاضوں کو پورا کرنا فرض ہے۔

(١٥٥)۔ عَنْ أَبِي أُمَامَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ: أَخَذَ بِيَدِي رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ لِي: ((يَا أَبَا أُمَامَةَ! إِنَّ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ مَنْ يَلِينُ لِي قَلْبُهُ۔)) (مسند أحمد: ٢٢٦٥٥)

سیدنا ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے میرا ہاتھ پکڑا اور مجھے فرمایا: ''ابو امامہ! بیشک بعض مؤمن ایسے ہیں کہ ان کے دل میرے لیے (بہت) نرم ہو جاتے ہیں۔''

فوائد: ......مؤمنوں کے درجے مختلف ہوتے ہیں، کوئی بہت جلدی مطیع ہونے والا اور خیر و بھلائی کی طرف سبقت لے جانے والا ہوتا ہے، جبکہ بعض دوسرے لوگوں میں اس چیز کی رغبت کم ہوتی ہے، ارشادِ باری تعالیٰ ہے: ﴿ثُمَّ اَوْرَثْنَا الْكِتَابَ الَّذِينَ اصْطَفَيْنَا مِنْ عِبَادِنَا فَمِنْهُمْ ظَالِمٌ لِّنَفْسِهٖ وَمِنْهُمْ مُّقْتَصِدٌ وَّمِنْهُمْ سَابِقٌ بِالْخَيْرَاتِ بِاِذْنِ اللّٰهِ﴾ ......''پھر ہم نے ان لوگوں کو اس کتاب کا وارث بنایا جن کو ہم نے اپنے بندوں میں سے پسند

---

(١٥٤) تخريج: اسناده حسن ۔ أخرجه الحاكم: ١/ ٢٣، والبيهقي: ١٠/ ٢٣٦، والبزار: ٣٥٩١ (انظر: ٩١٩٨)

(١٥٥) تخريج: اسناده ضعيف، تفرد به بقية بن الوليد، وهو ضعيف عند التفرد ۔ أخرجه الطبراني في "الكبير": ٧٦٥٥ (انظر: ٢٢٢٩٩)

فرمایا، پھر بعضے تو ان میں سے اپنی جانوں پر ظلم کرنے والے ہیں اور بعضے ان میں متوسط درجے کے ہیں اور بعضے ان میں اللہ کی توفیق سے نیکیوں میں آگے بڑھتے چلے جاتے ہیں۔'' (سورۂ فاطر: ۳۲)

(۱۵٦)۔عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ رضی اللہ عنہ قَالَ: جَاءَ رَجُلٌ إِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! إِنِّي أَقْرَأُ الْقُرْآنَ فَلَا أَجِدُ قَلْبِي يَعْقِلُ عَلَيْهِ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِنَّ قَلْبَكَ حُشِيَ الْإِيْمَانَ وَإِنَّ الْإِيْمَانَ يُعْطَى الْعَبْدَ قَبْلَ الْقُرْآنِ۔)) (مسند أحمد: ٦٦٠٤)

سیدنا عبد اللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک آدمی، رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا اور کہا: اے اللہ کے رسول! میں قرآن کی تلاوت تو کرتا ہوں، لیکن میں دیکھتا ہوں کہ میرا دل اس کو سمجھ نہیں پا رہا؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''بیشک تیرا دل ایمان سے بھرا ہوا ہے اور بندہ قرآن سے پہلے ایمان دیا جاتا ہے۔''

فوائد: ...... مفہوم یہ ہے کہ سیدنا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ کے دل میں جتنی گنجائش تھی، وہ ایمان کی وجہ سے پُر ہوگئی ہے، جس کی وجہ سے دوسری چیزیں بھولنا شروع ہوگئی ہیں، ہاں یہ علیحدہ بات ہے کہ اللہ تعالیٰ کمالِ ایمان کے باوجود قرآن مجید اور علم کو محفوظ کرنے کی قوت عطا کر دے۔

(۱۵۷)۔عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ: جَاءَ رَجُلٌ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! إِنِّي أُحَدِّثُ نَفْسِي بِالْحَدِيْثِ، لَأَنْ أَخِرَّ مِنَ السَّمَاءِ أَحَبُّ إِلَيَّ مِنْ أَنْ أَتَكَلَّمَ بِهِ، قَالَ: ((ذَالِكَ صَرِيْحُ الْإِيْمَانِ۔)) (مسند أحمد: ٩١٤٥)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک آدمی نبی کریم ﷺ کے پاس آیا اور کہا: اے اللہ کے رسول! میرے نفس میں بعض باتیں تو ایسی آ جاتی ہیں کہ مجھے آسمان سے گرنا اس سے زیادہ پسند لگتا ہے کہ میں ان کے ساتھ کلام کروں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''یہ تو صریح ایمان کی علامت ہے۔''

(۱۵۸)۔ (وَعَنْهُ بِلَفْظٍ آخَرَ)۔قَالَ: قَالُوْا: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! إِنَّا نَجِدُ فِي أَنْفُسِنَا مَا يَسُرُّنَا نَتَكَلَّمُ بِهِ وَإِنَّ لَنَا مَا طَلَعَتْ عَلَيْهِ الشَّمْسُ، قَالَ: ((أَوَجَدْتُّمْ ذَالِكَ؟)) قَالُوْا: نَعَمْ، قَالَ: ((ذَاكَ صَرِيْحُ الْإِيْمَانِ۔))

ان سے ان الفاظ کے ساتھ بھی روایت مروی ہے لوگوں نے کہا: اے اللہ کے رسول! ہم اپنے نفسوں میں ایسے خیالات محسوس کرتے ہیں کہ اگر ہمیں دنیا کی وہ تمام چیزیں دے دی جائیں، جن پر سورج طلوع ہوتا ہے تو پھر بھی ہمیں یہ بات خوش نہیں کرے گی کہ ہم ان کے ساتھ گفتگو کریں۔ آپ ﷺ نے

(۱۵٦) تخریج: اسناده ضعيف لضعف ابن لهيعة وحيى بن عبد الله المعافري، وقد تفرد به (انظر: ٦٦٠٤)
(۱۵۷) تخریج: أخرجه مسلم: ١٣٢ (انظر: ٩١٥٦)
(۱۵۸) تخریج: انظر الحديث بالطريق الاول

(مسند أحمد: ٩٦٩٢)

پوچھا: ''کیا تم نے اس چیز کو محسوس کر لیا ہے؟'' انھوں نے کہا: جی ہاں، آپ ﷺ نے فرمایا: ''یہ صریح ایمان کی علامت ہے۔''

فوائد: ......حدیث نمبر (۲۳) کے فوائد میں ان احادیث کی وضاحت ہو چکی ہے۔

(۱۵۹)۔وَ أَيْضًا عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَا يَقُلْ أَحَدُكُمْ لِلْعِنَبِ الْكَرْمَ، إِنَّمَا الْكَرْمُ الرَّجُلُ الْمُسْلِمُ۔)) (مسند أحمد: ٨١٧٥)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے یہ بھی مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''کوئی آدمی انگوروں کو ''کَرْم'' نہ کہا کرے، بیشک ''کرم'' تو مسلمان آدمی ہوتا ہے۔''

فوائد: ......''کرم'' کے معانی: کریم، سخی، سخاوت، فیاضی، کشادہ دلی، مہربانی، عالی ظرفی، عمدہ اور زرخیز زمین، عفو و درگزر۔ انگور کو اس بنا پر ''کرم'' کہتے ہیں، کہ اس سے بنائی ہوئی شراب سخاوت اور فیاضی پر ابھارتی ہے، اس لیے انگور کا نام ہی ''کرم'' یعنی سخاوت رکھ دیا گیا، لیکن آپ ﷺ نے ناپسند کیا کہ اعلی معنویت والا یہ لفظ انگور کے لیے استعمال کیا جائے، اس کا حقدار تو مؤمن ہے۔ زمخشری نے کہا: دراصل نبی کریم ﷺ بڑے خوبصورت اور لطیف طریقے کے ذریعے اللہ تعالیٰ کے اس فرمان ﴿إِنَّ أَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ أَتْقَاكُمْ﴾ کے معنی کو برقرار رکھنا چاہتے ہیں، حقیقت میں انگور کو ''کرم'' کہنے سے منع نہیں کیا جا رہا، بلکہ اس بات کی طرف اشارہ کیا جا رہا ہے کہ متقی مسلمان اس لائق ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس کا جو نام رکھا ہے، کوئی اور اس میں شرکت نہ کرے۔

(۱۶۰)۔ (وَعَنْهُ فِيْ أُخْرٰى)۔ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((يَقُوْلُوْنَ الْكَرْمَ، وَإِنَّمَا الْكَرْمُ قَلْبُ الْمُؤْمِنِ۔)) (مسند أحمد: ٧٢٠٦)

ان سے مروی ایک اور روایت میں ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''لوگ انگوروں کو ''کرم'' کہہ دیتے ہیں، حالانکہ ''کرم'' تو صرف مومن کا دل ہوتا ہے۔''

(۱۶۱)۔عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ أَنَّهُ سَمِعَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((وَالَّذِيْ نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهِ! إِنَّ مَثَلَ الْمُؤْمِنِ لَكَمَثَلِ الْقِطْعَةِ مِنَ الذَّهَبِ، نَفَخَ

سیدنا عبد اللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: ''اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں محمد (ﷺ) کی جان ہے! بیشک مؤمن کی مثال سونے کی ٹکڑے کی طرح ہے، جب مالک (اسے بھٹی

---

(١٥٩) تخريج: أخرجه البخارى: ٦١٨٣، ومسلم: ٢٢٤٧ (انظر: ٨١٩٠)

(١٦٠) تخريج: انظر الحديث بالطريق الاول

(١٦١) تخريج: صحيح لغيره (انظر: ٦٨٧٢)

عَلَيْهَا صَاحِبُهَا فَلَمْ تَغَيَّرْ وَلَمْ تَنْقُصْ، وَالَّذِيْ نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهِ! اِنَّ مَثَلَ الْمُؤْمِنِ لَكَمَثَلِ النَّحْلَةِ أَكَلَتْ طَيِّبًا وَوَضَعَتْ طَيِّبًا وَوَقَعَتْ فَلَمْ تَكْسِرْ وَلَمْ تُفْسِدْ۔)) (مسند أحمد: ٦٨٧٢)

میں ڈال کر) اس پر پھونک مارتا ہے تو نہ وہ تبدیل ہوتا ہے اور نہ کم ہوتا ہے۔ اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں محمد (ﷺ) کی جان ہے! بیشک مؤمن کی مثال شہد کی مکھی کی طرح ہے، جو (پھول جیسی) پاکیزہ چیز کھاتی ہے، (شہد جیسی) پاکیزہ چیز نکالتی ہے اور جب وہ کسی چیز پر بیٹھتی ہے تو وہ اسے نہ توڑتی ہے، نہ خراب کرتی ہے۔''

فوائد: ......دو مثالوں کے ذریعے مومن کی تعریف کی گئی ہے، جن کی وضاحت یہ ہے کہ مومن سنجیدہ مزاج کا مالک ہوتا ہے، کوئی مجلس اس کے طرزِ حیات کو متاثر نہیں کر سکتی، شہد کی مکھی کی طرح وہ ہر ایک کے لیے مفید ثابت ہوتا ہے، اور وہ جہاں مرضی بیٹھ جائے، کسی کو اس سے نقصان نہیں پہنچتا، ہر کوئی اس کے کردار اور طرزِ عمل کو پسند کرتا ہے اور اس سے فائدہ حاصل کرتا ہے، مؤمن کو یہ شعور ہوتا ہے کہ اچھے لوگوں کی مجلس کے کیا حقوق ہیں اور برے لوگوں کی مجلس کے کیا تقاضے ہیں، وہ طیّب اور حلال چیزیں کھاتا ہے اور دینے کے لیے بھی ان ہی کا انتخاب کرتا ہے، وہ مشتبہ امور کے درپے نہیں ہوتا اور کسی کو کوئی ضرر نہیں پہنچاتا۔ ہر شخص کو اپنے طرزِ حیات کا جائزہ لینا چاہیے اور آپ ﷺ کی ان تمثیلوں پر بار بار غور کرنا چاہیے۔

(١٦٢)۔عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ ؓ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: ((مَثَلُ الْمُؤْمِنِ كَمَثَلِ السُّنْبُلَةِ تَخِرُّ مَرَّةً وَتَسْتَقِيْمُ مَرَّةً، وَمَثَلُ الْكَافِرِ كَمَثَلِ الْأَرْزِ (وَفِيْ رِوَايَةٍ: الْأَرْزَةِ) لَا يَزَالُ مُسْتَقِيْمًا حَتّٰى يَخِرَّ وَلَا يَشْعُرُ۔)) (مسند أحمد: ١٤٨٢٠)

سیدنا جابر بن عبد اللہ ؓ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''مؤمن کی مثال گندم کے پودے کی طرح ہے، جو کبھی گر جاتا ہے اور کبھی کھڑا ہو جاتا ہے اور کافر کی مثال صنوبر کے درخت کی سی ہے، جو ہمیشہ سیدھا کھڑا ہی رہتا ہے، یہاں تک کہ وہ گر جاتا ہے، جبکہ اسے کوئی شعور ہی نہیں ہوتا۔''

فوائد: ......اس حدیث میں یہ اشارہ دیا گیا ہے کہ مومن اپنے نفس کو بطورِ عاریہ لی ہوئی ایک چیز سمجھے، اس کو لذات و شہوات سے دور رکھے، مصائب و حوادث کا محور سمجھے، نیز اسے یہ یقین ہونا چاہیے کہ اس کے نفس کو تو آخرت کے لیے پیدا کیا گیا ہے، اس طرح سے آزمائشیں اس کے حق میں بہت آسان ہو جائیں گی۔ رہا مسئلہ منافق کا تو سرے سے اس پر نازل ہونے والے امتحانات ہی کم ہوتے ہیں، تاکہ آخرت میں اس کے عذاب میں کوئی کمی نہ ہونے پائے۔ مومن اور منافق دونوں کے حق میں ہواؤں کی طرح آزمائشوں کا سلسلہ جاری رہتا ہے، لیکن ان سے متأثر ہونے والا اور عبرت حاصل کرنے والا صرف مؤمن ہوتا ہے، جب بھی اس پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے کوئی بلا آپڑتی ہے تو وہ اپنے طرزِ حیات کا

---

(١٦٢) تخريج: صحيح لغيره ـ أخرجه البزار: ٤٥، ٤٦ (انظر: ١٤٧٦١)

جائزہ لیتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی کوئی نافرمانی تو نہیں ہو گئی کہ وہ مجھے سزا دے رہا ہو۔ ہر جسمانی، ذہنی اور مالی آزمائش اس کے لیے یہی پیغام لاتی ہے کہ اللہ تعالیٰ کی طرف توجہ کرو اور اس سے دور نہ ہو۔ نیز وہ ہر آزمائش پر صبر کرتا ہے اور اسلامی احکام کے مطابق اس کے تقاضے پورا کرتا ہے، اس طرح اس کے درجات بلند ہوتے ہیں۔ بالکل ایسے ہی جیسے گندم کا پودا اپنے آپ کو تباہی سے بچانے کے لیے اپنے وجود کے اندر لچک پیدا کرتا ہے، جب سخت ہوا چلتی ہے تو زیادہ جھک جاتا ہے، جب ہلکی ہوا چلتی ہے تو کم جھکتا ہے اور جب ہوا ختم ہو جاتی ہے تو پھر سیدھا ہو کر کھڑا جاتا ہے، وہ یہی روٹین جاری رکھتا ہے، یہاں تک پھل دینے میں کامیاب ہو جاتا ہے اور کسان کی مراد پوری ہو جاتی ہے۔ لیکن منافق مضبوط تنے والے درخت کی طرح ان آزمائشوں سے متاثر نہیں ہوتا، وہ اللہ تعالیٰ کے انعامات کی پروا کرتا ہے نہ اس کے عذابوں کی۔ حتی کہ ایک دن اچانک کوئی بڑی آفت آتی ہے، جو اس کی زندگی کو ختم کر دیتی ہے۔

یک لخت گرا اور جڑیں تک نکل آئیں
وہ پیڑ جسے آندھی میں ملتے نہیں دیکھا

(١٦٣)۔ عَنْ أَبِیْ سَعِیْدِ نِ الْخُدْرِیِّ رضی اللہ عنہ عَنِ النَّبِیِّ صلی اللہ علیہ وسلم أَنَّهُ قَالَ: ((مَثَلُ الْمُؤْمِنِ كَمَثَلِ الْفَرَسِ عَلٰی آخِیَّتِهِ یَجُوْلُ ثُمَّ یَرْجِعُ عَلٰی آخِیَّتِهِ، وَاِنَّ الْمُؤْمِنَ یَسْهُوْ ثُمَّ یَرْجِعُ اِلَی الْاِیْمَانِ۔)) (مسند أحمد: ١١٣٥٥)

سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم نے فرمایا: ''مؤمن کی مثال اس گھوڑے کی طرح ہے، جو حلقہ دار رسی کے ساتھ بندھا ہوا ہو، وہ گھومتا ہے، لیکن بالآخر اپنی رسی کی طرف لوٹ آتا ہے، بیشک مؤمن بھول جاتا ہے، لیکن پھر ایمان کی طرف لوٹ آتا ہے۔''

فوائد: ......اس کا مفہوم یہ ہے کہ مومن گناہوں کی وجہ سے اپنے ربّ سے دور تو ہو جاتا ہے، لیکن چونکہ اس میں اصل ایمان موجود ہوتا ہے، اس لیے وہ نادم ہو جاتا ہے اور توبہ تائب ہو کر پھر سے اپنے ربّ کے قریب ہو جاتا ہے۔

(١٦٤)۔ عَنْ أَبِیْ ذَرٍّ رضی اللہ عنہ عَنِ النَّبِیِّ صلی اللہ علیہ وسلم أَنَّهُ قَالَ: ((اَلْاِسْلَامُ ذَلُوْلٌ لَا یَرْكَبُ اِلَّا ذَلُوْلًا۔)) (مسند أحمد: ٢١٦١٦)

سیدنا ابو ذر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم نے فرمایا: ''اسلام سہولت والا ہے اور یہ سہولت والے کو ہی نصیب ہوتا ہے۔''

فوائد: ......اسلام، میانہ روی اور اعتدال کا تقاضا کرتا ہے، اسی پر مداومت اور ہمیشگی اختیار کرنے کی امید رکھی جا سکتی ہے، اور جو آدمی افراط اور زیادتیٔ عمل کو پسند کرتا ہے، اس کے بارے میں یہ خطرہ رہتا ہے کہ ہو سکتا ہے کہ یہ شخص اس سلسلے کو برقرار نہ رکھ سکے، پھر ایسے ہی ہوتا ہے اور وہ اتنا غافل ہو جاتا ہے کہ بدعمل لوگوں میں اس کا شمار ہونے لگتا ہے۔

---

(١٦٣) تخریج: اسنادہ ضعیف ۔ أخرجه ابویعلی: ١١٠٦، ١٣٣٢ (انظر: ١١٣٥٥)

(١٦٤) تخریج: اسنادہ ضعیف جدا، معاذ بن رفاعة لین، وابو خلف الاعمی متروك الحدیث ۔ أخرجه (انظر:)

بَابٌ فِي الْوَقْتِ الَّذِيْ يَضْمَحِلُّ فِيْهِ الْإِيْمَانُ

اس وقت کا بیان، جس میں ایمان انحطاط پذیر ہو جائے گا

(١٦٥)۔عَنْ سَعْدِ بْنِ أَبِيْ وَقَّاصٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ وَهُوَ يَقُوْلُ: ((إِنَّ الْإِيْمَانَ بَدَأَ غَرِيْبًا وَسَيَعُوْدُ كَمَا بَدَأَ، فَطُوْبٰى يَوْمَئِذٍ لِلْغُرَبَاءِ إِذَا فَسَدَ الزَّمَانُ، وَالَّذِيْ نَفْسُ أَبِي الْقَاسِمِ بِيَدِهِ لَيَأْرِزَنَّ الْإِيْمَانُ بَيْنَ هٰذَيْنِ الْمَسْجِدَيْنِ كَمَا تَأْرِزُ الْحَيَّةُ فِيْ جُحْرِهَا۔)) (مسند أحمد: ١٦٠٤)

سیدنا سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: ''بیشک اجنبیت کی حالت میں اسلام کا ظہور شروع ہوا تھا اور عنقریب یہ ایسے ہی ہو جائے، جیسے ابتداء کے وقت تھا، بہرحال اُس وقت کے اجنبیت والوں کے لیے خوشخبری ہے، جبکہ باقی زمانے میں فساد آ چکا ہوگا۔ اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں ابو القاسم کی جان ہے! ایمان ان دو مسجدوں کی طرف اس طرح پناہ لے گا، جیسے سانپ اپنے بل کی طرف پناہ پکڑتا ہے۔''

فوائد: ......اگر چہ اس وقت دنیا پر اسلام کا خاصہ شہرہ ہے اور اس کو ماننے والوں کی تعداد بھی بہت زیادہ ہے، بہرحال عملی اور حقیقی اسلام میں کچھ اجنبیت کا احساس پایا جا رہا ہے، اصل دین اور اس کے تقاضے اکثر مسلمانوں کے ہاں غیر متعارف ہوتے جا رہے ہیں۔ اس حدیث مبارکہ میں جو پیشن گوئی کی گئی ہے، اس کا عملی ظہور آخری زمانہ میں ہوگا، ممکن ہے کہ ایسا اس وقت ہو جب دجال کے خروج کا وقت قریب آ جائے گا یا جب بہت زیادہ فتنے ظہور پذیر ہو جائیں گے اور کافر اور ظالم لوگ مسلم ممالک پر غالب آ جائیں گے، اس وقت اہل ایمان اپنے ایمان کے تحفظ کے لیے حرمین شریفین میں پہنچ جائیں گے۔

(١٦٦)۔عَنْ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ سَنَّةَ رضی اللہ عنہ أَنَّهُ سَمِعَ النَّبِيَّ ﷺ يَقُوْلُ: ((بَدَأَ الْإِسْلَامُ غَرِيْبًا ثُمَّ يَعُوْدُ غَرِيْبًا كَمَا بَدَا، فَطُوْبٰى لِلْغُرَبَاءِ۔)) قِيْلَ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! وَمَنِ الْغُرَبَاءُ؟ قَالَ: ((اَلَّذِيْنَ يُصْلِحُوْنَ إِذَا فَسَدَ النَّاسُ وَالَّذِي نَفْسِيْ بِيَدِهِ لَيَنْحَازَنَّ الْإِيْمَانُ إِلَى الْمَدِيْنَةِ كَمَا يَحُوْزُ السَّيْلُ، وَالَّذِيْ

سیدنا عبد الرحمٰن بن سَنَّہ سے مروی ہے کہ نبی کریم نے فرمایا: ''بیشک اجنبیت کی حالت میں اسلام کی ابتدا ہوئی تھی اور عنقریب یہ ایسے ہی اجنبیت والا ہو جائے گا، جیسے ابتداء کے وقت تھا، بہرحال (اسلام والے) نامانوس لوگوں کے لیے خوشخبری ہے۔'' کسی نے کہا: اے اللہ کے رسول! نامانوس سے کون لوگ مراد ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اس سے مراد وہ لوگ ہیں کہ جب لوگوں میں فساد آ جائے تو وہ اصلاح کرتے

---

(١٦٥) تخريج: اسناده جيّد ـ أخرجه ابويعلى: ٧٥٦، والبزار: ١١١٩ (انظر: ١٦٠٤)

(١٦٦) تخريج: اسناده ضعيف جدا بهذه السياقة، اسحاق بن عبد الله بن ابى فروة متروك ويوسف بن سليمان واه، قاله ابن حجر (انظر: ١٦٦٩٠)

نَفْسِي بِيَدِهِ لَيَأْرِزَنَّ الْإِسْلَامُ إِلَى مَا بَيْنَ الْمَسْجِدَيْنِ كَمَا تَأْرِزُ الْحَيَّةُ إِلَى جُحْرِهَا۔)) (مسند أحمد: ١٦٨١٠)

ہیں، اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! ایمان، مدینہ منورہ کی طرف سیلاب (کے نچلی جگہ کی طرف آگے بڑھنے) کی طرح پناہ لے گا، اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! اسلام ان دو مسجدوں کی طرف اس طرح پناہ لے گا، جیسے سانپ اپنے بل کی طرف پناہ لیتا ہے۔"

(١٦٧)۔عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ ﷺ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ: ((إِنَّ الدِّيْنَ بَدَأَ غَرِيْبًا وَ سَيَعُوْدُ غَرِيْبًا كَمَا بَدَأَ فَطُوْبٰى لِلْغُرَبَاءِ۔)) (مسند أحمد: ٩٠٤٢)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: "دین اپنی ابتداء کے وقت بھی نامانوس تھا اور عنقریب یہ نامانوس ہو جائے گا، پس اس کو اپنانے والے نامانوس لوگوں کے لیے خوشخبری ہے۔"

(١٦٨)۔عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ ﷺ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ (بِلَفْظِ) إِنَّ الْإِسْلَامَ فَذَكَرَ مِثْلَهُ وَزَادَ، وَقِيْلَ: وَمَنِ الْغُرَبَاءُ؟ قَالَ: ((اَلنُّزَّاعُ مِنَ الْقَبَائِلِ۔)) (مسند أحمد: ٣٧٨٤)

سیدنا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے نبی کریم ﷺ سے یہی حدیث دین کے بجائے "اسلام" کے لفظ کے ساتھ بیان کی ہے اور اس میں یہ الفاظ زیادہ ہیں: کسی نے کہا: نامانوس کون لوگ ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: "قبیلوں (اور رشتہ داروں) سے دور ہو جانے والے۔"

فوائد: ......ایسے مختصر افراد کے لیے مشکل ہوگا کہ وہ اپنے قبیلوں میں رہ کر اسلامی احکام کی مراد پوری کر سکیں، لہٰذا وہ اس مقصد کو پورا کرنے کے لیے گھر بار کو چھوڑ کر چلے جائیں گے۔

یا پھر مطلب یہ ہے کہ وہ اپنے معاملات و تعلقات کے لحاظ سے لوگ سے الگ تھلگ ہو جائیں گے اگرچہ ان کی رہائش گاہیں الگ نہ ہوں گی۔

(١٦٩)۔عَنْ عَلْقَمَةَ الْمُزَنِيِّ قَالَ: حَدَّثَنِيْ رَجُلٌ قَالَ: كُنْتُ فِي مَجْلِسِ عُمَرَبْنِ الْخَطَّابِ بِالْمَدِيْنَةِ فَقَالَ لِرَجُلٍ مِنَ الْقَوْمِ: يَا فُلَانُ! كَيْفَ سَمِعْتَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَنْعَتُ الْإِسْلَامَ؟ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ

علقمہ مزنی کہتے ہیں: مجھے ایک بندے نے بیان کرتے ہوئے کہا: میں مدینہ منورہ میں سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کی مجلس میں تھا، انھوں نے ایک شخص سے کہا: اے فلاں! تو نے رسول اللہ ﷺ کو کیا فرماتے ہوئے سنا، جب آپ ﷺ اسلام کی کیفیت بیان کر رہے تھے؟ اس نے کہا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو

---

(١٦٧) تخريج: أخرجه مسلم: ١٤٥ (انظر: ٩٠٥٤)

(١٦٨) تخريج: صحيح على شرط مسلم۔ أخرجه الترمذي: ٢٦٢٩، وابن ماجة: ٣٩٨٨ (انظر: ٣٧٨٤)

(١٦٩) تخريج: اسناده ضعيف لابهام راويه عن الصحابي ۔ أخرجه ابو يعلى: ١٩٢ (انظر: ١٥٨٠٢)

اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((اِنَّ الْاِسْلَامَ بَدَأَ جَذْعًا، ثُمَّ ثَنِيًّا، ثُمَّ رَبَاعِيًّا، ثُمَّ سُدَاسِيًّا، ثُمَّ بَازِلًا۔)) فَقَالَ عُمَرُ: فَمَا بَعْدَ الْبُزُوْلِ اِلَّا النُّقْصَانُ۔ (مسند أحمد: ١٥٨٩٥)

یہ فرماتے ہوئے سنا تھا: ''بیشک اسلام کی ابتدا (پانچویں سال میں داخل ہونے والے) نوجوان اونٹ کی طرح ہوئی، پھر وہ چھٹے سال میں داخل ہونے والے اونٹ کی طرح قوی ہوگا، پھر وہ ساتویں سال میں داخل ہونے والے اونٹ کی طرح طاقت ور بنے گا، پھر آٹھویں سال میں داخل ہونے والے اور پھر نویں سال میں داخل ہونے والے اونٹ کی طرح طاقت حاصل کرے گا۔'' یہ سن کر سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: اونٹ کی عمر کے نویں کے بعد تو کمزوری شروع ہو جاتی ہے۔

فوائد: ......لیکن یہ حقیقت ہے کہ اسلام کو عروج ملا اور بہت عروج ملا، پھر اہل اسلام مختلف فتنوں میں مبتلا ہو گئے، یہ سلسلہ کسی نہ کسی انداز میں ابھی تک جاری ہے، لیکن پھر ایک وقت ایسا آنے والا ہے کہ روئے زمین پر صرف ایک مذہب ہوگا، جس کو اسلام کہتے ہیں، اس کے بعد پھر زوال شروع ہوگا اور بالآخر صفحۂ ہستی سے اسلام کا نام ہی مٹ جائے گا اور برے لوگ باقی رہ جائیں گے، جن پر قیامت برپا ہوگی۔

(١٧٠)۔ عَنْ كُرْزِ بْنِ عَلْقَمَةَ الْخُزَاعِيِّ ؓ قَالَ: قَالَ أَعْرَابِيٌّ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! هَلْ لِلْاِسْلَامِ مُنْتَهًى؟ قَالَ: ((نَعَمْ، أَيُّمَا أَهْلِ بَيْتٍ مِنَ الْعَرَبِ أَوِ الْعَجَمِ أَرَادَ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ بِهِمْ خَيْرًا أَدْخَلَ عَلَيْهِمُ الْاِسْلَامَ۔)) قَالَ: ثُمَّ مَاذَا؟ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! قَالَ: ((ثُمَّ تَقَعُ فِتَنٌ كَأَنَّهَا الظُّلَلُ، قَالَ الْأَعْرَابِيُّ: كَلَّا، (وَفِيْ رِوَايَةٍ: كَلَّا وَاللّٰهِ اِنْ شَاءَ اللّٰهُ) قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((بَلٰى وَالَّذِي نَفْسِيْ بِيَدِهِ لَتَعُوْدُنَّ فِيْهَا أَسَاوِدَ صُبًّا يَضْرِبُ بَعْضُكُمْ رِقَابَ بَعْضٍ۔)) (مسند أحمد: ١٦٠١٢)

سیدنا کرز بن علقمہ خزاعی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک بدّو نے کہا: اے اللہ کے رسول! کیا اسلام کی کوئی انتہا بھی ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''جی ہاں، عرب وعجم کے جس گھر والوں کے ساتھ اللہ تعالیٰ خیر و بھلائی کا ارادہ کرے گا، ان پر اسلام کو داخل کر دے گا۔'' اس نے کہا: اے اللہ کے رسول! پھر کیا ہو گا؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''پھر سایوں (یعنی پہاڑوں اور بادلوں) کی طرح فتنے رونما ہو جائیں گے۔'' اس نے کہا: ہرگز نہیں، اللہ کی قسم! اگر اللہ نے چاہا تو ایسے ہرگز نہیں ہوگا۔ لیکن نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''کیوں نہیں، اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! تم خبیث ترین بڑے سانپ کی طرح ہو کر ایک دوسرے کی گردنیں مارنے کے لیے جھپٹ پڑو گے۔''

(١٧٠) تخريج: اسناده صحيح ـ أخرجه الطيالسي: ١٢٩٠، وابن ابي شيبة: ١٥/ ١٣، والحاكم: ١/ ٣٤ (انظر: ١٥٩١٧)

فوائد: ......اسلام کے عروج وزوال کی جو صورتیں ظہور پذیر ہو چکی ہیں، اُن کو اس حدیث کا مصداق بنایا جا سکتا ہے، پہلی دو صدیوں میں ہی مسلمانوں کی آپس کی قتل و غارت کی حیران کن مثالیں موجود ہیں۔ وَاللّٰہَ نَسْأَلُ الْعَافِیَةَ۔

(۱۷۱)۔ (وَعَنْهُ مِنْ طَرِيْقٍ ثَانٍ بِنَحْوِهِ)۔ وَفِيْهِ بَعْدَ قَوْلِهِ ((يَضْرِبُ بَعْضُكُمْ رِقَابَ بَعْضٍ)) وَقَرَأَ عَلٰى سُفْيَانَ قَالَ الزُّهْرِيُّ: أَسَاوِدَ صُبًّا، قَالَ سُفْيَانُ: اَلْحَيَّةُ السَّوْدَاءُ تَنْصَبُّ أَيْ تَرْتَفِعُ۔ (مسند أحمد: ۱۶۰۱۲)

(دوسری سند) اس میں ''تم ایک دوسرے کی گردنیں مارو گے'' کے بعد یہ الفاظ ہیں: امام زہری نے امام سفیان پر یہ الفاظ پڑے: ''أَسَاوِدَ صُبًّا''، اور امام سفیان نے کہا: بڑا اور کالا سانپ جو بلند ہوتا ہے۔

(۱۷۲)۔ (وَعَنْهُ مِنْ طَرِيْقٍ ثَالِثٍ بِنَحْوِهِ)۔ وَزَادَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((وَأَفْضَلُ النَّاسِ يَوْمَئِذٍ مُؤْمِنٌ مُعْتَزِلٌ فِي شَعْبٍ مِنَ الشِّعَابِ يَتَّقِي رَبَّهُ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى وَيَدَعُ النَّاسَ مِنْ شَرِّهِ۔)) (مسند أحمد: ۱۶۰۱٤)

(تیسری سند) اسی طرح کی روایت ہے، البتہ یہ الفاظ زیادہ ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اس وقت لوگوں میں سب سے زیادہ فضیلت والا شخص وہ مؤمن ہوگا، جو کسی گھاٹی میں الگ تھلگ ہو جائے گا اور اپنے ربّ سے ڈرے گا اور لوگوں کو اپنے شرّ سے محفوظ کر دے گا۔''

(۱۷۳)۔ عَنْ أَبِيْ أُمَامَةَ الْبَاهِلِيِّ رضی اللہ عنہ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((لَيُنْتَقَضَنَّ عُرَى الْإِسْلَامِ عُرْوَةً عُرْوَةً، فَكُلَّمَا انْتَقَضَتْ عُرْوَةٌ تَشَبَّثَ النَّاسُ بِالَّتِي تَلِيْهَا وَأَوَّلُهُنَّ نَقْضًا الْحُكْمُ وَآخِرُهُنَّ الصَّلٰوةُ۔)) (مسند أحمد: ۲۲۵۱۳)

سیدنا ابو امامہ باہلی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اسلام کے کنڈوں یعنی اسلام کے احکام کو ایک ایک کر کے گرایا جاتا رہے گا، جب ایک کنڈا گر جائے گا تو لوگ اگلے کنڈے کے درپے ہو جائیں گے، سب سے پہلے جس حکم کو توڑا جائے گا، وہ عدل ہوگا اور سب سے آخر میں نماز کو منہدم کر دیا جائے گا۔''

فوائد: ......سبحان اللہ! جہاں تک عدل وانصاف کا تعلق ہے، تو کئی صدیوں سے اکثر مسلم آبادی میں اس کے آثار مٹ چکے ہیں اور اب نوے فیصد سے زیادہ مسلمانوں نے نماز کو بھی منہدم کر دیا ہے، لیکن دھوکے کی بات یہ ہے کہ وہ بزعم خود پھر بھی کامل مسلمان ہیں۔

---

(۱۷۱) تخریج: انظر الحدیث بالطریق الاول

(۱۷۲) تخریج: انظر الحدیث بالطریق الاول

(۱۷۳) تخریج: اسنادہ جیّد۔ أخرجہ الطبرانی فی ''الکبیر'': ۷٤۸٦، وابن حبان: ٦۷۱۵ (انظر: ۲۲۱٦۰)

(۱۷٤)۔عَنِ ابْنِ فَيْرُوْزِ الدَّيْلَمِيِّ عَنْ أَبِيْهِ رضي الله عنه قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَيُنْقَضَنَّ الْإِسْلَامُ عُرْوَةً عُرْوَةً كَمَا يُنْقَضُ الْحَبْلُ قُوَّةً قُوَّةً۔)) (مسند أحمد: ۱۸۲۰۲)

سیدنا فیروز دیلمی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اسلام کے کنڈوں یعنی احکام کو ایک ایک کر کے گرا دیا جائے گا، بالکل ایسے ہی جیسے ایک ایک لڑی کرتے کرتے رسی کو توڑ دیا جاتا ہے۔''

فوائد: ......کہیں شرک غالب آیا، کہیں بدعت کو عروج ملا، کہیں سنتیں مفقود ہوئیں، کہیں بے پردگی عام ہوئی، کہیں مرد و زن کا اختلاط ظاہر ہوا، کہیں زنا عام ہوا، کہیں رشوت نے رقص کیا، کہیں سود نے پنجے گاڑھے، کہیں اسلامی حدود کے ساتھ استہزا کیا گیا، کہیں اہل علم کی رسوائی ہوئی، کہیں مربی لوگوں کا زوال ہوا، قتل و غارت گری، چوری وڈاکہ زنی، عصمت دری، ظلم و ستم، انسانیت کی طبقوں میں تقسیم، نمود و نمائش، اسلام کے ارکان و فرائض کی ادائیگی سے بدترین غفلت ......، یقین مانیں کوئی ایسا قابل تعریف فعل یا قول نہ رہا، جس کو چھوڑا نہ گیا ہو اور کوئی ایسی قابل مذمت کاروائی نہیں رہی، جس کا ارتکاب نہ کیا گیا ہو۔ ہم اللہ تعالیٰ سے عافیت کا سوال کرتے ہیں۔

(۱۷۵)۔عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ بُسْرٍ رضي الله عنه قَالَ: لَقَدْ سَمِعْتُ حَدِيْثًا مُنْذُ زَمَانٍ إِذَا كُنْتَ فِي قَوْمٍ عِشْرِيْنَ رَجُلًا أَوْ أَقَلَّ أَوْ أَكْثَرَ فَتَصَفَّحْتَ فِي وُجُوْهِهِمْ فَلَمْ تَرَ فِيْهِمْ رَجُلًا يُهَابُ فِي اللّٰهِ فَاعْلَمْ أَنَّ الْأَمْرَ قَدْ رَقَّ۔ (مسند أحمد: ۱۷۸۳۱)

سیدنا عبد اللہ بن بسر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: کافی عرصہ ہو گیا ہے کہ میں نے ایک بات سنی تھی، جب تو بیس یا اس سے کم یا زیادہ لوگوں میں ہو اور پھر ان کے چہروں کو غور سے دیکھے، اگر ان میں تجھے ایک چہرہ بھی ایسا نہ لگے کہ اللہ تعالیٰ کے لیے جس کی تعظیم و تکریم کی جاتی ہو، تو جان لینا کہ ایمان کمزور پڑ چکا ہے۔

فوائد: ......یہ حدیث نبوی نہیں ہے، ویسے سیدنا عبد اللہ بن بسر رضی اللہ عنہ کی سنی ہوئی ایک بات ہے، لیکن یہ ایک حقیقت ہے کہ جب محبت و مودّت اور نفرت و عداوت کا معیار اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی ذات نہ رہے تو دین میں کمزوری پیدا ہو جاتی ہے۔

بَابٌ فِيْمَا جَاءَ فِيْ رَفْعِ الْأَمَانَةِ وَالْإِيْمَانِ
امانت اور ایمان کے اٹھ جانے کا بیان

تنبیہ: ......درج ذیل حدیث میں ''امانت'' سے مراد احکام شرعیہ اور فرائض و واجبات ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں سے جن کا عہد و پیمان لیا ہے، جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿إِنَّا عَرَضْنَا الْأَمَانَةَ عَلَى السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ

---

(۱۷٤) تخريج: حسن لغيره (انظر: ۱۸۰۳۹)

(۱۷۵) تخريج: اسناده حسن، لكنه ليس بحديث نبوى كما توضحه رواية الطبرانى ـ أخرجه الطبرانى فى "الشاميين": ۱۰۰۸، ۱۰۰۹، والبيهقى فى "الشعب": ۹۰۷۸ (انظر: ۱۷٦۷۹)

وَالْجِبَالِ فَأَبَيْنَ اَنْ يَّحْمِلْنَهَا وَاَشْفَقْنَ مِنْهَا وَحَمَلَهَا الْاِنْسَانُ اِنَّهٗ كَانَ ظَلُوْمًا جَهُوْلًا۔﴾ ……''بیشک ہم نے اپنی امانت کو آسمانوں اور زمین اور پہاڑوں پر پیش کیا، لیکن سب نے اس کے اٹھانے سے انکار کر دیا اور اس سے ڈر گئے، مگر انسان نے اسے اٹھالیا، وہ بڑا ہی ظالم جاہل ہے۔'' (سورۂ احزاب: ۷۲) احکام شرعیہ کو امانت سے تعبیر کر کے اشارہ فرما دیا کہ ان کی ادائیگی انسانوں پر اسی طرح واجب ہے، جس طرح امانت کی ادائیگی ضروری ہوتی ہے۔ اس سے مراد صرف وہ ''امانت'' نہیں، جو ''خیانت'' کا متضاد ہے۔

(۱۷۶)۔ عَنْ حُذَيْفَةَ بْنِ الْيَمَانِ رضی اللہ عنہ قَالَ: حَدَّثَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ حَدِيْثَيْنِ قَدْ رَأَيْتُ أَحَدَهُمَا وَ أَنَا أَنْتَظِرُ الْآخَرَ، حَدَّثَنَا أَنَّ الْأَمَانَةَ نَزَلَتْ فِي جَذْرِ قُلُوْبِ الرِّجَالِ ثُمَّ نَزَلَ الْقُرْآنُ فَعَلِمُوْا مِنَ الْقُرْآنِ وَ عَلِمُوْا مِنَ السُّنَّةِ، ثُمَّ حَدَّثَنَا عَنْ رَفْعِ الْأَمَانَةِ فَقَالَ: ((يَنَامُ الرَّجُلُ النَّوْمَةَ فَتُقْبَضُ الْأَمَانَةُ مِنْ قَلْبِهِ فَيَظَلُّ أَثَرُهَا مِثْلَ أَثَرِ الْوَكْتِ فَتُقْبَضُ الْأَمَانَةُ مِنْ قَلْبِهِ فَيَظَلُّ أَثَرُهَا مِثْلَ أَثَرِ الْمَجْلِ كَجَمْرٍ دَحْرَجْتَهُ عَلٰى رِجْلِكَ فَتَرَاهُ مُنْتَبِرًا وَلَيْسَ فِيهِ شَيْءٌ۔)) قَالَ: ثُمَّ أَخَذَ حَصًا فَدَحْرَجَهُ عَلٰى رِجْلِهِ قَالَ: ((فَيُصْبِحُ النَّاسُ يَتَبَايَعُوْنَ لَا يَكَادُ أَحَدٌ يُؤَدِّي الْأَمَانَةَ حَتّٰى يُقَالَ: إِنَّ فِيْ بَنِيْ فُلَانٍ رَجُلًا أَمِيْنًا حَتّٰى يُقَالَ لِلرَّجُلِ: مَا أَجْلَدَهُ وَ أَظْرَفَهُ وَ أَعْقَلَهُ وَمَا فِيْ قَلْبِهِ حَبَّةٌ مِنْ خَرْدَلٍ مِنْ إِيْمَانٍ۔)) وَلَقَدْ أَتٰى عَلَيَّ زَمَانٌ وَمَا أُبَالِيْ أَيُّكُمْ بَايَعْتُ، لَئِنْ كَانَ مُسْلِمًا لَيَرُدَّنَّهُ عَلَيَّ دِيْنُهُ وَلَئِنْ كَانَ نَصْرَانِيًّا أَوْ يَهُوْدِيًّا لَيَرُدَّنَّهُ

سیدنا حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے ہمیں دو حدیثیں بیان کی، میں نے ایک کا مصداق تو دیکھ لیا ہے اور دوسرے کا انتظار کر رہا ہوں، آپ ﷺ نے ہمیں بیان کیا تھا کہ امانت لوگوں کے دلوں کی اصل میں داخل ہوئی، پھر قرآن نازل ہوا، لوگوں نے قرآن مجید اور سنت کی تعلیم حاصل کی، پھر آپ ﷺ نے ہمیں اس امانت کے اٹھ جانے کے بارے میں بتلاتے ہوئے فرمایا: ''آدمی سوئے گا اور اس کے دل سے یہ امانت کھینچ لی جائے گی اور ہلکے سے نشان اور دھبے کی طرح اس کا اثر باقی رہ جائے گا، پھر جب اس کے دل سے رہی سہی امانت کو اٹھا لیا جائے گا تو چھالے اور آبلے کی طرح اس کا اثر باقی رہ جائے گا، بالکل ایسے ہی جیسے تو انگارے کو اپنے پاؤں پر لڑھکائے اور پھر تو اس کے نتیجے میں ورم کے نشان دیکھے، جب کہ اس میں کوئی چیز بھی نہیں ہوتی۔'' پھر آپ ﷺ نے وضاحت کرنے کے لیے ایک کنکری کو اپنے پاؤں پر لڑھکایا، پھر فرمایا: ''پھر لوگ خرید و فروخت تو کریں گے، لیکن کوئی ایک بھی ایسا نہیں ہوگا، جو امانت ادا کرے گا، حتی کہ لوگ کہیں گے: بنو فلاں میں ایک امانت دار آدمی ہے، (لیکن یہ شہادت بھی اس طرح کی ہوگی کہ) لوگ ایک آدمی کی تعریف کرتے ہوئے کہیں گے: وہ کس

(۱۷۶) تخريج: أخرجه البخاري: ٦٤٩٧، ٧٠٨٦، ٧٢٧٦، ومسلم: ١٤٣ ورواية البخاري مختصرة (انظر: ٢٣٢٥٥)

عَلَيَّ سَاعِيهِ، فَأَمَّا الْيَوْمَ فَمَا كُنْتُ لِأُبَايِعَ مِنْكُمْ إِلَّا فُلَانًا وَفُلَانًا. (مسند أحمد: ٢٣٦٤٤)

قدر باہمت و با استقلال ہے، وہ کیسا زیرک اور خوش اسلوب آدمی ہے، وہ کتنا عقل مند شخص ہے، جبکہ اس کے دل میں رائی کے دانے کے برابر ایمان نہیں ہوگا۔'' پھر سیدنا حذیفہ رضی اللہ عنہ نے کہا: ایک زمانہ ایسا تھا کہ مجھے کوئی پرواہ نہیں ہوتی تھی کہ میں کس سے سودا کر رہا ہوں، اگر وہ مسلمان ہوتا تو اس کا دین اس کو میری امانت لوٹانے پر مجبور کرتا اور اگر وہ عیسائی یا یہودی ہوتا تو اس سے جزیہ وصول کرنے والا میرا حق لوٹا دیتا تھا، لیکن یہ زمانہ، تو اس میں میں صرف اور صرف فلاں فلاں آدمی سے لین دین کروں گا۔

فوائد: ......یقین مانیں کہ اس وقت بازاروں میں عدم اعتمادی کی یہی صورتحال ہے، جن لوگوں نے دوکانیں اور مکانات کرائے پر دے رکھے ہیں، ان کو یہی خطرہ رہتا ہے کہ کرایہ دار قبضہ نہ کر لے، کوئی کسی کو اس وجہ سے ادھار دینے کے لیے تیار نہیں ہے کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ وہ کل کلاں انکاری ہو جائے۔ نیز ایسے ایسے لوگوں کو امانتدار، غیر جانبدار اور انصاف پسند کہا جا رہا ہے، جو بیچارے اسلامی شعائر اور ارکان سے محروم ہوتے ہیں۔

(١٧٧)۔عَنْ عَبْدِاللّٰهِ (يَعْنِي ابْنَ مَسْعُوْدٍ ﷛) عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: تَدُوْرُ رَحَى الْإِسْلَامِ بِخَمْسٍ (وَفِي رِوَايَةٍ: عَلٰى رَأْسِ خَمْسٍ) وَثَلَاثِيْنَ أَوْ سِتٍّ وَثَلَاثِيْنَ أَوْ سَبْعٍ وَثَلَاثِيْنَ فَإِنْ يَهْلِكُوْا فَسَبِيْلُ مَنْ قَدْ هَلَكَ وَإِنْ يَقُمْ لَهُمْ دِيْنُهُمْ يَقُمْ لَهُمْ سَبْعِيْنَ عَامًا، قَالَ: قُلْتُ: أَمِمَّا مَضٰى أَمْ مِمَّا بَقِيَ؟ قَالَ: مِمَّا بَقِيَ. (مسند أحمد: ٣٧٣٠)

سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''پینتیس یا چھتیس یا سینتیس سالوں کے بعد اسلام کی چکی گھومے گی، اس کے بعد اگر وہ (گمراہ رہ کر) ہلاک ہوئے تو وہ پہلے ہلاک ہونے والوں کی طرح ہوں گے اور اگر ان کے لیے اُن کا دین قائم رہا تو وہ ستر سال تک قائم رہے گا۔'' میں نے کہا اور ایک روایت کے مطابق سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: اے اللہ کے نبی! ماضی سمیت یا مستقل ستر سال؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''مستقل ستر سال۔''

(١٧٨)۔ (وَعَنْهُ أَيْضًا مِنْ طَرِيْقٍ ثَانٍ)۔عَنِ النَّبِيِّ ﷺ مِثْلُهُ إِلَّا أَنَّهُ قَالَ: فَقَالَ لَهُ عُمَرُ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! مَا مَضٰى أَمْ مَا بَقِيَ؟ (مسند احمد)

(دوسری سند) اسی طرح کی حدیث ہے، البتہ اس میں ہے: سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: اے اللہ کے رسول! ماضی مستقل یا مستقل اتنا عرصہ ہے؟

---

(١٧٧) تخريج: حديث حسن ۔ أخرجه ابوداود: ٤٢٥٤ (انظر: ٣٧٣٠)

(١٧٨) تخريج: انظر الحديث بالطريق الاول

(۱۷۹)۔ (وَعَنْهُ أَيْضًا مِنْ طَرِيْقٍ ثَالِثٍ)۔قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِنَّ رَحَى الْإِسْلَامِ سَتَزُوْلُ بِخَمْسٍ وَ ثَلَاثِيْنَ أَوْ سِتٍّ وَ ثَلَاثِيْنَ أَوْ سَبْعٍ وَ ثَلَاثِيْنَ، فَإِنْ يَهْلِكُوْا فَكَسَبِيْلِ مَنْ هَلَكَ وَ إِنْ يَقُمْ لَهُمْ دِيْنُهُمْ يَقُمْ لَهُمْ سَبْعِيْنَ عَامًا، قَالَ عُمَرُ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! أَبِمَا مَضَى أَمْ بِمَا بَقِيَ؟ قَالَ: بَلْ بِمَا بَقِيَ۔ (مسند أحمد: ۳۷۰۷)

(تیسری سند) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''پینتیس یا چھتیس یا سینتیس سالوں کے بعد اسلام کی چکی گھومے گی، اس کے بعد اگر وہ (گمراہ رہ کر) ہلاک ہوئے تو وہ پہلے ہلاک ہونے والوں کی طرح ہوں گے اور اگر دین قائم رہا تو وہ ستر سال تک قائم رہے گا۔'' سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: اے اللہ کے رسول! ماضی سمیت یا مستقل ستر سال؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''مستقل ستر سال۔''

فوائد: ......علامہ عظیم آبادی نے کہا: اسلام کی چکی گھومنا، اس کے مختلف معانی بیان کیے گئے ہیں: (۱) اکثر کا یہ خیال ہے کہ اس سے مراد بغیر کسی نقص کے نبوت کے منہج اور خلافت کا جاری رہنا، خلفاء کے معاملات کا مستقیم رہنا، حدود کو نافذ کرنا اور شرعی احکام کو رواج دینا ہے۔ (۲) اس سے مراد لڑائی اور قتل و غارت گری ہے۔ (عون المعبود: ۱۱/ ۲۲۰)

امام البانی رحمہ اللہ رقمطراز ہیں: خطیب رحمہ اللہ نے کہا: "تَدُوْرُ رُحَى الْإِسْلَامِ" ایک ضرب المثل ہے، اس کا مرادی معنی یہ ہے کہ اس مدت کے بعد اسلام میں کوئی عظیم سانحہ رونما ہو گا، جو اہل اسلام کے لیے خطرہ ہو گا۔ جب کسی معاملے میں تغیر پیدا ہوتا ہے یا وہ تبدیل ہوتا ہے تو "دَارَتْ رَحَاهُ" (اس کی چکی گھوم گئی) کہتے ہیں۔ ایسے معلوم ہوتا ہے کہ حدیث کے شروع میں مدتِ خلافت کے ختم ہونے کی طرف اشارہ کیا گیا ہے۔ واللہ اعلم۔ "يَقُمْ لَهُمْ دِيْنُهُمْ" کے معانی ہیں: مسلمانوں کی بادشاہت اور سلطنت قائم رہے گی، کیونکہ ''دین'' کا اطلاق بادشاہت اور سلطنت پر بھی ہوتا ہے، جیسا کہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے: ﴿مَا كَانَ لِيَأْخُذَ أَخَاهُ فِيْ دِيْنِ الْمَلِكِ﴾ (سورۂ یوسف: ۷٦) ......''وہ (حضرت یوسف علیہ السلام) اپنے بھائی کو بادشاہ کی بادشاہت کے قانون کے مطابق نہیں رکھ سکتے تھے۔''

سیدنا حسن بن علی رضی اللہ عنہ کی سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کی بیعت کرنے سے لے کر مشرق سے بنوامیہ کی بادشاہت ختم ہونے تک تقریباً ستر سال بنتے ہیں۔ امام طحاوی نے کہا: شک کی بنا پر نہیں، بلکہ اللہ تعالیٰ کی مشیت کی بنا پر پینتیس یا چھتیس یا سینتیس کہا گیا، جو پینتیس برس کی صورت میں ظاہر ہوا، اس عرصے کے بعد (اہل مصر) نے سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کا محاصرہ کر لیا، حتی کہ ان کو شہید کر دیا گیا۔ ان کی شہادت امت میں اختلاف و افتراق کا سبب ٹھہری، اس کے بعد اگر کوئی ہلاک ہوا تو وہ پہلے ہلاک ہونے والوں کی طرح ہو گا، بہرحال اللہ تعالیٰ نے پردہ رکھا اور اس کی تلافی کرتے ہوئے اس امت میں ایسے افراد کو قائم رکھا، جنھوں نے دین کی حفاظت کی۔ (صحیحہ: ۹۷٦) ملا علی قاری رحمہ اللہ نے کہا: زمانۂ ہجرتِ نبوی سے لے کر خلفائے ثلاثہ (سیدنا ابوبکر، سیدنا عمر اور سیدنا عثمان رضی اللہ عنہم) کی خلافت کی انتہا تک پینتیس سال بنتے ہیں، اس

---

(۱۷۹) تخریج: انظر الحدیث بالطریق الاول

میں عوام وخواص کا کوئی اختلاف نہیں ہے، اس عرصے کے بعد سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کو قتل کر دیا گیا، پھر چھتیسویں سال کو جنگِ جمل کا اور سینتیسویں سال کو جنگِ صفین کا واقعہ پیش آیا...... خطابی نے کہا: ''چکی گھومنے'' سے مراد جنگ و جدل اور قتل و غارت گری ہے، تشبیہ کی وجہ یہ ہے کہ جس طرح چکی دانے کو پیستی ہے، اس طرح اس عرصے کے بعد لوگوں کی جانیں ہلاک ہونا شروع ہو جائیں گی، ...... آپ ﷺ اپنے صحابہ کو یہ خبر دینا چاہتے ہیں کہ وہ پینتیس یا چھتیس یا سینتیس تک (آپ ﷺ کے دور کی طرح) دین پر قائم رہیں گے، پھر اختلاف کی وجہ سے افتراق و انتشار پڑ جائے گا، اس کے بعد اگر کوئی ہلاک ہوا تو وہ پہلے ہلاک ہونے والوں کی طرح ہوگا۔ لیکن اگر مسلمانوں کا معاملہ پھر سے ایک امیر کی اطاعت اور حق کی تائید کی طرف لوٹ آیا تو وہ ستر سال تک جاری رہے گا۔(مرقاۃ المفاتیح: ۹/ ۲۹۰۔ ۲۹۲)

كِتَابُ الْقَدْرِ
تقدیر کے ابواب

التقدیر : ......لغوی معنی: اندازہ لگانا، مقدار مقرر کرنا، تخمینہ کرنا، حساب لگانا

اصطلاحی تعریف : ......ہم چار انداز میں تقدیر کا اصطلاحی مفہوم بیان کرتے ہیں، تا کہ قارئین کو اچھی طرح سمجھ آ جائے: (ا) اللہ تعالیٰ نے تخلیق کائنات سے قبل کائنات میں رونما ہونے والی تمام اشیا کی کیفیات و کمیات، احوال و ظروف، اوقات و ازمان، آمد و رفت، غرضیکہ ہر چیز کی ہر کیفیت کا اندازہ لگا لیا۔ پھر آج تلک عالم علوی اور عالم سفلی میں جو کچھ ہوا، وہ اللہ تعالیٰ کے علم کے مطابق ہوا اور جو کچھ مستقبل میں ہوگا، وہ بھی اللہ تعالیٰ کے علم کے مطابق ہی ہو گا۔(ب) تقدیر کا مفہوم یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ازل میں امورِ کائنات اور مستقبل میں وجود پانے والی ہر چیز کا اندازہ لگایا اور اسے معلوم ہے کہ یہ امور فلاں اوقات میں اور فلاں صفات کے ساتھ واقع ہوں گے، اب یہ امور اللہ تعالیٰ کے اندازے کے مطابق وقوع پذیر ہو رہے ہیں۔ (ج) کائنات کی ابتدا سے انتہا تک اس میں جو کچھ ہونا تھا، اللہ تعالیٰ کو اپنے وسیع اور کامل علم کی وجہ سے معلوم ہے اور اب کائنات میں جو کچھ ہو رہا ہے، وہ اللہ تعالیٰ کے سابق علم اور مشیت کے مطابق ہو رہا ہے۔ (د) اللہ تعالیٰ کا علم اتنا مضبوط ہے کہ اسے مستقبل کی اخبار و واقعات صحیح طور پر معلوم ہیں، یہی معلومات تقدیر ہیں۔

ہم کوشش کرتے ہیں کہ دو تین صفحات میں تقدیر کے بارے میں مختلف اشکالات کا جواب دے دیں، لیکن اگر کسی کو کوئی اشکال ہو تو پہلی گزارش ہے کہ وہ اس کو اللہ تعالیٰ کے سپرد کر کے نفس کے خیالات رفع دفع کر دے، نہیں تو راسخ اہل علم سے رابطہ کرے۔

مولانا عبید اللہ مبارکپوری نے اس موضوع پر مرعاۃ المفاتیح میں عمدہ بحث پیش کی ہے، یہاں اس کی تلخیص قلمبند کرنا مناسب رہے گا، وہ کہتے ہیں: تقدیر پر ایمان لانے کا مفہوم یہ ہے کہ عالم میں جو امور طے پا رہے ہیں، وہ اللہ تعالیٰ کی قضاء، تقدیر، ارادے، مشیت، تخلیق اور تاثیر کی بنا پر ہیں۔ وہ امور خیر و شرّ کی صورت میں ہوں یا منفعت و مضرت کی صورت میں، وہ موت و حیات کی صورت میں ہوں یا ایجاد و تخلیق کی صورت میں، وہ ایمان و کفر کی صورت میں ہوں یا

اطاعت و معصیت کی صورت میں، وہ ہدایت و ضلالت کی صورت میں ہوں یا رہنمائی و گمراہی کی صورت میں۔ لیکن یہ بات ذہن نشین رہے کہ اللہ تعالیٰ ایمان و اطاعت کو پسند کرتا ہے اور ان پر اجر و ثواب دینے کا وعدہ کرتا ہے اور کفر و معصیت کو ناپسند کرتا ہے اور ان پر عذاب و عقاب کی دھمکی دیتا ہے۔ اہل السنہ نے کہا: اللہ تعالیٰ اشیا کی تخلیق سے قبل ان کی مقادیر، احوال اور ازمان کو جانتا ہے، پھر اپنے علم کے مطابق ان کو ایجاد کیا۔ علوی عالم ہو یا سفلی، جس میں جو کچھ ہو رہا ہے، وہ اللہ تعالیٰ کے علم، قدرت اور ارادے سے صادر ہو رہا ہے۔ کائنات کی تمام مخلوقات اور سارے امور اللہ تعالیٰ کی طرف مضاف و منسوب ہوتے ہیں۔ ابن سمعانی نے کہا: تقدیر کے باب کی معرفت کا ایک ہی ذریعہ ہے کہ قرآن و حدیث کو پہلا اور آخری فیصل مان کر ان پر توقف کیا جائے اور اس ضمن میں عقل و قیاس کو کوئی دخل نہ دیا جائے، اس سلسلے میں جو شخص قرآن و حدیث کے مضمون کا پابند نہیں بنتا وہ گمراہ ہو جاتا ہے اور حیرانی کے سمندروں میں بھٹک جاتا ہے، وہ شفایاب ہو سکتا ہے نہ مطمئن، کیونکہ تقدیر اللہ تعالیٰ کا راز ہے، علیم و خبیر ربّ نے اس کو اپنے ساتھ مختص کیا ہے، اس کے سامنے پردے لٹکا دیئے ہیں اور اس کو مخلوقات کے قلوب و اذہان اور علوم و معارف سے اوجھل رکھا ہے، نہ کسی نبی کو اس کا علم تھا اور نہ کسی مقرب فرشتے کو۔ اس موضوع پر امام بیہقی کی ''کتاب الاسماء والصفات''، امام بخاری کی ''خلق افعال العباد''، امام ابن قیم کی ''مدارج السالکین'' اور امام زبیدی کی ''شرح الاحیاء'' کا مطالعہ مفید رہے گا۔ (تلخیص از مرعاۃ المفاتیح شرح مشکوۃ المصابیح)

تقدیر برحق ہے، لیکن انسان کا اختیار؟

شروع میں یہ تنبیہ ضروری ہے کہ ہمیشہ برے اور غیر سنجیدہ لوگوں نے اپنے آپ کو معصوم ثابت کرنے کے لیے تقدیر کو بہانا بنایا ہے اور وہ خود بھی سمجھتے ہیں کہ ان کی دلیل ناقص ہے، اب ہم اصل موضوع پر گفتگو کرتے ہیں۔

بلاشک وشبہ اللہ تعالیٰ نے بنو آدم کو نیکی و بدی کرنے کے اختیارات سونپ رکھے ہیں۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے: ﴿إِنَّا هَدَيْنٰهُ السَّبِيْلَ إِمَّا شَاكِرًا وَّإِمَّا كَفُوْرًا﴾ (سورۂ دھر: ۳) ......''ہم نے اس (انسان) کو راہ دکھائی، اب خواہ وہ شکر گزار بنے، خواہ ناشکرا۔''

لیکن اللہ تعالیٰ کو معلوم ہے کہ کون کیا عمل کرے گا اور کس کا کیا انجام ہوگا، پھر اس کو قلمی شکل دے دی، اس کو اللہ تعالیٰ کی تقدیر یا اس کا علم کہتے ہیں۔ یا یوں سمجھئے کہ اللہ تعالیٰ نے بنو آدم کے طرز حیات اور ان کے انجام کی پیشین گوئی کی، جو حق ثابت ہوئی۔ اب کوئی انسان مجبور ہو کر نیک یا برے اعمال نہیں کر رہا، بلکہ اسے اختیار ہے، اس نے خود انتخاب کرنا ہے، یہ بات علیحدہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کو اس کے انتخاب کا علم ہے۔ اب انسان کے عمل اور اللہ تعالیٰ کے علم میں من وعن موافقت ہے، اسی کو کہتے ہیں کہ انسان اللہ تعالیٰ کی تقدیر کے مطابق عمل کر رہا ہے۔ آپ غور کرتے جائیں کہ نبی کریم ﷺ نے صحابہ کرام کے تقدیر سے متعلقہ سوالات کا کیسے مختصر اور ساکت جواب دیا۔ بہرحال جو آدمی اس مسئلہ کو اپنے حق میں پیچیدہ سمجھتا ہے، اسے چاہیے کہ اس کی حقیقت کو اللہ تعالیٰ کے سپرد کر دے اور اپنے آپ کو نیکیوں اور

برائیوں کو سرانجام دینے کے سلسلے میں صاحبِ اختیار سمجھ کر اعمالِ صالحہ کرنے کی کوشش کرے۔ اللہ تعالیٰ کے علم کو تقدیر کہتے ہیں، ازل سے اسے علم ہے کہ فلاں فلاں جنت میں جائے گا اور فلاں فلاں جہنم میں۔ لیکن اس سے قطعی طور پر یہ لازم نہیں آتا کہ ہم عمل صالح کے معاملے میں غفلت برتیں، کیونکہ جو ہستی مستقبل کے تمام امور سے بخوبی آگاہ ہے، اسی نے اعمالِ صالحہ کرنے کا حکم دیا ہے اور انسان کو اچھے یا برے اعمال کرنے کے اختیارات سونپے ہیں۔

امام البانی رحمہ اللہ نے تقدیر سے متعلقہ بعض احادیث پر سیر حاصل بحث کرتے ہوئے کہا: بعض لوگوں کو یہ وہم ہوا ہے کہ ان احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ انسان اختیاری اعمال کرنے پر مجبور ہے، کیونکہ اس کے پیدا ہونے سے پہلے اس کی جنت یا جہنم کا فیصلہ کیا جا چکا ہے۔

جبکہ بعض نے کہا کہ معاملہ بدنصیبی اور خوش نصیبی کا ہے، پس جو دائیں مٹھی میں آ گیا، وہ خوش بختوں میں سے ہوگا اور جو دوسری میں آ گیا، وہ بدبختوں میں سے ہوگا۔ ان لوگوں کو معلوم ہونا چاہیے کہ اللہ تعالیٰ اپنی ذات، صفات اور صفات کے تقاضوں میں بے مثال ہے، جیسا کہ اس کا ارشاد ہے: ﴿لَيْسَ كَمِثْلِهٖ شَيْءٌ﴾ (سورۂ شوری: ۱۱) .... ''کوئی چیز اس (اللہ) کی مثل نہیں ہے۔''

چونکہ اللہ تعالیٰ خوب علم والا، خوب حکمت والا اور خوب عدل والا ہے، اس نے دائیں مٹھی میں ان افراد کو جگہ دی، جن کے بارے میں اسے علم تھا کہ یہ لوگ اس کے احکام کی تعمیل کریں گے اور دوسری مٹھی میں ان افراد کو جگہ دی، جن کے بارے میں اسے علم تھا کہ یہ لوگ اس کی نافرمانی کریں گے۔ اللہ تعالیٰ کے عدل کا تقاضا ہے کہ دائیں مٹھی کے مستحق کو دوسری مٹھی میں لے لینا محال ہے، جیسا کہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے: ﴿اَفَنَجْعَلُ الْمُسْلِمِیْنَ كَالْمُجْرِمِیْنَ ٥ مَا لَكُمْ كَیْفَ تَحْكُمُوْنَ ٥﴾ (سورۂ قلم: ۳۵۔ ۳٦) ...... ''کیا ہم مسلمانوں کو مجرموں کی طرح بنا دیں۔ تم کو کیا ہو گیا، تم کیسے فیصلے کرنے لگ گئے ہو؟''

پھر اہل جنت کو دائیں مٹھی اور اہل جہنم کو دوسری مٹھی میں لے لینے کا یہ مطلب تو نہیں ہے کہ ان کو جنتی یا جہنمی ہونے پر مجبور کر دیا گیا ہے۔ یہ دراصل ان کے اعمال کی روشنی میں اللہ تعالیٰ کا ان کے بارے میں حکم ہے۔ اللہ تعالیٰ کو علم ہے کہ فلاں مومن ہوگا اور فلاں کافر، اس لیے ان کو مٹھیوں میں تقسیم کر دیا اور ایمان اور کفر دونوں چیزیں اختیاری ہیں، اللہ تعالیٰ کسی کو ایمان یا کفر اختیار کرنے پر مجبور نہیں کرتا۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے: ﴿فَمَنْ شَآءَ فَلْیُؤْمِنْ وَّ مَنْ شَآءَ فَلْیَكْفُرْ﴾ (سورۂ کہف: ۲۹) ...... ''جو چاہتا ہے، ایمان قبول کر لے اور جو چاہتا ہے، کفر کر لے۔'' اور ہم اسی چیز کا مشاہدہ کر رہے ہیں کہ ہر ایک کو فرمانبرداری کرنے یا نافرمانی کرنے کا اختیار دیا گیا ہے، اگر ایسے نہ ہوتا تو نیکیوں کی بنا پر اجر و ثواب اور برائیوں کی بنا پر عذاب و عقاب فضول اور بے مقصد قرار پاتا، جبکہ اللہ تعالیٰ عبث امور سے پاک ہے۔

لیکن بڑا افسوس ہے کہ اکثر لوگوں، بلکہ بعض اساتذہ و مشائخ کا خیال ہے کہ انسان مجبور ہے اور اس کا اپنا کوئی ارادہ نہیں۔ ان ناعاقبت اندیشیوں کی اس اس رائے کا مطلب یہ ہوا کہ اللہ تعالیٰ بندوں پر ظلم کرتا ہے کہ ایک آدمی کو

برائیوں پر مجبور کر کے اسے جہنم کا حقدار قرار دیتا ہے، جبکہ اللہ تعالیٰ نے بارہا دفعہ یہ اعلان کیا کہ وہ ذرّہ برابر بھی ظلم نہیں کرتا، حالانکہ وہ ایسا کرنے پر قادر ہے، لیکن اس نے اپنے آپ کو اس صفت سے پاک کر دیا ہے، حدیث قدسی ہے، رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ((یَـا عِبَـادِیْ اِنِّـیْ حَـرَّمْـتُ الـظُّـلْـمَ عَـلٰـی نَفْسِیْ……))(مسلم) ……''اے میرے بندو! میں نے ظلم کو اپنے آپ پر حرام قرار دیا ہے۔''

جب ان لوگوں پر حقیقتِ حال کا اظہار کیا گیا کہ انسان مختار ہے، مجبور نہیں ہے، تو انھوں نے آگے سے یہ جواب دیا: ﴿لَا یُسْـَٔلُ عَمَّا یَفْعَلُ﴾ (سورۂ انبیا: ۲۳) یعنی: ''اللہ تعالیٰ جو کچھ کر گزرے، اس سے اس کی بابت پوچھا ہی نہیں جا سکتا (کہ اس نے ایسا کیوں کیا ہے)۔'' اس آیت سے ان کا استدلال یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ ظلم کرتا ہے، لیکن اس کے بارے میں اس سے سوال نہیں کیا جا سکتا۔ اللہ تعالیٰ ان کے الزاموں سے بہت بلند و بالا ہے۔

ان بیچاروں کو تو یہ پتہ نہ چل سکا کہ یہ آیت ان کے حق میں نہیں، بلکہ ان کی مخالفت میں حجت ہے، جیسا کہ امام ابن قیم نے (شفاء العلیل) وغیرہ میں کہا: اللہ تعالیٰ کے احکام اور فیصلوں میں اس قدر حکمت و دانائی اور عدل و انصاف پایا جاتا ہے کہ کوئی اس سے ان کے بارے میں سوال ہی نہیں کر سکتا، کیونکہ اس کے تمام احکام واضح عدل والے ہیں، سوال کرنے کی ضرورت ہی نہیں۔ شیخ یوسف دجوی نے اس آیت کی تفسیر میں ایک مفید رسالہ لکھا ہے، ایسے لگتا ہے کہ انھوں نے زیادہ تر مواد ابن قیم کی کتاب سے لیا تھا، شائقین کو مطالعہ کر لینا چاہیے۔ اس باب کی احادیث کا معنی و مفہوم سمجھانے کے لیے اور بعض لوگوں کے شکوک و شبہات زائل کرنے کے لیے میں نے یہ مختصر سی بحث کی۔ امام ابن قیم اور امام ابن تیمیہ کی کتب میں اس موضوع پر کافی سارا مفید مواد پایا جاتا ہے۔ (صحیحہ: ۵۰)

بَابٌ فِیْ ثُبُوْتِ الْقَدْرِ وَ حَقِیْقَتِهٖ
تقدیر کے ثبوت اور حقیقت کا بیان

(۱۸۰)۔عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ یَقُوْلُ: ((قَـدَّرَ الـلّٰـهُ الْـمَـقَـادِیْـرَ قَبْلَ أَنْ یَخْلُقَ السَّـمٰـوَاتِ وَ الْأَرْضَ بِـخَـمْسِیْـنَ أَلْفَ سَنَةٍ۔)) (مسند أحمد: ۶۵۷۹)

سیدنا عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ نے زمین و آسمان کی تخلیق سے پچاس ہزار سال پہلے تقدیر کا اندازہ لگا لیا تھا۔''

(۱۸۱)۔وَعَـنْـهُ أَیْضًا قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ یَـقُـوْلُ: ((اِنَّ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ خَلَقَ

سیدنا عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے یہ بھی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''بیشک اللہ تعالیٰ نے اپنی مخلوق

(۱۸۰) تخریج: أخرجه مسلم: ۲۶۵۳ (انظر: ۶۵۷۹)

(۱۸۱) تخریج: اسناده صحیح ـ أخرجه ابن ماجه: ۳۳۷۷ (انظر: ۶۶۴۴)

خَلَقَهُ فِي ظُلْمَةٍ ثُمَّ أَلْقَى عَلَيْهِمْ مِنْ نُوْرِهِ يَوْمَئِذٍ، فَمَنْ أَصَابَهُ مِنْ نُوْرِهِ يَوْمَئِذٍ اهْتَدَى وَمَنْ أَخْطَأَهُ ضَلَّ، فَلِذٰلِكَ أَقُوْلُ: جَفَّ الْقَلَمُ عَلٰى عِلْمِ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ۔)) (مسند أحمد: ٦٦٤٤)

کو اندھیرے میں پیدا کیا، پھر اسی دن پر اپنا نور ڈالا، جس شخص تک اس دن وہ نور پہنچ گیا، وہ ہدایت پا گیا اور جس سے تجاوز کر گیا، وہ گمراہ ہو گیا، اسی لیے میں کہتا ہوں: اللہ تعالیٰ کے علم کے مطابق قلم خشک ہو گیا۔"

(۱۸۲)۔عَنْ طَاءُوْسِ بْنِ الْيَمَانِيِّ قَالَ: أَدْرَكْتُ نَاسًا مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ يَقُوْلُوْنَ: كُلُّ شَيْءٍ بِقَدَرٍ، قَالَ: وَسَمِعْتُ ابْنَ عُمَرَ رضی اللہ عنہ يَقُوْلُ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: كُلُّ شَيْءٍ بِقَدَرٍ حَتَّى الْعَجْزُ وَالْكَيْسُ۔ (مسند أحمد: ٥٨٩٣)

طاوس یمانی کہتے ہیں: جتنے صحابۂ کرام سے میری ملاقات ہوئی، وہ سب کہتے تھے: ہر چیز تقدیر کے ساتھ معلق ہے اور میں نے سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے سنا، انھوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "ہر چیز تقدیر کے ساتھ معلق ہے، حتی کہ بے بسی و لاچارگی اور عقل و دانش بھی۔"

فوائد: ...... بے بس کی بے بسی کا اور عقل مند کی عقل کا فیصلہ تقدیر میں ہو چکا ہے۔

(۱۸۳)۔عَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ رضی اللہ عنہ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((خَلَقَ اللّٰهُ آدَمَ حِيْنَ خَلَقَهُ فَضَرَبَ كَتِفَهُ الْيُمْنٰى فَأَخْرَجَ ذُرِّيَّةً بَيْضَاءَ كَأَنَّهُمُ الذَّرُّ وَ ضَرَبَ كَتِفَهُ الْيُسْرٰى فَأَخْرَجَ ذُرِّيَّةً سَوْدَاءَ كَأَنَّهُمُ الْحُمَمُ، فَقَالَ لِلَّذِيْ فِي يَمِيْنِهِ: إِلَى الْجَنَّةِ وَلَا أُبَالِيْ وَ قَالَ لِلَّذِي فِي كَفِّهِ الْيُسْرٰى: إِلَى النَّارِ وَلَا أُبَالِيْ۔)) (مسند أحمد: ٢٨٠٣٦)

سیدنا ابودرداء رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جب اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو پیدا کیا تو اس کے دائیں کندھے پر ضرب لگائی اور وہاں سے سفید رنگ کی اولاد نکالی، وہ چھوٹی چیونٹیوں کی جسامت کی تھی، پھر بائیں کندھے پر ضرب لگائے اور کوئلوں کی طرح سیاہ اولاد نکالی، پھر دائیں طرف والی اولاد کے بارے میں کہا: یہ جنت میں جائیں گے اور میں کوئی پرواہ نہیں کرتا اور بائیں کندھے سے نکلنے والے اولاد کے بارے میں کہا: یہ جہنم میں جائیں گے اور میں بے پرواہ ہوں۔"

(١٨٤)۔عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

---

(١٨٢) تخريج: أخرجه مسلم: ٢٦٥٥ (انظر: ٥٨٩٣)

(١٨٣) تخريج: اسناده ضعيف بهذه السياقة، تفرد به ابو الربيع سليمان بن عتبة، وهو ممن لا يحتمل تفرده۔ أخرجه البزار: ٢١٤٤ (انظر: ٢٧٤٨٨)

(١٨٤) تخريج: أخرجه مسلم: ٢٦٥١ (انظر: ١٠٢٨٦)

قَالَ: ((إِنَّ الرَّجُلَ لَيَعْمَلُ الزَّمَانَ الطَّوِيْلَ بِأَعْمَالِ أَهْلِ الْجَنَّةِ ثُمَّ يَخْتِمُ اللّٰهُ لَهُ بِأَعْمَالِ أَهْلِ النَّارِ فَيَجْعَلُهُ مِنْ أَهْلِ النَّارِ، وَإِنَّ الرَّجُلَ لَيَعْمَلُ الزَّمَانَ الطَّوِيْلَ بِأَعْمَالِ أَهْلِ النَّارِ ثُمَّ يَخْتِمُ اللّٰهُ لَهُ عَمَلَهُ بِأَعْمَالِ أَهْلِ الْجَنَّةِ فَيَجْعَلُهُ مِنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ۔)) (مسند أحمد: ١٠٢٩١)

''بیشک آدمی عرصۂ دراز تک جنتی لوگوں والے اعمال کرتا رہتا ہے، لیکن اللہ تعالیٰ جہنمی لوگوں والے اعمال کے ساتھ اس کی زندگی کا اختتام کرتا ہے اور اس طرح اس کو آگ والوں میں سے بنا دیتا ہے، دوسری طرف ایک آدمی کافی عرصے تک آگ والے لوگوں کے اعمال کرتا رہتا ہے، لیکن اللہ تعالیٰ جنتی لوگوں کے افعال کے ساتھ اس کی زندگی کا اختتام کرتا ہے اور اس طرح اس کو اہل جنت میں سے بنا دیتا ہے۔''

(١٨٥)۔ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ ؓ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((لَا عَلَيْكُمْ أَنْ لَا تُعْجَبُوْا بِأَحَدٍ حَتّٰى تَنْظُرُوْا بِمَ يُخْتَمُ لَهُ، فَإِنَّ الْعَامِلَ يَعْمَلُ زَمَانًا طَوِيْلًا مِنْ عُمُرِهِ أَوْ بُرْهَةً مِنْ دَهْرِهِ بِعَمَلٍ صَالِحٍ لَوْ مَاتَ عَلَيْهِ دَخَلَ الْجَنَّةَ، ثُمَّ يَتَحَوَّلُ فَيَعْمَلُ عَمَلًا سَيِّئًا، وَإِنَّ الْعَبْدَ لَيَعْمَلُ الْبُرْهَةَ مِنْ دَهْرِهِ بِعَمَلٍ سَيِّءٍ لَوْ مَاتَ عَلَيْهِ دَخَلَ النَّارَ ثُمَّ يَتَحَوَّلُ فَيَعْمَلُ عَمَلًا صَالِحًا، وَإِذَا أَرَادَ اللّٰهُ بِعَبْدٍ خَيْرًا اِسْتَعْمَلَهُ قَبْلَ مَوْتِهِ)) قَالُوْا: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! وَكَيْفَ يَسْتَعْمِلُهُ؟ قَالَ: ((يُوَفِّقُهُ لِعَمَلٍ صَالِحٍ ثُمَّ يَقْبِضُهُ عَلَيْهِ)) (مسند أحمد: ١٢٢٣٨)

سیدنا انس بن مالک ؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تم پر اس چیز میں کوئی حرج نہیں ہے کہ تم (کسی کے اچھے عمل کی وجہ سے) اس پر خوش نہ کیے جاؤ، یہاں تک کہ تم دیکھ لو کہ کس عمل پر اس کا خاتمہ ہوتا ہے، اس کی وجہ یہ ہے کہ عمل کرنے والا اپنی عمر کے طویل حصے میں یا کچھ زمانے میں ایسے نیک عمل کرتا ہے کہ اگر ان پر اس کی موت واقع ہو جائے تو وہ جنت میں داخل ہو گا، لیکن ہوتا یوں ہے کہ وہ اپنی روٹین تبدیل کر لیتا ہے اور برے عمل شروع کر دیتا ہے، اسی طرح ایک آدمی کچھ عرصہ تک ایسے برے عمل کرتا رہتا ہے کہ اگر اسی حالت میں اس کی موت واقع ہو جائے تو وہ جہنم میں داخل ہو جائے گا، لیکن پھر وہ بدل جاتا ہے اور نیک عمل شروع کر دیتا ہے اور جب اللہ تعالیٰ کسی بندے کے ساتھ بھلائی کا ارادہ کرتا ہے تو اس کو اس کی موت سے پہلے استعمال کر لیتا ہے۔'' صحابہ نے کہا: اے اللہ کے رسول! وہ اس کو کیسے استعمال کرتا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ اس کو نیک عمل کی توفیق دے دیتا ہے اور پھر اس کو اس (اچھے عمل) پر موت دے دیتا ہے۔''

(١٨٥) تخريج: اسناده صحيح على شرط الشيخين ـ أخرجه الترمذى: ٢١٤٣ (انظر: ١٢٢١٤)

(١٨٦) تخريج: اسناده صحيح ـ أخرجه ابو يعلى: ٤٦٦٨، وابن حبان: ٣٤٦ (انظر: ٢٤٧٦٢)

(۱۸٦)۔عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((اِنَّ الرَّجُلَ لَيَعْمَلُ بِعَمَلِ أَهْلِ الْجَنَّةِ وَ اِنَّهُ لَمَكْتُوْبٌ مِنْ أَهْلِ النَّارِ فَإِذَا كَانَ قَبْلَ مَوْتِهِ تَحَوَّلَ فَعَمِلَ بِعَمَلِ أَهْلِ النَّارِ فَمَاتَ فَدَخَلَ النَّارَ، وَاِنَّ الرَّجُلَ لَيَعْمَلُ بِعَمَلِ أَهْلِ النَّارِ وَ اِنَّهُ لَمَكْتُوْبٌ فِي الْكِتَابِ مِنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ فَإِذَا كَانَ قَبْلَ مَوْتِهِ تَحَوَّلَ فَعَمِلَ بِعَمَلِ أَهْلِ الْجَنَّةِ فَمَاتَ فَدَخَلَهَا)) (مسند أحمد: ۲۵۲٦۹)

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''بیشک ایک آدمی جنتی لوگوں والے عمل کر رہا ہوتا ہے، جبکہ وہ جہنمی لوگوں میں لکھا ہوا ہوتا ہے، جب اس کی موت سے پہلے کا وقت ہوتا ہے تو اس کی حالت تبدیل ہو جاتی ہے اور وہ جہنمی لوگوں والے عمل شروع کر دیتا ہے اور اسی حالت پر مر جاتا ہے اور جہنم میں داخل ہو جاتا ہے اور دوسری طرف ایک آدمی جہنمی لوگوں والے عمل کر رہا ہوتا ہے، جبکہ وہ جنتی لوگوں میں لکھا ہوا ہوتا ہے، جب اس کی موت سے پہلے کا وقت ہوتا ہے تو وہ پہلی حالت سے منتقل ہو جاتا ہے اور اہل جنت کے عمل شروع کر دیتا ہے اور اسی حالت پر مر کر جنت میں داخل ہو جاتا ہے۔''

فوائد: ......نیک اعمال کی روٹین سے اللہ تعالیٰ سے استقامت اور انجام بخیر کی دعا کرنی چاہیے، یہ بہت بڑی بد نصیبی ہوگی کہ آدمی زندگی بھر نیک عمل کرتا ہے، لیکن آخری چند دنوں کی بدعملی کی وجہ سے جنت سے محروم ہو جائے۔

(۱۸۷)۔عَنْ أَبِيْ نَضْرَةَ قَالَ: مَرِضَ رَجُلٌ مِنْ أَصْحَابِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَدَخَلَ عَلَيْهِ أَصْحَابُهُ يَعُوْدُوْنَهُ فَبَكٰى، فَقِيْلَ لَهُ مَا يُبْكِيْكَ يَا عَبْدَاللّٰهِ؟ أَلَمْ يَقُلْ لَكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((خُذْ مِنْ شَارِبِكَ ثُمَّ أَقِرَّهُ حَتّٰى تَلْقَانِيْ)) قَالَ: بَلٰى، وَلٰكِنِّيْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((اِنَّ اللّٰهَ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى قَبَضَ قَبْضَةً بِيَمِيْنِهِ فَقَالَ: هٰذِهِ لِهٰذِهِ وَلَا أُبَالِيْ وَ قَبَضَ قَبْضَةً أُخْرٰى يَعْنِيْ بِيَدِهِ الْأُخْرٰى فَقَالَ: هٰذِهِ لِهٰذِهِ وَلَا أُبَالِيْ۔)) فَلَا أَدْرِيْ فِيْ أَيِّ الْقَبْضَتَيْنِ أَنَا۔ (مسند أحمد: ۱۷۷۳۷)

ابونضرہ کہتے ہیں: ایک صحابی بیمار ہوا، جب اس کے ساتھی اس کی تیمارداری کرنے کے لیے اس کے پاس گئے تو وہ رونے لگ گیا، کسی نے اس سے کہا: اللہ کے بندے! تو کیوں رو رہا ہے؟ کیا رسول اللہ ﷺ نے تجھے یہ نہیں فرمایا تھا کہ ''اپنی مونچھوں کو کاٹ دے، پھر اسی حالت پر برقرار رہنا، یہاں تک کہ مجھے آ ملے۔'' ؟ اس نے کہا: جی کیوں نہیں، ایسے ہی ہوا تھا، لیکن میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے بھی سنا تھا: ''بیشک اللہ تعالیٰ نے دائیں ہاتھ سے مٹھی بھری اور کہا: یہ جنت کے لیے ہیں اور میں بے پروا ہوں، پھر دوسرے ہاتھ سے ایک مٹھی بھری اور کہا: یہ جہنم کے لیے ہیں اور مجھے کوئی پروا نہیں ہے۔'' اب میں یہ نہیں جانتا کہ میں کون سی مٹھی میں تھا۔

فوائد: ......اس صحابی کو اس خوشخبری کی حقیقت کا علم تھا، لیکن بیماری کی حالت میں دوسری فکر بھی غالب آئی ہوئی تھی۔

---

(۱۸۷) تخریج: اسناده صحیح۔ أخرجه البزار: ۲۱٤۲ (انظر: ۱۷۵۹٤)

(۱۸۸)۔ عَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ رضی اللہ عنہ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ بِنَحْوِهِ وَفِيْهِ: ((فَقَبَضَ بِيَدَيْهِ قَبْضَتَيْنِ فقَالَ: هٰذِهِ فِي الْجَنَّةِ وَلَا أُبَالِيْ وَ هٰذِهِ فِي النَّارِ وَلَا أُبَالِيْ۔)) (مسند أحمد: ٢٢٤٢٧)

سیدنا معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ نے بھی نبی کریم ﷺ سے اسی قسم کی حدیث بیان کی ہے، البتہ اس میں ہے: ''پس اللہ تعالیٰ نے دونوں ہاتھوں سے دو مٹھیاں بھریں اور کہا: ''یہ جنت میں جائیں گے اور میں بے پروا ہوں اور یہ جہنم میں جائیں گے اور مجھے کوئی پروا نہیں ہے۔''

(۱۸۹)۔عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: مَا رَأَيْتُ شَيْئًا أَشْبَهَ بِاللَّمَمِ مِمَّا قَالَ أَبُوْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ: ((إِنَّ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ كَتَبَ عَلَى ابْنِ آدَمَ حَظَّهُ مِنَ الزِّنَا أَدْرَكَهُ لَا مَحَالَةَ، وَزِنَا الْعَيْنِ النَّظْرُ وَزِنَا اللِّسَانِ النُّطْقُ وَ النَّفْسُ تَمَنّٰى وَ تَشْتَهِيْ وَ الْفَرْجُ يُصَدِّقُ ذٰلِكَ أَوْ يُكَذِّبُهُ۔)) (مسند أحمد: ٧٧٠٥)

سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہے: میں نے کوئی ایسی چیز نہیں دیکھی، جو صغیرہ گناہوں سے زیادہ ملتی جلتی ہو، اس چیز کی بہ نسبت، جس کو سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا، وہ کہتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''بیشک اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کے ہر بیٹے پر اس کا زنا کا حصہ لکھ دیا ہے، وہ اس کو لامحالہ طور پر پا لے گا، آنکھ کا زنا دیکھنا ہے، زبان کا زنا بولنا ہے اور نفس تمنا کرتا ہے اور چاہتا ہے اور شرمگاہ اس کی تصدیق کرتی ہے یا تکذیب۔''

(۱۹۰)۔حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ حَدَّثَنِيْ أَبِيْ ثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ ابْنِ أَبِيْ خُزَامَةَ عَنْ أَبِيْهِ قَالَ: قُلْتُ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! وَقَالَ سُفْيَانُ مَرَّةً: سَأَلْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ أَرَأَيْتَ دَوَاءً نَتَدَاوٰى بِهِ وَرُقًى نَسْتَرْقِيْ بِهَا وَ تُقًى نَتَّقِيْهَا تَرُدُّ مِنْ قَدَرِ اللّٰهِ شَيْئًا؟ قَالَ: ((إِنَّهَا مِنْ قَدَرِ اللّٰهِ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى۔)) (مسند أحمد: ١٥٥٥١)

سیدنا ابوخزامہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! یہ جو ہم دوا کے ذریعے علاج کرتے ہیں، دم کرواتے ہیں، بچاؤ استعمال کرتے ہیں، ان کے بارے میں آپ کا کیا خیال ہے، کیا یہ اللہ تعالیٰ کی تقدیر میں سے کسی چیز کو ردّ کرتے ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''یہ چیزیں بھی اللہ تعالیٰ کی تقدیر میں سے ہیں۔''

فوائد: ......لیکن یہ بات درست ہے کہ مختلف بیماریاں اور ان کے علاج کے لیے کوئی دوا کھانا یا دم کروانا، ان سب چیزوں کا تعلق تقدیر سے ہے، اللہ تعالیٰ نے خود مختلف اسباب استعمال کرنے کی اجازت دی ہے۔

---

(۱۸۸) تخریج: اسناده ضعيف لضعف البراء الغنوى و لانقطاعه، فالحسن البصرى لم يدرك معاذا، وقوله: "فقبض قبضتين ......" يشهد له أحاديث أخرى (انظر: ۲۲۰۷۷)

(۱۸۹) تخريج: أخرجه البخارى: ٦٦١٢، ومسلم: ٢٦٥٧ (انظر: ٧٧١٩)

(۱۹۰) تخريج: اسناده ضعيف على خطأ فيه۔ أخرجه الترمذى: ٢١٤٨، وابن ماجه: ٣٤٣٧ (انظر: ١٥٤٧٢)

(۱۹۱)۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہ أَنَّهُ رَكِبَ خَلْفَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ يَوْمًا فَقَالَ لَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((يَا غُلَامُ! إِنِّيْ مُعَلِّمُكَ كَلِمَاتٍ (يَنْفَعُكَ اللّٰهُ بِهِنَّ) اِحْفَظِ اللّٰهَ يَحْفَظْكَ، اِحْفَظِ اللّٰهَ تَجِدْهُ تُجَاهَكَ، وَإِذَا سَأَلْتَ فَاسْئَلِ اللّٰهَ، وَإِذَا اسْتَعَنْتَ فَاسْتَعِنْ بِاللّٰهِ، وَاعْلَمْ أَنَّ الْأُمَّةَ لَوِاجْتَمَعُوْا عَلٰى أَنْ يَنْفَعُوْكَ لَمْ يَنْفَعُوْكَ إِلَّا بِشَيْءٍ قَدْ كَتَبَ اللّٰهُ لَكَ، وَلَوِ اجْتَمَعُوْا عَلٰى أَنْ يَضُرُّوْكَ لَمْ يَضُرُّوْكَ إِلَّا بِشَيْءٍ قَدْ كَتَبَهُ اللّٰهُ عَلَيْكَ، رُفِعَتِ الْأَقْلَامُ وَ جَفَّتِ الصُّحُفُ۔)) (مسند أحمد: ۲۶۶۹)

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ وہ ایک دن رسول اللہ ﷺ کے پیچھے سوار تھے، آپ ﷺ نے ان کو فرمایا: ''اولڑکے! میں تجھے چند کلمات سکھانے والا ہوں، اللہ تعالیٰ تجھے ان کے ذریعے نفع دے گا، تو اللہ تعالیٰ کی حفاظت کر، وہ تیری حفاظت کرے گا، تو اللہ تعالیٰ کی حفاظت کر، اس کو اپنے سامنے پائے گا، جب بھی تو سوال کرے تو اللہ تعالیٰ سے سوال کر اور جب بھی تو مدد طلب کرے تو اللہ تعالیٰ سے مدد طلب کر، اور جان لے کہ اگر پوری امت تجھے کوئی فائدہ دینے کے لیے جمع ہو جائے تو وہ تجھے کوئی نفع نہیں دیں سکے گی، مگر وہی جو اللہ تعالیٰ نے تیرے حق میں لکھ دیا ہے، اسی طرح اگر پوری امت تجھے کوئی نقصان دینے کے لیے جمع ہو جائے تو وہ تجھے کوئی نقصان نہیں دے سکے گی، مگر وہی جو اللہ تعالیٰ نے تیرے حق میں لکھ دیا، قلمیں اٹھالی گئیں ہیں اور صحیفے خشک ہو گئے ہیں۔''

(۱۹۲) (وَعَنْهُ مِنْ طَرِيْقٍ ثَانٍ): بِنَحْوِهِ وَفِيْهِ زِيَادَةٌ: ((تَعَرَّفْ إِلَى اللّٰهِ فِي الرَّخَاءِ يَعْرِفْكَ فِي الشِّدَّةِ (وَفِيْهِ أَيْضًا) فَلَوْ أَنَّ الْخَلْقَ كُلَّهُمْ جَمِيْعًا أَرَادُوْا أَنْ يَنْفَعُوْكَ بِشَيْءٍ لَمْ يَكْتُبْهُ اللّٰهُ عَلَيْكَ لَمْ يَقْدِرُوْا عَلَيْهِ، وَإِنْ أَرَادُوْا أَنْ يَضُرُّوْكَ بِشَيْءٍ لَمْ يَكْتُبْهُ اللّٰهُ عَلَيْكَ لَمْ يَقْدِرُوْا عَلَيْهِ، وَاعْلَمْ أَنَّ فِي الصَّبْرِ عَلٰى مَا تَكْرَهُ خَيْرًا كَثِيْرًا وَ أَنَّ النَّصْرَ مَعَ الصَّبْرِ وَ أَنَّ الْفَرَجَ مَعَ الْكَرْبِ وَأَنَّ مَعَ الْعُسْرِ يُسْرًا۔)) (مسند أحمد: ۲۸۰۳)

(دوسری سند) اسی طرح کی روایت ہے، البتہ اس میں ان الفاظ کی زیادتی ہے: ''تو خوشحالی میں اللہ تعالیٰ کو پہچان کے رکھ، وہ تنگ دستی میں تجھے پہچان لے گا، پس اگر ساری مخلوق تجھے کسی ایسی چیز کا فائدہ دینے کا ارادہ کر لے، جو اللہ تعالیٰ نے تیرے حق میں نہیں لکھی تو (وہ جو...... مرضی کر لیں، بہرحال) ان کو یہ قدرت نہیں ہو گی، اسی طرح اگر وہ تجھے ایسا نقصان دینے پر تُل جائیں، جو اللہ تعالیٰ نے تیرے نصیبے میں نہیں لکھا، تو وہ ایسا کرنے کی طاقت بھی نہیں رکھیں گے، تو جان لے کہ ناپسندیدہ چیزوں پر صبر کرنے میں بڑی خیر ہے اور مدد صبر کے ساتھ، کشادگی تنگی کے ساتھ اور آسانی مشکل کے ساتھ ہوتی ہے۔''

(۱۹۱) تخریج: اسناده قوی ۔ أخرجه الترمذی: ۲۵۱٦ (انظر: ۲٦٦۹)

(۱۹۲) تخریج: حدیث صحیح، وانظر الحدیث بالطریق الاول

فوائد: ...... یہ عقیدے کی پختگی ہوگی کہ مختلف جسمانی اور روحانی آزمائشوں سے بچنے کے لیے جائز اسباب استعمال کرنے کے بعد نتائج کو اللہ تعالیٰ پر چھوڑ دیا جائے، اگر وسائل کی کمی کے باوجود کافروں سے جہاد کرنے کی نوبت آ جائے تو پھر اللہ تعالیٰ پر توکل کرتے ہوئے ڈٹ جانا چاہیے، کسی بیماری کے علاج کے جائز اسباب استعمال کرنے چاہئیں، لیکن شفا کے معاملے میں توکل صرف اللہ تعالیٰ پر ہونا چاہیے، ان دو احادیث میں مذکورہ باقی نصیحتیں بھی اس لائق ہیں کہ ان کا بغور مطالعہ کر کے ان کو اپنایا جائے۔

فَصْلٌ مِنْهُ فِیْ مُحَاجَةِ آدَمَ وَ مُوْسٰی عَلَیْهِمَا السَّلَامُ

حضرت آدم علیہ السلام اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کا جھگڑا

(۱۹۳)۔عَنْ أَبِیْ هُرَیْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اِحْتَجَّ آدَمُ وَ مُوْسٰی عَلَیْهِمَا السَّلَامُ فَقَالَ مُوْسٰی: یَاآدَمُ! أَنْتَ أَبُوْنَا خَیَّبْتَنَا وَ أَخْرَجْتَنَا مِنَ الْجَنَّةِ (وَفِیْ رِوَایَةٍ: أَنْتَ آدَمُ الَّذِیْ أَخْرَجَتْكَ خَطِیْئَتُكَ مِنَ الْجَنَّةِ) فَقَالَ لَهُ آدَمُ: یَا مُوْسٰی! أَنْتَ اصْطَفَاكَ اللّٰهُ بِكَلَامِهِ (وَ قَالَ مَرَّةً: بِرِسَالَتِهِ) وَ خَطَّ لَكَ بِیَدِهِ، أَتَلُوْمُنِیْ عَلٰی أَمْرٍ قَدَّرَهُ اللّٰهُ عَلَیَّ قَبْلَ أَنْ یَخْلُقَنِیْ بِأَرْبَعِیْنَ سَنَةً، قَالَ: حَجَّ آدَمُ مُوْسٰی حَجَّ آدَمُ مُوْسٰی۔)) (مسند أحمد: ۷۳۸۱)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''آدم علیہ السلام اور موسی علیہ السلام کا جھگڑا ہونے لگا، موسی علیہ السلام نے کہا: اے آدم! تم ہمارے باپ ہو، تم نے ہمیں ناکام کیا اور جنت سے نکال دیا، ایک روایت میں ہے: تم وہ آدم ہو کہ جس کو اس کی غلطی نے جنت سے نکال دیا؟ آدم علیہ السلام نے کہا: اے موسی! تم وہی ہو جس کو اللہ تعالیٰ نے اپنے کلام اور اپنی رسالت کے ساتھ منتخب فرمایا اور تمہارے لیے اپنے ہاتھ سے تورات لکھی، اب کیا تم مجھے ایسی چیز پر ملامت کرتے ہو، جو اللہ تعالیٰ نے میری تخلیق سے چالیس برس پہلے میرے حق میں لکھ دی تھی۔'' آپ ﷺ نے فرمایا: ''اس طرح آدم علیہ السلام، موسی علیہ السلام پر غالب آ گئے، آدم علیہ السلام، موسیٰ علیہ السلام پر غالب آ گئے۔''

فوائد: ...... یہاں چند گزارشات کو بیان کرنا ضروری ہے:

کسی آدمی کو تقدیر کی وجہ سے اللہ تعالیٰ اور لوگوں کے ہاں معذور نہیں سمجھا جائے گا، اللہ تعالیٰ کے ہاں مؤاخذہ کرنے کے اور معاف کرنے کے قوانین الگ ہیں اور لوگوں میں کون ہے کہ جس کو تھپڑ لگے یا اس کا کوئی اور نقصان ہو جائے اور وہ اس بنا پر معاف کر دے کہ چلو یہ تھپڑ میری تقدیر میں لکھا ہوا تھا۔ اگر کسی سے کوئی برائی ہو جائے اور پھر اس برائی کی وجہ سے اس کا نقصان بھی ہو جائے تو ایسے شخص کو اس کی برائی کی بنا پر طعنہ مارنا اور اس کی مذمت کرنا شرعا درست نہیں ہے، بالخصوص اس وقت کہ جب وہ توبہ تائب بھی ہو چکا ہو۔ آدم علیہ السلام نے موسی علیہ السلام کو جو جواب دیا، وہ جواب الزامی تھا، بہر حال ان دونوں انبیاء کی بحث تو عالم برزخ میں ہو رہی تھی، جو سرے سے تکلیف کا عالم ہی نہیں ہے،

(۱۹۳) تخریج: أخرجه البخاری: ٦٦١٤، ومسلم: ٢٦٥٢ (انظر: ٣٧٨٧)

اس لیے اس سلسلے میں کسی ایک پر بھی ملامت نہیں کی جا سکتی۔

فَصْلٌ آخَرُ فِي الرِّضَا بِالْقَضَاءِ وَفَضْلِهِ

تقدیر پر رضامند ہونے اور اس کی فضیلت کا بیان

(١٩٤)۔عَنْ سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ ‌رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((مِنْ سَعَادَةِ ابْنِ آدَمَ اسْتِخَارَتُهُ اللّٰهَ، وَمِنْ سَعَادَةِ ابْنِ آدَمَ رِضَاهُ بِمَا قَضَاهُ اللّٰهُ، وَمِنْ شِقْوَةِ ابْنِ آدَمَ تَرْكُهُ اسْتِخَارَةَ اللّٰهِ، وَمِنْ شِقْوَةِ ابْنِ آدَمَ سَخَطُهُ بِمَا قَضَاهُ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ۔)) (مسند أحمد: ١٤٤٤)

سیدنا سعد بن ابو وقاص ‌رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''یہ ابن آدم کی سعادت ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ سے خیر طلب کرے اور یہ بھی ابن آدم کی خوش بختی ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے فیصلے پر راضی ہو جائے اور یہ ابن آدم کی بدبختی ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ سے خیر طلب نہ کرے اور اس میں بھی اس کی شقاوت ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے فیصلے پر ناراض ہو جائے۔''

(١٩٥)۔عَنْ صُهَيْبِ بْنِ سِنَانٍ ‌رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((عَجِبْتُ مِنْ قَضَاءِ اللّٰهِ لِلْمُؤْمِنِ، إِنَّ أَمْرَ الْمُؤْمِنِ كُلَّهُ خَيْرٌ وَلَيْسَ ذٰلِكَ إِلَّا لِلْمُؤْمِنِ، إِنْ أَصَابَتْهُ سَرَّاءُ، فَشَكَرَ كَانَ خَيْرًا لَهُ، وَإِنْ أَصَابَتْهُ ضَرَّاءُ فَصَبَرَ كَانَ خَيْرًا لَهُ۔)) (مسند أحمد: ٢٤٤٢٠)

سیدنا صہیب بن سنان ‌رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ نے مؤمن کے حق میں جو فیصلہ کیا، مجھے اس پر تعجب ہے، بیشک مؤمن کا سارے کا سارا معاملہ خیر والا ہے اور یہ (اعزاز) صرف مؤمن کے لیے ہے، اگر اسے کوئی خوشی پہنچتی ہے اور وہ شکر ادا کرتا ہے تو یہ اس کے لیے بہتر ہے اور اگر اسے کوئی تکلیف پہنچتی ہے اور وہ صبر کرتا ہے تو اس میں بھی اس کے لیے بہتری ہے۔''

(١٩٦)۔عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ ‌رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((عَجَبًا لِلْمُؤْمِنِ لَا يَقْضِي اللّٰهُ شَيْئًا إِلَّا كَانَ خَيْرًا لَهُ۔)) (مسند أحمد: ٢٠٥٤٩)

سیدنا انس بن مالک ‌رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''مؤمن پر تعجب ہے، اللہ تعالیٰ اس کے لیے جو فیصلہ کر دے، اس میں اس کے لیے خیر ہے۔''

فوائد: ......جائز اسباب کے استعمال کے بعد ہر نعمت پر اللہ تعالیٰ کا شکر کرنا چاہیے اور ہر آزمائش پر صبر کرنا

---

(١٩٤) تخريج: اسناده ضعيف، محمد بن ابي حميد الانصاري الزرقي متفق على ضعفه ـ أخرجه الترمذي: ٢١٥١ (انظر: ١٤٤٤)

(١٩٥) تخريج: أخرجه مسلم: ٢٩٩٩ (انظر: ٢٣٩٢٤)

(١٩٦) تخريج: حديث صحيح ـ أخرجه ابو يعلى: ٤٠١٩، وابن حبان: ٧٢٨ (انظر: ٢٠٢٨٣)

چاہیے اور ماضی پر پچھتاوے کی بجائے مستقبل کے لیے نتیجہ خیز لائحہ عمل تیار کرنا چاہیے، مثلا اگر کسی بد احتیاطی یا معصیت کی وجہ سے کوئی نقصان ہو جاتا ہے یا بے عزتی ہو جاتی ہے تو آئندہ کے لیے احتیاط کرے اور نافرمانیوں سے بچے۔

بَابٌ فِيْ تَقْدِيْرِ حَالِ الْإِنْسَانِ وَهُوَ فِيْ بَطْنِ أُمِّهِ

انسان کی اس حالت کی تقدیر کا بیان، جبکہ وہ ماں کے پیٹ میں ہو

(۱۹۷)۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ ؓ قَالَ: حَدَّثَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَهُوَ الصَّادِقُ الْمُصَدَّقُ: ((إِنَّ أَحَدَكُمْ يُجْمَعُ خَلْقُهُ فِيْ بَطْنِ أُمِّهِ فِيْ أَرْبَعِيْنَ يَوْمًا ثُمَّ يَكُوْنُ عَلَقَةً مِثْلَ ذٰلِكَ ثُمَّ يَكُوْنُ مُضْغَةً مِثْلَ ذٰلِكَ ثُمَّ يُرْسَلُ إِلَيْهِ الْمَلَكُ فَيَنْفَخُ فِيْهِ الرُّوْحَ وَيُؤْمَرُ بِأَرْبَعِ كَلِمَاتٍ، رِزْقُهُ وَأَجَلُهُ وَعَمَلُهُ وَشَقِيٌّ أَمْ سَعِيْدٌ، فَوَالَّذِيْ لَا إِلٰهَ غَيْرُهُ إِنَّ أَحَدَكُمْ لَيَعْمَلُ بِعَمَلِ أَهْلِ الْجَنَّةِ حَتّٰى مَا يَكُوْنُ بَيْنَهُ وَبَيْنَهَا إِلَّا ذِرَاعٌ فَيَسْبِقُ عَلَيْهِ الْكِتَابُ فَيُخْتَمُ لَهُ بِعَمَلِ أَهْلِ النَّارِ فَيَدْخُلُهَا، وَإِنَّ الرَّجُلَ لَيَعْمَلُ بِعَمَلِ أَهْلِ النَّارِ حَتّٰى مَا يَكُوْنُ بَيْنَهُ وَبَيْنَهَا إِلَّا ذِرَاعٌ فَيَسْبِقُ عَلَيْهِ الْكِتَابُ فَيُخْتَمُ لَهُ بِعَمَلِ أَهْلِ الْجَنَّةِ فَيَدْخُلُهَا۔)) (مسند أحمد: ٣٦٢٤)

سیدنا عبداللہ بن مسعود ؓ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ، جو کہ صادق و مصدوق ہیں، نے ہم کو بیان کیا اور فرمایا: ''بیشک تمہاری تخلیق اس طرح ہوتی ہے کہ ماں کے پیٹ میں چالیس دنوں تک نطفہ ہی رکھا جاتا ہے، پھر چالیس دن تک خون کا لوتھڑا رکھا جاتا ہے، پھر چالیس دن تک گوشت کا ٹکڑا رکھا جاتا ہے، پھر اس کی طرف فرشتے کو بھیجا جاتا ہے اور وہ اس میں روح پھونکتا ہے اور چار کلمات کا حکم دیا جاتا ہے۔ اس کے رزق، موت اور عمل اور اس کے بد بخت یا خوش بخت ہونے کا، پس اس ذات کی قسم جس کے علاوہ کوئی معبود نہیں! بیشک تم میں سے ایک آدمی جنتی لوگوں والے عمل کرتا رہتا ہے، یہاں تک کہ اس کے اور جنت کے مابین صرف ایک ہاتھ کا فاصلہ رہ جاتا ہے، لیکن کتابِ تقدیر اس پر سبقت لے جاتی ہے اور اس کی زندگی کا خاتمہ جہنمی لوگوں کے اعمال پر ہوتا ہے، پس وہ جہنم میں داخل ہو جاتا ہے، اسی طرح ایک آدمی جہنمی لوگوں کے اعمال کرتا رہتا ہے، حتی کہ اس کے اور جہنم کے درمیان ایک ہاتھ کا فاصلہ رہ جاتا ہے، لیکن کتابِ تقدیر اس پر غالب آ جاتی ہے اور اس کی زندگی کا خاتمہ اہل جنت کے اعمال پر کر دیا جاتا ہے، سو وہ جنت میں داخل ہو جاتا ہے۔''

فوائد: ...... یہ تقدیر کے وہی معاملات ہیں، جن کی تفصیل پہلے بیان کی جا چکی ہے کہ زمین و آسمان کی تخلیق سے پچاس ہزار قبل جن کو تحریر کر دیا گیا تھا، فرق صرف یہ ہے کہ اس موقع پر ہر بندے کی علیحدہ فائل تیار کر دی جاتی ہے، اگلی دو احادیث میں بھی یہی مضمون بیان کیا گیا ہے۔

---

(١٩٧) تخريج: أخرجه البخاري: ٣٢٠٨، ٣٣٣٢، ومسلم: ٢٦٤٣ (انظر: ٣٦٢٤)

(١٩٨)۔عَنْ جَابِرِبْنِ عَبْدِ اللّٰهِ ‌رضی ‌اللہ ‌عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِذَا اسْتَقَرَّتِ النُّطْفَةُ فِي الرَّحِمِ أَرْبَعِيْنَ يَوْماً أَوْ أَرْبَعِيْنَ لَيْلَةً بَعَثَ اللّٰهُ إِلَيْهِ مَلَكًا فَيَقُوْلُ: يَا رَبِّ! مَا رِزْقُهُ؟ فَيُقَالُ لَهُ، فَيَقُوْلُ: يَا رَبِّ! مَا أَجَلُهُ؟ فَيُقَالُ لَهُ، فَيَقُوْلُ: يَا رَبِّ! ذَكَرٌ أَمْ أُنْثٰى؟ فَيُعْلَمُ، فَيَقُوْلُ: يَا رَبِّ! شَقِيٌّ أَمْ سَعِيْدٌ؟ فَيُعْلَمُ۔)) (مسند أحمد: ١٥٣٤٢)

سیدنا جابر بن عبد اللہ ‌رضی ‌اللہ ‌عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ‌صلی ‌اللہ ‌علیہ ‌وسلم نے فرمایا: ''جب نطفہ رحم میں چالیس دن یا راتیں ٹھہر جاتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کی طرف ایک فرشتے کو بھیجتے ہیں، پس وہ پوچھتا ہے: اے میرے ربّ! اس کا رزق کیا ہے؟ پس اسے جواب دیا جاتا ہے، پھر وہ پوچھتا ہے: اے میرے ربّ! اس کی موت کب ہوگی؟ پس اس کو بتلا دیا جاتا ہے، پھر وہ سوال کرتا ہے: اے میرے ربّ! یہ مذکر ہوگا یا مؤنث؟ سو اس کو بتلا دیا جاتا ہے، پھر وہ کہتا ہے: اے میرے ربّ! یہ بد بخت ہوگا یا خوش بخت؟ پھر یہ بھی اس کو بتلا دیا جاتا ہے۔''

(١٩٩)۔حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ حَدَّثَنِيْ أَبِيْ ثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَمْرٍو عَنْ أَبِي الطُّفَيْلِ عَنْ حُذَيْفَةَ بْنِ أُسَيْدٍ الْغِفَارِيِّ ‌رضی ‌اللہ ‌عنہ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ أَوْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((يَدْخُلُ الْمَلَكُ عَلَى النُّطْفَةِ بَعْدَ مَا تَسْتَقِرُّ فِي الرَّحِمِ بِأَرْبَعِيْنَ لَيْلَةً، (وَقَالَ سُفْيَانُ مَرَّةً: أَوْ خَمْسَةً وَ أَرْبَعِيْنَ لَيْلَةً) فَيَقُوْلُ: يَا رَبِّ! مَاذَا، أَشَقِيٌّ أَمْ سَعِيْدٌ؟ أَذَكَرٌ أَمْ أُنْثٰى؟ فَيَقُوْلُ اللّٰهُ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى فَيُكْتَبَانِ، فَيَقُوْلُ: مَا ذَا؟أَذَكَرٌ أَمْ أُنْثٰى؟ فَيَقُوْلُ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ فَيُكْتَبَانِ، فَيُكْتَبُ عَمَلُهُ وَ أَثَرُهُ وَمُصِيْبَتُهُ وَرِزْقُهُ، ثُمَّ تُطْوَى الصَّحِيْفَةُ فَلَا يُزَادُ عَلَى مَا فِيْهَا وَلَا يُنْقَصُ۔)) (مسند أحمد: ١٦٢٤١)

سیدنا حذیفہ بن اسید غفاری ‌رضی ‌اللہ ‌عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ‌صلی ‌اللہ ‌علیہ ‌وسلم نے فرمایا: ''جب نطفہ رحم میں چالیس یا پینتالیس راتیں ٹھہر جاتا ہے تو اس پر ایک فرشتہ داخل ہوتا ہے اور وہ سوال کرتا ہے: اے میرے ربّ! کیا حکم ہے، بد بخت ہے یا خوش بخت؟ مذکر ہے یا مؤنث؟ پس اللہ تعالیٰ اس کو بتلا دیتا ہے اور یہ دونوں چیزیں لکھ لی جاتی ہیں، پھر وہ کہتا ہے: کیا حکم ہے، مذکر ہے یا مؤنث؟ پس اللہ تعالیٰ اس کو بتلاتا ہے اور یہ چیزیں بھی لکھ دی جاتی ہیں، پھر اس کا عمل، عمر، مصیبت اور رزق لکھا جاتا ہے اور صحیفے کو لپیٹ لیا جاتا ہے اور اس میں زیادتی کی جاسکتی ہے نہ کمی۔''

---

(١٩٨) تخريج: صحيح لغيره (انظر: ١٥٢٦٩)

(١٩٩) تخريج: أخرجه مسلم: ٢٦٤٤، ٢٦٤٥ (انظر: ١٦١٤٢)

(۲۰۰)۔عَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ رضی اللہ عنہ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((فَرَغَ اللّٰهُ إِلَى كُلِّ عَبْدٍ مِنْ خَمْسٍ، مِنْ أَجَلِهِ وَ رِزْقِهِ وَأَثَرِهِ وَ شَقِيٌّ أَمْ سَعِيْدٌ۔)) (مسند أحمد: ۲۲۰٦٦)

سیدنا ابو درداء رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ ہر بندے سے پانچ چیزوں سے فارغ ہو گیا ہے، اس کی موت، رزق، عمر اور بدبختی یا خوش بختی۔''

فوائد: ......تقدیر کے اس نظام کے باوجود بندے سے یہ مطالبہ کیا گیا ہے کہ وہ خیر و بھلائی کا طالب بنے اور اس کے حصول کی کوشش کرے اور اپنے دامن کو شرّ وفساد والے امور سے بچائے۔

بَابٌ فِي الْإِيْمَانِ بِالْقَدْرِ
تقدیر پر ایمان لانے کا بیان

(۲۰۱)۔عَنْ يَحْيَى بْنِ يَعْمَرَ قَالَ: قُلْتُ لِابْنِ عُمَرَ (رضی اللہ عنہ): إِنَّا نُسَافِرُ فِي الْآفَاقِ فَنَلْقَى قَوْمًا يَقُوْلُوْنَ لَا قَدَرَ، فَقَالَ ابْنُ عُمَرَ: إِذَا لَقِيْتُمُوْهُمْ فَأَخْبِرُوْهُمْ أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ مِنْهُمْ بَرِيْءٌ وَأَنَّهُمْ مِنْهُ بُرَاءُ ثَلَاثًا، ثُمَّ أَنْشَأَ يُحَدِّثُ، بَيْنَمَا نَحْنُ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَجَاءَ رَجُلٌ، فَذَكَرَ مِنْ هَيْئَتِهِ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((أُدْنُهْ۔)) فَدَنَا، فَقَالَ: ((أُدْنُهْ۔)) فَدَنَا، فَقَالَ: ((أُدْنُهْ۔)) فَدَنَا حَتَّى كَادَ رُكْبَتَاهُ تَمَسَّانِ رُكْبَتَيْهِ، فَقَالَ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! أَخْبِرْنِيْ مَا الْإِيْمَانُ أَوْ عَنِ الْإِيْمَانِ؟ قَالَ: ((تُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَمَلَائِكَتِهِ وَكُتُبِهِ وَرُسُلِهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ

یحییٰ بن یعمر کہتے ہیں: میں نے سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما سے کہا: ہم لوگ مختلف علاقوں کا سفر کرتے ہیں اور ایسے لوگوں کو ملتے ہیں جو کہتے ہیں کہ کوئی تقدیر نہیں ہے، سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: اب جب تم ان کو ملو تو ان کو یہ بتلا دینا کہ عبداللہ بن عمر ان سے اور وہ اِن سے بری ہیں، انھوں نے تین دفعہ یہ بات کہی، پھر انھوں نے یہ حدیث بیان کی، انھوں نے کہا: ہم رسول اللہ ﷺ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے کہ ایک آدمی آیا، پھر اس کی حالت بیان کی، رسول اللہ ﷺ نے اس سے فرمایا: ''قریب ہو جا۔'' پس وہ قریب ہوا، آپ ﷺ نے پھر فرمایا: ''مزید قریب ہو جا۔'' وہ اور قریب ہو گیا، لیکن آپ ﷺ نے فرمایا: ''اور قریب ہو جاؤ۔'' پس وہ اتنا قریب ہو گیا کہ اس کے گھٹنے آپ ﷺ کے گھٹنوں کو مس کرنے لگے، پھر اس بندے نے کہا: اے اللہ کے رسول! آپ مجھے بتلائیں کہ ایمان کیا ہے؟

---

(۲۰۰) تخريج: اسناده صحيح ـ أخرجه الطبراني في "الاوسط": ۳۱٤٤، والبزار: ۲۱۵۲ (انظر: ۲۱۷۲۳)

(۲۰۱) تخريج: اسناده صحيح على شرط مسلم۔ أخرجه ابوداود: ٤٦٩٧، وقال الترمذي في "السنن": ۵/ ۸: روى هذا الحديث عن ابن عمر، عن النبي ﷺ والصحيح: عن ابن عمر عن عمر عن النبي ﷺ۔ وأخرجه عن عمر مسلم: ۸۔ (انظر: ۳۷٤)

وَ تُـؤْمِـنُ بِـالْقَدْرِ۔)) قَالَ سُفْيَانُ: أُرَاهُ قَالَ: ((بِـخَيْـرِهِ وَ شَـرِّهِ۔)) قَـالَ: فَمَا الْإِسْلَامُ؟ قَـالَ: ((إِقَـامُ الـصَّلٰوةِ وَ إِيْتَاءُ الزَّكَاةِ وَحَجُّ الْبَيْـتِ وَصِيَـامُ شَهْـرِ رَمَضَانَ وَ غُسْلٌ مِنَ الْجَنَـابَةِ۔)) كُـلَّ ذٰلِكَ قَـالَ: صَدَقْـتَ صَـدَقْـتَ، قَـالَ الْقَوْمُ: مَا رَأَيْنَا رَجُلًا أَشَدَّ تَوْقِيْرًا لِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ مِنْ هٰذَا، كَأَنَّهُ يُعَلِّمُ رَسُـوْلَ اللّٰهِ ﷺ، ثُـمَّ قَـالَ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! أَخْبِـرْنِـيْ عَـنِ الْإِحْسَان، قَالَ: ((أَنْ تَعْبُدَ الـلّٰـهَ۔)) أَوْ ((تَعْبُدُهُ كَأَنَّكَ تَرَاهُ فَإِنْ لَا تَرَاهُ فَإِنَّهُ يَرَاكَ۔)) كُلَّ ذٰلِكَ نَقُوْلُ: مَا رَأَيْنَا رَجُلًا أَشَـدَّ تَـوْقِيْـرًا لِـرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ مِـنْ هٰذَا، فَيَـقُـوْلُ: صَـدَقْـتَ صَدَقْتَ، قَالَ: أَخْبِرْنِيْ عَـنِ السَّـاعَةِ، قَـالَ: ((مَـا الْمَسْئُوْلُ عَنْهَا بِـأَعْـلَـمَ بِهَـامِـنَ السَّائِلِ۔))، قَالَ: فَقَالَ: صَـدَقْـتَ، قَالَ ذَاكَ مِرَارًا، مَا رَأَيْنَا رَجُلًا أَشَـدَّ تَوْقِيْرًا لِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ مِنْ هٰذَا، ثُمَّ وَلّٰـى، قَـالَ سُفْيَـانُ: فَبَـلَـغَنِيْ أَنَّ رَسُوْلَ الـلّٰـهِ ﷺ قَـالَ: ((الْتَـمِسُـوْهُ۔)) فَـلَـمْ يَـجِـدُوْهُ، قَـالَ: ((هٰـذَا جِبْـرِيْلُ جَـائَكُمْ يُـعَـلِّـمُكُمْ دِيْنَكُمْ، مَا أَتَانِيْ فِيْ صُوْرَةٍ إِلَّا عَـرَفْتُهُ غَيْرَ هٰذِهِ الصُّوْرَةِ۔)) (مسند أحمد: ٣٧٤)

آپ ﷺ نے فرمایا: ''ایمان یہ ہے کہ تم اللہ تعالی، فرشتوں، کتابوں، رسولوں، آخرت کے دن اور تقدیر، وہ خیر والی ہو یا شرّ والی، پر ایمان لاؤ۔'' اس نے کہا: اسلام کیا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''نماز قائم کرنا، زکاۃ ادا کرنا، بیت اللہ کا حج کرنا، رمضان کے روزے رکھنا اور غسلِ جنابت کرنا اسلام ہے۔'' ہر دفعہ اس نے جواب میں کہا: آپ سچ فرما رہے ہیں، آپ سچ فرما رہے ہیں۔ لوگوں نے کہا: ہم نے کوئی ایسا شخص نہیں دیکھا کہ جو اس سے زیادہ رسول اللہ ﷺ کی توقیر کرنے والا ہو، لیکن ایسے لگتا ہے کہ یہ تو رسول اللہ ﷺ کو تعلیم دے رہا ہے، بہرحال اس نے پھر کہا: اے اللہ کے رسول! مجھے احسان کے بارے میں بتلائیں، آپ ﷺ نے فرمایا: ''احسان یہ ہے کہ تو اللہ تعالیٰ کی اس طرح عبادت کر گویا کہ تو اس کو دیکھ رہا ہے اور اگر تو اس کو نہیں دیکھ رہا تو وہ تو تجھے دیکھ رہا ہے۔'' ہر دفعہ ہم کہتے: ہم نے ایسا آدمی نہیں دیکھا جو اس سے زیادہ رسول اللہ ﷺ کی توقیر کرنے والا ہو، پھر اس نے کہا: آپ سچ فرما رہے ہیں، آپ سچ فرما رہے ہیں، اچھا اب مجھے قیامت کے بارے میں بتلائیں، آپ ﷺ نے فرمایا: ''اس کے بارے میں تو مسئول، سائل سے زیادہ جاننے والا نہیں ہے۔'' اس نے کہا: آپ سچ کہہ رہے ہیں، اس نے کئی دفعہ یہ بات کہی، ہم نے اس شخص کو رسول اللہ ﷺ کی سب سے زیادہ عزت کرنے والا پایا، پھر وہ چلا گیا۔ سفیان کہتے ہیں: مجھے یہ بات بھی موصول ہوئی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اس کو تلاش کرو۔'' لیکن صحابہ اس کو تلاش نہ کر سکے، پھر آپ ﷺ نے فرمایا: ''یہ جبریل علیہ السلام تھے، وہ تم لوگوں کو دین کی تعلیم دینے کے لیے آئے تھے، پہلے تو جس صورت میں آتے تھے، میں اِن کو پہچان لیتا تھا، ماسوائے اس

صورت کے، (آج میں ان کو نہیں پہچان سکا)۔''

(۲۰۲)(وَعَنْهُ مِنْ طَرِيْقٍ ثَانٍ)۔ قَالَ: قُلْتُ لِابْنِ عُمَرَ: إِنَّ عِنْدَنَا رِجَالًا يَزْعُمُوْنَ أَنَّ الْأَمْرَ بِأَيْدِيْهِمْ فَإِنْ شَاءُ وْا عَمِلُوْا وَإِنْ شَاءُ وْا لَمْ يَعْمَلُوْا، فَقَالَ: أَخْبِرْهُمْ أَنِّيْ مِنْهُمْ بَرِيْءٌ وَأَنَّهُمْ مِنِّيْ بُرَاءُ، ثُمَّ قَالَ: جَاءَ جِبْرِيْلُ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ: يَا مُحَمَّدُ! مَا الْإِسْلَامُ؟ فَقَالَ: ((تَعْبُدُ اللّٰهَ لَا تُشْرِكُ بِهِ شَيْئًا وَتُقِيْمُ الصَّلَاةَ وَ تُؤْتِي الزَّكَاةَ وَتَصُوْمُ رَمَضَانَ وَتَحُجُّ الْبَيْتَ۔)) قَالَ: فَإِذَا فَعَلْتُ ذٰلِكَ فَأَنَا مُسْلِمٌ؟ قَالَ: ((نَعَمْ۔)) قَالَ: صَدَقْتَ، قَالَ: فَمَا الْإِحْسَانُ؟ قَالَ: ((تَخْشَى اللّٰهَ تَعَالٰى كَأَنَّكَ تَرَاهُ فَإِنْ لَا تَكُ تَرَاهُ فَإِنَّهُ يَرَاكَ۔))، قَالَ: فَإِذَا فَعَلْتُ ذٰلِكَ فَأَنَا مُحْسِنٌ؟ قَالَ: ((نَعَمْ۔)) قَالَ: صَدَقْتَ، قَالَ: فَمَا الْإِيْمَانُ؟ قَالَ: ((تُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَ مَلَائِكَتِهِ وَكُتُبِهِ وَرُسُلِهِ وَالْبَعْثِ مِنْ بَعْدِ الْمَوْتِ وَالْجَنَّةِ وَالنَّارِ وَالْقَدْرِ كُلِّهِ۔)) قَالَ: فَإِذَا فَعَلْتُ ذٰلِكَ فَأَنَا مُؤْمِنٌ؟ قَالَ: ((نَعَمْ۔)) قَالَ: صَدَقْتَ۔ (مسند أحمد: ۵۸۵۶)

(دوسری سند) یحییٰ بن یعمر کہتے ہیں: میں نے سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے کہا: ہمارے ہاں ایسے لوگ بھی ہیں، جن کا خیال یہ ہے کہ معاملہ ان کے اختیار میں ہے، پس اگر وہ چاہیں تو عمل کر لیں اور چاہیں تو نہ کریں، آگے سے سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: ان کو یہ اطلاع دے دو کہ میں ان سے بری ہوں اور وہ مجھ سے بری ہیں۔ پھر انھوں نے کہا: جبرائیل علیہ السلام، نبی کریم ﷺ کے پاس آئے اور کہا: اے محمد! اسلام کیا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''تم اللہ تعالیٰ کی عبادت کرو، اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہراؤ، نماز قائم کرو، زکاۃ ادا کرو، رمضان کے روزے رکھو اور بیت اللہ کا حج کرو۔'' انھوں نے کہا: جب میں یہ امور سر انجام دوں گا تو میں مسلمان ہو جاؤں گا؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''جی ہاں۔'' انھوں نے کہا: آپ سچ فرما رہے ہیں۔ پھر انھوں نے پوچھا: احسان کیا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ سے اس طرح ڈرو کہ گویا تم اس کو دیکھ رہے ہو، پس اگر تم نہیں دیکھ رہے تو وہ تو تم کو دیکھ رہا ہے۔'' انھوں نے کہا: پس جب میں اس طرح کروں گا، تو کیا میں صاحب ِ احسان ہو جاؤں گا؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''جی ہاں۔'' انھوں نے کہا: آپ سچ فرما رہے ہیں، پھر انھوں نے کہا: اچھا یہ بتائیں کہ ایمان کیا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''تم اللہ تعالیٰ، اس کے فرشتوں، کتابوں، رسولوں، موت کے بعد دوبارہ جی اٹھنے، جنت، جہنم اور ساری تقدیر پر ایمان لاؤ۔'' انھوں نے کہا: پس جب میں اس طرح کروں گا تو میں مؤمن بن جاؤں گا؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''جی ہاں۔'' انھوں نے کہا: آپ سچ فرما رہے ہیں۔

---

(۲۰۲) تخریج: حدیث صحیح، وانظر الحدیث بالطریق الاول

(۲۰۳) زَادَ فِی رِوَایَةٍ: وَکَانَ جِبْرِیْلُ یَأْتِی النَّبِیَّ ﷺ فِی صُوْرَةِ دِحْیَةَ۔ (مسند أحمد: ٥٨٥٧)

ایک روایت میں یہ زائد بات ہے: اور جبریل، نبی کریم ﷺ کے پاس سیدنا دحیہ رضی اللہ عنہ کی شکل میں آتے تھے۔

(۲۰٤) (وَعَنْهُ مِنْ طَرِیْقٍ ثَالِثٍ) عَنِ ابْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہ أَنَّ جِبْرِیْلَ قَالَ لِلنَّبِیِّ ﷺ: مَا الْإِیْمَانُ؟ قَالَ: ((أَنْ تُؤْمِنَ بِاللّٰهِ وَ مَلَائِکَتِهِ وَکُتُبِهِ وَرُسُلِهِ وَالْیَوْمِ الْآخِرِ وَبِالْقَدْرِ خَیْرِهِ وَشَرِّهِ۔)) فَقَالَ لَهُ جِبْرِیْلُ عَلَیْهِ السَّلَامُ: صَدَقْتَ، قَالَ: فَتَعَجَّبْنَا مِنْهُ یَسْأَلُهُ وَیُصَدِّقُهُ، قَالَ: فَقَالَ النَّبِیُّ ﷺ: ((ذَاكَ جِبْرِیْلُ أَتَاکُمْ یُعَلِّمُکُمْ مَعَالِمَ دِیْنِکُمْ۔)) (مسند أحمد: ١٩١)

(تیسری سند) سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ جبریل علیہ السلام نے نبی کریم ﷺ سے کہا: ایمان کیا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالی، اس کے فرشتوں، کتابوں، رسولوں، آخرت کے دن اور اچھی اور بری تقدیر پر تمہارا ایمان لانا۔'' یہ سن کر حضرت جبریل علیہ السلام نے کہا: آپ سچ کہہ رہے ہیں، ہمیں اس بات پر بڑا تعجب ہوا کہ یہ سوال بھی کرتا ہے اور تصدیق بھی کرتا ہے، پھر نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''یہ جبرائیل علیہ السلام تھے جو تم کو دین کی نشانیوں کی تعلیم دینے آئے تھے۔''

(۲۰٥) (وَعَنْهُ مِنْ طَرِیْقٍ رَابِعٍ)۔أَیْ عَنْ یَحْیٰی بْنِ یَعْمَرَ وَ حُمَیْدِ بْنِ عَبْدِالرَّحْمٰنِ الْحِمْیَرِیِّ قَالَ: لَقِیْنَا عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ (رضی اللہ عنہ) فَذَکَرْنَا الْقَدْرَ وَمَا یَقُوْلُوْنَ فِیْهِ، فَقَالَ لَنَا: إِذَا رَجَعْتُمْ إِلَیْهِمْ فَقُوْلُوْا: إِنَّ ابْنَ عُمَرَ بَرِیْءٌ وَأَنْتُمْ مِنْهُ بُرَاءُ ثَلَاثَ مِرَارٍ، ثُمَّ قَالَ: أَخْبَرَنِی عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ رضی اللہ عنہ أَنَّهُمْ بَیْنَمَاهُمْ جُلُوْسٌ أَوْ قُعُوْدٌ عِنْدَ النَّبِیِّ ﷺ جَاءَهُ رَجُلٌ یَمْشِی حَسَنُ الْوَجْهِ حَسَنُ الشَّعْرِ عَلَیْهِ ثِیَابٌ بِیْضٌ، فَنَظَرَ الْقَوْمُ

(چوتھی سند) یحییٰ بن یعمر اور حمید حمیری کہتے ہیں: ہم سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کو ملے اور تقدیر کے موضوع پر بات کی اور لوگوں کا نظریہ بھی ذکر کیا، انھوں نے ہمیں کہا: جب تم ان لوگوں کی طرف لوٹو تو ان کو تین بار کہنا کہ ''ابن عمر تم سے اور تم اس سے بری ہو'' پھر انھوں نے کہا: سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے مجھے بیان کیا کہ وہ نبی کریم ﷺ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے، اسی اثناء میں ایک آدمی پیدل چلتے ہوئے آ گیا، وہ خوبصورت چہرے والا اور خوبصورت بالوں والا تھا، اس نے سفید کپڑے پہن رکھے تھے، لوگ ایک دوسرے کی طرف دیکھ کر کہنے لگے کہ نہ تو ہم اس آدمی کو جانتے ہیں اور نہ یہ مسافر

---

(۲۰۳) تخریج: انظر الحدیث بالطریق الاول

(۲۰٤) تخریج: أخرجه مسلم: ٨ (انظر: ١٩١)

(۲۰٥) تخریج: أخرجه مسلم: ٨ الی قوله: "ذَاكَ جِبْرِیْلُ جَاءَ کُمْ یُعَلِّمُکُمْ دِیْنَکُمْ۔"، وأخرج ما بعده ابوداود: ٤٦٩٦ (انظر: ١٨٤)

بَـعْضُهُمْ إِلَى بَعْضٍ مَا نَعْرِفُ هٰذَا وَ مَا هٰذَا بِـصَـاحِـبِ سَـفَـرٍ، ثُمَّ قَالَ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! آتِيْكَ؟ قَـالَ: ((نَعَمْ۔)) فَجَاءَ فَوَضَعَ رُكْبَتَيْهِ عِـنْـدَ رُكْبَتَيْهِ وَ يَدَيْهِ عَلَى فَخِذَيْهِ، (وَسَاقَ الْـحَـدِيْـثَ بِنَحْوِ مَا تَقَدَّمَ فِي الْبَابِ الثَّانِيْ مِـنْ كِتَـابِ الْإِيْمَان وَ فِيْهِ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ بَـعْـدَ أَنْ ذَهَـبَ السَّـائِـلُ) عَلَيَّ بِالرَّجُلِ، فَـطَـلَـبُوْهُ فَلَمْ يَرَوْا شَيْئًا، فَمَكَثَ يَوْمَيْنِ أَوْ ثَلَاثَةً، ثُمَّ قَالَ: ((يَا ابْنَ الْخَطَّابِ! أَتَدْرِيْ مَـنِ السَّائِلُ عَنْ كَذَا وَ كَذَا؟۔)) قَالَ: اللّٰهُ وَ رَسُوْلُهُ أَعْلَمُ، قَالَ: ((ذَاكَ جِبْرِيْلُ جَاءَ كُمْ يُـعَـلِّمُكُمْ دِيْنَكُمْ۔)) قَالَ: وَسَأَلَهُ رَجُلٌ مِنْ جُهَيْـنَةَ أَوْ مُـزَيْنَةَ فَقَالَ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! فِيْمَا نَـعْمَلُ، أَفِيْ شَيْءٍ قَدْ خَلَا أَوْ مَضٰى أَوْ فِيْ شَـيْءٍ يُسْتَـأْنَفُ الْآنَ؟ قَالَ: ((فِيْ شَيْءٍ قَدْ خَلَا أَوْ مَـضٰـى۔)) فَـقَـالَ رَجُلٌ أَوْ بَعْضُ الْـقَـوْمِ: يَـا رَسُـوْلَ اللّٰهِ! فِيْمَا نَعْمَلُ؟ قَالَ: ((أَهْـلُ الْجَنَّةِ مُيَسَّرُوْنَ لِعَمَلِ أَهْلِ الْجَنَّةِ وَ أَهْلُ النَّارِ مُيَسَّرُوْنَ لِعَمَلِ أَهْلِ النَّارِ۔)) قَالَ يَـحْيٰـى: قَـالَ هُـوَ هٰـكَذَا يَعْنِيْ كَمَا قَرَأْتَ عَلَيَّ۔ (مسند أحمد: ١٨٤)

لگ رہا ہے، پھر اس نے کہا: اے اللہ کے رسول! میں آپ کے پاس آ سکتا ہوں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''جی ہاں۔'' پس وہ آیا اور اپنے گھٹنے آپ ﷺ کے گھٹنوں کے پاس رکھ دیئے اور اپنے ہاتھ آپ ﷺ کی رانوں پر رکھ دیئے، (پھر کتاب الایمان کے دوسرے باب میں مذکورہ حدیث کی طرح حدیث بیان کی اور اس میں ہے کہ سائل کے چلے جانے کے بعد آپ ﷺ نے فرمایا: ''اس بندے کو میرے پاس لاؤ۔'' لوگ اس کو تلاش کرنے کے لیے نکلے، لیکن ان کو کوئی چیز نظر ہی نہ آئی، پھر وہ دو یا تین دن ٹھہرے رہے، پھر آپ ﷺ نے فرمایا: ''اے ابن خطاب! کیا تم جانتے ہو کہ فلاں فلاں چیز کے بارے میں سوال کرنے والا کون تھا؟'' انھوں نے کہا: اللہ اور اس کا رسول ہی بہتر جانتے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''یہ جبریل علیہ السلام تھے، جو تم کو دین کی تعلیم دینے آئے تھے۔'' پھر جہینہ یا مزینہ قبیلے کے ایک آدمی نے سوال کرتے ہوئے کہا: اے اللہ کے رسول! ہم کس چیز کے مطابق عمل کر رہے ہیں؟ کیا اس چیز کے مطابق جو گزر چکی ہے، یا اس چیز کے مطابق جو از سرِ نو ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اس چیز کے مطابق جو گزر چکی ہے۔'' اس آدمی نے یا کسی اور شخص نے کہا: اے اللہ کے رسول! تو پھر عمل کس چیز میں ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''جنتیوں کے لیے اہلِ جنت کے عمل کو آسان کر دیا جاتا ہے اور جہنمیوں کے لیے اہلِ جہنم کے عمل کو آسان کر دیا جاتا ہے۔'' یحییٰ نے کہا: وہ اسی طرح ہی ہے، یعنی جس طرح تم نے مجھے بیان کیا ہے۔

فوائد: ...... یہ مشہور حدیث جبریل ہے، جو اسلام، ایمان اور احسان کی تعریفات کے ساتھ دیگر بعض امور پر مشتمل ہے، اس میں ایمان کے حوالے سے آٹھ نو چیزوں کا ذکر کیا گیا ہے کہ ان پر ایمان لانا ضروری ہے، ان میں سے ایک تقدیر ہے، وہ اچھی ہو یا بری۔

(۲۰۶)۔عَنِ ابْنِ الدَّیْلَمِیِّ قَالَ: لَقِیْتُ أُبَیَّ بْنَ کَعْبٍ رضی اللہ عنہ فَقُلْتُ: یَا أَبَا الْمُنْذِرِ! إِنَّهُ قَدْ وَقَعَ فِیْ نَفْسِیْ شَیْءٌ مِنْ هٰذَا الْقَدْرِ فَحَدِّثْنِیْ بِشَیْءٍ لَعَلَّهُ یَذْهَبُ مِنْ قَلْبِیْ، قَالَ: لَوْ أَنَّ اللّٰهَ عَذَّبَ أَهْلَ سَمٰوَاتِهِ وَ أَهْلَ أَرْضِهِ لَعَذَّبَهُمْ وَهُوَ غَیْرُ ظَالِمٍ لَهُمْ، وَلَوْ رَحِمَهُمْ کَانَتْ رَحْمَتُهُ لَهُمْ خَیْرًا مِنْ أَعْمَالِهِمْ، وَلَوْ أَنْفَقْتَ جَبَلَ أُحُدٍ ذَهَبًا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ مَا قَبِلَهُ اللّٰهُ مِنْكَ حَتّٰی تُؤْمِنَ بِالْقَدْرِ وَ تَعْلَمَ أَنَّ مَا أَصَابَكَ لَمْ یَكُنْ لِیُخْطِئَكَ، وَمَا أَخْطَأَكَ لَمْ یَكُنْ لِیُصِیْبَكَ وَلَوْ مِتَّ عَلٰی غَیْرِ ذٰلِكَ لَدَخَلْتَ النَّارَ، قَالَ: فَأَتَیْتُ حُذَیْفَةَ فَقَالَ لِیْ مِثْلَ ذٰلِكَ، وَأَتَیْتُ ابْنَ مَسْعُوْدٍ فَقَالَ لِیْ مِثْلَ ذٰلِكَ وَ أَتَیْتُ زَیْدَ بْنَ ثَابِتٍ فَحَدَّثَنِیْ عَنِ النَّبِیِّ مِثْلَ ذٰلِكَ۔ (مسند أحمد: ۲۱۹۲۲)

ابن دیلمی کہتے ہیں: میں سیدنا ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کو ملا اور کہا: اے ابومنذر! تقدیر کے بارے میں میرے دل میں وسوسہ سا پیدا ہونے لگا ہے، کوئی ایسی چیز بیان کرو کہ جس سے میرے دل کی یہ کیفیت ختم ہو جائے۔ انھوں نے کہا: اگر اللہ تعالیٰ آسمان اور زمین والوں کو عذاب دینا چاہے تو وہ عذاب دے دے، جبکہ وہ ان کے حق میں ظالم نہیں ہوگا اور ان سب پر رحم کر دے تو اس کی رحمت ان کے لیے ان کے اعمال سے بہتر ہوگی اور اگر تو احد پہاڑ کے بقدر سونا اللہ کے راستے میں خرچ کر دے تو وہ اس کو تجھ سے اس وقت تک قبول نہیں کرے گا، جب تک تو تقدیر پر ایمان نہیں لائے گا اور یہ نہیں جان لے گا کہ جس چیز کے بارے میں یہ فیصلہ ہو چکا ہے کہ وہ تجھے پہنچ کر رہے گی تو وہ تجھ سے تجاوز نہیں کرے گی اور جس چیز کے بارے میں یہ فیصلہ ہو چکا ہے کہ وہ تجھ سے تجاوز کر جائے گی تو وہ تجھ تک نہیں پہنچ پائے گی، اگر تو (تقدیر کے بارے میں) اس عقیدے پر نہ مرا تو تو جہنم میں داخل ہوگا۔ پھر میں سیدنا حذیفہ رضی اللہ عنہ کے پاس آیا، انھوں نے بھی مجھے اسی قسم کی بات بیان کر دی، پھر میں سیدنا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے پاس آیا، انھوں نے بھی اسی قسم کی بات کہہ دی، پھر میں سیدنا زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کے پاس آیا اور انھوں نے بھی مجھے اس قسم کی بات نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے حوالے سے بیان کر دی۔

فوائد: ......اللہ تعالیٰ سب کچھ کر دے یا کچھ نہ کرے، کسی کو آزمائشوں کے شکنجے میں جکڑے رکھے یا کسی کو تکلیف کا احساس ہی نہ ہونے دے، یہ اس کی منشا کے مطابق ہوتا ہے اور وہ جو کچھ کر گزرے، وہی مناسب ہے اور ہمارے لیے اس پر راضی ہونا ضروری ہے۔

---

(۲۰۶) تخریج: اسنادہ قوی أخرجه ابوداود: ٤٦٩٩، وابن ماجه: ٧٧ (انظر: ٢١٥٨٩)

(۲۰۷)۔عَنْ أَبِی الدَّرْدَاءِ رضی اللہ عنہ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((لِكُلِّ شَيْءٍ حَقِيقَةٌ، وَمَا بَلَغَ عَبْدٌ حَقِيقَةَ الْإِيْمَانِ حَتَّى يَعْلَمَ أَنَّ مَا أَصَابَهُ لَمْ يَكُنْ لِيُخْطِئَهُ وَمَا أَخْطَأَهُ لَمْ يَكُنْ لِيُصِيبَهُ۔)) (مسند أحمد: ۲۸۰۳۸)

سیدنا ابو درداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''ہر چیز کی ایک حقیقت ہوتی ہے اور آدمی ایمان کی حقیقت کو اس وقت تک نہیں پا سکتا جب تک اسے اس چیز کا (پختہ) علم نہ ہو جائے کہ جو چیز (اللہ کی تقدیر کے فیصلے کے مطابق) اسے لاحق ہونی ہے وہ اس سے تجاوز نہیں کر سکتی اور جس چیز نے اس سے تجاوز کرنا ہے وہ اسے لاحق نہیں ہو سکتی۔''

(۲۰۸)۔عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الْوَلِيْدِ بْنِ عُبَادَةَ حَدَّثَنِيْ أَبِيْ قَالَ: دَخَلْتُ عَلَى عُبَادَةَ (يَعْنِي بْنَ الصَّامِتِ رضی اللہ عنہ) وَهُوَ مَرِيْضٌ أَتَخَايَلُ فِيْهِ الْمَوْتَ فَقُلْتُ: يَا أَبَتَاهُ! أَوْصِنِيْ وَاجْتَهِدْ لِيْ فَقَالَ: أَجْلِسُوْنِيْ، قَالَ: يَا بُنَيَّ! إِنَّكَ لَنْ تَطْعَمَ طَعْمَ الْإِيْمَانِ وَلَمْ تَبْلُغْ حَقِيْقَةَ الْعِلْمِ بِاللّٰهِ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى حَتَّى تُؤْمِنَ بِالْقَدْرِ خَيْرِهِ وَشَرِّهِ، قَالَ: قُلْتُ: يَا أَبَتَاهُ! فَكَيْفَ لِيْ أَنْ أَعْلَمَ مَا خَيْرُ الْقَدْرِ وَشَرُّهُ؟ قَالَ: تَعْلَمُ أَنَّ مَا أَخْطَأَكَ لَمْ يَكُنْ لِيُصِيْبَكَ وَمَا أَصَابَكَ لَمْ يَكُنْ لِيُخْطِئَكَ، يَا بُنَيَّ! إِنِّيْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((إِنَّ أَوَّلَ مَا خَلَقَ اللّٰهُ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى الْقَلَمُ، ثُمَّ قَالَ: اكْتُبْ! فَجَرَى فِيْ تِلْكَ السَّاعَةِ بِمَا هُوَ كَائِنٌ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ۔)) يَا بُنَيَّ! إِنْ مِتَّ وَلَسْتَ عَلَى ذٰلِكَ دَخَلْتَ النَّارَ۔ (مسند أحمد: ۲۳۰۸۱)

ولید بن عبادہ کہتے ہیں: میں سیدنا عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ کے پاس گیا، جبکہ وہ بیمار تھے اور میرا خیال تھا کہ اس بیماری میں ان کی موت واقع ہو جائے گی، پس میں نے کہا: ابا جان! کوئی وصیت کر دو اور میرے لیے کوشش کرو۔ انھوں نے کہا: مجھے بٹھاؤ، پھر انھوں نے کہا: میرے پیارے بیٹے! تو اس وقت تک نہ ایمان کا ذائقہ نہیں چکھ سکتا ہے اور نہ اللہ تعالیٰ کی معرفت کی حقیقت کو پہنچ سکتا ہے، جب تک تو اچھی اور بری تقدیر پر ایمان نہیں لائے گا۔ میں نے کہا: ابا جان! میں یہ کیسے جان سکتا ہوں کہ اچھی اور بری تقدیر کیا ہے؟ انھوں نے کہا: جان لے کہ جو چیز تجھ سے تجاوز کر جانے والی ہے، وہ تجھے لاحق نہیں ہو سکتی اور جو چیز تجھے لاحق ہونے والی ہے، وہ تجھ سے تجاوز نہیں کر سکتی۔ اے میرے پیارے بیٹے! میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا تھا: ''بیشک اللہ تعالیٰ نے جس چیز کو سب سے پہلے پیدا کیا، وہ قلم ہے، پھر اس نے اسے کہا: تو لکھ، پس وہ چل پڑی اور قیامت تک وقوع پذیر ہونے والے امور لکھ دیے۔'' اے میرے بیٹے! اگر تو اس عقیدے کے بغیر مر گیا تو تو جہنم میں داخل ہو گا۔

---

(۲۰۷) تخريج: اسناده ضعيف، ابو الربيع سليمان بن عتبة مختلف فيه، وقد تفرد به، وهو ممن لا يحتمل تفرده۔أخرجه الطبراني (انظر: ۲۷۴۹۰)

(۲۰۸) تخريج: حديث صحيح۔أخرجه ابوداود: ۴۷۰۰، والترمذي: ۲۱۵۵، ۳۳۱۹ (انظر: ۲۲۷۰۵)

فوائد: ......ہمیں بھی چاہیے کہ ہم اپنے بچوں کے عقائد کی اس طرح اصلاح کریں۔

(۲۰۹)۔عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ رضی اللہ عنہ أَنَّ رَجُلًا أَتَى النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَ: يَا نَبِيَّ اللّٰهِ! أَيُّ الْعَمَلِ أَفْضَلُ؟ قَالَ: ((اَلْإِيْمَانُ بِاللّٰهِ وَ تَصْدِيْقٌ بِهِ وَجِهَادٌ فِيْ سَبِيْلِهِ۔)) قَالَ: أُرِيْدُ أَهْوَنَ مِنْ ذٰلِكَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! قَالَ: ((السَّمَاحَةُ وَالصَّبْرُ۔)) قَالَ: أُرِيْدُ أَهْوَنَ مِنْ ذٰلِكَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! قَالَ: ((لَا تَتَّهِمِ اللّٰهَ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى فِيْ شَيْءٍ قَضٰى لَكَ بِهِ۔)) (مسند أحمد: ۲۳۰۹۴)

سیدنا عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک آدمی، نبی کریم ﷺ کے پاس آیا اور کہا: اے اللہ کے نبی! کون سا عمل سب سے افضل ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ پر ایمان لانا، اس کی تصدیق کرنا اور اس کے راستے میں جہاد کرنا۔'' اس نے کہا: اے اللہ کے رسول! میرا ارادہ تو اس سے آسان عمل کا تھا، آپ ﷺ نے فرمایا: ''صبر وساحت۔'' لیکن اس نے پھر کہا: اے اللہ کے رسول! میرا ارادہ تو اس سے ہلکے عمل کا تھا، آپ ﷺ نے فرمایا: ''تو پھر اللہ تعالیٰ تیرے بارے میں جو فیصلہ کر دے، اس میں اس کو متہم نہ ٹھہرانا، (یعنی اللہ تعالیٰ کے فیصلے پر راضی ہو جانا)۔''

فوائد: ......آپ ﷺ نے مختلف اعمال کی ترتیب لگا دی ہے، تاکہ ہر آدمی اپنے حالات کے مطابق اپنے لیے کوئی راہ نکال سکے۔ آخری جملے کا مطلب یہ ہے کہ آدمی دنیوی اور اخروی ترقی کے لیے محنت کرتے ہوئے جائز اسباب استعمال کرے، لیکن اگر کوئی نقصان ہو جاتا ہے یا محنت کا ثمرہ نہیں ملتا تو اس کو اپنے حق میں اللہ تعالیٰ کا فیصلہ سمجھ کر راضی ہو جائے اور اپنے آپ کو مطمئن کرنے کی کوشش کرے۔

(۲۱۰)۔عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عن أَبِيْهِ عَنْ جَدِّهِ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((لَا يُؤْمِنُ الْمَرْءُ حَتّٰى يُؤْمِنَ بِالْقَدْرِ خَيْرِهِ وَ شَرِّهِ۔)) قَالَ أَبُوْ حَازِمٍ: لَعَنَ اللّٰهُ دِيْنًا أَنَا أَكْبَرُ مِنْهُ، يَعْنِي التَّكْذِيْبَ بِالْقَدْرِ۔ (مسند أحمد: ۶۷۰۳)

سیدنا عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''بندہ اس وقت تک مؤمن نہیں ہو سکتا، جب تک اچھی اور بری تقدیر پر ایمان نہیں لاتا۔'' ابو حازم نے کہا: اللہ تعالیٰ اس دین پر لعنت کرے کہ میں جس سے بڑا ہوں، ان کی مراد تقدیر کو جھٹلانے پر (ردّ کرنا ہے)۔

فوائد: ......ابو حازم یہ کہنا چاہتے ہیں کہ اس دین کی کیا اہمیت ہے کہ جس میں تقدیر پر ایمان لانے کی شق نہیں پائی جاتی، ایسا دین تو اتنا ناقص ہوگا کہ وہ ابو حازم سے بھی کم تر ہوگا۔

---

(۲۰۹) تخريج: حديث محتمل للتحسين ۔ أخرجه ابو يعلى فى "مسنده الكبير"، والبخارى فى "خلق افعال العباد": ۱٦۳ (انظر: ۲۲۷۱۷)

(۲۱۰) تخريج: حديث صحيح (انظر: ٦۷۰۳)

بَابٌ فِي الْعَمَلِ مَعَ الْقَدْرِ
تقدیر کے ساتھ عمل کرنے کا بیان

نوٹ: ......اب آپ نے غور کرنا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے صحابہ کرام کے تقدیر سے متعلقہ سوالات کا کیسے مختصر اور ساکت جواب دیا اور آگے سے سامعین نے اطمینان کا اظہار کیا۔ ان روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ ہر مسلمان اپنی صلاحیتوں کو بروئے کار لاتے ہوئے اعمالِ صالحہ پر مشتمل زندگی بسر کرنے کی کوشش کرے۔

(۲۱۱)۔عَنْ أَبِيْ بَكْرٍ الصِّدِّيْقِ رضي الله عنه قَالَ: قُلْتُ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! الْعَمَلُ عَلَى مَا فُرِغَ مِنْهُ أَوْ عَلَى أَمْرٍ مُؤْتَنَفٍ؟ قَالَ: ((بَلْ عَلَى أَمْرٍ قَدْ فُرِغَ مِنْهُ۔)) قَالَ: قُلْتُ: فَفِيْمَ الْعَمَلُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ؟ قَالَ: ((كُلٌّ مُيَسَّرٌ لِمَا خُلِقَ لَهُ۔)) (مسند أحمد: ۱۹)

سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! عمل اس چیز کے مطابق ہے، جس سے فارغ ہوا جا چکا ہے یا اس کے مطابق ہے، جو از سرِ نو ہو رہی ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اس معاملے کے مطابق ہے، جس سے فارغ ہوا جا چکا ہے۔'' میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! تو پھر عمل کس چیز میں ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''ہر ایک کے لیے وہ عمل آسان کر دیا گیا ہے، جس کے لیے اس کو پیدا کیا گیا ہے۔''

(۲۱۲)۔عَنْ عُمَرَبْنِ الْخَطَّابِ رضي الله عنه قَالَ: سَأَلَ النَّبِيَّ ﷺ رَجُلٌ مِنْ جُهَيْنَةَ أَوْ مُزَيْنَةَ فَقَالَ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! فِيْمَا نَعْمَلُ، أَفِيْ شَيْءٍ قَدْ خَلَا أَوْ مَضٰى أَوْ فِيْ شَيْءٍ يُسْتَأْنَفُ الْآنَ؟ قَالَ: ((فِيْ شَيْءٍ قَدْ خَلَا أَوْ مَضٰى۔)) فَقَالَ رَجُلٌ أَوْ بَعْضُ الْقَوْمِ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! فِيْمَا نَعْمَلُ؟ قَالَ: ((أَهْلُ الْجَنَّةِ مُيَسَّرُوْنَ لِعَمَلِ أَهْلِ الْجَنَّةِ وَ أَهْلُ النَّارِ مُيَسَّرُوْنَ لِعَمَلِ أَهْلِ النَّارِ۔)) (مسند أحمد: ۱۸٤)

سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جہینہ یا مزینہ قبیلے کے ایک آدمی نے نبی کریم ﷺ سے سوال کرتے ہوئے کہا: اے اللہ کے رسول! ہم کس چیز کے مطابق عمل کر رہے ہیں؟ کیا اس (تقدیر) کے مطابق جو گزر چکی ہے، یا اس چیز کے مطابق جو از سرِ نو ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اس چیز کے مطابق جو گزر چکی ہے۔'' اس آدمی نے یا کسی اور شخص نے کہا: اے اللہ کے رسول! تو پھر عمل کی کیا حقیقت ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''جنتیوں کے لیے اہلِ جنت کے عمل کو آسان کر دیا جاتا ہے اور جہنمیوں کے لیے اہلِ جہنم کے عمل کو آسان کر دیا جاتا ہے۔''

---

(۲۱۱) تخريج: حسن لغيره ـ أخرجه الطبرانی فی "الكبير": ٤٧، والبزار: ٢٨ (انظر: ١٩)

(۲۱۲) تخريج: اسناده صحيح على شرط الشيخين ـ أخرجه ابوداود: ٤٦٩٦ (انظر: ١٨٤)

(۲۱۳)۔عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّ سُرَاقَةَ بْنَ مَالِكِ بْنِ جُعْشُمٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! فِيمَ الْعَمَلُ؟ أَفِيْ شَيْءٍ قَدْ فُرِغَ مِنْهُ أَوْ فِيْ شَيْءٍ نَسْتَأْنِفُهُ؟ فَقَالَ: ((بَلْ فِيْ شَيْءٍ قَدْ فُرِغَ مِنْهُ۔)) قَالَ: فَفِيْمَ الْعَمَلُ إِذًا؟ قَالَ: ((اِعْمَلُوْا! فَكُلٌّ مُيَسَّرٌ لِمَا خُلِقَ لَهُ۔)) (مسند أحمد: ١٤٣٠٨)

سیدنا جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ سیدنا سراقہ بن جعشم رضی اللہ عنہ نے کہا: اے اللہ کے رسول! ہم کس چیز کے مطابق عمل کر رہے ہیں؟ کیا اس (تقدیر) کے مطابق جس سے فارغ ہوا جا چکا ہے، یا اس چیز کے مطابق جو ہم از سرِ نو کرتے ہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اس چیز کے مطابق جس سے فارغ ہوا جا چکا ہے۔'' انھوں نے کہا: تو پھر عمل کا ہے کا؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''عمل کرو، ہر ایک کو جس عمل کے لیے پیدا کیا گیا ہے، وہ اس کے لیے آسان کر دیا گیا ہے۔''

(۲۱٤)۔عن أَبِي الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرٍ (يَعْنِي ابْنَ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ) أَنَّهُ قَالَ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! أَنَعْمَلُ لِأَمْرٍ قَدْ فُرِغَ مِنْهُ أَمْ لِأَمْرٍ نَأْتَنِفُهُ؟ قَالَ: ((لِأَمْرٍ قَدْ فُرِغَ مِنْهُ۔)) فَقَالَ سُرَاقَةُ: فَفِيْمَ الْعَمَلُ إِذًا؟ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((كُلُّ عَامِلٍ مُيَسَّرٌ لِعَمَلِهِ۔)) (مسند أحمد: ١٤٦٥٤)

سیدنا جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ انھوں نے کہا: اے اللہ کے رسول! کیا ہم اس چیز کے مطابق عمل کر رہے ہیں، جس سے فارغ ہوا جا چکا ہے، یا اس چیز کے مطابق جو از سرِ نو ہم کر رہے ہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اس چیز کے مطابق جس سے فارغ ہوا جا چکا ہے۔'' سیدنا سراقہ رضی اللہ عنہ نے کہا: تو پھر عمل کی کیا حقیقت ہے؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''ہر عامل کے لیے اس کا عمل آسان کر دیا گیا ہے۔''

(۲۱٥)۔عَنْ أَبِيْ عَبْدِالرَّحْمٰنِ السُّلَمِيِّ عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ذَاتَ يَوْمٍ جَالِسًا وَفِيْ يَدِهِ عُوْدٌ يَنْكُتُ بِهِ، قَالَ: فَرَفَعَ رَأْسَهُ فَقَالَ: ((مَامِنْكُمْ مِنْ نَفْسٍ إِلَّا وَقَدْ عُلِمَ مَنْزِلُهَا مِنَ الْجَنَّةِ وَالنَّارِ۔)) قَالَ: فَقَالَ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! فَلِمَ نَعْمَلُ؟ قَالَ: ((اِعْمَلُوْا! فَكُلٌّ مُيَسَّرٌ لِمَا خُلِقَ لَهُ۔)) ﴿فَأَمَّا مَنْ أَعْطٰى وَاتَّقٰى وَصَدَّقَ بِالْحُسْنٰى

سیدنا علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بیٹھے ہوئے تھے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ میں لکڑی تھی، آپ اس سے زمین کو کرید رہے تھے، اتنے میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سر مبارک اٹھایا اور فرمایا: ''تم میں سے ہر ایک کی منزل کا علم ہو چکا ہے کہ وہ جنت ہے یا جہنم۔'' انھوں نے کہا: اے اللہ کے رسول! تو پھر ہم عمل کیوں کر رہے ہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''تم عمل کرو، ہر ایک کو جس عمل کے لیے پیدا کیا گیا ہے، وہ اس کے لیے آسان کر دیا گیا ہے، ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

---

(۲۱۳) تخريج: هو حديث طويل و أخرجه مسلم مفرقا: ۱۲۱۳، ۲٦٤٨ (انظر: ١٤٢٥٨)

(۲۱٤) تخريج: أخرجه مسلم: ٢٦٤٨ (انظر: ١٤٦٠٠)

(۲۱٥) تخريج: أخرجه البخاري: [illegible] ٤٩٤٩، ٧٢١٧، ومسلم: ٢٦٤٧ (انظر: ٦٢١)

فَسَنُيَسِّرُهُ لِلْيُسْرٰى، وَأَمَّا مَنْ بَخِلَ وَاسْتَغْنٰى وَكَذَّبَ بِالْحُسْنٰى فَسَنُيَسِّرُهُ لِلْعُسْرٰى﴾ (مسند أحمد: ٦٢١)

''جس نے (اللہ کی راہ میں) دیا اور (اپنے ربّ سے) ڈرا اور نیک بات کی تصدیق کی۔ تو ہم بھی اس کو آسان راستے کی سہولت دیں گے۔ لیکن جس نے بخیلی کی اور بے پرواہی برتی اور نیک بات کی تکذیب کی۔ تو ہم بھی اسی کے لیے اس کی تنگی ومشکل کے سامان میسر کر دیں گے۔'' (سورۂ لیل: ٥ تا ١٠)

فوائد: ......ان آیات کا مفہوم یہ ہے کہ نیکی اور اطاعت کی توفیق اس کو ملتی ہے، جو خیر کے امور سر انجام دینے اور محارم سے بچنے کے لیے مستعد ہو اور حسبِ استطاعت ان کی پابندی کر رہا ہے، اس کے برعکس جو شخص بخل کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ کے احکام سے بے پرواہی برتتا ہے تو اس کے لیے برائیوں کے سلسلے کو برقرار رکھنا آسان ہو جاتا ہے۔ ایک مثال سے بات کو واضح کر دیتے ہیں، جب نمازِ فجر کا وقت ہوتا ہے، تو اس وقت بعض لوگوں کا سویا رہنا ان کے حق میں قیامتِ صغریٰ سے کم نہیں ہوتا اور اس وقت ان کو نیند ہی نہیں آتی، پس وہ سکون سے اٹھ جاتے ہیں اور نماز ادا کر کے اطمینان حاصل کر لیتے ہیں، لیکن بعض ایسے منحوس بھی ہوتے ہیں کہ اس نماز کے لیے اٹھنا ان پر اس قدر گراں گزرتا ہے کہ وہ سوئے رہنے میں ہی عافیت سمجھتے ہیں، اول الذکر لوگ عمل صالح کرنے کی رغبت رکھتے تھے، سو ان کے لیے عمل آسان ہو گیا اور مؤخر الذکر میں یہ رغبت نہیں، پس وہ بڑے محروم ٹھہرے۔

(٢١٦) (وَعَنْهُ فِيْ أُخْرٰى)۔عَنْ عَلِيٍّ (رضی اللہ عنہ) قَالَ: كُنَّا مَعَ جَنَازَةٍ فِيْ بَقِيْعِ الْغَرْقَدِ فَأَتَانَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَجَلَسَ وَجَلَسْنَا حَوْلَهُ وَمَعَهُ مِخْصَرَةٌ يَنْكُتُ بِهَا، ثُمَّ رَفَعَ بَصَرَهُ فَقَالَ: ((مَا مِنْكُمْ مِنْ نَفْسٍ مَنْفُوْسَةٍ إِلَّا وَقَدْ كُتِبَ مَقْعَدُهَا مِنَ الْجَنَّةِ وَالنَّارِ، إِلَّا قَدْ كُتِبَتْ شَقِيَّةً أَوْ سَعِيْدَةً۔)) فَقَالَ الْقَوْمُ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! أَفَلَا نَمْكُثُ عَلٰى كِتَابِنَا وَنَدَعُ الْعَمَلَ، فَمَنْ كَانَ مِنْ أَهْلِ السَّعَادَةِ فَسَيَصِيْرُ إِلَى السَّعَادَةِ، وَمَنْ كَانَ مِنْ أَهْلِ الشِّقْوَةِ فَسَيَصِيْرُ إِلَى الشِّقْوَةِ؟ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اِعْمَلُوْا! فَكُلٌّ

(دوسری روایت) سیدنا علی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: ہم بقیع غرقد میں ایک جنازے کے ساتھ تھے، پس رسول اللہ ﷺ ہمارے پاس تشریف لائے اور بیٹھ گئے اور ہم بھی آپ ﷺ کے ارد گرد بیٹھ گئے، آپ ﷺ کے پاس ایک چھڑی تھی، آپ ﷺ اس سے زمین کو کرید، پھر آپ ﷺ نے اپنی نگاہ اوپر اٹھائی اور فرمایا: ''تم میں سے ہر ایک کا جنت اور جہنم کی صورت میں ٹھکانہ لکھا جا چکا ہے اور یہ بھی لکھا جا چکا ہے کہ وہ خوش بخت ہے یا بد بخت۔'' لوگوں نے کہا: کیا ہم اپنی کتاب پر اعتماد کر کے عمل ترک نہ کر دیں، کیونکہ جو خوش بختوں میں سے ہو گا، وہ خوش بختی تک رسائی حاصل کر لے گا اور جو بد بختوں میں سے ہو گا، وہ بد بختی تک پہنچ جائے گا؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''عمل کرو، ہر ایک کو آسان کر دیا گیا ہے، جو بد بختوں

(٢١٦) تخريج: انظر الحديث بالطريق الاول

مُيَسَّرٌ، أَمَّا مَنْ كَانَ مِنْ أَهْلِ الشِّقْوَةِ فَإِنَّهُ مُيَسَّرٌ لِعَمَلِ الشِّقْوَةِ، وَأَمَّا مَنْ كَانَ مِنْ أَهْلِ السَّعَادَةِ فَإِنَّهُ مُيَسَّرٌ لِعَمَلِ السَّعَادَةِ.)) ثُمَّ قَرَأَ: ﴿فَأَمَّا مَنْ أَعْطٰى وَاتَّقٰى﴾ اِلٰى قَوْلِهِ ﴿فَسَنُيَسِّرُهُ لِلْعُسْرٰى﴾۔ (مسند أحمد: ١٠٦٧)

میں سے ہے، اس کے لیے بدبختی کے عمل آسان کر دیئے گئے ہیں اور جو خوش بختوں میں سے ہے، اس کے لیے خوش بختی کے عمل آسان کر دیئے گئے ہیں۔'' پھر آپ ﷺ نے یہ آیات تلاوت کیں: ﴿فَأَمَّا مَنْ أَعْطٰى وَاتَّقٰى۔ وَصَدَّقَ بِالْحُسْنٰى۔ فَسَنُيَسِّرُهُ لِلْيُسْرٰى۔ وَأَمَّا مَنْ بَخِلَ وَاسْتَغْنٰى۔ وَكَذَّبَ بِالْحُسْنٰى۔ فَسَنُيَسِّرُهُ لِلْعُسْرٰى۔﴾ ......''جس نے دیا (اللہ کی راہ میں) اور ڈرا (اپنے ربّ سے)، اور نیک بات کی تصدیق کی، تو ہم بھی اس کو آسان راستے کی سہولت دیں گے، لیکن جس نے بخیلی کی اور بے پرواہی برتی، اور نیک بات کی تکذیب کی، تو ہم بھی اس کے لیے تنگی و مشکل کے سامان میسر کر دیں گے۔''

(٢١٧)۔ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ عُمَرُ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! أَرَأَيْتَ مَا نَعْمَلُ فِيْهِ، أَفِيْ أَمْرٍ قَدْ فُرِغَ مِنْهُ أَوْ مُبْتَدَأٍ أَوْ مُبْتَدَعٍ؟ قَالَ: ((فِيْمَا قَدْ فُرِغَ مِنْهُ، فَاعْمَلْ يَا ابْنَ الْخَطَّابِ! فَإِنَّ كُلًّا مُيَسَّرٌ، أَمَّا مَنْ كَانَ مِنْ أَهْلِ السَّعَادَةِ فَإِنَّهُ يَعْمَلُ لِلسَّعَادَةِ، وَأَمَّا مَنْ كَانَ مِنْ أَهْلِ الشَّقَاءِ فَإِنَّهُ يَعْمَلُ لِلشَّقَاءِ۔)) (مسند أحمد: ١٩٦)

سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: اے اللہ کے رسول! ہم جو عمل کر رہے ہیں، ان کے بارے میں آپ کا کیا خیال ہے، کیا یہ اس (تقدیر) کے مطابق ہیں، جس کا فیصلہ کیا جا چکا ہے، یا اب ان کی ابتداء ہو رہی ہے اور ان کو ایجاد کیا جا رہا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''یہ اس (تقدیر) کے مطابق ہے، جس کا فیصلہ کیا جا چکا ہے، اے ابن خطاب! عمل کر، پس ہر ایک کو آسان کر دیا گیا ہے، پس جو شخص خوش بختوں میں سے ہو، وہ خوش بختی کے لیے عمل کرتا ہے اور جو بدبختوں میں سے ہو، وہ بدبختی کے لیے عمل کرتا ہے۔''

(٢١٨)۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ رضی اللہ عنہ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: خَرَجَ عَلَيْنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَفِيْ يَدِهِ كِتَابَانِ فَقَالَ: ((أَتَدْرُوْنَ مَا هٰذَانِ الْكِتَابَانِ؟۔))

سیدنا عبد اللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ ہمارے پاس تشریف لائے، جبکہ آپ ﷺ کے ہاتھ مبارک میں دو کتابیں تھیں، آپ ﷺ نے فرمایا: ''کیا تم جانتے ہو کہ یہ کون سی دو کتابیں ہیں؟'' ہم

(٢١٧) تخريج: حسن لغيره ـ أخرجه الترمذي: ٢١١١ (انظر: ١٩٦)

(٢١٨) تخريج: حسن، قاله الالباني ـ أخرجه الترمذي: ٢١٤١ (انظر: ٦٥٦٣)

قَالَ: قُلْنَا: لَا إِلَّا أَنْ تُخْبِرَنَا يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! قَالَ لِلَّذِيْ فِيْ يَدِهِ الْيُمْنٰى: ((هٰذَا كِتَابٌ مِنْ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ تَبَارَكَ وَ تَعَالٰى بِأَسْمَاءِ أَهْلِ الْجَنَّةِ وَ أَسْمَاءِ آبَاءِ هِمْ وَ قَبَائِلِهِمْ، ثُمَّ أُجْمِلَ عَلٰى آخِرِهِمْ لَا يُزَادُ فِيْهِمْ وَلَا يُنْقَصُ مِنْهُمْ أَبَدًا۔)) ثُمَّ قَالَ لِلَّذِيْ فِيْ يَسَارِهِ: ((هٰذَا كِتَابُ أَهْلِ النَّارِ بِأَسْمَاءِ هِمْ وَ أَسْمَاءِ آبَائِهِمْ وَقَبَائِلِهِمْ ثُمَّ أُجْمِلَ عَلٰى آخِرِهِمْ لَا يُزَادُ فِيْهِمْ وَلَا يُنْقَصُ مِنْهُمْ أَبَدًا۔)) فَقَالَ أَصْحَابُ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ: فَلِأَيِّ شَيْءٍ إِذَنْ نَعْمَلُ إِنْ كَانَ هٰذَا أَمْرٌ قَدْ فُرِغَ مِنْهُ؟ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((سَدِّدُوْا وَقَارِبُوْا! فَإِنَّ صَاحِبَ الْجَنَّةِ يُخْتَمُ لَهُ بِعَمَلِ أَهْلِ الْجَنَّةِ وَ إِنْ عَمِلَ أَيَّ عَمَلٍ، وَإِنَّ صَاحِبَ النَّارِ لَيُخْتَمُ لَهُ بِعَمَلِ أَهْلِ النَّارِ وَإِنْ عَمِلَ أَيَّ عَمَلٍ۔)) ثُمَّ قَالَ بِيَدِهِ فَقَبَضَهَا، ثُمَّ قَالَ: ((فَرَغَ رَبُّكُمْ عَزَّوَجَلَّ مِنَ الْعِبَادِ۔)) ثُمَّ قَالَ بِالْيُمْنٰى فَنَبَذَهَا فَقَالَ: ((فَرِيْقٌ فِي الْجَنَّةِ۔)) وَ نَبَذَ بِالْيُسْرٰى فَقَالَ: ((فَرِيْقٌ فِي السَّعِيْرِ۔)) (مسند أحمد: ٦٥٦٣)

نے کہا: جی نہیں، اے اللہ کے رسول! الّا یہ کہ آپ ہمیں بتا دیں، آپ ﷺ نے دائیں ہاتھ والی کتاب کے بارے میں فرمایا: ''یہ کتاب ربّ العالمین کی طرف سے ہے، اس میں اہل جنت اور ان کے آباء اور قبائل کے نام ہیں اور اخیر پر ان کی میزان جوڑ دی گئی ہے (ٹوٹل) نہ ان میں بیشی ہو سکتی ہے، نہ کمی۔'' پھر آپ ﷺ نے بائیں ہاتھ والی کتاب کے بارے میں کہا: ''یہ جہنمیوں کی کتاب ہے، اس میں ان کے نام اور ان کے آباء اور قبائل کے نام ہیں اور اخیر پر ان کی میزان جوڑ دی گئی، اس میں کوئی کمی بیشی نہیں ہو سکتی۔'' صحابہ نے کہا: اگر اس معاملے سے اس قدر فارغ ہوا جا چکا ہے تو پھر ہم کس چیز کے لیے عمل کریں؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''راہِ صواب پر چلتے رہو اور میانہ روی اختیار کرو، بیشک جنتی آدمی کا اختتام جنت والوں کے عمل کے ساتھ ہوگا، اگرچہ وہ جون سا مرضی عمل کرتا رہے اور جہنمی آدمی کا اختتام اہلِ جہنم کے عمل کے ساتھ ہو گا، اگرچہ وہ جو مرضی عمل کرتا رہے۔'' پھر آپ ﷺ نے اپنے ہاتھ کو بند کیا اور فرمایا: ''تمہارا ربّ اپنے بندوں سے فارغ ہو گیا ہے۔'' پھر آپ ﷺ نے دائیں سے اس کتاب کو پھینکا اور فرمایا: ''ایک فریق جنت میں جائے گا۔'' پھر بائیں ہاتھ سے کتاب کو پھینکا اور فرمایا: ''ایک فریق جہنم میں جائے گا۔

فوائد: ...... یہ دو حقیقی کتابیں تھیں، واللہ علی کل شیء قدیر، آپ ﷺ نے مقصد و مدّعا بیان کرنے کے بعد ان کتابوں کو عالم الغیب کی طرف پھینک دیا، یہ پھینکنا بطورِ اہانت نہیں تھا۔ امام غزالی نے ''کیمیاء السعادت'' میں کہا: دو چیزوں میں خواص، عوام سے ممتاز ہیں: (۱) عوام کو جو امور تعلیم و تعلم کے ذریعے حاصل ہوتے ہیں، وہ خواص کو بغیر کسی محنت کے اللہ تعالیٰ کی طرف سے علم لدنی کے طور پر حاصل ہو جاتے ہیں۔ (۲) جو چیزیں عام لوگوں کو خوابوں میں نظر آتی ہیں، خواص ان کو بیداری میں دیکھ لیتے ہیں۔ اس باب میں مشائخ کی حکایات اور مثالیں بہت زیادہ ہیں، جب یہ مرتبہ

اللہ تعالیٰ کے خاص لوگوں کو حاصل ہے، تو اس شخصیت کا کیا کہنا جو رسولوں کی سردار ہو، رتبہ میں ان سے بلند ہو، علم میں ان سے گہری ہو اور سب سے زیادہ وسیع العلم ہو۔

(۲۱۹)۔عَنْ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ قَتَادَةَ السُّلَمِيِّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((اِنَّ اللّٰه عَزَّوَجَلَّ خَلَقَ آدَمَ ثُمَّ أَخَذَ الْخَلْقَ مِنْ ظَهْرِهِ وَقَالَ: هٰؤُلَاءِ فِي الْجَنَّةِ وَلَا أُبَالِيْ وَ هٰؤُلَاءِ فِي النَّارِ وَلَا أُبَالِيْ۔)) قَالَ: فَقَالَ قَائِلٌ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! فَعَلٰى مَاذَا نَعْمَلُ؟ قَالَ: ((عَلٰى مَوَاقِعِ الْقَدْرِ۔)) (مسند أحمد: ۱۷۸۱۰)

سیدنا عبد الرحمن بن قتادہ سلمی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''بیشک اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو پیدا کیا، پھر ان کی پیٹھ سے ان کی اولاد کو نکالا اور فرمایا: یہ جنت کے لئے ہیں اور میں بے پروا ہوں اور یہ جہنم کے لئے ہیں او رمیں کوئی پروانہیں کرتا۔'' کسی نے کہا: اے اللہ کے رسول! ہم کس چیز کے مطابق عمل کریں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''تقدیر کے مطابق۔''

فوائد: ...... بلاشک وشبہ اللہ تعالیٰ نے بنوآدم کو نیکی و بدی کرنے کے اختیارات سونپ رکھے ہیں۔ارشادِ باری تعالیٰ ہے: ﴿اِنَّا هَدَيْنٰهُ السَّبِيْلَ اِمَّا شَاكِرًا وَّاِمَّا كَفُوْرًا﴾ (سورۂ دھر: ۳) ......''ہم نے اس (انسان) کو راہ دکھائی، اب خواہ وہ شکر گزار بنے، خواہ ناشکرا۔'' لیکن اللہ تعالیٰ نے یہ معلوم کرلیا کہ کون کیا عمل کرے گا اور کس کا کیا انجام ہوگا، پھر اس کو قلمی شکل دے دی، اس کو اللہ تعالیٰ کی تقدیر یا اس کا علم کہتے ہیں۔ یا یوں سمجھئے کہ اللہ تعالیٰ نے بنوآدم کے طرزِ حیات اور ان کے انجام کی پیشین گوئی کی، جو حق ثابت ہوئی۔ اب کوئی انسان مجبور ہو کر نیک یا برے اعمال نہیں کر رہا، بلکہ اسے اختیار ہے، اس نے خود انتخاب کرنا ہے، یہ بات علیحدہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کو اس کے انتخاب کا علم ہے، اب انسان کے عمل اور اللہ تعالیٰ کے علم میں من وعن موافقت ہے، اسی کو کہتے ہیں کہ انسان اللہ تعالیٰ کی تقدیر کے مطابق عمل کر رہا ہے۔

(۲۲۰)۔عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ سُئِلَ أَوْ قِيْلَ لَهُ: أَيُعْرَفُ أَهْلُ النَّارِ مِنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ؟ فَقَالَ: ((نَعَمْ۔)) قَالَ: فَلِمَ يَعْمَلُ الْعَامِلُوْنَ؟ قَالَ: ((يَعْمَلُ كُلٌّ لِمَا خُلِقَ لَهُ أَوْ لِمَا يُسِّرَ لَهُ۔)) (مسند أحمد:

سیدنا عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ سے یہ سوال کیا گیا ہے کہ کیا جہنمیوں کو جنتیوں سے پہچان لیا گیا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''جی ہاں۔'' انھوں نے کہا: تو پھر عمل کرنے والے عمل کیوں کر رہے ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''ہر کوئی وہی عمل کر رہا ہے، جس کے لیے اس کو پیدا کیا

(۲۱۹) تخریج: صحیح لغیرہ۔ أخرجه ابن حبان: ۳۳۸، والحاکم: ۱/ ۳۱، والطبرانی فی ''الکبیر'': ۲۲/ ۴۳۵(انظر: ۱۷۶۶۰)

(۲۲۰) تخریج: أخرجه البخاری: ۷۵۵۱، ومسلم: ۲۶۴۹(انظر: ۱۹۸۳۴)

(۲۰۰۷۳

گیا یا جو اس کے لیے آسان کر دیا گیا۔''

(۲۲۱)۔عَنْ أَبِی الْأَسْوَدِ الدِّیْلِیِّ قَالَ: غَدَوْتُ عَلٰی عِمْرَانَ بْنِ حُصَیْنٍ رضی اللہ عنہ یَوْمًا مِنَ الْأَیَّامِ فَقَالَ: یَا أَبَا الْأَسْوَدِ! فَذَکَرَ الْحَدِیْثَ، أَنَّ رَجُلًا مِنْ جُھَیْنَةَ أَوْ مِنْ مُزَیْنَةَ أَتَی النَّبِیَّ ﷺ فَقَالَ: یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ! أَرَأَیْتَ مَا یَعْمَلُ النَّاسُ الْیَوْمَ وَیَکْدَحُوْنَ فِیْهِ، شَیْءٌ قُضِیَ عَلَیْھِمْ أَوْمَضٰی عَلَیْھِمْ فِی قَدْرٍ قَدْ سَبَقَ أَوْ فِیْمَا یُسْتَقْبَلُوْنَ مِمَّا أَتَاھُمْ بِهِ نَبِیُّھُمْ وَاتُّخِذَتْ عَلَیْھِمْ حُجَّةٌ؟ قَالَ: ((بَلْ شَیْءٌ قُضِیَ عَلَیْھِمْ وَمَضٰی عَلَیْھِمْ۔)) قَالَ: فَلِمَ یَعْمَلُوْنَ إِذًا یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ! قَالَ: ((مَنْ کَانَ اللّٰہُ عَزَّوَجَلَّ خَلَقَهُ لِوَاحِدَةٍ مِنَ الْمَنْزِلَتَیْنِ یُھَیِّئُهُ لِعَمَلِھَا، وَتَصْدِیْقُ ذٰلِكَ فِیْ کِتَابِ اللّٰہِ عَزَّوَجَلَّ: ﴿فَأَلْھَمَھَا فُجُوْرَھَا وَ تَقْوَاھَا﴾ (مسند أحمد: ۲۰۱۷۸)

ابو اسود دیلی کہتے ہیں: میں ایک دن صبح صبح سیدنا عمران بن حصین رضی اللہ عنہ کے پاس گیا، انھوں نے کہا: اے ابو اسود، پھر پوری حدیث ذکر کی، اس میں ہے: بیشک جہینہ یا مزینہ قبیلے کا ایک آدمی نبی کریم ﷺ کے پاس آیا اور کہا: اے اللہ کے رسول! آجکل لوگ اپنے نبی کی لائی تعلیمات پر جو عمل اور محنت کر رہے ہیں اور جن کے ذریعے ان پر حجت قائم ہو چکی ہے، کیا یہ ایسی چیز ہے کہ جس کا تقدیر میں فیصلہ ہو چکا ہے، یا یہ از سرِ نو ہو رہا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''یہ ایسی چیز ہے کہ جس کا فیصلہ ہو چکا ہے اور جو اِن لوگوں پر جاری ہو چکی ہے۔'' انھوں نے کہا: اے اللہ کے رسول! تو پھر لوگ عمل کیوں کر رہے ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ نے جس شخص کو دو منزلوں میں سے ایک کے لیے پیدا کیا ہے تو وہ اس کو اس کے عمل کے لیے تیار بھی کرتا ہے، اس بات کی تصدیق اللہ تعالیٰ کی کتاب کی اس آیت میں ہے: ''پھر سمجھ دی اس کو بدکاری کی اور بچ کر نکلنے کی۔'' (سورۂ شمس: ۸)

فوائد: ......اس آیت کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے لوگوں کو اچھی طرح سمجھا دیا اور ان کو انبیاء علیہم السلام اور آسمانی کتابوں کے ذریعے سے خیر وشرّ کی پہچان کروا دی اور ان کی فطرت اور عقل میں خیر اور شرّ اور نیکی اور بدی کا شعور ودیعت کر دیا، تا کہ وہ نیکی کو اپنائیں اور بدی سے اجتناب کریں۔

(۲۲۲)۔عن أَبِی الدَّرْدَاءِ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالُوْا: یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ! أَرَأَیْتَ مَا نَعْمَلُ، أَمْرٌ قَدْ فُرِغَ مِنْهُ أَمْ أَمْرٌ نَسْتَأْنِفُهُ؟ قَالَ: ((بَلْ أَمْرٌ قَدْ فُرِغَ مِنْهُ۔)) قَالُوْا: فَکَیْفَ بِالْعَمَلِ یَا رَسُوْلَ

سیدنا ابو درداء رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ صحابہ نے کہا: اے اللہ کے رسول! ہم لوگ جو عمل کر رہے ہیں، ان کے بارے میں آپ کا کیا خیال ہے، کیا یہ ایسی چیز ہے، جس (کا فیصلہ کر کے) اس سے فارغ ہوا جا چکا ہے، یا از سرِ نو ہو رہا ہے؟ آپ ﷺ نے

(۲۲۱) تخریج: أخرجه البخاری: ۷۵۵۱، ۶۵۹۶ مختصرا، و مسلم: ۲۶۵۰ (انظر: ۱۹۹۳۶)

(۲۲۲)تخرج: طب لك۔ أخرجه (انظر:)

اللّٰہِ؟ قَالَ: ((کُلُّ امْرِیءٍ مُهَيَّأٌ لِمَا خُلِقَ لَهُ۔)) (مسند أحمد: ٢٨٠٣٥)

فرمایا: ''یہ ایسی چیز ہے کہ جس سے فارغ ہوا جا چکا ہے۔'' انھوں نے کہا: اے اللہ کے رسول! تو پھر عمل کرنے کی کیا حقیقت ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''ہر بندے کو اس چیز کے لیے تیار کر دیا جاتا ہے، جس کے لیے اس کو پیدا کیا گیا ہے۔''

بَابٌ فِيْ هَجْرِ الْمُكَذِّبِيْنَ بِالْقَدْرِ وَالتَّغْلِيْظِ عَلَيْهِمْ

تقدیر کو جھٹلانے والوں سے قطع تعلق کرنے اور ان پر سختی کرنے کا بیان

(٢٢٣)۔عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((لِكُلِّ أُمَّةٍ مَجُوْسٌ وَمَجُوْسُ أُمَّتِي الَّذِيْنَ يَقُوْلُوْنَ لَا قَدَرَ، اِنْ مَرِضُوْا فَلَاتَعُوْدُوْهُمْ وَاِنْ مَاتُوْا فَلَا تَشْهَدُوْهُمْ۔)) (مسند أحمد: ٥٥٨٤)

سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ہر امت میں مجوسی ہوتے ہیں اور میری امت کے مجوسی لوگ وہ ہیں جو کہتے ہیں کہ کوئی تقدیر نہیں ہے، اگر یہ لوگ بیمار پڑ جائیں تو ان کی تیمارداری نہ کرنا اور اگر یہ مر جائیں تو ان کے جنازوں میں حاضر نہیں ہونا۔''

فوائد: ......مجوسی دو معبودوں کے قائل ہیں: (۱) خَالِقُ الْخَيْر ، اس کو وہ یزدان کہتے ہیں اور اس سے ان کی مراد اللہ ہوتی ہے۔ (۲) خَالِقُ الشَّر ، اس کو وہ اہرمن کہتے ہیں اور اس سے ان کی مراد شیطان ہوتی ہے۔ایک قول کے مطابق مجوسی کہتے ہیں کہ نور کا فعل خیر ہے اور ظلمت کا فعل شر ہے، اس اعتبار سے یہ ثنویہ بن جاتے ہیں، یعنی دو معبودوں کے قائل ہو جاتے ہیں۔ یہی معاملہ قدریہ کا ہے، جو کہتے ہیں کہ خیر تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے اور شر نفس کی طرف سے ہے، گویا انھوں نے دو خالق تسلیم کر لیے۔

(٢٢٤) (وَعَنْهُ بِلَفْظٍ آخَرَ)۔عَنِ النَّبِيِّ ﷺ: ((اِنَّ لِكُلِّ أُمَّةٍ مَجُوْسًا وَاِنَّ مَجُوْسَ أُمَّتِي الْمُكَذِّبُوْنَ بِالْقَدَرِ ، فَاِنْ مَاتُوْا فَلَا تَشْهَدُوْهُمْ وَاِنْ مَرِضُوْا فَلَا تَعُوْدُوْهُمْ۔)) (مسند أحمد: ٦٠٧٧)

(دوسری روایت) نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''بیشک ہر امت میں مجوسی ہوتے ہیں اور میری امت کے مجوسی وہ لوگ ہیں، جو تقدیر کو جھٹلانے والے ہیں، پس اگر یہ لوگ مر جائیں تو ان کے جنازوں میں حاضر نہیں ہونا اور اگر یہ بیمار ہو جائیں تو ان کی تیمارداری نہیں کرنی۔''

---

(٢٢٣) تخريج: اسناده ضعيف، عمر بن عبد الله مولى غفرة ضعفه ابن معين وقال: لم يسمع من احد من اصحاب النبى ﷺ، وقال ابن حبان: كان ممن يقلب الاخبار ـ أخرجه ابوداود: ٤٦٩١ (انظر: ٥٥٨٤)

(٢٢٤) تخريج: انظر الحديث بالطريق الأول

(۲۲۵)۔وَعَنْهُ اَیْضًا قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ یَقُوْلُ: ((سَیَكُوْنُ فِیْ هٰذِهِ الْاُمَّةِ مَسْخٌ، اَلَا وَذَاكَ فِی الْمُكَذِّبِیْنَ بِالْقَدَرِ وَالزِّنْدِیْقِیَّةِ۔)) (مسند أحمد: ٥٨٦٧)

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے ہی مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''عنقریب میری امت میں بھی مسخ ہوگا (یعنی شکلیں بگڑ جائیں گی)، خبردار! ایسے تقدیر کو جھٹلانے والوں اور زندیقوں میں ہوگا۔''

فوائد: ……زندیقوں سے مراد یا تو وہ لوگ ہیں جو سرے سے ربوبیت اور آخرت کو تسلیم ہی نہیں کرتے یا وہ ہیں جن کے باطن میں کفر ہوتا ہے، لیکن وہ اظہار ایمان کا کرتے ہیں۔

(۲۲٦)۔عَنْ حُذَیْفَةَ بْنِ الْیَمَانِ ؓ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اِنَّ لِكُلِّ اُمَّةٍ مَجُوْسًا، وَمَجُوْسُ هٰذِهِ الْاُمَّةِ الَّذِیْنَ یَقُوْلُوْنَ لَا قَدَرَ، فَمَنْ مَرِضَ مِنْهُمْ فَلَا تَعُوْدُوْهُمْ وَمَنْ مَاتَ مِنْهُمْ فَلَا تَشْهَدُوْهُ، وَهُمْ شِیْعَةُ الدَّجَّالِ، حَقًّا عَلَى اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ اَنْ یُلْحِقَهُمْ بِهِ۔)) (مسند أحمد: ٢٣٨٤٩)

سیدنا حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: 'بیشک ہر امت میں مجوسی ہوتے ہیں اور اس امت کے مجوسی وہ لوگ ہیں، جو یہ کہتے ہیں کہ کوئی تقدیر نہیں ہے، اگر ان میں سے کوئی بیمار پڑ جائے تو اس کی تیمارداری نہیں کرنی اور اگر کوئی مر جائے تو اس کے جنازے میں حاضر نہیں ہونا، یہ لوگ دجال کے پیروکار ہوں گے اور اللہ تعالیٰ پر حق ہے کہ وہ اِن کو اُسی کے ساتھ ملا دے۔''

(۲۲۷)۔عَنْ أَبِی الدَّرْدَاءِ ؓ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ قَالَ: ((لَایَدْخُلُ الْجَنَّةَ عَاقٌ وَلَا مُدْمِنُ خَمْرٍ وَلَا مُكَذِّبٌ بِقَدَرٍ۔)) (مسند أحمد: ٢٨٠٣٢)

سیدنا ابو درداء رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''نافرمان و بدسلوک، ہمیشہ شراب پینے والا اور تقدیر کو جھٹلانے والا جنت میں داخل نہیں ہوگا۔''

(۲۲۸)۔عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَیْبٍ عَنْ أَبِیْهِ عَنْ جَدِّهِ قَالَ: خَرَجَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ذَاتَ یَوْمٍ

سیدنا عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ ایک دن باہر تشریف لائے اور لوگ تقدیر کے

(۲۲۵) تخریج: اسناده ضعیف لضعف رشدین بن سعد۔ أخرجه الترمذی: ۲۱۵۳، وابن ماجه: ٤٠٦١، والترمذی: ۲۱۵۲ (انظر: ٥٨٦٧)

(۲۲٦) تخریج: اسناده ضعیف، عمر مولی غفرة ضعیف وقد اضطرب فی اسناده، وفیه رجل مبهم۔ أخرجه ابوداود: ٤٦٩٢ (انظر: ٢٣٤٥٦)

(۲۲۷) تخریج: حسن لغیره دون قوله: 'ولا مكذب بقدر'' فقد تفرد بها سلیمان بن عتبة الدمشقی وهو ممن لا یحتمل تفرده۔ أخرجه ابن ماجه: ٣٣٧٦ مختصرا (انظر: ٢٧٤٨٤)

(۲۲۸) تخریج: صحیح۔ أخرجه ابن ماجه: ۸۵ (انظر: ٦٦٦٨)

وَالنَّاسُ يَتَكَلَّمُوْنَ فِي الْقَدَرِ، قَالَ: وَكَأَنَّمَا تَفَقَّأَ فِيْ وَجْهِهِ حَبُّ الرُّمَّانِ مِنَ الْغَضَبِ، قَالَ: فَقَالَ لَهُمْ: ((مَا لَكُمْ تَضْرِبُوْنَ كِتَابَ اللّٰهِ بَعْضَهُ بِبَعْضٍ، بِهٰذَا هَلَكَ مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ۔)) قَالَ: فَمَا غَبَطْتُ نَفْسِيْ بِمَجْلِسٍ فِيْهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَمْ أَشْهَدْهُ بِمَا غَبَطْتُ نَفْسِيْ بِذٰلِكَ الْمَجْلِسِ، أَنِّيْ لَمْ أَشْهَدْهُ۔ (مسند أحمد: ٦٦٦٨)

موضوع پر گفتگو کر رہے تھے، آپ ﷺ کو اتنا غصہ آیا کہ یوں لگا کہ انار کا دانہ آپ ﷺ کے چہرے پر پھٹ گیا ہے (یعنی غصے سے چہرہ سرخ ہو گیا)، پھر آپ ﷺ نے فرمایا: ''تمہیں کیا ہو گیا ہے، اللہ تعالیٰ کی کتاب کے ایک حصے کو دوسرے سے ٹکرا رہے ہو، اسی وجہ سے تم سے پہلے والے لوگ ہلاک ہو گئے۔'' سیدنا عبداللہ نے کہا: جس مجلس میں رسول اللہ ﷺ ہوتے تھے، اس میں حاضر نہ ہونے کا اتنا رشک کبھی نہیں ہوا تھا، جو اس مجلس کے بارے میں ہوا کہ کاش میں اس میں موجود نہ ہوتا (تاکہ آپ ﷺ کے غصے کا مصداق بننے سے بچ جاتا)۔

فوائد: ......تقدیر کے بارے میں غلط نظریات کے مختلف انداز یہ ہیں: اگر ساری چیزوں کے وقوع پذیر ہونے یا نہ ہونے کا معاملہ تقدیر سے متعلقہ ہے، تو پھر ثواب وعقاب کا کیا تک بنتا ہے؟ سوال ہوا کہ ایک گروہ جنت میں اور ایک گروہ جہنم میں، اس کی کیا حکمت ہے؟ جواب دیا گیا: اللہ تعالیٰ نے ہر ایک کو اختیار اور قوت دی ہے۔ لیکن کہا گیا کہ ان کو یہ قوت واختیار اور نیکی یا برائی کرنے کی قدرت کس نے عطا کی ہے؟ تقدیر میں جو کچھ طے پا چکا ہے، بندہ ویسے ہی کرنے پر مجبور ہے، اس کو اپنی پسند یا ناپسند کا کوئی اختیار حاصل نہیں ہے۔ بعض لوگ کہتے ہیں کہ اگر وہ برائیاں کر رہے ہیں تو یہ فیصلہ اللہ تعالیٰ ان کے بارے میں کیا ہے، اس میں ان کا کیا قصور ہے۔ بندے اپنے افعال کے خود خالق ہیں اور سارے کے سارے معاملات از سرِ نو ترتیب پا رہے ہیں، قضا وقدر کا کوئی سلسلہ نہیں ہے۔

(٢٢٩)۔ عَنْ عُمَرَ رضی اللہ عنہ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ: ((لَا تُجَالِسُوْا أَهْلَ الْقَدَرِ وَلَا تُفَاتِحُوْهُمْ۔)) وَقَالَ أَبُوْ عَبْدِالرَّحْمٰنِ مَرَّةً: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ۔ (مسند أحمد: ٢٠٦)

سیدنا عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''نہ تم اہلِ قدر (یعنی تقدیر کو جھٹلانے والوں) کی مجلس اختیار کرو اور نہ ان کو حاکم بناؤ (یا ان سے بحث مباحثہ نہ کرو۔''

فوائد: ......مسائل کا تصفیہ ان کی رائے پر مت رکھو۔ یہ حقیقت ذہن نشین کر لیں کہ جب عام مسلمانوں کو یہ معلوم ہو جائے کہ فلاں فرقے کے لوگ حق پر نہیں ہیں، لیکن اُن میں ان کے مغالطوں کا جواب دینے کی اہلیت نہ ہو تو انہیں ایسے لوگوں کی مجلسوں سے ہی کنارہ کشی اختیار کر لینی چاہیے، مثال کے طور پر مسلمانوں کا اس بات پر اتفاق ہے کہ قادیانیوں کا دعوی بطلان پر مبنی ہے، لیکن اس کے باوجود بعض سادہ لوح مسلمان ان کے دلائل سے متاثر ہو کر ان کا نظریہ

(٢٢٩) تخريج: اسناده ضعيف لجهالة حكيم بن شريك الهذلي ۔ أخرجه ابوداود: ٤٧١٠ (انظر: ٢٠٦)

اختیار کر لیتے ہیں، ایسی صورت میں ایسے سادہ مسلمانوں کو اِن لوگوں کی مجالس سے ہی دور رہنا چاہیے۔

(۲۳۰)۔عَنْ نَافِعٍ قَالَ: كَانَ لِابْنِ عُمَرَ (رضي الله عنه) صَدِيْقٌ مِنْ أَهْلِ الشَّامِ يُكَاتِبُهُ، فَكَتَبَ إِلَيْهِ مَرَّةً عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ أَنَّهُ بَلَغَنِي تَكَلَّمْتَ فِي شَيْءٍ مِنَ الْقَدَرِ فَإِيَّاكَ أَنْ تَكْتُبَ إِلَيَّ، فَإِنِّي سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((سَيَكُوْنُ فِي أُمَّتِي أَقْوَامٌ يُكَذِّبُوْنَ بِالْقَدَرِ۔)) (مسند أحمد: ٥٦٣٩)

نافع کہتے ہیں: سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کا شام میں ایک دوست تھا، وہ اِن کو خط لکھتا رہتا تھا، ایک دفعہ سیدنا عبد اللہ رضی اللہ عنہ نے ان کی طرف یہ بات لکھی: مجھے تمہارے بارے میں یہ بات موصول ہوئی ہے کہ تم نے تقدیر کے مسئلے پر کچھ (ناجائز) گفتگو کی ہے، اس لیے اب مجھے خط لکھنے سے گریز کرنا، کیونکہ میں نے رسول اللہ ﷺ یہ فرماتے ہوئے سنا تھا: ''میری امت میں ایسے لوگ بھی ہوں گے، جو تقدیر کو جھٹلائیں گے۔''

(۲۳۱)۔عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عُبَيْدٍ الْمَكِّيِّ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: قِيْلَ لِابْنِ عَبَّاسٍ رضي الله عنه: إِنَّ رَجُلًا قَدِمَ عَلَيْنَا يُكَذِّبُ بِالْقَدَرِ، فَقَالَ: دُلُّوْنِي عَلَيْهِ، وَهُوَ يَوْمَئِذٍ قَدْ عَمِيَ، قَالُوْا: وَمَا تَصْنَعُ بِهِ يَا ابْنَ عَبَّاسٍ؟ قَالَ: وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَئِنِ اسْتَمْكَنْتُ مِنْهُ لَأَعَضَّنَّ أَنْفَهُ حَتَّى أَقْطَعَهُ وَلَئِنْ وَقَعَتْ رَقَبَتُهُ فِي يَدَيَّ لَأَدُقَّنَّهَا، فَإِنِّي سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((كَأَنِّي بِنِسَاءِ بَنِي فِهْرٍ يَطُفْنَ بِالْخَزْرَجِ تَصْطَفِقُ أَلْيَاتُهُنَّ مُشْرِكَاتٍ۔)) هٰذَا أَوَّلُ شِرْكٍ هٰذِهِ الْأُمَّةِ، وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَيَنْتَهِيَنَّ بِهِمْ سُوْءُ رَأْيِهِمْ حَتّٰى يُخْرِجُوْا اللّٰهَ مِنْ أَنْ يَكُوْنَ قَدَّرَ خَيْرًا، كَمَا أَخْرَجُوْهُ مِنْ أَنْ يَكُوْنَ قَدَّرَ شَرًّا۔ (مسند أحمد: ٣٠٥٤)

محمد بن عبید مکی کہتے ہیں کہ کسی نے سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے کہا: ہمارے پاس ایک آدمی آیا ہے، وہ تقدیر کو جھٹلاتا ہے، انھوں نے کہا: مجھے اس کے پاس لے جاؤ، وہ اس وقت نابینا ہو چکے تھے، لوگوں نے کہا: اے ابن عباس! آپ اس کو کیا کریں گے؟ انھوں نے کہا: اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! اگر میں نے اس پر قابو پالیا تو اس کے ناک پر کاٹوں گا، یہاں تک کہ اس کو کاٹ دوں گا اور اگر میرے ہاتھوں میں اس کی گردن آ گئی تو اس کو توڑ دوں گا، اس کی وجہ یہ ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا تھا: ''گویا کہ میں بنو فہر کی ان خواتین کو دیکھ رہا ہوں، جو خزرج کا طواف کر رہی ہیں اور ان کے سرین حرکت کر رہے ہیں اور وہ مشرک ہیں۔'' یہ اس امت کا پہلا شرک ہوگا، اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! ان لوگوں کی یہ گھٹیا رائے اِن کو اس مقام تک پہنچا دے گی کہ یہ اللہ تعالیٰ کو اس چیز سے بھی نکال دیں کہ اس نے خیر کو مقدّر کیا ہے، جیسا کہ انھوں نے اُس کو اس چیز سے سے نکال دیا کہ اس نے شرّ کو مقدّر کیا ہے۔

---

(۲۳۰) تخريج: اسناده حسن ـ أخرجه ابوداود: ٤٦١٣ (انظر: ٥٦٣٩)

(۲۳۱) تخريج: اسناده ضعيف لضعف محمد بن عبيد المكى (انظر: ٣٠٥٤)

(۲۳۲)۔عَنِ ابْنِ عَوْنٍ قَالَ: أَنَا رَأَيْتُ غَيْلَانَ يَعْنِي الْقَدَرِيَّ مَصْلُوبًا عَلَى بَابِ دِمَشْقَ۔ (مسند أحمد: ۵۸۸۱)

ابن عون کہتے ہیں: میں نے غَیلان قدری کو دیکھا تھا، اس حال میں کہ اس کو بابِ دمشق پر پھانسی دی ہوئی تھی۔

فوائد: ……غیلان بن ابوغیلان دمشقی پہلا قدری تھا، اس کا گھر دمشق میں تھا، عمر بن عبدالعزیز نے اس کے نظریۂ تقدیر کی وجہ سے اس کی ملامت کی تھی، چنانچہ یہ اس نظریے سے رک گیا تھا، لیکن جب وہ فوت ہو گئے تو اس نے اپنے نظریے کی اشاعت شروع کر دی، یہ باقاعدہ لوگوں کو فتوے دینے لگ گیا اور اس نے ۱۱۶ھ میں ہشام بن عبد الملک کے ساتھ حج ادا کیا۔ امام اوزاعی کہتے ہیں: ہشام بن عبد الملک کی خلافت کے دوران غیلان قدری ہمارے پاس آیا اور تقدیر کے موضوع پر اس نے گفتگو شروع کر دی، یہ ایک منہ پھٹ شخص تھا، نتیجتًا لوگوں نے اس پر طعن کیا اور ہشام کو اس پر ناراض کر دیا، چنانچہ اس نے حکم دیا کہ اس کے ہاتھ پاؤں کاٹ کر اس کو قتل کر کے سولی پر لٹکا دیا جائے۔ (تاریخ ابن عساکر: ۱/ ۳۵۱)

❁❁❁❁

(۲۳۲) تخریج: اسناده صحیح (انظر: ۵۸۸۱)

كِتَابُ الْعِلْمِ
علم کے ابواب

بَابٌ فِيْ فَضْلِ الْعِلْمِ وَالْعُلَمَاءِ
علم اور علماء کی فضیلت کا بیان

(۲۳۳)۔عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَا حَسَدَ إِلَّا فِيْ اثْنَتَيْنِ، رَجُلٌ آتَاهُ اللّٰهُ مَالًا فَسَلَّطَهُ عَلَى هَلَكَتِهِ فِيْ الْحَقِّ، وَرَجُلٌ آتَاهُ اللّٰهُ حِكْمَةً فَهُوَ يَقْضِيْ بِهَا وَيُعَلِّمُهَا النَّاسَ۔)) (مسند أحمد: ۳۶۵۱)

سیدنا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''صرف دو چیزوں میں رشک ہے، ایک وہ آدمی جس کو اللہ تعالیٰ نے مال دیا اور پھر اس کو حق کے لیے بھرپور خرچ کرنے کی توفیق بھی دی اور دوسرا وہ آدمی کہ اللہ تعالیٰ نے جس کو حکمت (یعنی علم نافع) عطا اور وہ اس کے ذریعے فیصلے کرتا ہے اور لوگوں کو اس کی تعلیم دیتا ہے۔''

فوائد: ......حسد کا اطلاق دو چیزوں پر ہوتا ہے: (۱) کسی شخص کے بارے میں یہ تمنا کرنا کہ وہ فلاں نعمت سے محروم ہو جائے، یہ حرام ہے۔ (۲) کسی کی نعمت کو دیکھ کر یہ تمنا کرنا کہ اسے بھی یہ نعمت مل جائے، اس میں کوئی حرج نہیں ہے، اس کو رشک کہتے ہیں اور یہ ہر اس نعمت کے بارے میں کیا جا سکتا ہے، جس کا گناہ سے تعلق نہ ہو۔

اس حدیث میں رشک کو صرف دو چیزوں کے ساتھ پابند کیا گیا ہے، اس سے مراد یہ ہے کہ قابل تعریف اور عظمت وفضیلت والا رشک ان دو چیزوں میں ہی ہوتا ہے۔

(۲۳۴)۔عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((إِنَّ مَثَلَ الْعُلَمَاءِ فِي الْأَرْضِ كَمَثَلِ النُّجُوْمِ فِي السَّمَاءِ يُهْتَدٰى بِهِمْ فِيْ

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''زمین میں اہل علم کی مثال، آسمان میں ستاروں کی سی ہے، ان علماء کے ذریعے خشکی اور سمندری اندھیروں میں

(۲۳۳) تخریج: أخرجه البخاری: ۷۳، ۱۴۰۹، ومسلم: ۸۱۶ (انظر: ۳۶۵۱)

(۲۳۴) تخریج: اسناده ضعيف جدا، رشدين بن سعد ضعيف، وابو حفص صاحب انس مجهول، وعبد الله بن الوليد لين الحديث (انظر: ۱۲۶۰۰)

ظُلُمَاتِ الْبَرِّ وَالْبَحْرِ، فَإِذَا انْطَمَسَتِ النُّجُومُ يُوشِكُ أَنْ تَضِلَّ الْهُدَاةُ۔)) (مسند أحمد: ١٢٦٢٧)

راہنمائی حاصل کی جاتی ہے، جب یہ ستارے مٹ جائیں گے تو جلدی ہی رہنمائی کرنے والے گمراہ ہو جائیں گے۔''

(٢٣٥)۔عَنْ أَبِي مُوسَى الْأَشْعَرِيِّ رضی اللہ عنہ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ إِذَا بَعَثَ أَحَدًا مِنْ أَصْحَابِهِ فِي بَعْضِ أَمْرِهِ قَالَ: ((بَشِّرُوا وَلَا تُنَفِّرُوا وَيَسِّرُوا وَلَا تُعَسِّرُوا۔)) (مسند أحمد: ١٩٩٣٥)

سیدنا ابو موسی اشعری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ جب اپنے صحابہ میں سے کسی کو کسی کام کے لیے بھیجتے تو فرماتے: ''(لوگوں کو اسلام کی دعوت دیتے وقت) خوشخبریاں سنانا اور متنفر نہ کر دینا اور آسانیاں پیدا کرنا اور (دین میں) مشکلات پیدا نہ کر دینا۔''

فوائد: ......داعی کو حکمت و دانائی سے متصف ہونا چاہیے اور ایسا ربانی ہونا چاہیے، جو لوگوں کے مزاج کو سمجھ کر درجہ بدرجہ ان کی تربیت کر کے ان کو بلندی کی طرف لے جانے والا ہے، شریعت نے خوشخبریاں سنانے، آسانیاں پیدا کرنے، متنفر نہ کرنے اور مشکلات پیدا نہ کرنے کا کوئی کلیہ اور ضابطہ مقرر نہیں کیا، ان سب چیزوں کا انحصار مبلغ کے فہم پر ہے، ہر بندے کا مزاج دوسرے سے مختلف ہوتا ہے، کس بندے کو کس انداز میں سمجھایا جائے اور کون سا بندہ کون سی بات کو محسوس کرتا ہے، ان سب امور کا پاس و لحاظ کرنا ضروری ہے، اس ضمن میں انتہائی ضروری بات یہ ہے کہ ایک مسجد یا ادارے کے لوگ مختلف دھڑا بندیوں میں تقسیم نہ ہوں، وگرنہ اصلاح کو دور کر دینے والا فساد پیدا ہو جائے گا۔

(٢٣٦)وَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِنَّ مَثَلَ مَا بَعَثَنِيَ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ بِهِ مِنَ الْهُدٰى وَالْعِلْمِ كَمَثَلِ غَيْثٍ أَصَابَ الْأَرْضَ، فَكَانَتْ مِنْهُ طَائِفَةٌ قَبِلَتْ فَأَنْبَتَتِ الْكَلَأَ وَالْعُشْبَ الْكَثِيرَ، وَكَانَتْ مِنْهَا أَجَادِبُ أَمْسَكَتِ الْمَاءَ فَنَفَعَ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ بِهَا نَاسًا فَشَرِبُوا فَرَعَوْا وَسَقَوْا وَ زَرَعُوا وَأَسْقَوْا، وَأَصَابَتْ طَائِفَةً مِنْهَا أُخْرٰى، إِنَّمَا هِيَ قِيعَانٌ لَا تُمْسِكُ مَاءً وَلَا تُنْبِتُ كَلَأً، فَذٰلِكَ مَثَلُ مَنْ فَقُهَ فِي دِينِ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ وَنَفَعَهُ اللّٰهُ

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ نے مجھے جو ہدایت اور علم عطا کر کے بھیجا ہے، اس کی مثال اس بارش کی سی ہے، جو زمین پر نازل ہوئی، زمین کے ایک حصے نے اس کا پانی قبول کیا اور بہت زیادہ گھاس اگائی اور ایک حصہ سخت تھا، اس نے پانی کو روک لیا اور اللہ تعالیٰ نے اس کے ذریعے کئی لوگوں کو فائدہ پہنچایا، پس انھوں نے پانی پیا، مویشیوں کو پلایا، کھیتی کاشت کی اور اس کو سیراب کیا۔ پھر یہی بارش اس زمین پر بھی برسی، جو چٹیل میدان تھی، وہ نہ پانی کو روک سکی اور نہ گھاس اگا سکی۔ پس اول الذکر اس شخص کی مثال ہے جس نے دین میں فقہ حاصل کی، (یعنی دین کو سمجھا اور اس کا علم حاصل کیا)، اور

(٢٣٥) تخريج: أخرجه البخاري: ٣٠٣٨، ومسلم: ١٧٣٣ (انظر: ١٩٦٩٩)
(٢٣٦) تخريج: أخرجه البخاري: ٧٩، ومسلم: ٢٢٧٢ (انظر: ١٩٥٧٣)

عَزَّوَجَلَّ بِمَا بَعَثَنِیْ بِهٖ وَنَفَعَ بِهٖ فَعَلِمَ وَعَلَّمَ، وَمَثَلُ مَنْ لَمْ یَرْفَعْ بِذٰلِكَ رَأْسًا وَلَمْ یَقْبَلْ هُدَی اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ الَّذِیْ أُرْسِلْتُ بِهٖ۔)) (مسند أحمد: ۱۹۸۰۲)

اللہ تعالیٰ نے مجھے جس چیز کے ساتھ بھیجا ہے، اس کو اس کے ذریعے نفع دیا اور پھر اس کے ذریعے لوگوں کو نفع دیا، سو اس نے خود بھی علم حاصل کیا اور لوگوں کو بھی اس کی تعلیم دی اور مؤخر الذکر اس آدمی کی مثال ہے، جس نے (علم اور ہدایت قبول کرنے کیلئے) سرے سے سر ہی نہیں اٹھایا اور اللہ تعالیٰ کی وہ ہدایت قبول نہیں کی، جس کے ساتھ اس نے مجھے مبعوث کیا۔''

فوائد: ......اس حدیث میں زمین کی تین قسمیں بیان کی گئیں ہیں: (۱) پانی کو قبول کر کے جذب کرے اور چارہ اگائے، (۲) پانی کو روکے رکھے، ایسی زمین خود تو اس سے کوئی فائدہ نہیں اٹھاتی، البتہ لوگ اس سے استفادہ کرتے ہیں اور (۳) وہ چٹیل میدان، جو نہ پانی کو روک سکا اور نہ چارہ اگا سکا۔ پہلی مثال اس عالم کی ہے، جس نے شرعی علم اور تَفَقُّہ فی الدین حاصل کیا، اس پر عمل کیا اور لوگوں کو اس کی تعلیم دی۔ دوسری مثال اس عالم کی ہے، جس نے شرعی علم حاصل کیا اور لوگوں کو اس کی تعلیم بھی دی، لیکن خود عمل نہ کر سکا اور پہلے کی طرح دین میں فقاہت حاصل نہ کی۔ تیسری مثال اس شخص کی ہے، جس نے علم سنا، لیکن نہ اس کو یاد کیا، نہ اس پر عمل کیا اور اس کو دوسروں تک منتقل بھی نہ کیا۔

(۲۳۷)۔ عَنْ نَافِعِ بْنِ عَبْدِالْحٰرِثِ أَنَّهٗ لَقِیَ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ رضی اللہ عنہ بِعُسْفَانَ، وَكَانَ عُمَرُ اسْتَعْمَلَهٗ عَلٰی مُلْكِهٖ، فَقَالَ لَهٗ عُمَرُ: مَنِ اسْتَخْلَفْتَ عَلٰی أَهْلِ الْوَادِیْ؟ قَالَ: اسْتَخْلَفْتُ عَلَیْهِمُ ابْنَ أَبْزٰی، قَالَ: وَمَا ابْنُ أَبْزٰی؟ فَقَالَ: رَجُلٌ مِنْ مَوَالِیْنَا، فَقَالَ عُمَرُ: اسْتَخْلَفْتَ عَلَیْهِمْ مَوْلًی! فَقَالَ: إِنَّهٗ قَارِیءٌ لِكِتَابِ اللّٰهِ عَالِمٌ بِالْفَرَائِضِ قَاضٍ، فَقَالَ عُمَرُ رضی اللہ عنہ: أَمَا إِنَّ نَبِیَّكُمْ ﷺ قَدْ قَالَ: ((إِنَّ اللّٰهَ یَرْفَعُ بِهٰذَا الْكِتَابِ أَقْوَامًا وَیَضَعُ بِهٖ آخَرِیْنَ۔)) (مسند أحمد: ۲۳۲)

نافع بن عبدالحارث سے مروی ہے کہ وہ سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کو عسفان مقام پر ملے، سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے اُس کو اس کے سابقہ ملک کا عامل بنایا ہوا تھا، سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے اس سے کہا: تم وادی والوں پر کس کو نائب بنا کر آئے ہو؟ اس نے کہا: جی میں ابن ابزی کو نائب بنا کر آیا ہوں، انھوں نے کہا: ابن ابزی کون ہے؟ اس نے کہا: یہ ہمارا ایک غلام ہے، انھوں نے کہا: تم غلام کو نائب بنا آئے ہو! اس نے کہا: جی وہ اللہ تعالیٰ کی کتاب کو پڑھنے والا، فرائض کو جاننے والا اور فیصلہ کرنے والا ہے، سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: خبردار! تمہارے نبی ﷺ نے فرمایا تھا: ''بیشک اللہ تعالیٰ اس کتاب کے ذریعے بہت سے لوگوں کو رفعت عطا کرتا ہے اور اسی کے ذریعے بعضوں کو ذلیل کر دیتا ہے۔''

فوائد: ......یہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کی خلافت کا زمانہ ہے، جس میں ایک غلام کو شرعی علم کی وجہ سے لوگوں کا امیر بنایا جا

(۲۳۷) تخریج: أخرجه مسلم: ۸۱۷ (انظر: ۲۳۲)

رہا ہے، مسلمانوں کی رفعت اور ذلت کا معیار اللہ تعالیٰ کا کلام ہے۔

(۲۳۸)۔عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رضی اللہ عنہ: أَنَّ أَهْلَ لْيَمَنِ قَدِمُوْا عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ فَقَالُوْا: بْعَثْ مَعَنَا رَجُلًا يُعَلِّمُنَا، فَأَخَذَ بِيَدِ أَبِي عُبَيْدَةَ بْنِ الْجَرَّاحِ رضی اللہ عنہ فَأَرْسَلَهُ مَعَهُمْ فَقَالَ: ((هٰذَا أَمِيْنُ هٰذِهِ الْأُمَّةِ۔)) (مسند أحمد: ۱۲۸۲۰)

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ یمن کے لوگ رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے اور کہا: ہمارے پاس ایسا آدمی بھیجیں، جو ہمیں دین کی تعلیم دے، آپ ﷺ نے سیدنا ابو عبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ کا ہاتھ پکڑا اور ان کو ان کے ساتھ بھیجا اور فرمایا: ''یہ اس امت کا امین ہے۔''

فوائد: ......اہل یمن کو قرآن و حدیث کی تعلیم دینے کے لیے امتِ مسلمہ کے امین اور جلیل القدر صحابی سیدنا ابو عبیدہ کا انتخاب کیا جا رہا ہے، جبکہ اس صحابی کو یہ منقبت اس کے علم شرعی کی وجہ مل رہی ہے۔ کاش! آج بھی اس حقیقت کا ادراک کر لیا جاتا، ہم ایسے پرفتن دور سے گزر رہے ہیں کہ جس میں امامت، خطابت، اذان، خدمتِ مسجد، حفظ و ناظرہ کی تعلیم اور قرآن و حدیث کی تدریس کو باعثِ اعزاز مشغلہ نہیں سمجھا جا رہا، استغفر اللہ۔

(۲۳۹)۔حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ حَدَّثَنِيْ أَبِيْ ثَنَا هٰرُوْنَ ثَنَا ابْنُ وَهْبٍ حَدَّثَنِيْ مَالِكُ بْنُ الْخَيْرِ الزِّيَادِيُّ عَنْ أَبِيْ قَبِيْلٍ نِ الْمَعَافِرِيِّ عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ (رضی اللہ عنہ) اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((لَيْسَ مِنْ أُمَّتِيْ مَنْ لَمْ يُجِلَّ كَبِيْرَنَا وَيَرْحَمْ صَغِيْرَنَا وَيَعْرِفْ لِعَالِمِنَا۔)) قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ: وَسَمِعْتُهُ أَنَا مِنْ هٰرُوْنَ۔ (مسند أحمد: ۲۳۱۳۵)

سیدنا عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''وہ آدمی میری امت میں سے نہیں ہے، جو ہمارے بڑوں کی تعظیم نہیں کرتا، چھوٹوں پر رحم نہیں کرتا اور ہمارے اہل علم کا حق نہیں پہنچانتا۔''

فوائد: ......بہرحال اہل علم معاشرے کے سب سے بہترین افراد ہیں، اللہ تعالیٰ نے شریعتِ اسلامیہ کو اگلی نسلوں تک منتقل کرنے کیلئے اِن ہی لوگوں کو استعمال کیا، اس لیے سب سے زیادہ احترام و اکرام کے لائق یہی لوگ ہیں۔

---

(۲۳۸) تخريج: أخرجه البخاري: ۴۳۸۲، ۷۲۵۵، ومسلم: ۲۴۱۹ (انظر: ۱۲۷۸۹)

(۲۳۹) تخريج: صحيح لغيره دون قوله: "ويعرف لعالمنا" وهذا اسناد منقطع، ابو قبيل حيي بن هاني، لم يسمع من عبادة۔ أخرجه البزار في "مسنده": ۲۷۱۸ (انظر: ۲۲۷۵۵)

فَصْلٌ مِنْهُ فِيْ قَوْلِهِ ﷺ "مَنْ يُرِدِ اللّٰهُ بِهِ خَيْرًا يُفَقِّهْهُ فِي الدِّيْنِ"

آپ ﷺ کے فرمان "اللہ تعالیٰ جس کے ساتھ بھلائی کا ارادہ کرتا ہے، اس کو دین میں سمجھ عطا کر دیتا ہے۔" کا بیان

(۲۴۰)۔عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: ((مَنْ يُرِدِ اللّٰهُ بِهِ خَيْرًا يُفَقِّهْهُ فِي الدِّيْنِ۔)) (مسند أحمد: ۲۷۹۰)

سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: "اللہ تعالیٰ جس کے ساتھ خیر و بھلائی کا ارادہ کرتا ہے، اس کو دین میں سمجھ عطا کر دیتا ہے۔"

فوائد: ......فقہ سے مراد دین کے علوم کا فہم ہے اور اِن علوم کا سرچشمہ قرآن اور حدیث ہیں، اللہ تعالیٰ جس کو خیر و بھلائی عطا کرنا چاہتا ہو، وہ اس کو شرعی علم عطا کر دیتا ہے اور یہی وہ علم ہے، جس کی وجہ سے دل میں خشیت پیدا ہوتی ہے اور پھر اس کا اثرات اعضاء و جوارح پر نظر آنے لگتے ہیں۔ اچھی طرح ذہن نشین کر لیں کہ احادیثِ مبارکہ میں "فقہ" سے مراد اصطلاحی اور عرفی فقہ نہیں ہوتی، پھر فقہ کی جو مروّجہ صورت لوگوں کے سامنے ہے اور جس پر بعض لوگوں کو بڑا ناز بھی ہے، اس صورت نے تو لوگوں کو قرآن و حدیث اور اس کے فہم سے دور کر دیا ہے۔ ان احادیث میں قرآن و حدیث کا علم رکھنے والوں کی بڑی فضیلت بیان کی گئی ہے، ایسے لوگوں کو چاہیے کہ وہ صبر کے ساتھ اپنے مشن کو جاری رکھیں اور حرص و طمع اور تہمت گاہوں سے اپنے دامن کو محفوظ رکھیں، انجام خیر ایسے لوگوں کا منتظر ہے۔

(۲۴۱)۔عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ أَبِيْ سُفْيَانَ (رضی اللہ عنہ) عَنِ النَّبِيِّ ﷺ نَحْوَهُ۔ (مسند أحمد: ۱۷۰۵۵)

سیدنا معاویہ بن ابو سفیان رضی اللہ عنہ نے بھی نبی کریم ﷺ سے اسی طرح کی حدیث بیان کی ہے۔

(۲۴۲)۔عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ مِثْلُهُ وَزَادَ: ((وَ إِنَّمَا أَنَا قَاسِمٌ وَيُعْطِي اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ۔)) (مسند أحمد: ۷۱۹۴)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بھی نبی کریم ﷺ سے اسی طرح کی حدیث بیان کی ہے، البتہ اس میں یہ زائد بات ہے: "صرف اور صرف میں تو تقسیم کرنے والا ہوں اور عطا کرنے والا اللہ تعالیٰ ہے۔"

فوائد: ......یعنی آپ ﷺ تو علم شرعی کو تقسیم کرنے والے ہیں، کبھی قرآن کی تعلیم دیتے ہیں اور کبھی احادیث بیان کرتے ہیں، رہا مسئلہ فہم و فقہ اور استدلال و استنباط کا، تو یہ اللہ تعالیٰ کی عطا ہے اور اُس نے اِس کو کسی زمانے یا شخصیت کے ساتھ خاص نہیں کیا۔

---

(۲۴۰) تخریج: اسنادہ صحیح ۔ أخرجه الترمذی: ۲۶۴۵ (انظر: ۲۷۹۰)

(۲۴۱) تخریج: أخرجه البخاری: ۷۱، ۳۱۱۶، ومسلم: ۱۰۳۷ (انظر: ۱۶۹۳۱)

(۲۴۲) تخریج: صحیح علی شرط الشیخین ۔ أخرجه ابن ماجه: ۲۲۰ (انظر: ۷۱۹۴)

(۲۴۳)۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ حَدَّثَنِیْ أَبِیْ ثَنَا رَوْحٌ قَالَ: ثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ عَنْ جَبَلَةَ بْنِ عَطِیَّةَ عَنِ ابْنِ مُحَیْرِیْزٍ عَنْ مُعَاوِیَةَ (بْنِ أَبِیْ سُفْیَانَ رضی اللہ عنہ) عَنِ النَّبِیِّ ﷺ قَالَ: ((إِذَا أَرَادَ اللّٰهُ بِعَبْدٍ خَیْرًا یُفَقِّهْهُ فِی الدِّیْنِ۔)) (مسند أحمد: ۱۶۹۵۹)

سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''جب اللہ تعالیٰ کسی بندے کے ساتھ خیر و بھلائی کا ارادہ کرتا ہے تو اس کو دین میں سمجھ بوجھ عطا کر دیتا ہے۔''

(۲۴۴) حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ قَالَ: وَجَدْتُّ هٰذَا الْکَلَامَ فِیْ کِتَابِ أَبِیْ بِخَطِّ یَدِهِ مُتَّصِلًا بِهِ وَقَدْ خَطَّ عَلَیْهِ فَلَا أَدْرِیْ أَقَرَأَهُ عَلَیَّ أَمْ لَا، وَإِنَّ السَّامِعَ الْمُطِیْعَ لَا حُجَّةَ عَلَیْهِ وَإِنَّ السَّامِعَ الْعَاصِیْ لَا حُجَّةَ لَهُ۔ (مسند أحمد: ۱۶۹۹۹)

عبد اللہ بن امام احمد کہتے ہیں: میں نے اس حدیث کے ساتھ متصل یہ کلام بھی اپنے باپ کی کتاب میں ان کے ہاتھ کے ساتھ لکھا ہوا پایا اور انھوں نے اس پر لکیر بھی لگائی ہے، لیکن اب میں یہ نہیں جانتا کہ کیا انھوں نے مجھ پر یہ پڑھا تھا یا نہیں، وہ کلام یہ ہے: ''اور بیشک سننے والے اور اطاعت کرنے والے کے خلاف کوئی حجت نہیں ہے اور سننے والے اور نافرمانی کرنے والے کے حق میں کوئی حجت نہیں ہے۔''

(۲۴۵)۔ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ رضی اللہ عنہ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ قَالَ: ((اَلنَّاسُ مَعَادِنُ، فَخِیَارُهُمْ فِی الْجَاهِلِیَّةِ خِیَارُهُمْ فِی الْإِسْلَامِ إِذَا فَقِهُوْا۔)) (مسند أحمد: ۱۵۰۰۸)

سیدنا جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''لوگ بھی کان ہوتے ہیں، پس جو (خاندان اور قبیلے) جاہلیت کے زمانے میں بہتر شمار کیے جاتے ہیں، وہی زمانۂ اسلام میں بھی بہتر ہوتے ہیں، بشرطیکہ دین میں فقہ اور سمجھ بوجھ حاصل کر لیں۔''

فوائد: ...... جیسے سونے، چاندی اور دوسری قیمتی اور گھٹیاں چیزوں کی کانیں ہوتی ہیں، اسی طرح بعض خاندانوں کے لوگ عمدہ، شریف النفس اور بہادر ہوتے ہیں اور بعض قبیلوں کے لوگ نامرد، گھٹیا اور بخیل قسم کے ہوتے ہیں، لیکن اگر اعلیٰ خاندان والے بھی بے علم اور جاہل ہوں تو پھر خاندانی شرافت سے کچھ نہیں ہوتا، اس کا مطلب یہ ہوا کہ گھٹیا خاندان کا ایک عالم، عالی خاندانوں کے جاہلوں سے بہتر ہوتا ہے۔ آپ ﷺ اسلام میں علوم شرعیہ کی فقہ اور فہم برتری کی علامت قرار دے رہے ہیں، لیکن افسوس اس بات پر ہے کہ ہم جس دور سے گزر رہے ہیں، اس کے وڈیروں نے قرآن وحدیث

(۲۴۳) تخریج: اسنادہ صحیح ۔ أخرجه ابن ماجه: ۲۲۱ (انظر: ۱۶۸۳۴)
(۲۴۴) تخریج: اسنادہ صحیح ۔ أخرجه الطبرانی فی "الکبیر": ۱۹/ ۷۸۵ (انظر: ۱۶۸۷۵)
(۲۴۵) تخریج: اسنادہ صحیح علی شرط مسلم (انظر: ۱۴۹۴۵)

کے فہم کو عزت کی علامت ہی نہیں سمجھا، ظاہر پرستی اور مادیت پرستی اس قدر غالب آ گئی کہ جس ڈگری کی بنا پر تنخواہ زیادہ ملتی ہے، اس کو اعزاز سمجھا جا رہا ہے۔ حیرانی کی بات یہ ہے کہ جو لوگ بہت کم معاوضے لے کر مساجد اور مدارس میں دینِ اسلام کے لیے خدمات سرانجام دے رہے، ان کو بھی یہی مشورے دیئے جاتے ہیں کہ وہ اپنے فیلڈ کو تبدیل کر لیں، تاکہ دنیا بہتر ہو جائے۔

(٢٤٦)۔عَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ ﷺ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((فَضْلُ الْعَالِمِ عَلَى الْعَابِدِ كَفَضْلِ الْقَمَرِ عَلَى سَائِرِ الْكَوَاكِبِ، اِنَّ الْعُلَمَاءَ هُمْ وَرَثَةُ الْأَنْبِيَاءِ، لَمْ يَرِثُوْا دِيْنَارًا وَلَا دِرْهَمًا وَاِنَّمَا وَرِثُوْا الْعِلْمَ، فَمَنْ أَخَذَهُ أَخَذَ بِحَظٍّ وَافِرٍ۔)) (مسند أحمد: ٢٢٠٥٨)

سیدنا ابو درداء رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''علم والے کو عبادت گزار پر اتنی فضیلت حاصل ہے، جیسے چاند کی بقیہ ستاروں پر ہے، بیشک اہل علم ہی انبیائے کرام کے وارث ہیں، انھوں نے ورثے میں درہم و دینار نہیں لیے، بلکہ علم وصول کیا، پس جس شخص نے علم حاصل کیا، اس نے (نبوی میراث سے) بھرپور حصہ لے لیا۔''

فوائد: ......قرآن وحدیث کا علم، نبی کریم ﷺ کی میراث ہے، کتنے خوش بخت ہیں وہ لوگ، جو اس میراث سے بڑی مقدار میں حصہ حاصل کرتے ہیں، لیکن اس موقع میں یہ گزارش ضرور کروں گا کہ اہل علم لوگ اپنی اصلاح کریں، اپنے اندر عاجزی و انکساری پیدا کریں، لوگوں کے سرمائیوں سے مستغنی ہو جائیں، صبر کے ساتھ شب و روز گزاریں، ہم کوئی اصحابِ صفہ سے برتر نہیں ہے کہ ہمارے لیے فوراً وسیع روزیوں کے دروازے کھل جائیں اور ان کا علم اُن کے وجود سے جو تقاضے کرتا ہے، وہ ان کو پورا کریں، حقیقی عزت اور بقا اسی شعبے میں ہے۔

بَابٌ فِي الرِّحْلَةِ اِلٰى طَلَبِ الْعِلْمِ وَفَضْلِ طَالِبِهِ
حصول علم کے لیے سفر کرنے اور طالب علم کی فضیلت کا بیان

(٢٤٧)۔عَنْ قَيْسِ بْنِ كَثِيْرٍ قَالَ: قَدِمَ رَجُلٌ مِنَ الْمَدِيْنَةِ اِلَى أَبِي الدَّرْدَاءِ (ﷺ) وَهُوَ بِدِمَشْقَ فَقَالَ: مَا أَقْدَمَكَ أَيْ أَخِيْ؟ قَالَ: حَدِيْثٌ، بَلَغَنِيْ أَنَّكَ تُحَدِّثُ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ، قَالَ: أَمَا قَدِمْتَ لِتِجَارَةٍ؟ قَالَ: لَا، قَالَ: أَمَا قَدِمْتَ لِحَاجَةٍ؟ قَالَ: لَا، قَالَ:

قیس بن کثیر کہتے ہیں: ایک آدمی مدینہ منورہ سے سیدنا ابو درداء رضی اللہ عنہ کے پاس آیا، جو کہ دمشق میں تھے، انھوں نے اس سے پوچھا: میرے بھائی! کون سی چیز تجھے لے آئی ہے؟ اس نے کہا: ایک حدیث کی خاطر آیا ہوں، مجھے پتہ چلا ہے کہ تم اس کو رسول اللہ ﷺ سے بیان کرتے ہو، انھوں نے کہا: کیا تو تجارت کے لیے تو نہیں آیا؟ اس نے کہا: جی نہیں، انھوں نے

(٢٤٦) تخريج: حسن لغيره ـ أخرجه ابوداود ٣٦٤٢، والترمذي: ٢٦٨٢، وابن ماجه: ٢٣٩ (انظر: ٢١٧١٥)
(٢٤٧) تخريج: حسن لغيره ـ أخرجه ابوداود ٣٦٤٢، والترمذي: ٢٦٨٢، وابن ماجه: ٢٣٩ (انظر: ٢١٧١٥)

مَا قَدِمْتَ إِلَّا فِيْ طَلَبِ هٰذَا الْحَدِيْثِ؟ قَالَ: نَعَمْ، قَالَ: فَإِنِّيْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((مَنْ سَلَكَ طَرِيْقًا يَطْلُبُ فِيْهِ عِلْمًا سَلَكَ اللّٰهُ بِهِ طَرِيْقًا إِلَى الْجَنَّةِ، وَإِنَّ الْمَلَائِكَةَ لَتَضَعُ أَجْنِحَتَهَا رِضًا لِطَالِبِ الْعِلْمِ، وَإِنَّهُ لَيَسْتَغْفِرُ لِلْعَالِمِ مَنْ فِي السَّمٰوَاتِ وَالْأَرْضِ حَتَّى الْحِيْتَانُ فِي الْمَاءِ، وَفَضْلُ الْعَالِمِ عَلَى الْعَابِدِ كَفَضْلِ الْقَمَرِ عَلَى سَائِرِ الْكَوَاكِبِ، إِنَّ الْعُلَمَاءَ هُمْ وَرَثَةُ الْأَنْبِيَاءِ، لَمْ يَرِثُوْا دِيْنَارًا وَلَا دِرْهَمًا وَإِنَّمَا وَرِثُوْا الْعِلْمَ، فَمَنْ أَخَذَهُ أَخَذَ بِحَظٍّ وَافِرٍ۔)) (مسند أحمد: ٢٢٠٥٨)

کہا: تو کسی اور ضرورت کے لیے تو نہیں آیا؟ اس نے کہا: جی نہیں، انھوں نے کہا: تو صرف اس حدیث کے حصول کے لیے آیا ہے؟ اس نے کہا: جی ہاں، انھوں نے کہا: پس بیشک میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا تھا: ''جو آدمی حصول علم کے لیے کسی راستے پر چلتا ہے، اللہ تعالیٰ اس کو جنت کے راستے پر چلا دیتا ہے، اور بیشک فرشتے طالب علم کی خوشنودی کیلئے اپنے پر بچھا دیتے ہیں اور زمین و آسمان کی ساری مخلوق عالم کے لیے بخشش کی دعا کرتی ہے، حتی کہ پانی کے اندر مچھلیاں بھی، اور عالم کی عبادت گزار پر اتنی فضیلت ہے، جیسے چاند کی بقیہ ستاروں پر ہے، بیشک اہل علم ہی انبیائے کرام کے وارث ہیں، انھوں نے ورثے میں دینار لیے نہ درہم، بلکہ انھوں نے تو صرف علم وصول کیا ہے، جس نے یہ علم حاصل کیا، اس نے (انبیائے کرام کی میراث سے) بھرپور حصہ لیا۔''

(٢٤٨)۔عَنْ زِرِّ بْنِ حُبَيْشٍ قَالَ: غَدَوْتُ إِلٰى صَفْوَانَ بْنِ عَسَّالٍ الْمُرَادِيِّ رضی اللہ عنہ أَسْأَلُهُ عَنِ الْمَسْحِ عَلَى الْخُفَّيْنِ فَقَالَ: مَا جَاءَ بِكَ؟ قُلْتُ: اِبْتِغَاءَ الْعِلْمِ، قَالَ: أَلَا أُبَشِّرُكَ، وَرَفَعَ الْحَدِيْثَ إِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((إِنَّ الْمَلَائِكَةَ لَتَضَعُ أَجْنِحَتَهَا لِطَالِبِ الْعِلْمِ رِضًا بِمَا يَطْلُبُ۔)) (مسند أحمد: ١٨٢٥٨)

زرّ بن حبیش کہتے ہیں: میں سیدنا صفوان بن عسال مرادی رضی اللہ عنہ کے پاس موزوں پر مسح کرنے کے بارے میں سوال کرنے کے لیے گیا، انھوں نے کہا: کیوں آئے ہو؟ میں نے کہا: حصولِ علم کے لیے، انھوں نے کہا: تو پھر کیا میں تجھے خوشخبری نہ سناؤں، پھر انھوں نے رسول اللہ ﷺ کی یہ حدیث بیان کی: ''بیشک فرشتے طالبِ علم کے لیے اپنے پر بچھا دیتے ہیں، اس چیز کی رضامندی کی خاطر جو وہ طلب کر رہا ہوتا ہے۔''

فوائد: ...... یہ عظمتیں حاصل کرنے کے لیے جس قدر ممکن ہو، علمائے اسلام اور مبلغین علم اور عمل صالح کے ذریعے عظیم تر بننے کی کوشش کریں، حصول علم کے بعد دین کی تبلیغ اور لوگوں کی اصلاح کو اپنی زندگی کا مقصد اور مشن سمجھیں، اخلاص میں نکھار پیدا کریں، نمود و نمائش سے کنارہ کشی اختیار کریں، اس شعبے کو کسی مجبوری کا نتیجہ مت سمجھیں اور

(٢٤٨) تخريج: اسناده حسن ۔ أخرجه الطيالسي: ١١٦٥، ١١٦٦، والدارمي: ٣٦٣، والطبراني في "الكبير": ٧٣٥٩ (انظر: ١٨٠٨٩)

اس معاملے میں کسی دنیوی مقصد کو اپنے اوپر غالب نہ آنے دیں، دنیا و آخرت کی رفعتیں اور برکتیں ایسے لوگوں کے لیے ہیں، کاش! ان برکتوں کو حاصل کرنے کے لیے ہمارے پاس گُر ہوتے۔

حضرات! ذہن نشین کر لیں کہ مساجد و مدارس اور تبلیغ دین کے ساتھ تعلق کا نتیجہ سرمایہ داری نہیں ہے، ہم سے پہلے جتنے لوگوں نے دین اسلام کے لیے کام کیا، ان کی سوانح عمریوں کا مطالعہ کریں، اگر وہ خود مالدار نہیں تھے، تو انھوں نے اس شعبے کو مالداری کا ذریعہ بھی نہیں بنایا، گزارے کی زندگی گزار دی، لیکن اللہ تعالیٰ نے اپنے دین کی ترقی کے لیے ان کے حصے کو قبول کر لیا۔

(۲۴۹)۔عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ بُرَیْدَةَ، أَنَّ رَجُلًا مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ رَحَلَ اِلَى فَضَالَةَ بْنِ عُبَيْدٍ رضی اللہ عنہ وَهُوَ بِمِصْرَ، فَقَدِمَ عَلَيْهِ وَهُوَ يَمُدُّ نَاقَةً لَهُ، فَقَالَ: اِنِّيْ لَمْ آتِكَ زَائِرًا، اِنَّمَا أَتَيْتُكَ لِحَدِيْثٍ بَلَغَنِيْ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ، رَجَوْتُ أَنْ يَكُوْنَ عِنْدَكَ مِنْهُ عِلْمٌ، فَرَآهُ شَعِثًا فَقَالَ: مَا لِيْ أَرَاكَ شَعِثًا وَأَنْتَ أَمِيْرُ الْبَلَدِ؟ قَالَ: اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ يَنْهَانَا عَنْ كَثِيْرٍ مِنَ الْاِرْفَاهِ وَرَآهُ حَافِيًا، قَالَ: اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ أَمَرَنَا أَنْ نَحْتَفِيَ أَحْيَانًا۔ (مسند أحمد: ۲۴۴۶۹)

عبد اللہ بن بریدہ سے مروی ہے کہ ایک صحابی، سیدنا فضالہ بن عبید رضی اللہ عنہ کے پاس گیا، جبکہ وہ مصر میں تھے، جب وہ ان کے پاس پہنچے تو وہ اونٹنی کو چارہ کھلا رہے تھے، آنے والے نے کہا: میں تمہیں ملنے کے لیے نہیں آیا، میں تو صرف ایک حدیث کے لیے آیا ہوں، جو مجھے رسول اللہ ﷺ کے حوالے سے پہنچی ہے اور مجھے امید ہے کہ تم بھی اس کے بارے میں کچھ جانتے ہو گے، جب انھوں نے اس کو پراگندہ بالوں والا دیکھا تو پوچھا: کیا وجہ ہے کہ میں تم کو پراگندہ بالوں والا دیکھ رہا ہوں، حالانکہ تم اس شہر کے امیر ہو؟ انھوں نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے ہمیں زیادہ خوشحالی اور آسودگی سے منع کرتے تھے، نیز انھوں نے ان کو اس حالت میں دیکھا کہ انھوں نے جوتا پہنا ہوا نہیں تھا، انھوں نے اس کی وجہ یہ بیان کی کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں بعض اوقات جوتا اتار دینے کا حکم دیا۔

فوائد: ...... یہ صحابۂ کرام کے نزدیک فرمودات نبویہ کی عظمت تھی کہ حدیث کی خاطر مصر تک کا سفر کیا جا رہا ہے، حدیث مبارکہ کے اگلے حصے سے معلوم ہوا کہ کبھی کبھار سادگی بھی اختیار کرنی چاہیے۔

(۲۵۰)۔عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ: ((مَنْ سَلَكَ طَرِيْقًا يَلْتَمِسُ فِيْهِ

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو آدمی علم تلاش کرنے کے لیے کسی راستے پر چلتا ہے،

(۲۴۹) تخریج: قال الالبانی: صحیح (سنن ابی داود) ۔ أخرجه ابوداود: ۴۱۶۰، وأخرجه النسائی: ۸/ ۱۸۵ مختصرا (انظر: ۲۳۹۶۹)

(۲۵۰) تخریج: أخرجه مسلم: ۲۶۹۹ (انظر: ۸۳۱۶)

عِلْمًا سَهَّلَ اللّٰهُ لَهُ طَرِيقًا إِلَى الْجَنَّةِ۔)) اللہ تعالیٰ اس کے لیے جنت کے راستے کو آسان کر دیتا ہے۔''
(مسند أحمد: ٨٢٩٩)

فوائد: ......اللہ تعالیٰ ہمیں علم شرعی کا حقیقی طالب بنا دے۔ (آمین)

بَابٌ فِي الْحَثِّ عَلٰى تَعْلِيمِ الْعِلْمِ وَآدَابِ الْمُعَلِّمِ
علم سکھانے پر رغبت دلانے اور معلم کے آداب کا بیان

(٢٥١)۔عَنْ عِيَاضِ بْنِ حِمَارٍ الْمُجَاشِعِيِّ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ فِي خُطْبَةٍ خَطَبَهَا: ((إِنَّ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ أَمَرَنِي أَنْ أُعَلِّمَكُمْ مَا جَهِلْتُمْ مِمَّا عَلَّمَنِي يَوْمِي هٰذَا، وَأَنَّهُ قَالَ: إِنَّ كُلَّ مَا نَحَلْتُهُ عِبَادِي فَهُوَ لَهُمْ حَلَالٌ۔)) (مسند أحمد: ١٨٥٢٩)

سیدنا عیاض بن حمار مجاشعی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک خطبے میں ارشاد فرمایا: ''بیشک اللہ تعالیٰ نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں تمہیں ان امور کی تعلیم دے دوں، جن سے تم جاہل ہو، ان امور میں سے جو اس نے مجھے آج سکھائے ہیں، نیز اس نے یہ بھی فرمایا ہے کہ ہر وہ چیز جو میں نے اپنے بندوں کو عطا کی ہے، وہ ان کے لیے حلال ہے۔''

فوائد: ......نبی کریم ﷺ کی بعثت کا مقصد یہی تھا کہ شرعی علم کو عام کریں، دوسری نصوص میں حرام اشیاء کی تفصیل موجود ہے۔

(٢٥٢)۔عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ قَالَ: ((عَلِّمُوا وَبَشِّرُوا وَلَا تُعَسِّرُوا، وَإِذَا غَضِبَ أَحَدُكُمْ فَلْيَسْكُتْ۔)) (مسند أحمد: ٢١٣٦)

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تعلیم دو اور خوشخبریاں سناؤ اور مشکلات پیدا نہ کرو اور جب کسی کو غصہ آ جائے تو وہ خاموش ہو جائے۔''

فوائد: ......معلم، مربی اور مبلغ کو حکیم اور دانا ہونا چاہیے اور لوگوں کی ذہنی سطح اور ان کے مزاج کا اندازہ کر کے ان سے گفتگو کرنی چاہیے۔ غصے کی حالت میں عام لوگوں کو اچھے بھلے کی تمیز نہیں رہتی اور وہ ایسی باتیں کر جاتے ہیں، جن کی وجہ سے دلوں میں نفرت پیدا ہو جاتی ہے اور خود بولنے والی کو بھی ندامت ہوتی ہے، اس لیے آپ ﷺ نے اس حالت میں خاموش رہنے کی تلقین کی ہے۔

(٢٥٣) (وَعَنْهُ بِلَفْظٍ آخَرَ)۔عَنِ النَّبِيِّ ﷺ: ((عَلِّمُوا وَيَسِّرُوا وَلَا تُعَسِّرُوا، وَإِذَا غَضِبْتَ

(دوسری روایت) نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''لوگوں کو علم سکھاؤ اور آسانیاں پیدا کرو اور مشکلات پیدا نہ کرو، اور جب تجھے غصہ

---

(٢٥١) تخريج: أخرجه مسلم: ٢٨٦٥ (انظر: ١٨٣٣٩)

(٢٥٢) تخريج: حسن لغيره ۔ أخرجه الطيالسي: ٢٦٠٨، وابن ابی شيبة: ٨/ ٥٣٢، والبزار: ١٥٢ (انظر: ٢١٣٦)

(٢٥٣) تخريج: انظر الحديث بالطريق الاول

(٢٥٤) تخريج: أخرجه البخاري: ٦٩، ٦١٢٥، ومسلم: ١٧٣٤ (انظر: ١٢٣٣٣)

فَاسْكُتْ وَاِذَا غَضِبْتَ فَاسْكُتْ وَاِذَا غَضِبْتَ فَاسْكُتْ۔)) (مسند أحمد: ٢٥٥٦)

آ جائے تو خاموش ہو جا، اور جب تجھے غصہ آ جائے تو خاموش ہو جا، اور جب تجھے غصہ آ جائے تو خاموش ہو جا۔''

(٢٥٤)۔عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رضی اللہ عنہ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((بَشِّرُوْا وَلَا تُعَسِّرُوْا وَسَكِّنُوْا وَلَا تُنَفِّرُوْا۔)) (مسند أحمد: ١٢٣٥٨)

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''خوشخبریاں سناؤ اور مشکلات پیدا نہ کرو اور لوگوں کو سکون و آرام پہنچاؤ اور ان کو متنفر نہ کر دو۔''

فوائد: ......حدیث نمبر (٢٣٥) کے فوائد میں اس حدیث کی تشریح کی جا چکی ہے۔

(٢٥٥)۔عَنْ أَبِيْ ذَرٍّ رضی اللہ عنہ قَالَ: لَقَدْ تَرَكَنَا مُحَمَّدٌ وَمَا يُحَرِّكُ طَائِرٌ جَنَاحَيْهِ فِي السَّمَاءِ إِلَّا أَذْكَرَنَا مِنْهُ عِلْمًا۔ (مسند أحمد: ٢١٦٨٨)

سیدنا ابوذر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: محمد ﷺ نے ہمیں اس حال میں چھوڑا کہ جو پرندہ بھی (اڑنے کے لیے) اپنے پروں کو حرکت دیتا، ہمیں اس سے کوئی نہ کوئی علم ہو جاتا تھا۔

فوائد: ......اس کا مفہوم یہ ہے کہ شریعت کے سارے احکام و مسائل کا علم ہو گیا تھا یا ہر پرندے کی حلت و حرمت، حلال پرندوں کے ذبح وغیرہ کے احکام اور اس سے متعلقہ دوسرے شرعی احکام بیان کر دیئے گئے تھے، اس حدیث کا یہ مطلب نہیں ہے کہ صحابہ کرام کو پرندوں سے فال لینا معلوم ہو گیا تھا، جو جاہلیت کی ایک رسم تھی۔

یہ مفہوم بھی ہو سکتا ہے کہ پرندوں کے اڑنے سے اللہ کی قدرت سمجھ آتی ہے اور اللہ کی معرفت میں اضافہ ہوتا ہے۔ جیسا کہ سورۃ الملک (آیت:١٩) میں اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت کی اس نشانی کی طرف توجہ دلائی ہے۔ (عبداللہ رفیق)

(٢٥٦)۔عن أَبِيْ زَيْدٍ الْأَنْصَارِيِّ رضی اللہ عنہ قَالَ: صَلّٰى بِنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ صَلَاةَ الصُّبْحِ ثُمَّ صَعِدَ الْمِنْبَرَ فَخَطَبَنَا حَتّٰى حَضَرَتِ الظُّهْرُ، ثُمَّ نَزَلَ فَصَلَّى الظُّهْرَ ثُمَّ صَعِدَ الْمِنْبَرَ فَخَطَبَنَا حَتّٰى حَضَرَ الْعَصْرُ، ثُمَّ نَزَلَ فَصَلَّى الْعَصْرَ فَصَعِدَ الْمِنْبَرَ فَخَطَبَنَا حَتّٰى غَابَتِ الشَّمْسُ، فَحَدَّثَنَا بِمَا كَانَ وَمَا هُوَ كَائِنٌ، فَأَعْلَمُنَا أَحْفَظُنَا۔ (مسند أحمد: ٢٣٢٧٦)

سیدنا ابو زید انصاری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے ہمیں نمازِ فجر پڑھائی اور پھر منبر پر تشریف لائے اور نمازِ ظہر تک خطاب کرتے رہے، پھر آپ ﷺ اترے اور ظہر کی نماز پڑھائی، بعد ازاں پھر آپ ﷺ منبر پر چڑھ گئے اور پھر خطاب شروع کر دیا، یہاں تک کہ نمازِ عصر کا وقت ہو گیا، آپ ﷺ اترے اور عصر کی نماز پڑھا کر پھر منبر پر تشریف لائے اور غروبِ آفتاب تک خطاب جاری رکھا، پس جو کچھ ہو چکا تھا اور جو کچھ ہونے والا تھا، آپ ﷺ نے ہمیں وہ سب

(٢٥٥) تخريج: حديث حسن ۔ أخرجه الطيالسي: ٤٧٩ (انظر: ٢١٣٦١)

(٢٥٦) تخريج: أخرجه مسلم: ٢٨٩٢(انظر: ٢٢٨٨٨)

کچھ بیان کر دیا، پس ہم میں سب سے بڑا عالم وہی تھا، جو زیادہ حفظ کرنے والا تھا۔

فوائد: ......اس خطبے کی تفصیل بیان نہیں کی گئی، ممکن ہے کہ مختلف صحابہ کرام جو احادیث بیان کرتے ہیں، ان میں بعض اسی خطبے میں سنی گئی ہوں۔

(٢٥٧)۔عَنْ حَنْظَلَةَ الْكَاتِبِ رضی اللہ عنہ قَالَ: كُنَّا مَعَ رَسُوْلِ اللهِ ﷺ فَذَكَّرَنَا الْجَنَّةَ وَالنَّارَ حَتّٰى كَأَنَّا رَأْيَ الْعَيْنِ، فَقُمْتُ إِلٰى أَهْلِيْ فَضَحِكْتُ وَلَعِبْتُ مَعَ أَهْلِيْ وَوَلَدِيْ فَذَكَرْتُ مَا كُنْتُ عِنْدَ رَسُوْلِ اللهِ ﷺ فَخَرَجْتُ فَلَقِيْتُ أَبَابَكْرٍ (رضی اللہ عنہ) فَقُلْتُ: يَا أَبَابَكْرٍ! نَافَقَ حَنْظَلَةُ، قَالَ: وَمَا ذَاكَ؟ قُلْتُ: كُنَّا عِنْدَ رَسُوْلِ اللهِ ﷺ فَذَكَّرَنَا الْجَنَّةَ وَالنَّارَ حَتّٰى كَأَنَّا رَأْيَ عَيْنٍ، فَذَهَبْتُ إِلٰى أَهْلِيْ فَضَحِكْتُ وَلَعِبْتُ مَعَ وَلَدِيْ وَأَهْلِيْ، فَقَالَ: إِنَّا لَنَفْعَلُ ذٰلِكَ، قَالَ: فَذَهَبْتُ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَذَكَرْتُ ذٰلِكَ لَهُ فَقَالَ: ((يَا حَنْظَلَةُ! لَوْ كُنْتُمْ تَكُوْنُوْنَ فِيْ بُيُوْتِكُمْ كَمَا تَكُوْنُوْنَ عِنْدِيْ لَصَافَحَتْكُمُ الْمَلَائِكَةُ، (وَفِيْ رِوَايَةٍ: بِأَجْنِحَتِهَا) وَأَنْتُمْ عَلٰى فُرُشِكُمْ وَبِالطَّرِيْقِ، يَا حَنْظَلَةُ! سَاعَةً وَ سَاعَةً۔)) (مسند أحمد: ١٩٢٥٤)

سیدنا حنظلہ کاتب رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے، آپ ﷺ نے جنت اور جہنم کے موضوع پر ہمیں خطاب کیا، یوں لگ رہا تھا کہ وہ ہماری آنکھوں کے سامنے ہیں، پھر میں اٹھ کر اپنے اہل و عیال کے پاس چلا گیا اور اپنی بیوی بچوں کے ساتھ ہنستا کھیلتا رہا، پھر مجھے وہ کیفیت یاد آئی، جو رسول اللہ ﷺ کے پاس مجھ پر طاری تھی، پس میں نکل پڑا اور سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ کو ملا اور کہا: اے ابو بکر! حنظلہ تو منافق ہو گیا ہے، انھوں نے کہا: وہ کیسے؟ میں نے کہا: ہم رسول اللہ ﷺ کے پاس تھے اور آپ ﷺ نے ہمیں جنت و جہنم کے موضوع پر وعظ کیا اور یوں لگا کہ وہ ہماری آنکھوں کے سامنے آ گئی ہیں، لیکن جب میں اپنے اہل و عیال کے پاس گیا تو (اس کیفیت کو بھول کر) اپنے بیوی بچوں سے ہنسنے کھیلنے لگا۔ سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ نے کہا: بیشک ہم بھی ایسے ہی کرتے ہیں، یہ سن کر میں نبی کریم ﷺ کے پاس چلا گیا اور یہ ساری بات آپ ﷺ کو بتلائی، آپ ﷺ نے فرمایا: ''حنظلہ! اگر گھروں میں بھی تمہاری وہی کیفیت ہو، جو میرے پاس ہوتی ہے تو بستروں اور راستوں پر فرشتے اپنے پروں سے تمہارے ساتھ مصافحہ کریں، لیکن حنظلہ! کبھی اس طرح اور کبھی اُس طرح۔''

فوائد: ......معلوم ہوا کہ آپ ﷺ کا وعظ و نصیحت کا انداز نہایت مؤثر ہوتا تھا اور اس کی وجہ سے صحابۂ کرام پر جو آثار مرتّب ہوتے تھے، وہ سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ جیسے عظیم لوگ بھی بعد میں برقرار نہیں رکھ سکتے تھے، بہرحال اہل علم کو چاہیے کہ اپنے علم کے عملی تقاضوں کو پورا کر کے اپنی گفتگو کو پر اثر بنائیں اور لوگوں کو راہِ راست پر لانے کی فکر کریں،

(٢٥٧) تخريج: أخرجه مسلم: ٢٧٥٠ (انظر: ١٩٠٤٥)

یہاں اس چیز کی یاددہانی ضروری ہے کہ معاشرے کے رہن سہن کے جن طریقوں کا شریعت کے ساتھ تصادم نہ ہو اور معاشرہ بھی ان کو باوقار لوگوں کی صفات سمجھتا ہو، ایسے امور کو اختیار کر لینا بہتر ہے۔

(٢٥٨)۔عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ ؓ أَنَّ أَصْحَابَ النَّبِيِّ ﷺ قَالُوْا لِلنَّبِيِّ ﷺ: ((إِنَّا إِذَا كُنَّا عِنْدَكَ فَحَدَّثْتَنَا رَقَّتْ قُلُوْبُنَا، فَإِذَا خَرَجْنَا مِنْ عِنْدِكَ عَافَسْنَا النِّسَاءَ وَالصِّبْيَانَ وَفَعَلْنَا وَ فَعَلْنَا، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((إِنَّ تِلْكَ السَّاعَةَ لَوْ تَدُوْمُوْنَ عَلَيْهَا لَصَافَحَتْكُمُ الْمَلَائِكَةُ۔)) (مسند أحمد: ١٢٨٢٧)

سیدنا انس بن مالک ؓ سے مروی ہے کہ صحابہ کرام نے نبی کریم ﷺ سے فرمایا: ''بیشک جب ہم آپ کے پاس ہوتے ہیں اور آپ ہم سے گفتگو کرتے ہیں تو ہمارے دلوں پر رِقّت طاری ہو جاتی ہے، لیکن جب آپ کے پاس سے چلے جاتے ہیں تو اپنی بیوی بچوں کے کاموں میں لگ جاتے ہیں اور ایسے ایسے کرتے ہیں (اور آپ کے پاس والی کیفیت زائل ہو جاتی ہے)۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''یہ میرے پاس والی گھڑی، اگر تم اسی پر برقرار رہو تو فرشتے تم سے مصافحہ کریں۔''

بَابٌ فِي مَجَالِسِ الْعِلْمِ وَآدَابِهَا وَآدَابِ الْمُتَعَلِّمِ
علم کی مجالس اور ان کے آداب اور متعلّم کے آداب کا بیان

(٢٥٩)۔عَنْ أَبِي وَاقِدٍ اللَّيْثِيِّ ؓ قَالَ: بَيْنَمَا نَحْنُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ إِذْ مَرَّ ثَلَاثَةُ نَفَرٍ، فَجَاءَ أَحَدُهُمْ فَوَجَدَ فُرْجَةً فِي الْحَلْقَةِ فَجَلَسَ وَجَلَسَ الْآخَرُ مِنْ وَرَائِهِمْ وَانْطَلَقَ الثَّالِثُ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((أَلَا أُخْبِرُكُمْ بِخَبَرِ هٰؤُلَاءِ النَّفَرِ؟۔)) قَالُوْا: بَلٰى يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! قَالَ: ((أَمَّا الَّذِيْ جَاءَ فَجَلَسَ فَأَوٰى فَآوَاهُ اللّٰهُ، وَالَّذِيْ جَلَسَ مِنْ وَرَائِكُمْ فَاسْتَحْىٰ فَاسْتَحْىَ اللّٰهُ مِنْهُ، وَأَمَّا الَّذِيْ انْطَلَقَ رَجُلٌ أَعْرَضَ فَأَعْرَضَ اللّٰهُ عَنْهُ۔)) (مسند أحمد: ٢٢٢٥٢)

سیدنا ابو واقد لیثی ؓ سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں: ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ بیٹھے ہوئے تھے، وہاں سے تین افراد کا گزر ہوا، ان میں سے ایک فرد متوجہ ہوا اور مجلس کے اندر خالی جگہ دیکھ کر وہاں بیٹھ گیا، دوسرا فرد لوگوں کے پیچھے ہی بیٹھ گیا اور تیسرا چلا گیا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''کیا میں تمہیں ان تین افراد کی بات بیان نہ کر دوں؟'' صحابہ کرام نے کہا: کیوں نہیں، اے اللہ کے رسول! آپ ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص آگے بڑھ کر بیٹھ گیا، اس نے جگہ لی اور اللہ تعالیٰ نے اس کو جگہ دے دی، جو آدمی تمہارے پیچھے بیٹھ گیا، پس اس نے شرم محسوس کی اور اللہ تعالیٰ بھی اس سے شرما گیا اور جو فرد چلا گیا، پس اس نے اعراض کیا اور اللہ تعالیٰ نے بھی اس سے اعراض کیا۔''

---

(٢٥٨) تخريج: حديث صحيح ۔أخرجه الطبراني في "الاوسط": ٢٧١٧، والبخاري في "التاريخ الكبير": ٣/ ٣٧(انظر: ١٢٧٩٦)

(٢٥٩) تخريج: أخرجه البخاري: ٦٦، ٤٧٤، ومسلم: ٢١٧٦ (انظر: ٢١٩٠٧)

فوائد: ...... یہ کل تین افراد تھے، تینوں کا انداز مختلف تھا، آگے سے ہر ایک کے ساتھ اللہ تعالیٰ کا رویہ بھی مختلف رہا۔ ایک نے رغبت سے کام لیا اور آپ ﷺ کی طرف مزید قریب ہونے کے لیے محفل میں پڑی ہوئی خالی جگہ کی طرف بڑھا، اللہ تعالیٰ کے ہاں اس بندے کی زیادہ قدر کی گئی اور اُس نے اِس کو اپنی رحمت اور رضامندی میں جگہ دی، اس طرح آگے بڑھنے کے لیے ضروری ہے کہ لوگوں کی گردنیں نہ پھلانگیں جائیں۔ دوسرے آدمی نے پہلے تو جانے کا ارادہ کیا، لیکن پھر شرما گیا اور آ کر بیٹھ گیا، اللہ تعالیٰ نے اس کے ساتھ یہی معاملہ کیا، یعنی اس سے شرما کر اس کے ساتھ رحم والا معاملہ کر دیا، مستدرک حاکم کے الفاظ یہ ہیں: "وَمَضَى الثَّانِيْ قَلِيْلًا ثُمَّ جَاءَ فَجَلَسَ" ......"اور دوسرا جانے کے لیے تھوڑا سا چلا، لیکن پھر آ کر بیٹھ گیا۔" تیسرا آدمی اس مجلس کا پاس ولحاظ کیے بغیر چل دیا، اللہ تعالیٰ نے بھی اس سے اعراض کیا اور اس پر ناراض ہو گیا۔ اس حدیثِ مبارکہ میں ان لوگوں کے لیے وعید ہے، جو شرعی علم پر مشتمل مجلسوں اور دروس سے دور رہنے کی کوشش کرتے ہیں، جب مسجد میں نماز کے بعد درسِ قرآن وحدیث شروع ہوتا ہے تو لوگ یوں کھڑے ہونا شروع ہو جاتے ہیں، جیسے کوئی عذاب آنے لگا ہے، جمعہ کے خطبوں اور نمازوں کا تو معاملہ ہی اور ہے۔

(٢٦٠)۔ عَنْ أَبِيْ مِجْلَزٍ عَنْ حُذَيْفَةَ (بْنِ الْيَمَانِ) رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ فِي الَّذِيْ يَقْعُدُ فِي وَسْطِ الْحَلْقَةِ، قَالَ: مَلْعُوْنٌ عَلٰى لِسَانِ النَّبِيِّ ﷺ أَوْ لِسَانِ مُحَمَّدٍ ﷺ۔ (مسند أحمد: ٢٣٦٥٢)

سیدنا حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ نے مجلس کے درمیان میں بیٹھنے والے شخص کے بارے میں کہا: نبی کریم ﷺ کی مبارک زبان کے مطابق اس شخص پر لعنت کی گئی ہے۔

(٢٦١)۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِيْ حُسَيْنٍ قَالَ: بَلَغَنِيْ أَنَّ لُقْمَانَ كَانَ يَقُوْلُ: يَا بُنَيَّ! لَا تَعَلَّمِ الْعِلْمَ لِتُبَاهِيَ بِهِ الْعُلَمَاءَ أَوْ تُمَارِيَ بِهِ السُّفَهَاءَ وَتُرَائِيَ بِهِ فِي الْمَجَالِسِ۔ (مسند أحمد: ١٦٥١)

عبداللہ بن عبدالرحمٰن کہتے ہیں: مجھے یہ بات پہنچی ہے کہ حضرت لقمان نے کہا تھا: اے میرے پیارے بیٹے! علماء پر فخر کرنے کے لیے، بیوقوفوں (اور جاہلوں) سے جھگڑنے کے لیے اور مجلسوں میں شہرت اور تعظیم کی خاطر علم حاصل نہ کر۔"

(٢٦٢)۔ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ: ((مَثَلُ الَّذِيْ يَجْلِسُ فَيَسْمَعُ

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جو شخص حکمت کی بات سن کر اس کو اس کے کہنے والے

---

(٢٦٠) تخريج: اسناده ضعيف، ابو مجلز لاحق بن حميد لم يدرك حذيفة۔ أخرجه ابوداود: ٤٨٢٦، والترمذي: ٢٧٥٣ (انظر: ٢٣٢٦٣)

(٢٦١) تخريج: هذا بلاغ عن لقمان، فهو منقطع (انظر: ١٦٥١)

(٢٦٢) تخريج: اسناده ضعيف لضعف على بن زيد بن جدعان ولجهالة اوس بن خالد۔ أخرجه ابن ماجه: ٤١٧٢ (انظر: ٨٦٣٩)

الْحِكْمَةَ، ثُمَّ لا يُحَدِّثُ عَنْ صَاحِبِهِ إِلَّا بِشَرِّ مَا سَمِعَ، كَمَثَلِ رَجُلٍ أَتَى رَاعِيًا فَقَالَ: يَا رَاعِيْ! اجْزُرْ لِيْ شَاةً مِنْ غَنَمِكَ، قَالَ: اذْهَبْ فَخُذْ بِأُذُنِ خَيْرِهَا، فَذَهَبَ فَأَخَذَ بِأُذُنِ كَلْبِ الْغَنَمِ۔)) (مسند أحمد: ٨٦٢٤)

کے حوالے سے بیان نہیں کرتا، مگر وہ جو صرف اس نے شرّ والی بات سنی ہے، اس کی مثال اس آدمی کی طرح ہے، جس نے ایک چرواہے کے پاس آ کر کہا: اے چرواہے! ایک بکری تو دے دو، جو ذبح کے قابل ہو، اس نے کہا: جا اور سب سے بہترین بکری کا کان پکڑ لے (اور اس کو لے جا)، لیکن وہ گیا اور بکریوں کے رکھوالے کتے کا کان پکڑ کر لیا گیا۔''

فَصْلٌ فِيْمَا جَاءَ فِي تَعَلُّمِ لُغَةٍ غَيْرِ لُغَةِ الْعَرَبِ

عربی کے علاوہ کوئی اور زبان سیکھنے کا بیان

(٢٦٣)۔ عَنْ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ ﷺ قَالَ: قَالَ لِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((تُحْسِنُ السُّرْيَانِيَّةَ؟ إِنَّهَا تَأْتِيْنِيْ كُتُبٌ۔)) قَالَ: قُلْتُ: لَا، قَالَ: ((فَتَعَلَّمْهَا۔)) فَتَعَلَّمْتُهَا فِيْ سَبْعَةَ عَشَرَ يَوْمًا۔ (مسند أحمد: ٢١٩٢٠)

سیدنا زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے فرمایا: ''کیا تو سریانی زبان کی مہارت رکھتا ہے؟ میرے پاس اس قسم کے خطوط آتے ہیں۔'' میں نے کہا: جی نہیں، آپ ﷺ نے فرمایا: ''تو پھر اس کو سیکھو۔'' میں نے سترہ دنوں میں یہ زبان سیکھ لی تھی۔

فوائد: ......اس حدیث کی ایک روایت کے الفاظ یہ ہیں: ((يَا زَيْدُ! تَعَلَّمْ لِيْ كِتَابَ يَهُوْدٍ)) ......''اے زید! یہودیوں کی لکھائی کی تعلیم حاصل کرو۔'' اس روایت سے معلوم ہوا کہ سریانی یہودیوں کی زبان تھی۔ کسی قوم سے دشمنی اختیار کرنے کا یہ معنی نہیں کہ اس کی زبان سے بھی نفرت کی جائے، کیونکہ دنیا میں موجودہ زبانیں اللہ تعالیٰ کی قدرت کی بہت بڑی نشانی ہیں، عربی ہے، ترکی ہے، انگریزی ہے، اردو، ہندی، پشتو، فارسی، سندھی، بلوچی وغیرہ ہے، پھر ایک ایک زبان کے مختلف لہجے اور اسلوب ہیں، ارشادِ باری تعالیٰ ہے: ﴿وَمِنْ آيٰتِهٖ خَلْقُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَاخْتِلَافُ اَلْسِنَتِكُمْ وَاَلْوَانِكُمْ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّلْعٰلِمِيْنَ﴾ ......''اس (اللہ کی قدرت) کی نشانیوں میں سے آسمانوں اور زمین کی پیدائش اور تمہاری زبان اور رنگتوں کا اختلاف بھی ہے، دانش مندوں کے لیے اس میں یقیناً بڑی نشانیاں ہیں۔'' (سورۂ روم: ٢٢) اگر ضرورت ہو تو کوئی زبان بھی سیکھی جا سکتی ہے، سب سے پہلے عربی زبان سیکھنی چاہیے تاکہ شریعت کو آسانی سے سمجھا جا سکے۔

---

(٢٦٣) تخريج: حديث حسن۔ أخرجه ابوداود: ٣٦٤٥، و الترمذي: ٢٧١٥، وعلقه البخاري في "صحيحه": ٧١٩٥ بصيغة الجزم (انظر: ٢١٥٨٧)

بَابُ فِيْ مَا جَاءَ فِيْ ذَمِّ كَثْرَةِ السُّؤَالِ فِي الْعِلْمِ لِغَيْرِ حَاجَةٍ
بغیر ضرورت کے علم کے بارے میں کثرتِ سوال کی مذمت کا بیان

(۲٦٤)۔عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ ؓ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((ذَرُوْنِيْ مَا تَرَكْتُكُمْ، فَإِنَّمَا هَلَكَ مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ بِكَثْرَةِ سُؤَالِهِمْ وَاخْتِلَافِهِمْ عَلٰى أَنْبِيَاءِهِمْ، مَا نَهَيْتُكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا وَمَا أَمَرْتُكُمْ فَأْتُوْا مِنْهُ مَا اسْتَطَعْتُمْ۔)) (مسند أحمد: ۷۳٦۱)

سیدنا ابو ہریرہ ؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جب تک میں تم کو چھوڑے رکھوں، تم بھی مجھے چھوڑے رکھو، تم سے پہلے والے لوگ کثرتِ سوال اور انبیاء پر اختلاف کرنے کی وجہ سے ہلاک ہو گئے، جس چیز سے میں تم کو منع کر دوں، اس سے باز آ جاؤ اور جس چیز کا حکم دے دوں، اس پر حسبِ استطاعت عمل کرو۔“

فوائد: ......مسند احمد اور صحیح مسلم کی روایات کے مطابق اس حدیثِ مبارکہ کا سبب یہ تھا کہ رسول اللہ ﷺ نے خطبہ دیا اور اس میں فرمایا: ((يَا أَيُّهَا النَّاسُ! إِنَّ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ قَدْ فَرَضَ عَلَيْكُمُ الْحَجَّ فَحُجُّوْا.)) ... لوگو! بیشک اللہ تعالیٰ نے تم پر حج کو فرض کر دیا ہے، پس تم حج کرو۔“ یہ سن کر ایک آدمی نے کہا: اے اللہ کے رسول! کیا ہر سال؟ آپ ﷺ جواباً خاموش رہے، لیکن جب اس نے تین دفعہ یہ سوال دہرایا تو آپ ﷺ نے فرمایا: ”اگر میں ”ہاں“ کے ساتھ جواب دیتا تو یہ (ہر سال) فرض ہو جاتا، جبکہ تم لوگوں کو یہ عمل کرنے کی طاقت نہ ہوتی۔“ بعد از اں آپ ﷺ نے مذکورہ بالا الفاظ ارشاد فرمائے۔ یہ اصول فقہ کا مسلّمہ قانون ہے کہ آپ ﷺ کا مطلق طور پر دیا گیا حکم ایک دفعہ عمل کرنے کا تقاضا کرتا ہے، جب آپ ﷺ نے لوگوں سے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے تم پر حج کو فرض کر دیا ہے، لہٰذ حج کرو، اب جو آدمی زندگی میں ایک دفعہ حج کر لے گا، وہ اس حدیث میں دیئے گئے حکم کے تقاضے کو پورا کر دے گا، لہٰذا یہ سوال کرنے کی گنجائش ہی نہیں ہوگی کہ ایک دفعہ فرض ہے یا ہر سال۔

(۲٦٥)۔عَنْ سَعْدِ ابْنِ أَبِيْ وَقَّاصٍ ؓ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِنَّ مِنْ أَكْبَرِ الْمُسْلِمِيْنَ فِي الْمُسْلِمِيْنَ جُرْمًا رَجُلًا سَأَلَ عَنْ شَيْءٍ وَنَقَّرَ عَنْهُ حَتّٰى أُنْزِلَ فِيْ ذٰلِكَ الشَّيْءِ تَحْرِيْمٌ مِنْ أَجْلِ مَسْأَلَتِهِ۔)) (مسند أحمد: ۱۵۲۰)

سیدنا سعد بن ابو وقاص ؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جرم کے لحاظ سے مسلمانوں میں سب سے بڑا وہ آدمی ہے، جو ایک چیز کے بارے میں سوال کرتا ہے اور اس قدر چھان بین کرتا ہے کہ اس کے سوال کی وجہ سے اس چیز کے حرام ہونے کا حکم نازل ہو جاتا ہے۔“

---

(۲٦٤) تخريج: أخرجه البخاري: ۷۲۸۸، ومسلم: ۱۳۳۷ (انظر: ۷۳٦۷)

(۲٦٥) تخريج: أخرجه البخاري: ۸۲۸۹، ومسلم: ۲۳۵۸ (انظر: ۱۵۲۰)

(۲٦٦) (وَعَنْهُ مِنْ طَرِيْقٍ آخر)۔ يَرْفَعُهُ اِلَى النَّبِيِّ ﷺ: ((أَعْظَمُ الْمُسْلِمِيْنَ فِيْ الْمُسْلِمِيْنَ جُرْمًا مَنْ سَأَلَ عَنْ أَمْرٍ لَمْ يُحَرَّمْ فَحُرِّمَ عَلَى النَّاسِ مِنْ أَجْلِ مَسْأَلَتِهِ۔)) (مسند أحمد: ۱۵۴۵)

(دوسری سند) نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”مسلمانوں میں جرم کے لحاظ سے سب سے بڑا وہ آدمی ہے، جو ایسی چیز کے بارے میں سوال کرتا ہے، جو حرام نہیں تھی، لیکن اس کے سوال کی وجہ سے لوگوں پر اس کو حرام کر دیا گیا۔“

فوائد: ......سوال کی دو اقسام ہیں: (۱) وہ سوال جو ان امورِ دین سے متعلقہ ہو جو عام ضرورت ہونے کی وجہ سے توضیح طلب ہوتے ہیں، ایسا سوال کرنا جائز ہے، جیسے سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کا اور دوسرے صحابہ کا شراب کے بارے میں سوال کرتے رہنا، یہاں تک اسے حرام قرار دیا گیا، کیونکہ ضرورت کا تقاضا یہ تھا کہ اسے حرام قرار دیا جائے۔ اسی طرح ظالم امراء کی اطاعت کرنے، کلالہ، جوا، حیض، شکار اور حرمت والے مہینوں میں قتال کرنے کے بارے میں سوال کرنا، کیونکہ یہ ضروریات ہیں، سوال کی اسی قسم کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿فَاسْئَلُوْا اَهْلَ الذِّكْرِ اِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ﴾ ...... ”پس تم اہل علم سے سوال کرو، اگر تم خود نہیں جانتے۔“ (سورۂ نحل: ۴۳) (۲) وہ سوال جو محض تکلف اور تعنت کی بنا پر کیا جائے، مثلا دورِ نبوی میں ایسی چیز کی حلت و حرمت کے بارے میں کریدنا شروع کر دینا، جس کو صحابہ آپ ﷺ کے سامنے استعمال کر رہے ہوں اور اس میں کوئی مفسدت بھی نہ پائی جاتی ہو، ایسی چیز کے بارے میں پوچھنا جو ابھی واقع نہ ہوئی ہو یا جس کی کوئی ضرورت نہ ہو۔ مثلا: عذابِ قبر جیسے غیبی امور کی حقیقت کے بارے میں سوال کرنا، اسی طرح قیامت کے بارے میں، روح کی حقیقت اور اس امت کی مدت کے بارے میں سوال کرنا یا کوئی ایسا سوال کرنا جس کا عمل سے کوئی تعلق نہ ہو۔ اس اور دیگر احادیث میں ایسے سوالات سے منع کیا گیا ہے۔

جو سوالات محض تکلف کی بناء پر کیے جاتے ہیں، ان کی واضح ترین مثال موسیٰ علیہ السلام کی قوم کا مطالبہ ہے، جب موسیٰ علیہ السلام نے ان سے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے تم لوگوں کو گائے ذبح کرنے کا حکم دیا ہے، یہ حکم سن کر اگر وہ کوئی گائے بھی ذبح کر دیتے تو اللہ تعالیٰ کی منشا پوری ہو جاتی، لیکن انھوں نے سب سے پہلے تو کہا: اے موسیٰ! ہمارے ساتھ مذاق تو نہیں کر رہے۔ پھر جب ان کو اللہ تعالیٰ کے حکم کا علم ہو گیا تو انھوں نے پہلا سوال یہ تھا: اللہ تعالیٰ ہمارے لیے اس کی ماہیت بیان کرے، جب وہ بیان کر دی گئی تو ان کا دوسرا سوال یہ تھا کہ اس کا رنگ کیا ہونا چاہیے، جب رنگ کی وضاحت کر دی گئی تو وہ پھر کہنے لگے کہ اس گائے کی مزید ماہیت بیان ہونی چاہیے، اس قسم کی گائیں تو بہت زیادہ ہیں۔ اس طرح جب بنو اسرائیل نے مین میکھ نکالنا اور طرح طرح کے سوالات کرنا شروع کر دیے، تو اللہ تعالیٰ بھی ان پر سختی کرتا چلا گیا، اس لیے دین میں تعمق اور سختی اختیار کرنے سے منع کیا گیا ہے۔ حلال و حرام کے بارے میں شریعت نے بڑا آسان اور سادہ قانون پیش کیا ہے، سیدنا ابو الدرداء رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((مَا اَحَلَّ اللّٰهُ فِي كِتَابِهِ فَهُوَ

(۲٦٦) تخريج: انظر الحديث بالطريق الأول

حَلَالٌ، وَمَا حَرَّمَ فَهُوَ حَرَامٌ، وَمَا سَكَتَ عَنْهُ فَهُوَ عَفْوٌ، فَاقْبَلُوْا مِنَ اللّٰهِ عَافِيَتَهُ، فَإِنَّ اللّٰهَ لَمْ يَكُنْ يَنْسٰى شَيْئًا۔)) ثُمَّ تَلَا هٰذِهِ الْآيَةَ: ﴿وَمَا كَانَ رَبُّكَ نَسِيًّا﴾ ......''اللہ تعالیٰ نے جن چیزوں کو اپنی کتاب میں حلال کیا، وہ حلال ہیں۔ جن چیزوں کو حرام کیا، وہ حرام ہیں اور جن چیزوں سے خاموشی اختیار کی، وہ معاف ہیں۔ پس تم اللہ تعالیٰ سے اس کی عافیت قبول کرو، کیونکہ اللہ تعالیٰ کسی چیز کو نہیں بھولتا۔'' پھر آپ ﷺ نے یہ آیت تلاوت کی: ''اور تیرا رب بھولنے والا نہیں ہے۔'' (مسند بزار)

ایک اہم سوال: حلال وحرام کا فیصلہ محض اللہ تعالیٰ کی مرضی کے مطابق ہوتا ہے، تو پھر سوال کرنے والا مجرم کیوں ہے؟

جواب: حافظ ابن حجر نے کہا: بلا شک وشبہ تقدیر میں حلال وحرام کے فیصلے ہو چکے ہیں اور ایسے آدمی کے سوال کی وجہ سے حرام ہونے والی چیز پہلے بھی حرام ہی ہوتی ہے، اس کو مجرم ٹھہرانے کی وجہ یہ ہے کہ اس نے محض تکلف اور تعنت کی بنا پر سوال کیا، حقیقت میں اس کو ایسا سوال کرنے کی کوئی ضرورت نہیں تھی۔ اس حدیث میں جرم سے مراد گناہ ہے۔

(تلخیص از فتح الباری: ۱۳/ ۳۳۳)

(۲٦٧)۔عَنْ عَمْرِو بْنِ أَبِيْ سَلَمَةَ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَا يَزَالُوْنَ يَسْأَلُوْنَ حَتّٰى يُقَالَ: هٰذَا اللّٰهُ خَلَقَنَا فَمَنْ خَلَقَ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ۔)) قَالَ أَبُوْ هُرَيْرَةَ: فَوَاللّٰهِ! إِنِّيْ لَجَالِسٌ يَوْمًا إِذْ قَالَ لِيْ رَجُلٌ مِنْ أَهْلِ الْعِرَاقِ: هٰذَا اللّٰهُ خَلَقَنَا فَمَنْ خَلَقَ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ؟ قَالَ أَبُوْ هُرَيْرَةَ: فَجَعَلْتُ أُصْبُعَيَّ فِيْ أُذُنَيَّ ثُمَّ صِحْتُ فَقُلْتُ: صَدَقَ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهُ، اَللّٰهُ الْوَاحِدُ الصَّمَدُ، لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُوْلَدْ وَلَمْ يَكُنْ لَهُ كُفُوًا أَحَدٌ۔ (مسند أحمد: ٩٠١٥)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''لوگ سوالوں پر سوال کرتے رہیں گے، یہاں تک یہ بھی پوچھ لیا جائے گا کہ (یہ بات تو ٹھیک ہے کہ) اللہ تعالیٰ نے ہم کو پیدا کیا، لیکن اللہ تعالیٰ کو کس نے پیدا کیا۔'' سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا: اللہ کی قسم! میں ایک دن بیٹھا ہوا تھا کہ ایک عراقی آدمی نے یہی سوال کر دیا اور کہا: ''یہ اللہ تعالیٰ، اس نے ہم کو تو پیدا کیا، لیکن اللہ تعالیٰ کو کس نے پیدا کیا؟ میں نے اپنی دو انگلیاں اپنے کانوں میں ٹھونس لیں اور چلّا کر کہا: اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول نے سچ کہا، اللہ تعالیٰ یکتا ہے، بے نیاز ہے، اس نے نہ کسی کو جنا اور نہ وہ جنا گیا اور کوئی بھی اس کا ہم سر نہیں ہے۔

فوائد: ......صحیح مسلم کی روایت میں یہ الفاظ بھی ہیں: جب اس بندے نے کہا کہ اللہ تعالیٰ کو کس نے پیدا کیا تو سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے اپنی ہتھیلی میں کنکریاں پکڑیں اور ان کو پھینکا اور کہا: کھڑے ہو جاؤ، کھڑے ہو جاؤ، میرے خلیل ﷺ نے سچ فرمایا۔

(٢٦٧) تخريج: أخرجه البخاري: ٣٢٧٦، ومسلم: ١٣٥ (انظر: ٩٠٢٧)

(٢٦٨)۔عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِيْرِيْنَ قَالَ: كُنْتُ عِنْدَ أَبِيْ هُرَيْرَةَ فَسَأَلَهُ رَجُلٌ لَمْ أَدْرِ مَا هُوَ، قَالَ: فَقَالَ أَبُوْ هُرَيْرَةَ: اَللّٰهُ أَكْبَرُ! سَأَلَ عَنْهَا اثْنَانِ وَهٰذَا الثَّالِثُ، سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((إِنَّ رِجَالًا سَتَرْتَفِعُ بِهِمِ الْمَسْأَلَةُ حَتّٰى يَقُوْلُوْا: خَلَقَ الْخَلْقَ فَمَنْ خَلَقَهُ۔)) (مسند أحمد: ٧٧٧٧)

محمد بن سیرین کہتے ہیں: میں سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے پاس تھا کہ ایک آدمی نے ان سے ایک سوال کیا، مجھے علم نہیں کہ وہ سوال کیا تھا، جواباً سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا: اَللّٰهُ أَكْبَرُ! اس کے بارے میں دو بندے سوال کر چکے ہیں اور یہ تیسرا ہے، میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا تھا: ''بیشک لوگوں کے ساتھ سوالات کا سلسلہ جاری رہے گا، یہاں تک کہ وہ یہ سوال بھی کر دیں گے کہ اللہ تعالیٰ نے مخلوق کو پیدا کیا، لیکن اُس کو کس نے پیدا کیا۔''

فوائد: ......اگر کسی کو اس قسم کے سوال کا وسوسہ پیدا ہونے لگے تو وہ اللہ تعالیٰ کی پناہ طلب کرے اور اس وقت کی مسنون دعائیں پڑھے۔

(٢٦٩)۔عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِنَّمَا هَلَكَ مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ بِكَثْرَةِ سُؤَالِهِمْ وَاخْتِلَافِهِمْ عَلٰى أَنْبِيَائِهِمْ، لَا تَسْأَلُوْنِيْ عَنْ شَيْءٍ إِلَّا أَخْبَرْتُكُمْ بِهِ۔)) فَقَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ حُذَافَةَ: مَنْ أَبِيْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ؟ قَالَ: ((أَبُوْكَ حُذَافَةُ بْنُ قَيْسٍ۔)) فَرَجَعَ إِلٰى أُمِّهِ فَقَالَتْ: وَيْحَكَ مَا حَمَلَكَ عَلَى الَّذِيْ صَنَعْتَ، فَقَدْ كُنَّا أَهْلَ الْجَاهِلِيَّةِ وَأَهْلَ أَعْمَالٍ قَبِيْحَةٍ، فَقَالَ لَهَا: إِنْ كُنْتُ لَأُحِبُّ أَنْ أَعْلَمَ مَنْ أَبِيْ وَمَنْ كَانَ مِنَ النَّاسِ۔ (مسند أحمد: ١٠٥٣٨)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''تم سے پہلے والے لوگ صرف اور صرف کثرتِ سوال اور اپنے انبیاء پر اختلاف کرنے کی وجہ سے ہلاک ہوئے اور تم مجھ سے جس چیز کے بارے میں سوال کرو گے، میں تم کو اس کا جواب دے دوں گا۔'' سیدنا عبد اللہ بن حذافہ رضی اللہ عنہ نے کہا: اے اللہ کے رسول! میرا باپ کون تھا؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''تیرا باپ حذافہ بن قیس تھا۔'' پھر جب وہ اپنی ماں کے پاس گئے تو اس نے ان کو کہا: تو ہلاک ہو جائے، کس چیز نے یہ سوال کرنے پر آمادہ کیا، ہم جاہلیت والے اور قبیح اعمال کرنے والے تھے۔ انھوں نے اپنی ماں سے کہا: میں یہ جاننا پسند کرتا تھا کہ میرا باپ کون تھا اور کن لوگوں میں سے تھا۔

فوائد: ......جن سوالات کا مسلمان کی عملی زندگی کے ساتھ کوئی تعلق نہ ہو، ان سے باز رہنا چاہیے۔

(٢٧٠)۔عَنْ حُمَيْدٍ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رضی اللہ عنہ

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

---

(٢٦٨) تخريج: انظر الحديث السابق

(٢٦٩) تخريج: حديث صحيح ـ أخرجه مختصرا مسلم ص ١٨٣٠ (انظر: ١٠٥٣١)

(٢٧٠) تخريج: أخرجه البخارى: ٧٢٩٤، ومسلم: ٢٣٥٩ (انظر: ١٢٠٤٤)

قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((لا تَسْأَلُوْنِي عَنْ شَيْءٍ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ إِلَّا حَدَّثْتُكُمْ بِهِ۔)) قَالَ: فَقَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ حُذَافَةَ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! مَنْ أَبِيْ؟ قَالَ: ((أَبُوْكَ حُذَافَةُ۔)) فَقَالَتْ أُمُّهُ: مَا أَرَدْتَ إِلَى هٰذَا؟ قَالَ: أَرَدْتُ أَنْ أَسْتَرِيْحَ، قَالَ: وَكَانَ يُقَالُ فِيْهِ، (قَالَ حُمَيْدٌ: وَأَحْسِبُ هٰذَا عَنْ أَنَسٍ) قَالَ: فَغَضِبَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ، فَقَالَ عُمَرُ: رَضِيْنَا بِاللّٰهِ رَبًّا وَبِالْإِسْلَامِ دِيْنًا وَبِمُحَمَّدٍ نَبِيًّا، نَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ غَضَبِ اللّٰهِ وَغَضَبِ رَسُوْلِهِ ﷺ۔ (مسند أحمد: ١٢٠٦٧)

نے فرمایا: ''قیامت کے دن تک کی جس چیز کے بارے میں تم مجھ سے سوال کرو گے، میں تم کو اس کا جواب بیان کر دوں گا۔'' یہ سن کر سیدنا عبداللہ بن حذافہ رضی اللہ عنہ نے کہا: اے اللہ کے رسول! میرا باپ کون ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''تیرا باپ حذافہ ہے۔'' ان کی ماں نے ان سے کہا: اس سوال سے تیرا کیا ارادہ تھا؟ انھوں نے کہا: میرا ارادہ راحت حاصل کرنے کا تھا، اس کے بارے میں کچھ کہا جاتا تھا، لیکن اُدھر رسول اللہ ﷺ کو غصہ آ گیا، آپ ﷺ کو دیکھ کر سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: ہم اللہ تعالیٰ کے ربّ ہونے پر، اسلام کے دین ہونے پر اور محمد ﷺ کے نبی ہونے پر راضی ہیں، ہم اللہ تعالیٰ کے غضب اور اس کے رسول کے غصے سے اللہ تعالیٰ کی پناہ طلب کرتے ہیں۔

فوائد: ......صحیح بخاری کی ایک روایت کے الفاظ یہ ہیں: ((فَلَا تَسْأَلُوْنِي عَنْ شَيْءٍ إِلَّا أَخْبَرْتُكُمْ مَا دُمْتُ فِيْ مَقَامِيْ هٰذَا)) ......''پس تم مجھ سے جو سوال بھی کرو گے، میں تم کو اس کے بارے میں بتلاؤں گا، جب تک اس مقام پر ہوں۔''

(٢٧١)۔عَنِ الْأَوْزَاعِيِّ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ سَعْدٍ عَنِ الصُّنَابِحِيِّ عَنْ رَجُلٍ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ (وَفِيْ رِوَايَةٍ: عَنِ الصُّنَابِحِيِّ عَنْ مُعَاوِيَةَ رضی اللہ عنہ) قَالَ: نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَنِ الْغُلُوْطَاتِ، قَالَ الْأَوْزَاعِيُّ: اَلْغُلُوْطَاتُ شِدَادُ الْمَسَائِلِ وَصِعَابُهَا۔ (مسند أحمد: ٢٤٠٨٧)

ایک صحابی (اور ایک روایت کے مطابق سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ) بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مغالطہ آمیز باتوں سے منع کیا ہے۔ امام اوزاعی نے کہا: ''غُلُوْطَات'' سے مراد مشکل اور پیچیدہ مسائل ہیں۔

فوائد: ......اس سے مراد وہ سوالات اور باتیں ہیں، جن کے ذریعے اہل علم کو غلطی میں مبتلا کیا جائے یا وہ مبہم اور غیر واضح باتیں ہیں، جن سے مغالطہ دینا مقصود ہو۔

---

(٢٧١) تخريج: اسناده ضعيف لجهالة عبد الله بن سعد، وقال الساجي: ضعفه اهل الشام (انظر: ٢٣٦٨٧)

فَصْلٌ فِيْ وُجُوْبِ السُّؤَالِ عَنْ كُلِّ مَا يَحْتَاجُهُ لِدِيْنِهِ وَدُنْيَاهُ

دین و دنیا کے لیے ضرورت پڑنے والی ہر چیز کے بارے میں واجبی طور پر سوال کرنے کا بیان

(۲۷۲)۔عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ ؓ أَنَّ رَجُلًا أَصَابَهُ جُرْحٌ فِيْ عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَأُمِرَ بِالْاِغْتِسَالِ فَمَاتَ، فَبَلَغَ ذٰلِكَ النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَ: ((قَتَلُوْهُ قَتَلَهُمُ اللّٰهُ، أَلَمْ يَكُنْ شِفَاءَ الْعِيِّ السُّؤَالُ۔)) (مسند أحمد: ۳۰۵٦)

سیدنا عبد اللہ بن عباس ؓ سے مروی ہے کہ ایک آدمی عہد نبوی میں زخمی ہو گیا، پس اس کو (جنابت کی وجہ سے) غسل کرنے کا حکم دیا گیا اور وہ اس غسل سے فوت ہو گیا، جب نبی کریم ﷺ کو یہ بات موصول ہوئی تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''لوگوں نے اُس کو قتل کر دیا ہے، اللہ تعالیٰ اِن کو ہلاک کرے، کیا جہالت کی شفا سوال میں نہیں ہے۔''

فوائد: ......لوگوں کو اس نقطے پر غور کرنا چاہیے تھا کہ آدمی زخمی ہے، غسل سے اس کو مزید نقصان ہو سکتا ہے، اس لیے دوسرے صحابہ سے اس کے بارے میں مزید سوال کر لیتے ہیں، تا کہ کوئی حتمی شکل سامنے آ جائے، اسی کوشش کو آپ ﷺ جہالت کی شفا قرار دے رہے ہیں۔

ہم حدیث نمبر (۲٦٦) کے فوائد میں سوالوں کی اس قسم کی وضاحت کر چکے ہیں، جو ہماری شریعت میں مطلوب ہے۔

بَابٌ فِيْ وَعِيْدِ مَنْ تَعَلَّمَ عِلْمًا فَكَتَمَهُ أَوْ لَمْ يَعْمَلْ بِهِ أَوْ تَعَلَّمَ لِغَيْرِ اللّٰهِ

علم حاصل کرنے کے بعد اس کو چھپا لینے والے یا اس پر عمل نہ کرنے والے یا کسی غیر اللہ کے لیے وہ علم حاصل کرنے والی کی مذمت کا بیان

(۲۷۳)۔عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ ؓ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَنْ سُئِلَ عَنْ عِلْمٍ فَكَتَمَهُ أُلْجِمَ (وَفِيْ رِوَايَةٍ: أَلْجَمَهُ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ) بِلِجَامٍ مِنْ نَارٍ يَوْمَ الْقِيَامَةِ۔)) (مسند أحمد: ۷٥٦۱)

سیدنا ابو ہریرہ ؓ سے روایت ہے، نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''جس آدمی سے علم سے متعلق کوئی سوال کیا گیا، لیکن اس نے اس کو چھپایا تو قیامت کے روز اللہ تعالیٰ اس کو آگ سے لگام ڈالیں گے۔''

فوائد: ......اہل علم کو چاہیے کہ وہ لوگوں کی رہنمائی کے لیے ہر وقت مستعد رہیں اور لوگوں کے شرعی مسائل کے حل کو اپنے حق میں باعثِ اعزاز سمجھیں اور اجرِ عظیم کی امید میں ان معاملات کو آسان سمجھیں۔

(۲۷۲) تخریج: حسن ۔ أخرجه ابوداود: ۳۳۷، وابن ماجه: ٥۷۲ (انظر: ۳۰٥٦)

(۲۷۳) تخریج: اسناده صحیح ۔ أخرجه ابوداود: ۳٦٥۸، وابن ماجه: ۲٦٦ (انظر: ۷٥٦۱)

(٢٧٤)۔وَعَنْهُ أَيْضًا قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِنَّ مَثَلَ عِلْمٍ لا يَنْفَعُ كَمَثَلِ كَنْزٍ لا يُنْفَقُ فِي سَبِيْلِ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ۔)) (مسند أحمد: ١٠٤٨١)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ہی روایت ہے، نبی کریم ﷺ نے فرمایا: بیشک جس علم سے فائدہ حاصل نہیں کیا جاتا، اس کی مثال اس خزانے کی سی ہے، جس کو اللہ تعالیٰ کے راستے میں خرچ نہیں کیا جاتا۔''

فوائد: ......خزانہ کوئی بھی ہو، اس کے مالکان کو یہی زیب دیتا ہے کہ وہ اس میں سے خرچ کرتے رہیں۔

(٢٧٥)۔عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَمَّا أُسْرِيَ بِيْ مَرَرْتُ بِرِجَالٍ تُقْرَضُ شِفَاهُهُمْ بِمَقَارِيْضَ مِنْ نَارٍ، فَقُلْتُ: مَنْ هٰؤُلَاءِ يَا جِبْرِيْلُ؟ قَالَ: هٰؤُلَاءِ خُطَبَاءُ مِنْ أُمَّتِكَ يَأْمُرُوْنَ النَّاسَ بِالْبِرِّ وَيَنْسَوْنَ أَنْفُسَهُمْ وَهُمْ يَتْلُوْنَ الْكِتَابَ، أَفَلَا يَعْقِلُوْنَ۔)) (مسند أحمد: ١٣٤٥٤)

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب مجھے اسراء کروایا گیا تو میں ایسے لوگوں کے پاس سے گزرا کہ ان کے ہونٹ آگ کی قینچیوں سے کاٹے جا رہے تھے، میں نے کہا: اے جبریل! یہ کون لوگ ہیں؟ انھوں نے کہا: یہ آپ کی امت کے وہ خطیب لوگ ہیں، جو لوگوں کو تو نیکی کا حکم دیتے ہیں، لیکن اس کے بارے میں اپنے نفسوں کو بھول جاتے ہیں، جبکہ یہ کتاب کی تلاوت بھی کرتے ہیں، کیا پس یہ لوگ عقل نہیں رکھتے۔''

فوائد: ......ہم اللہ تعالیٰ سے معافی اور عافیت کا سوال کرتے ہیں، کوئی بھی مذہبی رہنما یا خطیب ہو، اس کو سب سے پہلے اپنی ذات اور اپنے گھر کی فکر کرنی چاہیے۔

(٢٧٦)۔عَنْ أَبِيْ ذَرٍّ رضی اللہ عنہ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: ((إِنَّكُمْ فِيْ زَمَانٍ عُلَمَاؤُهُ كَثِيْرٌ، خُطَبَاؤُهُ قَلِيْلٌ، مَنْ تَرَكَ فِيْهِ عُشَيْرَ مَا يَعْلَمُ هَوٰى، أَوْ قَالَ: هَلَكَ، وَسَيَأْتِيْ عَلَى النَّاسِ زَمَانٌ يَقِلُّ عُلَمَاؤُهُ وَيَكْثُرُ خُطَبَاؤُهُ، مَنْ تَمَسَّكَ فِيْهِ بِعُشَيْرِ مَا يَعْلَمُ نَجَا۔)) (مسند أحمد: ٢١٦٩٩)

سیدنا ابو ذر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''اب تم ایسے زمانے میں ہو کہ جس میں علماء زیادہ ہیں اور خطباء کم ہے، ایسے میں جس نے اپنے علم کے دسویں حصے پر بھی عمل نہ کیا تو وہ ہلاک ہو جائے گا، لیکن عنقریب لوگوں پر ایسا زمانہ بھی آئے گا کہ جس میں علماء کم ہوں گے اور خطباء زیادہ ہوں گے، اس زمانے میں جس نے اپنے علم کے دسویں حصے پر بھی عمل کر لیا تو وہ نجات پا جائے گا۔''

---

(٢٧٤) تخريج: حديث محتمل للتحسين ـ أخرجه الدارمي: ٥٥٦، والبزار: ١٧٦، والطبراني في "الاوسط": ٦٩٣ (انظر: ١٠٤٧٦)

(٢٧٥) تخريج: حديث صحيح ـ أخرجه البيهقي: ٤٩٦٦، وابويعلى: ٤١٦٠، وابن حبان: ٥٣ (انظر: ١٣٤٢١)

(٢٧٦) تخريج: اسناده ضعيف، مؤمل بن اسماعيل سيء الحفظ ولابهام الراوي عن ابي ذر (انظر: ٢١٣٧٢)

(۲۷۷)۔عَنْ شَقِيقٍ عَنْ أُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ ﷺ قَالَ: قِيلَ لَهُ: أَلَا تَدْخُلُ عَلَى هٰذَا الرَّجُلِ (وَفِي رِوَايَةٍ: أَلَا تُكَلِّمُ عُثْمَانَ) قَالَ: فَقَالَ: أَلَا تَرَوْنَ أَنِّي لَا أُكَلِّمُهُ إِلَّا أُسْمِعُكُمْ، وَاللّٰهِ! لَقَدْ كَلَّمْتُهُ فِيمَا بَيْنِي وَبَيْنَهُ مَادُونَ أَنْ أَفْتَحَ أَمْرًا لَا أُحِبُّ أَنْ أَكُونَ أَنَا أَوَّلَ مَنْ فَتَحَهُ وَلَا أَقُولُ لِرَجُلٍ أَنْ يَكُونَ عَلَيَّ أَمِيرًا إِنَّهُ خَيْرُ النَّاسِ (وَفِي رِوَايَةٍ: وَلَا أَقُولُ لِرَجُلٍ إِنَّكَ خَيْرُ النَّاسِ وَإِنْ كَانَ عَلَيَّ أَمِيرًا) بَعْدَ مَا سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ: ((يُؤْتٰى بِالرَّجُلِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فَيُلْقٰى فِي النَّارِ، فَتَنْدَلِقُ أَقْتَابُ بَطْنِهِ فَيَدُورُ بِهَا فِي النَّارِ كَمَا يَدُورُ الْحِمَارُ بِالرَّحٰى، قَالَ: فَيَجْتَمِعُ أَهْلُ النَّارِ إِلَيْهِ، فَيَقُولُونَ: يَا فَلَانُ! أَمَا كُنْتَ تَأْمُرُنَا بِالْمَعْرُوفِ وَ تَنْهَانَا عَنِ الْمُنْكَرِ؟ قَالَ: فَيَقُولُ: بَلٰى! قَدْ كُنْتُ آمُرُ بِالْمَعْرُوفِ فَلَا آتِيهِ وَ أَنْهٰى عَنِ الْمُنْكَرِ وَآتِيهِ۔)) (مسند أحمد: ۲۲۱٤۳)

شقیق کہتے ہیں کہ سیدنا اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ سے کسی نے کہا: کیا تم اس آدمی یعنی سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس جا کر گفتگو نہیں کرتے، انھوں نے کہا: کیا تمہارا یہ خیال ہے کہ میں جب بھی ان سے گفتگو کروں تو تم کو سناؤں گا، اللہ کی قسم ہے! کسی چیز کا اعلان کیے بغیر میں نے ان سے گفتگو کی ہے، جبکہ اس مجلس میں صرف میں اور وہ تھے، میں یہ پسند نہیں کرتا کہ ایسے امور کا پہلے میں اعلان کروں، میں یہ حدیث سننے کے بعد کسی بندے کے بارے میں یہ نہیں کہوں گا کہ وہ لوگوں میں سب سے بہتر ہے، اگر چہ وہ میرا امیر بھی ہو، آپ ﷺ نے فرمایا: ''ایک آدمی کو قیامت کے روز لایا جائے گا اور اس کو آگ میں ڈال دیا جائے گا، اس کے پیٹ کی انتڑیاں نکل آئیں گی اور وہ جہنم میں ان کے ارد گرد چکر کاٹنا شروع کر دے گا، جیسے گدھا چکی کے چکر کاٹتا ہے، اس کی یہ حالت دیکھ کر جہنمی لوگ اس کے پاس جمع ہو کر کہیں گے: کیا تو تو ہمیں نیکی کا حکم نہیں دیتا تھا اور برائی سے منع نہیں کرتا تھا؟ وہ کہے گا: کیوں نہیں، لیکن میں تم کو نیکی کا حکم دیتا تھا اور خود اس کو نہیں کرتا تھا اور تم کو برائی سے منع کرتا تھا، لیکن خود اس کا ارتکاب کر جاتا تھا۔''

فوائد: ......سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ سے گفتگو کرنے کا مقصد یہ تھا کہ ان تک یہ بات پہنچائی جائے کہ وہ اپنے رشتہ داروں میں مختلف عہدے تقسیم کر رہے ہیں، لوگوں کو ان کی اس کاروائی پر اعتراض ہے، آگے سے سیدنا اسامہ رضی اللہ عنہ نے جواب دیا کہ اس نے مصلحت اور ادب کے ساتھ اُن کے ساتھ گفتگو کی ہے، اب یہ تو نہیں ہوسکتا ہے کہ وہ کھلے عام انکار شروع کر دے، اس سے تو مسلمانوں میں اختلاف پڑ جاتا ہے۔

(۲۷۸)۔عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ ﷺ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَنْ تَعَلَّمَ عِلْمًا مِمَّا

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''وہ علم جس کے ذریعے اللہ تعالیٰ کا چہرہ تلاش کیا جاتا

(۲۷۷) تخريج: أخرجه البخاري: ۳۲٦۷، ومسلم: ۲۹۸۹ (انظر: ۲۱۸۰۰)

(۲۷۸) تخريج: اسناده حسن ـ أخرجه ابوداود: ۳٦٦٤، وابن ماجه: ۲۵۲ (انظر: ۸٤۵۷)

يُبْتَغٰى بِهِ وَجْهُ اللّٰهِ لَا يَتَعَلَّمُهُ اِلَّا لِيُصِيْبَ بِهِ عَـرَضًا مِنَ الدُّنْيَا لَمْ يَجِدْ عَرْفَ الْجَنَّةِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ)) يَعْنِيْ رِيْحَهَا۔ (مسند أحمد: ٨٤٣٨)

ہے، جو آدمی اس کو سامانِ دنیا حاصل کرنے کے لیے سیکھتا ہے وہ قیامت کے دن جنت کی خوشبو بھی نہیں پائے گا۔''

فوائد: ...... جو چیز محض عبادت ہو، جیسے قرآن و حدیث کی تعلیم، صدقہ و خیرات، جہاد اور دوسرے امورِ اسلام، ان کے حصول کے وقت کوئی دنیوی مقصد مدنظر نہیں رکھنا چاہیے، یہ انتہائی نازک مسئلہ ہے اور کم لوگ ہیں، جو اس نزاکت کو سمجھ پاتے ہیں، جبکہ یہ معاملات انتہائی سنجیدگی اور غور وفکر کا مطالبہ کرتے ہیں۔

بَابٌ فِيْ فَضْلِ تَبْلِيْغِ الْحَدِيْثِ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَنَقْلِهِ كَمَا سَمِعَ

رسول اللہ ﷺ کی حدیث کی تبلیغ اور اس کو جیسے سنا، ایسے ہی نقل کر دینے کی فضیلت کا بیان

(٢٧٩)۔ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبَانَ بْنِ عُثْمَانَ عَنْ أَبِيْهِ أَنَّ زَيْدَ بْنَ ثَابِتٍ رضی اللہ عنہ خَرَجَ مِنْ عِنْدِ مَرْوَانَ نَحْوًا مِنْ نِصْفِ النَّهَارِ فَقُلْنَا: مَا بَعَثَ اِلَيْهِ السَّاعَةَ اِلَّا لِشَيْءٍ سَأَلَهُ عَنْهُ، فَقُمْتُ اِلَيْهِ فَسَأَلْتُهُ فَقَالَ: أَجَلْ، سَأَلَنَا عَنْ أَشْيَاءَ سَمِعْتُهَا مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ، سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((نَضَّرَ اللّٰهُ اِمْرَءً سَمِعَ مِنَّا حَدِيْثًا فَحَفِظَهُ حَتّٰى يُبَلِّغَهُ غَيْرَهُ، فَاِنَّهُ رُبَّ حَامِلِ فِقْهٍ لَيْسَ بِفَقِيْهٍ وَرُبَّ حَامِلِ فِقْهٍ اِلٰى مَنْ هُوَ أَفْقَهُ مِنْهُ، ثَلَاثٌ لَا يُغِلُّ عَلَيْهِنَّ قَلْبُ مُسْلِمٍ أَبَدًا، اِخْلَاصُ الْعَمَلِ لِلّٰهِ وَمُنَاصَحَةُ وُلَاةِ الْأَمْرِ وَلُزُوْمُ الْجَمَاعَةِ، فَاِنَّ دَعْوَتَهُمْ تُحِيْطُ مَنْ وَرَاءَهُمْ۔)) وَقَالَ: ((مَنْ كَانَ هَمُّهُ الْآخِرَةَ، جَمَعَ اللّٰهُ شَمْلَهُ وَجَعَلَ غِنَاهُ فِيْ قَلْبِهِ وَأَتَتْهُ الدُّنْيَا وَهِيَ رَاغِمَةٌ، وَمَنْ كَانَتْ نِيَّتُهُ الدُّنْيَا فَرَّقَ اللّٰهُ

ابان بن عثمان کہتے ہیں: سیدنا زید بن ثابت رضی اللہ عنہ تقریباً نصف النہار کے وقت مروان کے پاس سے نکلے، ہم نے کہا: اس نے اس وقت کسی چیز کے بارے میں سوال کرنے کے لیے اِن کو بلایا ہو گا، چنانچہ میں اٹھ کر ان کے پاس گیا اور ان سے اس بارے میں پوچھا، سیدنا زید رضی اللہ عنہ نے کہا: جی ہاں، اُس نے مجھ سے ایسی چیزوں کے بارے میں پوچھا، جو میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنی تھیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا: ''اللہ تعالیٰ اس بندے کو تروتازہ رکھے، جس نے ہم سے کوئی حدیث سنی، پھر اس کو یاد کیا، یہاں تک کہ اس کو آگے پہنچا دیا، کوئی حاملینِ فقہ فقیہ نہیں ہوتے اور کئی حاملینِ فقہ اپنے سے زیادہ فقیہ تک یہ فقہ پہنچا دیتے ہیں۔ اگر تین چیزیں ہوں تو مسلمان کا دل خیانت نہیں کرتا، ایک اللہ تعالیٰ کے لیے خلوص کے ساتھ عمل کرنا، دوسرا امراء کی ہمدردی کرنا اور تیسرا جماعت کو لازم پکڑنا، کیونکہ مؤمنوں کی دعا ان کو پیچھے سے گھیر کر رکھتی ہے۔'' نیز آپ ﷺ نے فرمایا: ''جس کی فکر اور غم آخرت ہو، اللہ تعالیٰ اس کا شیرازہ مجتمع کر دیتا ہے اور اس کے دل میں غنٰی رکھ دیتا ہے اور دنیا ذلیل ہو کر اس کے پاس آتی ہے، لیکن جس کی نیت

(٢٧٩) تخريج: اسناده صحيح۔ أخرجه ابوداود: ٣٦٦٠، وابن ماجه: ٤١٠٥، والترمذي: ٢٦٥٦ (انظر: ٢١٥٩٠)

عَلَيْهِ ضَيْعَتَهُ وَجَعَلَ فَقْرَهُ بَيْنَ عَيْنَيْهِ وَلَمْ يَأْتِهِ مِنَ الدُّنْيَا إِلَّا مَا كُتِبَ لَهُ۔)) وَسَأَلْنَا عَنِ الصَّلٰوةِ الْوُسْطٰى وَهِيَ الظُّهْرُ۔ (مسند أحمد: ٢١٩٢٣)

اورعزم دنیا ہی ہوتو اللہ تعالیٰ اس کے مشاغل بڑھا دیتا ہے اور اس کی فقیری اس کی پیشانی پر رکھ دیتا ہے اور دنیا بھی اس کو اتنی ہی ملتی ہے، جتنی اس کے مقدر میں لکھی ہوتی ہے۔'' اس نے ہم سے نمازِ وسطی کے بارے میں سوال کیا، آپ ﷺ نے فرمایا: ''یہ ظہر ہے۔''

فوائد: ......آپ ﷺ نے تروتازگی کی جو دعا کی ہے، محدثین اور ان کا منہج رکھنے والے اس دعا کا مصداق بنتے ہیں، جنھوں نے احادیثِ نبویہ کو اوڑھنا بچھونا بنایا۔ آپ ﷺ نے اس حدیث میں اپنی احادیث کو ''فقہ'' اس کا فہم رکھنے والے کو ''فقیہ'' قرار دیا ہے، ہمارے ہاں ایک مروجہ فقہ کے لیے لفظ فقہ استعمال کیا جاتا ہے، ذہن نشین رہنا چاہیے کہ وہ لوگ اس مقصد کے لیے ''فقہ'' کا لفظ استعمال کرتے ہیں جو یا تو متعصب ہیں یا پھر اپنی مروجہ فقہ سے غافل ہیں، جو آدمی مروجہ فقہ کا مطالعہ کرے گا، وہ ان شاء اللہ اس کے لیے لفظ ''فقہ'' استعمال نہیں کرے گا۔ اللہ تعالیٰ کے لیے خلوص کے ساتھ عمل کرنا، امراء کی ہمدردی کرنا اور جماعت کو لازم پکڑنا، یہ تین ایسے اعمال ہیں کہ ان کے ذریعے دلوں کی اصلاح ہوتی ہے، جو شخص ان کا اہتمام کرے گا، اس کا دل دھوکے اور خیانت سے پاک ہو جائے گا۔ حدیثِ مبارکہ کے آخر میں جس فکر اور غنٰی کی ترغیب دلائی گئی، حقیقت میں یہی زندگی ہے اور جس حرص سے منع کیا گیا ہے، حقیقت میں وہی بے سکونی ہے۔

(٢٨٠)۔ عَنْ جُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ ؓ قَالَ: قَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بِالْخَيْفِ مِنْ مِنًى فَقَالَ: ((نَضَّرَ اللّٰهُ امْرَءًا سَمِعَ مَقَالَتِيْ فَوَعَاهَا ثُمَّ أَدَّاهَا إِلَى مَنْ لَمْ يَسْمَعْهَا، فَرُبَّ حَامِلِ فِقْهٍ لَا فِقْهَ لَهُ وَرُبَّ حَامِلِ فِقْهٍ إِلَى مَنْ هُوَ أَفْقَهُ مِنْهُ، ثَلَاثٌ لَا يُغِلُّ عَلَيْهِنَّ قَلْبُ الْمُؤْمِنِ، إِخْلَاصُ الْعَمَلِ، وَالنَّصِيْحَةُ لِوَلِيِّ الْأَمْرِ، وَلُزُوْمُ الْجَمَاعَةِ، فَإِنَّ دَعْوَتَهُمْ تَكُوْنُ مِنْ وَرَائِهِ۔)) (مسند أحمد: ١٦٨٥٩)

سیدنا جبیر بن مطعم ؓ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ منٰی کی خیف وادی میں کھڑے ہوئے اور فرمایا: ''اللہ تعالیٰ اس بندے کو تروتازہ رکھے، جس نے میری بات سنی، پھر اس کو یاد کیا اور اس تک پہنچا دیا، جس نے اِس کو نہیں سنا تھا، پس کئی حاملینِ فقہ ایسے ہیں کہ ان کے پاس فقہ نہیں ہوتی اور کئی حاملین فقہ اپنے سے زیادہ فقیہ تک یہ فقہ پہنچا دیتے ہیں، اگر یہ تین چیزیں ہوں تو مؤمن کا دل خیانت نہیں کرتا: عمل کو خالص کرنا، امراء کی خیرخواہی کرنا اور جماعت کو لازم پکڑنا، پس بیشک ان کی دعا اس کے پیچھے ہوتی ہے۔''

(٢٨١)۔ عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ ؓ قَالَ:

سیدنا عبداللہ بن مسعود ؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ

(٢٨٠) تخريج: حديث صحيح لغيره ـ أخرجه ابن ماجه: ٢٣١، ٣٠٥٦ (انظر: ١٦٧٣٨)
(٢٨١) تخريج: حديث صحيح ـ أخرجه الترمذي: ٢٦٥٧، وابن ماجه: ٢٣٢ (انظر: ٤١٥٧)

سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((نَضَّرَ اللّٰهُ اِمْرَءًا سَمِعَ مِنَّا حَدِيْثًا فَحَفِظَهُ حَتَّى يُبَلِّغَهُ، فَرُبَّ مُبَلَّغٍ أَحْفَظُ لَهُ مِنْ سَامِعٍ۔)) (مسند أحمد: ٤١٥٧)

نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ اس شخص کو تروتازہ رکھے جس نے ہم سے کوئی حدیث سنی، پھر اس کو یاد کیا، یہاں تک کہ اس کو آگے پہنچا دیا، کئی ایسے لوگ ہیں کہ جن کو حدیث پہنچائی جاتی ہے، وہ سننے والوں سے زیادہ یاد رکھنے والے ہوتے ہیں۔''

فوائد: ......ان احادیث سے یہ بھی پتہ چلتا ہے کہ یہ ممکن ہے کہ بعد والے لوگ زیادہ فقیہ اور احادیث کو زیادہ یاد کرنے والے ہوں۔

(٢٨٢)۔عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللہُ عَنْہُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((تَسْمَعُوْنَ وَيُسْمَعُ مِنْكُمْ، يُسْمَعُ مِمَّنْ يَسْمَعُ مِنْكُمْ۔)) (مسند أحمد: ٢٩٤٥)

سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تم سنتے ہو اور تم سے بھی سنا جائے گا اور جو تم سے سنیں گے، ان کو بھی سنا جائے گا۔''

فوائد: ......یہ خبر بمعنی امر ہے، یعنی آپ ﷺ کا مقصود یہ ہے کہ صحابہ کرام، آپ ﷺ سے سن کر ضبط کریں ور پھر بعد والے لوگ ان سے سنیں، اس طرح یہ سلسلہ جاری رہے تا کہ اگلی نسلوں تک پیغام پہنچ سکے۔

فِيْمَا جَاءَ فِي الْاِحْتِرَازِ فِيْ رِوَايَةِ الْحَدِيْثِ وَتَجْوِيْدِ أَلْفَاظِهِ كَمَا صَدَرَ مِنَ النَّبِيِّ ﷺ

روایتِ حدیث میں محتاط رہنے اور الفاظ کو اسی طرح عمدگی کے ساتھ ادا کرنے کا بیان، جیسے وہ نبی ﷺ سے صادر ہوئے

(٢٨٣)۔عَنْ عَمْرِو بْنِ مُرَّةَ قَالَ: سَمِعْتُ ابْنَ أَبِيْ لَيْلَى يُحَدِّثُ عَنْ زَيْدِ بْنِ أَرْقَمَ رَضِیَ اللہُ عَنْہُ قَالَ: كُنَّا إِذَا جِئْنَاهُ قُلْنَا: حَدِّثْنَا عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ، قَالَ: إِنَّا قَدْ كَبِرْنَا وَنَسِيْنَا وَالْحَدِيْثُ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ شَدِيْدٌ۔ (مسند أحمد: ١٩٥١٩)

ابن ابی لیلی کہتے ہیں: ہم سیدنا زید بن ارقم رضی اللہ عنہ کے پاس جاتے اور کہتے: ہمیں رسول اللہ ﷺ سے بیان کرو (پس وہ بیان کرتے تھے، لیکن جب وہ بوڑھے ہو گئے تھے تو) کہتے تھے: بیشک ہم عمر رسیدہ ہو گئے ہیں اور بھول گئے ہیں، جبکہ رسول اللہ ﷺ کی حدیث کو بیان کرنا سخت معاملہ ہے۔

فوائد: ......نبی کریم ﷺ کی احادیث بیان کرنے کے لیے ضروری ہے کہ یہ یقین یا ظن غالب ہو کہ آپ ﷺ نے واقعی یہ احادیث بیان کی ہیں۔

---

(٢٨٢) تخريج: اسناده صحيح ـ أخرجه ابو داود: ٣٦٥٩ (انظر: ٢٩٤٥)

(٢٨٣) تخريج: اثر صحيح ـ أخرجه ابن ماجه: ٢٥ (انظر: ١٩٣٠٤)

(٢٨٤)۔حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ حَدَّثَنِی أَبِی ثَنَا إِسْمَاعِيلُ ثَنَا أَبُو هَارُوْنَ الْغَنَوِيُّ عَنْ مُطَرِّفٍ (بْنِ عَبْدِاللّٰهِ) قَالَ: قَالَ لِي عِمْرَانُ بْنُ حُصَيْنٍ ﷺ: أَيْ مُطَرِّفُ! وَاللّٰهِ إِنْ كُنْتُ لَأَرٰى أَنِّي لَوْ شِئْتُ حَدَّثْتُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ يَوْمَيْنِ مُتَتَابِعَيْنِ لَا أُعِيْدُ حَدِيْثًا، ثُمَّ لَقَدْ زَادَ بِيْ بُطْأً عَنْ ذٰلِكَ وَكَرَاهِيَةً لَهُ أَنَّ رِجَالًا مِنْ أَصْحَابِ مُحَمَّدٍ ﷺ أَوْ مِنْ بَعْضِ أَصْحَابِ مُحَمَّدٍ ﷺ شَهِدْتُ كَمَا شَهِدُوْا وَسَمِعْتُ كَمَا سَمِعُوْا يُحَدِّثُوْنَ أَحَادِيْثَ مَا هِيَ كَمَا يَقُوْلُوْنَ، وَلَقَدْ عَلِمْتُ أَنَّهُمْ لَا يَأْلُوْنَ عَنِ الْخَيْرِ، فَأَخَافُ أَنْ يُشَبَّهَ لِيْ كَمَا شُبِّهَ لَهُمْ، فَكَانَ أَحْيَانًا يَقُوْلُ: لَوْ حَدَّثْتُكُمْ أَنِّيْ سَمِعْتُ مِنْ نَبِيِّ اللّٰهِ ﷺ كَذَا وَكَذَا، رَأَيْتُ أَنِّيْ قَدْ صَدَقْتُ، وَأَحْيَانًا يَعْزِمُ فَيَقُوْلُ: سَمِعْتُ نَبِيَّ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: كَذَا وَ كَذَا۔ (مسند أحمد: ٢٠١٣٤)

مُطرّف بن عبد اللہ کہتے ہیں: سیدنا عمران بن حصین رضی اللہ عنہ نے مجھے کہا: اے مطرف! اللہ کی قسم! میرا یہ خیال تھا کہ اگر میں دو دن مسلسل نبی کریم کی احادیث بیان کروں تو ایک حدیث دوسری دفعہ پڑھنے کی نوبت نہیں آئے گی، لیکن پھر میں نے دیکھا کہ مجھ پر سستی غالب آنے لگی ہے اور میں اس چیز کو ناپسند کرنے لگا ہوں، اس کی وجہ یہ ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سے بعض لوگ میری طرح آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر رہتے اور میری طرح احادیث سنتے تھے، لیکن جب وہ احادیث بیان کرتے ہیں تو وہ اُس طرح نہیں ہوتیں، جیسے وہ بیان کرتے ہیں، اور میں یہ بھی جانتا ہوں کہ وہ خیر میں کوئی کوتاہی نہیں کرتے، اب مجھے بھی یہ اندیشہ ہونے لگا ہے کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ مجھ پر بھی (احادیث کا معاملہ) مشتبہ ہو جائے، جیسے ان پر مشتبہ ہو گیا ہے۔ بسا اوقات سیدنا عمران رضی اللہ عنہ یوں کہتے تھے: اگر میں تم کو یہ بیان کروں کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ یہ احادیث سنی ہیں تو میرا یہی خیال ہوگا کہ میں سچ کہہ رہا ہوں گا، اور بسا اوقات تو بڑے عزم کے ساتھ کہتے تھے: میں نے اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو ایسے ایسے کہتے سنا ہے۔

(٢٨٥)۔ قَالَ أَبُوْ عَبْدِالرَّحْمٰنِ: حَدَّثَنِيْ نَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ ثَنَا بِشْرُ بْنُ الْمُفَضَّلِ عَنْ أَبِيْ هَارُوْنَ الْغَنَوِيِّ قَالَ: حَدَّثَنِيْ هَانِيءٌ الْأَعْوَرُ عَنْ مُطَرِّفٍ عَنْ عِمْرَانَ هُوَ ابْنُ حُصَيْنٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ نَحْوَ هٰذَا الْحَدِيْثِ، فَحَدَّثْتُ بِهِ

(امام احمد کے بیٹے) ابو عبدالرحمٰن عبداللہ کہتے ہیں: ...... مطرف نے سیدنا عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے بیان کیا اور انھوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس قسم کی حدیث بیان کی، پھر میں نے یہ حدیث اپنے باپ (امام احمد) کو بیان کی، تو انھوں نے اس کو اچھا قرار دیا، البتہ عبد اللہ نے اس میں ایک راوی

(٢٨٤) تخريج: اسناده ضعيف، ابو هارون الغنوى لم يسمعه من مطرف، بينهما هانيء الاعور وهو ضعيف ۔ أخرجه الطبرانى فى "الكبير": ١٨/ ١٩٥ (انظر: ١٩٨٩٣)

(٢٨٥) تخريج: اسناده ضعيف، هانيء الاعور ضعيف، وانظر الحديث السابق

أَبِي رَحِمَهُ اللّٰهُ تَعَالٰى فَاسْتَحْسَنَهُ وَقَالَ: زَادَ فِيهِ رَجُلًا۔ (مسند أحمد: ٢٠١٣٥)

(ہانی اعور) زیادہ کر دیا۔

(٢٨٦)۔عَنِ ابْنِ عَوْنٍ عَنْ مُحَمَّدٍ (يَعْنِي ابْنَ سِيرِينَ) قَالَ: كَانَ أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ رضي الله عنه إِذَا حَدَّثَ حَدِيثًا عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فَفَرَغَ مِنْهُ قَالَ: أَوْ كَمَا قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ۔ (مسند أحمد: ١٣١٥٥)

ابن سیرین کہتے ہیں: سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ جب رسول اللہ ﷺ سے کوئی حدیث بیان کرنے سے فارغ ہوتے تو کہتے: "أَوْ كَمَا قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ" (یا پھر جیسے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے۔)

(٢٨٧)۔عَنْ سُلَيْمَانَ الْيَشْكُرِيِّ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ رضي الله عنه أَنَّهُ قَالَ فِي الْوَهْمِ: ((يُتَوَخّٰى۔)) قَالَ لَهُ رَجُلٌ: عَنِ النَّبِيِّ ﷺ؟ قَالَ: فِيمَا أَعْلَمُ۔ (مسند أحمد: ١١٤٤٠)

سلیمان یشکری سے مروی ہے کہ سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ نے (نماز میں) وہم ہو جانے کے بارے میں "یتوخی" کا لفظ استعمال کیا، ایک آدمی نے ان سے کہا کہ کیا یہ بات نبی کریم ﷺ سے بیان کی جا رہی ہے؟ انھوں نے کہا: میرے علم کے مطابق تو یہی بات ہے۔

فوائد: ......"یتوخی" کے معانی "یَتَحَرّٰی" کے ہیں، یعنی تحقیق و جستجو کی جائے اور بہتر کو تلاش کیا جائے۔ امام سفیان نے اپنی جامع میں سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی ایک حدیث کے یہ الفاظ بیان کیے ہیں: ((إِذَا شَكَّ أَحَدُكُمْ فِي صَلَاتِهِ فَلْيَتَوَخَّ حَتّٰى يَعْلَمَ أَنَّهُ قَدْ أَتَمَّ)) ......"جب کسی کو نماز میں شک ہو جائے تو وہ بہتر صورت کو تلاش کرے، یہاں تک کہ وہ یہ جان لے کہ اس نے نماز مکمل کر لی ہے۔"

(٢٨٨)۔عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ رضي الله عنها قَالَتْ: أَلَا يُعْجِبُكَ أَبُو هُرَيْرَةَ؟ جَاءَ فَجَلَسَ إِلَى جَانِبِ حُجْرَتِي يُحَدِّثُ عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ يُسْمِعُنِي ذٰلِكَ وَكُنْتُ أُسَبِّحُ، فَقَامَ قَبْلَ أَنْ أَقْضِيَ سُبْحَتِي وَلَوْ أَدْرَكْتُهُ لَرَدَدْتُ عَلَيْهِ، إِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ لَمْ يَكُنْ يَسْرُدُ الْحَدِيثَ كَسَرْدِكُمْ۔ (مسند أحمد: ٢٥٣٧٧)

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے، وہ کہتی ہیں: کیا ابو ہریرہ تم کو تعجب میں نہیں ڈالتے؟ وہ آئے اور میرے حجرے کے ایک کونے میں بیٹھ کر مجھے سناتے ہوئے رسول اللہ ﷺ کی احادیث بیان کر رہے تھے، جبکہ میں نفلی نماز پڑھ رہی تھی، پھر وہ میری نماز پوری ہونے سے پہلے چلے گئے، اگر میں ان کو پا لیتی تو میں نے ان کا ردّ کرنا تھا، بیشک رسول اللہ ﷺ تمہاری طرح تسلسل کے ساتھ بات نہیں کرتے تھے۔

---

(٢٨٦) تخريج: اسناده صحيح على شرط الشيخين ۔ أخرجه ابن ماجه: ٢٤ (انظر: ١٣١٢٤)

(٢٨٧) تخريج: اسناده صحيح (انظر: ١١٤٢٠)

(٢٨٨) تخريج: أخرجه البخاري ٣٥٦٧، ومسلم: ٢٤٩٣ (انظر: ٢٤٨٦٥)

فوائد: ......سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا یہ کہنا چاہتی ہیں کہ نبی کریم لوگوں کو سمجھانے کی خاطر ٹھہر ٹھہر کر احادیث بیان کرتے تھے اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اس معاملے میں جلدی کرتے تھے۔

(۲۸۹)۔عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ ؓ قَالَ: مَا كُلُّ الْحَدِيْثِ سَمِعْنَاهُ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ، كَانَ يُحَدِّثُنَا أَصْحَابُنَا عَنْهُ، كَانَتْ تَشْغَلُنَا عَنْهُ رَعْيَةُ الْإِبِلِ۔ (مسند أحمد: ۱۸٦۸۷)

سیدنا براء بن عازب رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: یہ ساری احادیث ہم نے خود رسول اللہ ﷺ سے نہیں سنیں، ہمارے ساتھی ہم کو رسول اللہ ﷺ سے بیان کرتے تھے، کیونکہ ہم اونٹ چرانے کی وجہ سے مصروف رہتے تھے۔

فوائد: ......خلاصۂ کلام یہ ہے کہ بعض صحابہ احادیثِ نبویہ بیان کرنے میں احتیاط کرتے تھے اور ان کو یہ خطرہ سا لاحق رہتا تھا کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ غلطی ہو جائے، لیکن اللہ تعالیٰ نے صحابۂ کرام اور بعد میں ایسے لوگ بھی پیدا کر دیئے کہ جنہوں نے احادیثِ مبارکہ کو اچھی طرح ضبط کیا اور پھر ان کو آگے بیان کیا، لہٰذا لوگوں کو چاہیے کہ وہ اس سلسلے کو بند نہ کریں، بلکہ آپ ﷺ کی احادیث، جو سند کے لحاظ سے قابل حجت ہوں، ان کو بیان کریں اور بد احتیاطی سے مکمل پرہیز کریں۔

بَابٌ فِيْ مَعْرِفَةِ أَهْلِ الْحَدِيْثِ بِصَحِيْحِهِ وَ ضَعِيْفِهِ وَحَمْلِ مَا ثَبَتَ مِنْهُ عَلَى أَكْمَلِ وُجُوْهِهِ

صحیح اور ضعیف کے سلسلے میں اہلِ حدیث کی معرفت اور علی اکمل الوجوہ ثابت ہونے والی حدیث لینے کا بیان

(۲۹۰)۔عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ سَعِيْدِ بْنِ سُوَيْدٍ عَنْ أَبِيْ حُمَيْدٍ وَعَنْ أَبِيْ أَسِيْدٍ ؓ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: ((إِذَا سَمِعْتُمُ الْحَدِيْثَ عَنِّيْ تَعْرِفُهُ قُلُوْبُكُمْ وَتَلِيْنُ لَهُ أَشْعَارُكُمْ وَأَبْشَارُكُمْ وَتَرَوْنَ أَنَّهُ مِنْكُمْ قَرِيْبٌ فَأَنَا أَوْلَاكُمْ بِهِ، وَإِذَا سَمِعْتُمُ الْحَدِيْثَ عَنِّيْ تُنْكِرُهُ قُلُوْبُكُمْ وَتَنْفِرُ مِنْهُ أَشْعَارُكُمْ وَأَبْشَارُكُمْ وَتَرَوْنَ أَنَّهُ مِنْكُمْ بَعِيْدٌ فَأَنَا أَبْعَدُكُمْ مِنْهُ۔)) (مسند أحمد: ۲٤۰۰۵)

سیدنا ابو حمید اور سیدنا ابو اسید رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب تم میری طرف منسوب حدیث سنو (تو دیکھو کہ آیا) تمہارے دل اس سے مانوس ہو رہے ہیں اور تمہارے بال اور چمڑے اس کے لیے نرم ہو رہے ہیں اور تم دیکھ رہے ہو کہ وہ بات تم بھی کر سکتے ہو تو میں ایسی (حدیث بیان کرنے کا) بالاولی مستحق ہوں گا۔ لیکن اگر تم دیکھو کہ جو حدیث میری طرف منسوب ہے، تمہارے دل اس کا انکار کر رہے ہیں اور تمہارے بال اور چمڑے اس سے نفرت کر رہے ہیں اور تم دیکھ رہے ہو کہ تم بھی (اس کی قسم کی) بات نہیں کر

(۲۸۹) تخريج: حديث صحيح ـ أخرجه الحاكم: ۱/ ۹۵ (انظر: ۱۸٤۹۳)

(۲۹۰) تخريج: اسناده صحيح على شرط مسلم ـ أخرجه البزار: ۱۸۷، وابن حبان: ٦۳ (انظر: ۲۳٦۰٦)

سکتے، تو میں اس سے سب سے زیادہ دور رہنے والا ہوں گا۔''

(۲۹۱)۔عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: إِذَا حَدَّثْتُمْ (وَفِي رِوَايَةٍ: إِذَا حَدَّثْتُكُمْ) عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ حَدِيْثًا فَظُنُّوْا بِهِ الَّذِيْ أَهْدٰى وَالَّذِيْ هُوَ أَهْيَا، وَالَّذِيْ هُوَ أَتْقٰى۔ (مسند أحمد: ٩٨٥)

سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے کہا: جب تم رسول اللہ ﷺ سے حدیث بیان کرو، ایک روایت میں ہے: جب میں تم کو رسول اللہ ﷺ سے کوئی حدیث بیان کروں تو اس بات کو رسول اللہ ﷺ کی حدیث خیال کرو جو زیادہ ہدایت والی ہو، ہیئت میں زیادہ اچھی ہو اور زیادہ تقوے والی ہو۔

(۲۹۲) (وَعَنْهُ مِنْ طَرِيْقٍ آخَرَ)۔ بِنَحْوِهِ وَ فِيْهِ: فَظُنُّوْا بِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ أَهْنَاهُ وَ أَتْقَاهُ وَأَهْدَاهُ۔ (مسند أحمد: ٩٨٧)

(دوسری سند) اسی طرح کی روایت ہے، البتہ اس میں یہ الفاظ ہیں: جو بات زیادہ خوشگوار، زیادہ تقویٰ والی اور زیادہ ہدایت والی ہو، اس کو رسول اللہ ﷺ کی حدیث خیال کرو۔

فوائد: ......سب سے پہلے دو باتیں عرض کرنا ضروری ہیں: (۱) صحابہ کرام کے دور سے لے کر آج تک عام طور پر معتبر محدثین کا یہی قانون رہا کہ سند کی روشنی میں حدیث کو پرکھا جائے۔ جہاں کہیں بھی کوئی حدیث پیش کی گئی، اس کی سند کا مطالبہ کیا گیا اور صحیح سند ثابت ہونے کے بعد ہر کسی نے اس کو بحیثیتِ حدیث قبول کر لیا۔ صحابہ کرام کا تو معیار ہی آپ ﷺ کی مقدس زبان تھی، نہ کہ ان کی فطرت وطبیعت۔ ابو بکر کو صدیق کا لقب ملنے کی وجہ یہ تھی کہ انھوں نے بلا تردّد اسراء و معراج کا سفر تسلیم کر لیا تھا۔ (۲) قرآن مجید اور متواتر احادیث میں بھی ایسے امور موجود ہیں، جو کئی لوگوں کے لیے طبعی اور فطرتی لحاظ سے نامنظور ہیں۔ وہ صرف اس بنا پر ان کی صداقت وحقانیت کو تسلیم کرتے ہیں کہ یہ اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ ﷺ کے ارشادات و فرمودات ہیں۔

قارئین کرام! اس لیے ایک خاص طبقے کو مذکورہ بالا حدیثِ مبارکہ کا مخاطَب سمجھا جائے گا، یعنی وسیع علم حدیث سے گہری دلچسپی رکھنے والے محدثین اور فقہاء، جن کا اوڑھنا بچھونا حدیث تھا، جو احادیثِ مبارکہ کا ذوق رکھنے والے اور ان کے ذوق کو پہچاننے والے تھے۔ ایسے لوگ آپ ﷺ کی طرف منسوب بات کے مزاج کو دیکھ کر اس کے صحیح یا غیر صحیح ہونے کا دعوی کرتے ہیں، پھر جب تحقیق کرتے ہیں تو ان کا دعوی درست ثابت ہو جاتا ہے۔ واللہ اعلم۔

حسان عبد المنان سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے آنے والے قول پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں: یعنی وہ حدیث جو آپ ﷺ کی کامل ہدایت کے زیادہ لائق، آپ سے زیادہ موافقت کرنے والی اور آپ کے تقوی کے زیادہ مناسب ہے۔ مفہوم یہ ہے کہ آپ ﷺ کے فرامین درستی اور خیر خواہی پر مشتمل ہونے کی وجہ سے واجب العمل ہیں، کیونکہ ان کا منبع اللہ تعالیٰ کی ذات ہے اور لوگوں تک پہنچانے والے آپ ﷺ ہیں، اس لیے اگر آپ ﷺ سے کوئی ایسی حدیث

(۲۹۱) تخريج: صحيح ـ أخرجه ابن ماجه: ٢٠ (انظر: ٩٨٥)

(۲۹۲) تخريج: انظر الحديث بالطريق الاول

منقول ہو، جس میں دو احتمال پائے جاتے ہوں، تو جو احتمال مقام نبوت کے زیادہ مناسب اور کاملیت والا ہوگا، اس حدیث کو اسی احتمال پر محمول کیا جائے گا۔

اس کی ایک مثال یہ ہے کہ ایک آدمی نے آپ ﷺ سے اپنی بیوی کی یوں شکایت کی: ((اِنَّ امْرَأَتِیْ لَا تَرُدُّ یَدَ لَامِسٍ .)) (میری بیوی چھونے والے کا ہاتھ نہیں روکتی)۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اس کو طلاق دے دو۔'' اس نے پھر کہا: میں تو اس سے بڑی محبت کرتا ہوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''تو پھر اسے اپنے پاس روکے رکھ۔'' سوال یہ ہے کہ ''چھونے والے کا ہاتھ نہیں روکتی'' کا مفہوم کیا ہے؟ دو قول بیان کیے گئے ہیں: (۱) جو آدمی اس سے جو چیز مانگتا ہے، وہ اسے دے دیتی ہے۔ (۲) وہ ہر زانی کو زنا کرنے کا موقع دیتی ہے۔

امام احمد اور جمہور اہل علم کی رائے یہ ہے کہ پہلا معنی ہی درست اور زیادہ مناسب ہے، کیونکہ یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ آپ ﷺ اپنے صحابی کو یہ حکم دیں کہ وہ ایسی عورت کو اپنے عقد میں بحال رکھے جو زنا کرتی ہے۔ (بلوغ الامانی من اسرار الفتح الربانی: ۱/ ۹۸، ۹۹)

خلاصۂ کلام یہ ہے کہ جو حدیثِ مبارکہ سند کے ساتھ ثابت ہو جائے لیکن معنی کے لحاظ سے اس سے مختلف احتمالات نکالے جا سکتے ہوں، تو آپ ﷺ کی ذاتِ مقدسہ اور صفاتِ حسنہ کو سامنے رکھ کر اچھے احتمال کو ترجیح دینی چاہیے۔ والله اعلم بالصواب (رحم الله السلف الصالح رحمة واسعة).

بَابٌ فِي النَّهْيِ عَنْ كِتَابَةِ الْحَدِيْثِ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَالرُّخْصَةِ فِيْ ذٰلِكَ

رسول اللہ ﷺ کی حدیث کو لکھنے سے منع کرنے اور اس کی رخصت دینے کا بیان

(۲۹۳)۔ عَنْ أَبِیْ سَعِیْدِ الْخُدْرِیِّ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَا تَكْتُبُوْا عَنِّیْ شَيْئًا سِوَى الْقُرْآنِ، مَنْ كَتَبَ شَيْئًا سِوَى الْقُرْآنِ فَلْيَمْحُهُ.)) (مسند أحمد: ۱۱۱۰۱)

سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''مجھ سے قرآن کے سوا کچھ نہ لکھو، جس نے قرآن کے علاوہ کچھ لکھا ہے، وہ اس کو مٹا دے۔''

(۲۹٤)۔ وَعَنْهُ أَيْضًا قَالَ: كُنَّا قُعُوْدًا نَكْتُبُ مَا نَسْمَعُ مِنَ النَّبِیِّ ﷺ فَخَرَجَ عَلَيْنَا فَقَالَ: ((مَا هٰذَا تَكْتُبُوْنَ؟.)) فَقُلْنَا: مَا نَسْمَعُ مِنْكَ، فَقَالَ: ((أَكِتَابٌ مَعَ كِتَابِ اللّٰهِ؟ أَمْحِضُوْا كِتَابَ اللّٰهِ، أَكِتَابٌ مَعَ كِتَابِ

سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہے: ہم بیٹھے تھے اور نبی کریم ﷺ سے سنی ہوئی احادیث لکھ رہے تھے، اتنے میں آپ ﷺ ہمارے پاس تشریف لے آئے اور پوچھا: ''تم یہ کیا لکھ رہے ہو؟'' ہم نے کہا: جو کچھ آپ سے سنتے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: کیا اللہ تعالیٰ کی کتاب کے

(۲۹۳) تخریج: أخرجه مسلم: ۳۰۰٤ (انظر: ۱۱۰۸٥)

(۲۹٤) تخریج: حدیث صحیح ـ أخرجه مختصرا البزار: ۱۹٤ (انظر: ۱۱۰۹۲)

اللّٰہِ؟ أَمْحِضُوْا کِتَابَ اللّٰہِ وَخَلِّصُوْہُ۔)) قَالَ: فَجَمَعْنَا مَا کَتَبْنَا فِیْ صَعِیْدٍ وَاحِدٍ ثُمَّ أَحْرَقْنَاہُ بِالنَّارِ، قُلْنَا: أَیْ رَسُوْلَ اللّٰہِ! أَ نَتَحَدَّثُ عَنْكَ؟ قَالَ: ((نَعَمْ، تَحَدَّثُوْا عَنِّیْ وَلَا حَرَجَ وَمَنْ کَذَبَ عَلَیَّ مُتَعَمِّدًا فَلْیَتَبَوَّأْ مَقْعَدَہُ مِنَ النَّارِ۔))قَالَ: فَقُلْنَا: یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ! أَنَتَحَدَّثُ عَنْ بَنِیْ إِسْرَائِیْلَ؟ قَالَ: ((نَعَمْ، تَحَدَّثُوْا عَنْ بَنِیْ إِسْرَائِیْلَ وَلَا حَرَجَ، فَإِنَّکُمْ لَا تُحَدِّثُوْنَ عَنْهُمْ بِشَیْءٍ إِلَّا وَقَدْ کَانَ فِیْهِمْ أَعْجَبُ مِنْہُ۔)) (مسند أحمد: ۱۱۱۰۸)

ساتھ مزید لکھا جا رہا ہے، صرف اور صرف اللہ کی کتاب کو لکھو، کیا اللہ کی کتاب کے ساتھ مزید لکھا جا رہا ہے، صرف اور صرف اللہ تعالیٰ کی کتاب کو لکھو اور اس کو کسی دوسری چیز کے ساتھ خلط ملط نہ کرو۔'' پس ہم نے جو کچھ لکھا تھا، اس کو ایک جگہ پر جمع کیا اور آگ سے جلا دیا، پھر ہم نے کہا: اے اللہ کے رسول! کیا ہم آپ کی احادیث بیان کر سکتے ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''ہاں تم مجھ سے بیان کر سکتے ہو، اس میں کوئی حرج نہیں ہے، البتہ جس نے جان بوجھ کر مجھ پر جھوٹ بولا وہ اپنا ٹھکانہ جہنم سے تیار کر لے۔'' پھر ہم نے کہا: اے اللہ کے رسول! کیا ہم بنو اسرائیل سے بھی بیان کر سکتے ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''ہاں، بنو اسرائیل سے بھی بیان کر سکتے ہے، اس میں کوئی حرج نہیں ہے، تم ان سے جو بھی بیان کرو، بہرحال ان میں اس سے زیادہ تعجب انگیز بات ہوگی۔''

فوائد: ......بنی اسرائیل کی روایات کو بیان کرنے یا نہ کرنے کی وضاحت حدیث نمبر (۳۰۰) کے باب میں ہوگی۔

(۲۹۵)۔ عَنْ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ بْنِ عَبْدِ اللّٰہِ قَالَ: دَخَلَ زَیْدُ بْنُ ثَابِتٍ ؓ عَلَی مُعَاوِیَۃَ ؓ فَحَدَّثَہُ حَدِیْثًا فَأَمَرَ إِنْسَانًا أَنْ یَکْتُبَ فَقَالَ زَیْدٌ: إِنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ نَهَی أَنْ نَکْتُبَ شَیْئًا مِنْ حَدِیْثِہِ فَمَحَاہُ۔ (مسند أحمد: ۲۱۹۱۲)

عبد المطلب بن عبد اللہ بیان کرتے ہیں کہ سیدنا زید بن ثابت ؓ، سیدنا معاویہ ؓ کے پاس گئے اور ان کو ایک حدیث بیان کی، انھوں نے ایک انسان کو حکم دیا کہ وہ یہ حدیث لکھ لیں، لیکن سیدنا زید ؓ نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے اپنی حدیث لکھنے سے منع فرمایا ہے، پس انھوں نے اس کو مٹا دیا۔

فوائد: ......ان احادیث سے معلوم ہوا کہ صرف قرآن کو لکھنے کا حکم دیا اور احادیث کو لکھنے سے منع کر دیا، اس کی مزید وضاحت اگلے باب میں آ رہی ہے۔

---

(۲۹۵) تخریج: اسنادہ ضعیف لانقطاعہ، عبدالمطلب بن عبداللہ لم یسمع من زید بن ثابت۔ أخرجہ ابوداود: ۳٦٤٧(انظر:)

فَصْلٌ فِي الرُّخْصَةِ فِي كِتَابَةِ الْحَدِيْثِ
حدیث لکھنے کی رخصت کا بیان

(۲۹۶)۔عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو (يَعْنِي بْنَ الْعَاصِ ﷺ) قَالَ: كُنْتُ أَكْتُبُ كُلَّ شَيْءٍ أَسْمَعُهُ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ أُرِيْدُ حِفْظَهُ فَنَهَتْنِي قُرَيْشٌ فَقَالُوْا: إِنَّكَ تَكْتُبُ كُلَّ شَيْءٍ تَسْمَعُهُ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَرَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بَشَرٌ يَتَكَلَّمُ فِي الْغَضَبِ وَالرِّضَا، فَأَمْسَكْتُ عَنِ الْكِتَابِ فَذَكَرْتُ ذٰلِكَ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ: ((اكْتُبْ، وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهِ مَا خَرَجَ مِنِّيْ حَقٌّ۔)) (مسند أحمد: ۶۵۱۰)

سیدنا عبد اللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: میں رسول اللہ ﷺ سے جو چیز سنتا تھا، اس کو یاد کرنے کے ارادے سے لکھ لیتا تھا، لیکن قریشیوں نے مجھے ایسا کرنے سے منع کر دیا اور کہا: تو رسول اللہ ﷺ سے سنی ہوئی ہر بات لکھ لیتا ہے، جبکہ آپ ﷺ تو ایک بشر ہیں اور غصے اور خوشی دونوں حالتوں میں گفتگو کرتے رہتے ہیں، چنانچہ میں لکھنے سے رک گیا اور رسول اللہ ﷺ کو یہ بات بتلا دی، آپ ﷺ نے فرمایا: ''تو لکھ، اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! مجھ سے صرف حق کا صدور ہوتا ہے۔''

فوائد: ......حافظ ابن قیم نے ''تهذيب مختصر سنن ابو داود: ۵/ ۲۴۵'' میں کہا: نبی کریم ﷺ کا احادیث لکھنے سے منع کرنا اور اس کی اجازت دینا، یہ دونوں چیزیں ثابت ہیں، لیکن اجازت والی احادیث ناسخ ہیں، اس کی وجہ یہ ہے کہ آپ ﷺ نے غزوۂ فتح مکہ کے موقع پر فرمایا تھا: ''ابو شاہ کے لیے (میرا خطبہ) لکھ دو۔'' اور آپ ﷺ نے سیدنا عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ کو لکھنے کی اجازت دی تھی اور اجازت والا یہ واقعہ منع والی حدیث کے بعد پیش آیا تھا، کیونکہ سیدنا عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ نے احادیث کی کتابت کو جاری رکھا، یہاں تک کہ جب وہ فوت ہوئے تو ان کے پاس احادیثِ نبویہ پر مشتمل ان کی کتاب بھی تھی، جس کو صحیفۂ صادقہ کہتے ہیں، اگر نہی والی احادیث متأخر ہوتیں تو سیدنا عبد اللہ رضی اللہ عنہ نے ان احادیث کو مٹا دینا تھا، کیونکہ نبی کریم ﷺ نے قرآن مجید کے علاوہ دیگر چیزوں کو مٹا دینے کا حکم دیا تھا۔ پس معلوم ہوا کہ چونکہ انھوں نے لکھی ہوئی احادیث کو نہیں مٹایا، بلکہ ان کو برقرار رکھا، اس لیے اس سے پتہ چلتا ہے کہ لکھنے کی اجازت دینے کا واقعہ بعد میں پیش آیا، یہ بات بالکل واضح ہے، والحمد للہ۔

(۲۹۷)۔عَنْ مُجَاهِدٍ وَالْمُغِيْرَةِ بْنِ حَكِيْمٍ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ ﷺ قَالَا: سَمِعْنَاهُ يَقُوْلُ: مَا كَانَ أَحَدٌ أَعْلَمَ بِحَدِيْثِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ

مجاہد اور مغیرہ بن حکیم سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: ہم نے سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کو یہ کہتے ہوئے سنا ہے: رسول اللہ ﷺ کی احادیث کو مجھ سے زیادہ کوئی نہیں جانتا تھا، ما سوائے

(۲۹۶) تخريج: اسناده صحيح ـ أخرجه ابوداود: ۳۶۴۶ (انظر: ۶۵۱۰)
(۲۹۷) تخريج: أخرجه البخاري: ۱۱۳ (انظر: ۹۲۳۱)

مِنِّیْ إِلَّا مَا كَانَ مِنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو (يَعْنِي بْنَ الْعَاصِ ؓ) فَإِنَّهُ كَانَ يَكْتُبُ بِيَدِهِ وَيَعِيهِ بِقَلْبِهِ وكُنْتُ أَعِيهِ بِقَلْبِي وَلَا أَكْتُبُ بِيَدِيْ، وَاسْتَأْذَنَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فِي الْكِتَابِ عَنْهُ فَأَذِنَ لَهُ۔ (مسند أحمد: ٩٢٢٠)

سیدنا عبداللہ بن عمرو بن عاص ؓ کے، اس کی وجہ یہ ہے کہ وہ اپنے ہاتھ سے لکھ لیتے تھے اور دل سے یاد کر لیتے تھے، جبکہ میں دل سے یاد کر لیتا تھا اور لکھتا نہیں تھا، انھوں نے رسول اللہ ﷺ سے لکھنے کی اجازت طلب کی تھی اور آپ ﷺ نے ان کو اجازت دے دی تھی۔

(٢٩٨) (وَعَنْهُ مِنْ طَرِيْقٍ آخَرَ)۔ قَالَ: لَيْسَ أَحَدٌ أَكْثَرَ حَدِيْثًا عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ مِنِّيْ إِلَّا عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عَمْرٍو، فَإِنَّهُ كَانَ يَكْتُبُ وَأَنَا لَا أَكْتُبُ۔ (مسند أحمد: ٧٣٨٣)

(دوسری سند) سیدنا ابو ہریرہ ؓ کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ کی احادیث کو مجھ سے زیادہ جاننے والا کوئی نہیں تھا، ما سوائے سیدنا عبداللہ بن عمرو ؓ کے، اس کی وجہ یہ ہے کہ وہ لکھتے تھے اور میں نہیں لکھتا تھا۔

(٢٩٩)۔عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ: قَالَ يَحْيَى بْنُ مَعِيْنٍ: قَالَ لِيْ عَبْدُ الرَّزَّاقِ: أُكْتُبْ عَنِّيْ وَلَوْ حَدِيْثًا وَاحِدًا مِنْ غَيْرِ كِتَابٍ فَقُلْتُ: لَا وَلَا حَرْفًا۔ (مسند أحمد: ١٤٢١٧)

یحییٰ بن معین کہتے ہے: امام عبد الرزاق نے مجھ سے کہا: مجھ سے لکھو، اگر چہ ایک حدیث ہی ہو، لیکن میرے پاس کتاب نہیں ہے۔ میں (یحییٰ) نے کہا: جی نہیں، ایک حرف بھی نہیں لکھوں گا۔

فوائد: ......امام یحییٰ بن معین نے امام عبدالرزاق جیسے جلیل القدر اور وسیع العلم محدث کے حفظ سے احادیث کو لکھنا گوارا نہیں کیا، یہ صرف اس شبہ کی بنا پر تھا کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ وہ کسی حدیث کے معاملے میں خلط ملط اور بھول چوک میں نہ پڑ گئے ہوں، ان امور کی بنیاد احتیاط تھی۔ اس سے معلوم ہوا کہ اس دور میں احادیثِ مبارکہ لکھنے کا سلسلہ عام تھا۔ اس باب کی اور دیگر کئی احادیث سے ثابت ہوتا ہے کہ احادیثِ نبویہ کو لکھنے کا حکم دیا گیا اور آپ ﷺ نے خود بھی کئی احادیث لکھوائیں، نیز بعض صحابہ کرام نے احادیثِ طیبہ کے صحیفے تیار کیے، مثال کے طور پر: صحیفۂ سعد بن عبادہ، صحیفۂ جابر بن عبداللہ، صحیفۂ سیدہ عائشہ، صحیفۂ اسماء بنت عمیس، صحیفۂ عبداللہ عمر، صحائف عبداللہ بن عباس، صحیفۂ زید بن ارقم، صحیفۂ زید بن ثابت، صحیفۂ سلمان فارسی، صحیفۂ سمرہ بن جندب، صحیفۂ سہل بن سعد ساعدی ؓ۔ لیکن پچھلے باب کی احادیث میں کتابتِ حدیث سے منع کیا گیا ہے، ان میں جمع و تطبیق کی صورتیں درج ذیل ہیں: (۱) احادیث کو قرآن مجید کے ساتھ لکھنے سے منع کیا گیا تھا، تاکہ قرآن اور غیر قرآن کا اختلاط واقع نہ ہو جائے، دونوں کو علیحدہ علیحدہ لکھنے کی اجازت تھی۔ (۲) شروع میں آپ ﷺ نے احادیث کو لکھنے سے منع کر دیا تھا، لیکن بعد میں جب التباس کا خطرہ ٹل گیا تو آپ ﷺ نے احادیث کو لکھنے کی عام اجازت دے دی تھی، اس صورت کی تائید اس سے بھی ہوتی ہے کہ آپ ﷺ

(٢٩٨) تخريج: انظر الحديث بالطريق الأول

(٢٩٩) تخريج: اثر صحيح (انظر: ١٤١٧٠)

کی آخری حیاتِ مبارکہ میں احادیث لکھنے کی مثالیں موجود ہیں، مثلا نبی کریم ﷺ نے فتح مکہ کے موقع پر ایک خطبہ ارشاد فرمایا، جب ابو شاہ یمنی نے یہ مطالبہ کیا کہ میرے لیے یہ خطبہ لکھوا دیا جائے، تو آپ ﷺ نے اپنے صحابہ کے حفظ پر اعتماد کرتے ہوئے فرمایا: ((اُكْتُبُوْا لِاَبِیْ شَاهٍ)) ......''میرے صحابہ! یہ خطبہ ابو شاہ کے لیے لکھ دو۔'' بعد میں تو لکھنے کا ایسا رواج پڑا کہ گویا احادیثِ نبویہ اور ان کے لکھنے کو لازم وملزوم سمجھ لیا گیا۔

بَابٌ فِي النَّهْيِ عَنِ التَّحْدِيْثِ عَنْ أَهْلِ الْكِتَابِ وَالرُّخْصَةِ فِيْ ذٰلِكَ

اہل کتاب سے ان کی روایات بیان کرنے کی نہی اور اس کی رخصت کا بیان

(۳۰۰)۔عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَا تَسْأَلُوْا أَهْلَ الْكِتَابِ عَنْ شَيْءٍ فَإِنَّهُمْ لَنْ يَهْدُوْكُمْ وَقَدْ ضَلُّوْا، فَإِنَّكُمْ إِمَّا أَنْ تُصَدِّقُوْا بِبَاطِلٍ أَوْ تُكَذِّبُوْا بِحَقٍّ، فَإِنَّهُ لَوْ كَانَ مُوْسٰى حَيًّا بَيْنَ أَظْهُرِكُمْ مَا حَلَّ لَهُ إِلَّا أَنْ يَتَّبِعَنِيْ۔)) (مسند أحمد: ١٤٦٨٥)

سیدنا جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اہل کتاب سے کسی چیز کے بارے میں سوال نہ کیا کرو، کیونکہ وہ ہرگز تمہاری رہنمائی نہیں کریں گے، جبکہ وہ تو گمراہ ہو چکے ہیں، اور اس معاملے میں یا تو تم کو باطل کی تصدیق کرنا پڑے گی یا حق کو جھٹلانا پڑے گا، پس بیشک اگر موسی علیہ السلام بھی تمہارے اندر زندہ ہوتے تو ان کے لیے حلال نہ ہوتا، مگر میری پیروی کرنا۔''

(۳۰۱)۔وَعَنْهُ أَيْضًا أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ رضی اللہ عنہ أَتَى النَّبِيَّ ﷺ بِكِتَابٍ أَصَابَهُ مِنْ بَعْضِ أَهْلِ الْكِتَابِ فَقَرَأَهُ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ فَغَضِبَ فَقَالَ: ((أَمُتَهَوِّكُوْنَ فِيْهَا يَا عُمَرُ بْنَ الْخَطَّابِ؟ وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهِ! لَقَدْ جِئْتُكُمْ بِهَا بَيْضَاءَ نَقِيَّةً، لَا تَسْأَلُوْهُمْ عَنْ شَيْءٍ فَيُخْبِرُوْكُمْ بِحَقٍّ فَتُكَذِّبُوْا بِهِ أَوْ بِبَاطِلٍ فَتُصَدِّقُوْا بِهِ، وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهِ! لَوْ أَنَّ مُوْسٰى حَيًّا مَا وَسِعَهُ إِلَّا أَنْ يَتَّبِعَنِيْ۔)) (مسند أحمد: ١٥٢٢٣)

سیدنا جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ ایک کتاب لے کر نبی کریم ﷺ کے پاس آئے، وہ ان کو کسی اہل کتاب سے ملی تھی، اور آپ ﷺ پر پڑھنا شروع کر دی، آپ ﷺ کو تو غصہ آ گیا اور آپ ﷺ نے فرمایا: ''اے عمر بن خطاب! کیا تم اپنی شریعت کے بارے میں شک میں پڑ گئے ہو؟ اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! میں تمہارے پاس ایسی شریعت لے کر آیا ہوں، جو واضح، صاف (اور شک وشبہ سے پاک) ہے، ان اہل کتاب سے سوال نہ کیا کرو، وگرنہ ایسے ہوسکتا ہے کہ وہ تم کو حق بات بتلائیں اور تم اس کو جھٹلا دو یا یہ بھی ممکن ہے کہ وہ تم کو باطل بات

---

(۳۰۰) تخریج: اسناده ضعیف لضعف مجالد بن سعید۔ أخرجه البزار: ١٢٤، وابویعلی: ٢١٣٥، والبیهقی: ٢/ ١٠ (انظر: ١٤٦٣١)

(۳۰۱) تخریج: انظر الحدیث السابق

بتلائیں اور تم اس کی تصدیق کردو۔ اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! اگر موسی علیہ السلام زندہ ہوتے تو ان کو بھی صرف میری پیروی کرنے کی گنجائش ہوتی۔''

(۳۰۲)۔عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ ثَابِتٍ قَالَ: جَاءَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ رضی اللہ عنہ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! إِنِّيْ مَرَرْتُ بِأَخٍ لِيْ مِنْ قُرَيْظَةَ فَكَتَبَ لِيْ جَوَامِعَ مِنَ التَّوْرَاةِ، أَلَا أَعْرِضُهَا عَلَيْكَ؟ قَالَ: فَتَغَيَّرَ وَجْهُ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ، قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ: فَقُلْتُ لَهُ: أَلَا تَرٰى مَا بِوَجْهِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ؟ فَقَالَ عُمَرُ: رَضِيْنَا بِاللّٰهِ رَبًّا وَبِالْإِسْلَامِ دِيْنًا وَبِمُحَمَّدٍ رَسُوْلًا، قَالَ: فَسُرِّيَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ، ثُمَّ قَالَ: ((وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهِ! لَوْ أَصْبَحَ فِيْكُمْ مُوْسٰى ثُمَّ اتَّبَعْتُمُوْهُ وَتَرَكْتُمُوْنِيْ لَضَلَلْتُمْ، إِنَّكُمْ حَظِّيْ مِنَ الْأُمَمِ وَأَنَا حَظُّكُمْ مِنَ النَّبِيِّيْنَ۔)) (مسند أحمد: ۱۵۹۵۸)

سیدنا عبد اللہ بن ثابت رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ، نبی کریم ﷺ کے پاس آئے اور کہا: اے اللہ کے رسول! بنو قریظہ کے ایک بھائی کے پاس سے میرا گزر ہوا، پس اس نے میرے لیے تورات کی اہم اہم باتیں لکھ دیں، کیا میں ان کو آپ پر پیش کروں؟ یہ سن کر رسول اللہ ﷺ کا چہرہ متغیر ہونا شروع ہو گیا، سیدنا عبد اللہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میں نے سیدنا عمر رضی اللہ عنہ سے کہا: کیا تم دیکھ نہیں رہے کہ آپ ﷺ کے چہرے پر کیا تبدیلی آئی ہے؟ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: ہم اللہ تعالیٰ کے ربّ ہونے، محمد ﷺ کے رسول ہونے اور اسلام کے دین ہونے پر راضی ہیں۔ آپ ﷺ سے (غصے والی کیفیت) ختم ہوگئی، پھر آپ ﷺ نے فرمایا: ''اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے؟ اگر موسی علیہ السلام بھی تم میں آجائیں اور پھر تم مجھے چھوڑ کر ان کی پیروی کرنے لگ جاؤ تو گمراہ ہو جاؤ گے، بیشک تم امتوں میں سے میرا حصہ ہو اور میں انبیاء میں سے تمہارا حصہ ہوں۔''

(۳۰۳)۔عَنْ أَبِيْ نَمْلَةَ الْأَنْصَارِيِّ رضی اللہ عنہ أَنَّهُ بَيْنَمَا هُوَ جَالِسٌ عِنْدَ النَّبِيِّ ﷺ جَاءَ رَجُلٌ مِنَ الْيَهُوْدِ فَقَالَ: يَا مُحَمَّدُ! هَلْ تَتَكَلَّمُ هٰذِهِ الْجَنَازَةُ؟ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اَللّٰهُ أَعْلَمُ۔)) قَالَ الْيَهُوْدِيُّ: أَنَا أَشْهَدُ أَنَّهَا

سیدنا ابو نملہ انصاری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ وہ نبی کریم ﷺ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے، اتنے میں ایک یہودی آدمی آگیا اور اس نے کہا: اے محمد! کیا یہ جنازے کلام کرتے ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ ہی بہتر جانتے ہیں۔'' اُس نے کہا: میں گواہی دیتا ہوں کہ یہ کلام کرتے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ

(۳۰۲) تخریج: اسناده ضعيف لضعف جابر بن يزيد الجعفي وفيه اضطراب۔ أخرجه عبد الرزاق: ۱۰۱٦٤، والبيهقى فى "الشعب": ۵۲۰۱ (انظر: ۱۵۸٦٤)

(۳۰۳) تخریج: اسناده حسن ۔ أخرجه ابوداود: ۳٦٤٤ (انظر: ۱۷۲۲۵)

تَتَكَلَّمُ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اِذَا حَدَّثَكُمْ أَهْلُ الْكِتَابِ فَلَا تُصَدِّقُوْهُمْ وَلَا تُكَذِّبُوْهُمْ، وَقُوْلُوْا: آمَنَّا بِاللّٰهِ وَ كُتُبِهِ وَرُسُلِهِ، فَاِنْ كَانَ حَقًّا لَمْ تُكَذِّبُوْهُمْ وَاِنْ كَانَ بَاطِلًا لَمْ تُصَدِّقُوْهُمْ۔)) (مسند أحمد: ١٧٣٥٧)

ﷺ نے فرمایا: ''جب اہل کتاب تم کو کوئی ایسی چیز بیان کریں تو نہ ان کی تصدیق کیا کرو اور نہ تکذیب، بلکہ اس طرح کہہ دیا کرو: ''آمَنَّا بِاللّٰهِ وَ كُتُبِهِ وَرُسُلِهِ'' (ہم اللہ تعالی، اس کی کتابوں اور اس کے رسولوں پر ایمان لائے ہیں۔) پس اگر وہ حق ہوا تو تم نے اس کو جھٹلایا نہیں اور اگر وہ باطل ہوا تو تم نے اس کی تصدیق نہیں کی۔''

فوائد: ......اگلے باب میں اس مسئلہ کی وضاحت ہوگی۔

فَصْلٌ فِي الرُّخْصَةِ فِي الْحَدِيْثِ عَنْ أَهْلِ الْكِتَابِ

اہل کتاب سے روایات بیان کرنے کی رخصت کا بیان

(٣٠٤)۔عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ ؓ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((بَلِّغُوْا عَنِّيْ وَلَوْ آيَةً، وَحَدِّثُوْا عَنْ بَنِيْ إِسْرَائِيْلَ وَلَا حَرَجَ، وَمَنْ كَذَبَ عَلَيَّ مُتَعَمِّدًا فَلْيَتَبَوَّأْ مَقْعَدَهُ مِنَ النَّارِ۔)) (مسند أحمد: ٧٠٠٦)

سیدنا عبداللہ بن عمرو بن عاص ؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''مجھ سے آگے پہنچاؤ، اگرچہ وہ ایک آیت ہی ہو اور بنی اسرائیل سے بھی بیان کر لیا کرو، اس میں کوئی حرج نہیں ہے، اور جس نے مجھ پر جان بوجھ کر جھوٹ بولا، وہ اپنا ٹھکانہ جہنم سے تیار کر لے۔''

(٣٠٥)۔عن أَبِيْ سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ ؓ قَالَ: قُلْنَا: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! أَنَتَحَدَّثُ عَنْ بَنِيْ إِسْرَائِيْلَ؟ قَالَ: ((نَعَمْ، تَحَدَّثُوْا عَنْ بَنِيْ إِسْرَائِيْلَ وَلَا حَرَجَ، فَإِنَّكُمْ لَا تُحَدِّثُوْنَ عَنْهُمْ بِشَيْءٍ إِلَّا وَقَدْ كَانَ فِيْهِمْ أَعْجَبُ مِنْهُ۔)) (مسند أحمد: ١١١٠٨)

سیدنا ابو سعید خدری ؓ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: ہم نے کہا: اے اللہ کے رسول! کیا ہم بنی اسرائیل سے بیان کر سکتے ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''جی ہاں، تم بنی اسرائیل سے بیان کر لیا کرو، اس میں کوئی حرج نہیں ہے، پس بیشک تم ان سے جو چیز بھی بیان کرو گے، ان میں اس سے زیادہ تعجب انگیز امور پائے جاتے ہوں گے۔''

فوائد: ......یہ دو باب مختلف مفہوم رکھنے والی احادیث پر مشتمل ہیں، ایک باب میں بنی اسرائیل کی روایات سے منع کیا جا رہا ہے، جبکہ دوسرے باب میں اجازت دی جا رہی ہے، ان میں جمع و تطبیق کی صورتیں یہ ہیں: اخبار و قصص سے متعلقہ اور سبق آموز روایات بیان کرنا درست ہے لیکن یہ چیز ممنوعہ امور میں سے ہیں کہ ان کی احکام پر مشتمل

(٣٠٤) تخريج: أخرجه البخاري: ٣٤٦١ (انظر: ٧٠٠٦)

(٣٠٥) تخريج: حديث صحيح ـ أخرجه مختصرا البزار: ١٩٤ (انظر: ١١٠٩٢)

روایات بیان کی جائیں یا ان کو اس انداز میں بیان کیا جائے کہ گویا ان سے حجت پکڑی جا رہی ہو یا قرآن و حدیث کو کافی نہ سمجھتے ہوئے ان کی تعلیم دی جائے یا ان کی وجہ سے اسلامی تعلیمات میں شک ہونے لگے، لیکن یہ شق بھی ضروری ہے کہ اگر ہماری شریعت نے ان کی روایات کی تصدیق یا تکذیب نہ کی ہو تو نہ ان روایات کو سچا سمجھا جائے اور نہ جھوٹا۔

بَابٌ فِيْ تَغْلِيْظِ الْكَذِبِ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ

رسول اللہ ﷺ پر جھوٹ بولنے کے معاملے میں سختی کا بیان

(٣٠٦)۔عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((سَيَكُوْنُ فِيْ أُمَّتِيْ دَجَّالُوْنَ كَذَّابُوْنَ يُحَدِّثُوْنَكُمْ بِبِدَعٍ مِنَ الْحَدِيْثِ بِمَا لَمْ تَسْمَعُوْا أَنْتُمْ وَلَا آبَاءُكُمْ، فَإِيَّاكُمْ وَإِيَّاهُمْ! لَا يَفْتِنُوْنَكُمْ۔)) (مسند أحمد: ٨٥٨٠)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''عنقریب میری امت میں دجال اور جھوٹے لوگ پیدا ہوں گے، وہ تم کو ایسی نئی نئی احادیث بیان کریں گے، جو نہ تم نے سنی ہوں گی اور نہ تمہارے آباء و اجداد نے، پس تم ان سے بچ کر رہنا، کہیں ایسا نہ ہو کہ وہ تم کو فتنے میں ڈال دیں۔''

(٣٠٧)۔عَنْ سَمُرَةَ بْنِ جُنْدُبٍ رضی اللہ عنہ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((مَنْ رَوٰى عَنِّيْ حَدِيْثًا وَهُوَ يَرٰى أَنَّهُ كَذِبٌ فَهُوَ أَحَدُ الْكَاذِبِيْنَ (وَفِيْ رِوَايَةٍ: الْكَذَّابِيْنَ۔))) (مسند أحمد: ٢٠٤٢٠)

سیدنا سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''جس نے مجھ سے کوئی حدیث بیان کی، جبکہ اس کا خیال یہ ہو کہ وہ جھوٹ ہے، تو وہ جھوٹوں میں سے ایک ہوگا۔''

(٣٠٨)۔عَنِ الْمُغِيْرَةِ بْنِ شُعْبَةَ رضی اللہ عنہ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ مِثْلُهُ۔ (مسند أحمد: ::؛)

سیدنا مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ نے بھی نبی کریم ﷺ سے اسی طرح کی حدیث بیان کی ہے۔

(٣٠٩)۔عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اتَّقُوْا الْحَدِيْثَ عَنِّيْ إِلَّا مَا عَلِمْتُمْ، فَإِنَّهُ مَنْ كَذَبَ عَلَيَّ مُتَعَمِّدًا فَلْيَتَبَوَّأْ مَقْعَدَهُ مِنَ النَّارِ۔)) (مسند أحمد: ٢٩٧٤)

سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''مجھ سے احادیث بیان کرنے سے بچو، مگر وہ جن کا تم کو علم ہو، پس بیشک جس نے مجھ پر جان بوجھ کر جھوٹ بولا، وہ اپنا ٹھکانہ جہنم سے تیار کر لے۔''

---

(٣٠٦) تخریج: حدیث حسن ۔ أخرج مسلم فی مقدمة صحیحه: ٦ نحوه (انظر: ٨٥٩٦)

(٣٠٧) تخریج: اسناده صحیح علی شرط الشیخین ۔ أخرجه مسلم فی مقدمة صحیحه: ١/ ٩، وابن ماجه: ٣٩ (انظر: ٢٠١٦٣)

(٣٠٨) تخریج: حدیث صحیح ۔ أخرجه الترمذی: ٢٦٦٢، وابن ماجه: ٤١ (انظر: ١٨١٨٤)

(٣٠٩) تخریج: اسناده ضعیف لضعف عبد الاعلی بن عامر الثعلبی۔ أخرجه الترمذی: ٢٩٥١، ولقوله: "انه من كذب ......" شواهد يصح بها (انظر: ٢٩٧٤)

(۳۱۰)۔عَنْ أَبِي قَتَادَةَ ﷺ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ عَلَى هٰذَا الْمِنْبَرِ: ((يَا أَيُّهَا النَّاسُ! إِيَّاكُمْ وَكَثْرَةَ الْحَدِيْثِ عَنِّيْ، مَنْ قَالَ عَلَيَّ فَلَا يَقُوْلَنَّ إِلَّا حَقًّا أَوْ صِدْقًا، فَمَنْ قَالَ عَلَيَّ مَالَمْ أَقُلْ فَلْيَتَبَوَّأْ مَقْعَدَهُ مِنَ النَّارِ)) (مسند أحمد: ٢٢٩٠٦)

سیدنا ابوقتادہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میں نے رسول اللہ ﷺ کو اس منبر پر بیان کرتے ہوئے سنا: ”لوگو! مجھ سے کثرت سے احادیث بیان کرنے سے بچو، جو آدمی میرے حوالے سے کوئی بات کرے تو وہ صرف حق اور سچ کہے، پس جس نے میری طرف وہ بات منسوب کر دی، جو میں نے نہیں کہی، تو وہ اپنا ٹھکانہ جہنم سے تیار کر لے۔“

(۳۱۱)۔عَنْ أَبِي سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ ﷺ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((حَدِّثُوْا عَنِّيْ وَلَا تَكْذِبُوْا عَلَيَّ، وَمَنْ كَذَبَ عَلَيَّ مُتَعَمِّدًا فَقَدْ تَبَوَّأَ مَقْعَدَهُ مِنَ النَّارِ، وَحَدِّثُوْا عَنْ بَنِيْ إِسْرَائِيْلَ وَلَا حَرَجَ)) (مسند أحمد: ١١٤٤٤)

سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”مجھ سے بیان کرو اور مجھ پر جھوٹ نہ بولو، جس نے جان بوجھ کر مجھ پر جھوٹ بولا، اس نے اپنا ٹھکانہ جہنم میں بنا لیا، اور بنی اسرائیل سے بھی بیان کر لیا کرو، اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔“

(۳۱۲)۔عَنْ يَحْيَى بْنِ مَيْمُوْنِ الْحَضْرَمِيِّ أَنَّ أَبَا مُوْسَى الْغَافِقِيَّ ﷺ سَمِعَ عُقْبَةَ بْنَ عَامِرٍ الْجُهَنِيَّ ﷺ يُحَدِّثُ عَلَى الْمِنْبَرِ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ أَحَادِيْثَ، فَقَالَ أَبُوْ مُوْسَى: إِنَّ صَاحِبَكُمْ هٰذَا لَحَافِظٌ أَوْ هَالِكٌ، إِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ آخِرُ مَا عَهِدَ إِلَيْنَا أَنْ قَالَ: ((عَلَيْكُمْ بِكِتَابِ اللّٰهِ، وَسَتَرْجِعُوْنَ إِلَى قَوْمٍ يُحِبُّوْنَ الْحَدِيْثَ عَنِّيْ، فَمَنْ قَالَ عَلَيَّ مَالَمْ أَقُلْ فَلْيَتَبَوَّأْ مَقْعَدَهُ مِنَ النَّارِ، وَمَنْ حَفِظَ عَنِّيْ شَيْئًا

یحییٰ بن میمون حضرمی کہتے ہیں: سیدنا ابو موسی غافقی رضی اللہ عنہ نے سیدنا عقبہ بن عامر جہنی رضی اللہ عنہ کو منبر پر رسول اللہ ﷺ کی احادیث بیان کرتے ہوئے سنا، پھر ابو موسی نے کہا: یہ تمہارا ساتھی (واقعی احادیث کو) یاد کرنے والا ہے یا پھر ہلاک ہونے والا ہے، بیشک رسول اللہ ﷺ نے ہمیں آخری نصیحت کرتے ہوئے فرمایا تھا: ”تم اللہ تعالیٰ کی کتاب کو لازم پکڑنا اور عنقریب تم ایسی قوم کی طرف لوٹو گے، جو مجھ سے احادیث بیان کرنے کی مشتاق ہوگی، پس جس نے مجھ پر ایسی بات کہہ دی، جو میں نے نہ کہی، تو وہ اپنا ٹھکانہ آگ میں تیار کر لے، اور جس نے میری بعض احادیث یاد کر رکھی ہوں، وہ ان کو بیان

(۳۱۰) تخريج: اسناده حسن ۔ أخرجه ابن ماجه: ٣٥ (انظر: ٢٢٥٣٨)

(۳۱۱) تخريج: أخرجه مسلم: ٣٠٠٤ (انظر: ١١٤٢٤)

(۳۱۲) تخريج: اسناده ضعيف، يحيىٰ بن ميمون الحضرمي لم يسمعه من ابي موسى الغافقي، بينهما وداعة الغافقي وهو مجهول ـ أخرجه الطبراني في "الكبير": ١٩/ ٦٥٧، والبزار: ٢١٦، والحاكم: ١/ ١١٣ (انظر: ١٨٩٤٦)

فَلْيُحَدِّثْهُ۔)) (مسند أحمد: ١٩١٥٤)

کرے۔‘‘

(٣١٣)۔عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: خَرَجَ عَلَيْنَا أَبُوْقَتَادَةَ ﷺ وَنَحْنُ نَقُوْلُ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ كَذَا، وَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ كَذَا، فَقَالَ: شَاهَتِ الْوُجُوْهُ، أَتَدْرُوْنَ مَا تَقُوْلُوْنَ؟ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((مَنْ قَالَ عَلَيَّ مَالَمْ أَقُلْ فَلْيَتَبَوَّأْ مَقْعَدَهُ مِنَ النَّارِ۔)) (مسند أحمد: ٢٣٠١٦)

محمد بن کعب کہتے ہیں: سیدنا ابوقتادہ رضی اللہ عنہ ہمارے پاس تشریف لائے، جبکہ ہم احادیث بیان کرتے ہوئے کہہ رہے تھے: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، انھوں نے یہ دیکھ کر کہا: قبیح ہو جائیں یہ چہرے، کیا تم اپنی کہی ہوئی اِن باتوں کو جانتے بھی ہو؟ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا تھا: ’’جس نے مجھ پر ایسی بات کہہ دی، جو میں نے نہیں کہی، تو وہ اپنا ٹھکانہ آگ سے تیار کر لے۔‘‘

(٣١٤)۔عَنِ ابْنِ عُمَرَ ﷺ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((إِنَّ الَّذِيْ يَكْذِبُ عَلَيَّ يُبْنٰى لَهُ بَيْتٌ فِي النَّارِ)) (مسند أحمد: ٦٣٠٩)

سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ’’بیشک جو شخص مجھ پر جھوٹ بولتا ہے، اس کے لیے آگ میں ایک گھر تیار کیا جاتا ہے۔‘‘

فوائد: ...... نبی کریم ﷺ پر جھوٹ بولنے کا مفہوم یہ ہے کہ آپ ﷺ کی طرف ایسے قول یا فعل کو منسوب کر دیا جائے، جو آپ ﷺ نے کہا یا کیا نہ ہو۔ ان لوگوں کا نظریہ باطل ہے جو یہ کہتے ہیں کہ وہ لوگ تو لوگوں کو اللہ تعالیٰ کی اطاعت میں ترغیب دلانے اور اس کی نافرمانی سے بچانے کے لیے جھوٹی احادیث گھڑتے ہیں، جیسا کہ ابو عصمہ نوح بن ابی مریم نے ’’عن عکرمۃ عن ابن عباس‘‘ کے طریق سے قرآن مجید کی ہر سورت کی فضیلت میں احادیث گھڑنا شروع کیں، جب اس سے اِن احادیث کی حقیقت کے بارے میں پوچھا گیا تو اس نے کہا: جب میں نے دیکھا کہ لوگ ابوحنیفہ کی فقہ اور ابو اسحاق کے مغازی میں مشغول ہو کر قرآن مجید سے اعراض کر رہے ہیں تو میں نے یہ سلسلہ شروع کر دیا، تاکہ وہ قرآن مجید کی طرف لوٹ آئیں۔

حافظ ابن حجر نے کہا: آپ ﷺ کے فرمان ’’مجھ پر جھوٹ نہ بولو‘‘ میں ہر جھوٹے کے حق میں عام حکم ہے اور یہ جھوٹ کی ہر قسم کو شامل ہے، کیونکہ اس کا مفہوم یہ ہے کہ ’’جھوٹ کو میری طرف منسوب نہ کرو، یہاں ’’عَلَيَّ‘‘ میں اس قسم کا مفہوم نہیں پایا جاتا، کیونکہ آپ ﷺ نے اس جھوٹ سے مطلق طور پر منع کر دیا ہے۔ بعض جاہل لوگوں کو دھوکہ ہوا اور انھوں نے ترغیب و ترہیب کے باب میں احادیث گھڑیں اور کہا: ہم آپ ﷺ کے خلاف جھوٹ نہیں بول رہے، بلکہ آپ ﷺ کی شریعت کی تائید و نصرت کے لیے یہ کام کر رہے ہیں۔ ان بیچاروں کو یہ معلوم نہ ہو سکا کہ نبی کریم ﷺ

(٣١٣) تخريج: المرفوع منه صحيح لغيره، وهذا اسناد ضعيف لجهالة ابى محمد بن معبد (انظر: ٢٢٦٣٩)

(٣١٤) تخريج: اسناده صحيح على شرط الشيخين ـ أخرجه البزار: ٢١٠ (انظر: ٦٣٠٩)

کی طرف جھوٹ کو منسوب کرنے کا تقاضا یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ پر جھوٹ بولا جا رہا ہے، کیونکہ اس جھوٹ سے شرعی حکم ثابت کیا جا رہا ہے، اس کا تعلق واجب اور مندوب سے ہو یا حرام اور مکروہ سے۔ اس مقام پر کرامیہ کے نظریے سے دھوکہ نہیں ہونا چاہیے، جنھوں نے ترغیب و ترہیب کے باب میں جھوٹی احادیث بیان کرنے کو جائز قرار دیتے ہوئے کہا: ہم لوگ تو آپ ﷺ کی خاطر جھوٹ بول رہے ہیں، نہ کہ آپ ﷺ کی مخالفت میں، یعنی ہمارا جھوٹ "لَـــــهُ" ہے، نہ کہ "عَـلَيْه" دراصل یہ دلیل پیش کرنے والے عربی زبان سے جاہل ہیں۔ اسی طرح بعض لوگوں نے مسند بزار کی سیدنا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی اس حدیث سے جھوٹی احادیث بیان کرنے کے جواز کا استدلال کیا ہے: ((مَـنْ كَـذَبَ عَـلَـيَّ لِيُـضِلَّ بِهِ النَّاسَ)) ...... ''جو آدمی مجھ پر اس نظریے سے جھوٹ بولے کہ وہ لوگوں کو گمراہ کرنا چاہے۔'' جواباً گزارش ہے کہ پہلی بات تو یہ ہے کہ اس حدیث کے موصول اور مرسل ہونے میں اختلاف ہے، امام دارقطنی اور امام حاکم نے اس کے مرسل ہونے کو راجح قرار دیا ہے اور امام دارمی نے اس کو یعلی بن مرہ کی حدیث سے ضعیف سند کے ساتھ بیان کیا ہے، دوسری بات یہ ہے کہ اگر اس حدیث کو صحیح تسلیم کر بھی لیا جائے تو اس میں ''لام'' علت کے لیے نہیں ہے، بلکہ صیرورت کے لیے ہے، جیسا کہ اللہ تعالیٰ کے اس فرمان میں ہے: ﴿فَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا لِّيُـضِلَّ النَّاسَ﴾ ...... ''اس آدمی سے بڑا ظالم کون ہو سکتا ہے، جس نے اللہ تعالیٰ پر جھوٹ باندھا تا کہ وہ لوگوں کو گمراہ کرے۔'' اس آیت کا مفہوم یہ ہے کہ اس کے جھوٹ کا انجام لوگوں کا گمراہ کرنا ہے۔ اور (تیسرا جواب یہ ہے کہ) اس قسم کی قید کا تعلق عموم کے بعض افراد کی تخصیص کر دینے کے ساتھ ہے، جس کا خارج میں کوئی مفہوم نہیں ہوتا، جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿لَاتَـاْكُلُوا الرِّبٰـوٓا اَضْعَافًا مُّضَاعَفَةً﴾ (سورۂ آل عمران: ۱۳۰) ...... ''بڑھا چڑھا کر سود نہ کھاؤ۔'' ﴿وَلَاتَـقْتُـلُوْٓا اَوْلَادَكُمْ مِّنْ اِمْلَاقٍ﴾ (سورۂ انعام: ۱۵۱) ...... ''اور اپنی اولاد کو افلاس کے سبب قتل مت کرو۔'' اب گزارش یہ ہے کہ بھوک کے ڈر سے اولاد کو قتل کرنا، سود کو کئی گنا بڑھا کر کھانا اور لوگوں کو گمراہ کرنے کے لیے اللہ تعالیٰ پر جھوٹ بولنا، یہ سب قیدیں حکم کو خاص کرنے کے لیے نہیں ہیں، بلکہ معاملے میں تاکید پیدا کرنے کے لیے ہیں۔ (فتح الباری: ۱/ ۲٦٦)

خلاصۂ کلام یہ ہے کہ نبی کریم ﷺ کی طرف صرف وہ بات منسوب کی جائے، جس کی سند کے صحیح ہونے کا یقین یا ظن غالب ہو۔

بَابٌ فِيْمَا جَاءَ فِيْ رَفْعِ الْعِلْمِ
علم کے اٹھائے جانے کا بیان

(۳۱۵)۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ رضی اللہ عنہ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ

سیدنا عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''بیشک اللہ تعالیٰ علم کو اس طرح نہیں اٹھائے گا کہ وہ

---

(۳۱۵) تخریج: أخرجه البخاری: ۱۰۰، ومسلم: ۲٦۷۳ (انظر: ٦۵۱۱)

يَـقُـوْلُ: ((إِنَّ الـلّٰـهَ لَا يَقْبِضُ الْعِلْمَ اِنْتِزَاعًا يَـنْتَـزِعُـهُ مِنَ النَّاسِ، وَلٰكِنْ يَقْبِضُ الْعِلْمَ بِـقَبْـضِ الْعُلَمَاءِ حَتّٰى اِذَا لَمْ يَتْرُكْ عَالِمًا، اِتَّـخَـذَ النَّاسُ رُؤَسَاءَ جُهَّالًا فَسُئِلُوْا فَأَفْتَوْا بِـغَيْـرِ عِـلْـمٍ فَـضَـلُّوْا وَأَضَلُّوْا۔)) (مسند أحمد: ٦٥١١)

اِس کو لوگوں سے سلب کر لے، وہ تو علماء کو فوت کر کے علم کو اٹھائے گا، یہاں تک کہ جب وہ کسی عالم کو زندہ نہیں چھوڑے گا تو لوگ جاہلوں کو اپنا سردار بنا لیں گے، پس جب ان سے سوال کیا جائے گا تو وہ بغیر علم کے فتوے دیں گے اور اس طرح خود بھی گمراہ ہو جائیں گے اور لوگوں کو بھی گمراہ کریں گے۔''

(٣١٦) (وَعَـنْهُ مِنْ طَرِيْقٍ آخَرَ)۔ قَالَ: قَالَ رَسُـوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اِنَّ الـلّٰـهَ لَا يَنْزِعُ الْعِلْمَ مِـنَ الـنَّـاسِ بَـعْدَ أَنْ يُعْطِيَهِمْ اِيَّاهُ، وَلٰكِنْ يَذْهَبُ بِالْعُلَمَاءِ، وَكُلَّمَا ذَهَبَ عَالِمٌ ذَهَبَ بِمَا مَعَهُ مِنَ الْعِلْمِ حَتّٰى يَبْقٰى مَنْ لَا يَعْلَمُ، فَيَتَّـخِـذُ الـنَّـاسُ رُؤَسَـاءَ جُهَّالًا فَيُسْتَفْتَوْا فَيُـفْـتُـوْا بِـغَيْـرِ عِـلْـمٍ فَيَضِلُّوْا وَيُضِلُّوْا۔)) (مسند أحمد: ٦٨٩٦)

(دوسری سند) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''بیشک جب اللہ تعالیٰ لوگوں کو علم عطا کر دیتا ہے تو وہ اس کو لوگوں سے چھین نہیں لیتا، بلکہ وہ علماء کو فوت کرنا شروع کر دیتا ہے، جب ایک عالم فوت ہوتا ہے تو وہ علم بھی چلا جاتا ہے، جو اس کے پاس ہوتا ہے، یہاں تک کہ صرف وہ لوگ باقی رہ جاتے ہیں، جن کو علم نہیں ہوتا، پس لوگ جاہلوں کو اپنا سردار بنا لیتے ہیں اور پھر جب ان سے فتوی طلب کیا جاتا ہے تو وہ بغیر علم کے فتوی دیتے ہیں اور اس طرح خود بھی گمراہ ہو جاتے ہیں اور دوسروں کو بھی گمراہ کر دیتے ہیں۔''

(٣١٧)۔عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ ؓ قَالَ: قَالَ رَسُـوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((مِـنْ أَشْرَاطِ السَّاعَةِ أَنْ يُرْفَعَ الْعِلْمُ وَيَثْبُتَ الْجَهْلُ وَتُشْرَبَ الْخَمْرُ وَيَظْهَرَ الزِّنَا۔)) (مسند أحمد: ١٣١٢٦)

سیدنا انس بن مالک ؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''یہ قیامت کی علامتوں میں سے ہے کہ علم اٹھا لیا جائے گا، جہالت پھیل جائے گی، شراب کو پیا جائے گا اور زنا عام ہو جائے گا۔''

(٣١٨)۔عَـنْ قَـابُـوْسٍ عَـنْ أَبِيْـهِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ ؓ قَالَ: آخِرُ شِدَّةٍ يَلْقَاهَا الْمُؤْمِنُ الْـمَوْتُ، وَفِيْ قَوْلِهِ: ﴿يَوْمَ تَكُوْنُ السَّمَاءُ

سیدنا عبد اللہ بن عباس ؓ کہتے ہیں: آخری سختی، جس میں مؤمن مبتلا ہوتا ہے، موت ہے۔ اللہ تعالیٰ کے فرمان ﴿يَـوْمَ تَـكُـوْنُ السَّمَـاءُ كَـالْمُهْلِ﴾ میں ''مُهْل'' سے مراد تیل کا

(٣١٦) تخريج: انظر الحديث بالطريق الأول

(٣١٧) تخريج: أخرجه البخارى: ٨١، ومسلم: ٢٦٧١ (انظر: ١٣٠٩٥)

(٣١٨) تـخريج: اسناده ضعيف، قابوس بن ابى ظبيان الجنبى ضعيف يكتب حديثه ولا يحتج به۔ أخرجه ابن ابى حاتم فى "التفسير": ١٢٢٨ (انظر: ١٩٤٦)

كَالْمُهْلِ﴾ قَالَ: كَدُرْدِيِّ الزَّيْتِ، وَفِيْ قَوْلِهِ: ﴿آنَاءَ اللَّيْلِ﴾ قَالَ: جَوْفُ اللَّيْلِ وَقَالَ: هَلْ تَدْرُوْنَ مَا ذَهَابُ الْعِلْمِ؟ قَالَ: هُوَ ذَهَابُ الْعُلَمَاءِ مِنَ الْأَرْضِ۔ (مسند أحمد: ١٩٤٦)

تلچھٹ ہے اور ﴿آنَاءَ اللَّيْلِ﴾ سے مراد رات کا درمیانہ حصہ ہے۔ پھر انھوں نے کہا: کیا تم جانتے ہو کہ علم کا ختم ہو جانا کیا ہے؟ وہ زمین سے اہل علم کا اٹھ جانا ہے۔

(٣١٩)۔عَنْ زِيَادِ بْنِ لَبِيْدٍ ؓ قَالَ: ذَكَرَ النَّبِيُّ ﷺ شَيْئًا فَقَالَ: ((وَذَاكَ عِنْدَ أَوَانِ ذَهَابِ الْعِلْمِ۔)) قَالَ: قُلْنَا: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! وَكَيْفَ يَذْهَبُ الْعِلْمُ وَنَحْنُ نَقْرَأُ الْقُرْآنَ وَنُقْرِئُهُ أَبْنَاءَ نَا وَيُقْرِئُهُ أَبْنَاءُ نَا أَبْنَاءَ هُمْ إِلٰى يَوْمِ الْقِيَامَةِ؟ قَالَ: ((ثَكِلَتْكَ أُمُّكَ يَا ابْنَ أُمِّ لَبِيْدٍ، إِنْ كُنْتُ لَأَرَاكَ مِنْ أَفْقَهِ رَجُلٍ بِالْمَدِيْنَةِ، أَوَلَيْسَ هٰذِهِ الْيَهُوْدُ وَالنَّصَارٰى يَقْرَؤُوْنَ التَّوْرَاةَ وَالْإِنْجِيْلَ لَا يَنْتَفِعُوْنَ مِمَّا فِيْهِمَا بِشَيْءٍ۔)) (مسند أحمد: ١٧٦١٢)

سیدنا زیاد بن لبید ؓ کہتے ہے: نبی کریم ﷺ نے کسی چیز کا ذکر کیا اور فرمایا: ''یہ اس وقت ہوگا، جب علم اٹھ جائے گا۔'' ہم نے کہا: اے اللہ کے رسول! علم کیسے ختم ہو جائے گا، جبکہ ہم قرآن مجید پڑھتے ہیں اور اپنے بچوں کی اس کی تعلیم دیتے ہیں اور پھر ہمارے بیٹے اپنے بچوں کو اس کی تعلیم دیں گے اور قیامت کے دن تک یہ سلسلہ جاری رہے گا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''ابن ام لبید! تجھے تیری ماں گم پائے، میرا خیال تو یہ تھا کہ مدینہ میں سب سے بڑا سمجھ دار اور فقیہ آدمی تو ہے، کیا یہ یہودی اور عیسائی تورات اور انجیل کو نہیں پڑھتے، لیکن صورتحال یہ ہے کہ یہ لوگ ان میں سے کسی چیز سے مستفید نہیں ہو رہے۔''

فوائد: ......اگلی حدیث کے فوائد دیکھیں۔

(٣٢٠)۔عَنِ الْوَلِيْدِ بْنِ عَبْدِالرَّحْمٰنِ الْجُرَشِيِّ قَالَ: حَدَّثَنَا جُبَيْرُ بْنُ نُفَيْرٍ عَنْ عَوْفِ بْنِ مَالِكٍ (الْأَشْجَعِيِّ ؓ) أَنَّهُ قَالَ: بَيْنَمَا نَحْنُ جُلُوْسٌ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ ذَاتَ يَوْمٍ نَظَرَ إِلَى السَّمَاءِ ثُمَّ قَالَ: ((هٰذَا أَوَانُ الْعِلْمِ أَنْ يُرْفَعَ۔))، فَقَالَ لَهُ رَجُلٌ مِنَ الْأَنْصَارِ يُقَالُ لَهُ زِيَادُ بْنُ لَبِيْدٍ: أَيُرْفَعُ الْعِلْمُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! وَفِيْنَا كِتَابُ اللّٰهِ وَقَدْ عَلَّمْنَاهُ

سیدنا عوف بن مالک اشجعی ؓ کہتے ہیں: ہم لوگ ایک دن رسول اللہ ﷺ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے، آپ ﷺ نے آسمان کی طرف دیکھا اور فرمایا: ''یہ علم کے اٹھ جانے کا وقت ہوگا۔'' زیاد بن لبید نامی ایک انصاری آدمی نے کہا: اے اللہ کے رسول! کیا علم اٹھا لیا جائے گا، جبکہ ہمارے اندر اللہ تعالیٰ کی کتاب موجود ہے اور ہم اپنے بچوں اور عورتوں کو اس کی تعلیم دے رہے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''میں تو تجھے اہل مدینہ میں سب سے زیادہ سمجھدار لوگوں میں سے سمجھتا تھا۔''

---

(٣١٩) تخريج: حديث صحيح ـ أخرجه ابن ماجه: ٤٠٤٨ (انظر: ١٧٤٧٣)

(٣٢٠) تخريج: حديث صحيح ـ أخرجه الترمذي: ٢٦٥٣ (انظر: ٢٣٩٩٠)

أَبْنَاءَنَا وَنِسَاءَنَا؟ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِنْ كُنْتُ لَأَظُنُّكَ مِنْ أَفْقَهِ أَهْلِ الْمَدِيْنَةِ۔)) ثُمَّ ذَكَرَ ضَلَالَةَ أَهْلِ الْكِتَابَيْنِ عِنْدَهُمَا مَا عِنْدَهُمَا مِنْ كِتَابِ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ، فَلَقِيَ جُبَيْرُ بْنُ نُفَيْرٍ شَدَّادَ بْنَ أَوْسٍ (رضی اللہ عنہ) بِالْمُصَلَّى فَحَدَّثَهُ هٰذَا الْحَدِيْثَ عَنْ عَوْفٍ فَقَالَ: صَدَقَ عَوْفٌ، ثُمَّ قَالَ: وَهَلْ تَدْرِيْ مَا رَفْعُ الْعِلْمِ؟ قَالَ: قُلْتُ: لَا أَدْرِيْ، قَالَ: ذَهَابُ أَوْعِيَتِهِ، قَالَ: وَهَلْ تَدْرِيْ أَيُّ الْعِلْمِ أَوَّلُ أَنْ يُرْفَعَ؟ قَالَ: قُلْتُ: لَا أَدْرِيْ، قَالَ: الْخُشُوْعُ حَتَّى لَا تَكَادُ تَرٰى خَاشِعًا۔ (مسند أحمد: ٢٤٤٩٠)

پھر آپ ﷺ نے دو کتابوں والوں یعنی یہودیوں اور عیسائیوں کی گمراہی اور ان کے پاس اللہ تعالیٰ کی کتاب کی جو صورتحال ہے، اس کا ذکر کیا۔ جب جبیر بن نفیر کی سیدنا شداد بن اوس رضی اللہ عنہ سے عید گاہ کے مقام پر ملاقات ہوئی تو انھوں نے ان کو سیدنا عوف رضی اللہ عنہ کی حدیث بیان کی، انھوں نے کہا: جی عوف نے سچ کہا ہے، پھر انھوں نے کہا: اور کیا تم جانتے ہو کہ علم کا اٹھ جانا کیا ہے؟ میں نے کہا: جی نہیں، انھوں نے کہا: اس سے مراد علم کے برتنوں کا اٹھ جانا ہے، اور کیا تو جانتا ہے کہ سب سے پہلے کون سا علم اٹھایا جائے گا؟ میں نے کہا: جی نہیں، انھوں نے کہا: نماز میں خشوع، (اور اس چیز کا اتنا فقدان ہو جائے گا کہ) ممکن ہو گا کہ تو خشوع کرنے والا کوئی شخص نہ دیکھے۔

فوائد: ......قرآن مجید، تفاسیر، احادیث، تشریحات اور مفتیانِ امت کے فتاوی جات، ان چیزوں کا لائبریریوں میں موجود ہونا اور بات ہے اور لوگوں کا شرعی علم اور اس کا فہم حاصل کر کے لوگوں کی اصلاح کرنا اور بات ہے۔

حضرات! شرعی علم حاصل کرنا، یہ ایک فکر ہے، یہ ایک منہج ہے، اس مقصد کے لیے تگ و دو کرنے کا مطلب اپنے آپ کو پابند کرنا ہے، بار بار نیت کو درست کرنا ہے۔ نیز اس نقطے پر غور کرنا ہے کہ شرعی علم کے حصول کا مقصد کیا ہے، اگر اپنی اور امت کی اصلاح مطلوب ہو تو مبارک، لیکن اگر بیچ میں نمود و نمائش، ریا کاری، شخصیت کو نمایاں کرنے، لوگوں کی طرف سے تعریف وصول کرنے اور دنیا حاصل کرنے کی بد بو آنے لگ گئی تو رفعتیں پستیوں میں بدل جاتی ہیں۔اس حدیث کے آخری حصے سے معلوم ہوا کہ عمل بھی علم ہے، بلکہ یوں کہنا چاہیے کہ شریعت کا اصل مطلوب تو عمل ہی ہے، البتہ اس مقصود کے حصول کے لیے علم ضروری ہے، جس علم کے ساتھ عمل نہ ہو، وہ اہل علم کے لیے رحمت کی بجائے زحمت بن جاتا ہے، عمل سے مراد فرائض کی ادائیگی اور محرمات سے اجتناب ہے۔

(٣٢١)۔عَنْ أَبِيْ أُمَامَةَ الْبَاهِلِيِّ رضی اللہ عنہ قَالَ: لَمَّا كَانَ فِيْ حَجَّةِ الْوَدَاعِ قَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَهُوَ يَوْمَئِذٍ مُرْدِفٌ الْفَضْلَ بْنَ عَبَّاسٍ عَلَى جَمَلٍ آدَمَ فَقَالَ: ((يَا أَيُّهَا

سیدنا ابو امامہ باہلی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: حجۃ الوداع کے موقع پر رسول اللہ ﷺ کھڑے ہوئے، اس وقت آپ ﷺ سفید اونٹ پر سوار تھے اور سیدنا فضل بن عباس رضی اللہ عنہما کو پیچھے بٹھایا ہوا تھا، اور آپ ﷺ نے فرمایا:

(٣٢١) تخريج: اسناده ضعيف بهذه السياقة۔ أخرجه الطبراني في "الكبير": ٧٨٦٧ (انظر: ٢٢٢٩٠)

النَّاسُ! خُذُوْا مِنَ الْعِلْمِ قَبْلَ أَنْ يُقْبَضَ الْعِلْمُ وَقَبْلَ أَنْ يُرْفَعَ الْعِلْمُ۔)) وَقَدْ كَانَ أَنْزَلَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ: ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوْا لَا تَسْأَلُوْا عَنْ أَشْيَاءَ إِنْ تُبْدَلَكُمْ تَسُوْءْكُمْ، وَإِنْ تَسْأَلُوْا عَنْهَا حِيْنَ يُنَزَّلُ الْقُرْآنُ تُبْدَلَكُمْ، عَفَا اللّٰهُ عَنْهَا وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ حَلِيْمٌ﴾ قَالَ: فَكُنَّا نَذْكُرُهَا كَثِيْرًا مِنْ مَسْأَلَتِهِ وَاتَّقَيْنَا ذَاكَ حِيْنَ أَنْزَلَ اللّٰهُ عَلَى نَبِيِّهِ ﷺ، قَالَ: فَأَتَيْنَا أَعْرَابِيًّا فَرَشَوْنَاهُ بِرِدَاءٍ، قَالَ: فَاعْتَمَّ بِهِ حَتَّى رَأَيْتُ حَاشِيَةَ الْبُرْدِ خَارِجَةً مِنْ حَاجِبِهِ الْأَيْمَنِ، قَالَ: ثُمَّ قُلْنَا لَهُ: سَلِ النَّبِيَّ ﷺ، قَالَ: فَقَالَ لَهُ: يَا نَبِيَّ اللّٰهِ! كَيْفَ يُرْفَعُ الْعِلْمُ مِنَّا وَبَيْنَ أَظْهُرِنَا الْمَصَاحِفُ وَقَدْ تَعَلَّمْنَا مَا فِيْهَا وَعَلَّمْنَا هَا نِسَاءَ نَا وَذَرَارِيَّنَا وَخَدَمَنَا؟ قَالَ: فَرَفَعَ النَّبِيُّ ﷺ رَأْسَهُ وَقَدْ عَلَتْ وَجْهَهُ حُمْرَةٌ مِنَ الْغَضَبِ، قَالَ: فَقَالَ: ((أَيْ ثَكِلَتْكَ أُمُّكَ، وَهٰذِهِ الْيَهُوْدُ وَالنَّصَارٰى بَيْنَ أَظْهُرِهِمُ الْمَصَاحِفُ لَمْ يُصْبِحُوْا يَتَعَلَّقُوْا بِحَرْفٍ مِمَّا جَاءَ تْهُمْ بِهِ أَنْبِيَاءُ هُمْ، أَلَا وَإِنَّ مِنْ ذَهَابِ الْعِلْمِ أَنْ يَذْهَبَ حَمَلَتُهُ۔)) ثَلَاثَ مِرَارٍ۔ (مسند أحمد: ۲۲۶٤٦)

''لوگو! علم حاصل کرو، قبل اس کے کہ علم سلب کر لیا جائے اور اس کو اٹھا لیا جائے۔'' اُدھر اللہ تعالیٰ نے یہ فرمان بھی نازل کر دیا تھا: ''اے ایمان والو! ایسی باتیں مت پوچھو کہ اگر تم پر ظاہر کر دی جائیں تو تمہیں ناگوار ہوں اور اگر تم زمانۂ نزولِ قرآن میں ان باتوں کو پوچھو گے تو تم پر ظاہر کی دی جائیں گی، سوالات گزشتہ اللہ نے معاف کر دیئے اور اللہ بڑی مغفرت والا بڑے حلم والا ہے۔'' (سورۂ مائدہ: ۱۰۱) ہم آپ ﷺ سے بڑے سوالات کرتے تھے، لیکن جب اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی پر یہ آیت نازل فرمائی تو ہم نے سوال کرنے سے بچنا شروع کر دیا۔ (ایک دن ایک سوال کرنے کی خاطر) ہم ایک بدّو کے پاس گئے اور یہ کام کروانے کے لیے اسے ایک چادر دی، اس نے اس سے پگڑی باندھی اور چادر کا کنارہ دائیں ابرو کی طرف سے نکلا ہوا نظر آ رہا ہے، پھر ہم نے اس سے کہا: تو آپ ﷺ سے ایک سوال کر، پس اس نے سوال کرتے ہوئے کہا: اے اللہ کے نبی! ہم سے علم کیسے اٹھایا جائے گا، جبکہ ہمارے اندر قرآن مجید موجود ہے اور ہم نے اس کی تعلیم حاصل کی ہے اور اپنی عورتوں، بچوں اور خادموں کو اس کی تعلیم دی ہے؟ نبی کریم ﷺ نے اپنا سر اٹھایا اور غصے کی وجہ سے آپ ﷺ کے چہرے پر سرخی نظر آ رہی تھی، اور آپ ﷺ نے فرمایا: ''او فلاں! تجھے تیری ماں گم پائے، یہ یہودی اور عیسائی ہیں، ان کے اندر ان کی کتابیں موجود ہیں، لیکن صورتحال یہ ہے کہ ان کے انبیاء جو کچھ لائے ہیں، یہ اس کی ایک شق پر بھی عمل پیرا نہیں ہیں، خبردار! علم کا اٹھ جانا یہ ہے کہ حاملینِ علم اٹھ جائیں گے۔'' آپ ﷺ نے یہ بات تین دفعہ ارشاد فرمائی۔

فوائد: ......علم شرعی کا فقدان، اگرچہ محدثین اور سلف صالحین نے بھی اپنے ادوار کو ان احادیث کا مصداق بنائے رکھا، لیکن جس دور سے ہمارا تعلق ہے، ہم صرف اس کو دیکھ کر اپنے اندر فکر پیدا کر سکتے ہیں۔ ہم جس زمانے سے گزر رہے

ہیں، اس میں شرعی علوم کا بڑا فقدان ہے، محقق اور مفکر اہل علم تیزی سے دنیائے فانی سے کوچ کر رہے ہیں، عجیب انداز میں اسلامی فقاہت کو عوام الناس کے سامنے پیش کیا جا رہا ہے، جن مساجد و مدارس نے راسخ العلم افراد کو تیار کرنا تھا، ان کے متخرجین کا علم شرعی اور فقۂ اسلامی کے ساتھ سرسری سا تعلق ہوتا ہے۔ جن وکیل، پروفیسر اور سکالر حضرات کو شرعی مسائل دریافت کرنے کیلئے منتخب کیا جاتا ہے، وہ سرے سے عربی زبان سے ہی ناواقف ہوتے ہیں، رہا مسئلہ کہ شرعی علوم کے ساتھ ان کا کتنا اور کیا تعلق ہوتا ہے، اس عجوبے کو لفظوں میں بیان نہیں کیا جا سکتا۔ دورِ حاضر میں پاکستان میں ایم فل اور پی ایچ ڈی پروگرامز عروج پر ہیں، اگر چہ یہ بڑی ڈگریوں کے نام ہیں، لیکن میں اپنے ذاتی مشاہدے اور تجربے کی روشنی میں اور اللہ تعالیٰ کو گواہ بنا کر بات کر رہا ہوں کہ شعبۂ علوم اسلامیہ کی ان ڈگریوں کا قرآن و حدیث کے علم اور فقۂ اسلامی کے حصول کے ساتھ کوئی تعلق نہیں ہے، لہٰذا بندۂ غریب کسی کے ڈاکٹر آف فلاسفی ہونے سے کسی صورت میں متأثر نہیں ہوگا۔ اسلامیات اور عربی سے متعلقہ ایم فل اور پی ایچ ڈی کی جس مخلوط کلاس میں بے پردگی کی بدترین صورتحال ہو، جبکہ بے پردہ لڑکیوں کی صورتحال کسی دلہن سے کم نہ ہو، دونوں جنسوں کی نگاہیں محفوظ نہ ہوں، نماز جیسے سب سے عظیم اسلامی شعار کیلئے وقفہ ہی نہ کیا جاتا ہے اور اس پر مستزاد یہ کہ جہاں نماز کو ترک کر دینا عار نہ سمجھا جاتا ہے، ایک مثال پر اکتفا کرتا ہوں کہ ایک دن ایک یونیورسٹی کی ایم فل اسلامیات کی کلاس کے بیس طلبہ میں سے اٹھارہ افراد نے نماز عصر ترک کر دی تھی، ایک دن ایک نوجوان لڑکی ڈائیس پر آ کر اسلام سے متعلقہ اپنی اسائنمنٹ پیش کر رہی تھی، آہستہ آہستہ اس کا دوپٹہ سر سے اتر گیا، جب اس نے دوپٹہ سیدھا کرنے کے لیے بازو اٹھایا تو اس کے سینے کی بے پردگی ہونے لگی، جبکہ سارے ''حاملینِ علم'' اس کو یوں تک رہے تھے، جیسے عنقریب ان سے اس کی شکل پر انٹرویو لیا جانے والا ہو۔ (العیاذ باللہ)، جہاں دوسرے لڑکوں کے سامنے قرآن و حدیث کے علوم سے مزین اور شریعت کے پابند فرد کو ''مولوی صاحب'' کہہ کر اس کے علم و عمل اور شکل وصورت کے ساتھ استہزاء کیا جاتا ہو، جس ماحول میں بڑی داڑھی والوں کو قدامت پرست اور بے پردہ لڑکیوں کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر بات نہ کرنے والے کو دورِ جدید کے تقاضوں سے ہم آہنگی نہ کرنے والا سمجھ کر قابل مذمت سمجھا جاتا ہو، کسی امام سے دریافت کر کے بتائیں کہ کیا شریعتِ اسلامیہ ایسے ''علمی'' ماحول میں پلنے والے کو مفتی تسلیم کر سکتی ہے؟ کیا یہ لوگ اس اہل ہوں گے کہ امتِ اسلامیہ کی قیادت کر سکیں، لیکن ایسے لوگوں کو لچکدار اور مصلحت پسند قرار دے کر ان کی آراء کو حتمی طور پر تسلیم کر لیا جاتا ہے، ذہن نشین کر لیں کہ جن حقائق کی بنا پر میں نے یہ گزارشات پیش کی ہیں، ان کو یہاں بیان کر دینا میرے بس کی بات نہیں ہے۔

حضرات قرآن مجید اور اسلام کو اچھے انداز میں پیش کرنا اور بات ہے اور قرآن و حدیث کا علم وفہم حاصل کر کے ان پر عمل کرنا اور بات ہے۔ بہر حال شرعی علم کا شدید فقدان ہے، لوگوں نے اسلام کی اصطلاح میں جاہلوں سے مسائل دریافت کرنا شروع کر دیئے ہیں، جس کا نتیجہ گمراہی کے علاوہ کچھ نہیں ہے۔ اسلامی علوم کے حقیقی خادم اسلامی مدارس ہیں، اِن مدارس کے منتظمین اور اساتذہ سے گزارش ہے کہ وہ سلف صالحین کی روایات کو برقرار رکھتے ہوئے اور دنیاداری سے اجتناب کر کے اپنے طلبہ کو علم شرعی سے مزین کریں اور ان میں خدمتِ اسلام کا جذبہ اجاگر کریں۔

كِتَابُ الْاِعْتِصَامِ بِالْكِتَابِ وَالسُّنَّةِ

کتاب وسنت کو تھامنے کے ابواب

بَابٌ فِي الْاِعْتِصَامِ بِكِتَابِ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ

اللہ تعالیٰ کی کتاب کے ساتھ مضبوطی سے جم جانے کا بیان

(۳۲۲)۔عَنْ يَزِيدَ بْنِ حَيَّانَ التَّيْمِيِّ قَالَ: اِنْطَلَقْتُ أَنَا وَحُصَيْنُ بْنُ سَبْرَةَ وَعُمَرُ بْنُ مُسْلِمٍ اِلَى زَيْدِ بْنِ أَرْقَمَ (رضی اللہ عنہ) فَلَمَّا جَلَسْنَا اِلَيْهِ قَالَ لَهُ حُصَيْنٌ: لَقَدْ لَقِيتَ يَا زَيْدُ خَيْرًا كَثِيرًا، رَأَيْتَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ وَسَمِعْتَ حَدِيْثَهُ وَغَزَوْتَ مَعَهُ وَصَلَّيْتَ مَعَهُ، لَقَدْ رَأَيْتَ يَا زَيْدُ خَيْرًا كَثِيْرًا، حَدِّثْنَا يَا زَيْدُ مَا سَمِعْتَ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ! فَقَالَ: يَا ابْنَ أَخِيْ! وَاللّٰهِ! لَقَدْ كَبِرَتْ سِنِّيْ وَقَدُمَ عَهْدِيْ وَنَسِيْتُ بَعْضَ الَّذِيْ كُنْتُ أَعِيْ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ، فَمَا حَدَّثْتُكُمْ فَاقْبَلُوْا وَمَا لَا فَلَا تُكَلِّفُوْنِيْهِ، ثُمَّ قَالَ: قَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَوْمًا خَطِيْبًا فِيْنَا بِمَاءٍ يُدْعٰى خُمًّا، يَعْنِيْ بَيْنَ مَكَّةَ وَالْمَدِيْنَةِ، فَحَمِدَ

یزید بن حیان تیمی کہتے ہیں: میں، حصین بن سبرہ اور عمر بن مسلم، سیدنا زید بن ارقم رضی اللہ عنہ کے پاس گئے، جب ہم ان کے پاس بیٹھ گئے تو حصین نے کہا: اے زید! تم نے بہت زیادہ خیر پائی ہے، رسول اللہ ﷺ کو دیکھا ہے، آپ ﷺ کی احادیث سنی ہیں، آپ ﷺ کے ساتھ جہاد کیا ہے، آپ ﷺ کے ساتھ نمازیں پڑھی ہیں، زید! بس تم نے بہت زیادہ خیر پائی ہے، زید! تم نے جو احادیث رسول اللہ ﷺ سے سنی ہیں، وہ ہمیں بھی بیان کرو، انھوں نے کہا: اے بھتیجے! میری عمر بڑی ہوگئی ہے، آپ ﷺ کی صحبت کو بھی کافی عرصہ گزر چکا ہے اور رسول اللہ ﷺ کی جو احادیث یاد کی تھیں، ان میں سے بعضوں کو بھول بھی گیا ہوں، اس لیے میں تم کو جو کچھ بیان کر دوں، اس کو قبول کرلو اور جو نہ کر سکوں، اس کی مجھے تکلیف نہ دو۔ پھر انھوں نے کہا: رسول اللہ ﷺ غدیر خم، جو مکہ اور مدینہ کے درمیان ہے، کے مقام پر خطاب کرنے کے لیے

---

(۳۲۲) تخريج: أخرجه مسلم: ۲٤۰۸ (انظر: ۱۹۲٦۵)

اللّٰهَ تَعَالٰی وَأَثْنٰی عَلَيْهِ وَوَعَظَ وَذَكَّرَ، ثُمَّ قَالَ: ((أَمَّا بَعْدُ! أَلَا أَيُّهَا النَّاسُ! إِنَّمَا أَنَا بَشَرٌ، يُوْشِكُ أَنْ يَأْتِيَنِيْ رَسُوْلُ رَبِّيْ عَزَّوَجَلَّ فَأُجِيْبَ، وَإِنِّيْ تَارِكٌ فِيكُمْ ثَقَلَيْنِ، أَوَّلُهُمَا كِتَابُ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ، فِيْهِ الْهُدٰى وَالنُّوْرُ، فَخُذُوْا بِكِتَابِ اللّٰهِ تَعَالٰى وَاسْتَمْسِكُوْا بِهِ۔)) فَحَثَّ عَلَى كِتَابِ اللّٰهِ وَرَغَّبَ فِيْهِ، قَالَ: ((وَأَهْلُ بَيْتِيْ، أُذَكِّرُكُمُ اللّٰهَ فِيْ أَهْلِ بَيْتِيْ، أُذَكِّرُكُمُ اللّٰهَ فِيْ أَهْلِ بَيْتِيْ، أُذَكِّرُكُمُ اللّٰهَ فِيْ أَهْلِ بَيْتِيْ۔)) فَقَالَ لَهُ حُصَيْنٌ: وَمَنْ أَهْلُ بَيْتِهِ يَا زَيْدُ؟ أَلَيْسَ نِسَاءُهُ مِنْ أَهْلِ بَيْتِهِ؟ قَالَ: إِنَّ نِسَاءَهُ مِنْ أَهْلِ بَيْتِهِ وَلٰكِنَّ أَهْلَ بَيْتِهِ مَنْ حُرِمَ الصَّدَقَةَ بَعْدَهُ، قَالَ: وَمَنْ هُمْ؟ قَالَ: آلُ عَلِيٍّ وَ آلُ جَعْفَرٍ وَآلُ عَبَّاسٍ، قَالَ: أَكُلُّ هٰؤُلَاءِ حُرِمَ الصَّدَقَةَ؟ قَالَ: نَعَمْ۔ (مسند أحمد: ١٩٤٧٩)

کھڑے ہوئے اور اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا بیان کی اور وعظ ونصیحت کی اور پھر یہ بھی فرمایا: "أَمَّا بَعْدُ! خبردار! اے لوگو! میں ایک بشر ہی ہوں، قریب ہے کہ میرے ربّ کا قاصد میرے پاس آ جائے اور میں اس کی بات قبول کر لوں، بات یہ ہے کہ میں تم میں دو بیش قیمت اور نفیس چیزیں چھوڑ کر جا رہا ہوں، ان میں سے ایک اللہ تعالیٰ کی کتاب ہے، اس میں ہدایت اور نور ہے، پس اللہ تعالیٰ کی کتاب کو پکڑ لو اور اس کے ساتھ چمٹ جاؤ۔" پس آپ ﷺ نے اللہ تعالیٰ کی کتاب پر آمادہ کیا اور اس کے بارے میں ترغیب دلائی، اور پھر فرمایا: ''دوسری چیز میرے اہل بیت ہیں، میں تم کو اپنے اہل بیت کے بارے میں اللہ تعالیٰ کو یاد دلاتا ہوں، میں تم کو اپنے اہل بیت کے معاملے میں اللہ تعالیٰ یاد کرواتا ہوں، میں تم کو اپنے اہل بیت کے حق میں اللہ تعالیٰ کی یاد دلاتا ہوں۔'' حصین نے کہا: اے زید! آپ ﷺ کے اہل بیت کون ہیں؟ کیا آپ ﷺ کی بیویاں آپ کے اہل بیت میں سے نہیں ہیں؟ انھوں نے کہا: بیشک آپ ﷺ کی بیویاں آپ ﷺ کے اہل بیت میں سے ہیں، لیکن آپ ﷺ کے اہل بیت وہ ہیں، جن پر صدقہ حرام ہے۔ حصین نے کہا: وہ کون لوگ ہیں؟ انھوں نے کہا: وہ آلِ علی، آلِ جعفر اور آلِ عباس ہیں۔ اس نے کہا: کیا ان سب پر صدقہ حرام ہے؟ انھوں نے کہا: جی ہاں۔

فوائد: ......"ثَقَل" کے معانی بیش قیمت نفیس چیز اور سامان کے ہیں، قرآن مجید اور اہل بیت کی شان وعظمت یا اس نصیحت کے مطابق کیے جانے والے عمل کے بھاری ہونے کی وجہ سے ان دو چیزوں کو "ثَقَلَيْن" کہا گیا ہے۔

امہات المؤمنین اس اعتبار سے تو نبی کریم ﷺ کی آل ہیں کہ وہ آپ ﷺ کے ساتھ رہتی ہیں، آپ ﷺ ان کے کفیل ہیں، آپ ﷺ کے بعد ان سے نکاح نہیں کیا جا سکتا، نیز ان کے احترام واکرام اور حقوق کے تقاضوں کو پورا کرنے کا خاص حکم دیا گیا ہے، لیکن یہ اس آل میں داخل نہیں ہیں، جن پر صدقہ حرام ہے۔

(٣٢٣)۔عَنْ أَبِی سَعِیْدِ نِ الْخُدْرِیِّ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اِنِّیْ تَارِكٌ فِیْكُمُ الثَّقَلَیْنِ، أَحَدُهُمَا أَكْبَرُ مِنَ الْآخَرِ، كِتَابُ اللّٰهِ حَبْلٌ مَمْدُوْدٌ مِنَ السَّمَاءِ اِلَی الْأَرْضِ، وَعِتْرَتِی أَهْلُ بَیْتِی وَإِنَّهُمَا لَنْ یَفْتَرِقَا حَتَّی یَرِدَا عَلَیَّ الْحَوْضَ)) (مسند أحمد: ١١١٢٠)

سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''میں تم میں دو بیش قیمت چیزیں چھوڑ کر جا رہا ہوں، ان میں سے ایک دوسری سے بڑی ہے، اللہ تعالیٰ کی کتاب ایک رسی ہے، جس کو آسمان سے زمین کی طرف لٹکایا گیا ہے اور میری نسل میرے اہل بیت ہیں اور یہ دونوں چیزیں جدا نہیں ہوں گی؛ یہاں تک کہ دونوں میرے حوض پر آ جائیں گی۔''

(٣٢٤)۔عَنْ عَلِیٍّ رضی اللہ عنہ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ یَقُوْلُ: ((أَتَانِیْ جِبْرِیْلُ عَلَیْهِ السَّلَامُ فَقَالَ: یَا مُحَمَّدُ! اِنَّ أُمَّتَكَ مُخْتَلِفَةٌ بَعْدَكَ، قَالَ: فَقُلْتُ لَهُ: فَأَیْنَ الْمَخْرَجُ یَا جِبْرِیْلُ! قَالَ: فَقَالَ: كِتَابُ اللّٰهِ تَعَالٰی، بِهِ یَقْصِمُ اللّٰهُ كُلَّ جَبَّارٍ، مَنِ اعْتَصَمَ بِهِ نَجَا، وَمَنْ تَرَكَهُ هَلَكَ مَرَّتَیْنِ، قَوْلُهُ فَصْلٌ وَلَیْسَ بِالْهَزْلِ، لَا تَخْتَلِقُهُ الْأَلْسُنُ وَلَا تَفْنٰی أَعَاجِیْبُهُ، فِیْهِ نَبَأُ مَا كَانَ قَبْلَكُمْ وَفَصْلُ مَا بَیْنَكُمْ وَخَبَرُ مَا هُوَ كَائِنٌ بَعْدَكُمْ۔)) (مسند أحمد: ٧٠٤)

سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جبرائیل علیہ السلام میرے پاس آئے اور کہا: اے محمد! آپ کی امت آپ کے بعد اختلاف کرنے والی ہے، میں نے کہا: اے جبریل! اس سے نکلنے کی راہ کیا ہوگی؟ اس نے کہا: اللہ تعالیٰ کی کتاب ہے، اللہ تعالیٰ اس کے ذریعے ہر سرکش کو تباہ کرے گا، جس نے اس کو تھام لیا وہ نجات پا گیا، جس نے اس کو چھوڑ دیا وہ ہلاک ہوگیا، یہ بات دو دفعہ کہی، اس کی بات صحیح اور قطعی ہے اور مذاق نہیں ہے، اس کو زبانیں نہیں گھڑ سکتیں، اس کے عجائب ختم نہیں ہو سکتے، اس میں تمہارے اندر (کے نزاعات کا) فیصلہ ہے اور جو کچھ تمہارے بعد ہونے والا ہے، اس کی اس میں خبریں ہیں۔''

(٣٢٥)۔عَنْ عِمْرَانَ بْنَ حُصَیْنٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: نَزَلَ الْقُرْآنُ وَسَنَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ السُّنَنَ، ثُمَّ قَالَ: اِتَّبِعُوْنَا فَوَاللّٰهِ! اِنْ لَمْ تَفْعَلُوْا

سیدنا عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: قرآن مجید نازل ہوا اور رسول اللہ ﷺ نے مختلف طریقے جاری کیے، پھر انھوں نے کہا: پس تم ہم صحابہ کی پیروی کرو، اللہ کی قسم

---

(٣٢٣) تخریج: حدیث صحیح بشواهده دون قوله: "فانهما لن یفترقا حتی یردا علی الحوض" وهذا اسناد ضعیف، عطیه بن سعد العوفی ضعیف۔ أخرجه ابن ابی شیبة: ١٠/ ٥٠٦، وابو یعلی: ١٠٢٧ (انظر: ١١١٠٤)

(٣٢٤) تخریج: اسناده ضعیف لضعف الحارث بن عبد الله الاعور، ثم هو منقطع، لانه لا تعرف لمحمد بن اسحاق روایة عن محمد بن کعب القرظی، بل هو یروی فی "السیرة" عنه بواسطة۔ أخرجه الترمذی: ٢٩٠٦ (انظر: ٧٠٤)

(٣٢٥) تخریج: اسناده ضعیف، مؤمل بن اسماعیل سیء الحفظ، وعلی بن زید بن جدعان ضعیف، والحسن البصری لم یسمع من عمران (انظر: ١٩٩٩٨)

تَضِلُّوْا۔ (مسند أحمد: ٢٠٢٤٠)

ہے کہ اگر تم اس طرح نہیں کرو گے تو گمراہ ہو جاؤ گے۔

فوائد: ......سیدنا عمران رضی اللہ عنہ کا مقصود یہ ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم قرآن مجید کی منازل اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنتوں کو جاننے والے اور ان کا مشاہدہ کرنے والے تھے، اس لیے اس سلسلے میں ان کی پیروی کرنا ضروری ہے۔

(٣٢٦)۔عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ رضی اللہ عنہ قَالَ: كُنَّا جُلُوْسًا عِنْدَ النَّبِيِّ ﷺ فَخَطَّ خَطًّا هٰكَذَا أَمَامَهُ فَقَالَ: ((هٰذَا سَبِيْلُ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ۔)) وَخَطَّيْنِ عَنْ يَمِيْنِهِ وَخَطَّيْنِ عَنْ شِمَالِهِ، قَالَ: ((هٰذِهِ سَبِيْلُ الشَّيْطَانِ۔)) ثُمَّ وَضَعَ يَدَهُ فِي الْخَطِّ الْأَوْسَطِ ثُمَّ تَلَا هٰذِهِ الْآيَةَ: ﴿وَأَنَّ هٰذَا صِرَاطِيْ مُسْتَقِيْمًا فَاتَّبِعُوْهُ وَلَا تَتَّبِعُوْا السُّبُلَ فَتَفَرَّقَ بِكُمْ عَنْ سَبِيْلِهِ، ذٰلِكُمْ وَصَّاكُمْ بِهِ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ﴾۔ (مسند أحمد: ١٥٣٥١)

سیدنا جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس بیٹھے ہوئے تھے، پس آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے سامنے والی سمت میں ایک (سیدھا) خط لگایا اور فرمایا: ''یہ اللہ تعالیٰ کا راستہ ہے۔'' پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دو لکیریں دائیں طرف اور دو لکیریں بائیں طرف لگائیں اور فرمایا: ''یہ شیطان کا راستہ ہے۔'' پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے درمیان والے (سیدھے) خط پر ہاتھ رکھا اور یہ آیت تلاوت کی: ''اور یہ کہ یہ دین میرا راستہ ہے جو مستقیم ہے، سو اس راہ پر چلو اور دوسری راہوں پر مت چلو کہ وہ راہیں تم کو اللہ کی راہ سے جدا کر دیں گی، اس کا تم کو اللہ تعالیٰ نے تاکیدی حکم دیا ہے تاکہ تم پرہیزگاری اختیار کرو۔'' (الانعام: ١٥٣)

(٣٢٧)۔عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((لَنْ يَزَالَ عَلٰى هٰذَا الْأَمْرِ عِصَابَةٌ عَلَى الْحَقِّ لَا يَضُرُّهُمْ مَنْ خَالَفَهُمْ حَتّٰى يَأْتِيَهُمْ أَمْرُ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ وَهُمْ عَلٰى ذٰلِكَ۔)) (مسند أحمد: ٨٤٦٥)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''ہمیشہ ایک جماعت اس دین پر حق کے ساتھ قائم رہے گی، ان کی مخالفت کرنے والا ان کو کوئی نقصان نہ پہنچا سکے گا، یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ کا حکم آ جائے گا اور وہ اسی حق پر برقرار ہوں گے۔''

فوائد: ......ان احادیث میں یہ ترغیب دلائی گئی ہے کہ لوگ قرآن مجید کی پیروی کریں اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آل کے حقوق ادا کریں اور ان کے صالح طرزِ حیات اور ان کے اہل علم کی مسنون سیرت کی پیروی کریں۔

بَابٌ فِي الْاِعْتِصَامِ بِسُنَّتِهِ ﷺ وَالْاِهْتِدَاءِ بِهَدْيِهِ

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنت کو تھامنے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سیرت سے رہنمائی طلب کرنے کا بیان

(٣٢٨)۔عَنْ خَالِدِ بْنِ مَعْدَانَ قَالَ: حَدَّثَنَا

عبد الرحمن بن عمرو سلمی اور حجر بن حجر کلاعی کہتے ہے: ہم سیدنا

---

(٣٢٦) تخريج: حسن لغيره ۔ أخرجه ابن ماجه: ١١ (انظر: ١٥٢٧٧)

(٣٢٧) تخريج: اسناده قوى۔ أخرجه ابن حبان: ٦٨٣٥، والبزار: ٣٣٢٠ (انظر: ٨٤٨٤)

(٣٢٨) تخريج: حديث صحيح۔ أخرجه ابوداود: ٤٦٠٧، وابن ماجه: ٤٤ (انظر: ١٧١٤٥)

عَبْدُالرَّحْمٰنِ بْنُ عَمْرٍو السُّلَمِيُّ وَحُجْرُبْنُ حُجْرٍ الْكَلاعِيُّ قَالَ: أَتَيْنَا الْعِرْبَاضَ بْنَ سَارِيَةَ (رضي الله عنه) وَهُوَ مِمَّنْ نَزَلَ فِيْهِ: ﴿وَلَا عَلَى الَّذِيْنَ إِذَا مَا أَتَوْكَ لِتَحْمِلَهُمْ قُلْتَ لَا أَجِدُ مَا أَحْمِلُكُمْ عَلَيْهِ﴾ فَسَلَّمْنَا وَقُلْنَا: أَتَيْنَاكَ زَائِرِيْنَ وَعَائِدِيْنَ وَمُقْتَبِسِيْنَ، فَقَالَ عِرْبَاضٌ: صَلّٰى بِنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ الصُّبْحَ ذَاتَ يَوْمٍ، ثُمَّ أَقْبَلَ عَلَيْنَا فَوَعَظَنَا مَوْعِظَةً بَلِيْغَةً ذَرَفَتْ مِنْهَا الْعُيُوْنُ وَوَجِلَتْ مِنْهَا الْقُلُوْبُ، فَقَالَ قَائِلٌ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! كَأَنَّ هٰذِهِ مَوْعِظَةُ مُوَدِّعٍ، فَمَاذَا تَعْهَدُ إِلَيْنَا؟ فَقَالَ: ((أُوْصِيْكُمْ بِتَقْوَى اللّٰهِ وَالسَّمْعِ وَالطَّاعَةِ وَإِنْ كَانَ حَبَشِيًّا، فَإِنَّهُ مَنْ يَعِشْ مِنْكُمْ بَعْدِيْ فَسَيَرٰى اخْتِلَافًا كَثِيْرًا، فَعَلَيْكُمْ بِسُنَّتِيْ وَسُنَّةِ الْخُلَفَاءِ الرَّاشِدِيْنَ الْمَهْدِيِّيْنَ، فَتَمَسَّكُوْا بِهَا وَعَضُّوْا عَلَيْهَا بِالنَّوَاجِذِ وَإِيَّاكُمْ وَمُحْدَثَاتِ الْأُمُوْرِ، فَإِنَّ كُلَّ مُحْدَثَةٍ بِدْعَةٌ وَكُلَّ بِدْعَةٍ ضَلَالَةٌ۔)) (مسند أحمد: ۱۷۲۷۵)

عرباض بن ساریہ رضی اللہ عنہ کے پاس گئے، یہ ان لوگوں میں سے تھے، جن کے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی تھی: ''ہاں ان پر بھی کوئی حرج نہیں جو آپ کے پاس آتے ہیں کہ آپ انہیں سواری مہیا کر دیں تو آپ جواب دیتے ہیں کہ میں تو تمہاری سواری کے لیے کچھ بھی نہیں پاتا۔'' (سورۂ توبہ: ۹۲) ہم نے ان کو سلام کیا اور کہا: ہم آپ کی زیارت اور تیمار داری کرنے کے لیے اور آپ سے علمی استفادہ کرنے کے لیے آئے ہیں، سیدنا عرباض رضی اللہ عنہ نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے ایک دن ہمیں نمازِ فجر پڑھائی، پھر ہم پر متوجہ ہوئے اور ہمیں اتنا مؤثر و بلیغ وعظ کیا کہ آنکھیں بہہ پڑیں اور دل ڈر گئے، ایک کہنے والے نے کہا: اے اللہ کے رسول! یہ تو الوداعی وعظ ونصیحت لگتی ہے، پس آپ ہمیں کون سی نصیحت کریں گے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''میں تم کو اللہ کے ڈر اور (امراء کی باتیں) سننے اور ان کی اطاعت کرنے کی نصیحت کرتا ہوں، اگر چہ وہ حبشی ہو، پس بیشک تم میں سے جو آدمی میرے بعد زندہ رہے گا، وہ بہت زیادہ اختلاف دیکھے گا، پس تم میری سنت اور ہدایت یافتہ خلفائے راشدین کی سنت کو لازم پکڑو، اس پر کاربند رہو اور سختی کے ساتھ اس پر قائم رہو اور نئے نئے امور سے بچو، کیونکہ ہر نئی چیز بدعت ہے اور ہر بدعت گمراہی ہے۔''

(۳۲۹) (وَعَنْهُ مِنْ طَرِيْقٍ آخَرَ بِنَحْوِهِ)۔ وَفِيْهِ قُلْنَا: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! إِنَّ هٰذِهِ لَمَوْعِظَةُ مُوَدِّعٍ فَمَاذَا تَعْهَدُ إِلَيْنَا، قَالَ: ((قَدْ تَرَكْتُكُمْ عَلَى الْبَيْضَاءِ، لَيْلُهَا كَنَهَارِهَا لَا يَزِيْغُ عَنْهَا بَعْدِيْ إِلَّا هَالِكٌ وَمَنْ يَعِشْ مِنْكُمْ (فَذَكَرَ

(دوسری سند) اسی طرح کی روایت ہے، البتہ اس میں ہے: ہم نے کہا: اے اللہ کے رسول! یہ تو الوداعی وعظ ونصیحت ہے، پس آپ ہمیں کیا نصیحت کریں گے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''تحقیق میں تم کو ایسی روشن شریعت پر چھوڑ کر جا رہا ہوں کہ جس کی رات بھی دن کی طرح ہے، اب اس سے وہی گمراہ ہو

(۳۲۹) تخريج: حديث صحيح بطرقه وشواهده ۔ أخرجه ابن ماجه: ۴۳، وانظر الحديث بالطريق الاول (انظر: ۱۷۱۴۲)

نَحْوَ مَا تَقَدَّمَ وَفِيهِ) فَعَلَيْكُمْ بِمَا عَرَفْتُمْ مِنْ سُنَّتِي، (وَفِيهِ أَيْضًا) عَضُّوا عَلَيْهَا بِالنَّوَاجِذِ فَإِنَّمَا الْمُؤْمِنُ كَالْجَمَلِ الْأَنِفِ حَيْثُمَا انْقِيدَ انْقَادَ.)) (مسند أحمد: ١٧٢٧٢)

گا، جو ہلاک ہونے والا ہوگا، اور جو تم میں سے زندہ رہے گا، (سابقہ حدیث کی طرح روایت کو بیان کیا)، پس تم میری جس سنت کو پہچانتے ہو گے، اس کو لازم پکڑنا، (اور اس میں یہ بھی ہے:) پس تم اس پر سختی سے قائم رہنا، پس مؤمن تو اس نکیل شدہ اونٹ کی طرح ہوتا ہے کہ جس کو جدھر کھینچا جاتا ہے، وہ اُدھر ہی پیچھے پیچھے چل پڑتا ہے۔''

فوائد: ...... نبی کریم ﷺ کی سنت کی پیروی کرنے کا معاملہ تو واضح ہے، کیونکہ آپ ﷺ ہی معیارِ حق اور نمونۂ اتباع ہے، آپ ﷺ کے ارشادات بنفس نفیس حجت ہیں، لیکن بعض لوگوں نے ان احادیث کی روشنی میں خلفائے راشدین کی سنت کو مستقل طور پر حجتِ شرعی قرار دیا ہے، ان لوگوں کی یہ رائے درست نہیں ہے، وجوہات درج ذیل ہیں: (۱) نبی کریم ﷺ کی سنت اور خلفائے راشدین کی سنت ایک ہی چیز کا نام ہے، اس سے مراد سنتِ نبوی ہی ہے، چونکہ خلفائے راشدین کی خلافت کا مقصد ہی کتاب وسنت کا نفاذ ہے، اس لیے آپ ﷺ نے اپنے ساتھ ان کا ذکر بھی کیا ہے۔ کیا آپ لوگ غور نہیں کرتے کہ آپ ﷺ نے اپنی سنت اور خلفائے راشدین کی سنت کا ذکر کرنے کے بعد ان کی طرف واحد کی ضمیر لوٹائی اور فرمایا کہ "فَتَمَسَّكُوْا بِهَا وَعَضُّوْا عَلَيْهَا بِالنَّوَاجِذِ"، آپ ﷺ نے دو دفعہ واحد مؤنث کی ضمیر ''ھا'' استعمال کی ہے، اس کا مطلب ہے کہ اس سے پیچھے ایک چیز کا ذکر ہوا ہے، نہ کہ دو کا، اگر خلفائے راشدین کی سنت الگ سے مراد لی جاتی تو "بَعْدَهُمَا" کہا جاتا۔ (۲) عملی طور پر کوئی فرقہ یا شخص خلفائے راشدین کے تمام فیصلوں کو حجت نہیں مانتا، خود مقلدین کے ہاں ایسی مثالیں موجود ہیں کہ انھوں نے اپنے اماموں کی آراء اور فتاوی کو خلفائے راشدین کی آراء پر ترجیح دی۔ (۳) نہ صرف مذکورہ بالا احادیث میں، بلکہ قرآن وحدیث کی کئی نصوص میں امراء وخلفاء کی اطاعت کا حکم دیا گیا ہے، لیکن اس کے ساتھ ساتھ درج ذیل قوانین بھی آپ ﷺ نے ہی متعارف کروائے ہیں:

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((عَلَى الْمَرْءِ الْمُسْلِمِ السَّمْعُ وَالطَّاعَةُ فِيمَا أَحَبَّ أَوْ كَرِهَ إِلَّا أَنْ يُؤْمَرَ بِمَعْصِيَةٍ فَإِنْ أُمِرَ بِمَعْصِيَةٍ فَلَا سَمْعَ وَلَا طَاعَةَ.)) ...... ''مسلمان آدمی پر (خلیفہ کا حکم) سننا اور اطاعت کرنا لازم ہے، خواہ وہ اسے پسند کرتا ہو یا ناپسند کرتا ہو، الا کہ اسے کسی نافرمانی کا حکم دیا جائے، پس اگر اسے نافرمانی کا حکم دیا جائے تو کوئی سننا اور اطاعت کرنا نہیں۔''

(صحيح بخاري: ٧١٤٢)

سیدنا علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((لَا طَاعَةَ فِي الْمَعْصِيَةِ إِنَّمَا الطَّاعَةُ فِي الْمَعْرُوْفِ.)) ...... ''نافرمانی میں (امیر کی) اطاعت نہیں کی جائے گی، اطاعت تو صرف نیکی کے کاموں میں ہی اطاعت کی

جائے گی۔'' (صحيح بخاري: ٧٢٥٧، صحيح مسلم: ١٨٤٠) لہٰذا خلفائے راشدین اور امراء کی وہ ہدایات واجب الاتباع ہوں گی، جو قرآن و حدیث کے مخالف نہیں ہوں گی۔ (۴) سب خلفائے راشدین نے قرآن و سنت کا پابند رہنے کا اقرار کیا اور زیادہ تر یہ اعلان بھی کرتے تھے کہ فلاں فلاں مسئلے پر اگر کسی کے پاس کوئی حدیث ہے تو وہ پیش کرے۔ (۵) خلفائے راشدین کی چند ایک مثالیں، جن سے مذکورہ بالا گزارشات کی تائید ہوتی ہے۔ سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ نے جب منکرینِ زکوۃ سے قتال کرنا چاہا تو سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے اُن سے خوب مناقشہ کیا اور کہا کہ ان لوگوں سے قتال کرنا درست نہیں، بالآخر خلیفۂ اول کے دلائل غالب آ گئے اور سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے ان کی رائے کے برحق ہونے کو تسلیم کر لیا۔ سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ نے دو دفعہ چوری کرنے والے کے بارے میں یہ فیصلہ کیا کہ اس کا ایک ہاتھ کاٹا جائے اور ایک ٹانگ، تاکہ ایک ہاتھ سالم رہ سکے، لیکن جب ان سے کہا گیا کہ اس موقع پر اس کے دونوں ہاتھ کاٹنا سنت ہیں، تو خلیفۂ اول نے اپنے فیصلے سے رجوع کر لیا اور سنت کو ترجیح دی۔ سیدنا عمر اور سیدنا عثمان رضی اللہ عنہما حج تمتع سے منع کرتے تھے، لیکن اس معاملے میں سیدنا علی، سیدنا عبد اللہ بن عمر اور دیگر صحابہ رضی اللہ عنہم نے ان دونوں خلفاء کی پیروی نہیں کی، اور عصر حاضر میں تقریباً تمام غیر ملکی حج تمتع ہی کرتے ہیں۔ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے ایک دفعہ یہ فیصلہ کر دیا کہ مقتول کی دیت سے بیوی کو میراث نہیں ملے گی، لیکن جب ایک صحابی نے ایک حدیث کی روشنی میں یہ وضاحت کی کہ اس موقع پر بیوی کو میراث ملے گی، تو خلیفۂ ثانی نے اپنے فیصلے سے رجوع کر لیا۔ جب سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے عورتوں کے حق مہر کی ایک مقدار مقرر کرنا چاہی، تو ایک بڑھیا نے ایک آیت پڑھ کر ان سے مناقشہ کیا، سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے اپنا فیصلہ واپس لے لیا۔ جب سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے مرتدین کو قتل کرنے کی بجائے جلایا، تو سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے سنت کی روشنی میں یہ وضاحت کی کہ ان کو قتل کرنا چاہیے تھا، سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے اعتراف کیا اور کہا کہ ابن عباس سچ کہہ رہے ہیں۔ خلفائے راشدین رضی اللہ عنہم کی اس طرح کی سینکڑوں مثالیں موجود ہیں کہ باقاعدہ ان سے مناقشہ کیا گیا اور کسی موقع پر کسی خلیفہ نے یہ جواب نہیں دیا کہ وہ حاکمِ وقت ہے، لہٰذا اس کے حکم کی تعمیل کی جائے۔ خلفائے راشدین کی شان و عظمت اپنی جگہ پر مسلم ہے، ان کی اس شان کا اعتراف ایمان کی علامت ہے، بہر حال اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کا حکم سب سے بلند ہے اور اس کو تسلیم کرنا ہی خلفائے راشدین کی رفعت کا راز ہے۔

(٣٣٠)۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ: ((مَا مِنْ نَبِيٍّ بَعَثَهُ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ فِيْ أُمَّةٍ قَبْلِيْ اِلَّا كَانَ لَهُ مِنْ أُمَّتِهِ حَوَارِيُّوْنَ وَ أَصْحَابٌ يَأْخُذُوْنَ بِسُنَّتِهِ وَيَقْتَدُوْنَ بِأَمْرِهِ، ثُمَّ اِنَّهَا تَخَلَّفَ مِنْ

سیدنا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''مجھ سے پہلے اللہ تعالیٰ نے جس نبی کو بھی کسی امت میں مبعوث فرمایا، اس کی امت میں سے اس کے حواری ہوتے تھے، جو اس کی سنت پر عمل کرتے تھے اور اس کے حکم کی پیروی کرتے تھے، پھر ان کے بعد نالائق لوگ ان کے جانشین بنے،

(٣٣٠) تخريج: أخرجه مسلم: ٥٠ (انظر: ٤٣٧٩)

بَعْدِهِمْ خُلُوْفٌ يَقُوْلُوْنَ مَا لَا يَفْعَلُوْنَ وَيَفْعَلُوْنَ مَا لَا يُؤْمَرُوْنَ۔)) (مسند أحمد: ٤٣٧٩)

جو کہتے وہ تھے جو کرتے نہیں تھے اور کرتے وہ تھے جس کا انہیں حکم نہیں دیا جاتا تھا۔''

فوائد: ......حواری سے مراد انبیاء کے مخلص اور منتخب پیروکار ہیں، جنہوں نے اطاعت وفرمابرداری، تائید و نصرت، جہاد، امراء وخلفاء کی اطاعت، غرضیکہ انھوں نے اپنے اپنے نبیوں کی فرمابرداری کا ہر تقاضا پورا کیا۔ اس حدیث سے یہ بھی اشارہ ملتا ہے کہ آپ ﷺ کے مخلص فرمانبرداروں کے بعد اس امت میں بھی ایسے نااہل لوگ پیدا ہوں گے، لہٰذا ہمیں اس سلسلے میں متنبہ رہنا چاہیے کہ کیا ہم وہ لوگ تو نہیں ہیں کہ جن کے قول وفعل میں تضاد ہوتا ہے۔

(٣٣١)۔عَنْ مُجَاهِدٍ قَالَ: كُنَّا مَعَ ابْنِ عُمَرَ (رضي الله عنه) فِي سَفَرٍ فَمَرَّ بِمَكَانٍ فَحَادَ عَنْهُ، فَسُئِلَ لِمَ فَعَلْتَ؟ فَقَالَ: رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فَعَلَ هٰذَا فَفَعَلْتُ۔ (مسند أحمد: ٤٨٧٠)

مجاہد کہتے ہیں: ہم سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے ساتھ ایک سفر میں تھے، پس جب وہ ایک جگہ سے گزرے تو اس سے ایک طرف ہو گئے، پس ان سے سوال کیا گیا کہ انھوں نے ایسے کیوں کیا ہے؟ انھوں نے جواب دیا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو اسی طرح کرتے دیکھا تھا، سو میں نے بھی کیا۔

فوائد: ......سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ میں رسول اللہ ﷺ کی اطاعت کا جذبہ کوٹ کوٹ کر بھرا ہوا تھا۔

(٣٣٢)۔عَنِ الْحَسَنِ بْنِ جَابِرٍ قَالَ: سَمِعْتُ الْمِقْدَامَ بْنَ مَعْدِيْكَرِبَ (رضي الله عنه) يَقُوْلُ: حَرَّمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ يَوْمَ خَيْبَرَ أَشْيَاءَ، ثُمَّ قَالَ: ((يُوْشِكُ أَحَدُكُمْ أَنْ يُكَذِّبَنِيْ وَهُوَ مُتَّكِىءٌ عَلٰى أَرِيْكَتِهِ يُحَدِّثُ بِحَدِيْثِيْ فَيَقُوْلُ: بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ كِتَابُ اللّٰهِ، فَمَا وَجَدْنَا فِيْهِ مِنْ حَلَالٍ اسْتَحْلَلْنَاهُ وَمَا وَجَدْنَا فِيْهِ مِنْ حَرَامٍ حَرَّمْنَاهُ، أَلَا! وَإِنَّ مَا حَرَّمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ مِثْلُ مَا حَرَّمَ اللّٰهُ۔)) (مسند أحمد: ١٧٣٢٦)

حسن بن جابر سے مروی ہے کہ سیدنا مقدام بن معدیکرب رضی اللہ عنہ نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے خیبر والے دن کچھ چیزوں کو حرام قرار دیا اور پھر فرمایا: ''قریب ہے کہ تم میں سے کوئی آدمی مجھے جھٹلا دے، جبکہ اس نے اپنے تخت پر ٹیک لگائی ہوئی ہو اور میری حدیث بیان کرنے کے بعد کہے: ہمارے اور تمہارے مابین اللہ کی کتاب کافی ہے، پس جس چیز کو ہم اس میں حلال پائیں، اس کو حلال سمجھیں گے اور جس چیز کو اس میں حرام پائیں، اس کو حرام سمجھیں گے، خبردار! اور بیشک رسول اللہ ﷺ نے جن چیزوں کو حرام قرار دیا، وہ اللہ تعالیٰ کی حرام کردہ چیزوں کی طرح ہیں۔''

فوائد: ......آپ ﷺ کی حدیث بنفس نفیس حجت ہے، اس کو قرآن مجید کے مفہوم پر پیش کرنے کی کوئی

(٣٣١) تخريج: اسناده صحيح ـ أخرجه البزار: ١٢٨ (انظر: ٤٨٧٠)

(٣٣٢) تخريج: حديث صحيح ـ أخرجه ابن ماجه: ١٢، والترمذي: ٢٦٦٤ (انظر: ١٧١٩٤)

ضرورت نہیں ہے، اس باب کے آخر میں جس بحث کا حوالہ دیا گیا ہے، اس کا مطالعہ کریں۔

(٣٣٣)۔وَعَنْهُ أَيْضًا قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((أَلَا! إِنِّي أُوْتِيْتُ الْكِتَابَ وَمِثْلَهُ مَعَهُ، أَلَا! يُوْشِكُ رَجُلٌ يَنْثَنِيْ شَبْعَانَ عَلٰى أَرِيْكَتِهِ يَقُوْلُ: عَلَيْكُمْ بِالْقُرْآنِ، فَمَا وَجَدْتُمْ فِيْهِ مِنْ حَلَالٍ فَأَحِلُّوْهُ، وَمَا وَجَدْتُمْ فِيْهِ مِنْ حَرَامٍ فَحَرِّمُوْهُ، أَلَا! لَا يَحِلُّ لَكُمْ لَحْمُ الْحِمَارِ الْأَهْلِيْ وَلَا كُلُّ ذِيْ نَابٍ مِنَ السِّبَاعِ، أَلَا! وَلَا لُقْطَةٌ مِنْ مَالِ مُعَاهِدٍ إِلَّا أَنْ يَسْتَغْنِيَ صَاحِبُهَا، وَمَنْ نَزَلَ بِقَوْمٍ فَعَلَيْهِمْ أَنْ يَقْرُوْهُمْ، فَإِنْ لَمْ يَقْرُوْهُمْ فَعَلَيْهِمْ أَنْ يُعْقِبُوْهُمْ بِمِثْلِ قِرَاهُمْ۔)) (مسند أحمد: ١٧٣٠٦)

سیدنا مقدام بن معدیکرب رضی اللہ عنہ سے ہی مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''خبردار! مجھے قرآن بھی دیا گیا ہے اور اس کے ساتھ اس جیسی ایک چیز بھی دی گئی ہے، خبردار! قریب ہے کہ ایک آدمی سیر و سیراب ہو کر اپنے تخت پر بیٹھ کر یہ کہے: تم صرف قرآن کو لازم پکڑو، پس جس چیز کو اس میں حلال پاؤ، اس کو حلال سمجھو اور جس چیز کو حرام پاؤ، اس کو حرام سمجھو، خبردار! تمہارے لیے گھریلو گدھا اور کچلی والے درندے حلال نہیں ہیں اور نہ ذمی کے مال میں سے گری پڑی چیز حلال ہے، الا یہ کہ اس کا مالک اس سے مستغنی ہو جائے اور جو لوگ کسی قوم کے پاس اتریں تو اس قوم کے لیے ضروری ہے کہ وہ ان کی ضیافت کرے، اگر وہ ان کی ضیافت نہیں کرتی تو ان کے لیے ضروری ہے کہ وہ ان کے مالوں میں سے اپنی میزبانی کے بقدر لے لیں۔''

فوائد: ...... آپ ﷺ کو وحی کی دو اقسام عطا کی گئیں، ایک قرآن مجید، جس کو وحی متلو کہتے ہیں اور دوسری حدیث، جس کو وحی غیر متلو کہتے ہیں، ارشادِ باری تعالیٰ ہے: ﴿وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ﴾ ...... ''اور وہ (نبی) ان کو کتاب اور حکمت کی تعلیم دیتا ہے۔'' کتاب سے مراد قرآن مجید اور حکمت سے مراد سنتِ نبوی ہے اور یہی سنت ہے، جس کی روشنی میں آپ ﷺ نے کلام مقدس کی وضاحت کرنی ہے، جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿وَأَنْزَلْنَا إِلَيْكَ الذِّكْرَ لِتُبَيِّنَ لِلنَّاسِ مَا نُزِّلَ إِلَيْهِمْ﴾ .... ''اور ہم نے آپ کی طرف ذکر کو نازل کیا، تاکہ آپ لوگوں کے لیے اس چیز کی وضاحت کریں، جو ان کی طرف نازل کی گئی ہے۔'' ضیافت ہر مہمان کا حق ہے، ہماری اس سے معرفت ہو یا نہ ہو، آج کل لوگ یہ حق ادا کرنے سے غافل ہیں، جبکہ مہمان کی ضیافت کرنا ایمان و ایقان کا تقاضا ہے، یہ تفصیل کا مقام نہیں ہے۔

(٣٣٤)۔عَنْ أَبِيْ رَافِعٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((لَأَعْرِفَنَّ مَا يَبْلُغُ أَحَدَكُمْ مِنْ حَدِيْثِيْ شَيْءٌ وَهُوَ مُتَّكِيءٌ عَلٰى أَرِيْكَتِهِ فَيَقُوْلُ: مَا أَجِدُ هٰذَا فِيْ كِتَابِ اللّٰهِ۔)) (مسند أحمد: ٢٤٣٦٢)

سیدنا ابو رافع رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''میں ضرور ضرور جانتا ہوں کہ تم میں سے کسی ایک کے پاس میری حدیث پہنچے گی، جبکہ وہ اپنے تخت پر ٹیک لگا کر بیٹھا ہو گا اور کہے گا: یہ حکم تو مجھے اللہ کی کتاب میں نہیں ملا۔''

---

(٣٣٣) تخريج: اسناده صحيح ۔ أخرجه ابوداود: ٤٦٠٤، وابن ماجه: ١٢، ٣١٩٣ (انظر: ١٧١٧٤)

(٣٣٤) تخريج: حديث صحيح ۔ أخرجه ابوداود: ٤٦٠٥، والترمذي: ٢٦٦٣، وابن ماجه: ١٣ (انظر: ٢٣٨٦١)

(۳۳۵)۔عَنْ أَبِیْ هُرَیْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَأَعْرِفَنَّ أَحَدًا مِنْكُمْ أَتَاهُ عَنِّیْ حَدِیْثٌ وَهُوَ مُتَّكِیءٌ فِیْ أَرِیْكَتِهِ فَیَقُوْلُ: اتْلُوْا عَلَیَّ بِهِ قُرْآنًا، مَا جَاءَكُمْ عَنِّیْ مِنْ خَیْرٍ قُلْتُهُ أَوْ لَمْ أَقُلْهُ فَأَنَا أَقُوْلُهُ وَمَا تَاكُمْ مِنْ شَرٍّ فَأَنَا لَا أَقُوْلُ الشَّرَّ۔)) (مسند أحمد: ۱۰۲۷٤)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''میں تم میں سے اس شخص کو جانتا ہوں کہ اس کے پاس میری حدیث پہنچے گی، جبکہ وہ اپنے تخت پر ٹیک لگا کر بیٹھا ہوگا اور کہے گا: مجھ پر اس کے ساتھ قرآن پڑھو۔ میری حوالے سے تمہیں خیر والی جو بات پہنچے، میں نے وہ کہی ہو یا نہ کہی ہو، پس میں اس کو کہوں گا اور اگر کوئی شرّ والی بات پہنچے تو میں شرّ کہنے والا نہیں ہوں۔''

فوائد: ......آخری احادیث میں منکرین حدیث پر ردّ ہے، ہم نے اس کتاب کے شروع میں مقدمہ کے بعد ''حجیتِ حدیث'' کے عنوان پر ایک سیر حاصل مضمون قلم بند کیا ہے، جس میں تکنیکی انداز میں اِن منکرین کا ردّ کیا گیا ہے، اس مضمون کا تعلق اس باب سے ہے، قارئین سے گزارش ہے کہ وہ اس عنوان کا بغور مطالعہ کریں۔

بَابٌ فِی التَّحْذِیْرِ مِنَ الْاِبْتِدَاعِ فِی الدِّیْنِ وَاِثْمِ مَنْ دَعَا اِلٰی ضَلَالَةٍ
دین میں بدعت سے ڈرانے اور گمراہی کی طرف بلانے والے کے گناہ کا بیان

(۳۳٦)۔عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ رضی اللہ عنہ قَالَ: خَطَبَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَحَمِدَ اللّٰهَ وَأَثْنٰی عَلَیْهِ بِمَا هُوَ أَهْلُهُ، ثُمَّ قَالَ: ((أَمَّا بَعْدُ! فَإِنَّ أَصْدَقَ الْحَدِیْثِ كِتَابُ اللّٰهِ وَإِنَّ أَفْضَلَ الْهَدْیِ هَدْیُ مُحَمَّدٍ ﷺ وَشَرَّ الْأُمُوْرِ مُحْدَثَاتُهَا وَكُلُّ بِدْعَةٍ ضَلَالَةٌ۔))(مسند أحمد: ۱٤۳۸٦)

سیدنا جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے ہمیں خطبہ دیا، اللہ تعالیٰ کے شایانِ شان اس کی حمد وثنا بیان کی اور پھر فرمایا: ''اَمَّا بَعْدُ! پس بیشک سب سے سچی بات اللہ تعالیٰ کی کتاب ہے اور سب سے بہتر سیرت محمد ﷺ کی سیرت ہے اور بدترین امور وہ ہیں جو نئے ہوں اور ہر بدعت گمراہی ہے۔''

فوائد: ......ہم جس دین کے پیروکار ہیں، نبی کریم ﷺ کی حیاتِ مبارکہ میں اس کی تکمیل ہوگئی تھی، لہٰذا شریعت میں ہر موقع سے متعلق جس جس چیز کا تعین ہو چکا ہے، اہل ایمان کو چاہیے کہ وہ انہی امور کے پابند رہیں، مثال کے طور پر ایک آدمی فوت ہو جاتا ہے، تو اس کی حالتِ نزع سے لے کر اس کو دفنانے تک تمام احکام کا تعین کر دیا گیا ہے اور کوئی کمی نہیں چھوڑی گئی ہے، اب مسلمانوں کو چاہیے کہ وہ انہی امور کے پابند رہیں، میت کے پاس بیٹھ کر اس کے حق میں دعا کرنے کا حکم دیا گیا، نہ مخصوص انداز میں تلاوت کرنے کا، جب میت کو قبرستان کی طرف لے جایا جا رہا ہو تو ''کلمۂ شہادت'' کا نعرہ لگانا اور جواباً ''اَشْهَدُ ......'' کہنا ثابت نہیں ہے، جب میت کو دفن کر دیا جائے تو اس کے لیے دعا

---

(۳۳۵) تخریج: اسناده ضعیف لضعف ابی معشر نجیح بن عبد الرحمن السندی (انظر: ۱۰۲٦۹)

(۳۳٦) تخریج: أخرجه مسلم: ۸٦۷(انظر: ۱٤۳۳٤)

کرنے کا حکم تو موجود ہے، لیکن قبر کے پاس اذان یا تلاوت جیسے امور ثابت نہیں ہیں۔

بدعت: وہ نئی بات جو دین میں اجر وثواب کی غرض سے نکالی جائے اور جس کی دلیل کتاب وسنت سے نہ ہو۔ مثلا نمازِ عید سے پہلے خطبہ دینا، نماز کے بعد مصافحہ یا معانقہ کا اہتمام کرنا، مجلس میلاد، عرس، گیارہویں، چہلم، مجلس مرثیہ خوانی، رسم قل، رسم ختم وغیرہ وغیرہ۔

(٣٣٧)۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ ؓ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَنْ سَنَّ سُنَّةَ ضَلَالٍ فَاتُّبِعَ عَلَيْهَا كَانَ عَلَيْهِ مِثْلُ أَوْزَارِهِمْ مِنْ غَيْرِ أَنْ يَنْقُصَ مِنْ أَوْزَارِهِمْ شَيْءٌ، وَمَنْ سَنَّ سُنَّةَ هُدًى فَاتُّبِعَ عَلَيْهَا كَانَ لَهُ مِثْلُ أُجُوْرِهِمْ مِنْ غَيْرِ أَنْ يَنْقُصَ مِنْ أُجُوْرِهِمْ شَيْءٌ۔)) (مسند أحمد: ١٠٥٦٣)

سیدنا ابو ہریرہ ؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس نے گمراہی والا کوئی راستہ وضع کیا اور پھر اس کی پیروی کی گئی تو اس پر پیروی کرنیوالوں کے گناہ کے برابر گناہ ہوگا، جبکہ ان کے گناہوں میں کوئی کمی واقع نہ ہوگی، اسی طرح جس نے ہدایت والا کوئی راستہ جاری کیا اور پھر اس کی پیروی کی گئی تو اس پر پیروی کرنے والوں کے اجر کے برابر اجر ہوگا، جبکہ ان کے اجر وثواب میں کوئی کمی واقع نہیں ہوگی۔''

فوائد: ......''جس نے ہدایت والا کوئی راستہ جاری کیا'' اس سے مراد یہ ہے کہ ایسا طریقہ جاری کیا جائے، جو اس عمومی حکم میں شامل ہو، جس کی اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول نے رغبت دلائی ہو، جیسے سیدنا عمر ؓ نے قیام رمضان کا اہتمام کروایا تھا اور اس سے وہ سنت اور شرعی طریقہ بھی مراد ہو سکتا ہے، جو مسلمانوں کی غفلت کی وجہ سے اپنا وجود کھو چکا ہو۔

(٣٣٨)۔ عَنْ حَبِيْبِ بْنِ عُبَيْدٍ الرَّحَبِيِّ عَنْ غُضَيْفِ بْنِ الْحٰرِثِ الشُّمَالِيِّ ؓ قَالَ: بَعَثَ إِلَيَّ عَبْدُالْمَلِكِ بْنُ مَرْوَانَ فَقَالَ: يَا أَبَا أَسْمَاءَ! إِنَّا قَدْ أَجْمَعْنَا النَّاسَ عَلَى أَمْرَيْنِ، قَالَ: وَمَا هُمَا؟ قَالَ: رَفْعُ الْأَيْدِيْ عَلَى الْمَنَابِرِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ وَالْقَصَصُ بَعْدَ الصُّبْحِ وَالْعَصْرِ، فَقَالَ: أَمَا إِنَّهُمَا أَمْثَلُ بِدْعَتِكُمْ عِنْدِيْ وَلَسْتُ مُجِيْبَكَ إِلَى شَيْءٍ مِنْهُمَا، قَالَ: لِمَ؟ قَالَ: لِأَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: ((مَا

غضیف بن حارث شمالی کہتے ہیں: عبد الملک بن مروان نے مجھے بلا بھیجا، جب میں گیا تو اس نے کہا: اے ابو اسماء! ہم نے لوگوں کو دو چیزوں پر جمع کر لیا ہے۔ میں نے کہا: وہ کون سی؟ اس نے کہا: جمعہ کے روز منبروں پر ہاتھ اٹھانا اور نمازِ فجر اور نمازِ عصر کے بعد قصہ گوئی کرنا۔ میں نے کہا: میرے نزدیک یہ تمہاری بدعتوں کی دو بہترین مثالیں ہیں اور میں ان میں سے کوئی بھی نہیں کروں گا۔ اس نے کہا: کیوں؟ میں نے کہا: کیونکہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''جو قوم بدعت کو ایجاد کرے گا، اس سے اس بدعت کے بقدر سنت اٹھا لی جائے گی، پس

---

(٣٣٧) تخريج: أخرجه مسلم: ٢٦٧٤ (انظر: ١٠٥٥٦)

(٣٣٨) تخريج: اسناده ضعيف لضعف ابى بكر بن عبد الله بن ابى مريم الغسانى ۔ أخرجه البزار: ١٣١، والطبرانى فى "الكبير": ١٨/ ١٨٧ (انظر:)

أَحْدَثَ قَوْمٌ بِدْعَةً اِلَّا رُفِعَ مِثْلُهَا مِنَ السُّنَّةِ، فَتَمَسُّكٌ بِسُنَّةٍ خَيْرٌ مِنْ إِحْدَاثِ بِدْعَةٍ۔)) (مسند أحمد: ۱۷۰۹۵)

سنت کو تھام لینا بدعت کو ایجاد کرنے سے بہتر ہے۔''

(۳۳۹)۔عَنْ سَعْدِ بْنِ إِبْرَاهِيْمَ أَنَّ رَجُلًا أَوْصَى فِيْ مَسَاكِنَ لَهُ بِثُلُثِ كُلِّ مَسْكَنٍ لِإِنْسَان، فَسَأَلْتُ الْقَاسِمَ بْنَ مُحَمَّدٍ فَقَالَ: اجْمَعْ ثَلَاثَةً فِيْ مَكَان وَاحِدٍ، فَإِنِّيْ سَمِعْتُ عَائِشَةَ (رضی اللہ عنہا) تَقُوْلُ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَنْ عَمِلَ عَمَلًا لَيْسَ عَلَيْهِ أَمْرُنَا فَأَمْرُهُ رَدٌّ)) وَفِيْ رِوَايَةٍ: فَهُوَ رَدٌّ)) (مسند أحمد: ۲٦٧٢١)

سعد بن ابراہیم کہتے ہیں: ایک آدمی نے اپنے تین گھروں کے بارے میں وصیت کی کہ ہر گھر کا تیسرا حصہ ایک انسان کو ملے گا، میں نے اس کے بارے میں قاسم بن محمد سے سوال کیا، انھوں نے کہا: ایک مکان تین افراد کے لیے (اور باقی دو گھر وارثوں کیلئے) کر دو، پس بیشک میں نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے سنا، انھوں نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس نے ایسا عمل کیا، جس پر ہمارا حکم نہ ہو تو اس کا وہ عمل مردود ہوگا۔''

فوائد: ......اس حدیث سے معلوم ہوا کہ دین سے متعلقہ ہر قول وفعل کے لیے شرعی دلیل کا ہونا ضروری ہے، وگرنہ وہ مردود ٹھہرے گا۔

فَصْلٌ مِنْهُ فِيْ وَعِيْدِ مَنْ بَدَّلَ أَوْ أَحْدَثَ بَعْدَ النَّبِيِّ ﷺ

نبی کریم ﷺ کے بعد کسی چیز میں تبدیلی کر دینے والے یا کسی چیز کو ایجاد کرنے والے کی وعید کا بیان

(۳٤۰)۔عَنْ أَبِيْ بَكْرَةَ رضی اللہ عنہ اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((لَيَرِدَنَّ عَلَيَّ الْحَوْضَ رِجَالٌ مِمَّنْ صَحِبَنِيْ وَرَآنِيْ حَتّٰى إِذَا رُفِعُوْا إِلَيَّ وَرَأَيْتُهُمْ اُخْتُلِجُوْا دُوْنِيْ فَلَأَقُوْلَنَّ: رَبِّ أُصَيْحَابِيْ! فَيُقَالُ: إِنَّكَ لَا تَدْرِيْ مَا أَحْدَثُوْا بَعْدَكَ)) (مسند أحمد: ۲۰۷٦۸)

سیدنا ابو بکرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''میری صحبت اختیار کرنے والوں اور مجھے دیکھنے والوں میں سے بعض لوگ حوض پر میرے پاس آئیں گے، لیکن جب ان کو میری طرف لایا جائے گا تو ان کو مجھ سے پرے ہی کھینچ لیا جائے گا، پس میں کہوں گا: اے میرے ربّ! میرے ساتھی، پس مجھ سے کہا جائے گا: آپ نہیں جانتے کہ انھوں نے آپ کے بعد کون کون سی چیزیں ایجاد کر لی تھیں۔''

(۳٤۱)۔ عَنْ يَعْقُوْبَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ

سیدنا سہل بن سعد ساعدی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں:

(۳۳۹) تخريج: أخرجه البخاري: ۲٦۹۷، ومسلم: ۱۷۱۸ (انظر: ۲٦۱۹۱)
(۳٤۰) تخريج: صحيح لغيره ـ أخرجه ابن ابي شيبة: ۱۱/ ٤٤۳ (انظر: ۲۰٤۹٤)
(۳٤۱) تخريج: أخرجه البخاري: ۷۰۵۰، ۷۰۵۱، ومسلم: (انظر: ۲۲۸۲۲)
(۳٤۲) تخريج: أخرجه مسلم: ۲۲۹۷ (انظر: ۲۳۲۹۰)

أَبِي حَازِمٍ قَالَ: سَمِعْتُ سَهْلًا (يَعْنِي ابْنَ سَعْدٍ السَّاعِدِيَّ ؓ) يَقُولُ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((أَنَا فَرَطُكُمْ عَلَى الْحَوْضِ، مَنْ وَرَدَ شَرِبَ وَمَنْ شَرِبَ لَمْ يَظْمَأْ بَعْدَهُ أَبَدًا، وَلَيَرِدَنَّ عَلَيَّ أَقْوَامٌ أَعْرِفُهُمْ وَيَعْرِفُوْنَنِي ثُمَّ يُحَالُ بَيْنِي وَبَيْنَهُمْ، (قَالَ أَبُوْحَازِمٍ: فَسَمِعَ النُّعْمَانُ بْنُ أَبِي عَيَّاشٍ وَأَنَا أُحَدِّثُهُمْ هٰذَا الْحَدِيْثَ فَقَالَ: هٰكَذَا سَمِعْتَ سَهْلًا يَقُوْلُ؟ قَالَ: فَقُلْتُ: نَعَمْ، قَالَ: وَأَنَا أَشْهَدُ عَلَى أَبِي سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ لَسَمِعْتُهُ يَزِيْدُ فَيَقُوْلُ: ((إِنَّهُمْ مِنِّيْ- فَيُقَالُ: إِنَّكَ لَا تَدْرِيْ مَا عَمِلُوْا بَعْدَكَ، فَأَقُوْلُ: سُحْقًا سُحْقًا لِمَنْ بَدَّلَ بَعْدِيْ۔)) (مسند أحمد: ۲۳۲۱۰)

میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا: ''میں حوض پر تم لوگوں کا پیش رو ہوں گا، جو وہاں آئے گا، وہ پی لے گا اور جو وہاں سے پی لے گا، وہ اس کے بعد کبھی بھی پیاسا نہیں ہوگا، اور حوض پر میرے پاس ایسے لوگ بھی آئیں گے کہ میں ان کو پہچانتا ہوں گا اور وہ مجھے پہچانتے ہوں گے، لیکن پھر میرے اور ان کے درمیان رکاوٹ ڈال دی جائے گی۔ ابو حازم نے کہا: پس نعمان بن ابو عیاش نے سنا، جبکہ میں ان کو یہ حدیث بیان کر رہا تھا، پس اس نے کہا: کیا تم نے سیدنا سہل ؓ کو اسی طرح کہتے ہوئے سنا؟ میں نے کہا: جی ہاں اس نے کہا! اور میں سیدنا ابو سعید خدری ؓ پر گواہی دیتا ہوں کہ میں نے ان کو یہ الفاظ زیادہ کرتے ہوئے سنا: آپ ﷺ نے فرمایا: ''میں کہوں گا: یہ لوگ تو مجھ سے ہیں، لیکن آپ ﷺ سے کہا جائے گا: آپ نہیں جانتے کہ انھوں نے آپ کے بعد کیا کیا عمل کیے تھے، پس میں کہوں گا: بربادی ہو، بربادی ہو، اس شخص کے لیے جس نے میرے بعد (دین کو) تبدیل کر دیا۔''

(۳۴۲)۔ عَنْ حُذَيْفَةَ بْنِ الْيَمَانِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ مِثْلُهُ۔ (مسند أحمد: ۲۳۶۷۹)

سیدنا حذیفہ بن یمان ؓ نے نبی کریم ﷺ سے اس طرح کی حدیث بیان کی ہے۔

(۳۴۳)۔ عَنْ عَائِشَةَ ؓ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ مِثْلُهُ۔

سیدہ عائشہ ؓ نے بھی آپ ﷺ سے اس طرح کی حدیث بیان کی ہے۔

(۳۴۴)۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ رَافِعٍ الْمَخْزُوْمِيِّ قَالَ: كَانَتْ أُمُّ سَلَمَةَ ؓ تُحَدِّثُ، أَنَّهَا سَمِعَتِ النَّبِيَّ ﷺ يَقُوْلُ عَلَى الْمِنْبَرِ وَهِيَ تَمْتَشِطُ: ((أَيُّهَا النَّاسُ!۔)) فَقَالَتْ لِمَاشِطَتِهَا: لُفِّيْ رَأْسِيْ، قَالَتْ: فَقَالَتْ: فَدَيْتُكِ، إِنَّمَا يَقُوْلُ: أَيُّهَا النَّاسُ! قُلْتُ:

عبد اللہ بن رافع مخزومی کہتے ہیں: سیدہ ام سلمہ ؓ بیان کرتی ہیں: میں نے نبی کریم ﷺ کو سنا کہ آپ ﷺ نے منبر پر جلوہ افروز ہو کر فرمایا: ''اے لوگو!'' جب کہ میں کنگھی کر رہی تھی، میں نے کنگھی کرنے والی خاتون سے کہا: میرا سر ڈھانپ دے، اس نے کہا: میں تجھ پر قربان جاؤں، آپ ﷺ تو فرما رہے ہیں: ''اے لوگو!'' میں نے کہا: تیرا ناس ہو، کیا ہم لوگ

(۳۴۴) تخريج: أخرجه مسلم: ۲۲۹۵ (انظر: ۲٦٥٤٦)

وَيْحَكِ، أَوَ لَسْنَا مِنَ النَّاسِ؟ فَلَفَّتْ رَأْسَهَا وَقَامَتْ فِيْ حُجْرَتِهَا فَسَمِعَتْهُ يَقُوْلُ: ((أَيُّهَا النَّاسُ! بَيْنَمَا أَنَا عَلَى الْحَوْضِ جِيْءَ بِكُمْ زُمَرًا فَتَفَرَّقَتْ بِكُمُ الطُّرُقَ، فَنَادَيْتُكُمْ، أَلَا! هَلُمُّوْا إِلَى الطَّرِيْقِ، فَنَادَانِيْ مُنَادٍ مِنْ بَعْدِيْ فَقَالَ: إِنَّهُمْ قَدْ بَدَّلُوْا بَعْدَكَ، فَقُلْتُ: أَلَا! سُحْقًا، أَلَا! سُحْقًا۔)) (مسند أحمد: ٢٧٠٨١)

نہیں ہیں، پس اس نے اس کا سر ڈھانپ دیا اور وہ اپنے حجرے میں کھڑی ہوگئی اور آپ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا: ''لوگو! میں حوض پر ہوں گا، تم لوگوں کو گروہوں کی شکل میں لایا جائے گا، پس تمہارے راستے جدا جدا ہو جائیں، (کوئی حوض کے راستے پر چل پڑے گا اور کوئی کسی اور راستے پر) اس لیے میں آواز دوں گا: خبردار! اس راستے کی طرف آؤ، لیکن میرے پیچھے سے ایک آواز دینے والا مجھے آواز دے گا: بیشک ان لوگوں نے آپ کے بعد دین کو بدل دیا تھا، پس میں کہوں گا: خبردار! بربادی ہو، خبردار! بربادی ہو۔''

فوائد: ......پچھلے باب میں بدعت کی حقیقت کو واضح کیا جا چکا ہے، اس باب میں بدعتی لوگوں کے انجام بد کا بیان ہے، مسلمانوں کو چاہیے کہ وہ اپنی فکر، قول اور فعل کا قرآن و حدیث کے احکام کے ساتھ موازنہ کریں، اگرچہ فرقہ پرستی اور تعصب کے دور میں یہ موازنہ مشکل ہو گیا ہے، بہر حال فکرمند لوگوں کے لیے آسانیاں ہی آسانیاں ہیں۔

بَابٌ فِيْ قَوْلِهِ ﷺ لَتَتَّبِعُنَّ سُنَنَ مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ
آپ کے ارشاد ''تم پہلے لوگوں کے طریقوں کی پیروی کرو گے'' کا بیان

(٣٤٥)۔عَنْ أَبِيْ سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ رضي الله عنه أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((لَتَتَّبِعُنَّ سُنَنَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ شِبْرًا بِشِبْرٍ وَذِرَاعًا بِذِرَاعٍ حَتّٰى لَوْ دَخَلُوْا جُحْرَ ضَبٍّ لَتَبِعْتُمُوْهُمْ۔)) قُلْنَا: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! اَلْيَهُوْدُ وَالنَّصَارٰى؟ قَالَ: ((فَمَنْ۔)) (مسند أحمد: ١١٨٢٢)

سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تم ضرور ضرور اپنے سے پہلے والے لوگوں کے طریقوں کی اس طرح پیروی کرو گے، جیسے بالشت کے برابر بالشت اور ہاتھ کے برابر ہاتھ ہوتا ہے، یہاں تک کہ اگر وہ لوگ گو کے بل میں گھسے تو تم بھی اس میں ان کے پیچھے چلو گے۔'' ہم نے کہا: اے اللہ کے رسول! کیا یہودی اور عیسائی؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''تو اور کون۔''

(٣٤٦)۔عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رضي الله عنه عَنِ النَّبِيِّ ﷺ مِثْلُهُ وَفِيْهِ بَعْدَ قَوْلِهِ: "وَذِرَاعًا بِذِرَاعٍ" قَالَ: ((وَبَاعًا فَبَاعًا حَتّٰى لَوْ دَخَلُوْا جُحْرَ ضَبٍّ

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بھی اسی قسم کی حدیث بیان کی ہے، البتہ اس میں "وَذِرَاعًا بِذِرَاعٍ" کے بعد یہ الفاظ ہیں: ''اور باع کے برابر باع ہوتا ہے، یہاں تک کہ اگر وہ لوگ گو کے بل میں

---

(٣٤٥) تخريج: أخرجه البخاري: ٣٤٥٦، ٧٣٢٠، ومسلم: ٢٦٦٩ (انظر: ١١٨٠٠)

(٣٤٦) تخريج: حديث صحيح (انظر: ١٠٦٤١)

لَـدَخَـلْتُـمُـوْهُ۔)) قَالُوْا: وَمَنْ هُمْ يَا رَسُوْلَ اللّٰـــهِ! أَهْـلُ الْـكِتَـابِ؟ قَالَ: ((فَمَنْ؟۔)) (مسند أحمد: ١٠٦٤٩)

گھسے تو تم بھی ضرور اس میں گھسو گے۔'' صحابہ نے کہا: اے اللہ کے رسول! یہ کون لوگ ہیں، کیا اہل کتاب ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''تو اور کون ہیں۔''

فوائد: ...... دو بازوؤں کے پھیلاؤ کو ''بَاع'' کہتے ہیں۔

(٣٤٧)۔ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ الْأَنْصَارِيِّ رضی اللہ عنہ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهِ! لَتَرْكَبُنَّ سُنَنَ مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ مِثْلًا بِمِثْلٍ۔)) (مسند أحمد: ٢٣٢٦٦)

سیدنا سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! تم اپنے سے پہلے والے لوگوں کے طریقوں کو ہو بہو اپناؤ گے۔''

(٣٤٨)۔ عَنْ شَدَّادِ بْنِ أَوْسٍ رضی اللہ عنہ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ: ((لَيَحْمِلَنَّ شِرَارُ هٰذِهِ الْأُمَّةِ عَلٰى سُنَنِ الَّذِيْنَ خَلَوْا مِنْ قَبْلِهِمْ أَهْلِ الْكِتَابِ حَذْوَ الْقُذَّةِ بِالْقُذَّةِ۔)) (مسند أحمد: ١٧٢٦٥)

سیدنا شداد بن اوس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اس امت کے برے لوگ اپنے سے پہلے لوگوں کے طریقوں کے مطابق ایسے ہی چلیں گے، جیسے تیار کیا ہوا تیر دوسرے تیر کے مطابق ہوتا ہے۔''

فوائد: ...... ''حَذْوَ الْقُذَّةِ بِالْقُذَّةِ'' یہ دو چیزوں میں مکمل یکسانیت کے لیے ضرب المثل ہے۔

(٣٤٩)۔ عَنْ أَبِيْ وَاقِدٍ اللَّيْثِيِّ رضی اللہ عنہ أَنَّهُمْ خَرَجُوْا عَنْ مَكَّةَ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ إِلَى حُنَيْنٍ قَالَ: وَكَانَ لِلْكُفَّارِ سِدْرَةٌ يَعْكِفُوْنَ عِنْدَهَا وَيُعَلِّقُوْنَ بِهَا أَسْلِحَتَهُمْ يُقَالُ لَهَا ذَاتُ أَنْوَاطٍ، قَالَ: فَمَرَرْنَا بِسِدْرَةٍ خَضْرَاءَ عَظِيْمَةٍ قَالَ: فَقُلْنَا: (وَفِيْ رِوَايَةٍ: فَقُلْتُ) يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! اِجْعَلْ لَنَا ذَاتَ أَنْوَاطٍ (وَفِيْ رِوَايَةٍ: كَمَا لِلْكُفَّارِ ذَاتُ أَنْوَاطٍ) فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((قُلْتُمْ وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهِ

سیدنا ابو واقد لیثی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں کہ ہم لوگ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ حنین کے لیے مکہ مکرمہ سے نکلے، کافروں کی ایک بیری تھی، وہ اس کے پاس قیام کرتے تھے اور اس کے ساتھ اپنا اسلحہ لٹکاتے تھے (اور مجاور بن کر اس کے اردگرد بیٹھتے تھے)، اس بیری کو ذاتِ انواط کہتے تھے، پس ہم سبز رنگ کی ایک بڑی بیری کے پاس سے گزرے تو ہم نے کہا: اے اللہ کے رسول! ہمارے لیے بھی ایک ذاتِ انواط بنائیں، جیسا کہ کافروں کی ذاتِ انواط ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! تم نے تو وہی بات کہی، جو

---

(٣٤٧) تخريج: صحيح لغيره۔ أخرجه الطبراني في "الكبير": ٦٠١٧ (انظر: ٢٢٨٧٨)

(٣٤٨) تخريج: اسناده ضعيف لضعف شهر بن حوشب ۔ أخرجه الطبراني في "الكبير": ٧١٤٠ (انظر: ١٧١٣٥)

(٣٤٩) تخريج: اسناده صحيح على شرط الشيخين ۔ أخرجه الترمذي: ٢١٨٠ (انظر: ٢١٨٩٧)

كَمَا قَالَ قَوْمُ مُوْسٰى: ﴿اِجْعَلْ لَنَا اِلٰهًا كَمَا لَهُمْ آلِهَةٌ، قَالَ اِنَّكُمْ قَوْمٌ تَجْهَلُوْنَ﴾ اِنَّهَا لَسُنَنٌ، لَتَرْكَبُنَّ سُنَنَ مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ سُنَّةً سُنَّةً۔)) (مسند أحمد: ٢٢٢٤٢)

موسیٰ علیہ السلام کی قوم نے کہی تھی، جیسا کہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے: ''اے موسیٰ! ہمارے لیے بھی ایک معبود ایسا مقرر کر دیجئے! جیسے ان کے یہ معبود ہیں، آپ نے کہا کہ واقعی تم لوگوں میں بڑی جہالت ہے۔'' (اعراف: ۱۳۸) یہ مختلف طریقے ہیں، البتہ تم ضرور ضرور اور ایک ایک کر کے پہلے والے لوگوں کے طریقوں کو اپناؤ گے۔''

(٣٥٠) (وَعَنْهُ مِنْ طَرِيْقٍ آخَرَ بِنَحْوِهِ)۔ وَفِيْهِ: فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((اَللّٰهُ أَكْبَرُ، هٰذَا كَمَا قَالَتْ بَنُوْاِسْرَائِيْلُ لِمُوْسٰى: ﴿اِجْعَلْ لَنَا اِلٰهًا كَمَا لَهُمْ آلِهَةٌ، قَالَ اِنَّكُمْ قَوْمٌ تَجْهَلُوْنَ﴾ اِنَّكُمْ تَرْكَبُوْنَ سُنَنَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ۔)) (مسند أحمد: ٢٢٢٤٥)

(دوسری سند) اسی طرح کی حدیث مروی ہے، البتہ اس میں ہے: نبی کریم ﷺ نے جواباً فرمایا: ''اَللّٰہُ أَکْبَرُ''، یہ تو وہی بات ہے جو بنو اسرائیل نے موسیٰ علیہ السلام سے سے کہی تھی، جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''اے موسیٰ! ہمارے لیے بھی ایک معبود ایسا مقرر کر دیجئے! جیسے ان کے یہ معبود ہیں، آپ نے کہا کہ واقعی تم لوگوں میں بڑی جہالت ہے۔'' (اعراف: ۱۳۸) بیشک تم لوگ اپنے سے پہلے والے لوگوں کے طریقوں کو اپناؤ گے۔''

فوائد: ......ان احادیث کا مفہوم یہ ہے کہ جیسے یہود و نصاری نافرمانیوں، بغاوتوں اور اپنے انبیاء و رسل کی مخالفت پر تل گئے، ایسے ہی آپ ﷺ کی امت کے افراد بھی قرآن و حدیث کے ساتھ یہی رویہ اختیار کر لیں گے، آخری حدیث میں آپ ﷺ نے خود ایک مثال کی وضاحت کر دی ہے۔ نبی کریم ﷺ کی یہ پیشین گوئی حرف بحرف ثابت ہوئی اور اہل کتاب کی طرح امتِ اسلامیہ کے افراد نے ہر قسم کی معصیت کا ارتکاب کر دیا، مثلا: شرک و بدعت کی کئی صورتیں، اماموں کی تقلید ناسدید، رشوت، خیانت، حدودِ الٰہی کے نفاذ میں معاشرے کے اعلی اور ادنی افراد میں فرق، ذاتی مقصد کی خاطر آیات و احادیث کو چھپانا اور ان میں اضافہ کرنا اور ان میں باطل تاویل کرنا، حرام و حلال کے خود ساختہ معیار بنانا، غیر اللہ کے نام پر نذر و نیاز، ترکِ نماز، نبی کریم ﷺ کی طرف جھوٹی باتیں منسوب کرنا، وغیرہ وغیرہ۔

خَاتِمَةٌ فِيْمَا وَرَدَ عَنْ بَعْضِ الصَّحَابَةِ فِيْ تَغَيُّرِ الْحَالِ فِيْ عَصْرِ التَّابِعِيْنَ

خاتمہ: بعض صحابہ سے اس چیز کا ثابت ہونا کہ تابعین کے زمانہ میں ہی حالات بگڑ گئے تھے

(٣٥١)۔ عَنْ أَبِي عِمْرَانَ الْجَوْنِيِّ قَالَ: سَمِعْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ ؓ يَقُوْلُ: ((مَا أَعْرِفُ شَيْئًا الْيَوْمَ مِمَّا كُنَّا عَلَيْهِ عَلَى عَهْدِ

ابو عمران جونی کہتے ہیں کہ سیدنا انس بن مالک ؓ نے کہا: ہم عہدِ نبوی میں جن امور پر کاربند تھے، آج تو ان میں سے کوئی چیز بھی نظر نہیں آتی۔ ہم نے کہا: پس نماز کہاں ہے؟ انھوں نے

(٣٥٠) تخريج: انظر الحديث بالطريق الاول

(٣٥١) تخريج: أخرجه بنحوه البخاري: ٥٢٩ (انظر: ١١٩٧٧)

رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ ، قَالَ: قُلْنَا: فَأَيْنَ الصَّلَاةُ؟ قَالَ: أَوَلَمْ تَصْنَعُوْ فِي الصَّلَاةِ مَا قَدْ عَلِمْتُمْ۔ (مسند أحمد: ١٢٠٠٠)

کہا: کیا تم نے نماز میں وہ کچھ نہیں کیا جن کو تم خود جانتے ہو؟

(٣٥٢)۔عَنْ ثَابِتٍ الْبُنَانِيِّ قَالَ: قَالَ أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ ﷺ: مَا أَعْرِفُ فِيكُمُ الْيَوْمَ شَيْئًا كُنْتُ أَعْهَدُهُ عَلٰى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ ، لَيْسَ قَوْلَكُمْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ ، قَالَ: قُلْتُ: يَا أَبَا حَمْزَةَ! الصَّلَاةُ؟ قَالَ: قَدْ صَلَّيْتَ حِيْنَ تَغْرُبُ الشَّمْسُ ، أَفَكَانَتْ تِلْكَ صَلَاةَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ ؟ قَالَ: فَقَالَ: عَلٰى أَنِّيْ لَمْ أَرَ زَمَانًا خَيْرًا لِعَامِلٍ مِنْ زَمَانِكُمْ هٰذَا اِلَّا أَنْ يَكُوْنَ زَمَانًا مَعَ نَبِيٍّ۔ (مسند أحمد: ١٣٨٩٧)

ثابت بنانی کہتے ہیں کہ سیدنا سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے کہا: میں جن امور کو رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں دیکھتا ہے، آج تم میں تو ان میں سے کوئی چیز بھی نظر نہیں آتی، البتہ تمہارا ''لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ'' کہنا وہی ہے۔ میں نے کہا: اے ابوحمزہ! نماز (بھی تو وہی ہے)؟ انھوں نے کہا: تو نے تو (عصر کی) نماز غروبِ آفتاب کے وقت پڑھی ہے، کیا یہ رسول اللہ ﷺ کی نماز تھی؟ پھر انھوں نے کہا: اس کے باوجود یہ بات تو ہے کہ میں نے کوئی ایسا زمانہ نہیں دیکھا، جو عامل کے لیے تمہارے اس زمانے سے بہتر ہو، الّا یہ کہ وہ زمانہ نبی کریم ﷺ کی صحبت والا ہو۔

(٣٥٣)۔عَنْ أُمِّ الدَّرْدَاءِ قَالَتْ: دَخَلَ عَلَيَّ أَبُو الدَّرْدَاءِ (ﷺ) وَهُوَ مُغْضَبٌ ، فَقُلْتُ: مَنْ أَغْضَبَكَ؟ قَالَ: وَاللّٰهِ! لَا أَعْرِفُ فِيهِمْ مِنْ أَمْرِ مُحَمَّدٍ ﷺ شَيْئًا اِلَّا أَنَّهُمْ يُصَلُّوْنَ جَمِيْعًا ، (وَفِيْ رِوَايَةٍ: اِلَّا الصَّلَاةَ)۔ (مسند أحمد: ٢٨٠٤٨)

سیدہ ام درداء رضی اللہ عنہا کہتی ہیں: سیدنا ابودرداء رضی اللہ عنہ میرے پاس غصے کی حالت میں آئے، میں نے کہا: کس نے آپ کو غصہ دلایا ہے؟ انھوں نے کہا: اللہ کی قسم! اِن لوگوں میں تو محمد ﷺ کے حکم پر مشتمل کوئی چیز نظر نہیں آتی، سوائے اس کے کہ یہ نماز اکٹھی پڑھتے ہیں۔ ایک روایت میں ہے: سوائے نماز کے۔

فوائد: ...... آخری صحابی تو ١١٠ھ میں فوت ہوا، لیکن مختلف وجوہات کی بنا پر اس سے بہت پہلے کئی ایسے امورِ خیر مفقود ہو گئے تھے، جو عہدِ نبوی اور خلافتِ راشدہ کے ابتدائی دور میں موجود تھے، مطالعہ کرنے والے لوگ جانتے ہیں، اسباب کی تفصیل بیان کرنے کی ضرورت نہیں ہے، پھر آہستہ آہستہ تنزل آتا گیا اور پندرہویں صدی ہجری شروع ہو گئی، جس میں شرّ، فساد اور بگاڑ بہت عروج پر ہے۔

❁❁❁❁

---

(٣٥٢) تخريج: اسناده صحيح على شرط مسلم ـ أخرجه ابو يعلى: ٣٣٣٠ (انظر: ١٣٨٦١)

(٣٥٣) تخريج: أخرجه البخاري: ٦٥٠ (انظر: ٢٧٥٠٠)

اَلْقِسْمُ الثَّانِیُ مِنَ الْکِتَابِ ..... قِسْمُ الْفِقْهِ

کتاب کی قِسم دوم......فقہ

وَهُوَ أَرْبَعَةُ أَنْوَاعٍ، اَلنَّوْعُ الْأَوَّلُ مِنْهُ الْعَادَاتُ

اس کی چار انواع ہیں، پہلی نوع کا تعلق عادات سے ہے۔

كِتَابُ الطَّهَارَةِ

طہارت کے ابواب

الطهارة: لغوی معنی: صاف ہونا، پاک ہونا، عیب دار قول وفعل سے بری ہونا

اصطلاحی تعریف: شرعی اصولوں کے مطابق نجاست اور گندگی سے صفائی ستھرائی حاصل کرنے کو شرعی اصطلاح میں ''طہارت'' کہتے ہیں۔ وہ نجاست خواہ حقیقی ہو، جیسے پیشاب اور پائخانہ وغیرہ یا حکمی اور معنوی ہو، جیسے دبر سے ہوا کا خارج ہونا، اول الذکر کو ''خَبَث'' کہتے ہیں اور مؤخر الذکر کو ''حَدَث''

أَبْوَابُ أَحْكَامِ الْمِيَاهِ .....

پانیوں کے احکام کے ابواب

اَلْبَابُ الْأَوَّلُ فِيْ طُهُوْرِيَّةِ مَاءِ الْبَحْرِ وَمَاءِ الْبِئْرِ

سمندر اور کنویں کے پانی کے طاہر ہونے کا بیان

(۳۵٤)۔ عَنْ أَبِیْ هُرَيْرَةَ ؓ قَالَ: سَأَلَ　　سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک آدمی نے رسول

---

(۳۵٤) تخریج: حدیث صحیح ۔ أخرجه ابوداود: ۸۳، وابن ماجه: ۳۸٦، ۳۲٤٦، والترمذی: ٦۹، والنسائی: ۱/ ۵۰ (انظر: ۷۲۳۳)

رَجُلٌ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ: إِنَّا نَرْكَبُ الْبَحْرَ وَنَحْمِلُ مَعَنَا الْقَلِيْلَ مِنَ الْمَاءِ، فَإِنْ تَوَضَّأْنَا بِهِ عَطِشْنَا، أَفَنَتَوَضَّأُ مِنْ مَاءِ الْبَحْرِ؟ قَالَ: فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((هُوَ الطَّهُوْرُ مَاءُهُ، الْحِلُّ مَيْتَتُهُ۔)) (مسند أحمد: ٨٧٢٠)

اللہ ﷺ سے سوال کرتے ہوئے کہا: بیشک ہم سمندری سفر کرتے ہیں اور اپنے ساتھ تھوڑی مقدار میں پانی لے جاتے ہیں، اگر ہم اس سے وضو بھی کریں تو (ساتھ والے پانی کے تھوڑے ہونے کی وجہ سے) پیاس لگتی ہے، تو کیا ہم سمندر کے پانی سے وضو کر سکتے ہیں؟ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''اس کا پانی پاک کرنے والا ہے اور اس کا مردار حلال ہے۔''

(٣٥٥) (وَعَنْهُ مِنْ طَرِيْقٍ آخَرَ)۔ أَنَّ نَاسًا أَتَوْا النَّبِيَّ ﷺ فَقَالُوْا: إِنَّا نَبْعُدُ فِي الْبَحْرِ وَلَا نَحْمِلُ مِنَ الْمَاءِ إِلَّا الْإِدَاوَةَ وَالْإِدَاوَتَيْنِ لِأَنَّا لَا نَجِدُ الصَّيْدَ حَتَّى نَبْعُدَ، أَفَنَتَوَضَّأُ بِمَاءِ الْبَحْرِ؟ قَالَ: ((نَعَمْ، فَإِنَّهُ الْحِلُّ مَيْتَتُهُ، الطَّهُوْرُ مَاؤُهُ)) (مسند أحمد: ٨٨٩٩)

(دوسری سند) بیشک کچھ لوگ نبی کریم ﷺ کے پاس آئے اور کہا: ہم سمندر میں دور تک نکل جاتے ہیں، کیونکہ دور جائے بغیر شکار نہیں ملتا اور اپنے ساتھ ایک دو چھوٹے چھوٹے برتنوں میں (پینے والا پانی) اٹھایا ہوا ہوتا ہے، تو کیا ہم سمندر کے پانی سے وضو کر سکتے ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''جی ہاں، بیشک اس کا مردار حلال ہے اور اس کا پانی پاک کرنے والا ہے۔''

فوائد: ...... چمڑے کے چھوٹے سے برتن کو ''اِدَاوَۃ'' کہتے ہیں۔

(٣٥٦)۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الْمُغِيْرَةِ بْنِ أَبِي بُرْدَةَ الْكِنَانِيِّ أَنَّ بَعْضَ بَنِيْ مُدْلِجٍ أَخْبَرَهُ أَنَّهُمْ كَانُوْا يَرْكَبُوْنَ الْأَرْمَاثَ فِي الْبَحْرِ لِلصَّيْدِ فَيَحْمِلُوْنَ مَعَهُمْ مَاءً لِلسَّقَاةِ فَتُدْرِكُهُمُ الصَّلَاةُ وَهُمْ فِي الْبَحْرِ وَأَنَّهُمْ ذَكَرُوْا ذٰلِكَ لِلنَّبِيِّ ﷺ فَقَالُوْا: إِنْ نَتَوَضَّأْ بِمَائِنَا عَطِشْنَا وَإِنْ نَتَوَضَّأْ بِمَاءِ الْبَحْرِ وَجَدْنَا فِي أَنْفُسِنَا، فَقَالَ لَهُمْ: ((هُوَ الطَّهُوْرُ مَاؤُهُ الْحَلَالُ مَيْتَتُهُ۔)) (مسند أحمد: ٢٣٤٨٤)

عبد اللہ بن مغیرہ کنانی کہتے ہیں کہ بنو مدلج کے بعض افراد نے اس کو بتلایا ہے کہ وہ لوگ شکار کرنے کے لیے تختوں پر سمندر میں جاتے تھے اور پینے کے لیے اپنے ساتھ پانی لے جاتے تھے، لیکن ان کی نماز کا وقت بھی سمندر میں ہی ہو جاتا تھا، انھوں نے نبی کریم ﷺ کے سامنے یہ صورتحال بیان کی اور کہا: اگر ہم اپنے ساتھ اٹھائے ہوئے پانی سے وضو کریں تو پیاس لگتی ہے اور اگر سمندر کے پانی سے وضو کریں تو دل میں شک سا رہتا ہے، آپ ﷺ نے ان سے فرمایا: ''سمندر کا پانی پاک کرنے والا ہے اور اس کا مردار حلال ہے۔''

---

(٣٥٥) تخريج: انظر الحديث بالطريق الاول

(٣٥٦) تخريج: صحيح لغيره۔ أخرجه ابن ابى شيبة: ١/ ١٣٠، والحاكم: ١/ ١٤١، عبد الرزاق: ٣٢١ (انظر: ٢٣٠٩٦)

(٣٥٧)۔عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ ‌رضی ‌اللہ ‌عنہ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ فِي الْبَحْرِ: ((هُوَ الطَّهُوْرُ مَاؤُهُ الْحِلُّ مَيْتَتُهُ)) (مسند أحمد:١٥٠٧٩)

سیدنا جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے سمندر کے بارے میں فرمایا: ''اس کا پانی پاک کرنے والا ہے اور اس کا مردار حلال ہے۔''

فوائد: ...... عام طور پر سمندر کا پانی کھارا اور نمکین ہونے کی وجہ سے، دوسرے پانیوں سے مختلف ہوتا ہے، اس لیے سائل کو شبہ ہو رہا تھا، آپ ﷺ نے اس کے شبہ کا ازالہ کر دیا اور اس کی ضرورت کے مطابق سمندر کے مردار کے حلال ہونے کی بھی وضاحت کر دی۔ اس سے معلوم ہوا کہ مفتی اور عالم کو اتنا فہیم ہونا چاہیے کہ وہ سائل کے سوال کے مقصد اور اس کے متعلقات کو سمجھ سکے، جب آپ ﷺ نے دیکھا کہ جس شخص کو سمندر کے پانی کے بارے میں شک پڑ رہا ہے، وہ لامحالہ طور پر اس کے مردار کے بارے متردّد ہوگا، اس لیے آپ ﷺ نے مردار کے حکم کی بھی وضاحت کر دی، یہ چیز فتوی کے محاسن میں سے ہے۔ یہ حدیث اس بات پر بھی دلالت کرتی ہے کہ تمام سمندری حیوانات، جو صرف پانی میں زندہ رہ سکتے ہیں، حلال ہیں، امام مالک، امام شافعی اور امام احمد کی یہی رائے ہے اور یہی مسلک راجح ہے، کیونکہ اس حدیث میں آپ ﷺ کا فرمان عالیشان عام ہے، جو ہر سمندری کو شامل ہے، نیز ارشادِ باری تعالیٰ ہے: ﴿أُحِلَّ لَكُمْ صَيْدُ الْبَحْرِ وَطَعَامُهُ مَتَاعًا لَّكُمْ وَلِلسَّيَّارَةِ﴾ ...... ''تمہارے لیے دریا کا شکار پکڑنا اور اس کا کھانا حلال کیا گیا ہے۔'' (سورۂ مائدہ: ٩٦) البتہ امام ابوحنیفہ صرف مچھلی کے مردار کو ہی حلال سمجھتے ہیں۔

(٣٥٨)۔عَنْ مُوْسَى بْنِ سَلَمَةَ أَنَّ سِنَانَ بْنَ سَلَمَةَ سَأَلَ ابْنَ عَبَّاسٍ ‌رضی ‌اللہ ‌عنہ عَنْ مَاءِ الْبَحْرِ فَقَالَ: مَاءُ الْبَحْرِ طَهُوْرٌ۔ (مسند أحمد:٢٠١٨)

موسیٰ بن سلمہ کہتے ہیں کہ سنان بن سلمہ نے سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے سمندر کے پانی کے حکم کے بارے میں سوال کیا تو انھوں نے کہا: سمندر کا پانی پاک کرنے والا ہے۔

(٣٥٩)۔عَنْ عَلِيٍّ ‌رضی ‌اللہ ‌عنہ فِي صِفَةِ حَجِّ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ثُمَّ أَفَاضَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَدَعَا بِسَجْلٍ مِنْ مَاءِ زَمْزَمَ فَشَرِبَ مِنْهُ وَتَوَضَّأَ ثُمَّ قَالَ: ((اِنْزِعُوْا يَا بَنِيْ عَبْدِالْمُطَّلِبِ! فَلَوْ لَا أَنْ تُغْلَبُوْا عَلَيْهَا لَنَزَعْتُ۔)) (مسند أحمد:١٣٤٨)

سیدنا علی رضی اللہ عنہ، رسول اللہ ﷺ کے حج کی کیفیت بیان کرتے ہوئے کہتے ہیں: پھر آپ ﷺ نے طوافِ افاضہ کیا اور زمزم کے پانی کا ڈول منگوا کر اس سے پیا اور وضو بھی کیا اور فرمایا: ''اے بنو عبد المطلب! پانی کھینچو، اگر تمہارے مغلوب ہو جانے کا خطرہ نہ ہوتا تو میں بھی تمہارے ساتھ کھینچتا۔''

فوائد: ...... معلوم ہوا کہ زمزم کے پانی سے وضو کرنا درست ہے۔ آخری جملے کا مفہوم یہ ہے کہ آپ ﷺ بھی

---

(٣٥٧) تخريج: حديث صحيح ـ أخرجه ابن ماجه: ٣٨٨ (انظر: ١٥٠١٢)

(٣٥٨) تخريج: اسناده صحيح على شرط مسلم ـ أخرجه الدارقطني: ١/ ٣٥، والحاكم: ١/ ١٤٠ (انظر: ٢٠١٨)

(٣٥٩) تخريج: اسناده حسن (انظر: ١٣٤٨)

پانی کھینچتے تو لوگ اس کو آپ ﷺ کی فعلی اور حج سے متعلقہ سنت سمجھ کر ایسا کرنے پر ٹوٹ پڑتے اور بنو عبد المطلب اس سعادت سے محروم ہو جاتے۔ اور افراتفری پیدا ہوتی ہے اور نظام بھی خراب ہوتا۔

بَابٌ فِيْ حُكْمِ الطَّهَارَةِ بِالنَّبِيْذِ إِذَا لَمْ يُوْجَدِ الْمَاءُ

پانی نہ ہونے کی صورت میں نبیذ سے طہارت حاصل کرنے کے حکم کا بیان

(۳۶۰)۔عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: لَمَّا كَانَ لَيْلَةُ الْجِنِّ تَخَلَّفَ مِنْهُمْ رَجُلَانِ وَقَالَا: نَشْهَدُ الْفَجْرَ مَعَكَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! فَقَالَ لِيَ النَّبِيُّ ﷺ: ((أَمَعَكَ مَاءٌ؟۔)) قُلْتُ: لَيْسَ مَعِيَ مَاءٌ وَلٰكِنْ مَعِيَ إِدَاوَةٌ فِيْهَا نَبِيْذٌ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((تَمْرَةٌ طَيِّبَةٌ وَمَاءٌ طَهُوْرٌ۔))، فَتَوَضَّأَ۔ (مسند أحمد: ٤٢٩٦)

سیدنا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: جب جنوں والی رات تھی تو ان میں سے دو افراد پیچھے رہ گئے اور انھوں نے کہا: اے اللہ کے رسول! ہم آپ کے ساتھ نمازِ فجر ادا کریں گے، آپ ﷺ نے مجھے فرمایا: ''کیا تمہارے پاس پانی ہے؟'' میں نے کہا: میرے پاس پانی نہیں ہے، البتہ ایک برتن میں نبیذ ہے، آپ ﷺ نے فرمایا: ''پاکیزہ کھجور ہے اور پاک کرنے والا پانی ہے۔''

فوائد: ...... میرے پاس الفتح الربانی والے نسخے میں ''ثَمَرَةٌ'' (ثاء کے ساتھ) ہے۔ لیکن ابوداود اور ترمذی میں ''تَمْرَةٌ'' (تاء کے ساتھ) ہے اور یہی درست معلوم ہوتا ہے اور اسی کے مطابق ترجمہ کیا گیا ہے۔ البتہ معنی دونوں لحاظ سے درست بن جائے گا۔ (عبداللہ رفیق)

(۳۶۱) (وَعَنْهُ مِنْ طَرِيْقٍ ثَانٍ)۔قَالَ: قَالَ لِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((أَمَعَكَ طَهُوْرٌ؟)) قُلْتُ: لَا، قَالَ: ((فَمَا هٰذَا فِي الْإِدَاوَةِ؟)) قُلْتُ: نَبِيْذٌ، قَالَ: ((أَرِنِيْهَا، ثَمَرَةٌ طَيِّبَةٌ وَمَاءٌ طَهُوْرٌ۔)) فَتَوَضَّأَ مِنْهَا وَصَلّٰى۔ (مسند أحمد: ٤٣٠١)

(دوسری سند) سیدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے مجھے فرمایا: ''تمہارے پاس پاک کرنے والا (پانی) ہے؟'' میں نے کہا: جی نہیں، آپ ﷺ نے فرمایا: ''تو پھر اس چھوٹے برتن میں کیا ہے؟'' میں نے کہا: نبیذ ہے، آپ ﷺ نے فرمایا: ''مجھے دو، پاکیزہ کھجور ہے اور پاک کرنے والا پانی ہے۔'' پھر آپ ﷺ نے اس سے وضو کیا اور نماز پڑھی۔

(۳۶۲) (وَعَنْهُ مِنْ طَرِيْقٍ ثَالِثٍ)۔ أَنَّهُ كَانَ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ لَيْلَةَ الْجِنِّ فَقَالَ لَهُ

(تیسری سند) سیدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ جنوں والی رات کو رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے، نبی کریم ﷺ نے ان سے فرمایا:

---

(۳۶۰) تخریج: اسناده ضعيف لجهالة ابی زيد مولی عمرو بن حريث ۔ أخرجه ابوداود: ٨٤، والترمذی: ٨٨، ابن ماجه: ٣٨٤(انظر: ٤٢٩٦)

(۳۶۱) تخريج: انظر الحديث بالطريق الاول

(۳۶۲) تخريج: انظر الحديث بالطريق الاول

النَّبِيُّ ﷺ: ((يَا عَبْدَاللّٰهِ! أَمَعَكَ مَاءٌ؟)) قَالَ: مَعِي نَبِيذٌ فِي إِدَاوَةٍ، فَقَالَ: ((أُصْبُبْ عَلَيَّ.)) فَتَوَضَّأَ، قَالَ: فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: (يَاعَبْدَ اللّٰهِ بْنَ مَسْعُوْدٍ! شَرَابٌ طَهُوْرٌ)) (مسند أحمد)

''عبداللہ! کیا تمہارے پاس پانی ہے؟'' انھوں نے کہا: میرے پاس تو ایک برتن میں نبیذ ہے، آپ ﷺ نے فرمایا: ''مجھ پر بہاؤ۔'' پس آپ ﷺ نے وضو کیا۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''اے عبداللہ بن مسعود! یہ پاکیزہ مشروب ہے۔''

فوائد: ...... پانی میں کھجور بھگو کر رکھنا اور اس سے تیار ہونے والا مشروب پینا جائز ہے، اس کو نبیذ کہتے ہیں، یہ نبیذ انگور سے بھی تیار کی جاتی ہے۔ جب یہ مشروب جوش مارنے لگے تو وہ شراب بن جاتا ہے، جس کا پینا مومنوں پر حرام ہے۔ یہ حدیث ضعیف ہے، بہر حال نبیذ سے وضو کرنا صحیح نہیں ہے، کیونکہ یہ مائے مطلق نہیں ہے، درج ذیل بحث کو سمجھنے کی کوشش کریں۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿فَلَمْ تَجِدُوْا مَاءً فَتَيَمَّمُوْا صَعِيْدًا طَيِّبًا﴾ ...... ''جب تمہیں پانی نہ ملے تو پاک مٹی سے تیمم کرلو۔'' (سورۂ نساء: ۴۳) ، نیز فرمایا: ﴿وَأَنْزَلْنَا مِنَ السَّمَاءِ مَاءً طَهُوْرًا﴾ ...... ''ہم نے آسمان سے ایسا پانی نازل کیا جس سے پاکیزگی حاصل کی جاتی ہے۔'' (سورۂ فرقان: ۴۸)، مزید ارشاد ہے: ﴿وَيُنَزِّلُ عَلَيْكُمْ مِنَ السَّمَاءِ مَاءً لِيُطَهِّرَكُمْ بِهِ﴾ (الانفال: ۱۱) یعنی ''اور وہ تم پر آسمان سے پانی نازل کرتا ہے تا کہ اس کے ذریعے تمہیں پاک کردے۔'' ان آیاتِ مبارکہ میں ماءِ مطلق (مطلق پانی) کا ذکر ہے' جس سے معلوم ہوتا ہے کہ جب تک کسی پانی پر ''ماءِ مطلق'' کا اطلاق ہوسکتا ہو اس وقت تک وہ طاہر (پاک) اور مطہّر (پاک کرنے والا) ہوگا' بشمول امام شافعیؒ اور امام مالکؒ کے جمہور کا یہی مسلک ہے' لیکن جب پانی کو کسی وصف کی طرف منسوب کیا جائے' جیسے یموں کا پانی' گلاب کے پھول کا پانی' انگور کا پانی' کھجور کا پانی وغیرہ' تو ایسی صورت میں وہ ماءِ مطلق نہیں رہے گا' جس سے طہارت حاصل کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔ اگر پانی میں کوئی طاہر چیز اتنی معمولی مقدار میں پائی جائے کہ اس پانی پر ''ماء مطلق'' کا اطلاق ختم نہ ہو سکے' تو وہ پانی اس قابل ہوگا کہ اس سے وضوء اور غسل کیا جائے' جیسا کہ مندرجہ ذیل حدیث سے معلوم ہوتا ہے: ((عَنْ أُمِّ هَانِئٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ اِغْتَسَلَ هُوَ وَمَيْمُوْنَةُ مِنْ اِنَاءٍ وَاحِدٍ فِيْ قَصْعَةٍ فِيْهَا اَثَرُ الْعَجِيْنِ)) سیدہ ام ہانی رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ اور آپ کی بیوی میمونہ رضی اللہ عنہا دونوں نے ایسے ٹب میں غسل کیا جس میں گوندھے ہوئے آٹے کے نشانات تھے۔

(ابن ماجه: ۳۷۸، نسائی: ۲۴۱، مسند احمد: ۶/۳۴۲)

یعنی آٹے کے آثار اتنی معمولی مقدار میں تھے کہ اس پانی کو آٹے والا پانی نہیں، بلکہ ماءِ مطلق کہا جا سکتا تھا، جیسا کہ شیخ محمد عطاء اللہ بھوجیانیؒ نے کہا: يدل على ان الطاهر القليل لا يخرج الماء عن الطهورية۔ (اس حدیث سے معلوم ہوا کہ قلیل مقدار میں طاہر چیز کے مل جانے سے پانی مطہّر ہی رہتا ہے۔)

(التعليقات السلفية: ۱/۳۰)

امام شوکانی نے کہا: ''کسی پاک چیز کے ملنے کی وجہ سے جس پانی پر ماءِ مطلق کا نام نہ بولا جا سکے بلکہ اس پر کوئی خاص نام بولا جاتا ہو، مثلاً گلاب کا پانی وغیرہ تو وہ فی نفسہ تو طاہر ہوگا، لیکن دوسروں کیلئے مطہّر نہیں ہوگا۔'' (السیل الجرار: ۱/۵٦) امام ابن حزم نے کہا: ''جب تک پانی پر ماء (مطلق پانی) کا لفظ بولا جا سکتا ہو اس وقت تک وہ طاہر ومطہّر رہے گا۔'' (المحلی بالآثار: ۱/۱۹۳)

نتیجہ بحث : ......انگور کا پانی اور نبیذ وغیرہ خود تو پاک ہے، لیکن ان سے وضوء یا غسل کر کے پاکیزگی حاصل نہیں کی جا سکتی' کیونکہ ان پر مطلق ماء (پانی) کے لفظ کا اطلاق نہیں کیا جا سکتا' قاضی خاں حنفی نے بھی اسی فتوے کی تائید کی۔ امام ابوحنیفہ کا مسلک یہ ہے کہ جب نبیذ اس قدر پتلی ہو کہ اعضا پر بہہ سکتی ہو اور میٹھی ہو، نشہ آور نہ ہو، تو آدمی اس کے ساتھ وضو کر لے اور تیمّم نہ کرے۔ لیکن امام ابو یوسف کی رائے یہ ہے کہ تیمّم کر لینا چاہیے اور نبیذ کے ساتھ وضو نہیں کرنا چاہیے، جمہور اور باقی ائمہ کا مسلک بھی یہی ہے۔ امام طحاوی نے بھی اسی کو اختیار کیا اور کہا: امام ابوحنیفہ نے سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی حدیث پر اعتماد کرتے ہوئے شروع شروع میں (نبیذ کے ساتھ وضو کرنے کی) جو رائے اختیار کی تھی، اس حدیث کی کوئی اصل نہیں ہے۔

بَابٌ فِيْ اَنَّ غُسْلَ الرَّجُلِ مَعَ زَوْجَتِهِ مِنْ اِنَاءٍ وَاحِدٍ لَا يَسْلُبُ طُهُوْرِيَّةَ الْمَاءِ
خاوند کا اپنی بیوی کے ساتھ ایک برتن سے غسل کرنا، اس سے پانی کی طہوریت ختم نہ ہونے کا بیان

تنبیہ :...... اس باب سمیت کل تین ابواب کا موضوع مائے مستعمل ہے کہ آیا ایسا پانی طاہر ومطہّر ہے یا نہیں ہے یا صرف طاہر ہے۔ مائے مستعمل سے مراد وہ استعمال شدہ پانی ہے، جسے غسلِ جنابت اور وضو کے لیے یا نجاست کے ازالہ کے لیے استعمال کیا جائے، جبکہ یہ سارے امور تقرب کی نیت سے سرانجام دیئے گئے ہوں۔

امام ابوحنیفہ کا مسلک یہ ہے کہ ایسے پانی سے طہارت حاصل کرنا جائز نہیں ہے۔ امام ابو یوسف کے نزدیک تو مستعمل پانی نجس ہے۔ اہل ظاہر اور کچھ دیگر ائمہ کا خیال ہے کہ یہ پانی طاہر بھی ہے اور مطہّر بھی، یعنی اس اعتبار سے مائے مستعمل اور غیر مستعمل میں کوئی فرق نہیں ہے۔ ہمارے نزدیک اہل ظاہر کا مسلک راجح ہے، آنے والے تین ابواب کی احادیث کا بغور مطالعہ کریں۔ ہمیں اس رائے پر بڑا تعجب ہے کہ ایک آدمی برتن میں پانی لے کر وضو کرتا ہے، پھر اگر اس برتن میں کچھ پانی بچ جائے تو اس کو طہوریت کے وصف سے ہی خارج کر دیا جائے، اگر اس معاملے میں شریعت خاموش رہتی تو عقل سلیم کا یہی تقاضا ہونا چاہیے تھا کہ بچے ہوئے اس پانی کو طاہر اور مطہّر قرار دیا جائے، لیکن معاملہ اس کے الٹ ہو گیا کہ شریعت اس کو طاہر اور مطہّر سمجھتی ہے، لیکن بعض لوگ اس کو یہ وصف دینے کے لیے تیار نہیں ہیں۔
احناف نے اس استعمال شدہ پانی کو پلید کا حکم دینے کیلئے جن ادلہ سے استدلال کرنے کی کوشش کی ہے وہ انتہائی محل نظر ہیں' ہم نتیجتاً ابن حزم کا قول پیش کرتے ہیں' انہوں نے کہا: ''مائے مستعمل یعنی استعمال شدہ پانی کے ساتھ غسل جنابت اور وضوء جائز ہے قطع نظر اس سے کہ دوسرا پانی موجود ہو یا نہ ہو۔'' (المحلی بالآثار: ۱/۱۸۲)

(٣٦٣)۔عَنْ عَائِشَةَ رضي الله عنها قَالَتْ: لَقَدْ كُنْتُ أَغْتَسِلُ أَنَا وَرَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مِنْ إِنَاءٍ وَاحِدٍ وَإِنَّا لَجُنُبَانِ، وَلٰكِنَّ الْمَاءَ لَا يَجْنُبُ۔ (مسند أحمد: ٢٥٤٩١)

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے، وہ کہتی ہیں: میں اور رسول اللہ ﷺ ایک برتن سے غسل کرتے تھے، جبکہ ہم جنبی ہوتے تھے، لیکن اس سے پانی جنبی نہیں ہو جاتا۔

(٣٦٤)۔عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ رضي الله عنها قَالَتْ: كُنْتُ أَغْتَسِلُ أَنَا وَرَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مِنْ إِنَاءٍ وَاحِدٍ، وَكَانَ يَغْتَسِلُ مِنَ الْقَدَحِ وَهُوَ الْفَرَقُ۔ (مسند أحمد: ٢٤٥٩٠)

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں: میں اور رسول اللہ ﷺ ایک برتن سے غسل کرتے تھے اور آپ ﷺ ایک ایسے برتن میں غسل کرتے تھے، جو ایک "فَرَق" کی مقدار کے برابر ہوتا تھا۔

فوائد:...... ایک "فَرَق"، تین صاع کے برابر ہوتا ہے۔

(٣٦٥)۔عَنْ مُعَاذَةَ الْعَدَوِيَّةِ عَنْ عَائِشَةَ رضي الله عنها أَنَّهَا أَخْبَرَتْهَا قَالَتْ: كُنْتُ أَغْتَسِلُ أَنَا وَرَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مِنْ إِنَاءٍ وَاحِدٍ وَأَنَا أَقُوْلُ لَهُ: أَبْقِ لِيْ، أَبْقِ لِيْ۔ (مسند أحمد: ٢٥١٠٦)

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے، وہ کہتی ہیں: میں اور رسول اللہ ﷺ ایک برتن سے غسل کرتے تھے اور میں آپ ﷺ سے کہتی تھی: میرے لیے باقی چھوڑو، میرے لیے بھی پانی رہنے دو۔

(٣٦٦) (وَعَنْهَا مِنْ طَرِيْقٍ آخَرَ بِنَحْوِهِ)۔ وَفِيْهِ: فَأُبَادِرُهُ وَأَقُوْلُ: دَعْ لِيْ دَعْ لِيْ۔ (مسند أحمد: ٢٥٣٧٨)

(دوسری سند) اسی طرح کی روایت ہے، البتہ اس میں ہے: پس میں آپ سے سبقت لے جانے کی کوشش کرتی اور کہتی: میرے لیے بھی چھوڑو، میرے لیے بھی چھوڑو۔

(٣٦٧)۔عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ رضي الله عنها حَدَّثَتْهُ أَنَّهَا كَانَتْ تَغْتَسِلُ هِيَ وَرَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مِنْ إِنَاءٍ وَاحِدٍ يَغْرِفُ قَبْلَهَا وَتَغْرِفُ قَبْلَهُ، (وَفِيْ لَفْظٍ) كَانَ يَبْدَأُ قَبْلَهَا۔ (مسند أحمد:٢٥٠٠٥)

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ وہ اور رسول اللہ ﷺ ایک برتن سے غسل کرتے تھے، آپ ﷺ ان سے پہلے چلّو بھرتے اور وہ آپ ﷺ سے پہلے چلّو بھرتی، ایک روایت میں ہے: آپ ﷺ، سیدہ سے پہلے شروع کرتے تھے۔

(٣٦٨)۔عَنْ مَيْمُوْنَةَ رضي الله عنها قَالَتْ: كُنْتُ

سیدہ میمونہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے، وہ کہتی ہیں: میں اور رسول

---

(٣٦٣) تخريج: أخرجه مسلم: ٣٢١ (انظر: ٢٤٩٧٨)
(٣٦٤) تخريج: أخرجه البخارى: ٣٨٤، ومسلم (انظر: ٢٤٠٨٩)
(٣٦٥) تخريج: أخرجه مسلم: ٣٢١ (انظر: ٢٤٥٩٩)
(٣٦٦) تخريج: انظر الحديث بالطريق الاول
(٣٦٧)تخريج:أخرجه البخارى: ٢٧٣، ٥٩٥٦(انظر: ٢٤٩٩١)
(٣٦٨) تخريج: أخرجه مسلم: ٣٢٢ (انظر: ٢٦٧٩٧)

أَغْتَسِلُ أَنَا وَرَسُوْلُ اللّٰهِ مِنْ إِنَاءٍ وَاحِدٍ۔ (مسند أحمد: ۲۷۳۳۳)

اللہ ﷺ ایک برتن سے غسل کرتے تھے۔

(۳۶۹)۔ عَنْ زَيْنَبَ بِنْتِ أُمِّ سَلَمَةَ عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا أَنَّهَا كَانَتْ هِيَ وَرَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَغْتَسِلَانِ مِنْ إِنَاءٍ وَاحِدٍ مِنَ الْجَنَابَةِ وَكَانَ يُقَبِّلُهَا وَهُوَ صَائِمٌ۔ (مسند أحمد: ۲۷۰۳۱)

سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ وہ اور رسول اللہ ﷺ ایک برتن سے جنابت والا غسل کرتے تھے اور آپ ﷺ روزے کی حالت میں ان کا بوسہ بھی لے لیتے تھے۔

(۳۷۰)۔ عَنْ نَاعِمٍ مَوْلٰى أُمِّ سَلَمَةَ أَنَّ أُمَّ سَلَمَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا سُئِلَتْ: أَتَغْتَسِلُ الْمَرْأَةُ مَعَ الرَّجُلِ؟ فَقَالَتْ: نَعَمْ، إِذَا كَانَتْ كَيِّسَةً، رَأَيْتُنِيْ وَرَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ نَغْتَسِلُ مِنْ مِرْكَنٍ وَاحِدٍ نُفِيْضُ عَلٰى أَيْدِيْنَا حَتّٰى نُنْقِيَهَا ثُمَّ نُفِيْضُ عَلَيْنَا الْمَاءَ۔ (مسند أحمد: ۲۷۲۸۵)

مولائے ام سلمہ ناعم کہتے ہیں کہ سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے یہ سوال کیا گیا کہ کیا عورت اپنے خاوند کے ساتھ غسل کر سکتی ہے؟ انھوں نے کہا: جی ہاں، لیکن جب وہ عقلمند ہو، میں نے اپنے آپ کو اور رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ ہم ایک ٹب سے غسل کرتے تھے اور اپنے ہاتھوں پر پانی ڈالتے، یہاں تک کہ ان کو صاف کر لیتے اور پھر اپنے جسموں پر پانی بہا دیتے تھے۔

(۳۷۱)۔ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ وَالْمَرْأَةُ مِنْ نِسَائِهِ يَغْتَسِلَانِ مِنْ إِنَاءٍ وَاحِدٍ وَكَانَ يَغْتَسِلُ بِخَمْسِ مَكَاكِيَّ وَيَتَوَضَّأُ بِمَكُّوْكٍ۔ (مسند أحمد: ۱۲۱۲۹)

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: نبی کریم اور آپ ﷺ کی بیویوں میں سے ایک خاتون ایک برتن سے غسل کرتے تھے اور آپ ﷺ پانچ مکوک سے غسل کرتے اور ایک مکوک سے وضو کرتے تھے۔

فوائد: ......ان احادیث سے معلوم ہوا کہ آپ ﷺ اور آپ ﷺ کی زوجۂ محترمہ اکٹھے غسل کر لیتے تھے، یہی معاملہ میاں بیوی کا ہوگا۔

(۳۷۲)۔ عَنْ سَالِمِ بْنِ سَرْجٍ قَالَ: سَمِعْتُ أُمَّ صُبَيَّةَ الْجُهَنِيَّةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا تَقُوْلُ: اِخْتَلَفَتْ يَدِيْ وَيَدُ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فِي الْوُضُوْءِ مِنْ إِنَاءٍ وَاحِدٍ۔ (مسند أحمد: ۲۷۶۰۷)

سیدہ ام صُبَیَّہ جہنی رضی اللہ عنہا کہتی ہیں: وضو کرنے کے لیے میرے اور رسول اللہ ﷺ کے ہاتھ باری باری برتن میں داخل ہو رہے تھے۔

---

(۳۶۹) تخريج: أخرجه البخاري: ۳۲۲، ومسلم: ۲۹۶ (انظر: ۲٦٤۹۸)
(۳۷۰) تخريج: اسناده صحيح ـ أخرجه النسائي: ۱/ ۱۲۹ (انظر: ۲٦۷٤۹)
(۳۷۱) تخريج: أخرجه البخاري: ۲٦٤ بقصة الغسل فقط، ومسلم: ۳۲۵، (انظر: ۱۲۱۰۵)
(۳۷۲) تخريج: اسناده صحيح ـ أخرجه الطبراني في "الكبير": ۲٤/ ۵۹۵ (انظر: ۲۷۰٦۷)

(۳۷۳)۔ عَنِ ابْنِ عُمَرَ ؓ قَالَ: رَأَيْتُ الرِّجَالَ وَالنِّسَاءَ يَتَوَضَّؤُوْنَ عَلَى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ مِنْ إِنَاءٍ وَاحِدٍ۔ (مسند أحمد: ٤٤٨١)

سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: میں نے دیکھا کہ عہدِ نبوی میں مرد اور عورتیں ایک برتن سے وضو کرتے تھے۔

(۳۷٤) (وَعَنْهُ مِنْ طَرِيْقٍ ثَانٍ)۔ أَنَّ الرِّجَالَ وَالنِّسَاءَ كَانُوْا يَتَوَضَّؤُوْنَ عَلَى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ مِنَ الْإِنَاءِ الْوَاحِدِ جَمِيْعًا۔ (مسند أحمد: ٥٧٩٩)

(دوسری سند) بیشک رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں خواتین و حضرات ایک برتن سے اکٹھے وضو کرتے تھے۔

(۳۷٥) (وَعَنْهُ مِنْ طَرِيْقٍ ثَالِثٍ)۔ قَالَ: كَانَ النِّسَاءُ وَالرِّجَالُ يَتَوَضَّؤُوْنَ عَلَى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ مِنْ إِنَاءٍ وَاحِدٍ وَيَشْرَعُوْنَ فِيْهِ جَمِيْعًا۔ (مسند أحمد: ٤٤٨١)

(تیسری سند) عہد نبوی میں عورتیں اور مرد ایک برتن سے اکٹھے وضو کرتے تھے اور اکٹھے شروع ہوتے تھے۔

فوائد: ......ان احادیث سے معلوم ہوا کہ خواتین وحضرات یا صرف خواتین یا صرف مرد ایک برتن سے اکٹھے وضو کر سکتے ہیں۔ لیکن اِن سے بے پردگی کا ہونا لازم نہیں آتا، کیونکہ ممکن ہے کہ وضو کا یہ واقعہ پردہ کے احکام کے نزول سے پہلے کا ہو، یا محرم رشتہ دار اس طرح وضو کرتے ہوں، یا غیر محرم اپنی نظروں کی حفاظت کے ساتھ اکٹھے وضو کر لیتے ہوں۔ اس باب میں ان احادیث سے استدلال کیا جا رہا ہے کہ وضو یا غسل سے بچا ہوا پانی طاہر اور مطہّر ہے، کیونکہ جب ایک آدمی ایک برتن سے وضو یا غسل شروع کرتا ہے تو وہ پانی دوسرے آدمی کیلئے تو اس کی طہارت سے بچا ہوا ہے، لیکن اس کے باوجود دوسرا آدمی اسی پانی سے وضو اور غسل کر رہا ہے، اس کا مطلب یہ ہوا کہ مائے مستعمل خود بھی پاک ہے اور پاک کرنے والا بھی ہے۔

بَابٌ فِيْ طَهَارَةِ الْمَاءِ الْمُتَوَضَّأِ بِهِ
جس پانی سے وضو کیا جائے، اس کی طہارت کا بیان

(۳۷٦)۔ عَنِ ابْنِ الْمُنْكَدِرِ أَنَّهُ سَمِعَ جَابِرًا ؓ يَقُوْلُ: مَرِضْتُ فَأَتَانِي النَّبِيُّ ﷺ

سیدنا جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں: میں بیمار ہو گیا اور نبی کریم ﷺ اور سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ پیدل چل کر میرے

(۳۷۳) تخريج: أخرجه البخاري: ۱۹۳ (انظر: ٤٤٨١)
(۳۷٤) تخريج: انظر الحديث بالطريق الاول
(۳۷٥) تخريج: انظر الحديث بالطريق الاول
(۳۷٦) تخريج: أخرجه البخاري: ٥٦٥١، ٦٧٢٣، ومسلم: ١٦١٦ (انظر: ١٤٢٩٨)

هُوَ وَأَبُوْبَكْرٍ رضی اللہ عنہ مَاشِيَيْنِ وَقَدْ أُغْمِيَ عَلَيَّ فَلَمْ أُكَلِّمْهُ، فَتَوَضَّأَ فَصَبَّهُ عَلَيَّ فَأَفَقْتُ فَقُلْتُ: يَا رَسُوْلَ اللهِ! كَيْفَ أَصْنَعُ فِي مَالِيْ وَلِيَ أَخَوَاتٌ؟ قَالَ: فَنَزَلَتْ آيَةُ الْمِيْرَاثِ ﴿يَسْتَفْتُوْنَكَ قُلِ اللّٰهُ يُفْتِيْكُمْ فِي الْكَلَالَةِ﴾ كَانَ لَيْسَ لَهُ وَلَدٌ وَلَهُ أَخَوَاتٌ ﴿إِنِ امْرُؤٌ هَلَكَ لَيْسَ لَهُ وَلَدٌ وَلَهُ أُخْتٌ﴾۔ (مسند أحمد: ١٤٣٤٩)

پاس آئے، جبکہ میں بے ہوش تھا، اس لیے میں نے آپ ﷺ سے کوئی بات نہیں کی، آپ ﷺ نے وضو کیا اور وہ پانی مجھ پر ڈالا، پس مجھے افاقہ ہوگیا، میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! میں اپنے مال کا کیا کروں، جبکہ میری بہنیں بھی ہیں؟ پس میراث والی یہ آیت نازل ہوئی: ﴿يَسْتَفْتُوْنَكَ قُلِ اللّٰهُ يُفْتِيْكُمْ فِي الْكَلَالَةِ﴾ سیدنا جابر کی اولاد نہیں تھیں، بہنیں تھیں، ﴿إِنِ امْرُؤٌ هَلَكَ لَيْسَ لَهُ وَلَدٌ وَلَهُ أُخْتٌ﴾

(٣٧٧)۔عَنِ الْمِسْوَرِ بْنِ مَخْرَمَةَ وَمَرْوَانَ بْنِ الْحَكَمِ فِيْ حَدِيْثِ صُلْحِ الْحُدَيْبِيَةِ أَنَّ رَسُوْلَ قُرَيْشٍ قَامَ مِنْ عِنْدِ رَسُوْلِ اللهِ ﷺ وَقَدْ رَأَى مَا يَصْنَعُ بِهِ أَصْحَابُهُ، لَا يَتَوَضَّأُ وُضُوْءً إِلَّا ابْتَدَرُوْهُ وَلَا يَبْسُقُ بُسَاقًا إِلَّا ابْتَدَرُوْهُ وَلَا يَسْقُطُ مِنْ شَعَرِهِ شَيْءٌ إِلَّا أَخَذُوْهُ۔ (مسند أحمد: ١٩١١٧)

سیدنا مسور بن مخرمہ اور سیدنا مروان بن حکم رضی اللہ عنہما صلح حدیبیہ کا واقعہ بیان کرتے ہوئے کہتے ہیں: قریشیوں کا قاصد رسول اللہ ﷺ کے پاس کھڑا ہوا، جبکہ وہ دیکھ چکا تھا کہ آپ ﷺ کے صحابہ آپ ﷺ کے ساتھ کیا کرتے ہیں، آپ ﷺ جب بھی وضو کرتے ہیں تو وہ (اعضائے شریفہ سے گرنے والے پانی) کی طرف لپکتے ہیں، آپ ﷺ جب بھی تھوکتے ہیں تو وہ اس کو لینے کے لیے بھی بڑھتے ہیں اور آپ ﷺ کا جو بال گرتا ہے، وہ اس کو پکڑ لیتے ہیں۔

(٣٧٨)۔عَنْ أَبِيْ جُحَيْفَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ: خَرَجَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ بِالْهَاجِرَةِ فَتَوَضَّأَ فَجَعَلَ النَّاسُ يَتَمَسَّحُوْنَ بِفَضْلِ وَضُوْئِهِ فَصَلَّى الظُّهْرَ رَكْعَتَيْنِ وَبَيْنَ يَدَيْهِ عَنَزَةٌ۔ (مسند أحمد: ١٨٩٦٤)

سیدنا ابو جحیفہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ دوپہر کے وقت نکلے اور وضو کیا، لوگوں نے آپ ﷺ کے وضو کے بچے ہوئے پانی کو چھونا شروع کر دیا، پھر آپ ﷺ نے نمازِ ظہر کی دو رکعتیں ادا کیں اور آپ ﷺ کے سامنے (بطورِ سترہ) برچھی تھی۔

---

(٣٧٧) تخريج: هذا حديث طويل وأخرجه البخاری مختصرا: ١٨١١، ٢٧١١، ٢٧١٢، ٢٧٣١، ٢٧٣٢(انظر: ١٨٩١٠)

(٣٧٨) تخريج: أخرجه البخاري: ١٨٧، ٥٠١(انظر: ١٨٧٥٧)

بَابٌ فِي النَّهْيِ عَنِ الطَّهَارَةِ بِفَضْلِ الطَّهُوْرِ

ایک طہارت سے بچے ہوئے پانی سے مزید طہارت کرنے کی نہی کا بیان

(۳۷۹)۔عَنْ حُمَيْدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَانِ الْحِمْيَرِيِّ قَالَ: لَقِيْتُ رَجُلًا قَدْ صَحِبَ النَّبِيَّ ﷺ كَمَا صَحِبَهُ أَبُوْ هُرَيْرَةَ أَرْبَعَ سِنِيْنَ، قَالَ: نَهَانَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ أَنْ يَمْتَشِطَ أَحَدُنَا كُلَّ يَوْمٍ أَوْأَنْ يَبُوْلَ فِيْ مُغْتَسَلِهِ وَأَنْ تَغْتَسِلَ الْمَرْأَةُ بِفَضْلِ الرَّجُلِ وَأَنْ يَغْتَسِلَ الرَّجُلُ بِفَضْلِ الْمَرْأَةِ وَلْيَغْتَرِفُوْا جَمِيْعًا۔ (مسند أحمد: ۱۷۱۳۷)

حُمید بن عبدالرحمٰن حِمیری کہتے ہیں: میں ایسے صحابی کو ملا، جن کو سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی طرح چار برسوں تک نبی کریم ﷺ کی صحبت کا شرف ملا تھا، انھوں نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے ہمیں اس سے منع فرمایا کہ ہم ہر روز کنگھی کریں یا غسل خانے میں پیشاب کریں یا بیوی، خاوند کے بچے ہوئے پانی سے غسل کرے یا خاوند، بیوی کے بچے ہوئے پانی سے نہائے، ان کو چاہیے کہ وہ اکٹھے چلّو بھر لیں (یعنی ایک وقت میں اکٹھے نہا لیں)۔

(۳۸۰)۔عَنِ الْحَكَمِ بْنِ عَمْرٍو (الْغِفَارِيِّ رضي الله عنه) أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ نَهٰى أَنْ يَتَوَضَّأَ الرَّجُلُ مِنْ سُؤْرِ الْمَرْأَةِ۔ (مسند أحمد: ۱۸۰۱۸)

سیدنا حکم بن عمرو غفاری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے مرد کو اس سے منع کیا کہ وہ عورت کے جوٹھے پانی سے وضو کرے۔

(۳۸۱) (وَعَنْهُ مِنْ طَرِيْقٍ ثَانٍ)۔أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ نَهٰى أَنْ يَتَوَضَّأَ الرَّجُلُ بِفَضْلِهَا، لَا يَدْرِيْ بِفَضْلِ وَضُوْئِهَا أَوْ فَضْلِ سُؤْرِهَا۔ (مسند أحمد: ۱۸۰۲۰)

(دوسری سند) نبی کریم ﷺ نے مرد کو عورت کے بچے ہوئے پانی سے وضو کرنے سے منع فرمایا، اب وہ یہ نہیں جانتے کہ عورت کے وضو سے بچا ہوا پانی مراد تھا، یا اس کا جوٹھا۔

(۳۸۲) (وَعَنْهُ مِنْ طَرِيْقٍ ثَالِثٍ)۔أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ نَهٰى أَنْ يَتَوَضَّأَ الرَّجُلُ مِنْ فَضْلِ وَضُوْءِ الْمَرْأَةِ۔ (مسند أحمد: ۲۰۹۳۳)

(تیسری سند) رسول اللہ ﷺ نے مرد کو اس سے منع فرمایا کہ وہ عورت کے وضو سے بچے ہوئے پانی سے وضو کرے۔

---

(۳۷۹) تخريج: اسناده صحيح ۔ أخرجه ابوداود: ۸۱، والنسائی: ۱/ ۱۳۰ (انظر: ۱۷۰۱۲)

(۳۸۰) تخريج: رجاله ثقات رجال الشيخين غير ابی حاجب، وهو ثقة، وقد اعل بالوقف ۔أخرجه ابوداود: ۸۲، وابن ماجه: ۳۷۳، والترمذی: ٦٤، والنسائی: ۱/ ۱۷۹ (انظر: ۱۷۸٦۳)

(۳۸۱) تخريج: انظر الحديث بالطريق الاول

(۳۸۲) تخريج: انظر الحديث بالطريق الاول

(۳۸۳) (وَمِنْ طَرِيْقٍ رَابِعٍ)۔عَنْ أَبِي حَاجِبٍ عَنْ رَجُلٍ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ مِنْ بَنِي غِفَارٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ نَهَى أَنْ يَتَوَضَّأَ الرَّجُلُ مِنْ فَضْلِ طَهُوْرِ الْمَرْأَةِ۔ (مسند أحمد: ۱۸۰۲۰)

بنوغفار کے ایک صحابی بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے مرد کو عورت کی طہارت سے بچے ہوئے پانی سے وضو کرنے سے منع فرمایا۔

فوائد: ......لیکن ان احادیث سے یہ تو لازم نہیں آتا کہ وہ پانی نجس ہو جاتا ہے یا مطہّر نہیں رہتا، کیونکہ اگلے باب کی احادیث کے مطابق آپ ﷺ نے خود ام المؤمنین کے جنابت والے غسل سے بچے ہوئے پانی سے وضو اور غسل کیا ہے، اگر محض غسل کرنے سے پانی کی طہوریت میں فرق آتا تو آپ ﷺ خود تو غسل یا وضو نہ کرتے۔ دراصل ان احادیثِ مبارکہ میں انسان کی طبع کا لحاظ رکھتے ہوئے ایسے پانی سے تنزیہی طور پر منع کیا گیا ہے، وگرنہ اگر کوئی استعمال کرنا چاہے تو اس میں کوئی حرج نہیں ہوگا، جیسا کہ ان تین چار ابواب میں مذکورہ کئی احادیث سے یہ مسئلہ ثابت ہو رہا ہے۔ اگر اس نہی کی بنیادی وجہ پانی کے استعمال شدہ ہونے کو قرار دیا جائے تو پہلی حدیث کے آخر میں آپ ﷺ یہ تو نہ فرماتے کہ ''ان کو چاہیے کہ وہ اکٹھے چلّو بھر لیں (یعنی ایک وقت میں اکٹھا نہا لیں)۔'' کیونکہ ایک برتن میں ایک وقت میں وضو اور غسل کرنے والے ایک دوسرے کا بچا ہوا پانی استعمال کرتے ہیں۔

فَصْلٌ فِي الرُّخْصَةِ فِيْ ذٰلِكَ

اس معاملے میں رخصت کا بیان

(۳۸٤)۔عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ عَنْ مَيْمُوْنَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَتْ: أَجْنَبْتُ أَنَا وَرَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَاغْتَسَلْتُ مِنْ جَفْنَةٍ فَفَضَلَتْ فَضْلَةٌ فَجَاءَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لِيَغْتَسِلَ مِنْهَا فَقُلْتُ: إِنِّي قَدِ اغْتَسَلْتُ مِنْهَا، فَقَالَ: ((إِنَّ الْمَاءَ لَيْسَ عَلَيْهِ الْجَنَابَةُ)) أَوْ ((لَا يُنَجِّسُهُ شَيْءٌ۔)) فَاغْتَسَلَ مِنْهُ۔ (مسند أحمد: ۲۷۳۳۸)

سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ زوجۂ رسول سیدہ میمونہ رضی اللہ عنہا نے کہا: مجھے اور رسول اللہ ﷺ کو جنابت لاحق ہوگئی، پس میں نے ایک ٹب سے غسل کیا اور کچھ پانی بچ گیا، پس جب رسول اللہ غسل کے لیے تشریف لائے تو میں نے کہا: میں نے اس پانی سے (جنابت والا) غسل کیا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''بیشک اس سے پانی پر جنابت کا حکم نہیں آتا۔'' یا آپ ﷺ نے فرمایا: ''کوئی چیز پانی کو پلید نہیں کرتی۔'' پھر آپ ﷺ نے اس سے غسل کیا۔

---

(۳۸۳) تخريج: انظر الحديث بالطريق الاول

(۳۸٤) تخريج: حديث صحيح ـ أخرجه ابويعلى: ۷۰۹۸، والطبرانى فى "الكبير": ۲۳/ ۱۰۳۰، والدارقطنى: ۱/ ۵۲(انظر: ۲٦۸۰۲)

(۳۸۵)۔عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہ أَنَّ بَعْضَ أَزْوَاجِ النَّبِيِّ ﷺ اِغْتَسَلَتْ مِنَ الْجَنَابَةِ فَتَوَضَّأَ النَّبِيُّ ﷺ بِفَضْلِهِ فَذَكَرَتْ لَهُ ذٰلِكَ فَقَالَ: ((إِنَّ الْمَاءَ لَا يُنَجِّسُهُ شَيْءٌ۔)) (مسند أحمد: ۲۱۰۲)

سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ کی کسی بیوی نے غسلِ جنابت کیا اور پھر آپ ﷺ نے اس کے بچے ہوئے پانی سے وضو کیا، پس جب اس نے آپ ﷺ کو ساری بات بتلائی تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''بیشک کوئی چیز پانی کو ناپاک نہیں کرتی۔''

(۳۸۶)۔عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہ عَنْ مَيْمُوْنَةَ رضی اللہ عنہا أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ تَوَضَّأَ بِفَضْلِ غُسْلِهَا مِنَ الْجَنَابَةِ۔ (مسند أحمد:

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ سیدہ میمونہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ اس کے غسلِ جنابت سے بچے ہوئے پانی سے رسول اللہ ﷺ نے وضو کیا۔

۳۳۷ **فوائد:** ...... اِن واضح احادیث کی روشنی میں پچھلے باب کی احادیث کی تاویل کی جائے گی، مزید کچھ روایات درج ذیل بھی ہیں: سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں: ((كَانَ يُؤْمَرُ الْعَائِنُ فَيَتَوَضَّأُ ثُمَّ يَغْتَسِلُ مِنْهُ الْمَعِيْنُ)) ...... نظر لگانے والے کو وضو کرنے کا حکم دیا جاتا، پھر اس پانی سے وہ آدمی غسل کرتا، جس کو نظر لگی ہوتی تھی۔'' (ابوداود: ۳۸۸۰)

اسی طرح سیدنا سہل بن حنیف رضی اللہ عنہ کو سیدنا عامر بن ربیعہ رضی اللہ عنہ کی نظر لگ گئی تھی، جب آپ ﷺ کو پتہ چلا تو آپ ﷺ سیدنا عامر رضی اللہ عنہ سے ناراض ہوئے اور فرمایا کہ جب کسی کو کوئی چیز اچھی لگے تو اس کو برکت کی دعا کرنی چاہیے، پھر آپ ﷺ نے اس کو غسل کرنے کا حکم دیا، پس اس نے اپنا چہرہ، ہاتھ، کہنیاں، گھٹنے، ٹانگوں کے کنارے اور ازار کا داخلی حصہ ایک برتن میں دھویا، پھر وہ پانی سیدنا سہل رضی اللہ عنہ کے سر اور پشت پر ڈالا گیا اور ان کے پچھلے حصے پر پیالے کو نڈیل دیا گیا اور وہ تندرست ہو گئے۔ (مسند احمد: ۳/ ۴۸۶، ۱۵۹۸۰)

بَابٌ فِيْ حُكْمِ الْمَاءِ الْمُتَغَيِّرِ بِطَاهِرٍ أَجْنَبِيٍّ عَنْهُ

طاہر اور خارجی چیز کے ملنے کی وجہ سے بدل جانے والے پانی کا حکم

(۳۸۷)۔عَنْ أُمِّ هَانِيءٍ بِنْتِ أَبِيْ طَالِبٍ رضی اللہ عنہا قَالَتْ: نَزَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَوْمَ الْفَتْحِ بِأَعْلٰى

سیدہ ام ہانی بنت ابو طالب رضی اللہ عنہا سے مروی ہے، وہ کہتی ہیں: رسول اللہ ﷺ فتح مکہ کے موقع پر مکہ مکرمہ کے بالائی حصے پر

---

(۳۸۵) تخريج: صحيح لغيره ـ أخرجه ابوداود: ٦٨، والنسائي: ١/ ١٧٣، وابن ماجه: ٣٧٠، والترمذي: ٦٥ (انظر: ٢١٠٢)

(۳۸۶) تخريج: حديث صحيح ـ أخرجه ابن ماجه: ٣٧٢(انظر: ٢٦٨٠١)

(۳۸۷) تخريج: حديث صحيح دون قصة ابى ذر مع النبى ﷺ، وهذا اسناد ضعيف لانقطاعه، فان المطلب بن عبد الله بن حنطب كثير التدليس والارسال، وهو لم يلق ام هانيء ـ أخرجه الطبراني في "الكبير": ٢٤/ ٩٨٧، وفي "الاوسط": ٧٣١، وهو في الصحيح خلا قصة ابى ذر وستر كل واحد منهما الآخر (انظر: ٢٦٨٨٧)

مَكَّةَ فَأَتَيْتُهُ، فَجَاءَ أَبُوْ ذَرٍّ بِجَفْنَةٍ فِيْهَا مَاءٌ، قَالَتْ: إِنِّي لَأَرٰى فِيْهَا أَثَرَ الْعَجِيْنِ، قَالَتْ: فَسَتَرَهُ يَعْنِيْ أَبَا ذَرٍّ رضی اللہ عنہ فَاغْتَسَلَ ثُمَّ صَلَّى النَّبِيُّ ﷺ ثَمَانَ رَكْعَاتٍ وَذٰلِكَ فِي الضُّحٰى۔ (مسند أحمد: ٢٧٤٢٥)

اترے، میں آپ ﷺ کے پاس آئی اور سیدنا ابو ذر رضی اللہ عنہ پانی کا ایک ٹب لے آئے، مجھے اس میں آٹے کے نشان نظر آ رہے تھے، پھر انھوں نے آپ ﷺ کے سامنے پردہ کیا اور آپ ﷺ نے غسل کیا اور پھر آٹھ رکعتیں ادا کیں، یہ چاشت کا وقت تھا۔

(٣٨٨)۔ وعَنْهَا أَيْضًا قَالَتْ: اِغْتَسَلَ النَّبِيُّ ﷺ وَ مَيْمُوْنَةَ مِنْ إِنَاءٍ وَاحِدٍ، قَصْعَةٍ فِيْهَا أَثَرُ الْعَجِيْنِ۔ (مسند أحمد: ٢٧٤٣٤)

سیدہ ام ہانی رضی اللہ عنہا سے ہی مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ اور سیدہ میمونہ رضی اللہ عنہا نے ایک برتن سے غسل کیا، اس میں آٹے کے نشانات تھے۔

فوائد:...... نبی کریم ﷺ اور سیدہ میمونہ رضی اللہ عنہا کا اکٹھا غسل کرنا، یہ صحیح مسلم کی حدیث ہے اور سیدہ میمونہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے۔ اور آپ ﷺ کا آٹے کے نشانات والے برتن سے غسل کرنا، یہ صحیح بخاری کی حدیث ہے اور سیدہ ام ہانی رضی اللہ عنہا سے مروی ہے۔ ہم نے حدیث نمبر (٣٦٢) کی شرح میں مائے مطلق اور مائے نسبتی کے موضوع پر بحث کی ہے، وہاں اس حدیث کا ذکر بھی کیا ہے، محولہ مقام کی طرف رجوع کریں۔

بَابٌ فِيْ حُكْمِ الْمَاءِ إِذَا لَاقَتْهَا النَّجَاسَةُ وَمَا جَاءَ فِيْ بِئْرِ بُضَاعَةَ
اس پانی کے حکم کا بیان، جس کے ساتھ نجاست مل جائے اور بئرِ بضاعہ کی تفصیل

(٣٨٩)۔ عن أَبِيْ سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ رضی اللہ عنہ قَالَ: اِنْتَهَيْتُ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ وَهُوَ يَتَوَضَّأُ مِنْ بِئْرِ بُضَاعَةَ فَقُلْتُ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! تَوَضَّأُ مِنْهَا وَهِيَ يُلْقٰى فِيْهَا النَّتَنُ؟ فَقَالَ: ((إِنَّ الْمَاءَ لَا يُنَجِّسُهُ شَيْءٌ۔)) (مسند أحمد: ١١١٣٦)

سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: جب میں نبی کریم ﷺ کے پاس پہنچا تو آپ ﷺ بئرِ بضاعہ سے وضو کر رہے تھے، میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! آپ اس کنویں سے وضو کر رہے ہیں، جبکہ اس میں بدبودار چیزیں ڈالی جاتی ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''بیشک کوئی چیز پانی کو ناپاک نہیں کرتی۔''

(٣٩٠)۔ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ السَّاعِدِيِّ رضی اللہ عنہ

سیدنا سہل بن سعد ساعدی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں:

---

(٣٨٨) تخريج: حديث صحيح، لكن هو في الحقيقة حديثان جمعا معا، وانظر شرح هذا الحديث ۔ أخرجه ابن ماجه: ٣٧٨ (انظر: ٢٦٨٩٥)

(٣٨٩) تخريج: حديث صحيح بطرقه وشواهده ۔ أخرجه ابوداود: ٦٦، والترمذي: ٦٦، والنسائي: ١/ ١٧٤، وابن ماجه: ٥١٩ (انظر: ١١١١٩)

(٣٩٠) تخريج: اسناده ضعيف لجهالة ام محمد بن ابي يحيى ۔ أخرجه الدارقطني: ١/ ٣٢، وابويعلى: ٧٥١٩، والطبراني في "الكبير": ٦٠٢٦، والبيهقي: ١/ ٢٥٩ (انظر:)

قَالَ: سَقَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ بِيَدِيْ مِنْ بُضَاعَةَ۔ (مسند أحمد: ٢٣٢٤٨)

میں نے رسول اللہ ﷺ کو اپنے ہاتھ سے بئرِ بُضاعہ سے پانی پلایا تھا۔

فوائد: ...... بنوساعدہ کے محلے یا کنویں کے مالک یا اس مقام کا نام ''بُضَاعہ'' تھا، وہاں ایک کنواں تھا، جس کو ''بِئرِ بُضَاعه'' کہتے تھے۔ بدبودار چیزیں ڈالنے کا مطلب یہ ہے کہ یہ کنواں ایسی جگہ پر واقع تھا کہ اس قسم کی متاثرہ چیزیں ہوا یا پانی کے بہاؤ کے ذریعے اس میں گر جاتی تھی، اس تاویل کی وجہ یہ ہے کہ ذی شعور لوگوں سے اس قسم کی حرکت کی توقع نہیں جا سکتی، جبکہ وہ تو پاکیزہ ترین شخصیات کا دور تھا۔ امام ابو داود نے ''سنن'' میں کہا: قتیبہ بن سعید نے اس کنویں کے نگران سے اس کی گہرائی کے بارے میں پوچھا، اس نے کہا: اس کا زیادہ سے زیادہ پانی شرمگاہ تک آ جاتا ہے اور جب پانی کم پڑ جاتا ہے، تو پردہ والی جگہ سے نیچے تک رہتا ہے۔ امام ابو داود مزید کہتے ہیں: میں نے اپنی چادر کے ذریعے اس کنویں کے عرض کی پیمائش کی اور اس کو چھ ہاتھ چوڑا پایا، پھر میں نے باغ کا دروازہ کھولنے والے سے پوچھا کہ کیا اس کی ساخت کو تبدیل کیا گیا ہے، اس نے کہا: جی نہیں، البتہ میں نے دیکھا کہ اس کے پانی کا رنگ تبدیل ہو چکا تھا۔ معلوم ہوا کہ اس کنویں کی چوڑائی (9) فٹ تھی اور اگر اس کی لمبائی اور گہرائی (3.5) فٹ تسلیم کر لی جائے تو یہ تقریباً (3200) لٹر پانی بنتا ہے۔ اس تفصیل سے ثابت ہوا کہ اس کنویں کا پانی ''مائے کثیر'' کی مقدار سے کہیں زیادہ تھا اور کثیر پانی کے بارے میں قانون یہ ہے کہ نجاست کے گرنے کی وجہ سے جب تک اس کا رنگ، بو یا ذائقہ تبدیل نہیں ہو گا، وہ اس وقت تک پاک رہے گا۔ ''مائے کثیر'' اور ''مائے قلیل'' کی وضاحت اگلے باب میں کی جائے گی۔ ان شاء اللہ تعالی۔

فِيْ حُكْمِ الْمَاءِ الَّذِيْ تَرِدُهُ الدَّوَابُ وَالسِّبَاعُ وَحَدِيْثُ الْقُلَّتَيْنِ
اس پانی کا حکم جس پر چوپائے اور درندے بھی آتے ہوں اور دو قلّوں والی حدیث کی تفصیل

(٣٩١)۔ عَنِ ابْنِ عُمَرَ ؓ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يُسْئَلُ عَنِ الْمَاءِ يَكُوْنُ بِأَرْضِ الْفَلَاةِ وَمَا يَنُوْبُهُ مِنَ الدَّوَابِ وَالسِّبَاعِ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((إِذَا كَانَ الْمَاءُ قَدْرَ الْقُلَّتَيْنِ لَمْ يَحْمِلِ الْخَبَثَ۔)) (مسند أحمد: ٤٦٠٥)

سیدنا عبد اللہ بن عمر ؓ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: میں سن رہا تھا کہ رسول اللہ ﷺ اس پانی کے بارے میں سوال کیا گیا جو جنگل میں ہو اور جس پر چوپائے اور درندے بھی آتے ہوں، آپ ﷺ نے فرمایا: ''جب پانی دو قلّوں کے بقدر ہو تو وہ نجاست کو نہیں اٹھاتا (یعنی نجاست کو قبول نہیں کرتا)۔''

(٣٩٢) (وَعَنْهُ مِنْ طَرِيْقٍ آخَرَ)۔ حَدَّثَنَا

(دوسری سند) سیدنا عبد اللہ بن عمر ؓ سے مروی ہے کہ رسول

---

(٣٩١) تخريج: حديث صحيح ـ أخرجه ابوداود: ٦٤، والترمذي: ٦٧، وابن ماجه: ٥١٧، والنسائي: ١/ ١٧٥ (انظر: ٤٦٠٥)

(٣٩٢) حديث صحيح، وهذا اسناد جيد دون قوله: "اوثلاث"، قال الحاكم: وقد رواه عفان بن مسلم وغيره من الحفاظ، عن حماد بن سلمة ولم يذكروا فيه: "او ثلاث"۔ وقال البيهقي: ورواية الجماعة الذين لم يشكوا اولي۔ أخرجه ابن ماجه: ٥١٨، وأخرجه دون قوله: "اوثلاث" ابوداود: ٦٥، وانظر الحديث بالطريق الاول (انظر: ٤٧٥٣)

عَبْدُ اللّٰهِ حَدَّثَنِی أَبِیْ ثَنَا وَکِیعٌ ثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ عَنْ عَاصِمِ بْنِ الْمُنْذِرِ عَنْ عُبَیْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ عن أَبِیْهِ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اِذَا کَانَ الْمَاءُ قَدْرَ قُلَّتَیْنِ أَوْ ثَلَاثٍ لَمْ یُنَجِّسْهُ شَیْءٌ۔)) قَالَ وَکِیعٌ: یَعْنِیْ بِالْقُلَّةِ الْجَرَّةَ۔ (مسند أحمد: ٤٧٥٣)

اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب دو یا تین قُلّوں کے بقدر پانی ہوتو کوئی چیز اس کو پلید نہیں کرسکتی۔'' وکیع کہتے ہیں: قُلّہ سے مراد مٹی کا گھڑا ہے۔

فوائد: ......اب ہم ''مائے کثیر'' اور ''مائے قلیل'' کے فرق اور ان کی مقدار کا تعین کرتے ہیں، اگر چہ یہ مسئلہ مختلف فیہ ہے، شافعیہ اور حنابلہ کے نزدیک کثیر اور قلیل پانی کے درمیان حد فاصل حدیث قلتین ہے، ہم بھی اسی نظریے کے قائل ہیں، اس کی تفصیل درج ذیل ہے: ''مائے کثیر'' (کثیر پانی): وہ ہے جو دو قلے یا اس سے زیادہ ہو' ایسا پانی نجاست کے گرنے سے بھی اس وقت تک ناپاک نہیں ہوتا' جب تک اِس نجاست کی وجہ سے اس کا ذائقہ' یا رنگ' یا بو تبدیل نہیں ہو جاتی۔ ''مائے قلیل'' (قلیل پانی): وہ ہے جو دوقلوں (بڑے مٹکوں) سے کم ہو' ایسا پانی معمولی نجاست کے گرنے سے بھی ناپاک ہو جاتا ہے' اس کا ذائقہ' یا رنگ' یا بو تبدیل ہو یا نہ ہو۔

مذکورہ بالا تعیین درج ذیل احادیث کی روشنی میں کی گئی ہے: (١) عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((طُهُوْرُ اِنَاءِ اَحَدِکُمْ اِذَا وَلَغَ فِیْهِ الْکَلْبُ اَنْ یَغْسِلَهُ سَبْعَ مَرَّاتٍ' اُوْلَاهُنَّ بِالتُّرَابِ۔)) ......سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اگر کسی کے برتن میں کتا منہ ڈال لے' تو اسے پاک کرنے کیلئے سات دفعہ دھویا جائے' پہلی دفعہ مٹی سے مانجھا جائے۔'' ایک روایت میں ہے: آپ ﷺ نے فرمایا: ''اس پانی کو انڈیل دے۔'' (صحیح مسلم: ٢٧٩) اس حدیث سے معلوم ہوا کہ قلیل پانی کتے کے منہ ڈالنے سے علی الاطلاق پلید ہو جاتا ہے' اس استدلال کی وجہ یہ ہے کہ گھروں میں عام برتنوں کی مقدار دو قلوں سے کم ہوتی ہے۔ (٢) اس باب کی پہلی حدیث، جس میں دوقلوں کا ذکر ہے۔ (٣) ممکن ہے کہ ''بلی کے جوٹھے کا بیان'' کے عنوان میں مذکورہ احادیث سے بھی یہ استدلال کیا جا سکے، کیونکہ صحابہ یہی سمجھ رہے تھے کہ بلی نجس ہے، لہٰذا اس کا جوٹھا بھی نجس ہو گا، پھر آپ ﷺ نے وضاحت کر دی کی بلی نجس نہیں ہے، جبکہ بلیاں گھروں میں جن برتنوں میں منہ ڈالتی ہیں، وہ چھوٹے چھوٹے ہوتے ہیں۔ (٤) جس حدیثِ مبارکہ کے مطابق آپ ﷺ نے جامد چیز میں مر جانے والے چوہے کے ارد گرد والی متاثرہ چیز کو پھینک دینے اور مائع چیز کے قریب نہ جانے کا حکم دیا ہے، اس سے بھی یہ استدلال کیا جائے گا کہ تھوڑی مقدار کی چیز نجس ہو جاتی ہے، کیونکہ عام طور پر اس قسم کی چیزیں قلیل مقدار میں ہوتی ہیں، یہ حدیث نمبر (٤٣٨) میں آ رہی ہے۔ علامہ عبدالحیٔ لکھنوی نے (السعایة: ١/ ٣٧٧) میں کہا: ''ہر طرف نظر دوڑانے سے یہی ظاہر معلوم ہوتا ہے کہ یہ حدیث ''صحیح'' ہے' ہر قسم کے معارضہ' اجماع کی مخالفت' نسخ و تاویل وغیرہ سے سالم ہے۔'' اور

(عمدة الرعاية: ١/٨١) میں کہا: "قلتین والی مقدار صحیح حدیث سے ثابت ہے، دہ دردہ (10×10 ہاتھ تالاب) پر کوئی دلیل شرعی نہیں ہے۔"

جناب رشید احمد گنگوہی نے کہا: "جس حدیث سے امام شافعی رحمہ اللہ نے حجت پکڑی ہے، وہ "جیّد الاسناد" اور قابل اعتماد ہے، اس کے بارے میں جو احناف نے جواب دیئے ہیں، ان سے طبیعتِ سلیمہ راضی نہیں ہوتی، آپ جانتے ہیں کہ یہ تعسف ہے۔" (الكوكب الدرى: ١/ ٤٣٠٤٠ بحواله مرعاة المفاتيح: ٢/ ١٧٥)

جن لوگوں نے اس کو مضطرب قرار دیا، تهذيب السنن لابن القیم، تحفۃ الاحوذی اور تعلیق ترمذی لاحمد شاکر میں ان کا جواب دیا گیا ہے۔ معلوم ہوا کہ جب تک نجاست کی وجہ سے دو قلے یا اس سے زائد پانی کے اوصاف (رنگ، ذائقہ، بو) تبدیل نہیں ہوتے، اس وقت تک پانی پاک رہتا ہے، محدثین اور فقہاء اس مسئلہ پر متفق ہیں کہ نجاست کی وجہ سے اوصاف بدلنے کی صورت میں پانی پلید ہو جائے گا۔

قلے (مٹکے) کا تعین

ابوعبید قاسم بن سلام نے کہا: "المراد القلة الكبيرة اذ لو اراد الصغيرة لم يحتج لذكر العدد فان الصغيرتين قدر واحدة كبيرة ويرجع فى الكبيرة الى العرف عن اهل الحجاز والظاهر ان الشارع عليه السلام ترك تحديدهما على سبيل التوسعة والعلم محيط بانه ما خاطب الصحابة الا بما يفهمون فانتفى الاجمال۔" ...... "حدیث میں "قلتین" سے مراد بڑا مٹکا ہے، اگر اس سے مراد چھوٹا مٹکا ہوتا تو دو مٹکوں کی قید کی کوئی ضرورت نہیں رہتی کیونکہ دو مٹکے ایک بڑے میں سما سکتے ہیں، رہا اس بڑے مٹکے کے تعین کا مسئلہ تو اسے اہل حجاز کے عرف کی روشنی میں سمجھیں گے، معلوم یہی ہوتا ہے کہ شارع نے وسعت کے پیشِ نظر ان کی حد بندی نہیں کی، لیکن اتنا تو معلوم ہے کہ صحابہ کرام سے وہی خطاب کیا جائے گا جو وہ سمجھیں گے، لہٰذا اس مسئلے میں کوئی اجمال نہ رہا۔" (تحفة الاحوذى: ١/ ٧٠)

ازہری نے کہا: "القلال مختلفة فى قرى العرب وقلال هجر اكبرها وقلال هجر مشهورة الصنعة معلومة المقدار والقلة لفظ مشترك وبعد صرفها الى احد معلوماتها وهى الاوانى تبقى مترددة بين الكبار والصغار والدليل على انها من الكبار جعل الشارع الحد مقدارا بعدد فدل على انه اشار الى اكبرها لانه لا فائدة فى تقديره بقلتين صغيرتين مع القدرة على تقديره بواحدة كبيرة۔ ...... عرب کی بستیوں میں قلوں کے مختلف سائز تھے، "ہجر" علاقے کے قلے سب سے بڑے تھے، یہ مخصوص ڈیزائن اور مخصوص مقدار والے ہوتے تھے، قلہ ایک مشترک لفظ ہے جو چھوٹے اور بڑے قلوں کو شامل ہے، لیکن حدیث میں اس سے مراد بڑے قلے ہیں، کیونکہ شارع علیہ السلام نے ایک تعداد (یعنی دو عدد قلوں) کے ساتھ حد بندی کی ہے، اس سے معلوم ہوتا ہے کہ بڑا قلہ مراد ہے، کیونکہ ایک بڑے قلے کے باوجود دو چھوٹے قلوں کی مقدار کا تعین بے

فائدہ ہے۔'' (تحفة الاحوذی: ۱/ ۷۰)

رشید احمد گنگوہی دیوبندی لکھتے ہیں: ''قلہ کے معنی میں اجمال کو لازم قرار دینا محض تحکم ہے، صحابہ کے نزدیک تو قلہ ایک معلوم چیز کا نام تھا' اس کی جہالت تم کو کوئی نقصان نہیں دے گی' دوسری روایات میں ''قلال ھجر'' کے الفاظ آتے ہیں' جو اس اجمال کو بیان کر دیتے ہیں۔'' (بحواله مرعاة المفاتيح: ۲/ ۱۷۳)

علامہ زیلعی حنفی نے کہا: "وقال البيهقى فى "كتاب المعرفة": وقلال هجر كانت مشهورة عند اهل الحجاز، ولشهرتها عندهم شبه رسول الله ﷺ ما راى ليلة المعراج من نبق سدرة المنتهٰى ...... ''...... امام بیہقی نے ''کتاب المعرفۃ'' میں کہا کہ حجازیوں کے ہاں ہجر کے قلے مشہور تھے' اسی شہرت کی بناء پر رسول اللہ ﷺ سدرۃ المنتہی کے پھل' جو آپ ﷺ نے معراج والی رات کو دیکھے تھے' کو ہجر کے مٹکوں سے تشبیہ دی۔ (نصب الراية: ۱/ ۱۱۲)

خلاصه كلام: ...... نبی کریم ﷺ کا مقصود ہجر علاقے کے مٹکے تھے۔ واللہ اعلم بالصواب۔

ہجر کے دو قلوں کا وزن

امام صنعانی نے کہا: ''ہجر کے دو قلے تقریبا پانچ سو رطل کے برابر ہوتے ہیں۔'' (سبل السلام: ۱/ ۴۰) اور ایک رطل (۹۰) مثقال کے برابر ہوتا ہے' اس حساب سے (۵۰۰) رطل کا وزن تقریبا (۲۱۰) سیر' (۱۵) چھٹانک ہے' جو جدید وزن کے مطابق تقریبا (184.700) کلوگرام، یعنی (4) من' (24) کلو اور (700) گرام بنتا ہے۔ فقہ حنفی میں کثیر پانی کی مقدار کے بارے میں درج ذیل تین آراء پیش کی گئی ہیں، کسی رائے کے حق میں کوئی مرفوع روایت پیش نہیں کی گئی: (۱): دہ در دہ (دس ہاتھ مربع تالاب) (۲): اتنا بڑا تالاب ہو کہ ایک کنارے پر دی گئی حرکت کا اثر دوسرے کنارے تک نہ پہنچے۔ حرکت دینے کی کیفیت کے بارے میں بھی تین مختلف اقوال ہیں: (۳): پانی کی جس مقدار کو وضوء کرنے والا اپنی سمجھ کے مطابق کثیر سمجھے۔

بَابٌ فِيْ حُكْمِ الْبَوْلِ فِي الْمَاءِ الدَّائِمِ وَحُكْمِ الْوُضُوْءِ أَوِ الْاِغْتِسَالِ مِنْهُ
ساکن پانی میں پیشاب کرنے اور پھر اس سے وضو یا غسل کرنے کا حکم

(۳۹۳)۔ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ ؓ قَالَ: زَجَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ أَنْ يُبَالَ فِي الْمَاءِ الرَّاكِدِ۔ (مسند أحمد: ۱٤٧٢٣)

سیدنا جابر بن عبد اللہ ؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ساکن پانی میں پیشاب کرنے سے منع فرمایا ہے۔

(۳۹٤)۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ ؓ قَالَ: قَالَ

سیدنا ابو ہریرہ ؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے

(۳۹۳) تخريج: حديث صحيح ۔ أخرجه ابن ابى شيبة: ۱/ ۱٤۱ (انظر: ۱٤٦٦٨)

(۳۹٤) تخريج: أخرجه مسلم: ۲۸۲ (انظر: ۷٥۲٥)

رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ: ((لَا یَبُوْلَنَّ أَحَدُکُمْ فِی الْمَاءِ الدَّائِمِ ثُمَّ یَتَوَضَّأُ مِنْهُ۔)) وَفِیْ رِوَایَةٍ: ((ثُمَّ یَغْتَسِلُ مِنْهُ۔)) بَدَلَ ((یَتَوَضَّأُ۔)) (مسند أحمد: ۷۵۱۷)

فرمایا: ''کوئی آدمی کھڑے پانی میں ہرگز پیشاب نہ کرے، پھر وہ اس میں وضو کرے گا۔'' اور ایک روایت میں ہے: ''پھر وہ اس سے غسل کرے گا۔'' یہ الفاظ ''یَتَوَضَّأُ'' کی جگہ پر ہیں۔

(۳۹۵) (وَعَنْهُ مِنْ طَرِیْقٍ آخَرَ)۔ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ: ((لَا تَبُلْ فِی الْمَاءِ الدَّائِمِ الَّذِیْ لَا یَجْرِیْ ثُمَّ تَغْتَسِلُ مِنْهُ۔)) (مسند أحمد: ۸۱۷۱)

(دوسری سند) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تو اس کھڑے پانی میں پیشاب نہ کر، جو چلتا نہیں ہے، پھر تو اس میں غسل کرے گا۔''

فوائد: ...... صحیح مسلم میں سیدنا ابو ہریرہ کی ایک روایت کے الفاظ یہ ہیں: آپ ﷺ نے فرمایا: ((لَا یَغْتَسِلُ اَحَدُکُمْ فِی الْمَاءِ الدَّائِمِ وَھُوَ جُنُبٌ۔)) فَقَالُوْا: یَا اَبَاھُرَیْرَةَ کَیْفَ یَفْعَلُ؟ قَالَ: یَتَنَاوَلُهُ تَنَاوُلًا ...... ''کوئی آدمی ساکن پانی میں غسل جنابت نہ کرے۔'' لوگوں نے کہا: اے ابو ہریرہ! تو پھر وہ کیا کرے؟ انھوں نے کہا: وہ وہاں سے پانی لے کر (نہا لے)۔ اور سنن ابو داود کی روایت کے الفاظ یہ ہیں: ((لَا یَبُوْلَنَّ اَحَدُکُمْ فِی الْمَاءِ الدَّائِمِ وَلَا یَغْتَسِلُ فِیْهِ مِنَ الْجَنَابَةِ)) ...... ''کوئی آدمی کھڑے پانی میں ہرگز نہ پیشاب کرے اور نہ اس میں غسل کرے۔'' ان احادیث سے معلوم ہوا کہ ساکن پانی میں پیشاب کرنا اور غسل جنابت کرنا منع ہے، اس کی وجہ یہ ہے کہ اگر وہ پانی قلتین سے کم ہوا تو نجس ہو جائے گا اور اگر قلتین سے زیادہ ہوا تو ممکن ہے کہ اس میں پیشاب وغیرہ کرنے کا انجام یہ نکلے کہ اس کا ذائقہ یا بو یا رنگ تبدیل ہو جائے اور اس طرح وہ بھی ناپاک ہو جائے، اگر وہ ناپاک نہ بھی ہو تو فطرت سلیمہ ایسے کرنے کو ناپسند کرتی ہے۔

بَابٌ فِیْمَا جَاءَ فِیْ سُؤْرِ الْکَلْبِ
کتے کے جوٹھے کا بیان

(۳۹۶)۔ عَنْ أَبِیْ هُرَیْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ یَقُوْلُ: ((اِذَا وَلَغَ (وَفِیْ رِوَایَةٍ: اِذَا شَرِبَ) الْکَلْبُ فِیْ اِنَاءِ أَحَدِکُمْ فَلْیَغْسِلْهُ سَبْعَ مَرَّاتٍ)) (مسند أحمد: ۷۴۴۰)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب کتا کسی کے برتن میں منہ ڈالے (اور ایک روایت میں ہے کہ پی جائے) تو وہ اس کو سات مرتبہ دھوئے۔''

---

(۳۹۵) تخریج: انظر الحدیث بالطریق الاول

(۳۹۶) تخریج: أخرجه مسلم: ۲۷۹ (انظر: ۷۴۴۷)

(۳۹۷)۔حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ حَدَّثَنِیْ أَبِیْ ثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ قَالَ: وَسُئِلَ عَنِ الْإِنَاءِ يَلِغُ فِيهِ الْكَلْبُ، قَالَ: ثَنَا سَعِيْدٌ عَنْ أَيُّوْبَ عَنِ ابْنِ سِيْرِيْنَ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ أَنَّهُ قَالَ: ((يُغْسَلُ سَبْعَ مَرَّاتٍ أُوْلَاهُنَّ بِالتُّرَابِ)) (مسند أحمد:١٠٣٤٦)

محمد بن جعفر سے اس برتن کے بارے میں سوال کیا گیا، جس میں کتا منہ ڈال جاتا ہے، انھوں نے کہا: مجھے سعید نے ایوب سے اور انھوں نے ابن سیرین سے بیان کہ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اس کو سات مرتبہ دھویا جائے گا، پہلی دفعہ مٹی کے ساتھ۔''

(۳۹۸)۔عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مُغَفَّلٍ رضی اللہ عنہ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ أَمَرَ بِقَتْلِ الْكِلَابِ ثُمَّ قَالَ: ((مَا لَهُمْ وَلَهَا؟)) فَرَخَّصَ فِيْ كَلْبِ الصَّيْدِ وَفِيْ كَلْبِ الْغَنَمِ، قَالَ: ((وَإِذَا وَلَغَ الْكَلْبُ فِي الْإِنَاءِ فَاغْسِلُوْهُ سَبْعَ مَرَّاتٍ وَالثَّامِنَةَ عَفِّرُوْهُ بِالتُّرَابِ۔)) (مسند احمد: ١٦٩١٥)

سیدنا عبد اللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ سے مروی کہ رسول اللہ ﷺ نے پہلے تو کتوں کو قتل کا حکم دیا، پھر فرمایا: ''لوگوں کو اور کتوں کو کیا ہے؟'' پس آپ ﷺ نے شکاری اور بکریوں کے رکھوالے کتے کی رخصت دے دی اور فرمایا: ''اور جب کتا کسی کے برتن میں منہ ڈالے تو اس کو سات مرتبہ دھوؤ اور آٹھویں مرتبہ مٹی سے لتھیڑو۔''

(۳۹۹)۔ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((طُهُرُ إِنَاءِ أَحَدِكُمْ إِذَا وَلَغَ فِيْهِ الْكَلْبُ أَنْ يَغْسِلَهُ سَبْعَ مَرَّاتٍ۔)) (مسند أحمد: ٨١٣٣)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب کتا کسی کے برتن میں منہ ڈالے تو اس کا پاک ہونا اس طرح ہوگا کہ اس کو سات مرتبہ دھویا جائے۔''

(٤٠٠)۔حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ حَدَّثَنِيْ أَبِيْ ثَنَا سُفْيَانُ عَنْ أَبِي الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ، قَالَ سُفْيَانُ: لَعَلَّهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ: ((إِذَا وَلَغَ الْكَلْبُ فِيْ إِنَاءِ أَحَدِكُمْ فَلْيَغْسِلْهُ سَبْعَ مَرَّاتٍ۔)) (مسند أحمد: ٧٣٤١)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب کتا کسی کے برتن میں منہ ڈالے تو وہ اس کو سات دفعہ دھوئے۔''

---

(٣٩٧) تخريج: انظر الحديث السابق

(٣٩٨) تخريج: أخرجه مسلم: ٢٨٠ (انظر: ١٦٧٩٢)

(٣٩٩) تخريج: أخرجه مسلم: ٢٧٩ (انظر: ٨١٤٨)

(٤٠٠) تخريج: انظر الحديث السابق

فوائد: ...... ان روایات سے واضح طور پر یہ ثابت ہوا کہ جب کتا کسی کے برتن میں منہ ڈالے تو اس کو پہلی دفعہ مٹی سے مانجھ کر سات دفعہ پانی سے دھویا جائے، "أُوْلٰهُـنَّ" کے الفاظ راجح ہیں، اگر برتن میں موجودہ چیز مائع ہو تو اس کو ضائع کر دیا جائے اور اگر وہ جامد ہو تو متاثرہ حصے کو نکال کر پھینک دیا جائے، جیسا کہ وہ حدیث ہے، جس میں برتن میں چوہے کے گر جانے کا ذکر ہے۔ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے خود ایسے برتن کو تین دفعہ دھونے کا حکم دیا ہے، ممکن ہے کہ ان کی اجتہادی رائے ہو، لہٰذا مرفوع روایت پر ہی عمل کرنا چاہیے۔

(٤٠١)۔ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: كُنْتُ أَعْزَبَ شَابًّا أَبِيْتُ فِي الْمَسْجِدِ فِيْ عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ وَكَانَتِ الْكِلَابُ تُقْبِلُ وَتُدْبِرُ فَلَمْ يَكُوْنُوْا يَرُشُّوْنَ شَيْئًا۔ (مسند أحمد:٥٣٨٩)

سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: میں ایک اہل و عیال کے بغیر، نوجوان تھا اور عہدِ نبوی میں مسجد میں رات گزارتا تھا، کتے (مسجد میں) آتے جاتے رہتے تھے، لیکن وہ اس سے (پانی کے) چھینٹے نہیں مارتے تھے۔

فوائد: ...... اس حدیث کی فقہ یہ ہے کہ اگر ہوا یا سورج کی وجہ سے نجاست کے آثار زائل ہو جائیں تو زمین پاک ہو جائے گی، جبکہ زمین کے اندر بھی نجاست کو ختم کر دینے کی صلاحیت موجود ہوتی ہے، امام ابوداود نے اس حدیث پر یہ باب قائم کیا ہے: ''باب فی طھور الارض اذا یبست'' ...... (جب زمین خشک ہو جائے تو وہ پاک ہو جاتی ہے) امام مبارکپوری رحمہ اللہ نے کہا: "استدلال ابی داود بهذا الحديث على ان الارض تطهر بالجفاف صحيح' ليس فيه عندى خدشة ان كان فيه لفظ "تبول" محفوظا ولا مخالفة بين هذا الحديث وحديث الباب فانه يقال: ان الارض تطهر بالوجهين اعنى بصب الماء عليها وبالجفاف واليبس بالشمس او الهواء والله تعالىٰ اعلم۔" یعنی ''اگر "تبول" کے الفاظ محفوظ ہیں تو اس حدیث سے امام ابوداود کا یہ استدلال صحیح ہے کہ زمین خشک ہونے سے پاک ہو جاتی ہے' مجھے اس میں کوئی خدشہ نہیں' یاد رہے کہ اِس حدیث اور باب میں مذکور (سیدنا انس رضی اللہ عنہ والی مذکورہ بالا) حدیث اور (سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی اعرابی والی حدیث، جس کے مطابق عرابی کے مسجد میں کیے گئے پیشاب پر پانی گرایا گیا تھا) میں کوئی تضاد اور مخالفت نہیں' کیونکہ یہ کہنا ممکن ہے کہ زمین پاک ہونے کے دو طریقے ہیں: اس پر پانی بہا دیا جائے یا وہ سورج اور ہوا کے ذریعے خشک ہو جائے۔ واللہ اعلم''

(تحفة الاحوذى: ١/١٣٩)

جب مسجدِ نبوی میں ایک صحابی نے پیشاب کیا تھا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پر پانی کا ڈول انڈیل دینے کا حکم دیا تھا، لیکن اس حدیث میں اس چیز کا اہتمام نہیں کیا گیا، اس کی وجہ یہ ہے کہ جب کتا پیشاب کرتا ہے تو اس کا انداز ایسا ہوتا

---

(٤٠١) تخريج: حديث صحيح ـ أخرجه بتمامه ابوداود: ٣٨٢، وقوله: "كنت اعزب شابا ابيت فى المسجد" أخرجه بنحوه مطولا البخارى: ١١٢١، ٣٧٣٨، ومسلم: ٢٤٧٩، وقوله: "وكانت الكلاب تقبل و تدبر ......" علقه البخارى بصيغة الجزم: ١٧٤ (انظر: ٥٣٨٩)

ہے کہ زمین پر چھینٹے پڑتے ہیں، جن کے آثار جلد ہی ختم ہو جاتے ہیں۔ کتوں کا مسجدِ نبوی میں گھس آنا، اس امر پر اس آدمی کو کوئی تعجب نہیں ہوگا، جس کا گھر ایسے گاؤں میں ہو، جس میں موجود مسجد کی چاردیواری اور دروازے نہ ہوں، جبکہ وہ مسجد کچی بھی ہو، دراصل خیال رکھنے کے باوجود ایسی مساجد میں بسا اوقات ایسے جانور گھس آتے ہیں، اب بھی ایسی صورتحال موجود ہے کہ گاؤں میں جب کسی مسجد کا دروازہ کھلا رہ جائے تو مرغیاں اور بلیاں صفوں پر اور صحن میں گندگی پھیلا دیتے ہیں اور اگر رات کو دروازہ کھلا رہ جائے تو بسا اوقات دیکھنے میں آیا ہے کہ جنگلی درندے مسجد میں گندگی پھیلا جاتے ہیں، اب جس مسجد کی چاردیواری ہی نہ ہو، اس کا معاملہ تو واضح ہی ہے، جیسے دروازہ کھلا رہ جانے کا یہ نتیجہ نہیں نکالا جا سکتا ہے کہ وہاں کے نمازی محتاط نہیں ہیں، اسی طرح اس حدیث سے یہ ثابت نہیں کیا جا سکتا کہ صحابۂ کرام اس چیز کو برقرار رکھتے تھے کہ کتے مسجد میں آتے جاتے رہیں اور پیشاب کرتے رہیں۔ جن احادیث میں متاثرہ جگہ کو کھودنے کا حکم دیا گیا ہے، وہ ناقابل حجت اور ضعیف ہیں۔

بَابٌ فِيمَا جَاءَ فِيْ سُؤْرِ الْهِرَّةِ
بلی کے جوٹھے کا بیان

(٤٠٢)۔ عَنْ كَبْشَةَ بِنْتِ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ وَكَانَتْ تَحْتَ ابْنِ أَبِيْ قَتَادَةَ أَنَّ أَبَا قَتَادَةَ رضی اللہ عنہ دَخَلَ عَلَيْهَا فَسَكَبَتْ لَهُ وَضُوْءَهُ فَجَاءَتْ هِرَّةٌ تَشْرَبُ مِنْهُ فَأَصْغٰى لَهَا الْإِنَاءَ حَتّٰى شَرِبَتْ، قَالَتْ كَبْشَةُ: فَرَآنِيْ أَنْظُرُ إِلَيْهِ فَقَالَ: أَتَعْجَبِيْنَ يَا ابْنَةَ أَخِيْ؟ قَالَتْ: نَعَمْ، فَقَالَ: إِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((إِنَّهَا لَيْسَتْ بِنَجَسٍ، إِنَّهَا مِنَ الطَّوَّافِيْنَ عَلَيْكُمْ وَالطَّوَّافَاتِ۔)) وَقَالَ إِسْحٰقُ: ((أَوِ الطَّوَّافَاتِ۔)) (مسند أحمد: ٢٢٩٥٠)

سیدہ کبشہ بنت کعب بن مالک رضی اللہ عنہا، جو سیدنا ابن ابی قتادہ رضی اللہ عنہ کی بیوی تھیں، سے مروی ہے، وہ کہتی کہ سیدنا ابو قتادہ رضی اللہ عنہ اس کے پاس آئے اور اس نے ان کے لیے وضو کا پانی ڈال کر رکھا، اتنے میں ایک بلی آ گئی اور اس نے اس برتن سے پینا شروع کر دیا، انھوں اس کے لیے برتن کو جھکایا، یہاں تک کہ اس نے پانی پی لیا۔ سیدہ کبشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں: جب انھوں نے مجھے دیکھا کہ میں ان کی طرف دیکھ رہی ہوں تو انھوں نے کہا: اے بھتیجی! کیا تجھے تعجب ہو رہا ہے؟ اس نے کہا: جی ہاں، انھوں نے کہا: بیشک رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''بیشک یہ بلی ناپاک نہیں ہے، بیشک یہ تو چکر لگانے والوں اور چکر لگانے والیوں میں سے ہے۔''

(٤٠٣)۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ حَدَّثَنِيْ أَبِيْ ثَنَا

سیدنا عبد اللہ بن ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کی بیوی بیان کرتی ہے کہ سیدنا

(٤٠٢) تخريج: حديث صحيح ـ أخرجه ابوداود: ٧٥، وابن ماجه: ٣٦٧، والترمذي: ٩٢، والنسائي: ١/ ٥٥ (انظر: ٢٢٥٨٠)

(٤٠٣) تخريج: انظر الحديث السابق

سُفْيَانُ حَدَّثَنِيْ اِسْحَاقُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِيْ طَلْحَةَ حَدَّثَتْنِي امْرَأَةُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِيْ طَلْحَةَ أَنَّ أَبَا قَتَادَةَ كَانَ يُصْغِي الْاِنَاءَ لِلْهِرِّ فَيَشْرَبُ، وقَالَ: اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ حَدَّثَنَا: ((أَنَّهَا لَيْسَتْ بِنَجَسٍ، اِنَّهَا مِنَ الطَّوَّافِيْنَ وَالطَّوَّافَاتِ عَلَيْكُمْ)) (مسند أحمد: ٢٢٨٩٥)

ابوقتادہ رضی اللہ عنہ نے بلی کے لیے برتن کو جھکایا، پس اس نے پانی پیا، پھر انھوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''بیشک یہ بلی ناپاک نہیں ہے، بیشک یہ تو تم پر چکر لگانے والوں اور چکر لگانے والیوں میں سے ہے۔''

(٤٠٤)۔عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِيْ قَتَادَةَ عَنْ أَبِيْهِ أَنَّهُ وُضِعَ لَهُ وَضُوْءُهُ، فَوَلَغَ فِيْهِ السِّنَّوْرُ فَأَخَذَ يَتَوَضَّأُ فَقَالُوْا: يَا أَبَا قَتَادَةَ! قَدْ وَلَغَ فِيْهِ السِّنَّوْرُ، فَقَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ يَقُوْلُ: ((السِّنَّوْرُ مِنْ أَهْلِ الْبَيْتِ وَإِنَّهُ مِنَ الطَّوَّافِيْنَ وَالطَّوَّافَاتِ عَلَيْكُمْ۔)) (مسند أحمد: ٢٣٠١٤)

سیدنا عبداللہ بن ابوقتادہ رضی اللہ عنہ اپنے باپ سے بیان کرتے ہیں کہ ان کے لیے وضو کا پانی رکھا گیا، اس میں سے بلی نے پیا، لیکن انھوں نے اس سے وضو کرنا شروع کر دیا، لوگوں نے کہا: اے ابوقتادہ! اس سے تو بلی نے پیا ہے، انھوں نے کہا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا تھا: ''بلی تو گھر والوں میں سے ہے اور یہ تو تم پر چکر لگانے والوں اور چکر لگانے والیوں میں سے ہے۔''

فوائد: ......بلا شک وشبہ بلی حرام جانوروں میں سے ہے، لیکن ان روایات سے پتہ چلا کہ اس کا جوٹھا پاک ہے۔ارشادِ باری تعالیٰ ہے: ﴿طَوَّافُوْنَ عَلَيْكُمْ بَعْضُكُمْ عَلٰى بَعْضٍ﴾ ......''تم سب آپس میں ایک دوسرے کے پاس بکثرت آنے جانے والے ہو۔'' (سورۂ نور: ۵۸) خادم اور مالک کو آپس میں ہر وقت ایک دوسرے سے ملنے کی ضرورت پیش آتی ہے، اسی ضرورتِ عامہ کے پیش نظر اللہ تعالیٰ نے غلاموں کو اس آیت میں یہ اجازت دے دی ہے کہ وہ تین مخصوص اوقات کے علاوہ بغیر اجازت لیے اپنے مالکوں کے پاس آ سکتے ہیں۔ بالکل یہی معاملہ بلی کا ہے، اس کے مزاج میں اتنی مانوسیت ہے کہ یہ بکثرت گھر کے اندر آتی جاتی رہتی ہے، بلکہ رات کو گھر کے افراد کے پاس بستروں میں گھس آتی ہے اور اس کی یہ عادت بھی ہے کہ جہاں تک اس کا بس چلتا ہے، یہ برتنوں کے اندر گھستی رہتی ہے، پس شریعت نے غلاموں کی طرح اس کے لیے بھی رخصت نکال دی اور اس کے جوٹھے کو پاک قرار دیا اور پھر اس رخصت کے تقاضے کے مطابقت اس جانور کو صفائی پسند بنا دیا، مثلا کوئی چیز کھانے کے بعد منہ کو زمین پر رگڑنا اور اپنی گندگی پر پنجوں کے ذریعے مٹی ڈالنا اس کی فطرت میں شامل ہے۔

قانون: ......حرام جانور کے جوٹھے کو شرعی دلیل کے بغیر پلید نہیں قرار دیا جا سکتا' کیونکہ حرام ہونے سے جانور کا نجس ہونا لازم نہیں آتا، البتہ ہر نجس چیز حرام ہوتی ہے۔

(٤٠٤) تخریج: انظر الحدیث رقم: ٤٠٢

أَبْوَابُ تَطْهِيرِ النَّجَاسَةِ
نجاست کو پاک کرنے کے ابواب

اَلْبَابُ الْأَوَّلُ فِيْ تَطْهِيْرِ نَجَاسَةِ دَمِ الْحَيْضِ
حیض کے خون کو پاک کرنے کا بیان

(٤٠٥)۔ عَنْ أَسْمَاءَ بِنْتِ أَبِيْ بَكْرٍ رضی اللہ عنہا قَالَتْ: أَتَتِ النَّبِيَّ ﷺ اِمْرَأَةٌ فَقَالَتْ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! الْمَرْأَةُ يُصِيْبُهَا مِنْ دَمِ حَيْضِهَا، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((لِتَحُتَّهُ ثُمَّ لِتَقْرِصْهُ بِمَاءٍ ثُمَّ لِتُصَلِّ فِيْهِ۔)) (مسند أحمد:٢٧٤٥٩)

سیدہ اسماء بنت ابو بکر رضی اللہ عنہا سے مروی ہے، وہ کہتی ہیں کہ ایک خاتون، نبی کریم ﷺ کے پاس آئی اور کہا: اے اللہ کے رسول! عورت کو حیض کا خون لگ جاتا ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اس کو چاہیے کہ وہ اس کو کھرچے، پھر پانی کے ساتھ ملے اور پھر اس میں نماز پڑھ لے۔''

(٤٠٦)۔ عَنْ أُمِّ قَيْسٍ بِنْتِ مِحْصَنٍ رضی اللہ عنہا قَالَتْ: سَأَلْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ عَنْ دَمِ الْحَيْضِ يُصِيْبُ الثَّوْبَ فَقَالَ: ((اغْسِلِيْهِ بِمَاءٍ وَسِدْرٍ وَحُكِّيْهِ بِضِلَعٍ۔)) (مسند أحمد: ٢٧٥٤٢)

سیدہ ام قیس بنت محصن رضی اللہ عنہا سے مروی ہے، وہ کہتی ہیں: میں نے رسول اللہ ﷺ سے کپڑے کو لگ جانے والے حیض کے خون کے بارے میں سوال کیا، آپ ﷺ نے فرمایا: ''اس کو پانی اور بیری کے پتوں کے ساتھ دھو اور کسی ہڈی کے ساتھ کھرچ ڈال۔''

(٤٠٧)۔ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ أَنَّ خَوْلَةَ بِنْتَ يَسَارٍ رضی اللہ عنہا أَتَتِ النَّبِيَّ فِيْ حَجٍّ أَوْ عُمْرَةٍ فَقَالَتْ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! لَيْسَ لِيْ اِلَّا ثَوْبٌ

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ سیدہ خولہ بنت یسار رضی اللہ عنہا حج یا عمرہ کے موقع پر رسول اللہ ﷺ کے پاس آئیں اور کہا: اے اللہ کے رسول! میرے پاس صرف ایک کپڑا ہے

(٤٠٥) تخريج: أخرجه البخاري: ٣٠٧، ومسلم: ٢٩١ (انظر: ٢٦٩٢٠)
(٤٠٦) تخريج: اسناده صحيح ـ أخرجه ابوداود: ٣٦٣، والنسائي: ١/ ١٥٤، وابن ماجه: ٦٢٨ (انظر: ٢٧٠٠٢)
(٤٠٧) تخريج: حديث حسن ـ أخرجه ابوداود: ٣٦٥ (انظر: ٨٧٦٧)

وَاحِدٌ وَأَنَا أَحِيضُ فِيهِ، قَالَ: ((فَإِذَا طَهُرْتِ فَاغْسِلِي مَوْضِعَ الدَّمِ ثُمَّ صَلِّي فِيهِ۔)) قَالَتْ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! إِنْ لَمْ يَخْرُجْ أَثَرُهُ؟ قَالَ: ((يَكْفِيكِ الْمَاءُ وَلَا يَضُرُّكِ أَثَرُهُ۔)) (مسند أحمد: ٨٧٥٢)

اور مجھے اسی میں حیض بھی آ جاتا ہے، آپ ﷺ نے فرمایا: ''جب تو پاک ہو جائے تو خون والی جگہ دھو لے اور اسی میں نماز پڑھ۔'' اس نے کہا: اے اللہ کے رسول! اگر اس کا اثر ختم نہ ہو تو؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''تجھے پانی کافی ہے اور اس کا (باقی رہ جانے والا) نشان تجھے نقصان نہیں دے گا۔''

فوائد: ......اس امر پر مسلمانوں کا اتفاق ہے کہ حیض کا خون پلید ہے، مذکورہ بالا احادیث کا تقاضا یہ ہے کہ اس خون کی مکمل صفائی ہونی چاہیے۔ ''اس کا (باقی رہ جانے والا) نشان تجھے نقصان نہیں دے گا۔'' اس چیز کو سمجھنے کے لیے ایک مثال دینا ضروری ہے، جن لوگوں کو بغلوں میں بہت زیادہ پسینہ آتا ہے، بسا اوقات ایسے ہوتا ہے کہ کپڑے کے اس حصے کا رنگ زرد ہو جاتا ہے اور دھونے کے باوجود نہیں اترتا ہے، جبکہ اس زردی کے باقی رہنے کا یہ معنی نہیں ہوتا ہے کہ ابھی تک پسینہ باقی ہے، دراصل یہ پسینہ کی وجہ سے پڑ جانے والا رنگ ہوتا ہے، یہی معاملہ حیض کے خون اور دوسری اس قسم کی چیزوں کا ہے۔ مقصودِ شریعت یہ ہے کہ حیض کے خون کو صاف کیا جائے اور اگر اس کی وجہ سے کپڑے کی رنگت ہی تبدیل ہو گئی ہے، تو اس کے باقی رہنے میں کوئی مضائقہ نہیں ہے۔

بَابٌ فِيْ تَطْهِيرِ ذَيْلِ الْمَرْأَةِ إِذَا مَرَّتْ بِنَجَاسَةٍ

نجاست سے گزرنے والی خاتون کے کپڑے کے نچلے حصے کو پاک کرنے کا بیان

نوٹ: ......اگلے چند ابواب میں مذکورہ احادیث کی فقہ کو سمجھنے کے لیے اس قانون کو ذہن نشین کرنا ضروری ہے کہ شریعت نے چیزوں کے پاک اور نجس اور حلال اور حرام ہونے کا فیصلہ کیا ہے، اب یہ فیصلہ کرنا بھی شریعت کا ہی حق ہوگا کہ پلید ہو جانے والی کون سی چیز کی پلیدی کو کیسے دور کیا جائے گا اور اس میں کس حد تک رخصت دی جائے گی، مثال کے طور پر پتھروں سے استنجاء کرنا بالاتفاق درست ہے، حالانکہ پتھروں سے مکمل صفائی نہیں ہوتی، بلکہ گندگی کے کچھ اجزاء باقی رہ جاتے ہیں، لیکن شریعت نے چونکہ اس استنجا کو درست قرار دیا، لہٰذا ہم بھی سرِ تسلیم خم کر دیں گے۔ ان رخصتوں کا مقصد آسانی پیدا کرنا ہے، اگر ہر چیز کو دھونے کا حکم دیا جاتا تو بہت مشکل پیدا ہو سکتی تھی، مثلا اگر جوتے کو نیچے سے دھونے کا حکم دے دیا جاتا تو اس سے مشقت بھی ہوتی اور جوتا بھی خراب ہو جاتا۔ یاد رہے کہ جوتے کو زمین پر رگڑ کر پاک کیا جاتا ہے، جیسا کہ اگلے باب میں آ رہا ہے۔

(٤٠٨)۔ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ عَنْ أُمِّ وَلَدٍ لِإِبْرَاهِيمَ بْنِ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ قَالَتْ: كُنْتُ أَجُرُّ ذَيْلِي (وَفِي رِوَايَةٍ: كُنْتُ اِمْرَأَةً

ابراہیم بن عبد الرحمن بن عوف کی ام ولد کہتی ہیں: میں اپنے کپڑے کو گھسیٹتی تھی، ایک روایت میں ہے: میں ایسی عورت تھی، جس کا کپڑے کا نچلا حصہ لمبا تھا اور جب میں مسجد کی

(٤٠٨) تخريج: حديث صحيح لغيره۔ أخرجه ابوداود: ٣٨٣، وابن ماجه: ٥٣١، والترمذي: ١٤٣ (انظر: ٢٦٤٨٨)

لِـيْ ذَيْلٌ طَوِيْلٌ) وَكُنْتُ آتِي الْمَسْجِدَ فَأَمُرُّ بِالْمَكَانِ الْقَذِرِ وَالْمَكَانِ الطَّيِّبِ، فَدَخَلْتُ عَـلَى أُمِّ سَلَمَةَ فَسَأَلْتُهَا عَنْ ذٰلِكَ، فَقَالَتْ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((يُطَهِّرُهُ مَا بَعْدَهُ.)) (مسند أحمد: ٢٧٠٢١)

طرف آتی تھی تو ناپاک اور پاک دونوں جگہوں سے گزر کر آتی تھی، پس میں سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے پاس گئی اور ان سے اس کے بارے میں سوال کیا، انھوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''بعد والی (پاک) جگہ اس کو پاک کر دے گی۔''

(٤٠٩)۔عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عِيْسٰى عَنْ مُوْسٰى بْـنِ عَبْـدِ الـلّٰهِ قَالَ: وَكَانَ رَجُلَ صِدْقٍ عَن امْـرَأَةٍ مِنْ بَنِيْ عَبْدِالْأَشْهَلِ قَالَتْ: قُلْتُ: يَا رَسُـوْلَ الـلّٰهِ! إِنَّ لَـنَا طَرِيْقًا إِلَى الْمَسْجِدِ مُـنْتِنَةً، فَـكَيْفَ نَـصْـنَـعُ إِذَا مُطِرْنَا؟ قَالَ: ((أَلَيْـسَ بَعْدَهَا طَرِيْقٌ هِيَ أَطْيَبُ مِنْهَا؟.)) قَـالَـتْ: قُلْتُ: بَلٰى، قَالَ: ((فَهٰذِهِ بِهٰذِهِ.)) وَفِـيْ رِوَايَةٍ: قَـــالَ: ((إِنَّ هٰـذِهِ تَـذْهَـبُ بِذٰلِكَ.)) (مسند أحمد: ٢٧٩٩٩)

موسیٰ بن عبد اللہ، جو کہ سچائی والا آدمی تھا، بنو عبد الاشہل کی ایک صحابیہ خاتون سے روایت کرتا ہے، وہ کہتی ہیں: میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! مسجد کی طرف آنے والا ہمارا راستہ بدبودار ہے، جب بارش ہو جائے تو ہم کیا کیا کریں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''کیا اس کے بعد کوئی پاک راستہ نہیں ہے؟'' اس نے کہا: جی کیوں نہیں، آپ ﷺ نے فرمایا: ''تو پھر یہ راستہ اس کے بدلے ہے۔'' ایک روایت میں ہے: آپ ﷺ نے فرمایا: ''یہ پاک راستہ اُس (ناپاک راستے کے اثر) کو ختم کر دے گا۔''

فوائد: ......خواتین کے کپڑے کا جو حصہ زمین پر گھسٹ رہا ہوتا ہے، اس کی پاکی کا حکم جوتے والا ہے، جس کی تفصیل اگلے باب میں آ رہی ہے۔ ذہن نشین کر لیں کہ شریعت کا تقاضا یہ ہے کہ عورتوں کے پاؤں کے نیچے ایک ہاتھ کپڑا لٹکنا چاہیے۔

بَابٌ فِيْ تَطْهِيْرِ أَسْفَلِ النَّعْلِ تُصِيْبُهُ النَّجَاسَةُ
جوتے کے نچلے حصے کو لگ جانے والی نجاست کو پاک کرنے کا بیان

(٤١٠)۔ عَـنْ أَبِيْ سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ ؓ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ صَـلّٰـى فَخَلَعَ نَعْلَيْهِ فَخَلَعَ الـنَّـاسُ نِعَالَهُمْ، فَلَمَّا انْصَرَفَ قَالَ: ((لِمَ خَـلَعْتُمْ نِعَالَكُمْ؟.)) فَقَالُوْا: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! رَأَيْنَاكَ خَلَعْتَ فَخَلَعْنَا، قَالَ: ((إِنَّ جِبْرِيْلَ

سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے نماز پڑھائی اور (نماز کے اندر) جوتے اتار دیئے، پس لوگوں نے بھی اپنے جوتے اتار دیئے، پس جب آپ ﷺ فارغ ہوئے تو پوچھا: ''تم لوگوں نے اپنے جوتے کیوں اتار دیئے؟'' انھوں نے کہا: اے اللہ کے رسول! ہم نے آپ کو

(٤٠٩) تخريج: اسناده صحيح ـ أخرجه ابوداود: ٣٨٤، وابن ماجه: ٥٣٣ (انظر: ٢٧٤٥٢)

(٤١٠) تخريج: اسناده صحيح على شرط مسلم ـ أخرجه ابوداود: ٦٥٠، (انظر: ١١١٥٣)

أَتَانِي فَأَخْبَرَنِي أَنَّ بِهِمَا خَبَثًا، فَإِذَا جَاءَ أَحَدُكُمُ الْمَسْجِدَ فَلْيُقَلِّبْ نَعْلَيْهِ فَلْيَنْظُرْ فِيهِمَا، فَإِنْ رَأَى بِهِمَا خَبَثًا فَلْيَمْسَحْهُ بِالْأَرْضِ ثُمَّ لِيُصَلِّ فِيهِمَا.)) (مسند أحمد: ١١١٧٠)

جوتے اتارتے ہوئے دیکھا، سو ہم نے بھی اتار دیئے۔'' آپ ﷺ نے فرمایا: ''جبریل علیہ السلام نے میرے پاس آ کر مجھے بتلایا کہ ان میرے جوتوں پر نجاست لگی ہوئی ہے، اس لیے جب تم میں سے کوئی آدمی مسجد میں آئے تو وہ اپنے جوتوں کو الٹ پلٹ کر کے دیکھ لیا کرے، اگر ان میں کوئی نجاست نظر آئے تو اس کو زمین سے صاف کر لے اور پھر ان میں نماز پڑھ لے۔''

فوائد: ......سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((إِذَا وَطِئَ أَحَدُكُمْ بِنَعْلِهِ الْأَذٰى فَإِنَّ التُّرَابَ لَهُ طَهُورٌ)) وَفِي رِوَايَةٍ: ((إِذَا وَطِئَ الْأَذٰى بِخُفَّيْهِ فَطَهُورُهُمَا التُّرَابُ)) ...... ''جب کوئی آدمی اپنے جوتے سے نجاست کو روندے تو مٹی اس کو پاک کرنے والی ہے۔'' اور ایک روایت میں ہے: ''جب اپنے موزوں سے نجاست کو روندے تو مٹی ان کو پاک کرنے والی ہے۔ (ابو داود: ٣٨٥، ٣٨٦، شرح معانی الآثار: ١/ ٥١١، حاکم: ١/ ١٦٦، بیهقی: ٢/ ٤٠٦) جوتے یا موزے پر لگی ہوئی نجاست تر ہو یا خشک، دونوں صورتوں میں رگڑنے سے صاف ہو جائے گی، لیکن یہ بات ذہن نشین کر لیں کہ یہ شریعت کی طرف سے ایک رخصت ہے، اگر اس موقع پر جوتوں اور موزوں کو دھونے کا حکم دے دیا جاتا تو اس میں امت کے لیے بڑی مشقت ہوتی۔

صحابہ کرام کی اطاعتِ رسول کا جذبہ دیکھیں کہ رسول اللہ ﷺ نے جب نماز میں جوتا اتارا تو انھوں نے بھی اسی وقت اس کو اتارنا مناسب سمجھا۔ سبحان الله

بَابٌ فِي تَطْهِيرِ الْأَرْضِ مِنْ نَجَاسَةِ الْبَوْلِ
زمین کو پیشاب کی نجاست سے پاک کرنے کا بیان

(٤١١)۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ: دَخَلَ أَعْرَابِيٌّ الْمَسْجِدَ فَصَلَّى رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ قَالَ: اَللّٰهُمَّ ارْحَمْنِي وَمُحَمَّدًا وَلَا تَرْحَمْ مَعَنَا أَحَدًا، فَالْتَفَتَ النَّبِيُّ ﷺ فَقَالَ: ((لَقَدْ تَحَجَّرْتَ وَاسِعًا.))، ثُمَّ لَمْ يَلْبَثْ أَنْ بَالَ فِي الْمَسْجِدِ فَأَسْرَعَ النَّاسُ إِلَيْهِ، فَقَالَ لَهُمْ

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک بدّو مسجد میں داخل ہوا اور دو رکعت نماز ادا کر کے یہ دعا کی: اے اللہ! مجھ پر اور محمد ﷺ پر رحم فرما اور ہمارے ساتھ کسی اور پر رحم نہ فرما۔ نبی کریم ﷺ اس کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا: ''تو نے تو وسعت والی چیز کو تنگ کر دیا ہے۔'' پھر جلد ہی اُس بدّو نے مسجد میں پیشاب کرنا شروع کر دیا، پس لوگ اس کی طرف

(٤١١) تخريج: أخرجه البخاري: ٢٢٠، ٦٠١٠، ٦١٢٨(انظر: ٧٢٥٥)

رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِنَّمَا بُعِثْتُمْ مُيَسِّرِيْنَ وَلَمْ تُبْعَثُوْا مُعَسِّرِيْنَ، أَهْرِيقُوْا عَلَيْهِ دَلْوًا مِنْ مَاءٍ۔)) أَوْ ((سَجْلًا مِنْ مَاءٍ۔)) (مسند أحمد: ٧٢٥٤)

لپکے، لیکن رسول اللہ ﷺ نے اُن سے ارشاد فرمایا: ''صرف اور صرف تم لوگوں کو آسانیاں پیدا کرنے والے بنا کر بھیجا گیا ہے اور تنگیاں پیدا کرنے والے بنا کر نہیں بھیجا گیا، اس پیشاب پر پانی کا ایک ڈول بہا دو۔''

(٤١٢) (وَعَنْهُ مِنْ طَرِيْقٍ آخَرَ)۔ دَخَلَ أَعْرَابِيٌّ الْمَسْجِدَ وَرَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ جَالِسٌ فَقَالَ: اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِيْ وَلِمُحَمَّدٍ وَلَا تَغْفِرْ لِأَحَدٍ مَعَنَا، فَضَحِكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَقَالَ: ((لَقَدِ احْتَظَرْتَ وَاسِعًا۔)) ثُمَّ وَلّٰى حَتّٰى إِذَا كَانَ فِيْ نَاحِيَةِ الْمَسْجِدِ فَشَجَ يَبُوْلُ، فَقَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ: ((إِنَّمَا بُنِيَ هٰذَا الْبَيْتُ لِذِكْرِ اللّٰهِ وَالصَّلَاةِ وَإِنَّهُ لَا يُبَالُ فِيْهِ۔))، ثُمَّ دَعَا بِسَجْلٍ مِنْ مَاءٍ فَأَفْرَغَهُ عَلَيْهِ، قَالَ: يَقُوْلُ الْأَعْرَابِيُّ بَعْدَ أَنْ فَقِهَ: فَقَامَ النَّبِيُّ ﷺ إِلَيَّ، بِأَبِيْ هُوَ وَأُمِّيْ فَلَمْ يَسُبَّ وَلَمْ يُؤَنِّبْ وَلَمْ يَضْرِبْ۔ (مسند أحمد: ١٠٥٤٠)

(دوسری سند) ایک بدّو مسجد میں داخل ہوا، جبکہ وہاں رسول اللہ ﷺ تشریف فرما تھے، اس نے دعا کرتے ہوئے کہا: اے اللہ! مجھے اور محمد ﷺ کو بخش دے اور ہمارے ساتھ کسی اور کو نہ بخش، آپ ﷺ مسکرا پڑے اور فرمایا: ''تو نے تو وسیع چیز کو تنگ کر دیا ہے۔'' پھر وہ چل پڑا اور جب مسجد کے ایک کونے میں پہنچا تو ٹانگیں کھلی کر کے پیشاب کرنے لگ گیا، پس رسول اللہ ﷺ کھڑے ہوئے اور فرمایا: ''صرف اور صرف اس گھر کو اللہ تعالیٰ کے ذکر اور نماز کے لیے بنایا گیا ہے، اس میں پیشاب نہیں کیا جاتا۔'' پھر آپ ﷺ نے پانی کا ایک ڈول منگوایا اور اس پر بہا دیا، وہ بدو دین کی سمجھ آنے کے بعد کہتا تھا: پس نبی کریم ﷺ میری طرف کھڑے ہوئے، میرے ماں باپ آپ ﷺ پر قربان ہوں، آپ ﷺ نے نہ مجھے برا بھلا کہا، نہ مجھے ڈانٹ ڈپٹ کی اور نہ مجھے مارا۔''

(٤١٣)۔عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: جَاءَ أَعْرَابِيٌّ فَبَالَ فِي الْمَسْجِدِ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((أَهْرِيْقُوْا عَلَيْهِ ذَنُوْبًا أَوْ سَجْلًا مِنْ مَاءٍ۔)) (مسند أحمد: ١٢١٠٦)

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: ایک بدّو آیا اور اس نے مسجد میں پیشاب کر دیا، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''پانی کا ایک ڈول اس پر بہا دو۔''

فوائد: ......روایات کے سیاق وسباق سے پتہ چل رہا ہے کہ اس بدّو کو اسلام کے احکام کا علم نہیں تھا، پھر آپ ﷺ نے اس کو مسجد کے آداب کی تعلیم دی۔ زمین کو پاک کرنے کے دو طریقے ہیں، ایک طریقہ حدیث نمبر (۴۰۱) میں گزر چکا ہے اور اس باب کی احادیث کے مطابق دوسرا طریقہ یہ ہے کہ زمین پر پڑے ہوئے پیشاب پر پانی

---

(٤١٢) تخريج: انظر الحديث بالطريق الاول

(٤١٣) تخريج: أخرجه البخاري: ٢٢١، ومسلم: ٢٨٤ (انظر: ١٢٠٨٢)

ڈال دیا جائے، اس طرح کرنے سے نجاست کے بعض اجزاء زمین میں جذب ہو جائیں گے اور بعض پانی کے ساتھ زمین پر بکھر کر زائل ہو جائیں گے اور زمین پاک ہو جائے گی، وہ زمین سخت ہو یا نرم۔ جن روایات میں زمین کو کھودنے کا ذکر ہے، وہ ضعیف ہیں۔ ان احادیث میں تبلیغ و اصلاح کرنے والے لوگوں کو جس حکمت، دانائی اور حسن اخلاق کی تعلیم دی جارہی ہے، مجموعی لحاظ سے امتِ مسلمہ ان سے بری طرح غافل ہے، ہم اس طرح کی حرکت دیکھ کر سب سے پہلے اپنی بھڑاس نکالنے کے لیے جھاگ بہانا شروع کر دیتے ہیں۔ والدین، اساتذہ، بڑے بھائیوں، آجروں اور دوسرے نگران اور کفیل لوگوں نے اصلاح کا یہ واحد طریقہ ایجاد کیا ہوا ہے کہ ماتحت افراد کا جرم دیکھ کر بولنا شروع کر دیا جائے، توہین آمیز کلمات کہے جائیں، ہو سکے تو پٹائی بھی کی جائے اور مجرم کی عزت اور شخصیت کو خاک میں ملا دیا جائے۔ یاد رکھ لیں کہ اس طریقے سے نگران کا غصہ تو دور ہو سکتا ہے، اصلاح نہیں ہو سکتی۔ شریعت نے غصے ہونے اور مارنے کی بھی اجازت دی ہے، لیکن وہ طریقہ اپنانے کے لیے حکیم اور دانا ہونا ضروری ہے۔ غور کریں کہ نبی کریم ﷺ اور صحابہ کی موجودگی میں مسجد نبوی میں پیشاب کر دینا کوئی معمولی جرم ہے؟ لیکن آپ ﷺ نے اس شخص کو ڈانٹنا گوارا نہیں کیا، بلکہ دوسرے صحابہ کی ڈیوٹی لگائی کہ وہ مسجد کو پاک کرنے کا اہتمام کریں اور خود اس کو اچھے انداز میں سمجھانا شروع کر دیا۔ ہمارے ہاں تو جو بچہ مسجد میں شور کرے یا اس کا پیشاب نکل جائے تو اس بچے کو اور اس کے والدین کو طعن و تشنیع کا نشانہ بنا لیا جاتا ہے اور اگر والد موجود ہو تو وہ وہیں اپنے بچے کو زدوکوب کرنا شروع کر دیتا ہے، جو آدمی موبائل بند نہ کر سکے اور دورانِ نماز اس کی گھنٹی بج جائے تو سلام کے فوراً بعد مستقل نمازی مسجد کو سر پر اٹھا لیتے ہیں، ان بیچاروں کو اتنی سمجھ نہیں ہوتی کہ ان کے بولنے سے زیادہ نقصان ہو رہا ہے۔ یقین مانیں کہ مبلغ اور مُصلِح افراد کو آپ ﷺ کی اس حکمت سے جو سبق حاصل کرنا چاہیے، اس کو قلم بند نہیں جا سکتا ہے، یہ ایک سوچ اور فکر ہے، جو ضمیروں میں پیوست ہو جانی چاہیے جو ہر بدی کا مقابلہ کرتے وقت زندہ ہو جائے۔

بَابٌ فِيْ تَطْهِيْرِ اِهَابِ الْمَيْتَةِ بِالدِّبَاغِ
مردار کے چمڑے کو رنگ کر پاک کرنے کا بیان

(٤١٤)۔ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ وَعْلَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: قُلْتُ لَهُ: اِنَّا نَغْزُوْ فَنُؤْتٰى بِالْاِهَابِ وَالْاَسْقِيَةِ، قَالَ: مَا أَدْرِيْ مَا أَقُوْلُ لَكَ اِلَّا اَنِّيْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((أَيُّمَا اِهَابٍ دُبِغَ فَقَدْ طَهُرَ۔)) (مسند أحمد: ٢٤٣٥)

عبد الرحمن بن وعلہ نے سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کہا: بیشک جب ہم جہاد کرتے ہیں تو ہمارے پاس چمڑے اور مشکیزے لائے جاتے ہیں، انھوں نے آگے سے کہا: مجھے سمجھ نہیں آ رہی کہ میں تجھ سے کیا کہوں، البتہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے: ''جو چمڑا بھی رنگا جائے، پس تحقیق وہ پاک ہو جاتا ہے۔''

(٤١٤) تخريج: أخرجه مسلم: ٣٦٦ (انظر: ٢٤٣٥)

فوائد: ......رنگنے سے پہلے چمڑے کو "اِهَاب" اور رنگنے کے بعد "شَنّ" اور "قِرْبَة" کہتے ہیں۔
امام ابو داؤد نے نضر بن شمیل کے حوالہ سے یہ بات نقل کی ہے لیکن اہل لغت کے ہاں یہ معروف نہیں۔ بلکہ ان کے ہاں معروف یہ ہے کہ "شن" بوسیدہ مشک کو اور "قربہ" عام مشک کو کہتے ہیں۔ (عبداللہ رفیق)

(٤١٥)۔عَنْ عَائِشَةَ رضي الله عنها اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ أَمَرَ أَنْ يُنْتَفَعَ بِجُلُوْدِ الْمَيْتَةِ اِذَا دُبِغَتْ۔ (مسند أحمد: ٢٤٩٥١)

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مردار جانوروں کے چمڑوں سے فائدہ اٹھانے کا حکم دیا، بشرطیکہ اس کو رنگ دیا جائے۔

(٤١٦)۔وَعَنْهَا أَيْضًا قَالَتْ: سُئِلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَنْ جُلُوْدِ الْمَيْتَةِ فَقَالَ: ((دِبَاغُهَا طَهُوْرُهَا۔)) (مسند أحمد: ٢٥٧٢٩)

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے یہ بھی روایت ہے رسول اللہ ﷺ سے مردار کے چمڑوں کے بارے میں سوال کیا گیا، آپ ﷺ نے فرمایا: "ان کا رنگنا ان کو پاک کرنا ہے۔"

(٤١٧)۔عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضي الله عنه عَنْ سَوْدَةَ بِنْتِ زَمْعَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَتْ: مَاتَتْ شَاةٌ لَنَا فَدَبَغْنَا مَسْكَهَا فَمَا زِلْنَا نَنْبِذُ فِيْهِ حَتّٰى صَارَ شَنًّا۔ (مسند أحمد: ٢٧٩٦٣)

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ زوجۂ رسول سیدہ سودہ بنت زمعہ رضی اللہ عنہا نے کہا: ہمارے ایک بکری مر گئی تھی، پس ہم نے اس کے چمڑے کو رنگ لیا اور اس میں نبیذ بناتے رہے، یہاں تک کہ وہ بوسیدہ ہو گیا۔"

(٤١٨)۔ عَنْ سَلَمَةَ بْنِ الْمُحَبِّقِ رضي الله عنه اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ مَرَّ بِبَيْتٍ بِفِنَائِهِ قِرْبَةٌ مُعَلَّقَةٌ فَاسْتَسْقٰى فَقِيْلَ اِنَّهَا مَيْتَةٌ فَقَالَ: ((ذَكَاةُ الْأَدِيْمِ دِبَاغُهُ۔)) وَفِيْ لَفْظٍ: ((دِبَاغُهَا طَهُوْرُهَا أَوْ ذَكَاتُهَا۔)) (مسند أحمد: ١٦٠٠٣)

سیدنا سلمہ بن محبق رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ ایک گھر کے پاس سے گزرے، اس گھر کے صحن میں لٹکا ہوا ایک مشکیزہ تھا، پس آپ ﷺ نے پانی طلب کیا، لیکن کہا گیا کہ یہ تو مردار کا چمڑا ہے، یہ سن کر آپ ﷺ نے فرمایا: "چمڑے کو پاک کرنا اس کو رنگنا ہے۔" ایک روایت میں ہے: "اس کو رنگنا اس کو پاک کرنا ہے۔"

(٤١٩)۔ عَنْ أَبِيْ أُمَامَةَ الْبَاهِلِيِّ عَنِ

سیدنا مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: رسول

---

(٤١٥) تخريج: حديث صحيح ۔ أخرجه ابوداود: ٤١٢٤، والنسائى: ٧/ ١٧٦ (انظر: ٢٤٤٤٧)
(٤١٦) تخريج: انظر الحديث السابق
(٤١٧) تخريج: أخرجه البخارى: ٦٦٨٦ (انظر: ٢٧٤١٨)
(٤١٨) تخريج: مرفوعه صحيح لغيره، وهذا اسناد ضعيف لجهالة حال جون بن قتادة، ولم يوثقه غير ابن حبان ۔ أخرجه ابوداود: ٤١٢٥، النسائى: ٧/ ١٧٣ (انظر: ١٥٩٠٨)
(٤١٩) تخريج: اسناده ضعيف، معان بن رفاعة لين الحديث، كثير الارسال، وعلى بن يزيد الالهانى ضعيف ۔ أخرجه الطبرانى فى "الكبير": ٢٠/ ٨٥٩ (انظر: ١٨٢٢٥)

الْمُغِيْرَةِ بْنِ شُعْبَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ: دَعَانِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بِمَاءٍ فَأَتَيْتُ خِبَاءً فَإِذَا فِيْهِ امْرَأَةٌ أَعْرَابِيَّةٌ، قَالَ: فَقُلْتُ: إِنَّ هٰذَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَهُوَ يُرِيْدُ مَاءً يَتَوَضَّأُ، فَهَلْ عِنْدَكِ مِنْ مَاءٍ؟ قَالَتْ: بِأَبِيْ وَأُمِّيْ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ، فَوَاللّٰهِ! مَا تُظِلُّ السَّمَاءُ وَلَا تُقِلُّ الْأَرْضُ رُوْحًا أَحَبَّ إِلَيَّ مِنْ رُوْحِهِ وَلَا أَعَزَّ، وَلٰكِنَّ هٰذِهِ الْقِرْبَةَ مَسْكُ مَيْتَةٍ وَلَا أُحِبُّ أُنَجِّسُ بِهِ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ، فَرَجَعْتُ إِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَأَخْبَرْتُهُ، فَقَالَ: ((ارْجِعْ إِلَيْهَا، فَإِنْ كَانَتْ دَبَغَتْهَا فَهِيَ طَهُوْرُهَا۔)) قَالَ: فَرَجَعْتُ إِلَيْهَا فَذَكَرْتُ ذٰلِكَ لَهَا فَقَالَتْ: إِيْ وَاللّٰهِ! لَقَدْ دَبَغْتُهَا، فَأَتَيْتُهُ بِمَاءٍ مِنْهَا وَعَلَيْهِ يَوْمَئِذٍ جُبَّةٌ شَامِيَّةٌ وَعَلَيْهِ خُفَّانِ وَخِمَارٌ، قَالَ: فَأَدْخَلَ يَدَهُ مِنْ تَحْتِ الْجُبَّةِ، قَالَ: مِنْ ضِيْقِ كُمِّهَا، قَالَ: فَتَوَضَّأَ فَمَسَحَ عَلَى الْخِمَارِ وَالْخُفَّيْنِ۔ (مسند أحمد: ۱۸۴۱۲)

اللہ ﷺ نے مجھے پانی کے ساتھ طلب کیا، پس میں ایک خیمہ میں گیا، اس میں ایک بدّو خاتون تھی، میں نے اس سے کہا: یہ رسول اللہ ﷺ ہیں اور آپ وضو کرنے کے لیے پانی چاہ رہے ہیں، تو کیا تمہارے پاس پانی ہے؟ اس نے کہا: میرے ماں باپ، رسول اللہ ﷺ پر قربان ہوں، پس اللہ کی قسم! نہ آسمان نے ایسی روح پر سایہ کیا اور نہ زمین نے ایسی روح کو اٹھایا، جو رسول اللہ ﷺ کی روح کی بہ نسبت مجھے محبوب اور معزز ہو، لیکن بات یہ ہے کہ یہ مشکیزہ تو مردار کے چمڑے کا ہے اور میں یہ پسند نہیں کروں گی کہ رسول اللہ ﷺ کو اس کے ذریعے ناپاک کر دوں، پس میں رسول اللہ ﷺ کی طرف لوٹا اور یہ بات بتلائی، آپ ﷺ نے فرمایا: ''تم اس کی طرف واپس جاؤ، اگر تو اس نے اس کو رنگا تھا تو یہی اس کو پاک کرنا ہے۔'' پس میں اس کی طرف لوٹا اور اس کو یہ فرمان بتایا، اس نے کہا: جی اللہ کی قسم! میں نے اس کو رنگا تھا، پس میں پانی لے کر آپ ﷺ کے پاس آیا، اس دن آپ ﷺ نے شامی جُبہ زیب تن کیا ہوا تھا اور دو موزے بھی پہنے ہوئے اور پگڑی بھی باندھی ہوئی تھی، پس آپ ﷺ نے آستینیں تنگ ہونے کی وجہ سے جُبہ کے نیچے سے ہاتھ نکال لیے، پس آپ ﷺ نے وضو کیا اور پگڑی اور موزوں پر مسح کیا۔

(۴۲۰)۔عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ فِيْ جُلُوْدِ الْمَيْتَةِ قَالَ: ((إِنَّ دِبَاغَهُ قَدْ أَذْهَبَ نَجَسَهُ أَوْ رِجْسَهُ أَوْ خَبَثَهُ))(مسند أحمد: ۲۸۷۸)

سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے مردار کے چمڑے کے بارے میں فرمایا: ''بیشک اس کا رنگنا اس کی نجاست کو ختم کر دیتا ہے۔''

(۴۲۱)۔وَعَنْهُ أَيْضًا أَنَّ دَاجِنَةً لِمَيْمُوْنَةَ (رضی اللہ عنہا) مَاتَتْ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((أَلَا

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے ہی مروی ہے کہ سیدہ میمونہ رضی اللہ عنہا کی پالتو بکری مرگئی، پس رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تم نے اس

(۴۲۰) تخريج: حسن۔ أخرجه ابن خزيمة: ۱۱۴، والحاكم: ۱/ ۱۶۱، والبيهقي: ۱/ ۱۷ (انظر: ۲۸۷۸)
(۴۲۱) تخريج: أخرجه مسلم: ۳۶۵ (انظر: ۲۰۰۳)

اِنْتَفَعْتُمْ بِإِهَابِهَا، أَلَا دَبَغْتُمُوْهُ فَإِنَّهُ ذَكَاتُهُ۔)) (مسند أحمد: ۲۰۰۳)

کے چمڑے سے فائدہ کیوں نہیں اٹھایا، تم نے اس کو رنگ کیوں نہیں لیا، پس یہی اس کو پاک کرنا ہے۔''

(٤٢٢)۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ حَدَّثَنِيْ أَبِيْ ثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہ عَنْ مَيْمُوْنَةَ (زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ): أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ مَرَّ بِشَاةٍ لِمَوْلَاةٍ لِمَيْمُوْنَةَ مَيْتَةٍ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِنَّمَا حَرُمَ أَكْلُهَا۔)) قَالَ سُفْيَانُ: هٰذِهِ الْكَلِمَةُ لَمْ أَسْمَعْهَا إِلَّا مِنَ الزُّهْرِيِّ ((حَرُمَ أَكْلُهَا۔)) قَالَ أَبِيْ: قَالَ سُفْيَانُ مَرَّتَيْنِ عَنْ مَيْمُوْنَةَ۔ (مسند أحمد: ۳۰۱٦)

سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ زوجۂ رسول سیدہ میمونہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ ان کی لونڈی کی مردار بکری کے پاس سے رسول اللہ ﷺ کا گزر ہوا، آپ ﷺ نے فرمایا: ''صرف اس کا کھانا حرام ہے۔'' امام سفیان نے کہا: میں نے ''صرف اس کا کھانا حرام ہے۔'' کے الفاظ صرف امام زہری سے سنے ہیں۔ میرے باپ (امام احمد) نے کہا: سفیان نے دو مرتبہ میمونہ کے واسطہ سے حدیث بیان کی ہے۔

(٤٢٣)۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ مَرَّ بِشَاةٍ مَيْتَةٍ فَقَالَ: ((هَلَّا اسْتَمْتَعْتُمْ بِإِهَابِهَا۔)) فَقَالُوْا: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! إِنَّهَا مَيْتَةٌ، فَقَالَ: ((إِنَّمَا حَرُمَ أَكْلُهَا۔)) (مسند أحمد: ۲۳٦۹)

سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک مردار بکری کے پاس سے رسول اللہ ﷺ کا گزر ہوا، آپ ﷺ نے فرمایا: ''تم نے اس کے چمڑے سے فائدہ کیوں نہیں اٹھایا۔'' انھوں نے کہا: اے اللہ کے رسول! بیشک یہ تو مردار ہے، آپ ﷺ نے فرمایا: ''صرف اس کا کھانا حرام ہے۔''

(٤٢٤)۔ عَنْ مَيْمُوْنَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَتْ: مَرَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بِرِجَالٍ مِنْ قُرَيْشٍ يَجُرُّوْنَ شَاةً لَهُمْ مِثْلَ الْحِمَارِ، فَقَالَ لَهُمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَوْ أَخَذْتُمْ إِهَابَهَا)) قَالُوْا: إِنَّهَا مَيْتَةٌ، قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((يُطَهِّرُهَا الْمَاءُ وَالْقَرَظُ۔)) (مسند أحمد: ۲۷۳۷۰)

زوجۂ رسول سیدہ میمونہ رضی اللہ عنہا کہتی ہے کہ قریش کے چند مردوں سے رسول اللہ ﷺ کا گزر ہوا، وہ ایک بکری کو گدھے کی طرح گھسیٹ کر لے جا رہے تھے، آپ ﷺ نے ان سے فرمایا: ''کاش تم اس کا چمڑا اتار لیتے۔'' انھوں نے کہا: یہ تو مردار ہے، آپ ﷺ نے فرمایا: ''پانی اور قرظ اس کو پاک کر دیں گے۔''

---

(٤٢٢) تخريج: انظر الحديث الآتي (انظر: ۲۳٦۹)

(٤٢٣) تخريج: أخرجه البخاري: ۲۲۲۱، ۵۵۳۱، ومسلم: ۳٦۳ (انظر: ۲۳٦۹)

(٤٢٤) تخريج: اسناده ضعيف لضعف رشدين بن سعد ولجهالة عبد الله بن مالك وجهالة امه۔ أخرجه ابوداود: ٤١٢٦، والنسائي: ۷/ ۱۷٤ (انظر: ۲٦۸۳۲)

فوائد: ......قرظ: یہ کیکر کے مشابہ ایک درخت ہوتا ہے، جس کے پتوں سے چمڑے کی دباغت کی جاتی ہے۔ ان روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ مردار کا چمڑا رنگنے سے پاک ہو جاتا ہے، لیکن وہ اس عمل سے حلال نہیں ہوتا، حرام ہی رہتا ہے، اس طرح ایسے چمڑے کا کوئی جزو کھانا جائز نہیں ہوگا، ہم بلی کے جوٹھے کا حکم بیان کرتے وقت یہ وضاحت کر آئے ہیں کہ ہوسکتا ہے کہ ایک چیز حرام ہو، لیکن پاک ہو، جیسے بلی ہے، کسی چیز کے حرام ہونے سے اس کا نجس ہونا لازم نہیں آتا، وہ اس وقت نجس ہوگی، جب شریعت اس کی وضاحت کرے گی۔

فَصْلٌ فِيْ تَحْرِيْمِ أَكْلِ جُلُوْدِ الْمَيْتَةِ وَإِنْ طَهُرَتْ بِالدِّبَاغِ

اس چیز کا بیان کہ مردار کے چمڑوں کو کھانا حرام ہے، اگرچہ ان کو رنگ کر پاک کر لیا جائے

(٤٢٥)۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: مَاتَتْ شَاةٌ لِسَوْدَةَ بِنْتِ زَمْعَةَ فَقَالَتْ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! مَاتَتْ فُلَانَةٌ تَعْنِيْ شَاةً، فَقَالَ: ((فَلَوْ لَا أَخَذْتُمْ مَسْكَهَا۔)) فَقَالَتْ: نَأْخُذُ مَسْكَ شَاةٍ قَدْ مَاتَتْ؟ فَقَالَ لَهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِنَّمَا قَالَ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ: ﴿قُلْ لَا أَجِدُ فِيْمَا أُوْحِيَ إِلَيَّ مُحَرَّمًا عَلٰى طَاعِمٍ يَطْعَمُهُ إِلَّا أَنْ يَكُوْنَ مَيْتَةً أَوْ دَمًا مَسْفُوْحًا أَوْ لَحْمَ خِنْزِيْرٍ﴾ فَإِنَّكُمْ لَا تَطْعَمُوْنَهُ، إِنْ تَدْبُغُوْهُ فَتَنْتَفِعُوْا بِهِ۔))، فَأَرْسَلَتْ إِلَيْهَا فَسَلَخَتْ مَسْكَهَا فَدَبَغَتْهُ فَأَخَذَتْ مِنْهُ قِرْبَةً حَتّٰى تَخَرَّقَتْ عِنْدَهَا۔ (مسند أحمد: ٣٠٢٧)

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: سیدہ سودہ بنت زمعہ رضی اللہ عنہا کی بکری مر گئی، انھوں نے کہا: اے اللہ کے رسول! فلاں بکری مر گئی ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''تم نے اس کا چمڑا کیوں نہیں اتار لیا۔'' انھوں نے کہا: ہم مرجانے والی بکری کا چمڑا کیسے اتار لیں؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''آپ کہہ دیجئے کہ جو کچھ احکام بذریعہ وحی میرے پاس آئے اس میں کوئی حرام نہیں پاتا کسی کھانے والے کے لیے جو اس کو کھائے، مگر یہ کہ وہ مردار ہو یا بہتا ہوا خون ہو یا خنزیر کا گوشت ہو۔'' (سورۂ انعام: ١٤٥) پس بیشک تم نے اس کے چمڑے کو کھانا تو نہیں ہے، اگر تم اس کو رنگ لو تو اس سے فائدہ اٹھا سکتے ہو۔'' پس انھوں نے کسی بندے کو بھیج کر (اس بکری کو منگوا لیا) اور اس کی کھال اتار لی اور اس کو رنگ کر اس کا مشکیزہ بنا لیا، (پھر وہ اس کو استعمال کرتی رہیں) یہاں تک کہ وہ ان کے پاس ہی پھٹ گیا تھا۔

فوائد: ......پچھلے باب کے فوائد میں اس مسئلہ کی وضاحت کی جا چکی ہے۔

---

(٤٢٥) تخریج: حدیث صحیح۔ أخرجه ابویعلی: ٢٣٣٤، وابن حبان: ١٢٨١، والبیهقی: ١/ ١٨، أخرجه البخاری: ٦٦٨٦ مختصرا (انظر: ٣٠٢٧)

فَصْلٌ فِيْ حُجَّةِ مَنْ قَالَ بِطَهَارَةِ شَعْرِ الْمَيْتَةِ إِذَا دُبِغَ الْجِلْدُ

ان لوگوں کی دلیل کا بیان جو چمڑے کو رنگنے کے بعد مردار کے بالوں کی طہارت کے قائل ہیں

(٤٢٦)۔ عَنْ ثَابِتٍ قَالَ: كُنْتُ جَالِسًا مَعَ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِيْ لَيْلٰى فِي الْمَسْجِدِ فَأَتٰى رَجُلٌ ضَخْمٌ فَقَالَ: يَا أَبَا عِيْسٰى! قَالَ: نَعَمْ، قَالَ: حَدِّثْنَا مَا سَمِعْتَ فِي الْفِرَاءِ؟ فَقَالَ: سَمِعْتُ أَبِيْ يَقُوْلُ: كُنْتُ جَالِسًا عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَأَتٰى رَجُلٌ فَقَالَ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! أُصَلِّي فِي الْفِرَاءِ؟ قَالَ: فَأَيْنَ الدِّبَاغُ؟ فَلَمَّا وَلّٰى قُلْتُ: مَنْ هٰذَا؟ قَالَ: هٰذَا سُوَيْدُ بْنُ غَفَلَةَ۔ (مسند أحمد: ١٩٢٧٠)

ثابت بن اسلم بنانی کہتے ہیں: میں عبدالرحمن بن ابولیلی کے ساتھ مسجد میں بیٹھا ہوا تھا، پس ایک موٹا سا آدمی آیا اور اس نے کہا: اے ابوعیسی (عبدالرحمن)! انھوں نے کہا: جی ہاں، اس نے کہا: تم نے "فِـرَاء" کے بارے جو کچھ سنا ہے، وہ بیان کرو، پس انھوں نے کہا: میں نے اپنے باپ سے سنا، انھوں نے کہا: میں رسول اللہ ﷺ کے پاس بیٹھا ہوا تھا کہ ایک آدمی آیا اور اس نے کہا: اے اللہ کے رسول! کیا میں "فِرَاء" میں نماز پڑھ سکتا ہوں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''تو پھر رنگنے کا کیا فائدہ ہوا؟'' جب وہ چلا گیا تو میں (ثابت) نے کہا: یہ آدمی کون تھا؟ عبدالرحمن نے کہا: یہ سوید بن غفلہ تھے۔

فوائد:...... "فِرَاء": یہ فَرْوٌ یا فَرْوَةٌ کی جمع ہے یہ اس چمڑے کو کہتے ہیں، جس پر بال موجود ہوں۔

بَابٌ فِيْ عَدَمِ جَوَازِ الْإِنْتِفَاعِ مِنَ الْمَيْتَةِ بِإِهَابٍ وَلَا عَصَبٍ وَالْجَمْعِ بَيْنَهُ وَبَيْنَ أَحَادِيْثِ الْجَوَازِ

مردار کے چمڑے اور پٹھے سے استفادہ کرنے کے ناجائز ہونے کا بیان اور عدم جواز اور جواز پر دلالت کرنے والی احادیث میں جمع وتطبیق کا بیان

(٤٢٧)۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُكَيْمٍ الْجُهَنِيِّ قَالَ: أَتَانَا كِتَابُ النَّبِيِّ ﷺ بِأَرْضِ جُهَيْنَةَ وَأَنَا غُلَامٌ شَابٌّ ((أَنْ لَا تَنْتَفِعُوْا مِنَ الْمَيْتَةِ بِإِهَابٍ وَلَا عَصَبٍ)) (مسند أحمد: ١٨٩٨٧)

سیدنا عبد اللہ بن عُکَیم جہنی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: ہمارے پاس جہینہ کی سرزمین میں نبی کریم ﷺ کا خط آیا، جبکہ میں اس وقت نوجوان لڑکا تھا، (اس خط میں لکھا ہوا تھا:) ''تم مردار کے چمڑے اور پٹھے سے فائدہ نہ اٹھاؤ۔''

(٤٢٨) (وَعَنْهُ مِنْ طَرِيْقٍ ثَانٍ)۔ قَالَ: كَتَبَ

(دوسری سند) وہ کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے اپنی وفات

---

(٤٢٦) اسناده ضعيف، ابن ابی لیلی ضعيف۔ أخرجه البيهقي: ١/ ٢٤، وابن ابی شيبة: ٨/ ٣٧٧ (انظر: ١٩٠٦٠)

(٤٢٧) تخريج: اسناده ضعيف، فيه علتان: الانقطاع، عبدالله بن عكيم ادرك زمان رسول الله ﷺ ولا يعرف له سماع صحيح، والاضطراب، فقد اختلف فيه الوانا۔ أخرجه ابوداود: ٤١٢٧، والنسائي: ٧/ ١٧٥، وابن ماجه: ٣٦١٣، والترمذي: ١٧٢٩ (انظر: ١٨٧٨٠)

(٤٢٨) تخريج: انظر الحديث بالطريق الاول

اِلَيْنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ قَبْلَ وفَاتِهِ بِشَهْرٍ ((أَنْ لَا تَنْتَفِعُوْا مِنَ الْمَيْتَةِ بِإِهَابٍ وَلَا عَصَبٍ)) (مسند أحمد: ۱۸۹۸۹)

سے ایک ماہ قبل ہماری طرف یہ حکم لکھا کہ ''تم مردار کے چمڑے اور پٹھے سے فائدہ نہ اٹھاؤ۔''

(۴۲۹) (وَعَنْهُ مِنْ طَرِيْقٍ ثَالِثٍ)۔ قَالَ: أَتَانَا كِتَابُ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ بِأَرْضِ جُهَيْنَةَ قَالَ: وَأَنَا غُلَامٌ شَابٌّ قَبْلَ وَفَاتِهِ بِشَهْرٍ أَوْ شَهْرَيْنِ ((أَنْ لَا تَنْتَفِعُوْا مِنَ الْمَيْتَةِ بِإِهَابٍ وَلَا عَصَبٍ۔)) (مسند أحمد: ۱۸۹۹۰)

(تیسری سند) وہ کہتے ہیں: ہمارے پاس جہینہ کی سرزمین میں رسول اللہ ﷺ کا ایک خط آیا، جبکہ میں اس وقت نوجوان لڑکا تھا، یہ آپ ﷺ کی وفات سے ایک یا دو ماہ پہلے کی بات تھی، اس میں لکھا تھا: ''تم مردار کے چمڑے اور پٹھے سے فائدہ حاصل نہ کرو۔''

(۴۳۰) (وَعَنْهُ مِنْ طَرِيْقٍ رابع)۔قَالَ: جَاءَ نا، أَوْ قَالَ: كَتَبَ اِلَيْنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((أَنْ لَا تَنْتَفِعُوْا مِنَ الْمَيْتَةِ بِإِهَابٍ وَلَا عَصَبٍ۔)) (مسند أحمد: ۱۸۹۹۱)

(چوتھی سند) وہ کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے ہماری طرف یہ خط لکھا کہ ''تم مردار کے چمڑے سے استفادہ نہ کرو اور نہ اس کے پٹھے سے۔''

(۴۳۱) (وَعَنْهُ مِنْ طَرِيْقٍ خَامِسٍ)۔ أَنَّهُ قَالَ: قُرِئَ عَلَيْنَا كِتَابُ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ ((أَنْ لَا تَسْتَمْتِعُوْا مِنَ الْمَيْتَةِ بِإِهَابٍ وَلَا عَصَبٍ۔)) (مسند أحمد: ۱۸۹۹۲)

(پانچویں سند) وہ کہتے ہیں: ہم پر رسول اللہ ﷺ کا یہ خط پڑھا گیا کہ ''تم مردار کے چمڑے اور پٹھے سے فائدہ نہ اٹھاؤ۔''

فوائد: ......''اِهَاب'' اس چمڑے کو کہتے ہیں، جو رنگا نہ گیا ہو، مردار کے اس طرح کے چمڑے سے فائدہ اٹھانا جائز نہیں ہے، لیکن جب اس کو رنگ دیا جاتا ہے تو وہ پاک ہو جاتا ہے اور اس وقت اس کو ''اِهَاب'' نہیں کہتے۔

بَابٌ فِيْ تَطْهِيْرِ آنِيَةِ الْكُفَّارِ وَجَوَازِ اِسْتِعْمَالِهَا بَعْدَ غَسْلِهَا

کافروں کے برتنوں کو پاک کرنے اور ان کو دھو لینے کے بعد استعمال کرنے کے جواز کا بیان

(۴۳۲)۔ عَنْ أَبِيْ ثَعْلَبَةَ الْخُشَنِيِّ رضی اللہ عنہ قَالَ: قُلْتُ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! اِنَّا أَهْلُ سَفَرٍ نَمُرُّ

سیدنا ابو ثعلبہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! ہم سفر کرنے والے لوگ ہیں اور

---

(۴۲۹) تخریج: انظر الحدیث بالطریق الاول

(۴۳۰) تخریج: انظر الحدیث بالطریق الاول

(۴۳۱) تخریج: انظر الحدیث بالطریق الاول

(۴۳۲) تخریج: حدیث صحیح ۔ أخرجه ابوداود: ۳۸۳۹، وابن ماجه: ۲۸۳۱، الترمذی: ۱٤٦٤ (انظر: ۱۷۷۳۳)

بِالْيَهُوْدِ وَالنَّصَارٰى وَالْمَجُوْسِ وَلَا نَجِدُ غَيْرَ آنِيَتِهِمْ، قَالَ: ((فَإِنْ لَمْ تَجِدُوْا غَيْرَهَا فَاغْسِلُوْهَا بِالْمَاءِ ثُمَّ كُلُوْا فِيْهَا وَاشْرَبُوْا۔)) (مسند أحمد: ١٧٨٨٥)

یہودیوں، عیسائیوں اور مجوسیوں کے پاس سے ہمارا گزر ہوتا رہتا ہے اور ہمیں صرف اِن کے ہی برتن مل سکتے ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''پس اگر تمہیں دوسرے برتن نہ مل سکیں تو اِن کو پانی کے ساتھ دھو کر اِن میں کھا پی لیا کرو۔''

(٤٣٣) (وَعَنْهُ مِنْ طَرِيْقٍ آخَرَ)۔قُلْتُ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! إِنَّ أَرْضَنَا أَرْضُ أَهْلِ كِتَابٍ وَإِنَّهُمْ يَأْكُلُوْنَ لَحْمَ خِنْزِيْرٍ وَيَشْرَبُوْنَ الْخَمْرَ فَكَيْفَ أَصْنَعُ بِآنِيَتِهِمْ وَ قُدُوْرِهِمْ؟ قَالَ: ((إِنْ لَمْ تَجِدُوْا غَيْرَهَا فَارْحَضُوْهَا وَاطْبَخُوْا فِيْهَا وَاشْرَبُوْا۔)) (مسند أحمد: ١٧٨٨٩)

(دوسری سند) میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! بیشک ہمارا علاقہ، اہل کتاب کا علاقہ ہے اور وہ خنزیر کا گوشت بھی کھاتے ہیں اور شراب بھی پیتے ہیں، اب میں ان کے برتنوں اور ہنڈیوں کے ساتھ کیا کروں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اگر تم کو اور برتن نہ ملیں تو اُن کو دھو کر ان میں پکا لیا کرو اور اُن میں پی لیا کرو۔''

(٤٣٤)۔عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ رضی اللہ عنہ قَالَ: كُنَّا نُصِيْبُ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ فِيْ مَغَانِمِنَا مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ الْأَسْقِيَةَ وَالْأَوْعِيَةَ فَنَقْتَسِمُهَا وَكُلُّهَا مَيْتَةٌ۔ (مسند أحمد: ١٤٥٥٥)

سیدنا جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: ہم نبی کریم ﷺ کے ساتھ ہوتے اور مشرکوں سے حاصل شدہ غنیمتوں میں مشکیزے اور برتن بھی ہمیں مل جاتے تھے لیکن ہم ان کو تقسیم کر لیتے تھے، جبکہ وہ سب مردار جانوروں کے ہوتے تھے۔

فوائد: ......''وہ سب مردار جانوروں کے ہوتے تھے۔'' اس کی وجہ یہ تھی کہ کافروں کے ذبح کا کوئی اعتبار نہیں ہوتا تھا۔لیکن مالِ غنیمت یا اس قسم کے دیگر مالوں کے بارے میں ہماری شریعت کا قانون یہ ہے کہ جب تک چیز کے حرام ہونے کی واضح دلیل نہیں ہوگی، اس وقت تک اس کو پاک اور جائز ہی سمجھا جائے گا، مشکیزوں کے بارے میں یہ احتمالات اور امکانات موجود ہیں کہ انھوں نے ان کو رنگا ہو یا اہل کتاب کے علاقوں سے منگوایا ہو یا وہ جانور اہل کتاب کا ذبح کیا ہوا ہو۔

(٤٣٥)۔عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رضی اللہ عنہ أَنَّ يَهُوْدِيًّا دَعَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ إِلٰى خُبْزِ شَعِيْرٍ وَإِهَالَةٍ سَنِخَةٍ فَأَجَابَهُ۔ (مسند أحمد: ١٣٢٣٣)

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں کہ ایک یہودی نے رسول اللہ ﷺ کو جَو کی روٹی اور بو بدلی ہوئی چربی والے سالن کی دعوت دی اور آپ ﷺ نے وہ قبول کی۔

فوائد: ......ایک طرف تو آپ ﷺ یہودی کی دعوت قبول کر رہے ہیں اور دوسری طرف فرما رہے ہیں کہ اگر صحابہ کو کوئی اور برتن نہ ملیں تو یہودیوں، عیسائیوں اور مجوسیوں کے برتنوں کو دھو کر استعمال کریں۔ جمع تطبیق کی صورت یہ

---

(٤٣٣) تخريج: انظر الحديث بالطريق الاول

(٤٣٤) تخريج: حديث صحيح ـ أخرجه الطحاوي في "شرح معاني الآثار": ١/ ٤٧٣ (انظر: ١٤٥٠١)

(٤٣٥) تخريج: اسناده صحيح على شرط مسلم (انظر: ١٣٢٠١)

ہے کہ جب غیر مسلم اپنے برتنوں میں ایسی چیز پکاتے ہوں، جو مسلمانوں پر حرام ہے، تو مجبوری کے وقت ان کے برتن دھو کر استعمال کیے جائیں اور اگر یہ لوگ ایسی چیزیں استعمال کرتے ہوں جو مسلمانوں کے لیے حلال ہوں یا مسلمانوں کو ایسی چیزوں کی دعوت دیں تو ان کے برتن بھی پاک ہوں گے اور کھانا بھی جائز ہوگا۔

بَابٌ فِيْ تَطْهِيْرِ مَا يُؤْكَلُ اِذَا وَقَعَتْ فِيْهِ نَجَاسَةٌ

کھائی جانے والی ان چیزوں کو پاک کرنے کا بیان، جن میں نجاست گر جاتی ہے

(٤٣٦)۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ: سُئِلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَنْ فَأْرَةٍ وَقَعَتْ فِيْ سَمْنٍ فَمَاتَتْ، فَقَالَ: ((اِنْ كَانَ جَامِدًا فَخُذُوْهَا وَمَا حَوْلَهَا ثُمَّ كُلُوْا مَا بَقِيَ وَاِنْ كَانَ مَائِعًا فَلَا تَأْكُلُوْهُ۔)) (مسند أحمد: ١٠٣٦٠)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے اس چوہے کے بارے میں سوال کیا گیا، جو گھی میں گر کر مر جاتا ہے، آپ ﷺ نے فرمایا: ''اگر گھی جامد ہو تو اس چوہے کو اور اس کے ارد گرد والے گھی کو نکال دو اور اگر وہ مائع ہو تو اس کو کھانے کے لیے استعمال نہ کرو۔''

(٤٣٧)۔ عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ قَالَ: سَأَلْتُ جَابِرًا رضی اللہ عنہ عَنِ الْفَأْرَةِ تَمُوْتُ فِي الطَّعَامِ وَالشَّرَابِ أَطْعَمُهُ؟ قَالَ: لَا، زَجَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَنْ ذٰلِكَ، كُنَّا نَضَعُ السَّمْنَ فِيْ الْجِرَارِ، فَقَالَ: ((اِذَا مَاتَتِ الْفَأْرَةُ فِيْهِ فَلَا تَطْعَمُوْهُ۔)) (مسند أحمد: ١٤٧٣٩)

ابو زبیر کہتے ہیں: میں نے سیدنا جابر رضی اللہ عنہ سے سوال کیا کہ جس کھانے یا پینے میں چوہا گر جاتا ہے کیا میں اس کو کھا سکتا ہوں؟ انھوں نے کہا: جی نہیں، رسول اللہ ﷺ نے اس سے منع فرمایا ہے، ہم لوگ گھڑوں میں گھی رکھا کرتے تھے، آپ ﷺ نے فرمایا: ''جب ایسے برتن میں چوہا مر جائے تو اس کو نہ کھایا کرو۔''

(٤٣٨)۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہ عَنْ مَيْمُوْنَةَ (زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ) أَنَّ فَأْرَةً وَقَعَتْ فِيْ سَمْنٍ (زَادَ فِيْ رِوَايَةٍ: جَامِدٍ) فَمَاتَتْ، فَسُئِلَ النَّبِيُّ ﷺ فَقَالَ: ((خُذُوْهَا وَمَا حَوْلَهَا فَأَلْقُوْهُ وَكُلُوْهُ۔)) (مسند أحمد: ٢٧٣٨٤)

سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ زوجۂ رسول سیدہ میمونہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ ایک چوہیا جمے ہوئے گھی میں گر کر مر گئی، جب آپ ﷺ سے سوال کیا گیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''اس کو اور اس کے ارد گرد والے گھی کو نکال کر پھینک دو اور باقی کو کھا لو۔''

فوائد: ...... ایسا چوہا نجس ہے، اس لیے اگر وہ کسی جامد چیز میں گرتا ہے تو صرف متاثرہ حصے کو ضائع کیا جائے گا اور اگر وہ چیز مائع ہے تو وہ ساری کی ساری پلید ہو جائے گی۔

---

(٤٣٦) تخريج: اسناده صحيح على شرط الشيخين (انظر: ١٠٣٥٥)

(٤٣٧) تخريج: اسناده ضعيف، ابن لهيعة سيىء الحفظ (انظر: ١٤٦٨٣)

(٤٣٨) تخريج: أخرجه البخاري: ٢٣٥، ٢٣٦، ٥٥٤٠ (انظر: ٢٦٨٤٧)

أَبْوَابُ حُكْمِ الْبَوْلِ وَالْمَذِيِّ وَالْمَنِيِّ وَغَيْرِ ذٰلِكَ
پیشاب، مذی اور منی وغیرہ کے حکم کا بیان

بَابٌ فِيْمَا جَاءَ فِيْ بَوْلِ الْآدَمِيِّ
بندے کے پیشاب کا بیان

مذی: بوسہ یا مداعبت کے باعث بلا ارادہ پیشاب کی نالی سے نکلنے والا پتلا پانی۔

اَلْمَنِيّ (منی): خصیتین میں جمع رہنے والا ایک سفید و گاڑھا سیال مادہ جو جماع و غیر جنسی تحریک پر خارج ہوتا ہے۔

(٤٣٩)۔عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ ؓ قَالَ: جَاءَ أَعْـرَابِـيٌّ فَبَـالَ فِي الْمَسْجِدِ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((أَهْـرِيْـقُوْا عَلَيْهِ ذَنُوْبًا أَوْ سَجْلًا مِنْ مَاءٍ۔)) (مسند أحمد: ١٢١٠٦)

سیدنا انس بن مالک ؓ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: ایک بدّو آیا اور اس نے مسجد میں پیشاب کر دیا، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اس پر پانی کا ایک ڈول بہا دو۔''

(٤٤٠)۔حَـدَّثَـنَـا عَبْدُ اللّٰهِ حَدَّثَنِيْ أَبِيْ ثَنَا مُـحَمَّدُ بْنُ مُقَاتِلٍ ثَنَا ابْنُ الْمُبَارَكِ أَنَا مِسْعَرٌ عَـنْ حَـمَّـادٍ قَالَ: اَلْبَوْلُ عِنْدَنَا بِمَنْزِلَةِ الدَّمِ مَـالَـمْ يَـكُـنْ قَـدْرَ الدِّرْهَمِ فَـلَا بَأْسَ بِهِ۔ (مسند أحمد: ١٩٧١٣)

حماد کہتے ہیں: ہمارے نزدیک پیشاب جب تک درہم کی مقدار کے برابر نہیں ہو گا، اس وقت تک وہ خون کے قائم مقام ہو گا۔

فوائد: ......امام ابو حنیفہ کا بھی یہی مسلک ہے، لیکن یہ رائے مرجوح ہے، کیونکہ شریعت نے نجاست سے مطلق طور پر بچنے کا حکم دیا ہے۔

ایک درہم والی روایت اور اس کی حقیقت: سیدنا ابو ہریرہ ؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((تُعَادُ الصَّلَاةُ مِنْ قَدْرِ الدِّرْهَمِ مِنَ الدَّمِ۔)) وَفِيْ لَفْظٍ: ((اِذَا كَانَ فِي الثَّوْبِ قَدْرُ الدِّرْهَمِ مِنَ الدَّمِ غُسِلَ

---

(٤٣٩) تخريج: أخرجه البخاري: ٢٢١، ومسلم: ٢٨٤ (انظر: ١٢٠٨٢)

(٤٤٠) تخريج: اثر صحيح الاسناد (انظر: ١٩٤٨٤)

الثَّوْبُ وَأُعِيدَتِ الصَّلَاةُ)) .... ''خون کی ایک درہم کی مقدار کی وجہ سے نماز لوٹائی جائے گی۔'' ایک روایت میں ہے: ''جب کپڑے کو لگا ہوا خون ایک درہم کے بقدر ہو جائے گا تو کپڑے کو دھو کر نماز لوٹائی جائے گی۔'' (سنن دارقطنی)

امام بخاری نے کہا: یہ حدیث باطل ہے، امام ابن حبان نے کہا: یہ حدیث بلا شک وشبہ من گھڑت ہے، رسول اللہ ﷺ نے یہ بات بیان نہیں کی، اہل کوفہ نے اس کو گھڑ لیا۔ اس کی سند کا راوی روح بن غطیف، ثقات سے موضوع روایات بیان کرتا تھا۔ (ملاحظہ ہو: نصب الرایۃ: ۱/ ۲۱۲)

(٤٤١)۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((أَكْثَرُ عَذَابِ الْقَبْرِ فِي الْبَوْلِ۔)) (مسند أحمد: ٩٠٢١)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''قبر کا عذاب زیادہ تر پیشاب کی وجہ سے ہوتا ہے۔''

فوائد: ..... انسان کا پیشاب بالاتفاق ناپاک ہے، ایک درہم سے کم مقدار نجاست کی گنجائش پیدا کرنا کسی طرح بھی درست نہیں ہے، بچے اور بچی کے پیشاب کا حکم اور اس کو پاک کرنے کا طریقہ اگلے باب میں آ رہا ہے۔

فَصْلٌ مِنْهُ فِيمَا جَاءَ فِي بَوْلِ الْغُلَامِ وَالْجَارِيَةِ

بچے اور بچی کے پیشاب کا بیان

(٤٤٢)۔ عَنْ أُمِّ الْفَضْلِ (رضی اللہ عنہا) قَالَتْ: أَتَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ فَقُلْتُ: إِنِّي رَأَيْتُ فِي مَنَامِي فِي بَيْتِي أَوْ حُجْرَتِي عُضْوًا مِنْ أَعْضَائِكَ، (وَفِي رِوَايَةٍ زِيَادَةُ فَجَزِعْتُ مِنْ ذٰلِكَ) قَالَ: ((تَلِدُ فَاطِمَةُ إِنْ شَاءَ اللّٰهُ غُلَامًا فَتَكْفُلِينَهُ۔)) فَوَلَدَتْ فَاطِمَةُ حَسَنًا، فَدَفَعَتْهُ إِلَيْهَا فَأَرْضَعَتْهُ بِلَبَنِ قُثَمَ، وَأَتَيْتُ بِهِ النَّبِيَّ ﷺ يَوْمًا أَزُوْرُهُ، فَأَخَذَهُ النَّبِيُّ ﷺ فَوَضَعَهُ عَلَى صَدْرِهِ فَبَالَ عَلَى صَدْرِهِ، فَأَصَابَ الْبَوْلُ إِزَارَهُ، فَزَخَخْتُ بِيَدِي عَلَى كَتِفَيْهِ، (وَفِي رِوَايَةٍ: فَضَرَبْتُ بَيْنَ كَتِفَيْهِ) فَقَالَ: ((أَوْجَعْتِ ابْنِي أَصْلَحَكِ

سیدہ ام فضل رضی اللہ عنہا کہتی ہیں: میں نبی کریم ﷺ کے پاس گئی اور کہا: میں نے خواب میں اپنے گھر یا اپنے حجرے میں آپ کے اعضاء میں سے ایک عضو دیکھا ہے اور میں اس سے گھبرا گئی ہوں، لیکن آپ ﷺ نے فرمایا: ''اگر اللہ تعالیٰ نے چاہا تو سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا بیٹا جنم دے گی اور تم اس کی کفالت کرو گی۔'' پس سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا نے واقعی سیدنا حسن رضی اللہ عنہ کو جنم دیا اور ان کو سیدہ ام فضل کے سپرد کر دیا، انھوں نے ان کو سیدنا قثم رضی اللہ عنہ کے دودھ سے دودھ پلایا، ایک دن میں سیدنا حسن رضی اللہ عنہ کو لے کر نبی کریم ﷺ کی زیارت کرنے کے لیے آپ کے پاس آئی۔ آپ ﷺ نے ان کو پکڑا اور اپنے سینے پر رکھ دیا، پس بچے نے آپ ﷺ کے سینے پر پیشاب کر دیا اور وہ آپ ﷺ کے ازار تک پہنچ گیا، میں نے سیدنا حسن رضی اللہ عنہ کے

---

(٤٤١) تخريج: اسناده صحيح على شرط الشيخين۔ أخرجه ابن ماجه: ٣٤٨ (انظر: ٩٠٣٣)

(٤٤٢) تخريج: اسناده صحيح۔ أخرجه ابوداود: ٣٧٥، وابن ماجه: ٥٢٢ (انظر: ٢٦٨٧٨)

الـلّٰهُ۔)) أَوْ قَالَ: ((رَحِمَكِ اللّٰهُ۔)) فَقُلْتُ: أَعْطِنِيْ اِزَارَكَ أَغْسِلْهُ، فَقَالَ: ((اِنَّمَا يُغْسَلُ بَـوْلُ الْجَارِيَةِ وَيُصَبُّ عَلَى بَوْلِ الْغُلَامِ۔)) (مسند أحمد: ٢٧٤١٦)

کندھوں کے درمیان اپنے ہاتھ سے مارا، لیکن آپ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ تمہاری اصلاح کرے، تم نے میرے بیٹے کو تکلیف دی ہے۔'' یا آپ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ تجھ پر رحم کرے۔'' پھر میں نے کہا: آپ اپنا ازار مجھے دے دیں، تا کہ میں اس کو دھو دوں، لیکن آپ ﷺ نے فرمایا: ''صرف بچی کے پیشاب کو دھویا جاتا ہے اور بچے کے پیشاب پر پانی بہا دیا جاتا ہے۔''

فوائد: ......اگر چہ دودھ تو صرف خاتون پلا رہی ہوتی ہے، لیکن اس میں اس کے خاوند کا بھی حصہ ہوتا ہے، سیدنا قثم رضی اللہ عنہ کے تذکرہ سے یہی بات سمجھانا مقصود ہے۔

(٤٤٣) (وعَـنْهَا مِـنْ طَرِيْقٍ ثَانٍ بِنَحْوِهِ)۔ وَفِيْـهِ: فَـوَلَـدَتْ حَسَـنًا فَأُعْطِيْتُهُ فَأَرْضَعْتُهُ حَتَّـى تَحَرَّكَ، أَوْ فَطَمْتُهُ، ثُمَّ جِئْتُ بِهِ إِلَى رَسُـوْلِ اللّٰـهِ ﷺ فَـأَجْـلَسْتُـهُ فِيْ حِجْرِهِ فَبَالَ، فَضَرَبْتُ بَيْنَ كَتِفَيْهِ، فَقَالَ: ((ارْفُقِيْ بِـابْـنِـيْ رَحِـمَكِ الـلّٰهُ۔)) وَفِيْهِ أَيْضًا قَالَ: ((إِنَّـمَـا يُـغْسَلُ بَوْلُ الْجَارِيَةِ وَيُنْضَحُ بَوْلُ الْغُلَامِ۔)) (مسند أحمد: ٢٧٤١٢)

(دوسری سند) اسی طرح کی روایت ہے، البتہ اس میں ہے: پس سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا نے سیدنا حسن رضی اللہ عنہ کو جنم دیا اور وہ میرے (سیدہ ام فضل رضی اللہ عنہا کے) حوالے کر دیا گیا، میں نے ان کو دودھ پلایا، یہاں تک کہ بچہ چلنے کا قابل ہو گیا یا (راوی نے کہا) میں نے دودھ چھڑوا دیا، بہرحال پھر میں اس بچے کو لے کر رسول اللہ ﷺ کے پاس آئی اور اس کو آپ ﷺ کی گود میں بٹھا دیا اور اس نے وہاں پیشاب کر دیا، میں نے اس کے کندھوں کے درمیان ضرب لگائی، لیکن آپ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ تجھ پر رحم کرے، میرے بچے کے ساتھ نرمی کرو۔'' اس حدیث میں یہ بھی ہے: آپ ﷺ نے فرمایا: ''صرف بچی کے پیشاب کو دھویا جاتا ہے اور بچے کے پیشاب پر چھینٹے مارے جاتے ہیں۔''

(٤٤٤) (وَمِـنْ طَـرِيْـقٍ ثَالِثٍ)۔ عَنْ عَطَاءٍ الْـخُـرَاسَـانِيِّ عَنْ لُبَابَةَ أُمِّ الْفَضْلِ (رضی اللہ عنہا)

(تیسری سند) سیدہ ام فضل رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ وہ سیدنا حسن یا سیدنا حسین رضی اللہ عنہما کو دودھ پلاتی تھیں، وہ کہتی ہیں:

(٤٤٣) تخريج: انظر الحديث بالطريق الاول

(٤٤٤) تـخـريـج: قـولـه: "يـا ام الـفـضـل! ان بـول ......" صحيح، وهذا اسناد ضعيف لانقطاعه، عطاء الخراساني لم يسمع من ام الفضل، ولم يتبين لنا من هو ابو عياض

أَنَّهَا كَانَتْ تُرْضِعُ الْحَسَنَ أَوِالْحُسَيْنَ، قَالَتْ: فَجَاءَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَاضْطَجَعَ فِيْ مَكَانٍ مَرْشُوْشٍ فَوَضَعَهُ عَلَى بَطْنِهِ فَبَالَ عَلَى بَطْنِهِ، فَرَأَيْتُ الْبَوْلَ يَسِيْلُ عَلَى بَطْنِهِ، فَقُمْتُ إِلَى قِرْبَةٍ لِأَصُبَّهَا عَلَيْهِ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((يَا أُمَّ الْفَضْلِ! إِنَّ بَوْلَ الْغُلَامِ يُصَبُّ عَلَيْهِ الْمَاءُ وَبَوْلُ الْجَارِيَةِ يُغْسَلُ۔)) وَقَالَ بَهْزٌ: غَسْلًا۔ (مسند أحمد: ٢٧٤١٤)

رسول اللہ ﷺ تشریف لائے اور چھڑکاؤ کی ہوئی ایک جگہ پر بیٹھ گئے اور ان کو اپنے پیٹ پر رکھ دیا اور انھوں نے آپ ﷺ کے پیٹ پر پیشاب کر دیا، پس میں نے دیکھا کہ پیشاب آپ ﷺ کے پیٹ پر بہہ رہا تھا، میں ایک مشکیزے کی طرف گئی، تا کہ اس کا پانی آپ ﷺ پر بہاؤں، لیکن آپ ﷺ نے فرمایا: ''اے ام فضل! بچے کے پیشاب پر پانی بہا دیا جاتا ہے اور بچی کے پیشاب کو دھویا جاتا ہے۔''

(٤٤٥)۔ عَنْ أَبِيْ لَيْلَى ؓ قَالَ: كُنَّا عِنْدَ النَّبِيِّ ﷺ فَجَاءَ الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ يَحْبُوْ حَتَّى صَعِدَ عَلَى صَدْرِهِ فَبَالَ عَلَيْهِ، (وَفِيْ رِوَايَةٍ: حَتَّى رَأَيْتُ بَوْلَهُ عَلَى بَطْنِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ) قَالَ: فَابْتَدَرْنَا لِنَأْخُذَهُ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((إِبْنِيْ إِبْنِيْ۔)) وَفِيْ رِوَايَةٍ: (ادْعُوْا إِبْنِيْ لَا تُفْزِعُوْهُ حَتَّى يَقْضِيَ بَوْلَهُ۔)) ثُمَّ دَعَا بِمَاءٍ فَصَبَّ عَلَيْهِ۔ (مسند أحمد: ١٩٢٦٦)

سیدنا ابو لیلی ؓ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: ہم نبی کریم ﷺ کے پاس تھے، سیدنا حسن بن علی ؓ گھٹنے ہوئے آئے اور آپ ﷺ کے سینے پر چڑھ گئے اور آپ ﷺ پر پیشاب کر دیا، میں نے پیشاب کو آپ ﷺ کے پیٹ پر دیکھا، پس ہم ان کو پکڑنے کے لیے رسول اللہ ﷺ کی طرف لپکے، لیکن نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''میرا بیٹا، میرا بیٹا۔'' ایک روایت میں ہے: ''میرے بیٹے کو چھوڑ دو اور اس کو مت گھبراہٹ میں ڈالو، یہاں تک کہ یہ پیشاب پورا کر لے۔'' پھر آپ ﷺ نے پانی منگوایا اور اس پر بہا دیا۔

(٤٤٦)۔ عَنْ عَائِشَةَ ؓ قَالَتْ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يُؤْتَى بِالصِّبْيَانِ فَيَدْعُوْ لَهُمْ، وَإِنَّهُ أُتِيَ بِصَبِيٍّ فَبَالَ عَلَيْهِ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((صُبُّوْا عَلَيْهِ الْمَاءَ صَبًّا۔)) (مسند أحمد: ٢٤٦٩٦)

سیدہ عائشہ ؓ سے مروی ہے، وہ کہتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس بچے لائے جاتے تھے اور آپ ﷺ ان کے لیے برکت کی دعا کرتے تھے، ایک دفعہ ایک بچے کو لایا گیا اور اس نے آپ ﷺ پر پیشاب کر دیا، پس رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اس پر پانی بہا دو۔''

---

(٤٤٥) تخريج: حديث صحيح ۔ أخرجه الطبرانی فی "الكبير": ٦٤٢٤، وابن ابی شيبة: ١/ ١٢٠ (انظر: ١٩٠٥٦)

(٤٤٦) تخريج: حديث صحيح من فعله، ابو معاوية الضرير جعله من قوله ﷺ۔ أخرجه البخاری: ٢٢٢، ٦٣٥٥، ومسلم: ٢٨٦ (انظر: ٢٤١٩٢)

(٤٤٧) (وَعَنْهَا مِنْ طَرِيْقٍ آخَرَ)۔ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ أُتِيَ بِصَبِيٍّ لِيُحَنِّكَهُ فَأَجْلَسَهُ فِيْ حِجْرِهِ فَبَالَ عَلَيْهِ فَدَعَا بِمَاءٍ فَأَتْبَعَهُ إِيَّاهُ، قَالَ وَكِيْعٌ: فَأَتْبَعَهُ إِيَّاهُ وَلَمْ يَغْسِلْهُ۔ (مسند أحمد: ٢٤٧٦٠)

(دوسری سند) نبی کریم ﷺ کے پاس ایک بچے کو اس لیے لایا گیا تا کہ آپ ﷺ اس کو گڑتی دیں، پس آپ ﷺ نے اس کو اپنی گودی میں بٹھا دیا اور اس نے آپ ﷺ پر پیشاب کر دیا، سو آپ ﷺ نے پانی منگوایا اور اس کے پیچھے لگا دیا، وکیع راوی نے کہا: پس آپ ﷺ نے پانی کو اس کے پیچھے لگایا اور دھویا نہیں۔

(٤٤٨)۔ عَنْ أُمِّ قَيْسٍ بِنْتِ مِحْصَنٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا قَالَتْ: دَخَلْتُ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ بِابْنٍ لِيْ لَمْ يَطْعَمْ فَبَالَ عَلَيْهِ فَدَعَا بِمَاءٍ فَرَشَّهُ عَلَيْهِ۔ (مسند أحمد: ٢٧٥٣٦)

سیدہ ام قیس بنت محصن رضی اللہ عنہا سے مروی ہے، وہ کہتی ہیں: میں ایک بچہ لے کر نبی کریم ﷺ کے پاس گئی، وہ بچہ ابھی تک کھانا نہیں کھاتا تھا، اس نے آپ ﷺ پر پیشاب کر دیا، آپ ﷺ نے پانی منگوایا اور اس پر چھینٹے مار دیے۔

(٤٤٩) (وَعَنْهَا مِنْ طَرِيْقٍ آخَرَ بِنَحْوِهِ)۔ وَفِيْهِ: فَوَضَعَهُ فِيْ حِجْرِهِ فَبَالَ عَلَيْهِ فَدَعَا بِمَاءٍ فَنَضَحَهُ وَلَمْ يَكُنِ الصَّبِيُّ بَلَغَ أَنْ يَأْكُلَ الطَّعَامَ، قَالَ الزُّهْرِيُّ: فَمَضَتِ السُّنَّةُ أَنْ يُرَشَّ بَوْلُ الصَّبِيِّ وَيُغْسَلَ بَوْلُ الْجَارِيَةِ۔ (مسند أحمد: ٢٧٥٤٠)

(دوسری سند) اسی طرح کی روایت ہے، البتہ اس میں ہے: پس آپ ﷺ نے اس بچے کو اپنی گودی میں رکھا اور اس نے آپ ﷺ پر پیشاب کر دیا، آپ ﷺ نے پانی منگوا کر اس پر چھینٹے مار دیے، یہ بچہ ابھی تک کھانا کھانے کی عمر تک نہیں پہنچا تھا۔ امام زہری نے کہا: یہی نبوی طریقہ نافذ ہو گیا کہ بچے کے پیشاب پر چھینٹے مارے جائیں گے اور بچی کے پیشاب کو دھویا جائے گا۔

(٤٥٠)۔ عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ: ((بَوْلُ الْغُلَامِ يُنْضَحُ عَلَيْهِ وَبَوْلُ الْجَارِيَةِ يُغْسَلُ۔)) قَالَ قَتَادَةُ: هٰذَا مَا لَمْ يَطْعَمَا فَإِذَا طَعِمَا غُسِلَ بَوْلُهُمَا۔ (مسند أحمد: ٥٦٣)

سیدنا علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "بچے کے پیشاب پر چھینٹے مارے جائیں گے اور بچی کے پیشاب کو دھویا جائے گا۔" امام قتادہ نے کہا: یہ فرق اس وقت تک ہے، جب تک وہ کھانا نہیں کھاتے، جب کھانا کھانا شروع کر دیں گے تو دونوں کے پیشاب کو دھویا جائے گا۔

---

(٤٤٧) تخريج: انظر الحديث بالطريق الاول

(٤٤٨) تخريج: أخرجه البخارى: ٢٢٣، ومسلم: ٢٨٧ (انظر: ٢٦٩٩٦)

(٤٤٩) تخريج: انظر الحديث بالطريق الاول

(٤٥٠) تخريج: اسناده صحيح على شرط مسلم ۔ أخرجه ابوداود: ٣٧٧، وابن ماجه: ٥٢٥ (انظر: ٥٦٣)

(٤٥١) تخريج: ... أخرجه ابن ماجه: ٥٢٧ (انظر: ٢٧٦٣٢)

(٤٥١)۔ عَنْ أُمِّ كُرْزٍ الْخُزَاعِيَّةِ ؓ قَالَتْ: أُتِيَ النَّبِيُّ ﷺ بِغُلَامٍ فَبَالَ عَلَيْهِ فَأَمَرَ بِهِ فَنُضِحَ، وَأُتِيَ بِجَارِيَةٍ فَبَالَتْ عَلَيْهِ فَأَمَرَ بِهِ فَغُسِلَ۔ (مسند أحمد: ٢٨١٨٤)

سیدہ ام کرز خزاعیہ ؓ بیان کرتی ہیں کہ ایک بچے کو نبی کریم ﷺ کے پاس لایا گیا، اس نے آپ ﷺ پر پیشاب کر دیا اور آپ ﷺ نے حکم دیا کہ اس پر چھینٹے مار دیے جائیں، پھر ایک بچی کو لایا گیا، اس نے بھی آپ ﷺ پر پیشاب کر دیا، اس کے بارے میں آپ ﷺ نے حکم دیا کہ (اس کو دھویا جائے)، پس اسے دھو دیا گیا۔

(٤٥٢)۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ ؓ قَالَ: جَاءَتْ أُمُّ الْفَضْلِ ابْنَةُ الْحَارِثِ بِأُمِّ حَبِيبَةَ بِنْتِ عَبَّاسٍ فَوَضَعَتْهَا فِي حِجْرِ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فَبَالَتْ، فَاخْتَلَجَتْهَا أُمُّ الْفَضْلِ ثُمَّ لَكَمَتْ بَيْنَ كَتِفَيْهَا ثُمَّ اخْتَلَجَتْهَا، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((أَعْطِينِي قَدَحًا مِنْ مَاءٍ۔)) فَصَبَّهُ عَلَى مَبَالِهَا، ثُمَّ قَالَ: ((أَسْلِكُوا الْمَاءَ فِي سَبِيلِ الْبَوْلِ۔)) (مسند أحمد: ٢٧٥٠)

سیدنا عبداللہ بن عباس ؓ سے روایت ہے کہ سیدہ ام فضل بنت حارث ؓ، سیدہ ام حبیبہ بنت عباس ؓ کو لے کر آئیں اور اسے رسول اللہ ﷺ کی گودی میں رکھ دیا، پس اس نے پیشاب کر دیا، انھوں نے اس کو کھینچا اور اس کے کندھوں کے درمیان مکّا مارا اور پھر اس کو کھینچا، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''مجھے پانی کا پیالہ دو۔'' پس آپ ﷺ نے پیشاب کی جگہ پر اس کو بہا دیا اور فرمایا: ''پیشاب کی جگہ پر پانی بہا دیا کرو۔''

فوائد: ......ان احادیث سے واضح طور پر معلوم ہوا کہ جب تک بچے اور بچی کی غالب خوراک دودھ ہو، ان کے پیشاب سے پاکی حاصل کرنے کے طریقے مختلف ہوں گے اور وہ اس طرح کہ بچے کے پیشاب پر اس قدر چھینٹے مارے جائیں کہ متاثرہ جگہ تر ہو جائے، نچوڑنے کی ضرورت نہیں اور بچی کا پیشاب بڑوں کی طرح دھویا جائے۔ امام ابو حنیفہ اور ان کے اصحاب اس فرق کے قائل نہیں ہیں، بلکہ وہ بچہ اور بچی دونوں کے پیشاب کو دھونا ضروری قرار دیتے ہیں، لیکن واضح طور پر فرق کرنے والی احادیث ان کی رائے کو قبول نہیں کرتیں، گزارش یہ ہے کہ کون کون سی چیزیں نجس ہیں، شریعت نے اس چیز کا تعین کیا ہے، اب ان نجاستوں کو زائل کیسے کیا جائے گا، یہ فیصلہ بھی شریعت ہی کرے گی، اگر اس معاملے میں کوئی تخصیص پیدا کر دی جائے تو اس کو ماننا پڑے گا۔

---

(٤٥٢) تخريج: اسناده ضعيف، ابو جعفر المدائني و حسين بن عبد الله الهاشمي المدني عليهما كلام۔
أخرجه الطبراني: ٢٥/ ١٦ (انظر: ٢٧٥٠)

بَابٌ فِيمَا جَاءَ فِي بَوْلِ الْإِبِلِ

اونٹ کے پیشاب کا بیان

(٤٥٣)۔عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رضی اللہ عنہ أَنَّ نَاسًا أَتَوُا النَّبِيَّ ﷺ مِنْ عُكْلٍ فَاجْتَوَوُا الْمَدِينَةَ فَأَمَرَ لَهُمْ بِذَوْدٍ لِقَاحٍ ، فَأَمَرَهُمْ أَنْ يَشْرَبُوْا مِنْ أَبْوَالِهَا وَأَلْبَانِهَا۔ (مسند أحمد: ١٢٦٦٧)

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: عکل قبیلے کے کچھ لوگ نبی کریم ﷺ کے پاس آئے اور مدینہ کی آب وفضا کو نا موافق پایا، آپ ﷺ نے ان کیلئے دودھ والی اونٹنیوں کا حکم دیا اور فرمایا کہ وہ لوگ ان کا پیشاب اور دودھ پئیں۔

فوائد: ......جانوروں کی دو اقسام ہیں: ماکول اللحم (جن کا گوشت کھایا جاتا ہے)، غیر ماکول اللحم (جن کا گوشت نہیں کھایا جاتا)۔ ماکول اللحم جانوروں کا پیشاب اور پاخانہ پاک ہے' امام محمد نے بھی یہی فتوی دیا ہے، ان کے پاک ہونے کے دلائل درج ذیل ہیں: (۱) مذکورہ بالا حدیث، جس کے مطابق آپ ﷺ نے اونٹوں کا پیشاب پینے کا حکم دیا۔ (۲) سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((صَلُّوْا فِيْ مَرَابِضِ الْغَنَمِ وَلَا تُصَلُّوْا فِيْ اَعْطَانِ الْإِبِلِ۔))...... ''بکریوں کے باڑوں میں نماز پڑھ لو اور اونٹوں کے باڑوں میں نہ پڑھو۔''

(ترمذی: ٣٤٨، ابن ماجہ: ٧٦٨)

سیدنا عبداللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ کی حدیث کے مطابق آپ ﷺ نے اونٹوں کے باڑے میں نہی کی وجہ یہ بیان کی کہ ان کی طبع میں شیطنت پائی جاتی ہے۔ (ابن ماجہ: ٧٦٩) واضح رہے کہ بکریوں کا باڑہ ان کے پیشاب اور مینگنیوں سے آلودہ ہوگا۔ (۳) ماکول اللحم جانوروں کے پیشاب اور گوبر کو ناپاک قرار دینے پر کوئی واضح روایت دلالت نہیں کرتی۔ (۴) ایک عقلی اور واقعاتی دلیل یہ ہے کہ عصر حاضر میں لوگوں کا عمل حلال جانوروں کے گوبر کے پاک ہونے کی گواہی دیتا ہے' کیونکہ گھروں میں گائے اور بھینس کا گوبر جلانے کیلئے بکثرت استعمال ہوتا ہے' حتی کہ جس ہاتھ سے گوبر توڑا جاتا ہے اسی ہاتھ سے آٹے کا پیڑا بنا کر روٹی پکائی جاتی ہے' کیا گوبر کا یہ استعمال انسان کے پائخانے کے بارے میں ممکن ہے؟ امام منذر نے کہا: یہ کہنا درست نہیں ہے کہ اونٹوں کا یہ پیشاب پینا اِن لوگوں کے ساتھ خاص تھا، کیونکہ خصوصیت کے لیے دلیل کی ضرورت ہے، (ماکول اللحم جانوروں کے پیشاب اور گوبر کے پاک ہونے کی) تائید اس سے بھی ہوتی ہے کہ اہل علم کے سامنے بازاروں میں بکریوں کے مینگنیاں بکتی رہیں اور اونٹوں کا پیشاب دواؤں میں استعمال ہوتا رہا اور انھوں نے ان امور کو برقرار رکھا۔ (بحوالہ نیل الاوطار: ١/ ٢٤٧) امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے نزدیک علاج کیلئے بھی حلال جانوروں کا پیشاب پینا حلال نہیں ہے۔

اَلْمَذِيُّ......مذی کا حکم

مذی: بوسہ یا مداعبت کے باعث بلا ارادہ پیشاب کی نالی سے نکلنے والا پتلا پانی۔

ودی: ایسا سفید اور گدلا پانی جو پیشاب کے بعد اسی نالی سے خارج ہوتا ہے، اس کی کوئی بد بو نہیں ہوتی۔

(٤٥٤)۔عَنْ سَهْلِ بْنِ حُنَيْفٍ ‌رضی ‌اللہ ‌عنہ قَالَ: كُنْتُ أَلْقَى مِنَ الْمَذِيِّ شِدَّةً، فَكُنْتُ أُكْثِرُ الاغْتِسَالَ مِنْهُ، فَسَأَلْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ عَنْ ذٰلِكَ فَقَالَ: ((إِنَّمَا يُجْزِيْكَ مِنْهُ الْوُضُوْءُ۔)) فَقُلْتُ: كَيْفَ بِمَا يُصِيْبُ ثَوْبِيْ؟ فَقَالَ: ((يَكْفِيْكَ أَنْ تَأْخُذَ كَفًّا مِنْ مَاءٍ فَتَمْسَحَ بِهَا مِنْ ثَوْبِكَ حَيْثُ تَرَى أَنَّهُ أَصَابَ۔)) (مسند أحمد: ١٦٠٦٩)

سیدنا سہل بن حُنَیف ‌رضی ‌اللہ ‌عنہ کہتے ہیں: مجھے مذی کی وجہ سے بڑی مشقت ہوتی تھی اور میں اس کی وجہ سے بہت زیادہ غسل کیا کرتا تھا، ایک دن جب میں نے رسول اللہ ﷺ سے سوال کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''تجھے تو اس سے صرف وضو کافی ہو جائے گا۔'' میں نے کہا: جو کپڑے کو لگ جائے، اس کا کیا کروں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اس کے بارے میں تجھے یہ عمل کفایت کرے گا کہ تو پانی کا ایک چلّو لے اور کپڑے کے جس جس حصے پر مذی کے لگ جانے کا خیال ہو، اس کو کپڑے کے اُس حصے پر مار دے۔''

(٤٥٥)۔عَنْ عَلِيٍّ ‌رضی ‌اللہ ‌عنہ قَالَ: كُنْتُ رَجُلًا مَذَّاءً وَكُنْتُ أَسْتَحِيْيُ أَنْ أَسْأَلَ النَّبِيَّ ﷺ لِمَكَانِ ابْنَتِهِ، فَأَمَرْتُ الْمِقْدَادَ فَسَأَلَهُ فَقَالَ: ((يَغْسِلُ ذَكَرَهُ وَأُنْثَيَيْهِ وَيَتَوَضَّأُ۔)) (مسند أحمد: ١٠٠٩)

سیدنا علی ‌رضی ‌اللہ ‌عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: میں بہت زیادہ مذی والا آدمی تھا اور آپ ﷺ کی بیٹی (سیدہ فاطمہ ‌رضی ‌اللہ ‌عنہا) کی وجہ سے آپ ﷺ سے سوال کرنے سے شرماتا تھا، اس لیے میں نے سیدنا مقداد ‌رضی ‌اللہ ‌عنہ کو حکم دیا، پس انھوں نے سوال کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''عضو خاص اور خصیتین کو دھو کر وضو کر لیا کرے۔''

(٤٥٦) (وَعَنْهُ مِنْ طَرِيْقٍ ثَانٍ بِنَحْوِهِ)۔ وَفِيْهِ: فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((تَوَضَّأْ وَانْضَحْ فَرْجَكَ۔)) (مسند أحمد: ٨٢٣)

(دوسری سند) اسی طرح کی روایت ہے، البتہ اس میں ہے: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''وضو کر اور اپنی شرم گاہ پر چھینٹے مار۔''

(٤٥٧) (وَعَنْهُ مِنْ طَرِيْقٍ ثَالِثٍ)۔ بِنَحْوِهِ وَفِيْهِ: فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((فِيْهِ الْوُضُوْءُ۔)) (مسند أحمد: ٨٥٦)

(تیسری سند) اسی طرح کی روایت ہے، البتہ اس میں ہے: پس رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اس میں وضو ہے۔''

(٤٥٤) تخريج: اسناده حسن ـ أخرجه ابوداود: ٢١٠، والترمذی: ١١٥، وابن ماجه: ٥٠٦ (انظر: ١٥٩٧٣)
(٤٥٥) تخريج: حديث صحيح ـ أخرجه اصحاب السنن، وأخرجه البخاری: ٢٦٩، ومسلم: ٣٠٣ بلفظ قريب منه۔ (انظر: ١٠٠٩)
(٤٥٦) تخريج: انظر الحديث بالطريق الاول
(٤٥٧) تخريج: انظر الحديث بالطريق الاول

(٤٥٨)(وَعَنْهُ مِنْ طَرِيقٍ رَابِعٍ)۔ بِنَحْوِهِ وَفِيهِ: فَأَمَرْتُ رَجُلًا فَسَأَلَهُ، فَقَالَ: (تَوَضَّأْ وَاغْسِلْهُ۔)) (مسند أحمد: ١٠٢٦)

(چوتھی سند) اس میں ہے: پس میں نے ایک آدمی کو حکم دیا تو اس نے آپ ﷺ سے سوال کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''تو وضو کر اور اِس (شرمگاہ) کو دھو۔''

(٤٥٩)۔ وَعَنْهُ أَيْضًا قَالَ: كُنْتُ رَجُلًا مَذَّاءً فَسَأَلْتُ النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَ: ((إِذَا حَذَفْتَ فَاغْتَسِلْ مِنَ الْجَنَابَةِ، وَإِذَا لَمْ تَكُنْ حَاذِفًا فَلَا تَغْتَسِلْ۔)) (مسند أحمد: ٨٤٧)

سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے ہی مروی ہے، وہ کہتے ہیں: میں بہت زیادہ مذی والا آدمی تھا، پس میں نے نبی کریم ﷺ سے سوال کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''جب تو منی ٹپکائے تو جنابت کی وجہ سے غسل کر اور جب تو منی ٹپکانے والا نہ ہو تو غسل نہ کیا کر۔''

(٤٦٠) (وَعَنْهُ مِنْ طَرِيقٍ ثَانٍ بِنَحْوِهِ) وَفِيهِ: فَقَالَ: ((إِذَا رَأَيْتَ الْمَذِيَّ فَتَوَضَّأْ وَاغْسِلْ ذَكَرَكَ وَإِذَا رَأَيْتَ فَضْخَ الْمَاءِ فَاغْتَسِلْ۔)) (مسند أحمد: ١٠٢٨)

(دوسری سند) اسی طرح کی روایت بیان کی ہے، البتہ اس میں ہے: پس آپ ﷺ نے فرمایا: ''جب تو مذی دیکھے تو وضو کر اور اپنی شرمگاہ کو دھو لے اور جب تو پانی کا ٹپکنا یعنی منی کو دیکھے تو غسل کر۔''

(٤٦١) (وَعَنْهُ مِنْ طَرِيقٍ ثَالِثٍ بِنَحْوِهِ)۔ وَفِيهِ فَقَالَ: ((فِيهِ الْوُضُوْءُ وَفِي الْمَنِيِّ الْغُسْلُ۔)) (مسند أحمد: ٨٩١)

(تیسری سند) اسی طرح کی روایت ہے، البتہ اس میں ہے: پس آپ ﷺ نے فرمایا: ''اس میں تو وضو ہے، البتہ منی میں غسل ہے۔''

(٤٦٢)۔ عَنِ الْمِقْدَادِ بْنِ الْأَسْوَدِ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ لِي عَلِيٌّ (رضی اللہ عنہ): سَلْ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ عَنِ الرَّجُلِ يُلَاعِبُ أَهْلَهُ فَيَخْرُجُ مِنْهُ الْمَذِيُّ مِنْ غَيْرِ مَاءِ الْحَيَاةِ، فَلَوْلَا أَنَّ ابْنَتَهُ تَحْتِي لَسَأَلْتُهُ، فَقُلْتُ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! اَلرَّجُلُ يُلَاعِبُ أَهْلَهُ فَيَخْرُجُ مِنْهُ الْمَذِيُّ مِنْ غَيْرِ مَاءِ الْحَيَاةِ، قَالَ: ((يَغْسِلُ فَرْجَهُ وَيَتَوَضَّأُ وُضُوْئَهُ لِلصَّلَاةِ)) (مسند أحمد: ٢٤٣٠٩)

سیدنا مقداد بن اسود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے مجھے کہا: تم رسول اللہ ﷺ سے اس آدمی کے بارے میں سوال کرو جو اپنی بیوی کے ساتھ کھیلتا ہے اور اس وجہ سے اس سے ماء الحیاۃ تو خارج نہیں ہوتا، البتہ مذی نکل آتی ہے، اگر آپ ﷺ کی بیٹی میری بیوی نہ ہوتی تو میں نے خود سوال کر لینا تھا۔ پس میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! ایک آدمی اپنی بیوی سے کھیلتا ہے اور اس سے زندگی والا پانی تو خارج نہیں ہوتا، البتہ مذی نکل آتی ہے؟ آپ ﷺ نے

(٤٥٨) تخريج: انظر الحديث بالطريق الاول

(٤٥٩) تخريج: حسن لغيره، وانظر الحديث المتقدم

(٤٦٠) تخريج: انظر الحديث بالطريق الاول

(٤٦١) تخريج: انظر الحديث بالطريق الاول

(٤٦٢) تخريج: حديث صحيح، أخرجه ابوداود: ٢٠٧، وابن ماجه: ٥٠٥، والنسائي: ١/ ٩٧ (انظر: ٢٣٨٠٨)

فرمایا: ''ایسا آدمی اپنی شرمگاہ دھو کر نماز والا وضو کر لیا کرے۔''

(٤٦٣) (وَعَنْهُ مِنْ طَرِيْقٍ ثَانٍ بِنَحْوِهِ)۔ وَفِيْهِ فَقَالَ (يَعْنِي النَّبِيَّ ﷺ): ((اِذَا وَجَدَ أَحَدُكُمْ ذٰلِكَ فَلْيَنْضَحْ فَرْجَهُ وَيَتَوَضَّأْ وُضُوْءَهُ لِلصَّلٰوةِ)) (مسند أحمد: ٢٤٣٣٠)

(دوسری سند) اسی طرح کی روایت ہے، البتہ اس میں ہے: نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''جب تم میں سے کوئی آدمی اس چیز کو پا لے تو وہ اپنے شرمگاہ پر پانی چھڑک لے یعنی اس کو دھو لے اور نماز والا وضو کر لے۔''

(٤٦٤) (وَعَنْهُ مِنْ طَرِيْقٍ ثَالِثٍ بِنَحْوِهِ)۔ وَفِيْهِ: ((فَاِذَا وَجَدَ ذٰلِكَ أَحَدُكُمْ فَلْيَنْضَحْ فَرْجَهُ وَلْيَتَوَضَّأْ وُضُوْءَهُ لِلصَّلٰوةِ۔)) يَعْنِيْ يَغْسِلُهُ۔ (مسند أحمد: ٢٤٣٢٠)

(تیسری سند) اس سند سے بھی اسی قسم کی روایت بیان کی گئی ہے، البتہ اس میں ہے: اس جگہ چھینٹے مارنے سے مراد دھونا ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب تم میں سے کوئی آدمی اس چیز کو پائے تو اپنی شرمگاہ پر چھینٹے مارے اور نماز والا وضو کرے۔''

(٤٦٥)۔عَنْ عَطَاءٍ عَنْ عَائِشِ بْنِ أَنَسٍ الْبَكْرِيِّ قَالَ: تَذَاكَرَ عَلِيٌّ وَعَمَّارٌ وَالْمِقْدَادُ الْمَذِيَّ، فَقَالَ عَلِيٌّ: اِنِّيْ رَجُلٌ مَذَّاءٌ وَاِنِّيْ أَسْتَحِيِيْ أَنْ أَسْأَلَهُ مِنْ أَجْلِ ابْنَتِهِ تَحْتِيْ، فَقَالَ لِأَحَدِهِمَا، لِعَمَّارٍ أَوِ الْمِقْدَادِ: قَالَ عَطَاءٌ: سَمَّاهُ لِيْ عَائِشٌ فَنَسِيْتُهُ، سَلْ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فَسَأَلْتُهُ فَقَالَ: ((ذَاكَ الْمَذِيُّ، لِيَغْسِلْ ذَاكَ مِنْهُ۔))، قُلْتُ: مَا ذَاكَ مِنْهُ؟ قَالَ: ذَكَرَهُ، وَيَتَوَضَّأُ فَيُحْسِنُ وُضُوْءَهُ أَوْ يَتَوَضَّأُ مِثْلَ وُضُوْئِهِ وَيَنْضَحُ فِيْ فَرْجِهِ أَوْ فَرْجَهُ۔ (مسند أحمد: ٢٤٣٢٦)

عائش بن انس بکری کہتے ہیں: سیدنا علی، سیدنا عمار اور سیدنا مقداد رضی اللہ عنہم نے مذی کے بارے میں بات چیت کی، سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے کہا: مجھے بہت زیادہ مذی آتی ہے اور میں آپ ﷺ سے اس وجہ سے شرم محسوس کرتا ہوں کہ آپ ﷺ کی بیٹی میرے عقد میں ہے، پس انھوں نے سیدنا عمار یا سیدنا مقداد رضی اللہ عنہما میں سے ایک کو کہا کہ وہ آپ ﷺ سے اس بارے میں سوال کرے۔ عطا کہتے ہیں: عائش نے تو کسی ایک کا نام لیا تھا، لیکن میں بھول گیا، بہرحال انھوں نے سوال کیا اور آپ ﷺ نے فرمایا: ''یہ تو مذی ہے، اس کو چاہیے کہ اُس کو دھو لیا کرے۔'' میں نے کہا: کس چیز کو؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اپنی شرم گاہ کو، اور اچھی طرح وضو کر لیا کرے اور اپنی شرمگاہ پر چھینٹے مارے یعنی دھویا جائے۔''

فوائد:......ان احادیث سے مذی سے متعلقہ تین مسائل ثابت ہوتے ہیں: (۱) نیت کے ساتھ عضوِ خاص اور خصیتین کو دھویا جائے گا۔ (۲) مذی ناقض وضو ہے۔ (۳) غسل کے وجوب کا مذی کے ساتھ کوئی تعلق نہیں ہے۔ (۴) اگر مذی کپڑے

---

(٤٦٣) تخريج: انظر الحديث بالطريق الاول

(٤٦٤) تخريج: انظر الحديث بالطريق الاول

(٤٦٥) تخريج: صحيح لغيره ۔ أخرجه عبد الرزاق: ٥٩٧ (انظر: ٢٣٨٢٥)

پر لگ جائے تو چھوٹے بچے کی پیشاب کی طرح اس پر چھینٹے مار دیے جائیں گے، اس طرح سے وہ کپڑا پاک ہو جائے گا۔
امام شوکانی نے کہا: ((واتفق العلماء علی ان المذی نجس ولم یخالف فی ذالك الا بعض الامامیه......))
علماء کا اس حقیقت پر اتفاق ہے کہ مذی نجس ہے، البتہ بعض امامیہ نے اختلاف کیا ہے۔ (نیل الاوطار: ۱/ ۶۳)
ودی کے ناپاک ہونے پر بھی اجماع ہے۔
اس باب کی پہلی حدیث سے ثابت ہوا کہ چھینٹے مارنے سے مذی کی نجاست زائل ہو جائے گی۔

بَابٌ فِيمَا جَاءَ فِي الْمَنِيِّ

منی کا بیان

اَلْمَنِيّ (منی): خصیتین میں جمع رہنے والا ایک سفید و گاڑھا سیال مادہ جو جماع و غیر جنسی تحریک پر خارج ہوتا ہے۔

(٤٦٦)۔ عَنِ الْأَسْوَدِ عَنْ عَائِشَةَ ‌رضی اللہ عنہا قَالَتْ: كُنْتُ أَفْرُكُ (وَفِي رِوَايَةٍ: أَحُتُّ) الْمَنِيَّ مِنْ ثَوْبِ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ ثُمَّ يَذْهَبُ فَيُصَلِّيْ فِيْهِ۔ (مسند أحمد: ٢٥٤٤٩)

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے، وہ کہتی ہیں: میں رسول اللہ ﷺ کے کپڑے سے منی کو کھرچتی تھی، پھر آپ ﷺ چلے جاتے اور اس کپڑے میں نماز پڑھ لیتے تھے۔

(٤٦٧)۔ وَعَنْهَا أَيْضًا قَالَتْ: كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ يَسْلُتُ الْمَنِيَّ مِنْ ثَوْبِهِ بِعِرْقِ الْإِذْخِرِ ثُمَّ يُصَلِّي فِيهِ وَيَحُتُّهُ مِنْ ثَوْبِهِ يَابِسًا ثُمَّ يُصَلِّي فِيهِ۔ (مسند أحمد: ٢٦٥٨٧)

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے ہی مروی ہے، وہ کہتی ہیں: رسول اللہ ﷺ نے اپنے کپڑے سے تر منی کو اذخر گھاس کے تنکے سے صاف کر کے اس میں نماز پڑھتے تھے اور خشک منی کو کھرچ کر اس کپڑے میں نماز پڑھ لیتے تھے۔

(٤٦٨)۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ حَدَّثَنِيْ أَبِيْ ثَنَا عَفَّانُ قَالَ: ثَنَا مَهْدِيٌّ قَالَ: ثَنَا وَاصِلٌ الْأَحْدَبُ عَنْ إِبْرَاهِيمَ النَّخَعِيِّ عَنِ الْأَسْوَدِ بْنِ يَزِيدَ قَالَ: رَأَتْنِيْ عَائِشَةُ أُمُّ الْمُؤْمِنِيْنَ (‌رضی اللہ عنہا) أَغْسِلُ أَثَرَ جَنَابَةٍ أَصَابَتْ ثَوْبِيْ فَقَالَتْ: مَا هٰذَا؟ قُلْتُ: جَنَابَةٌ أَصَابَتْ

اسود بن یزید کہتے ہیں: ام المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے مجھے دیکھا کہ میں اپنے کپڑے سے جنابت کے اثر کو دھو رہا تھا، انھوں نے کہا: یہ کیا ہے؟ میں نے کہا: جنابت ہے، جو میرے کپڑے کو لگ گئی تھی، انھوں نے کہا: میں بھی اپنے آپ کو دیکھ رہی ہوں کہ جب رسول اللہ ﷺ کے کپڑے کو جنابت لگ جاتی تھی تو آپ ﷺ اس طرح کرنے سے زیادہ تو کچھ نہیں

---

(٤٦٦) تخريج: حديث صحيح ۔ أخرجه ابوداود: ٣٧٢، وأخرجه مسلم: ٢٨٨ نحوه (انظر: ٢٤٩٣٦)
(٤٦٧) تخريج: حديث صحيح دون قوله: "بعرق الاذخر" وهذا اسناد منقطع، عبد الله بن عبيد لم يسمع من عائشة ‌رضی اللہ عنہا۔ أخرجه ابن خزيمة: ٢٩٤، والبيهقي: ٢/ ٤١٨ (انظر: ٢٦٠٥٩)
(٤٦٨) تخريج: اسناده صحيح على شرط الشيخين ۔ أخرجه ابوعوانة: ١/ ٢٠٤، وابن خزيمة: ٢٨٨، وابن حبان: ٢٣٣٢، و أخرجه مسلم: ٢٨٨ ولم يسق هذا اللفظ (انظر: ٢٤٧٠٢)

ثَوْبِي، فَقَالَتْ: لَقَدْ رَأَيْتُنَا وَإِنَّهُ يُصِيبُ ثَوْبَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ، فَمَا يَزِيْدُ عَلَى أَنْ يَقُوْلَ بِهِ هٰكَذَا، وَوَصَفَهُ مَهْدِيٌّ حَكَّ يَدَهُ عَلَى الْأُخْرٰى۔ (مسند أحمد: ٢٥٢٠٩)

کرتے تھے۔ مہدی نے ایک ہاتھ سے دوسرے ہاتھ پر کھرچ کر کیفیت کو بیان کیا۔

(٤٦٩) (وَمِنْ طَرِيْقٍ آخَرَ)۔ عَنِ الْأَسْوَدِ (أَيْضًا) عَنْ عَائِشَةَ ؓ قَالَتْ: كُنْتُ أَفْرُكُهُ مِنْ ثَوْبِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ، فَإِذَا رَأَيْتَهُ فَاغْسِلْهُ فَإِنْ خَفِيَ عَلَيْكَ فَارْشُشْهُ۔ (مسند أحمد: ٢٥١٦٦)

(دوسری سند) سیدہ عائشہ ؓ سے مروی ہے، وہ کہتی ہیں: میں رسول اللہ ﷺ کے کپڑے سے منی کو کھرچتی تھی، پس تو جب اس کو دیکھ لے تو اس کو دھو ڈال اور اگر پتہ نہ چلے تو چھینٹے مار دے۔

(٤٧٠)۔ عَنْ هَمَّامٍ قَالَ: نَزَلَ عَائِشَةَ (ؓ) ضَيْفٌ فَأَمَرَتْ لَهُ بِمِلْحَفَةٍ لَهَا صَفْرَاءَ، فَنَامَ فِيْهَا فَاحْتَلَمَ فَاسْتَحْيٰ أَنْ يُرْسِلَ بِهَا وَفِيْهَا أَثَرُ الْاِحْتِلَامِ، قَالَ: فَغَمَسَهَا فِي الْمَاءِ ثُمَّ أَرْسَلَ بِهَا، فَقَالَتْ عَائِشَةُ: لِمَ أَفْسَدَ عَلَيْنَا ثَوْبَنَا؟ إِنَّمَا كَانَ يَكْفِيْهِ أَنْ يَفْرُكَهُ بِأَصَابِعِهِ، لَرُبَمَا فَرَكْتُهُ مِنْ ثَوْبِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ بِأَصَابِعِيْ۔ (مسند أحمد: ٢٤٦٥٩)

ہمام کہتے ہیں: سیدہ عائشہ ؓ کے پاس ایک مہمان ٹھہرا، انھوں نے اس کے لیے زرد رنگ کی ایک چادر کا حکم دیا، وہ اس میں سویا اور اس کو اس میں احتلام ہو گیا، اب وہ اس طرح کپڑے کو بھیجنے سے شرماتا تھا کہ اس میں احتلام کا اثر ہو، اس لیے اس نے اس چادر کو پانی میں ڈبویا اور پھر بھیج دیا، سیدہ عائشہ ؓ نے کہا: اس نے ہمارا کپڑا کیوں خراب کر دیا ہے؟ اس کے لیے صرف کافی تھا کہ اس کو اپنی انگلیوں سے کھرچ دیتا، میں بسا اوقات رسول اللہ ﷺ کے کپڑے سے اپنی انگلیوں سے کھرچ ڈالتی تھی۔

(٤٧١)۔ عَنْ قَيْسِ بْنِ وَهْبٍ عَنْ رَجُلٍ مِنْ بَنِيْ سُوَاءَةَ عَنْ عَائِشَةَ (ؓ) فِيْمَا يَفِيْضُ بَيْنَ الرَّجُلِ وَامْرَأَتِهِ مِنَ الْمَاءِ، قَالَتْ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَصُبُّ الْمَاءَ عَلَى الْمَاءِ۔

بنو سواءہ کے ایک آدمی نے کہا کہ میاں بیوی (کے جماع) کے دوران جو منی کا پانی بہہ جاتا ہے، اس کے بارے میں سیدہ عائشہ ؓ نے کہا: رسول اللہ ﷺ منی کے پانی پر پانی بہا دیتے تھے۔ (مسند احمد: ۲۵۷۱۶)

---

(٤٦٩) تخريج: أخرجه مسلم: ٢٨٨ (انظر: ٢٤٦٥٩)

(٤٧٠) تخريج: اسناده صحيح على شرط الشيخين ۔ أخرجه الترمذى: ١١٦، وابن ماجه: ٥٣٧، وأخرجه مسلم: ٢٩٠، و آخر روايته بلفظ: وانى لاحكه من ثوب رسول الله ﷺ يابسا بظفرى۔ (انظر: ٢٤١٥٨)

(٤٧١) تخريج: اسناده ضعيف لابهام الرجل من بنى سواءة ولضعف شريك بن عبد الله النخعى۔ أخرجه ابو داود: ٢٥٧ (انظر: ٢٥٢٠١)

(٤٧٢)۔عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ يَسَارٍ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا أَنَّهَا كَانَتْ تَغْسِلُ الْمَنِيَّ مِنْ ثَوْبِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ۔ (مسند أحمد: ٢٥٨٠٧)

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ وہ رسول اللہ ﷺ کے کپڑے سے منی کو دھویا کرتی تھیں۔

فوائد: ...... یہ ایک مختلف فیہ مسئلہ ہے کہ منی پاک ہے یا ناپاک ہے، قارئین سے گزارش ہے کہ وہ سنجیدگی سے مطالعہ کریں، ضروری نہیں کہ جس چیز کو وہ اجنبی سمجھتے ہوں، وہ اجنبی ہی ہو۔ سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ، امام شافعی، امام احمد، امام ابن حزم، امام داود، امام اسحاق، امام ابن تیمیہ، امام ابن قیم، امام صنعانی، صبحی حسن حلاق اور ڈاکٹر وہبہ زحیلی وغیرہ کا خیال ہے کہ منی پاک ہے، جبکہ امام ابو حنیفہ، امام مالک اور امام شوکانی وغیرہ کی رائے یہ ہے کہ منی ناپاک ہے۔
سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے کہا: ((انما هو بمنزلة المخاط والبصاق)) ...... منی تو ناک کی رطوبت اور تھوک کی مانند ہے۔ (دارقطنی: ١/ ١٢٤، بیهقی: ٢/ ٤١٨)
شیخ البانی نے کہا: اس حدیث کو مرفوعا بیان کرنا وہم ہے، اگرچہ اس میں منی کی طہارت کا جو حکم بیان کیا گیا ہے، وہ درست ہے، اس میں ہمارے لیے سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ کا بالیقین کہہ دینا کافی ہے کہ منی تو ناک کی رطوبت اور تھوک کی طرح ہے اور نہ تو ان کی مخالفت کرنے والا کوئی صحابی معروف ہے اور نہ کتاب و سنت کی کوئی دلیل ان کے اس قول کے متناقض ہے، ابن قیم نے "بدائع الفوائد" میں "مناظرة بين فقيهين في طهارة المني و نجاسته" کے عنوان میں اس موضوع پر بہت اہم اور انتہائی تحقیقی بحث کی ہے۔ (سلسلة ضعيفه: ٩٤٨، ٢/ ٣٦٠)
منی کو نجس قرار دینے والوں نے جتنے دلائل پیش کیے ہیں، ان میں قابل توجہ صرف دو باتیں ہیں: (۱) وہ احادیث، جن میں منی کے دھونے کا ذکر ہے۔ (۲) منی، پیشاب کی جگہ سے خارج ہوتی ہے، لہٰذا اس پر اسی کا حکم لگایا جائے گا۔
حقیقتِ حال یہ ہے کہ یہ دونوں دلائل منی کی نجاست پر دلالت نہیں کرتے، کیونکہ کسی چیز کو دھونے سے یہ لازم تو نہیں آتا ہے کہ وہ پلید ہے، رہا مسئلہ دوسری دلیل کا، تو ہم منی کے ذاتی حکم پر بحث کر رہے ہیں، اس چیز پر بحث نہیں ہو رہی کہ پیشاب کے اجزاء اس میں شامل ہوتے ہیں یا نہیں۔ منی کو پاک قرار دینے والوں نے جتنے دلائل پیش کیے ہیں، ان کی زیادہ مضبوطی بھی دو دلائل میں ہے: (۱) ہر چیز اصل میں پاک اور طاہر ہے، جب تک کتاب و سنت سے کسی چیز کے پلید ہونے کی واضح دلیل نہیں آئے گی، اس وقت تک اس کو پاک سمجھا جائے گا اور منی کے پلید ہونے کی کوئی واضح دلیل نہیں ہے۔ (۲) نبی کریم ﷺ کا اس کپڑے میں نماز پڑھنا، جس سے منی کو صرف کھرچا گیا تھا۔ یہ دونوں دلائل مضبوط ہیں اور نجاست کے قائلین کا یہ کہنا درست نہیں ہے کہ کھرچنا بھی پاک کرنے کا ایک طریقہ ہے، کیونکہ شریعت میں پاک کرنے کا اس قسم کا کوئی قانون نہیں ہے کہ نجاست کے بعض اجزا کو زائل کر دو اور بعض کو باقی رہنے دو، جبکہ کھرچنے سے کپڑے میں جذب ہو جانے والے منی کے اجزا زائل نہیں ہوتے۔ چھوٹے بچے کے پیشاب اور مذی پر پانی چھڑکنا اور

(٤٧٢) تخريج: أخرجه البخاري: ٢٢٩، ٢٣٠، ٢٣١، ومسلم: ٢٨٩ (انظر: ٢٥٢٩٣)

پتھروں سے استنجا کرنا اس سے مختلف چیز ہے۔

حافظ ابن حجر نے اس موضوع پر بڑی خوبصورت بحث کی ہے، ان کی بحث کا خلاصہ یہ ہے: منی کو دھونے اور کھرچنے والی احادیث میں کوئی تضاد نہیں ہے، کیونکہ ان میں جمع وتطبیق واضح طور پر ممکن ہے اور وہ اس طرح کہ اگر منی کو پاک قرار دیا جائے تو صفائی کی خاطر دھونے کو استحباب پر محمول کیا جائے گا، نہ کہ وجوب پر، یہ امام شافعی، امام احمد اور محدثین کا طریق کار ہے اور اگر منی کو نجس سمجھ لیا جائے تو تر منی کو دھویا جائے گا اور خشک کو کھرچا جائے گا، یہ احناف کا طریقہ ہے، پہلا طریقہ زیادہ راجح ہے، کیونکہ اس میں حدیث اور قیاس دونوں پر عمل کیا جا رہا ہے، اگر منی نجس ہوتی تو قیاس کا تقاضا یہ تھا کہ اس کو دھونا واجب ہے اور کھرچنے پر اکتفا کرنا درست نہیں ہے، جیسا کہ خون وغیرہ کا مسئلہ ہے، احناف خون کے معاملے میں تو کھرچنے پر اکتفا نہیں کرتے،............ اس معاملے میں سب سے واضح روایت صحیح ابن خزیمہ کی ہے، اس کے الفاظ یہ ہیں: ((اَنَّهَا كَانَتْ تَحُكُّهُ مِنْ ثَوْبِهِ ﷺ وَهُوَ يُصَلِّيْ ......)) سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا آپ ﷺ کے کپڑے سے منی کھرچتی تھیں، اس حال میں کہ آپ نماز پڑھ رہے ہوتے تھے۔ اگر تسلیم کر لیا جائے کہ یہ چیز ثابت نہیں ہے تو اس قسم کی حدیث تو کوئی نہیں ہے، جو منی کی نجاست پر دلالت کرے، جبکہ اس کو دھونا فعل ہے اور وہ وجوب پر دلالت نہیں کرتا۔ (فتح الباری: ۱/ ٤٤١)

اس بحث کے بعد ہمارا رجحان اول الذکر مسلک والوں کی طرف ہے کہ منی کا پانی پاک ہے اور کوئی دلیل اس کے ناپاک ہونے پر دلالت نہیں کرتی۔

بَابٌ فِيْ طَهَارَةِ الْمُسْلِمِ حَيًّا وَمَيْتًا

مسلمان زندہ ہو یا مردہ، اس کے طاہر ہونے کا بیان

(٤٧٣)۔ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ ؓ قَالَ: لَقِيْتُ النَّبِيَّ ﷺ وَأَنَا جُنُبٌ، فَمَشَيْتُ مَعَهُ حَتّٰى قَعَدَ، فَانْسَلَلْتُ فَأَتَيْتُ الرَّحْلَ فَاغْتَسَلْتُ ثُمَّ جِئْتُ وَهُوَ قَاعِدٌ فَقَالَ: ((أَيْنَ كُنْتَ؟)) فَقُلْتُ: لَقِيْتَنِيْ وَأَنَا جُنُبٌ فَكَرِهْتُ أَنْ أَجْلِسَ إِلَيْكَ وَأَنَا جُنُبٌ فَانْطَلَقْتُ فَاغْتَسَلْتُ، فَقَالَ: ((سُبْحَانَ اللّٰهِ، إِنَّ الْمُؤْمِنَ لَا يَنْجُسُ۔)) (مسند أحمد: ٨٩٥٦)

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے وہ کہتے ہیں: میں نبی کریم ﷺ کو ملا، جبکہ میں جنابت کی حالت میں تھا، بہرحال میں آپ ﷺ کے ساتھ چل پڑا یہاں تک کہ آپ ﷺ بیٹھ گئے اور میں وہاں سے کھسک گیا اور گھر پہنچ کر غسل کیا اور پھر آپ ﷺ کے پاس آ گیا جبکہ آپ ﷺ ابھی تک بیٹھے ہوئے تھے، آپ ﷺ نے پوچھا: ''تم کہاں تھے؟'' میں نے کہا: جی آپ مجھے ملے تھے جبکہ میں جنبی تھا اور میں نے اس جنابت والی حالت میں آپ ﷺ کے ساتھ بیٹھنے کو ناپسند کیا، اس لیے میں نے جا کر غسل کیا، آپ ﷺ نے فرمایا: ''سبحان اللہ! بیشک مؤمن ناپاک نہیں ہوتا۔''

(٤٧٣) تخريج: أخرجه البخاري: ٢٨٥، ومسلم: ٣٧١ (انظر: ٨٩٦٨)

(٤٧٤)(وَعَنْهُ مِنْ طَرِيْقٍ آخَرَ)۔ قَالَ: لَقِيَنِي النَّبِيُّ ﷺ وَهُوَ فِي طَرِيْقٍ مِنْ طُرُقِ الْمَدِيْنَةِ فَانْخَنَسْتُ فَذَهَبْتُ فَاغْتَسَلْتُ ثُمَّ جِئْتُ (فَذَكَرَ مِثْلَهُ فِيْهِ) فَقَالَ: ((إِنَّ الْمُسْلِمَ لَا يَنْجُسُ۔)) (مسند أحمد: ١٠٠٨٧)

(دوسری سند) سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: نبی کریم ﷺ مجھے ملے، جبکہ آپ ﷺ مدینہ کے کسی راستے میں تھے، پس میں کھسک گیا اور جا کر غسل کر کے دوبارہ آپ ﷺ کے پاس آ گیا۔ پھر اسی طرح کی روایت ذکر کی، البتہ اس میں ہے: آپ ﷺ نے فرمایا: ''بیشک مسلمان ناپاک نہیں ہوتا۔''

(٤٧٥)۔ عَنْ أَبِي وَائِلٍ عَنْ حُذَيْفَةَ بْنِ الْيَمَانِ رضی اللہ عنہ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ لَقِيَهُ فِي بَعْضِ طُرُقِ الْمَدِيْنَةِ فَأَهْوَى إِلَيْهِ، قَالَ: قُلْتُ: إِنِّي جُنُبٌ، قَالَ: ((إِنَّ الْمُؤْمِنَ لَا يَنْجُسُ۔)) (مسند أحمد: ٢٣٦٥٣)

سیدنا حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ مدینہ کے کسی راستے میں اس کو ملے، جب آپ ﷺ اس کی طرف جھکے تو اس نے کہا: میں تو جنابت کی حالت میں ہوں، آپ ﷺ نے فرمایا: ''بیشک مؤمن ناپاک نہیں ہوتا۔''

(٤٧٦) (وَمِنْ طَرِيْقٍ ثَانٍ)۔عَنِ ابْنِ سِيْرِيْنَ قَالَ: خَرَجَ النَّبِيُّ ﷺ فَلَقِيَهُ حُذَيْفَةُ بْنُ الْيَمَانِ فَحَادَ عَنْهُ فَاغْتَسَلَ ثُمَّ جَاءَ، فَقَالَ: ((مَا لَكَ؟)) قَالَ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! كُنْتُ جُنُبًا، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((إِنَّ الْمُسْلِمَ لَا يَنْجُسُ۔)) (مسند أحمد: ٢٣٨١٠)

(دوسری سند) ابن سیرین کہتے ہیں: نبی کریم ﷺ نکلے اور سیدنا حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ آپ ﷺ کو ملے، لیکن وہ وہاں سے ایک طرف ہو کر چلے اور غسل کر کے دوبارہ آ گئے، آپ ﷺ نے ان سے پوچھا: ''تم کو کیا ہو گیا ہے؟'' انھوں نے کہا: اے اللہ کے رسول! میں جنبی تھا، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''بیشک مسلمان ناپاک نہیں ہوتا۔''

فوائد: ...... یہ احادیث عام ہیں، جو مسلمان کی حیات اور موت دونوں حالتوں کو شامل ہیں، البتہ درج ذیل موقوف روایت میں خصوصیت کے ساتھ موت کی حالت کو بیان کیا گیا ہے:

عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((لَيْسَ عَلَيْكُمْ فِي غُسْلِ مَيِّتِكُمْ غُسْلٌ إِذَا غَسَلْتُمُوْهُ، إِنَّ مَيِّتَكُمْ لَمُؤْمِنٌ طَاهِرٌ، وَلَيْسَ بِنَجَسٍ، فَحَسْبُكُمْ أَنْ تَغْسِلُوْا أَيْدِيَكُمْ)) ...... ''جب تم میت کو غسل دے لو تو تم پر کوئی غسل نہیں ہے، بیشک تمہاری میت مومن اور طاہر ہے اور نجس نہیں ہے، پس تمہیں ہاتھ دھو لینا ہی کافی ہے۔'' (بیھقی: ١/ ٣٩٨، حاکم: ١/ ٣٨٦، احکام الجنائز: ص ٥٣، ٥٤)

اسی طرح نبی کریم ﷺ کا اپنے سر کے بال منڈوا کر صحابہ میں تقسیم کر دینا بھی اس چیز کی دلیل بن سکتی ہے۔ جمہور اہل علم کا یہی مسلک ہے کہ مردہ انسان پاک ہے، البتہ احناف نے میت کو نجس قرار دیا ہے، لیکن یہ رائے مرجوح ہے۔

(٤٧٤) تخريج: انظر الحديث بالطريق الاول

(٤٧٥) تخريج: أخرجه مسلم: ٣٧٢ (انظر: ٢٣٢٦٤)

(٤٧٦) تخريج: انظر الحديث بالطريق الاول

بَابٌ فِيْ طَهَارَةِ مَا لَا نَفْسٌ لَهُ سَائِلَةٌ حَيًّا وَمَيْتًا

جن جانداروں میں بہنے والا خون نہ ہو، ان کی طہارت کا بیان، وہ زندہ ہوں یا مردہ

(٤٧٧)۔ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِذَا وَقَعَ الذُّبَابُ فِيْ إِنَاءِ أَحَدِكُمْ فَإِنَّ فِيْ أَحَدِ جَنَاحَيْهِ دَاءً وَفِي الْآخَرِ شِفَاءً، وَإِنَّهُ يَتَّقِيْ بِجَنَاحِهِ الَّذِيْ فِيْهِ الدَّاءُ، فَلْيَغْمِسْهُ كُلَّهُ)) (مسند أحمد: ٧١٤١)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب مکھی کسی کے برتن میں گر جائے تو چونکہ اس کے ایک پر میں بیماری ہوتی ہے اور دوسرے میں شفا اور وہ اُس پر کے ذریعے بچتی ہے، جس میں بیماری ہوتی ہے، اس لیے آدمی ساری مکھی کو ڈبو دے۔''

(٤٧٨) (وَعَنْهُ مِنْ طَرِيْقٍ ثَانٍ)۔ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: ((إِذَا وَقَعَ الذُّبَابُ فِيْ شَرَابِ أَحَدِكُمْ فَلْيَغْمِسْهُ كُلَّهُ ثُمَّ لِيَطْرَحْهُ، فَإِنَّ فِيْ أَحَدِ جَنَاحَيْهِ شِفَاءً وَفِي الْآخَرِ دَاءً۔)) (مسند أحمد: ٩١٥٧)

(دوسری سند) نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''جب کسی کے مشروب میں مکھی گر جائے تو وہ اس کو مکمل طور پر ڈبو کر پھینک دے، کیونکہ اس کے ایک پر میں شفا ہے اور دوسرے میں بیماری ہے۔''

(٤٧٩)۔ عَنْ أَبِيْ سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ رضی اللہ عنہ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((إِذَا وَقَعَ الذُّبَابُ فِيْ طَعَامِ أَحَدِكُمْ فَامْقُلُوْهُ)) (مسند أحمد: ١١٢٠٧)

سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''جب کسی کے کھانے میں مکھی گر جائے تو وہ اس کو اس میں ڈبو دے۔''

فوائد: ......امام شوکانی نے کہا: ان احادیث سے یہ استدلال کیا گیا ہے کہ ''مائے قلیل'' ایسی چیز کے مر جانے سے نجس نہیں ہوتا، جس کا بہنے والا خون نہ ہو، کیونکہ ان احادیث میں موت و حیات کی کوئی تفصیل بیان نہیں کی گئی۔

(نیل الاوطار: ١/٦٨)

(٤٨٠)۔ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((أُحِلَّتْ لَنَا مَيْتَتَانِ وَدَمَانِ، فَأَمَّا الْمَيْتَتَانِ فَالْحُوْتُ وَالْجَرَادُ وَأَمَّا الدَّمَانِ فَالْكَبِدُ وَالطِّحَالُ۔))

سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ہمارے لیے دو مردار اور دو خون حلال کیے گئے ہیں، پس وہ دو مردار مچھلی اور ٹڈی ہیں اور دو خون جگر اور تلی ہیں۔'' (مسند أحمد: ٥٧٢٣)

فوائد: ......اس حدیث سے معلوم ہوا کہ مچھلی، ٹڈی کا مردار اور جگر اور تلی کے خون حلال ہیں۔

---

(٤٧٧) تخريج: أخرجه البخاري: ٣٣٢٠، ٥٧٨٢ (انظر: ٧١٤١)
(٤٧٨) تخريج: انظر الحديث بالطريق الاول
(٤٧٩) تخريج: صحيح لغيره ـ أخرجه النسائي: ٧/ ١٧٨، وابن ماجه: ٣٥٠٤(انظر: ١١١٨٩)
(٤٨٠) تخريج: حديث حسن۔ أخرجه ابن ماجه: ٣٢١٨، ٣٣١٤ (انظر: ٥٧٢٣)

أَبْوَابُ أَحْكَامِ التَّخَلِّيْ وَالْإِسْتِنْجَاءِ وَالْإِسْتِجْمَارِ وَآدَابِ ذٰلِكَ

قضائے حاجت کرنے، استنجا کرنے، پتھر استعمال کرنے اوران کے آداب کے ابواب

بَابٌ فِيْ اِرْتِيَادِ الْمَكَانِ الرَّخْوِ وَمَا لَا يَجُوْزُ التَّخَلِّيْ فِيْهِ

قضائے حاجت کے لیے نرم جگہ کو تلاش کرنے کا بیان اوران مقامات کی تفصیل جہاں قضائے حاجت جائز نہیں ہے

(٤٨١)۔ عَنْ أَبِيْ مُوْسَى الْأَشْعَرِيِّ رضی اللہ عنہ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ يَمْشِيْ فَمَالَ اِلٰى دَمْثٍ فِيْ جَنْبِ حَائِطٍ فَبَالَ ثُمَّ قَالَ: ((كَانَ بَنُوْ اِسْرَائِيْلَ اِذَا بَالَ أَحَدُهُمْ فَأَصَابَهُ شَيْءٌ مِنْ بَوْلِهِ تَتَبَّعَهُ فَقَرَضَهُ بِالْمَقَارِيْضِ۔)) وَقَالَ: ((اِذَا أَرَادَ أَحَدُكُمْ أَنْ يَبُوْلَ فَلْيَرْتَدْ لِبَوْلِهِ۔)) (مسند أحمد: ١٩٧٦٦)

سیدنا ابوموسی اشعری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ چل رہے تھے، پس ایک دیوار کے پہلو میں نرم جگہ کی طرف مائل ہوئے اور وہاں پیشاب کیا اور پھر فرمایا: ''جب بنو اسرائیل کا کوئی آدمی پیشاب کرتا اوراگر پیشاب اس کو لگ جاتا تو وہ اس حصے کو قینچیوں سے کاٹتا تھا۔'' پھر آپ ﷺ نے فرمایا: ''اس لیے جب تم میں سے کوئی آدمی پیشاب کرے تو وہ نرم جگہ تلاش کرلیا کرے۔''

فوائد: ...... صحیح بخاری (٢٢٦) اورصحیح مسلم (٢٧٣) میں ہے جب پیشاب ان کے کپڑے کو لگ جاتا تھا تو وہ اس کو کاٹتے تھے، جن روایات میں ''جِلْد'' کے الفاظ ہیں، ان سے مراد ان کے چمڑے کے لباس ہیں، لیکن کسی راوی نے روایت بالمعنی کرتے ہوئے ''جَسَد'' کے الفاظ کہہ دیئے۔ (ملاحظہ ہو: فتح الباری) نرم جگہ کو تلاش کرنے والے روایت تو ضعیف ہے، لیکن اس سلسلے میں شریعت کا مدّعا یہ ہے کہ آدمی قضائے حاجت کرتے وقت ایسی جگہ اور ایسا طریقہ اختیار کرے کہ اس کا جسم اور کپڑے، پیشاب اور پاخانہ سے سالم رہ سکیں۔

(٤٨١) تخريج: صحيح لغيره دون قوله: "اذا اراد احكم ان يبول فليرتد لبوله" وهذا اسناد ضعيف لابهام الرجل الراوى عنه ابو التياح۔ أخرجه ابوداود: ٣ (انظر: ١٩٥٣٧)

(٤٨٢)۔عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ ﷺ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((اِتَّقُوْا الْمَلَاعِنَ الثَّلَاثَ۔)) قِيْلَ: مَا الْمَلَاعِنُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ؟ قَالَ: ((أَنْ يَقْعُدَ أَحَدُكُمْ فِيْ ظِلٍّ يُسْتَظَلُّ فِيْهِ أَوْ فِيْ طَرِيْقٍ أَوْ فِيْ نَقْعِ الْمَاءِ۔)) (مسند أحمد: ٢٧١٥)

سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''لعنت والے تین مقامات سے بچو۔'' کسی نے کہا: اے اللہ کے رسول! وہ لعنت والے مقامات کیا ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''جس سائے کو استعمال کیا جاتا ہو، اس میں یا راستے میں یا پانی کے گھاٹ میں پیشاب کرنا۔''

فوائد:......مقامات سے مراد ایسے افعال ہیں کہ جن کی وجہ سے فاعل پر لعن طعن کی جاتی ہے۔

(٤٨٣)۔ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ ﷺ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: ((اِتَّقُوْا اللَّعَّانَيْنِ۔)) قَالُوْا: وَمَا اللَّعَّانَانِ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! قَالَ: ((اَلَّذِيْ يَتَخَلّٰى فِيْ طَرِيْقِ النَّاسِ أَوْ فِيْ ظِلِّهِمْ۔)) (مسند أحمد: ٨٨٤٠)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''دولعنت کرنے والی چیزوں سے بچو۔'' صحابہ نے کہا: اے اللہ کے رسول! وہ لعنت کرنے والی چیزیں کون سی ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''جو آدمی لوگوں کے راستے میں یا سائے میں قضائے حاجت کرتا ہے۔''

فوائد: ......معلوم ہوا کہ تین مقامات پر قضائے حاجت نہیں کرنی چاہیے: ایسا سایہ کہ جس کو بطورِ سایہ استعمال کیا جاتا ہو، راستہ اور پانی کا گھاٹ۔ یہ بھی ان احادیث کی فقہ ہے کہ قضائے حاجت کے بعد لیٹرین کی مکمل صفائی کرنی چاہیے، تاکہ بعد میں آنے والے کو تکلیف نہ ہو۔

بَابُ الْمَوَاضِعِ الَّتِيْ نُهِيَ عَنِ الْبَوْلِ فِيْهَا

ان مقامات کا بیان، جہاں پیشاب کرنے سے منع کیا گیا ہے

(٤٨٤)۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ حَدَّثَنِيْ أَبِيْ ثَنَا مُعَاذُ بْنُ هِشَامٍ حَدَّثَنِيْ أَبِيْ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ سَرْجِسٍ ﷺ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: ((لَايَبُوْلَنَّ أَحَدُكُمْ فِي الْجُحْرِ، وَإِذَا نِمْتُمْ فَأَطْفِئُوْا السِّرَاجَ، فَإِنَّ الْفَأْرَةَ تَأْخُذُ

سیدنا عبد اللہ بن سرجس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''کوئی آدمی ہرگز بل میں پیشاب نہ کرے، اور جب تم نے سونا ہو تو چراغ کو بجھا دیا کرو، کیونکہ چوہیا اس کی بتی پکڑ کر گھر والوں کو جلا سکتی ہے، مشکیزوں کے منہ باندھ دیا کرو، برتنوں کو ڈھانپ دیا کرو اور رات کو دروازے بند کر دیا کرو۔''

(٤٨٢) تخريج: حسن لغيره (انظر: ٢٧١٥)

(٤٨٣) تخريج: أخرجه مسلم: ٢٦٩ (انظر: ٨٨٥٣)

(٤٨٤) تخريج: رجاله ثقات رجال الصحيح، وصحح هذا الحديث ابن خزيمة وابن السكن۔ أخرجه ابوداود: ٢٩، والنسائي: ١/ ٣٣ (انظر: ٢٠٧٧٥)

الْفَتِيلَةَ فَتَحْرِقُ أَهْلَ الْبَيْتِ، وَأَوْكِئُوا الْأَسْقِيَةَ وَخَمِّرُوْا الشَّرَابَ وَغَلِّقُوْا الْأَبْوَابَ بِاللَّيْلِ۔)) قَالُوْا لِقَتَادَةَ: مَا يُكْرَهُ مِنَ الْبَوْلِ فِيْ الْجُحْرِ؟ قَالَ: يُقَالُ: إِنَّهَا مَسَاكِنُ الْجِنِّ۔ (مسند أحمد: ٢١٠٥٦)

لوگوں نے قتادہ سے کہا: بل میں پیشاب کرنے کو کیوں ناپسند کیا جاتا ہے؟ انھوں نے کہا: کہا جاتا ہے کہ یہ جنوں کے مسکن ہیں۔

فوائد: ......بل میں پیشاب کرنا منع ہے، اس کی ایک وجہ قتادہ نے بیان کی ہے، لیکن درج ذیل دو وجوہات زیادہ مناسب معلوم ہوتی ہیں: اسی بل سے سانپ، بچھو یا کوئی اور جانور نکل کر بندے کو نقصان نہ پہنچا دے۔ اس بل میں موجود جانور کو کوئی تکلیف نہ ہو۔

(٤٨٥)۔ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ مُغَفَّلٍ ؓ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَا يَبُوْلَنَّ أَحَدُكُمْ فِيْ مُسْتَحَمِّهِ ثُمَّ يَتَوَضَّأُ فِيْهِ، فَإِنَّ عَامَّةَ الْوِسْوَاسِ مِنْهُ)) (مسند أحمد: ٢٠٨٤٤)

سیدنا عبداللہ بن مغفل ؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تم میں سے کوئی آدمی غسل خانے میں پیشاب نہ کیا کرے، پھر اس میں وضو کرے گا، پس عام وسوسے اسی وجہ سے ہوتے ہیں۔''

(٤٨٦) (وَعَنْهُ مِنْ طَرِيْقٍ ثَانٍ)۔ قَالَ: نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ أَنْ يَبُوْلَ الرَّجُلُ فِيْ مُسْتَحَمِّهِ، فَإِنَّ عَامَّةَ الْوِسْوَاسِ مِنْهُ۔ (مسند أحمد: ٢٠٨٣٧)

(دوسری سند) رسول اللہ ﷺ نے اس سے منع فرمایا کہ آدمی اپنے غسل خانے میں پیشاب کرے، کیونکہ عام وسوسے اسی وجہ سے ہوتے ہیں۔

فوائد: ......بہرحال غسل خانے میں پیشاب کرنا منع ہے، اس کی مختلف وجوہات ہو سکتی ہیں، مثلا: اس جگہ کا ناپاک ہو جانا، وہاں سے بدبو آنا، اس کی وجہ سے وسوسے پیدا ہونا، فطرت کا اس چیز کو سخت ناپسند کرنا۔

(٤٨٧)۔ عَنْ حُمَيْدِ بْنِ عَبْدِالرَّحْمٰنِ الْحِمْيَرِيِّ قَالَ: لَقِيْتُ رَجُلًا قَدْ صَحِبَ النَّبِيَّ ﷺ أَرْبَعَ سِنِيْنَ كَمَا صَحِبَهُ أَبُوْ هُرَيْرَةَ أَرْبَعَ سِنِيْنَ، قَالَ: نَهَانَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ أَنْ

حمید بن عبد الرحمٰن حمیری کہتے ہیں: میں ایسے صحابی کو ملا، جن کو سیدنا ابو ہریرہ ؓ کی طرح چار برسوں تک نبی کریم ﷺ کی صحبت کا شرف ملا تھا، انھوں نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے ہمیں اس سے منع فرمایا کہ ہم ہر روز کنگھی کریں یا غسل خانے

---

(٤٨٥) تخريج: صحيح لغيره دون قوله: "فان عامة الوسواس منه" فهو موقوف، وهذا اسناد رجاله ثقات الا ان الحسن البصرى لم يصرح بسماعه من عبد الله بن المغفل۔ أخرجه ابوداود: ٢٧، وابن ماجه: ٣٠٤، والترمذى: ٢١، والنسائى: ١/ ٣٤ (انظر: ٢٠٥٦٩)

(٤٨٦) تخريج: انظر الحديث بالطريق الأول

(٤٨٧) تخريج: اسناده صحيح ۔ أخرجه ابوداود: ٨١، والنسائى: ١/ ١٣٠ (انظر: ١٧٠١٢)

يَمْتَشِطَ أَحَدُنَا كُلَّ يَوْمٍ وَأَنْ يَبُوْلَ فِيْ مُغْتَسَلِهِ وَأَنْ تَغْتَسِلَ الْمَرْأَةُ بِفَضْلِ الرَّجُلِ وَأَنْ يَغْتَسِلَ الرَّجُلُ بِفَضْلِ الْمَرْأَةِ، وَلْيَغْتَرِفُوْا (وَفِيْ رِوَايَةٍ: وَلْيَغْتَرِفَا جَمِيْعًا۔)) (مسند أحمد: ۱۷۱۳۷)

میں پیشاب کریں یا بیوی خاوند کے بچے ہوئے پانی سے غسل کرے یا خاوند بیوی کے بچے ہوئے پانی سے نہائے، ان کو چاہیے کہ وہ اکٹھے چلّو بھر لیں (یعنی ایک وقت میں اکٹھا نہا لیں)۔

فوائد:......میاں بیوی کا ایک دوسرے کے بچے ہوئے پانی سے نہانے کا مسئلہ پہلے گزر چکا ہے۔

فَصْلٌ فِيْمَا جَاءَ فِي الْبَوْلِ مِنْ قِيَامٍ
کھڑے ہو کر پیشاب کرنے کا بیان

(٤٨٨)۔ عَنْ أَبِيْ وَائِلٍ عَنْ حُذَيْفَةَ بْنِ الْيَمَانِ رضی اللہ عنہ قَالَ: بَلَغَهُ أَنَّ أَبَا مُوْسٰى كَانَ يَبُوْلُ فِيْ قَارُوْرَةٍ وَيَقُوْلُ: إِنَّ بَنِيْ إِسْرَائِيْلَ كَانُوْا إِذَا أَصَابَ أَحَدَهُمُ الْبَوْلُ قَرَضَ مَكَانَهُ، قَالَ حُذَيْفَةُ: وَدِدْتُ أَنَّ صَاحِبَكُمْ لَا يُشَدِّدُ هٰذَا التَّشْدِيْدَ، لَقَدْ رَأَيْتُنِيْ نَتَمَاشٰى مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَانْتَهَيْنَا إِلَى سُبَاطَةٍ فَقَامَ يَبُوْلُ كَمَا يَبُوْلُ أَحَدُكُمْ، فَذَهَبْتُ أَتَنَحّٰى عَنْهُ، فَقَالَ: ((أُدْنُهْ۔)) فَدَنَوْتُ مِنْهُ حَتّٰى كُنْتُ عِنْدَ عَقِبِهِ۔ (مسند أحمد: ۲۳٦۳۷)

سیدنا حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جب ان کو یہ بات پہنچی کہ سیدنا ابو موسی رضی اللہ عنہ (پیشاب کے چھینٹوں سے بچنے کے لیے) ایک شیشی میں پیشاب کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ جب بنو اسرائیل کے کسی فرد کو پیشاب لگ جاتا تو وہ اس جگہ کو کاٹتا تھا، تو انھوں نے کہا: میں چاہتا ہوں کہ تمہارا یہ ساتھی اس قدر سختی نہ کرے، میں نے خود کو دیکھا کہ میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ چل رہا تھا، پس جب ہم کوڑا کرکٹ والی ایک جگہ کے پاس پہنچے تو تمہاری طرح ہی رسول اللہ ﷺ نے کھڑے ہو کر پیشاب کیا، میں یہ دیکھ کر دور ہٹنا شروع ہو گیا، لیکن آپ ﷺ نے فرمایا: ''قریب ہو جا۔'' پس میں آپ ﷺ کے قریب ہو گیا، یہاں تک کہ آپ ﷺ کی ایڑیوں کے پاس کھڑا ہو گیا۔

(٤٨٩) (وَمِنْ طَرِيْقٍ أُخْرٰى)۔ عَنِ الْأَعْمَشِ حَدَّثَنِيْ شَقِيْقٌ عَنْ حُذَيْفَةَ قَالَ: كُنْتُ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ فِيْ طَرِيْقٍ فَتَنَحّٰى فَأَتٰى سُبَاطَةَ قَوْمٍ فَتَبَاعَدْتُ مِنْهُ، فَأَدْنَانِيْ حَتّٰى

(دوسری سند) سیدنا حذیفہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میں ایک راستے میں نبی کریم ﷺ کے ساتھ تھا، پس آپ ﷺ ذرا ہٹ کر ایک قوم کے کوڑا کرکٹ کے ڈھیر کے پاس آ گئے، پس میں آپ ﷺ سے دور ہو گیا، لیکن آپ ﷺ نے مجھے اپنے

(٤٨٨) تخريج: أخرجه البخاري: ٢٢٥، ومسلم: ٢٧٣ (انظر: ٢٣٢٤٨)
(٤٨٩) تخريج: انظر الحديث بالطريق الاول

صِرْتُ مِنْ عَقِبَيْهِ فَبَالَ قَائِمًا وَدَعَا بِمَاءٍ فَتَوَضَّأَ وَمَسَحَ عَلَى خُفَّيْهِ۔ (مسند أحمد: ٢٣٦٣٠)

قریب کر لیا، یہاں تک کہ میں آپ ﷺ کی ایڑیوں کے پاس کھڑا ہو گیا، پس آپ ﷺ نے کھڑے ہو پیشاب کیا اور پھر پانی منگوا کر وضو کیا اور موزوں پر مسح کیا۔

(٤٩٠)۔عَنْ عَاصِمِ بْنِ بَهْدَلَةَ وَحَمَّادٍ عَنْ أَبِي وَائِلٍ عَنِ الْمُغِيرَةِ بْنِ شُعْبَةَ رضی اللہ عنہ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ أَتَى عَلَى سُبَاطَةِ قَوْمٍ فَبَالَ قَائِمًا، قَالَ حَمَّادُ بْنُ أَبِي سُلَيْمَانَ: فَفَحَّجَ رِجْلَيْهِ۔ (مسند أحمد: ١٨٣٣١)

سیدنا مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ ایک قوم کے گندگی والے ڈھیر پر آئے اور کھڑے ہو کر پیشاب کیا۔ حماد بن ابی سلیمان نے کہا: آپ ﷺ نے اپنی ٹانگوں کو کھلا کیا۔

فوائد: ......سیدنا عمر، سیدنا عبداللہ بن عمر، سیدنا زید بن ثابت، سیدنا سہل بن سعد، سیدنا انس بن مالک، سیدنا علی، سیدنا ابو ہریرہ اور سیدنا عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہم سے کھڑے ہو کر پیشاب کرنا مروی ہے۔ اسی طرح جب ایک بدو نے مسجد نبوی میں کھڑے ہو پیشاب کیا تھا تو آپ ﷺ نے بعد میں اس کو صرف مسجد کے آداب کے حوالے سے بات کی تھی، کھڑے ہونے سے منع نہیں کیا تھا، پہلے یہ حدیث گزر چکی ہے۔ نبی کریم ﷺ عام طور پر تو بیٹھ کر ہی قضائے حاجت کرتے تھے، مذکورہ بالا احادیث کی روشنی میں کھڑے ہو کر پیشاب کرنے کا جواز بھی پیدا ہو گیا ہے، بالخصوص جب عذر ہو۔ جس حدیث میں آپ ﷺ کے کھڑے ہونے کی وجہ گھٹنے کے اندرونی حصے میں تکلیف بتائی گئی ہے، وہ ضعیف ہے، امام دارقطنی اور امام بیہقی نے اس کو ضعیف قرار دیا ہے۔

مزید دو روایات اور ان کی حقیقت:

سیدنا جابر کہتے ہیں: ((نَهَى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ أَنْ يَبُوْلَ الرَّجُلُ قَائِمًا ......)) رسول اللہ ﷺ نے اس سے منع فرما دیا ہے کہ آدمی کھڑے ہو پیشاب کرے۔ (ابن ماجہ: ٣٠٩، یہ حدیث ضعیف ہے) سیدنا عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ان سے فرمایا تھا: ((يَا عُمَرُ! لَا تَبُلْ قَائِمًا۔)) ......''اے عمر! کھڑے ہو کر پیشاب نہ کیا کر۔'' (ابن ماجہ: ٣٠٨، یہ حدیث بھی ضعیف ہے)

اس باب میں کوئی ایسی صحیح روایت نہیں ہے، جس میں کھڑے ہو پیشاب کرنے سے منع کیا گیا ہو، البتہ بعض موقوف آثار میں اس سے منع کیا گیا ہے۔

(٤٩١)۔عَنِ الْمِقْدَامِ عن أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے، وہ کہتی ہیں: جو آدمی تجھے یہ

---

(٤٩٠) تخریج: حدیث صحیح من حدیث حذیفة ۔ أخرجه ابن ماجه: ٣٠٦ (انظر: ١٨١٥٠)

(٤٩١) تخریج: اسناده صحیح علی شرط مسلم ۔ أخرجه الترمذی: ١٢، والنسائی: ١/ ٢٦، وابن ماجه: ٣٠٧ (انظر: ٢٥٠٤٥)

قَالَتْ: مَنْ حَدَّثَكَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ بَالَ قَائِمًا فَلَا تُصَدِّقْهُ، مَا بَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ قَائِمًا مُنْذُ أُنْزِلَ عَلَيْهِ الْقُرْآنُ۔ (مسند أحمد: ۲۵۵۵۹)

بات بیان کرے کہ رسول اللہ ﷺ نے کھڑے ہو پیشاب کیا ہے تو تو اس کی تصدیق نہ کر، کیونکہ جب سے رسول اللہ ﷺ پر قرآن کا نزول شروع ہوا، اس وقت سے آپ ﷺ نے کھڑے ہوکر پیشاب نہیں کیا۔

فوائد: ......دراصل سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کو ان احادیث کا علم نہیں تھا، جن کے مطابق آپ ﷺ نے کھڑے ہو کر پیشاب کیا۔

بَابٌ فِي التَّبَاعُدِ وَالْإِسْتِتَارِ عِنْدَ التَّخَلِّيْ فِي الْفَضَاءِ وَالْكَفِّ عَنِ الْكَلَامِ وَرَدِّ السَّلَامِ وَقْتَئِذٍ

قضائے حاجت کے وقت دور جانے، کھلی جگہ میں پردہ کرنے اور اس وقت کلام اور سلام کے جواب سے رکے رہنے کا بیان

(۴۹۲)۔ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِي قُرَادٍ ؓ قَالَ: خَرَجْتُ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ حَاجًّا فَرَأَيْتُهُ خَرَجَ مِنَ الْخَلَاءِ فَاتَّبَعْتُهُ بِالْإِدَاوَةِ أَوِ الْقَدَحِ، فَجَلَسْتُ لَهُ بِالطَّرِيْقِ وَكَانَ إِذَا أَتٰى حَاجَتَهُ أَبْعَدَ۔ (مسند أحمد: ۱۸۱۳۴)

سیدنا عبدالرحمٰن بن ابو قراد رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: میں نبی کریم ﷺ کے ساتھ نکلا، جبکہ آپ ﷺ حج کے لیے جا رہے تھے، پس جب میں نے دیکھا کہ آپ ﷺ بیت الخلاء سے نکلے تو میں پانی کے برتن کے ساتھ آپ ﷺ کے پیچھے چل پڑا اور راستے میں آپ ﷺ کے لیے بیٹھ گیا اور آپ ﷺ جب قضائے حاجت کے لیے جاتے تو دور جایا کرتے تھے۔

(۴۹۳)۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ ؓ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((مَنْ أَتَى الْغَائِطَ فَلْيَسْتَتِرْ، فَإِنْ لَمْ يَجِدْ إِلَّا أَنْ يَجْمَعَ كَثِيْبًا مِنْ رَمْلٍ فَلْيَسْتَدْبِرْهُ، فَإِنَّ الشَّيْطَانَ يَلْعَبُ بِمَقَاعِدِ بَنِيْ آدَمَ، مَنْ فَعَلَ فَقَدْ أَحْسَنَ وَمَنْ لَا فَلَا حَرَجَ۔)) (مسند أحمد: ۸۸۲۵)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''جو آدمی قضائے حاجت کے لیے آئے، وہ پردہ کرے، اور اگر اسے کوئی چیز نہ ملے تو وہ ریت کا ایک ڈھیر جمع کر کے اس کی طرف پیٹھ کر لے، کیونکہ شیطان بنوآدم کی دبروں سے کھیلتا ہے، جس نے ایسے کیا، اس نے اچھا کیا اور جس نے ایسے نہ کیا، اس پر کوئی حرج نہیں ہے۔''

---

(۴۹۲) تخریج: اسناده صحیح ۔ أخرجه النسائی: ۱/ ۱۷، وابن ماجه: ۳۳۴ (انظر: ۱۷۹۷۱)

(۴۹۳) تخریج: اسناده ضعیف لضعف حصین الحمیری ولجهالة ابی سعد الخیر ۔ أخرجه ابوداود: ۳۵، وابن ماجه: ۳۳۷، ۳۳۸ (انظر: ۸۸۳۸)

فوائد: ...... یہ روایت تو ضعیف ہے، لیکن قضائے حاجت کے وقت لوگوں سے دور جانے اور پردہ کرنے کا اہتمام کرنا چاہیے۔

(٤٩٤)۔عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ حَسَنَةَ رضي الله عنه قَالَ: كُنْتُ أَنَا وَعَمْرُو بْنُ الْعَاصِ جَالِسَيْنِ، قَالَ: فَخَرَجَ عَلَيْنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَمَعَهُ دَرَقَةٌ أَوْ شِبْهُهَا فَاسْتَتَرَ بِهَا فَبَالَ جَالِسًا، قَالَ: فَقُلْنَا: أَيَبُوْلُ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ كَمَا تَبُوْلُ الْمَرْأَةُ؟ قَالَ: فَجَاءَ نَا فَقَالَ: ((أَوَمَا عَلِمْتُمْ مَا أَصَابَ صَاحِبَ بَنِيْ إِسْرَائِيْلَ، كَانَ الرَّجُلُ مِنْهُمْ إِذَا أَصَابَهُ شَيْءٌ مِنَ الْبَوْلِ قَرَضَهُ، فَنَهَاهُمْ عَنْ ذٰلِكَ فَعُذِّبَ فِيْ قَبْرِهِ۔)) (مسند أحمد: ١٧٩١٢)

سیدنا عبد الرحمن بن حسنہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: میں اور سیدنا عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ بیٹھے ہوئے تھے، پس رسول اللہ ﷺ ہمارے پاس تشریف لائے اور آپ کے پاس ایک ڈھال یا اس سے ملتی جلتی کوئی چیز تھی، آپ ﷺ نے اس کے ساتھ پردہ کیا اور بیٹھ کر پیشاب کیا، ہم نے کہا: کیا رسول اللہ ﷺ عورت کی طرح پیشاب کرتے ہیں؟ اتنے میں آپ ﷺ واپس تشریف لے آئے اور فرمایا: ''کیا تم جانتے نہیں ہو کہ بنو اسرائیل کے ساتھی کو کیا سزا ہوئی، اس کی تفصیل یہ ہے کہ جب بنو اسرائیل کے کسی فرد کو پیشاب لگ جاتا تو وہ اس مقام کو کاٹتا تھا، لیکن ان کے ساتھی نے ان کو ایسا کرنے سے منع کر دیا، پس اس وجہ سے اس کو قبر میں عذاب دیا گیا۔''

(٤٩٥)(وَعَنْهُ مِنْ طَرِيْقٍ ثَانٍ بِنَحْوِهِ)۔ وَفِيْهِ: فَقَالَ بَعْضُ الْقَوْمِ: انْظُرُوْا إِلَيْهِ يَبُوْلُ كَمَا تَبُوْلُ الْمَرْأَةُ، قَالَ: فَسَمِعَهُ النَّبِيُّ ﷺ فَقَالَ: ((وَيْحَكَ، أَمَا عَلِمْتَ مَا أَصَابَ صَاحِبَ بَنِيْ إِسْرَائِيْلَ۔)) اَلْحَدِيْثَ۔ (مسند أحمد: ١٧٩١٠)

(دوسری سند) اسی طرح کی روایت ہے، البتہ اس میں ہے: بعض لوگوں نے کہا: آپ ﷺ کی طرف دیکھو، آپ ﷺ تو عورت کی طرح پیشاب کر رہے ہیں، نبی کریم ﷺ نے یہ بات سن لی اور فرمایا: ''تیرا ناس ہو، کیا تو نہیں جانتا کہ بنو اسرائیل کے ساتھی کو کیا سزا ہوئی تھی۔''

فوائد: ...... عورت سے تشبیہ دینے کی دو وجوہات ہیں، ایک بیٹھنا اور دوسری پردہ کرنا۔ بنو اسرائیل کی مثال ذکر کرنے سے مقصود یہ تھا کہ اُن لوگوں نے اس معاملے میں تساہل برتا، سو وہ عذاب کے مستحق ٹھہرے۔

(٤٩٦)۔ عَنْ أَبِيْ سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ رضي الله عنه قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ:

سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''دو آدمی اس طرح نہ نکلیں کہ وہ دونوں پائخانہ کر

---

(٤٩٤) تخريج: اسناده صحيح ـ أخرجه ابوداود: ٢٢، وابن ماجه: ٣٤٦، والنسائي: ١/ ٢٦(انظر: ١٧٧٦٠)

(٤٩٥) تخريج: انظر الحديث بالطريق الاول

(٤٩٦) تخريج: صحيح لغيره ـأخرجه ابوداود: ١٥، وابن ماجه: ٣٤٢(انظر: ١١٣١٠)

((لَا يَخْرُجِ الرَّجُلَانِ يَضْرِبَانِ الْغَائِطَ كَاشِفَيْنِ عَوْرَتَهُمَا يَتَحَدَّثَانِ فَإِنَّ اللّٰهَ يَمْقُتُ عَلٰى ذٰلِكَ۔)) (مسند أحمد: ۱۱۳۳۰)

رہے ہو، شرمگاہوں کو ننگا کر رکھا ہو اور اس حالت میں گفتگو بھی کر رہے ہوں، کیونکہ اللہ تعالیٰ ایسی صورت پر سخت ناراض ہوتا ہے۔''

فوائد: ......صحیح ابن حبان کے الفاظ یہ ہیں: ((لَا يَقْعُدُ الرَّجُلَانِ عَلَى الْغَائِطِ يَتَحَدَّثَانِ يَرٰى كُلٌّ مِنْهُمَا عَوْرَةَ صَاحِبِهِ فَإِنَّ اللّٰهَ يَمْقُتُ عَلٰى ذَالِكَ)) ......''دو آدمی پائخانہ کرنے کے لیے اس طرح نہ بیٹھیں کہ وہ دونوں باتیں کر رہے ہوں اور ہر ایک دوسرے کی شرمگاہ دیکھ رہا ہو، کیونکہ اللہ ایسی صورتحال سے ناراض ہوتا ہے۔'' ان روایات سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ کی اِس ناراضگی کا تعلق بے پردگی اور گفتگو، دونوں چیزوں کے اکٹھا صادر ہونے کے ساتھ ہے۔ قضائے حاجت کے دوران صرف بات کرنا جائز ہے، جیسا کہ درج ذیل حدیث سے ثابت ہوتا ہے: سیدنا جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: ایک آدمی، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس سے گزرا، جبکہ آپ پیشاب کر رہے تھے، اس نے سلام کہا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے فرمایا: ((اِذَا رَأَيْتَنِيْ عَلٰى مِثْلِ هٰذِهِ الْحَالَةِ فَلَا تُسَلِّمْ عَلَيَّ، فَإِنَّكَ إِنْ فَعَلْتَ ذَالِكَ لَمْ أَرُدَّ عَلَيْكَ)) ......''جب تو مجھے اس حالت میں دیکھے تو مجھ پر سلام نہ کر، پس اگر تو نے ایسے کیا تو میں تیرا جواب نہیں دوں گا۔'' (ابن ماجه: ۳۴۶) شیخ البانی نے کہا: حدیث مبارکہ کا ظاہری مفہوم تو یہی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پیشاب کی حالت میں ہی یہ بات ارشاد فرمائی، لہٰذا ثابت ہوا کہ قضائے حاجت کے دوران گفتگو کرنا جائز ہے۔ (سلسله صحيحه: ۱۹۷) اسی طرح نہانے کے دوران بھی بات کرنا جائز ہے، جیسا کہ فتح مکہ کے موقع پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ام ہانی کی آمد پر بات کی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم اور سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا جب اکٹھے نہاتے تو بات کر لیتے تھے، سیدنا ایوب ننگی حالت میں نہا رہے تھے کہ اس وقت اللہ تعالیٰ کی اور ان کی بات ہوئی۔

فَصْلٌ فِيْ كَرَاهِيَةِ رَدِّ السَّلَامِ أَوِ الْاِشْتِغَالِ بِذِكْرِ اللّٰهِ تَعَالٰى حَالَ قَضَاءِ الْحَاجَةِ

قضائے حاجت کے دوران سلام کا جواب دینے یا اللہ تعالیٰ کے ذکر میں مصروف رہنے کی کراہیت کا بیان

(۴۹۷)۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ حَدَّثَنِيْ أَبِيْ ثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ قَالَ: سُئِلَ عَنْ رَجُلٍ يُسَلِّمُ عَلَيْهِ وَهُوَ غَيْرُ مُتَوَضِّيءٍ فَقَالَ: ثَنَا سَعِيْدٌ عَنْ قَتَادَةَ عَنِ الْحَسَنِ عَنِ الْحُضَيْنِ أَبِيْ سَاسَانَ عَنِ الْمُهَاجِرِ بْنِ قُنْفُذٍ أَنَّهُ سَلَّمَ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَهُوَ يَتَوَضَّأُ فَلَمْ يَرُدَّ

سیدنا مہاجر بن قنفذ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو سلام کہا، جبکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم وضو کر رہے تھے، لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے میرا جواب نہیں دیا، یہاں تک کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے وضو کیا اور پھر جواب دیا اور فرمایا: ''مجھے اس چیز نے تیرا جواب دینے سے روکا کہ میں طہارت کے بغیر اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنا ناپسند کرتا ہوں۔'' اسی حدیث کی وجہ سے

(۴۹۷) تخريج: حديث صحيح ـ أخرجه ابوداود: ۱۷، وابن ماجه: ۳۵۰، والنسائي: ۱/ ۳۷ (انظر: ۱۹۰۳۴)

عَلَيْهِ حَتّٰى تَوَضَّأَ فَرَدَّ عَلَيْهِ، وقَالَ: ((إِنَّهُ لَمْ يَمْنَعْنِيْ أَنْ أَرُدَّ عَلَيْكَ إِلَّا أَنِّيْ كَرِهْتُ أَنْ أَذْكُرَ اللّٰهَ إِلَّا عَلٰى طَهَارَةٍ۔)) قَالَ: فَكَانَ الْحَسَنُ مِنْ أَجْلِ هٰذَا الْحَدِيْثِ يَكْرَهُ أَنْ يَقْرَأَ أَوْ يَذْكُرَ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ حَتّٰى يَطْهُرَ۔ (مسند أحمد: ١٩٢٤٣)

جنابِ حسن طہارت کے بغیر قراءت کرنے یا اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنے کو ناپسند کرتے تھے۔

(٤٩٨)۔ عَنِ الْمُهَاجِرِ بْنِ قُنْفُذِ بْنِ عُمَيْرِ بْنِ جُدْعَانَ ؓ قَالَ: سَلَّمْتُ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ وَهُوَ يَتَوَضَّأُ فَلَمْ يَرُدَّ عَلَيَّ، فَلَمَّا خَرَجَ مِنْ وُضُوْئِهِ قَالَ: ((لَمْ يَمْنَعْنِيْ أَنْ أَرُدَّ عَلَيْكَ إِلَّا أَنِّيْ كُنْتُ عَلٰى غَيْرِ وُضُوْءٍ (وَفِيْ رِوَايَةٍ) إِلَّا أَنِّيْ كَرِهْتُ أَنْ أَذْكُرَ اللّٰهَ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى إِلَّا عَلٰى طَهَارَةٍ۔)) (مسند أحمد: ٢١٠٤٢)

سیدنا مہاجر بن قنفذ ؓ سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں: میں نے نبی کریم ﷺ کو سلام کہا، جبکہ آپ ﷺ وضو کر رہے تھے، آپ ﷺ نے سلام کا جواب نہ دیا، پس جب آپ ﷺ اپنے وضو سے فارغ ہوئے تو فرمایا: ''مجھے اس چیز نے تیرے سلام کا جواب دینے سے روکا کہ میں باوضو نہیں تھا۔ ایک روایت میں ہے: میں نے بغیر طہارت کے اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنے کو ناپسند کیا۔''

(٤٩٩)(وَعَنْهُ مِنْ طَرِيْقٍ ثَانٍ)۔ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يَبُوْلُ أَوْ قَدْ بَالَ فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِ فَلَمْ يَرُدَّ عَلَيَّ حَتّٰى تَوَضَّأَ ثُمَّ رَدَّ عَلَيَّ۔ (مسند أحمد: ٢١٠٤٣)

(دوسری سند) نبی کریم ﷺ پیشاب کر رہے تھے یا پیشاب کر چکے تھے کہ میں نے آپ ﷺ کو سلام کہا، لیکن آپ ﷺ نے مجھے جواب نہیں دیا، یہاں تک کہ وضو کیا اور پھر میرا جواب دیا۔

(٥٠٠)۔عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ حَنْظَلَةَ بْنِ الرَّاهِبِ أَنَّ رَجُلًا سَلَّمَ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ وَقَدْ بَالَ فَلَمْ يَرُدَّ عَلَيْهِ النَّبِيُّ ﷺ حَتّٰى قَالَ بِيَدِهِ إِلَى الْحَائِطِ، يَعْنِيْ أَنَّهُ تَيَمَّمَ۔ (مسند أحمد: ٢٢٣٠٥)

سیدنا عبداللہ بن حنظلہ ؓ سے مروی ہے کہ ایک آدمی نے نبی کریم ﷺ کو سلام کہا، جبکہ آپ ﷺ پیشاب کر چکے تھے، لیکن آپ ﷺ نے اس وقت تک اس کا جواب نہیں دیا، یہاں تک کہ آپ ﷺ نے دیوار پر ہاتھ مار کر تیمم کر لیا۔ (پھر سلام کا جواب دیا)

فوائد:......اس باب میں مذکورہ اور اس موضوع کی دیگر احادیث کا خلاصہ یہ ہے کہ جب کوئی آدمی قضائے

(٤٩٨) تخريج: اسناده قوى ـ أخرجه ابوداود: ١٧، وابن ماجه: ٣٥٠٠، والنسائى: ١/ ٣٧ (انظر: ٢٠٧٦١)

(٤٩٩) تخريج: انظر الحديث بالطريق الاول

(٥٠٠) تخريج: صحيح لغيره (انظر: ٢١٩٥٩)

حاجت کر رہا ہو تو اس وقت اس کو سلام نہیں کہنا چاہیے، وگرنہ وہ جواب کا مستحق نہیں ہو گا، پچھلے باب کے آخر میں اس کی دلیل گزر چکی ہے، وضو کے بغیر سلام کا جواب دینا اور ذکر کرنا بالاتفاق جائز ہے، البتہ استحباب اور افضلیت اس میں ہے کہ ذکر الٰہی کے لیے وضو کا اہتمام کیا جائے۔

فَصْلٌ فِیْ جَوَازِ الذِّكْرِ وَقِرَاءَةِ الْقُرْآنِ عَلٰی غَیْرِ طُهْرٍ
وضو کے بغیر اللہ تعالیٰ کا ذکر اور قرآن کی تلاوت کرنے کے جواز کا بیان

(۵۰۱)۔ عَنْ أَبِی سَلَّامٍ قَالَ: حَدَّثَنِی مَنْ رَأَی النَّبِیَّ ﷺ أَنَّهُ بَالَ ثُمَّ تَلَا شَیْئًا مِنَ الْقُرْآنِ قَبْلَ أَنْ یَمَسَّ مَاءً۔ (مسند أحمد: ۱۸۲۴۲)

ابو سلام کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ کو دیکھنے والے ایک صحابی نے مجھے بیان کیا کہ آپ ﷺ نے پیشاب کیا اور پھر پانی کو چھونے سے پہلے قرآن مجید کے کچھ حصے کی تلاوت کی۔

فوائد: ...... یہاں تک زبانی طور پر اللہ تعالیٰ کے ذکر اور قرآن مجید کی تلاوت کا مسئلہ ہے تو یہ دونوں کام وضو کے بغیر درست ہیں، مزید دلائل اور آثار سے بھی اس رائے کی تائید ہوتی ہے، البتہ قرآن مجید کو چھونے کے لیے وضو کرنا چاہیے، اس کی وضاحت اپنے مقام پر آئے گی۔

بَابٌ فِیْمَا یَقُوْلُ الْمُتَخَلِّیْ عِنْدَ دُخُوْلِهِ وَخُرُوْجِهِ
قضائے حاجت کرنے والے کا داخل ہوتے وقت اور نکلتے وقت دعا پڑھنے کا بیان

(۵۰۲)۔ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رضی اللہ عنہ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ إِذَا دَخَلَ الْخَلَاءَ یَقُوْلُ: ((اَللّٰهُمَّ إِنِّی أَعُوْذُ بِكَ مِنَ الْخُبُثِ وَالْخَبَائِثِ۔)) (مسند أحمد: ۱۱۹۶۹)

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب بیت الخلاء میں داخل ہوتے تو یہ دعا پڑھتے: "اَللّٰهُمَّ إِنِّی أَعُوْذُ بِكَ مِنَ الْخُبُثِ وَالْخَبَائِثِ...... اے اللہ! میں خبیث جنوں اور خبیث جنیوں سے تیری پناہ میں آتا ہوں۔"

(۵۰۳)۔ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ عَبْدِالْعَزِیْزِ بْنِ صُهَیْبٍ قَالَ: سَمِعْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ قَالَ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ إِذَا أَتَی الْخَلَاءَ قَالَ: ((أَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الْخُبْثِ وَالْخَبِیْثِ أَوِ الْخَبَائِثِ۔)) قَالَ شُعْبَةُ: وَقَدْ قَالَهُمَا جَمِیْعًا۔ (مسند أحمد: ۱۴۰۴۴)

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب بیت الخلاء کو آتے تھے تو یہ دعا پڑھتے تھے: "أَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الْخُبْثِ وَالْخَبِیْثِ...... میں خبث اور خبیث سے اللہ تعالیٰ کی پناہ میں آتا ہوں۔"

---

(۵۰۱) تخریج: صحیح لغیره (انظر: ۱۸۰۷۴)

(۵۰۲) تخریج: أخرجه البخاری: ۱۴۲، ۶۳۲۲، ومسلم: ۳۷۵ (انظر: ۱۱۹۴۷)

(۵۰۳) تخریج: انظر الحدیث السابق

فوائد: ......اس روایت کے جامع ترمذی وغیرہ میں یہ الفاظ ہیں: ((أَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الْخُبْثِ وَالْخَبِيْثِ أَوِ الْخُبْثِ وَالْخَبَائِثِ .))

اَلْخُبُث: ناپاکی، گندگی، برائی، کراہت، مذمت

اَلْخَبِيْث: ناپاک، گندا، برا، مکروہ، مذموم، اذیت رساں

(٥٠٤)۔ عَنْ زَيْدِ بْنِ أَرْقَمَ ؓ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((اِنَّ هٰذِهِ الْحُشُوْشَ مُحْتَضَرَةٌ، فَاِذَا دَخَلَ أَحَدُكُمْ فَلْيَقُلْ: اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ أَعُوْذُ بِكَ مِنَ الْخُبُثِ وَالْخَبَائِثِ۔)) (مسند أحمد: ١٩٥٠١)

سیدنا زید بن ارقم ؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''بیشک ان طہارت خانوں میں شیطان حاضر ہوتے ہیں، اس لیے جب کوئی آدمی اِن میں داخل ہوتو وہ یہ دعا پڑھا کرے: ''اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ أَعُوْذُ بِكَ مِنَ الْخُبُثِ وَالْخَبَائِثِ ......اے اللہ! بیشک میں خبیث جنّوں اور خبیث جنیوں سے تیری پناہ میں آتا ہوں۔''

(٥٠٥)۔ عَنْ عَائِشَةَ ؓ أَنَّ النَّبِیَّ ﷺ كَانَ اِذَا خَرَجَ مِنَ الْغَائِطِ قَالَ: ((غُفْرَانَكَ۔)) (مسند أحمد: ٢٥٧٣٥)

سیدہ عائشہ ؓ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ جب بیت الخلاء سے باہر آتے تو کہتے: ''غُفْرَانَكَ ......(اے اللہ!) میں تجھ سے بخشش چاہتا ہوں۔''

فوائد: ......بیت الخلاء میں داخل ہونے والا صرف ''بسم الله'' بھی پڑھ سکتا ہے، جیسا کہ درج ذیل روایت سے ثابت ہوتا ہے۔ سیدنا علی بن ابو طالب ؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((سِتْرُ مَا بَيْنَ اَعْيُنِ الْجِنِّ وَعَوْرَاتِ بَنِیْ آدَمَ اِذَا دَخَلَ اَحَدُهُمُ الْخَلَاءَ اَنْ يَقُوْلَ بِسْمِ اللّٰهِ۔)) ......''جنوں کی آنکھوں اور بنو آدم کی شرم گاہوں کے مابین یہ پردہ ہے کہ جب کوئی آدمی بیت الخلاء میں داخل ہوتو وہ ''بسم اللہ'' پڑھے۔'' (ترمذی: ٥٥١، ابن ماجه: ٣٠١) ابن ماجہ کی وہ حدیث ضعیف ہے، جس میں بیت الخلاء سے خارج ہوتے وقت یہ دعا بتلائی گئی ہے: اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ اَذْهَبَ عَنِّیْ الْاَذٰی وَعَافَانِیْ۔ (اس حدیث کی سند میں ایک راوی اسماعیل بن مسلم مکی ہے، اس کو ضعیف قرار دینے پر اتفاق کیا گیا ہے۔ (دیکھیں انجاز الحاجة: ٣٠١)

بَابٌ فِی النَّهْیِ عَنْ اِسْتِقْبَالِ الْقِبْلَةِ أَوِ اسْتِدْبَارِهَا وَقْتَ قَضَاءِ الْحَاجَةِ
قضائے حاجت کے وقت قبلہ کی طرف منہ کرنے یا پیٹھ کرنے سے منع کرنے کا بیان

(٥٠٦)۔ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ الْحَارِثِ

سیدنا عبد اللہ بن حارث زبیدی ؓ سے مروی ہے، وہ کہتے

(٥٠٤) تخريج: رجاله ثقات رجال الشيخين ۔ أخرجه ابوداود: ٦، وابن ماجه: ٢٩٦ (انظر: ١٩٢٨٦)

(٥٠٥) تخريج: اسناده حسن ۔ أخرجه ابوداود: ٣٠، والترمذی: ٧، وابن ماجه: ٣٠٠ (انظر: ٢٥٢٢٠)

(٥٠٦) تخريج: اسناده صحيح ۔جه حب ۔ أخرجه ابن ماجه: ٣١٧ (انظر: ١٧٧٠٠)

الزُّبَيْدِيِّ رضی اللہ عنہ قَالَ: أَنَا أَوَّلُ مَنْ سَمِعَ النَّبِيَّ ﷺ يَقُوْلُ: ((لَا يَبُوْلُ أَحَدُكُمْ مُسْتَقْبِلَ الْقِبْلَةِ۔)) وَأَنَا أَوَّلُ مَنْ حَدَّثَ النَّاسَ بِذٰلِكَ۔ (مسند أحمد: ۱۷۸۵۲)

ہیں: میں پہلا آدمی ہوں، جس نے نبی کریم ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا: ''تم میں سے کوئی آدمی قبلہ رخ ہو کر پیشاب نہ کرے۔'' اور میں پہلا آدمی ہوں، جس نے لوگوں کو یہ حدیث بیان کی۔

(۵۰۷)۔ عَنْ مَعْقِلِ بْنِ أَبِي مَعْقِلٍ الْأَسْدِيِّ رضی اللہ عنہ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ نَهَى أَنْ نَسْتَقْبِلَ الْقِبْلَتَيْنِ بِبَوْلٍ أَوْ غَائِطٍ۔ (مسند أحمد: ۱۷۹۹۲)

سیدنا معقل بن ابو معقل اسدی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اس سے منع فرمایا کہ ہم پیشاب یا پائخانہ کرتے وقت دو قبلوں کی طرف منہ کریں۔

فوائد:...... دوسرے قبلہ سے مراد بیت المقدس ہے، جو کہ آپ ﷺ کا قبلۂ اول تھا۔

(۵۰۸)۔ عَنْ رَافِعِ بْنِ أَبِي إِسْحٰقَ مَوْلَى أَبِي طَلْحَةَ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا أَيُّوْبَ الْأَنْصَارِيَّ رضی اللہ عنہ يَقُوْلُ وَهُوَ بِمِصْرَ: مَا أَدْرِي كَيْفَ أَصْنَعُ بِهٰذِهِ الْكَرَايِيْسِ؟ يَعْنِي الْكُنُفَ، وَقَدْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِذَا ذَهَبَ أَحَدُكُمْ إِلَى الْغَائِطِ أَوِ الْبَوْلِ فَلَا يَسْتَقْبِلِ الْقِبْلَةَ وَلَا يَسْتَدْبِرْهَا۔)) (مسند أحمد: ۲۳۹۱۱)

سیدنا ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں، جبکہ وہ مصر میں تھے: میں نہیں جانتا کہ میں ان طہارت خانوں کو کیسے استعمال کروں، جبکہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے: ''جب کوئی پیشاب یا پائخانہ کرنے کے لیے جائے تو وہ قبلہ کی طرف منہ کرے اور نہ پیٹھ۔''

(۵۰۹)۔ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَزِيْدَ عَنْ أَبِي أَيُّوْبَ الْأَنْصَارِيِّ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِذَا أَتَى أَحَدُكُمُ الْغَائِطَ فَلَا يَسْتَقْبِلَنَّ الْقِبْلَةَ وَلٰكِنْ لِيُشَرِّقْ أَوْ لِيُغَرِّبْ، قَالَ: فَلَمَّا قَدِمْنَا الشَّامَ وَجَدْنَا مَرَاحِيْضَ جُعِلَتْ نَحْوَ

سیدنا ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب کوئی آدمی قضائے حاجت کے لیے آئے تو وہ قبلہ کی طرف رخ نہ کرے، اسے چاہیے کہ وہ مشرق یا مغرب کی طرف منہ کر لے۔'' وہ کہتے ہیں: جب ہم شام میں آئے تو دیکھا کہ طہارت خانے قبلہ رخ بنائے گئے تھے، پس ہم پھر

(۵۰۷) تخریج: اسناده ضعيف لجهالة ابى زيد مولى بنى ثعلبة۔ أخرجه ابوداود: ۱۰، وابن ماجه: ۳۱۹ (انظر: ۱۷۸۳۸)

(۵۰۸) تخريج: اسناده صحيح ۔ أخرجه النسائى: ۱/ ۲۱ (انظر: ۲۳۵۱٤)

(۵۰۹) تخريج: أخرجه البخارى: ۱٤٤ (انظر: ۲۳۵۲٤)

الْقِبْلَةِ فَنَنْحَرِفُ وَنَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ۔ (مسند أحمد: ۲۳۹۲۱)

جاتے تھے اور اللہ تعالیٰ سے بخشش طلب کرتے تھے۔

فوائد: ...... ''مشرق یا مغرب کی طرف منہ کرلے'' آپ ﷺ کے اس حکم کا تعلق ان لوگوں سے ہے، جو قبلہ سے شمال اور جنوب کی سمتوں میں بستے ہیں، آپ ﷺ کے اس حکم کے مخاطب اہل مدینہ تھے اور مدینہ منورہ، مکہ مکرمہ کی شمال میں واقع ہے، جو لوگ قبلہ کی مشرق اور مغرب کی جہتوں میں بستے ہیں، ان کے لیے حکم یہ ہے کہ وہ مشرق یا مغرب کی طرف منہ نہ کریں، تاکہ کعبہ کی طرف منہ نہ ہو اور نہ پیٹھ۔

(۵۱۰)۔ عَنْ أَبِیْ هُرَیْرَةَ رضی اللہ عنہ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ قَالَ: ((اِنَّمَا أَنَا لَكُمْ مِثْلُ الْوَالِدِ، اِذَا أَتَیْتُمُ الْغَائِطَ فَلَا تَسْتَقْبِلُوْا الْقِبْلَةَ وَلَا تَسْتَدْبِرُوْهَا)) وَنَهٰی عَنِ الرَّوْثِ وَالرِّمَّةِ ((وَلَا یَسْتَطِیْبُ الرَّجُلُ بِیَمِیْنِهِ۔)) (مسند أحمد: ۷۳۶۲)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''میں تمہارے لیے والد کی طرح ہوں، جب تم قضائے حاجت کے لیے آؤ تو نہ قبلہ کی طرف منہ کیا کرو اور نہ پیٹھ۔'' پھر آپ ﷺ نے (استنجا میں) لید اور بوسیدہ ہڈی استعمال کرنے سے منع کیا اور نیز فرمایا: ''آدمی دائیں ہاتھ سے استنجا نہ کرے۔''

(۵۱۱)۔ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ یَزِیْدَ عَنْ سَلْمَانَ الْفَارِسِیِّ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ بَعْضُ الْمُشْرِكِیْنَ وَهُمْ یَسْتَهْزِئُوْنَ بِهِ: اِنِّی لَأَرٰی صَاحِبَكُمْ یُعَلِّمُكُمْ حَتَّی الْخِرَاءَةَ، قَالَ سَلْمَانُ: أَجَلْ، أَمَرَنَا أَنْ لَا نَسْتَقْبِلَ الْقِبْلَةَ (وَفِیْ رِوَایَةٍ: وَلَا نَسْتَدْبِرَهَا) وَلَا نَسْتَنْجِیَ بِأَیْمَانِنَا وَلَا نَكْتَفِیَ بِدُوْنِ ثَلَاثَةِ أَحْجَارٍ لَیْسَ فِیْهَا رَجِیْعٌ وَلَا عَظْمٌ۔ (مسند أحمد: ۲٤۱۰۳)

سیدنا سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ کسی مشرک نے مذاق کرتے ہوئے کہا: میں دیکھتا ہوں کہ تمہارا نبی تو تم لوگوں کو قضائے حاجت کے آداب تک کی تعلیم دیتا ہے۔ سیدنا سلمان رضی اللہ عنہ نے کہا: جی بالکل، آپ ﷺ نے ہمیں حکم دیا کہ ہم (قضائے حاجت کے وقت) قبلہ کی طرف منہ نہ کریں اور نہ پیٹھ اور دائیں ہاتھ سے استنجا نہ کریں اور تین پتھروں سے کم پر اکتفا نہ کریں اور ان میں کوئی لید، گوبر اور ہڈی نہیں ہونی چاہیے۔

فوائد: ...... اس باب کی احادیث سے ثابت ہوا کہ آپ ﷺ نے قضائے حاجت کے دوران قبلہ کی طرف منہ یا پیٹھ کرنے سے منع فرمایا ہے، اگلے باب میں اس کی مزید وضاحت آئے گی۔ احادیثِ مبارکہ میں مذکورہ باقی آداب کی تفصیل ان سے متعلقہ ابواب میں آ رہی ہے۔

---

(۵۱۰) تخریج: اسنادہ قوی ۔ أخرجه ابوداود: ۸، وابن ماجه: ۳۱۲، وأخرجه مختصرا مسلم: ۲٦۵ (انظر: ۷۳٦۸)

(۵۱۱) تخریج: أخرجه مسلم: ۲٦۲ (انظر: ۲۳۷۰۳)

بَابٌ فِيْ جَوَازِ ذٰلِكَ فِي الْبُنْيَانِ
عمارتوں میں اس چیز کے جواز کا بیان

(٥١٢)۔عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ ‌رضی ‌اللہ ‌عنہ قَالَ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ‌صلی ‌اللہ ‌علیہ ‌وآلہ ‌وسلم قَدْ نَهَانَا عَنْ أَنْ نَسْتَدْبِرَ الْقِبْلَةَ أَوْ أَنْ نَسْتَقْبِلَهَا بِفُرُوْجِنَا إِذَا أَهْرَقْنَا الْمَاءَ، قَالَ: ثُمَّ رَأَيْتُهُ قَبْلَ مَوْتِهِ بِعَامٍ مُسْتَقْبِلَ الْقِبْلَةِ۔ (مسند أحمد: ١٤٩٣٣)

سیدنا جابر بن عبداللہ ‌رضی ‌اللہ ‌عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ‌صلی ‌اللہ ‌علیہ ‌وآلہ ‌وسلم نے ہمیں پیشاب کرتے وقت قبلہ کی طرف پیٹھ یا منہ کرنے سے منع فرمایا، لیکن میں نے آپ ‌صلی ‌اللہ ‌علیہ ‌وآلہ ‌وسلم کو آپ ‌صلی ‌اللہ ‌علیہ ‌وآلہ ‌وسلم کی وفات سے ایک سال قبل قبلہ کی طرف رخ کر کے (قضائے حاجت کرتے ہوئے) دیکھا۔

(٥١٣)۔عَنِ ابْنِ عُمَرَ ‌رضی ‌اللہ ‌عنہ قَالَ: رَقِيْتُ يَوْمًا فَوْقَ بَيْتِ حَفْصَةَ فَرَأَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ‌صلی ‌اللہ ‌علیہ ‌وآلہ ‌وسلم عَلٰى حَاجَتِهِ مُسْتَقْبِلَ الشَّامِ مُسْتَدْبِرَ الْقِبْلَةِ۔ (مسند أحمد: ٤٦٠٦)

سیدنا عبداللہ بن عمر ‌رضی ‌اللہ ‌عنہما سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: میں ایک دن سیدہ حفصہ ‌رضی ‌اللہ ‌عنہا کے گھر کی چھت پر چڑھا اور رسول اللہ ‌صلی ‌اللہ ‌علیہ ‌وآلہ ‌وسلم کو دیکھا کہ آپ ‌صلی ‌اللہ ‌علیہ ‌وآلہ ‌وسلم شام کی طرف منہ کر کے اور قبلہ کی طرف پیٹھ کر کے قضائے حاجت کر رہے تھے۔

(٥١٤) (وَعَنْهُ مِنْ طَرِيْقٍ ثَانٍ بِلَفْظٍ)۔ لَقَدْ ظَهَرْتُ ذَاتَ يَوْمٍ عَلٰى ظَهْرِ بَيْتِنَا فَرَأَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ قَاعِدًا عَلٰى لَبِنَتَيْنِ مُسْتَقْبِلًا بَيْتَ الْمَقْدِسِ۔ (مسند أحمد: ٤٩٩١)

(دوسری سند) سیدنا عبداللہ ‌رضی ‌اللہ ‌عنہ کہتے ہیں: میں ایک دن اپنے گھر کی چھت پر چڑھا اور رسول اللہ ‌صلی ‌اللہ ‌علیہ ‌وآلہ ‌وسلم کو دیکھا کہ آپ ‌صلی ‌اللہ ‌علیہ ‌وآلہ ‌وسلم دو اینٹوں پر بیٹھ کر اور بیت المقدس کی طرف منہ کر کے قضائے حاجت کر رہے تھے۔

(٥١٥)۔وَعَنْهُ أَيْضًا قَالَ: رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ‌صلی ‌اللہ ‌علیہ ‌وآلہ ‌وسلم يَتَخَلّٰى عَلٰى لَبِنَتَيْنِ مُسْتَقْبِلَ الْقِبْلَةِ۔ (مسند أحمد: ٥٧٤٧)

سیدنا ابن عمر ‌رضی ‌اللہ ‌عنہما سے یہ بھی مروی ہے، وہ کہتے ہیں: میں نے رسول اللہ ‌صلی ‌اللہ ‌علیہ ‌وآلہ ‌وسلم کو دیکھا کہ آپ دو اینٹوں پر بیٹھ کر اور قبلہ رخ ہو کر قضائے حاجت کر رہے تھے۔

(٥١٦)۔عَنْ أَبِيْ قَتَادَةَ ‌رضی ‌اللہ ‌عنہ، أَنَّهُ رَأَى النَّبِيَّ ‌صلی ‌اللہ ‌علیہ ‌وآلہ ‌وسلم يَبُوْلُ مُسْتَقْبِلَ الْقِبْلَةِ، قَالَ أَبُوْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ: قَالَ أَبِيْ: ثَنَا إِسْحٰقُ يَعْنِي

سیدنا ابو قتادہ ‌رضی ‌اللہ ‌عنہ سے مروی ہے کہ انھوں نے نبی کریم ‌صلی ‌اللہ ‌علیہ ‌وآلہ ‌وسلم کو قبلہ کی طرف منہ کر کے پیشاب کرتے ہوئے دیکھا۔

---

(٥١٢) تخريج: اسناده حسن ۔ أخرجه ابوداود: ١٣، وابن ماجه: ٣٢٥، والترمذى: ٩ (انظر: ١٤٨٧٢)

(٥١٣) تخريج: أخرجه البخارى: ١٤٨، ٣١٠٢، ومسلم: ٢٦٦ (انظر: ٤٦٠٦)

(٥١٤) تخريج: انظر الحديث بالطريق الأول

(٥١٥) تخريج: حديث حسن ۔ أخرجه ابن ماجه: ٣٢٣ (انظر: ٥٧٤٧)

(٥١٦) تخريج: اسناده ضعيف من اجل ابن لهيعة، وصح من غير هذا الطريق عن جابر بن عبد الله ‌رضی ‌اللہ ‌عنہ من حديثه۔ أخرجه الترمذى: ١٠ (انظر: ٢٢٥٦٠)

الطَّبَّاعَ مِثْلَهُ، قَالَ: أَخْبَرَنِي أَبُوْ قَتَادَةَ۔
(مسند أحمد: ٢٢٩٢٨)

(٥١٧)۔ عَنْ عُمَرَبْنِ عَبْدِالْعَزِيْزِ أَنَّهُ قَالَ: مَااسْتَقْبَلْتُ الْقِبْلَةَ بِفَرْجِيْ مُنْذُ كَذَا وَكَذَا، فَحَدَّثَ عِرَاكُ بْنُ مَالِكٍ عَنْ عَائِشَةَ ؓ، أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ أَمَرَ بِخَلائِهِ أَنْ يُسْتَقْبَلَ الْقِبْلَةَ لَمَّا بَلَغَهُ أَنَّ النَّاسَ يَكْرَهُوْنَ ذٰلِكَ، (وَفِيْ رِوَايَةٍ) قَالَتْ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((قَدْفَعَلُوْهَا؟ اِسْتَقْبِلُوْا بِمَقْعَدَتِي الْقِبْلَةَ۔))
(مسند أحمد: ٢٦٠١٥)

عمر بن عبد العزیز نے کہا: میں نے اتنے عرصے سے اپنی شرم گاہ کے ساتھ قبلہ کی طرف رخ نہیں ہوا، لیکن عراک بن مالک نے بیان کیا کہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا: جب نبی کریم ﷺ کو یہ بات پہنچی کہ لوگ قبلہ رخ ہونے کو ناپسند کرتے ہیں تو آپ ﷺ نے حکم دیا کہ آپ ﷺ کی لیٹرین کو قبلہ رخ کر کے بنا دیا جائے۔ ایک روایت میں ہے: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''کیا لوگ ایسے ہی سمجھنے لگ گئے ہیں؟ تو پھر میری سیٹ کو قبلہ رخ کر دو۔''

فوائد: ......اس باب کی احادیث ِصحیحہ سے معلوم ہوا کہ آپ ﷺ نے قضائے حاجت کے دوران قبلہ کی طرف منہ بھی کیا ہے اور پیٹھ بھی، جبکہ پچھلے باب کی احادیث میں ایسا کرنے سے منع کیا ہے، اس ظاہری تناقض کو دور کرنے کے لیے کافی ساری آراء جمع ہو گئی ہیں، راجح مسلک یہ ہے کہ اس حالت میں قبلہ کی طرف منہ یا پیٹھ نہ کرنا مستحب ہے، اگر کوئی مجبوری بن جائے تو آپ ﷺ کی فعلی رخصت پر عمل کر لینا چاہیے۔
دو احادیث میں عمارتوں کی قید نہیں ہے، اس لیے تمام روایات کو عمارتوں پر محمول کر لینا درست نہیں۔

❀❀❀❀

(٥١٧) تخريج: اسناده ضعيف على نكارة فيه، خالد بن ابى الصلت ضعيف، وفى هذا الحديث اضطراب ـ أخرجه ابن ماجه: ٣٢٤ (انظر: ٢٥٥٠٠)

بَابٌ فِيمَا جَاءَ فِي الْاِسْتِجْمَارِ وَآدَابِهِ وَفِيهِ فُصُولٌ
پتھروں سے استنجا کرنے اور اس کے آداب کا بیان

اَلْفَصْلُ الْأَوَّلُ فِيْ آدَابِهِ
فصل اوّل: اس کے آداب کے بارے میں

(٥١٨)۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ ؓ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَنِ اسْتَجْمَرَ فَلْيُوتِرْ، وَمَنْ فَعَلَ فَقَدْ أَحْسَنَ وَمَنْ لَا فَلَا حَرَجَ۔)) (مسند أحمد: ٨٨٢٥)

سیدنا ابو ہریرہ ؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو پتھروں کے ساتھ استنجا کرے، وہ طاق پتھر استعمال کرے اور جس نے ایسا کیا، اس نے اچھا کیا اور جس نے ایسا نہ کیا تو کوئی حرج نہیں۔''

(٥١٩)۔ وَعَنْهُ أَيْضًا أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: ((مَنْ تَوَضَّأَ فَلْيَنْثُرْ وَمَنِ اسْتَجْمَرَ فَلْيُوتِرْ۔)) (مسند أحمد: ٧٢٢٠)

سیدنا ابو ہریرہ ؓ سے ہی مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''جو وضو کرے تو وہ ناک جھاڑے اور جو پتھروں سے استنجاء کرے، وہ طاق پتھر استعمال کرے۔''

(٥٢٠)۔ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ ؓ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اِذَا اسْتَجْمَرَ أَحَدُكُمْ فَلْيُوتِرْ۔)) (مسند أحمد: ١٤١٧٤)

سیدنا جابر بن عبد اللہ ؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب کوئی پتھروں سے استنجا کرے تو طاق استعمال کرے۔''

فوائد: ......اس باب کی احادیث سے معلوم ہوا کہ پتھروں سے استنجا کرنے کی صورت میں ان کی تعداد طاق ہونی چاہیے، مزید وضاحت اگلے باب میں آ رہی ہے۔

---

(٥١٨) تخريج: اسناده ضعيف لضعف حصين الحميری ولجهالة ابی سعد الخير ـ أخرجه ابوداود: ٣٥، وابن ماجه: ٣٣٧، ٣٣٨ (انظر: ٨٨٣٨)

(٥١٩) تخريج: أخرجه مسلم: ٢٣٧ (انظر: ٧٢٢١)

(٥٢٠) تخريج: أخرجه مسلم: ٢٣٩ (انظر: ١٤١٢٨)

اَلْفَصْلُ الثَّانِيْ فِي النَّهْيِ عَنِ الْإِسْتِجْمَارِ بِأَقَلَّ مِنْ ثَلَاثَةِ أَحْجَارٍ
تین پتھروں سے کم پر اکتفا کرنے سے نہی کا بیان

(٥٢١)۔ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ يَزِيْدَ عَنْ سَلْمَانَ الْفَارِسِيِّ رضي الله عنه قَالَ: قَالَ لَهُ الْمُشْرِكُوْنَ: إِنَّا نَرٰى صَاحِبَكُمْ يُعَلِّمُكُمْ حَتّٰى يُعَلِّمَكُمُ الْخِرَاءَةَ، قَالَ: أَجَلْ، إِنَّهُ يَنْهَانَا أَنْ يَسْتَنْجِيَ أَحَدُنَا بِيَمِيْنِهِ أَوْ يَسْتَقْبِلَ الْقِبْلَةَ وَيَنْهَانَا عَنِ الرَّوْثِ وَالْعِظَامِ وَقَالَ: ((لَا يَسْتَنْجِيْ أَحَدُكُمْ بِدُوْنِ ثَلَاثَةِ أَحْجَارٍ۔)) (مسند أحمد: ٢٤١٠٩)

سیدنا سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ بیان کرتے ہیں کہ مشرکوں نے ان سے مذاق کرتے ہوئے کہا: ہم دیکھتے ہیں کہ تمہارا نبی تو تمہیں قضائے حاجت کے آداب کی بھی تعلیم دیتا ہے، انھوں نے آگے سے کہا: جی بالکل، بیشک آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں منع کیا ہے کہ کوئی آدمی دائیں ہاتھ سے استنجا کرے یا قبلہ رخ ہو کو قضائے حاجت کرے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں لید اور ہڈی سے استنجا کرنے سے منع کیا ہے، نیز آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''کوئی آدمی تین پتھروں سے کم سے استنجا نہ کرے۔''

(٥٢٢)۔ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ رضي الله عنه قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم: ((إِذَا اسْتَجْمَرَ أَحَدُكُمْ فَلْيَسْتَجْمِرْ ثَلَاثًا۔)) (مسند أحمد: ١٥٣٧٠)

سیدنا جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جب تم میں سے کوئی آدمی پتھروں سے استنجا کرے تو وہ تین پتھر استعمال کرے۔''

(٥٢٣)۔ عَنْ خُزَيْمَةَ بْنِ ثَابِتٍ الْأَنْصَارِيِّ رضي الله عنه أَنَّ النَّبِيَّ صلى الله عليه وسلم ذَكَرَ الْإِسْتِطَابَةَ، (وَفِيْ رِوَايَةٍ: الْإِسْتِنْجَاءَ) فَقَالَ: ((ثَلَاثَةُ أَحْجَارٍ لَيْسَ فِيْهَا رَجِيْعٌ)) (مسند أحمد: ٢٢٢٠٥)

سیدنا خزیمہ بن ثابت انصاری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے استنجے کا ذکر کیا اور فرمایا: ''تین پتھر ہوں اور ان میں لید نہ ہو۔''

(٥٢٤)۔ عَنْ عَائِشَةَ رضي الله عنها قَالَتْ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم: ((إِذَا ذَهَبَ أَحَدُكُمْ لِلْحَاجَةِ فَلْيَسْتَطِبْ بِثَلَاثَةِ أَحْجَارٍ فَإِنَّهَا تُجْزِئُهُ۔)) (مسند أحمد: ٢٥٢٨٠)

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جب تم میں سے کوئی آدمی قضائے حاجت کے لیے جائے تو وہ تین پتھروں سے استنجا کیا کرے، پس بیشک یہ اس کو کفایت کریں گے۔''

---

(٥٢١) تخريج: أخرجه مسلم: ٢٦٢ (انظر: ٢٣٧٠٨)
(٥٢٢) تخريج: أخرجه مسلم: ٢٣٩ (انظر: ١٥٢٩٦)
(٥٢٣) تخريج: صحيح لغيره۔ أخرجه ابن ماجه: ٣١٥ (انظر: ٢١٨٦١)
(٥٢٤) تخريج: حديث صحيح لغيره۔ أخرجه ابوداود: ٤٠، والنسائي: ١/ ٤١ (انظر: ٢٤٧٧١)

(٥٢٥)۔ عَنْ أَبِی هُرَیْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِنَّمَا أَنَا لَكُمْ مِثْلُ الْوَالِدِ أُعَلِّمُكُمْ، فَإِذَا أَتٰى أَحَدُكُمُ الْخَلَاءَ فَلَا تَسْتَقْبِلُوْهَا وَلَا تَسْتَدْبِرُوْهَا وَلَا یَسْتَنْجِیْ أَحَدُكُمْ بِدُوْنِ ثَلَاثَةِ أَحْجَارٍ۔)) (مسند أحمد: ٧٤٠٣)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''میں تمہارے لیے والد کی طرح ہوں اور تمہیں اسی طرح تعلیم دیتا ہوں، پس جب کوئی آدمی قضائے حاجت کے لیے جائے تو نہ وہ قبلہ کی طرف منہ کرے اور نہ پیٹھ کرے اور کوئی آدمی تین پتھروں سے کم سے استنجا نہ کرے۔''

فوائد: ......ان احادیث میں واضح طور پر تین پتھروں سے کم پر اکتفا کرنے سے منع کیا گیا ہے، اگر اس سے زیادہ پتھروں کی ضرورت پڑے تو بھی طاق کا خیال رکھا جائے۔ امام احمد اور امام شافعی نے کم از کم تین پتھروں کو واجب قرار دیا ہے۔ امام ابوحنیفہ اور امام مالک نے اس لحاظ سے عدد کا کوئی اعتبار نہیں کیا، البتہ طاق تعداد کا خیال رکھا ہے، وہ یک ہو یا تین، لیکن ان احادیثِ مبارکہ سے ان کی رائے کی تائید نہیں ہوتی۔

اَلْفَصْلُ الثَّالِثُ فِیْمَا یَجُوْزُ الْاِسْتِجْمَارُ بِهِ وَمَا لَا یَجُوْزُ

ان چیزوں کا بیان جن سے استنجا کرنا جائز ہے اور جن سے ناجائز ہے

(٥٢٦)۔ عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: خَرَجَ النَّبِیُّ ﷺ لِحَاجَتِهِ فَقَالَ: ((اِلْتَمِسْ لِیْ ثَلَاثَةَ أَحْجَارٍ۔)) قَالَ: فَأَتَیْتُهُ بِحَجَرَیْنِ وَرَوْثَةٍ، قَالَ: فَأَخَذَ الْحَجَرَیْنِ وَأَلْقَى الرَّوْثَةَ وَقَالَ: ((إِنَّهَا رِكْسٌ۔)) (مسند أحمد: ٣٩٦٦)

سیدنا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ قضائے حاجت کے لیے نکلے اور فرمایا: ''میرے لیے تین پتھر تلاش کر کے لاؤ۔'' پس میں دو پتھر اور ایک لید لے کر آیا، لیکن آپ ﷺ نے دو پتھر لے لیے اور لید پھینک دی اور فرمایا: ''یہ گندی ہے۔''

فوائد: ......اس حدیث سے یہ استدلال نہیں کیا جا سکتا ہے کہ آپ ﷺ نے دو پتھروں کے ساتھ استنجا کیا تھا، کیونکہ مسند احمد کی ایک روایت میں یہ زیادتی ہے: ((اِئْتِنِیْ بِحَجَرٍ۔)) ......''ایک پتھر اور لے آ۔''

(٥٢٧)۔ (وَعَنْهُ مِنْ طَرِیْقٍ ثَانٍ)۔ فَقَالَ: ((اِئْتِنِیْ بِشَیْءٍ أَسْتَنْجِیْ بِهِ وَلَا تُقَرِّبْنِیْ حَائِلًا وَلَا رَجِیْعًا)) (مسند أحمد: ٤٠٥٣)

(دوسری سند) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''میرے لیے کوئی ایسی چیز لے آؤ، جس سے میں استنجا کروں اور کسی بوسیدہ ہڈی اور لید کو میرے قریب نہ کرو۔''

(٥٢٥) تخریج: اسناده قوی۔ أخرجه ابوداود: ٨، وابن ماجه: ٣١٢، وأخرجه مختصرا مسلم: ٢٦٥ (انظر: ٧٤٠٩)

(٥٢٦) تخریج: أخرجه البخاری: ١٥٦ (انظر: ٣٩٦٦)

(٥٢٧) تخریج: اسناده ضعیف لضعف لیث بن ابی سلیم، لکنه له شواهد صحیحة (انظر: ٤٠٥٣)

فوائد: ......"حَائِل" کا معنی بدل جانے والی چیز ہے، یہاں اس سے مراد وہ ہڈی ہے، جو اصلی حالت سے تبدیل ہو کر بوسیدہ ہو چکی ہو۔

(٥٢٨)۔ وَعَنْهُ أَيْضًا، اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ أَتَاهُ لَيْلَةَ الْجِنِّ وَمَعَهُ عَظْمٌ حَائِلٌ وَبَعْرَةٌ وَفَحْمَةٌ فَقَالَ: ((لَا تَسْتَنْجِيَنَّ بِشَيْءٍ مِنْ هٰذَا، إِذَا خَرَجْتَ إِلَى الْخَلَاءِ۔)) (مسند أحمد: ٤٣٧٥)

سیدنا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے یہ بھی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جنوں والی رات کو ان کے پاس آئے، جبکہ ان کے پاس بوسیدہ ہو جانے والی ہڈی، اونٹ کی مینگنی اور کوئلے تھے، آپ ﷺ نے فرمایا: ''جب تو قضائے حاجت کے لیے جائے تو ان میں سے کسی چیز سے استنجا نہیں کرنا۔''

(٥٢٩)۔ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ رضی اللہ عنہ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ نَهٰى أَنْ يَسْتَنْجِيَ بِبَعْرَةٍ أَوْ بِعَظْمٍ۔ (مسند أحمد: ١٤٦٦٨)

سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اس سے منع فرمایا ہے کہ آدمی اونٹ کی مینگنی یا ہڈی کے ساتھ استنجا کرے۔

(٥٣٠)۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ حَدَّثَنِيْ أَبِيْ ثَنَا إِسْمَاعِيْلُ أَنَا دَاوُدُ وَابْنُ أَبِيْ زَائِدَةَ الْمَعْنٰى، قَالَا: ثَنَا دَاوُدُ عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنْ عَلْقَمَةَ قَالَ: قُلْتُ لِابْنِ مَسْعُوْدٍ (رضی اللہ عنہ): هَلْ صَحِبَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ لَيْلَةَ الْجِنِّ مِنْكُمْ أَحَدٌ؟ فَقَالَ: مَا صَحِبَهُ مِنَّا أَحَدٌ وَلٰكِنَّا قَدْ فَقَدْنَاهُ ذَاتَ لَيْلَةٍ، فَقُلْنَا: أُغْتِيْلَ؟ أُسْتُطِيْرَ؟ مَا فَعَلَ؟ قَالَ: فَبِتْنَا بِشَرِّ لَيْلَةٍ بَاتَ بِهَا قَوْمٌ، فَلَمَّا كَانَ فِيْ وَجْهِ الصُّبْحِ أَوْ قَالَ: فِي السَّحَرِ إِذَا نَحْنُ بِهِ يَجِيْءُ مِنْ قِبَلِ حِرَاءَ، فَقُلْنَا: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! فَذَكَرُوْا الَّذِيْ كَانُوْا فِيْهِ فَقَالَ: ((إِنَّهُ أَتَانِيْ دَاعِي الْجِنِّ فَأَتَيْتُهُمْ فَقَرَأْتُ عَلَيْهِمْ۔)) قَالَ: فَانْطَلَقَ بِنَا

علقمہ کہتے ہیں: میں نے سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے کہا: کیا جنوں والی رات کو تم میں سے کوئی آدمی رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھا؟ انھوں نے کہا: ہم میں سے کوئی بھی آپ ﷺ کے ساتھ نہیں تھا، ہوا یوں کہ ہم نے ایک رات رسول اللہ ﷺ کو گم پایا، ہم نے کہا: کیا آپ ﷺ کو مخفی انداز میں قتل کر دیا گیا ہے؟ کیا آپ ﷺ کو کہیں لے جایا گیا ہے؟ آخر ہوا کیا ہے؟ ہم نے انتہائی بدترین رات گزاری، جب صبح سے پہلے کا یا سحری کا وقت تھا تو ہم نے اچانک آپ ﷺ کو غارِ حراء کی طرف سے آتے ہوئے دیکھا، ہم نے کہا: اے اللہ کے رسول!، پھر ہم نے ساری بات بتلائی، آپ ﷺ نے فرمایا: ''جنوں کا داعی میرے پاس آیا، اس لیے میں ان کے پاس چلا گیا اور ان پر قرآن مجید کی تلاوت کی۔'' پھر آپ ﷺ ہمیں لے کر گئے اور ان کے اوران کی آگ کے نشانات دکھائے۔ وہ

---

(٥٢٨) تخريج: صحيح ـ أخرجه ابوداود: ٣٩ (انظر: ٤٣٧٥)
(٥٢٩) تخريج: أخرجه مسلم: ٢٦٣ (انظر: ١٤٦١٣)
(٥٣٠) تخريج: أخرجه مسلم: ٤٥٠ (انظر: ٤١٤٩)

فَأَرَانِی آثَارَهُمْ وَآثَارَ نِيْرَانِهِمْ، قَالَ: وَقَالَ الشَّعْبِيُّ: سَأَلُوْهُ الزَّادَ، قَالَ ابْنُ أَبِي الزَّائِدَةَ: قَالَ عَامِرٌ: فَسَأَلُوْهُ لَيْلَتَئِذٍ الزَّادَ وَكَانُوْا مِنْ جِنِّ الْجَزِيْرَةِ فَقَالَ: ((كُلُّ عَظْمٍ ذُكِرَ اسْمُ اللّٰهِ عَلَيْهِ يَقَعُ فِي أَيْدِيكُمْ أَوْفَرَ مَا كَانَ عَلَيْهِ لَحْمًا، وَكُلُّ بَعْرَةٍ أَوْ رَوْثَةٍ عَلَفٌ لِدَوَابِّكُمْ، فَلَا تَسْتَنْجُوْا بِهِمَا فَإِنَّهَا زَادُ إِخْوَانِكُمْ مِنَ الْجِنِّ)) (مسند أحمد: ٤١٤٩)

جزیرۂ عرب کے جنوں میں سے تھے اور انھوں نے اس رات کو اپنے زاد کے بارے میں رسول اللہ ﷺ سے سوال کیا، آپ ﷺ نے فرمایا: ''ہر ہڈی جس پر اللہ تعالیٰ کا نام لیا گیا ہو، تمہارے ہاتھ ایسی حالت میں لگے گی کہ اس پر بہت زیادہ گوشت ہوگا، (وہ تمہارا زاد ہے) اور ہر مینگنی اور لید تمہارے چوپائیوں کا چارہ ہے، پس تم لوگ ان دو چیزوں سے استنجا نہ کیا کرو، کیونکہ یہ چیزیں تمہارے جن بھائیوں کا زاد ہیں۔''

فوائد: ......معلوم ہوا کہ ان چیزوں سے استنجا کرنا منع ہے: ہڈی، مینگنی، لید، گوبر، کوئلہ۔ ہر خوب گوشت دار ہڈی، اس سے مراد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ پھر اس ہڈی پر گوشت پیدا کر دیتا ہے، جو جنات کھاتے ہیں، باقی مینگنی اور لید کو مطلق طور پر جنوں کے چوپائیوں کی خوراک قرار دیا گیا۔ صحیح بخاری میں سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی روایت میں ہے، وہ کہتے ہیں: جب آپ ﷺ قضائے حاجت سے فارغ ہوئے تو میں نے کہا: ہڈی اور لید سے استنجا نہ کرنے کی کیا وجہ ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ((هُمَا مِنْ طَعَامِ الْجِنِّ وَأَنَّهُ قَدْ أَتَانِي وَفْدُ جِنِّ نَصِيْبِيْنَ، وَنِعْمَ الْجِنُّ، فَسَأَلُوْنِي الزَّادَ، فَدَعَوْتُ اللّٰهَ لَهُمْ أَنْ لَا يَمُرُّوْا بِعَظْمٍ وَلَا بِرَوْثَةٍ إِلَّا وَجَدُوْا عَلَيْهَا طَعَامًا۔)) ...... ''یہ دو چیزیں جنوں کے کھانے سے ہیں، میرے پاس نصیبین کے جنوں کا وفد آیا تھا، یہ بہترین جن تھے، اور انھوں نے مجھ سے زاد کے بارے میں سوال کیا، پس میں نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی کہ یہ جس ہڈی اور لید کے پاس سے گزریں، اس پر کھانا پائیں۔''

ان روایات سے معلوم ہوا کہ ہڈی، لید اور مینگنی، یہ چیزیں جنوں اور ان کے چوپائیوں کی خوراک نہیں ہیں، بلکہ ان کے اوپر ان کی خوراک پڑی ہوتی ہے، اللہ تعالیٰ بہتر جانتا ہے کہ اس خوراک کی کیا شکل ہوتی ہے اور وہ ان چیزوں سے کیسے مستفید ہوتے ہیں، ایک عالم کہا کرتے تھے کہ جن لطیف مخلوق ہیں، وہ ان چیزوں کو سونگ کر ان سے خوراک حاصل کرتے ہیں۔ واللہ اعلم

بَابٌ فِي الْإِسْتِنْجَاءِ بِالْمَاءِ وَالنَّهْيِ عَنْ مَسِّ الذَّكَرِ بِالْيَمِيْنِ وَالْإِسْتِنْجَاءِ بِهَا
پانی سے استنجا کرنے کا بیان اور دائیں ہاتھ سے عضوِ خاص کو چھونے اور اس سے استنجاء کرنے سے نہی کا بیان

(۵۳۱)۔ عَنْ أَبِي قَتَادَةَ رضی اللہ عنہ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ

سیدنا ابو قتادہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے اس

(۵۳۱) تخریج: أخرجه البخاری: ۱۵۳، ومسلم: ۲٦۷ (انظر: ۲۲۵۲۲)

نَهٰى أَنْ يَتَنَفَّسَ فِي الْإِنَاءِ أَوْ يَمَسَّ ذَكَرَهُ بِيَمِينِهِ أَوْ يَسْتَطِيبَ بِيَمِينِهِ)) (مسند أحمد: ٢٢٨٨٩)

سے منع فرمایا کہ آدمی برتن میں سانس لے یا دائیں ہاتھ سے عضوِ تناسل کو چھوئے یا دائیں ہاتھ سے استنجا کرے۔

فوائد: ......اس حدیث کی فقہ یہ ہے کہ حتی الوسع ہر صورت میں دائیں ہاتھ کو شرمگاہ پر لگنے سے بچایا جائے، کیونکہ قضائے حاجت اور استنجا کے دوران دائیں ہاتھ کی ضرورت پڑ سکتی تھی، لیکن اس کے باوجود ایسا کرنے سے منع کر دیا گیا۔

(٥٣٢)۔عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا قَالَتْ: كَانَ يَدُ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ الْيُسْرٰى لِخَلَائِهِ وَمَا كَانَ مِنْ أَذًى وَكَانَتِ الْيُمْنٰى لِوُضُوئِهِ وَلِمَطْعَمِهِ۔ (مسند أحمد: ٢٦٨١٥)

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے، وہ کہتی ہیں: رسول اللہ ﷺ کا بایاں ہاتھ استنجا اور دوسری مکروہ چیزوں کے لیے تھا اور دایاں ہاتھ وضو کے لیے اور کھانا کھانے کے لیے تھا۔

(٥٣٣)۔عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: مَا مَسَسْتُ فَرْجِي بِيَمِينِي مُنْذُ بَايَعْتُ بِهَا رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ۔ (مسند أحمد: ٢٠١٨٥)

سیدنا عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: میں نے جب سے دائیں ہاتھ سے رسول اللہ ﷺ کی بیعت کی، اس وقت سے اس کو اپنی شرم گاہ پر نہیں لگایا۔

(٥٣٤)۔عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ يَدْخُلُ الْخَلَاءَ فَأَحْمِلُ أَنَا وَغُلَامٌ نَحْوِي إِدَاوَةً مِنْ مَاءٍ وَعَنَزَةً فَيَسْتَنْجِي بِالْمَاءِ۔ (مسند أحمد: ١٢٧٨٤)

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب بیت الخلاء میں داخل ہوتے تو میں اور میری طرح کا ایک لڑکا پانی کا برتن اور برچھی اٹھاتے، پس آپ ﷺ پانی سے استنجا کرتے تھے۔

فوائد: ......چمڑے کے چھوٹے سے برتن کو "اِدَاوَة" کہتے ہیں۔

(٥٣٥)۔وَعَنْهُ أَيْضًا قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ إِذَا تَبَرَّزَ لِحَاجَتِهِ أَتَيْتُهُ بِمَاءٍ فَيَغْسِلُ بِهِ۔ (مسند أحمد: ١٢١٢٤)

سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے یہ بھی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب قضائے حاجت کے لیے جاتے تھے تو میں آپ ﷺ کے پاس پانی لاتا تھا، اس کے ذریعے آپ ﷺ استنجا کرتے تھے۔

(٥٣٦)۔وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ: دَخَلَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ الْخَلَاءَ فَأَتَيْتُهُ بِتَوْرٍ فِيهِ مَاءٌ

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب نبی کریم ﷺ بیت الخلاء میں میں داخل ہوئے تو میں ایک برتن لایا، اس میں

---

(٥٣٢) تخريج: حديث حسن بطرقه وشواهده۔ أخرجه ابوداود: ٣٣ (انظر: ٢٦٢٨٥)

(٥٣٣) تخريج: اسناده صحيح على شرط مسلم ۔ أخرجه الطبراني في "الكبير": ١٨/ ١٩٢، والحاكم: ٣/ ٤٧٢ (انظر: ١٩٩٤٣)

(٥٣٤) تخريج: أخرجه البخاري: ١٥٢، ومسلم: ٢٧١ (انظر: ١٢٧٥٤)

(٥٣٥) تخريج: أخرجه البخاري: ٢١٧، ومسلم: ٢٧١ (انظر: ١٢١٠٠)

(٥٣٦) تخريج: اسناده ضعيف ، شريك بن عبد الله النخعي سيىء الحفظ۔أخرجه ابوداود: ٤٥، وابن ماجه: ٣٥٨، والنسائي: ١/ ٤٥ (انظر: ٨١٠٤)

فَاسْتَنْجٰی، ثُمَّ مَسَحَ بِيَدِهٖ فِي الْأَرْضِ ثُمَّ غَسَلَهَا، ثُمَّ أَتَيْتُهُ بِتَوْرٍ آخَرَ فَتَوَضَّأَ بِهٖ۔ (مسند أحمد: ۸۰۹۰)

پانی تھا، پس آپ ﷺ نے اس سے استنجا کیا، اس کے بعد اپنے ہاتھ کو زمین پر رگڑا اور پھر دھو دیا، پھر میں ایک اور برتن لے کر آیا اور آپ ﷺ نے اس سے وضو کیا۔

فوائد:......تَوْر: یہ تانبے یا پتھر سے بنا ہوا برتن ہوتا ہے، اس کو کھانے پینے اور وضو کے لیے بنایا جاتا ہے۔

(۵۳۷)۔ وَعَنْهُ أَيْضًا قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ إِذَا دَخَلَ الْخَلَاءَ دَعَا بِمَاءٍ فَاسْتَنْجَى ثُمَّ مَسَحَ بِيَدِهٖ عَلَى الْأَرْضِ ثُمَّ تَوَضَّأَ۔ (مسند أحمد: ۹۸۶۱)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے یہ بھی مروی ہے کہ نبی کریم جب بیت الخلاء میں داخل ہوتے تو پانی طلب کرتے اور اس کے ساتھ استنجا کرتے، پھر اپنے ہاتھ کو زمین پر رگڑتے اور پھر وضو کرتے تھے۔

(۵۳۸)۔عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ سَلَامٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: لَمَّا قَدِمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَلَيْنَا يَعْنِيْ قُبَاءَ، قَالَ: ((إِنَّ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ قَدْ أَثْنٰى عَلَيْكُمْ فِي الطُّهُوْرِ خَيْرًا، أَفَلَا تُخْبِرُوْنِيْ؟ قَالَ: يَعْنِيْ قَوْلَهُ: ﴿فِيْهِ رِجَالٌ يُحِبُّوْنَ أَنْ يَتَطَهَّرُوْا وَاللّٰهُ يُحِبُّ الْمُطَّهِّرِيْنَ﴾ قَالَ: فَقَالُوْا: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! إِنَّا نَجِدُهُ مَكْتُوْبًا عَلَيْنَا فِي التَّوْرَاةِ الْإِسْتِنْجَاءَ بِالْمَاءِ۔ (مسند أحمد: ۲۴۳۳٤)

سیدنا محمد بن عبد اللہ بن سلام رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: جب رسول اللہ ﷺ ہم اہل قبا کے پاس تشریف لائے تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''بیشک اللہ تعالیٰ نے طہارت کے معاملے میں تم لوگوں کی تعریف کی ہے، کیا تم مجھے بتلاؤ گے نہیں (کہ تم کون سا عمل کرتے ہو)؟'' آپ ﷺ کی مراد اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان تھا: ''اس میں ایسے لوگ ہیں، جو پاکیزگی کو پسند کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ پاکیزہ رہنے والوں سے محبت کرتا ہے۔'' انھوں نے کہا: اے اللہ کے رسول! ہم تورات میں پانی کے ساتھ استنجا کرنے کا ذکر پاتے ہیں (اور پھر اسی طرح عمل کرتے ہیں)۔

(۵۳۹)۔عَنْ عُوَيْمِ بْنِ سَاعِدَةَ الْأَنْصَارِيِّ رضی اللہ عنہ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ أَتَاهُمْ فِيْ مَسْجِدِ قُبَاءَ، فَقَالَ: ((إِنَّ اللّٰهَ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى قَدْ أَحْسَنَ عَلَيْكُمُ الثَّنَاءَ فِي الطُّهُوْرِ فِيْ قِصَّةِ مَسْجِدِكُمْ، فَمَا

سیدنا عویم بن ساعدہ انصاری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ اُن لوگوں کے پاس مسجد قباء میں تشریف لے گئے اور فرمایا: ''بیشک اللہ تعالیٰ نے تمہاری مسجد کا ذکر کر کے طہارت کے معاملے میں تمہاری اچھی تعریف کی ہے، تو یہ کون

---

(۵۳۷) تخريج: انظر الحديث السابق

(۵۳۸) تخريج: اسناده ضعيف لضعف شهر بن حوشب۔ أخرجه ابن ابی شيبة: ۱/ ۱۵۳، والبخاری فی "التاريخ الكبير": ۱/ ۱۸ (انظر: ۲۳۸۳۳)

(۵۳۹) تخريج: حديث حسن لغيره ۔ أخرجه الطبرانی فی "الكبير": ۱۷/ ۳٤۸، وابن خزيمة: ۸۳، والحاكم: ۱/ ۱۵۵ (انظر: ۱۵٤۸۵)

هٰذَا الطُّهُوْرُ الَّذِیْ تَطَهَّرُوْنَ بِهٖ؟)) قَالُوْا: وَاللّٰهِ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! مَا نَعْلَمُ شَیْئًا اِلَّا اَنَّهٗ کَانَ لَنَا جِیْرَانٌ مِنَ الْیَهُوْدِ فَکَانُوْا یَغْسِلُوْنَ أَدْبَارَهُمْ مِنَ الْغَائِطِ فَغَسَلْنَا کَمَا غَسَلُوْا۔ (مسند أحمد: ١٥٥٦٦)

سی پاکیزگی ہے، جوتم اختیار کرتے ہو؟'' انھوں نے کہا: اللہ کی قسم! اے اللہ کے رسول! اس معاملے میں کوئی چیز ہمارے علم میں تو نہیں ہے، البتہ یہ بات ضرور ہے کہ یہودی لوگ ہمارے پڑوسی تھے اور وہ پائخانہ کر کے اپنی پچھلی طرف کو دھوتے تھے، پس ہم نے بھی ان کی طرح اس حصے کو دھونا شروع کر دیا۔''

فوائد: ......سیدنا ابو ایوب انصاری، سیدنا جابر بن عبد اللہ اور سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہم سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: جب یہ آیت ﴿فِیْهِ رِجَالٌ یُّحِبُّوْنَ أَنْ یَّتَطَهَّرُوْا وَاللّٰهُ یُحِبُّ الْمُطَّهِّرِیْنَ﴾ نازل ہوئی تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((یَا مَعْشَرَ الْاَنْصَارِ! اِنَّ اللّٰهَ قَدْ اَثْنٰی عَلَیْکُمْ فِی الطُّهُوْرِ، فَمَا طُهُوْرُکُمْ؟)) قَالُوْا: نَتَوَضَّأُ لِلصَّلَاةِ وَنَغْتَسِلُ مِنَ الْجَنَابَةِ وَنَسْتَنْجِیْ بِالْمَاءِ، قَالَ: ((فَهُوَ ذَاكَ فَعَلَیْکُمُوْهُ۔)) ...... ''اے انصاریوں کی جماعت! بیشک اللہ تعالیٰ نے طہارت کے سلسلے میں تمہاری تعریف کی ہے، پس تمہاری طہارت کیا ہے؟'' انھوں نے کہا: ہم نماز کے لیے وضو کرتے ہیں، جنابت سے غسل کرتے ہیں اور پانی سے استنجا کرتے ہیں، آپ ﷺ نے فرمایا: ''پس وہ یہی (مؤخر الذکر) چیز ہے، تم اس کو لازم پکڑو۔'' (ابن ماجه: ٣٥٥)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((نَزَلَتْ فِیْ اَهْلِ قُبَاءَ ﴿فِیْهِ رِجَالٌ یُّحِبُّوْنَ أَنْ یَّتَطَهَّرُوْا وَاللّٰهُ یُحِبُّ الْمُطَّهِّرِیْنَ﴾)) ...... ''اہل قبا کے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی: (اس میں ایسے لوگ ہیں، جو پاکیزگی کو پسند کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ پاکیزہ رہنے والوں سے محبت کرتا ہے)۔'' دراصل وہ لوگ پانی سے استنجا کرتے تھے، پس ان کے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی۔ (ابن ماجه: ٣٥٧، ترمذی: ٣١٠٠)

سلیم الفطرت لوگ جانتے ہیں کہ پانی اور پتھروں سے استنجا کرنے میں کیا فرق ہے، بہر حال دونوں طریقے مسنون ہیں اور پانی سے استنجا کرنا افضل ہے۔ اب اللہ تعالیٰ نے یہ سہولت عام کر دی ہے، لوگوں کو علم ہونا چاہیے کہ وہ افضل طریقہ استعمال کر رہے ہیں۔

(٥٤٠)۔ عَنِ الْأَوْزَاعِیِّ قَالَ: حَدَّثَنِیْ شَدَّادٌ أَبُوْ عَمَّارٍ عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا، أَنَّ نِسْوَةً مِنْ أَهْلِ الْبَصْرَةِ دَخَلْنَ عَلَیْهَا فَأَمَرَتْهُنَّ أَنْ یَسْتَنْجِیْنَ بِالْمَاءِ وَ قَالَتْ: مُرْنَ أَزْوَاجَکُنَّ بِذٰلِكَ، فَاِنَّ النَّبِیَّ ﷺ کَانَ یَفْعَلُهٗ، وَهُوَ

سیدنا عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ اہل بصرہ کی کچھ خواتین ان کے پاس آئیں، سیدہ نے ان کو حکم دیا کہ وہ خود بھی پانی کے ساتھ استنجا کیا کریں اور اپنے خاوندوں کو بھی ایسا کرنے کا حکم دیں، کیونکہ نبی کریم ﷺ اس طرح استنجا کرتے تھے اور یہ بواسیر سے شفا بھی ہے۔ یہ آخری جملہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے از

(٥٤٠) حدیث صحیح دون قوله: "وهو شفاء من الباسور" ان کان من قول عائشة، وهذا اسناد ضعیف لانقطاعه، شداد ابو عمار لم یدرك عائشة رضی اللہ عنہا۔ أخرجه الترمذی: ١٩، والنسائی: ١/ ٤٢ (انظر: ٢٤٦٢٣)

شِفَاءٌ مِنَ الْبَاسُوْرِ، تَقُوْلُهُ عَائِشَةُ أَوْ أَبُوْعَمَّارٍ۔ (مسند أحمد: ٢٥١٣٠)

خود کہا یا ابو عمار نے۔

فوائد: ...... سنن بیہقی کی روایت میں یہ وضاحت ہے کہ ''بواسیر سے شفا بھی ہے'' والا جملہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا تھا۔

(٥٤١) (وعَنْهَا مِنْ طَرِيْقٍ آخَرَ)۔ قَالَتْ: مُرْنَ أَزْوَاجَكُنَّ يَغْسِلُوْا عَنْهُمْ أَثَرَ الْخَلَاءِ وَالْبَوْلِ، فَإِنَّا نَسْتَحْيِيْ أَنْ نَنْهَاهُمْ عَنْ ذٰلِكَ وَإِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ يَفْعَلُهُ۔ (مسند أحمد: ٢٥٤٠٢)

(دوسری سند) سیدہ کہتی ہیں: تم اپنے خاوندوں کو حکم دو کہ وہ پاخانہ اور پیشاب کے اثرات کو پانی سے دھویا کریں، ہم ان کو اس سے منع کرنے سے شرماتی ہیں، جبکہ رسول اللہ ﷺ اسی طرح استنجا کرتے تھے۔

(٥٤٢)۔ وعَنْهَا أَيْضًا أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ غَسَلَ مَقْعَدَتَهُ ثَلَاثًا۔ (مسند أحمد: ٢٦٢٨١)

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے یہ بھی مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے اپنی مقعد کو تین دفعہ دھویا۔

فوائد: ...... ''مَقْعَد'' سے مراد پاخانہ والی جگہ ہے۔ معلوم ہوا کہ پانی سے استنجا کرنا افضل ہے۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي الْإِسْتِبْرَاءِ مِنَ الْبَوْلِ

پیشاب سے بچنے کا بیان

(٥٤٣)۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہما قَالَ: مَرَّ النَّبِيُّ ﷺ بِقَبْرَيْنِ فَقَالَ: ((إِنَّهُمَا لَيُعَذَّبَانِ وَمَا يُعَذَّبَانِ فِيْ كَبِيْرٍ، أَمَّا أَحَدُهُمَا فَكَانَ لَا يَسْتَنْزِهُ مِنَ الْبَوْلِ (وَقَالَ وَكِيْعٌ: مِنْ بَوْلِهِ) وَأَمَّا الْآخَرُ فَكَانَ يَمْشِيْ بِالنَّمِيْمَةِ۔))

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ دو قبروں کے پاس سے گزرے اور فرمایا: ''بیشک اِن دونوں کو عذاب دیا جا رہا ہے اور کسی مشکل کام کی وجہ سے عذاب نہیں ہو رہا، ان میں سے ایک اپنے پیشاب سے نہیں بچتا تھا اور دوسرا چغلی کرتا تھا۔'' (مسند أحمد: ۱۹۸۰)

فوائد: ...... صحیح بخاری کی ایک روایت کے الفاظ یہ ہیں: ''وَمَا يُعَذَّبَانِ فِيْ كَبِيْرٍ، وَإِنَّهُ لَكَبِيْرٌ'' ...... ''اور ان کو مشکل کام کی وجہ سے عذاب نہیں ہو رہا، اور وہ بڑے گناہ ہیں۔'' اس سے معلوم ہوا کہ پیشاب کے چھینٹوں سے نہ بچنا اور چغلی کرنا کبیرہ گناہ ہیں۔ حافظ ابن حجر کی تحقیق کے مطابق یہ دو مسلمان تھے، ان کو بقیع میں دفن کیا گیا تھا، البتہ اس

---

(٥٤١) تخريج: انظر الحديث بالطريق الأول

(٥٤٢) تخريج: اسناده مسلسل بالضعفاء على نسق، شريك النخعي، وجابر الجعفي، و زيد العمي - أخرجه ابن ماجه: ٣٥٦(انظر: ٢٥٧٦٢)

(٥٤٣) تخريج: أخرجه البخاري: ٢١٨، ومسلم: ٢٩٢ (انظر: ١٩٨٠)

موقع پر نبی کریم ﷺ موجود نہیں تھے، یہ تفصیل ایک روایت کے ان الفاظ سے ثابت ہوتی ہے، آپ ﷺ نے پوچھا: ((مَنْ دَفَنْتُمُ الْيَوْمَ هٰهُنَا؟)) ...... ''آج تم لوگوں نے یہاں کن کو دفن کیا ہے۔'' اس قسم کی احادیث سے ہمیں متنبہ ہو جانا چاہیے، کیونکہ ہماری ان ہستیوں سے کیا نسبت ہے، جو آپ ﷺ پر براہِ راست ایمان لائی تھیں۔ جب وہ عظیم ہستیوں میں شامل ہونے کے باوجود مذکورہ کوتاہیوں کی وجہ سے عذاب میں گرفتار ہو گئے تو ہم ان کمزوریوں کی وجہ سے عذاب الٰہی سے کیسے بچ سکتے ہیں۔ (عبداللہ رفیق)

(٥٤٤)۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ ؓ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((أَكْثَرُ عَذَابِ الْقَبْرِ فِي الْبَوْلِ۔)) (مسند أحمد: ٨٣١٣)

سیدنا ابو ہریرہ ؓ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''عذابِ قبر زیادہ تر پیشاب کی وجہ سے ہوتا ہے۔''

(٥٤٥)۔ عَنْ عِيسَى بْنِ يَزْدَادَ بْنِ فَسَائَةَ عَنْ أَبِيهِ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اِذَا بَالَ أَحَدُكُمْ فَلْيَنْتُرْ ذَكَرَهُ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ۔)) (مسند أحمد: ١٩٢٦٤)

یزداد بن فساءہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب کوئی آدمی پیشاب کرے تو وہ اپنے عضو خاص کو تین دفعہ نچوڑے۔''

فوائد: ...... یزداد بن فساءہ کے بارے میں صحیح رائے یہ ہے کہ ان کی صحابیت کا شرف حاصل نہیں ہوا، سو اس کی روایت مرسل ہو گی، امام بخاری، ابو حاتم رازی، ابوداود اور دیگر اہل علم نے یزداد کے صحابی نہ ہونے کی صراحت کی ہے۔

(٥٤٦) (وَمِنْ طَرِيقٍ آخَرَ بِنَحْوِهِ)۔ وَزَادَ: فَإِنَّ ذٰلِكَ يُجْزِيءُ عَنْهُ۔ (مسند أحمد: ١٩٢٦٣)

(دوسری سند) اس میں یہ زائد بات ہے: ''پس بیشک یہ عمل اس کو کفایت کرے گا۔''

فوائد: ...... یہ روایت تو ضعیف ہے، بہر حال اگر کسی مخصوص آدمی کو ظن غالب کی حد تک شبہ ہو جائے تو وہ عضوِ خاص کو نچوڑ کر یا انگلی مار کر یا کچھ دیر بیٹھ کر اس شبہ کو ختم کر سکتا ہے، لیکن اس ضمن میں شیطان کے وسوسوں کو سمجھنا اور ان سے بچنا ضروری ہے، وگرنہ طہارت کے معاملات میں کئی اشکالات پیدا ہو جاتے ہیں۔ استنجا کا اصل طریقہ یہی ہے کہ پیشاب منقطع ہو جانے کے بعد پتھر یا پانی استعمال کر لیا جائے۔

(٥٤٧)۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ ؓ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَا يَقُومَنَّ أَحَدُكُمْ إِلَى

سیدنا ابو ہریرہ ؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''کوئی آدمی نماز کے لیے اس حالت میں نہ جائے کہ اس

---

(٥٤٤) تخريج: اسناده صحيح على شرط الشيخين ۔ أخرجه ابن ماجه: ٣٤٨ (انظر: ٨٣٣١)

(٥٤٥) تخريج: اسناده ضعيف، عيسى بن يزداد وأبوه مجهولان ۔ أخرجه ابن ماجه: ٣٢٦ (انظر: ١٩٠٥٤)

(٥٤٦) تخريج: انظر الحديث بالطريق الاول

(٥٤٧) تخريج: صحيح بطرقه وشواهده ۔ أخرجه ابن ماجه: ٦١٨ (انظر: ١٠٠٩٤)

الصَّلٰوةِ وَبِهِ أَذًى مِنْ غَائِطٍ أَوْ بَوْلٍ)) کے ساتھ پائخانہ یا پیشاب کی نجاست لگی ہوئی ہو۔"۔
(مسند أحمد: ۱۰۰۹۶)

فوائد: ......اس سے معلوم ہوا کہ انسان کا بول و براز نجس ہے اور اس سے اجتناب کرنا اور کپڑے یا جسم کے کسی حصہ کو لگ جانے کی صورت میں اس سے پاکی حاصل کرنا فرض ہے۔ اس ضمن میں احناف نے ایک درہم کی مقدار کے برابر نجاست کی اجازت دی ہے، لیکن یہ رائے مرجوح ہے، اس کی تفصیل حدیث نمبر (۴۴۰) میں گزر چکی ہے۔

فَصْلٌ فِي نَضْحِ الْفَرْجِ بِالْمَاءِ بَعْدَ الْاِسْتِنْجَاءِ
استنجاء کے بعد شرمگاہ پر پانی کے چھینٹے مارنے کا بیان

(٥٤٨)۔حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ حَدَّثَنِي أَبِي حَدَّثَنِي يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ ثَنَا سُفْيَانُ وَعَبْدُالرَّحْمٰنِ بْنُ مَهْدِيٍّ أَنَا سُفْيَانُ وَزَائِدَةُ عَنْ مَنْصُورٍ عَنْ مُجَاهِدٍ عَنِ الْحَكَمِ بْنِ سُفْيَانَ أَوْ سُفْيَانَ بْنِ الْحَكَمِ، قَالَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ فِي حَدِيثِهِ: رَأَيْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ بَالَ وَتَوَضَّأَ وَنَضَحَ فَرْجَهُ بِالْمَاءِ، وَقَالَ يَحْيَى فِي حَدِيثِهِ: إِنَّ النَّبِيَّ ﷺ بَالَ وَنَضَحَ فَرْجَهُ (وَفِي لَفْظٍ: بَالَ ثُمَّ نَضَحَ فَرْجَهُ)۔ (مسند أحمد: ۲۳۸۶۳)

سیدنا حکم بن سفیان یا سفیان بن حکم رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا، آپ ﷺ نے پیشاب کیا اور وضو کیا اور اپنی شرمگاہ پر پانی کے چھینٹے مارے۔ یحییٰ بن سعید کے الفاظ یہ تھے: بیشک نبی کریم ﷺ نے پیشاب کیا اور اپنی شرمگاہ پر چھینٹے مارے، ایک روایت میں ہے: آپ ﷺ نے پیشاب کیا اور پھر اپنی شرمگاہ پر چھینٹے مارے۔

(٥٤٩) (وَمِنْ طَرِيقٍ آخَرَ)۔ عَنْ مُجَاهِدٍ عَنْ رَجُلٍ مِنْ ثَقِيفٍ عَنْ أَبِيهِ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ بَالَ وَنَضَحَ فَرْجَهُ۔ (مسند أحمد: ۲۳۶۱۴)

(دوسری سند) بنوثقیف کے ایک آدمی کا باپ بیان کرتا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے پیشاب کیا اور اپنی شرمگاہ پر چھینٹے مارے۔

فوائد: ......حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((أَتَاهُ جِبْرِيْلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ فِي أَوَّلِ مَا أُوْحِيَ إِلَيْهِ، فَعَلَّمَهُ الْوُضُوْءَ وَالصَّلَاةَ، فَلَمَّا فَرَغَ مِنَ الْوُضُوْءِ، أَخَذَ غُرْفَةً مِنْ مَاءٍ فَنَضَحَ بِهَا فَرْجَهُ۔))......" آپ ﷺ کی طرف وحی کے ابتدائی زمانے میں جبریل آئے اور آپ ﷺ کو وضو اور نماز کی تعلیم دی، جب وہ وضو سے فارغ ہوئے تو پانی کا ایک چلو لیا اور اسے اپنی شرمگاہ پر چھڑک دیا۔" (ابن ماجه: ۱/۱۷۲۔ ۱۷۳، صحیحه: ۸۴۱) معلوم ہوا کہ وضو کے بعد پانی کا ایک چلو شرمگاہ پر چھڑک دینا چاہیے۔

---

(٥٤٨) تخريج: قال الالباني: صحيح ـ أخرجه ابوداود: ١٦٧، ١٦٨، وابن ماجه: ٤٦١ (انظر: ٢٣٤٦٩)
(٥٤٩) تخريج: انظر الحديث بالطريق الاول

أَبْوَابُ السِّوَاكِ
مسواک کے ابواب

اَلْبَابُ الْأَوَّلُ فِيمَا جَاءَ فِي فَضْلِهِ
مسواک کی فضیلت کا بیان

(۵۵۰)۔ عَنْ أَبِي بَكْرٍ الصِّدِّيقِ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اَلسِّوَاكُ مَطْهَرَةٌ لِلْفَمِ، مَرْضَاةٌ لِلرَّبِّ)) (مسند أحمد:٦٢)

سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''مسواک کرنا منہ کو پاک کرنے والا اور ربّ تعالیٰ کو راضی کرنے والا عمل ہے۔''

(۵۵۱)۔ عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا عَنِ النَّبِيِّ ﷺ مِثْلُهُ۔ (مسند أحمد: ٢٥٤٣٨)

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے بھی نبی کریم ﷺ سے اس طرح کی ایک حدیث بیان کی ہے۔

(۵۵۲)۔ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: عَلَيْكُمْ بِالسِّوَاكِ، فَإِنَّهُ مَطْيَبَةٌ لِلْفَمِ وَمَرْضَاةٌ لِلرَّبِّ۔ (مسند أحمد: ٥٨٦٥)

سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''تم مسواک کا لازمی طور پر اہتمام کرو، کیونکہ یہ منہ کو پاک کرنے والا اور ربّ کو راضی کرنے والا ہے۔''

(۵۵۳)۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((أُمِرْتُ بِالسِّوَاكِ حَتَّى ظَنَنْتُ أَوْ حَسِبْتُ أَنْ سَيَنْزِلُ فِيهِ قُرْآنٌ۔)) (مسند أحمد: ٢١٢٥)

سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''مجھے مسواک کرنے کا اتنا حکم دیا گیا کہ مجھے یہ گمان ہونے لگا کہ عنقریب اس کے بارے میں قرآن مجید نازل ہو جائے گا۔''

---

(۵۵۰) تخریج: صحیح لغیرہ ۔ أخرجه ابویعلی: ۱۰۹، ۱۱۰ (انظر: ٦٢)

(۵۵۱) تخریج: حدیث صحیح لغیرہ ۔ أخرجه النسائی: ١/ ١٠ (انظر: ٢٤٩٢٥)

(۵۵۲) تخریج: صحیح لغیرہ ۔ أخرجه الطبرانی فی "الاوسط" (انظر: ٥٨٦٥)

(۵۵۳) تخریج: حسن لغیرہ ۔ أخرجه ابویعلی: ٢٣٣٠٠، وابن ابی شیبة: ١/ ١٧١ (انظر: ٢١٢٥)

(٥٥٤)۔ وَعَنْهُ أَيْضًا رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يُكْثِرُ السِّوَاكَ حَتَّى ظَنَنَّا أَوْ رَأَيْنَا أَنَّهُ سَيَنْزِلُ عَلَيْهِ۔ (مسند أحمد: ٢٥٧٣)

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ سے یہ بھی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ اس قدر زیادہ مسواک کرتے تھے، کہ ہمیں یہ خیال آنے لگا کہ اس کے بارے میں عنقریب قرآن نازل ہو جائے گا۔

(٥٥٥)۔ عَنْ وَاثِلَةَ بْنِ الْأَسْقَعِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: ((أُمِرْتُ بِالسِّوَاكِ حَتّٰى خَشِيْتُ أَنْ يُكْتَبَ عَلَيَّ۔)) (مسند أحمد: ١٦١٠٣)

سیدنا واثلہ بن اسقع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''مجھے مسواک کرنے کا اتنا حکم دیا گیا کہ میں ڈرنے لگ گیا کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ اس کو فرض کر دیا جائے۔''

(٥٥٦)۔ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((أَكْثَرْتُ عَلَيْكُمْ فِي السِّوَاكِ۔)) (مسند أحمد: ١٢٤٨٦)

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''میں نے تم کو مسواک کرنے کی بہت زیادہ تاکید کی ہے۔''

(٥٥٧)۔ عَنْ أَبِي أُمَامَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((مَا جَاءَنِيْ جِبْرِيْلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ قَطُّ إِلَّا أَمَرَنِيْ بِالسِّوَاكِ، لَقَدْ خَشِيْتُ أَنْ أُحْفِيَ مُقَدَّمَ فِيَّ۔ (مسند أحمد: ٢٢٦٢٥)

سیدنا ابو امامہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جبریل علیہ السلام جب بھی میرے پاس تشریف لائے، تو انھوں نے مجھے مسواک کرنے کا حکم دیا، میں تو اس بات سے ڈرنے لگ گیا کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ منہ کا سامنے والا حصہ ہی اکھاڑ دوں۔''

(٥٥٨)۔ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ وَهُوَ يَسْتَنُّ فَأَعْطٰى أَكْبَرَ الْقَوْمِ وَقَالَ: ((إِنَّ جِبْرِيْلَ أَمَرَنِيْ أَنْ أُكَبِّرَ۔)) (مسند أحمد: ٦٢٢٦)

سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں: میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ آپ ﷺ مسواک کر رہے تھے، پھر آپ ﷺ نے وہ مسواک لوگوں کے بڑے آدمی کو دے دی اور فرمایا: ''بیشک جبریل علیہ السلام نے مجھے بڑے آدمی کو مسواک دینے کا حکم دیا۔''

---

(٥٥٤) تخريج: انظر الحديث السابق

(٥٥٥) تخريج: حديث حسن لغيره ـ أخرجه الطبراني في "الكبير": ٢٢/ ١٨٩ (انظر: ١٦٠٠٧)

(٥٥٦) تخريج: أخرجه البخاري: ٨٨٨ (انظر: ١٢٤٥٩)

(٥٥٧) تخريج: اسناده ضعيف جدا، عبيد الله بن زحر الافريقي وعلي بن يزيد الالهاني ضعيفان ـ أخرجه ابن ماجه: ٢٨٩ (انظر: ٢٢٢٦٩)

(٥٥٨) تخريج: اسناده حسن ـ أخرجه البيهقي: ١/ ٤٠، وأخرج نحوه مسلم: ٢٢٧١، وعلقه البخاري: ٢٤٦ بصيغة الجزم (انظر: ٦٢٢٦)

فوائد: ......سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((أَرَانِي أَتَسَوَّكُ بِسِوَاكٍ فَجَاءَنِي رَجُلَانِ أَحَدُهُمَا أَكْبَرُ مِنَ الْآخَرِ فَنَاوَلْتُ السِّوَاكَ الْأَصْغَرَ مِنْهُمَا فَقِيلَ لِيْ: كَبِّرْ، فَدَفَعْتُهُ إِلَى الْأَكْبَرِ مِنْهُمَا)) ......''میں نے اپنے آپ کو دیکھا کہ میں مسواک کر رہا تھا، پس میرے پاس دو آدمی آئے، ان میں سے ایک دوسرے سے بڑا تھا، پس جب میں نے چھوٹے کو مسواک پکڑانا چاہی تو مجھے کہا گیا کہ بڑے کو دو، پس میں نے بڑے کو دے دی۔'' (صحيح بخاری: ٢٤٦)

(٥٥٩)۔ عَنْ جَعْفَرِ بْنِ تَمَّامِ بْنِ عَبَّاسٍ عَنْ أَبِيْهِ قَالَ: أَتَوُا النَّبِيَّ ﷺ أَوْ أُتِيَ، فَقَالَ: ((مَالِيْ أَرَاكُمْ تَأْتُوْنِيْ قُلْحًا، اسْتَاكُوْا، لَوْ لَا أَنْ أَشُقَّ عَلَى أُمَّتِيْ لَفَرَضْتُ عَلَيْهِمُ السِّوَاكَ كَمَا فَرَضْتُ عَلَيْهِمُ الْوُضُوْءَ۔)) (مسند أحمد: ١٨٣٥)

سیدنا تمام بن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جب لوگ، نبی کریم ﷺ کے پاس آئے تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''کیا وجہ ہے کہ تم میرے پاس اس حال میں آئے ہو کہ تمہارے دانتوں پر میل کچیل اور زردی نظر آ رہی ہے، مسواک کیا کرو، اگر امت پر مشقت ڈالنے کا خطرہ نہ ہوتا تو میں نے مسواک کو وضو کی طرح فرض کر دینا تھا۔''

فوائد: ......امام صنعانی نے کہا: مسواک کی فضیلت میں ایک سو سے زیادہ احادیث منقول ہیں، لیکن بڑا تعجب ہے کہ اتنی کثیر احادیث کے باوجود لوگوں کی بڑی تعداد نے بلکہ کئی فقہاء نے غفلت برتی ہے، پس یہ بڑی ناکامی ہے۔ (سبل السلام: ١/ ٤١)

بَابُ فِيْمَا جَاءَ فِي السِّوَاكِ عِنْدَ الصَّلٰوةِ
نماز کے وقت مسواک کرنے کا حکم

(٥٦٠)۔ عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((لَوْلَا أَنْ أَشُقَّ عَلَى أُمَّتِيْ لَأَمَرْتُهُمْ بِالسِّوَاكِ عِنْدَ كُلِّ صَلَاةٍ، وَلَأَخَّرْتُ عِشَاءَ الْآخِرَةِ إِلَى ثُلُثِ اللَّيْلِ الْأَوَّلِ، فَإِنَّهُ إِذَا مَضَى ثُلُثُ اللَّيْلِ الْأَوَّلُ هَبَطَ اللّٰهُ تَعَالَى إِلَى السَّمَاءِ الدُّنْيَا، فَلَمْ يَزَلْ هُنَاكَ حَتَّى يَطْلُعَ الْفَجْرُ فَيَقُوْلَ قَائِلٌ:

سیدنا علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اگر مجھے اپنی امت پر مشقت ڈالنے کا خطرہ نہ ہوتا تو میں ان کو ہر نماز کے ساتھ مسواک کرنے کا حکم دیتا اور نمازِ عشا کو رات کے پہلے ایک تہائی حصے تک مؤخر کر دیتا، اس کی وجہ یہ ہے کہ جب رات کا پہلا ایک تہائی گزرتا ہے تو اللہ تعالیٰ آسمانِ دنیا پر نزول فرماتے ہیں اور طلوع فجر تک یہیں رہتے ہیں، اس دوران میں ایک کہنے والا یہ کہتا رہتا ہے: کیا کوئی سوال کرنے

---

(٥٥٩) تخريج: اسناده ضعيف، ابو علي الزراد مجهول۔ أخرجه البزار: ٤٩٨، والطبراني: ١٣٠١ (انظر: ١٨٣٥)

(٥٦٠) تخريج: حسن لغيره۔ أخرجه الدارمي: ١٤٨٤، وأخرجه البيهقي: ١/ ٣٦ الى قوله: "ثلث الليل الاول" (انظر: ٩٦٧)

أَلا سَائِلٌ يُعْطٰى، أَلا دَاعٍ يُجَابُ، أَلا سَقِيْمٌ يَسْتَشْفِي، فَيُشْفٰى، أَلا مُذْنِبٌ يَسْتَغْفِرُ فَيُغْفَرَلَهُ۔)) (مسند أحمد: ٩٦٧)

والا ہے کہ اس کو دیا جائے، کیا کوئی دعا کرنے والا ہے کہ اس کو جواب دیا جائے، کیا شفا طلب کرنے والا کوئی مریض ہے کہ اس کو شفا دے دی جائے اور بخشش طلب کرنے والا کوئی گنہگار ہے کہ اس کو بخش دیا جائے۔''

(٥٦١)۔ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ عَنْ زَيْدِ بْنِ خَالِدِ الْجُهَنِيِّ رضي الله عنه قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَوْلَا أَنْ أَشُقَّ عَلَى أُمَّتِي لَأَمَرْتُهُمْ بِالسِّوَاكِ عِنْدَ كُلِّ صَلَاةٍ۔)) قَالَ: فَكَانَ زَيْدٌ يَرُوْحُ إِلَى الْمَسْجِدِ وَسِوَاكُهُ عَلَى أُذُنِهِ بِمَوْضِعِ قَلَمِ الْكَاتِبِ، مَا تُقَامُ صَلَاةٌ إِلَّا اسْتَاكَ قَبْلَ أَنْ يُصَلِّيَ۔ (مسند أحمد: ٢٢٠٢٦)

سیدنا زید بن خالد جہنی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اگر مجھے اپنی امت پر مشقت ڈالنے کا احساس نہ ہوتا تو میں ان کو ہر نماز کے ساتھ مسواک کرنے کا حکم دے دیتا۔'' سیدنا زید رضی اللہ عنہ جب مسجد کی طرف آتے تھے تو کاتب کے قلم کی طرح ان کے کان پر مسواک ہوتی تھی، جب بھی نماز کھڑی کی جاتی تھی تو وہ نماز سے پہلے مسواک کرتے تھے۔

(٥٦٢)۔ عَنْ عَلِيٍّ رضي الله عنه عَنِ النَّبِيِّ ﷺ مِثْلُهُ۔ (مسند أحمد: ٦٠٧)

سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے بھی نبی کریم ﷺ سے اسی قسم کی حدیث بیان کی ہے۔

(٥٦٣)۔ عَنْ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ قَالَ: ((فَضْلُ الصَّلٰوةِ بِالسِّوَاكِ عَلَى الصَّلٰوةِ بِغَيْرِ السِّوَاكِ سَبْعِيْنَ ضِعْفًا۔)) (مسند أحمد: ٢٦٨٧١)

زوجۂ رسول سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''مسواک والی نماز کی فضیلت اس نماز پر ستر گنا زیادہ ہے، جس کے ساتھ مسواک نہ کی جائے۔''

(٥٦٤)۔ عَنْ أُمِّ حَبِيْبَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَتْ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((لَوْلَا أَنْ أَشُقَّ عَلَى أُمَّتِي لَأَمَرْتُهُمْ بِالسِّوَاكِ عِنْدَ كُلِّ صَلَاةٍ كَمَا يَتَوَضَّؤُوْنَ۔))

زوجۂ رسول سیدہ ام حبیبہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اگر مجھے اپنی امت پر مشقت ڈالنے کا احساس نہ ہوتا تو میں ان کو ہر نماز کے ساتھ اس طرح مسواک

---

(٥٦١) تخريج: حديث صحيح ـ أخرجه ابوداود: ٤٧، والترمذي: ٢٣ (انظر: ٢١٦٨٤)

(٥٦٢) تخريج: حديث صحيح ـ أخرجه البزار: ٤٧٧، والدارمي: ١٤٨٥ (انظر: ٦٠٧)

(٥٦٣) تخريج: حديث ضعيف، وهذا اسناد منقطع، محمد بن اسحاق لم يسمع هذا الحديث من الزهري۔ أخرجه الحاكم: ١/ ١٤٥، والبيهقي: ١/ ٣٨، وابن خزيمة: ١٣٧ (انظر: ٢٦٨٧١)

(٥٦٤) تخريج: صحيح لغيره۔ أخرجه ابويعلي: ٧١٢٧، والبخاري في "التاريخ الكبير": ٩/ ١٩ (انظر: ٢٧٤١٥)

(مسند أحمد: ٢٧٩٦٠)

کرنے کا حکم دے دیتا، جیسے وہ وضو کرتے ہیں۔''

فوائد: ...... ان احادیث سے معلوم ہوا کہ اگر ہر نماز کے ساتھ مسواک استعمال کرنا چاہیے، اگر چہ وضو نہ بھی کرنا ہو اور اگر مسواک کی وجہ سے مسوڑھوں سے خون وغیرہ نکل آئے تو اس سے وضو متأثر نہیں ہو گا، اس کی مزید وضاحت آگے آ رہی ہے۔

بَابٌ فِيمَا جَاءَ فِي السِّوَاكِ عِنْدَ الْوُضُوْءِ
وضو کے ساتھ مسواک کرنے کا بیان

(٥٦٥)۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ ؓ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَوْلَا أَنْ أَشُقَّ عَلَى أُمَّتِي لَأَمَرْتُهُمْ بِالسِّوَاكِ مَعَ الْوُضُوْءِ (وَفِي رِوَايَةٍ: لَأَمَرْتُهُمْ عِنْدَ كُلِّ صَلَاةٍ بِوُضُوْءٍ وَمَعَ كُلِّ وُضُوْءٍ سِوَاكٌ) وَلَأَخَّرْتُ الْعِشَاءَ إِلَى ثُلُثِ اللَّيْلِ أَوْ شَطْرِ اللَّيْلِ)) (مسند أحمد: ٧٤٠٦)

سیدنا ابو ہریرہ ؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اگر مجھے اپنی امت پر مشقت ڈالنے کا احساس نہ ہوتا تو میں ان کو ہر وضو کے ساتھ مسواک کرنے کا حکم دے دیتا اور نمازِ عشا کو ایک تہائی رات یا نصف رات تک مؤخر کر دیتا۔'' ایک روایت میں ہے: ''میں ان کو ہر نماز کے ساتھ وضو کا اور ہر وضو کے ساتھ نماز کا حکم دے دیتا۔''

فوائد: ...... وضو کے ساتھ مسواک کرنا تو نماز کی خاطر ہے، جیسا کہ دوسری روایت کے الفاظ سے ثابت ہو رہا ہے، لیکن آپ ﷺ وضو کے علاوہ بھی مسواک کرتے تھے، جیسا کہ اگلے ابواب میں وضاحت آ رہی ہے۔

(٥٦٦)۔ وَعَنْهُ أَيْضًا بِنَحْوِهِ وَفِيهِ: قَالَ أَبُوْ هُرَيْرَةَ لَقَدْ كُنْتُ أَسْتَنُّ قَبْلَ أَنْ أَنَامَ وَبَعْدَ مَا أَسْتَيْقِظُ وَقَبْلَ مَا آكُلُ وَبَعْدَ مَا آكُلُ حِيْنَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ مَا قَالَ۔ (مسند أحمد: ٩١٨٣)

سیدنا ابو ہریرہ ؓ سے بھی یہ اسی طرح کی حدیث مروی ہے، البتہ اس میں ہے: سیدنا ابو ہریرہ ؓ نے کہا: میں رسول اللہ ﷺ کی یہ حدیث سننے کے بعد سونے سے پہلے، جاگنے کے بعد، کھانے سے پہلے اور کھانے کے بعد مسواک کرتا تھا۔

بَابٌ فِيمَا جَاءَ فِي كَيْفِيَّةِ التَّسَوُّكِ بِالْعُوْدِ وَتَسَوُّكِ الْمُتَوَضِّيءِ بِإِصْبَعِهِ عِنْدَ الْمَضْمَضَةِ
لکڑی سے مسواک کرنے کی کیفیت اور کلی کرتے وقت وضو کرنے والے آدمی کا اپنی انگلی سے مسواک کرنے کا بیان

(٥٦٧)۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ حَدَّثَنِي أَبِي ثَنَا يُوْنُسُ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ: ثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ ثَنَا

سیدنا ابو موسی اشعری ؓ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: میں رسول اللہ ﷺ پر داخل ہوا، جبکہ آپ ﷺ مسواک کر

---

(٥٦٥) تخريج: أخرجه البخاري: ٨٨٧، ومسلم: ٢٥٢ (انظر: ٧٤١٢)

(٥٦٦) تخريج: حديث صحيح، وانظر لمرفوعه الحديث السابق

(٥٦٧) تخريج: أخرجه البخاري: ٢٤٤، ومسلم: ٢٥٤ (انظر: ١٩٧٣٧)

غَيْلَانُ بْنُ جَرِيْرٍ عَنْ أَبِي بُرْدَةَ عَنْ أَبِي مُوسَى الْأَشْعَرِيِّ ‌رضی ‌اللہ ‌عنہ قَالَ: دَخَلْتُ عَلَى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَهُوَ يَسْتَاكُ وَهُوَ وَاضِعٌ طَرْفَ السِّوَاكِ عَلَى لِسَانِهِ يَسْتَنُّ إِلَى فَوْقَ، فَوَصَفَ حَمَّادٌ كَأَنَّهُ يَرْفَعُ سِوَاكَهُ، قَالَ حَمَّادٌ: وَوَصَفَهُ لَنَا غَيْلَانُ قَالَ: كَانَ يَسْتَنُّ طُوْلًا۔ (مسند أحمد: ١٩٩٧٥)

رہے تھے اور مسواک کا کنارہ زبان پر تھا اور اوپر کو مسواک کر رہے تھے۔ حماد نے اس کیفیت کو یوں بیان کیا کہ گویا کہ آپ ﷺ اپنے مسواک کو اٹھا رہے تھے، پھر حماد نے کہا کہ غیلان نے ہمیں یہ کیفیت بیان کی کہ آپ ﷺ طول میں مسواک کرتے تھے۔

فوائد: ......اس حدیث سے معلوم ہوا کہ زبان پر لمبائی میں مسواک کی جائے گی، نیز مسواک صرف دانتوں کے ساتھ خاص نہیں ہے۔

(٥٦٨)۔ عَنْ أَبِي مَطَرٍ قَالَ: بَيْنَا نَحْنُ جُلُوْسٌ مَعَ أَمِيْرِ الْمُؤْمِنِيْنَ عَلِيٍّ فِي الْمَسْجِدِ عَلَى بَابِ الرَّحْبَةِ جَاءَ رَجُلٌ فَقَالَ: أَرِنِي وُضُوْءَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَهُوَ عِنْدَ الزَّوَالِ، فَدَعَا قَنْبَرًا فَقَالَ: ائْتِنِي بِكُوْزٍ مِنْ مَاءٍ فَغَسَلَ كَفَّيْهِ وَوَجْهَهُ ثَلَاثًا وَتَمَضْمَضَ ثَلَاثًا فَأَدْخَلَ بَعْضَ أَصَابِعِهِ فِي فِيْهِ وَاسْتَنْشَقَ ثَلَاثًا۔ (اَلْحَدِيْثَ سَيَأْتِي بِطُوْلِهِ فِي بَابِ صِفَةِ الْوُضُوْءِ إِنْ شَاءَ اللّٰهُ تَعَالٰى) (مسند أحمد: ١٣٥٦)

ابو مطر کہتے ہیں: ہم مسجد میں امیر المؤمنین سیدنا علی ‌رضی ‌اللہ ‌عنہ کے پاس رحبہ کے دروازے پر بیٹھے ہوئے تھے، ایک آدمی آیا اور اس نے کہا: مجھے رسول اللہ ﷺ کا وضو دکھاؤ، یہ زوال کا وقت تھا، پس انھوں نے قنبر غلام کو بلایا اور کہا: پانی کا برتن میرے پاس لاؤ، پس انھوں نے ہتھیلیوں اور چہرے کو تین تین دفعہ دھویا، تین بار کلی کی اور انگلی کو منہ میں داخل کیا اور تین دفعہ ناک میں پانی چڑھایا۔ (پوری حدیث "بَابُ صِفَةِ الْوُضُوْءِ" میں آئے گی۔)

بَابُ السِّوَاكِ عِنْدَ الْإِسْتِيْقَاظِ مِنَ النَّوْمِ وَعِنْدَ التَّهَجُّدِ وَدُخُوْلِ الْمَنْزِلِ

نیند سے بیدار ہوتے وقت، تہجد کے وقت اور گھر میں داخل ہوتے وقت مسواک کرنے کا بیان

(٥٦٩)۔ عَنِ ابْنِ عُمَرَ ‌رضی ‌اللہ ‌عنہ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ لَا يَنَامُ إِلَّا وَالسِّوَاكُ عِنْدَهُ،

سیدنا عبد اللہ بن عمر ‌رضی ‌اللہ ‌عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب بھی سوتے تھے، مسواک آپ ﷺ کے پاس ہوتی تھی،

---

(٥٦٨) تخريج: اسناده ضعيف لضعف المختار بن نافع ولجهالة ابى مطر البصرى ـ أخرجه عبد بن حميد: ٩٥ (انظر: ١٣٥٦)

(٥٦٩) تخريج: اسناده حسن ـ أخرجه ابو يعلى: ٥٧٤٩، والطبرانى فى "الكبير": ١٣٥٩٨ (انظر: ٥٩٧٩)

فَإِذَا اسْتَيْقَظَ بَدَأَ بِالسِّوَاكِ۔ (مسند أحمد: ٥٩٧٩)

پس جب آپ ﷺ بیدار ہوتے تو مسواک سے شروع کرتے۔

(٥٧٠)۔عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ لَا يَرْقُدُ لَيْلًا وَلَا نَهَارًا فَيَسْتَيْقِظُ إِلَّا تَسَوَّكَ۔ (مسند أحمد: ٢٥٤١٢)

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ رات اور دن کو جب بھی نیند سے بیدار ہوتے تو مسواک کرتے تھے۔

(٥٧١)۔عَنْ حُذَيْفَةَ بْنِ الْيَمَانِ رضی اللہ عنہ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ إِذَا قَامَ مِنَ اللَّيْلِ (وَفِي رِوَايَةٍ: إِذَا قَامَ مِنَ التَّهَجُّدِ) يَشُوْصُ فَاهُ بِالسِّوَاكِ۔ (مسند أحمد: ٢٣٦٣١)

سیدنا حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ جب رات کو اٹھتے تھے، ایک روایت میں ہے: جب تہجد کے لیے بیدار ہوتے تو اپنے منہ کو مسواک کے ذریعے صاف کرتے۔

(٥٧٢)۔عَنِ الْمِقْدَامِ بْنِ شُرَيْحٍ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ إِذَا رَأَى الْمَطَرَ قَالَ: ((اَللّٰهُمَّ صَيِّبًا نَافِعًا۔)) قَالَ: وَسَأَلْتُ عَائِشَةَ بِأَيِّ شَيْءٍ كَانَ يَبْدَأُ النَّبِيُّ ﷺ إِذَا دَخَلَ بَيْتَهُ؟ قَالَتْ: بِالسِّوَاكِ۔ (مسند أحمد: ٢٤٦٤٥)

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ جب بارش کو دیکھتے تو یہ دعا کرتے: "اَللّٰهُمَّ صَيِّبًا نَافِعًا......اے اللہ! نفع مند بارش نازل فرما۔" شریح کہتے ہیں: میں نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا کہ نبی کریم ﷺ جب گھر میں داخل ہوتے تو کس چیز سے ابتدا کرتے تھے، انھوں نے کہا: مسواک سے۔

فوائد: ......نیند، گفتگو اور کچھ دیر گزر جانے سے معدہ کے بخارات کی وجہ سے منہ میں تغیر پیدا ہو جاتا ہے، اس لیے ایسے اوقات میں مسواک کی جاتی ہے۔

بَابٌ فِيْمَا جَاءَ فِي السِّوَاكِ لِلصَّائِمِ وَالْجَائِعِ

روزے دار اور بھوکے کے مسواک کرنے کا بیان

(٥٧٣)۔عَنْ عَامِرِ بْنِ رَبِيْعَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ: رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ مَا لَا أَعُدُّ وَلَا أُحْصِيْ يَسْتَاكُ وَهُوَ صَائِمٌ۔ (مسند أحمد: ١٥٧٦٦)

سیدنا عامر بن ربیعہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: میں نے رسول اللہ ﷺ کو اَن گنت اور بے شمار دفعہ روزے کی حالت میں مسواک کرتے ہوئے دیکھا۔

---

(٥٧٠) تخريج: حسن لغيره ـ أخرجه ابوداود: ٥٧ (انظر: ٢٤٩٠٠)

(٥٧١) تخريج: أخرجه البخارى: ٢٤٥، ومسلم: ٢٥٥ (انظر: ٢٣٢٤٢)

(٥٧٢) تخريج: اسناده صحيح على شرط مسلم۔ أخرجه النسائى: ٣/ ١٦٤، وأخرجه مسلم: ٢٥٣ دون القسم الاول (انظر: ٢٤١٤٤)

(٥٧٣) تخريج: حسن لغيره ـ أخرجه ابوداود: ٢٣٦٤، والترمذى: ٧٢٥ (انظر: ١٥٦٧٨، ١٥٦٨٨)

فوائد: ......امام شافعی نے روزے دار کے لیے دن کے شروع میں اور آخر میں مسواک کرنے کو جائز قرار دیا ہے، جبکہ امام احمد نے دن کے آخری حصے میں مسواک کرنے کو ناپسند کیا ہے، جبکہ ناپسند کرنے کی کوئی وجہ نہیں ہے۔

(٥٧٤)۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ حَدَّثَنِیْ أَبِیْ ثَنَا حَسَنٌ ثَنَا زُهَيْرٌ عَنْ قَابُوْسٍ أَنَّ أَبَاهُ حَدَّثَهُ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ ﷺ قَالَ: جَاءَ نَبِیَّ اللّٰهِ رَجُلَانِ حَاجَتُهُمَا وَاحِدَةٌ، فَتَكَلَّمَ أَحَدُهُمَا فَوَجَدَ نَبِیُّ اللّٰهِ ﷺ مِنْ فِيْهِ إِخْلَافًا فَقَالَ لَهُ: ((أَلَا تَسْتَاكُ؟)) فَقَالَ: إِنِّیْ لَأَفْعَلُ وَلٰكِنِّیْ لَمْ أَطْعَمْ طَعَامًا مُنْذُ ثَلَاثٍ فَأَمَرَ بِهِ رَجُلًا فَآوَاهُ وَقَضٰى لَهُ حَاجَتَهُ۔ (مسند أحمد: ٢٤٠٩)

سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: دو آدمی، نبی کریم ﷺ کے پاس آئے، دونوں کی ایک قسم کی ضرورت تھی، جب ان میں سے ایک آدمی نے گفتگو کی تو آپ ﷺ نے اس کے منہ سے بدبو محسوس کی اور آپ ﷺ نے اس سے پوچھا: ''کیا تم مسواک نہیں کرتے؟'' اس نے کہا: جی میں ضرور کرتا ہوں، اصل بات یہ ہے کہ میں نے تین دنوں سے کھانا نہیں کھایا، پھر آپ ﷺ نے ایک آدمی کو حکم، پس اس نے اس کو جگہ دی اور اس کی ضرورت پوری کی۔

فوائد: ......مسواک کے عام دلائل روزے دار کو بھی شامل ہیں، جبکہ خاص دلائل بھی موجود ہیں، نیز کوئی ایسی دلیل بھی نہیں ہے، جس میں روزے دار کو مسواک کرنے سے منع کیا گیا ہو، علاوہ ازیں اگر روزے دار کے لیے وضو میں کلی کرنا درست ہے، جس میں سارے منہ میں پانی کو حرکت دے کر گھمایا جاتا ہے تو مسواک بھی درست ہونا چاہیے۔ ذہن نشین رہنے کے روزے دار کہ منہ کی بو، جو اللہ تعالیٰ کے ہاں کستوری سے بھی پاکیزہ ہے، کا تعلق روزے دار کے معدے سے ہے، نہ کہ منہ سے، اس لیے مسواک سے وہ بو متاثر نہیں ہوتی۔

❀❀❀❀

(٥٧٤) تخریج: اسناده ضعيف، قابوس بن ابی ظبیان لیّن یکتب حدیثه ولا یحتج به۔ أخرجه الطبرانی: ١٢٦١١، والبيهقی: ١/ ٣٩ (انظر: ٢٤٠٩)

أَبْوَابُ الْوُضُوْءِ
وضو کے ابواب

اَلْبَابُ الْأَوَّلُ فِيْمَا جَاءَ فِيْ فَضْلِهِ وَإِسْبَاغِهِ
وضو کی فضیلت اور اس کو پوری طرح کرنے کا بیان

(٥٧٥)۔ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ ﷛ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((مِفْتَاحُ الْجَنَّةِ الصَّلَاةُ وَمِفْتَاحُ الصَّلَاةِ الطُّهُوْرُ۔)) (مسند أحمد: ١٤٧١٧)

سیدنا جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جنت کی چابی نماز ہے اور نماز کی چابی وضو ہے۔''

(٥٧٦)۔ عَنْ مُصْعَبِ بْنِ سَعْدٍ أَنَّ نَاسًا دَخَلُوْا عَلَى ابْنِ عَامِرٍ فِيْ مَرَضٍ فَجَعَلُوْا يُثْنُوْنَ عَلَيْهِ، فَقَالَ ابْنُ عُمَرَ: أَمَا إِنِّيْ لَسْتُ بِأَغَشِّهِمْ لَكَ، سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((إِنَّ اللّٰهَ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى لَا يَقْبَلُ صَدَقَةً مِنْ غُلُوْلٍ وَلَا صَلَاةً بِغَيْرِ طُهُوْرٍ۔)) (مسند أحمد: ٤٧٠٠)

سیدنا مصعب بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ابن عامر کی بیماری کے دوران کچھ لوگ ان کے پاس آئے اور ان کی تعریف کرنے لگے، لیکن سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا: میں تجھے دھوکہ دینے والوں میں سے نہیں ہوں، میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا: ''بیشک اللہ تعالیٰ خیانت کے مال سے صدقہ اور وضو کے بغیر نماز قبول نہیں کرتا۔''

فوائد: ......ابن عامر کا نام امیر عبداللہ ہے۔ یہ عثمانِ غنی رضی اللہ عنہ کی طرف سے بصرہ کے گورنر کی حیثیت سے خدمات سرانجام دیتے رہے۔ لوگ جب ان کی بیمار پرسی کے لیے آئے تو انہوں نے ان کی تعریف کی۔ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ اس وقت امیر عبداللہ کے پاس تھے۔ ان کو لوگوں کا تعریف کرنا پسند نہ آیا تو انہوں نے اس موقع پر خیانت کی

(٥٧٥) تخريج: اسناده ضعيف، لضعف سليمان بن قرم وابي يحيىٰ القتّات، لكن للشطر الثاني منه شواهد تقوّيه۔ أخرجه الترمذي: ٤ (انظر: ١٤٦٦٢)

(٥٧٦) تخريج: أخرجه مسلم: ٢٢٤ (انظر: ٤٧٠٠)

خدمات کے حوالہ سے زیرِ نظر حدیث سنائی۔ مقصد یہ تھا کہ امیر کی حیثیت سے آدمی سے کوتاہیاں ہو ہی جاتی ہیں۔ تو امیر کی تعریف کرنے کے بجائے اسے توبہ و استغفار کی تلقین ہونی چاہیے نہ کہ اس کی تعریف کر کے اس کی توجہ گناہوں اور کوتاہیوں سے ہٹائی جائے۔ (عبداللہ رفیق)

(٥٧٧)۔ عَنْ أَبِي أُمَامَةَ عَنْ عَمْرِو بْنِ عَبَسَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قُلْتُ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! أَخْبِرْنِيْ عَنِ الْوُضُوْءِ، قَالَ: ((مَا مِنْكُمْ مِنْ أَحَدٍ يَقْرَبُ وَضُوْئَهُ ثُمَّ يَتَمَضْمَضُ وَيَسْتَنْشِقُ وَيَنْتَثِرُ إِلَّا خَرَجَتْ خَطَايَاهُ مِنْ فَمِهِ وَخَيَاشِيْمِهِ مَعَ الْمَاءِ حِيْنَ يَنْتَثِرُ، ثُمَّ يَغْسِلُ وَجْهَهُ كَمَا أَمَرَهُ اللّٰهُ تَعَالَى إِلَّا خَرَجَتْ خَطَايَا وَجْهِهِ مِنْ أَطْرَافِ لِحْيَتِهِ مَعَ الْمَاءِ، ثُمَّ يَغْسِلُ يَدَيْهِ إِلَى الْمِرْفَقَيْنِ إِلَّا خَرَجَتْ خَطَايَا يَدَيْهِ مِنْ أَطْرَافِ أَنَامِلِهِ ثُمَّ يَمْسَحُ رَأْسَهُ إِلَّا خَرَجَتْ خَطَايَا رَأْسِهِ مِنْ أَطْرَافِ شَعْرِهِ مَعَ الْمَاءِ، ثُمَّ يَغْسِلُ قَدَمَيْهِ إِلَى الْكَعْبَيْنِ كَمَا أَمَرَهُ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ إِلَّا خَرَجَتْ خَطَايَا قَدَمَيْهِ مِنْ أَطْرَافِ أَصَابِعِهِ مَعَ الْمَاءِ، ثُمَّ يَقُوْمُ فَيَحْمَدُ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ وَيُثْنِيْ عَلَيْهِ بِالَّذِيْ هُوَ لَهُ أَهْلٌ ثُمَّ يَرْكَعُ رَكْعَتَيْنِ إِلَّا خَرَجَ مِنْ ذَنْبِهِ كَهَيْئَتِهِ يَوْمَ وَلَدَتْهُ أُمُّهُ۔)) قَالَ أَبُوْ أُمَامَةَ: يَا عَمْرُو بْنُ عَبَسَةَ! أُنْظُرْ مَا تَقُوْلُ، أَسَمِعْتَ هٰذَا مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ؟ أَيُعْطَى الرَّجُلُ هٰذَا كُلَّهُ فِيْ مَقَامِهِ؟ قَالَ: فَقَالَ عَمْرُو بْنُ عَبَسَةَ: يَا أَبَا أُمَامَةَ! لَقَدْ كَبِرَتْ سِنِّيْ وَرَقَّ عَظْمِيْ

سیدنا عمرو بن عبسہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! وضو کے بارے میں مجھے بتائیں، آپ ﷺ نے فرمایا: ''تم میں جو آدمی بھی وضو کا پانی قریب کرتا ہے، پھر کلی کرتا ہے، ناک میں پانی چڑھاتا ہے اور ناک کو جھاڑتا ہے، مگر جب وہ ناک کو جھاڑتا ہے تو پانی کے ساتھ اس کے منہ اور نتھنوں سے گناہ نکل جاتے ہیں، پھر جب وہ اللہ تعالیٰ کے حکم کے مطابق چہرہ دھوتا ہے تو داڑھی کے کناروں سے پانی کے ساتھ اس کے چہرے کے گناہ خارج ہو جاتے ہیں، پھر جب وہ کہنیوں سمیت بازوؤں کو دھوتا ہے تو انگلیوں کے پوروں سے بازوؤں کی غلطیاں نکل جاتی ہیں، پھر جب وہ اپنے سر کا مسح کرتا ہے تو اس کے بالوں کے کناروں سے پانی کے ساتھ اس کے سر کے گناہ خارج ہو جاتے ہیں، پھر جب وہ اللہ تعالیٰ کے حکم کے مطابق ٹخنوں تک پاؤں دھوتا ہے تو اس کی انگلیوں کے کناروں سے اس کے پاؤں کے گناہ نکل جاتے ہیں، پھر جب وہ کھڑا ہو کر اللہ تعالیٰ کی ایسی حمد و ثنا بیان کرتا ہے، جو اس کے شایانِ شان ہوتی ہے اور پھر دو رکعتیں ادا کرتا ہے تو وہ گناہوں سے اس طرح نکل جاتا ہے، جیسے اس دن تھا، جس دن اس کی ماں نے اس کو جنم دیا تھا۔'' ابو امامہ نے کہا: اے عمرو بن عبسہ! ذرا اپنی کہی ہوئی بات پر غور کرو، کیا تم نے یہ باتیں رسول اللہ ﷺ سے سنی ہیں؟ کیا بندے کو یہ سب کچھ ایک مقام پر ہی عطا کر دیا جاتا ہے؟ سیدنا عمرو بن عبسہ رضی اللہ عنہ نے کہا: اے ابو امامہ! میری عمر بڑی ہو گئی ہے، ہڈیاں کمزور ہو

(٥٧٧) تخريج: أخرجه مسلم: ٨٣٢ (انظر: ١٩٠١٧٠)

وَاقْتَرَبَ أَجَلِي وَمَا بِيْ مِنْ حَاجَةٍ أَنْ أَكْذِبَ عَلَى اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ وَعَلَى رَسُوْلِهِ ﷺ، لَوْ لَمْ أَسْمَعْهُ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ إِلَّا مَرَّةً أَوْ مَرَّتَيْنِ أَوْ ثَلَاثًا، لَقَدْ سَمِعْتُهُ سَبْعَ مَرَّاتٍ أَوْ أَكْثَرَ مِنْ ذٰلِكَ۔ (مسند أحمد: ١٧١٤٤)

گئی ہیں، میری موت کا وقت قریب آ چکا ہے اور مجھے اللہ تعالیٰ پر اور رسول اللہ ﷺ پر جھوٹ بولنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے، اگر میں نے آپ ﷺ سے ایک یا دو یا تین دفعہ سنا ہوتا (تو میں یہ حدیث بیان نہ کرتا) تو میں نے تو آپ ﷺ سے سات یا اس سے بھی زیادہ مرتبہ سنا ہے۔

فوائد: ...... ممکن ہے کہ وضو کے بعد والی حمد وثنا سے مراد وہ دعائیں ہوں، جن کے بارے میں آپ ﷺ نے وضو کے بعد پڑھنے کی تلقین فرمائی ہے۔

(٥٧٨)۔ عَنْ أَبِيْ أُمَامَةَ رضی اللہ عنہ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((أَيُّمَا رَجُلٍ قَامَ إِلَى وَضُوْئِهِ يُرِيْدُ الصَّلَاةَ ثُمَّ غَسَلَ كَفَّيْهِ نَزَلَتْ خَطِيْئَتُهُ مِنْ كَفَّيْهِ مَعَ أَوَّلِ قَطْرَةٍ، فَإِذَا مَضْمَضَ وَاسْتَنْشَقَ وَاسْتَنْثَرَ نَزَلَتْ خَطِيْئَتُهُ مِنْ لِسَانِهِ وَشَفَتَيْهِ مَعَ أَوَّلِ قَطْرَةٍ، فَإِذَا غَسَلَ وَجْهَهُ نَزَلَتْ خَطِيْئَتُهُ مِنْ سَمْعِهِ وَبَصَرِهِ مَعَ أَوَّلِ قَطْرَةٍ، فَإِذَا غَسَلَ يَدَيْهِ إِلَى الْمِرْفَقَيْنِ وَرِجْلَيْهِ إِلَى الْكَعْبَيْنِ سَلِمَ مِنْ كُلِّ ذَنْبٍ هُوَ لَهُ وَمِنْ كُلِّ خَطِيْئَةٍ كَهَيْئَتِهِ يَوْمَ وَلَدَتْهُ أُمُّهُ، قَالَ: فَإِذَا قَامَ إِلَى الصَّلَاةِ رَفَعَ اللّٰهُ بِهَا دَرَجَتَهُ وَإِنْ قَعَدَ قَعَدَ سَالِمًا۔)) (مسند أحمد: ٢٢٦٢٣)

سیدنا ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو آدمی نماز کے ارادے سے وضو کے پانی کی طرف کھڑا ہوتا ہے اور اپنی ہتھیلیاں دھوتا ہے تو پہلے قطرے کے ساتھ اس کی ہتھیلیوں سے گناہ ساقط ہو جاتے ہیں، جب وہ کلی کرتا ہے، ناک میں پانی چڑھاتا ہے اور ناک جھاڑتا ہے تو پانی کے پہلے قطرے کے ساتھ اس کی زبان اور ہونٹوں سے گناہ گر جاتے ہیں، جب وہ اپنا چہرہ دھوتا ہے تو پہلے قطرے کے ساتھ اس کے کانوں اور آنکھوں سے گناہ جھڑ جاتے ہیں اور جب وہ کہنیوں سمیت اپنے بازو اور ٹخنوں تک اپنے پاؤں دھوتا ہے تو وہ اپنے ہر قسم کے گناہ اور ہر قسم کی خطا سے اس دن کی طرح پاک ہو جاتا ہے، جس دن اس کی ماں نے اس کو جنم دیا تھا۔ پھر جب وہ نماز کے لیے کھڑا ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کا درجہ بلند کر دیتا ہے اور اگر بیٹھ جاتا ہے یعنی نماز نہیں پڑھتا تو گناہوں سے سالم ہو کر بیٹھتا ہے۔''

(٥٧٩)۔ وَعَنْهُ أَيْضًا قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِذَا تَوَضَّأَ الرَّجُلُ الْمُسْلِمُ

سیدنا ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے یہ بھی مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب مسلمان بندہ وضو کرتا ہے تو اس کے کانوں،

---

(٥٧٨) تخريج: حديث صحيح بطرقه وشواهده ۔ أخرجه بنحوه مختصرا الطبراني في "الكبير" ف: ٧٩٨٣، وفي "الاوسط": ٤٤٣٧ (انظر: ٢٢٦٢٣)

(٥٧٩) تخريج: حديث صحيح بطرقه وشواهده ۔ أخرجه ابن ابي شيبة: ١/ ٦، والنسائي في "الكبرى": ١٠٦٤٣، والطبراني في "الكبير": ٧٥٦٢ (انظر: ٢٢٢٠٦)

خَرَجَتْ ذُنُوبُهُ مِنْ سَمْعِهِ وَبَصَرِهِ وَيَدَيْهِ وَرِجْلَيْهِ، فَإِنْ قَعَدَ قَعَدَ مَغْفُوْرًا لَهُ۔))
(مسند أحمد: ۲۲۵۵۹)

آنکھوں، ہاتھوں اور پاؤں سے گناہ نکل جاتے ہیں، پس اس کے بعد اگر وہ بیٹھ جاتا ہے تو بخشا بخشایا ہوا بیٹھتا ہے۔''

(۵۸۰)۔عَنْ شَهْرِ بْنِ حَوْشَبٍ عَنْ أَبِي أُمَامَةَ قَالَ: أَتَيْنَاهُ فَإِذَا هُوَ جَالِسٌ يَتَفَلَّى فِي جَوْفِ الْمَسْجِدِ فَقَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِذَا تَوَضَّأَ الْمُسْلِمُ ذَهَبَ الْإِثْمُ من سَمْعِهِ وَبَصَرِهِ وَيَدَيْهِ وَرِجْلَيْهِ۔)) قَالَ: فَجَاءَ أَبُو ظَبْيَةَ وَهُوَ يُحَدِّثُنَا فَقَالَ: مَا حَدَّثَكُمْ؟ فَذَكَرْنَا لَهُ الَّذِي حَدَّثَنَا، قَالَ: فَقَالَ: أَجَلْ، سَمِعْتُ عَمْرَو بْنَ عَبَسَةَ ذَكَرَهُ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَزَادَ فِيهِ: قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَا مِنْ رَجُلٍ يَبِيْتُ عَلَى طُهْرٍ ثُمَّ يَتَعَارُّ مِنَ اللَّيْلِ فَيَذْكُرُ وَيَسْأَلُ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ خَيْرًا مِنْ خَيْرِ الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ إِلَّا آتَاهُ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ إِيَّاهُ۔)) (مسند أحمد: ۱۷۱٤٦)

شہر بن حوشب کہتے ہیں: ہم سیدنا ابو امامہ رضی اللہ عنہ کے پاس گئے، جبکہ وہ مسجد میں بیٹھ کر جوئیں صاف کر رہے تھے، انھوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب مسلمان وضو کرتا ہے تو اس کے کانوں، آنکھوں، ہاتھوں اور پاؤں سے گناہ گر جاتے ہیں۔'' اتنے میں ابو ظبیہ آ گئے، جبکہ وہ ہمیں بیان کر رہے تھے، پھر انھوں نے پوچھا کہ وہ کیا بیان کر رہے تھے؟ پس ہم نے ان کو وہ چیز بتائی جو وہ بیان کر رہے تھے، انھوں نے کہا: جی ہاں، میں سیدنا عمرو بن عبسہ رضی اللہ عنہ کو بھی رسول اللہ ﷺ سے یہ حدیث بیان کرتے ہوئے سنا تھا، بلکہ اس میں یہ الفاظ زائد بھی تھے: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو آدمی باوضو رات گزارتا ہے، یعنی وضو کر کے سوتا ہے، پھر جب وہ رات کو اٹھتا ہے اور اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتا ہے اور اس سے دنیا و آخرت کی بھلائی کا سوال کرتا ہے تو وہ اس کو عطا کر دیتا ہے۔''

(۵۸۱)۔عَنْ عَبْدِاللّٰهِ الصُّنَابِحِيِّ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((إِذَا تَوَضَّأَ الْعَبْدُ فَمَضْمَضَ خَرَجَتِ الْخَطَايَا مِنْ فِيْهِ، فَإِذَا اسْتَنْثَرَ خَرَجَتِ الْخَطَايَا مِنْ أَنْفِهِ، فَإِذَا غَسَلَ وَجْهَهُ خَرَجَتِ الْخَطَايَا مِنْ وَجْهِهِ، حَتّٰى تَخْرُجَ مِنْ تَحْتِ أَشْفَارِ عَيْنَيْهِ، فَإِذَا غَسَلَ يَدَيْهِ خَرَجَتْ خَطَايَاهُ مِنْ يَدَيْهِ حَتّٰى تَخْرُجَ

سیدنا عبد اللہ صنابحی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب بندہ وضو کرتا ہے اور کلی کرتا ہے تو اس کے منہ سے غلطیاں نکل جاتی ہیں، جب وہ ناک جھاڑتا ہے تو اس کے ناک سے خطائیں گر جاتی ہیں، جب وہ چہرہ دھوتا ہے تو اس کے چہرے سے گناہ ساقط ہو جاتے ہیں، یہاں تک کہ اس کی آنکھوں کی پلکوں کی جڑوں سے بھی گناہ خارج ہو جاتے ہیں، پھر جب وہ اپنے بازو دھوتا ہے تو اس کے بازوؤں سے

(۵۸۰) تخريج: هذان حديثان، وهما صحيحان لغيرهما ـ أخرجهما النسائي في "الكبرى": ۱۰٦٤۳، والطبراني في "الكبير": ۷۵٦٤ (انظر: ۱۷۰۲۱)

(۵۸۱) تخريج: حديث صحيح ـ أخرجه مالك في "المؤطا": ۱/ ۳۱، والنسائي: ۱/ ۷٤ (انظر: ۱۹۰٦۸)

مِنْ تَحْتِ أَظْفَارِ يَدَيْهِ، فَإِذَا مَسَحَ رَأْسَهَ (وَفِي رِوَايَةٍ: وَأُذُنَيْهِ) خَرَجَتِ الْخَطَايَا مِنْ رَأْسِهِ حَتّٰى تَخْرُجَ مِنْ تَحْتِ أَظْفَارِ رِجْلَيْهِ، ثُمَّ كَانَ مَشْيُهُ إِلَى الْمَسْجِدِ وَصَلَاتُهُ نَافِلَةً۔)) (مسند أحمد: ١٩٢٧٨)

خطائیں نکل جاتی ہیں، یہاں تک کہ اس کے ناخنوں کے نیچے سے بھی گر جاتی ہیں، جب وہ سر اور کانوں کا مسح کرتا ہے تو اس کے سر سے، (اور پاؤں کے دھونے سے) پاؤں کے ناخنوں کے نیچے سے گناہ جھڑ جاتے ہیں، پھر مسجد کی طرف اس کا چل کر جانا اور نماز ادا کرنا زائد ہوتا ہے۔''

(٥٨٢)۔ (وَعَنْهُ مِنْ طَرِيقٍ آخَرَ)۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ حَدَّثَنِي أَبِي ثَنَا أَبُو سَعِيدٍ مَوْلَى بَنِي هَاشِمٍ ثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُطَرِّفٍ أَبُو غَسَّانَ ثَنَا زَيْدُ بْنُ أَسْلَمَ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ عَنْ أَبِي عَبْدِ اللّٰهِ الصُّنَابِحِيِّ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((مَنْ مَضْمَضَ وَاسْتَنْشَقَ خَرَجَتْ خَطَايَاهُ مِنْ فِيهِ وَأَنْفِهِ، وَمَنْ غَسَلَ وَجْهَهُ خَرَجَتْ خَطَايَاهُ مِنْ أَشْفَارِ عَيْنَيْهِ، وَمَنْ غَسَلَ يَدَيْهِ خَرَجَتْ خَطَايَاهُ مِنْ أَظْفَارِهِ أَوْ مِنْ تَحْتِ أَظْفَارِهِ، وَمَنْ مَسَحَ رَأْسَهُ وَأُذُنَيْهِ خَرَجَتْ خَطَايَاهُ مِنْ رَأْسِهِ أَوْ شَعْرِ أُذُنَيْهِ، وَمَنْ غَسَلَ رِجْلَيْهِ خَرَجَتْ خَطَايَاهُ مِنْ أَظْفَارِهِ أَوْ مِنْ تَحْتِ أَظْفَارِهِ، ثُمَّ كَانَتْ خُطَاهُ إِلَى الْمَسْجِدِ نَافِلَةً۔)) (مسند أحمد: ١٩٢٧٤)

(دوسری سند) سیدنا ابو عبد اللہ صنابحی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس نے کلی کی اور ناک میں پانی چڑھایا، اس کے منہ اور ناک سے گناہ نکل جائیں گے، جس نے چہرہ دھویا، اس کی آنکھ کی پلکوں کی جڑوں سے گناہ خارج ہو جائیں گے، جس نے بازو دھوئے، اس کے ناخنوں سے یا ناخنوں کے نیچے سے گناہ نکل جائیں گے، جس نے سر اور کانوں کا مسح کیا، اس کے سر سے یا دونوں کانوں کے بالوں سے گناہ ساقط ہو جائیں گے اور جس نے پاؤں دھوئے، اس کے ناخنوں سے یا ناخنوں کے نیچے سے غلطیاں نکل جائیں گی، پھر اس کا مسجد کی طرف چلنا زائد ہوگا۔''

(٥٨٣)۔ (وَمِنْ طَرِيقٍ ثَالِثٍ)۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ حَدَّثَنِي أَبِي ثَنَا حُسَيْنُ بْنُ مُحَمَّدٍ ثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُطَرِّفٍ عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ عَنْ أَبِي عَبْدِ اللّٰهِ الصُّنَابِحِيِّ

(تیسری سند) سیدنا ابو عبد اللہ صنابحی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''جس نے کلی کی اور ناک کو جھاڑا، اس کے ناک سے گناہ نکل جائیں گے۔'' پھر اس کے ہم معنی حدیث ذکر کی۔

---

(٥٨٢) تخريج: انظر الحديث بالطريق الأول

(٥٨٣) تخريج: انظر الحديث بالطريق الاول

عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((مَنْ تَمَضْمَضَ وَاسْتَنْثَرَ خَرَجَتْ خَطَايَاهُ مِنْ أَنْفِهِ۔)) فَذَكَرَ مَعْنَاهُ۔ (مسند أحمد: ١٩٢٧٥)

(٥٨٤)۔عَنْ عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَنْ تَوَضَّأَ فَأَحْسَنَ الْوُضُوْءَ خَرَجَتْ خَطَايَاهُ مِنْ جَسَدِهِ حَتَّى تَخْرُجَ مِنْ تَحْتِ أَظْفَارِهِ)) (مسند أحمد: ٤٧٦)

سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس نے وضو کیا اور اچھا وضو کیا، اس کے جسم سے اس کے گناہ نکل جائیں گے، یہاں تک کہ ناخنوں کے نیچے سے بھی نکل جائیں گے۔''

(٥٨٥)۔عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: لَا أَقُوْلُ الْيَوْمَ عَلَى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ مَا لَمْ يَقُلْ، سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((مَنْ قَالَ عَلَيَّ مَالَمْ أَقُلْ فَلْيَتَبَوَّأْ بَيْتًا مِنْ جَهَنَّمَ۔)) وَسَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((رَجُلَانِ مِنْ أُمَّتِي يَقُوْمُ أَحَدُهُمَا مِنَ اللَّيْلِ فَيُعَالِجُ نَفْسَهُ إِلَى الطَّهُوْرِ وَعَلَيْهِ عُقَدٌ فَيَتَوَضَّأُ، فَإِذَا وَضَّأَ يَدَيْهِ انْحَلَّتْ عُقْدَةٌ، وَإِذَا وَضَّأَ وَجْهَهُ انْحَلَّتْ عُقْدَةٌ وَإِذَا مَسَحَ رَأْسَهُ انْحَلَّتْ عُقْدَةٌ، وَإِذَا وَضَّأَ رِجْلَيْهِ انْحَلَّتْ عُقْدَةٌ، فَيَقُوْلُ الرَّبُّ عَزَّ وَجَلَّ الَّذِيْنَ وَرَاءَ الْحِجَابِ: انْظُرُوْا إِلَى عَبْدِي هٰذَا يُعَالِجُ نَفْسَهُ، مَاسَأَلَنِي عَبْدِي هٰذَا فَهُوَ لَهُ۔)) (مسند أحمد: ١٧٥٩٧)

سیدنا عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں: میں آج رسول اللہ ﷺ کی طرف وہ بات منسوب نہیں کروں گا، جو آپ ﷺ نے ارشاد نہیں فرمائی، کیونکہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا: ''جس نے مجھ پر وہ بات کہی، جو میں نے نہیں کہی، وہ جہنم سے گھر تیار کر لے۔'' نیز میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا: میری امت کے دو آدمی، ان میں سے ایک وہ ہے جو رات کو کھڑا ہوتا ہے، پس وہ اپنے نفس کو وضو کے پانی کی طرف آمادہ کرتا ہے، جبکہ اس پر کئی گرہیں ہوتی ہیں، پس جب وہ وضو کرتا ہے اور اپنے ہاتھ دھوتا ہے تو ایک گرہ کھل جاتی ہے، جب وہ اپنا چہرہ دھوتا ہے تو ایک گرہ کھل جاتی ہے، جب وہ اپنے سر کا مسح کرتا ہے تو ایک گرہ کھل جاتی ہے اور جب وہ اپنے پاؤں کو دھوتا ہے تو ایک گرہ کھل جاتی ہے۔ پس اللہ تعالیٰ پردوں کے پیچھے والی مخلوق یعنی فرشتوں سے کہتا ہے: تم میرے اس بندے کی طرف دیکھو، یہ اپنے نفس کو آمادہ کرتا ہے، یہ مجھ سے جس چیز کا سوال کرے گا، وہ اس کی ہو جائے گی۔''

---

(٥٨٤) تخريج: أخرجه مسلم: ٢٤٥ (انظر: ٤٧٦)

(٥٨٥) تخريج: حديث صحيح ـ أخرجه ابن حبان: ١٠٥٢، ٢٥٥٥ (انظر: ١٧٤٥٨)

(٥٨٦)۔عَنْ حُمْرَانَ بْنِ أَبَانَ عَنْ عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ رضی اللہ عنہ ، أَنَّهُ دَعَا بِمَاءٍ فَتَوَضَّأَ وَمَضْمَضَ وَاسْتَنْشَقَ ثُمَّ غَسَلَ وَجْهَهُ ثَلَاثًا وَذِرَاعَيْهِ ثَلَاثًا وَمَسَحَ بِرَأْسِهِ وَظَهْرِ قَدَمَيْهِ ثُمَّ ضَحِكَ فَقَالَ لِأَصْحَابِهِ: أَلَا تَسْأَلُونِي عَمَّا أَضْحَكَنِي؟ فَقَالُوْا: مِمَّ ضَحِكْتَ يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِيْنَ؟ قَالَ: رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ دَعَا بِمَاءٍ قَرِيْبًا مِنْ هٰذِهِ الْبُقْعَةِ فَتَوَضَّأَ كَمَا تَوَضَّأْتُ ثُمَّ ضَحِكَ ، فَقَالَ: ((أَلَا تَسْأَلُوْنِي مَا أَضْحَكَنِي؟)) فَقَالُوْا: مَا أَضْحَكَكَ؟ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! فَقَالَ: ((إِنَّ الْعَبْدَ إِذَا دَعَا بِوَضُوْءٍ فَغَسَلَ وَجْهَهُ حَطَّ اللّٰهُ عَنْهُ كُلَّ خَطِيْئَةٍ أَصَابَهَا بِوَجْهِهِ ، فَإِذَا غَسَلَ ذِرَاعَيْهِ كَانَ كَذٰلِكَ ، وَإِنْ مَسَحَ بِرَأْسِهِ كَانَ كَذٰلِكَ ، وَإِذَا طَهَّرَ قَدَمَيْهِ كَانَ كَذٰلِكَ۔)) (مسند أحمد: ٤١٥)

سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ انھوں نے پانی منگوایا اور وضو کیا، کلی کی، ناک میں پانی چڑھایا، پھر تین بار چہرہ دھویا، تین دفعہ بازو دھوئے اور پھر اپنے سر اور پاؤں کے ظاہری حصے کو مسح کیا اور پھر ہنس پڑے اور اپنے ساتھیوں سے کہا: کیا تم مجھ سے اس چیز کے بارے میں سوال نہیں کرو گے، جس نے مجھے ہنسایا ہے؟ لوگوں نے کہا: اے امیر المؤمنین! آپ کیوں ہنسے ہیں؟ انھوں نے کہا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ آپ ﷺ نے پانی منگوایا، جبکہ آپ ﷺ اسی جگہ کے قریب تھے، پس آپ ﷺ نے میرے اس وضو کی طرح وضو کیا اور پھر مسکرا پڑے اور فرمایا: ''کیا تم لوگ مجھ سے اس چیز کے بارے میں سوال نہیں کرو گے، جس کی وجہ سے میں مسکرایا ہوں؟'' لوگوں نے کہا: اے اللہ کے رسول! کس چیز نے آپ کو ہنسا دیا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''بیشک جب بندہ وضو کا پانی منگوا کر چہرہ دھوتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے چہرے سے ہر اس گناہ کو مٹا دیتا ہے، جس کا چہرے نے ارتکاب کیا ہوتا ہے، پھر جب وہ اپنے بازو دھوتا ہے تو اسی طرح ہوتا ہے، جب وہ مسح کرتا ہے تو اسی طرح ہوتا ہے اور جب وہ اپنے پاؤں دھوتا ہے تو اسی طرح ہوتا ہے۔''

فوائد:...... ''وَظَهْرِ قَدَمَيْهِ'' کے لحاظ سے ترجمہ کیا گیا ہے۔
ایک نسخے میں ''وَطَهَّرَ قَدَمَيْهِ'' ہے جس کا معنی ہے اور انہوں نے اپنے دونوں پاؤں دھوئے۔ یہ نسخہ زیادہ اچھا لگ رہا ہے کیونکہ حدیث کا آخری حصہ اس نسخہ کی تائید کر رہا ہے۔ پہلے نسخہ کے لحاظ سے یہ کہنا پڑے گا کہ انہوں نے پانوں کے ظاہری حصہ کا مسح اس لیے کیا کہ انہوں نے موزے پہنے ہوئے تھے۔ (عبداللہ رفیق)

(٥٨٧)۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((إِذَا تَوَضَّأَ الْعَبْدُ الْمُسْلِمُ أَوِ

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب مسلمان یا مؤمن بندہ وضو کرتا ہے اور اپنا چہرہ دھوتا

(٥٨٦) تخريج: صحيح لغيره - أخرجه ابن ابى شيبة: ١/ ٨ مختصرا والبزار: ٤٢٠ (انظر: ٥٨٦)
(٥٨٧) تخريج: أخرجه مسلم: ٢٤٤ (انظر: ٨٠٢٠)

الْمُؤْمِنُ فَغَسَلَ وَجْهَهُ خَرَجَتْ مِنْ وَجْهِهِ كُلُّ خَطِيئَةٍ نَظَرَ إِلَيْهَا بِعَيْنِهِ مَعَ الْمَاءِ أَوْ مَعَ آخِرِ قَطْرَةِ الْمَاءِ أَوْ نَحْوَ هٰذَا، فَإِذَا غَسَلَ يَدَيْهِ خَرَجَتْ مِنْ يَدِهِ كُلُّ خَطِيئَةٍ بَطَشَ بِهَا مَعَ الْمَاءِ أَوْ مَعَ آخِرِ قَطْرَةِ الْمَاءِ حَتّٰى يَخْرُجَ نَقِيًّا مِنَ الذُّنُوبِ۔)) (مسند أحمد: ۸۰۰۷)

ہے تو پانی کے ساتھ یا پانی کے آخری قطرے کے ساتھ اس کے چہرے کا ہر وہ گناہ زائل ہو جاتا ہے، جس کی طرف اس نے اپنی آنکھوں سے دیکھا ہوتا ہے، پھر جب وہ اپنے ہاتھ دھوتا ہے تو پانی کے ساتھ یا پانی کے آخری قطرے کے ساتھ اس کے ہاتھ سے ہر وہ گناہ ساقط ہو جاتا ہے، جس کی طرف اس نے ہاتھ پھیلایا ہوتا ہے، (باقی اعضا کا بھی یہی سلسلہ جاری رہتا ہے) یہاں تک کہ وہ گناہوں سے پاک صاف ہو جاتا ہے۔''

فوائد: ......تمام احادیث اپنے باب میں انتہائی واضح ہیں، ان میں کسی قسم کا ابہام نہیں ہے، ہمیں چاہیے کہ ان فضیلتوں کو حاصل کرنے کے لیے وضو کو صرف نماز کے ساتھ خاص نہ کریں، بلکہ ان کے علاوہ جب بھی موقع ملا، یہ سعادت حاصل کی جائے، خصوصا سوتے وقت، وضو کا ایک خارجی فائدہ یہ بھی ہے کہ اس کے بعد مسلمان اللہ تعالیٰ کے ذکر کی طرف مائل ہو جاتا ہے۔

بَابٌ فِي فَضْلِ الْوُضُوْءِ وَالْمَشْيِ إِلَى الْمَسَاجِدِ وَالصَّلَاةِ بِهٰذَا الْوُضُوْءِ

وضو، مسجدوں کی طرف چلنے اور اِس وضو سے نماز پڑھنے کی فضیلت کا بیان

(۵۸۸)۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ ﷺ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَا يَتَوَضَّأُ أَحَدٌ فَيُحْسِنُ وُضُوْئَهُ وَيُسْبِغُهُ ثُمَّ يَأْتِي الْمَسْجِدَ لَا يُرِيْدُ إِلَّا الصَّلٰوةَ فِيْهِ إِلَّا تَبَشْبَشَ اللّٰهُ بِهِ كَمَا يَتَبَشْبَشُ أَهْلُ الْغَائِبِ بِطَلْعَتِهِ۔)) (مسند أحمد: ۸۰۵۱)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب کوئی آدمی وضو کرتا ہے اور اچھا اور مکمل وضو کرتا ہے اور پھر وہ صرف نماز کے ارادے سے مسجد میں آتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کی وجہ سے اس طرح خوش ہوتا ہے، جیسے لوگ اس آدمی کے ظہور کے وقت خوش ہوتے ہیں، جو پہلے غائب ہوتا ہے۔''

(۵۸۹)۔ عَنْ أَبِي سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ ﷺ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((أَلَا أَدُلُّكُمْ عَلٰى مَا يُكَفِّرُ اللّٰهُ بِهِ الْخَطَايَا وَيَزِيْدُ بِهِ فِي الْحَسَنَاتِ؟)) قَالُوْا: بَلٰى يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ!

سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''کیا میں ایسے اعمال پر تمہاری رہنمائی نہ کر دوں کہ جن کی وجہ سے اللہ تعالیٰ گناہوں کو مٹاتا ہے اور نیکیوں میں اضافہ کرتا ہے؟'' لوگوں نے کہا: جی کیوں نہیں، اے اللہ کے

---

(۵۸۸) تخريج: اسناده ضعيف لجهالة ابى عبيدة الراوى عن سعيد بن يسار۔ أخرجه ابن خزيمة: ۱۴۹۱ (انظر: ۸۰۶۵)

(۵۸۹) تخريج: حديث صحيح ۔ أخرجه ابن ماجه: ۴۲۷، ۷۶۶ (انظر: ۱۰۹۹۴)

قَالَ: ((إِسْبَاغُ الْوُضُوْءِ عَلَى الْمَكَارِهِ وَكَثْرَةُ الْخُطَا إِلَى الْمَسَاجِدِ وَانْتِظَارُ الصَّلٰوةِ بَعْدَ الصَّلٰوةِ۔)) (مسند أحمد: ١١٠٠٧)

رسول! آپ ﷺ نے فرمایا: ''ناپسندیوں کے باوجود وضو مکمل کرنا، مسجدوں کی طرف زیادہ چل کر جانا اور ایک نماز کے بعد دوسری نماز کا انتظار کرنا۔''

(٥٩٠)۔ عَنْ أَبِیْ هُرَيْرَةَ ؓ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ مِثْلُهُ وَزَادَ: ((فَذٰلِكَ الرِّبَاطُ۔)) (مسند أحمد: ٧٧١٥)

سیدنا ابو ہریرہ ؓ نے بھی نبی کریم ﷺ کی اسی طرح کی ایک حدیث روایت کی ہے، البتہ اس میں یہ زیادتی ہے: ''یہی رباط ہے۔''

فوائد: ......میدان جنگ یا محاذ میں مورچہ بند ہو کر ہمہ وقت چوکنا اور جہاد کے لیے تیار رہنا ''رِباط'' ہے، گویا آدمی درج بالا اعمال کے ذریعے سے اصل دشمن شیطان کے شرّ سے محفوظ رہتا ہے اور نفس کو شہوات سے بچا لیتا ہے، دراصل ''رِباط'' کے معانی نفس اور جسم کو اطاعت کے ساتھ پابند کر دینے کے ہیں

(٥٩١)۔ عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ ؓ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((إِذَا تَوَضَّأَ الرَّجُلُ فَأَتَى الْمَسْجِدَ كَتَبَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ لَهُ بِكُلِّ خُطْوَةٍ يَخْطُوْهَا عَشْرَ حَسَنَاتٍ، فَإِذَا صَلّٰى فِي الْمَسْجِدِ ثُمَّ قَعَدَ فِيْهِ كَانَ كَالصَّائِمِ الْقَانِتِ حَتّٰى يَرْجِعَ۔)) (مسند أحمد: ١٧٥٩٥)

سیدنا عقبہ بن عامر ؓ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا: ''جب بندہ وضو کر کے مسجد میں آتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے ہر قدم کے بدلے دس نیکیاں لکھتے ہیں، پھر جب وہ مسجد میں نماز پڑھ کر وہیں بیٹھ جاتا ہے تو وہ روزہ رکھنے والے اور قیام کرنے والے کی طرح ہوتا ہے، یہاں تک کہ وہ لوٹ آتا ہے۔''

(٥٩٢)۔ عَنْ كَعْبِ بْنِ عُجْرَةَ ؓ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((إِذَا تَوَضَّأَ أَحَدُكُمْ فَأَحْسَنَ وُضُوْءَهُ ثُمَّ خَرَجَ عَامِدًا إِلَى الصَّلٰوةِ فَلَا يُشَبِّكْ بَيْنَ يَدَيْهِ فَإِنَّهُ فِي الصَّلٰوةِ۔)) (مسند أحمد: ١٨٢٨٢)

سیدنا کعب بن عجرہ ؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب تم میں سے کوئی آدمی وضو کرتا ہے اور اچھا وضو کرتا ہے اور پھر نماز کے قصد سے نکل پڑتا ہے تو وہ اپنے ہاتھوں میں تشبیک نہ ڈالا کرے، کیونکہ وہ نماز میں ہوتا ہے۔''

فوائد: ......ایک ہاتھ کی انگلیاں دوسرے ہاتھ کی انگلیوں میں ڈالنا تشبیک ہے، یہ اس وقت منع ہے کہ جب مسلمان نماز کے لیے جا رہا ہو یا نماز کے انتظار میں بیٹھا ہو یا نماز ادا کر رہا ہو۔

---

(٥٩٠) تخريج: أخرجه مسلم: ٢٥١ (انظر: ٧٧٢٩)

(٥٩١) تخريج: حديث صحيح ـ أخرجه ابن خزيمة: ١٤٩٢، وابن حبان: ٢٠٣٨، ٢٠٤٥، والحاكم: ١/ ٢١١، والبيهقي: ٣/ ٦٣، والطبراني في "الكبير": ١٧/ ٨٤٢ (انظر: ١٧٤٥٦)

(٥٩٢) تخريج: حديث حسن ـ أخرجه ابو داود: ٥٦٢، والترمذي: ٣٨٦ (انظر: ١٨١٠٣)

(۵۹۳)۔عَنْ عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ: ((مَنْ تَوَضَّأَ فَأَسْبَغَ الْوُضُوْءَ ثُمَّ مَشٰی إِلٰی صَلٰوۃٍ مَکْتُوْبَۃٍ فَصَلَّاھَا غُفِرَ لَہُ ذَنْبُہُ)) (مسند أحمد: ٥١٦)

سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس نے وضو کیا اور مکمل وضو کیا، پھر فرضی نماز ادا کرنے کے لیے مسجد کی طرف گیا اور وہ نماز ادا کی تو اس کے گناہ بخش دیئے جائیں گے۔''

(٥٩٤)۔وَعَنْہُ أَیْضًا قَالَ: رَأَیْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ وَھُوَ فِیْ ھٰذَا الْمَجْلِسِ تَوَضَّأَ فَأَحْسَنَ الْوُضُوْءَ ثُمَّ قَالَ: ((مَنْ تَوَضَّأَ مِثْلَ وُضُوْئِیْ ھٰذَا ثُمَّ أَتَی الْمَسْجِدَ فَرَکَعَ فِیْہِ رَکْعَتَیْنِ غُفِرَ لَہُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِہِ۔)) وَقَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ: ((لَا تَغْتَرُّوْا۔)) (مسند أحمد: ٤٥٩)

سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ سے یہ بھی مروی ہے، وہ کہتے ہیں: میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا، جبکہ آپ ﷺ اس مجلس میں تھے، آپ ﷺ نے وضو کیا اور اچھا وضو کیا اور پھر فرمایا: ''جس نے میرے اس وضو کی طرح وضو کیا، پھر مسجد میں آیا اور دو رکعتیں ادا کیں، اس کے سابقہ گناہ بخش دیئے جائیں گے۔'' پھر انھوں نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''پس دھوکہ نہ کھا جانا۔''

بَابُ مَا جَاءَ فِی فَضْلِ الْوُضُوْءِ وَالصَّلَاۃِ عَقِبَہُ
وضو اور اس کے بعد پڑھی جانے والی نماز کی فضیلت

(٥٩٥)۔عَنْ عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ: ((إِنَّ الْعَبْدَ إِذَا تَوَضَّأَ فَأَتَمَّ وُضُوْئَہُ ثُمَّ دَخَلَ فِیْ صَلَاتِہِ فَأَتَمَّ صَلَاتَہُ خَرَجَ مِنْ صَلَاتِہِ کَمَا خَرَجَ مِنْ بَطْنِ أُمِّہِ مِنَ الذُّنُوْبِ)) (مسند أحمد: ٤٣٠)

سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''بیشک جب بندہ وضو کرتا ہے اور مکمل وضو کرتا ہے، پھر نماز شروع کر دیتا ہے اور مکمل نماز ادا کرتا ہے تو وہ اپنے گناہوں سے اس طرح پاک ہو جاتا ہے، جیسے اپنی ماں کے پیٹ سے باہر آیا ہے۔''

(٥٩٦)۔وَعَنْہُ أَیْضًا قَالَ: سَمِعْتُ النَّبِیَّ ﷺ یَقُوْلُ: ((مَنْ تَوَضَّأَ فَأَحْسَنَ الْوُضُوْءَ ثُمَّ دَخَلَ فَصَلّٰی غُفِرَ لَہُ مَا بَیْنَہُ وَبَیْنَ الصَّلٰوۃِ الْأُخْرٰی حَتّٰی یُصَلِّیَھَا)) (مسند أحمد: ٤٠٠)

سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ یہ بھی بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس نے وضو کیا اور اچھا وضو کیا، پھر نماز شروع کی اور اس کو ادا کیا، تو اس کے اور اس کی پڑھی جانے والی اگلی نماز کے درمیان کے گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں۔''

---

(٥٩٣) تخریج: انظر الحدیث الآتی

(٥٩٤) تخریج: أخرجه البخاری: ٦٤٣٣، ومسلم: ٢٢٦ (انظر: ٤٥٩)

(٥٩٥) تخریج: اسناده صحیح ۔ أخرجه البزار: ٤٣٥ (انظر: ٤٣٠)

(٥٩٦) تخریج: أخرجه البخاری: ١٦٠، ومسلم: ٢٢٧ (انظر: ٤٠٠)

(٥٩٧)۔عَنْ زَيْدِ بْنِ خَالِدِ الْجُهَنِيِّ ﷺ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: ((مَنْ تَوَضَّأَ فَأَحْسَنَ وُضُوْئَهُ ثُمَّ صَلَّىٰ رَكْعَتَيْنِ لَا يَسْهُوْ فِيْهِمَا غَفَرَ اللّٰهُ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ۔)) (مسند أحمد: ١٧١٨٠)

سیدنا زید بن خالد جہنی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''جس نے وضو کیا اور اچھا وضو کیا اور پھر بغیر بھولے دو رکعتیں ادا کیں تو اللہ تعالیٰ اس کے پچھلے گناہ معاف کر دے گا۔''

فوائد: ...... نہ بھولنے کا مطلب یہ ہے کہ مکمل توجہ کے ساتھ نماز پڑھی جائے اور غفلت میں مبتلا نہ ہوا جائے، اگر کوئی خارجی خیال آ جائے تو شرعی طریقوں کے ذریعے اس کو دور کر دیا جائے۔

(٥٩٨)۔عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ ﷺ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ نَحْوَهُ۔ (مسند أحمد: ١٧٥٨٥)

سیدنا عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ نے بھی اسی قسم کی حدیث ِ نبوی بیان کی ہے۔

(٥٩٩)۔وَعَنْهُ أَيْضًا قَالَ: كُنَّا نَخْدُمُ أَنْفُسَنَا وَكُنَّا نَتَدَاوَلُ رَعِيَّةَ الْإِبِلِ بَيْنَنَا فَأَصَابَنِيْ رَعِيَّةُ الْإِبِلِ فَرَوَّحْتُهَا بِعَشِيِّ فَأَدْرَكْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ وَهُوَ قَائِمٌ يُحَدِّثُ النَّاسَ فَأَدْرَكْتُ مِنْ حَدِيْثِهِ وَهُوَ يَقُوْلُ: ((مَا مِنْكُمْ مِنْ أَحَدٍ يَتَوَضَّأُ فَيُسْبِغُ الْوُضُوْءَ ثُمَّ يَقُوْمُ فَيَرْكَعُ رَكْعَتَيْنِ يُقْبِلُ عَلَيْهِمَا بِقَلْبِهِ وَوَجْهِهِ إِلَّا وَجَبَتْ لَهُ الْجَنَّةُ وَغُفِرَ لَهُ۔)) قَالَ: فَقُلْتُ لَهُ: مَا أَجْوَدَ هٰذَا! قَالَ: فَقَالَ قَائِلٌ بَيْنَ يَدَيَّ: الَّتِيْ كَانَتْ قَبْلَهَا يَا عُقْبَةُ أَجْوَدُ مِنْهَا، فَنَظَرْتُ فَإِذَا عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ قَالَ: فَقُلْتُ: مَا هِيَ يَا أَبَا حَفْصٍ؟ قَالَ: إِنَّهُ قَالَ قَبْلَ أَنْ تَأْتِيَ: ((مَا مِنْكُمْ مِنْ أَحَدٍ يَتَوَضَّأُ فَيُسْبِغُ الْوُضُوْءَ ثُمَّ يَقُوْلُ: أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلٰهَ

سیدنا عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے ہی مروی ہے، وہ کہتے ہیں: ہم اپنے آپ کی خدمت خود کرتے تھے اور اونٹ چرانے کے لیے آپس میں باریاں مقرر کرتے تھے، ایک دن میری باری تھے، جب میں شام کو اونٹوں کو واپس لے کر آیا تو رسول اللہ ﷺ کو اس حال میں پایا کہ آپ ﷺ کھڑے ہو کر لوگوں سے گفتگو کر رہے تھے، میں نے آپ ﷺ کا یہ فرمان سنا: ''تم میں سے جو آدمی وضو کرتا ہے اور پورا وضو کرتا ہے، پھر کھڑا ہوتا ہے اور دو رکعتیں اس طرح ادا کرتا ہے کہ اپنے دل اور چہرے کے ساتھ متوجہ ہوتا ہے، ایسے شخص کیلئے جنت واجب ہو جاتی اور اس کو بخش دیا جاتا ہے۔'' یہ سن کر میں نے کہا: کتنی عمدہ بات ہے یہ، لیکن میرے سامنے سے ایک کہنے والے نے کہا: عقبہ! جو بات اس سے پہلے ارشاد فرمائی گئی تھی، وہ اس سے بھی عمدہ تھی، جب میں نے اس آدمی کو دیکھا تو وہ تو سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ تھے، میں نے کہا: ابو حفص! وہ بات کون سی تھی؟ انھوں نے کہا:

---

(٥٩٧) تخريج: حديث صحيح لغيره ـ أخرجه ابوداود: ٩٠٥ (انظر: ١٧٠٥٤)

(٥٩٨) تخريج: صحيح لغيره۔ أخرجه الطبرانی فی "الكبير": ١٧/ ٩٠٢(انظر: ١٧٤٤٨)

(٥٩٩) تخريج: أخرجه مسلم: ٢٣٤ (انظر: ١٧٣١٤)

لَا اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰـهُ وَحْـدَهُ لَا شَرِيْكَ لَهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا عَبْـدُهُ وَرَسُـوْلُهُ اِلَّا فُتِحَتْ لَهُ أَبْوَابُ الْجَنَّةِ الثَّـمَـانِيَّةُ يَـدْخُـلُ مِنْ أَيِّهَا شَاءَ۔)) (مسند احمد: ١٧٤٤٧)

رسول اللہ ﷺ تیرے آنے سے پہلے یہ ارشاد فرمایا: ''تم میں سے جو آدمی وضو کرتا ہے اور مکمل وضو کرتا ہے، پھر یہ دعا پڑھتا ہے: '' أَشْهَدُ أَنْ لَا اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيْكَ لَهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُوْلُهُ...... (میں گواہی دیتا ہوں کہ کوئی معبودِ برحق نہیں ہے، مگر اللہ، وہ اکیلا ہے، اس کا کوئی شریک نہیں اور حضرت محمد ﷺ اس کے بندے اور رسول ہیں)۔ ایسے آدمی کیلئے جنت کے آٹھوں دروازے کھول دیئے جاتے ہیں، وہ ان میں سے جس سے چاہے گا، داخل ہو جائے گا۔''

(٦٠٠)۔عَنْ عَمْرِو بْنِ عَبَسَةَ السُّلَمِيِّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((أَيُّمَا رَجُلٍ قَـامَ اِلَـى وَضُـوْءٍ يُـرِيْـدُ الـصَّلٰوةَ فَـأَحْصَى الْوَضُوْءَ اِلَى أَمَاكِنِهِ سَلِمَ مِنْ كُلِّ ذَنْـبٍ أَوْ خَـطِيْـئَةٍ لَهُ، فَاِنْ قَامَ اِلَى الصَّلٰوةِ رَفَعَهُ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ بِهَا دَرَجَةً وَاِنْ قَعَدَ قَعَدَ سَالِمًا۔)) (مسند أحمد: ١٩٦٦٧)

سیدنا عمرو بن عبسہ سلمی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو نماز کے ارادے سے وضو کے لیے کھڑا ہوتا ہے اور وضو کے پانی کو اس کے مقامات تک پہنچاتا ہے تو وہ اپنے گناہوں یا غلطیوں سے پاک ہو جاتا ہے، پھر اگر وہ نماز کے لیے کھڑا ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کا درجہ بلند کر دیتا ہے اور اگر وہ بیٹھ جاتا ہے تو گناہوں سے پاک ہو کر بیٹھتا ہے۔''

(٦٠١)۔عَـنْ شَـهْـرِ بْـنِ حَوْشَبٍ عَنْ أَبِي أُمَامَةَ الْحِمْصِيِّ صَاحِبِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ، اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((اَلْوُضُوْءُ يُكَفِّرُ مَا قَبْـلَهُ ثُمَّ تَصِيْرُ الصَّـلَاةُ نَافِلَةً۔))، فَقِيْلَ لَهُ: أَسَمِعْتَهُ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ؟ قَالَ: نَعَمْ غَيْرَ مَرَّةٍ وَلَا مَـرَّتَيْـنِ وَلَا ثَلَاثٍ وَلَا أَرْبَعٍ وَلَا خَمْسٍ۔ (مسند أحمد: ٢٢٥١٥)

صحابیٔ رسول سیدنا ابو امامہ حمصی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''وضو پہلے والے گناہوں کو مٹا دیتا ہے، پھر نماز زائد ہوتی ہے۔'' کسی نے پوچھا: کیا تم نے رسول اللہ ﷺ سے یہ حدیث سنی ہے؟ انھوں نے کہا: جی ہاں ایک، دو، تین، چار اور پانچ بار نہیں (بلکہ اس سے زیادہ دفعہ)۔

(٦٠٢)۔ عَـنْ أَبِـيْ غَالِبٍ الرَّاسِبِيِّ أَنَّهُ لَقِيَ

ابو غالب راسبی کہتے ہیں: میں سیدنا ابو امامہ حمصی رضی اللہ عنہ کو ملا اور

(٦٠٠) تخريج: أخرجه مسلم: ٨٣٢ (انظر: ١٩٤٣٩)
(٦٠١) تخريج: حديث صحيح بطرقه وشواهده۔ أخرجه الطيالسي: ١١٢٩، و ابن ابى شيبة: ١/ ٦، والطبراني في "الكبير": ٧٥٧٠ (انظر: ٢٢١٦٢)
(٦٠٢) تخريج: صحيح بطرقه وشواهده ۔ أخرجه الطبراني في "الكبير": ٨٠٧١(انظر: ٢٢١٨٨)

أَبَا أُمَامَةَ بِحِمْصَ فَسَأَلَهُ عَنْ أَشْيَاءَ حَدَّثَهُمْ أَنَّهُ سَمِعَ النَّبِيَّ ﷺ وَهُوَ يَقُوْلُ: ((مَا مِنْ عَبْدٍ مُسْلِمٍ يَسْمَعُ أَذَانَ صَلَاةٍ فَقَامَ إِلٰى وُضُوْئِهِ إِلَّا غُفِرَ لَهُ بِأَوَّلِ قَطْرَةٍ تُصِيْبُ كَفَّهُ مِنْ ذٰلِكَ الْمَاءِ فَبِعَدَدِ ذٰلِكَ الْقَطْرِ حَتّٰى يَفْرُغَ مِنْ وُضُوْئِهِ إِلَّا غُفِرَ لَهُ مَا سَلَفَ مِنْ ذُنُوْبِهِ وَقَامَ إِلٰى صَلَاتِهِ وَهِيَ نَافِلَةٌ۔)) قَالَ أَبُوْ غَالِبٍ: قُلْتُ لِأَبِيْ أُمَامَةَ: أَنْتَ سَمِعْتَ هٰذَا مِنَ النَّبِيِّ ﷺ؟ قَالَ: إِيْ وَالَّذِيْ بَعَثَهُ بِالْحَقِّ بَشِيْرًا وَنَذِيْرًا غَيْرَ مَرَّةٍ وَلَا مَرَّتَيْنِ وَلَا ثَلَاثٍ وَلَا أَرْبَعٍ وَلَا خَمْسٍ وَلَا سِتٍّ وَلَا سَبْعٍ وَلَا ثَمَانٍ وَلَا تِسْعٍ وَلَا عَشْرٍ وَعَشْرٍ وَصَفَّقَ بِيَدَيْهِ۔ (مسند أحمد: ٢٢٥٤١)

ان سے کچھ چیزوں کے بارے میں سوال کیے، انھوں نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو آدمی کسی نماز کی اذان سن کر وضو کے لیے کھڑا ہوتا ہے تو اس کی ہتھیلی کو لگنے والے پانی کے پہلے قطرے کے ساتھ ہی اس کو بخش دیا جاتا ہے، اِن قطروں کی تعداد کے برابر یہ سلسلہ جاری رہتا ہے، یہاں تک جب وہ وضو سے فارغ ہوتا ہے تو اس کے پچھلے گناہ معاف کیے جا چکے ہوتے ہیں اور اس کی پڑھی جانے والی نماز زائد ہوتی ہے۔'' ابو غالب کہتے ہیں: میں نے سیدنا ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے کہا: تو نے نبی کریم ﷺ سے یہ حدیث سنی ہے؟ انھوں نے کہا: کیوں نہیں، اس ذات کی قسم جس نے آپ ﷺ کو حق کے ساتھ بشیر و نذیر بنا کر بھیجا! ایک دفعہ نہیں، دو، تین، چار، پانچ، چھ، سات، آٹھ، نو، دس اور دس بار نہیں، پھر انھوں نے اس تعداد کو ظاہر کرنے کے لیے اپنے ہاتھوں سے تالی بجائی۔

(٦٠٣)۔وَعَنْهُ أَيْضًا قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا أُمَامَةَ يَقُوْلُ: إِذَا وَضَعْتَ الطَّهُوْرَ مَوَاضِعَهُ قَعَدْتَّ مَغْفُوْرًا لَكَ، فَإِنْ قَامَ يُصَلِّي كَانَتْ لَهُ فَضِيْلَةً وَأَجْرًا، وَإِنْ قَعَدَ قَعَدَ مَغْفُوْرًا لَهُ، فَقَالَ لَهُ رَجُلٌ: يَا أَبَا أُمَامَةَ! أَرَأَيْتَ إِنْ قَامَ فَصَلّٰى تَكُوْنُ لَهُ نَافِلَةً؟ قَالَ: لَا، إِنَّمَا النَّافِلَةُ لِلنَّبِيِّ ﷺ كَيْفَ تَكُوْنُ لَهُ نَافِلَةً وَهُوَ يَسْعٰى فِي الذُّنُوْبِ وَالْخَطَايَا، تَكُوْنُ لَهُ فَضِيْلَةً وَأَجْرًا۔ (مسند أحمد: ٢٢٥٤٩)

سیدنا ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: جب تو وضو کے پانی کو اس کے مقام پر استعمال کرے گا تو بخشا بخشایا بیٹھ جائے گا، پھر اگر کوئی آدمی کھڑے ہو کر نماز پڑھتا ہے تو اس میں اس کے لیے فضیلت اور اجر و ثواب ہوتا ہے۔ ایک آدمی نے ان سے کہا: اے ابو امامہ: اس بارے میں آپ کا کیا خیال ہے کہ اگر ایسا آدمی کھڑے ہو کر نماز پڑھتا ہے، تو اس کی نماز زائد ہو گی؟ انھوں نے کہا: نہیں، یہ زائد ہونا تو نبی کریم ﷺ کے لیے تھا۔ عام بندے کے لیے یہ نماز فضیلت اور اجر کا باعث ہو گی۔

(٦٠٤)۔ عَنْ أَبِيْ مُسْلِمٍ قَالَ: دَخَلْتُ عَلٰى

ابو مسلم کہتے ہیں: میں سیدنا ابو امامہ رضی اللہ عنہ کے پاس گیا، جبکہ وہ

---

(٦٠٣) تخريج: اسناده ضعيف من اجل ابي غالب البصري، وهو يعتبر به في المتابعات والشواهد، وقد اضطرب في هذا الحديث۔ أخرجه الطبراني في "الكبير": ٨٠٦٢، وأخرجه الطيالسي بنحوه: ١١٣٥ (انظر: ٢٢١٩٦)

(٦٠٤) صحيح بطرقه وشواهده۔ أخرجه الطبراني في "الكبير": ٨٠٣٢، وعبد الرزاق: ١٧٤٥، (انظر: ٢٢٢٧٢)

أَبِـيْ أُمَامَةَ وَهُوَ يَتَفَلّٰى فِي الْمَسْجِدِ وَيَدْفَنُ الْقَمْلَ فِي الْحَصٰى، فَقُلْتُ لَهُ: يَا أَبَا أُمَامَةَ! إِنَّ رَجُلًا حَـدَّثَنِيْ عَنْكَ أَنَّكَ قُلْتَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَـقُوْلُ: ((مَنْ تَوَضَّأَ فَأَسْبَغَ الْـوُضُوْءَ فَغَسَلَ يَدَيْهِ وَوَجْهَهُ وَمَسَحَ عَلٰى رَأْسِهِ وَأُذُنَيْهِ ثُمَّ قَامَ إِلَى الصَّلَاةِ الْمَفْرُوْضَةِ غُـفِرَ لَهُ فِي ذٰلِكَ الْيَوْمِ مَا مَشَتْ إِلَيْهِ رِجْلُهُ وَقَـضَـتْ عَـلَيْـهِ يَـدَاهُ وَسَمِعَتْ إِلَيْهِ أُذُنَاهُ وَنَـظَـرَتْ إِلَيْـهِ عَيْـنَاهُ وَحَدَّثَ بِهِ نَفْسُهُ مِنْ سُـوْءٍ)) قَـالَ: وَالـلّٰـهِ! لَقَدْ سَمِعْتُهُ مِنْ نَبِيِّ اللّٰهِ ﷺ مَا لَا أُحْصِيْهِ۔ (مسند أحمد: ٢٢٦٢٨)

مسجد میں بیٹھے جوئیں تلاش کر رہے تھے اور ان کو کنکریوں میں دبا رہے تھے، میں نے کہا: اے ابو امامہ! بیشک ایک آدمی نے تمہارے حوالے سے یہ حدیث بیان کی ہے: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس نے وضو کیا اور اچھا وضو کیا، پس ہاتھ دھوئے، چہرہ دھویا، سر اور کانوں کو مسح کیا اور پھر فرضی نماز کے لیے کھڑا ہوا، تو اس کے اس دن کے وہ گناہ معاف کر دیے جائیں گے کہ جن کی طرف اس کا پاؤں چل کر گیا، جن کے بارے میں ہاتھوں نے فیصلہ کیا، جن کو کانوں نے سنا، آنکھوں نے دیکھا اور ان کے بارے میں نفس نے بری گفتگو کی۔'' انھوں نے کہا: اللہ تعالیٰ کی قسم! میں نے یہ حدیث بے شمار دفعہ نبی کریم ﷺ سے سنی ہے۔

(٦٠٥)۔ عَنْ سُفْيَانَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَانِ عَنْ عَـاصِمِ بْنِ سُفْيَانَ الثَّقَفِيِّ أَنَّهُمْ غَزَوْا غَزْوَةَ السَّـلَاسِلِ فَفَاتَهُمُ الْغَزْوُ فَرَابَطُوْا ثُمَّ رَجَعُوْا إِلَـى مُـعَـاوِيَةَ وَعِـنْدَهُ أَبُوْ أَيُّوْبَ وَعُقْبَةُ بْنُ عَامِرٍ رضی اللہ عنہ فَـقَالَ عَاصِمٌ: يَا أَبَا أَيُّوْبَ! فَاتَنَا الْـغَـزْوُ الْـعَامَ وَقَدْ أُخْبِرْنَا أَنَّ مَنْ صَلّٰى فِي الْمَسْجِدِ (وَفِيْ رِوَايَةٍ: فِي الْمَسَاجِدِ الْأَرْبَعَةِ) غُـفِـرَ لَهُ ذَنْبُهُ، فَقَالَ: ابْنَ أَخِيْ! أَدُلُّكَ عَلٰى أَيْسَرَ مِنْ ذٰلِكَ؟ إِنِّيْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((مَنْ تَوَضَّأَ كَمَا أُمِرَ وَصَلّٰى كَمَا أُمِرَ غُـفِـرَ لَـهُ مَـا تَـقَـدَّمَ مِنْ عَمَلٍ)) أَكَذَاكَ يَا عُقْبَةُ؟ قَالَ: نَعَمْ۔ (مسند أحمد: ٢٣٩٩٣)

عاصم بن سفیان ثقفی کہتے ہیں: ہم لوگ غزوۂ سلاسل کیلئے گئے، لیکن یہ غزوہ رہ گیا، پس انھوں نے سرحد پر پہرہ دیا اور پھر سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کی طرف لوٹ آئے جبکہ ان کے پاس سیدنا ابو ایوب اور سیدنا عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہما بھی بیٹھے تھے، عاصم نے کہا: اے ابو ایوب! اس سال ہم سے جہاد فوت ہو گیا ہے، جبکہ ہمیں بتلایا گیا ہے کہ ''جو آدمی چار مسجدوں میں نماز پڑھے گا، اس کے گناہ معاف کر دیئے جائیں گے۔'' انھوں نے کہا: بھتیجے! کیا میں تجھے اس سے آسان عمل نہ بتا دوں؟ بیشک میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے: ''جس نے اس طرح وضو کیا، جس طرح اس کو حکم دیا گیا اور اس طرح نماز پڑھی، جیسے اس کو پڑھنے کا حکم دیا گیا، تو اس کے سابقہ گناہ معاف کر دیئے جائیں گے۔'' عقبہ! اسی طرح حدیث ہے نا؟ انھوں نے کہا: جی ہاں۔

(٦٠٦)۔ عَـنْ أَبِـيْ الدَّرْدَاءِ رضی اللہ عنہ قَـالَ: يَـا

سیدنا ابو درداء رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: لوگو! بیشک

(٦٠٥) تخريج: المرفوع منه صحيح لغيره۔ أخرجه ابن ماجه: ١١٩٦، والنسائي: ١/ ٩٠ (انظر: ٢٣٥٩٥)

(٦٠٦) اسناده ضعيف، ميمون ابو محمد المرائي التميمي ضعيف ـ أخرجه ابن ابي شيبة: ٢/ ٤١ (انظر: ٢٧٤٩٧)

أَيُّهَا النَّاسُ! إِنِّي سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((مَنْ تَوَضَّأَ فَأَسْبَغَ الْوُضُوْءَ ثُمَّ صَلّٰى رَكْعَتَيْنِ أَتَمَّهُمَا أَعْطَاهُ اللّٰهُ مَا سَأَلَ مُعَجَّلًا أَوْ مُؤَخَّرًا)) (مسند أحمد: ٢٨٠٤٥)

میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے: ''جس نے وضو کیا اور پورا وضو کیا، پھر مکمل طور پر دو رکعت نماز پڑھی، وہ اللہ تعالیٰ سے جو سوال کرے گا، وہ اسے جلدی یا بدیر عطا کر دے گا۔''

(٦٠٧)۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ حَدَّثَنِيْ أَبِيْ ثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِالْمَلِكِ حَدَّثَنِي سَهْلُ بْنُ أَبِي صَدَقَةَ قَالَ: حَدَّثَنِيْ كَثِيْرٌ أَبُو الْفَضْلِ الطُّفَاوِيُّ حَدَّثَنِيْ يُوْسُفُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ سَلَامٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: أَتَيْتُ أَبَا الدَّرْدَاءِ فِيْ مَرَضِهِ الَّذِيْ قُبِضَ فِيْهِ فَقَالَ لِيْ: يَا ابْنَ أَخِيْ! مَا أَعْمَدَكَ إِلٰى هٰذَا الْبَلَدِ وَمَا جَاءَ بِكَ، قَالَ: قُلْتُ: لَا، إِلَّا صِلَةُ مَا كَانَ بَيْنَكَ وَبَيْنَ وَالِدِيْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ سَلَامٍ، فَقَالَ أَبُو الدَّرْدَاءِ: لَبِئْسَ سَاعَةُ الْكَذِبِ هٰذِهِ، سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((مَنْ تَوَضَّأَ فَأَحْسَنَ الْوُضُوْءَ ثُمَّ قَامَ فَصَلّٰى رَكْعَتَيْنِ أَوْ أَرْبَعًا (شَكَّ سَهْلٌ) يُحْسِنُ فِيْهِمَا الذِّكْرَ وَالْخُشُوْعَ ثُمَّ اسْتَغْفَرَ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ غُفِرَ لَهُ)) (مسند أحمد: ٢٨٠٩٦)

یوسف بن عبد اللہ بن سلام کہتے ہیں: میں سیدنا ابو درداء رضی اللہ عنہ کے پاس گیا، جبکہ وہ مرض الموت میں مبتلا تھے، انھوں نے مجھ سے پوچھا: بھتیجے! کس چیز نے تجھ سے اس شہر کا ارادہ کروایا؟ کون سی چیز لے آئی تجھے؟ میں نے کہا: جی کوئی چیز نہیں ہے، بس آپ اور میرے والد کے درمیان جو تعلق تھا، اس کے لیے آیا ہوں، سیدنا ابو درداء رضی اللہ عنہ نے کہا: یہ جھوٹ بولنے کا برا وقت ہے۔ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا: ''جس نے وضو کیا اور اچھا وضو کیا، پھر کھڑا ہوا اور دو یا چار رکعت نماز پڑھی اور اس میں اچھے انداز میں ذکر اور خشوع اختیار کیا، پھر اللہ تعالیٰ سے بخشش طلب کی، اس کو بخش دیا جائے گا۔''

فوائد: ...... یہ احادیث وضو کرنے، مساجد کی طرف جانے اور ان میں نماز ادا کرنے، نماز کا انتظار کرنے اور وضو کے بعد نماز ادا کرنے کی فضیلت پر دلالت کرتی ہیں، اگر یہ احادیث ذہن نشین کر لی جائیں تو نہ صرف عمل میں رغبت بڑھتی ہے، بلکہ عمل کے وقت خاص سرور نصیب ہوتا ہے۔

ابو درداء رضی اللہ عنہ یہ بت اس وقت کر رہے ہیں جب ان کو موت کے آثار نظر آ رہے تھے اور راوی کے بقول اسی بیماری میں وہ فوت ہو گئے تھے تو وہ یہ کہنا چاہتے ہیں کہ یہ جھوٹ بولنے کا وقت نہیں۔ اس لیے میں ایک سچی حدیث سنانا چاہتا ہوں۔ (عبداللہ رفیق)

---

(٦٠٧) تخريج: اسناده حسن ـ أخرجه الطبراني في "الاوسط": ٥٠٢٢ (انظر: ٢٧٥٤٦)

اَلْجُزْءُ الثَّانِيْ......دوسرا جزء

بَابٌ فِيْ آدَابٍ تَتَعَلَّقُ بِالْوُضُوْءِ

وضوء سے متعلقہ آداب کا بیان

ذَمُّ الْوَسْوَسَةِ وَكَرَاهَةُ الْإِسْرَافِ فِيْ مَاءِ الْوُضُوْءِ

وسوسے کی مذمت اور وضو کے پانی میں اسراف کی کراہت کا بیان

(٦٠٨)۔عَنْ أُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ رضی اللہ عنہ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((لِلْوُضُوءِ شَيْطَانٌ يُقَالُ لَهُ الْوَلَهَانُ، فَاتَّقُوهُ، أَوْ قَالَ: فَاحْذَرُوهُ۔)) (مسند أحمد: ٢١٥٥٨)

سیدنا ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''وضو کا ایک شیطان ہے، اس کو ''وَلَہَان'' کہتے ہیں، پس اس سے بچ کر رہو۔''

(٦٠٩)۔عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ رضی اللہ عنہ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ مَرَّ بِسَعْدٍ وَهُوَ يَتَوَضَّأُ، فَقَالَ: ((مَا هٰذَا السَّرَفُ يَا سَعْدُ؟)) قَالَ: أَفِي الْوُضُوءِ سَرَفٌ؟ قَالَ: ((نَعَمْ، وَإِنْ كُنْتَ عَلَى نَهْرٍ جَارٍ)) (مسند أحمد:٧٠٦٥)

سیدنا عبد اللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ سیدنا سعد رضی اللہ عنہ کے پاس سے گزرے اور وہ وضو کر رہے تھے، آپ ﷺ نے فرمایا: ''سعد! یہ کیا اسراف کر رہے ہو؟'' انھوں نے کہا: کیا وضو میں بھی اسراف ہوتا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''جی ہاں، اور اگر چہ تو جاری نہر پر ہو۔''

فوائد: ......اگلے ابواب میں وضو کا مکمل طریقہ بیان کیا جائے گا، اعضاء کو تین سے زیادہ بار دھونے کی اجازت نہیں ہے اور طہارت کے سلسلے میں وسوسوں سے مکمل اجتناب کرنا ضروری ہے، وگرنہ شیطان کئی مشکلات پیدا کر دیتا ہے۔

---

(٦٠٨) تخريج: اسناده ضعيف جدا، خارجة بن مصعب متروك الحديث، وعتى بن ضمرة فيه جهالة، ثم هو معلول ـ أخرجه الترمذي: ٥٧، وابن ماجه: ٤٢١ (انظر: ٢١٢٣٨)

(٦٠٩) تخريج: اسناده ضعيف لضعف ابن لهيعة وحُيَيّ بن عبد الله المعافري۔ أخرجه ابن ماجه: ٤٢٥ (انظر: ٧٠٦٥)

مِقْدَارُ مَاءِ الْوُضُوْءِ وَالْغُسْلِ
وضو اور غسل کے پانی کی مقدار کا بیان

تنبیہ: ......ایک صاع میں چار مد ہوتے ہیں، ایک مد کا وزن تقریبا (525) گرام اور ایک صاع کا وزن (2) کلو (100) گرام ہوتا ہے، نیز ایک صاع (5) اور (1/3) رطل کے برابر اور ایک رطل تقریبا (194) گرام کے برابر ہوتا ہے، درج ذیل احادیث میں پانی کی جو مقدار بیان کی گئی ہے، یہ بندے کے غسل اور وضو کے لیے واقعی کفایت کرتی ہے، عصر حاضر میں پانی کی وافر مقدار کی دستیابی نے بندوں کے مزاجوں کو ایسا تبدیل کر دیا ہے کہ ان کو درج ذیل احادیث کو تسلیم کرنے کے معاملے میں اشکال پیدا ہو گیا ہے۔

(٦١٠)۔عَنْ عُبَيْدِاللّٰهِ بْنِ أَبِي يَزِيْدَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَجُلٌ: كَمْ يَكْفِيْنِي مِنَ الْوُضُوءِ؟ قَالَ: مُدٌّ، قَالَ: كَمْ يَكْفِيْنِي لِلْغُسْلِ؟ قَالَ: صَاعٌ، قَالَ: فَقَالَ الرَّجُلُ: لَا يَكْفِيْنِي، قَالَ: لَا أُمَّ لَكَ، قَدْ كَفٰى مَنْ هُوَ خَيْرٌ مِنْكَ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ۔ (مسند أحمد: ٢٦٢٨)

سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ ایک آدمی نے ان سے کہا: وضو کے لیے مجھے کتنا پانی کفایت کرے گا؟ انھوں نے کہا: ایک مُدّ۔ اس نے کہا: اور غُسل کے لیے مجھے کتنا پانی کفایت کرے گا؟ انھوں نے کہا: ایک صاع۔ اس آدمی نے کہا: یہ پانی مجھے تو کفایت نہیں کرتا، انھوں نے کہا: تیری ماں نہ رہے۔ یہ مقدار اس ہستی کے لیے تو کافی تھی، جو تجھ سے بہتر تھی، ان کی مراد رسول اللہ ﷺ تھے۔

(٦١١)۔عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رضی اللہ عنہ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((يُجْزِیءُ فِي الْوُضُوءِ رِطْلَانِ مِنْ مَّاءٍ)) (مسند أحمد: ١٢٨٧٠)

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''وضو کے لیے دو رطل پانی کفایت کرتا ہے۔''

(٦١٢)۔وَعَنْهُ أَيْضًا رضی اللہ عنہ قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يَتَوَضَّأُ بِإِنَاءٍ يَكُونُ رِطْلَيْنِ وَيَغْتَسِلُ بِالصَّاعِ۔ (مسند أحمد: ١٢٨٧٤)

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے یہ بھی روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ ایک ایسے برتن سے وضو کر لیتے تھے، جس میں دو رطل پانی آتا تھا اور آپ ﷺ ایک صاع پانی سے غسل کر لیتے تھے۔

---

(٦١٠) تخريج: صحيح لغيره ۔ أخرجه الطبراني: ١١٦٤٦، والبزار: ٢٥٥ (انظر: ٢٦٢٨)

(٦١١) تخريج: اسناده ضعيف، شريك النخعي سيىء الحفظ ۔ أخرجه ابوداود: ٩٥، والترمذي: ٦٠٩ (انظر: ١٢٨٣٩)

(٦١٢) تخريج: انظر الحديث السابق

(٦١٣)۔وَعَنْهُ أَيْضًا عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ قَالَ: ((يَكْفِي أَحَدَكُمْ مُدٌّ فِي الْوُضُوءِ۔)) (مسند أحمد: ١٣٨٢٤)

سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے یہ بھی روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''وضو کے لیے تم کو ایک مُدّ پانی کافی ہے۔''

اِسْتِحْبَابُ الْبُدَاءَ ةِ بِالْيَمِيْنِ فِيْ كُلِّ مَا كَانَ مِنْ بَابِ التَّكْرِيْمِ وَالتَّزْيِيْنِ
ہر تکریم و تزئین والے کام کو دائیں ہاتھ سے شروع کرنے کے مستحبّ ہونے کا بیان

(٦١٤)۔عَنْ عَائِشَةَ رضي الله عنها أَنَّهَا قَالَتْ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يُحِبُّ التَّيَمُّنَ فِيْ شَأْنِهِ كُلِّهِ، مَا اسْتَطَاعَ فِيْ طُهُوْرِهِ وَتَرَجُّلِهِ وَتَنَعُّلِهِ۔ (مسند احمد: ٢٥١٣٤)

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے، وہ کہتی ہیں: رسول اللہ ﷺ تمام امور میں حسبِ استطاعت دائیں طرف کو پسند کرتے، مثلا: وضو کرنے میں، کنگھی کرنے میں اور جوتا پہننے میں۔

(٦١٥) عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رضي الله عنه قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((اِذَا لَبِسْتُمْ وَاِذَا تَوَضَّأْتُمْ فَابْدَءُوْا بِأَيَامِنِكُمْ، وَقَالَ أَحْمَدُ: بِمَيَامِنِكُمْ۔)) (مسند أحمد: ٨٦٣٧)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب تم لباس پہنو اور جب تم وضو کرو تو دائیں طرف سے شروع کیا کرو۔''

فوائد: ......تمام امورِ شریفہ اور تکریم و تزئین کے کاموں میں دائیں ہاتھ اور دائیں جانب کو مقدم کرنا چاہیے، انسانی زندگی میں چند امور ہی ایسے ہیں کہ جن میں بائیں ہاتھ یا بائیں جانب کو مقدم کیا جاتا ہے، مثلا مسجد سے نکلنا، کپڑے اتارنا، بیت الخلاء میں داخل ہونا، ناک جھاڑنا، وغیرہ۔ یہ آپ ﷺ کی پسندیدہ سنت بھی ہے اور اس سے شیطان کی مخالفت بھی ہوتی ہے، کیونکہ وہ بائیں ہاتھ اور بائیں جانب کو مقدم کرتا ہے، لیکن اگر تمام مسلمانوں کے حوالے سے بات کر دی جائے تو مبالغہ نہ ہوگا کہ ہم سب نے اس معاملے میں بہت سستی کی ہے۔

❀❀❀❀

---

(٦١٣) تخريج: اسناده صحيح على شرط الشيخين ۔ أخرجه ابوعوانة: ١/ ٢٣٣، وابويعلى: ٤٣٠٧ (انظر: ١٣٧٨٨)

(٦١٤) تخريج: أخرجه البخاري: ١٦٨، ٤٢٦، ومسلم: ٢٦٨ (انظر: ٢٤٦٢٧)

(٦١٥) تخريج: اسناده صحيح ۔ أخرجه ابوداود: ٤١٤١، وابن ماجه: ٤٠٢ (انظر: ٨٦٥٢)

بَابٌ فِيْ صِفَةِ وُضُوْءِ النَّبِيِّ ﷺ
نبی کریم ﷺ کے وضو کی کیفیت

مَا رُوِيَ فِيْ ذٰلِكَ عَنْ عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ رضی اللہ عنہ
سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ سے مروی کیفیت

(٦١٦)۔عَنْ حُمْرَانَ (بْنِ أَبَانَ) قَالَ: دَعَا عُثْمَانُ رضی اللہ عنہ بِمَاءٍ وَهُوَ عَلَى الْمَقَاعِدِ فَسَكَبَ عَلٰى يَمِيْنِهِ فَغَسَلَهَا (وَفِي رِوَايَةٍ: فَأَفْرَغَ عَلٰى يَدَيْهِ ثَلَاثًا فَغَسَلَهُمَا) ثُمَّ أَدْخَلَ يَمِيْنَهُ فِي الْإِنَاءِ فَغَسَلَ كَفَّيْهِ ثَلَاثًا ثُمَّ غَسَلَ وَجْهَهُ ثَلَاثَ مِرَارٍ وَمَضْمَضَ وَاسْتَنْشَقَ وَاسْتَنْثَرَ وَغَسَلَ ذِرَاعَيْهِ إِلَى الْمِرْفَقَيْنِ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ ثُمَّ مَسَحَ بِرَأْسِهِ، (وَفِي رِوَايَةٍ: وَأَمَرَّ بِيَدَيْهِ عَلٰى ظَاهِرِ أُذُنَيْهِ ثُمَّ مَرَّ بِهِمَا عَلٰى ظَاهِرِ لِحْيَتِهِ) ثُمَّ غَسَلَ رِجْلَيْهِ إِلَى الْكَعْبَيْنِ ثَلَاثَ مِرَارٍ ثُمَّ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((مَنْ تَوَضَّأَ نَحْوَ وُضُوْئِيْ هٰذَا ثُمَّ صَلّٰى رَكْعَتَيْنِ لَا يُحَدِّثُ نَفْسَهُ فِيْهِمَا غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ، "وَفِي رِوَايَةٍ: غُفِرَ لَهُ مَا كَانَ بَيْنَهُمَا وَبَيْنَ صَلَاتِهِ بِالْأَمْسِ")) (مسند أحمد: ٤١٨)

حمران بن ابان کہتے ہیں: سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ نے پانی منگوایا، جبکہ وہ مقاعد میں تھے، انھوں نے دائیں ہاتھ پر پانی بہایا، ایک روایت کے مطابق دونوں ہاتھوں پر تین دفعہ پانی ڈالا اور ان کو دھویا، پھر اپنا دایاں ہاتھ برتن میں داخل کیا اور ہتھیلیوں کو تین دفعہ دھویا، پھر تین مرتبہ چہرہ دھویا اور کلی کی اور ناک میں پانی چڑھایا اور ناک کو جھاڑا اور کہنیوں سمیت بازوؤں کو تین بار دھویا اور پھر سر کا مسح کیا، ایک روایت میں ہے: اپنے دونوں ہاتھوں کو کانوں کے ظاہری حصے کے اوپر سے گزارا اور پھر ان کو داڑھی کے ظاہری حصے پر پھیر دیا، پھر تین دفعہ اپنے پاؤں کو ٹخنوں تک دھویا اور پھر کہا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا تھا کہ ''جس نے میرے اس وضوء کی طرح وضوء کیا اور پھر دو رکعتیں اس طرح ادا کیں کہ وہ ان میں اپنے نفس سے گفتگو نہ کرے، تو اس کے سابقہ گناہ بخش دیئے جائیں گے۔ایک روایت میں ہے: اس کے وہ گناہ بخش دیئے جائیں گے، جو اس نماز اور کل والی نماز کے درمیان ہوں گے۔''

---

(٦١٦) تخريج: أخرجه البخاري: ١٥٩، ومسلم: ٢٢٦ (انظر: ٤١٨)

فوائد: ...... مقاعد سے کیا مراد ہے، اس کے بارے میں تین اقوال ہیں: سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کے گھر کے پاس دو کانیں یا سیڑھیاں یا مسجد کے قریب ایک جگہ کا نام، جہاں وہ لوگوں کی ضروریات پورا کرنے کے لیے بیٹھتے تھے۔

(٦١٧)۔عَنْ عَطَاءٍ عَنْ عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ رضی اللہ عنہ قَالَ: رَأَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ تَوَضَّأَ فَغَسَلَ وَجْهَهُ ثَلَاثًا وَيَدَيْهِ ثَلَاثًا وَمَسَحَ بِرَأْسِهِ وَغَسَلَ رِجْلَيْهِ غَسْلًا۔ (مسند أحمد:٥٢٧)

سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ آپ ﷺ نے وضو کیا اور تین دفعہ چہرہ دھویا، تین دفعہ ہاتھ دھوئے اور اپنے سر کا مسح کیا اور اپنے پاؤں دھوئے۔

فوائد: ...... احادیثِ صحیحہ سے وضو کے ثابت ہونے والے احکام:

وضو کا مسنون طریقہ: ...... ابتدا میں نیت کرنا، بسم اللہ پڑھنا، تین دفعہ ہاتھ دھونا اور انگلیوں کا خلال کرنا، تین دفعہ کلی کرنا اور ناک میں پانی چڑھانا اور یہ دونوں کام صرف ایک چلو سے کرنا، تین دفعہ چہرہ دھونا اور داڑھی کا خلال کرنا، تین دفعہ دایاں اور پھر بایاں بازو کہنیوں سمیت دھونا، سر اور کانوں کا ایک چلو پانی سے اس طرح مسح کرنا کہ دونوں ہاتھوں کو سر کے سامنے والے حصے سے گدی کی طرف لے جانا اور پھر پیشانی کی طرف واپس لے آنا اور کان کے اندرونی حصے کا انگشتِ شہادت سے اور بیرونی حصے کا انگوٹھے سے مسح کر دینا، پھر تین دفعہ دایاں اور تین دفعہ بایاں پاؤں دھونا اور انگلیوں کا خلال کرنا، وضو کے بعد ایک چلو پانی شرمگاہ پر چھڑکنا اور مسنون دعائیں پڑھنا۔

ملحوظات: ...... تین دفعہ اعضا دھونا افضل ہے، اگر تمام اعضا ایک ایک یا دو دو بار دھوئے جائیں یا ایک وضو کے دوران کوئی عضو ایک دفعہ، کوئی دو دفعہ اور کوئی تین دفعہ دھویا جائے تو وضو درست ہو گا۔ کلی کرتے وقت منہ میں پانی کو حرکت دی جائے اور سانس کے ذریعے ناک میں پانی چڑھا کر اسے سانس کے پریشر کے ذریعے باہر نکالا جائے، اور یہ دونوں کام ایک چلو پانی سے کیے جائیں، یعنی آدھے چلو سے کلی کی جائے اور آدھے سے ناک کی صفائی۔ سر پر مسح کرنے کے تین طریقے ہیں: مکمل سر پر، مکمل پگڑی پر اور سر کے اگلے حصے پر اور باقی پگڑی پر۔ سر کا مسح تین دفعہ کرنا بھی درست ہے۔ گردن اور اس کے پہلوؤں پر مسح کرنے کی کوئی قابل حجت دلیل نہیں ہے۔ جس حدیث میں وضو کے بعد انگلی اٹھانے کا ذکر ہے، وہ ضعیف ہے اور آسمان کی طرف دیکھنا بھی کسی صحیح حدیث سے ثابت نہیں ہے۔

مَا رُوِيَ فِي ذٰلِكَ عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ رضی اللہ عنہ

سیدنا علی بن ابو طالب رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث کا بیان

(٦١٨)۔حَدَّثَنَا عَبْدُاللّٰهِ حَدَّثَنِي أَبِيْ ثَنَا عَبْدُالرَّحْمَنِ (بْنُ مَهْدِيٍّ) ثَنَا زَائِدَةُ بْنُ

عبدِ خیر کہتے ہیں: سیدنا علی رضی اللہ عنہ نماز فجر ادا کرنے کے بعد رحبہ میں بیٹھے ہوئے تھے، انھوں نے اپنے غلام سے کہا: وضو کا پانی

---

(٦١٧) تخريج: حسن لغيره ـ أخرجه ابن ماجه: ٤٣٥ (انظر: ٥٢٧)

(٦١٨) تخريج: اسناده صحيح ـ أخرجه ابوداود: ١١٢، والنسائي: ١/ ٦٧ (انظر: ١١٣٣)

قُدَامَةَ عَنْ خَالِدِ بْنِ عَلْقَمَةَ ثَنَا عَبْدُ خَيْرٍ قَالَ: جَلَسَ عَلِيٌّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ بَعْدَ مَا صَلَّى الْفَجْرَ فِي الرَّحْبَةِ ثُمَّ قَالَ لِغُلَامِهِ: ائْتِنِي بِطَهُورٍ، فَأَتَاهُ الْغُلَامُ بِإِنَاءٍ فِيهِ مَاءٌ وَطَسْتٍ، قَالَ عَبْدُ خَيْرٍ: وَنَحْنُ جُلُوسٌ نَنْظُرُ إِلَيْهِ، فَأَخَذَ بِيَمِينِهِ الْإِنَاءَ فَأَكْفَأَهُ عَلَى يَدِهِ الْيُسْرَى ثُمَّ غَسَلَ كَفَّيْهِ، فَعَلَهُ ثَلَاثَ مِرَارٍ، قَالَ عَبْدُ خَيْرٍ: كُلُّ ذَالِكَ لَا يُدْخِلُ يَدَهُ فِي الْإِنَاءِ حَتَّى يَغْسِلَهَا ثَلَاثَ مَرَّاتٍ ثُمَّ أَدْخَلَ يَدَهُ الْيُمْنَى فِي الْإِنَاءِ فَمَضْمَضَ وَاسْتَنْشَقَ وَنَثَرَ بِيَدِهِ الْيُسْرَى، فَعَلَ ذَالِكَ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ (وَفِي رِوَايَةٍ: فَتَمَضْمَضَ ثَلَاثًا وَاسْتَنْشَقَ ثَلَاثًا مِنْ كَفٍّ وَاحِدٍ) ثُمَّ أَدْخَلَ يَدَهُ الْيُمْنَى فِي الْإِنَاءِ فَغَسَلَ وَجْهَهُ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ ثُمَّ غَسَلَ يَدَهُ الْيُمْنَى ثَلَاثَ مَرَّاتٍ إِلَى الْمِرْفَقِ ثُمَّ غَسَلَ يَدَهُ الْيُسْرَى ثَلَاثَ مَرَّاتٍ إِلَى الْمِرْفَقِ ثُمَّ أَدْخَلَ يَدَهُ الْيُمْنَى فِي الْإِنَاءِ حَتَّى غَمَرَهَا الْمَاءُ ثُمَّ رَفَعَهَا بِمَا حَمَلَتْ مِنَ الْمَاءِ ثُمَّ مَسَحَهَا بِيَدِهِ الْيُسْرَى ثُمَّ مَسَحَ رَأْسَهُ بِيَدَيْهِ كِلْتَيْهِمَا مَرَّةً، (وَفِي رِوَايَةٍ: فَبَدَأَ بِمُقَدَّمِ رَأْسِهِ إِلَى مُؤَخَّرِهِ، قَالَ الرَّاوِي: وَلَا أَدْرِي أَرَدَّ يَدَهُ أَمْ لَا) ثُمَّ صَبَّ بِيَدِهِ الْيُمْنَى ثَلَاثَ مَرَّاتٍ عَلَى قَدَمِهِ الْيُمْنَى ثُمَّ غَسَلَهَا بِيَدِهِ الْيُسْرَى ثُمَّ صَبَّ بِيَدِهِ الْيُمْنَى عَلَى قَدَمِهِ الْيُسْرَى ثُمَّ غَسَلَهَا بِيَدِهِ الْيُسْرَى ثَلَاثَ مَرَّاتٍ ثُمَّ أَدْخَلَ يَدَهُ الْيُمْنَى

میرے پاس لاؤ، پس وہ ایک برتن لایا، جس میں پانی تھا اور ایک چلمچی لایا عبدِ خیر کہتے ہیں: ہم بیٹھے دیکھ رہے تھے، انھوں نے دائیں ہاتھ سے برتن کو پکڑا اور بائیں ہاتھ پر بہا کر ہتھیلیوں کو دھویا اور ایسے تین بار کیا۔ عبدِ خیر کہتے ہے: جب بھی وہ برتن میں ہاتھ داخل کرتے تھے تو پہلے ان کو تین بار دھوتے تھے، پھر اپنا دایاں ہاتھ برتن میں داخل کیا اور کلی کی اور ناک میں پانی چڑھایا اور بائیں ہاتھ سے جھاڑا، ایسے تین بار کیا، ایک روایت میں یہ وضاحت ہے کہ: انھوں نے ایک ہی چلو سے کلی کی اور ناک میں پانی چڑھایا اور یہ عمل تین دفعہ کیا، پھر اپنا دایاں ہاتھ برتن میں داخل کیا اور تین مرتبہ اپنا چہرہ دھویا، پھر کہنی سمیت دایاں بازو تین دفعہ دھویا اور پھر تین دفعہ بایاں بازو دھویا، پھر انھوں نے دایاں ہاتھ برتن میں داخل کیا، یہاں تک کہ اس کے ہر طرف پانی پھیل گیا، پھر اس کو پانی سمیت برتن سے نکالا اور بائیں ہاتھ پر لگایا اور پھر دونوں ہاتھوں سے سر کا ایک دفعہ مسح کیا، ایک روایت میں ہے: سر کے سامنے والے حصے سے پچھلے حصے تک مسح کیا، راوی کہتا ہے: مجھے یہ علم نہیں ہے کہ ہاتھوں کو واپس بھی لوٹایا تھا یا نہیں، پھر دائیں ہاتھ سے دائیں پاؤں پر تین مرتبہ پانی ڈالا اور بائیں ہاتھ سے اس کو دھویا اور دائیں ہاتھ سے ہی بائیں پاؤں پر پانی ڈالا اور بائیں ہاتھ سے اس کو تین بار دھویا، پھر اپنا دایاں ہاتھ برتن میں داخل کیا اور ایک چلو بھر کر پی لیا، ایک روایت میں ہے: اپنے وضو کا بچا ہوا پانی پی لیا اور پھر فرمایا: یہ اللہ کے نبی کا وضو ہے، جو آدمی رسول اللہ ﷺ کے وضو کو دیکھنا چاہتا ہے، تو آپ ﷺ کا وضو یہ ہے۔

فَغَرَفَ بِكَفِّهِ فَشَرِبَ، (وَفِي رِوَايَةٍ: وَشَرِبَ فَضْلَ وَضُوئِهِ) ثُمَّ قَالَ: هٰذَا طُهُورُ نَبِيِّ اللّٰهِ ﷺ، فَمَنْ أَحَبَّ أَنْ يَنْظُرَ إِلَى طُهُورِ نَبِيِّ اللّٰهِ ﷺ فَهٰذَا طُهُورُهُ۔(مسند أحمد: ١١٣٣)

فوائد:...... چلمچی: ہاتھ وغیرہ دھونے کا برتن۔

''رَحْبَه'': کوفہ میں ایک کھلی اور وسیع جگہ تھی جس کو رحبہ کہتے تھے۔

(٦١٩)۔عَنْ عَبْدِالْمَلِكِ بْنِ سَلْعٍ قَالَ: كَانَ عَبْدُ خَيْرٍ يَؤُمُّنَا فِي الْفَجْرِ فَقَالَ: صَلَّيْتُ يَوْمًا الْفَجْرَ خَلْفَ عَلِيٍّ رضی اللہ عنہ، فَلَمَّا سَلَّمَ قَامَ وَقُمْنَا مَعَهُ فَجَاءَ يَمْشِي حَتَّى انْتَهٰى إِلَى الرَّحْبَةِ فَجَلَسَ وَسَنَدَ ظَهْرَهُ إِلَى الْحَائِطِ ثُمَّ رَفَعَ رَأْسَهُ فَقَالَ: يَا قَنْبَرُ! ائْتِنِي بِالرَّكْوَةِ وَالطَّسْتِ، ثُمَّ قَالَ لَهُ: صُبَّ، فَصَبَّ عَلَيْهِ فَغَسَلَ كَفَّهُ ثَلَاثًا، (فَذَكَرَ نَحْوَ الْحَدِيثِ السَّابِقِ مُخْتَصَرًا وَفِي آخِرِهِ) فَقَالَ: هٰذَا وُضُوءُ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ۔(مسند أحمد: ١٠٠٨)

عبد الملک بن سلع کہتے ہیں: عبد خیر نمازِ فجر میں ہماری امامت کرواتے تھے، انھوں نے کہا: ایک دن میں نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی اقتدا میں نمازِ فجر ادا کی، جب انھوں نے سلام پھیرا تو وہ کھڑے ہوئے اور ہم بھی کھڑے ہو گئے، وہ چلتے چلتے ''رَحْبَہ'' میں آ گئے اور اپنی کمر کو دیوار کا سہارا دے کر بیٹھ گئے، پھر سر اٹھایا اور کہا: قنبر! ڈول اور چلمچی لے آؤ۔ پھر اس کو کہا: پانی بہاؤ، پس اس نے ان پر پانی بہایا اور انھوں نے اپنی ہتھیلیوں کو تین دفعہ دھویا، ...... پھر سابقہ حدیث کی طرح بالاختصار ذکر کیا اور اس کے آخر میں ہے: انھوں نے کہا: یہ رسول اللہ ﷺ کا وضو ہے۔

(٦٢٠) (وَمِنْ طَرِيقٍ ثَانٍ عَنْ عَبْدِخَيْرٍ أَيْضًا)قَالَ: عَلَّمَنَا عَلِيٌّ رضی اللہ عنہ وُضُوءَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ وَصَبَّ الْغُلَامُ عَلٰى يَدَيْهِ حَتّٰى أَنْقَاهُمَا، وَوَصَفَ وُضُوءَهُ إِلٰى أَنْ قَالَ: ثُمَّ أَدْخَلَ يَدَهُ فِي الرَّكْوَةِ فَغَمَزَ أَسْفَلَهَا بِيَدِهِ ثُمَّ أَخْرَجَهَا فَمَسَحَ بِهَا الْأُخْرٰى ثُمَّ مَسَحَ بِكَفَّيْهِ رَأْسَهُ مَرَّةً ثُمَّ غَسَلَ رِجْلَيْهِ إِلَى الْكَعْبَيْنِ ثَلَاثًا ثَلَاثًا ثُمَّ اغْتَرَفَ حَفْنَةً مِنَ

(دوسری سند) عبد خیر کہتے ہیں: سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے ہمیں رسول اللہ ﷺ کے وضو کی تعلیم دی، اور وہ اس طرح کہ غلام نے ان کے ہاتھوں پر پانی ڈالا، یہاں تک کہ انھوں نے ان کو صاف کر دیا، پھر سابقہ کیفیت کے ساتھ وضو بیان کیا، یہاں تک کہ کہا: پھر انھوں نے اپنا ہاتھ ڈول میں داخل کیا اور اس کے اندرونی نچلے حصہ کو ہاتھ لگایا پھر اس کو نکالا اور دوسرے ہاتھ پر پھیرا اور دونوں ہتھیلیوں سے سر کا ایک دفعہ مسح کیا، پھر ٹخنوں تک تین تین بار دونوں پاؤں دھوئے، پھر پانی کا ایک چلو لے

(٦١٩) تخريج: حديث حسن ـ أخرجه النسائى فى "الكبرى": ١٦١ (انظر: ١٠٠٨)

(٦٢٠) تخريج: انظر الحديث بالطريق الاول

مَاءٍ بِكَفِّهِ فَشَرِبَهُ ثُمَّ قَالَ: هٰكَذَا كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ يَتَوَضَّأُ۔ (مسند أحمد: ٨٧٦)

کر پی لیا اور کہا: رسول اللہ ﷺ اس طرح وضو کرتے تھے۔

(٦٢١)۔عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: دَخَلَ عَلِيٌّ رضی اللہ عنہ بَيْتِي فَدَعَا بِوَضُوءٍ فَجِئْنَا بِقَعْبٍ يَأْخُذُ الْمُدَّ أَوْ قَرِيْبَهُ حَتّٰى وُضِعَ بَيْنَ يَدَيْهِ وَقَدْ بَالَ، فَقَالَ: يَا ابْنَ عَبَّاسٍ! أَلَا أَتَوَضَّأُ لَكَ وُضُوءَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ؟ قُلْتُ: بَلٰى فِدَاكَ أَبِيْ وَأُمِّيْ، قَالَ: فَوُضِعَ لَهُ إِنَاءٌ فَغَسَلَ يَدَيْهِ ثُمَّ مَضْمَضَ وَاسْتَنْشَقَ وَاسْتَنْثَرَ ثُمَّ أَخَذَ بِيَدَيْهِ فَصَكَّ بِهِمَا وَجْهَهُ وَأَلْقَمَ إِبْهَامَيْهِ مَا أَقْبَلَ مِنْ أُذُنَيْهِ قَالَ: ثُمَّ عَادَ فِي مِثْلِ ذَالِكَ ثَلَاثًا، ثُمَّ أَخَذَ كَفًّا مِنْ مَاءٍ بِيَدِهِ الْيُمْنٰى فَأَفْرَغَهَا عَلٰى نَاصِيَتِهِ ثُمَّ أَرْسَلَهَا تَسِيْلُ عَلٰى وَجْهِهِ ثُمَّ غَسَلَ يَدَهُ الْيُمْنٰى إِلَى الْمِرْفَقِ ثَلَاثًا ثُمَّ يَدَهُ الْأُخْرٰى مِثْلَ ذَالِكَ ثُمَّ مَسَحَ بِرَأْسِهِ وَأُذُنَيْهِ مِنْ ظُهُوْرِهِمَا ثُمَّ أَخَذَ بِكَفَّيْهِ مِنَ الْمَاءِ فَصَكَّ بِهِمَا عَلٰى قَدَمَيْهِ وَفِيْهِمَا النَّعْلُ ثُمَّ قَلَبَهَا بِهَا ثُمَّ عَلَى الرِّجْلِ الْأُخْرٰى مِثْلَ ذَالِكَ، قَالَ: فَقُلْتُ: وَفِي النَّعْلَيْنِ؟ قَالَ: وَفِي النَّعْلَيْنِ، قُلْتُ: وَفِي النَّعْلَيْنِ؟ قَالَ: وَفِي النَّعْلَيْنِ، قُلْتُ: وَفِي النَّعْلَيْنِ؟ قَالَ: وَفِي النَّعْلَيْنِ۔ (مسند أحمد: ٦٢٥)

سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: سیدنا علی رضی اللہ عنہ میرے گھر میں داخل ہوئے اور وضو کا پانی منگوایا اور ہم ایک ایسا چھوٹا سا برتن لے آئے، جس میں تقریباً ایک مُدّ پانی آتا، حتیٰ کہ وہ برتن آپ کے سامنے رکھ دیا گیا، جبکہ وہ پیشاب بھی کر چکے تھے، انھوں نے کہا: اے ابن عباس! کیا میں تیرے لیے رسول اللہ ﷺ کا وضو نہ کر دوں؟ میں نے کہا: جی، کیوں نہیں، میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں، پس ان کے لیے برتن رکھ دیا گیا، انھوں نے اپنے ہاتھ دھوئے اور کلی کی، ناک میں پانی چڑھایا اور ناک کو جھاڑا، پھر دونوں ہاتھوں سے پانی لیا اور چہرے پر مارا اور کانوں کے سامنے والے حصے میں انگوٹھے ڈالے، پھر تین دفعہ یہ عمل دوہرایا، پھر دائیں ہاتھ سے پانی کا ایک چلو لے کر اس کو سر کے اگلے حصے پر ڈالا اور وہ چہرے پر بہنے لگا، پھر دائیں ہاتھ کو کہنی سمیت تین بار دھویا، پھر دوسرے ہاتھ کو اسی طرح دھویا، پھر اپنے سر اور کان کے ظاہری حصے کا مسح کیا، پھر دونوں ہتھیلیوں سے پانی لیا اور اپنے پاؤں پر مارا، جبکہ جوتے بھی پہنے ہوئے تھے، پھر اپنے پاؤں کو الٹ پلٹ کیا، پھر دوسرے پاؤں پر بھی اسی طرح کیا۔ میں نے کہا: کیا جوتوں سمیت وضو؟ انھوں نے کہا: جی جوتوں سمیت، میں نے کہا: کیا جوتوں سمیت؟ انھوں نے کہا: جی جوتوں سمیت، میں نے کہا: کیا جوتوں سمیت؟ انھوں نے کہا: جی جوتوں سمیت۔

فوائد: ......اس حدیثِ مبارکہ میں وضو سے متعلقہ تین اضافی امور کا ذکر بھی ہے: اگر چہرہ دھوتے وقت کانوں کے سامنے والے حصے میں انگوٹھے پھیر لیے جائیں تو سر کا مسح کرتے وقت صرف کانوں کے بیرونی حصے کا مسح کیا جائے

(٦٢١) تخريج: اسناده حسن ـ أخرجه ابو داود: ١١٧ (انظر: ٦٢٥)

گا۔ تین دفعہ چہرہ دھونے کے بعد سر کے اگلے حصے پر ایک چلو پانی ڈال دیا جائے۔ جوتے سمیت پاؤں کو دھو لینا، لیکن یہ ناظر رکھنا ضروری ہے کہ پورا پاؤں تر ہو جائے کوئی حصہ خشک نہ رہے۔

(٦٢٢)۔عَنْ أَبِي مَطَرٍ قَالَ: بَيْنَا نَحْنُ جُلُوسٌ مَعَ أَمِيرِ الْمُؤْمِنِيْنَ عَلِيٍّ ﷺ فِي الْمَسْجِدِ عَلَى بَابِ الرَّحْبَةِ جَاءَ رَجُلٌ فَقَالَ: أَرِنِي وُضُوءَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ وَهُوَ عِنْدَ الزَّوَالِ فَدَعَا قَنْبَرًا فَقَالَ: ائْتِنِي بِكُوزٍ مِنْ مَاءٍ فَغَسَلَ كَفَّيْهِ وَوَجْهَهُ ثَلَاثًا وَتَمَضْمَضَ ثَلَاثًا فَأَدْخَلَ بَعْضَ أَصَابِعِهِ فِي فِيهِ وَاسْتَنْشَقَ ثَلَاثًا وَغَسَلَ ذِرَاعَيْهِ ثَلَاثًا وَمَسَحَ رَأْسَهُ وَاحِدَةً فَقَالَ: دَاخِلُهَا مِنَ الْوَجْهِ وَخَارِجُهَا مِنَ الرَّأْسِ، وَرِجْلَيْهِ إِلَى الْكَعْبَيْنِ ثَلَاثًا وَلِحْيَتُهُ تَهْطِلُ عَلَى صَدْرِهِ ثُمَّ حَسَا حَسْوَةً بَعْدَ الْوُضُوءِ فَقَالَ: أَيْنَ السَّائِلُ عَنْ وُضُوءِ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ؟ كَذَا كَانَ وُضُوءُ نَبِيِّ اللّٰهِ ﷺ۔ (مسند أحمد: ١٣٥٦)

ابو مطر کہتے ہیں: ہم امیر المؤمنین سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے پاس مسجد میں رحبہ کے دروازے پر بیٹھے تھے کہ ایک آدمی آیا اور اس نے کہا: آپ مجھے رسول اللہ ﷺ کا وضو کر کے دکھائے، جبکہ یہ زوال کا وقت تھا، پس انھوں نے قنبر کو بلایا اور کہا: پانی کا برتن لاؤ، پس اپنی ہتھیلیاں اور چہرہ تین تین بار دھوئے اور تین کلیاں کیں، پھر بعض انگلیاں اپنے منہ میں ڈالیں اور تین بار ناک میں پانی چڑھایا اور تین دفعہ بازوؤں کو دھویا اور سر کا ایک دفعہ مسح کیا اور کہا: سر کا داخلی حصہ چہرے سے ہے اور خارجی حصہ سر ہے، پھر انھوں نے پاؤں کو ٹخنوں تک تین تین بار دھویا، اس وقت ان کی داڑھی ان کے سینے پر بوندیں ٹپکا رہی تھی، پھر انھوں نے وضو کے پانی میں سے ایک گھونٹ پانی پی لیا اور کہا: رسول اللہ ﷺ کے وضو کے بارے میں سوال کرنے والا کہاں ہے؟ اللہ کے نبی ﷺ کا وضو اس طرح ہوتا تھا۔

(٦٢٣)۔عَنِ النَّزَّالِ بْنِ سَبْرَةَ قَالَ: أُتِيَ عَلِيٌّ ﷺ بِكُوزٍ مِن مَاءٍ وَهُوَ فِي الرَّحْبَةِ فَأَخَذَ كَفًّا مِن مَاءٍ فَمَضْمَضَ وَاسْتَنْشَقَ وَمَسَحَ وَجْهَهُ وَذِرَاعَيْهِ وَرَأْسَهُ ثُمَّ شَرِبَ وَهُوَ قَائِمٌ ثُمَّ قَالَ: هٰذَا وُضُوءُ مَنْ لَمْ يُحْدِثْ، هٰكَذَا رَأَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ فَعَلَ۔ (مسند أحمد: ٥٨٣)

نزال بن سبرہ کہتے ہیں: سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے پاس ایک برتن لایا گیا، جبکہ وہ رحبہ میں تھے، انھوں نے پانی کا ایک چلّو لیا، اس سے کلی کی، ناک میں پانی چڑھایا اور اپنے چہرے، بازوؤں اور سر پر ہاتھ پھیر دیا اور کھڑے ہو کر ہی کچھ پانی پی لیا اور پھر انھوں نے کہا: یہ اس آدمی کا وضو ہے، جو بے وضو نہیں ہوا، میں نے رسول اللہ ﷺ کو اسی طرح کرتے ہوئے دیکھا تھا۔

---

(٦٢٢) تخريج: اسناده ضعيف لضعف المختار بن نافع ولجهالة ابى مطر البصرى ۔ أخرجه عبد بن حميد: ٩٥ (انظر: ١٣٥٦)

(٦٢٣) تخريج: أخرجه البخارى: ٥٦١٦ (انظر: ٥٨٣)

فوائد: ......ایسے معلوم ہوتا ہے کہ باوضو آدمی کا اس طرح وضو کرنے کا مقصد تازگی حاصل کرنا ہوتا ہے، جیسا کہ ہمارے ہاں بعض لوگوں کو دیکھا گیا ہے کہ اگر ان کا وضو برقرار ہو تو وہ مسواک کر کے صرف ہاتھ منہ دھو لیتے ہیں۔

(٦٢٤)۔عَنْ رِبْعِيِّ بْنِ حِرَاشٍ أَنَّ عَلِيَّ بْنَ أَبِي طَالِبٍ ؓ قَامَ خَطِيْبًا فِي الرَّحْبَةِ فَحَمِدَ اللّٰهَ وَأَثْنٰى عَلَيْهِ ثُمَّ قَالَ مَا شَاءَ اللّٰهُ أَنْ يَقُوْلَ، ثُمَّ دَعَا بِكُوْزٍ مِنْ مَاءٍ فَتَمَضْمَضَ مِنْهُ وَتَمَسَّحَ وَشَرِبَ فَضْلَ كُوْزِهِ، (وَفِي رِوَايَةٍ: طُهُوْرِهِ) وَهُوَ قَائِمٌ ثُمَّ قَالَ: بَلَغَنِي أَنَّ الرَّجُلَ مِنْكُمْ يَكْرَهُ أَنْ يَشْرَبَ وَهُوَ قَائِمٌ وَهٰذَا وُضُوءُ مَنْ لَمْ يُحْدِثْ وَرَأَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فَعَلَ هٰكَذَا۔ (مسند أحمد: ٧٩٧)

ربعی بن حراش کہتے ہیں: سیدنا علی بن ابی طالب ؓ نے رحبہ میں خطبہ دیا اور اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء بیان کرنے بعد کچھ باتیں کیں، پھر پانی کا ایک برتن منگوایا اور اس سے کلی کی اور (چہرے، بازوؤں، سر اور پاؤں پر) ہاتھ پھیرا اور برتن کا (ایک روایت کے مطابق وضو کا) بچا ہوا پانی کھڑے ہو کر پی لیا اور پھر کہا: مجھے یہ بات موصول ہوئی ہے کہ تم میں سے ایک آدمی کھڑے ہو کر پانی پینے کو ناپسند کرتا ہے، یہ اس کا وضو ہے، جو بے وضو نہیں ہوا اور میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ آپ ﷺ ایسا ہی کرتے تھے۔

(٦٢٥)۔عَنْ عَبْدِ خَيْرٍ عَنْ عَلِيٍّ ؓ أَنَّهُ دَعَا بِكُوْزٍ مِنْ مَاءٍ ثُمَّ قَالَ: أَيْنَ هٰؤُلَاءِ الَّذِيْنَ يَزْعُمُوْنَ أَنَّهُمْ يَكْرَهُوْنَ الشُّرْبَ قَائِمًا، قَالَ: فَأَخَذَهُ فَشَرِبَ وَهُوَ قَائِمٌ ثُمَّ تَوَضَّأَ وُضُوْءًا خَفِيْفًا وَمَسَحَ عَلٰى نَعْلَيْهِ ثُمَّ قَالَ: هٰكَذَا وُضُوْءُ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ لِلطَّاهِرِ مَا لَمْ يُحْدِثْ۔ (مسند أحمد: ٩٧٠)

عبد خیر کہتے ہیں: سیدنا علی ؓ نے پانی کا برتن منگوایا اور کہا: وہ لوگ کہاں ہیں جو کھڑے ہو کر پینے کو ناپسند کرتے ہیں، پھر انھوں نے وہ پانی پکڑا اور کھڑے ہو کر پی لیا، پھر ہلکا سا وضو کیا اور جوتوں پر مسح کیا اور پھر کہا: رسول اللہ ﷺ کا یہ وضو طاہر آدمی کے لیے ہے، جب تک وہ بے وضو نہ ہو۔

مَا رُوِيَ فِيْ ذٰلِكَ عَنْ غَيْرِ عَلِيٍّ وَعُثْمَانَ مِنَ الصَّحَابَةِ ؓ

سیدنا علی اور سیدنا عثمان ؓ کے علاوہ دوسرے صحابہ سے وضو کے بارے مروی احادیث

(٦٢٦)۔عَنْ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِي قُرَادٍ ؓ قَالَ: خَرَجْتُ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ حَاجًّا، قَالَ:

سیدنا عبد الرحمن بن ابو قراد ؓ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: میں نبی کریم ﷺ کے ساتھ حج کرنے کے لیے نکلا، جب

---

(٦٢٤) تخريج: حديث صحيح لغيره (انظر: ٧٩٧)

(٦٢٥) تخريج: اسناده حسن ۔ أخرجه بنحوه مختصرا الطحاوى: ١/ ٣٥ (انظر: ٩٧٠)

(٦٢٦) تخريج: اسناده صحيح (انظر: ١٨٠٧٥)

فَرَأَيْتُهُ خَرَجَ مِنَ الْخَلَاءِ فَاتَّبَعْتُهُ بِالْإِدَاوَةِ أَوِ الْقَدَحِ وَكَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ إِذَا أَرَادَ حَاجَةً أَبْعَدَ فَجَلَسْتُ لَهُ بِالطَّرِيْقِ حَتّٰى انْصَرَفَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَقُلْتُ لَهُ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ! اَلْوَضُوءَ، قَالَ: فَأَقْبَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ إِلَيَّ فَصَبَّ عَلٰى يَدِهِ فَغَسَلَهَا ثُمَّ أَدْخَلَ يَدَهُ بِكَفِّهَا فَصَبَّ عَلٰى يَدٍ وَاحِدَةٍ ثُمَّ مَسَحَ عَلٰى رَأْسِهِ ثُمَّ قَبَضَ الْمَاءَ عَلٰى يَدٍ وَاحِدَةٍ ثُمَّ مَسَحَ عَلٰى رَأْسِهِ ثُمَّ قَبَضَ الْمَاءَ قَبْضًا بِيَدِهِ فَضَرَبَ بِهِ عَلٰى ظَهْرِ قَدَمِهِ فَمَسَحَ بِهِ عَلٰى قَدَمِهِ ثُمَّ جَاءَ فَصَلّٰى لَنَا الظُّهْرَ.
(مسند أحمد: ١٨٢٤٣)

میں نے دیکھا کہ آپ ﷺ قضائے حاجت کر کے آ رہے ہیں تو میں چمڑے کا برتن یا پیالہ لے کر آپ ﷺ کے پیچھے چلا، آپ ﷺ جب قضائے حاجت کا ارادہ کرتے تو دور چلے جاتے تھے، بہرحال میں راستے میں بیٹھ گیا، یہاں تک کہ آپ ﷺ فارغ ہو کر واپس آئے اور میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! وضو کا پانی لیجیے، پس آپ ﷺ میری طرف متوجہ ہوئے، اپنے ہاتھ پر پانی بہایا اور اس کو دھویا، پھر اپنا ہاتھ داخل کیا، انگلیوں کو بند کر کے (چلو بھرا) اور ایک ہاتھ پر پانی بہایا اور پھر سر کا مسح کیا، پھر ایک ہاتھ پر پانی لیا اور سر کا مسح کیا، پھر پانی کا ایک چلّو بھرا اور اپنے پاؤں کی پشت پر ڈالا اور اس کے ساتھ اپنے پاؤں پر ہاتھ پھیرا، پھر تشریف لائے اور ہمیں نمازِ ظہر پڑھائی۔

(٦٢٧)۔ حَدَّثَنَا عَبْدُاللّٰهِ حَدَّثَنِيْ أَبِيْ ثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ قَالَ: حَدَّثَنِيْ عَبْدُاللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ عَقِيْلِ بْنِ أَبِي طَالِبٍ قَالَ: أَرْسَلَنِيْ عَلِيُّ بْنُ حُسَيْنٍ إِلَى الرُّبَيِّعِ بِنْتِ مُعَوِّذِ بْنِ عَفْرَاءَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا فَسَأَلْتُهَا عَنْ وُضُوءِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ، فَأَخْرَجَتْ لَهُ يَعْنِيْ إِنَاءً يَكُوْنُ مُدًّا أَوْ نَحْوَ مُدٍّ وَرُبْعٍ، قَالَ سُفْيَانُ: كَأَنَّهُ يَذْهَبُ إِلَى الْهَاشِمِيِّ، قَالَتْ: كُنْتُ أُخْرِجُ لَهُ الْمَاءَ فِيْ هٰذَا فَيَصُبُّ عَلٰى يَدَيْهِ ثَلَاثًا، وَقَالَ مَرَّةً: يَغْسِلُ يَدَيْهِ قَبْلَ أَنْ يُدْخِلَهُمَا وَيَغْسِلُ وَجْهَهُ ثَلَاثًا وَيُمَضْمِضُ ثَلَاثًا وَيَسْتَنْشِقُ ثَلَاثًا وَيَغْسِلُ يَدَهُ الْيُمْنٰى

عبد اللہ بن محمد کہتے ہیں: علی بن حسین نے رسول اللہ ﷺ کے وضو کے بارے میں سوال کرنے کے لیے مجھے سیدہ ربیع بنت معوذ رضی اللہ عنہا کے پاس بھیجا، انھوں ایک برتن نکالا، جو ایک مُدّ یا ایک مُدّ اور چوتھائی مُدّ کی مقدار کا تھا، سفیان نے کہا: یوں لگ رہا تھا کہ وہ ہاشمی مُدّ کی بات کر رہے ہیں، بہرحال سیدہ ربیع رضی اللہ عنہا نے کہا: میں رسول اللہ ﷺ کے لیے اس برتن میں پانی ڈالتی تھی، آپ ﷺ تین دفعہ اپنے ہاتھوں پر پانی بہاتے تھے، ایک دفعہ کہا: ہاتھوں کو برتن میں داخل کرنے سے پہلے تین دفعہ دھوتے تھے، پھر اپنا چہرہ دھوتے اور تین دفعہ کلی کرتے اور تین بار ناک میں پانی چڑھاتے، پھر تین دفعہ دایاں بازو دھوتے اور تین بار ہی بایاں بازو دھوتے اور پھر آگے پیچھے سے سر کا مسح کرتے، پھر اپنے دونوں پاؤں کو تین تین بار دھوتے۔

(٦٢٧) تخريج: اسناده ضعيف لضعف عبد الله بن محمد بن عقيل بن ابي طالب، وقد انفرد به واضطرب في متنه ـ أخرجه ابوداود: ١٢٧، ١٣٠، والترمذي: ٣٣، وابن ماجه: ٣٩٠، ٤١٨، ٤٤٠ (انظر: ٢٧٠١٥)

ثَلَاثًا وَالْيُسْرٰى ثَلَاثًا وَيَمْسَحُ بِرَأْسِهِ، وَقَالَ مَرَّةً أَوْ مَرَّتَيْنِ: مُقْبِلًا وَمُدْبِرًا، ثُمَّ يَغْسِلُ رِجْلَيْهِ ثَلَاثًا، قَدْ جَاءَنِي ابْنُ عَمٍّ لَكَ فَسَأَلَنِي وَهُوَ ابْنُ عَبَّاسٍ فَأَخْبَرْتُهُ فَقَالَ لِي: مَا أَجِدُ فِي كِتَابِ اللّٰهِ اِلَّا مَسْحَتَيْنِ وَغَسْلَتَيْنِ۔ (مسند أحمد: ٢٧٥٥٥)

پھر جب میرے چچا زاد سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما میرے پاس آئے اور انھوں نے مجھ سے سوال کیا تو میں نے ساری کیفیت بتلائی، لیکن انھوں نے کہا: میں تو کتاب اللہ میں صرف دو عدد مسح اور دو عدد دھونا پاتا ہوں۔

فوائد: ......آخری قول سے وہ وضو والی آیت کی طرف اشارہ کر رہے ہیں، جس میں ان کے فہم کے مطابق چہرے اور ہاتھوں کو دھونے کا اور سر اور پاؤں کا مسح کرنے کا ذکر ہے، حقیقت میں پاؤں کو دھونا ہی ثابت ہے، البتہ موزے وغیرہ کی صورت میں مسح کیا جا سکتا ہے۔

(٦٢٨)۔ (وَمِنْ طَرِيْقٍ آخَرَ)۔عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ عَقِيْلٍ أَيْضًا قَالَ: حَدَّثَتْنِي الرُّبَيِّعُ بِنْتُ مُعَوِّذِ بْنِ عَفْرَاءَ (رضی اللہ عنہا) قَالَتْ: كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ يَأْتِيْنَا فَيُكْثِرُ فَأَتَانَا فَوَضَعْنَا لَهُ الْمِيْضَأَةَ فَتَوَضَّأَ فَغَسَلَ كَفَّيْهِ ثَلَاثًا وَمَضْمَضَ وَاسْتَنْشَقَ مَرَّةً مَرَّةً وَغَسَلَ وَجْهَهُ ثَلَاثًا وَذِرَاعَيْهِ ثَلَاثًا وَمَسَحَ رَأْسَهُ بِمَا بَقِيَ مِنْ وَضُوئِهِ فِي يَدَيْهِ مَرَّتَيْنِ بَدَأَ بِمُؤَخَّرِهِ ثُمَّ رَدَّ يَدَهُ اِلَى نَاصِيَتِهِ وَغَسَلَ رِجْلَيْهِ ثَلَاثًا وَمَسَحَ أُذُنَيْهِ مُقَدَّمَهُمَا وَمُؤَخَّرَهُمَا۔ (مسند أحمد: ٢٧٥٥٦)

(دوسری سند) عبد اللہ بن محمد بن عقیل کہتے ہیں: سیدہ ربیع بن معوذ رضی اللہ عنہا نے مجھے بیان کیا، وہ کہتی ہیں: رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ کثرت سے ہمارے پاس آتے تھے، پس آپ ہمارے پاس تشریف لائے تو ہم آپ ﷺ کے لیے ایک برتن رکھا اور آپ ﷺ نے اس سے اس طرح وضو کیا کہ تین دفعہ ہتھیلیوں کو دھویا اور ایک ایک دفعہ کلی کی اور ناک میں پانی چڑھایا، پھر آپ نے تین دفعہ چہرہ اور دو بازو تین تین مرتبہ دھوئے، پھر وضو کا جو پانی آپ ﷺ کے ہاتھوں میں بچا، اس سے دو دفعہ سر کا مسح اس طرح کیا کہ سر کے پچھلے حصے سے شروع کیا اور پھر اپنے ہاتھ کو پیشانی تک لے آئے اور اپنے پاؤں کو تین تین بار دھویا اور کانوں کے سامنے والے اور پچھلے حصے کا مسح کیا۔

(٦٢٩)۔عَنْ عَمْرِو بْنِ يَحْيٰى عَنْ أَبِيْهِ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ زَيْدِ بْنِ عَاصِمٍ رضی اللہ عنہ وَكَانَتْ لَهُ صُحْبَةٌ، فَقِيْلَ لَهُ: تَوَضَّأْ لَنَا وُضُوءَ رَسُولِ

سیدنا عبد اللہ بن زید بن عاصم رضی اللہ عنہ، جن کو صحبت نصیب ہوئی تھی، سے مروی ہے کہ کسی نے ان سے کہا: آپ ہمیں رسول اللہ ﷺ کا وضو کر کے دکھائیں، پس انھوں نے برتن منگوایا

(٦٢٨) تخريج: انظر الحديث بالطريق الاول

(٦٢٩) تخريج: أخرجه البخاري: ١٩١، ومسلم: ٢٣٥ (انظر: ١٦٤٤٥)

اللّٰهِ ﷺ ، قَالَ: فَدَعَا بِإِنَاءٍ فَأَكْفَأَ مِنْهُ عَلٰى يَدَيْهِ ثَلَاثًا فَغَسَلَهُمَا ثُمَّ أَدْخَلَ يَدَهُ وَاسْتَخْرَجَهَا فَمَضْمَضَ وَاسْتَنْشَقَ مِنْ كَفٍّ وَاحِدٍ فَفَعَلَ ذَالِكَ ثَلَاثًا وَاسْتَخْرَجَهَا ثُمَّ غَسَلَ وَجْهَهُ ثُمَّ أَدْخَلَ يَدَهُ فَاسْتَخْرَجَهَا فَغَسَلَ يَدَيْهِ إِلَى الْمِرْفَقَيْنِ مَرَّتَيْنِ مَرَّتَيْنِ ثُمَّ أَدْخَلَ يَدَهُ فَاسْتَخْرَجَهَا فَمَسَحَ بِرَأْسِهِ فَأَقْبَلَ بِيَدِهِ وَأَدْبَرَ ثُمَّ غَسَلَ رِجْلَيْهِ إِلَى الْكَعْبَيْنِ ثُمَّ قَالَ: هٰكَذَا كَانَ وُضُوْءُ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ ۔ (مسند أحمد: ١٦٥٥٩)

اور اپنے ہاتھوں پر تین دفعہ انڈیل کر ان کو دھویا، پھر اپنا ہاتھ پانی میں داخل کیا اور نکالا اور ایک ہی چلّو سے کلی کی اور ناک میں پانی چڑھایا، اس طرح تین بار کیا، پھر اپنا ہاتھ ڈالا اور اس کو نکال کر چہرہ دھویا، پھر اپنا ہاتھ برتن میں ڈالا اور اس کو نکال کر دو دو مرتبہ کہنیوں سمیت بازوؤں کو دھویا، پھر اپنا ہاتھ برتن میں ڈالا اور اس کو نکال کر سر کا اس طرح مسح کیا کہ ہاتھ کو سامنے سے لے گئے اور پیچھے سے لے آئے، پھر اپنے پاؤں کو ٹخنوں تک دھویا اور کہا: رسول اللہ ﷺ کا وضو اس طرح ہوتا تھا۔

(٦٣٠)۔ (وَعَنْهُ مِنْ طَرِيْقٍ آخَرَ عَنْ أَبِيْهِ)۔ أَنَّ جَدَّهُ قَالَ لِعَبْدِاللّٰهِ بْنِ زَيْدِ بْنِ عَاصِمٍ رضی اللہ عنہ: هَلْ تَسْتَطِيْعُ أَنْ تُرِيَنِيْ كَيْفَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ يَتَوَضَّأُ؟ قَالَ عَبْدُاللّٰهِ بْنُ زَيْدٍ: نَعَمْ، فَدَعَا بِوَضُوْءٍ فَغَسَلَ يَدَهُ مَرَّتَيْنِ ثُمَّ تَمَضْمَضَ وَاسْتَنْثَرَ ثَلَاثًا ثُمَّ غَسَلَ وَجْهَهُ ثَلَاثًا ثُمَّ غَسَلَ يَدَيْهِ مَرَّتَيْنِ ثُمَّ مَسَحَ رَأْسَهُ بِيَدَيْهِ فَأَقْبَلَ بِهِمَا وَأَدْبَرَ، بَدَأَ بِمُقَدَّمِ رَأْسِهِ ثُمَّ ذَهَبَ بِهِمَا إِلٰى قَفَاهُ ثُمَّ رَدَّهُمَا حَتّٰى رَجَعَ إِلَى الْمَكَانِ الَّذِيْ بَدَأَ مِنْهُ ثُمَّ غَسَلَ رِجْلَيْهِ وَفِيْ رِوَايَةٍ: أَنَّهُ مَسَحَ بِرَأْسِهِ مَرَّتَيْنِ وَغَسَلَ رِجْلَيْهِ مَرَّتَيْنِ)۔ (مسند أحمد: ١٦٥٤٥)

(دوسری سند) ان کے دادا جان نے سیدنا عبداللہ بن عاصم رضی اللہ عنہ سے کہا: کیا تم مجھے یہ دکھا سکتے ہو کہ رسول اللہ ﷺ کیسے وضو کرتے تھے؟ انھوں نے کہا: جی ہاں، پھر انھوں نے وضو کا پانی منگوایا اور دو بار اپنے ہاتھ دھوئے، پھر تین بار کلی کی اور ناک جھاڑا، پھر تین دفعہ چہرہ دھویا، پھر دونوں بازوؤں کو دو دو مرتبہ دھویا، پھر دونوں ہاتھوں سے سر کا اس طرح مسح کیا کہ ان کو آگے سے لے گئے اور پیچھے سے لے آئے، تفصیل یہ ہے کہ سر کے سامنے والے حصے سے شروع کیا اور ہاتھوں کو گدی تک لے گئے، پھر ان کو اسی جگہ پر لوٹایا، جہاں سے شروع کیا تھا، پھر اپنے پاؤں دھوئے۔ ایک روایت میں ہے: سر کا مسح دو بار کیا اور پاؤں بھی دو دو مرتبہ دھوئے۔

(٦٣١)۔ حَدَّثَنَا عَبْدُاللّٰهِ حَدَّثَنِيْ أَبِيْ ثَنَا

یزید بن براء، جو عمان کے امیر تھے اور عام امراء میں سے

(٦٣٠) تخریج: انظر الحدیث بالطریق الاول

(٦٣١) تخریج: حدیث صحیح لغیرہ ۔ أخرجه ابن المنذر فی "الاوسط": ١/ ٤٠١، والبخاری فی "التاریخ الکبیر": ٤/ ١٧٠ (انظر: ١٨٥٣٧)

إِسْمَعِيْلُ (يَعْنِي ابْنَ إِبْرَاهِيمَ) حَدَّثَنَا سَعِيْدٌ الْجُرَيْرِيُّ عَنْ أَبِيْ عَائِذٍ سَيْفٍ السَّعْدِيِّ وَأَثْنٰى عَلَيْهِ خَيْرًا عَنْ يَزِيْدَ بْنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ وَكَانَ أَمِيْرًا بِعُمَّانَ وَكَانَ كَخَيْرِ الْأُمَرَاءِ، قَالَ أَبِيْ: اِجْتَمِعُوا فَلَأُرِيَكُمْ كَيْفَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَتَوَضَّأُ وَكَيْفَ كَانَ يُصَلِّي، فَإِنِّيْ لَا أَدْرِيْ مَا قَدْرُ صُحْبَتِيْ إِيَّاكُمْ، قَالَ: فَجَمَعَ بَنِيْهِ وَأَهْلَهُ وَدَعَا بِوَضُوءٍ فَمَضْمَضَ وَاسْتَنْشَقَ وَغَسَلَ وَجْهَهُ ثَلَاثًا وَغَسَلَ الْيَدَ الْيُمْنٰى ثَلَاثًا وَغَسَلَ يَدَهُ هٰذِهِ ثَلَاثًا يَعْنِي الْيُسْرٰى ثُمَّ مَسَحَ رَأْسَهُ وَأُذُنَيْهِ ظَاهِرَهُمَا وَبَاطِنَهُمَا وَغَسَلَ هٰذِهِ الرِّجْلَ يَعْنِي الْيُمْنٰى ثَلَاثًا وَغَسَلَ هٰذِهِ الرِّجْلَ ثَلَاثًا يَعْنِي الْيُسْرٰى، قَالَ: هٰكَذَا مَا أَلَوْتُ أَنْ أُرِيَكُمْ كَيْفَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَتَوَضَّأُ ثُمَّ دَخَلَ بَيْتَهُ فَصَلّٰى صَلَاةً مَا نَدْرِيْ مَا هِيَ ثُمَّ خَرَجَ فَأَمَرَ بِالصَّلٰوةِ فَأُقِيْمَتْ فَصَلّٰى بِنَا الظُّهْرَ، فَأَحْسِبُ أَنِّيْ سَمِعْتُ مِنْهُ آيَاتٍ مِنْ يٰسٓ ثُمَّ صَلَّى الْعَصْرَ ثُمَّ صَلّٰى بِنَا الْمَغْرِبَ ثُمَّ صَلّٰى بِنَا الْعِشَاءَ وَقَالَ: مَا أَلَوْتُ أَنْ أُرِيَكُمْ كَيْفَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَتَوَضَّأُ وَكَيْفَ كَانَ يُصَلِّيْ۔ (مسند أحمد: ١٨٧٣٦)

بہترین امیر تھے، سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: میرے باپ سیدنا براء بن عازب رضی اللہ عنہ نے کہا: جمع ہو جاؤ، تا کہ میں تمہیں دکھا سکوں کہ رسول اللہ ﷺ کیسے وضو کرتے تھے اور کیسے نماز پڑھتے تھے، کیونکہ میں نہیں جانتا کہ میں نے تمہارے ساتھ کتنا عرصہ رہنا ہے، بہرحال انھوں نے اپنے بیٹوں اور اہل وعیال کو جمع کیا اور وضو کا پانی منگوایا، پس کلی کی، ناک میں پانی چڑھایا اور تین دفعہ چہرہ دھویا، پھر دایاں ہاتھ تین دفعہ دھویا، اس کے بعد بایاں ہاتھ تین بار دھویا، پھر سر کا اور کانوں کے ظاہری اور باطنی حصوں کا مسح کیا، پھر اس دائیں پاؤں اور اس کے بعد بائیں پاؤں کو تین تین مرتبہ دھویا اور کہا: اسی طرح وضو تھا، میں نے تمہیں رسول اللہ ﷺ کے وضو کی کیفیت دکھانے میں کوئی کمی نہیں کی، پھر وہ اپنے گھر میں داخل ہوئے اور ایک نماز پڑھی، ہم اس کے بارے میں نہیں جانتے کہ وہ کون سی نماز تھی، پھر باہر تشریف لائے اور نماز کا حکم دیا، پس اقامت کہی گئی اور انھوں نے ہمیں نمازِ ظہر پڑھائی، میرا خیال ہے کہ میں نے اِس نماز میں سورۂ یٰس کی کچھ آیتیں سنی تھیں، پھر عصر کی نماز پڑھائی، اس کے بعد مغرب کی اور پھر عشا کی نماز پڑھائی اور پھر کہا: رسول اللہ ﷺ کیسے وضو کرتے تھے اور کیسے نماز پڑھتے تھے، میں نے تم کو یہ چیزیں دکھانے میں کوئی کمی نہیں کی۔

(٦٣٢)۔عَنِ الْمُغِيْرَةِ بْنِ شُعْبَةَ رضی اللہ عنہ وَقَدْ سُئِلَ: هَلْ أَمَّ النَّبِيَّ ﷺ رَجُلٌ مِنْ هٰذِهِ الْأُمَّةِ

سیدنا مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ کسی نے ان سے یہ سوال کیا کہ کیا اس امت میں سے سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ کے علاوہ

(٦٣٢) تخريج: أخرجه مسلم: ٢٧٤ (انظر: ١٨١٣٤)

غَيْرُ أَبِي بَكْرٍ رضی اللہ عنہ؟ فَقَالَ: نَعَمْ، كُنَّا فِي سَفَرٍ كَذَا وَكَذَا، (وَفِي رِوَايَةٍ: فِي غَزْوَةِ تَبُوْكَ) فَلَمَّا كَانَ مِنَ السَّحَرِ ضَرَبَ عُنُقَ رَاحِلَتِهِ وَانْطَلَقَ فَتَبِعْتُهُ فَتَغَيَّبَ عَنِّي سَاعَةً ثُمَّ جَاءَ فَقَالَ: ((حَاجَتُكَ؟)) فَقُلْتُ: لَيْسَ لِي حَاجَةٌ يَا رَسُولَ اللّٰهِ، قَالَ: ((هَلْ مِن مَّاءٍ؟)) قُلْتُ: نَعَمْ، فَصَبَبْتُ عَلَيْهِ فَغَسَلَ يَدَيْهِ ثُمَّ غَسَلَ وَجْهَهُ ثُمَّ ذَهَبَ يَحْسُرُ عَنْ ذِرَاعَيْهِ وَكَانَتْ عَلَيْهِ جُبَّةٌ شَامِيَّةٌ فَضَاقَتْ فَأَدْخَلَ يَدَيْهِ فَأَخْرَجَهُمَا مِنْ تَحْتِ الْجُبَّةِ فَغَسَلَ وَجْهَهُ وَغَسَلَ ذِرَاعَيْهِ وَمَسَحَ بِنَاصِيَتِهِ وَمَسَحَ عَلَى الْعِمَامَةِ وَعَلَى الْخُفَّيْنِ ثُمَّ لَحِقْنَا النَّاسَ وَقَدْ أُقِيمَتِ الصَّلٰوةُ وَعَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ عَوْفٍ يَؤُمُّهُمْ وَقَدْ صَلّٰى رَكْعَةً فَذَهَبْتُ لِأُوذِنَهُ فَنَهَانِي فَصَلَّيْنَا الَّتِي أَدْرَكْنَا، (وَفِي رِوَايَةٍ: الرَّكْعَةَ الَّتِي أَدْرَكْنَا) وَقَضَيْنَا الَّتِي سُبِقْنَا بِهَا (وَفِي رِوَايَةٍ: وَقَضَيْنَا الرَّكْعَةَ الَّتِي سُبِقْنَا)۔ (مسند أحمد: ١٨٣١٤)

بھی کسی نے نبی کریم ﷺ کی امامت کرائی ہے انھوں نے کہا: جی ہاں، ہم غزوۂ تبوک کے موقع پر سفر میں تھے، جب سحری کا وقت ہوا تو آپ ﷺ نے اپنی سواری کی گردن پر مارا اور چل پڑے، میں بھی آپ ﷺ کے پیچھے ہو لیا، کچھ وقت تو آپ ﷺ مجھ سے غائب رہے اور پھر واپس آ گئے اور مجھ سے فرمایا: ''کوئی ضرورت ہے؟'' میں نے کہا: جی کوئی ضرورت نہیں، اے اللہ کے رسول! آپ ﷺ نے پوچھا: ''کیا پانی ہے؟'' میں نے کہا: جی ہاں، پھر میں نے آپ ﷺ پر پانی بہایا، آپ ﷺ نے ہاتھ دھوئے، پھر چہرہ دھویا، پھر اپنے بازوؤں سے کپڑا پیچھے کرنے لگے، جبکہ آپ ﷺ نے شامی جبہ پہنا ہوا تھا، اس کے بازو تنگ ہو گئے، اس لیے آپ ﷺ نے اپنے بازو اندر سے باہر نکال لیے اور اپنا چہرہ اور بازو دھوئے، پھر پیشانی اور پگڑی پر اور موزوں پر مسح کیا، پھر جب ہم لوگوں تک پہنچے تو نماز کھڑی کی جا چکی تھی اور سیدنا عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ نماز پڑھا رہے تھے اور ایک رکعت پڑھا چکے تھے، میں ان کو بتلانے کے لیے جانے لگا، لیکن آپ ﷺ نے مجھے منع کر دیا، پھر جو نماز ہمیں مل گئی، ہم نے ادا کر لی اور جو رہ گئی اس کو بعد میں پورا کر لیا۔

بَابٌ فِي النِّيَّةِ وَالتَّسْمِيَةِ عِنْدَ الْوُضُوْءِ

وضو کی نیت اور اس کے شروع میں ''بِسْمِ اللّٰهِ'' پڑھنے کا بیان

(٦٣٣)۔ عَنْ عُمَرَ رضی اللہ عنہ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ: ((إِنَّمَا الْأَعْمَالُ بِالنِّيَّةِ، وَلِكُلِّ امْرِيءٍ مَا نَوٰى فَمَنْ كَانَتْ هِجْرَتُهُ إِلَى اللّٰهِ وَرَسُولِهِ فَهِجْرَتُهُ إِلٰى مَا هَاجَرَ إِلَيْهِ، وَمَنْ كَانَتْ هِجْرَتُهُ لِدُنْيَا

سیدنا عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''صرف اور صرف اعمال کا دارومدار نیتوں پر ہے اور ہر شخص کے لیے وہی کچھ ہے، جو وہ نیت کرے گا، پس جس کی ہجرت اللہ اور اس کے رسول کی طرف ہو گی، پس اس کی ہجرت اسی چیز کی طرف ہو گی، جس کی طرف وہ ہجرت کرے گا، اور جس کی ہجرت

(٦٣٣) تخريج: أخرجه البخاري: ١، ومسلم: ١٩٠٧ (انظر: ١٦٨)

يُصِيبُهَا أَوِ امْرَأَةٍ يَنْكِحُهَا فَهِجْرَتُهُ إِلَى مَا هَاجَرَ إِلَيْهِ۔)) (مسند أحمد: ١٦٨)

دنیا کے لیے ہوگی، وہ اسے پا لے گا اور جس کی کسی خاتون کی خاطر ہوگی، وہ اس سے نکاح کر لے گا، بہر حال اس کی ہجرت اسی چیز کی طرف ہوگی، جس کی طرف وہ ہجرت کرے گا۔''

فوائد: ...... یہ انتہائی اہم اور جامع حدیث ہے اور ہر نیکی کے کرنے اور ہر برائی سے بچنے میں اس حدیثِ مبارکہ کا دخل ہوگا، نیت کی دو قسمیں ہیں، ایک نیت اعمالِ صالحہ کو ایک دوسرے سے جدا کرتی ہے، مثلا ظہر کی چار رکعتیں، عصر کی چار رکعتیں، اِن سے پہلے والی چار چار سنتیں، فرضی روزہ، نفلی روزہ وغیرہ، ہر عمل کو شروع کرتے وقت اس کو دوسرے اعمال سے ممتاز کیا جائے گا۔ نیت کی دوسری قسم عامل کے مقصد کا تعین کرتی ہے کہ وہ عمل اخلاص کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے لیے کیا جا رہا ہے یا اس کی غرض و غایت ریاکاری، نمود و نمائش یا کسی غیر اللہ کا ڈر خوف ہے۔ چونکہ وضو بہت بڑی نیکی اور عبادت ہے، اس لیے اس کے لیے نیت کرنا بھی ضروری ہے، نیت کے بغیر وضو نہیں ہوگا۔

(٦٣٤)۔عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَا صَلَاةَ لِمَنْ لَا وُضُوءَ لَهُ وَلَا وُضُوءَ لِمَنْ لَمْ يَذْكُرِ اسْمَ اللّٰهِ عَلَيْهِ۔)) (مسند أحمد: ٩٤٠٨)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''اس آدمی کی کوئی نماز نہیں، جس کا وضو نہیں اور اس آدمی کا کوئی وضو نہیں، جو وضو پر ''بِسْمِ اللّٰهِ'' نہیں پڑھے گا۔''

فوائد: ...... حافظ ابن صلاح نے کہا: اِن احادیث کے مجموعہ سے وہی کچھ ثابت ہوتا ہے، جو کچھ حسن حدیث سے ثابت ہوتا ہے۔ (النتائج لابن حجر: ١/ ٢٣٧) حافظ ابن حجر نے کہا: ان احادیث کے مجموعہ سے پیدا ہونے والی قوت اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ اس مسئلہ کی کوئی اصل ہے۔ (التلخيص الحبير: ١/ ٧٥)

(٦٣٥)۔عَنْ أَبِي سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَا وُضُوْءَ لِمَنْ لَمْ يَذْكُرِ اسْمَ اللّٰهِ عَلَيْهِ)) (مسند أحمد: ١١٣٩١)

سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اس آدمی کا کوئی وضو نہیں، جو اس پر ''بِسْمِ اللّٰهِ'' نہیں پڑھے گا۔''

فوائد: ...... ابن ہمام حنفی نے اس حدیث کو ''حسن'' قرار دے کر وضو کے شروع میں ''بسم اللّٰه'' پڑھنا واجب قرار دیا۔ (شرح فتح القدير: ١/٢٣) اور ابن نجیم حنفی نے بھی ''حسن'' کہا۔ (البحر الرائق: ١/ ١٨)

(٦٣٦)۔عَنْ رَبَاحِ بْنِ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ

رباح بن عبد الرحمن سے مروی ہے کہ ان کی دادی نے اپنے

---

(٦٣٤) تخريج: قال الالباني: صحيح ـ أخرجه ابوداود: ١٠١، وابن ماجه: ٣٩٩ (انظر: ٩٤١٨)

(٦٣٥) تخريج: قال الالباني: حسن ـ أخرجه ابن ماجه: ٣٩٧ (انظر: ١١٣٧١)

(٦٣٦) تخريج: اسناده ضعيف، لضعف ابى ثفال المرى ـ أخرجه مختصرا الترمذى: ٢٥، وابن ماجه: ٣٩٨ (انظر: ٢٣٢٣٦)

حُوَيْطِبٍ قَالَ: حَدَّثَتْنِي جَدَّتِي أَنَّهَا سَمِعَتْ أَبَاهَا يَقُولُ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ: ((لَاصَلٰوةَ لِمَنْ لَا وُضُوءَ لَهُ، وَلَا وُضُوءَ لِمَنْ لَمْ يَذْكُرِ اسْمَ اللّٰهِ عَلَيْهِ، وَلَا يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ مَنْ لَا يُؤْمِنُ بِي وَلَا يُؤْمِنُ بِي مَنْ لَا يُحِبُّ الْأَنْصَارَ۔)) (مسند أحمد: ٢٣٦٢٤)

باپ (سیدنا سعید بن زید رضی اللہ عنہ) سے سنا کہ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ نے فرمایا: ''جس آدمی کا وضو نہیں اس کی کوئی نماز نہیں اور جس آدمی نے وضوء پر "بِسْمِ اللّٰهِ" نہیں پڑھی، اس کا کوئی وضو نہیں اور جو شخص میں (محمد ﷺ) پر ایمان نہیں لایا، وہ اللہ تعالی پر ایمان نہیں لا سکے گا اور جس بندے نے انصار سے محبت نہ کی، وہ مجھ پر ایمان نہیں سکے گا۔''

فوائد: ...... نیز سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے صحابہ سے فرمایا: ((تَوَضَّئُوْا بِسْمِ اللّٰهِ۔)) ...... ''بسم اللہ پڑھ کر وضوء کرو''۔ (نسائی: ۷۸) ان احادیث سے معلوم ہوا کہ وضو کے شروع میں بسم اللہ پڑھنا ضروری ہے، نیز صرف "بِسْمِ اللّٰه" کے الفاظ ادا کرنے چاہئیں، نہ کہ "بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ" کے۔

بَابٌ فِيْ اسْتِحْبَابِ غَسْلِ الْيَدَيْنِ قَبْلَ الْمَضْمَضَةِ وَتَأْكِيْدِهِ لِنَوْمِ اللَّيْلِ

کلی سے پہلے ہاتھ دھونے کے مستحب ہونے اور رات کی نیند کے لیے تاکیدی طور پر دھونے کا بیان

(٦٣٧)۔ عَنْ عَبْدِ خَيْرٍ (يَصِفُ وُضُوءَ عَلِيٍّ رضی اللہ عنہ) قَالَ: أَخَذَ بِيَدِهِ الْيُمْنٰى الْإِنَاءَ فَأَفْرَغَ عَلٰى يَدِهِ الْيُسْرٰى ثُمَّ غَسَلَ كَفَّيْهِ ثُمَّ أَخَذَ بِيَدِهِ الْيُمْنٰى الْإِنَاءَ فَأَفْرَغَ عَلٰى يَدِهِ الْيُسْرٰى ثُمَّ غَسَلَ كَفَّيْهِ، فَعَلَهُ ثَلَاثَ مِرَارٍ، قَالَ عَبْدُ خَيْرٍ: كُلُّ ذَالِكَ لَا يُدْخِلُ يَدَهُ فِي الْإِنَاءِ حَتّٰى يَغْسِلَهَا ثَلَاثَ مَرَّاتٍ ((الحديث۔)) وَفِي آخِرِهِ: قَالَ يَعْنِي عَلِيًّا) هٰذَا طُهُورُ نَبِيِّ اللّٰهِ ﷺ۔ (مسند أحمد: ١١٣٣)

عبد خیر، سیدنا علی رضی اللہ عنہ کا وضو بیان کرتے ہوئے کہتے ہیں: انھوں نے دائیں ہاتھ سے برتن پکڑا اور بائیں ہاتھ پر پانی ڈالا اور اس طرح اپنی دونوں ہتھیلیوں کو دھویا، پھر اپنے دائیں ہاتھ سے برتن کو پکڑا اور بائیں ہاتھ پر پانی ڈالا اور ہتھیلیوں کو دھویا، ایسے تین بار کیا۔ عبد خیر کہتے ہیں: ہر مرتبہ آپ اپنا ہاتھ تین بار دھو لینے سے پہلے برتن میں داخل نہیں کرتے تھے، ......۔ آخر میں ہے: سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے کہا: یہ نبی کریم ﷺ کا وضو ہے۔

(٦٣٨)۔ عَنِ ابْنِ أَبِي أَوْسٍ عَنْ جَدِّهِ أَوْسٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: رَأَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ تَوَضَّأَ وَاسْتَوْكَفَ ثَلَاثًا أَيْ غَسَلَ كَفَّيْهِ (زَادَ فِي رِوَايَةٍ مِنْ طَرِيقٍ آخَرَ) يَعْنِي غَسَلَ يَدَيْهِ ثَلَاثًا،

سیدنا اوس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ آپ ﷺ نے وضو کیا اور تین دفعہ پانی بہایا، یعنی تین دفعہ ہتھیلیوں کو دھویا۔ ایک روایت میں ہے: یعنی ہاتھوں کو تین بار دھویا۔ میں نے امام شعبہ سے کہا: ہاتھوں

---

(٦٣٧) تخريج: اسناده صحيح ۔ أخرجه ابوداود: ١١٢، والنسائي: ١/ ٦٧ (انظر: ١١٣٣)

(٦٣٨) تخريج: ضعيف لجهالة ابن ابي اوس ۔ أخرجه النسائي: ١/ ٦٤ (انظر: ١٦١٧٠)

فَقُلْتُ لِشُعْبَةَ: أَدْخَلَهُمَا فِي الْإِنَاءِ أَوْغَسَلَهُمَا خَارِجًا؟ قَالَ: لَا أَدْرِي۔ (مسند أحمد: ١٦٢٧٠)

کو برتن میں داخل کر دیا تھا یا برتن سے باہر کر کے دھویا تھا؟ انھوں نے کہا: یہ تو میں نہیں جانتا۔

فوائد: …… پہلے کئی احادیث میں یہ بات گزر چکی ہے کہ آپ ﷺ وضو کے شروع میں تین بار ہاتھ دھوتے تھے۔

(٦٣٩)۔ حَدَّثَنَا عَبْدُاللّٰهِ حَدَّثَنِي أَبِي ثَنَا مُعَاوِيَةُ ثَنَا الْأَعْمَشُ عَنْ أَبِي صَالِحٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِذَا اسْتَيْقَظَ أَحَدُكُمْ مِنَ اللَّيْلِ فَلَا يُدْخِلْ يَدَهُ فِي الْإِنَاءِ حَتّٰى يَغْسِلَهَا ثَلَاثَ مَرَّاتٍ فَإِنَّهُ لَا يَدْرِي أَيْنَ بَاتَتْ يَدُهُ۔)) قَالَ: وَقَالَ وَكِيعٌ عَنْ أَبِي صَالِحٍ وَأَبِي رَزِينٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ يَرْفَعُهُ ثَلَاثًا، (حَدَّثَنَا) عَبْدُاللّٰهِ حَدَّثَنِي أَبِي ثَنَا مُعَاوِيَةُ بْنُ عَمْرٍو ثَنَا زَائِدَةُ عَنْ أَبِي صَالِحٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((حَتّٰى يَغْسِلَهَا مَرَّةً أَوْ مَرَّتَيْنِ۔)) حَدَّثَنَا عَبْدُاللّٰهِ حَدَّثَنِي أَبِي ثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رِوَايَةً: ((إِذَا اسْتَيْقَظَ أَحَدُكُمْ مِنْ نَوْمِهِ فَلَا يَغْمِسْ يَدَهُ فِي إِنَائِهِ حَتّٰى يَغْسِلَهَا ثَلَاثًا فَإِنَّهُ لَا يَدْرِي أَيْنَ بَاتَتْ يَدُهُ۔))

(مسند أحمد: ١٠٠٩٣)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''جب تم میں سے کوئی آدمی بیدار ہو تو وہ اپنے ہاتھوں کو تین دفعہ دھو لینے سے پہلے برتن میں داخل نہ کرے، کیونکہ وہ یہ نہیں جانتا کہ اس کے ہاتھوں نے رات کہاں گزاری ہے۔'' ایک روایت میں ہے: ''ایک یا دو دفعہ دھونے سے پہلے۔'' ایک روایت میں ہے: ''جب تم میں کوئی آدمی اپنی نیند سے بیدار ہو تو وہ اپنے ہاتھوں کو برتن میں اس وقت تک نہ ڈالے، جب تک ان کو تین دفعہ نہ دھو لے، کیونکہ وہ نہیں جانتا کہ اس کے ہاتھ نے رات کہاں گزاری ہے۔''

فوائد: ……اس حکم کی جو علت بیان کی گئی ہے کہ آدمی کو یہ پتہ نہیں ہوتا کہ اس کے ہاتھوں نے رات کہاں گزاری ہے، اس سے پتہ چلتا ہے کہ رات اور دن کی ہر نیند کے بعد ہاتھوں کو برتن میں ڈالنے سے پہلے تین دفعہ دھونا چاہیے۔ یہ شریعتِ اسلامیہ کا حسن ہے کہ وہ کسی پہلو سے انسان کے لیے مضر اور مشتبہ چیز کو پسند نہیں کرتی، بلکہ اس کی طبع کا بھی خیال رکھتی ہے۔

(٦٣٩) تخريج: أخرجه مسلم: ٢٧٨ (انظر: ١٠٠٩١)

بَابٌ فِيْ الْمَضْمَضَةِ وَالْإِسْتِنْشَاقِ وَالْإِسْتِنْثَارِ

کلی کرنے، ناک میں پانی چڑھانے اور اس کو جھاڑنے کا بیان

(٦٤٠)۔عَنْ أَبِيْ غَطْفَانَ قَالَ: دَخَلْتُ عَلٰى ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہ فَوَجَدتُّهُ يَتَوَضَّأُ فَتَمَضْمَضَ وَاسْتَنْشَقَ ثُمَّ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِسْتَنْثِرُوْهُ ثِنْتَيْنِ (وَفِي رِوَايَةٍ: مَرَّتَيْنِ بَالِغَتَيْنِ أَوْ ثَلَاثًا))) (مسند أحمد: ٣٢٩٦)

ابوغطفان کہتے ہیں: میں سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کے پاس گیا، وہ وضو کر رہے تھے، انھوں نے کلی کی اور ناک میں پانی چڑھایا اور پھر کہا: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ ''دو دفعہ ناک کو جھاڑا کرو، (ایک روایت میں ہے: دو یا تین دفعہ اچھی طرح جھاڑا کرو)۔''

فوائد: ...... الْمَضْمَضَة (کلی کرنا): منہ میں پانی کو حرکت دینا اَلْإِسْتِنْشَاق: سانس کی مدد سے پانی کو ناک میں چڑھانا اَلْإِسْتِنْثَار: ناک میں چڑھائے ہوئے پانی کو سانس کے پریشر سے باہر پھینکنا کئی لوگوں کو دیکھا ہے کہ وہ دورانِ وضو ناک کو سنت کے مطابق صاف نہیں کرتے۔

(٦٤١)۔ عَنْ عَبْدِ خَيْرٍ قَالَ: صَلَّيْنَا الْغَدَاةَ فَأَتَيْنَاهُ (يَعْنِي عَلِيًّا رضی اللہ عنہ) فَجَلَسْنَا إِلَيْهِ فَدَعَا بِوَضُوءٍ فَأُتِيَ بِرَكْوَةٍ فِيهَا مَاءٌ وَطَسْتٍ، قَالَ: فَأَفْرَغَ الرَّكْوَةَ عَلٰى يَدِهِ الْيُمْنٰى فَغَسَلَ يَدَيْهِ ثَلَاثًا وَتَمَضْمَضَ ثَلَاثًا وَاسْتَنْثَرَ ثَلَاثًا بِكَفٍّ كَفٍّ (وَفِي رِوَايَةٍ: فَتَمَضْمَضَ ثَلَاثًا وَاسْتَنْشَقَ ثَلَاثًا مِنْ كَفٍّ وَاحِدٍ) ثُمَّ غَسَلَ وَجْهَهُ ثَلَاثًا وَذِرَاعَيْهِ ثَلَاثًا ثَلَاثًا ثُمَّ وَضَعَ يَدَهُ فِي الرَّكْوَةِ فَمَسَحَ بِهَا رَأْسَهُ بِكَفَّيْهِ جَمِيعًا مَرَّةً وَاحِدَةً ثُمَّ غَسَلَ رِجْلَيْهِ ثَلَاثًا ثَلَاثًا ثُمَّ قَالَ: هٰذَا وُضُوءُ نَبِيِّكُمْ ﷺ فَاعْلَمُوْهُ۔(مسند أحمد: ١٠٢٧)

عبدِ خیر کہتے ہیں: ہم نمازِ فجر ادا کر کے سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور ان کے ہاں بیٹھ گئے، انھوں نے وضو کا پانی منگوایا، پس ایک برتن لایا گیا، جس میں پانی تھا اور چلمچی لائی گئی پس انھوں نے اپنے دائیں ہاتھ پر پانی بہایا اور دونوں ہاتھوں کو تین دفعہ دھویا، پھر ایک ایک چلّو کر کے تین تین کلی کی اور ناک میں پانی چڑھایا۔ ایک روایت میں ہے: ایک ہی چلّو سے تین دفعہ کلی کی اور تین دفعہ ناک میں پانی چڑھایا، پھر تین بار اپنا چہرہ دھویا اور بازوؤں کو تین تین دفعہ دھویا، پھر اپنا ہاتھ برتن میں رکھا اور دونوں ہتھیلیوں کے ساتھ ایک دفعہ سر کا مسح کیا، پھر تین تین بار اپنے پاؤں کو دھویا اور پھر کہا: یہ تمہارے نبی کا وضو ہے، اس کو سیکھ لو۔

فوائد: ...... سیدنا عبداللہ بن زید بن عاصم رضی اللہ عنہ سے یہ مطالبہ کیا گیا کہ وہ رسول اللہ ﷺ کا وضو کر کے دکھائیں، پس انھوں نے وضو کیا، (راوی نے کلی اور ناک کا یہ طریقہ بیان کیا) ثُمَّ أَدْخَلَ يَدَهُ فَاسْتَخْرَجَهَا فَمَضْمَضَ وَاسْتَنْشَقَ مِنْ كَفٍّ وَاحِدَةٍ فَفَعَلَ ذَالِكَ ثَلَاثًا۔...... پھر انھوں نے اپنا ہاتھ داخل کیا اور اس کو نکالا اور ایک چلو

(٦٤٠) تخريج: اسناده قوی۔ أخرجه ابوداود: ١٤١، وابن ماجه: ٤٠٨ (انظر: ٣٢٩٦)

(٦٤١) صحيح لغيره ۔ أخرجه ابوداود: ١١١، ١١٢، والنسائی: ١/ ٦٧، وابن ماجه: ٤٠٤ (انظر: ١٠٢٧)

سے کلی کی اور ناک میں پانی چڑھایا اور اس طرح تین دفعہ کیا۔ آخر میں کہا: یہ رسول اللہ ﷺ کا وضو ہے۔ (صحیح بخاری، صحیح مسلم) سیدنا عبداللہ بن زید رضی اللہ عنہ ہی سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: رَأَیْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ مَضْمَضَ وَاسْتَنْشَقَ مِنْ کَفٍّ وَاحِدَۃٍ، فَعَلَ ذَالِکَ ثَلَاثًا۔ ...... میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ آپ ﷺ نے ایک چلو سے کلی کی اور ناک میں پانی چڑھایا اور اس طرح تین دفعہ کیا۔ ان احادیث سے ثابت ہوا کہ ایک ہی چلو سے کلی بھی کرنی چاہیے اور ناک میں پانی میں بھی چڑھانا چاہیے، جبکہ ایسا کرنا بہت آسان ہے۔ کلی اور ناک کے لیے ایک چلو لینے کو ''وصل'' اور الگ الگ چلو لینے کو ''فصل'' کہتے ہیں۔ ''وصل'' کی احادیث تو واضح اور صریح ہیں، لیکن کوئی روایت صراحۃً ''فصل'' پر دلالت نہیں کرتی، اگر کسی سے کوئی گنجائش ملتی ہے تو وہ ضعیف ہے، مثلا: صحابی کہتے ہیں: فَرَأَیْتُہٗ یَفْصِلُ بَیْنَ الْمَضْمَضَۃِ وَالْاِسْتِنْشَاقِ۔ ...... میں نے آپ ﷺ کو دیکھا کہ آپ کلی اور ناک میں پانی چڑھانے میں فاصل کرتے تھے۔ (ابوداود: ۱۳۹) پہلی بات تو یہ ہے کہ یہ حدیث ضعیف ہے، اس میں لیث بن ابی سلیم ضعیف ہے اور طلحہ کا باپ مجہول ہے، دوسری بات یہ ہے کہ یہ حدیث صراحت کے ساتھ دو چلوؤں پر دلالت نہیں کرتی، کیونکہ ایک چلو سے بھی کلی اور ناک میں پانی چڑھانے میں فاصلہ کیا جا سکتا ہے اور وہ اس طرح کہ آدھا چلو منہ میں ڈال کر کلی کی اور پھر آدھا چلو ناک میں ڈال دیا۔ یہی حال باقی روایات کا ہے، لیکن یہ گزارش ضروری ہے کہ جو احباب ''فصل'' کو ثابت کرنے کے لیے زور لگاتے ہیں، ان کو ''وصل'' بھی تسلیم کر لینا چاہیے، کیونکہ یہ تو صحیح اور صریح احادیث سے ثابت ہے۔

(٦٤٢)۔ عَنِ الرُّبَیِّعِ بِنْتِ مُعَوِّذٍ رضی اللہ عنہا (تَصِفُ وُضُوْءَ النَّبِیِّ ﷺ) قَالَتْ: وَمَضْمَضَ وَاسْتَنْشَقَ مَرَّۃً مَرَّۃً۔ (مسند أحمد: ۲۷۵۵٦)

سیدہ ربیع بنت معوذ رضی اللہ عنہا، نبی کریم ﷺ کا وضو بیان کرتے ہوئے کہتی ہیں: آپ ﷺ نے ایک ایک مرتبہ کلی کی اور ناک میں پانی چڑھایا۔

(٦٤٣)۔ عَنْ أَبِیْ ہُرَیْرَۃَ رضی اللہ عنہ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ أَنَّہُ کَانَ اِذَا اسْتَنْشَقَ أَدْخَلَ الْمَاءَ مَنْخِرَیْہِ۔ (مسند أحمد: ۷۸۷۵)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ جب استنشاق کرتے تو نتھنوں میں پانی داخل کرتے تھے۔

(٦٤٤)۔ وَعَنْہُ أَیْضًا قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ: ((اِذَا تَوَضَّأَ أَحَدُکُمْ فَلْیَجْعَلْ فِی أَنْفِہِ مَاءً ثُمَّ لِیَسْتَنْثِرْ، وَقَالَ مَرَّۃً: لِیَنْثِرْ۔))

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے یہ بھی روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''جب تم میں سے کوئی آدمی وضو کرے تو وہ اپنے ناک میں پانی ڈالے اور پھر اس کو جھاڑے۔ (مسند احمد: ۷۲۹۸)

---

(٦٤٢) تخریج: اسنادہ ضعیف لضعف عبد اللہ بن محمد بن عقیل ۔ أخرجہ ابن ماجہ: ۴۱۸، ۴۳۸، وأخرجہ ابوداود: ۱۳۰ مختصرا (انظر: ۲۷۰۱٦)

(٦٤٣) تخریج: اسنادہ صحیح (انظر: ۷۸۸۸)

(٦٤٤) تخریج: أخرجہ البخاری: ۱٦۲، ومسلم: ۲۳۷ (انظر: ۷۳۰۰)

(٦٤٥)۔وَعَنْهُ أَيْضًا أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((إِذَا تَوَضَّأَ أَحَدُكُمْ فَلْيَسْتَنْثِرْ، فَإِنَّ الشَّيْطَانَ يَبِيْتُ عَلٰى خَيَاشِيمِهِ۔)) (مسند أحمد: ٨٦٠٧)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے یہ بھی مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب تم میں سے کوئی آدمی وضو کرے تو وہ ناک کو جھاڑے، کیونکہ شیطان اس کے ناک کے نتھنوں یا جڑوں میں رات گزارتا ہے۔''

فوائد:......صحیح بخاری کی روایت کے الفاظ یہ ہیں: ((إِذَا اسْتَيْقَظَ اَحَدُكُمْ مِنْ مَنَامِهِ فَتَوَضَّأَ فَلْيَسْتَنْثِرْ ثَلَاثًا فَإِنَّ الشَّيْطَانَ يَبِيْتُ عَلٰى خَيْشُوْمِهِ۔)) ......''جب کوئی آدمی نیند سے بیدار ہو اور وضو کرے تو تین دفعہ ناک کو جھاڑے، کیونکہ شیطان اس کے ناک کے نتھنے یا جڑ میں رات گزارتا ہے۔'' لہٰذا تین دفعہ ناک جھاڑنے کا مخصوص حکم اس وضو سے متعلقہ ہے، جو رات کو سونے کے بعد کیا جائے۔

(٦٤٦)۔عَنْ لَقِيْطِ بْنِ صَبِرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ! أَخْبِرْنِي عَنِ الْوُضُوءِ، قَالَ: ((إِذَا تَوَضَّأْتَ فَأَسْبِغْ وَخَلِّلِ الْأَصَابِعَ وَإِذَا اسْتَنْشَقْتَ فَأَبْلِغْ إِلَّا أَنْ تَكُوْنَ صَائِمًا۔)) (مسند أحمد: ١٦٤٩٧)

سیدنا لقیط بن صبرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں: اے اللہ کے رسول! آپ مجھے وضو کے بارے میں بتائیں، آپ ﷺ نے فرمایا: ''جب تو وضو کرے تو مکمل وضو کر، انگلیوں میں خلال کر اور جب تو ناک میں پانی چڑھائے تو اس میں مبالغہ کر، الا یہ کہ تو روزے دار ہو۔''

فوائد: ......ناک میں مبالغہ کے ساتھ پانی چڑھانے سے بعض دفعہ پانی کے قطرے حلق میں اتر آتے ہیں، اس وجہ سے روزے دار کو اس سلسلے میں مبالغہ کرنے سے منع کیا گیا ہے۔

فَصْلٌ فِيْ جَوَازِ تَأْخِيرِهِمَا عَنْ غَسْلِ الْوَجْهِ وَالْيَدَيْنِ وَفِيْ حُكْمِ التَّرْتِيبِ فِي الْوُضُوْءِ

چہرے اور ہاتھوں کے بعد کلی کرنے اور ناک میں پانی چڑھانے کے جواز اور وضو میں ترتیب کے حکم کا بیان

(٦٤٧)۔عَنِ الْمِقْدَامِ بْنِ مَعْدِيكَرِبَ الْكِنْدِيِّ رضی اللہ عنہ قَالَ: أُتِيَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ بِوَضُوءٍ فَتَوَضَّأَ فَغَسَلَ كَفَّيْهِ ثَلَاثًا ثُمَّ غَسَلَ وَجْهَهُ ثَلَاثًا ثُمَّ غَسَلَ ذِرَاعَيْهِ ثَلَاثًا ثُمَّ مَضْمَضَ وَاسْتَنْشَقَ ثَلَاثًا وَمَسَحَ بِرَأْسِهِ

سیدنا مقدام بن معدیکرب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس وضو کا پانی لایا گیا، پھر آپ ﷺ نے اس طرح وضو کیا کہ آپ نے تین دفعہ دونوں ہتھیلیاں دھوئیں، تین بار چہرہ دھویا، تین تین مرتبہ بازو دھوئے اور پھر تین تین بار کلی کی اور ناک میں پانی چڑھایا اور اپنے سر کا اور کانوں کے

---

(٦٤٥)تخريج: أخرجه البخاري: ٣٢٩٥، ومسلم: ٢٣٨ (انظر: ٨٦٢٢)

(٦٤٦) تخريج: اسناده صحيح ـ أخرجه ابوداود: ٢٣٦٦، والترمذي: ٧٨٨، وابن ماجه: ٤٠٧، و النسائي: ١/ ٦٦ (انظر: ١٦٣٨٤)

(٦٤٧) تخريج: قال الالباني: صحيح ـ أخرجه ابوداود: ١٢١ (انظر: ١٧١٨٨)

وَأُذُنَيْهِ ظَاهِرَهُمَا وَبَاطِنَهُمَا وَغَسَلَ رِجْلَيْهِ ثَلَاثًا۔ (مسند أحمد: ١٧٣٢٠)

ظاہری اور باطنی حصوں کا مسح کیا اور پھر تین تین بار دونوں پاؤں دھوئے۔

فوائد:...... معلوم ہو رہا ہے کہ آپ ﷺ بازو دھونے کے بعد کلی کی اور ناک میں پانی چڑھایا۔

نبی کریم ﷺ کا عام طریقۂ وضو اسی ترتیب والا ہے، جو عام اور مشہور احادیث میں مذکور ہے اور اسی طرح ہی وضو کرنا چاہیے، لیکن درج بالا روایت سے معلوم ہوا کہ اس معروف ترتیب کے بغیر بھی وضو کرنا ثابت ہے، اس لیے یہ بھی ٹھیک ہے، نتیجہ یہ ہے کہ وضو میں ترتیب کا لحاظ رکھنا مستحب ہے، ضروری نہیں۔

(٦٤٨)۔ عَنِ الرُّبَيِّعِ بِنْتِ مُعَوِّذٍ ؓ قَالَتْ: كُنْتُ أُخْرِجُ لَهُ (تَعْنِي النَّبِيَّ ﷺ) الْمَاءَ فِي هٰذَا فَيَصُبُّ عَلٰى يَدَيْهِ ثَلَاثًا (وَفِي رِوَايَةٍ: يَغْسِلُ يَدَيْهِ قَبْلَ أَنْ يُدْخِلَهُمَا) وَيَغْسِلُ وَجْهَهُ ثَلَاثًا وَيُمَضْمِضُ ثَلَاثًا وَيَسْتَنْشِقُ ثَلَاثًا وَيَغْسِلُ يَدَهُ الْيُمْنٰى ثَلَاثًا وَالْيُسْرٰى ثَلَاثًا، الحديث۔ (مسند أحمد: ٢٧٥٥٥)

سیدہ ربیع بن معوذ ؓ سے مروی ہے، وہ کہتی ہیں: میں نبی کریم ﷺ کے لیے اس برتن میں پانی نکالتی تھی، آپ ﷺ اپنے ہاتھوں پر تین بار بہاتے تھے، ایک روایت میں ہے: ہاتھوں کو برتن میں داخل کرنے سے پہلے تین دفعہ دھوتے تھے، پھر تین دفعہ چہرہ دھوتے اور تین دفعہ کلی کرتے اور تین دفعہ ناک میں پانی چڑھاتے، تین بار دایاں بازوں دھوتے اور تین بار بائیں بازوں کو دھوتے، ....۔

(٦٤٩)۔ عَنْ حُمْرَانَ بْنِ أَبَانَ قَالَ: دَعَا عُثْمَانُ ؓ بِمَاءٍ وَهُوَ عَلَى الْمَقَاعِدِ فَسَكَبَ عَلٰى يَمِينِهِ فَغَسَلَهَا (وَفِي رِوَايَةٍ: فَأَفْرَغَ عَلٰى يَدَيْهِ ثَلَاثًا فَغَسَلَهَا) ثُمَّ أَدْخَلَ يَمِينَهُ فِي الْإِنَاءِ فَغَسَلَ كَفَّيْهِ ثَلَاثًا ثُمَّ غَسَلَ وَجْهَهُ ثَلَاثَ مِرَارٍ وَمَضْمَضَ وَاسْتَنْشَقَ وَاسْتَنْثَرَ وَغَسَلَ ذِرَاعَيْهِ إِلَى الْمِرْفَقَيْنِ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ ثُمَّ مَسَحَ بِرَأْسِهِ، الحديث۔ (مسند أحمد: ٤١٨)

حمران بن ابان کہتے ہیں: سیدنا عثمان ؓ نے پانی منگوایا، جبکہ وہ مقاعد میں تھے، پس اپنے دائیں ہاتھ پر پانی بہا کر اس کو دھویا، ایک روایت میں ہے: اپنے دونوں ہاتھوں پر تین بار پانی ڈالا اور ان کو دھویا، پھر دایاں ہاتھ برتن میں ڈالا اور تین دفعہ اپنی ہتھیلیوں کو دھویا، پھر تین بار اپنے چہرے کو دھویا اور کلی کی، ناک میں پانی چڑھایا اور اس کو جھاڑا، پھر کہنیوں سمیت بازوؤں کو تین تین بار دھویا، پھر اپنے سر کا مسح کیا، ....۔

---

(٦٤٨) تخريج: اسناده ضعيف لضعف عبد الله بن محمد بن عقيل۔ أخرجه ابوداود: ١٢٧، ٣٢٦، والترمذي: ٣٣، وابن ماجه: ٣٩٠، ٤٤٠ (انظر: ٢٧٠١٥)

(٦٤٩) تخريج: أخرجه البخاري: ١٥٩، ومسلم: ٢٢٦ (انظر: ٤١٨)

بَابٌ فِيْ غَسْلِ الْوَجْهِ وَتَخْلِيْلِ اللِّحْيَةِ وَتَعَاهُدِ الْمَاقَيْنِ
چہرے کو دھونے، داڑھی کا خلال کرنے اور ناک سے ملے ہوئے گوشۂ چشم کا خیال رکھنے کا بیان

(٦٥٠)۔عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ إِذَا تَوَضَّأَ خَلَّلَ لِحْيَتَهُ بِالْمَاءِ۔ (مسند أحمد: ٢٦٤٩٧)

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب وضو کرتے تو پانی کے ساتھ داڑھی کا خلال کرتے۔

فوائد: ......سیدنا انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اللہ کے رسول ﷺ جب وضوء کرتے تو ایک چلو پانی ٹھوڑی کے نیچے داخل کر کے داڑھی کا خلال کرتے اور فرماتے: ((هٰكَذَا أَمَرَنِيْ رَبِّيْ۔)) ...... ''مجھے میرے رب نے اس طرح کرنے کا حکم دیا ہے''۔(ابوداود: ١٤٥، مستدرك حاكم: ١/ ١٤٩ یہ حدیث متعدد شواہد کی بناء پر ''حسن لغیرہ'' ہے) حسان بن بلال کہتے ہیں: میں نے سیدنا عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ انھوں نے وضو کیا اور داڑھی کا خلال کیا، پس میں نے کہا: کیا تم داڑھی کا خلال کر رہے ہو؟ انھوں نے کہا: اور کون سی چیز مجھے ایسا کرنے سے روک سکتی ہے، میں نے رسول اللہ ﷺ کو اپنی داڑھی مبارک کا خلال کرتے ہوئے دیکھا۔(ابن ماجه: ٢٩) سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ اپنی داڑھی مبارک کا خلال کرتے تھے۔(ترمذی: ٣١) ثابت ہوا کہ داڑھی کے بارے میں سنت یہ ہے کہ وضو میں اس کا خلال کیا جائے، اس کا طریقہ یہ ہے کہ پانی کا ایک چلو ٹھوڑی کے نیچے داڑھی کے بالوں میں داخل کر کے داڑھی کے بالوں میں ایک ہاتھ کی انگلیاں پھیر دی جائیں۔

(٦٥١)۔عَنْ أَبِيْ أَيُّوبَ الْأَنْصَارِيِّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ إِذَا تَوَضَّأَ تَمَضْمَضَ وَمَسَحَ لِحْيَتَهُ مِنْ تَحْتِهَا بِالْمَاءِ۔ (مسند أحمد: ٢٣٩٣٧)

سیدنا ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب وضو کرتے تو کلی کرتے اور داڑھی کے نیچے سے پانی کے ساتھ داڑھی کا خلال کرتے۔

(٦٥٢)۔عَنْ أَبِيْ أُمَامَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ تَوَضَّأَ فَمَضْمَضَ ثَلَاثًا وَاسْتَنْشَقَ ثَلَاثًا وَكَانَ يَمْسَحُ الْمَاقَيْنِ مِنَ الْعَيْنِ، قَالَ:

سیدنا ابو امامہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے وضو کیا، پس تین بار کلی کی، تین بار ناک میں پانی چڑھایا، گوشۂ چشم پر بھی ہاتھ پھیرا، آپ ﷺ سر کا ایک بار مسح کیا کرتے

---

(٦٥٠) تخريج: حسن لغيره۔ أخرجه الحاكم: ١/ ١٥٠ (انظر: ٢٥٩٧٠)

(٦٥١) تخريج: اسناده ضعيف جدّا، واصل بن السائب و ابو سورة ابن اخى ابى ايوب مجمع على تضعيفهما، ثم ان ابا سورة هذا قيل: لا يعرف له سماع من ابى ايوب۔ أخرجه ابن ماجه: ٤٣٣ (انظر: ٢٣٥٤١)

(٦٥٢) تخريج: صحيح لغيره دون قوله: "والاذنان من الرأس والمسح على المأقين" وهذا اسناد ضعيف لضعف شهر بن حوشب الاشعرى وابى ربيعة سنان بن ربيعة الباهلى، وللاختلاف فى رفع ووقف قوله "الاذنان من الرأس" أخرجه ابوداود: ١٣٤، وابن ماجه: ٤٤٤، والترمذى: ٣٧ (انظر: ٢٢٣١٠)

وَكَانَ النَّبِيُّ ﷺ يَمْسَحُ رَأْسَهُ مَرَّةً وَاحِدَةً وَكَانَ يَقُوْلُ: ((اَلْأُذُنَانِ مِنَ الرَّأْسِ۔)) (مسند أحمد: ۲۲٦٦٦)

تھے اور فرماتے تھے: ''کان، سر میں سے ہیں۔''

فوائد: ……سر کے مسح سے متعلقہ باب میں ''اَلْأُذُنَانِ مِنَ الرَّأْسِ'' کے الفاظ پر بحث کی جائے گی۔

بَابٌ فِيْ غَسْلِ الْيَدَيْنِ اِلَى الْمِرْفَقَيْنِ وَتَطْوِيْلِ الْغُرَّةِ وَتَخْلِيْلِ الْأَصَابِعِ وَالدَّلْكِ

بازوؤں کو کہنیوں سمیت دھونے، سفیدی کو لمبا کرنے، انگلیوں کا خلال کرنے اور ملنے کا بیان

(٦٥٣)۔عَنْ أَبِيْ زُرْعَةَ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ ؓ دَعَا بِوَضُوْءٍ فَتَوَضَّأَ وَغَسَلَ ذِرَاعَيْهِ حَتَّى جَاوَزَ الْمِرْفَقَيْنِ، فَلَمَّا غَسَلَ رِجْلَيْهِ جَاوَزَ الْكَعْبَيْنِ اِلَى السَّاقَيْنِ، فَقُلْتُ: مَا هٰذَا؟ فَقَالَ: هٰذَا مَبْلَغُ الْحِلْيَةِ۔ (مسند أحمد: ۷۱٦٦)

ابو زرعہ کہتے ہیں: سیدنا ابو ہریرہ ؓ نے پانی منگوا کر وضو کیا، جب انھوں نے بازوؤں کو دھویا تو کہنیوں سے تجاوز کر گئے، اسی طرح جب پاؤں کو دھویا، تو ٹخنوں سے تجاوز کر کے پنڈلیوں کو بھی دھونے لگ گئے، میں نے کہا: یہ کیسا وضو ہے؟ انھوں نے کہا: یہ زیور اور زینت کے پہنچنے کی جگہ ہے۔

فوائد: ……سیدنا ابو ہریرہ ؓ کا مقصد یہ تھا کہ جہاں تک وضو کا پانی پہنچے گا، وہ ساری جگہ قیامت والے دن چمکتی ہوگی، مزید وضاحت آگے آ رہی ہے۔

(٦٥٤)۔عَنْ نُعَيْمِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ الْمُجْمِرِ أَنَّهُ رَقِيَ اِلَى أَبِيْ هُرَيْرَةَ عَلٰى ظَهْرِ الْمَسْجِدِ وَهُوَ يَتَوَضَّأُ فَرَفَعَ فِيْ عَضُدَيْهِ ثُمَّ أَقْبَلَ عَلَيَّ فَقَالَ: اِنِّيْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((اِنَّ أُمَّتِيْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ هُمُ الْغُرُّ الْمُحَجَّلُوْنَ مِنْ آثَارِ الْوُضُوْءِ، فَمَنِ اسْتَطَاعَ مِنْكُمْ أَنْ يُطِيْلَ غُرَّتَهُ فَلْيَفْعَلْ۔)) فَقَالَ نُعَيْمٌ: لَا أَدْرِيْ قَوْلَهُ ''مَنِ اسْتَطَاعَ أَنْ يُطِيْلَ غُرَّتَهُ فَلْيَفْعَلْ'' مِنْ قَوْلِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ أَوْ مِنْ قَوْلِ أَبِيْ هُرَيْرَةَ۔ (مسند أحمد: ۸۳۹٤)

نعیم بن عبد اللہ مجمر کہتے ہیں کہ وہ مسجد کی چھت پر چڑھ کر سیدنا ابو ہریرہ ؓ کے پاس پہنچے، جبکہ وہ وضو کر رہے تھے، وہ (کہنیوں سے اوپر والے) بازوؤں کے حصے کو دھونے لگے، پھر مجھ پر متوجہ ہوئے اور کہا: نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''بیشک قیامت کے روز وضو کے آثار کی وجہ سے میری امت کی پیشانیاں اور ہاتھ پاؤں چمکتے ہوں گے، اس لیے تم میں سے جو آدمی اپنی سفیدی کو لمبا کرنا چاہتا ہے، وہ کرے۔'' نعیم نے کہا: مجھے یہ علم نہ ہو سکا کہ ''اس لیے تم میں سے جو آدمی اپنی سفیدی کو لمبا کرنا چاہتا ہے، وہ کرے۔'' کے الفاظ رسول اللہ ﷺ کے ہیں یا سیدنا ابو ہریرہ ؓ کے۔

فوائد: ……حافظ ابن قیم نے ان الفاظ کو مدرج شمار کیا ہے، شیخ البانی کا رجحان بھی اس طرف ہے، دیکھیں:

(٦٥٣) تخريج: أخرجه البخاري: ۷٥٥۹، ومسلم: ۲۱۱۱ (انظر: ۷۱٦٦)

(٦٥٤) تخريج: أخرجه مسلم: ۲٤٦ (انظر: ۸٤۱۳)

ارواء الغلیل: ۹۴ حافظ ابن حجر نے کہا: دس صحابہ نے اس حدیث کو بیان کیا، ان سب نے ''جو آدمی اپنی سفیدی کو مبا کرنا چاہتا ہے، وہ کرے'' کے الفاظ بیان نہیں کیے اور سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے شاگردوں میں سے بھی صرف نعیم مجمر نے روایت کیے۔ (فتح الباری: ۱/ ۲۳۶) اور ان کو بھی ان الفاظ کے بارے میں تردّد ہے۔

((فَمَنِ اسْتَطَاعَ مِنْكُمْ أَنْ يُطِيلَ غُرَّتَهُ فَلْيَفْعَلْ.)) کے متعلق بعض اہل علم کی رائے ہے کہ یہ الفاظ مدرج ہیں، مرفوع حدیث کا حصہ نہیں ہے۔ لیکن کہنیوں اور پاؤں سے سے زاید حصہ دھونا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے اپنے عمل اور ان کے واسطہ سے مرفوعاً ثابت ہے۔ (صحیح مسلم: ۲٤٦) میں ہے کہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے وضو کرتے ہوئے ہاتھوں کے ساتھ بازو دھوئے اور پاؤں کے ساتھ پنڈلیوں کو دھویا اور فرمایا: "هٰكذا رأيت رسول الله ﷺ يتوضا" میں نے رسول اللہ ﷺ کو ایسے وضو کرتے ہوئے دیکھا ہے۔ اس سے مذکورہ بالا جملے کے مرفوع ہونے کی تائید ہوتی ہے اور ہاتھوں کے ساتھ بازو اور پاؤں کے پنڈلیوں کو دھونا جائز اور درست ہے۔ (عبداللہ رفیق)

(٦٥٥)۔ عَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ رضی اللہ عنہ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قِيلَ لَهُ: كَيْفَ تَعْرِفُ مَنْ لَمْ يَرَكَ مِنْ أُمَّتِكَ؟ فَقَالَ: ((إِنَّهُمْ غُرٌّ مُحَجَّلُونَ بُلْقٌ مِنْ آثَارِ الْوُضُوءِ۔)) (مسند أحمد: ٣٨٢)

سیدنا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ کسی نے رسول اللہ ﷺ سے کہا: آپ اپنی امت کے ان افراد کو کیسے پہنچانیں گے، جن کو آپ ﷺ نے دیکھا نہیں ہے، آپ ﷺ نے فرمایا: ''بیشک وضو کے آثار کی وجہ سے ان کی پیشانی اور ہاتھ پاؤں چمکتے ہوئے اور چتکبرے ہوں گے۔''

(٦٥٦)۔ عَنْ أَبِي حَازِمٍ قَالَ: كُنْتُ خَلْفَ أَبِي هُرَيْرَةَ وَهُوَ يَتَوَضَّأُ وَهُوَ يُمِرُّ الْوَضُوءَ إِلَى إِبِطِهِ، فَقُلْتُ: يَا أَبَا هُرَيْرَةَ! مَا هٰذَا الْوُضُوءُ؟ قَالَ: يَا بَنِي فَرُّوخَ! أَنْتُمْ هَا هُنَا؟ لَوْ عَلِمْتُ أَنَّكُمْ هَا هُنَا مَا تَوَضَّأْتُ هٰذَا الْوُضُوءَ، إِنِّي سَمِعْتُ خَلِيلِي ﷺ يَقُولُ: ((تَبْلُغُ الْحِلْيَةُ مِنَ الْمُؤْمِنِ إِلَى حَيْثُ يَبْلُغُ الْوُضُوءُ۔)) (مسند أحمد: ٨٨٢٧)

ابو حازم کہتے ہیں: میں سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے پیچھے کھڑا تھا، جبکہ وہ وضو کر رہے تھے اور انھوں نے وضو کا پانی بغل تک پہنچا دیا، میں نے کہا: اے ابو ہریرہ! یہ کیسا وضو ہے؟ انھوں نے کہا: اے بنو فروخ! تم لوگ یہاں ہو؟ اگر مجھے پتہ ہوتا کہ تم یہاں موجود ہو تو میں نے یہ وضو نہیں کرنا تھا، میں نے اپنی خلیل ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا تھا: ''زیور اور زینت مؤمن کی اس اس جگہ تک پہنچے گی، جہاں تک وضو پہنچتا ہے۔''

فوائد: ...... ان احادیث میں آپ ﷺ کی امت کا امتیازی وصف بیان کیا گیا ہے، جو ان کو قیامت کے میدان میں نصیب ہوگا اور اسی وصف کی بنا پر آپ ﷺ اپنی امت کی شناخت کریں گے۔ ہر فرد کو نماز اور وضو کا بھرپور

(٦٥٥) تخريج: صحيح لغيره۔ أخرجه ابن ماجه: ٢٨٤ (انظر: ٣٨٢٠)

(٦٥٦) تخريج: أخرجه مسلم: ٢٥٠ (انظر: ٨٨٤٠)

اہتمام کرنا چاہیے، تا کہ وہ اس سعادت سے محروم نہ ہو جائے۔ فروخ، حضرت ابراہیم علیہ السلام کا ایک بیٹا تھا، یہ عجموں کا باپ ہے۔ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی اس بات کا مقصد یہ تھا کہ جس آدمی کی اقتدا کی جاتی ہو، اس کو چاہیے کہ کم فہم لوگوں کے سامنے رخصتوں اور تشدّد والے اعمال پر عمل نہ کرے، کہیں ایسا نہ ہو کہ وہ لوگ رخصت کو مستقل حکم سمجھ کر ضرورت کے بغیر اس کو اپنا لیں اور تشدّد والے عمل کو واجب سمجھ لیں۔

(٦٥٧)۔عَنْ عَاصِمِ بْنِ لَقِيطِ بْنِ صَبِرَةَ عَنْ أَبِيهِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: أَتَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَ: ((إِذَا تَوَضَّأْتَ فَخَلِّلِ الْأَصَابِعَ۔)) (مسند أحمد: ١٦٤٩٤)

سیدنا لقیط بن صبرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہے: میں نبی کریم ﷺ کے پاس آیا، پس آپ ﷺ نے مجھے فرمایا: ''جب تو وضو کرے، تو انگلیوں کا خلال کیا کر۔''

(٦٥٨)۔عَنْ أَبِي سَوْرَةَ عَنْ أَبِي أَيُّوبَ الْأَنْصَارِيِّ (رَضِيَ اللهُ عَنْهُ) وَعَنْ عَطَاءٍ قَالَا: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((حَبَّذَا الْمُتَخَلِّلُونَ۔)) قِيلَ: وَمَا الْمُتَخَلِّلُونَ؟ قَالَ: ((فِي الْوُضُوءِ وَالطَّعَامِ۔)) (مسند أحمد: ٢٣٩٢٤)

سیدنا ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''خلال کرنے والے بہت اچھے ہیں۔'' کسی نے کہا: خلال کرنے والوں سے مراد کیا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''جو وضو اور کھانے میں خلال کرتے ہیں۔''

فوائد: ...... لیکن اس روایت کے شروع والے الفاظ صحیح ہیں، جیسا کہ درج ذیل روایت سے معلوم ہوتا ہے: سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ((حَبَّذَا الْمُتَخَلِّلُوْنَ مِنْ أُمَّتِي۔)) ...... ''بہت خوب ہیں میری امت کے وہ لوگ، جو خلال کرتے ہیں۔'' (معجم اوسط طبرانی: ١/ ٣٩، صحیحۃ: ٢٥٦٧) معلوم ہوا کہ وضو میں ہاتھوں اور پاؤں کو دھوتے وقت ان کی انگلیوں کو خلال کرنا چاہیے، ہاتھوں کی انگلیوں کو ایک دوسری میں ڈال کر اور پاؤں کی انگلیوں کا چھنگلی انگلی سے خلال کرنا چاہیے۔ مزید دیکھیں حدیث نمبر: ٦٩٢۔

(٦٥٩)۔عَنْ حَبِيبِ بْنِ زَيْدٍ سَمِعَ عَبَّادَ بْنَ تَمِيمٍ عَنْ عَمِّهِ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ زَيْدٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّ

سیدنا عبداللہ بن زید رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے وضو کیا اور آپ ﷺ وضو میں (اعضا کو) ملنے لگے۔

---

(٦٥٧) تخريج: اسناده صحيح۔ أخرجه ابوداود: ١٤٢، ١٤٤، والترمذي: ٣٨، والنسائي: ١/ ٧٩، وابن ماجه: ٤٤٨ (انظر: ١٦٣٨١)

(٦٥٨) تخريج: اسناده ضعيف جدا، واصل بن السائب الرقاشي وابو سورة مجمع على تضعيفهما، وابو سورة لا يعرف له سماع من ابي ايوب۔ أخرجه ابن ابي شيبة: ١/ ١٢، والطبراني في "الكبير": ٤٠٦١ (انظر: ٢٣٥٢٧)

(٦٥٩) تخريج: حديث صحيح من حديث ام عمارة جدة عباد بن تميم۔ أخرجه الطيالسي: ١٠٩٩، وابن حبان: ١٠٨٢، وابن خزيمة: ١١٨، والحاكم: ١/ ١٤٤ (انظر: ١٦٤٤١)

النَّبِيَّ ﷺ تَوَضَّأَ فَجَعَلَ يَقُولُ هٰكَذَا، بِذٰلِكَ۔ (مسند أحمد: ١٦٥٥٥)

فوائد: ......اعضا کو ملنے سے بعض مقامات کے خشک رہ جانے کا احتمال ختم ہو جاتا ہے۔

بَابٌ فِيْ مَسْحِ الرَّأْسِ وَالْأُذُنَيْنِ وَالصُّدْغَيْنِ

سر، دونوں کانوں اور دونوں کنپٹیوں کے مسح کا بیان

(٦٦٠)۔عَنْ عُرْوَةَ بْنِ قَبِيصَةَ عَنْ رَجُلٍ مِنَ الْأَنْصَارِ عَنْ أَبِيهِ أَنَّ عُثْمَانَ ؓ قَالَ: أَلا أُرِيكُمْ كَيْفَ كَانَ وُضُوءُ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ؟ قَالُوْا: بَلٰى، فَدَعَا بِمَاءٍ فَمَضْمَضَ ثَلَاثًا وَاسْتَنْثَرَ ثَلَاثًا وَغَسَلَ وَجْهَهُ ثَلَاثًا وَذِرَاعَيْهِ ثَلَاثًا وَمَسَحَ رَأْسَهُ وَغَسَلَ قَدَمَيْهِ ثَلَاثًا ثُمَّ قَالَ: وَاعْلَمُوْا أَنَّ الْأُذُنَيْنِ مِنَ الرَّأْسِ، ثُمَّ قَالَ: قَدْ تَحَرَّيْتُ لَكُمْ وُضُوءَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ۔ (وَتَقَدَّمَ فِي بَابِ غَسْلِ الْوَجْهِ مِنْ حَدِيْثِ أَبِي أُمَامَةَ قَالَ: وَكَانَ النَّبِيُّ ﷺ يَمْسَحُ رَأْسَهُ مَرَّةً وَاحِدَةً وَكَانَ يَقُوْلُ: ((اَلْأُذُنَانِ مِنَ الرَّأْسِ۔)) (مسند أحمد: ٤٢٩)

سیدنا عثمان ؓ نے کہا: کیا میں تمہیں رسول اللہ ﷺ کا وضو نہ دکھا دوں؟ لوگوں نے کہا: جی کیوں نہیں، پھر انھوں نے پانی منگوایا، تین دفعہ کلی کی، تین بار ناک جھاڑا، تین مرتبہ چہرہ دھویا، تین تین بار بازو دھوئے، پھر سر کا مسح کر کے تین تین بار دونوں پاؤں کو دھویا اور پھر کہا: جان لو کہ کان، سر میں سے ہیں۔ تحقیق میں نے تمہارے لیے رسول اللہ ﷺ کا وضو پیش کیا ہے۔ "بَابُ غَسْلِ الْوَجْهِ" میں سیدنا ابوامامہ ؓ کی یہ حدیث گزر چکی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے سر کا ایک دفعہ مسح کیا اور آپ فرماتے تھے "کان، سر میں سے ہیں۔"

فوائد: ......"اَلْأُذُنَانِ مِنَ الرَّأْسِ" (کان، سر میں سے ہیں) کے الفاظ آپ ﷺ سے ثابت ہیں، اس کی صحابۂ کرام سے کئی سندیں ہیں، مثلا سیدنا ابوامامہ، سیدنا ابو ہریرہ، سیدنا ابن عمر، سیدنا ابن عباس، سیدہ عائشہ، سیدنا ابو موسی، سیدنا انس، سیدنا سمرہ بن جندب اور سیدنا سیدنا عبد اللہ بن زید ؓ۔ ملاحظہ ہو: سلسلہ صحیحہ: ٣٦، ارواء الغلیل: ٨٤ ان الفاظ کی فقہ یہ ہے کہ جو حکم سر کے مسح کا ہے، وہی کانوں کا ہے، اگر سر کا مسح ایک یا تین بار درست ہے تو کانوں کا بھی اسی طرح ہوگا، نیز کانوں کے لیے نیا پانی لینے کی ضرورت نہیں ہوگی۔ سر پر مسح کرنے کے تین طریقے ہیں: مکمل سر پر، مکمل پگڑی پر اور سر کے اگلے حصے پر اور باقی پگڑی پر۔ سر کا مسح تین دفعہ کرنا بھی درست ہے۔

---

(٦٦٠) تخريج: حديث عثمان حسن لغيره۔ أخرجه ابن ابی شيبة: ١/ ١١، وتقدم حديث ابی امامة برقم: ٦٥٢ (انظر: ٤٢٩)

(٦٦١)۔عَنْ بُسْرِبْنِ سَعِيدٍ قَالَ: أَتَى عُثْمَانُ الْمَقَاعِدَ فَدَعَا بِوَضُوءٍ فَتَمَضْمَضَ وَاسْتَنْشَقَ ثُمَّ غَسَلَ وَجْهَهُ ثَلَاثًا وَيَدَيْهِ ثَلَاثًا ثَلَاثًا ثُمَّ مَسَحَ بِرَأْسِهِ وَرِجْلَيْهِ ثَلَاثًا ثَلَاثًا ثُمَّ قَالَ: رَأَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَتَوَضَّأُ، يَا هٰؤُلَاءِ! أَكَذَاكَ؟ قَالُوْا: نَعَمْ، لِنَفَرٍ مِنْ أَصْحَابِ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ عِنْدَهُ۔ (مسند أحمد: ٤٨٧)

بسر بن سعید کہتے ہے: سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ مقاعد میں آئے اور وضو کا پانی منگوایا اس طرح وضو کیا کہ کلی کی، ناک میں پانی چڑھایا، تین دفعہ چہرہ دھویا، دونوں ہاتھوں کو تین تین بار دھویا، پھر سر کا مسح کر کے دونوں پاؤں کو تین تین دفعہ دھویا اور کہا: میں رسول اللہ ﷺ کو اس طرح وضو کرتے ہوئے دیکھا تھا۔ اے لوگو! کیا اسی طرح تھا؟ انھوں نے کہا: جی ہاں۔ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ نے اپنے موجود صحابہ کی ایک جماعت سے یہ تصدیق کروائی تھی۔

فوائد: ......سر کا تین دفعہ مسح کرنے کے بارے مسلم کی روایت صریح نہیں البتہ مسند احمد کی زیر مطالعہ حدیث صریح ہے اور اسے تین دفعہ مسح راس کا جواز ثابت ہوتا ہے اس کی تفصیل کے لیے دیکھیں فتح الباری، ج: ۱، ص: ۲۶۰۔ (عبداللہ رفیق)

(٦٦٢)۔عَنْ زِرِّبْنِ حُبَيْشٍ قَالَ: مَسَحَ عَلِيٌّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ رَأْسَهُ فِي الْوُضُوءِ حَتّٰى أَرَادَ أَنْ يَقْطُرَ وَقَالَ: هٰكَذَا رَأَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَتَوَضَّأُ۔ (مسند أحمد: ٨٧٣)

زر بن حبیش کہتے ہیں: سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے وضو کرتے وقت اس طرح سر کا مسح کیا کہ قریب تھا کہ پانی کے قطرے گرنے لگیں، پھر انھوں نے کہا: میں نے اسی طرح رسول اللہ ﷺ کو وضو کرتے ہوئے دیکھا تھا۔

(٦٦٣)۔حَدَّثَنَا عَبْدُاللّٰهِ حَدَّثَنِيْ أَبِيْ ثَنَا سُرَيْجُ بْنُ نُعْمَانَ قَالَ: ثَنَا عَبْدُاللّٰهِ بْنُ وَهْبٍ الْمِصْرِيُّ عَنْ عَمْرِوبْنِ الْحَارِثِ بْنِ يَعْقُوبَ الْأَنْصَارِيِّ أَنَّ حِبَّانَ بْنَ وَاسِعٍ الْأَنْصَارِيَّ حَدَّثَهُ أَنَّهُ سَمِعَ عَبْدَاللّٰهِ بْنَ زَيْدِ بْنِ عَاصِمٍ الْمَازِنِيَّ يَذْكُرُ أَنَّهُ رَأٰى رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ تَوَضَّأَ فَمَضْمَضَ وَاسْتَنْشَقَ ثُمَّ غَسَلَ وَجْهَهُ ثَلَاثًا وَيَدَهُ الْيُمْنٰى ثَلَاثًا

سیدنا عبد اللہ بن زید بن عاصم رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ انھوں نے رسول اللہ ﷺ کو اس طرح وضو کرتے ہوئے دیکھا کہ آپ ﷺ نے کلی کی، ناک میں پانی چڑھایا، پھر تین بار چہرہ دھویا، اس کے بعد دایاں بازو تین بار اور پھر بایاں بازو تین مرتبہ دھویا، پھر سر کا مسح اس پانی سے کیا جو ہاتھوں سے بچا ہوا نہیں تھا، پھر دونوں پاؤں کو دھویا، یہاں تک کہ ان کو صاف کر دیا۔

---

(٦٦١) تخريج: أخرجه مسلم: ٢٣٠ (انظر: ٤٨٧)

(٦٦٢) تخريج: اسناده صحيح۔ أخرجه ابوداود: ١١٤ (انظر: ٨٧٣)

(٦٦٣) تخريج: أخرجه مسلم: ٢٣٦ (انظر: ١٦٤٦٧)

وَالْأُخْرٰی ثَـلَاثًـا وَمَسَحَ رَأْسَهُ بِمَاءٍ غَيْرِ فَـضْـلِ يَـدِهِ وَغَسَلَ رِجْلَيْهِ حَتّٰى أَنْقَاهُمَا۔ (مسند أحمد: ١٦٥٨١)

(٦٦٤)۔وَعَـنْـهُ أَيْـضًا أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ مَسَحَ رَأْسَـهُ بِيَـدَيْـهِ فَأَقْبَلَ بِهِمَا وَأَدْبَرَ بَدَأَ بِمُقَدَّمِ رَأْسِهِ ثُـمَّ ذَهَـبَ بِهِمَا إِلٰى قَفَاهُ ثُمَّ رَدَّهُمَا حَتّٰـى رَجَـعَ إِلَـى الْمَكَانِ الَّذِي بَدَأَ مِنْهُ ثُمَّ غَسَلَ رِجْلَيْهِ۔ (مسند أحمد: ١٦٥٥٢)

سیدنا عبد اللہ بن زید رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے سر کا اس طرح مسح کیا کہ دونوں ہاتھوں کو آگے سے لے گئے اور پیچھے سے لے آئے، (اس کی تفصیل یہ ہے کہ) سر کے سامنے والے حصے سے شروع کیا، یہاں تک کہ ہاتھوں کو گدی تک لے گئے، پھر ان کو لوٹا کر وہاں لے آئے، جہاں سے شروع کیا تھا، پھر اپنے پاؤں دھوئے۔

(٦٦٥)۔عَنْ عَبْدِ خَيْرٍ (يَصِفُ وُضُوءَ عَلِيٍّ رضی اللہ عنہ) قَـالَ: ثُـمَّ وَضَـعَ يَـدَهُ فِـى الـرَّكْوَةِ فَـمَسَحَ بِهَا رَأْسَهُ بِكَفَّيْهِ جَمِيعًا مَرَّةً وَاحِدَةً ثُمَّ غَسَلَ رِجْلَيهِ ثَلَاثًا ثَلَاثًا ثُمَّ قَالَ (عَلِيٌّ): هٰـذَا وُضُوءُ نَبِيِّكُمْ ﷺ فَـاعْـلَـمُوْهُ، (وَفِيْ رِوَايَةٍ: قَـالَ: وَمَسَـحَ بِـرَأْسِـهِ فَبَدَأَ بِمُقَدَّمِ رَأْسِـهِ إِلٰى مُؤَخَّرِهِ وَقَالَ: وَلَا أَدْرِيْ أَرَدَّ يَدَهُ أَمْ لَا، وَغَسَلَ رِجْلَيْهِ ثُمَّ قَالَ: مَنْ أَحَبَّ أَن يَـنْـظُـرَ إِلَـى وُضُوءِ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فَهٰذَا وُضُوءُ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ) (مسند أحمد: ١٠٢٧)

عبد خیر، سیدنا علی رضی اللہ عنہ کا وضو بیان کرتے ہوئے کہتے ہیں: پھر انھوں نے اپنا ہاتھ برتن میں رکھا اور دونوں ہتھیلیوں سے سارے سر کا ایک دفعہ مسح کیا، پھر دونوں پاؤں کو تین تین بار دھویا، پھر انھوں نے کہا: یہ تمہارے نبی کا وضو ہے، اس کو سیکھ لو۔ ایک روایت میں ہے: انھوں نے اپنے سر کا مسح اس طرح کیا کہ سر کے اگلے حصے سے پچھلے حصے تک لے گئے۔ لیکن راوی کہتا ہے: میں یہ نہیں جانتا کہ ہاتھوں کو واپس لوٹایا تھا یا نہیں، پھر انھوں نے اپنے پاؤں دھوئے اور کہا: جو آدمی رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ کا وضو دیکھنا پسند کرتا ہے تو یہ رسول اللہ ﷺ کا وضو ہے۔

(٦٦٦)۔عَـنْ طَـلْحَةَ الْأَيَامِيِّ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ أَنَّهُ رَأٰى رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَمْسَحُ رَأْسَهُ حَتّٰـى بَـلَـغَ الْقَذَالَ وَمَا يَلِيهِ بِمُقَدَّمِ الْعُنُقِ

ان کے دادے (سیدنا عمرو بن کعب یا کعب بن عمرو رضی اللہ عنہ) سے مروی ہے کہ انھوں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ آپ ﷺ نے سر کا مسح کیا، یہاں تک کہ سر کے پچھلے حصے اور

---

(٦٦٤) تخريج: أخرجه البخاری: ١٨٥، ومسلم: ٢٣٥ (انظر: ١٦٤٣٨)

(٦٦٥) تخريج: صحيح لغيره۔ أخرجه ابوداود: ١١٢، والنسائی: ١/ ٦٧، وابن ماجه: ٤٠٤، (انظر: ١٠٢٧)

(٦٦٦) تخريج: اسناده ضعيف لجهالة مصرف والد طلحة، ولضعف ليث بن ابی سليم۔ أخرجه ابوداود: ١٣٢ (انظر: ١٥٩٥١)

بِمَرَّةٍ، قَالَ: الْقَذَالُ سَالِفَةُ الْعُنُقِ۔ (مسند أحمد: ١٦٠٤٧)

اس کے ساتھ ملے ہوئے گردن کے اگلے حصے کا ایک دفعہ مسح کیا۔ راوی نے کہا: گردن کے پچھلے حصے کو ''قَذَال'' کہتے ہیں۔

(٦٦٧)۔ عَنِ الْمِقْدَامِ بْنِ مَعْدِيكَرِبَ الْكِنْدِيِّ ﷺ قَالَ: أُتِيَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ بِوَضُوءٍ فَتَوَضَّأَ فَغَسَلَ كَفَّيْهِ ثَلَاثًا ثُمَّ غَسَلَ وَجْهَهُ ثَلَاثًا ثُمَّ تَمَضْمَضَ وَاسْتَنْشَقَ ثَلَاثًا وَمَسَحَ بِرَأْسِهِ وَأُذُنَيْهِ ظَاهِرِهِمَا وَبَاطِنِهِمَا وَغَسَلَ رِجْلَيْهِ ثَلَاثًا۔ (مسند أحمد: ١٧٣٢٠)

سیدنا مقدام بن معدیکرب کندی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس وضو کا پانی لایا گیا، پس آپ ﷺ نے وضو کیا، دونوں ہتھیلیوں کو تین مرتبہ دھویا، تین بار چہرہ دھویا، پھر تین تین بار کلی کی اور ناک میں پانی چڑھایا اور سر اور کانوں کے ظاہری اور باطنی حصے کا مسح کر کے پاؤں کو تین بار دھویا۔

(٦٦٨)۔ عَنْ أَبِي الْأَزْهَرِ عَنْ مُعَاوِيَةَ (بْنِ سُفْيَانَ) ﷺ أَنَّهُ ذَكَرَ لَهُمْ وُضُوءَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ وَأَنَّهُ مَسَحَ رَأْسَهُ بِغُرْفَةٍ مِنْ مَاءٍ حَتَّى يَقْطُرَ الْمَاءُ مِنْ رَأْسِهِ أَوْ كَادَ يَقْطُرُ وَأَنَّهُ أَرَاهُمْ وُضُوءَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ، فَلَمَّا بَلَغَ مَسْحَ رَأْسِهِ وَضَعَ كَفَّيْهِ عَلَى مُقَدَّمِ رَأْسِهِ ثُمَّ مَرَّ بِهِمَا حَتَّى بَلَغَ الْقَفَا ثُمَّ رَدَّهُمَا حَتَّى بَلَغَ الْمَكَانَ الَّذِي بَدَأَ مِنْهُ۔ (مسند أحمد: ١٦٩٧٩)

ابو ازہر کہتے ہیں کہ سیدنا معاویہ بن سفیان رضی اللہ عنہ نے ان کے لیے رسول اللہ ﷺ کے وضو کا ذکر کیا، انھوں نے پانی کے ایک چلّو سے سر کا مسح کیا، یہاں تک سر سے پانی کے قطرے گرنے لگے یا قریب تھا کہ گرنے لگیں، بہرحال انھوں نے ان کو رسول اللہ ﷺ کا وضو کر کے دکھایا، جب وہ سر کے مسح تک پہنچے تو انھوں نے اپنی دونوں ہتھیلیوں کو سر کے اگلے حصے پر رکھا، پھر ان کو سر پر پھیرتے گئے، یہاں تک کہ گدی تک پہنچ گئے، پھر اسی جگہ پر لوٹا کر لے آئے، جہاں سے شروع کیا تھا۔

(٦٦٩)۔ حَدَّثَنَا عَبْدُاللّٰهِ حَدَّثَنِي أَبِي ثَنَا سُفْيَانُ قَالَ: ثَنَا عَمْرُو بْنُ يَحْيَى ابْنِ عُمَارَةَ بْنِ أَبِي حَسَنٍ الْمَازِنِيُّ الْأَنْصَارِيُّ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ زَيْدٍ ﷺ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ تَوَضَّأَ، قَالَ سُفْيَانُ: ثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ عَنْ

سیدنا عبداللہ بن زید رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے وضو کیا، امام سفیان نے کہا: چوہتر برس ہو گئے ہیں کہ یحییٰ بن سعید نے مجھے یہ حدیث بیان کی تھی، اس کے کچھ عرصہ بعد بھی میں نے ان سے سوال کیا تھا اور یحییٰ ان سے بڑے تھے۔ سفیان کہتے ہیں: میں نے ان سے تین احادیث سنی تھیں، پس

(٦٦٧) تخريج: تقدم تخريجه فائنذ۔ أخرجه (انظر:)

(٦٦٨) تخريج: صحيح لغيره۔ أخرجه ابوداود: ١٢٤ (انظر: ١٦٨٥٤)

(٦٦٩) تخريج: حديث صحيح دون قوله: "ومسح برأسه مرتين" فقد وهم فيه سفيان ابن عيينة۔ أخرجه الترمذي: ٤٧، والنسائي: ١/ ٧٢ (انظر: ١٦٤٥٢)

عَمْرِو بْنِ يَحْيٰى مُنْذُ أَرْبَعٍ وَ سَبْعِيْنَ سَنَةً وَسَأَلْتُهُ بَعْدَ ذَالِكَ بِقَلِيْلٍ وَكَانَ يَحْيٰى أَكْبَرَ مِنْهُ، قَالَ سُفْيَانُ: سَمِعْتُ مِنْهُ ثَلَاثَةَ أَحَادِيْثَ، فَغَسَلَ يَدَيْهِ مَرَّتَيْنِ وَوَجْهَهُ ثَلَاثًا وَمَسَحَ بِرَأْسِهِ مَرَّتَيْنِ، قَالَ أَبِيْ: سَمِعْتُهُ مِنْ سُفْيَانَ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ يَقُوْلُ: غَسَلَ رِجْلَيْهِ مَرَّتَيْنِ، وَقَالَ مَرَّةً: مَسَحَ بِرَأْسِهِ مَرَّةً، وَقَالَ مَرَّتَيْنِ: مَسَحَ بِرَأْسِهِ مَرَّتَيْنِ۔ (مسند أحمد: ١٦٥٦٦)

آپ ﷺ نے اپنے ہاتھوں کو دو مرتبہ اور چہرے کو تین مرتبہ دھویا اور دو بار سر کا مسح کیا۔ امام احمد کہتے ہیں: میں نے سفیان سے یہ حدیث تین مرتبہ سنی، وہ کہتے تھے: پاؤں کو دو مرتبہ دھویا، لیکن ایک دفعہ یوں بیان کیا کہ سر کا ایک دفعہ مسح کیا اور دو مرتبہ یوں بیان کیا کہ سر کا دو دفعہ مسح کیا۔

(٦٧٠)۔ عَنِ الرُّبَيِّعِ بِنْتِ مُعَوِّذِ بْنِ عَفْرَاءَ رضی اللہ عنہا أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ تَوَضَّأَ عِنْدَهَا (قَالَتْ:) فَرَأَيْتُهُ مَسَحَ عَلٰى رَأْسِهِ مَجَارِيَ الشَّعْرِ مَا أَقْبَلَ مِنْهُ وَمَا أَدْبَرَ وَمَسَحَ صُدْغَيْهِ وَأُذُنَيْهِ ظَاهِرَهُمَا وَبَاطِنَهُمَا۔ (مسند أحمد: ٢٧٥٦٢)

سیدہ ربیع بنت معوذ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ان کے پاس وضو کیا، وہ کہتی ہیں: میں نے دیکھا کہ آپ ﷺ نے سر کے سامنے والے اور پچھلے حصے پر اس طرح مسح کیا کہ جس سمت میں بال پڑے تھے، اُسی سمت میں ہاتھ پھیر دیا اور اپنی کنپٹیوں اور کانوں کے ظاہری اور باطنی حصے پر بھی مسح کیا۔

فوائد:...... "مَجَارِي الشَّعْر" کے معانی اس باب کی آخری حدیث کی روشنی میں کیے گئے ہیں۔

(٦٧١)۔ (وَعَنْهَا مِنْ طَرِيْقٍ ثَانٍ)۔ قَالَتْ: أَتَانَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَوَضَعْنَا لَهُ الْمِيْضَأَةَ فَتَوَضَّأَ ثَلَاثًا ثَلَاثًا وَمَسَحَ بِرَأْسِهِ مَرَّتَيْنِ بَدَأَ بِمُؤَخَّرِهِ وَأَدْخَلَ إِصْبَعَيْهِ فِي أُذُنَيْهِ (وَفِي رِوَايَةٍ: فِي جُحْرِ أُذُنَيْهِ)۔ (مسند أحمد: ٢٧٥٥٨)

(دوسری سند) وہ کہتی ہیں: رسول اللہ ﷺ ہمارے پاس تشریف لائے، ہم نے آپ ﷺ کے لیے برتن رکھا اور آپ ﷺ نے تین تین بار وضو کیا اور دو دفعہ سر کا مسح اس طرح کیا کہ سر کے پچھلے حصے سے شروع کیا اور آپ ﷺ نے (کانوں کے مسح کے دوران) کانوں میں اور ایک روایت کے مطابق کانوں کے سوراخوں میں انگلیاں ڈالیں۔

(٦٧٢)۔ (وَعَنْهَا أَيْضًا فِي رِوَايَةٍ أُخْرٰى)

(مزید ایک روایت) وہ کہتی ہے: آپ ﷺ نے ہاتھوں کے

---

(٦٧٠) تخريج: اسناده ضعيف لضعف عبد الله بن محمد بن عقيل وقد انفرد به، واضطرب في متنه۔ أخرجه ابوداود: ١٢٩، والترمذي: ٣٤ (انظر: ٢٧٠٢٢)

(٦٧١) تخريج: انظر الحديث بالطريق الاول

(٦٧٢) تخريج: انظر الحديث بالطريق الاول

قَـالَـتْ: وَمَسَحَ رَأْسَهُ بِمَا بَقِيَ مِنْ وَضُوئِهِ فِـي يَـدَيْـهِ مَرَّتَيْنِ، بَدَأَ بِمُؤَخَّرِهِ ثُمَّ رَدَّ إِلَى نَـاصِيَتِـهِ وَمَسَـحَ أُذُنَيْـهِ مُـقَـدَّمَهُـمَـا وَمُؤَخَّرَهُمَا۔ (مسند أحمد: ٢٧٥٥٦)

بچے ہوئے پانی سے سر کا دو دفعہ مسح اس طرح کیا کہ پچھلے حصے سے شروع کر کے پیشانی کی طرف ہاتھوں کو لوٹایا اور کانوں کے اگلے اور پچھلے حصوں پر مسح کیا۔

(٦٧٣)۔ (وَعَـنْهَـا مِـنْ طَـرِيْقٍ آخَـرَ)۔ أَنَّ رَسُـولَ اللّٰـهِ ﷺ تَـوَضَّـأَ عِـنْـدَهَا فَمَسَحَ الـرَّأْسَ كُـلَّـهُ مِـن فَـوْقِ الشَّعْرِ كُلَّ نَاحِيَةٍ لِمُنْصَبِّ الشَّعْرِ لَا يُحَرِّكُ الشَّعْرَ عَنْ هَيْئَتِهِ۔ (مسند أحمد: ٢٧٥٦٤)

(ایک اور سند) وہ کہتی ہیں: بیشک رسول اللہ ﷺ نے ان کے ہاں وضو کیا، پس آپ ﷺ نے سارے سر کا اس طرح مسح کیا کہ اوپر سے جس طرف بال گر رہے تھے، اسی طرف ان کے اوپر ہاتھ پھیر دیے اور بالوں کو ان کی ہیئت اور کیفیت سے حرکت نہیں دی۔

بَابٌ فِي الْمَسْحِ عَلَى الْعِمَامَةِ وَالْخِمَارِ وَالتَّسَاخِيْنِ
پگڑی اور تساخین پر مسح کرنے کا بیان

تساخین: ہر وہ چیز جو پاؤں کو گرم رکھنے کے لیے پہنی جائے، وہ جراب ہو یا موزہ۔

عام طور پر یہ بیان کیا جاتا ہے کہ "خِمَار" کا معنی دوپٹا اور اوڑھنی ہے، یہ بات اپنی جگہ پر درست ہے، لیکن اس کا معنی پگڑی بھی ہے اور یہی معنی اس باب میں مراد ہے۔

(٦٧٤)۔ عَنْ ثَوْبَانَ (مَوْلَى رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ) قَالَ: بَعَثَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ سَرِيَّةً فَأَصَابَهُمُ الْبَـرْدُ، فَـلَمَّا قَدِمُوْا عَلَى النَّبِيِّ ﷺ شَكَوْا إِلَيْـهِ مَـا أَصَـابَهُـم مِـنَ الْبَـرْدِ فَأَمَرَهُمْ أَنْ يَـمْسَـحُـوْا عَـلَى الْعَصَائِبِ وَالتَّسَاخِينِ۔ (مسند أحمد: ٢٢٧٤٢)

مولائے رسول سیدنا ثوبان رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے ایک لشکر بھیجا، ان کو اس سفر میں سردی محسوس ہوئی، جب وہ آپ ﷺ کے پاس واپس آئے تو انھوں نے سردی کی شکایت کی، آپ ﷺ نے ان کو حکم دیا کہ پگڑیوں اور تساخین پر مسح کر لیا کریں۔

(٦٧٥)۔ وَعَـنْـهُ أَيْـضًـا قَالَ: رَأَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ تَوَضَّأَ وَمَسَحَ عَلَى الْخُفَّيْنِ وَعَلَى الْخِمَارِ يَعْنِي الْعِمَامَةَ۔ (مسند أحمد: ٢٢٧٨٣)

سیدنا ثوبان رضی اللہ عنہ سے یہ بھی روایت ہے، وہ کہتے ہیں: میں نے رسول اللہ ﷺ کو وضو کرتے ہوئے دیکھا، آپ ﷺ نے موزوں اور پگڑی پر مسح کیا۔

---

(٦٧٣) تخريج: انظر الحديث بالطريق الاول

(٦٧٤) تخريج: اسناده صحيح۔ أخرجه ابوداود: ١٤٦ (انظر: ٢٢٣٨٣)

(٦٧٥) تخريج: صحيح لغيره۔ أخرجه ابوداود: ١٤٦ (انظر:)

(٦٧٦)۔ عَنْ عَمْرِو بْنِ أُمَيَّةَ الضَّمْرِيِّ رضی اللہ عنہ أَنَّهُ رَأَى رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ مَسَحَ عَلَى الْخُفَّيْنِ وَالْعِمَامَةِ (وَفِي لَفْظٍ:) قَالَ: رَأَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَمْسَحُ عَلَى الْخُفَّيْنِ وَالْخِمَارِ۔ (مسند أحمد: ١٧٣٧٧)

سیدنا عمرو بن امیہ ضمری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ انھوں نے رسول اللہ ﷺ کو موزوں اور پگڑی پر مسح کرتے ہوئے دیکھا۔ ایک روایت میں ہے: وہ کہتے ہیں: میں نے رسول اللہ ﷺ کو موزوں اور پگڑی پر مسح کرتے ہوئے دیکھا۔

(٦٧٧)۔ عَنْ أَبِي مُسْلِمٍ مَوْلَى زَيْدِ بْنِ صُوحَانَ الْعَبْدِيِّ قَالَ: كُنْتُ مَعَ سَلْمَانَ الْفَارِسِيِّ فَرَأَى رَجُلًا قَدْ أَحْدَثَ وَهُوَ يُرِيدُ أَنْ يَنْزِعَ خُفَّيْهِ، فَأَمَرَهُ سَلْمَانُ أَنْ يَمْسَحَ عَلَى خُفَّيْهِ وَعَلَى عِمَامَتِهِ وَيَمْسَحَ بِنَاصِيَتِهِ، وَقَالَ سَلْمَانُ: رَأَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَمْسَحُ عَلَى خُفَّيْهِ وَعَلَى خِمَارِهِ۔ (مسند أحمد: ٢٤١١٨)

ابومسلم کہتے ہیں: میں سیدنا سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھا، انھوں نے ایک آدمی کو دیکھا کہ وہ بے وضو ہو گیا اور اس نے موزے اتارنا چاہے، لیکن سیدنا سلمان رضی اللہ عنہ نے اس کو حکم دیا کہ وہ موزوں اور پیشانی اور پگڑی پر مسح کر لے، پھر انھوں نے کہا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو موزوں اور پگڑی پر مسح کرتے ہوئے دیکھا۔

(٦٧٨)۔ عَنْ بِلَالٍ رضی اللہ عنہ وَقَدْ سَأَلَهُ عَبْدُالرَّحْمَنِ بْنُ عَوْفٍ رضی اللہ عنہ: كَيْفَ مَسَحَ النَّبِيُّ ﷺ عَلَى الْخُفَّيْنِ؟ قَالَ: تَبَرَّزَ ثُمَّ دَعَا بِمِطْهَرَةٍ (أَيْ إِدَاوَةٍ) فَغَسَلَ وَجْهَهُ وَيَدَيْهِ ثُمَّ مَسَحَ عَلَى خُفَّيْهِ وَعَلَى خِمَارِ الْعِمَامَةِ، قَالَ عَبْدُالرَّزَّاقِ: ثُمَّ دَعَا بِمِطْهَرَةٍ بِالْإِدَاوَةِ۔ (مسند أحمد: ٢٤٣٨٨)

سیدنا عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ نے سیدنا بلال رضی اللہ عنہ سے سوال کیا کہ نبی کریم ﷺ نے موزوں پر کیسے مسح کیا؟ انھوں نے کہا: آپ ﷺ نے قضائے حاجت کی، پھر برتن منگوایا اور چہرے اور ہاتھوں کو دھویا اور موزوں اور پگڑی پر مسح کیا۔

(٦٧٩)۔ (وَعَنْهُ مِنْ طَرِيقٍ ثَانٍ)۔ قَالَ: رَأَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَمْسَحُ عَلَى الْمُوقَيْنِ وَالْخِمَارِ۔ (مسند أحمد: ٢٤٤١٤)۔

(دوسری سند) وہ کہتے ہے: میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ آپ ﷺ نے ''مُوق'' اور پگڑی پر مسح کیا۔

---

(٦٧٦) تخريج: أخرجه البخاری: ٢٠٥ (انظر: ١٧٢٤٥)

(٦٧٧) تخريج: المرفوع منه صحيح لغيره، وهذا اسناد ضعيف لجهالة ابی شريح وابی مسلم۔ أخرجه ابن ماجه: ٥٦٣ (انظر: ٢٣٧١٧)

(٦٧٨) تخريج: أخرجه مسلم: ٢٧٥ (انظر: ٢٣٨٩١)

(٦٧٩) تخريج: انظر الحديث بالطريق الاول

فوائد: …… "مُوْق" : یہ موزے کی ہی ایک قسم ہے، البتہ اس کا پنڈلیوں والا حصہ کاٹا ہوا ہوتا ہے، اور ایک قول کے مطابق باریک موزے پر پہنے جانے والے موٹے موزے کو "مُوْق" کہتے ہیں۔

(٥٨٠)۔ (وَعَنْهُ مِنْ طَرِيقٍ ثَالِثٍ)۔أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: امْسَحُوْا عَلَى الْخُفَّيْنِ وَالْخِمَارِ۔ (مسند أحمد: ٢٤٣٩٠)

(تیسری سند) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "موزوں اور پگڑی پر مسح کر لیا کرو۔"

(٦٨١)۔عَنِ الْمُغِيْرَةِ بْنِ شُعْبَةَ رضی اللہ عنہ (يَصِفُ وُضُوءَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ) قَالَ: فَغَسَلَ وَجْهَهُ وَغَسَلَ ذِرَاعَيْهِ وَمَسَحَ بِنَاصِيَتِهِ وَمَسَحَ عَلَى الْعِمَامَةِ وَعَلَى الْخُفَّيْنِ (الْحَدِيْثُ بِتَمَامِهِ تَقَدَّمَ فِي بَابِ صِفَةِ الْوُضُوءِ)۔ (مسند أحمد: ١٨٣٤٧)

سیدنا مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ رسول اللہ ﷺ کا وضو بیان کرتے ہوئے کہتے ہیں: آپ ﷺ نے چہرہ دھویا، اپنے بازو دھوئے، پیشانی اور پگڑی پر اور موزوں پر مسح کیا۔ پوری حدیث "بَابُ صِفَةِ الْوُضُوءِ" میں گزر چکی ہے۔

فوائد: …… درج بالا حدیث میں سر کے مسح کے دو طریقے بیان کیے گئے ہیں، ایک مکمل پگڑی پر اور دوسرا سر کے اگلے حصے اور پگڑی پر، پگڑی کے بغیر سر کا مسح کرنا تو واضح ہے۔ امام ابو حنیفہ سمیت بعض ائمہ کی رائے یہ ہے کہ صرف پگڑی پر مسح کرنا جائز نہیں ہے، لیکن درج بالا اور اس موضوع سے متعلقہ دیگر احادیث سے صرف پگڑی پر مسح کرنا روزِ روشن کی طرح ثابت ہو رہا ہے۔ موزوں پر مسح کرنے سے متعلقہ احکام یہ ہیں: وضو کر کے موزے پہنے جائیں، عام روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ مقیم کو مکمل ایک دن یعنی چوبیس گھنٹے اور مسافر کو تین دنوں تک مسح کرنے کی سہولت دی گئی ہے۔ پیشاب، پائخانہ، نیند اور دوسرے نواقض وضو سے جب وضو ٹوٹ جاتا ہے تو مسح کی مدت پر کوئی فرق نہیں پڑتا اور نہ موزوں کو اتارنا پڑتا ہے، لیکن جب جنابت کا غسل فرض ہو جائے تو موزے اتار کر وضو اور غسل کرنا ضروری ہے۔ مسح کرتے وقت صرف پاؤں کے ظاہری حصے پر ہاتھ پھیرا جائے۔ جرابوں کا بھی یہی حکم ہے۔ موزوں کے مخصوص اور مزید احکام حدیث نمبر (٧٢٥) سے شروع ہوں گے۔ اب ہم جرابوں پر مسح کرنے کے دلائل ذکر کرتے ہیں:

(۱)……سیدنا ثوبان رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے ایک جماعت کو باہر بھیجا، انہیں سفر میں سردی لگی، جب وہ واپس آئے اور نبی کریم ﷺ سے سردی کی شکایت کی تو فَأَمَرَهُمْ أَنْ يَمْسَحُوْا عَلَى الْعَصَائِبِ وَالتَّسَاخِيْنِ ، آپ ﷺ نے ان کو حکم دیا کہ وہ پگڑیوں اور "تَسَاخِین" پر مسح کر لیا کریں۔ (احمد: ٥/ ٢٧٧، ابو داود: ١٤٦)

"تساخین" کے معانی ہیں: گرمی پہنچانے والی چیز، وہ چمڑے کا موزہ ہو یا سوتی یا اونی جرابیں۔ امام ابن ارسلان رضی اللہ عنہ نے کہا: اصل ذالك كُلُّ مَا يُسْخَنُ بِهِ الْقَدَمُ مِنْ خُفٍّ وَجَوْرَبٍ وَنَحْوِهِمَا . …… "تساخين" ہر اس

(٥٨٠) تخريج: حديث صحيح من فعله لا من قوله كما تقدم فى الطريق الاول والثانى

(٦٨١) تخريج: أخرجه البخاري: ٣٨٨، ٢٩١٨، ومسلم: ٢٧٤(انظر: ١٨١٦٥)

چیز کو کہتے ہیں جس سے پاؤں کو سردی سے بچایا جائے، وہ موزہ ہو یا جراب وغیرہ۔(عون المعبود: ١/ ٥٦)

(۲)......سیدنا بلال رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: كَانَ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَمْسَحُ عَلَى الْخُفَّيْنِ وَالْجَوْرَبَيْنِ ...... نبی کریم ﷺ موزوں اور جرابوں پر مسح کیا کرتے تھے۔(معجم کبیر للطبرانی: ١/ ٣٥٠) اس کی سند یزید بن ابی زیاد کی وجہ سے ''ضعیف'' ہے، لیکن اس کے متعدد شواہد موجود ہیں۔

(۳)......سیدنا ابوموسی اشعری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: إِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ تَوَضَّأَ وَمَسَحَ عَلَى الْجَوْرَبَيْنِ وَالنَّعْلَيْنِ ...... نبی کریم ﷺ نے وضو کیا اور جرابوں اور جوتیوں پر مسح کیا۔(ابن ماجه: ٥٦٠، بیهقی: ١/ ٢٨٥) اس حدیث کی سند میں انقطاع ہے اور عیسی بن سنان ضعیف ہے، لیکن اس کے شواہد موجود ہیں۔

(۴)......سیدنا ابوموسی اشعری رضی اللہ عنہ ہی بیان کرتے ہیں: أَتَيْتَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ بِوَضُوءٍ فَمَسَحَ عَلَى الْجَوْرَبَيْنِ وَالنَّعْلَيْنِ وَالْعِمَامَةِ ...... ''میں آپ ﷺ کے پاس وضو کا پانی لے کر آیا، آپ ﷺ نے جرابوں اور جوتیوں اور پگڑی پر مسح کیا۔(معجم اوسط للطبرانی: ٢/ ٦٦)

(۵)......سیدنا مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: تَوَضَّأَ النَّبِيُّ ﷺ وَمَسَحَ عَلَى الْجَوْرَبَيْنِ وَالنَّعْلَيْنِ . نبی کریم ﷺ نے وضو کیا اور جرابوں اور جوتیوں پر مسح کیا۔(ترمذی: ٩٩، ابوداود: ١٥٩) اس کی سند میں سفیان ثوری مدلس ہے، لیکن دوسرے شواہد کی بنا پر یہ حدیث صحیح ہے۔ البتہ ابن ترکمانی حنفی (متوفی: ۸۴۵ھ) کے نزدیک یہ حدیث صحیح ہے۔ دیکھیں: الجوهر النقی: ١/ ٢٨٤) کعب بن عبد اللہ کہتے ہیں: میں نے دیکھا کہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے پیشاب کیا، پھر اپنی جرابوں اور جوتیوں پر مسح کیا۔(الاوسط لابن المنذر: ١/ ٤٦٢، المحلی لابن حزم: ٢/ ٨٤) سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے جوتیوں کے تسموں سمیت جرابوں پر مسح کیا۔(تهذيب السنن لابن القيم: ١/ ٢٧٥) امام ابوداود رحمہ اللہ نے کہا: سیدنا علی بن ابی طالب، سیدنا عبد اللہ بن مسعود، سیدنا براء بن عازب سیدنا انس بن مالک، سیدنا ابو امامہ، سیدنا سہل بن سعد اور سیدنا عمرو بن حریث رضی اللہ عنہم جرابوں پر مسح کرتے تھے، اور سیدنا عمر بن خطاب اور سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے بھی یہی عمل مروی ہے۔(ابوداؤد) جرابوں پر مسح کے بارے میں صحابہ کا اجماع و اتفاق ہے، دیکھیں: (المغنی لابن قدامه: ١/ ١٨١، الاوسط لابن المنذر: ١/ ٤٦٤، المحلی لابن حزم: ٢/ ٨٧) امام ترمذی رحمہ اللہ کہتے ہیں: میں نے صالح بن محمد ترمذی رحمہ اللہ سے سنا، وہ کہتے تھے کہ میں نے ابومقاتل سمرقندی سے سنا، وہ کہتے تھے کہ میں امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے ہاں حاضر ہوا، وہ مرض الموت میں مبتلا تھے، انھوں نے پانی منگوایا اور وضو کیا اور جرابوں پر مسح کیا اور کہا: میں نے آج ایسا کام کیا ہے جو پہلے نہ کرتا تھا، میں نے غیر منعّل جرابوں پر مسح کیا ہے۔(جامع ترمذی: ٩٩) تفصیل کے لیے دیکھیں: جامع ترمذی از علامه احمد محمد شاکر: ١/ ١٦٧) غیر منعّل جرابوں سے مراد وہ جرابیں ہیں، جن پر جوتا پہنا ہوا نہ ہو۔ فقہ حنفی میں ''قیاس'' پر بہت زور دیا جاتا ہے، اس مسئلہ میں قیاس کا یہی تقاضا تھا کہ جرابوں پر مسح کرنے کے جواز کو تسلیم کیا جاتا، کیونکہ موزوں اور جرابوں کی علت ایک ہے۔

بَابٌ فِيْ غَسْلِ الرِّجْلَيْنِ وَمَا يَتْبَعُ ذٰلِكَ
پاؤں کو دھونے اور اس سے متعلقہ دوسرے امور کا بیان

فِيْ صِفَةِ غَسْلِ الرِّجْلَيْنِ
پاؤں کو دھونے کی کیفیت

(٦٨٢)۔عَنْ عَمْرِو بْنِ يَحْيٰى عَنْ أَبِيْهِ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ زَيْدِ بْنِ عَاصِمٍ رضی اللہ عنہ وَقَدْ وَصَفَ لَهُمْ وُضُوءَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ: ثُمَّ غَسَلَ رِجْلَيْهِ إِلَى الْكَعْبَيْنِ ثُمَّ قَالَ: هٰكَذَا كَانَ وُضُوءُ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ (وَفِيْ رِوَايَةٍ: ثُمَّ غَسَلَ رِجْلَيْهِ حَتّٰى أَنْقَاهُمَا)۔ (مسند أحمد: ١٦٥٥٩)

سیدنا عبد اللہ بن عاصم رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ رسول اللہ ﷺ کا وضو بیان کرتے ہوئے کہتے ہیں: پھر انھوں نے اپنے پاؤں کو ٹخنوں تک دھویا اور کہا: رسول اللہ ﷺ کا وضو اس طرح ہوتا تھا۔ ایک روایت میں ہے: پھر اپنے پاؤں کو دھویا، یہاں تک کہ ان کو صاف کر لیا۔

(٦٨٣)۔عَنْ يَزِيْدَ بْنِ أَبِيْ مَالِكٍ وَأَبِي الْأَزْهَرِ، أَنَّ مُعَاوِيَةَ رضی اللہ عنہ أَرَاهُمْ وُضُوءَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فَتَوَضَّأَ ثَلَاثًا ثَلَاثًا وَغَسَلَ رِجْلَيْهِ بِغَيْرِ عَدَدٍ۔ (مسند أحمد: ١٦٩٨٠)

یزید بن ابی مالک اور ابو ازہر کہتے ہیں کہ سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ نے ان کو رسول اللہ ﷺ کا وضو کر کے دکھایا، پھر انھوں نے اعضا کو تین تین مرتبہ، البتہ پاؤں کو دھوتے وقت تعداد کا خیال نہ رکھا۔

فوائد:...... یہ حدیث آگے آ رہی ہے کہ آپ ﷺ نے تین تین بار وضو کیا اور پھر فرمایا: ''یہ وضو ہے، جس نے اس سے زیادہ مرتبہ دھویا، پس تحقیق اس نے برا کیا، زیادتی کی اور ظلم کیا۔'' اگر مذکورہ بالا حدیث میں راوی کی مراد پاؤں کو تین بار سے بھی زیادہ دھونا ہے، تو اس کو کسی ایسی مجبوری پر محمول کیا جائے گا، جس نے تین بار سے زیادہ دھونے کا تقاضا کیا۔

---

(٦٨٢) تخريج: أخرجه البخاري: ١٩١، ومسلم: ٢٣٥ (انظر: ١٦٤٤٥)

(٦٨٣) تخريج: صحيح لغيره۔ أخرجه ابوداود: ١٢٥ (انظر: ١٦٨٥٥)

فِيْ اِسْبَاغِ الْوُضُوْءِ وَقَوْلِهٖ ﷺ وَيْلٌ لِّلْأَعْقَابِ مِنَ النَّارِ

وضو کو مکمل طور پر کرنے اور آپ ﷺ کے فرمان ''ایڑھیوں کے لیے آگ سے ہلاکت ہے'' کا بیان

(٦٨٤)۔عَنْ سَالِمِ سَبَلَانَ قَالَ: خَرَجْنَا مَعَ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا إِلٰى مَكَّةَ، قَالَ: وَكَانَتْ تَخْرُجُ بِأَبِيْ يَحْيٰى التَّيْمِيِّ يُصَلِّيْ بِهَا فَأَدْرَكْنَا عَبْدَالرَّحْمَانِ بْنَ أَبِيْ بَكْرٍ الصِّدِّيْقِ فَأَسَاءَ عَبْدُالرَّحْمَانِ الْوُضُوْءَ، فَقَالَتْ عَائِشَةُ: يَا عَبْدَالرَّحْمَانِ! أَسْبِغِ الْوُضُوْءَ فَإِنِّيْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((وَيْلٌ لِلْأَعْقَابِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مِنَ النَّارِ۔)) (مسند أحمد: ٢٦٧٤٤)

سالم سبلان کہتے ہیں: ہم سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ مکہ مکرمہ کی طرف سفر کرتے تھے۔ سیدہ، ابو یحییٰ تیمی کے ساتھ جایا کرتی تھیں اور وہ ان کو نماز پڑھاتے تھے، ایک دن ہم نے عبد الرحمن بن ابو بکر صدیق کو پا لیا، انھوں نے ناقص وضو کیا، سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے ان سے کہا: اے عبد الرحمن! وضو مکمل کر، کیونکہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے: ''قیامت کے دن ایڑیوں کے لیے آگ سے ہلاکت ہے۔''

(٦٨٥)۔ (وَمِنْ طَرِيْقٍ آخَرَ)۔عَنْ أَبِيْ سَلَمَةَ قَالَ: تَوَضَّأَ عَبْدُالرَّحْمَانِ عِنْدَ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا فَقَالَتْ: يَا عَبْدَالرَّحْمَانِ! أَسْبِغِ الْوُضُوْءَ فَإِنِّيْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((وَيْلٌ لِلْعَرَاقِيْبِ مِنَ النَّارِ۔)) (مسند أحمد: ٢٤٦٢٤)

(دوسری سند) ابو سلمہ کہتے ہیں: جب سیدنا عبد الرحمن رضی اللہ عنہ نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی موجودگی میں وضو کیا، تو انھوں نے ان سے کہا: اے عبد الرحمن! وضو مکمل طور پر کر، کیونکہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا: ''ایڑیوں کے اوپر والے حصوں کے لیے آگ سے ہلاکت ہے۔''

(٦٨٦)۔عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: رَأٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ قَوْمًا يَتَوَضَّؤُوْنَ فَلَمْ يَمَسَّ أَعْقَابَهُمُ الْمَاءُ، فَقَالَ: ((وَيْلٌ لِلْأَعْقَابِ، (وَفِيْ رِوَايَةٍ: لِلْعَرَاقِيْبِ) مِنَ النَّارِ۔)) (مسند أحمد: ١٤٤٤٥)

سیدنا جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے کچھ لوگوں کو دیکھا کہ انھوں نے وضو کیا اور ان کی ایڑیوں تک پانی نہیں پہنچا تھا، پس آپ ﷺ نے فرمایا: ''ایسی ایڑیوں کے لیے آگ سے ہلاکت ہے۔''

---

(٦٨٤) تخريج: أخرجه مسلم: ٢٤٠ (انظر: ٢٦٢١٤)

(٦٨٥) تخريج: انظر الحديث بالطريق الاول

(٦٨٦) تخريج: حديث صحيح۔ أخرجه ابن ماجه: ٤٥٤ (انظر: ١٤٣٩٢)

(٦٨٧)۔عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ ؓ قَالَ: رَاٰی رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ قَوْمًا يَتَوَضَّؤُونَ وَأَعْقَابُهُمْ تَلُوحُ فَقَالَ: ((وَيْلٌ لِلْأَعْقَابِ مِنَ النَّارِ، أَسْبِغُوا الْوُضُوءَ۔)) (مسند أحمد: ٦٨٠٩)

سیدنا عبد اللہ بن عمرو بن عاص ؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے کچھ لوگوں کو دیکھا کہ انھوں نے وضو کیا، لیکن ان کی ایڑیوں کی خشکی واضح طور پر نظر آ رہی تھی، اس لیے آپ ﷺ نے فرمایا: ”ایسی ایڑیوں کے لیے آگ سے ہلاکت ہے، پوری طرح وضو کرو۔“

(٦٨٨)۔عَنْ أَبِی هُرَيْرَةَ ؓ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ نَحْوُهُ۔ (مسند أحمد: ٧١٢٢)

سیدنا ابو ہریرہ ؓ نے بھی نبی کریم ﷺ کی اسی قسم کی ایک حدیث بیان کی ہے۔

(٦٨٩)۔عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ الْحَارِثِ بْنِ جَزْءٍ ؓ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ: ((وَيْلٌ لِلْأَعْقَابِ وَبُطُونِ الْأَقْدَامِ مِنَ النَّارِ۔)) (مسند أحمد: ١٧٨٦٢)

سیدنا عبد اللہ بن حارث ؓ سے مروی ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”ایڑیوں کے لیے اور پاؤں کے تلووں کے لیے آگ سے ہلاکت ہے۔“

(٦٩٠)۔عَنْ سَعِيْدِ بْنِ خُثَيْمٍ الْهِلَالِيِّ قَالَ: حَدَّثَتْنِیْ جَدَّتِی رِبْعِيَّةُ بِنْتُ عِيَاضٍ الْكِلَابِيَّةُ عَنْ جَدِّهَا عُبَيْدَةَ بْنِ عَمْرٍو الْكِلَابِيِّ ؓ قَالَ: رَأَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ وَهُوَ يَتَوَضَّأُ فَأَسْبَغَ الطُّهُوْرَ، وَكَانَتْ هِیَ إِذَا تَوَضَّأَتْ أَسْبَغَتِ الطُّهُوْرَ حَتّٰى تَرْفَعَ الْخِمَارَ فَتَمْسَحَ رَأْسَهَا۔ (مسند أحمد: ١٦٨٤١)

سیدنا عبیدہ بن عمرو کلابی ؓ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: میں نے نبی کریم کو وضو کرتے ہوئے دیکھا، آپ ﷺ مکمل طور پر وضو کرتے تھے۔ اسی بنا پر جب ربعیہ وضو کرتیں تو وہ ہر عضو کو اچھی طرح دھو دھو کر وضو کرتی تھیں، یہاں تک کہ دوپٹہ اٹھا کر سر کا مسح کرتی تھیں۔

فوائد: ...... ان احادیث میں وضو میں خشک رہ جانے والی ایڑھیاں مراد ہیں، اگر کسی اور عضو کا کوئی حصہ خشک رہ گیا تو اس کا بھی یہی حکم ہوگا، جیسے کہنیاں اور پاؤں کے تلوے وغیرہ۔ ان احادیث کا تقاضا یہ ہے کہ احتیاط اور اہتمام کے ساتھ وضو کیا جائے، لیکن تین بار سے زیادہ اعضا نہ دھوئے جائیں اور اس سلسلے میں شیطانی وسوسوں سے مکمل اجتناب کیا جائے۔

---

(٦٨٧) تخريج: أخرجه مسلم: ٢٤١ (انظر: ٦٨٠٩)

(٦٨٨) تخريج: أخرجه البخاری: ١٦٥، ومسلم: ٢٤٢ (انظر: ٧١٢٢)

(٦٨٩) تخريج: حديث صحيح۔ أخرجه الحاكم: ١/ ١٦٢، والبيهقی: ١/ ٧٠، وابن خزيمة: ١٦٣ (انظر: ١٧٧١٠)

(٦٩٠) تخريج: اسناده محتمل للتحسين (انظر: ١٦٧٢١)

فِيْ تَخْلِيْلِ أَصَابِعِ الرِّجْلَيْنِ
پاؤں کی انگلیوں کے خلال کے بارے میں

(٦٩١)۔ عَنِ الْمُسْتَوْرِدِ بْنِ شَدَّادٍ ؓ صَاحِبِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ إِذَا تَوَضَّأَ خَلَّلَ أَصَابِعَ رِجْلَيْهِ بِخِنْصَرِهِ۔ (مسند أحمد: ١٨١٧٣)

صحابیِ رسول سیدنا مستورد بن شداد ؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب وضو کرتے تو چھنگلی انگلی کے ساتھ پاؤں کی انگلیوں کا خلال کرتے تھے۔

(٦٩٢)۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ ؓ قَالَ: سَأَلَ رَجُلٌ النَّبِيَّ ﷺ عَنْ شَيْءٍ مِنْ أَمْرِ الصَّلٰوةِ فَقَالَ لَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: خَلِّلْ أَصَابِعَ يَدَيْكَ وَرِجْلَيْكَ يَعْنِي إِسْبَاغَ الْوُضُوْءِ، وَكَانَ فِيْمَا قَالَ لَهُ: إِذَا رَكَعْتَ فَضَعْ كَفَّيْكَ عَلٰى رُكْبَتَيْكَ حَتّٰى تَطْمَئِنَّ (وَفِيْ رِوَايَةٍ: حَتّٰى تَطْمَئِنَّا) وَإِذَا سَجَدْتَ فَأَمْكِنْ جَبْهَتَكَ مِنَ الْأَرْضِ حَتّٰى تَجِدَ حَجْمَ الْأَرْضِ۔ (مسند أحمد: ٢٦٠٤)

سیدنا عبداللہ بن عباس ؓ کہتے ہیں: ایک آدمی نے نبی کریم ﷺ سے نماز کے بارے میں کوئی سوال کیا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ہاتھوں اور پاؤں کی انگلیوں کا خلال کرو۔'' آپ کی مراد یہ تھی کہ وضو مکمل طور پر کیا جائے۔ مزید آپ ﷺ نے اسے یہ بھی فرمایا تھا: ''جب تو رکوع کرے تو اپنی ہتھیلیوں کو گھٹنوں پر رکھ کر (رکوع کی حالت میں) مطمئن ہو جا اور جب تو سجدہ کرے تو اپنی پیشانی کو اچھی طرح زمین پر رکھ، حتی کہ تو زمین کی ضخامت پائے۔''

فوائد: ......آخری جملے کا مفہوم یہ ہے کہ دورانِ سجدہ پیشانی کا زمین پر زور آنا چاہیے اور وہ اس طرح ممکن ہوگا کہ سنت کے مطابق بازوؤں کو پہلوؤں سے اچھی طرح جدا کیا جائے، تاکہ ناک اور پیشانی زمین پر اچھی طرح ٹک سکیں۔ ہاتھوں اور پاؤں کو دھوتے وقت ان کی انگلیوں کا خلال کیا جائے، تاکہ ان کا اندرونی حصہ خشک نہ رہ جائے۔

بَابٌ فِي اللَّمْعَةِ وَالْمُوَالَاةِ وَالْحَثِّ عَلٰى إِحْسَانِ الْوُضُوْءِ
وضو میں خشک رہ جانے والی جگہ، اعضائے وضو کا پے درپے دھونے اور وضو کو اچھے انداز سے کرنے کی ترغیب دلانے کا بیان

(٦٩٣)۔ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ ؓ أَنَّ رَجُلًا جَاءَ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ قَدْ تَوَضَّأَ وَتَرَكَ عَلٰى

سیدنا انس بن مالک ؓ سے مروی ہے کہ ایک آدمی وضو کر کے نبی کریم ﷺ کے پاس آیا، لیکن اس کے پاؤں پر ناخن

(٦٩١) تخريج: صحيح لغيره۔ أخرجه ابوداود: ١٤٨، والترمذي: ٤٠ (انظر: ١٨٠١٠)
(٦٩٢) تخريج: اسناده حسن۔ أخرجه ابن ماجه: ٤٤٧، والترمذي: ٣٩ (انظر: ٢٦٠٤) (٦٩٣) تخريج: اسناده صحيح۔ أخرجه ابوداود: ١٧٣، وابن ماجه: ٦٦٥ (انظر: ١٢٤٨٧)

قَدَمِهِ مَوْضِعَ الظُّفْرِ فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((ارْجِعْ فَأَحْسِنْ وُضُوءَكَ۔)) (مسند أحمد: ۱۲۵۱۵)

کے برابر جگہ خشک رہ گئی تھی، رسول اللہ ﷺ نے اسے فرمایا: ''لوٹ جا اور اچھی طرح وضو کر کے آ۔''

(۶۹۴)۔ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ رضی اللہ عنہ أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ رضی اللہ عنہ أَخْبَرَهُ أَنَّهُ رَأٰى رَجُلًا تَوَضَّأَ فَتَرَكَ مَوْضِعَ ظُفْرٍ عَلٰى ظَهْرِ قَدَمِهِ، فَأَبْصَرَهُ النَّبِيُّ ﷺ فَقَالَ: ((اِرْجِعْ فَأَحْسِنْ وُضُوءَكَ۔)) فَرَجَعَ فَتَوَضَّأَ ثُمَّ صَلّٰى۔ (مسند أحمد: ۱۳۴)

سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے ایک آدمی کو دیکھا کہ وہ وضو کر کے آیا تھا، لیکن اس کے قدم کی پشت پر ناخن کے برابر جگہ خشک رہ گئی تھی، نبی کریم ﷺ نے اس کو دیکھ کر فرمایا: ''واپس چلا جا اور اچھی طرح وضو کر کے آ۔'' پس اس نے واپس جا کر دوبارہ وضو کیا اور پھر آ کر نماز پڑھی۔

(۶۹۵)۔ عَنْ خَالِدِ بْنِ مَعْدَانَ عَنْ بَعْضِ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ، أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ رَأٰى رَجُلًا يُصَلِّي وَفِي ظَهْرِ قَدَمِهِ لُمْعَةٌ قَدْرُ الدِّرْهَمِ لَمْ يُصِبْهَا الْمَاءُ، فَأَمَرَهُ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ أَنْ يُعِيدَ الْوُضُوءَ۔ (مسند أحمد: ۱۵۵۷۶)

خالد بن معدان ایک صحابیٔ رسول سے بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک آدمی کو نماز پڑھتے ہوئے دیکھا، جبکہ اس کے قدم کی پشت پر درہم کے بقدر جگہ خشک رہ گئی تھی، اس کو پانی نہیں پہنچا تھا، اس لیے آپ ﷺ نے اسے حکم دیا کہ وہ دوبارہ وضو کرے۔

فوائد: ...... وضو میں موالاۃ ضروری ہے، اس سے مراد یہ ہے کہ اعضائے وضو کو لگاتار اور پے در پے دھویا جائے۔ اس کی مزید وضاحت اس طرح ہے کہ جب آدمی وضو سے فارغ ہو تو اس کے سارے اعضا گیلے ہونے چاہئیں، یہ درست نہیں ہے کہ بیچ میں اتنا وقفہ ڈال دیا جائے کہ جب آدمی پاؤں دھونے سے فارغ ہو تو اس کا چہرہ خشک ہو چکا ہو۔ مذکورہ بالا احادیث کی یہی فقہ ہے کہ آپ ﷺ نے دوبارہ وضو کرنے کا حکم اس بنا پر دیا کہ متعلقہ صحابی کے اعضا خشک ہو چکے تھے۔ اگر بندے کو اس حال میں کسی عضو کے خشک رہ جانے کا پتہ چلے کہ سارے اعضائے وضو ابھی تک تر ہوں تو اس کو چاہیے کہ وہ فوراً خشک جگہ کو تر کر دے، ایسی صورت میں دوبارہ وضو کرنے کی ضرورت نہیں ہے، درج ذیل دو احادیث سے بھی اس اجتہاد کا استدلال کرنا ممکن ہے:

(۱) غسل جنابت میں آپ ﷺ کا غسل کے آخر میں پاؤں دھو کر وضو مکمل کرنا

اور (۲) ایک موقع پر بازو دھونے کے بعد کلی کرنا اور ناک میں پانی چڑھانا

---

(۶۹۴) تخریج: أخرجه مسلم: ۲۴۳ (انظر: ۱۳۴)

(۶۹۵) تخریج: حدیث صحیح لغیره۔ أخرجه ابوداود: ۱۷۵ (انظر: ۱۵۴۹۵)

پہلی حدیث کے مطابق غسل کا وقفہ کا پڑ جانے کے باوجود آپ ﷺ نے صرف پاؤں دھوئے اور دوسری حدیث کے مطابق کلی اور ناک رہ گئے تھے، لیکن بازو دھونے کے بعد ان کو کر لیا گیا، دوسرے اعضا کو دوبارہ نہ دھونے کی وجہ یہ تھی کہ ابھی تک وہ گیلے تھے، یہ ایک اجتہادی رائے ہے، یہ دونوں احادیث پہلے گزر چکی ہیں۔

(٦٩٦)۔ عَنْ أَبِيْ رَوْحٍ نِ الْكَلَاعِيِّ ﷺ قَالَ: صَلّٰى بِنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ الصُّبْحَ فَقَرَأَ بِالرُّوْمِ فَتَرَدَّدَ فِيْ آيَةٍ، فَلَمَّا انْصَرَفَ قَالَ: ((إِنَّهُ يُلَبَّسُ عَلَيْنَا الْقُرآنُ، إِنَّ أَقْوَامًا يُصَلُّوْنَ مَعَنَا لَا يُحْسِنُوْنَ الْوُضُوءَ، فَمَنْ شَهِدَ الصَّلَاةَ مَعَنَا فَلْيُحْسِنِ الْوُضُوءَ۔)) (مسند أحمد: ١٥٩٦٩)

سیدنا ابو روح کلاعی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے ہمیں نمازِ فجر پڑھائی، آپ ﷺ نے سورۂ روم کی تلاوت شروع کی، لیکن ایک آیت میں آپ ﷺ کو تردّد ہونے لگا، جب آپ فارغ ہوئے تو فرمایا: ''قرآن ہم پر خلط ملط کیا جاتا ہے، اس کی وجہ یہ ہے کہ ہمارے ساتھ نماز پڑھنے والے بعض لوگ اچھی طرح وضو نہیں کرتے، لہٰذا جس نے ہمارے ساتھ نماز پڑھنی ہو، وہ اچھی طرح وضو کر کے آیا کرے۔''

(٦٩٧)۔ (وَعَنْهُ مِنْ طَرِيقٍ ثَانٍ بِنَحْوِهِ)۔ وَفِيْهِ: ((إِنَّمَا لَبَّسَ عَلَيْنَا الشَّيْطَانُ الْقِرَاءَةَ مِنْ أَجْلِ أَقْوَامٍ يَأْتُونَ الصَّلٰوةَ بِغَيْرِ وُضُوءٍ، فَإِذَا أَتَيْتُمُ الصَّلٰوةَ فَأَحْسِنُوا الْوُضُوءَ۔)) (مسند أحمد: ١٥٩٦٧)

(دوسری سند) اسی طرح کی حدیث ہے، البتہ اس میں ہے: ''شیطان اس وجہ سے ہم پر قراء ت کو خلط ملط کر دیتا ہے کہ بعض لوگ بغیر وضو کے نماز پڑھنے آ جاتے ہیں، پس جب تم نماز کے لیے آؤ تو اچھی طرح وضو کر کے آیا کرو۔''

فوائد: ...... چونکہ عہدِ نبوی میں پانی کی بہت کمی تھی، اس لیے ایسی صورتحال پیدا ہو جانا ممکن تھا، لیکن سوچنے کی بات یہ ہے کہ نبی کریم ﷺ اپنے بعض مقتدیوں کی اس سستی سے متأثر ہوئے بغیر نہ رہ سکے، اس سے ان لوگوں کو اپنی زندگیوں کا جائزہ لے لینا چاہیے، جن کے آگے پیچھے برے لوگ بسیرا کرتے ہیں اور وہ ہر وقت گپوں اور اول فول بکنے میں مصروف رہتے ہیں، اگر کسی کا مقصد ایمان کی سلامتی ہو تو اس کو چاہیے کہ بدوں سے دور ہو جائے اور نیکوں کے قریب ہو جائے۔

بَابٌ فِي الْوُضُوْءِ مَرَّةً وَمَرَّتَيْنِ وَثَلَاثًا وَكَرَاهَةِ الزِّيَادَةِ

اعضاء کو ایک ایک دفعہ، دو دو دفعہ اور تین تین دفعہ دھو کر وضو کرنے اور تین سے زیادہ کرنے کی کراہت کا بیان

(٦٩٨)۔ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ عَنِ ابْنِ

عطا بن یسار کہتے ہیں کہ سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے وضو کیا

(٦٩٦) تخريج: حديث حسن۔ أخرجه النسائي: ٢/ ١٥٦ (انظر: ١٥٨٧٤)

(٦٩٧) تخريج: انظر الحديث بالطريق الاول

(٦٩٨) تخريج: أخرجه البخاري: ١٥٧ (انظر: ٣١١٣)

عَبَّاسٍ رضي الله عنه أَنَّهُ تَوَضَّأَ فَغَسَلَ كُلَّ عُضْوٍ مِنْهُ غَسْلَةً وَاحِدَةً ثُمَّ ذَكَرَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ فَعَلَهُ۔ (مسند أحمد: ٣١١٣)

اور ہر عضو کو ایک ایک مرتبہ دھویا اور پھر کہا کہ نبی کریم ﷺ نے ایسے ہی کیا تھا۔

(٦٩٩)۔عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضي الله عنه ، أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ تَوَضَّأَ مَرَّةً مَرَّةً۔ (مسند أحمد: ٣٠٧٣)

سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اعضاء کو ایک ایک دفعہ دھو کر وضو کیا۔

(٧٠٠)۔عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رضي الله عنه عَنِ النَّبِيِّ ﷺ مِثْلُهُ۔ (مسند أحمد: ١٤٩)

سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے بھی آپ ﷺ کی ایک اسی طرح کی حدیث بیان کی ہے۔

(٧٠١)۔ عَنِ الْمُطَّلِبِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ حَنْطَبٍ قَالَ: كَانَ ابْنُ عُمَرَ يَتَوَضَّأُ ثَلَاثًا ، يَرْفَعُهُ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ ، وَكَانَ ابْنُ عَبَّاسٍ يَتَوَضَّأُ مَرَّةً يَرْفَعُهُ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ ۔ (مسند أحمد: ٣٥٢٦)

مطلب بن عبد اللہ بن حنطب کہتے ہیں کہ سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ اعضاء کو تین تین دفعہ دھو کر وضو کرتے اور اس عمل کو نبی کریم ﷺ کی طرف منسوب کرتے تھے اور سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما اعضاء کو ایک ایک دفعہ وضو کرتے اور اس عمل کو آپ ﷺ کی طرف منسوب کرتے تھے۔

(٧٠٢)۔عَنْ عُمَارَةَ بْنِ عُثْمَانَ بْنِ حُنَيْفٍ حَدَّثَنِي الْقَيْسِيُّ أَنَّهُ كَانَ مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فِي سَفَرٍ فَبَالَ فَأُتِيَ بِمَاءٍ فَهَالَ عَلٰى يَدِهِ مِنَ الْإِنَاءِ فَغَسَلَهَا مَرَّةً وَعَلٰى وَجْهِهِ مَرَّةً وَعَلٰى ذِرَاعَيْهِ مَرَّةً وَغَسَلَ رِجْلَيْهِ مَرَّةً بِيَدَيْهِ كِلْتَيْهِمَا ، وَقَالَ فِي حَدِيثِهِ: اِلْتَفَّ إِصْبَعَهُ الْإِبْهَامَ۔ (مسند أحمد: ٢٣٥٠٦)

سیدنا قیسی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ وہ ایک سفر میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے، آپ ﷺ نے پیشاب کیا، پھر آپ ﷺ کے پاس پانی لایا گیا، آپ ﷺ نے برتن سے اپنے ہاتھ پر پانی بہایا اور اس کو ایک دفعہ دھویا، چہرے کو ایک مرتبہ دھویا، بازوؤں کو ایک مرتبہ دھویا اور دونوں پاؤں کو دونوں ہاتھوں سے ایک ایک بار دھویا۔ انھوں نے اپنی حدیث میں کہا: انگلی کو انگوٹھے کے ساتھ لپیٹا ہوا تھا۔

(٧٠٣)۔عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ زَيْدٍ الْأَنْصَارِيِّ ثُمَّ الْمَازِنِيِّ رضي الله عنه أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ تَوَضَّأَ

سیدنا عبد اللہ بن زید انصاری مازنی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے اعضائے مبارک کو دو دو دفعہ دھو کر وضو

(٦٩٩) تخريج: انظر الحديث السابق

(٧٠٠) تخريج: صحيح لغيره۔ أخرجه ابن ماجه: ٤١٢ (انظر: ١٤٩)

(٧٠١) تخريج: حديث ابن عمر صحيح موقوفا و ضعيف مرفوعا۔ أخرجه ابن ماجه: ٤١٤ ، والنسائي: ١/ ٦٢۔ حديث ابن عباس أخرجه البخاري: ١٥٧ (انظر: ٣٥٢٦)

(٧٠٢) تخريج: اسناده ضعيف لجهالة عمارة بن عثمان بن حنيف۔ أخرجه النسائي: ١/ ٧٩ (انظر: ٢٣١١٨)

(٧٠٣) تخريج: أخرجه البخاري: ١٥٨ (انظر: ١٦٤٦٤)

مَرَّتَيْنِ مَرَّتَيْنِ۔ (مسند أحمد: ١٦٥٧٨)

کیا تھا۔

(٧٠٤)۔عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضي الله عنه مِثْلُهُ۔ (مسند أحمد: ٧٨٦٤)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بھی اس قسم کی حدیث بیان کی ہے۔

(٧٠٥)۔عَنْ عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ رضي الله عنه أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ تَوَضَّأَ ثَلَاثًا ثَلَاثًا۔ (مسند أحمد: ٤٠٣)

سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ نے اعضاء کو تین تین دفعہ دھو کر وضو کیا تھا۔

(٧٠٦)۔ عَنْ أَبِي أُمَامَةَ رضي الله عنه أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ تَوَضَّأَ فَغَسَلَ يَدَيْهِ ثَلَاثًا ثَلَاثًا وَتَمَضْمَضَ وَاسْتَنْشَقَ ثَلَاثًا ثَلَاثًا وَتَوَضَّأَ ثَلَاثًا ثَلَاثًا۔ (مسند أحمد: ٢٢٥٧٠)

سیدنا ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے وضو کیا، پس آپ ﷺ نے تین تین بار ہاتھ دھوئے، تین تین بار کلی کی اور ناک میں پانی چڑھایا، اس طرح آپ ﷺ نے سارا وضو تین تین دفعہ کیا۔

(٧٠٧)۔ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رضي الله عنه عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((مَنْ تَوَضَّأَ وَاحِدَةً فَتِلْكَ وَظِيفَةُ الْوُضُوءِ الَّتِي لَا بُدَّ مِنْهَا، وَمَنْ تَوَضَّأَ اثْنَتَيْنِ فَلَهُ كِفْلَانِ، وَمَنْ تَوَضَّأَ ثَلَاثًا فَذَالِكَ وُضُوئِي وَوُضُوءُ الْأَنْبِيَاءِ قَبْلِي۔)) (مسند أحمد: ٥٧٣٥)

سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''جس نے اعضاء کو ایک ایک دفعہ دھو کر وضو کیا، تو وضو کی کم از کم مقدار ہے، جس کے بغیر کوئی چارۂ کار نہیں ہے، جس نے اعضا کو دو دو دفعہ دھویا، اس کے لیے دو حصے اجر ہوگا اور جس نے تین تین بار دھویا تو ایسا وضو میرا ہے اور مجھ سے پہلے والے انبیاء کا ہے۔''

(٧٠٨)۔عَنْ أَنَسٍ رضي الله عنه أَنَّ عُثْمَانَ رضي الله عنه تَوَضَّأَ بِالْمَقَاعِدِ ثَلَاثًا ثَلَاثًا وَعِنْدَهُ رِجَالٌ مِنْ أَصْحَابِ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: أَلَيْسَ هٰكَذَا رَأَيْتُمْ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَتَوَضَّأُ؟ قَالُوا: نَعَمْ۔ (مسند أحمد: ٤٠٤)

سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ نے مقاعد میں تین تین دفعہ وضو کیا، آپ کے پاس صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم تشریف فرما تھے، آپ نے ان سے پوچھا: تم نے رسول اللہ ﷺ کو اسی طرح وضو کرتے ہوئے دیکھا تھا؟ انھوں نے کہا: جی ہاں۔

---

(٧٠٤) تخريج: صحيح لغيره۔ أخرجه ابوداود: ١٣٦، والترمذى: ٤٣ (انظر: ٧٨٧٧)

(٧٠٥) تخريج: حديث صحيح لغيره۔ أخرجه ابوداود: ١١٠ (انظر: ٤٠٣)

(٧٠٦) تخريج: صحيح لغيره۔ أخرجه ابويعلى فى "مسنده الكبير"، والطحاوى فى "شرح معانى الآثار": ١/ ٢٩، والطبرانى فى "الكبير": ٧٩٩٠ (انظر: ٢٢٢١٧)

(٧٠٧) تخريج: اسناده ضعيف لضعف ابى اسرائيل و زيد العمى۔ أخرجه الدارقطنى: ١/ ٨١ (انظر: ٥٧٣٥)

(٧٠٨) تخريج: أخرجه مسلم: ٢٣٠ (انظر: ٤٠٤)

(۷۰۹)۔عَنْ عَبْدِ خَیْرٍ عَنْ عَلِیٍّ ؓ قَالَ: هٰذَا وُضُوءُ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ ، تَوَضَّأَ ثَلَاثًا ثَلَاثًا۔ (مسند أحمد: ۹۱۹)

عبد خیر سے روایت ہے کہ سیدنا علی ؓ نے کہا: یہ رسول اللہ ﷺ کا وضو ہے، آپ ﷺ اعضاء کو تین تین دفعہ دھو کر وضو کرتے تھے۔

(۷۱۰)۔عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَیْبٍ عَنْ أَبِیْهِ عَنْ جَدِّهِ قَالَ: جَاءَ أَعْرَابِیٌّ إِلَی النَّبِیِّ ﷺ یَسْأَلُهُ عَنِ الْوُضُوءِ فَأَرَاهُ ثَلَاثًا ثَلَاثًا، قَالَ: ((هٰذَا الْوُضُوءُ، فَمَنْ زَادَ عَلٰی هٰذَا فَقَدْ أَسَاءَ وَتَعَدّٰی وَظَلَمَ۔)) (مسند أحمد: ٦٦٨٤)

سیدنا عبد اللہ بن عمرو بن عاص ؓ سے روایت ہے کہ ایک بدّو، نبی کریم ﷺ کے پاس آیا، وہ وضو کے بارے میں سوال کر رہا تھا، آپ ﷺ نے اسے تین تین دفعہ وضو کر کے دکھایا اور فرمایا: ''یہ وضو ہے، جس نے اس سے زیادہ مرتبہ دھویا، پس تحقیق اس نے برا کیا، زیادتی کی اور ظلم کیا۔''

فوائد: ......اس موضوع کی تمام روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ اعضائے وضو کو ایک ایک یا دو دو یا تین تین بار دھویا جا سکتا ہے اور یہ بھی درست ہے کہ ایک ہی وضو میں بعض اعضاء کو ایک بار، بعض کو دو بار اور بعض کو تین بار دھو لیا جائے، تین دفعہ سے آگے بڑھنا درست نہیں ہے۔

بَابُ مَا یَقُوْلُ بَعْدَ الْوُضُوْءِ
وضو کے بعد پڑھی جانے والی دعائیں

(۷۱۱)۔عَنْ عُمَرَ ؓ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ : ((مَنْ تَوَضَّأَ فَأَحْسَنَ الْوُضُوءَ ثُمَّ رَفَعَ نَظْرَهُ إِلَی السَّمَاءِ فَقَالَ: أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ، لَا شَرِیْكَ لَهُ، وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ، فُتِحَتْ لَهُ ثَمَانِیَةُ أَبْوَابِ الْجَنَّةِ یَدْخُلُ مِنْ أَیِّهَا شَاءَ۔)) (مسند أحمد: ۱۲۱)

سیدنا عمر ؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس نے وضو کیا اور اچھا وضو کیا، پھر اپنی نظر کو آسمان کی طرف اٹھا کر یہ دعا پڑھی: ''أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ، لَا شَرِیْكَ لَهُ، وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ۔'' تو اس کے لیے جنت کے آٹھوں دروازے کھول دیے جائیں گے، جس میں سے چاہے گا، داخل ہو جائے گا۔''

فوائد: ......صحیح مسلم ثم رفع نظرہ الی السماء کے الفاظ نہیں ہیں، مزید تحقیق کریں۔ جامع ترمذی میں پوری دعا یوں ہے: أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ، لَا شَرِیْكَ لَهُ، وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ، اَللّٰهُمَّ

---

(۷۰۹) تخریج: اسنادہ صحیح۔ أخرجه ابن ابی شیبة: ۱/ ۹، والدارمی: ۷۰۲ (انظر: ۹۱۹)

(۷۱۰) تخریج: صحیح۔ أخرجه ابوداود: ۱۳۵، وابن ماجه: ٤۲۲، والنسائی: ۱/ ۸۸ (انظر: ٦٦٨٤)

(۷۱۱) تخریج: صحیح لغیره وهذا اسناد ضعیف لجهالة ابن عم ابی عقیل۔ أخرجه مسلم: ۲۳٤، وابوداود: ۱۷۰، والدارمی: ۷۱٦، وابویعلی: ۱۸۰، ۲٤۹ (انظر: ۱۲۱)

اجْعَلْنِيْ مِنَ التَّوَّابِيْنَ وَاجْعَلْنِيْ مِنَ الْمُتَطَهِّرِيْنَ۔ ''میں گواہی دیتا ہوں کہ نہیں ہے کہ کوئی معبودِ برحق، مگر اللہ تعالی، وہ اکیلا ہے اور اس کا کوئی شریک نہیں اور میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد ﷺ اس کے بندے اور رسول ہیں، اے اللہ مجھے بہت زیادہ توبہ کرنے والوں اور پاکیزہ رہنے والوں میں سے بنا۔''

(۷۱۲)۔عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رضی اللہ عنہ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((مَنْ تَوَضَّأَ فَأَحْسَنَ الْوُضُوءَ ثُمَّ قَالَ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ: أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ، لَا شَرِيْكَ لَهُ، وَأَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُوْلُهُ، فُتِحَتْ لَهُ مِنَ الْجَنَّةِ ثَلَاثَةُ أَبْوَابٍ مِنْ أَيِّهَا شَاءَ دَخَلَ۔)) (مسند أحمد: ۱۳۸۲۸)

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''جس نے وضو کیا اور اچھی طرح وضو کیا، پھر یہ دعا پڑھی: ''أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ، لَا شَرِيْكَ لَهُ، وَأَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُوْلُهُ۔'' تو اس کے لیے جنت کے دروازوں میں سے تین دروازے کھول دیئے جائیں گے، وہ جس میں سے چاہے گا، داخل ہو جائے گا۔''

فوائد: ......سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس نے وضو کیا اور پھر یہ دعا پڑھی: سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ، اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ، اَسْتَغْفِرُكَ وَاَتُوْبُ اِلَيْكَ۔ (اے اللہ! تو پاک ہے اور تیری تعریف کے ساتھ' میں گواہی دیتا ہوں کہ تیرے سوا کوئی معبود برحق نہیں' میں تجھ سے بخشش طلب کرتا ہوں اور تیرے حضور توبہ کرتا ہوں۔) تو اس عمل کو ایک کاغذ میں لکھ کر اس پر مہر لگا دی جائے گی اور اس کو قیامت کے دن تک نہیں توڑا جائے گا۔ (عمل الیوم واللیلۃ للنسائی: ۸۱، مستدرك حاكم: ۱/ ۵۶۴، صحیحہ: ۲۳۲۳) وضو کے بعد تمام دعاؤں کا اہتمام کرنا چاہیے۔

بَابٌ فِي النَّضْحِ بَعْدَ الْوُضُوْءِ
وضو کے بعد شرمگاہ پر چھینٹے مارنے کا بیان

(۷۱۳)۔عَنْ زَيْدِ بْنِ حَارِثَةَ رضی اللہ عنہ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ، أَنَّ جِبْرِيْلَ علیہ السلام أَتَاهُ فِيْ أَوَّلِ مَا أُوْحِيَ إِلَيْهِ فَعَلَّمَهُ الْوُضُوءَ وَالصَّلَاةَ، فَلَمَّا فَرَغَ مِنَ الْوُضُوءِ أَخَذَ غُرْفَةً مِنْ مَاءٍ فَنَضَحَ

سیدنا زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ابتدائے وحی والے زمانے میں جبریل علیہ السلام، نبی کریم ﷺ کے پاس آئے اور آپ ﷺ کو وضو اور نماز کی تعلیم دی، جب وہ وضو سے فارغ ہوئے تو پانی کا ایک چلّو لیا اور اپنی شرمگاہ پر چھڑک دیا۔

---

(۷۱۲) تخریج: صحیح دون قوله "ثلاث مرات" وهذا اسناد ضعيف من اجل زيد العمى، فانه ضعيف، قاله الالبانی، انظر: سلسلة الاحاديث الضعيفة: ۴۵۷۸۔ أخرجه ابن ماجه: ۴۶۹، وابن ابی شیبة: ۱/ ۴۴، ۱۰/ ۴۵۱ (انظر: ۱۳۷۹۲)

(۷۱۳) تخریج: قال الالبانی: صحیح (السلسلة الصحيحة: ۸۴۱)۔ أخرجه ابن ماجه: ۴۶۲ (انظر: ۱۷۴۸۰)

بِهَا فَرْجَهُ۔ (مسند أحمد: ١٧٦١٩)

(٧١٤)۔عَنْ أُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ ‌رضی ‌اللہ ‌عنہ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ ، أَنَّ جِبْرِيْلَ عَلَيْهِ السَّلَامُ لَمَّا نَزَلَ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ فَعَلَّمَهُ الْوُضُوءَ، فَلَمَّا فَرَغَ مِنْ وُضُوئِهِ أَخَذَ حَفْنَةً مِنْ مَاءٍ فَرَشَّ بِهَا نَحْوَ الْفَرْجِ، قَالَ: فَكَانَ النَّبِيُّ ﷺ يَرُشُّ بَعْدَ وُضُوئِهِ۔ (مسند أحمد: ٢٢١١٤)

سیدنا اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جبریل علیہ السلام جب نبی کریم ﷺ پر اترے تو آپ ﷺ کو وضو کی تعلیم دی اور جب وہ وضو سے فارغ ہوئے تو ایک چلّو پانی کا لے کر اس کو شرمگاہ پر چھڑک دیا۔ پس نبی کریم ﷺ بھی وضو کے بعد اس طرح پانی چھڑکا کرتے تھے۔

فوائد: ......ان احادیث کے مزید شواہد بھی موجود ہیں، حدیث نمبر (۵۴۸) میں بھی یہ مسئلہ گزر چکا ہے، ان احادیث کا خلاصہ اور تقاضا یہ ہے کہ وضو کے بعد پانی کا ایک چلو شرمگاہ پر چھڑک دیا جائے۔

بَابٌ فِي الْوُضُوءِ لِكُلِّ صَلَاةٍ وَجَوَازِ الصَّلَوَاتِ بِوُضُوءٍ وَاحِدٍ

ہر نماز کے لیے نیا وضو کرنے اور ایک وضو کے ساتھ ایک سے زائد نمازیں پڑھنے کا بیان

(٧١٥)۔عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ يَحْيَى بْنِ حِبَّانَ الْأَنْصَارِيِّ ثُمَّ الْمَازِنِيِّ مَازِنِ بَنِي النَّجَّارِ عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ ‌رضی ‌اللہ ‌عنہ قَالَ: قُلْتُ لَهُ: أَرَأَيْتَ وُضُوءَ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ لِكُلِّ صَلَاةٍ طَاهِرًا كَانَ أَوْ غَيْرَ طَاهِرٍ عَمَّ هُوَ؟ فَقَالَ: حَدَّثَتْهُ أَسْمَاءُ بِنْتُ زَيْدِ بْنِ الْخَطَّابِ أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ حَنْظَلَةَ بْنِ أَبِي عَامِرِ بْنِ الْغَسِيلِ حَدَّثَهَا أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ كَانَ أُمِرَ بِالْوُضُوءِ لِكُلِّ صَلَاةٍ طَاهِرًا كَانَ أَوْ غَيْرَ طَاهِرٍ، فَلَمَّا شَقَّ ذَالِكَ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ أُمِرَ بِالسِّوَاكِ عِنْدَ كُلِّ صَلَاةٍ وَوُضِعَ عَنْهُ الْوُضُوءُ إِلَّا مِنْ حَدَثٍ، قَالَ: فَكَانَ عَبْدُ اللَّهِ يَرَى أَنَّ بِهِ قُوَّةً عَلَى ذَالِكَ كَانَ

عبید اللہ بن عبد اللہ بن عمر کہتے ہیں: میں نے اس سے پوچھا کہ اس بارے میں تیرا خیال ہے کہ سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ باوضو ہوں یا بے وضو، وہ ہر نماز کے لیے وضو کرتے ہیں، ایسے کیوں ہے؟ اس نے کہا: سیدہ اسماء رضی اللہ عنہا نے ان کو بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ باوضو ہوتے یا بے وضو، آپ ﷺ کو ہر نماز کے لیے وضو کرنے کا حکم دیا گیا تھا، لیکن جب آپ ﷺ پر یہ حکم گراں گزرا تو آپ ﷺ کو ہر نماز کے لیے مسواک کا حکم دے دیا گیا اور وضو کی رخصت دے دی گئی، الا یہ کہ بے وضو ہوں۔ تو سیدنا عبد اللہ رضی اللہ عنہ یہ سمجھتے تھے کہ ان میں ہر نماز کے وضو کرنے کی طاقت ہے، اس لیے وہ اسی طرح عمل کرتے رہے، یہاں تک کہ فوت ہو گئے۔

(٧١٤) تخريج: اسناده ضعيف لضعف رشدين بن سعد۔ أخرجه الدارقطني: ١/ ١١١ (انظر: ٢١٧٧١)

(٧١٥) تخريج: اسناده حسن۔ أخرجه ابوداود: ٤٨ (انظر: ٢١٩٦٠)

يَفْعَلُهُ حَتّٰى مَاتَ۔ (مسند أحمد: ٢٢٣٠٦)

فوائد: ......اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ نبی کریم ﷺ پر ہر نماز کے لیے وضو کرنا واجب تھا، پھر یہ حکم منسوخ ہو گیا تھا، آپ ﷺ کی امت کا شروع سے ایک ہی حکم تھا کہ ایک وضو سے ایک سے زائد نمازیں پڑھی جا سکتی تھیں، بہرحال نیا وضو کر لینا فضیلت والا عمل ہے۔

(٧١٦)۔عَنْ عَمْرِو بْنِ عَامِرٍ قَالَ: سَمِعْتُ أَنَسًا يَقُولُ: كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ يَتَوَضَّأُ عِنْدَ كُلِّ صَلَاةٍ، قَالَ: قُلْتُ: وَأَنْتُمْ كَيْفَ كُنْتُمْ تَصْنَعُونَ؟ قَالَ: كُنَّا نُصَلِّي الصَّلَوَاتِ بِوُضُوءٍ وَاحِدٍ مَا لَمْ نُحْدِثْ۔ (مسند أحمد: ١٢٣٧١)

سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ ہر نماز کے لیے وضو کرتے تھے۔ میں (عمرو بن عامر) نے کہا: اور تم صحابہ لوگ کیسے کرتے تھے؟ انھوں نے کہا: جب تک ہم بے وضو نہ ہو جاتے تھے، اس وقت تک ایک ہی وضو سے نمازیں پڑھتے رہتے تھے۔

(٧١٧)۔عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ بُرَيْدَةَ عَنْ أَبِيهِ، أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ صَلَّى الصَّلَوَاتِ بِوُضُوءٍ وَاحِدٍ يَوْمَ الْفَتْحِ، فَقَالَ لَهُ عُمَرُ: إِنَّكَ صَنَعْتَ شَيْئًا لَمْ تَكُنْ تَصْنَعُهُ؟ قَالَ: ((عَمْدًا صَنَعْتُهُ۔)) (مسند أحمد: ٢٣٣٥٤)

سیدنا بریدہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فتح مکہ والے دن ایک ہی وضو سے ایک سے زائد نمازیں ادا کیں، سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے آپ ﷺ کہا: آج آپ نے ایسا عمل کیا ہے جو پہلے نہیں کیا کرتے تھے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''میں نے جان بوجھ کر کیا ہے۔''

فوائد: ......صحیح بخاری کی روایت کے مطابق نبی کریم ﷺ نے فتح مکہ سے پہلے غزوۂ خیبر کے موقع پر بھی ایک وضو سے ایک سے زائد فرضی نمازیں ادا کی تھیں، سیدنا سوید بن نعمان رضی اللہ عنہ نے یہ حدیث بیان کی، ممکن ہے کہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کو اس صورت کا علم نہ ہو سکا ہو۔

(٧١٨)۔عَنْ عَائِشَةَ أُمِّ الْمُؤْمِنِينَ رضي الله عنها أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ بَالَ فَقَامَ عُمَرُ خَلْفَهُ بِكُوزٍ، فَقَالَ: ((مَا هٰذَا يَا عُمَرُ؟)) قَالَ: مَاءٌ تَوَضَّأُ بِهِ يَا رَسُولَ اللّٰهِ، قَالَ: ((مَا أُمِرْتُ كُلَّمَا بُلْتُ أَنْ أَتَوَضَّأَ، وَلَوْ فَعَلْتُ ذَالِكَ كَانَتْ سُنَّةً۔)) (مسند أحمد: ٢٥١٥٠)

ام المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے پیشاب کر رہے تھے، سیدنا عمر رضی اللہ عنہ برتن لے کر آپ ﷺ کے پیچھے کھڑے ہو گئے۔ آپ ﷺ نے پوچھا: ''عمر! یہ کیا ہے؟'' انھوں نے کہا: اے اللہ کے رسول! پانی ہے، آپ اس کے ساتھ وضو کریں، لیکن آپ ﷺ نے فرمایا: ''مجھے یہ حکم تو نہیں دیا گیا کہ میں جب بھی پیشاب کروں تو وضو کروں، اور

(٧١٦) تخريج: أخرجه البخاري: ٢١٤ (انظر: ١٢٣٤٦)

(٧١٧) تخريج: أخرجه مسلم: ٢٧٧ (انظر: ٢٢٩٦٦)

(٧١٨) اسناده ضعيف لضعف عبد الله بن يحيى التيمي۔ أخرجه ابوداود: ٤٢، وابن ماجه: ٣٢٧ (انظر: ٢٤٦٤٣)

اگر میں نے ایسا کیا تو یہ قابلِ پیروی طریقہ بن جائے گا۔"

فوائد: ......لیکن یہ بات درست ہے کہ آپ ﷺ ہر وقت باوضو رہنے کا اہتمام نہیں کرتے تھے، جیسا کہ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ بیت الخلاء سے خارج ہوئے اور آپ ﷺ کو کھانا پیش کر دیا گیا، لوگوں نے کہا کہ کیا ہم وضو کا پانی لے آئیں، آپ ﷺ نے فرمایا: ((اِنَّمَا أُمِرْتُ بِالْوُضُوْءِ إِذَا قُمْتُ إِلَى الصَّلَاةِ۔)) ......"مجھے صرف وضو کا حکم اس وقت دیا گیا ہے، جب میں نماز ادا کرنے لگوں۔"

(ابوداود: ۳۷۶۰، ترمذی: ۱۸٤۷، نسائی: ۱۳۲)

(۷۱۹)۔ وَعَنْهَا أَيْضًا فِيْ رِوَايَةٍ أُخْرٰى، أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ إِذَا خَرَجَ مِنَ الْخَلَاءِ تَوَضَّأَ۔ (مسند أحمد: ٢٦٠٧٦)

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے ہی مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب بیت الخلاء سے نکلتے تو وضو کرتے تھے۔

(۷۲۰)۔عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَوْلَا أَنْ أَشُقَّ عَلٰى أُمَّتِي لَأَمَرْتُهُمْ عِنْدَ كُلِّ صَلَاةٍ بِوُضُوْءٍ وَمَعَ كُلِّ وُضُوْءٍ بِسِوَاكٍ وَلَأَخَّرْتُ عِشَاءَ الْآخِرَةِ إِلٰى ثُلُثِ اللَّيْلِ۔)) (مسند أحمد: ٧٥٠٤)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: "اگر مجھے اپنی امت پر مشقت ڈالنے کا خطرہ نہ ہوتا تو میں ان کو ہر نماز کے لیے وضو کرنے، ہر وضو کے ساتھ مسواک کرنے اور نمازِ عشا کو ایک تہائی رات تک مؤخر کرنے کا حکم دے دیتا۔"

فوائد: ...... ہمارے حق میں اس باب کا خلاصہ یہ ہے کہ ایک وضو کے ساتھ ایک سے زائد نمازیں ادا کی جا سکتی ہیں، البتہ باوضو ہونے کے باوجود ہر نماز کے لیے از سرِ نو وضو کر لینا مستحب اور پسندیدہ عمل ہے، نیا وضو کرنے سے نماز کے حسن میں اضافہ ہو جاتا ہے۔

بَابٌ فِيْ جَوَازِ الْوُضُوْءِ فِي الْمَسْجِدِ وَاسْتِحْبَابِهِ لِمَنْ أَرَادَ النَّوْمَ

مسجد میں وضو کر لینے اور سونے کا ارادہ رکھنے والے کے لیے وضو کے مستحب ہونے کا بیان

(۷۲۱)۔عَنْ أَبِي الْعَالِيَةِ عَنْ رَجُلٍ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: حَفِظْتُ لَكَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ تَوَضَّأَ فِي الْمَسْجِدِ۔

(مسند أحمد: ٢٣٤٧٧)

ایک صحابی سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: میں نے تیرے لیے یہ بات یاد رکھی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مسجد میں وضو کیا تھا۔

---

(۷۱۹) تخريج: حديث صحيح۔ أخرجه ابن ماجه: ٣٥٤ (انظر: ٢٥٥٦١)

(۷۲۰) تخريج: اسناده حسن۔ أخرجه الترمذى بذكر السواك فقط: ٢٢ (انظر: ٧٥١٣)

(۷۲۱) تخريج: اسناده صحيح۔ أخرجه مسدد فى "مسنده" (انظر: ٢٣٠٨٩)

فوائد: ...... جب آپ ﷺ اعتکاف کی حالت میں ہوتے تو سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی طرف اپنے سر مبارک کو جھکاتے اور وہ آپ ﷺ کا سر دھوتیں اور کنگھی کرتیں تھیں، جبکہ آپ ﷺ مسجد میں ہی ہوتے تھے، یہ حدیث آ گے آ رہی ہے۔ ممکن ہے کہ آپ ﷺ نے اسی طرح ہی وضو کر لیا، بہر حال وضو کرنے والے کے اعضاء سے گرنے والا پانی پاک ہوتا ہے۔

(٧٢٢)۔ عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا قَالَتْ: كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ إِذَا أَرَادَ أَنْ يَنَامَ (وَفِي رِوَايَةٍ: زِيَادَةُ وَهُوَ جُنُبٌ) تَوَضَّأَ وُضُوءَهُ لِلصَّلٰوةِ۔ (مسند أحمد: ٢٥١١٥)

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے، وہ کہتی ہیں: جب رسول اللہ ﷺ سونے کا ارادہ کرتے، جبکہ آپ ﷺ جنابت سے ہوتے، تو نماز والا وضو کرتے تھے۔

(٧٢٣)۔ (وَعَنْهَا مِنْ طَرِيقٍ آخَرَ)۔ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ إِذَا أَرَادَ أَنْ يَرْقُدَ تَوَضَّأَ وُضُوءَهُ لِلصَّلَاةِ ثُمَّ يَرْقُدُ۔ (مسند أحمد: ٢٥٤١٤)

(دوسری سند) رسول اللہ ﷺ جب سونے کا ارادہ کرتے تو نماز والا وضو کرتے اور پھر سوتے تھے۔

فوائد: ......سیدنا عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ انھوں نے نبی کریم ﷺ سے یہ سوال کیا گیا کہ کیا ہم میں سے کوئی آ دمی جنابت کی حالت میں سو سکتا ہے، آپ ﷺ نے فرمایا: ((يَنَامُ، وَيَتَوَضَّأُ إِنْ شَاءَ۔)) ...... ''جی ہاں، وہ سو سکتا ہے، البتہ اگر وہ چاہے تو وضو کر لے۔'' (صحیح ابن خزیمہ: ١/ ١٠٦، صحیح ابن حبان: ٤/ ١٥) اس حدیث سے ثابت ہوا کہ جنبی کے لیے سونے سے پہلے وضو کرنا مستحب ہے، جمہور اہل علم کی بھی یہی رائے ہے۔

(٧٢٤)۔ عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ رضی اللہ عنہ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((إِذَا أَوَيْتَ إِلَى فِرَاشِكَ فَتَوَضَّأْ وَنَمْ عَلَى شِقِّكَ الْأَيْمَنِ وَقُلْ: اللّٰهُمَّ أَسْلَمْتُ وَجْهِيَ إِلَيْكَ، ......)) الحديث۔ (مسند أحمد: ١٨٧٨٨)

سیدنا براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''جب تم اپنے بستر پر آؤ تو وضو کرو، اپنے دائیں پہلو پر سوؤ اور یہ دعا پڑھو: "اَللّٰهُمَّ أَسْلَمْتُ وَجْهِيَ إِلَيْكَ......۔''

فوائد: ...... پوری دعا کے ساتھ پوری حدیث یوں ہے: نبی کریم ﷺ نے فرمایا: جب آپ سونے لگیں تو وضوء کریں اپنے دائیں پہلو پر لیٹ کر یہ دعا پڑھیں، اگر آپ اسی رات کو فوت ہو گئے تو فطرت (دین اسلام) پر فوت ہوں گے اور اگر زندہ رہے تو (اس دعا کی وجہ سے) خیر و بھلائی کو پا لیں گے: اَللّٰهُمَّ أَسْلَمْتُ نَفْسِيْ إِلَيْكَ،

---

(٧٢٢) تخريج: أخرجه البخاري: ٢٨٨ (انظر: ٢٤٦٠٨)

(٧٢٣) تخريج: انظر الحديث بالطريق الاول

(٧٢٤) تخريج: أخرجه البخاري: ٦٣١١، ومسلم: ٢٧١٠ (انظر: ١٨٥٨٧)

وَفَوَّضْتُ اَمْرِیْ اِلَیْكَ ، وَوَجَّهْتُ وَجْهِی اِلَیْكَ وَاَلْجَأْتُ ظَهْرِیْ اِلَیْكَ ، رَغْبَةً وَّرَهْبَةً اِلَیْكَ ، لَا مَلْجَأَ وَلَا مَنْجَاَ مِنْكَ اِلَّا اِلَیْكَ ، آمَنْتُ بِكِتَابِكَ الَّذِیْ اَنْزَلْتَ وَبِنَبِیِّكَ الَّذِیْ اَرْسَلْتَ۔...... (اے اللہ! میں نے اپنے نفس کو تیرے مطیع کر دیا، اپنا کام تیرے سپرد کر دیا، اپنا چہرہ تیری طرف پھیر لیا، اپنی پشت تیری طرف جھکا دی، تیری طرف رغبت کرتے ہوئے اور تجھ سے ڈرتے ہوئے، تجھ سے نہ کوئی پناہ لینے کی جگہ اور نہ بھاگ کر جانے کی مگر تیری طرف، میں تیری کتاب پر ایمان لایا جو تو نے نازل کی اور تیرے نبی پر جسے تو نے بھیجا۔)'' یہ دعا سب سے آخر میں پڑھنی ہے۔ (بخاری، مسلم) ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ((مَنْ بَاتَ طَاهِرًا بَاتَ فِی شِعَارِهِ مَلَكٌ ، لَا یَسْتَیْقِظُ سَاعَةً مِنَ اللَّیْلِ إِلَّا قَالَ الْمَلَكُ: اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِعَبْدِكَ فُلَانٍ ، فَإِنَّهُ بَاتَ طَاهِرًا۔)) ......''جو آدمی باوضو رات گزارتا ہے (یعنی وضو کر کے سوتا ہے)، ایک فرشتہ اس کے تحتانی لباس میں رات گزارتا ہے، جب بھی وہ بندہ رات کی کسی گھڑی میں بیدار ہوتا ہے تو وہ فرشتہ کہتا ہے: اے اللہ! اپنے فلاں بندے کو بخش دے، کیونکہ اس نے باوضو حالت میں رات گزاری۔'' (ابن حبان: ١٦٧، صحیحہ: ٢٥٣٩) یہ نیک اعمال کی برکات ہیں کہ سو جانے کے بعد وضو تو برقرار نہیں رہتا، لیکن اس کے اچھے اثرات باقی رہتے ہیں، سونے سے پہلے وضو کر لینا فضیلت والا عمل ہے۔

❁❁❁❁

أَبْوَابُ الْمَسْحِ عَلَى الْخُفَّيْنِ
موزوں پر مسح کرنے کے ابواب

بَابُ مَا جَاءَ فِي مَشْرُوعِيَّةِ ذٰلِكَ
اس مسح کی مشروعیت کا بیان

(۷۲۵)۔عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ إِبْرَاهِيْمَ عَنْ هَمَّامٍ قَالَ: بَالَ جَرِيْرُ بْنُ عَبْدِاللّٰهِ رضی اللہ عنہ ثُمَّ تَوَضَّأَ وَمَسَحَ عَلٰى خُفَّيْهِ، فَقِيْلَ لَهُ: تَفْعَلُ هٰذَا وَقَدْ بُلْتَ؟ قَالَ: نَعَمْ، رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ بَالَ ثُمَّ تَوَضَّأَ وَمَسَحَ عَلٰى خُفَّيْهِ، قَالَ إِبْرَاهِيْمُ: فَكَانَ يُعْجِبُهُمْ هٰذَا الْحَدِيْثُ لِأَنَّ إِسْلَامَ جَرِيْرٍ كَانَ بَعْدَ نُزُوْلِ الْمَائِدَةِ۔ (مسند أحمد: ۱۹۴۴۷)

ہَمَّام کہتے ہیں: سیدنا جریر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ نے پیشاب کیا، پھر وضو کیا اور موزوں پر مسح کیا۔ کسی نے ان سے کہا: آپ یہ مسح کر رہے ہیں، جبکہ آپ نے تو پیشاب بھی کیا ہے؟ انھوں نے کہا: جی ہاں، کیونکہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ آپ ﷺ نے پیشاب کیا، پھر وضو کیا اور اپنے موزوں پر مسح کیا۔ ابراہیم کہتے ہیں: لوگوں کو یہ حدیث بہت پسند آتی تھی، کیونکہ سیدنا جریر رضی اللہ عنہ سورۂ مائدہ کے نزول کے بعد مسلمان ہوئے تھے۔

فوائد: ......سورۂ مائدہ سے مراد یہ آیت ہے: ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوْا إِذَا قُمْتُمْ إِلَى الصَّلَاةِ فَاغْسِلُوْا وُجُوْهَكُمْ وَأَيْدِيَكُمْ إِلَى الْمَرَافِقِ وَامْسَحُوْا بِرُءُ وْسِكُمْ وَأَرْجُلَكُمْ إِلَى الْكَعْبَيْنِ﴾ اس حدیث کی وضاحت یہ ہے کہ سورۂ مائدہ کی یہ آیت ۵ھ میں غزوۂ بنی مصطلق کے موقع پر نازل ہوئی اور سیدنا جریر ۱۰ھ میں مسلمان ہوئے تھے۔ بعض صحابہ کی رائے یہ تھی کہ آپ ﷺ کے موزوں پر مسح کرنے والی احادیث کو اس آیت کے نزول سے پہلے پر محمول کیا جائے اور اس آیت میں دیئے گئے حکم کی بنا پر پاؤں کو صرف دھویا جائے اور موزوں پر مسح کرنے کی گنجائش نہ دی جائے۔ جب صحابہ کرام کو سیدنا جریر رضی اللہ عنہ کی مذکورہ بالا حدیث کا علم ہوا کہ وہ تو ۱۰ھ میں مسلمان ہوئے تھے اور وہ یہ

(۷۲۵) تخريج: أخرجه البخاري: ۳۸۷، ومسلم: ۲۷۲ (انظر: ۱۹۲۳۴)

کہتے ہیں کہ انھوں نے رسول اللہ ﷺ کو موزوں پر مسح کرتے ہوئے دیکھا ہے، اس کا مطلب یہ ہوا کہ آپ ﷺ نے اِس آیت کے نزول کے بعد بھی مسح کو جاری رکھا تھا، اس لیے اُن کو سیدنا جریر رضی اللہ عنہ کی حدیث بہت پسند آتی تھی، کیونکہ اس سے ان کا وہم دور ہو گیا تھا۔

(٧٢٦)۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ: قَدْ مَسَحَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَلَى الْخُفَّيْنِ، فَاسْأَلُوْا هٰؤُلَاءِ الَّذِيْنَ يَزْعُمُوْنَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ مَسَحَ قَبْلَ نُزُوْلِ الْمَائِدَةِ أَوْ بَعْدَ نُزُوْلِ الْمَائِدَةِ، وَاللّٰهِ مَا مَسَحَ بَعْدَ الْمَائِدَةِ، وَلَأَنْ أَمْسَحَ عَلٰى ظَهْرِ عَابِرٍ بِالْفَلَاةِ أَحَبُّ إِلَيَّ مِنْ أَنْ أَمْسَحَ عَلَيْهِمَا۔ (مسند أحمد: ٢٩٧٥)

سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے موزوں پر مسح کیا، یہ بات تو ٹھیک ہے، لیکن ان لوگوں سے پوچھو تو سہی کہ نبی کریم ﷺ نے سورۂ مائدہ کے نزول سے پہلے مسح کیا یا بعد میں، اللہ کی قسم ہے کہ آپ ﷺ نے سورۂ مائدہ کے بعد مسح نہیں کیا، مجھے تو موزوں پر مسح کرنے کی بہ نسبت یہ بات زیادہ پسند ہے کہ جنگل میں کسی راہ گیر کی کمر پر ہاتھ پھیر لوں۔

(٧٢٧)۔ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا أَنَّهُ قَالَ: رَأَيْتُ سَعْدَ بْنَ أَبِيْ وَقَّاصٍ يَمْسَحُ عَلٰى خُفَّيْهِ بِالْعِرَاقِ حِيْنَ يَتَوَضَّأُ، فَأَنْكَرْتُ ذَالِكَ عَلَيْهِ، قَالَ: فَلَمَّا اجْتَمَعْنَا عِنْدَ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ لِيْ: سَلْ أَبَاكَ عَمَّا أَنْكَرْتَ عَلَيَّ مِنْ مَسْحِ الْخُفَّيْنِ، قَالَ: فَذَكَرْتُ ذَالِكَ لَهُ فَقَالَ: إِذَا حَدَّثَكَ سَعْدٌ بِشَيْءٍ فَلَا تَرُدَّ عَلَيْهِ، فَإِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ يَمْسَحُ عَلَى الْخُفَّيْنِ۔ (مسند أحمد: ٨٧)

سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: میں نے عراق میں سیدنا سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ جب وہ وضو کرتے تو موزوں پر مسح کرتے تھے، میں نے ان پر اس چیز کا انکار کیا، پھر ہوا یوں کہ جب ہم سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے پس جمع ہوئے تو انھوں نے مجھے کہا: موزوں پر مسح کرنے کے بارے میں مجھ پر جو انکار کیا تھا، ذرا اس کے بارے میں اپنے باپ سے پوچھو۔ پس میں نے یہ بات اپنے باپ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے لیے ذکر کی، انھوں نے جواباً کہا: جب سیدنا سعد رضی اللہ عنہ تم کو کوئی چیز بیان کریں تو اس کا ردّ نہ کیا کرو، کیونکہ بیشک رسول اللہ ﷺ موزوں پر مسح کرتے تھے۔

فوائد: ......اس واقعہ سے یہ بھی ثابت ہوا کہ اگر کوئی صحابی کسی قول و فعل پر انکار کرے تو ضروری نہیں کہ وہ نبی کریم ﷺ سے ثابت نہ ہو، کیونکہ ممکن ہے کہ انکار کرنے والے کو اس سنت کا علم نہ ہو سکا ہو۔ جب سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کو حدیثِ مبارکہ کا پتہ چلا تو انھوں نے اس پر عمل کرنا شروع کر دیا، جیسا کہ اگلی حدیث سے ثابت ہو رہا ہے اور مسلمان کو یہی کچھ زیب دیتا ہے۔

---

(٧٢٦) تخريج: اسناده ضعيف، عطاء بن السائب كان قد اختلط۔ أخرجه الطبراني: ١٢٢٨٧ (انظر: ٢٩٧٥)

(٧٢٧) تخريج: أخرجه البخاري: ٢٠٢ (انظر: ٨٧، ٨٨)

(۷۲۸)۔ حَدَّثَنَا عَبْدُاللّٰهِ حَدَّثَنِیْ أَبِیْ ثَنَا عَبْدُالرَّزَّاقِ أَنْبَأَنَا عُبَيْدُاللّٰهِ بْنُ عُمَرَ عَنْ نَافِعٍ قَالَ: رَأَى ابْنُ عُمَرَ سَعْدَ بْنَ مَالِكٍ يَمْسَحُ عَلٰى خُفَّيْهِ، فَقَالَ ابْنُ عُمَرَ: وَإِنَّكُمْ تَفْعَلُونَ هٰذَا؟ فَقَالَ سَعْدٌ: نَعَمْ، فَاجْتَمَعْنَا عِنْدَ عُمَرَ رضی اللہ عنہ، فَقَالَ سَعْدٌ: يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِيْنَ! أَفْتِ ابْنَ أَخِي فِي الْمَسْحِ عَلَى الْخُفَّيْنِ، فَقَالَ عُمَرُ رضی اللہ عنہ: كُنَّا وَنَحْنُ مَعَ نَبِيِّنَا ﷺ نَمْسَحُ عَلٰى خِفَافِنَا، فَقَالَ ابْنُ عُمَرَ رضی اللہ عنہ: وَإِنْ جَاءَ مِنَ الْغَائِطِ وَالْبَوْلِ؟ فَقَالَ عُمَرُ رضی اللہ عنہ: نَعَمْ وَإِنْ جَاءَ مِنَ الْغَائِطِ وَالْبَوْلِ، قَالَ نَافِعٌ: فَكَانَ ابْنُ عُمَرَ بَعْدَ ذَالِكَ يَمْسَحُ عَلَيْهِمَا مَا لَمْ يَخْلَعْهُمَا وَمَا يُوَقِّتُ لِذَالِكَ وَقْتًا، قَالَ عَبْدُالرَّزَّاقِ: فَحَدَّثْتُ بِهِ مَعْمَرًا فَقَالَ: حَدَّثَنِيْهِ أَيُّوبُ عَنْ نَافِعٍ مِثْلَهُ۔ (مسند أحمد: ۲۳۷)

نافع کہتے ہیں: سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے سیدنا سعد رضی اللہ عنہ کو موزوں پر مسح کرتے ہوئے دیکھ کر کہا: تم لوگ بھی یہ مسح کرتے ہو؟ انھوں نے کہا: جی ہاں۔ پھر جب ہم سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے پاس جمع ہوئے تو سیدنا سعد رضی اللہ عنہ نے کہا: اے امیر المؤمنین! میرے بھتیجے (ابن عمر) کو موزوں پر مسح کرنے کے بارے میں فتوی دو۔ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: ہم نبی کریم ﷺ کے ساتھ موزوں پر مسح کیا کرتے تھے۔ سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: اگرچہ بندہ پیشاب اور پائخانہ سے فارغ ہو کر آیا ہو؟ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: جی ہاں، اگرچہ وہ پیشاب اور پائخانہ کر کے آیا ہو۔ اس کے بعد سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ جب تک موزے اتارتے نہیں تھے، اس وقت تک ان پر مسح کرتے رہتے تھے اور اس کے لیے وقت کی کسی مقدار کا تعین بھی نہیں کرتے تھے۔

فوائد: ......موزوں پر مسح کرنے کے لیے مدت مقرر کی گئی ہے جس کا تذکرہ "باب توقیت مدة المسح" کے تحت آ رہا ہے۔ چونکہ صحیح روایات مرفوعہ اس بارے موجود ہیں۔ اس لیے ابن عمر رضی اللہ عنہ کا عمل ہمارے لیے حجت نہیں۔ (عبد اللہ رفیق)

(۷۲۹)۔ عَنْ بِلَالٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: رَأَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَمْسَحُ عَلَى الْمُوْقَيْنِ وَالْخِمَارِ۔ (مسند أحمد: ۲٤٤١٤)

سیدنا بلال رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: میں نے رسول اللہ ﷺ کو موزوں اور پگڑی پر مسح کرتے ہوئے دیکھا۔

فوائد: ......حدیث نمبر ۶۷۹ کی شرح میں "مُوْق" کی وضاحت ہو چکی ہے۔

---

(۷۲۸) تخريج: اسناداه صحيحان على شرط الشيخين۔ أخرجه ابن ماجه: ٥٤٦ (انظر: ٢٣٧)
(۷۲۹) تخريج: انظر الحديث رقم: ٦٧٩

(۷۳۰)۔عَنْ عُمَرَ رضی اللہ عنہ قَالَ: رَأَيْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ بَعْدَ الْحَدَثِ تَوَضَّأَ وَمَسَحَ عَلَى الْخُفَّيْنِ۔ (مسند أحمد: ۱۲۸)

سیدنا عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: میں نے دیکھا کہ رسول اللہ ﷺ نے وضو ٹوٹ جانے کے بعد وضو کیا اور اس میں موزوں پر مسح کیا۔

(۷۳۱)۔ وَعَنْهُ أَيْضًا قَالَ: أَنَا رَأَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَمْسَحُ عَلَى خُفَّيْهِ فِي السَّفَرِ۔ (مسند أحمد: ۳۸۷)

سیدنا عمر رضی اللہ عنہ سے ہی مروی ہے، وہ کہتے ہے: میں نے رسول اللہ ﷺ کو سفر میں موزوں پر مسح کرتے ہوئے دیکھا۔

(۷۳۲)۔عَنْ عَمْرِو بْنِ أُمَيَّةَ الضَّمْرِيِّ رضی اللہ عنہ قَالَ: رَأَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَمْسَحُ عَلَى الْخُفَّيْنِ وَالْخِمَارِ۔ (مسند أحمد: ۲۲۸٤۹)

سیدنا عمرو بن امیہ ضمری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میں نے رسول اللہ ﷺ کو موزوں اور پگڑی پر مسح کرتے ہوئے دیکھا تھا۔

(۷۳۳)۔عَنْ بِلَالٍ رضی اللہ عنہ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: امْسَحُوْا (وَفِيْ رِوَايَةٍ: مَسَحَ عَلَى الْخُفَّيْنِ وَالْخِمَارِ)۔ (مسند أحمد: ۲٤۳۸۹)

سیدنا بلال رضی اللہ عنہ سے مروی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''موزوں اور پگڑی پر مسح کرو۔'' (ایک روایت میں ہے کہ آپ ﷺ نے موزوں اور پگڑی پر مسح کیا)۔

(۷۳٤)۔عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ بُرَيْدَةَ (الْأَسْلَمِيِّ) عَنْ أَبِيْهِ، أَنَّ النَّجَاشِيَّ أَهْدٰى إِلَى النَّبِيِّ ﷺ خُفَّيْنِ أَسْوَدَيْنِ سَاذَجَيْنِ فَلَبِسَهُمَا ثُمَّ تَوَضَّأَ وَمَسَحَ عَلَيْهِمَا۔ (مسند أحمد: ۲۳۳٦۹)

سیدنا بریدہ اسلمی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نجاشی نے نبی کریم ﷺ کو کالے رنگ کے دو سادے موزے بطورِ تحفہ بھیجے، آپ ﷺ نے وہ پہنے اور وضو کرتے وقت ان پر مسح کیا۔

(۷۳۵)۔ عَنْ سَعْدِ بْنِ أَبِيْ وَقَّاصٍ رضی اللہ عنہ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ فِي الْمَسْحِ عَلَى الْخُفَّيْنِ: ((لَا بَأْسَ بِذَالِكَ)) (مسند أحمد: ۱٤۵۲)

سیدنا سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے موزوں پر مسح کرنے کے بارے فرمایا: ''ایسا کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔''

---

(۷۳۰) تخريج: صحيح لغيره۔ أخرجه الطيالسى: ١٤، والبزار: ٢٦٣(انظر: ١٢٨)

(٧٣١) تخريج: انظر الحديث السابق

(٧٣٢) تخريج: أخرجه البخارى: ٢٠٥ (انظر: ٢٢٤٨٢)

(٧٣٣) تخريج: حديث صحيح من فعله ﷺ، لا مِن قوله، و أخرجه مسلم: ٢٧٥ بلفظ: مسح رسول الله ﷺ على الخفين والخمار۔ (انظر: ٢٣٨٨٤، ٢٣٨٩٢)

(٧٣٤) تخريج: حسن لغيره۔ أخرجه ابوداود: ١٥٥، وابن ماجه: ٥٤٩، ٣٦٢٠٠، والترمذى: ٢٨٢٠ (انظر: ٢٢٩٨١)

(٧٣٥) تخريج: اسناده صحيح۔ أخرجه النسائى: ١/ ٨٢، وعلقه البخارى بصيغة الجزم بعد الحديث رقم ٢٠٢ (انظر: ١٤٥٢)

(۷۳۶)۔عَنْ عَلِيِّ بْنِ مُدْرِكٍ قَالَ: رَأَيْتُ أَبَا أَيُّوبَ نَزَعَ خُفَّيْهِ فَنَظَرُوْا إِلَيْهِ فَقَالَ: أَمَا إِنِّيْ رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَمْسَحُ عَلَيْهِمَا وَلٰكِنِّيْ حُبِّبَ إِلَيَّ الْوُضُوْءُ۔ (مسند أحمد: ۲۳۹۷۱)

علی بن مدرک کہتے ہے: میں نے سیدنا ابو ایوب رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ انھوں نے اپنے موزے اتار دیئے، جب لوگوں نے (اعتراض کی نگاہ سے) دیکھا تو انھوں نے کہا: خبردار! میں نے رسول اللہ ﷺ کو موزوں پر مسح کرتے ہوئے دیکھا ہے، لیکن مجھے پاؤں کو دھونا پسند ہے۔

(۷۳۷)۔عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ بُرَيْدَةَ عَنْ أَبِيْهِ رضی اللہ عنہ، أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ لَمَّا كَانَ يَوْمُ الْفَتْحِ فَتْحِ مَكَّةَ تَوَضَّأَ وَمَسَحَ عَلٰى خُفَّيْهِ، فَقَالَ لَهُ عُمَرُ: رَأَيْتُكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! صَنَعْتَ الْيَوْمَ شَيْئًا لَمْ تَكُنْ تَصْنَعُهُ، قَالَ: ((عَمَدًا صَنَعْتُهُ يَا عُمَرُ)) (مسند أحمد: ۲۳۳۶۱)

سیدنا بریدہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فتح مکہ والے دن وضو کیا اور موزوں پر مسح کیا، سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے آپ ﷺ نے کہا: اے اللہ کے رسول! آپ نے آج ایسا کام کیا ہے، جو پہلے نہیں کرتے تھے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''عمر! میں نے عمداً ایسے کیا ہے۔''

فوائد: ......موزوں پر مسح کرنا نبی کریم ﷺ سے تواتر کے ساتھ ثابت ہے، حدیث نمبر (۶۷۴) کے باب کی احادیث میں موزوں اور جرابوں پر مسح کرنے کی وضاحت کی جا چکی ہے۔

بَابٌ فِيْ اشْتِرَاطِ الطَّهَارَةِ قَبْلَ لُبْسِ الْخُفَّيْنِ
موزے پہننے سے پہلے باوضو ہونے کی شرط کا بیان

(۷۳۸)۔عَنِ الْمُغِيْرَةِ بْنِ شُعْبَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ: وَضَّأْتُ النَّبِيَّ ﷺ فِيْ سَفَرٍ فَغَسَلَ وَجْهَهُ وَذِرَاعَيْهِ وَمَسَحَ بِرَأْسِهِ وَمَسَحَ عَلٰى خُفَّيْهِ، فَقُلْتُ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! أَلَا أَنْزِعُ خُفَّيْكَ؟ قَالَ: ((لَا، إِنِّيْ أَدْخَلْتُهُمَا وَهُمَا طَاهِرَتَانِ ثُمَّ لَمْ أَمْشِ حَافِيًا بَعْدُ۔)) ثُمَّ صَلّٰى صَلَاةَ الصُّبْحِ۔ (مسند أحمد: ۱۸۳۲۲)

سیدنا مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: میں نے سفر میں نبی کریم ﷺ کو وضو کروایا، پس آپ ﷺ نے چہرہ اور بازو دھوئے، پھر سر کا مسح کر کے موزوں پر بھی مسح کر دیا۔ میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! کیا میں آپ کے موزوں اتار نہ دوں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''جی نہیں، جب میں نے یہ پہنے تھے تو میرے پاؤں پاک تھے اور اس کے بعد ابھی تک میں ننگے پاؤں نہیں چلا۔'' پھر آپ ﷺ نے نمازِ فجر ادا کی۔

---

(۷۳۶) تخریج: اسناده صحيح على شرط الشيخين۔ أخرجه الطبراني: ۴۰۴۰، وابن ابی شيبة: ۱/ ۱۷۶، والبيهقی: ۱/ ۲۹۳، وعبد الرزاق: ۷۶۹ (انظر: ۲۳۵۷۴)

(۷۳۷) تخريج: أخرجه مسلم: ۴۱۵

(۷۳۸) تخريج: أخرجه البخاری: ۲۰۶، ۵۷۹۹، ومسلم: ۲۷۴ (انظر: ۱۸۱۴۱)

فوائد: ......''میرے پاؤں پاک تھے۔'' یعنی آپ ﷺ وضو کی حالت میں تھے۔'' اس کے بعد ابھی تک میں ننگے پاؤں نہیں چلا۔'' ان الفاظ سے یہ اشارہ ملتا ہے کہ جن موزوں کو وضو کی حالت میں پہنا گیا ہو، ان پر مسح کرنے کے لیے ضروری ہے کہ بعد میں ان کو اتارا نہ گیا ہو۔

(٧٣٩)۔وَعَنْهُ أَيْضًا أَنَّهُ سَافَرَ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَدَخَلَ النَّبِيُّ ﷺ وَادِيًا فَقَضٰى حَاجَتَهُ ثُمَّ خَرَجَ فَأَتَاهُ فَتَوَضَّأَ فَخَلَعَ خُفَّيْهِ فَتَوَضَّأَ فَلَمَّا فَرَغَ وَجَدَ رِيْحًا بَعْدَ ذَالِكَ فَعَادَ فَخَرَجَ فَتَوَضَّأَ وَمَسَحَ عَلٰى خُفَّيْهِ، فَقُلْتُ: يَا نَبِيَّ اللّٰهِ! نَسِيْتَ لَمْ تَخْلَعِ الْخُفَّيْنِ؟ قَالَ: ((كَلَّا، بَلْ أَنْتَ نَسِيْتَ، بِهٰذَا أَمَرَنِيْ رَبِّيْ عَزَّوَجَلَّ۔)) (مسند أحمد: ١٨٣٢٦)

سیدنا مغیرہ رضی اللہ عنہ سے ہی مروی ہے کہ انھوں نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ سفر کیا، پس آپ ﷺ ایک وادی میں داخل ہوئے، قضائے حاجت کی اور پھر باہر تشریف لے آئے اور میرے پاس آ کر آپ ﷺ نے وضو کیا اور موزے اتار کر وضو کیا، لیکن جب فارغ ہوئے تو آپ ﷺ کو (پیٹ میں) ہوا محسوس ہوئی، اس لیے دوبارہ لوٹ گئے پھر آپ تشریف لائے اور پھر وضو کیا، لیکن اس بار موزوں پر مسح کیا۔ میں نے کہا: اے اللہ کے نبی! کیا آپ بھول گئے ہیں کہ موزے نہیں اتارے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''جی ہرگز نہیں، بلکہ تم بھول گئے ہو، مجھے اس طرح مسح کرنے کا تو میرے ربّ نے مجھے حکم دیا ہے۔''

(٧٤٠)۔عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((وَضِّئْنِيْ۔)) فَأَتَيْتُهُ بِوَضُوْءٍ فَاسْتَنْجٰى ثُمَّ أَدْخَلَ يَدَهُ فِي التُّرَابِ فَمَسَحَهَا ثُمَّ غَسَلَهَا ثُمَّ تَوَضَّأَ وَمَسَحَ عَلٰى خُفَّيْهِ، فَقُلْتُ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! رِجْلَاكَ لَمْ تَغْسِلْهُمَا، قَالَ: ((إِنِّيْ أَدْخَلْتُهُمَا وَهُمَا طَاهِرَتَانِ۔)) (مسند أحمد: ٨٦٨٠)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''مجھے وضوء کرواؤ۔'' پس میں وضو کا پانی لے کر آیا، آپ ﷺ نے استنجا کیا، پھر اپنا ہاتھ مٹی میں داخل کیا اور اس کے ساتھ ملا، پھر اس کو دھویا اور وضو کیا، وضو میں موزوں پر مسح کیا۔ میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! آپ نے اپنے پاؤں نہیں دھوئے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''بیشک جب میں نے موزے پہنے تھے تو پاؤں پاک تھے۔'' یعنی آپ ﷺ اس وقت باوضو تھے۔

فوائد: ......ان احادیث سے معلوم ہوا کہ نمازی جن موزوں پر مسح کرنا چاہتا ہو، اس کے لیے ضروری ہے کہ وہ ان کو وضو کی حالت میں پہنے۔

---

(٧٣٩) ضعيف بهذه السياقة، تفرد بها بكير بن عامر البجلي وهو ضعيف۔ أخرجه ابوداود: ١٥٦ (انظر: ١٨١٤٥)

(٧٤٠) اسناده ضعيف، ابان بن عبد الله البجلي في حفظه لين، والراوي عن ابي هريرة مبهم، ويشهد لمسح الخفين احاديث اخرى۔ أخرجه الدارمي: ٦٧٨، وابويعلي: ٦١٣٦، والبيهقي: ١/ ١٠٧ (انظر: ٨٦٩٥)

بَابُ تَوْقِيتِ مُدَّةِ الْمَسْحِ
مسح کی مدت مقرر کرنے کا بیان

(۷۴۱)۔عَنْ شُرَيْحِ بْنِ هَانِيءٍ قَالَ: سَأَلْتُ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا عَنِ الْمَسْحِ عَلَى الْخُفَّيْنِ فَقَالَتْ: سَلْ عَلِيًّا فَإِنَّهُ أَعْلَمُ بِهٰذَا مِنِّي، كَانَ يُسَافِرُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ، قَالَ: فَسَأَلْتُ عَلِيًّا فَقَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((لِلْمُسَافِرِ ثَلَاثَةُ أَيَّامٍ وَلَيَالِيهِنَّ وَلِلْمُقِيمِ يَوْمٌ وَلَيْلَةٌ۔)) (مسند أحمد: ۷۴۸)

شریح بن ہانی کہتے ہیں: میں نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے موزوں پر مسح کی مدت کے بارے میں سوال کیا، انھوں نے کہا: سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے اس بارے میں سوال کرو، وہ اس بارے میں مجھ سے زیادہ جانتے ہیں، وہ آپ ﷺ کے ساتھ سفر کیا کرتے تھے۔ پس میں نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے سوال کیا، انھوں نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''مسافر کے لیے تین دن اور تین راتیں اور مقیم کے لیے ایک دن اور رات۔''

(۷۴۲)۔عَنْ صَفْوَانَ بْنِ عَسَّالٍ الْمُرَادِيِّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: بَعَثَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فِي سَرِيَّةٍ فَقَالَ: ((سِيْرُوْا بِاسْمِ اللّٰهِ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ تُقَاتِلُوْنَ أَعْدَاءَ اللّٰهِ وَلَا تَغْلُوْا وَلَا تَقْتُلُوْا وَلِيْدًا، وَلِلْمُسَافِرِ ثَلَاثَةُ أَيَّامٍ وَلَيَالِيهِنَّ يَمْسَحُ عَلَى خُفَّيْهِ إِذَا أَدْخَلَ رِجْلَيْهِ عَلَى طُهُوْرٍ وَلِلْمُقِيمِ يَوْمٌ وَلَيْلَةٌ۔)) (مسند أحمد: ۱۸۲۶۷)

سیدنا صفوان بن عسال مرادی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے ہمیں ایک سریّہ میں بھیجا اور فرمایا: ''اللہ تعالیٰ کے نام کے ساتھ اس کے راستے میں چلو، اللہ تعالیٰ کے دشمنوں سے جہاد کرو، غلوّ سے بچو، بچوں کو قتل نہ کرو، مسافر تین دنوں اور راتوں تک اور مقیم ایک دن اور ایک رات تک موزوں پر مسح کرسکتا ہے، بشرطیکہ اس نے موزے وضو کی حالت میں پہنے ہوں۔''

(۷۴۳)۔ وَعَنْهُ أَيْضًا قَالَ: كَانَ يَأْمُرُنَا (يَعْنِي النَّبِيَّ ﷺ) إِذَا كُنَّا سَفَرًا أَوْ مُسَافِرِينَ أَنْ لَا نَنْزِعَ خِفَافَنَا ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ وَلَيَالِيهِنَّ إِلَّا مِنْ جَنَابَةٍ وَلٰكِنْ مِنْ غَائِطٍ وَبَوْلٍ وَنَوْمٍ۔ (مسند أحمد: ۱۸۲۶۰)

سیدنا صفوان رضی اللہ عنہ سے ہی مروی ہے، وہ کہتے ہیں: نبی کریم ﷺ ہمیں حکم دیتے تھے کہ جب ہم سفر کر رہے ہوں تو تین دنوں اور راتوں تک پاخانے، پیشاب اور نیند کی وجہ سے موزے نہ اتارا کریں، البتہ جنابت کی وجہ سے اتارنے ہوں گے۔

(۷۴۴)۔ عَنْ خُزَيْمَةَ بْنِ ثَابِتٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّ

سیدنا خزیمہ بن ثابت رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ

---

(۷۴۱) تخریج: أخرجه بنحوه مسلم: ۲۷۶ (انظر: ۷۴۸)

(۷۴۲) تخریج: صحیح لغیره۔ أخرجه ابن ماجه: ۲۸۵۷ (انظر: ۱۸۰۹۴)

(۷۴۳) تخریج: حديث صحيح لغيره۔ أخرجه الترمذى: ۳۵۳۵، والنسائى: ۱/ ۹۸، وابن ماجه: ۴۷۸ (انظر: ۱۸۰۹۱)

(۷۴۴) تخریج: حديث صحيح۔ أخرجه ابوداود: ۱۵۷، وابن ماجه: ۵۵۳ (انظر: ۲۱۸۵۱)

رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ يَقُوْلُ: ((يَمْسَحُ الْمُسَافِرُ ثَلَاثَ لَيَالٍ (وَفِيْ رِوَايَةٍ: ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ وَلَيَالِيَهُنَّ) وَالْمُقِيْمُ يَوْمًا وَلَيْلَةً۔)) (مسند أحمد: ٢٢١٩٥)

نے فرمایا: ''مسافر تین دنوں اور راتوں تک اور مقیم ایک دن اور ایک رات تک مسح کرسکتا ہے۔''

(٧٤٥)۔عَنْ عَوْفِ بْنِ مَالِكٍ الْأَشْجَعِيِّ رضی اللہ عنہ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ أَمَرَ بِالْمَسْحِ عَلَى الْخُفَّيْنِ فِيْ غَزْوَةِ تَبُوْكَ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ لِلْمُسَافِرِ وَلَيَالِيَهُنَّ وَلِلْمُقِيْمِ يَوْمٌ وَلَيْلَةٌ۔ (مسند أحمد:٢٤٤٩٥)

سیدنا عوف بن مالک اشجعی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے غزوۂ تبوک کے موقع پر حکم دیا کہ مسافر تین دنوں اور راتوں تک اور مقیم ایک دن اور ایک رات تک موزوں پر مسح کرسکتا ہے۔

فوائد: ......ان روایات سے معلوم ہوا کہ مقیم ایک دن یعنی چوبیس گھنٹوں تک اور مسافر تین دنوں تک موزوں پر مسح کرسکتا ہے، مزید وضاحت اگلے باب میں ہوگی۔ ذہن نشین کرلیں کہ مسح کی مدت موزے پہننے سے نہیں، بلکہ اس وقت سے شروع ہوگی، جب سے وضوٹوٹے گا، اس کی وضاحت یہ ہے کہ ایک آدمی نے ظہر کے وقت وضوکر کے موزے لیے، لیکن عصر کے وقت وضوٹوٹتا ہے تو مسح کی مدت کا آغاز عصر سے ہوگا۔

بَابُ حُجَّةِ مَنْ قَالَ بِعَدَمِ التَّوْقِيْتِ فِي الْمَسْحِ عَلَى الْخُفَّيْنِ
موزوں پر مسح کی مدت کے عدم تعین کے قائلین کی دلیل کا بیان

(٧٤٦)۔عَنْ خُزَيْمَةَ بْنِ ثَابِتٍ الْأَنْصَارِيِّ رضی اللہ عنہ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((اِمْسَحُوْا عَلَى الْخِفَافِ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ۔)) وَلَوِ اسْتَزَدْنَاهُ لَزَادَنَا۔ (مسند أحمد: ٢٢٢٠١)

سیدنا خزیمہ بن ثابت انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تینوں دنوں تک موزوں پر مسح کر سکتے ہو۔'' اگر ہم آپ ﷺ سے زیادہ (دنوں کی رخصت) کا مطالبہ کرتے تو آپ ﷺ ہمیں زیادہ رخصت دے دیتے۔

(٧٤٧)۔ (وَعَنْهُ مِن طَرِيقٍ ثَانٍ)۔قَالَ: جَعَلَ النَّبِيُّ ﷺ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ لِلْمُسَافِرِ وَيَوْمًا وَلَيْلَةً لِلْمُقِيْمِ وَأَيْمُ اللّٰهِ! لَوْ مَضَى السَّائِلُ فِي مَسْأَلَتِهِ لَجَعَلَهَا خَمْسًا۔(مسند أحمد: ٢٢٢٢٦)

(دوسری سند) وہ کہتے ہیں: نبی کریم ﷺ نے مسافر کے لیے تین دنوں کی اور مقیم کے لیے ایک دن اور رات کی رخصت دی، اللہ کی قسم! اگر سائل مزید سوال کرتا تو آپ ﷺ نے پانچ دنوں کی رخصت دے دینی تھی۔

فوائد: ......ان دونوں روایات سے واضح طور پر یہ ثابت نہیں ہوسکتا کہ مسافر کو تین سے زیادہ دنوں تک مسح

---

(٧٤٥) تخريج: صحيح لغيره۔ أخرجه ابن ابى شيبة: ١/ ١٧٥، والبزار: ٢٧٥٧، والطبرانى فى "الكبير": ١٨/ ٦٩، والدارقطنى: ١/ ١٩٧، والبيهقى: ١/ ١٧٥ (انظر: ٢٣٩٩٥)

(٧٤٦) تخريج: حديث صحيح۔ أخرجه ابوداود: ١٥٧، وابن ماجه: ٥٥٣ (انظر: ٢١٨٥٧)

(٧٤٧) تخريج: انظر الحديث بالطريق الاول

کرنے کی گنجائش ہے، البتہ اس موضوع پر درج ذیل روایت قابل توجہ ہے: حضرت عقبہ بن عامر جہنی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں: خَرَجتُ مِنَ الشَّامِ إِلَى الْمَدِينَةِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ ، فَدَخَلْتُ عَلَى عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ ، فَقَالَ: مَتَى أَوْلَجتَ خُفَّيْكَ فِي رِجْلَيْكَ؟ قُلْتُ: يَوْمَ الْجُمُعَةِ ، قَالَ: فَهَلْ نَزَعْتَهُمَا؟ قُلْتُ: لَا۔ قَالَ: أَصَبْتَ السُّنَّةَ۔ ...... میں جمعہ کے روز شام سے مدینہ کی طرف روانہ ہوا، (جب وہاں پہنچا تو) حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے پاس گیا۔ انھوں نے کہا: تم نے موزے کب پہنے تھے؟ میں نے کہا: جمعہ کے روز۔ انھوں نے پوچھا: کیا پھر ان کو اتارا ہے؟ میں نے کہا: نہیں۔ انھوں نے کہا: تم نے سنت کی موافقت کی ہے۔ (شرح معانی الآثار: ۱/ ۴۸، دارقطنی: ص ۷۲، حاکم: ۱/ ۱۸۰۔ ۱۸۱، صحیحہ: ۲۶۲۲) جب صحابی کسی عمل یا قول کو ''سنت'' کہہ دے تو اس کی مراد رسول اللہ ﷺ کی سنت ہوتی ہے۔ اس حدیث کا پچھلے باب کی احادیث سے تعارض ہے، کیونکہ ان میں مسافر کو تین دنوں کی اور اس میں سات دنوں کی گنجائش دی گئی ہے۔ ان دو احادیث میں اس طرح جمع و تطبیق ممکن ہے کہ سات دنوں والی روایت کو ضرورت اور جماعت کی معیت میں رہنے کی وجہ سے موزے نہ اتار سکنے پر محمول کیا جائے، شیخ الاسلام امام ابن تیمیہ کا بھی یہی خیال ہے۔

(۷۴۸)۔ عَنْ عُمَرَ بْنِ إِسْحَاقَ بْنِ يَسَارٍ قَالَ: قَرَأْتُ فِي كِتَابٍ لِعَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ مَعَ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ قَالَ: فَسَأَلْتُ مَيْمُونَةَ زَوْجَ النَّبِيِّ ﷺ عَنِ الْمَسْحِ عَلَى الْخُفَّيْنِ، قَالَتْ: قَالَتْ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ! أَكُلَّ سَاعَةٍ يَمْسَحُ الْإِنْسَانُ عَلَى الْخُفَّيْنِ وَلَا يَنْزِعُهُمَا؟ قَالَ: ((نَعَمْ۔)) (مسند أحمد: ۲۷۳۶۴)

عمر بن اسحاق کہتے ہیں: میں نے عطا بن یسار کی کتاب میں پڑھا، جو کہ ان کے پاس تھی، اس میں لکھا ہوا تھا: میں نے زوجۂ رسول سیدہ میمونہ رضی اللہ عنہا سے موزوں پر مسح کرنے کے بارے میں سوال کیا، انھوں نے کہا: اے اللہ کے رسول! کیا بندہ موزوں کو اتارے بغیر ہر وقت مسح کر سکتا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''جی ہاں۔''

فوائد: ...... یہ روایت ضعیف ہے، نیز یہ مسح سے متعلقہ کسی خاص مسئلے پر دلالت نہیں کرتی۔

بَابٌ فِي الْمَسْحِ عَلَى ظَهْرِ الْخُفِّ
موزے کی پشت پر مسح کرنے کا بیان

(۷۴۹)۔ عَنِ الْمُغِيرَةِ بْنِ شُعْبَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ: رَأَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَمْسَحُ عَلَى ظُهُورِ

سیدنا مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ آپ ﷺ نے موزوں کی

(۷۴۸) تخریج: اسناده ضعیف علی نكارة فی متنه ، عمر بن اسحاق بن يسار ليس بالقوی۔ أخرجه الدارقطنی: ۱/ ۱۹۹ ، وأخرج بنحوه ابويعلی: ۷۰۹۴ (انظر: ۲۶۸۲۷)

(۷۴۹) تخریج: حدیث صحیح۔ أخرجه ابوداود: ۱۶۱ (انظر: ۱۸۲۲۸)

الْخُفَّيْنِ، قَالَ عَبْدُاللّٰهِ: قَالَ أَبِي: حَدَّثَنَاهُ سُرَيْجٌ وَالْهَاشِمِيُّ أَيْضًا۔(مسند أحمد: ١٨٤١٥)

پشتوں پر مسح کیا۔

(٧٥٠)۔ عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ رضي الله عنه قَالَ: كُنْتُ أَرٰى أَنَّ بَاطِنَ الْقَدَمَيْنِ أَحَقُّ بِالْمَسْحِ مِنْ ظَاهِرِهِمَا حَتّٰى رَأَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَمْسَحُ ظَاهِرَهُمَا۔ (مسند أحمد: ٧٣٧)

سیدنا علی بن ابو طالب رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میری رائے تو یہ تھی کہ پاؤں کے نچلے والے حصے پر مسح کرنا، اوپر والے حصے پر مسح کرنے کی بہ نسبت زیادہ حق رکھتا ہے، یہاں تک کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو ظاہری حصے پر مسح کرتے ہوئے دیکھ لیا۔

(٧٥١)۔ عَنْ عَبْدِ خَيْرٍ قَالَ: رَأَيْتُ عَلِيًّا رضي الله عنه تَوَضَّأَ فَغَسَلَ ظَهْرَ قَدَمَيْهِ وَقَالَ: لَوْلَا أَنِّي رَأَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَغْسِلُ ظُهُورَ قَدَمَيْهِ لَظَنَنْتُ أَنَّ بُطُونَهُمَا أَحَقُّ بِالْغُسْلِ۔ (مسند أحمد: ١٠١٤)

عبد خیر کہتے ہیں: میں نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ انھوں نے پاؤں کی پشت پر مسح کیا اور کہا: اگر میں نے رسول اللہ ﷺ کو پاؤں کے ظاہری حصے پر مسح کرتے ہوئے نہ دیکھا ہوتا تو میں یہی سمجھتا کہ پاؤں کا نیچے والا حصہ مسح کا زیادہ حقدار ہے۔

فوائد: ......اس حدیث کے دوسرے طرق میں موزوں پر مسح کا ذکر ہے، اس لیے ہم نے اس حدیث میں ''غسل'' کے لفظ کے معانی ''مسح کرنے'' کے کیے ہیں۔ اس مسح کا طریقہ یہ ہے ہاتھ گیلا کر کے پاؤں کے سامنے والے ظاہری حصے پر پھیر دیا جائے۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي مَسْحِ أَسْفَلِ الْخُفِّ وَأَعْلَاهُ
موزوں کے نیچے والے اور اوپر والے دونوں حصوں پر مسح کرنے کا بیان

(٧٥٢)۔ حَدَّثَنَا عَبْدُاللّٰهِ حَدَّثَنِي أَبِي ثَنَا الْوَلِيدُ بْنُ مُسْلِمٍ ثَنَا ثَوْرٌ عَنْ رَجَاءِ ابْنِ حَيْوَةَ عَنْ كَاتِبِ الْمُغِيرَةِ عَنِ الْمُغِيرَةِ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ تَوَضَّأَ فَمَسَحَ أَسْفَلَ الْخُفِّ وَأَعْلَاهُ۔ (مسند أحمد: ١٨٣٨٣)

سیدنا مغیرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے وضو کیا اور موزوں کے نیچے والے اور اوپر والے، دونوں حصوں پر مسح کیا۔

فوائد: ......موزوں کے صرف ظاہری حصوں پر مسح کیا جائے گا، پچھلے باب میں اس کی وضاحت ہو چکی ہے۔

---

(٧٥٠) تخريج: حديث صحيح بمجموع طرقه۔ أخرجه ابوداود: ١٦٣ (انظر: ٧٣٧)

(٧٥١) تخريج: اسناده صحيح۔ أخرجه عبدالرزاق: ٥٧، والحميدى: ٤٧، والنسائى فى "الكبرى": ١٢٠٠، وانظر الحديث السابق (انظر: ١٠١٤)

(٧٥٢) تخريج: اسناده ضعيف، الوليد بن مسلم يدلس ويسوّى، ثم ان بين ثور بن يزيد ورجاء بن حيوة انقطاعا۔ أخرجه ابوداود: ١٦٥، والترمذى: ٩٧، وابن ماجه: ٥٥٠ (انظر: ١٨١٩٧)

بَابٌ فِي الْمَسْحِ عَلَى الْجَوْرَبَيْنِ وَالنَّعْلَيْنِ

جرابوں اور جوتوں پر مسح کرنے کا بیان

(٧٥٣)۔ عَنِ الْمُغِيرَةِ بْنِ شُعْبَةَ رضی اللہ عنہ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ تَوَضَّأَ وَمَسَحَ عَلَى الْجَوْرَبَيْنِ وَالنَّعْلَيْنِ۔ (مسند أحمد: ١٨٣٩٣)

سیدنا مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے وضو کیا اور جرابوں اور جوتوں پر مسح کیا۔

فوائد: ...... حدیث نمبر (٦٨١) کی شرح میں جرابوں پر مسح کرنے وضاحت کی جا چکی ہے۔

(٧٥٤)۔ عَنْ يَعْلَى بْنِ أُمَيَّةَ عَنْ أَوْسِ بْنِ أَبِي أَوْسٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ تَوَضَّأَ وَمَسَحَ عَلَى نَعْلَيْهِ ثُمَّ قَامَ إِلَى الصَّلٰوةِ۔ (مسند أحمد: ١٦٢٥٨)

سیدنا اوس بن ابی اوس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ آپ ﷺ نے وضو کیا، اس میں جوتوں پر مسح کیا اور پھر نماز کے لیے کھڑے ہو گئے۔

(٧٥٥)۔ (وَمِنْ طَرِيقٍ ثَانٍ) عَنْ يَعْلَى بْنِ عَطَاءٍ عَنْ أَوْسِ بْنِ أَبِي أَوْسٍ رضی اللہ عنہ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ تَوَضَّأَ وَمَسَحَ عَلَى نَعْلَيْهِ۔ (مسند أحمد: ١٦٢٦٨)

(دوسری سند) سیدنا اوس بن ابو اوس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے وضو کیا اور جوتوں پر مسح کیا۔

فوائد: ...... جوتوں پر مسح کے جائز ہونے کی دو ہی صورتیں ہیں، ایک یہ کہ جوتوں کے ساتھ موزے یا جرابیں بھی پہنی ہوئی تھیں، یا آپ ﷺ باوضو ہونے کے باوجود یہ وضو کر رہے تھے، جس میں پاؤں پر مسح کیا جاتا ہے، جیسا کہ چند ابواب پہلے اس مسئلہ کی وضاحت ہو چکی ہے۔

(٧٥٦)۔ (وَمِنْ طَرِيقٍ ثَالِثٍ)۔ عَنْ يَعْلَى بْنِ عَطَاءٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَوْسِ بْنِ أَبِي أَوْسٍ الثَّقَفِيِّ رضی اللہ عنہ قَالَ: رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ أَتَى كِظَامَةَ قَوْمٍ فَتَوَضَّأَ۔ (مسند أحمد: ١٦٢٥٦)

(تیسری سند) سیدنا اوس ثقفی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ آپ ﷺ قوم کی دو کنووں کے درمیان والی نالی کے پاس گئے اور وضو کیا۔

---

(٧٥٣) تخريج: قال الالباني: صحيح۔ أخرجه ابوداود: ١٥٩، والترمذي: ٩٩، وابن ماجه: ٥٥٩ (انظر: ١٨٢٠٦)

(٧٥٤) تخريج: قال الالباني: صحيح۔ أخرجه ابوداود: ١٦٠، وزاد: ومسح على نعليه وقدميه، وعند الطبراني والحازمي: ومسح على قدميه (انظر: ١٦١٥٨)

(٧٥٥) تخريج: اسناده ضعيف لضعف شريك النخعي، ولانقطاعه، يعلى بن عطاء لم يدرك اوس بن أبي اوس، بينهما والد يعلى، وهو مجهول، وانظر الحديث بالطريق الاول

(٧٥٦) تخريج: انظر الحديث بالطريق الاول

أَبْوَابُ نَوَاقِضِ الْوُضُوْءِ
نواقض الوضو کے ابواب

بَابٌ فِيْ نَقْضِ الْوُضُوْءِ بِمَا خَرَجَ مِنَ السَّبِيْلَيْنِ
(بول و براز کے) راستوں سے خارج ہونے والی ہر چیز سے وضوٹوٹ جانے کا بیان

اَلْوُضُوْءُ مِنَ الْبَوْلِ وَالْغَائِطِ
پیشاب اور پاخانہ سے وضوکرنا

(٧٥٧)۔ عَنْ زِرِّ بْنِ حُبَيْشٍ قَالَ: أَتَيْتُ صَفْوَانَ بْنَ عَسَّالٍ الْمُرَادِيَّ ﷺ فَسَأَلْتُهُ عَنِ الْمَسْحِ عَلَى الْخُفَّيْنِ فَقَالَ: كُنَّا نَكُوْنُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَيَأْمُرُنَا أَنْ لَا نَنْزِعَ خِفَافَنَا ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ إِلَّا مِنْ جَنَابَةٍ وَلٰكِنْ مِنْ غَائِطٍ وَبَوْلٍ وَنَوْمٍ، وَجَاءَ أَعْرَابِيٌّ جَهْوَرِيُّ الصَّوْتِ فَقَالَ: يَا مُحَمَّدُ! الرَّجُلُ يُحِبُّ الْقَوْمَ وَلَمَّا يَلْحَقْ بِهِمْ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((الْمَرْءُ مَعَ مَنْ أَحَبَّ۔)) (مسند أحمد: ١٨٢٦٠)

زر بن حبیش کہتے ہیں: میں سیدنا صفوان بن عسال رضی اللہ عنہ کے پاس گیا اور موزوں پر مسح کرنے کے بارے میں سوال کیا، انھوں نے کہا: ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ہوتے تھے، آپ ﷺ ہمیں حکم دیتے تھے کہ ہم سفر میں پاخانہ، پیشاب اور نیند کی وجہ سے تین دنوں تک موزوں نہ اتارا کریں، البتہ جنابت سے اتارنا پڑیں گے۔ اتنے میں ایک بلند آواز والا بدّو آیا اور اس نے کہا: اے محمد! ایک آدمی، ایک قوم سے محبت تو رکھتا ہے، لیکن وہ ابھی تک اس کو ملا نہیں ہے؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''آدمی ان کے ساتھ ہو گا، جن سے وہ محبت رکھتا ہے۔''

فوائد: ...... معلوم ہوا کہ پاخانہ، پیشاب اور نیند کی وجہ سے وضوٹوٹ جاتا ہے۔

---

(٧٥٧) تخريج: حديث صحيح لغيره۔ أخرجه الترمذي: ٣٥٣٥، والنسائي: ١/ ٩٨، وابن ماجه: ٤٧٨ (انظر: ١٨٠٩١)

اَلْوُضُوْءُ مِنَ الرِّیْحِ
ہوا خارج ہونے سے وضو کرنا

(۷۵۸)۔عَنْ عَلِیٍّ رضی اللہ عنہ قَالَ: جَاءَ أَعْرَابِیٌّ إِلَی النَّبِیِّ ﷺ فَقَالَ: یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ! إِنَّا نَکُوْنُ بِالْبَادِیَۃِ فَتَخْرُجُ مِنْ أَحَدِنَا الرُّوَیْحَۃُ؟ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ: إِنَّ اللّٰہَ عَزَّوَجَلَّ لَا یَسْتَحْیِیْ مِنَ الْحَقِّ، إِذَا فَعَلَ أَحَدُکُمْ فَلْیَتَوَضَّأْ وَلَا تَأْتُوا النِّسَاءَ فِی أَعْجَازِھِنَّ، وَقَالَ مَرَّۃً: فِی أَدْبَارِھِنَّ)) (مسند أحمد: ٦٥٥)

سیدنا علی بن طلق رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک بدّو، نبی کریم ﷺ کے پاس آیا اور اس نے کہا: اے اللہ کے رسول! ہم جنگل میں ہوتے ہیں اور کسی کی ہوا نکل جاتی ہے، (ایسے میں کیا کریں)؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''بیشک اللہ تعالیٰ حق کو بیان کرنے سے نہیں شرماتا، جب تم میں کوئی اس طرح کرتا ہے تو وہ وضو کیا کرے اور عورتوں کو پشت سے استعمال نہ کیا کرو۔''

فوائد: ...... حدیث کے آخری جملے کی وضاحت: معلوم ہوا کہ بیوی کو پشت سے استعمال کرنا یعنی اس سے غیر فطری جماع کرنا حرام ہے، خاوندوں کو چاہیے کہ اللہ تعالیٰ نے جس عضو کو حق زوجیت کا محل قرار دیا ہے، اسی کو استعمال کریں۔ غیر فطری جماع سے مراد پائخانہ والی جگہ کو استعمال کرنا ہے، اس کا یہ مفہوم نہیں کہ خاوند اپنی بیوی کو الٹا نہیں لٹا سکتا، جیسا کہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے: ﴿نِسَاؤُکُمْ حَرْثٌ لَّکُمْ فَأْتُوْا حَرْثَکُمْ اَنّٰی شِئْتُمْ﴾ (سورۂ بقرہ: ۲۲۳) یعنی: ''تمہاری بیویاں تمہاری کھیتیاں ہیں، اپنی کھیتوں میں جس طرح چاہو آؤ۔'' یہودیوں کا خیال تھا کہ اگر عورت کو پیٹ کے بل لٹا کر مباشرت کی جائے تو بچہ بھینگا پیدا ہوتا ہے۔ ان کے خیال کی تردید کی جا رہی ہے کہ چت لٹا کر مباشرت کی جائے یا پیٹ کے بل یا کروٹ پر، اس سے اولاد میں کوئی فرق نہیں پڑتا، ضروری یہ ہے کہ ہر صورت میں عورت کی مباشرت والی جگہ ہی استعمال ہو۔

(۷۵۹)۔عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ عَطَاءٍ قَالَ: رَأَیْتُ السَّائِبَ بْنَ خَبَّابٍ رضی اللہ عنہ یَشُمُّ ثَوْبَہُ، فَقُلْتُ لَہُ: مِمَّ ذَالِکَ؟ فَقَالَ: إِنِّیْ سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰہِ ﷺ یَقُوْلُ: ((لَا وُضُوءَ إِلَّا مِنْ رِیْحٍ أَوْ سِمَاعٍ)) (مسند أحمد: ١٥٥٩١)

محمد بن عمرو کہتے ہیں: میں نے سیدنا سائب بن خباب رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ وہ اپنے کپڑے کو سونگ رہے تھے، میں نے کہا: ایسے کیوں کر رہے ہو؟ انھوں نے کہا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا تھا: ''صرف بدبو سے یا ہوا کی آواز سن لینے سے وضو ہے۔''

فوائد: ...... یہ حکم اس شخص کے لیے ہے، جس کو وضو کر لینے کے بعد وضو کے ٹوٹ جانے کا شک پڑ جائے، یعنی

---

(۷۵۸) تخریج: اسنادہ ضعیف، مسلم بن سلام مجھول۔ أخرجہ الترمذی: ١١٦٦، وابوداود: ٢٠٥، ١٠٠٥ (انظر: ٦٥٥)

(۷۵۹) تخریج: حدیث صحیح لغیرہ۔ أخرجہ ابن ماجہ: ٥١٦ (انظر: ١٥٥٠٦)

جب تک اسے بدبو پا لینے یا آواز سن لینے کے ساتھ یہ یقین نہ ہو جائے کہ واقعی وضو ٹوٹ گیا ہے، تو اس کا پہلا وضو برقرار رہے گا۔ اگلی حدیث کے فوائد میں مذکورہ حدیث سے یہی مفہوم واضح ہو رہا ہے۔

(۷۶۰)۔عَنْ أَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ قَالَ: ((لَا وُضُوْءَ اِلَّا مِنْ حَدَثٍ أَوْ رِیْحٍ۔)) (مسند أحمد: ۹۳۰۲)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''وضو کرنا نہیں ہے، مگر ہوا کی آواز سے یا بو پا لینے سے۔''

فوائد: ...... امام بیہقی نے اس بات کی طرف اشارہ کیا ہے کہ درج بالا حدیث دراصل درج ذیل حدیث کا اختصار ہے: سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((اِذَا وَجَدَ اَحَدُکُمْ فِیْ صَلَاتِهٖ حَرَکَةً فِیْ دُبُرِهٖ، فَاَشْکَلَ عَلَیْهِ اَحْدَثَ اَمْ لَمْ یُحْدِثْ، فَلَا یَنْصَرِفْ حَتّٰی یَسْمَعَ صَوْتًا اَوْ یَجِدَ رِیْحًا۔)) ...... ''جب تم میں سے کوئی آدمی نماز میں اپنی دُبُر میں کوئی حرکت پائے اور اسے یہ شبہ پڑ جائے کہ وہ بے وضو ہو گیا ہے یا نہیں، تو وہ اس وقت تک (نئے وضو کے لیے) نہ جائے، جب تک آواز نہ سن لے یا بدبو نہ پا لے۔'' (صحیح مسلم: ۳۶۲، واللفظ لاحمد: ۹۳۵۵) بہرحال اس حدیثِ مبارکہ سے اوپر والی احادیث کا مفہوم واضح ہو جاتا ہے۔

(۷۶۱)۔وَعَنْهُ أَیْضًا قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَا تُقْبَلُ صَلَاةُ مَنْ أَحْدَثَ حَتّٰی یَتَوَضَّأَ۔)) قَالَ: فَقَالَ لَهُ رَجُلٌ مِنْ حَضَرَمَوْتَ: مَا الْحَدَثُ یَا أَبَا هُرَیْرَةَ؟ قَالَ: فُسَاءٌ أَوْ ضُرَاطٌ۔ (مسند أحمد: ۸۰۶٤)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''بے وضو ہو جانے والا جب تک وضو نہیں کرے گا، اس وقت تک اس کی نماز قبول نہیں ہو گی۔'' یہ سن کر حضرموت کے ایک باشندے نے ان سے سوال کیا: اے ابو ہریرہ! حَدَث سے کیا مراد ہے؟ انھوں نے کہا: پھسکی چھوڑنا یا گوز مارنا۔

فوائد: ...... عام طور پر ہوا خارج ہونے سے ہی وضو ٹوٹتا ہے، اس لیے سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے صرف اس چیز کا ذکر کیا ہے۔

(۷۶۲)۔عَنْ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِیِّ ﷺ قَالَتْ: أَتَتْ سَلْمٰی مَوْلَاةُ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ أَوْ امْرَأَةُ أَبِیْ رَافِعٍ مَوْلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ تَسْتَأْذِنُهُ عَلٰی أَبِیْ رَافِعٍ قَدْ ضَرَبَهَا، قَالَتْ: قَالَ

زوجۂ رسول سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ کی لونڈی یا رسول اللہ ﷺ کے غلام سیدنا ابو رافع رضی اللہ عنہ کی بیوی سیدہ سلمی اپنے خاوند کی شکایت کرنے کے لیے رسول اللہ ﷺ کے پاس آئیں، اس نے اس کو مارا تھا۔ رسول

---

(۷۶۰) تخریج: اسنادہ صحیح علی شرط مسلم۔ أخرجه ابن ماجه: ۵۱۵ ، والترمذی: ۷٤ (انظر: ۹۳۱۳)

(۷۶۱) تخریج: أخرجه البخاری: ۱۳۵ ، ٦۹۵٤ ، ومسلم: ۲۲۵ (انظر: ۸۰۷۸)

(۷۶۲) تخریج: اسنادہ حسن۔ أخرجه البزار: ۲۸۰ ، والطبرانی فی "الکبیر": ۲٤/ ۷٦۵ (انظر: ۲٦۳۳۹)

رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لِأَبِيْ رَافِعٍ: ((مَالَكَ وَلَهَا يَا أَبَا رَافِعٍ؟)) قَالَ: تُؤْذِيْنِيْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((بِمَ آذَيْتِيْهِ يَا سَلْمٰى؟)) قَالَتْ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! مَا آذَيْتُهُ بِشَيْءٍ وَلٰكِنَّهُ أَحْدَثَ وَهُوَ يُصَلِّيْ، فَقُلْتُ لَهُ: يَا أَبَا رَافِعٍ! إِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَدْ أَمَرَ الْمُسْلِمِيْنَ إِذَا خَرَجَ مِنْ أَحَدِهِمُ الرِّيْحُ أَنْ يَتَوَضَّأَ، فَقَامَ فَضَرَبَنِيْ، فَجَعَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَضْحَكُ وَيَقُوْلُ: ((يَا أَبَا رَافِعٍ! إِنَّهَا لَمْ تَأْمُرْكَ إِلَّا بِخَيْرٍ۔)) (مسند أحمد: ٢٦٨٧٠)

اللہ ﷺ نے سیدنا ابو رافع رضی اللہ عنہ سے فرمایا: ''ابو رافع! تیرا اور اس کا کیا معاملہ ہے؟'' انھوں نے کہا: اے اللہ کے رسول! یہ مجھے تکلیف دیتی ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''سلمی! تو نے اس کو کون سی تکلیف دی ہے؟'' اس نے کہا: اے اللہ کے رسول! میں نے اس کو کوئی تکلیف نہیں دی، یہ بات ضرور ہوئی کہ نماز کے اندر اس کا وضو ٹوٹ گیا، اس لیے میں نے اس سے کہا: اے ابو رافع! بیشک رسول اللہ ﷺ نے مسلمانوں کو یہ حکم دیا ہے کہ جب کسی کی ہوا خارج ہو جائے تو وہ وضو کیا کرے، لیکن یہ کہنا تھا کہ انھوں نے اٹھ کر مجھے مارنا شروع کر دیا، رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ یہ سن کر مسکرانے لگ گئے اور یہ فرمانے لگے: ''ابو رافع! اس نے تو تجھے خیر کا ہی حکم دیا تھا۔''

اَلْوُضُوْءُ مِنَ الْمَذِيِّ وَالْوَدِيِّ وَدَمِ الْإِسْتِحَاضَةِ
مذی، ودی اور استحاضہ کے خون سے وضو کرنا

مذی: بوسہ یا ملاعبت کے باعث بلا ارادہ پیشاب کی نالی سے نکلنے والا پتلا پانی۔

ودی: پیشاب کے بعد پیشاب کی نالی سے نکلنے والا سفید و رقیق پانی۔

اَلْمَنِيّ (منی): خصیتین میں جمع رہنے والا ایک سفید و گاڑھا سیال مادہ جو جماع اور شدتِ شہوت کے وقت خارج ہوتا ہے۔

استحاضہ: وہ خون ہے، جو کسی رگ کے پھٹنے کی وجہ سے عورت کی شرمگاہ سے خارج ہوتا ہے، ایسی عورت کو مستحاضہ کہتے ہیں۔ یہ خون، حیض اور نفاس کے علاوہ ہوتا ہے۔

(٧٦٣)۔ عَنْ عَلِيٍّ رضی اللہ عنہ قَالَ: كُنْتُ رَجُلًا مَذَّاءً فَسَأَلْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ: ((أَمَّا الْمَنِيُّ فَفِيْهِ الْغُسْلُ وَأَمَّا الْمَذِيُّ فَفِيْهِ الْوُضُوْءُ۔)) (مسند أحمد: ٦٦٢)

سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: مجھے بہت زیادہ مذی آتی تھی، اس کے بارے میں میرے سوال پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''منی میں غسل ہوتا ہے اور مذی میں وضو ہوتا ہے۔''

فوائد:...... مذی سے وضو ٹوٹ جاتا ہے، مذی کے باقی احکام حدیث نمبر (٤٦٥) کے فوائد میں گزر چکے ہیں۔

---

(٧٦٣) تخريج: أخرجه البخاري: ١٣٢، ١٧٨، ومسلم: ٣٠٣ بلفظ قريب منه (انظر: ٦٦٢)

(٧٦٤)۔عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا قَالَتْ: أَتَتْ فَاطِمَةُ بِنْتُ أَبِي حُبَيْشٍ النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَتْ: إِنِّي أُسْتُحِضْتُ، فَقَالَ: ((دَعِي الصَّلٰوةَ أَيَّامَ حَيْضَتِكِ ثُمَّ اغْتَسِلِي وَتَوَضَّئِي عِنْدَ كُلِّ صَلَاةٍ وَإِنْ قَطَرَ عَلَى الْحَصِيرِ۔)) (مسند أحمد: ٢٤٦٤٦)

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے، وہ کہتی ہیں کہ سیدہ فاطمہ بنت ابی حبیش رضی اللہ عنہا، نبی کریم ﷺ کے پاس آئیں اور کہا: مجھے استحاضہ کا خون آتا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''تو اپنے حیض کے دنوں میں نماز چھوڑ دیا کر، پھر غسل کر کے نماز پڑھا کر اور ہر نماز کے لیے وضو کیا کر، اگر چہ اس خون کے قطرے چٹائی پر گرتے رہیں۔''

فوائد: ......جس مرد اور عورت کو مستقل طور پر کوئی ایسی بیماری ہو جس سے وضو ٹوٹ جاتا ہو، مثلا پیشاب کے قطروں کا مسلسل آتے رہنا، گیس کا مسلسل خارج ہوتے رہنا، پیشاب اور پائخانے کے راستہ سے خون کا بہتے رہنا، بعض مریضوں کے پائخانے کا مسلسل خارج ہوتے رہنا، ان تمام لوگوں کا استحاضہ والی خاتون کا حکم ہے۔ ان افراد کا سب سے اہم مسئلہ یہ ہے کہ ہر مستقل نماز کے لیے علیحدہ وضو کیا جائے گا، مثلا ایک آدمی زوال سے پہلے دو رکعت صلاۃ الاوابین پڑھتا ہے، پھر زوال کے بعد نماز ظہر ادا کرتا ہے اور اس کے متصل بعد نماز جنازہ پڑتا ہے، چونکہ یہ تین مستقل نمازیں ہیں، اس لیے تینوں کے لیے علیحدہ علیحدہ وضو کیا جائے گا، اسی طرح قرآن مجید کی تلاوت کے لیے بھی ایک دفعہ وضو کر لیا جائے گا۔ واللہ اعلم۔ فرض نمازوں کے پہلے یا بعد والی سنتیں اُن ہی کے تابع ہوتی ہیں، اس لیے ان کے لیے علیحدہ وضو کی ضرورت نہیں ہے۔

ہمارا نظریہ یہ ہے کہ قرآن مجید کو چھونے کے لیے وضو کرنا چاہیے، اگر زبانی یا چھوئے بغیر دیکھ کر تلاوت کرنی ہو تو اس کے لیے وضو ضروری نہیں، مستحب ہے۔

بَابٌ فِيمَا جَاءَ فِي الشَّكِّ فِي الْحَدَثِ
بے وضگی کا شک پڑ جانے کا بیان

(٧٦٥)۔عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((إِذَا وَجَدَ أَحَدُكُمْ فِي صَلَاتِهِ حَرَكَةً فِي دُبُرِهِ فَأَشْكَلَ عَلَيْهِ أَحْدَثَ أَوْ لَمْ يُحْدِثْ فَلَا يَنْصَرِفْ حَتّٰى يَسْمَعَ صَوتًا أَوْ يَجِدَ رِيْحًا۔)) (مسند أحمد: ٩٣٤٤)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''جب تم میں سے کوئی آدمی اپنی دُبُر میں کوئی حرکت پائے، جس کی وجہ سے وہ اِس اشکال میں پڑ جائے کہ وہ بے وضو ہو گیا ہے یا نہیں، تو ایسی صورت میں وہ (وضو کے لیے) اس وقت تک نہ جائے، جب تک آواز نہ سن لے یا بو نہ پالے۔''

---

(٧٦٤) تخريج: حديث صحيح۔ أخرجه ابوداود: ٢٩٩، ٣٠٠، وابن ماجه: ٦٢٤، وأخرجه البخاري: ٣٢٧، و مسلم: ٣٣٤ من حديث فاطمة بنت ابي حبيش (انظر: ٢٤١٤٥)

(٧٦٥) تخريج: أخرجه مسلم: ٣٦٢ (انظر: ٩٣٥٥)

فوائد: ...... ''دُبُر'': اس لفظ کے یہ مختلف معانی ہیں: پیٹھ، سرین، ہر چیز کا پچھلا حصہ، آخری حصہ۔ لیکن یہاں اس سے مراد پاخانہ والی جگہ کے پاس والا اندرونی حصہ ہے۔

(٧٦٦)۔ وَعَنْهُ أَيْضًا قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِنَّ أَحَدَكُمْ إِذَا كَانَ فِي الصَّلٰوةِ جَاءَهُ الشَّيْطَانُ فَأَبَسَّ بِهِ كَمَا يَبُسُّ الرَّجُلُ بِدَابَّتِهِ فَإِذَا سَكَنَ لَهُ أَضْرَطَ بَيْنَ إِلْيَتَيْهِ لِيَفْتِنَهُ عَنْ صَلَاتِهِ، فَإِذَا وَجَدَ أَحَدُكُمْ مِنْ ذَالِكَ فَلَا يَنْصَرِفْ حَتّٰى يَسْمَعَ صَوْتًا أَوْ يَجِدَ رِيْحًا لَا يَشُكُّ فِيْهِ۔)) (مسند أحمد: ٨٣٥٠)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے یہ بھی روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''جب تم میں سے کوئی آدمی نماز ادا کر رہا ہوتا ہے تو شیطان اس کو وسوسے میں ڈالنے لیے کے اس کے پاس آ کر وہ اس طرح مختلف حیلے استعمال کرتا ہے، جیسے آدمی اپنے جانور کو روکنے کے لیے بِس بِس کرتا ہے، جب وہ بندہ اس (شیطان سے) مانوس ہو جاتا ہے تو وہ اس کے سرینوں میں گوز مارتا ہے، تاکہ وہ اس کو نماز کے سلسلے میں فتنے میں ڈال دے۔ (تو یاد رکھو کہ) جب تم میں کوئی آدمی اس چیز کو محسوس کرے تو وہ اس وقت تک (وضو کے لیے) نہ جائے، جب تک واضح طور پر آواز نہ سن لے یا بو نہ پا لے۔''

(٧٦٧)۔ عَنْ أَبِي سَعِيدِ الْخُدْرِيِّ رضی اللہ عنہ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((إِنَّ الشَّيْطَانَ يَأْتِي أَحَدَكُمْ وَهُوَ فِي الصَّلَاةِ فَيَأْخُذُ شَعْرَهُ مِنْ دُبُرِهِ فَيَمُدُّهَا فَيَرَى أَنَّهُ قَدْ أَحْدَثَ، فَلَا يَنْصَرِفْ حَتّٰى يَسْمَعَ صَوْتًا أَوْ يَجِدَ رِيْحًا۔)) (مسند أحمد: ١١٩٣٤)

سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب تم میں سے کوئی آدمی نماز پڑھ رہا ہوتا ہے تو شیطان اس کے پاس آتا ہے اور اس کی دُبُر کے بال پکڑ کر کھینچتا ہے، اس سے بندے کو یہ وہم ہونے لگتا ہے کہ وہ ہوا خارج ہونے کی وجہ سے بے وضو ہو گیا ہے۔ ایسی صورتحال میں کوئی آدمی وضو کے لیے اس وقت تک نہ جائے، جب تک آواز نہ سن لے یا بو نہ پا لے۔''

(٧٦٨)۔ عَنْ عَبَّادِ بْنِ تَمِيمٍ عَنْ عَمِّهِ (عَبْدِاللّٰهِ بْنِ زَيْدٍ) رضی اللہ عنہ، أَنَّهُ شَكَا إِلَى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ يَجِدُ الشَّيْءَ فِي الصَّلَاةِ يُخَيَّلُ إِلَيْهِ أَنَّهُ قَدْ كَانَ مِنْهُ، فَقَالَ: ((لَا

سیدنا عبد اللہ بن زید رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ انھوں نے رسول اللہ ﷺ سے یہ شکایت کی ہے کہ وہ نماز کے اندر (وضو توڑ دینے والی) ایسی چیز پاتا ہے کہ اس کو یہ خیال آنے لگتا ہے کہ واقعی کچھ ہو گیا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''ایسی صورتحال

---

(٧٦٦) تخريج: اسناده قوى (انظر: ٨٣٦٩)

(٧٦٧) تخريج: حديث حسن۔ أخرج نحوه ابن ماجه: ٥١٤ (انظر: ١١٩١٢)

(٧٦٨) تخريج: أخرجه البخاري: ١٣٧، ١٧٧، ٢٠٥٦، ومسلم: ٣٦١ (انظر: ١٦٤٥٠)

يَـنْفَتِلُ حَتّٰى يَجِدَ رِيحًا أَوْ يَسْمَعَ صَوتًا۔)) میں وہ جب تک بو نہ پالے یا آواز نہ سن لے، اس وقت تک نماز سے نہ پھرے۔''

(مسند أحمد: ١٦٥٦٤)

فوائد: ......طہارت کے معاملے میں وسوسہ اور شک وشبہ ان لوگوں پر غالب آ جاتے ہیں، جو مذکورہ بالا احادیث میں پیش کیے گئے احکام سے غافل ہو جاتے ہیں، ہر انسان جانتا ہے کہ ہوا کے خارج ہونے کا تعلق صرف اس سوراخ اور اس کے اردگرد کی جگہ سے نہیں ہے، جہاں سے گیس خارج ہوتی ہے، بلکہ انسان کا وجود اور طبیعت پہلے سے ہی آگاہ ہو جاتے ہیں اور ان کو پورا شعور ہو جاتا ہے کہ کیا ہوا ہے اور کیا ہونے والا ہے، اس لیے اگر کوئی آدمی اپنے سرینوں کے درمیان کوئی حرکت یا کوئی پھونک محسوس کرتا ہے تو اس کا یہ مطلب نہیں ہوگا کہ اس سے ہوا خارج ہوگئی ہے، اگر شیطان اس کو اس قسم کے شبہ میں ڈالنے کی کوشش کرے تو وہ اپنے نفس سے آواز آنے یا بدبو آنے کی شرط لگا لے، وگرنہ اپنے احساس کو شیطانی وسوسے کا نتیجہ سمجھ کر دفع کر دے۔ جن لوگوں کو غسل، استنجا، پیشاب کے قطروں اور وضو کے بارے میں وسوسوں کی بیماری پڑ جاتی ہے، ان سے گزارش ہے کہ وہ شریعت کے پابند رہیں اور درج بالا احادیث پر غور کر کے شیطان کو اپنے اوپر غالب نہ آنے دیں۔ میں بندۂ ناچیز میں وہمی اور وسوسی لوگوں کا علاج کرنے کی صلاحیت پائی جاتی ہے، اس لیے جب تک میرے زندہ ہونے کا امکان ہو، اس قسم کے لوگ رابطہ کر سکتے ہیں، بلکہ ہر آدمی کو یہ مہارت حاصل ہونی چاہیے۔

بَابٌ فِي الْوُضُوءِ مِنَ النَّوْمِ

نیند کی وجہ سے وضو کا بیان

فِيْ نَوْمِ الْقَاعِدِ

بیٹھنے والے کی نیند کے بارے میں

تنبیہ: نیند ناقضِ وضو ہے یا نہیں، جہاں یہ ایک اہم مسئلہ ہے، وہاں اس کے بارے میں مختلف آراء بھی پائی جاتی ہیں، اس لیے قارئین سے گزارش ہے کہ وہ دلچسپی کے ساتھ مطالعہ کریں اور مختلف نصوص میں جمع و تطبیق کی بہترین صورت کو سمجھنے کی کوشش کریں۔

(۷٦٩)۔حَدَّثَنَا عَبْدُاللّٰهِ حَدَّثَنِيْ أَبِيْ ثَنَا يُوْنُسُ وَعَفَّانُ قَالَا: ثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ عَنْ ثُوْبَ، قَالَ عَفَّانُ: قَالَ حَمَّادٌ: أَنَا أَيُّوبُ وَقَيْسٌ عَنْ عَطَاءِ بْنِ أَبِيْ رَبَاحٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ أَخَّرَ الْعِشَاءَ ذَاتَ لَيْلَةٍ حَتّٰى نَامَ الْقَوْمُ ثُمَّ اسْتَيْقَظُوْا ثُمَّ نَامُوْا ثُمَّ اسْتَيْقَظُوْا، قَالَ قَيْسٌ: فَجَاءَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ فَقَالَ: اَلصَّلَاةَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! قَالَ: فَخَرَجَ فَصَلّٰى بِهِمْ وَلَمْ يَذْكُرْ أَنَّهُمْ تَوَضَّؤُوْا۔ (مسند أحمد: ۲۱۹۵)

سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک رات نمازِ عشا کو مؤخر کر دیا، یہاں تک لوگ سو گئے، پھر بیدار ہوئے، پھر سو گئے، پھر بیدار ہوئے۔ بالآخر سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ آئے اور کہا: اے اللہ کے رسول! نماز پڑھائیں۔ پھر آپ ﷺ تشریف لے آئے اور لوگوں کو نماز پڑھائی، راوی نے اس قسم کی کوئی بات ذکر نہیں کی کہ انھوں نے وضو کیا تھا۔

(۷۷۰)۔عَنْ ثَابِتٍ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رضی اللہ عنہ

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نماز عشاء کے لیے

(۷٦٩) تخريج: أخرج نحوه البخاری: ۷۲۳۹، ومسلم: ٦٤٢ (انظر: ۲۱۹۵)

(۷۷۰) تخريج: أخرجه مسلم: ۳۷٦ (انظر: ۱۳۸۳۲)

قَـالَ: أُقِيمَتْ صَلاةُ الْعِشَاءِ، قَالَ عَفَّانُ: أَوْ أُخِّـرَتْ ذَاتَ لَيْـلَةٍ فَـقَـامَ رَجُـلٌ فَـقَالَ: يَا رَسُـوْلَ الـلّٰهِ! إِنَّ لِيْ إِلَيْكَ حَاجَةً فَقَامَ مَعَهُ يُـنَـاجِيْهِ حَتّٰى نَعَسَ الْقَوْمُ، أَوْ قَالَ: بَعْضُ الْـقَـوْمِ، ثُـمَّ صَـلّٰـى وَلَـمْ يَذْكُرْ وُضُوءًا۔ (مسند أحمد: ١٣٨٦٨)

اقامت کہہ دی گئی یا ایک رات نمازِ عشا کو مؤخر کر دیا گیا، پس ایک آدمی کھڑا ہوا اور کہا: اے اللہ کے رسول! مجھے آپ سے کوئی کام ہے، پس آپ ﷺ اس کے ساتھ سرگوشی کرنے لگے، یہاں تک کہ لوگ سونے لگ گئے، پھر آپ ﷺ نے نماز پڑھائی اور وضو کا کوئی ذکر نہیں کیا گیا۔

(٧٧١)۔ عَـنْ قَتَـادَةَ قَالَ: سَمِعْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ قَالَ: كَانَ أَصْحَابُ النَّبِيِّ ﷺ يَنَامُوْنَ وَلَا يَتَوَضَّؤُوْنَ۔ (مسند أحمد: ١٣٩٨٣)

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ صحابۂ کرام سو جاتے تھے اور پھر نیا وضو نہیں کرتے تھے۔

فوائد: ......مسند بزار (٢/ ٣٣٤) کی روایت کے الفاظ یہ ہیں: إِنَّ اَصْحَابَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ كَانُوْا يَضَعُوْنَ جُنُوْبَهُمْ، فَمِنْهُمْ مَنْ يَتَوَضَّأُ وَمِنْهُمْ مَنْ لَا يَتَوَضَّأُ۔ ......رسول اللہ ﷺ کے صحابہ اپنے پہلوؤں پر سو جاتے تھے، پھر (نماز ادا کرتے وقت) کوئی وضو کرتا تھا اور کوئی نہیں کرتا تھا۔ اس روایت سے معلوم ہوا کہ بیٹھ کر اور لیٹ کر سونے میں اس اعتبار سے فرق کرنا درست نہیں ہے کہ بیٹھنے والے کا وضو برقرار رہتا ہے اور لیٹ جانے والے کا ٹوٹ جاتا ہے۔

(٧٧٢)۔عَـنْ عَلِيٍّ ﷺ قَـالَ: كُنْتُ رَجُلًا نَـؤُوْمًـا وَكُنْتُ إِذَا صَلَّيْتُ الْمَغْرِبَ وَعَلَيَّ ثِيَابِيْ نِمْتُ، ثُمَّ قَالَ يَحْيٰى بْنُ سَعِيْدٍ: فَأَنَامُ قَبْـلَ الْعِشَاءِ، فَسَأَلْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ عَنْ ذَالِكَ فَرَخَّصَ لِيْ۔ (مسند أحمد: ٨٩٢)

سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: میں بہت زیادہ سونے والا آدمی تھا، اس لیے جب میں مغرب پڑھتا اور مجھ پر میرے کپڑے ہوتے تو میں سو جاتا، پھر ایک دفعہ یحییٰ بن سعید نے علی رضی اللہ عنہ کی بات نقل کرتے ہوئے یہ کہا: تو میں عشاء سے پہلے سو جاتا پس جب میں نے رسول اللہ ﷺ سے اس کے بارے میں سوال کیا تو آپ ﷺ نے مجھے رخصت دے دی۔

فوائد: ......ان روایات سے معلوم ہوا کہ صحابۂ کرام بیٹھ کر بھی سو جاتے تھے اور لیٹ کر بھی، لیکن اِس نیند کے بعد وضو نہیں کرتے تھے۔ لیکن درج ذیل دو احادیث میں نیند کو مطلق طور پر ناقضِ وضو قرار دیا گیا ہے:

(۱) سیدنا صفوان رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: كَـانَ يَـأْمُـرُنَـا (يَعْنِي النَّبِيَّ ﷺ) إِذَا كُـنَّـا سَفَرًا أَوْ مُسَـافِـرِيْنَ أَنْ لَا نَنْزِعَ خِفَافَنَا ثَـلَاثَةَ أَيَّامٍ وَلَيَالِيهُنَّ إِلَّا مِنْ جَنَابَةٍ وَلٰـكِنْ مِن غَائِطٍ وَبَولٍ وَنَوْمٍ۔

---

(٧٧١) تخريج: أخرجه مسلم: ٣٧٦ (انظر: ١٣٩٤١)

(٧٧٢) تخريج: اسناده ضعيف، ابن ابي ليلى سيىء الحفظ، وجدة ابن الاصبهاني لاتُعرف (انظر: ٨٩٢)

..... نبی کریم ﷺ ہمیں حکم دیتے تھے کہ جب ہم سفر کر رہے ہوں تو تین دنوں اور راتوں تک پائخانے، پیشاب اور نیند کی وجہ سے موزے نہ اتارا کریں، البتہ جنابت کی وجہ سے اتارنے ہوں گے۔ (ترمذی: ۳۵۳۵، نسائی: ۱/ ۹۸، ابن ماجہ: ٤٧٨، واللفظ لاحمد) اس حدیث سے معلوم ہوا کہ پیشاب اور پائخانہ کی طرح نیند بھی مطلق طور پر ناقضِ وضو ہے۔

(۲) سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ((وِکَاءُ السَّــهِ الْعَیْنَانِ فَمَنْ نَامَ فَلْیَتَوَضَّأْ۔)) ...... ''بیشک آنکھیں، دُبُر کے لیے تسمہ ہیں، اس لیے جو سو جائے، وہ وضو کرے۔'' (ابو داود: ۲۰۳، ابن ماجہ: ٤٧٧) سیدنا معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((اِنَّ الْعَیْنَ وِکَاءُ السَّہِ ، فَإِذَا نَامَتِ الْعَیْنَانِ اسْتَطْلَقَ الْوِکَاءُ۔)) ...... ''بیشک آنکھ، دُبُر کے لیے تسمہ ہے، اس لیے جب آنکھیں سو جاتی ہیں تو تسمہ کھل جاتا ہے۔'' (مسند أحمد: ١٦٨٧٩، دارمی: ١/ ١٨٤، بیهقی: ١/ ١١٨، دارقطنی: ١/ ١٦٠) یہ احادیث بھی مطلق طور پر اس حقیقت پر دلالت کرتی ہیں کہ نیند مطلق طور پر وضو کو توڑ دیتی ہے۔

(۳) تیسری بات یہ ہے کہ بعض لوگوں کو اس طرح پایا گیا کہ بیٹھے بیٹھے ان کو نیند آ گئی اور نیند کے دوران آواز کے ساتھ ان کی ہوا خارج ہوئی، لیکن ان کو علم تک نہ ہو۔ پھر ان کو بتلایا گیا کہ اُن کا وضو ٹوٹ چکا ہے۔ سوال یہ ہے کہ اس باب کی احادیث اور ان کی شرح سے ثابت ہوتا ہے کہ نیند سے وضو نہیں ٹوٹتا، جبکہ درج بالا تین احادیث سے یہ پتہ چل رہا کہ نیند ناقضِ وضو ہے۔ راجح مذہب کے مطابق ان نصوص میں جمع و تطبیق کی صورت یہ ہے کہ درج بالا جن احادیث میں نیند کے ناقضِ وضو ہونے کا ذکر ہے، ان کو ناسخ سمجھ کر نیند کو مطلق طور پر وضو توڑ دینے والا امر قرار دیا جائے اور جن احادیث میں صحابہ کے سونے اور پھر وضو نہ کرنے کا ذکر ہے، ان کو منسوخ سمجھا جائے، اس صورت کی درج ذیل وجوہات ہیں:

(۱) اگر اباحت اور حظر میں تعارض پیدا ہو جائے تو حظر کو مقدم کیا جاتا ہے، ان روایات میں نیند کا ناقضِ وضو ہونا حظر ہے۔

(۲) اگر متعارض امور میں سے ایک کا تعلق براءتِ اصلیہ سے ہو تو اسے منسوخ سمجھا جائے گا، اس اعتبار سے نیند کو توڑ دینے والے حکم پر مشتمل احادیث ناسخ اور قابل عمل قرار پاتی ہیں۔

(۳) متعارض نصوص میں احوط یعنی زیادہ احتیاط والی نص پر عمل کیا جائے اور اِن احادیث میں زیادہ احتیاط اس میں ہے کہ نیند کو ناقضِ وضو سمجھ لیا جائے۔ یہ بات ذہن نشین رہے کہ یہ صورتیں اس وقت اختیار کی جاتی ہیں جب واضح طور پر نسخ کا علم نہ ہو سکے۔ اونگھ اور اس کی طرح کی ہلکی نیند، جس میں شعور باقی رہتا ہے، ناقض وضو نہیں ہے۔

صحابہ کے نیند سے وضو نہ کرنے کی صورت کو بھی ہلکی نیند پر محمول کر لیا جائے جس سے شعور باقی رہتا ہے تو اس طرح بھی متعارض نصوص کا تعارض ختم ہو سکتا ہے۔ علامہ عبید اللہ رحمانی رحمہ اللہ نے (مرعاۃ المفاتیح، ص: ۳۹۶، رقم الحدیث: ۳۱۹) میں ابو علامہ محمد بن اسماعیل صنعانی نے سبل السلام کے آغاز میں اسی قول کو ترجیح دی ہے۔ (عبد اللہ رفیق)

نَوْمُ النَّبِيِّ ﷺ لَا يَنْقُضُ وُضُوءَهُ وَلَوْ مُضْطَجِعًا
نبی کریم ﷺ کی نیند ناقضِ وضو نہیں تھی، اگر چہ وہ لیٹ کر ہوتی

(۷۷۳)۔عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ نَامَ حَتّٰى نَفَخَ ثُمَّ قَامَ فَصَلّٰى وَلَمْ يَتَوَضَّأْ۔ (مسند أحمد: ۲۰۸۴)

سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ اس طرح سو گئے کہ آواز کے ساتھ سانس لینے لگے، پھر جب اٹھے تو نماز پڑھی اور وضو نہیں کیا۔

(۷۷٤)۔عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا عَنِ النَّبِيِّ ﷺ مِثْلُهُ۔

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے آپ ﷺ کی اسی طرح کی ایک حدیث روایت کی ہے۔

(۷۷٥)۔حَدَّثَنَا عَبْدُاللّٰهِ حَدَّثَنِيْ أَبِيْ ثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَمْرٍو عَنْ كُرَيْبٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہ ، بِتُّ عِنْدَ خَالَتِيْ مَيْمُوْنَةَ فَقَامَ النَّبِيُّ ﷺ مِنَ اللَّيْلِ ، قَالَ: فَتَوَضَّأَ وُضُوءًا خَفِيْفًا فَقَامَ فَصَنَعَ ابْنُ عَبَّاسٍ كَمَا صَنَعَ ثُمَّ جَاءَ فَقَامَ فَصَلّٰى فَحَوَّلَهُ فَجَعَلَهُ عَنْ يَمِيْنِهِ ثُمَّ صَلّٰى مَعَ النَّبِيِّ ﷺ ثُمَّ اضْطَجَعَ حَتّٰى نَفَخَ ، فَأَتَاهُ الْمُؤَذِّنُ ثُمَّ قَامَ إِلَى الصَّلٰوةِ وَلَمْ يَتَوَضَّأْ۔ حَدَّثَنَا عَبْدُاللّٰهِ حَدَّثَنِيْ أَبِيْ ثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَمْرٍو قَالَ: أَخْبَرَنِيْ كُرَيْبٌ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: لَمَّا صَلّٰى رَكْعَتَيِ الْفَجْرِ اضْطَجَعَ حَتّٰى نَفَخَ ، فَكُنَّا نَقُوْلُ لِعَمْرٍو: إِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((تَنَامُ عَيْنَايَ وَلَا يَنَامُ قَلْبِيْ۔)) (مسند أحمد: ۱۹۱۲)

سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: میں نے اپنی خالہ سیدہ میمونہ رضی اللہ عنہا کے گھر رات گزاری، نبی کریم ﷺ رات کو بیدار ہوئے، ہلکا سا وضو کیا اور نماز شروع کر دی، سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بھی آپ ﷺ کی طرح عمل کیا اور پھر آ کر (آپ ﷺ کی بائیں جانب) کھڑے ہو کر نماز پڑھنے لگے، آپ ﷺ نے ان کو پھیر کر دائیں جانب کھڑا کر دیا، پھر وہ آپ ﷺ کے ساتھ نماز پڑھتے رہے، پھر آپ ﷺ فارغ ہو کر لیٹ گئے، یہاں تک کہ خراٹے لینے لگے، پھر مؤذن آپ ﷺ کے پاس آیا (اور نمازِ فجر کی اطلاع دی)، پس آپ ﷺ نماز کے لیے چلے گئے اور وضو نہیں کیا۔ دوسری روایت میں ہے: سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا: جب آپ ﷺ نے فجر کی دو سنتیں پڑھ لیں تو لیٹ گئے اور خراٹے لینے لگے، پس ہم عمرو سے کہا کرتے تھے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا: ''میرے آنکھیں سوتی ہیں اور میرا دل نہیں سوتا۔''

---

(۷۷۳) تخريج: اسناده صحيح على شرط الشيخين ، وأخرجه البخارى: ٦٣١٦ ، ومسلم: ٧٦٣ مطولا ، لكن فيهما ذكر انه ﷺ نام ثم قام وصلى ولم يتوضأ (انظر: ٢٠٨٤)

(٧٧٥) تخريج: أخرجه البخارى: ١٣٨ ، ٧٢٦ ، ٨٥٩ ، ومسلم: ٧٦٣ (انظر: ١٩١٢)

(٧٧٦)۔عَنْ حَمَّادِ بْنِ سَلَمَةَ عَنْ حُمَيْدٍ وَأَيُّوبَ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ ؓ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ نَامَ حَتّٰى سُمِعَ لَهُ غَطِيطٌ فَقَامَ فَصَلّٰى وَلَمْ يَتَوَضَّأْ، فَقَالَ عِكْرِمَةُ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ مَحْفُوظًا۔ (مسند أحمد: ٢١٩٤)

سیدنا ابن عباس ؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ اس طرح سو جاتے کہ آپ ﷺ کی خراٹوں کی آواز آنے لگتی، پھر کھڑے ہو کر نماز پڑھتے اور وضو نہیں کرتے تھے۔ عکرمہ نے کہا: نبی کریم ﷺ کی تو حفاظت کی گئی تھی۔

فوائد: …… نبی کریم ﷺ کی نیند آپ ﷺ کے لیے ناقضِ وضو نہیں تھی، کیونکہ نیند کے دوران آپ ﷺ کا دل بیدار رہتا تھا۔

وُضُوْءُ مَنْ نَامَ مُضْطَجِعًا
لیٹ کر سو جانے والے کا وضو

(٧٧٧)۔عَنْ أَبِي الْعَالِيَةِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ ؓ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: ((لَيْسَ عَلٰى مَنْ نَامَ سَاجِدًا وُضُوْءٌ حَتّٰى يَضْطَجِعَ، فَإِنَّهُ إِذَا اضْطَجَعَ اسْتَرْخَتْ مَفَاصِلُهُ۔)) (مسند أحمد: ٢٣١٥)

سیدنا عبد اللہ بن عباس ؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو آدمی سجدے کی حالت میں سو جائے، اس پر کوئی وضو نہیں ہے، وضو اس پر ہے جو لیٹ کر سو جاتا ہے، کیونکہ جب بندہ لیٹ کر سوتا ہے تو اس کے جوڑ ڈھیلے اور سست پڑ جاتے ہیں۔''

فوائد: …… یہ حدیث اور وہ تمام روایات، جن میں بیٹھنے اور لیٹ کر سونے میں فرق کیا گیا ہے، وہ ضعیف ہیں۔

(٧٧٨)۔عَنْ عَلِيٍّ ؓ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((إِنَّ الْعَيْنَ وِكَاءُ السَّهِ فَمَنْ نَامَ فَلْيَتَوَضَّأْ۔)) (مسند أحمد: ٨٨٧)

سیدنا علی ؓ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''بیشک آنکھ، دُبُر کے لیے تسمہ ہے، اس لیے جو سو جائے، وہ وضو کرے۔''

(٧٧٩)۔عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ أَبِي سُفْيَانَ ؓ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِنَّ الْعَيْنَ وِكَاءُ

سیدنا معاویہ بن ابی سفیان ؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''بیشک آنکھ، دُبُر کے لیے تسمہ ہے، اس

---

(٧٧٦) تخريج: اسناده صحيح۔ أخرجه البيهقي: ١/ ١٢١، وحديث ابن عباس روى فى المسند بالفاظ مختلفة ومطولة ومختصرة و منها ما رواه الشيخان (انظر: ٢١٩٤)

(٧٧٧) تخريج: اسناده ضعيف، يزيد بن عبد الرحمن مختلف فيه۔ أخرجه ابوداود: ٢٠٢، والترمذي: ٧٧ (انظر: ٢٣١٥)

(٧٧٨) تخريج: قال الالباني: حسن۔ أخرجه ابوداود: ٢٠٣، وابن ماجه: ٤٧٧ (انظر: ٨٨٧)

(٧٧٩) تخريج: قال الالباني: حسن لغيره (مشكوة المصابيح)۔ أخرجه الدارمي: ١/ ١٨٤، وابويعلي: ٧٣٧٢، والطبراني فى "الكبير": ١٩/ ٨٧٥، والبيهقي: ١/ ١١٨، والدارقطني: ١/ ١٦٠ (انظر: ١٦٨٧٩)

السَّہِ، فَإِذَا نَامَتِ الْعَیْنَانِ اسْتَطْلَقَ الْوِکَاءُ۔)) (مسند أحمد: ۱۷۰۰۳)

لیے جب آنکھیں سو جاتی ہیں تو تسمہ کھل جاتا ہے۔‘‘

فوائد:...... حدیث نمبر (۷۷۲) کے فوائد میں ان احادیث کا ذکر کیا جا چکا ہے۔

اَلْوُضُوْءُ مِنْ مَسِّ الْفَرْجِ
شرمگاہ کو چھونے سے وضو کرنے کا بیان

تنبیہ: آنے والے تین ابواب کی احادیث کا مطالعہ کریں، یہ کل دس احادیث ہیں، تین ابواب کے بعد یعنی حدیث نمبر (۷۸۹) کے فوائد میں جمع و تطبیق کی صورتیں ذکر کی جائیں گی۔

(۷۸۰)۔ عَنْ زَیْدِ بْنِ خَالِدِ الْجُھَنِیِّ ؓ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ یَقُوْلُ: ((مَنْ مَسَّ فَرْجَہُ فَلْیَتَوَضَّأْ۔)) (مسند أحمد: ۲۲۰۳۱)

سیدنا زید بن خالد جہنی ؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ’’جو آدمی اپنی ’’فَرْج‘‘ کو چھوئے وہ وضو کرے۔‘‘

فوائد:...... ’’فَرْج‘‘ کا اطلاق عورت اور مرد دونوں کی اگلی اور پچھلی شرمگاہوں پر ہوتا ہے۔

(۷۸۱)۔ عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَیْبٍ عَنْ أَبِیْہِ عَنْ جَدِّہِ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ: ((مَنْ مَسَّ ذَکَرَہُ فَلْیَتَوَضَّأْ، وَأَیُّمَا امْرَأَۃٍ مَسَّتْ فَرْجَھَا فَلْتَتَوَضَّأْ۔)) (مسند أحمد: ۷۰۷۶)

سیدنا عبد اللہ بن عمرو بن عاص ؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ’’جو (آدمی) اپنی اگلی شرمگاہ کو چھوئے، وہ وضو کرے، اسی طرح جو عورت اپنی شرمگاہ کو چھوئے وہ بھی وضو کرے۔‘‘

(۷۸۲)۔ عَنْ أَبِیْ ھُرَیْرَۃَ ؓ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ قَالَ: ((مَنْ أَفْضٰی بِیَدِہِ إِلٰی ذَکَرِہِ لَیْسَ دُوْنَہُ سِتْرٌ فَقَدْ وَجَبَ عَلَیْہِ الْوُضُوْءُ۔)) (مسند أحمد: ۸۳۸۵)

سیدنا ابو ہریرہ ؓ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ’’جو آدمی اپنا ہاتھ اپنی اگلی شرمگاہ کو لگائے، جبکہ اس کے سامنے کوئی پردہ بھی نہ ہو تو یقیناً اس پر وضو واجب ہو گیا۔‘‘

---

(۷۸۰) تخریج: اسنادہ حسن۔ أخرجہ الطبرانی فی ’’الکبیر‘‘: ۵۲۲۲، وابن ابی شیبۃ: ۱/ ۱۶۳، والبزار: ۳۷۶۲ (انظر: ۲۱۶۸۹)

(۷۸۱) تخریج: اسنادہ حسن۔ أخرجہ الدارقطنی: ۱/ ۱۴۷، والبیھقی: ۱/ ۱۳۲ (انظر: ۷۰۷۶)

(۷۸۲) تخریج: حدیث حسن۔ أخرجہ ابن حبان: ۱۱۱۸، والطبرانی فی ’’الاوسط‘‘: ۱۸۷۱، والبیھقی: ۱/ ۱۳۳، والدارقطنی: ۱/ ۱۴۷، والحاکم: ۱/ ۱۳۸ (انظر: ۸۴۰۴)

حَدِيْثُ بُسْرَةَ بِنْتِ صَفْوَانَ فِيْ نَقْضِ الْوُضُوْءِ بِمَسِّ الذَّكَرِ

ذکر کو چھونے سے وضو کا ٹوٹ جانا، اس کے بارے میں سیدہ بسرہ بنت صفوان رضی اللہ عنہا کی حدیث کا بیان

(۷۸۳)۔حَدَّثَنَا عَبْدُاللّٰهِ حَدَّثَنِیْ أَبِیْ ثَنَا یَحْیٰی بْنُ سَعِیْدٍ عَنْ هِشَامٍ قَالَ: حَدَّثَنِیْ أَبِیْ أَنَّ بُسْرَةَ بِنْتَ صَفْوَانَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهَا أَخْبَرَتْهُ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((مَنْ مَسَّ ذَكَرَهُ فَلَا یُصَلِّ حَتّٰی یَتَوَضَّأَ۔)) (مسند أحمد: ۲۷۸۳۸)

سیدہ بسرہ بن صفوان رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو آدمی اپنی شرمگاہ کو چھوئے، وہ اس وقت تک نماز نہ پڑھے، جب تک وضو نہ کر لے۔''

(۷۸٤)۔ (وَمِنْ طَرِیْقٍ ثَانٍ)۔قَالَ عَبْدُاللّٰهِ: وَجَدْتُ فِیْ كِتَابِ أَبِیْ بِخَطِّ یَدِهِ، ثَنَا أَبُو الْیَمَانِ قَالَ: أَنَا شُعَیْبٌ عَنِ الزُّهْرِیِّ قَالَ: أَخْبَرَنِیْ عَبْدُاللّٰهِ بْنُ أَبِیْ بَكْرِ بْنِ حَزْمٍ الْأَنْصَارِیُّ أَنَّهُ سَمِعَ عُرْوَةَ بْنَ الزُّبَیْرِ یَقُوْلُ:ذَكَرَ مَرْوَانُ فِیْ إِمَارَتِهِ عَلَی الْمَدِیْنَةِ أَنَّهُ یُتَوَضَّأُ مِنْ مَسِّ الذَّكَرِ إِذَا أَفْضَی الرَّجُلُ بِیَدِهِ، فَأَنْكَرْتُ ذَالِكَ عَلَیْهِ، فَقُلْتُ: لَا وُضُوْءَ عَلٰی مَنْ مَسَّهُ، فَقَالَ مَرْوَانُ: أَخْبَرَتْنِیْ بُسْرَةُ بِنْتُ صَفْوَانَ أَنَّهَا سَمِعَتْ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ یَذْكُرُ مَا یُتَوَضَّأُ مِنْهُ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((وَیُتَوَضَّأُ مِنْ مَسِّ الذَّكَرِ۔)) قَالَ عُرْوَةُ: فَلَمْ أَزَلْ أُمَارِیْ مَرْوَانَ حَتّٰی دَعَا رَجُلًا مِنْ حَرَسِهِ فَأَرْسَلَهُ إِلٰی بُسْرَةَ یَسْأَلُهَا عَمَّا حَدَّثَتْ مِنْ ذَالِكَ،

عروہ بن زبیر کہتے ہے: جب مروان مدینہ منورہ پر حکمران تھا، اس دوران اس نے ذکر کیا کہ جب کوئی آدمی اپنا ہاتھ شرمگاہ کو لگا دے گا تو وہ وضو کرے گا، لیکن میں نے اس کی اس بات کا انکار کیا اور کہا کہ شرمگاہ کو چھونے والے پر کوئی وضو نہیں ہے۔ مروان نے کہا: سیدہ بسرہ رضی اللہ عنہا نے مجھے بیان کیا ہے کہ اس نے رسول اللہ ﷺ کو نواقضِ وضو ذکر کرتے ہوئے سنا، آپ ﷺ نے یہ بھی فرمایا تھا: ''شرمگاہ کو چھونے سے وضو کیا جائے گا۔'' لیکن مروان سے میرا مجادلہ جاری رہا، یہاں تک کہ اس نے اپنے محافظوں میں سے ایک آدمی کو بلا کر اسے سیدہ بسرہ رضی اللہ عنہا کی طرف بھیجا تا کہ وہ اس سے اس حدیث کے بارے میں پوچھ کر آئیں، جو اس نے اس (مروان) کو بیان کی تھی، سیدہ بسرہ رضی اللہ عنہا نے جواباً وہی حدیث ذکر کی، جو مروان نے مجھے ان کے واسطے سے بیان کی تھی۔

---

(۷۸۳) تخریج: حدیث صحیح۔ أخرجه الترمذی: ۸۲، والنسائی: ۱/ ۲۱٦ (انظر: ۲۷۲۹۵)

(۷۸٤) تخریج: اسناده صحیح۔ أخرجه النسائی: ۱/ ۱۰۰ (انظر: ۲۷۲۹٦)

فَأَرْسَلَتْ إِلَيْهِ بُسْرَةُ بِمِثْلِ الَّذِي حَدَّثَنِي عَنْهَا مَرْوَانُ۔ (مسند أحمد: ٢٧٨٣٨م)

(٧٨٥)۔ (وَمِنْ طَرِيْقٍ ثَالِثٍ)۔حَدَّثَنَا عَبْدُاللّٰهِ حَدَّثَنِي أَبِي ثَنَا إِسْمَعِيْلُ بْنُ عُلَيَّةَ ثَنَا عَبْدُاللّٰهِ بْنُ أَبِي بَكْرِ بْنِ حَزْمٍ بِمِثْلِهِ وَفِيْهِ: فَذَكَرَ الرَّسُوْلُ أَنَّهَا تُحَدِّثُ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((مَن مَسَّ ذَكَرَهُ فَلْيَتَوَضَّأْ۔)) (مسند أحمد: ٢٧٨٣٦)

(تیسری سند) اس میں ہے: قاصد نے بتلایا کہ سیدہ بسرہ رضی اللہ عنہا یہ بیان کر رہی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا: ''جو آدمی اپنی شرمگاہ کو چھوئے، وہ وضو کرے۔''

(٧٨٦)۔ (وَمِنْ طَرِيْقٍ رَابِعٍ)۔ حَدَّثَنِي أَبِي ثَنَا سُفْيَانُ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ حَزْمٍ أَنَّهُ سَمِعَهُ مِنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ وَهُوَ مَعَ أَبِيْهِ يُحَدِّثُ أَنَّ مَرْوَانَ أَخْبَرَهُ عَنْ بُسْرَةَ بِنْتِ صَفْوَانَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((مَنْ مَسَّ فَرْجَهُ فَلْيَتَوَضَّأْ۔)) قَالَ: فَأَرْسَلَ إِلَيْهَا رَسُوْلًا وَأَنَا حَاضِرٌ، فَقَالَتْ: نَعَمْ، فَجَاءَ مِنْ عِنْدِهَا بِذَالِكَ۔ (مسند أحمد: ٢٧٨٣٧)

(چوتھی سند) عروہ بن زبیر بیان کرتے ہیں، جبکہ وہ اپنے باپ کے ساتھ تھے، کہ مروان نے اس کو سیدہ بسرہ بنت صفوان رضی اللہ عنہا کی وساطت سے یہ حدیث بیان کی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو آدمی اپنی شرمگاہ کو چھوئے، وہ وضو کرے۔'' پھر مروان نے اس کی طرف قاصد بھیجا، جبکہ میں موجود تھا، سیدہ رضی اللہ عنہا نے جواباً کہا: جی ہاں، (آپ ﷺ نے ایسے ہی فرمایا تھا)، پس قاصد ان کے پاس سے وہی بات لے کر آیا۔

مَنْ رَأَى عَدَمَ نَقْضِ الْوُضُوْءِ بِمَسِّ الذَّكَرِ
شرمگاہ کو چھونے سے وضو کا نہ ٹوٹنا، اس رائے کا بیان

(٧٨٧)۔عَنْ قَيْسِ بْنِ طَلْقٍ عَنْ أَبِيْهِ قَالَ: سَأَلَ رَجُلٌ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ أَيَتَوَضَّأُ أَحَدُنَا إِذَا مَسَّ ذَكَرَهُ، قَالَ: ((إِنَّمَا هُوَ بَضْعَةٌ مِنْكَ أَوْ جَسَدِكَ۔)) (مسند أحمد: ١٦٣٩٥)

سیدنا طلق رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک آدمی نے رسول اللہ ﷺ سے یہ سوال کیا کہ جب کوئی آدمی اپنی شرمگاہ کو چھو لے، تو کیا وہ اس سے وضو کرے گا؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''یہ تمہارے جسم کے گوشت کا ایک ٹکڑا ہی ہے۔''

---

(٧٨٥) تخريج: اسناده صحيح۔ أخرجه ابوداود: ١٨١ (انظر: ٢٧٢٩٣)

(٧٨٦) تخريج: حديث صحيح، وهو مكرر ما قبله۔ أخرجه النسائي: ١/ ٢١٦ (انظر: ٢٧٢٩٤)

(٧٨٧) تخريج: حديث حسن۔ أخرجه ابوداود: ١٨٢، والترمذي: ٨٥، والنسائي: ١/ ١٠٣، وابن ماجه: ٤٨٣ (انظر: ١٦٢٨٦)

(٧٨٨)۔ (وَعَنْهُ مِنْ طَرِيقٍ ثَانٍ)۔عَنْ أَبِيهِ قَالَ: كُنْتُ جَالِسًا عِنْدَ النَّبِيِّ ﷺ فَسَأَلَهُ رَجُلٌ فَقَالَ: مَسَسْتُ ذَكَرِي، أَوِ الرَّجُلُ يَمُسُّ ذَكَرَهُ فِي الصَّلٰوةِ، عَلَيْهِ الْوُضُوءُ؟ قَالَ: ((لَا، إِنَّمَا هُوَ مِنْكَ۔)) (مسند أحمد: ١٦٤٠١)

(دوسری سند) سیدنا طلق رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میں نبی کریم ﷺ کے پاس بیٹھا ہوا تھا، ایک آدمی نے آپ ﷺ سے سوال کیا: میں نے اپنی شرمگاہ کو چھوا ہے یا ایک آدمی نماز میں اپنی شرمگاہ کو چھوتا ہے، کیا وہ دوبارہ وضو کرے گا؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''نہیں، یہ تمہارے وجود کا حصہ ہی ہے۔''

(٧٨٩)۔ (وَعَنْهُ مِنْ طَرِيقٍ ثَالِثٍ)۔عَنْ أَبِيهِ قَالَ: قَالَ رَجُلٌ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! أَيَتَوَضَّأُ أَحَدُنَا إِذَا مَسَّ ذَكَرَهُ فِي الصَّلَاةِ؟ قَالَ: ((هَلْ هُوَ إِلَّا مِنْكَ، أَوْ بَضْعَةٌ مِنْكَ۔)) (مسند أحمد: ١٦٤٠٤)

(تیسری سند) سیدنا طلق رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک آدمی نے کہا: اے اللہ کے رسول! اگر ہم میں سے کوئی آدمی نماز میں اپنی شرمگاہ کو چھو لیتا ہے تو کیا وہ وضو کرے گا؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''یہ تمہارے جسم کا ایک ٹکڑا ہی ہے، (اس سے وضو کرنے کی کیا ضرورت ہے)۔''

فوائد: ...... یہ حدیث سیدنا طلق کے حوالے سے مشہور ہے، جس میں یہ کہا گیا ہے کہ شرمگاہ کو چھونے سے وضو متاثر نہیں ہوتا۔ مذکورہ بالا تین احادیث کے مضمون میں بظاہر تعارض نظر آ رہا ہے اور وہ اس طرح کہ بعض احادیث میں شرمگاہ کو ہاتھ لگنے سے وضو کے ٹوٹ جانے کا ذکر ہے، جبکہ بعض کا تقاضا یہ ہے کہ اس سے وضو نہیں ٹوٹتا ہے، ان روایات کی بنیاد پر سلف و خلف میں اختلاف واقع ہوا ہے کہ آیا شرمگاہ کو چھونا ناقض وضو ہے یا نہیں۔ راجح یہی معلوم ہوتا ہے کہ وضو ٹوٹ جاتا ہے، بشرطیکہ چھونے کی صورت یہ ہو کہ ہاتھ اور شرمگاہ میں کوئی پردہ حائل نہ ہو، جیسا کہ سیدنا بسرہ اور سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہما کی روایات کے الفاظ سے معلوم ہو رہا ہے۔ لیکن سیدنا طلق کی روایت کا کیا جائے گا؟ محدثین نے جمع و تطبیق کے جتنے طریقے مقرر کیے ہیں، ان سب کی روشنی میں سیدنا بسرہ کی روایت پر عمل کیا جائے گا، مثال کے طور پر:

(۱) سیدنا طلق کی روایت کا تعلق اس صورت سے ہے، جب ہاتھ اور شرمگاہ کے درمیان پردہ حائل ہو، یہی تطبیق مناسب نظر آ رہی ہے، اس طرح سے دونوں روایات پر عمل کرنا ممکن ہو جائے گا۔

(۲) اگر اسانید کو دیکھا تو سیدنا بسرہ کی روایت راجح قرار پاتی ہے۔

(۳) اگر احتیاط کے معاملے کو سامنے رکھا جائے تو سیدہ بسرہ رضی اللہ عنہا کی روایت پر عمل کرنا چاہیے، جس میں شرمگاہ کو چھونے کو ناقضِ وضو قرار دیا گیا ہے۔

---

(٧٨٨) تخريج: انظر الحديث بالطريق الاول

(٧٨٩) تخريج: انظر الحديث بالطريق الاول

(۴) اگر اباحت اور حظر میں تعارض پیدا ہو جائے تو حظر کو مقدم کیا جاتا ہے، سیدہ بسرہ رضی اللہ عنہا کی حدیث کا تعلق حظر سے ہے۔

(۵) اگر متعارض امور میں سے ایک کا تعلق براءتِ اصلیہ سے ہو تو اسے منسوخ سمجھا جائے گا، اس اعتبار سے بھی سیدنا طلق رضی اللہ عنہ کی حدیث منسوخ اور سیدہ بسرہ رضی اللہ عنہا کی حدیث ناسخ اور قابل عمل قرار پاتی ہے۔ خلاصۂ کلام یہ ہے کہ سیدنا بسرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث پر عمل کرتے ہوئے شرمگاہ کے چھونے کو ناقضِ وضو سمجھا جائے گا، واللہ اعلم۔

بَابٌ فِيْ الْوُضُوْءِ مِنْ لَمْسِ الْمَرْأَةِ وَتَقْبِيْلِهَا

عورت کو چھونے اور اس کا بوسہ لینے سے وضو کرنے کا بیان

(۷۹۰)۔ عَنْ عُرْوَةَ بْنِ زُبَيْرٍ عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَبَّلَ بَعْضَ نِسَائِهِ ثُمَّ خَرَجَ إِلَى الصَّلٰوةِ وَلَمْ يَتَوَضَّأْ، قَالَ عُرْوَةُ: قُلْتُ لَهَا: مَنْ هِيَ إِلَّا أَنْتِ؟ فَضَحِكَتْ۔ (مسند أحمد: ۲۶۲۸۵)

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک بیوی کا بوسہ لیا اور پھر وضو کیے بغیر نماز کے لیے تشریف لے گئے۔ میں (عروہ) نے کہا: یہ بیوی آپ ہی ہوں گی؟ یہ سن کر سیدہ مسکرا پڑیں۔

(۷۹۱)۔ عَنْ عَائِشَةَ أَيْضًا رضی اللہ عنہا قَالَتْ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَتَوَضَّأُ ثُمَّ يُصَلِّيْ ثُمَّ يُقَبِّلُ وَيُصَلِّيْ وَلَا يَتَوَضَّأُ۔ (مسند أحمد: ۲۴۸۳۳)

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ وضو کر کے نماز پڑھتے، پھر اپنی بیوی کا بوسہ لیتے اور پھر وضو کیے بغیر مزید نماز پڑھتے۔

(۷۹۲)۔ عَنْ أَبِيْ سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِالرَّحْمٰنِ عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهَا قَالَتْ: كُنْتُ أَنَامُ بَيْنَ يَدَيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَرِجْلَيَّ فِيْ قِبْلَتِهِ، فَإِذَا سَجَدَ غَمَزَنِيْ فَقَبَضْتُ رِجْلَيَّ وَإِذَا قَامَ بَسَطْتُهُمَا وَالْبُيُوْتُ لَيْسَ يَوْمَئِذٍ فِيْهَا مَصَابِيْحُ۔ (مسند أحمد: ۲۵۶۶۳)

زوجۂ رسول سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے، وہ کہتی ہیں: میں رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ کے سامنے سویا کرتی تھی اور میری ٹانگیں آپ ﷺ کے قبلہ کی سمت میں ہوتی تھیں، جب آپ ﷺ سجدہ کرتے تو آپ مجھے دباتے اور میں اپنی ٹانگوں کو سمیٹ لیتی تھی، پھر جب آپ ﷺ کھڑے ہو جاتے تو میں ان کو بچھا دیتی، ان دنوں میں گھروں میں چراغ نہیں ہوتے تھے۔

فوائد: ...... اس باب میں مؤخر الذکر حدیث کا مفہوم یہ ہے کہ آپ ﷺ نے نماز کے اندر اپنی زوجۂ محترمہ کے جسم کو چھوا ہے۔ خاوند کا اپنی بیوی کے وجود کو مس کرنا یا بوسہ دینا، اس سے وضو متأثر نہیں ہوتا، ہاں اگر اس کی وجہ سے

---

(۷۹۰) تخریج: اسناده صحیح۔ أخرجه ابوداود: ۱۷۹، والترمذی: ۸۶، وابن ماجه: ۵۰۲ (انظر: ۲۵۷۶۶)

(۷۹۱) تخریج: حدیث صحیح۔ أخرجه ابن ماجه: ۵۰۳ (انظر: ۲۴۳۲۹)

(۷۹۲) تخریج: أخرجه البخاری: ۳۸۲، ۵۱۳، ۱۲۰۹، ومسلم: ۵۱۲ (انظر: ۲۵۱۴۸)

مذی کے قطرے خارج ہو جائیں تو یہ علیحدہ بات ہوگی اور قطروں کی وجہ سے وضو ٹوٹ جائے گا۔ سورۂ نساء کی آیت (۴۳) میں ﴿اَوْ لٰمَسْتُمُ النِّسَاءَ﴾ سے مراد بیویوں کے ساتھ مباشرت اور جماع ہے، مطلق چھونا نہیں ہے۔

اَلْوُضُوْءُ مِنَ الْقَيْءِ وَالْقَلْسِ وَالرُّعَافِ
قے، ڈکار اور نکسیر سے وضو کرنے کا بیان

(۷۹۳)۔ عَنْ مَعْدَانَ بْنِ أَبِي طَلْحَةَ أَنَّ أَبَا الدَّرْدَاءِ ﷺ أَخْبَرَهُ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَاءَ فَأَفْطَرَ، قَالَ: فَلَقِيْتُ ثَوْبَانَ مَوْلٰى رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فِي مَسْجِدِ دِمَشْقَ فَقُلْتُ: إِنَّ أَبَا الدَّرْدَاءِ أَخْبَرَنِي أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَاءَ فَأَفْطَرَ، قَالَ: صَدَقَ، أَنَا صَبَبْتُ لَهُ وَضُوْئَهُ۔ (مسند أحمد: ۲۲۷٤۰)

معدان بن ابی طلحہ کہتے ہیں: سیدنا ابو درداء رضی اللہ عنہ نے مجھے بتلایا کہ رسول اللہ ﷺ نے قے کی اور پھر روزہ افطار کر دیا، اس کے بعد مسجد دمشق میں مولائے رسول سیدنا ثوبان رضی اللہ عنہ سے جب میری ملاقات ہوئی تو میں نے ان کو بتلایا کہ سیدنا ابو درداء رضی اللہ عنہ نے مجھے بتلایا کہ رسول اللہ ﷺ نے قے کی اور پھر روزہ افطار کر دیا، انھوں نے کہا: جی انھوں نے سچ کہا، پھر میں نے آپ ﷺ کے وضو کا پانی بہایا تھا۔

(۷۹٤)۔ (وَعَنْهُ مِنْ طَرِيْقٍ آخَرَ)۔ عَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ ﷺ قَالَ: اِسْتَقَاءَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ فَأَفْطَرَ فَأُتِيَ بِمَاءٍ فَتَوَضَّأَ۔ (مسند أحمد: ۲۸۰۸۷)

(دوسری سند) سیدنا ابو درداء رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے از خود قے کی تھی، اس لیے روزہ افطار کر دیا تھا، پھر آپ ﷺ کے پاس پانی لایا گیا اور آپ ﷺ نے وضو کیا۔

فوائد: ......سوال یہ ہے کہ مذکورہ بالا حدیث میں ''فاء'' سببیت کے لیے ہے یا تعقیب کے لیے، اگر سببیت کے لیے تسلیم کریں تو یہ مسئلہ ثابت ہوگا کہ قے سے روزہ اور وضو متاثر ہوتے ہیں، اور اگر اس کو تعقیب کے لیے تسلیم کیا جائے تو پھر صرف یہ ثابت ہوگا کہ آپ ﷺ نے بالترتیب تین کام کیے، یہ ثابت نہیں ہوگا کہ آپ ﷺ نے قے کی وجہ سے روزہ توڑا اور وضو کیا، جیسا کہ امام طحاوی نے کہا: (سیدنا ابو الدرداء اور سیدنا ثوبان رضی اللہ عنہما) کی احادیث سے یہ استدلال تو نہیں کیا جا سکتا کہ قے کی وجہ سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے، ان میں تو صرف یہ ہے کہ آپ ﷺ نے قے کی اور اس کے بعد روزہ توڑ دیا۔ زیادہ احتیاط اسی میں ہے کہ قے کے بعد وضو کر لیا جائے، کیونکہ ممکن ہے کہ ''فاء'' سببیت کے لیے ہو۔ رہا مسئلہ قے کی وجہ سے روزہ ٹوٹ جانے کا، تو اس حدیث کو درج ذیل حدیث کی روشنی میں سمجھا جائے گا: سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((مَنْ ذَرَعَهُ الْقَيْءُ وَهُوَ صَائِمٌ فَلَيْسَ عَلَيْهِ قَضَاءٌ وَإِنِ اسْتَقَاءَ فَلْيَقْضِ۔)) ......'' جسے روزے کی حالت میں قے آ جائے اس پر قضا نہیں، لیکن اگر کوئی جان بوجھ کر

(۷۹۳) تخریج: حدیث صحیح۔ أخرجه الترمذی: ۸۷ (انظر: ۲۲۳۸۱)
(۷۹٤) تخریج: حدیث صحیح، وانظر الحدیث بالطریق الاول

قے کر دے تو وہ قضائی دے۔'' (ابوداود: ۲۳۸۰، ترمذی: ۷۱۶، ابن ماجہ: ۱۶۷۶) یعنی آپ ﷺ نے کسی وجہ سے از خود قے کی، اس وجہ سے روزہ توڑ دیا۔ راجح مسلک کے مطابق ڈکار اور نکسیر ناقضِ وضو نہیں ہیں، اس موضوع کی درج ذیل روایت ضعیف ہے۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((مَنْ اَصَابَهُ قَیْءٌ اَوْ رُعَافٌ اَوْ قَلْسٌ اَوْ مَذْیٌ فَلْيَنْصَرِفْ فَلْيَتَوَضَّأْ۔)) ......''جسے (نماز میں) قے آجائے یا نکسیر پھوٹ پڑے یا ڈکار آ جائے یا مذی آ جائے تو وہ (نماز سے) نکل جائے اور وضو کرے۔'' (ابن ماجہ: ۱۲۲۱) لیکن یہ روایت ضعیف ہے، اس کی سند میں اسماعیل بن عیاش راوی ضعیف ہے۔

اَلْوُضُوْءُ مِنْ أَكْلِ لُحُوْمِ الْإِبِلِ
اونٹ کا گوشت کھانے سے وضو کرنے کا بیان

(۷۹۵)۔ عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ: كُنْتُ قَاعِدًا مَعَ النَّبِيِّ ﷺ فَأَتَاهُ رَجُلٌ فَقَالَ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! أَنَتَوَضَّأُ مِنْ لُحُوْمِ الْغَنَمِ؟ قَالَ: ((إِنْ شِئْتَ تَوَضَّأْ مِنْهُ وَإِنْ شِئْتَ لَا تَوَضَّأْ مِنْهُ۔)) قَالَ: أَفَأَتَوَضَّأُ مِنْ لُحُوْمِ الْإِبِلِ؟ قَالَ: ((نَعَمْ، فَتَوَضَّأْ مِنْ لُحُوْمِ الْإِبِلِ۔)) قَالَ: فَنُصَلِّيْ فِيْ مَبَارِكِ الْإِبِلِ؟ قَالَ: ((لَا۔)) قَالَ: أَنُصَلِّيْ فِيْ مَرَابِضِ الْغَنَمِ؟ قَالَ: ((نَعَمْ، صَلِّ فِي مَرَابِضِ الْغَنَمِ۔)) (مسند أحمد: ۲۱۳۲۸)

سیدنا جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: میں نبی کریم ﷺ کے ساتھ بیٹھا ہوا تھا، ایک آدمی آپ ﷺ کے پاس آیا اور کہا: اے اللہ کے رسول! کیا ہم بکری کے گوشت سے وضو کیا کریں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اگر تو چاہے تو وضو کر لے اور چاہے تو وضو نہ کرے۔'' اس نے کہا: تو کیا ہم اونٹ کے گوشت سے وضو کیا کریں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''جی ہاں، اونٹ کا گوشت کھانے سے وضو کیا کر۔'' اس نے کہا: کیا ہم اونٹوں کے باڑوں میں نماز پڑھ لیا کریں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''نہیں۔'' اس نے کہا: کیا ہم بکریوں کے باڑوں میں نماز پڑھ لیا کریں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''جی ہاں، بکریوں کے باڑوں میں نماز پڑھ لیا کر۔''

(۷۹۶)۔ عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ رضی اللہ عنہ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ مِثْلُهُ۔ (مسند أحمد: ۱۸۷۳۷)

سیدنا براء بن عازب رضی اللہ عنہ نے بھی نبی کریم ﷺ کی اس قسم کی حدیث بیان کی ہے۔

فوائد: ......سیدنا براء بن عازب رضی اللہ عنہ کی حدیث یوں ہے:

رسول اللہ ﷺ سے اونٹ کے گوشت سے وضو کرنے کے بارے میں سوال کیا گیا، آپ ﷺ نے فرمایا: ''اس سے وضو کیا کرو۔'' پھر آپ ﷺ سے اونٹوں کے باڑوں میں نماز پڑھنے کے بارے میں سوال کیا گیا، آپ ﷺ نے

---

(۷۹۵) تخریج: أخرجه مسلم: ۳۶۰ (انظر: ۲۱۰۱۵)

(۷۹۶) تخریج: اسناده صحیح۔ أخرجه ابوداود: ۱۸۴، ۴۹۳، والترمذی: ۸۱، وابن ماجه: ۴۹۴ (انظر: ۱۸۵۳۸)

فرمایا: ((لَاتُصَلُّوْا فِيْهَا، فَإِنَّهَا مِنَ الشَّيَاطِيْنِ۔)) ......"تم ان میں نماز نہ پڑھو، کیونکہ یہ شیطانوں میں سے ہیں۔" پھر آپ ﷺ سے بکریوں کے باڑوں میں نماز پڑھنے کے بارے میں سوال کیا گیا، آپ ﷺ نے فرمایا: "ان میں نماز پڑھو، پس بیشک یہ جانور تو برکت ہے۔" معلوم ہوا کہ اونٹوں کے باڑوں میں نماز نہ پڑھنے کی وجہ یہ ہے کہ ان کے مزاج میں شیطنت پائی جاتی ہے، اس وجہ سے وہ نمازی کو نقصان پہنچا سکتے ہیں۔ ماکول اللحم جانوروں کا پیشاب، مینگنیاں اور گوبر وغیرہ پاک ہے، ایک دلیل کا ذکر ان احادیث میں بھی ہے کہ آپ ﷺ نے بکریوں کے باڑوں میں نماز پڑھنے کی اجازت دی ہے، جبکہ ان باڑوں کی ہر جگہ پیشاب اور مینگنیوں سے متاثر ہوتی ہے، حدیث نمبر (۴۵۳) کی شرح میں اس مسئلہ پر بحث کی جا چکی ہے۔

(۷۹۷)۔ عَنْ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِي لَيْلٰى عَنْ ذِي الْغُرَّةِ ؓ قَالَ: عَرَضَ أَعْرَابِيٌّ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَرَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَسِيْرُ، فَقَالَ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! تُدْرِكُنَا الصَّلَاةُ وَنَحْنُ فِي أَعْطَانِ الْإِبِلِ أَفَنُصَلِّيْ فِيْهَا؟ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَا۔)) قَالَ: أَفَنَتَوَضَّأُ مِنْ لُحُوْمِهَا؟ قَالَ: ((نَعَمْ۔)) قَالَ: أَفَنُصَلِّيْ فِيْ مَرَابِضِ الْغَنَمِ؟ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((نَعَمْ۔)) قَالَ: أَفَنَتَوَضَّأُ مِنْ لُحُوْمِهَا؟ قَالَ: ((لَا۔)) (مسند أحمد: ١٦٧٤٦)

سیدنا ذو الغرہ ؓ سے مروی ہے کہ ایک بدّو، رسول اللہ ﷺ کے سامنے آیا، جبکہ آپ ﷺ چل رہے تھے، اس نے کہا: اے اللہ کے رسول! جب اونٹوں کے باڑوں میں ہی نماز کا وقت ہو جائے تو کیا ہم ان میں نماز پڑھ لیا کریں؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "نہیں۔" اس نے کہا: کیا ہم ان کے گوشت سے وضو کیا کریں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: "جی ہاں۔" اس نے کہا: کیا ہم بکریوں کے باڑوں میں نماز پڑھ لیا کریں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: "جی ہاں۔" اس نے کہا: کیا ہم ان کے گوشت سے وضو کیا کریں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: "جی نہیں۔"

(۷۹۸)۔ عَنْ أُسَيْدِ بْنِ حُضَيْرٍ ؓ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ سُئِلَ عَنْ أَلْبَانِ الْإِبِلِ، قَالَ: ((تَوَضَّئُوْا مِنْ أَلْبَانِهَا۔)) وَسُئِلَ عَنْ أَلْبَانِ الْغَنَمِ، فَقَالَ: ((لَا تَوَضَّئُوْا مِنْ أَلْبَانِهَا۔)) (مسند أحمد: ١٩٣٠٧)

سیدنا اسید بن حضیر ؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے اونٹوں کے دودھ سے (وضو کرنے کے) بارے میں سوال کیا گیا، آپ ﷺ نے فرمایا: "ان کے دودھ سے وضو کیا کرو۔" پھر آپ ﷺ سے بکریوں کے دودھ کے بارے میں سوال کیا گیا، آپ ﷺ نے فرمایا: "ان کے دودھ سے وضو نہ کیا کرو۔"

---

(٧٩٧) تخريج: هو صحيح لكن من حديث البراء بن عازب، الذى تقدم برقم: ٧٩٦، لا من حديث ذى الغرة هذا۔ أخرجه الطبرانى فى "الكبير": ٢٢/ ٧٠٩ (انظر: ١٦٦٢٩)

(٧٩٨) تخريج: اسناده ضعيف لضعف حجاج بن ارطاة، وقد اختلف عليه فيه، وعبد الرحمن ابن ابى ليلى لم يسمع من اسيد بن حضير۔ أخرجه ابن ماجه: ٤٩٦ (انظر: ١٩٠٩٧)

فوائد: ......ان احادیث سے ثابت ہوا کہ اونٹ کا گوشت کھانے سے وضو کرنا ہوگا۔

اَلْوُضُوْءُ مِمَّا مَسَّتِ النَّارُ
آگ سے پکی ہوئی چیز سے وضو کرنے کا بیان

نـــــوٹ: ...... جن احادیث میں آگ پر پکائی جانے والی چیز کے کھانے کو ناقض وضو قرار دیا گیا ہے، وہ تمام احادیث منسوخ ہو چکی ہے، کیونکہ آپ ﷺ کی حیاتِ مبارکہ کا آخری عمل یہ تھا کہ آپ ﷺ ایسی چیز کھانے کے بعد وضو نہیں کرتے تھے۔ آنے والی تمام احادیث کو درج ذیل حدیث کی روشنی میں سمجھیں: سیدنا جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: كَـانَ آخِرُ الْأَمْرَيْنِ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ تَرْكَ الْوُضُوءِ مِمَّا مَسَّتِ النَّارُ۔ ......آگ سے پکی ہوئی چیز کھانے سے وضو ترک کر دینا دو معاملات میں سے آخری تھا۔ (ابوداود: ۱۹۲، نسائی: ۱/ ۱۰۸) دو معاملات سے مراد آگ پر پکی ہوئی چیزوں کے کھانے سے وضو کرنا اور نہ کرنا تھا۔

(۷۹۹)۔ عَنْ إِبْرَاهِيْمَ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ قَارِظٍ قَالَ: مَرَرْتُ بِأَبِيْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ وَهُوَ يَتَوَضَّأُ فَقَالَ: أَتَدْرِيْ مِمَّا أَتَوَضَّأُ؟ مِنْ أَثْوَارِ أَقِطٍ أَكَلْتُهَا، إِنِّيْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((تَوَضَّئُوْا مِمَّا مَسَّتِ النَّارُ۔)) (مسند أحمد: ٧٥٩٤)

عبد اللہ بن قارظ کہتے ہیں: میں سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے پاس سے گزرا، جبکہ وہ وضو کر رہے تھے، انھوں نے مجھ سے کہا: کیا تو جانتا ہے کہ میں کس چیز سے وضو کر رہا ہوں؟ پنیر کے ٹکڑے کھانے کی وجہ سے، کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس چیز کو آگ پر پکایا گیا ہو، اس کو کھانے سے وضو کیا کرو۔''

(۸۰۰)۔ عَنْ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ رضی اللہ عنہ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ مِثْلُهُ۔ (مسند أحمد: ٢١٩٣٤)

سیدنا زید بن ثابت رضی اللہ عنہ نے بھی نبی کریم ﷺ سے اس قسم کی حدیث بیان کی ہے۔

(۸۰۱)۔ عَنْ أَبِيْ مُوْسَى الْأَشْعَرِيِّ رضی اللہ عنہ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((تَوَضَّؤُوْا مِمَّا غَيَّرَتِ النَّارُ لَوْنَهُ۔)) (مسند أحمد: ١٩٩٤٠)

سیدنا ابو موسی اشعری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا: ''آگ نے جس چیز کا رنگ تبدیل کیا ہو، اس کو کھانے سے وضو کیا کرو۔''

---

(۷۹۹) تخريج: أخرجه مسلم: ٣٥٢ (انظر: ٧٦٠٥)

(۸۰۰) تخريج: أخرجه مسلم: ٣٥١ (انظر: ٢١٥٩٨)

(۸۰۱) تخريج: اسناده فيه ضعف وانقطاع، المبارك بن فضالة يدلس ويسوّى، والحسن البصرى لم يسمع من ابى موسى۔ أخرجه الطبراني في "الاوسط": ٢٧٦١ (انظر: ١٩٧٠٤)

(٨٠٢)۔عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ أَكَلَ ثَوْرَ أَقِطٍ فَتَوَضَّأَ مِنْهُ وَصَلَّى۔ (مسند أحمد: ٩٠٣٨)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے پنیر کا ایک ٹکڑا کھایا اور اس سے وضو کیا اور نماز پڑھی۔

(٨٠٣)۔عَنِ الْقَاسِمِ مَوْلٰى مُعَاوِيَةَ قَالَ: دَخَلْتُ مَسْجِدَ دِمَشْقَ فَرَأَيْتُ نَاسًا مُجْتَمِعِينَ وَشَيْخٌ يُحَدِّثُهُمْ، قُلْتُ: مَنْ هٰذَا؟ قَالُوا: سُهَيْلُ بْنُ الْحَنْظَلِيَّةِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، فَسَمِعْتُهُ يَقُوْلُ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((مَنْ أَكَلَ لَحْمًا فَلْيَتَوَضَّأْ۔)) (مسند أحمد: ١٧٧٧١)

سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کا غلام قاسم کہتا ہے: میں مسجدِ دمشق میں داخل ہوا اور دیکھا کہ لوگ جمع ہیں اور ایک بزرگ ان کو احادیث بیان کر رہے ہیں، میں نے کہا: یہ بزرگ کون ہیں؟ انھوں نے کہا: یہ سیدنا سہیل بن حظلیہ رضی اللہ عنہ ہیں، پھر میں نے ان کو یہ حدیث بیان کرتے ہوئے سنا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو آدمی گوشت کھائے، وہ وضو کرے۔''

مَا رُوِيَ فِيْ ذٰلِكَ عَنْ بَعْضِ أَزْوَاجِ النَّبِيِّ ﷺ

نبی کریم ﷺ کی بعض بیویوں سے اس موضوع سے متعلقہ بیان کی گئی مرویات کا بیان

(٨٠٤)۔عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ قَالَ: سَمِعْتُ عَائِشَةَ زَوْجَ النَّبِيِّ ﷺ تَقُوْلُ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((تَوَضَّؤُوْا مِمَّا مَسَّتِ النَّارُ۔)) (مسند أحمد: ٢٥٠٨٧)

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''آگ پر پکی ہوئی چیز کو کھانے سے وضو کیا کرو۔''

(٨٠٥)۔عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ طَحْلَاءَ قَالَ: قُلْتُ لِأَبِي سَلَمَةَ: إِنَّ ظِئْرَكَ سُلَيْمًا لَا يَتَوَضَّأُ مِمَّا مَسَّتِ النَّارُ، قَالَ: فَضَرَبَ صَدْرَ سُلَيْمٍ وَقَالَ: أَشْهَدُ عَلٰى أُمِّ سَلَمَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهَا كَانَتْ تَشْهَدُ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ كَانَ يَتَوَضَّأُ مِمَّا مَسَّتِ النَّارُ۔ (مسند أحمد: ٢٧٢٦٠)

محمد بن طحلاء کہتے ہیں: میں نے ابو سلمہ سے کہا: تمہارے رضاعی باپ سُلیم آگ پر پکی ہوئی چیز کو کھانے سے وضو نہیں کرتے، یہ سن کر انھوں نے سلیم کے سینے پر ہاتھ مارا اور کہا: میں زوجۂ رسول سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا پر گواہی دیتا ہوں کہ انھوں نے رسول اللہ ﷺ پر شہادت دیتے ہوئے کہا کہ آپ ﷺ آگ پر پکی ہوئی چیز سے وضو کرتے تھے۔

---

(٨٠٢) تخريج: اسناده صحيح على شرط مسلم (انظر: ٩٠٥٠)

(٨٠٣) تخريج: اسناده ضعيف لجهالة سليمان ابى الربيع۔ أخرجه الطبرانى فى "الكبير": ٥٦٢٢، والطحاوى فى "شرح معانى الآثار": ١/ ٦٤ (انظر: ١٧٦٢٣)

(٨٠٤) تخريج: أخرجه مسلم: ٣٥٣ (انظر: ٢٤٥٨٠)

(٨٠٥) تخريج: صحيح لغيره۔ أخرجه الطبرانى فى "الكبير": ٢٣/ ٩٢٤ (انظر: ٢٦٧٢٤)

(۸۰۶)۔عَنْ أَبِی سُفْیَانَ بْنِ سَعِیْدِ بْنِ الْمُغِیْرَۃِ أَنَّہُ دَخَلَ عَلٰی أُمِّ حَبِیْبَۃَ زَوْجِ النَّبِیِّ ﷺ (وَفِی رِوَایَۃٍ زِیَادَۃُ وَکَانَتْ خَالَتَہُ) فَسَقَتْہُ قَدَحًا مِنْ سَوِیْقٍ فَدَعَا بِمَاءٍ فَمَضْمَضَ فَقَالَتْ لَہُ: یَا ابْنَ أُخْتِیْ! أَلَا تَتَوَضَّأُ؟ فَإِنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ قَالَ: ((تَوَضَّئُوْا مِمَّا مَسَّتِ النَّارُ، أَوْ غَیَّرَتِ النَّارُ۔)) (مسند أحمد: ۲۷۳۰۹)

ابوسفیان بن سعید بن مغیرہ، زوجۂ رسول سیدہ ام حبیبہ رضی اللہ عنہا کے پاس گئے، جو کہ ان کی خالہ تھیں، انھوں نے ان کو ستو کا پیالہ پلایا، پھر انھوں نے پانی منگوا کر کلی کی، لیکن سیدہ نے کہا: اے بھانجے! کیا تم وضو نہیں کرو گے؟ کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس چیز کو آگ پر پکایا جائے، اس سے وضو کیا کرو۔''

(۸۰۷)۔ (وَعَنْہُ مِنْ طَرِیْقٍ ثَانٍ)۔أَنَّہُ دَخَلَ عَلٰی أُمِّ حَبِیْبَۃَ فَسَقَتْہُ سَوِیْقًا ثُمَّ قَامَ یُصَلِّیْ، فَقَالَتْ لَہُ: تَوَضَّأْ یَا ابْنَ أُخْتِیْ فَإِنِّیْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ یَقُوْلُ: ((تَوَضَّئُوْا مِمَّا مَسَّتِ النَّارُ)) (مسند أحمد: ۲۷۳۱۹)

(دوسری سند) ابوسفیان، سیدہ ام حبیبہ رضی اللہ عنہا کے پاس گئے، انھوں نے اس کو ستو پلائے، وہ ستو پی کر نماز پڑھنے کے لیے کھڑے ہو گئے، لیکن سیدہ نے کہا: بھانجے! وضو کر لو، کیونکہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا: ''جس چیز کو آگ نے چھوا ہے، اس کو کھانے سے وضو کرو۔''

(۸۰۸)۔ (وَعَنْہُ مِنْ طَرِیْقٍ ثَالِثٍ بِنَحْوِہِ)۔وَفِیْہِ: قَالَ: قَالَتْ لِیْ: أَیْ بُنَیَّ! لَا تُصَلِّیَنَّ حَتّٰی تَتَوَضَّأَ، فَإِنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ قَدْ أَمَرَنَا أَنْ نَتَوَضَّأَ مِمَّا مَسَّتِ النَّارُ مِنَ الطَّعَامِ۔ (مسند أحمد: ۲۷۳۲۱)

(تیسری سند) اسی طرح کی روایت ہے، البتہ اس میں ہے: سیدہ نے کہا: پیارے بیٹے! اس وقت تک ہرگز نماز نہ پڑھو، جب تک وضو نہ کر لو، کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں حکم دیا ہے کہ جس کھانے کو آگ پر پکایا جائے، ہم اسے کھا کر وضو کریں۔

تَرْکُ الْوُضُوْءِ مِمَّا مَسَّتِ النَّارُ
آگ پر پکی ہوئی چیز کو کھانے سے وضو نہ کرنے کا بیان

(۸۰۹)۔عَنْ سَعِیْدِ بْنِ الْمُسَیَّبِ قَالَ: رَأَیْتُ عُثْمَانَ رضی اللہ عنہ قَاعِدًا فِی الْمَقَاعِدِ

سعید بن میب کہتے ہیں: میں نے سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کو مقاعد میں دیکھا، انھوں نے آگ پر پکا ہوا کھانا منگوا کر کھایا اور پھر

---

(۸۰۶) تخریج: مرفوعه صحیح لغیره، وهذا اسناد محتمل للتحسین۔ أخرجه ابوداود: ۱۹۵، والنسائی: ۱/ ۱۰۷(انظر: ۲۶۷۷۳)

(۸۰۷) تخریج: انظر الحدیث بالطریق الاول

(۸۰۸) تخریج: انظر الحدیث بالطریق الاول

(۸۰۹) تخریج: حسن لغیره۔ أخرجه البزار: ۳۷۶، وعبد الرزاق: ٦٤٣(انظر: ۵۰۵)

فَدَعَا بِطَعَامٍ مِمَّا مَسَّتْهُ النَّارُ فَأَكَلَهُ ثُمَّ قَامَ إِلَى الصَّلٰوةِ فَصَلّٰى ثُمَّ قَالَ عُثْمَانُ: قَعَدْتُ مَقْعَدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَأَكَلْتُ طَعَامَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَصَلَّيْتُ صَلَاةَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ۔ (مسند أحمد: ٥٠٥)

نماز کے لیے کھڑے ہوئے اور نماز پڑھنے لگے۔ پھر سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ نے کہا: میں رسول اللہ ﷺ کی جگہ پر بیٹھا ہوں، رسول اللہ ﷺ کا کھانا کھایا ہے اور آپ ﷺ ہی کی نماز پڑھائی ہے۔

(٨١٠)۔عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: أَكَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مِمَّا غَيَّرَتِ النَّارُ ثُمَّ صَلّٰى وَلَمْ يَتَوَضَّأْ۔ (مسند أحمد: ١٩٩٤)

سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے آگ پر پکی ہوئی چیز کھائی اور پھر نماز پڑھی، جبکہ نیا وضو نہیں کیا۔

(٨١١)۔ (وَعَنْهُ مِنْ طَرِيْقٍ ثَانٍ)۔أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ أَكَلَ إِمَّا ذِرَاعًا مَشْوِيًّا وَإِمَّا كَتِفًا ثُمَّ صَلّٰى وَلَمْ يَتَوَضَّأْ وَلَمْ يَمَسَّ مَاءً۔ (مسند أحمد: ٢٢٨٦)

(دوسری سند) نبی کریم ﷺ نے جانور کا بھونا ہوا بازو یا کندھے کا گوشت کھایا اور پھر نماز پڑھی، جبکہ نہ نیا وضو کیا اور نہ پانی کو چھوا۔

(٨١٢)۔عَنْ أَبِيْ رَافِعٍ رضی اللہ عنہ مَوْلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ نَحْوُهُ۔ (مسند أحمد: ٢٤٣٥٦)

مولائے رسول سیدنا ابو رافع رضی اللہ عنہ نے بھی نبی کریم ﷺ سے اس کی قسم حدیث بیان کی ہے۔

(٨١٣)۔عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ وَعَنِ النَّبِيِّ ﷺ نَحْوُهُ۔ (مسند أحمد:٢٧١٥٧)

زوجۂ رسول سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے اسی قسم کی ایک حدیث نبوی بیان کی ہے۔

(٨١٤)۔عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْحٰقَ ثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُمَرَ بْنِ عَطَاءِ بْنِ عَيَّاشِ بْنِ عَلْقَمَةَ أَخُو بَنِيْ عَامِرِ بْنِ لُؤَيٍّ قَالَ: دَخَلْتُ عَلٰى

محمد بن عمر کہتے ہیں: میں جمعہ کے اگلے دن سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ کے پاس گیا، جو سیدہ میمونہ رضی اللہ عنہا کے گھر میں تھے، سیدہ نے ان کے لیے اس گھر کی وصیت کی تھی، جب وہ نمازِ

---

(٨١٠) تخريج: اسناده صحيح على شرط مسلم۔ أخرجه عبد الرزاق: ٦٣٧، وابويعلى: ٢٧٣٤، والطبراني: ١١٢٦٧ (انظر: ١٩٩٤)

(٨١١) تخريج: انظر الحديث بالطريق الاول

(٨١٢) تخريج: أخرجه مسلم: ٣٥٧ (انظر: ٢٣٨٥٥)

(٨١٣) تخريج: اسناده صحيح على شرط الشيخين۔ أخرجه الترمذي: ١٨٢٩، والنسائي: ١/ ١٠٨ (انظر: ٢٦٦٢٢)

(٨١٤) تخريج: اسناده حسن۔ أخرجه مختصرا جدا مسلم: ٣٥٤ (انظر: ٢٣٧٧)

ابْنِ عَبَّاسٍ بَيْتَ مَيْمُونَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ لِغَدِ يَوْمِ الْجُمُعَةِ قَالَ: وَكَانَتْ مَيْمُونَةُ قَدْ أَوْصَتْ لَهُ بِهِ فَكَانَ إِذَا صَلَّى الْجُمُعَةَ بُسِطَ لَهُ فِيهِ ثُمَّ انْصَرَفَ إِلَيْهِ فَجَلَسَ فِيهِ لِلنَّاسِ، قَالَ: فَسَأَلَهُ رَجُلٌ وَأَنَا أَسْمَعُ عَنِ الْوُضُوءِ مِمَّا مَسَّتِ النَّارُ مِنَ الطَّعَامِ، قَالَ: فَرَفَعَ ابْنُ عَبَّاسٍ يَدَهُ إِلَى عَيْنَيْهِ وَقَدْ كُفَّ بَصَرُهُ فَقَالَ: بَصُرَ عَيْنَايَ هَاتَانِ، رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَتَوَضَّأُ لِصَلَاةِ الظُّهْرِ فِي بَعْضِ حُجَرِهِ ثُمَّ دَعَاهُ بِلَالٌ إِلَى الصَّلٰوةِ فَنَهَضَ خَارِجًا فَلَمَّا وَقَفَ عَلَى بَابِ الْحُجْرَةِ لَقِيَتْهُ هَدِيَّةٌ مِنْ خُبْزٍ وَلَحْمٍ بَعَثَ بِهَا إِلَيْهِ بَعْضُ أَصْحَابِهِ، قَالَ: فَرَجَعَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ بِمَنْ مَعَهُ وَوُضِعَتْ لَهُمْ فِي الْحُجْرَةِ، قَالَ: فَأَكَلَ وَأَكَلُوا مَعَهُ، قَالَ: ثُمَّ نَهَضَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ بِمَنْ مَعَهُ إِلَى الصَّلٰوةِ وَمَا مَسَّ وَلَا أَحَدٌ مِمَّنْ كَانَ مَعَهُ مَاءً، قَالَ: ثُمَّ صَلَّى بِهِمْ، وَكَانَ ابْنُ عَبَّاسٍ إِنَّمَا عَقَلَ مِنْ أَمْرِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ آخِرَهُ۔ (مسند أحمد: ٢٣٧٧)

جمعہ ادا کر لیتے تو ان کے لیے اس گھر میں چٹائی وغیرہ بچھا دی جاتی، پس وہ اس گھر کی طرف چلے جاتے اور لوگوں کے لیے بیٹھ جاتے۔ ایک دن ایک بندے نے ان سے آگ پر پکے ہوئے کھانے سے وضو کرنے کے بارے میں سوال کیا، جبکہ میں سن رہا تھا۔ سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ نے اپنا ہاتھ اپنی آنکھوں کی طرف اٹھایا، جبکہ اس وقت وہ نابینا ہو چکے تھے، اور کہا: میری ان آنکھوں نے دیکھا، میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ آپ ﷺ نے کسی حجرے میں وضو کیا، پھر سیدنا بلال رضی اللہ عنہ نے آپ ﷺ کو نماز کے لیے بلایا اور آپ نکل پڑے، لیکن جب حجرے کے دروازے پر پہنچے تو آپ ﷺ کو روٹی اور گوشت کا ہدیہ وصول ہوا، جو کسی صحابی نے آپ ﷺ کی طرف بھیجا تھا، آپ ﷺ اپنے ساتھ والے صحابہ کے ساتھ واپس لوٹ گئے، حجرے میں یہ کھانا لگایا گیا، پس آپ ﷺ نے اور آپ ﷺ کے صحابہ نے کھایا، پھر رسول اللہ ﷺ اپنے ساتھیوں کے ساتھ نماز کے لیے تشریف لائے اور آپ ﷺ نے اور آپ ﷺ کے کسی صحابی نے پانی کو چھوا تک نہیں، پھر آپ ﷺ نے لوگوں کو نماز پڑھائی۔ سیدنا ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ کے آخری عمل کو پایا ہے۔

(٨١٥)۔ عَنْ عَمْرِو بْنِ أُمَيَّةَ الضَّمْرِيِّ رضی اللہ عنہ قَالَ: رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَأْكُلُ يَحْتَزُّ مِنْ كَتِفِ شَاةٍ ثُمَّ دُعِيَ إِلَى الصَّلٰوةِ فَصَلَّى وَلَمْ يَتَوَضَّأْ (وَفِي لَفْظٍ) فَدُعِيَ إِلَى الصَّلٰوةِ فَطَرَحَ السِّكِّينَ وَلَمْ يَتَوَضَّأْ۔ (مسند أحمد: ١٧٣٨٢)

سیدنا عمرو بن امیہ ضمری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ آپ ﷺ بکری کے کندھے سے (چھری کے ساتھ) گوشت کاٹ کاٹ کر کھا رہے تھے، پھر جب آپ ﷺ کو نماز کے لیے بلایا گیا تو آپ ﷺ نے نماز پڑھی اور وضو نہیں کیا۔ ایک روایت میں

(٨١٥) تخريج: أخرجه البخاري: ٢٠٨، ٢٩٢٣، ٥٤٠٨، ومسلم: ٣٥٥ (انظر: ١٧٢٥٠)

ہے: پھر آپ ﷺ کو نماز کے لیے بلایا گیا، پس آپ ﷺ نے چھری پھینک دی اور وضو نہیں کیا۔

(٨١٦)۔عَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ أَكَلَ لَحْمًا ثُمَّ قَامَ إِلَى الصَّلٰوةِ وَلَمْ يَمَسَّ مَاءً۔ (مسند أحمد: ٣٧٩٣)

سیدنا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں: میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ آپ ﷺ نے گوشت کھایا اور پھر نماز کی طرف کھڑے ہوئے اور پانی کو چھوا تک نہیں۔

(٨١٧)۔عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ أَنَّ سُلَيْمَانَ بْنَ يَسَارٍ أَخْبَرَهُ أَنَّهُ سَمِعَ ابْنَ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہ وَرَاٰى أَبَا هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ يَتَوَضَّأُ، فَقَالَ: أَتَدْرِي مِمَّا تَوَضَّأُ؟ قَالَ: لَا، قَالَ: أَتَوَضَّأُ مِنْ أَثْوَارِ أَقِطٍ أَكَلْتُهُمَا، قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: مَا أُبَالِيْ مِمَّا تَوَضَّأْتُ، أَشْهَدُ لَرَأَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ أَكَلَ كَتِفَ لَحْمٍ ثُمَّ قَامَ إِلَى الصَّلٰوةِ وَمَا تَوَضَّأَ، قَالَ: وَسُلَيْمَانُ حَاضِرٌ ذَالِكَ مِنْهُمَا جَمِيْعًا۔ (مسند أحمد: ٣٤٦٤)

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ نے سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کو وضو کرتے ہوئے دیکھا، انھوں نے پوچھا: کیا تم جانتے ہو کہ میں کس چیز سے وضو کر رہا ہوں؟ انھوں نے کہا: جی نہیں، سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا: میں نے پنیر کے ٹکڑے کھائے تھے، ان کی وجہ سے وضو کر رہا ہوں۔ سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ نے کہا: مجھے اس چیز کی کوئی پرواہ نہیں کہ میں نے کس چیز سے وضو کرنا ہے، جبکہ میں گواہی دیتا ہوں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ آپ ﷺ نے کندھے کا گوشت کھایا اور پھر آپ ﷺ نماز کے لیے اٹھے اور وضو نہیں کیا۔ سلیمان ان دونوں شخصیتوں کے پاس موجود تھے۔

(٨١٨)۔عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ رضی اللہ عنہ قَالَ: أَكَلْتُ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ وَأَبِي بَكْرٍ وَعُمَرَ خُبْزًا وَلَحْمًا فَصَلَّوْا وَلَمْ تَوَضَّئُوْا۔ (مسند أحمد: ١٤٣١٢)

سیدنا جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میں نے نبی کریم ﷺ، سیدنا ابو بکر اور سیدنا عمر رضی اللہ عنہما کے ساتھ روٹی اور گوشت کھایا، پھر ان سب نے نماز پڑھی اور وضو نہیں کیا۔

(٨١٩)۔وَعَنْهُ أَيْضًا رضی اللہ عنہ قَالَ: قُرِّبَ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ خُبْزٌ وَلَحْمٌ ثُمَّ دَعَا بِوَضُوءٍ فَتَوَضَّأَ ثُمَّ صَلَّى الظُّهْرَ ثُمَّ دَعَا بِفَضْلِ

سیدنا جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے یہ بھی مروی ہے، وہ کہتے ہیں: روٹی اور گوشت پر مشتمل کھانا رسول اللہ ﷺ کے سامنے پیش کیا گیا، (آپ ﷺ نے تناول فرمایا)، پھر وضو کا پانی

(٨١٦) تخريج: صحيح لغيره۔ أخرجه ابويعلى: ٥٢٧٤ (انظر: ٣٧٩٣)
(٨١٧) تخريج: اسناده صحيح على شرط الشيخين۔ أخرجه النسائي: ١/ ١٠٨ (انظر: ٣٤٦٤)
(٨١٨) تخريج: حديث صحيح۔ أخرجه ابوداود: ١٩٢، والنسائي: ١/ ١٠٨، وابن ماجه: ٤٨٩ (انظر: ١٤٢٦٢)
(٨١٩) تخريج: اسناده صحيح على شرط الشيخين۔ أخرجه ابوداود: ١٩١، وانظر الحديث السابق (انظر: ١٤٤٥٣)

طَعَامِهِ فَأَكَلَ ثُمَّ قَامَ إِلَى الصَّلٰوةِ وَلَمْ يَتَوَضَّأْ ثُمَّ دَخَلْتُ مَعَ عُمَرَ فَوُضِعَتْ لَهُ هَاهُنَا (قَالَ ابْنُ بَكْرٍ: أَمَامَنَا) جَفْنَةٌ، فِيْهَا خُبْزٌ وَلَحْمٌ وَهَاهُنَا جَفْنَةٌ فِيْهَا خُبْزٌ وَلَحْمٌ فَأَكَلَ عُمَرُ ثُمَّ قَامَ إِلَى الصَّلٰوةِ وَلَمْ يَتَوَضَّأْ۔ (مسند أحمد: ١٤٥٠٧)

منگوا کر وضو کیا اور نمازِ ظہر ادا کی، پھر واپس آ کر بچا ہوا کھانا منگوایا اور اس کو تناول فرمانے کے بعد پھر نماز کے لیے تشریف لے گئے اور وضونہیں کیا، پھر میں سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے ساتھ داخل ہوا، ان کے لیے یہاں ہمارے سامنے ایک بڑا پیالہٗ رکھا گیا، اس میں روٹی اور گوشت تھا، وہ پیالہٗ یہاں رکھا گیا تھا، اس میں روٹی اور گوشت تھا، پس سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے یہ کھانا کھایا اور پھر نماز کے لیے تشریف لے گئے اور وضونہیں کیا۔

(٨٢٠)۔عَنْ سُوَيْدِ بْنِ نُعْمَانَ رضی اللہ عنہ قَالَ: خَرَجْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ عَامَ خَيْبَرَ حَتّٰى إِذَا كُنَّا بِالصَّهْبَاءِ وَصَلَّى الْعَصْرَ دَعَا بِالْأَطْعِمَةِ، فَمَا أُتِيَ إِلَّا بِسَوِيْقٍ فَأَكَلُوْا وَشَرِبُوْا مِنْهُ ثُمَّ قَامَ إِلَى الْمَغْرِبِ فَمَضْمَضَ وَمَضْمَضْنَا مَعَهُ وَمَا مَسَّ مَاءً۔ (مسند أحمد: ١٥٨٩٣)

سیدنا سوید بن نعمان رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: ہم خیبر والے سال رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ کے ساتھ نکلے، جب ہم صہباء مقام پر پہنچے تو آپ ﷺ نے نمازِ عصر ادا کی اور کھانا طلب کیا، صرف ستو لایا گیا، لوگوں نے کھایا اور پیا، پھر آپ ﷺ کلی کر کے نمازِ مغرب کے لیے کھڑے ہوئے اور ہم نے بھی کلی کی اور آپ ﷺ نے (وضو کے لیے) پانی کو چھوا تک نہیں۔

(٨٢١)۔ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: كُنْتُ أَنَا وَأُبَيُّ بْنُ كَعْبٍ وَأَبُو طَلْحَةَ جُلُوْسًا فَأَكَلْنَا لَحْمًا وَخُبْزًا ثُمَّ دَعَوْتُ بِوَضُوْءٍ فَقَالَا: لِمَ تَتَوَضَّأُ؟ فَقُلْتُ: لِهٰذَا الطَّعَامِ الَّذِي أَكَلْنَا، فَقَالَا: أَتَتَوَضَّأُ مِنَ الطَّيِّبَاتِ؟ لَمْ يَتَوَضَّأْ مِنْهُ مَنْ هُوَ خَيْرٌ مِنْكَ۔ (مسند أحمد: ٢١٤٩٩)

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میں، سیدنا ابی بن کعب اور سیدنا ابوطلحہ رضی اللہ عنہم بیٹھے ہوئے تھے، ہم نے گوشت اور روٹی پر مشتمل کھانا کھایا، پھر میں (انس) نے وضو کیلئے پانی منگوایا، ان دونوں نے مجھے کہا: تم کیوں وضو کرنا چاہتے ہو؟ میں نے کہا: اس کھانے کی وجہ سے جو ہم نے کھایا ہے، انھوں نے کہا: کیا تم پاکیزہ چیزیں کھانے کی وجہ سے وضو کرتے ہو؟ اس ہستی نے تو اس قسم کے کھانے کے بعد وضونہیں کیا تھا، جو تم سے بہتر ہے۔

فوائد: ...... وضو کرنے یا نہ کرنے کا تعلق پاکیزہ چیزوں سے نہیں تھا، شروع میں آپ ﷺ آگ پر پکی ہوئی چیزوں کے کھانے سے وضو کرتے تھے، بعد میں آپ ﷺ نے اس عمل کو ترک کر دیا تھا۔

---

(٨٢٠) تخريج: أخرجه البخاري: ٢٠٩، ٤١٩٥ (انظر: ١٥٨٠٠)

(٨٢١) تخريج: اسناده حسن۔ أخرجه مالك في "المؤطا": ١/ ٢٧، والطحاوي في "شرح معاني الآثار": ١/ ٦٩ (انظر: ٢١١٨٠)

(٨٢٢)۔عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ الْحَارِثِ بْنِ جَزْءٍ الزُّبَيْدِيِّ رضی اللہ عنہ قَالَ: أَكَلْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ شِوَاءً فِي الْمَسْجِدِ فَأُقِيْمَتِ الصَّلٰوةُ فَأَدْخَلْنَا أَيْدِيَنَا فِي الْحَصٰى ثُمَّ قُمْنَا نُصَلِّيْ وَلَمْ نَتَوَضَّأْ۔ (مسند أحمد: ١٧٨٥٤)

سیدنا عبد اللہ بن حارث زبیدی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں: ہم نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ مسجد میں بھونا ہوا گوشت کھایا، پھر نماز کے لیے اقامت کہہ دی گئی، پس ہم نے اپنے ہاتھ کنکریوں کے ساتھ ملے اور پھر کھڑے ہو کر نماز پڑھنے لگے اور وضو نہیں کیا۔

(٨٢٣)۔عَنِ الْمُغِيْرَةِ بْنِ شُعْبَةَ رضی اللہ عنہ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ أَكَلَ طَعَامًا ثُمَّ أُقِيمَتِ الصَّلٰوةُ فَقَامَ وَقَدْ كَانَ تَوَضَّأَ قَبْلَ ذَالِكَ فَأَتَيْتُهُ بِمَاءٍ يَتَوَضَّأُ مِنْهُ فَانْتَهَرَنِي وَ قَالَ: ((وَرَاءَكَ۔)) فَسَاءَنِيْ وَاللّٰهِ ذَالِكَ، ثُمَّ صَلّٰى فَشَكَوْتُ ذَالِكَ إِلَى عُمَرَ فَقَالَ: يَا نَبِيَّ اللّٰهِ! إِنَّ الْمُغِيْرَةَ قَدْ شَقَّ عَلَيْهِ انْتِهَارُكَ إِيَّاهُ وَخَشِيَ أَنْ يَكُوْنَ فِي نَفْسِكَ عَلَيْهِ شَيْءٌ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((لَيْسَ عَلَيْهِ فِي نَفْسِي شَيْءٌ إِلَّا خَيْرٌ، وَلٰكِنْ أَتَانِي بِمَاءٍ لِأَتَوَضَّأَ وَإِنَّمَا أَكَلْتُ طَعَامًا، وَلَوْ فَعَلْتُهُ فَعَلَ ذَالِكَ النَّاسُ بَعْدِيْ۔)) (مسند أحمد: ١٨٤٠٦)

سیدنا مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے کھانا کھایا، پھر نماز کیلئے اقامت کہہ دی گئی اور آپ ﷺ اٹھ کھڑے ہوئے، جبکہ آپ ﷺ اس کھانے سے پہلے وضو کر چکے تھے، میں پھر پانی لے آیا، (میرے خیال میں یہ تھا کہ) آپ ﷺ پھر وضو کریں گے، لیکن آپ ﷺ نے مجھے جھڑک دیا اور فرمایا: ''پیچھے ہٹ جا۔'' اللہ کی قسم! یہ بات مجھ پر تو بڑی گراں گزری، پھر آپ ﷺ نے نماز پڑھائی، میں نے سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے سامنے اپنی شکایت رکھی (کہ آج میرے ساتھ یہ کچھ ہوا ہے)۔ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: اے اللہ کے نبی! آپ کا مغیرہ کو جھڑکنا، یہ چیز ان پر بڑی گراں گزری ہے اور وہ ڈر رہے ہیں کہ ان کے بارے میں آپ کے دل میں کوئی بات ہے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''میرے دل میں ان کے بارے میں خیر کے علاوہ کچھ نہیں ہے، اصل بات یہ ہے کہ وہ میرے وضو کیلئے پانی لے آئے تھے، جبکہ میں نے تو صرف کھانا ہی کھایا تھا، اب اگر میں وضو کر دیتا تو میرے بعد لوگوں نے بھی کرنا تھا۔''

(٨٢٤)۔عَنْ أَبِيْ رَافِعٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: ذَبَحْنَا لِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ شَاةً فَأَمَرَنَا فَعَالَجْنَا لَهُ شَيْئًا مِنْ بَطْنِهَا فَأَكَلَ ثُمَّ قَامَ فَصَلّٰى وَلَمْ يَتَوَضَّأْ۔

سیدنا ابو رافع رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: ہم نے رسول اللہ ﷺ کے لیے ایک بکری ذبح کی، آپ ﷺ کے حکم کے مطابق ہم نے اس کے پیٹ کا کوئی حصہ پکایا، آپ ﷺ نے تناول فرمایا

---

(٨٢٢) تخريج: صحيح۔ أخرجه ابن ماجه: ٣٣١١(انظر: ١٧٧٠٢)

(٨٢٣) تخريج: اسناده حسن۔ أخرجه ابن ابى شيبة: ١/ ٤٨، والطبرانى فى "الكبير": ٢٠/ ١٠٠٨(انظر: ١٨٢١٩)

(٨٢٤) تخريج: أخرجه مسلم: ٣٥٧ (انظر: ٢٣٨٥٥)

(مسند أحمد: ٢٤٣٥٦)

اور پھر اٹھ کھڑے ہوئے اور نماز پڑھی اور وضو نہیں کیا۔

(٨٢٥)۔ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا قَالَتْ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَأْتِي الْقِدْرَ فَيَأْخُذُ الذِّرَاعَ مِنْهَا فَيَأْكُلُهَا ثُمَّ يُصَلِّيْ وَلَا يَتَوَضَّأُ۔ (مسند أحمد: ٢٦٨٢٨)

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ہنڈیا کے پاس تشریف لاتے، اس سے دستی نکال کر تناول فرماتے اور پھر نیا وضو کیے بغیر نماز پڑھتے۔

(٨٢٦)۔ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ شَدَّادٍ قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ يُحَدِّثُ مَرْوَانَ قَالَ: تَوَضَّئُوْا مِمَّا مَسَّتِ النَّارُ، قَالَ: فَأَرْسَلَ مَرْوَانُ إِلٰى أُمِّ سَلَمَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا فَسَأَلَهَا فَقَالَتْ: نَهَسَ النَّبِيُّ ﷺ عِنْدِيْ كَتِفًا ثُمَّ خَرَجَ إِلَى الصَّلٰوةِ وَلَمْ يَمَسَّ مَاءً۔ (مسند أحمد: ٢٧١٤٧)

عبد اللہ بن شداد کہتے ہیں: جب سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے مروان کو یہ حدیث بیان کی کہ ''جس چیز کو آگ پر پکایا جائے، اس کو کھانے سے وضو کرو۔'' مروان نے یہ سن کر سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی طرف پیغام بھیجا اور ان سے اس بارے میں سوال کیا، انھوں نے کہا: میرے پاس تو نبی کریم ﷺ نے کندھے کا گوشت نوچا اور نماز کی طرف چلے گئے اور پانی کو چھوا تک نہیں۔

(٨٢٧)۔ عَنْ كُرَيْبٍ مَوْلٰى ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّهُ سَمِعَ مَيْمُوْنَةَ زَوْجَ النَّبِيِّ ﷺ تَقُوْلُ: أَكَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مِنْ كَتِفِ شَاةٍ ثُمَّ قَامَ فَصَلّٰى وَلَمْ يَتَوَضَّأْ۔ (مسند أحمد: ٢٤٠٦)

مولائے ابن عباس کریب بیان کرتے ہیں کہ زوجۂ رسول سیدہ میمونہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے بکری کے کندھے سے گوشت تناول فرمایا، پھر آپ ﷺ اٹھ کھڑے ہوئے اور نیا وضو کیے بغیر نماز ادا کی۔

(٨٢٨)۔ عَنْ فَاطِمَةَ (الزَّهْرَاءَ) بِنْتِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهِ وَسَلَّمَ وَرَضِيَ عَنْهَا وَأَرْضَاهَا، قَالَتْ: دَخَلَ عَلَيَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَأَكَلَ عَرْقًا فَجَاءَ بِلَالٌ بِالْأَذَانِ فَقَامَ لِيُصَلِّيَ فَأَخَذْتُ بِثَوْبِهِ فَقُلْتُ: يَا أَبَتِ! أَلَا تَتَوَضَّأُ؟ فَقَالَ:

سیدہ فاطمہ زہراء رضی اللہ عنہا کہتی ہیں: رسول اللہ ﷺ میرے پاس تشریف لائے اور ہڈی پر لگا ہوا گوشت کھایا، اتنے میں سیدنا بلال رضی اللہ عنہ نماز کیلئے بلانے کیلئے آ گئے، پس آپ ﷺ نماز کے لیے کھڑے ہوئے، لیکن میں نے آپ ﷺ کے کپڑے کو پکڑ کر کہا: اے ابو جان! کیا آپ وضو نہیں کریں گے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''بیٹی! کس چیز سے میں وضو

---

(٨٢٥) تخريج: حديث صحيح۔ أخرجه ابن ابى شيبة: ١/ ٥٠، وابويعلى: ٤٤٤٩، والبزار: ٢٩٨ (انظر: ٢٦٢٩٧)

(٨٢٦) تخريج: أخرجه ابن ابى شيبة: ١/ ٤٨، وابويعلى: ٧٠٠٥، والطبرانى فى "الكبير": ٢٣/ ٦٢٨، والنسائى فى "الكبرى": ٦٦٥٦ (انظر: ٢٦٦١٢)

(٨٢٧) تخريج: حديث صحيح۔ أخرجه ابوداود: ١٨٩، وابن ماجه: ٤٨٨ (انظر: ٢٤٠٦)

(٨٢٨) تخريج: اسناده ضعيف لانقطاعه، الحسن بن الحسن بن على بن ابى طالب لم يدرك جدته فاطمة رضي الله عنها، ومحمد بن اسحاق مدلس، واختلف عليه۔ أخرجه ابويعلى: ٦٧٤٠ (انظر: ٢٦٤١٨)

((مِمَّ أَتَوَضَّأُ يَا بُنَيَّةُ؟)) فَقُلْتُ: مِمَّا مَسَّتِ النَّارُ، فَقَالَ لِي: ((أَوَلَيْسَ أَطْيَبُ طَعَامِكُمْ مَا مَسَّتْهُ النَّارُ۔)) (مسند أحمد: ٢٦٩٥٠)

کروں؟'' میں نے کہا: آگ پر پکے ہوئے کھانے کو کھانے سے، آپ ﷺ نے مجھے فرمایا: ''کیا تمہارا سب سے پسندیدہ کھانا وہی نہیں ہے، جس کو آگ پر پکایا جاتا ہے۔''

(٨٢٩)۔عَنْ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ عَبْدِالرَّحْمٰنِ الْأَشْهَلِيِّ عَنْ أُمِّ عَامِرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا بِنْتِ يَزِيْدَ امْرَأَةٍ مِنَ الْمُبَايِعَاتِ، أَنَّهَا أَتَتِ النَّبِيَّ ﷺ بِعَرْقٍ فِي مَسْجِدِ فُلَانٍ فَتَعَرَّقَهُ ثُمَّ قَامَ فَصَلّٰى وَلَمْ يَتَوَضَّأْ۔ (مسند أحمد: ٢٧٦٣٩)

سیدہ ام عامر رضی اللہ عنہا، جو کہ بیعت کرنے والی خواتین میں سے تھیں، نبی کریم ﷺ کے پاس مسجد میں ہڈی والا گوشت لائیں، آپ ﷺ نے اس کو نوچا، پھر آپ ﷺ نے کھڑے ہو کر نماز پڑھی اور وضو نہیں کیا۔

(٨٣٠)۔عَنْ أُمِّ حَكِيْمٍ بِنْتِ الزُّبَيْرِ حَدَّثَتْهُ أَنَّ نَبِيَّ اللّٰهِ ﷺ دَخَلَ عَلٰى ضُبَاعَةَ بِنْتِ الزُّبَيْرِ فَنَهَسَ مِنْ كَتِفٍ عِنْدَهَا ثُمَّ صَلّٰى وَمَا تَوَضَّأَ مِنْ ذَالِكَ۔ (مسند أحمد: ٢٧٨٩٨)

سیدہ ام حکیم بنت زبیر بن عبد المطلب رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ نبی کریم ﷺ سیدہ ضباعہ بن زبیر کے پاس گئے اور ان کے ہاں کندھے سے نوچ کر گوشت کھایا اور پھر نماز پڑھی اور وضو نہیں کیا۔

(٨٣١)۔عَنْ ضُبَاعَةَ بِنْتِ الزُّبَيْرِ بْنِ عَبْدِالْمُطَّلِبِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ مِثْلَهُ۔ (مسند أحمد: ٢٧٦٣١)

سیدہ ضباعہ بنت زبیر بن عبد المطلب رضی اللہ عنہا نے بھی نبی کریم ﷺ کی اسی طرح کی حدیث بیان کی ہے۔

(٨٣٢)۔عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ أَكَلَ كَتِفَ شَاةٍ فَمَضْمَضَ وَغَسَلَ يَدَهُ وَصَلّٰى۔ (مسند أحمد: ٩٠٣٧)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے بکری کے کندھے کا گوشت کھایا، پھر کلی کی اور ہاتھ دھوئے اور پھر نماز پڑھی۔

فوائد: ...... آپ ﷺ کا پہلا عمل یہ تھا کہ آپ ﷺ آگ پر پکی ہوئی چیزوں سے وضو کرتے تھے، لیکن آخری عمل کے مطابق آپ ﷺ نے یہ وضو کرنا ترک کر دیا تھا۔

---

(٨٢٩) تخريج: اسناده ضعيف لضعف ابراهيم بن اسماعيل بن ابی حبيبة۔ أخرجه الطبرانی فی "الكبير": ٢٥/ ٣٥٧ (انظر: ٢٧٠٩٩)

(٨٣٠) تخريج: هذا اسناد اختلف فيه علی قتادة بن دعامة السدوسی طب۔ أخرجه الطبرانی فی "الكبير": ٢٥/ ٢١٥ (انظر: ٢٧٣٥٤)

(٨٣١) تخريج: ترك الوضوء مما مست النار صحيح، وهذا اسناد اختلف عليه۔ أخرجه الطبرانی فی "الكبير": ٢٥/ ٢١٤ (انظر: ٢٧٠٩١)

(٨٣٢) تخريج: اسناده صحيح علی شرط مسلم۔ أخرجه ابن ماجه: ٤٩٣ (انظر: ٩٠٤٩)

أَبْوَابُ الْغُسْلِ مِنَ الْجَنَابَةِ وَمُوْجِبَاتِهِ
غسلِ جنابت اور اس کو واجب کرنے والے امور کے ابواب

مَنْ قَالَ: لَا يَجِبُ الْغُسْلُ اِلَّا بِنُزُوْلِ الْمَنِيِّ
صرف منی کے خروج سے غسل کے واجب ہو جانے کے قائلین کا بیان

(٨٣٣)۔عَنْ أَبِي سَلَمَةَ أَنَّ عَطَاءَ بْنَ يَسَارٍ أَخْبَرَهُ أَنَّ زَيْدَ بْنَ خَالِدِ الْجُهَنِيَّ أَخْبَرَهُ أَنَّهُ سَأَلَ عُثْمَانَ (بْنَ عَفَّانَ) رضی اللہ عنہ قَالَ: قُلْتُ: أَرَأَيْتَ اِذَا جَامَعَ امْرَأَتَهُ وَلَمْ يُمْنِ؟ فَقَالَ عُثْمَانُ: يَتَوَضَّأُ كَمَا يَتَوَضَّأُ لِلصَّلٰوةِ وَيَغْسِلُ ذَكَرَهُ، وَقَالَ عُثْمَانُ: سَمِعْتُهُ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ، فَسَأَلْتُ عَنْ ذَالِكَ عَلِيَّ بْنَ أَبِي طَالِبٍ وَالزُّبَيْرَ بْنَ الْعَوَّامِ وَطَلْحَةَ بْنَ عُبَيْدِاللّٰهِ وَأُبَيَّ بْنَ كَعْبٍ فَأَمَرُوْهُ بِذَالِكَ۔ (مسند أحمد: ٤٥٨)

زید بن خالد جہنی سے روایت ہے کہ انھوں نے سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ سے یہ سوال کیا کہ اس کے بارے میں آپ کا کیا خیال ہے کہ ایک آدمی اپنی بیوی سے مجامعت کرتا ہے، لیکن منی کا انزال نہیں ہوتا؟ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ نے کہا: وہ نماز والا وضو کر لے اور اپنی شرمگاہ کو دھو لے، پھر انھوں نے کہا: میں نے خود رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ سے یہ بات سنی ہے۔ پھر اس نے سیدنا علی، سیدنا زبیر بن عوام، سیدنا طلحہ اور سیدنا ابی بن کعب رضی اللہ عنہم سے یہی سوال کیا، ان سب نے اسی طرح کا حکم دیا۔

فوائد:...... یہ حدیث منسوخ ہو گئی ہے۔ اس کی مزید وضاحت آگے آ رہی ہے۔

(٨٣٤)۔عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ أَخْبَرَنَا أَبِي أَخْبَرَنَا أَبُو أَيُّوبَ (الْأَنْصَارِيُّ) رضی اللہ عنہ أَنَّ أُبَيًّا حَدَّثَهُ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ، قُلْتُ:

سیدنا ابی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میں نے رسول اللہ ﷺ سے سوال کیا کہ ایک آدمی اپنے بیوی سے مجامعت تو کرتا ہے، لیکن اس کو انزال نہیں ہوتا؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اس کی شرمگاہ کا

(٨٣٣) تخريج: أخرجه البخارى: ١٧٩، ومسلم: ٣٤٧ (انظر: ٤٥٨)

(٨٣٤) تخريج: أخرجه البخارى: ٢٩٣، ومسلم: ٣٤٦ (انظر: ٢١٠٨٧)

الرَّجُلُ يُجَامِعُ أَهْلَهُ فَلا يُنْزِلُ؟ قَالَ: ((يَغْسِلُ مَا مَسَّ الْمَرْأَةَ مِنْهُ وَيَتَوَضَّأُ وَيُصَلِّيْ۔)) (مسند أحمد: ٢١٤٠٣)

جو حصہ عورت کو لگا ہے، وہ اس کو دھو لے اور وضو کر کے نماز پڑھے۔''

(٨٣٥)۔عَنْ أَبِي سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ ؓ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ مَرَّ عَلٰى رَجُلٍ مِنَ الْأَنْصَارِ فَأَرْسَلَ إِلَيْهِ فَخَرَجَ وَرَأْسُهُ يَقْطُرُ، فَقَالَ لَهُ: (لَعَلَّنَا أَعْجَلْنَاكَ؟) قَالَ: نَعَمْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! فَقَالَ: ((إِذَا أُعْجِلْتَ أَوْ أُقْحِطتَّ فَلا غُسْلَ عَلَيكَ، عَلَيْكَ الْوُضُوءُ۔)) (مسند أحمد: ١١١٧٩)

سیدنا ابوسعید خدری ؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کا ایک انصاری آدمی کے پاس سے گزر ہوا، آپ ﷺ نے اس کو اس کی طرف پیغام بھیجا، جب وہ باہر آیا تو اس کے سر سے (غسل کی وجہ سے) پانی کے قطرے بہہ رہے تھے، آپ ﷺ نے اس سے فرمایا: ''شاید ہم نے آپ کو جلدی میں ڈال دیا ہے۔'' اس نے کہا: جی ہاں، اے اللہ کے رسول! آپ ﷺ نے فرمایا: ''جب تجھے جلدی میں ڈال دیا جائے یا انزال نہ ہو تو تجھ پر کوئی غسل نہیں ہوگا، ایسی صورت میں وضو کیا کر۔''

(٨٣٦)۔وَعَنْهُ أَيْضًا فِي رِوَايَةٍ أُخْرَى قَالَ: خَرَجْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ إِلَى قُبَاءَ يَوْمَ الْإِثْنَيْنِ فَمَرَرْنَا فِي بَنِيْ سَالِمٍ فَوَقَفَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَلٰى بَابِ بَنِيْ عِتْبَانَ فَصَرَخَ وَابْنُ عِتْبَانَ عَلٰى بَطْنِ امْرَأَتِهِ فَخَرَجَ يَجُرُّ إِزَارَهُ، فَلَمَّا رَآهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((أَعْجَلْنَا الرَّجُلَ۔)) قَالَ ابْنُ عِتْبَانَ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! أَرَأَيْتَ الرَّجُلَ إِذَا أَتَى امْرَأَتَهُ وَلَمْ يُمْنِ عَلَيْهَا مَاذَا عَلَيْهِ؟ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((إِنَّمَا الْمَاءُ مِنَ الْمَاءِ۔)) (مسند أحمد: ١١٤٥٤)

سیدنا ابوسعید خدری ؓ سے ایک دوسری حدیث یوں بھی مروی ہے، وہ کہتے ہیں: ہم سوموار کے دن رسول اللہ ﷺ کے ساتھ قبا کی طرف نکلے، ہم بنو سالم (محلے) میں سے گزرے، آپ ﷺ وہاں بنوعتبان کے دروازے پر کھڑے ہو گئے اور ابن عتبان کو بلند آواز دی، جبکہ وہ اپنی بیوی کے پیٹ پر تھے، بہرحال وہ چادر گھسیٹتے ہوئے نکلے، جب رسول اللہ ﷺ نے ان کو دیکھا تو فرمایا: ''ہم نے اس بندے کو جلدی میں ڈال دیا ہے۔'' پھر سیدنا ابن عتبان ؓ نے کہا: اے اللہ کے رسول! اس آدمی کے بارے میں آپ کا کیا خیال ہے کہ جو اپنی بیوی سے مجامعت تو کرتا ہے، لیکن اس کو انزال نہیں ہوتا، اس پر کس چیز کی ذمہ داری ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''غسل کا پانی، منی کے پانی کے خروج سے ہی استعمال کیا جاتا ہے۔''

(٨٣٧)۔عَنْ أَبِي أَيُّوْبَ (الْأَنْصَارِيِّ) أَنَّ

سیدنا ابو ایوب انصاری ؓ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ

---

(٨٣٥) تخريج: أخرجه البخاري: ١٨٠، ومسلم: ٣٤٥ (انظر: ١١١٦٢)

(٨٣٦) تخريج: أخرجه مسلم: ٣٤٣، وانظر الحديث بالطريق الاول (انظر: ١١٤٣٤)

(٨٣٧) تخريج: حديث صحيح۔ أخرجه ابن ماجه: ٦٠٧، والنسائي: ١/ ١١٥ (انظر: ٢٣٥٧٥)

النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: ((اَلْمَاءُ مِنَ الْمَاءِ.)) (مسند أحمد: ٢٣٩٧٢)

نے فرمایا: ''غسل کا پانی، منی کے پانی کے خروج سے استعمال کیا جاتا ہے۔''

فوائد: ......ان احادیث سے معلوم ہوا کہ مباشرت کے دوران جب تک انزال نہیں ہوگا، اس وقت تک محض شرمگاہوں کے ٹکرانے سے یا دخول سے جنابت کا غسل فرض نہیں ہوگا۔ لیکن یہ رخصت منسوخ ہو چکی ہے، نئے حکم کی وضاحت اگلے دو ابواب میں آ رہی ہے۔

أَنَّ ذَالِكَ كَانَ رَخْصَةً ثُمَّ نُسِخَ
یہ رخصت تھی، پھر منسوخ ہو گئی

(٨٣٨)۔ عَنْ أُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ أَنَّ الْفُتْيَا الَّتِي كَانُوْا يَقُوْلُوْنَ: اَلْمَاءُ مِنَ الْمَاءِ رُخْصَةٌ، كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ رَخَّصَ بِهَا فِي أَوَّلِ الْإِسْلَامِ ثُمَّ أَمَرَنَا بِالْاِغْتِسَالِ بَعْدَهَا۔ (مسند أحمد: ٢١٤١٧)

سیدنا ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ لوگ یہ جو فتوی دیتے تھے کہ غسل کا پانی، منی کے پانی کے خروج سے ہی استعمال کیا جاتا ہے، یہ رخصت تھا، رسول اللہ ﷺ نے ابتدائے اسلام میں اس کی رخصت دی تھی، پھر اس کے بعد ہم کو غسل کرنے کا حکم دے دیا تھا۔

فوائد: ...... ''غسل کا پانی، منی کے پانی سے ہی استعمال کیا جاتا ہے۔'' اس سے مراد یہ ہے کہ جب انزال ہوگا تو غسل کیا جائے گا اور جب تک انزال نہیں ہوگا، اس وقت تک غسل نہیں کیا جائے گا۔

(٨٣٩)۔ (وَمِنْ طَرِيْقٍ آخَرَ بِنَحْوِهِ)۔ وَفِيْهِ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ جَعَلَهَا رُخْصَةً لِلْمُؤْمِنِيْنَ لِقِلَّةِ ثِيَابِهِمْ ثُمَّ إِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ نَهٰى عَنْهَا بَعْدُ يَعْنِيْ قَوْلَهُمْ "اَلْمَاءُ مِنَ الْمَاءِ"۔ (مسند أحمد: ٢١٤٢٢)

(دوسری سند) اس میں ہے: رسول اللہ ﷺ نے کپڑے کم ہونے کی وجہ سے مؤمنوں کو اس چیز کی رخصت دی تھی، پھر آپ ﷺ نے اس سے منع کر دیا تھا۔ رخصت سے یہ حدیث مراد تھی: ''غسل کا پانی، منی کے پانی کے خروج سے ہی استعمال کیا جاتا ہے۔''

فوائد: ......غسل نہ کرنے کی رخصت کی وجہ کپڑوں کی قلت تھی، اس بات کی کوئی مناسبت سمجھ نہیں آ رہی کہ کپڑوں کی کمی کا غسل نہ کرنے سے کیا تعلق ہے، بہرحال یہ جملہ ضعیف ہے۔

(٨٤٠)۔ حَدَّثَنَا عَبْدُاللّٰهِ قَالَ: حَدَّثَنِيْ أَبِيْ

سیدنا رفاعہ بن رافع رضی اللہ عنہ، جو کہ بیعت عقبہ اور غزوۂ بدر میں

---

(٨٣٨) تخريج: حديث صحيح۔ أخرجه ابوداود: ٢١٥، وابن ماجه: ٦٠٩، والترمذي: ١١٠ (انظر: ٢١١٠٠)

(٨٣٩) تخريج: حديث صحيح دون قوله: "لقلة ثيابهم"۔ أخرجه ابوداود: ٢١٤، وانظر الحديث بالطريق الاول (انظر: ٢١١٠٥)

(٨٤٠) تخريج: صحيح۔ أخرجه الطحاوي في "شرح معاني الآثار": ١/ ٥٨، والبزار: ٣٧٣٠، والطبراني في "الكبير": ٤٥٣٧ (انظر: ٢١٠٩٦)

قَالَ: ثَنَا يَحْيَى بْنُ آدَمَ قَالَ: ثَنَا زُهَيْرٌ وَابْنُ إِدْرِيسَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْحٰقَ عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي حَبِيبٍ عَنْ مَعْمَرِ بْنِ أَبِي حَبِيبَةَ عَنْ عُبَيْدِ بْنِ رِفَاعَةَ بْنِ رَافِعٍ عَنْ أَبِيهِ، قَالَ زُهَيْرٌ فِي حَدِيثِهِ رِفَاعَةَ بْنِ رَافِعٍ وَكَانَ عَقَبِيًّا بَدْرِيًّا، قَالَ: كُنْتُ عِنْدَ عُمَرَ فَقِيلَ لَهُ: إِنَّ زَيْدَ بْنَ ثَابِتٍ يُفْتِي النَّاسَ فِي الْمَسْجِدِ، قَالَ زُهَيْرٌ فِي حَدِيثِهِ: يُفْتِي النَّاسَ بِرَأْيِهِ فِي الَّذِي يُجَامِعُ وَلَا يُنْزِلُ، فَقَالَ: أَعْجِلْ بِهِ، فَأُتِيَ بِهِ فَقَالَ: يَا عَدُوَّ نَفْسِهِ! أَوَ قَدْ بَلَغْتَ أَنْ تُفْتِيَ النَّاسَ فِي مَسْجِدِ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ بِرَأْيِكَ، قَالَ: مَا فَعَلْتُ وَلٰكِنْ حَدَّثَنِي عُمُومَتِي عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ، قَالَ: أَيُّ عُمُومَتِكَ؟ قَالَ: أُبَيُّ بْنُ كَعْبٍ، قَالَ زُهَيْرٌ وَأَبُو أَيُّوبَ وَرِفَاعَةُ بْنُ رَافِعٍ: فَالْتَفَتَ إِلَيَّ وَقَالَ: مَا يَقُولُ هٰذَا الْفَتَى؟ وَقَالَ زُهَيْرٌ: مَا يَقُولُ هٰذَا الْغُلَامُ؟ فَقُلْتُ: كُنَّا نَفْعَلُهُ فِي عَهْدِ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ، قَالَ: فَسَأَلْتُمْ عَنْهُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ؟ قَالَ: كُنَّا نَفْعَلُهُ عَلَى عَهْدِهِ فَلَمْ نَغْتَسِلْ، قَالَ: فَجَمَعَ النَّاسَ وَاتَّفَقَ النَّاسُ عَلَى أَنَّ الْمَاءَ لَا يَكُونُ إِلَّا مِنَ الْمَاءِ إِلَّا رَجُلَيْنِ عَلِيَّ بْنَ أَبِي طَالِبٍ وَمُعَاذَ بْنَ جَبَلٍ قَالَا: إِذَا جَاوَزَ الْخِتَانُ الْخِتَانَ فَقَدْ وَجَبَ الْغُسْلُ، قَالَ: فَقَالَ عَلِيٌّ: يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ! إِنَّ أَعْلَمَ النَّاسِ بِهٰذَا أَزْوَاجُ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ، فَأَرْسَلَ إِلَى حَفْصَةَ

شریک ہوئے تھے، سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: میں سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے پاس تھا، کسی نے ان سے کہا: سیدنا زید بن ثابت مسجد میں لوگوں کو اپنے رائے کی روشنی میں اس آدمی کے بارے فتوی دیتے ہیں جو مجامعت کرتا ہے، لیکن اس کو انزال نہیں ہوتا۔ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: اس کو جلدی جلدی میرے پاس لے آؤ، پس وہ اس کو لے آئے، سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: او اپنی جان کے دشمن! کیا تو اس حدتک پہنچ گیا ہے کہ تو نے لوگوں کو مسجد نبوی میں اپنی رائے کی روشنی میں فتوے دینا شروع کر دیا ہے؟ انھوں نے کہا: میں نے تو ایسی کوئی کاروائی نہیں کی، البتہ میرے چچوں نے مجھے رسول اللہ ﷺ سے بیان کیا ہے۔ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: کون سے تیرے چچے؟ انھوں نے کہا: سیدنا ابی بن کعب، سیدنا ابو ایوب اور سیدنا رفاعہ بن رافع رضی اللہ عنہم۔ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: یہ نوجوان کیا کہتا ہے؟ میں نے جواباً کہا: جی ہم رسول اللہ ﷺ کے عہد میں ایسے ہی کرتے تھے۔ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: تو پھر کیا تم نے رسول اللہ ﷺ سے اس بارے میں پوچھا تھا؟ میں نے کہا: ہم رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں ایسے ہی کرتے تھے اور غسل نہیں کرتے تھے۔ پھر انھوں نے لوگوں کو جمع کر کے یہ بات پوچھی، ہوا یوں کہ سب لوگوں نے اس بات پر اتفاق کیا کہ غسل کا پانی منی کے پانی کے خروج سے ہی استعمال کیا جاتا تھا، ما سوائے دو آدمیوں سیدنا علی اور سیدنا معاذ رضی اللہ عنہما کے، یہ دو کہتے تھے: جب ختنے والی جگہ ختنے والی جگہ کو لگ جاتی ہے تو غسل واجب ہو جاتا ہے۔ سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے سیدنا عمر رضی اللہ عنہ سے کہا: اے امیر المؤمنین! رسول اللہ ﷺ کی بیویاں اس چیز کو زیادہ جاننے والی ہیں، تو آپ نے سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا کی طرف اس بارے میں پیغام بھیجا۔ انھوں نے جواباً کہا: مجھے اس کے

فَقَالَتْ: لَا عِلْمَ لِيْ، فَأَرْسَلَ إِلَى عَائِشَةَ فَقَالَتْ: إِذَا جَاوَزَ الْخِتَانُ الْخِتَانَ وَجَبَ الْغُسْلُ، قَالَ: فَتَحَطَّمَ عُمَرُ يَعْنِي تَغَيَّظَ ثُمَّ قَالَ: لَا يَبْلُغُنِيْ أَنَّ أَحَدًا فَعَلَهُ وَلَا يَغْتَسِلُ إِلَّا أَنْهَكْتُهُ عُقُوْبَةً. (مسند أحمد: ٢١٤١٣)

بارے میں کوئی علم نہیں ہے، پھر انھوں نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی طرف پیغام بھیجا، انھوں نے کہا: جب ختنے والی جگہ ختنے والی جگہ کو لگ جاتی ہے تو غسل واجب ہو جاتا ہے۔ یہ سن کر سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کو غصہ آ گیا اور انھوں نے کہا: مجھے یہ بات موصول نہ ہونے پائے کہ کسی نے ایسا کام کیا ہو اور پھر غسل نہ کیا ہو، وگرنہ میں اسے سخت ترین سزا دوں گا۔

فوائد: ......مسئلہ تو بالکل واضح ہے، لیکن صحابۂ کرام کا مسئلہ حل کرنے کا انداز دیکھیں، جبکہ بیچ میں سیدنا عمر رضی اللہ عنہ بھی شریک تھے، بالآخر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنت تک رسائی حاصل کرنے کے لیے امہات المؤمنین سے رابطہ کیا گیا، جب حدیثِ مبارکہ کا پتہ چلا تو سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے اسی کو قانون قرار دیا۔ سبحان اللہ۔

وُجُوْبُ الْغُسْلِ بِالْتِقَاءِ الْخِتَانَيْنِ وَلَوْ لَمْ يُنْزِلْ

ختنے والی دو جگہوں کے مل جانے سے غسل کے واجب ہو جانے کا بیان، اگرچہ انزال نہ ہوا ہو

(٨٤١)۔ عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا قَالَتْ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِذَا قَعَدَ بَيْنَ شُعَبِهَا الْأَرْبَعِ ثُمَّ أَلْزَقَ الْخِتَانَ بِالْخِتَانِ فَقَدْ وَجَبَ الْغُسْلُ۔)) (مسند أحمد: ٢٤٧١٠)

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''جب مرد اپنی بیوی کی چار شاخوں کے درمیان بیٹھ جاتا ہے اور اپنی ختنے والی جگہ اس کی ختنے والی جگہ سے ملا دیتا ہے تو غسل واجب ہو جاتا ہے۔

فوائد: ......اس باب کی تمام احادیث کا اصل مدّعا یہ ہے کہ جب میاں بیوی کے ختنوں کے مقامات آپس میں مل جائیں گے تو جنابت والا غسل فرض ہو جائے گا، انزال ہو یا نہ ہو۔ ہم یہ تو جانتے ہیں کہ مرد کے عضوِ خاص میں ختنے کی وجہ سے کیا تبدیلی آتی ہے۔ اسی طرح عورت کا ختنہ عربوں کے ہاں معروف تھا، لیکن ہمارے ہاں عورتوں کے ختنے کی ضرورت محسوس نہیں کی جاتی۔ بہرحال صرف دو شرمگاہوں کے ٹکرانے سے غسل واجب نہیں ہو گا، بلکہ یہ غسل اس وقت فرض ہو گا، جب مرد کے ختنے کی جگہ عورت کی شرمگاہ کے اندر داخل ہو گی۔ عورت کی چار شاخوں سے کیا مراد ہے، اس کے بارے میں مختلف اقوال ہیں، مثلا: (۱) دونوں ہاتھ اور دونوں ٹانگیں، (۲) دونوں ٹانگیں اور دونوں رانیں، (۳) دونوں پنڈلیاں اور دونوں رانیں، (۴) دونوں رانیں اور شرمگاہ کے دو کنارے، وغیرہ۔ ان الفاظ کی جو مراد بھی لی جائے، یہ اتفاقی قید ہے، غسل اس وقت فرض ہو گا، جب دونوں ختنوں کے مقامات آپس میں مل جائیں اور دخول ہو جائے۔ اس کی مزید وضاحت اگلی حدیث سے ہو رہی ہے۔

---

(٨٤١) تخريج: أخرجه مسلم: ٣٤٩ (انظر: ٢٤٢٠٦)

(٨٤٢)۔عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ جَدِّهِ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: إِذَا الْتَقَى الْخِتَانَانِ وَتَوَارَتِ الْحَشَفَةُ فَقَدْ وَجَبَ الْغُسْلُ۔ (مسند أحمد: ٦٦٧٠)

سیدنا عبد اللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جب ختنے والے دو مقامات مل جاتے ہیں اور حشفہ چھپ جائے تو غسل واجب ہو جاتا ہے۔“

حشفه: عضو مخصوص کا وہ اگلا حصہ جو ختنہ کے بعد کھال کٹنے سے کھل جاتا ہے۔

(٨٤٣)۔عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((إِذَا جَلَسَ بَيْنَ شُعَبِهَا الْأَرْبَعِ وَأَجْهَدَ نَفْسَهُ (وَفِي رِوَايَةٍ: ثُمَّ جَهَدَهَا) فَقَدْ وَجَبَ الْغُسْلُ أَنْزَلَ أَوْ لَمْ يُنْزِلْ۔)) (مسند أحمد: ٨٥٥٧)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”جب مرد اپنی بیوی کی چار شاخوں میں بیٹھ جائے اور پھر اپنے آپ کو مشقت میں ڈالے (ایک روایت کے مطابق ”پھر اسے (بیوی کو) مشقت میں ڈالے) تو غسل واجب ہو جائے گا، انزال ہو یا نہ ہو۔“

(٨٤٤)۔عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ أَنَّ أَبَا مُوسَى (الْأَشْعَرِيّ) رضی اللہ عنہ قَالَ لِعَائِشَةَ رضی اللہ عنہا: إِنِّي أُرِيْدُ أَنْ أَسْأَلَكِ عَنْ شَيْءٍ وَأَنَا أَسْتَحْيِي مِنْكِ، فَقَالَتْ: سَلْ وَلَا تَسْتَحْيِيْ، فَإِنَّمَا أَنَا أُمُّكَ، فَسَأَلَهَا عَنِ الرَّجُلِ يَغْشَى وَلَا يُنْزِلُ، فَقَالَتْ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ: ((إِذَا أَصَابَ الْخِتَانُ الْخِتَانَ فَقَدْ وَجَبَ الْغُسْلُ۔)) (مسند أحمد: ٢٥١٦٢)

سیدنا ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہا: میں آپ سے ایک سوال کرنا چاہتا ہوں، جبکہ میں آپ سے شرماتا بھی ہوں، انھوں نے کہا: تم سوال کرو اور نہ شرماؤ، میں تمہاری ماں ہی ہوں۔ پھر انھوں نے اس آدمی کے بارے میں سوال کیا جو اپنی بیوی سے مجامعت کرتا ہے، لیکن انزال نہیں ہوتا، انھوں نے جواباً کہا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”جب ختنہ والی جگہ، ختنے والی جگہ سے ٹکرا جائے تو غسل واجب ہو جائے گا۔“

(٨٤٥)۔عَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ رضی اللہ عنہ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((إِذَا جَاوَزَ الْخِتَانُ الْخِتَانَ فَقَدْ وَجَبَ الْغُسْلُ)) (مسند أحمد: ٢٢٣٩٦)

سیدنا معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”جب ختنے والی جگہ، ختنے والی جگہ سے آگے بڑھ جائے (یعنی اندر داخل ہو جائے) تو غسل واجب ہو جائے گا۔“

(٨٤٦)۔عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ سَعْدٍ أَنَّهُ سَأَلَ

سیدنا عبد اللہ بن سعد رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ انھوں نے رسول

(٨٤٢) تخريج: صحيح لغيره۔ أخرجه ابن ماجه: ٦١١ (انظر: ٦٦٧٠)
(٨٤٣) تخريج: أخرجه البخاري: ٢٩١، ومسلم: ٣٤٨ (انظر: ٨٥٧٤)
(٨٤٤) تخريج: حديث صحيح، وهذا اسناد ضعيف، واخرج مسلم: ٣٤٩ المرفوعَ منه (انظر: ٢٤٦٥٥)
(٨٤٥) تخريج: صحيح لغيره۔ أخرجه البزار في "مسنده": ٢٦٧٥ (انظر: ٢٢٠٤٦)
(٨٤٦) تخريج: اسناده صحيح۔ أخرجه ابوداود: ٢١١، ٢١٢، وابن ماجه: ٦٥١، ١٣٧٨ (انظر: ١٩٠٠٧)

رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ عَمَّا يُوجِبُ الْغُسْلَ وَعَنِ الْمَاءِ يَكُونُ بَعْدَ الْمَاءِ وَعَنِ الصَّلٰوةِ فِي الْبَيْتِ وَعَنِ الصَّلٰوةِ فِي الْمَسْجِدِ وَعَنْ مُوَاكَلَةِ الْحَائِضِ، فَقَالَ: ((إِنَّ اللّٰهَ لَا يَسْتَحْيِي مِنَ الْحَقِّ، أَمَّا أَنَا فَإِذَا فَعَلْتُ كَذَا وَكَذَا، فَذَكَرَ الْغُسْلَ، قَالَ: أَتَوَضَّأُ وُضُوئِي لِلصَّلَاةِ أَغْسِلُ فَرْجِي ثُمَّ ذَكَرَ الْغُسْلَ، وَأَمَّا الْمَاءُ يَكُوْنُ بَعْدَ الْمَاءِ فَذَالِكَ الْمَذْيُ وَكُلُّ فَحْلٍ يُمْذِيْ فَأَغْسِلُ مِنْ ذَالِكَ فَرْجِيْ وَأَتَوَضَّأُ، وَأَمَّا الصَّلٰوةُ فِي الْمَسْجِدِ وَالصَّلٰوةُ فِيْ بَيْتِيْ فَقَدْ تَرٰى مَا أَقْرَبَ بَيْتِي مِنَ الْمَسْجِدِ، وَلَأَنْ أُصَلِّيَ فِيْ بَيْتِي أَحَبُّ إِلَيَّ مِنْ أَنْ أُصَلِّيَ فِي الْمَسْجِدِ إِلَّا أَنْ تَكُوْنَ صَلَاةً مَكْتُوبَةً، وَأَمَّا مُوَاكَلَةُ الْحَائِضِ فَآكُلُهَا۔)) (مسند أحمد: ١٩٢١٦)

اللہ ﷺ سے یہ سوالات کیے: کون سی چیز غسل کو واجب کرتی ہے، پیشاب کے بعد آ جانے والے سفید قطروں کا حکم، گھر اور مسجد میں نماز کا حکم اور حائضہ عورت کے ساتھ کھانا پینا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''بیشک اللہ تعالیٰ حق سے نہیں شرماتا، رہا مسئلہ میرا تو جب میں ایسے ایسے کرتا ہوں تو آپ نے غسل کا ذکر کیا، پھر میں نماز والا وضو کرتا ہوں، اپنی شرمگاہ کو دھوتا ہوں اور پھر غسل کر لیتا ہوں۔ رہا مسئلہ پیشاب کے بعد نکل آنے والے قطروں کا، تو یہ مذی ہے اور ہر نر کو مذی آ جاتی ہے، میں اس کی وجہ سے اپنی شرمگاہ کو دھوتا ہوں اور وضو کر لیتا ہوں، جہاں تک مسجد اور گھر میں نماز پڑھنے کی بات ہے تو تم دیکھ رہے ہو کہ میرا گھر میری مسجد کے بالکل قریب ہے، لیکن مجھے اپنے گھر میں نماز پڑھنا، مسجد میں نماز پڑھنے سے زیادہ پسند ہے، الا یہ کہ فرضی نماز ہو، اور رہا مسئلہ حائضہ کے ساتھ کھانے پینے کا تو میں تو ایسی بیوی کے ساتھ کھاتا پیتا ہوں۔''

وُجُوْبُ الْغُسْلِ عَلٰى مَنِ احْتَلَمَ إِذَا أَنْزَلَ

احتلام ہو جانے کی بنا پر غسل کے واجب ہونے کا بیان، بشرطیکہ انزال ہوا ہو

(٨٤٧)۔ عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا قَالَتْ: سُئِلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَنِ الرَّجُلِ يَجِدُ الْبَلَلَ وَلَا يَذْكُرُ احْتِلَامًا، قَالَ: ((يَغْتَسِلُ۔)) وَعَنِ الرَّجُلِ يَرٰى أَنَّهُ قَدِ احْتَلَمَ وَلَا يَرٰى بَلَلًا، قَالَ: ((لَا غُسْلَ عَلَيْهِ۔)) فَقَالَتْ أُمُّ سُلَيْمٍ: هَلْ عَلَى الْمَرْأَةِ تَرٰى ذَالِكَ شَيْءٌ؟ قَالَ: نَعَمْ، إِنَّمَا النِّسَاءُ شَقَائِقُ الرِّجَالِ۔ (مسند أحمد: ٢٦٧٢٥)

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے اس آدمی کے بارے میں سوال کیا گیا، جو منی کی تری تو پاتا ہے، لیکن اسے احتلام یاد نہیں ہے، آپ ﷺ نے فرمایا: ''وہ غسل کرے گا۔'' پھر اس شخص کے بارے میں سوال کیا گیا کہ جس کا یہ خیال ہے کہ اسے احتلام تو ہوا ہے، لیکن وہ تری کو نہیں پاتا، آپ ﷺ نے فرمایا: ''اس پر کوئی غسل نہیں ہے۔'' سیدہ ام سلیم رضی اللہ عنہا نے کہا: اگر عورت کو اسی قسم کا خواب آئے، تو کیا اس کا بھی یہی حکم ہوگا؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''جی ہاں، عورتیں

(٨٤٧) تخريج: حديث حسن لغيره۔ أخرجه ابوداود: ٢٣٦، وابن ماجه: ٦١٢، والترمذي: ١١٣ (انظر: ٢٦١٩٥)

مردوں کی مانند ہی ہیں۔"

(٨٤٨)۔عَنْ إِسْحَاقَ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ أَبِيْ طَلْحَةَ الْأَنْصَارِيِّ عَنْ جَدَّتِهِ أُمِّ سُلَيْمٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ: كَانَتْ مُجَاوِرَةَ أُمِّ سَلَمَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ فَكَانَتْ تَدْخُلُ عَلَيْهَا فَدَخَلَ النَّبِيُّ ﷺ فَقَالَتْ أُمُّ سُلَيْمٍ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! أَرَأَيْتَ إِذَا رَأَتِ الْمَرْأَةُ أَنَّ زَوْجَهَا يُجَامِعُهَا فِي الْمَنَامِ أَتَغْتَسِلُ؟ فَقَالَتْ أُمُّ سَلَمَةَ: تَرِبَتْ يَدَاكِ يَا أُمَّ سُلَيْمٍ! فَضَحْتِ النِّسَاءَ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ، فَقَالَتْ أُمُّ سُلَيْمٍ: إِنَّ اللّٰهَ لَا يَسْتَحْيِيْ مِنَ الْحَقِّ وَإِنَّا إِنْ نَسْأَلِ النَّبِيَّ ﷺ عَمَّا أَشْكَلَ عَلَيْنَا خَيْرٌ مِنْ أَنْ نَكُونَ مِنْهُ عَلٰى عَمْيَاءَ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ لِأُمِّ سَلَمَةَ: ((أَنْتِ تَرِبَتْ يَدَاكِ، نَعَمْ يَا أُمَّ سُلَيْمٍ! عَلَيْهَا الْغُسْلُ إِذَا وَجَدتِ الْمَاءَ۔)) فَقَالَتْ أُمُّ سُلَيْمٍ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! وَهَلْ لِلْمَرْأَةِ مَاءٌ؟ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((فَأَنّٰى يُشْبِهُهَا وَلَدُهَا؟ هُنَّ شَقَائِقُ الرِّجَالِ۔)) (مسند أحمد: ٢٧٦٥٩)

سیدہ ام سلیم رضی اللہ عنہا، زوجۂ رسول سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا کہ ہمسائی تھیں اور وہ ان کے پاس آتی رہتی تھیں، ایک دن نبی کریم ﷺ گھر میں داخل ہوئے اور سیدہ ام سلیم رضی اللہ عنہا نے کہا: اے اللہ کے رسول! آپ کا اس بارے میں کیا خیال ہے کہ ایک عورت یہ خواب دیکھتی ہے کہ اس کا خاوند اس سے مجامعت کر رہا ہے، تو کیا وہ غسل کرے گی؟ سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے کہا: تیرے ہاتھ خاک آلود ہو جائیں، اے ام سلیم! تو نے تو رسول اللہ ﷺ کے نزدیک عورتوں کو رسوا کر دیا ہے۔ سیدہ ام سلیم رضی اللہ عنہا نے کہا: بیشک اللہ تعالیٰ حق سے نہیں شرماتا اور اگر ہم اپنے اشکالات کے بارے میں نبی ﷺ سے سوال کر لیں تو یہ اس سے تو بہتر ہے کہ ان کے بارے میں ہم جاہل اور اندھے ہوں۔ نبی کریم ﷺ نے سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا: "بلکہ تیرے ہاتھ خاک آلود ہوں، جی ہاں ام سلیم! جب ایسی عورت منی کا پانی محسوس کرے گی تو اس پر غسل ہوگا۔" سیدہ ام سلیم رضی اللہ عنہا نے کہا: اے اللہ کے رسول! کیا عورت کا بھی پانی ہوتا ہے؟ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: "تو پھر اس کا بچہ اس کے مشابہ کیسے ہو جاتا ہے، اس معاملے میں خواتین مردوں کی طرح ہیں۔"

(٨٤٩)۔حَدَّثَنَا عَبْدُاللّٰهِ حَدَّثَنِيْ أَبِيْ ثَنَا يَزِيْدُ بْنُ هَارُوْنَ وَحَدَّثَنِيْ حَجَّاجٌ قَالَ: أَنَا ابْنُ أَبِيْ ذِئْبٍ عَنِ الْمَقْبُرِيِّ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ رَافِعٍ مَوْلٰى أُمِّ سَلَمَةَ عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا أَنَّ

سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ سیدہ ام سلیم زوجہ سیدنا ابو طلحہ رضی اللہ عنہا نے کہا: اے اللہ کے رسول! اگر کوئی عورت یہ خواب دیکھتی ہے کہ اس کا خاوند اس سے مجامعت کر رہا ہے، تو کیا اس پر غسل واجب ہو جائے گا؟ آپ ﷺ نے فرمایا: "جی ہاں،

---

(٨٤٨) تخريج: أخرج مسلم: ٣١٠ نحوه، لكن دون قوله: "هن شقائق الرجال"، هذه الجملة حسن لغيره (انظر: ٢٧١١٨)

(٨٤٩) تخريج: أخرج البخاري: ١٣٠، ٢٨٢، ٣٣٢٨، ٦٠٩١، ومسلم: ٣١٣ نحوه (انظر: ٢٦٦٣١)

أُمِّ سُلَيْمٍ، قَالَ حَجَّاجٌ: امْرَأَةُ أَبِي طَلْحَةَ قَالَتْ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ! الْمَرْأَةُ تَرٰى زَوْجَهَا فِي الْمَنَامِ يَقَعُ عَلَيْهَا أَعَلَيْهَا غُسْلٌ؟ قَالَ: ((نَعَمْ، إِذَا رَأَتِ الْمَاءَ۔)) فَقَالَتْ أُمُّ سَلَمَةَ: وَتَفْعَلُ ذَالِكَ؟ فَقَالَ: ((تَرِبَتْ يَمِينُكِ، فَأَنّٰى يَأْتِي شَبَهُ الْخُؤُولَةِ إِلَّا مِنْ ذَالِكَ، أَيُّ النُّطْفَتَيْنِ سَبَقَتْ إِلَى الرَّحِمِ غَلَبَتْ عَلَى الشَّبَهِ۔)) وَقَالَ حَجَّاجٌ فِي حَدِيثِهِ: تَرِبَتْ جَبِينُكِ۔ (مسند أحمد: ٢٧١٦٦)

جب وہ منی کا پانی دیکھ لے گی۔'' سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے کہا: ''کیا عورت کا پانی بھی نکلتا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''تیرا دایاں ہاتھ خاک آلود ہو جائے، بچے کی ماموؤں کے ساتھ مشابہت عورت کے اسی پانی کی وجہ سے ہوتی ہے، دونطفوں میں سے جو نطفہ رحم کی طرف سبقت لے جاتا ہے، وہی مشابہت پر غالب آ جاتا ہے۔'' حجاج کی حدیث میں ہے: ''تیری پیشانی خاک آلود ہو۔''

(٨٥٠)۔ (وَمِنْ طَرِيقٍ ثَانٍ)۔عَنْ زَيْنَبَ بِنْتِ أُمِّ سَلَمَةَ عَنْ أُمِّهَا أُمِّ سَلَمَةَ أَنَّ أُمَّ سُلَيْمٍ سَأَلَتِ النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَتْ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ! إِنَّ اللّٰهَ لَا يَسْتَحْيِي مِنَ الْحَقِّ، هَلْ عَلَى الْمَرْأَةِ غُسْلٌ إِذَا احْتَلَمَتْ؟ قَالَ: ((نَعَمْ، إِذَا رَأَتِ الْمَاءَ۔)) (مسند أحمد: ٢٧١١٤)

(دوسری سند) سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ سیدہ ام سلیم رضی اللہ عنہا نے نبی کریم ﷺ سے سوال کیا: اے اللہ کے رسول! بیشک اللہ تعالیٰ حق سے نہیں شرماتا، تو کیا جب عورت کو احتلام ہو جاتا ہے، تو اس پر غسل ہوتا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''جی ہاں، جب وہ پانی (منی) دیکھ لے۔''

(٨٥١)۔ (وَمِنْ طَرِيقٍ ثَالِثٍ)۔عَنْهَا عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ قَالَتْ: جَاءَتْ أُمُّ سُلَيْمٍ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَسَأَلَتْهُ عَنِ الْمَرْأَةِ تَرٰى فِي مَنَامِهَا مَا يَرَى الرَّجُلُ، فَقَالَ: ((إِذَا رَأَتِ الْمَاءَ فَلْتَغْتَسِلْ۔)) قَالَتْ: قُلْتُ: فَضَحْتِ النِّسَاءَ، وَهَلْ تَحْتَلِمُ الْمَرْأَةُ؟ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((تَرِبَتْ يَمِينُكِ، فَبِمَ يُشْبِهُهَا وَلَدُهَا إِذًا۔)) (مسند أحمد: ٢٧١٤٨)

(تیسری سند) سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں: سیدہ ام سلیم رضی اللہ عنہا، نبی کریم ﷺ کی طرف آئی اور اس عورت کے بارے میں سوال کیا، جو خواب میں وہ چیز دیکھتی ہے، جو مرد دیکھتے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''جب وہ پانی دیکھ لے، تو غسل کرے۔'' میں نے کہا: تو نے تو عورتوں کو رسوا کر دیا ہے، بھلا کیا عورت کو بھی احتلام ہوتا ہے؟ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''تیرا دایاں ہاتھ خاک آلود ہو جائے، تو پھر عورت کا بچہ اس سے مشابہ کیسے ہو جاتا ہے۔''

---

(٨٥٠) تخريج: انظر الحديث بالطريق الاول

(٨٥١) تخريج: انظر الحديث بالطريق الاول

(٨٥٢) تخريج: صحيح لغيره (انظر: ٥٦٣٦)

(٨٥٢)۔عَنْ يَزِيْدَ بْنِ أَبِي سُمَيَّةَ سَمِعْتُ ابْنَ عُمَرَ ﷺ يَقُولُ: سَأَلَتْ أُمُّ سُلَيْمٍ وَهِيَ أُمُّ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ فَقَالَتْ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! تَرَى الْمَرْأَةُ فِي الْمَنَامِ مَا يَرَى الرَّجُلُ؟ فَقَالَ لَهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اِذَا رَأَتِ الْمَرْأَةُ ذَالِكَ وَأَنْزَلَتْ فَلْتَغْتَسِلْ)) (مسند أحمد: ٥٦٣٦)

سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ سیدہ ام سلیم رضی اللہ عنہا، جو کہ سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ کی والدہ تھیں، نے کہا: اے اللہ کے رسول! جو کچھ مرد خواب میں دیکھتا ہے اور اگر وہی کچھ عورت دیکھے تو؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''جب یہ چیز دیکھے اور اسے انزال بھی ہو تو وہ غسل کرے۔''

(٨٥٣)۔عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ ﷺ أَنَّ أُمَّ سُلَيْمٍ سَأَلَتِ النَّبِيَّ ﷺ عَنِ امْرَأَةٍ تَرَى فِي مَنَامِهَا مَا يَرَى الرَّجُلُ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((مَنْ رَأَتْ ذَالِكَ مِنْكُنَّ فَأَنْزَلَتْ فَلْتَغْتَسِلْ۔)) قَالَتْ أُمُّ سَلَمَةَ: أَوَ يَكُونُ ذَالِكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ؟ قَالَ: ((نَعَمْ، مَاءُ الرَّجُلِ غَلِيْظٌ أَبْيَضُ وَمَاءُ الْمَرْأَةِ أَصْفَرُ رَقِيْقٌ، فَأَيُّهَا سَبَقَ أَوْ عَلَا أَشْبَهَهُ الْوَلَدُ۔)) (مسند أحمد: ١٢٢٤٧)

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ سیدہ ام سلیم رضی اللہ عنہا نے نبی کریم ﷺ سے اس عورت کے بارے میں سوال کیا، جو اپنے خواب میں وہ کچھ دیکھتی ہے، جو مرد دیکھتا ہے، آپ ﷺ نے فرمایا: ''جب تم میں سے کوئی عورت اس طرح کا خواب دیکھے اور پھر اسے انزال بھی ہو جائے تو وہ غسل کرے۔'' سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے کہا: اے اللہ کے رسول! کیا عورت کے ساتھ بھی ایسے ہوتا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''جی ہاں، مرد کا پانی سفید اور گاڑھا ہوتا ہے اور عورت کا پانی زرد اور پتلا ہوتا ہے، ان میں سے جو سبقت لے جاتا ہے، اسی سے بچے کی مشابہت ہو جاتی ہے۔''

(٨٥٤)۔عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ عَنْ عَائِشَةَ ﷺ أَنَّ امْرَأَةً قَالَتْ لِلنَّبِيِّ ﷺ: هَلْ تَغْتَسِلُ الْمَرْأَةُ إِذَا احْتَلَمَتْ وَأَبْصَرَتِ الْمَاءَ؟ فَقَالَ: ((نَعَمْ۔)) فَقَالَتْ لَهَا عَائِشَةُ: تَرِبَتْ يَدَاكِ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((دَعِيْهَا، وَهَلْ يَكُونُ الشَّبَهُ إِلَّا مِنْ قِبَلِ ذَالِكَ، إِذَا عَلَا مَاؤُهَا مَاءَ الرَّجُلِ أَشْبَهَ أَخْوَالَهُ، وَإِذَا عَلَا مَاءُ الرَّجُلِ مَاءَهَا أَشْبَهَهُ۔)) (مسند

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ ایک عورت نے نبی کریم ﷺ سے یہ سوال کیا: جب عورت کو احتلام ہو جائے اور وہ پانی بھی دیکھ لے، تو کیا وہ غسل کرے گی؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''جی ہاں۔'' سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے اس خاتون سے کہا: تیرے ہاتھ خاک آلود ہو جائیں، لیکن آپ ﷺ نے ان سے فرمایا: چھوڑ دے اس عورت کو، (یہ صحیح کہہ رہی ہے) اسی وجہ سے تو مشابہت ہوتی ہے، جب عورت کا مادۂ منویہ مرد کے پانی پر غالب آ جائے تو بچہ ماموؤں کے مشابہ ہو جاتا ہے اور جب مرد کا مادۂ منویہ عورت

(٨٥٣) تخريج: اسناده صحيح على شرط الشيخين، وأخرج الشطر الاول منه مسلم: ٣١٠، وأخرجه ابن ماجه: ٦٠١، وانظر الحديث رقم (٨٤٨) وما بعده مما روى عن ام سليم (انظر: ١٢٢٢٢)
(٨٥٤) تخريج: أخرجه مسلم: ٣١٤(انظر: ٢٤٦١٠)

أحمد: ٢٥١١٧)

کے پانی پر غالب آ جائے تو بچے کی مشابہت اس سے ہو جاتی ہے۔

(٨٥٥)۔عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ خَوْلَةَ بِنْتِ حَكِيْمٍ رضی اللہ عنہا أَنَّهَا سَأَلَتِ النَّبِيَّ ﷺ عَنِ الْمَرْأَةِ تَرٰى فِي مَنَامِهَا مَا يَرَى الرَّجُلُ، فَقَالَ: ((لَيْسَ عَلَيْهَا غُسْلٌ حَتّٰى يَنْزِلَ الْمَاءُ كَمَا أَنَّ الرَّجُلَ لَيْسَ عَلَيْهِ غُسْلٌ حَتّٰى يُنْزِلَ۔)) (مسند أحمد: ٢٧٨٥٥)

سیدہ خولہ بنت حکیم رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ انھوں نے نبی کریم ﷺ سے اس عورت کے بارے میں سوال کیا جو خواب میں وہی چیز دیکھتی ہے، جو مرد دیکھتا ہے، آپ ﷺ نے فرمایا: ”جب تک پانی کا نزول نہیں ہو گا، اس پر کوئی غسل نہیں ہو گا، جیسے مرد پر اس وقت تک غسل نہیں ہوتا، جب تک اسے انزال نہ ہو۔“

(٨٥٦)۔ (وَعَنْهُ مِنْ طَرِيقٍ ثَانٍ)۔ قَالَ: اِنَّ خَوْلَةَ بِنْتَ حَكِيْمٍ السُّلَمِيَّةَ وَهُوَ اِحْدٰى خَالَاتِ النَّبِيِّ ﷺ سَأَلَتِ النَّبِيَّ ﷺ عَنِ الْمَرْأَةِ تَحْتَلِمُ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((لِتَغْتَسِلْ۔)) (مسند أحمد: ٢٧٨٥٦)

(دوسری سند) سیدہ خولہ بن حکیم سُلَمِیّہ رضی اللہ عنہا، جو کہ نبی کریم ﷺ کی ایک خالہ تھیں، نے آپ ﷺ سے اس عورت کے بارے میں سوال کیا، جسے احتلام ہو جائے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”وہ غسل کرے گی۔“

فوائد: ......ان احادیث سے معلوم ہوا کہ مرد اور عورت دونوں کو احتلام ہو سکتا ہے اور اس کی وجہ سے جنابت والا غسل واجب ہو جاتا ہے۔ احتلام کے لیے خواب کا آنا یا نہ آنا معتبر نہیں ہے، بلکہ کپڑے یا جسم پر تری یا داغ کا ہونا معتبر ہے، جب کسی کو نیند کے بعد اپنے جسم یا کپڑے پر احتلام کے اثرات نظر آ جائیں گے تو وہ غسلِ جنابت کرے گا، خواب کا آنا اس کے ذہن میں ہو یا نہ ہو۔ اسی طرح اگر کسی کو اس قسم کا خواب تو آتا ہے، لیکن جسم یا کپڑے پر کوئی نشان دکھائی نہیں دیتا تو غسل فرض نہیں ہو گا۔

مَنْ قَالَ: اَلْجُنُبُ لَا يَقْرَأُ الْقُرْآنَ

ان لوگوں کا بیان جو یہ کہتے ہیں کہ جنابت والا قرآن مجید کی تلاوت نہ کرے

(٨٥٧)۔عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ سَلَمَةَ قَالَ: دَخَلْتُ عَلٰى عَلِيِّ بْنِ أَبِيْ طَالِبٍ رضی اللہ عنہ أَنَا وَرَجُلَانِ، رَجُلٌ مِنْ قَوْمِي وَرَجُلٌ مِنْ بَنِيْ

عبد اللہ بن سلمہ کہتے ہیں: میں اور دو آدمی، ہم سب سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے پاس گئے، ایک آدمی میرے قوم سے تھا اور میرے خیال کے مطابق دوسرا بنو اسد سے تھا، سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے ان کو

(٨٥٥) تخريج: حديث حسن۔ أخرجه ابن ماجه: ٦٠٢، النسائی: ١/ ١١٥ (انظر: ٢٧٣١٢)

(٨٥٦) تخريج: انظر الحديث بالطريق الاول

(٨٥٧) تخريج: اسناده حسن۔ أخرجه ابوداود: ٢٢٩، وابن ماجه: ٥٩٤، والنسائی: ١/ ١٤٤، والترمذی: ١٤٦ (انظر: ٨٤٠)

أَسَدٍ أَحْسِبُ، فَبَعَثَهُمَا وَجْهًا وَقَالَ: أَمَا إِنَّكُمَا عِلْجَانِ فَعَالِجَا عَنْ دِينِكُمَا، ثُمَّ دَخَلَ الْمَخْرَجَ فَقَضٰى حَاجَتَهُ ثُمَّ خَرَجَ فَأَخَذَ حَفْنَةً مِن مَّاءٍ فَتَمَسَّحَ بِهَا ثُمَّ جَعَلَ يَقْرَأُ الْقُرْآنَ، قَالَ: فَكَأَنَّهُ رَآنَا أَنْكَرْنَا ذَالِكَ، ثُمَّ قَالَ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَقْضِي حَاجَتَهُ ثُمَّ يَخْرُجُ فَيَقْرَأُ الْقُرْآنَ وَيَأْكُلُ مَعَنَا اللَّحْمَ وَلَمْ يَكُنْ يَحْجُبُهُ عَنِ الْقُرْآنِ شَيْءٌ لَيْسَ الْجَنَابَةَ۔ (مسند أحمد: ٨٤٠)

ایک طرف بھیج دیا اور ان سے کہا: تم دونوں قوی آدمی ہو، اس لیے میں تم کو جس کام کی طرف بھیج رہا ہوں، اس میں اچھی طرح محنت کرنا، پھر وہ قضائے حاجت کے لیے ایک جگہ میں گئے، قضائے حاجت کی، پھر وہاں سے نکلے اور پانی کا ایک چلّو لیا اور اس سے ہاتھ دھوئے اور پھر قرآن مجید کی تلاوت شروع کر دی۔ جب انھوں نے دیکھا کہ ہم لوگ ان کی اس کاروائی کو صحیح نہیں سمجھ رہے تو انھوں نے کہا: رسول اللہ ﷺ بھی قضائے حاجت کر کے قرآن مجید کی تلاوت کرتے تھے اور ہمارے ساتھ گوشت کھاتے تھے اور جنابت کے علاوہ کوئی چیز آپ ﷺ کے لیے قرآن مجید سے مانع نہیں ہوتی تھی۔

فوائد:...... ہم نے "فَتَمَسَّحَ بِهَا" کے معانی ہاتھ دھونے کے کیے ہیں، کیونکہ دارقطنی کی روایت کے الفاظ یہ ہیں: "فَغَسَلَ كَفَّيْهِ"

(٨٥٨)۔ عَنْ عَلِيٍّ ؓ قَالَ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يُقْرِئُنَا الْقُرْآنَ مَالَمْ يَكُنْ جُنُبًا۔ (مسند أحمد: ١١٢٣)

سیدنا علی ؓ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ ہمیں قرآن مجید پڑھاتے تھے، الا یہ کہ جنابت کی حالت میں ہوتے۔

(٨٥٩)۔ عَنْ أَبِي الْغَرِيفِ قَالَ: أُتِيَ عَلِيٌّ ؓ بِوَضُوْءٍ فَمَضْمَضَ وَاسْتَنْشَقَ ثَلَاثًا وَغَسَلَ وَجْهَهُ ثَلَاثًا وَغَسَلَ يَدَيْهِ وَذِرَاعَيْهِ ثَلَاثًا ثَلَاثًا ثُمَّ مَسَحَ بِرَأْسِهِ ثُمَّ غَسَلَ رِجْلَيْهِ ثُمَّ قَالَ: هٰكَذَا رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ تَوَضَّأَ ثُمَّ قَرَأَ شَيْئًا مِنَ الْقُرْآنِ ثُمَّ قَالَ: ((هٰذَا لِمَنْ لَيْسَ بِجُنُبٍ، فَأَمَّا الْجُنُبُ فَلَا وَلَا آيَةَ۔)) (مسند أحمد: ٨٧٢)

ابوغریف کہتے ہیں: سیدنا علی ؓ کے پاس وضو کا پانی لایا گیا، انھوں نے تین تین بار کلی اور ناک میں پانی چڑھایا، تین دفعہ چہرہ دھویا، تین مرتبہ ہاتھوں اور بازوؤں کو دھویا، پھر اپنے سر کا مسح کیا اور پھر پاؤں کو دھویا۔ پھر کہا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو اسی طرح وضو کرتے ہوئے دیکھا تھا، پھر آپ ﷺ نے قرآن مجید کی کچھ تلاوت کرنے کے بعد فرمایا: ''وہ بندہ یہ تلاوت کر سکتا ہے، جو جنبی نہ ہو، رہا مسئلہ جنابت والے آدمی کا تو وہ تلاوت نہیں کر سکتا ہے، ایک آیت بھی نہیں پڑھ سکتا۔''

---

(٨٥٨) تخريج: انظر الحديث بالطريق الاول

(٨٥٩) تخريج: قال الالباني: هذا صحيح موقوفا، لا مرفوعا (ارواء الغليل: ٢/ ٢٤١)۔ أخرجه ابو يعلى: ٣٦٥ (انظر: ٨٧٢)

فوائد: ......اس باب کی مرفوع احادیث سے پتہ چلتا ہے کہ آپ ﷺ جنابت کی حالت میں قرآن مجید کی تلاوت نہیں کرتے تھے، آپ ﷺ کے اس عمل کو استحباب پر محمول کریں گے، کیونکہ آپ ﷺ کے کسی حالت میں کوئی کام نہ کرنے سے حرمت یا ممانعت ثابت نہیں ہوتی۔ ہمیں یہ نظریہ راجح معلوم ہوتا ہے کہ جنبی اور کسی بھی غیر طاہر شخص کے لیے مستحب یہ ہے کہ وہ قرآن مجید کی تلاوت اور ذکرِ الٰہی کے لیے وضو کرے، جہاں تک مسئلہ جواز کا ہے تو ایسے افراد کے لیے زبانی تلاوت کرنا یا اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنا درست ہے، دلائل مندرجہ ذیل ہیں:

(۱)"براء ہ اصلیہ"، یعنی جنبی اور حائضہ کے حق میں قرآن مجید کی تلاوت کو ممنوع قرار دینے پر کوئی صریح اور صحیح حدیث دلالت نہیں کرتی۔ سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ جنبی کیلئے (قرآن کی) قراءت میں کوئی حرج نہیں سمجھتے تھے۔(صحیح بخاری تعلیقًا: کتاب الحیض، باب تقضی الحائض المناسك کلها الا الطواف بالبیت) جنبی ' حائضہ اور نفاس والی عورت' تینوں بالاتفاق اللہ تعالیٰ کا ذکر کر سکتے ہیں اور قرآن مجید بھی اللہ تعالیٰ کا ذکر ہے' لہٰذا وہ اس کی تلاوت کر سکتے ہیں' تفصیل اگلی دلیل میں ملاحظہ فرمائیں۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا حج کے موقع پر حائضہ ہو گئیں' نبی کریم ﷺ نے انہیں حکم دیا:((فَافْعَلِیْ مَا یَفْعَلُ الْحَاجُّ غَیْرَ اَنْ لَّا تَطُوْفِیْ بِالْبَیْتِ حَتّٰی تَطْهُرِیْ۔)) ......''بیت اللہ کے طواف کے علاوہ آپ بھی دوسرے حاجیوں کی طرح حج کے مناسک ادا کرتی رہیں اور پاک ہونے کے بعد طواف کر لینا۔''(صحیح بخاری: ۳۰۵) قابل غور بات یہ ہے طواف کے علاوہ دوسرے مناسک بھی اذکار' تلبیہ اور دعاؤں پر مشتمل ہیں' جنہیں نبی کریم ﷺ نے پورا کرنے کا حکم دیا۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی مذکورہ بالا حدیث کی شرح میں حافظ ابن حجر نے کہا: ''سب سے بہترین بات وہ ہے جو ابن رشید نے ابن بطال وغیرہ کی پیروی کرتے ہوئے کہی کہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث سے امام بخاری کی مراد حائضہ اور جنبی کی قراءت کے جواز پر استدلال کرنا ہے' کیونکہ آپ ﷺ نے مناسک حج میں سے صرف طواف' جو کہ مخصوص نماز ہے، کو مستثنیٰ کیا اور حج کے بقیہ اعمال ذکر' تلبیہ اور دعاء پر مشتمل ہیں' لیکن حائضہ عورت کو ان سے منع نہیں کیا گیا' اسی طرح جنبی آدمی ہے' جس کا حدث حائضہ کے حدث سے کم ہے اور اگر تلاوتِ قرآن کو اللہ کا ذکر ہونے کی بناء ممنوع قرار دیا جائے تو اس میں اور مذکورہ بالا اذکار میں کوئی فرق نہیں اور اگر تلاوت کو تعبدی طور پر ممنوع سمجھا جائے تو اس کیلئے دلیل کی ضرورت ہے اور مصنف (امام بخاری) کے نزدیک اس مسئلہ کے بارے وارد احادیث میں سے کوئی حدیث بھی صحیح نہیں۔''(فتح الباری: حدیث ۳۰۵ کے تحت) جنابت والا آدمی قرآن مجید کو چھو نہیں سکتا، اس کی دلیل درج ذیل ہے: سیدنا عبداللہ بن ابو بکر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے جو خط عمرو بن حزم کو لکھا تھا' اس میں یہ الفاظ بھی تھے:((لَا یَمَسُّ الْقُرْآنَ اِلَّا طَاهِرٌ۔)) ......''قرآن مجید کو صرف طاہر ہی پکڑ سکتا ہے۔''(موطا امام مالك: ۴۱۹، دارقطنی: ۱/۱۲۲، البیهقی: ۱/۸۷) جن روایات میں جنبی اور حائضہ کو قرآن مجید کی تلاوت سے منع کیا گیا' ان میں سے واضح ترین مندرجہ ذیل چار ضعیف احادیث ہیں:

(۱) سیدنا جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ((لَاتَقْرَأُ الْحَائِضُ وَلَا النُّفَسَاءُ مِنَ الْقُرْآنِ شَيْئًا۔)) ...... ''حیض اور نفاس والی عورتیں قرآن سے کچھ نہ پڑھیں۔'' (دارقطنی : ۲/۸۷، حلية الاولياء : ۲۲/٤) اس حدیث کی سند میں محمد بن فضل متروک راوی ہے، حافظ ابن حجر نے ''تقریب'' میں کہا: محدثین نے اس کو کذاب کہا ہے۔

(۲) سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((لَا تَقْرَأُ الْحَائِضُ وَلَا الْجُنُبُ شَيْئًا مِنَ الْقُرْآنِ۔)) ...... ''حائضہ اور جنبی قرآن سے کچھ نہ پڑھیں۔'' (ترمذی: ۱۳۱، ابن ماجہ: ۵۹۵) اس کی سند میں اسماعیل بن عیاش ہے، جو حجازیوں سے روایت کرنے میں ضعیف ہے اور یہ حدیث حجازیوں سے ہے۔

(۳) سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((اِقْرَأِ الْقُرْآنَ عَلٰى كُلِّ حَالٍ مَا لَمْ تَكُنْ جُنُبًا۔)) ...... ''سوائے حالتِ جنابت کے آپ ہر حال میں قرآن پڑھ سکتے ہیں۔'' (ابن عدی: ۳/۹۲۵) اس کی سند میں خارجہ بن مصعب ہے، جو کہ متروک ہے اور جھوٹے راویوں سے تدلیس کرتا ہے۔

(۴) سیدنا علی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا، آپ ﷺ نے وضوء کیا، پھر قرآن کا کچھ حصہ تلاوت کیا اور فرمایا: ((هٰكَذَا لِمَنْ لَيْسَ بِجُنُبٍ، فَاَمَّا الْجُنُبُ فَلَا وَلَا آيَةً۔)) ...... ''یہ طریقہ کار اس شخص کیلئے ہے جو جنبی نہیں، رہا مسئلہ جنبی کا تو وہ ایک آیت بھی تلاوت نہیں کر سکتا۔'' (مسند احمد: ۱/۱۱۰، مسند ابو یعلی: ۳٦٥) اس روایت کو عائذ بن حبیب نے عامر بن سمطہ سے مرفوعا بیان کیا، جبکہ درج ذیل اوثق رواۃ نے عامر سے سیدنا علی رضی اللہ عنہ پر موقوفا روایت کیا ہے: یزید بن ہارون، امام ثوری، خالد بن عبداللہ، حسن بن صالح بن حی، شریک بن عبداللہ، اسحاق بن ابراہیم۔ یہ روایت اس باب میں بھی موجود ہے، زیادہ وضاحت کی وجہ سے لکھ دی گئی ہے۔

امام دارقطنی نے موقوفا روایت کرنے کے بعد کہا کہ یہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے صحیح ہے۔ (دارقطنی: ۱/۱۱۸) جبکہ عبدالرزاق نے کہا کہ عبدالرزاق بھی اسی (اثر) کو لے گا۔ (مصنف عبد الرزاق: ۱/۳۳٦) مزید دیکھیں: ارواء الغلیل: ۲/۲٤۳

(۸٦۰)۔ عَنْ عَلِيٍّ رضی اللہ عنہ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((لَا تَدْخُلُ الْمَلَائِكَةُ بَيْتًا فِيْهِ جُنُبٌ وَلَا صُوْرَةٌ وَلَا كَلْبٌ۔)) (مسند أحمد: ٦۳۲)

سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''جس میں جنابت والا آدمی، تصویر اور کتا ہو، اس میں فرشتے داخل نہیں ہوتے۔''

فوائد: ...... کتے سے مراد وہ کتا ہے، جو رکھوالی اور شکار کے لیے نہ رکھا گیا ہو، آج کل اکثر دیہاتی لوگ لڑانے کے لیے اور اکثر شہری لوگ صرف اپنا شوق پورا کرنے کے لیے کتے پالتے ہیں، جبکہ یہ عادت انتہائی قابل مذمت ہے، سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((مَنِ اقْتَنٰى كَلْبًا لَيْسَ بِكَلْبِ مَاشِيَةٍ اَوْ

(۸٦۰) تخريج: حسن لغيره دون ذكر الجنب۔ أخرجه ابوداود: ۲۲۷، ٤۱٥۲، والنسائي: ۱/ ۱٤۱ (انظر: ٦۳۲)

ضَارِيَةٍ نَقَصَ كُلَّ يَوْمٍ مِنْ عَمَلِهِ قِيْرَاطَانِ۔)) ......''جس نے ایسا کتا پالا جو جانوروں (کی رکھوالی) یا شکار کے لیے نہ ہو، ہر روز اس کے عمل سے دو قیراط اجر کم ہو جاتا ہے۔'' (صحیح بخاری، صحیح مسلم) جنازے کے ثواب والی احادیث سے قیراط کی وضاحت ہو جاتی ہے کہ: وہ احد پہاڑ کے برابر ہے۔

اَلْإِسْتِتَارُ عِنْدَ الْغُسْلِ
غسل کے وقت پردہ کرنا

(٨٦١)۔عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ أَمَرَ عَلِيًّا فَوَضَعَ لَهُ غُسْلًا ثُمَّ أَعْطَاهُ ثَوْبًا فَقَالَ: ((اُسْتُرْنِي وَوَلِّنِي ظَهْرَكَ۔)) (مسند أحمد: ٢٩١١)

سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو حکم دیا، پس انھوں نے آپ ﷺ کے غسل کا پانی رکھا، پھر آپ ﷺ نے ان کو ایک کپڑا دے کر فرمایا: ''اس کے ساتھ مجھ پر پردہ کرو اور اپنی پیٹھ میری طرف کر لو۔''

(٨٦٢)۔عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِنَّ مُوسَى ابْنَ عِمْرَانَ كَانَ إِذَا أَرَادَ أَنْ يَدْخُلَ الْمَاءَ لَمْ يُلْقِ ثَوْبَهُ حَتَّى يُوَارِيَ عَوْرَتَهُ بِالْمَاءِ۔)) (مسند أحمد: ١٣٨٠٠)

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''بیشک حضرت موسیٰ بن عمران علیہ السلام جب پانی میں داخل ہونے کا ارادہ فرماتے تو اس وقت تک کپڑا نہیں اتارتے تھے، جب تک پردے کے مقامات کو پانی نہ چھپا لیتے تھے۔''

(٨٦٣)۔عَنْ يَعْلَى بْنِ أُمَيَّةَ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِنَّ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ حَيِيٌّ سِتِّيْرٌ، فَإِذَا أَرَادَ أَحَدُكُمْ أَنْ يَغْتَسِلَ فَلْيَتَوَارَ بِشَيْءٍ۔)) (مسند أحمد: ١٨١٣٣)

سیدنا یعلی بن امیہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''بیشک اللہ تعالیٰ بہت زیادہ حیادار اور پردے والا ہے، اس لیے جب کوئی آدمی غسل کرنے لگے تو وہ کسی چیز کے ساتھ چھپ جایا کرے۔''

فوائد: ......ابوداود اور نسائی کی روایت میں یہ اضافہ ہے: رسول اللہ ﷺ نے ایک آدمی کو کھلی جگہ میں ازار کے بغیر نہاتے ہوئے دیکھا، پس آپ ﷺ منبر پر چڑھے، اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا بیان کی اور پھر فرمایا: ''بیشک اللہ تعالیٰ حیادار......۔''

---

(٨٦١) تخريج: اسناده ضعيف، شريك سيىء الحفظ، وسماك فى روايته عن عكرمة اضطراب (انظر: ٢٩١١)

(٨٦٢) تخريج: اسناده ضعيف لضعف على بن زيد بن جدعان (انظر: ١٣٧٦٤)

(٨٦٣) تخريج: اسناده حسن۔ أخرجه ابوداود: ٤٠١٣، والنسائي: ١/ ٢٠٠ (انظر: ١٧٩٧٠)

(٨٦٤)۔وَعَنْهُ أَيْضًا قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اِنَّ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ يُحِبُّ الْحَيَاءَ وَالسِّتْرَ۔)) (مسند أحمد: ١٨١٣١)

سیدنا یعلی بن امیہ رضی اللہ عنہ سے یہ بھی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''بیشک اللہ تعالیٰ حیا اور پردے کو پسند کرتا ہے۔''

(٨٦٥)۔عَنْ أَبِي مُرَّةَ مَوْلٰى عَقِيلِ بْنِ أَبِي طَالِبٍ عَنْ أُمِّ هَانِيءٍ (بِنْتِ أَبِي طَالِبٍ) رضی اللہ عنہا أَنَّهَا ذَهَبَتْ اِلَى النَّبِيِّ ﷺ يَوْمَ الْفَتْحِ قَالَتْ: فَوَجَدتُّهُ يَغْتَسِلُ وَفَاطِمَةُ تَسْتُرُهُ بِثَوْبٍ، (الحديث) سَيَأْتِي بِتَمَامِهِ فِي غَزْوَةِ فَتْحِ مَكَّةَ اِنْ شَاءَ اللّٰهُ تَعَالٰى۔ (مسند أحمد: ٢٧٩٢٣)

سیدہ ام ہانی رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ وہ فتح مکہ والے دن نبی کریم ﷺ کی طرف گئیں، وہ کہتی ہیں: میں نے آپ ﷺ کو اس حالت میں پایا کہ آپ غسل فرما رہے تھے اور سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا ایک کپڑے کے ساتھ آپ ﷺ کا پردہ کر رہی تھیں، ......۔(یہ پوری حدیث ''غَزْوَةُ فَتْحِ مَكَّةَ'' میں آئے گی۔)

(٨٦٦)۔عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((بَيْنَمَا أَيُّوْبُ يَغْتَسِلُ عُرْيَانًا خَرَّ عَلَيْهِ جَرَادٌ مِنْ ذَهَبٍ، فَجَعَلَ أَيُّوْبُ يَحْثِيْ فِي ثَوْبِهِ، فَنَادَاهُ رَبُّهُ يَا أَيُّوْبُ! أَلَمْ أَكُنْ أَغْنَيْتُكَ عَمَّا تَرٰى؟ قَالَ: بَلٰى يَا رَبِّ، وَلٰكِنْ لَا غِنٰى بِيْ عَنْ بَرَكَتِكَ۔)) (مسند أحمد: ٨١٤٤)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''حضرت ایوب علیہ السلام برہنہ حالت میں غسل کر رہے تھے کہ ان پر سونے کی ٹڈیاں گرنے لگیں، حضرت ایوب علیہ السلام ان کو اپنے کپڑے میں اکٹھا کرنے لگ گئے، اس کے ربّ نے اس کو یوں آواز دی: اے ایوب! کیا میں نے تجھے اس چیز سے غنی نہیں کیا، جو تجھے نظر آ رہی ہے؟ انھوں نے کہا: کیوں نہیں، اے میرے رب! لیکن تیری برکت سے کوئی بے پرواہی نہیں ہے۔''

فوائد: ......ان احادیث سے معلوم ہوا کہ نہاتے وقت پردے کا اہتمام کرنا چاہیے، اگر دیکھنے والا کوئی آدمی ہو تو یہ پردہ فرض ہے اور اگر کوئی بھی نہ ہو تو مستحب ہے۔

مِقْدَارُ مَاءِ الْغُسْلِ وَالْوُضُوْءِ
غسل اور وضو کے پانی کی مقدار کا بیان

تنبیہ: ایک صاع میں چار مد ہوتے ہیں، ایک مد کا وزن تقریبا (525) گرام اور ایک صاع کا وزن (2) کلو (100) گرام ہوتا ہے، نیز ایک صاع (5) اور (1/3) رطل کے برابر اور ایک رطل تقریبا (194) گرام کے برابر ہوتا

(٨٦٤) تخريج: اسناده ضعيف لانقطاعه، عطاء لم يسمع من يعلى، وابن ابى ليلى ضعيف، وانظر الحديث السابق (انظر: ١٧٩٦٨)

(٨٦٥) تخريج: أخرجه البخارى: ٢٨٠، ٣٥٧، ٣١٧١، ٦١٥٨، ومسلم: ٣٣٦ (انظر: ٢٧٣٧٩)

(٨٦٦) تخريج: أخرجه البخارى: ٢٧٩، ٣٣٩١ (انظر: ٨١٥٩)

ہے، درج ذیل احادیث میں پانی کی جو مقدار بیان کی گئی ہے، یہ بندے کے غسل اور وضو کے لیے واقعی کفایت کرتی ہے، عصر حاضر میں پانی کی وافر مقدار کی دستیابی نے بندوں کے مزاجوں کو ایسا تبدیل کر دیا ہے کہ ان کو درج ذیل احادیث کو تسلیم کرنے کے معاملے میں اشکال پیدا ہو گیا ہے۔

(٨٦٧)۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ ؓ قَالَ: قَالَ رَجُلٌ: كَمْ يَكْفِينِي مِنَ الْوُضُوءِ؟ قَالَ: مُدٌّ، قَالَ: كَمْ يَكْفِينِي لِلْغُسْلِ؟ قَالَ: صَاعٌ، قَالَ: فَقَالَ الرَّجُلُ: لَا يَكْفِينِي، قَالَ: لَا أُمَّ لَكَ قَدْ كَفَى مَنْ هُوَ خَيْرٌ مِنْكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ۔ (مسند أحمد: ٢٦٢٨)

سیدنا عبد اللہ بن عباس سے مروی ہے کہ ایک آدمی نے کہا: مجھے وضو کے لیے کتنا پانی کفایت کرے گا؟ انھوں نے کہا: ایک مُدّ، اس نے کہا: غسل کے لیے مجھے کتنا پانی کفایت کرے گا؟ انھوں نے کہا: ایک صاع، یہ سن کر اس نے کہا: یہ مقدار تو مجھے کفایت نہیں کرے گی، انھوں نے کہا: ''تیری ماں ہی نہ ہو، یہ مقدار اس ہستی کو تو کفایت کرتی تھی، جو تجھ سے بہتر ہے، یعنی رسول اللہ ﷺ۔

(٨٦٨)۔ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ ؓ قَالَ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَتَوَضَّأُ بِإِنَاءٍ يَكُونُ رِطْلَيْنِ وَيَغْتَسِلُ بِالصَّاعِ۔ (مسند أحمد: ١٢٨٧٤)

سیدنا انس بن مالک ؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ دو رطل کے بقدر برتن سے وضو کرتے تھے اور ایک صاع پانی سے غسل کرتے تھے۔

(٨٦٩)۔ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ ؓ قَالَ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَغْتَسِلُ بِالصَّاعِ وَيَتَوَضَّأُ بِالْمُدِّ۔ (مسند أحمد: ١٤٣٠٠)

سیدنا جابر بن عبد اللہ ؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ ایک صاع پانی سے غسل کرتے تھے اور ایک مُدّ سے وضو کرتے تھے۔

(٨٧٠)۔ عَنْ سَفِينَةَ ؓ مَوْلَى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ يُوَضِّئُهُ الْمُدُّ وَيُغَسِّلُهُ الصَّاعُ مِنَ الْجَنَابَةِ۔ (مسند أحمد: ٢٢٢٧٦)

مولائے رسول سیدنا سفینہ ؓ بیان کرتے ہیں کہ ایک مُدّ سے رسول اللہ ﷺ کا وضو اور ایک صاع سے آپ ﷺ کا غسل جنابت ہو جاتا تھا۔

---

(٨٦٧) تخريج: صحيح لغيره۔ أخرجه الطبراني: ١١٦٤٦، والبزار: ٢٥٥ (انظر: ٢٦٢٨)

(٨٦٨) تخريج: اسناده ضعيف، شريك النخعي سيىء الحفظ۔ أخرجه ابوداود: ٩٥، والترمذي: ٦٠٩ (انظر: ١٢٨٤٣)

(٨٦٩) تخريج: حديث صحيح۔ أخرجه ابوداود: ٩٣، وابن ماجه: ٢٦٩٩ (انظر: ١٤٢٥٠)

(٨٧٠) تخريج: أخرجه مسلم: ٣٢٦ (انظر: ٢١٩٣٠)

(٨٧١)۔عَنْ عَائِشَةَ ؓ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ يَتَوَضَّأُ بِالْمُدِّ وَيَغْتَسِلُ بِنَحْوِ الصَّاعِ۔ (مسند أحمد: ٢٥٤٠٩)

سیدہ عائشہ ؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ ایک مُدّ پانی سے وضو کرتے تھے اور ایک صاع کے بقدر پانی سے غسل کرتے تھے۔

(٨٧٢)۔عَنْ مُوسَى الْجُهَنِيِّ قَالَ: جَاءُ وْا بِعُسٍّ فِي رَمَضَانَ، فَحَزَرْتُهُ بِثَمَانِيَةِ أَوْ تِسْعَةِ أَوْ عَشَرَةِ أَرْطَالٍ، فَقَالَ مُجَاهِدٌ: حَدَّثَتْنِي عَائِشَةُ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ يَغْتَسِلُ بِمِثْلِ هٰذَا۔ (مسند أحمد: ٢٤٧٥٢)

موسیٰ جہنی کہتے ہیں: لوگ رمضان میں ایک بڑا پیالہ لے کر آئے، میں نے اندازہ لگایا کہ وہ آٹھ یا نو یا دس رطل ہوگا، مجاہد نے کہا: مجھے سیدہ عائشہ ؓ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ اس قسم کے برتن سے غسل کرتے تھے۔

صِفَةُ الْغُسْلِ وَالْوُضُوْءِ قَبْلَهُ

غسلِ جنابت اور اس سے پہلے والے وضو کی کیفیت کا بیان

تنبیہ: اس باب کی احادیث میں غسلِ جنابت کا درج ذیل طریقہ بیان کیا گیا ہے:

دونوں ہاتھ دھونا	استنجا کرنا
بائیں ہاتھ کو مٹی پر مارنا	بازو دھونے تک وضو کرنا
سر کے چمڑے کو تر کرنے کے لیے بالوں کے بیچ میں انگلیاں ڈالنا	
سر پر تین چلو ڈالنا	باقی جسم پر پانی ڈالنا
آخر میں پاؤں دھو لینا	

جنابت والے غسل پر مشتمل احادیث میں سر کے مسح کا ذکر نہیں ہے، اس کی وجہ یہ معلوم ہوتی ہے کہ مسح، غسل کا نائب ہے، جب غسل میں سر کو دھونا ہی ہے تو مسح کی کیا ضرورت، مالکیہ کی رائے بھی یہی ہے، اور سنن نسائی (۴۲۲) کی روایت میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے سر کا مسح نہیں کیا تھا۔

غسل کے شروع میں مکمل وضو کر لینا بھی درست ہے، ایسی صورت میں آخر میں پاؤں دھونے کی ضرورت نہیں رہے گی، اگر صفائی کی غرض سے دھونے پڑ جائیں تو وہ اور بات ہے۔ غسل کے دوران سر پر تین دفعہ پانی بہانا مستحب عمل ہے، اگر اس کے بغیر نہانے کے لیے سر پر پانی ڈالنا شروع کر دیا یا نہانے والا آدمی شاور کے نیچے کھڑا ہو جائے تو اس کا غسل درست ہوگا۔ ایسے غسل کے بعد نماز ادا کرنا درست ہے، بشرطیکہ وضو کر لینے کے بعد غسل کے دوران ہاتھ شرمگاہ پر نہ لگے۔ مٹی کی جگہ پر ہاتھوں کو صابن وغیرہ سے بھی صاف کیا جا سکتا ہے، کیونکہ مقصود صفائی ہے۔

(٨٧١) تخريج: اسناده صحيح۔ أخرجه ابوداود: ٩٢ (انظر: ٢٤٨٩٧)

(٨٧٢) تخريج: اسناده صحيح۔ أخرجه النسائي: ١/ ١٢٧ (انظر: ٢٤٢٤٨)

حافظ ابن حجر نے کہا: وقام الاجماع علی ان الوضوء فی غسل الجنابة غیر واجب۔ ......اس بات پر اجماع قائم ہو چکا ہے کہ جنابت کے غسل میں وضو واجب نہیں ہے۔ (فتح الباری: ۱/ ۳۷۲) اس اجماع کا تقاضا یہ ہوا کہ اگر کوئی جنبی آدمی غسل جنابت کی نیت سے پورے جسم کو دھو لے تو اس کا غسل ہو جائے گا۔ لیکن اگر اس غسل کے بعد نماز ادا کرنا پڑی تو وضو کرنا ہوگا۔

(۸۷۳)۔ عَنْ عَائِشَةَ ؓ قَالَتْ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ إِذَا أَرَادَ أَنْ يَغْتَسِلَ مِنْ جَنَابَةٍ يَغْسِلُ يَدَيْهِ ثَلَاثًا (وَفِي رِوَايَةٍ: فَيُوضَعُ الْإِنَاءُ فِيهِ الْمَاءُ فَيُفْرِغُ عَلَى يَدَيْهِ فَيَغْسِلُهُمَا قَبْلَ أَنْ يُدْخِلَهُمَا فِي الْمَاءِ) ثُمَّ يَأْخُذُ بِيَمِينِهِ لِيَصُبَّ عَلَى شِمَالِهِ فَيَغْسِلُ فَرْجَهُ حَتَّى يُنْقِيَهُ، ثُمَّ يَغْسِلُ يَدَهُ غَسْلًا حَسَنًا، ثُمَّ يُمَضْمِضُ ثَلَاثًا وَيَسْتَنْشِقُ ثَلَاثًا وَيَغْسِلُ وَجْهَهُ ثَلَاثًا وَذِرَاعَيْهِ ثَلَاثًا ثُمَّ يَصُبُّ عَلَى رَأْسِهِ الْمَاءَ ثَلَاثًا ثُمَّ يَغْتَسِلُ (وَفِي رِوَايَةٍ: يَغْسِلُ سَائِرَ جَسَدِهِ) فَإِذَا خَرَجَ غَسَلَ قَدَمَيْهِ۔ (مسند أحمد: ۲۵۱۵۵)

سیدہ عائشہ ؓ کہتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب غسلِ جنابت کا ارادہ کرتے تو تین دفعہ ہاتھ دھوتے، ایک روایت میں ہے: پانی والا برتن رکھا جاتا، آپ ﷺ اپنے ہاتھوں کو برتن میں داخل کرنے سے پہلے ان پر پانی بہا کر ان کو دھوتے تھے، پھر دائیں ہاتھ کے ذریعے پانی کر لیتے اور اس کو بائیں ہاتھ پر بہا کر شرمگاہ کو دھوتے، یہاں تک کہ وہ صاف ہو جاتی، پھر اپنے ہاتھ کو اچھی طرح دھوتے، پھر تین تین بار کلی کرتے اور ناک میں پانی چڑھاتے، تین دفعہ چہرہ دھوتے، تین مرتبہ بازوؤں کو دھوتے، پھر اپنے سر پر تین بار پانی بہاتے، پھر غسل کرتے، ایک روایت میں ہے: پھر بقیہ جسم کو دھوتے، جب باہر تشریف لے آتے تو پاؤں کو دھوتے تھے۔

(۸۷٤)۔ (وَعَنْهَا مِنْ طَرِيقٍ ثَانٍ)۔ قَالَتْ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ إِذَا اغْتَسَلَ مِنَ الْجَنَابَةِ بَدَأَ فَتَوَضَّأَ وُضُوْءَهُ لِلصَّلَاةِ وَغَسَلَ فَرْجَهُ وَقَدَمَيْهِ وَمَسَحَ يَدَهُ بِالْحَائِطِ ثُمَّ أَفَاضَ عَلَيْهِ الْمَاءَ فَكَأَنِّي أَرٰى أَثَرَ يَدِهِ فِي الْحَائِطِ۔ (مسند أحمد: ۲٦٥۲۳)

(دوسری سند) سیدہ کہتی ہیں: رسول اللہ ﷺ جب غسلِ جنابت کرتے تو نماز والا وضو کرتے، اپنی شرمگاہ کو اور پاؤں کو دھوتے اور اپنے ہاتھ کو دیوار کے ساتھ رگڑتے تھے، پھر اپنے آپ پر پانی بہا دیتے تھے، گویا میں دیوار میں آپ ﷺ کے ہاتھ کا نشان دیکھ رہی ہوں۔

فوائد: ......اس حدیث کے لفظوں میں تقدیم و تاخیر ہے، وگرنہ وضو استنجا کے بعد ہی ہوگا۔

---

(۸۷۳) حدیث صحیح۔ أخرجه النسائی: ۱/ ۱۳٤، ۲۰۵، أخرجه مسلم: ۳۲۱ بلفظ قریب منه (انظر: ۲٤٦٤۸)

(۸۷٤) تخریج: اسناده ضعیف لانقطاعه، الشعبی لم یسمع من عائشة۔ أخرجه مختصرا ابوداود: ۲٤٤ (انظر: ۲۵۹۹۵)

(٨٧٥)۔(وَعَنْهَا مِنْ طَرِيقٍ ثَالِثٍ)۔ وَسُئِلَتْ عَنْ غُسْلِ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ قَالَتْ: كَانَ يَبْدَأُ بِيَدَيْهِ فَيَغْسِلُهُمَا (وَفِي رِوَايَةٍ: يَغْسِلُ كَفَّيْهِ ثَلَاثًا) ثُمَّ يَتَوَضَّأُ وُضُوءَهُ لِلصَّلَاةِ ثُمَّ يُخَلِّلُ أُصُولَ شَعْرِ رَأْسِهِ حَتّٰى إِذَا ظَنَّ أَنَّهُ قَدِ اسْتَبْرَأَ الْبَشَرَةَ، اِغْتَرَفَ ثَلَاثَ غَرَفَاتٍ (وَفِي رِوَايَةٍ: غَرَفَ بِيَدَيْهِ مِلْءَ كَفَّيْهِ ثَلَاثًا) فَصَبَّهُنَّ عَلٰى رَأْسِهِ ثُمَّ أَفَاضَ عَلٰى سَائِرِ جَسَدِهِ۔(مسند أحمد: ٢٤٧٦١)

(تیسری سند) سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے رسول اللہ ﷺ کے غسل کے بارے میں سوال کیا گیا، انھوں نے کہا: آپ ﷺ ہاتھوں سے شروع کرتے، ان کو دھوتے، ایک روایت میں ہے: تین دفعہ اپنی ہتھیلیوں کو دھوتے تھے، پھر نماز والا وضو کرتے تھے، پھر اپنے سر کے بالوں کی جڑوں کے بیچ میں انگلیاں ڈالتے، جب ظنِ غالب ہو جاتا کہ چمڑہ تر ہوگیا ہے تو دو ہاتھوں کے بھرے ہوئے تین چلو اپنے سر پر ڈالتے، پھر باقی جسم پر پانی بہا دیتے۔

(٨٧٦)۔عَنْ مَيْمُونَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَتْ: وَضَعْتُ لِلنَّبِيِّ ﷺ غُسْلًا فَاغْتَسَلَ مِنَ الْجَنَابَةِ وَأَكْفَأَ الْإِنَاءَ بِشِمَالِهِ عَلٰى يَمِينِهِ فَغَسَلَ كَفَّيْهِ ثَلَاثًا ثُمَّ أَدْخَلَ يَدَهُ فِي الْإِنَاءِ فَأَفَاضَ عَلٰى فَرْجِهِ ثَلَاثًا ثُمَّ دَلَكَ يَدَهُ بِالْحَائِطِ أَوْ بِالْأَرْضِ ثُمَّ مَضْمَضَ وَاسْتَنْشَقَ ثَلَاثًا وَغَسَلَ وَجْهَهُ ثَلَاثًا وَذِرَاعَيْهِ ثَلَاثًا ثَلَاثًا ثُمَّ أَفَاضَ عَلٰى رَأْسِهِ ثَلَاثًا ثُمَّ أَفَاضَ عَلٰى سَائِرِ جَسَدِهِ الْمَاءَ ثُمَّ تَنَحّٰى فَغَسَلَ رِجْلَيْهِ۔ (مسند أحمد: ٢٧٣٨٠)

زوجۂ رسول سیدہ میمونہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے، وہ کہتی ہیں: میں نے نبی کریم ﷺ کے لیے غسل کا پانی رکھا اور آپ ﷺ نے اس طرح غسلِ جنابت کیا، بائیں ہاتھ سے دائیں ہاتھ پر برتن انڈیلا اور اپنی ہتھیلیوں کو تین بار دھویا، پھر اپنے ہاتھ کو برتن میں داخل کیا اور تین دفعہ اپنی شرمگاہ پر پانی بہایا، پھر اپنے ہاتھ کو دیوار یا زمین پر رگڑا، پھر تین تین بار کلی کی اور ناک میں پانی چڑھایا، پھر تین دفعہ چہرہ اور تین تین بار بازو دھوئے، پھر تین دفعہ اپنے سر پر پانی بہایا اور پھر بقیہ جسم پر پانی ڈالا، پھر اس جگہ سے ہٹ کر پاؤں کو دھویا۔

(٨٧٧)۔عَنْ شُعْبَةَ مَوْلَى ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ ابْنَ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ كَانَ إِذَا اغْتَسَلَ مِنَ الْجَنَابَةِ أَفْرَغَ بِيَدِهِ الْيُمْنٰى عَلَى الْيُسْرٰى فَغَسَلَهَا

مولائے ابن عباس امام شعبہ کہتے ہیں: سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما جب غسلِ جنابت کرتے تو دائیں ہاتھ کے ذریعے بائیں ہاتھ پر پانی ڈالتے اور اس کو برتن میں داخل کرنے سے پہلے

---

(٨٧٥) تخريج: أخرجه مسلم: ٣١٦ (انظر: ٢٤٢٥٧)
(٨٧٦) تخريج: أخرجه البخاري: ٢٤٩، ٢٥٧، ٢٥٩، ٢٦٠، ٢٧٤، ٢٨١، ومسلم: ٣١٧ (انظر: ٢٦٨٤٣)
(٨٧٧) تخريج: صحيح لغيره دون غسل اليد سبعا، فهي لا تصح، وهذا اسناد ضعيف، شعبه مولى ابن عباس سيىء الحفظ۔ أخرجه ابوداود: ٢٤٦ (انظر: ٢٨٠٠)

سَبْعًا قَبْلَ أَنْ يُدْخِلَهَا فِي الْإِنَاءِ فَنَسِيَ مَرَّةً كَمْ أَفْرَغَ عَلٰى يَدِهِ فَسَأَلَنِي كَمْ أَفْرَغْتُ؟ فَقُلْتُ: لَا أَدْرِي، فَقَالَ: لَا أُمَّ لَكَ وَلِمَ لَا تَدْرِي؟ ثُمَّ تَوَضَّأَ وُضُوءَهُ لِلصَّلٰوةِ ثُمَّ يُفِيضُ الْمَاءَ عَلٰى رَأْسِهِ وَجَسَدِهِ وَقَالَ: هٰكَذَا كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَتَطَهَّرُ يَعْنِي يَغْتَسِلُ۔ (مسند أحمد: ۲۸۰۰)

سات بار دھوتے، ایک دفعہ وہ یہ بھول گئے کہ انھوں نے اپنے ہاتھ پر کتنی دفعہ پانی ڈالا تھا، اس لیے انھوں نے مجھ سے سوال کیا: میں نے کتنی دفعہ پانی ڈالا ہے؟ میں نے کہا: میں تو نہیں جانتا، انھوں نے کہا: تیری ماں نہ ہو، تو کیوں نہیں جانتا؟ پھر انھوں نے نماز والا وضو کیا اور پھر سر اور جسم پر پانی بہا دیا اور کہا: رسول اللہ ﷺ اسی طرح غسل کیا کرتے تھے۔

(۸۷۸)۔عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ مِقْسَمٍ قَالَ: سَأَلَ الْحَسَنُ بْنُ مُحَمَّدٍ جَابِرَ بْنَ عَبْدِاللّٰهِ رضی اللہ عنہما عَنِ الْغُسْلِ مِنَ الْجَنَابَةِ، فَقَالَ: تَبُلُّ الشَّعْرَ وَتَغْتَسِلُ الْبَشَرَةَ، قَالَ: فَكَيْفَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَغْتَسِلُ؟ قَالَ: كَانَ يَصُبُّ عَلٰى رَأْسِهِ ثَلَاثًا (وَفِي رِوَايَةٍ: ثُمَّ يُفِيضُ الْمَاءَ عَلٰى جِلْدِهِ) قَالَ: إِنَّ رَأْسِي كَثِيْرُ الشَّعْرِ، قَالَ: كَانَ رَأْسُ رَسُوْلِ اللّٰهِ أَكْثَرَ مِنْ رَأْسِكَ وَأَطْيَبَ۔ (مسند أحمد: ۱٤۱٥۹)

عبید اللہ بن مقسم کہتے ہیں: حسن بن محمد نے سیدنا جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے غسلِ جنابت کے بارے میں سوال کیا، انھوں نے کہا: تم اپنے بالوں کو تر کرو اور چمڑے کو دھوؤ، اس نے کہا: رسول اللہ ﷺ کیسے غسل کرتے تھے؟ انھوں نے کہا: سر پر تین دفعہ پانی ڈالتے تھے اور پھر اپنے چمڑے پر پانی بہاتے تھے۔ اس نے کہا: میرے سر کے بال تو بہت زیادہ ہیں، انھوں نے کہا: رسول اللہ ﷺ کے سر کے بال تیرے سر کے بالوں کی بہ نسبت زیادہ بھی تھے اور پاکیزہ بھی تھے۔

(۸۷۹)۔عَنْ شُعْبَةَ قَالَ: سَمِعْتُ عَاصِمَ بْنَ عَمْرٍو الْبَجَلِيَّ يُحَدِّثُ عَنْ رَجُلٍ مِنَ الْقَوْمِ الَّذِيْنَ سَأَلُوْا عُمَرَبْنَ الْخَطَّابِ فَقَالُوْا لَهُ: إِنَّمَا أَتَيْنَاكَ نَسْأَلُكَ عَنْ ثَلَاثٍ، عَنْ صَلَاةِ الرَّجُلِ فِي بَيْتِهِ تَطَوُّعًا وَعَنِ الْغُسْلِ مِنَ الْجَنَابَةِ وَعَنِ الرَّجُلِ مَا يَصْلُحُ لَهُ مِنِ امْرَأَتِهِ إِذَا كَانَتْ حَائِضًا، فَقَالَ: أَسُحَّارٌ أَنْتُمْ؟ لَقَدْ سَأَلْتُمُوْنِي عَنْ شَيْءٍ مَا سَأَلَنِي

عاصم بن عمرو بجلی، اس آدمی سے بیان کرتے ہیں، جو ان لوگوں میں سے تھا، جنھوں نے سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے سوال کیا تھا: ہم آپ کے پاس تین چیزوں کے بارے میں سوال کرنے کے لیے آئے ہیں: بندے کا اپنے گھر میں نفلی نماز پڑھنا کیسا ہے، غسل جنابت کا کیا طریقہ ہے اور خاوند کے لے حائضہ بیوی سے کیا کچھ جائز ہے۔ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: کیا تم لوگ جادوگر ہو؟ تم نے مجھ سے وہ سوالات کیے ہیں کہ جب سے میں نے ان کے بارے میں رسول اللہ ﷺ سے پوچھا تھا،

---

(۸۷۸) تخريج: أخرجه البخاري: ۲٥۲، ۲٥٥، ۲٥٦ (انظر: ۱٤۱۱۳)

(۸۷۹) تخريج: اسناده ضعيف لجهالة الرجل الذي روى عنه عاصم بن عمرو۔ أخرجه ابن ماجه: ۱۳۷٥ (انظر: ۸٦)

عَنْهُ أَحَدٌ مُنْذُ سَأَلْتُ عَنْهُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ، فَقَالَ: ((صَلَاةُ الرَّجُلِ فِي بَيْتِهِ تَطَوُّعًا نُوْرٌ، فَمَنْ شَاءَ نَوَّرَ بَيْتَهُ۔)) وَقَالَ فِي الْغُسْلِ مِنَ الْجَنَابَةِ: ((يَغْسِلُ فَرْجَهُ ثُمَّ يَتَوَضَّأُ ثُمَّ يُفِيْضُ عَلٰى رَأْسِهِ ثَلَاثًا)) وَقَالَ فِي الْحَائِضِ: ((لَهُ مَا فَوْقَ الْإِزَارِ)) (مسند أحمد: ٨٦)

اس وقت سے کسی نے یہ سوالات نہیں کیے، بہرحال آپ ﷺ نے فرمایا: ''بندے کا گھر میں نفلی نماز ادا کرنا، یہ نور ہے، جو چاہے اپنے گھر کو منوّر کرتا رہے۔'' غسلِ جنابت کے بارے میں فرمایا: ''جنبی آدمی اپنی شرمگاہ دھوئے، پھر وضو کرے اور سر پر تین دفعہ پانی بہائے۔'' اور حائضہ کے بارے میں فرمایا: ''اس کے ازار سے اوپر والا حصہ خاوند کے لیے جائز ہے۔''

(٨٨٠)۔ عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ قَالَ: سَأَلْتُ جَابِرًا عَنِ الْغُسْلِ، قَالَ جَابِرٌ: أَتَتْ ثَقِيْفُ النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَتْ: إِنَّ أَرْضَنَا أَرْضٌ بَارِدَةٌ فَكَيْفَ تَأْمُرُنَا بِالْغُسْلِ؟ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((أَمَّا أَنَا فَأَصُبُّ عَلٰى رَأْسِي ثَلَاثَ مَرَّاتٍ)) وَلَمْ يَقُلْ غَيْرَ ذَالِكَ۔ (مسند أحمد: ١٤٨١١)

ابو زبیر کہتے ہیں: میں نے سیدنا جابر رضی اللہ عنہ سے غسل کے بارے میں سوال کیا، انھوں نے جواباً کہا: بنوثقیف کے لوگ، نبی کریم ﷺ کے پاس آئے اور کہا: بیشک ہمارے علاقے میں سردی پڑتی ہے، تو پھر آپ ہمیں غسل کے بارے میں کیا حکم دیتے ہیں؟ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''میں تو اپنے سر پر تین دفعہ پانی ڈالتا ہوں۔'' آپ ﷺ نے اس کے علاوہ کچھ نہ کہا۔

فوائد: ...... اس حدیث میں صرف سر پر پانی ڈالنے کا ذکر کیا گیا ہے۔

(٨٨١)۔ عَنْ جُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: تَذَاكَرْنَا غُسْلَ الْجَنَابَةِ عِنْدَ النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ: ((أَمَّا أَنَا فَآخُذُ مِلْءَ كَفَّيَّ ثَلَاثًا فَأَصُبُّ عَلٰى رَأْسِي ثُمَّ أُفِيْضُهُ بَعْدُ عَلٰى سَائِرِ جَسَدِي)) (مسند أحمد: ١٦٨٧٠)

سیدنا جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: ہم نے نبی کریم ﷺ کے پاس غسل جنابت کا ذکر کیا، آپ ﷺ نے فرمایا: ''میری صورتحال تو یہ ہے کہ تین دفعہ دو ہتھیلیوں کا بھرا ہوا چلّو لے کر اس کو اپنے سر پر ڈالتا ہوں اور پھر بقیہ جسم پر پانی بہا دیتا ہوں۔''

(٨٨٢)۔ عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ إِذَا اغْتَسَلَ مِنَ الْجَنَابَةِ تَمَضْمَضَ وَاسْتَنْشَقَ۔ (مسند أحمد: ٢٥٣٥٢)

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب غسلِ جنابت کرتے تو کلی کرتے اور ناک میں پانی چڑھاتے۔

فوائد: ...... اس باب کے شروع میں غسل کی ساری ترتیب بیان کی گئی ہے۔

---

(٨٨٠) تخريج: حديث صحيح و أخرجه مسلم: ٣٢٨ بلفظ: ان النبى ﷺ سُئِل عن الغسل من الجنابة، فقال النبى ﷺ: ((اما انا، فافرغ على رأسى ثلاثا۔)) (انظر: ١٤٧٥٢)

(٨٨١) تخريج: أخرجه البخارى: ٢٥٤، ومسلم: ٣٢٧ (انظر: ١٦٧٤٩)

(٨٨٢) تخريج: انظر الحديث رقم (٨٧٣)

صِفَةُ غَسْلِ الرَّأْسِ وَنَقْضُ الشَّعْرِ عِنْدَ الْغُسْلِ
غسل میں سر دھونے کی کیفیت اور بالوں کو کھولنے کا بیان

(٨٨٣)۔عَنْ أَبِي سَعِيْدِ نِ الْخُدْرِيِّ ﷺ أَنَّ رَجُلًا سَأَلَهُ عَنْ غَسْلِ الرَّأْسِ، فَقَالَ: يَكْفِيْكَ ثَلَاثُ حَفَنَاتٍ أَوْ ثَلَاثُ أَكُفٍّ ثُمَّ جَمَعَ يَدَيْهِ ثُمَّ قَالَ: يَا أَبَا سَعِيْدٍ! إِنِّي رَجُلٌ كَثِيْرُ الشَّعْرِ، قَالَ: فَإِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ أَكْثَرَ شَعْرًا مِنْكَ وَأَطْيَبَ۔ (مسند أحمد: ١١٧١٧)

سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک آدمی نے ان سے سر دھونے کے بارے میں سوال کیا، انھوں نے کہا: تین چلّو تم کو کافی ہیں، پھر اپنے دونوں ہاتھوں کو جمع کر کے اشارہ کیا، لیکن اس آدمی نے کہا: اے ابو سعید! میرے بال تو بہت زیادہ ہیں، انھوں نے کہا: رسول اللہ ﷺ تیری بہ نسبت زیادہ بالوں والے اور زیادہ پاکیزگی والے تھے۔

(٨٨٤)۔عَنْ أَبِي سَلَمَةَ (بْنِ عَبْدِالرَّحْمٰنِ) قَالَ: دَخَلْتُ أَنَا وَأَخُو عَائِشَةَ مِنَ الرَّضَاعِ فَسَأَلَهَا أَخُوهَا عَنْ غُسْلِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَدَعَتْ بِإِنَاءٍ نَحْوًا مِنْ صَاعٍ فَاغْتَسَلَتْ وَأَفْرَغَتْ عَلٰى رَأْسِهَا ثَلَاثًا وَبَيْنَنَا وَبَيْنَهَا الْحِجَابُ۔ (مسند أحمد: ٢٤٩٣٤)

ابو سلمہ بن عبد الرحمن کہتے ہیں: میں اور سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کا رضاعی بھائی، سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس گئے، رضاعی بھائی نے ان سے رسول اللہ ﷺ کے غسل کے بارے میں سوال کیا، پس انھوں نے صاع کے بقدر برتن منگوا کر غسل کیا اور اپنے سر پر تین چلو ڈالے، جبکہ ہمارے اور ان کے درمیان پردہ حائل تھا۔

فوائد: ......منکرین احادیث نے انکارِ حدیث کے لیے اس روایت کے ان الفاظ کا سہارا لیا ہے، جن میں پردے کا ذکر نہیں ہے اور انھوں نے طعن کرتے ہوئے کہا کہ یہ احادیث ہیں کہ جن میں ان دو مردوں کے سامنے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا غسل کر رہی ہیں۔ جبکہ حقیقتِ حال یہ ہے کہ سیدنا ابو سلمہ، سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے رضاعی بھانجے تھے، سیدہ ام کلثوم بنت ابو بکر رضی اللہ عنہا نے ابو سلمہ کو دودھ پلایا تھا اور دوسرا شخص سیدہ کا رضاعی بھائی تھا، اس کا نام عبد اللہ بن یزید تھا۔ یہ دو محرم رشتہ دار تھے اور ان کے اور سیدہ کے وجود کے درمیان پردہ بھی حائل تھا۔

(٨٨٥)۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ ﷺ قَالَ: قَالَ رَجُلٌ: كَمْ يَكْفِي رَأْسِي فِي الْغُسْلِ مِنَ الْجَنَابَةِ؟ قَالَ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَصُبُّ بِيَدِهِ عَلٰى رَأْسِهِ ثَلَاثًا، قَالَ: إِنَّ شَعْرِي

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک آدمی نے سوال کیا: غسلِ جنابت میں کتنا پانی میرے سر کے لیے کافی ہوگا، انھوں نے کہا: رسول اللہ ﷺ تو اپنے سر پر تین چلو ڈالتے تھے۔ اس نے کہا: میرے بال تو زیادہ ہیں، انھوں نے کہا: رسول اللہ

---

(٨٨٣) تخريج: صحيح لغيره۔ أخرجه ابن ماجه: ٥٧٦ (انظر: ١١٦٩٤)

(٨٨٤) تخريج: أخرجه البخاري: ٢٥١، ومسلم: ٣٢٠ (انظر: ٢٤٤٣٠)

(٨٨٥) تخريج: اسناده قوي۔ أخرجه ابن ماجه: ٥٧٨ (انظر: ٧٤١٨)

كَثِيرٌ، قَالَ: كَانَ شَعْرُ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ أَكْثَرَ وَأَطْيَبَ۔ (مسند أحمد: ٧٤١٢)

ﷺ کے بال زیادہ بھی تھے اور پاکیزہ بھی تھے۔

(٨٨٦)۔عَنْ جَمِيعِ بْنِ عُمَيْرِ بْنِ ثَعْلَبَةَ قَالَ: دَخَلْتُ مَعَ أُمِّي وَخَالَتِي عَلٰى عَائِشَةَ رضي الله عنها فَسَأَلَتْهَا إِحْدَاهُمَا: كَيْفَ كُنْتُنَّ تَصْنَعْنَ عِنْدَ الْغُسْلِ؟ فَقَالَتْ عَائِشَةُ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَتَوَضَّأُ وُضُوْءَهُ لِلصَّلٰوةِ ثُمَّ يُفِيضُ عَلٰى رَأْسِهِ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ وَنَحْنُ نُفِيضُ عَلٰى رُؤُوْسِنَا خَمْسًا مِنْ أَجْلِ الضَّفْرِ۔ (مسند أحمد: ٢٦٠٦٨)

جمیع بن عمیر کہتے ہیں: میں اپنی ماں اور خالہ کے ساتھ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس گیا، ان میں سے ایک نے ان سے یہ سوال کیا: تم غسل کے وقت کیا کرتی تھیں؟ سیدہ نے کہا: رسول اللہ ﷺ تو نماز والا وضو کر کے اپنے سر پر تین چلّو ڈالتے تھے، لیکن ہم مینڈھیوں کی وجہ سے پانچ چلّو ڈالتی تھیں۔

(٨٨٧)۔عَنْ عَائِشَةَ رضي الله عنها قَالَتْ: أَجْمَرْتُ رَأْسِي إِجْمَارًا شَدِيْدًا فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((يَا عَائِشَةُ! أَمَا عَلِمْتِ أَنَّ عَلٰى كُلِّ شَعْرَةٍ جَنَابَةً!؟)) (مسند أحمد: ٢٥٣٠٨)

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے، وہ کہتی ہیں: میں نے اپنے سر کے بالوں کو بڑی مضبوطی سے باندھا ہوا تھا، نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''عائشہ! کیا تم جانتی نہیں ہو کہ ہر بال پر جنابت ہوتی ہے!؟''

(٨٨٨)۔عَنْ عَلِيٍّ رضي الله عنه قَالَ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَقُوْلُ: ((مَنْ تَرَكَ مَوْضِعَ شَعْرَةٍ مِنْ جَنَابَةٍ لَمْ يُصِبْهَا مَاءٌ فَعَلَ اللّٰهُ بِهِ كَذَا وَكَذَا مِنَ النَّارِ۔)) قَالَ عَلِيٌّ رضي الله عنه: فَمِنْ ثَمَّ عَادَيْتُ شَعْرِيْ، زَادَ فِيْ رِوَايَةٍ: كَمَا تَرَوْنَ۔ (مسند أحمد: ١١٢١)

سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں: میں نے نبی کریم ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا: ''جس نے غسل جنابت کے دوران ایک بال کے بقدر جگہ کو اس طرح چھوڑ دیا کہ اس تک پانی نہ پہنچا تو اللہ تعالیٰ اس کے ساتھ جہنم کی آگ سے ایسے ایسے کرے گا۔'' سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے کہا: یہی وجہ ہے کہ میں نے اپنے بالوں سے دشمنی کی ہے، جیسا کہ تم دیکھ رہے ہو۔

---

(٨٨٦) تخريج: اسناده ضعيف لضعف جُمَيع بن عمير۔ أخرجه ابوداود: ٢٤١، والنسائي: ١١/ ٣٨٩، وابن ماجه: ٥٧٤ (انظر: ٢٥٥٥٢)

(٨٨٧) تخريج: اسناده ضعيف لابهام الرجل الراوي عن عائشة ولضعف شريك النخعي، وخصيفُ بنْ عبد الرحمن الجزري مختلف فيه، وهو الى الضعف اقرب (انظر: ٢٤٧٩٧)

(٨٨٨) تخريج: اسناده مرفوعا ضعيف، عطاء بن السائب اختلط بأخرة وعامة من رفع عنه هذا الحديث، فانما رواه عنه بعد اختلاطه، روى حمادُبن زيد هذا الحديث فوقفه على علي رضي الله عنه وهو ممن اتفقوا على انه روى عن عطاء قبل اختلاطه۔ أخرجه ابوداود: ٢٤٩، وابن ماجه: ٥٩٩ (انظر: ١١٢١)

فوائد: ......حدیث کی مذکورتخریج وتحقیق سے معلوم ہوا کہ یہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ کا قول ہے کہ ''جس نے غسل جنابت کے دوران ایک بال کے بقدر جگہ کو اس طرح چھوڑ دیا کہ اس تک پانی نہ پہنچا تو اللہ تعالیٰ اس کے ساتھ جہنم کی آگ سے ایسے ایسے کرے گا۔'' لیکن اس کو مرفوع کا حکم دیا جانا چاہیے، کیونکہ یہ بات رائے اور اجتہاد سے تو نہیں کہی جا سکتی، اس کے ساتھ درج ذیل دو مرفوع روایات بھی ہیں، اگرچہ ان میں ضعف ہے، جو کہ بیان کر دیا گیا ہے، لیکن اگر ان تمام کو ایک دوسرے کے ساتھ ملایا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ مسئلہ کی کوئی اصل ہے۔

سیدنا ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((......فَإِنَّ تَحْتَ كُلِّ شَعْرَةٍ جَنَابَةً۔)) ......''پس بیشک ہر بال کے نیچے جنابت ہے۔'' (ابن ماجہ: ۵۹۸، یہ منقطع ہے، طلحہ بن نافع نے سیدنا ابو ایوب رضی اللہ عنہ سے نہیں سنا)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((تَحْتَ كُلِّ شَعْرَةٍ جَنَابَةٌ، فَاغْسِلُوْا الشَّعْرَ وَأَنْقُوْا الْبَشَرَ۔)) ......''ہر بال کے نیچے جنابت ہے، پس بالوں کو دھویا کرو اور چمڑے کو صاف کیا کرو۔''
(ابوداود: ٢٤٨، ترمذی: ١٠٦، ابن ماجہ: ٥٩٧، اس کی سند میں حارث بن وجیہ منکر الحدیث ہے)

(٨٨٩)۔ عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَتْ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! إِنِّي امْرَأَةٌ أَشُدُّ ضَفْرَ رَأْسِي؟ قَالَ: ((يُجْزِئُكِ أَنْ تَصُبِّي عَلَيْهِ الْمَاءَ ثَلَاثًا۔)) (مسند أحمد: ٢٧٠١٠)

زوجۂ رسول سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے، وہ کہتی ہیں: میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! میں ایسی عورت ہوں کہ سر کی مینڈھیوں کو سختی سے گوندھتی ہوں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''تو پھر تجھے یہ کافی ہے کہ تو سر پر تین دفعہ پانی بہا دے۔''

فوائد: ......صحیح مسلم کی روایت کے الفاظ یہ ہیں: سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے کہا: اے اللہ کے رسول! کیا میں حیض اور جنابت کے غسل کے لیے (سر کی مینڈھیوں) کو کھولوں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''نہیں، تجھے تو یہ کافی ہے کہ تو اپنے سر پر پانی کے تین چلو ڈالے اور اپنے آپ پر پانی بہا دے اور اس طرح پاک ہو جائے۔''

(٨٩٠)۔ عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا قَالَتْ: كُنَّا أَزْوَاجَ النَّبِيِّ ﷺ يَخْرُجْنَ مَعَهُ عَلَيْهِنَّ الضِّمَادُ يَغْتَسِلْنَ فِيْهِ وَيَعْرَقْنَ لَا يَنْهَاهُنَّ عَنْهُ مُحِلَّاتٍ وَلَا مُحْرِمَاتٍ۔ (مسند أحمد: ٢٥٥٧٦)

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں: ہم نبی کریم ﷺ کی بیویاں آپ ﷺ کے ساتھ سفر پر نکلتی تھیں، ہم نے سروں پر لیپ کیا ہوتا تھا، اسی حالت میں ہم غسل کرتی تھیں اور پسینہ بھی آتا تھا، لیکن آپ ﷺ ہم کو منع نہیں کرتے تھے، ہماری یہ کیفیت حالتِ احرام میں بھی ہوتی تھی اور احرام کے بغیر بھی۔

فوائد: ......جب امام اسحاق نے یہ روایت بیان کی تو انھوں نے اس کے آخر میں یہ زیادتی کی: وَالضِّمَادُ

---

(٨٨٩) تخريج: أخرجه مسلم: ٣٣٠ (انظر: ٢٦٤٧٧)

(٨٩٠) تخريج: اسناده صحيح۔ أخرجه ابوداود: ١٨٣٠ (انظر: ٢٥٠٦٢)

هُوَ السُّكُّ۔ ....ضماد سے مراد ایک قسم کی مشک ملی ہوئی خوشبو ہے۔ مسند احمد (۲۴۵۰۲) میں اس روایت کے الفاظ یہ ہیں: سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں: ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نکلتی تھیں، جبکہ ہم احرام سے پہلے اپنے سروں کو لیپ کر لیتی تھیں، پھر اس سمیت غسل کرتی رہتی تھیں اور ہم کو پسینہ آتا رہتا تھا اور پھر ہم غسل کرتی تھیں، لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہم کو منع نہیں کرتے تھے۔ معلوم ہوا کہ اس حدیث کا تعلق غسل جنابت سے نہیں ہے۔

حدیث نمبر ۸۹۰ میں تو صاف آ رہا ہے کہ احرام اور غیر احرام حالت میں وہ غسل کرتی تھیں اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ان کو منع نہیں کرتے تھے۔ فوائد میں مذکور حدیث میں احرام کی حالت کا ذکر ہے اور متن میں مذکور حدیث میں احرام کے علاوہ حالت کا ذکر بھی ہے۔

اس لیے ازواج مطہرات کے غسل کرنے کو عموم پر محمول کرنا چاہیے۔ نتیجہ یہ ہے کہ سر کو لیپ کیا ہوا ہو تو غسل کیا جا سکتا ہے۔ خواہ وہ غسل جنابت ہو یا عام غسل۔ غسل جنابت کے لیے بالوں کو کھولنا یا لیپ کو اتارنا ضروری نہیں۔ (عبداللہ رفیق)

(۸۹۱)۔ عَنْ عُبَيْدِ بْنِ عُمَيْرٍ قَالَ: بَلَغَ عَائِشَةَ أَنَّ عَبْدَاللّٰهِ بْنَ عَمْرٍو يَأْمُرُ النِّسَاءَ إِذَا اغْتَسَلْنَ أَنْ يَنْقُضْنَ رُؤُوْسَهُنَّ، فَقَالَتْ: يَا عَجَبًا لِابْنِ عَمْرٍو، هُوَ يَأْمُرُ النِّسَاءَ إِذَا اغْتَسَلْنَ أَنْ يَنْقُضْنَ رُؤُوْسَهُنَّ، أَفَلَا يَأْمُرُهُنَّ أَنْ يَحْلِقْنَ، لَقَدْ كُنْتُ أَنَا وَرَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ نَغْتَسِلُ مِنْ إِنَاءٍ وَاحِدٍ فَمَا أَزِيْدُ عَلٰى أَنْ أُفْرِغَ عَلٰى رَأْسِي ثَلَاثَ إِفْرَاغَاتٍ۔ (مسند أحمد: ٢٤٦٦١)

عبیدہ بن عمیر کہتے ہیں: جب سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کو یہ بات پہنچی کہ سیدنا عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ عورتوں کو یہ حکم دیتے ہیں کہ وہ غسل کے وقت اپنے بال کھول دیا کریں، تو انھوں نے کہا: ابن عمرو پر بڑا تعجب ہے، وہ عورتوں کو غسل کے وقت بال کھول دینے کا حکم دیتا ہے، وہ یہ حکم کیوں نہیں دیتا کہ خواتین اپنے سر ہی منڈوا دیں، مسئلہ تو یوں ہے کہ میں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک برتن میں اکٹھا غسل کرتے تھے، میں اپنے سر پر صرف تین بار پانی ڈالتی تھی۔

فوائد: ......ان روایات سے معلوم ہوا کہ حیض اور جنابت کے غسل کے لیے عورتوں کے لیے ضروری نہیں کہ وہ سارے بال کھول کر ان کو تر کریں، بلکہ ان کو یہ عمل کفایت کرے گا کہ بال کھولے بغیر سر پر تین چلو ڈال دیں، لیکن بالوں کی جڑوں اور سر کے چمڑے تک پانی پہنچنا چاہیے، جیسا کہ صحیح مسلم کی روایت کے مطابق سیدہ اسماء رضی اللہ عنہا کے حیض کے غسل سے متعلقہ سوال کے جواب میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا: ((ثُمَّ تَصُبُّ عَلٰى رَأْسِهَا فَتَدْلُكُهُ دَلْكًا شَدِيْدًا حَتّٰى تَبْلُغَ شُؤُوْنَ رَأْسِهَا ثُمَّ تَصُبُّ عَلَيْهَا الْمَاءَ، ......)) ......''پھر وہ اپنے سر پر پانی ڈالے اور اس کو سختی سے ملے، یہاں تک کہ پانی بالوں کی جڑوں تک پہنچ جائے، پھر اپنے آپ پر پانی بہا دے۔''

(۸۹۱) تخريج: أخرجه مسلم: ٢٣١ (انظر: ٢٤١٦٠)

غَسْلُ الرِّجْلَيْنِ خَارِجَ الْمُغْتَسَلِ وَحُكْمُ التَّنْشِيفِ بِالْمِنْدِيْلِ وَنَحْوِهٖ وَالْاِجْتِزَاءُ بِالْغُسْلِ عَنِ الْوُضُوْءِ لِمُرِيْدِ الصَّلٰوةِ

غسل خانے سے باہر آ کر پاؤں کو دھونے، تولیہ وغیرہ سے پانی خشک کرنے کے حکم اور نماز کا ارادہ رکھنے والے کا وضو کی بجائے غسل پر اکتفا کرنے کا بیان

(٨٩٢)۔عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا قَالَتْ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ اِذَا خَرَجَ مِنْ مُغْتَسَلِهٖ حَيْثُ يَغْتَسِلُ مِنَ الْجَنَابَةِ يَغْسِلُ قَدَمَيْهِ۔ (مسند أحمد: ٢٥٨٨٤)

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں: نبی کریم ﷺ جس غسل خانے میں جنابت والا غسل کرتے تھے، اس سے باہر آ کر پاؤں دھوتے تھے۔

(٨٩٣)۔عَنْ مَيْمُوْنَةَ رضی اللہ عنہا (زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ) قَالَتْ: وَضَعْتُ لِلنَّبِيِّ ﷺ غُسْلًا فَاغْتَسَلَ مِنَ الْجَنَابَةِ ثُمَّ أَتَيْتُهُ بِثَوْبٍ حِيْنَ اغْتَسَلَ فَقَالَ بِيَدِهٖ هٰكَذَا تَعْنِيْ رَدَّهُ۔ (مسند أحمد: ٢٧٣٧٩)

زوجۂ رسول سیدہ میمونہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، وہ کہتی ہیں: میں نے نبی کریم ﷺ کے غسل کا پانی رکھا، پس آپ ﷺ نے غسلِ جنابت کیا، پھر جب آپ ﷺ نے غسل کر لیا تو میں آپ ﷺ کے پاس کپڑا لے کر آئی، لیکن آپ ﷺ نے ہاتھ کے اشارے سے اس کو ردّ کر دیا۔

(٨٩٤)۔ (وَعَنْهَا مِنْ طَرِيْقٍ آخَرَ)۔ قَالَتْ: فَنَاوَلْتُهُ خِرْقَةً فَقَالَ هٰكَذَا وَ أَشَارَ بِيَدِهٖ أَنْ لَا أُرِيْدُهَا، قَالَ سُلَيْمَانُ (الْأَعْمَشُ أَحَدُ رِجَالِ السَّنَدِ): فَذَكَرْتُ ذَالِكَ لِاِبْرَاهِيْمَ فَقَالَ: هُوَ كَذَالِكَ وَلَمْ يُنْكِرْهُ وَ قَالَ اِبْرَاهِيْمُ: لَا بَأْسَ بِالْمِنْدِيْلِ، اِنَّمَا هِيَ عَادَةٌ۔ (مسند أحمد: ٢٧٣٩٣)

(دوسری سند) سیدہ کہتی ہیں: میں نے آپ ﷺ کو ایک چیتھڑا پکڑایا، لیکن آپ ﷺ نے اپنے ہاتھ سے یہ اشارہ کیا کہ آپ ﷺ کو یہ نہیں چاہیے، سلیمان اعمش کہتے ہیں: میں نے یہ حدیث ابراہیم کے لیے ذکر کی، انھوں نے کہا: بات اسی طرح ہی ہے، اور انھوں نے اس کا انکار نہیں کیا اور مزید کہا: کپڑا استعمال کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے، یہ ایک طبعی معاملہ ہے۔

فوائد: ......ان روایات سے معلوم ہوا کہ آپ ﷺ نے بطورِ تولیہ کپڑا استعمال نہیں کیا، جبکہ ایسا کر لینے میں کوئی حرج نہیں ہے، جیسا کہ درج ذیل روایت سے معلوم ہوتا ہے۔

سیدنا عروہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں: كَانَ لَهُ خِرْقَةٌ يَتَنَشَّفُ بِهَا بَعْدَ الْوُضُوْءِ ......آپ ﷺ

---

(٨٩٢) تخريج: حديث صحيح۔ أخرجه النسائي: ١/ ١٣٤ (انظر: ٢٥٣٧٠)

(٨٩٣) تخريج: أخرجه البخاري: ٢٦٦، ومسلم: ٣١٧ (انظر: ٢٦٨٤٢)

(٨٩٤) تخريج: انظر الحديث بالطريق الاول

کے پاس کپڑے کا ایک ٹکڑا تھا، جس سے وضو کے بعد (اعضا) خشک کرتے تھے۔ (ترمذی: ۱/۷٤، حاکم: ۱/۱۵٤، بیھقی: ۱/۱۸۵، صحیحہ: ۲۰۹۹) وضو یا غسل کے بعد اعضاء کو تولیے وغیرہ سے خشک کرنے یا نہ کرنے کا وضو اور غسل کے اجر کی کمی یا زیادتی کے ساتھ کوئی تعلق نہیں ہے، یہ ایک طبعی معاملہ ہے۔

(۸۹۵)۔ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا قَالَتْ: كَانَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ لَا يَتَوَضَّأُ بَعْدَ الْغُسْلِ۔ (مسند أحمد: ۲٦۷٤۳)

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے، وہ کہتی ہیں: رسول اللہ ﷺ غسل کے بعد وضو نہیں کرتے تھے۔

فوائد: ...... کیونکہ آپ ﷺ غسل شروع کرتے وقت وضو کر لیتے تھے۔

(۸۹٦)۔ (وَعَنْهَا مِنْ طَرِيْقٍ ثَانٍ)۔ أَنَّ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ كَانَ يَغْتَسِلُ وَيُصَلِّي الرَّكْعَتَيْنِ وَصَلَاةَ الْغَدَاةِ، لَا أَرَاهُ يُحْدِثُ وُضُوءًا بَعْدَ الْغُسْلِ۔ (مسند أحمد: ۲۵۷۲۰)

(دوسری سند) سیدہ کہتی ہیں: رسول اللہ ﷺ غسل کرتے، پھر دو سنتیں اور نمازِ فجر ادا کرتے، میں نے آپ ﷺ کو نہیں دیکھا کہ آپ ﷺ نے غسل کے بعد نیا وضو کیا ہو۔

مَنْ وَجَدَ لُمْعَةً بَعْدَ الْغُسْلِ مِنَ الْجَنَابَةِ
غسلِ جنابت کے بعد خشک رہ جانے والی جگہ کو پالینے والے کا بیان

(۸۹۷)۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: اِغْتَسَلَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ مِنْ جَنَابَةٍ، فَلَمَّا خَرَجَ رَأٰى لُمْعَةً عَلٰى مَنْكِبِهِ الْأَيْسَرِ لَمْ يُصِبْهَا الْمَاءُ فَأَخَذَ مِنْ شَعْرِهِ فَبَلَّهَا ثُمَّ مَضٰى إِلَى الصَّلَاةِ۔ (مسند أحمد: ۲۱۸۰)

سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے غسلِ جنابت کیا، جب آپ ﷺ نکلے تو آپ ﷺ نے دیکھا کہ بائیں کندھے پر کچھ جگہ خشک رہ گئی ہے، اس تک پانی نہیں پہنچا تھا، آپ ﷺ نے اپنے بالوں کو پکڑا اور اس جگہ کو تر کر دیا، پھر نماز کے لیے روانہ ہو گئے۔

فوائد: ...... حدیث نمبر (٦۹۵) کی شرح میں وضو میں موالاۃ کے حکم پر بحث کی گئی ہے، وہی حکم غسل جنابت کا ہے، جب تک جسم گیلا ہو تو صرف خشک رہ جانے والی جگہ کو دھویا جا سکتا ہے، اگر کوئی جگہ خشک رہ جائے اور سارا جسم بھی خشک ہو جائے تو دوبارہ غسل کرنا پڑے گا۔

---

(۸۹۵) تخریج: حدیث حسن بطرقه وشواهده۔ أخرجه ابوداود: ۲۵۰، والترمذی: ۱۰۷، والنسائی: ۱/۱۳۷، وابن ماجه: ۵۷۹ (انظر: ۲٦۲۱۳)

(۸۹٦) تخریج: انظر الحدیث بالطریق الاول

(۸۹۷) تخریج: اسناده ضعیف جدا، علی بن عاصم ضعیف، وابو علی الرحبی الواسطی متروك۔ أخرجه ابن ماجه: ٦٦۳ (انظر: ۲۱۸۰)

مَنْ طَافَ عَلٰى نِسَائِهِ بِغُسْلٍ وَاحِدٍ أَوْ بِأَغْسَالٍ مُتَعَدِّدَةٍ

ایک غسل میں یا متعدد غسلوں میں ایک سے زائد بیویوں کے پاس جانے والے کا بیان

(۸۹۸)۔عَنْ أَبِي رَافِعٍ رضی اللہ عنہ (مَوْلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ) أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ طَافَ عَلٰى نِسَائِهِ فِي لَيْلَةٍ (وَفِي رِوَايَةٍ: فِي يَوْمٍ) فَاغْتَسَلَ عِنْدَ كُلِّ امْرَأَةٍ مِنْهُنَّ غُسْلًا، فَقُلْتُ: (وَفِي رِوَايَةٍ: فَقِيْلَ) يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! لَوِ اغْتَسَلْتَ غُسْلًا وَاحِدًا؟ فَقَالَ: ((هٰذَا أَطْيَبُ وَأَطْهَرُ (وَفِي رِوَايَةٍ: أَزْكٰى وَأَطْيَبُ وَأَطْهَرُ)۔)) (مسند أحمد: ۲۴۳۶۳)

مولائے رسول سیدنا ابو رافع رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک رات کو اپنی بیویوں کے پاس چکر لگایا اور ہر ایک کے پاس غسلِ جنابت کیا۔ کسی نے کہا: اے اللہ کے رسول! اگر آپ آخر میں ایک ہی غسل کر لیتے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''یہ زیادہ پاکیزہ، طاہر، ہے۔'' ایک روایت میں ہے ''اَزْكٰى وَاَطْيَبُ وَاَطْهَرُ'' یہ قریب قریب مفہوم والے الفاظ ہیں۔

(۸۹۹)۔عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رضی اللہ عنہ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يَطُوْفُ عَلٰى جَمِيْعِ نِسَائِهِ فِي لَيْلَةٍ (وَفِي رِوَايَةٍ: فِي لَيْلَةٍ وَاحِدَةٍ) بِغُسْلٍ وَاحِدٍ۔ (مسند أحمد: ۱۳۳۸۸)

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ایک رات میں اپنی تمام بیویوں کے پاس جا کر (ہم بستری کرتے تھے اور آخر میں) ایک غسل کر لیتے تھے۔

فوائد: ......صحیح بخاری کی روایت میں ہے: قتادہ نے سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے پوچھا: کیا آپ ﷺ کو اتنی طاقت تھی؟ انھوں نے کہا: ہم یہ بات کیا کرتے تھے کہ آپ ﷺ کو تیس افراد کی قوت دی گئی ہے۔

فوائد: ......پہلی حدیث استحباب اور افضلیت پر اور دوسری جواز پر دلالت کرتی ہے، اور اس امر سے متعلقہ تیسرا عمل درج ذیل ہے: سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب تم میں سے کوئی آدمی اپنی بیوی سے مجامعت کرے اور پھر وہ دوبارہ آنا چاہے تو درمیان میں وضو کر لے۔'' (صحیح مسلم) اور ابن حبان اور حاکم کی روایت میں ہیں: ''کیونکہ اس وضو سے دوبارہ آنے کے لیے زیادہ نشاط اور مستعدی پیدا ہوگی۔''

---

(۸۹۸) تخريج: قال الالبانی: حسن۔ أخرجه ابوداود: ۲۱۹، وابن ماجه: ۵۹۰ (انظر: ۲۳۸۶۲)

(۸۹۹) تخريج: أخرجه مسلم: ۳۰۹ (انظر: ۱۳۳۵۵)

مَا يَفْعَلُهُ الْجُنُبُ إِذَا أَرَادَ النَّوْمَ أَوِ الْأَكْلَ أَوْ إِعَادَةَ الْجِمَاعِ

جب جنبی آدمی سونے، کھانے اور دوبارہ حق زوجیت ادا کرنے کا ارادہ کرے تو وہ کیا کرے

اِسْتِحْبَابُ الْوُضُوءِ لِلْجُنُبِ إِذَا أَرَادَ النَّوْمَ

سونے کا ارادہ رکھنے والے جنبی کے لیے وضو کے مستحب ہونے کا بیان

(۹۰۰)۔ عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رضی اللہ عنہ قَالَ: سَأَلْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ: كَيْفَ يَصْنَعُ أَحَدُنَا إِذَا هُوَ أَجْنَبَ، ثُمَّ أَرَادَ أَنْ يَنَامَ قَبْلَ أَنْ يَغْتَسِلَ؟ قَالَ: فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((يَتَوَضَّأُ وُضُوءَهُ لِلصَّلٰوةِ ثُمَّ لِيَنَمْ۔)) (مسند أحمد: ۹۴)

سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: میں نے رسول اللہ ﷺ سے یہ سوال کیا کہ جب ہم میں سے کسی آدمی کو جنابت لاحق ہو جائے اور پھر وہ سونا بھی چاہے تو اسے کیا کرنا چاہیے؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''وہ نماز والا وضو کر لے، پھر سو جائے۔''

فوائد: ......مسند احمد (۱۶۵) میں اس حدیث کے الفاظ یوں ہیں: سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے نبی کریم ﷺ سے سوال کیا کہ اگر ہم میں سے کوئی آدمی جنبی ہو تو کیا وہ سو سکتا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ((يَتَوَضَّأُ وَيَنَامُ إِنْ شَاءَ۔)) ......''اگر وہ چاہتا ہے تو وضو کر کے سو جائے۔'' اس روایت سے معلوم ہوا کہ جنابت والے آدمی کے لیے سونے سے پہلے وضو کر لینا مستحب ہے، واجب نہیں ہے۔

(۹۰۱)۔ (وَمِنْ طَرِيقٍ آخَرَ)۔ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنْ عُمَرَ بِنَحْوِهِ (وَفِيهِ: فَأَمَرَهُ أَنْ يَغْسِلَ ذَكَرَهُ وَيَتَوَضَّأَ وُضُوءَهُ لِلصَّلَاةِ۔ (مسند أحمد: ۲۶۳)

(دوسری سند) سیدنا عمر رضی اللہ عنہ سے اسی طرح کی حدیث مروی ہے، البتہ اس میں ہے: پس آپ ﷺ نے ان کو حکم دیا کہ وہ اپنی شرمگاہ کو دھو لیں اور نماز والا وضو کر لیں۔

(۹۰۲)۔ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ عُمَرَ سَأَلَ النَّبِيَّ ﷺ: هَلْ يَنَامُ أَحَدُنَا وَهُوَ جُنُبٌ؟ فَقَالَ: ((نَعَمْ وَيَتَوَضَّأُ وُضُوءَهُ

نافع کہتے ہیں: سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے نبی کریم ﷺ سے یہ سوال کیا: کیا کوئی جنابت کی حالت میں سو سکتا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''جی ہاں، البتہ

---

(۹۰۰) تخريج: أخرجه البخاري: ۲۸۷، ۲۸۹، ومسلم: ۳۰۶ (انظر: ۹۴)

(۹۰۱) تخريج: انظر الحديث بالطريق الاول

(۹۰۲) تخريج: هذا حديث تقدم مرفوعه برقم (۹۰۰)۔ ولفظ القسم المرفوع منه عند عبد بن حميد: ((نعم ويتوضأ وضوءه للصلاة ما عدا قدميه۔)) فجعل قوله "ما عدا قدميه" مرفوعا مع انه عند غيره موقوف على ابن عمر۔ وأخرج فعل ابن عمر هذا مالك في "المؤطا": ۱/ ۴۸، وابن ابي شيبة: ۱/ ۶۰، والبيهقي: ۱/ ۲۰۰ (انظر: ۴۹۲۹)

لِلصَّلَاةِ۔)) قَالَ نَافِعٌ: فَكَانَ ابْنُ عُمَرَ إِذَا أَرَادَ أَنْ يَفْعَلَ شَيْئًا مِنْ ذَالِكَ تَوَضَّأَ وُضُوءَهُ لِلصَّلٰوةِ مَا خَلَا رِجْلَيْهِ۔ (مسند أحمد: ٤٩٢٩)

نماز والا وضو کر لے۔'' سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ جب اس طرح کا ارادہ کرتے تو نماز والا وضو کرتے، البتہ پاؤں نہیں دھوتے تھے۔

فوائد: ......سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کے عمل کی تین وجوہات ہو سکتی ہیں:

(۱) کسی عذر کی بنا پر پاؤں نہ دھوئے

(۲) یہ ثابت کرنے کے لیے پاؤں نہ دھوئے کہ یہ وضو فرض نہیں ہے۔

(۳) عام روایات کے مطابق آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم غسلِ جنابت کے دوران آخر میں پاؤں دھوتے تھے، ممکن ہے کہ سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ نے اس فعل سے استدلال کرتے ہوئے پاؤں نہ دھوئے ہوں۔

(٩٠٣)۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَا تَرْقُدَنَّ جُنُبًا حَتّٰى تَتَوَضَّأَ۔)) (مسند أحمد: ٩٠٨٢)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''تو جنابت کی حالت میں وضو کیے بغیر ہرگز نہ سو۔''

فوائد: ......سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِذَا كَانَ جُنُبًا وَاَرَادَ اَنْ يَّاْكُلَ اَوْ يَنَامَ تَوَضَّأَ۔ ...... جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جنبی ہوتے اور کھانا کھانے یا سونے کا ارادہ کرتے تو وضو کرتے تھے۔ (معجم اوسط طبرانی)

(٩٠٤)۔ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ خَبَّابٍ أَنَّ أَبَا سَعِيْدِ نِ الْخُدْرِيَّ رضی اللہ عنہ ذَكَرَ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ أَنَّهُ تُصِيْبُهُ الْجَنَابَةُ فَيُرِيْدُ أَنْ يَنَامَ فَأَمَرَهُ أَنْ يَتَوَضَّأَ ثُمَّ يَنَامَ۔ (مسند أحمد: ١١٥٤٣)

عبد اللہ بن خباب کہتے ہیں کہ سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے یہ بات ذکر کی کہ اس کو جنابت لاحق ہو جاتی ہے، جب کہ وہ سونے کا ارادہ بھی رکھتا ہوتا ہے، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جواباً ان کو حکم دیا کہ وہ وضو کر کے سو جایا کریں۔

(٩٠٥)۔ عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا قَالَتْ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ إِذَا كَانَ جُنُبًا وَأَرَادَ أَنْ يَنَامَ وَهُوَ جُنُبٌ تَوَضَّأَ وُضُوئَهُ لِلصَّلَاةِ قَبْلَ أَنْ يَنَامَ وَكَانَ يَقُوْلُ: ((مَنْ أَرَادَ أَنْ يَنَامَ وَهُوَ جُنُبٌ

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے، وہ کہتی ہیں: جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو جنابت لاحق ہو جاتی تھی اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا سونے کا ارادہ ہوتا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سونے سے پہلے نماز والا وضو کرتے اور فرماتے: ''جو جنابت کی حالت میں سونے کا ارادہ رکھتا ہو تو

---

(٩٠٣) تخريج: قال الهيثمي: فيه رجل لم يسمّ (انظر: ٩٠٩٣)

(٩٠٤) تخريج: اسناده صحيح على شرط الشيخين۔ أخرجه ابن ماجه: ٥٨٦ (انظر: ١١٥٢٣)

(٩٠٥) تخريج: الحديث من فعله ﷺ صحيح، ومن قوله ﷺ صحيح لغيره۔ أخرجه البخاري: ٢٨٨، ومسلم: ٣٠٥ من فعله ﷺ، (انظر: ٢٤٦٠٨)

فَلْيَتَوَضَّأْ وُضُوءَهُ لِلصَّلَاةِ۔)) (مسند أحمد: ٢٥١١٥) نماز والا وضو کر لیا کرے۔''

فوائد:...... ان روایات سے معلوم ہوا کہ جنبی آدمی کا صبح تک غسل لیٹ کرنا جائز ہے، لیکن ایسی صورت میں اس کے لیے مستحب یہ ہے کہ وہ وضو کر کے سوئے۔

اِسْتِحْبَابُ الْوُضُوْءِ لِلْجُنُبِ اِذَا أَرَادَ الْأَكْلَ أَوِ الْعَوْدَ

جب جنبی آدمی کھانے کا یا دوبارہ مجامعت کرنے کا ارادہ کرے تو اس کے لیے وضو کے مستحب ہونے کا بیان

(٩٠٦)۔عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ إِذَا أَرَادَ أَنْ يَنَامَ وَهُوَ جُنُبٌ تَوَضَّأَ وُضُوءَهُ لِلصَّلَاةِ فَإِذَا أَرَادَ أَنْ يَأْكُلَ أَوْ يَشْرَبَ غَسَلَ كَفَّيْهِ ثُمَّ يَأْكُلُ أَوْ يَشْرَبُ إِنْ شَاءَ۔ (مسند أحمد: ٢٥٢٢١)

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں: جب رسول اللہ ﷺ جنابت کی حالت میں سونے کا ارادہ کرتے تو نماز والا وضو کر لیتے تھے، اسی طرح جب آپ ﷺ اسی حالت میں کھانے یا پینے کا ارادہ کرتے تو ہاتھوں کو دھو لیتے، پھر اگر چاہتے تو کھا پی لیتے تھے۔

(٩٠٧)۔(وَعَنْهَا مِنْ طَرِيقٍ ثَانٍ)۔أَنَّهَا قَالَتْ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ إِذَا كَانَ جُنُبًا فَأَرَادَ أَنْ يَنَامَ أَوْ يَأْكُلَ تَوَضَّأَ۔ (مسند أحمد: ٢٥٤٦٢)

(دوسری سند): سیدہ کہتی ہیں: رسول اللہ ﷺ جب جنبی ہوتے اور سونے کا یا کھانے کا ارادہ کرتے تو وضو کر لیتے تھے۔

(٩٠٨)۔حَدَّثَنَا عَبْدُاللّٰهِ حَدَّثَنِيْ أَبِيْ ثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَاصِمٍ عَنْ أَبِي الْمُتَوَكِّلِ عَنْ أَبِيْ سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ رضی اللہ عنہ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((يَتَوَضَّأُ إِذَا جَامَعَ وَإِذَا أَرَادَ أَنْ يَرْجِعَ۔)) قَالَ سُفْيَانُ: أَبُو سَعِيْدٍ أَدْرَكَ الْحَرَّةَ۔ (مسند أحمد: ١١٠٥٠)

سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''جب آدمی ایک دفعہ مجامعت کے بعد دوبارہ لوٹنا چاہے تو وہ وضو کر لے۔'' سفیان نے کہا: سیدنا ابو سعید، حرہ کی لڑائی کے دور کو پایا ہے یعنی اس وقت وہ زندہ تھے۔

فوائد: ......٦٣ھ میں یزید بن معاویہ اور اہل مدینہ کے مابین حرہ کی لڑائی واقع ہوئی تھی۔ اس باب کی احادیث

---

(٩٠٦) تخريج: حديث صحيح۔ أخرجه ابوداود: ٢٢٣، والنسائی: ١/ ١٣٩، وابن ماجه: ٥٩٣ (انظر: ٢٤٧١٤)

(٩٠٧) تخريج: أخرجه مسلم: ٣٠٥، وانظر الحديث بالطريق الاول (انظر: ٢٤٩٤٩)

(٩٠٨) تخريج: أخرجه مسلم: ٣٠٨ (انظر: ١١٠٣٦)

سے اور حدیث نمبر (۹۰۳) کی شرح میں مذکورہ حدیث سے پتہ چلا کہ جنبی آدمی کھانا کھاتے وقت ہاتھ دھوئے یا وضو کرے، اگر ہاتھوں پر نجاست کے آثار ہوں تو ہاتھ دھونا ضروری ہوں گے۔

تَأْخِيرُ الْغُسْلِ إِلٰى آخِرِ اللَّيْلِ
رات کے پچھلے حصے تک غسلِ جنابت کو مؤخر کرنا

(۹۰۹)۔ عَنْ غُضَيْفِ بْنِ الْحَارِثِ قَالَ: قُلْتُ لِعَائِشَةَ ﷞: أَرَأَيْتَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ يَغْتَسِلُ مِنَ الْجَنَابَةِ فِيْ أَوَّلِ اللَّيْلِ أَوْ فِيْ آخِرِهِ؟ قَالَتْ: رُبَّمَا اِغْتَسَلَ فِي أَوَّلِ اللَّيْلِ وَرُبَّمَا اِغْتَسَلَ فِيْ آخِرِهِ، قُلْتُ: اَللّٰهُ أَكْبَرُ، اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ جَعَلَ فِي الْأَمْرِ سَعَةً، قُلْتُ: أَرَأَيْتَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ يُوتِرُ فِيْ أَوَّلِ اللَّيْلِ أَوْ فِيْ آخِرِهِ؟ قَالَتْ: رُبَّمَا أَوْتَرَ فِيْ أَوَّلِ اللَّيْلِ وَرُبَّمَا أَوْتَرَ فِيْ آخِرِهِ، قُلْتُ: اَللّٰهُ أَكْبَرُ، اَلْحَمْدُلِلّٰهِ الَّذِيْ جَعَلَ فِي الْأَمْرِ سَعَةً، قُلْتُ: أَرَأَيْتَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ يَجْهَرُ بِالْقُرْآنِ أَوْ يُخَافِتُ بِهِ؟ قَالَتْ: رُبَّمَا جَهَرَ بِهِ وَرُبَّمَا خَافَتَ، قُلْتُ: اَللّٰهُ أَكْبَرُ، اَلْحَمْدُلِلّٰهِ الَّذِيْ جَعَلَ فِي الْأَمْرِ سَعَةً۔ (مسند أحمد: ۲٤۷۰٦)

غُضیف بن حارث کہتے ہیں: میں نے سیدہ عائشہ ؓ سے کہا: اس بارے میں آپ کا کیا خیال ہے کہ رسول اللہ ﷺ رات کے شروع میں غسل کرتے تھے یا آخر میں؟ انھوں نے کہا: کبھی تو آپ ﷺ رات کے پہلے حصے میں غسل کر لیتے تھے اور کبھی آخری حصے میں۔ میں نے کہا: اَللّٰهُ أَكْبَرُ، ساری تعریف اس اللہ کی ہے، جس نے اس معاملے میں وسعت رکھی ہے، پھر میں نے کہا: اس بارے میں آپ کا کیا خیال ہے کہ رسول اللہ ﷺ رات کے پہلے حصے میں نمازِ وتر ادا کرتے تھے یا آخری حصے میں؟ انھوں نے کہا: کبھی تو آپ ﷺ رات کے پہلے حصے میں نمازِ وتر ادا کرتے تھے اور کبھی آخری حصے میں۔ میں نے کہا: اَللّٰهُ أَكْبَرُ، ساری تعریف اس اللہ کی ہے، جس نے اس معاملے میں بھی وسعت رکھی ہے، میں نے پھر کہا: اس بارے میں آپ کا خیال ہے کہ رسول اللہ ﷺ قرآن کی تلاوت بآواز بلند کرتے تھے یا بآواز پست؟ انھوں نے کہا: آپ ﷺ بسا اوقات جہری طور پر تلاوت کرتے تھے اور بسا اوقات سری طور پر، میں نے کہا: اَللّٰهُ أَكْبَرُ، ساری تعریف اس اللہ کی ہے، جس نے اس معاملے میں بھی وسعت رکھی ہے۔

(۹۱۰)۔ عَنْ عَائِشَةَ ﷞ قَالَتْ: كَانَ

سیدہ عائشہ ؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کو جنابت

(۹۰۹) تخریج: اسناده صحيح۔ أخرجه ابوداود: ۲۲٦، وابن ماجه: ۱۳٥٤، والنسائي: ۱/ ۱۲٥، والترمذي: ٤٤۹، وأخرجه مسلم: ۳۰۷ بقصة الغسل من الجنابة (انظر: ۲٤۲۰۲)

(۹۱۰) تخريج: أخرجه مسلم: ۷۳۹ دون قوله: "ولا يمس ماء"، واهل الحديث على ان هذه اللفظة خطأ من ابي اسحق (انظر: ۲٤۱٦۱)

رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يُجْنِبُ ثُمَّ يَنَامُ وَلَا يَمَسُّ مَاءً حَتّٰى يَقُوْمَ بَعْدَ ذٰلِكَ فَيَغْتَسِلُ۔ (مسند أحمد: ٢٤٦٦٢)

لاحق ہو جاتی تھی، لیکن آپ ﷺ سو جاتے تھے اور پانی کو چھوتے تک نہیں تھے، پھر جب بیدار ہوتے تو غسل کرتے تھے۔

فوائد: ......''اور آپ ﷺ پانی کو چھوتے تک نہیں تھے۔'' ان الفاظ کے دو معانی مراد لیے جا سکتے ہیں، ایک یہ کہ آپ ﷺ غسل کے لیے پانی کو نہیں چھوتے تھے، اس معنی سے وضو کی نفی نہیں ہوتی، دوسرا یہ کہ آپ ﷺ سونے سے پہلے وضو کرتے تھے نہ غسل، اس معنی سے معلوم ہوگا کہ وضو کو ترک کرنا بھی جائز ہے، اور حدیث نمبر (۹۰۰) کے فوائد میں یہ وضاحت کی جا چکی ہے کہ سونے سے پہلے جنابت والے آدمی کے لیے وضو کرنا مستحب ہے، ضروری نہیں ہے۔ بہرحال محدثین کا یہ خیال بھی ہے کہ ''وَلَا يَمَسُّ مَاءً'' کے الفاظ ابو اسحق کی غلطی کا نتیجہ ہیں، اصل روایت ان الفاظ کے بغیر ہے۔

(٩١١)۔ (وَعَنْهَا مِنْ طَرِيقٍ ثَانٍ)۔قَالَتْ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يُصِيْبُ مِنْ أَهْلِهِ مِنْ أَوَّلِ اللَّيْلِ ثُمَّ يَنَامُ وَلَا يَمَسُّ مَاءً، فَإِذَا اسْتَيْقَظَ مِنْ آخِرِ اللَّيْلِ عَادَ إِلٰى أَهْلِهِ وَاغْتَسَلَ۔ (مسند أحمد: ٢٥٢٦٢)

(دوسری سند) سیدہ کہتی ہیں: رسول اللہ ﷺ رات کے پہلے حصے میں اپنی بیوی سے مجامعت کرتے تھے، پھر پانی کو چھوئے بغیر سو جاتے تھے، جب رات کے آخری حصے میں بیدار ہوتے تو پھر حق زوجیت ادا کرتے اور پھر غسل کرتے۔

(٩١٢)۔عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا قَالَتْ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يُجْنِبُ ثُمَّ يَنَامُ ثُمَّ يَنْتَبِهُ ثُمَّ يَنَامُ۔ (مسند أحمد: ٢٧٠٨٧)

سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے، وہ کہتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب جنبی ہو جاتے تو سو جاتے، پھر بیدار ہوتے اور پھر سو جاتے۔

---

(٩١١) تخريج: رجاله ثقات رجال الشيخين وانظر الحديث بالطريق الاول۔ أخرجه ابوداود: ٢٢٨، والترمذي: ١١٩، وابن ماجه: ٥٨٣ (انظر: ٢٤٧٥٥)

(٩١٢) تخريج: اسناده ضعيف لضعف شريك النخعي (انظر: ٢٦٥٥٢)

اَلْاِغْتِسَالَاتُ الْمَسْنُوْنَةُ

مسنون غسل کی اقسام

مَا جَاءَ مِنْ ذٰلِكَ مُجْتَمَعًا

ایک سے زائد غسل کی وہ اقسام، جن کا احادیث میں اکٹھا ذکر کیا گیا

(۹۱۳)۔عَنْ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ عُقْبَةَ بْنِ الْفَاكِهِ عَنْ جَدِّهِ الْفَاكِهِ بْنِ سَعْدٍ وَكَانَتْ لَهُ صُحْبَةٌ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ يَغْتَسِلُ يَوْمَ الْجُمُعَةِ وَيَوْمَ عَرَفَةَ وَيَوْمَ الْفِطْرِ وَيَوْمَ النَّحْرِ، قَالَ: وَكَانَ الْفَاكِهُ بْنُ سَعْدٍ يَأْمُرُ أَهْلَهُ بِالْغُسْلِ فِي هٰذِهِ الْأَيَّامِ۔ (مسند أحمد: ۱٦٨٤٠)

سیدنا فاکہ بن سعد رضی اللہ عنہ ، جو کہ صحبت یافتہ تھے، سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ جمعہ کے دن، عرفہ کے دن، عید الفطر کے دن اور عید الاضحیٰ کے دن غسل کرتے تھے، اسی بنا پر سیدنا فاکہ رضی اللہ عنہ اپنے اہل وعیال کو ان دنوں میں غسل کرنے کا حکم دیا کرتے تھے۔

(۹۱٤)۔عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا عَنِ النَّبِيِّ ﷺ ، أَنَّهُ قَالَ: ((يُغْتَسَلُ مِنْ أَرْبَعٍ: مِنَ الْجُمُعَةِ وَالْجَنَابَةِ وَالْحِجَامَةِ وَغُسْلِ الْمَيِّتِ۔)) (مسند أحمد: ۲٥٧٠٥)

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''چار امور سے غسل کیا جاتا ہے: جمعہ سے، جنابت سے، سینگی لگوانے سے اور میت کو غسل دینے سے۔''

فوائد: ...... یہ روایات تو ضعیف ہے، ان میں سے مسنون غسلوں کی وضاحت آگے آ رہی ہے، مثلا غسلِ جمعہ، غسلِ جنابت، میت کو غسل دینے سے غسل کرنا۔

اَلْغُسْلُ مِنْ غُسْلِ الْمَيِّتِ وَالْوُضُوْءُ مِنْ حَمْلِهِ

میت کو غسل دینے سے غسل کرنے اور اس کو اٹھانے سے وضو کرنے کا بیان

(۹۱٥)۔عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَنْ غَسَّلَ مَيِّتًا فَلْيَغْتَسِلْ

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو آدمی میت کو غسل دے، وہ خود بھی غسل کرے اور جو

(۹۱۳) تخريج: اسناده ضعيف جدا، يوسف بن خالد السمتي كذبه ابن معين وابوداود، والفلاس، وقال النسائي: متروك الحديث، وقال ابن حبان: كان يضع الحديث وعبد الرحمن بن عقبة بن الفاكه مجهول۔ أخرجه ابن ماجه: ۱۳۱٦ (انظر: ۱٦٧٢٠)

(۹۱٤) اسناده ضعيف، مصعب بن شيبة، قال احمد: روى احاديث مناكير، وقال النسائي: منكر الحديث، وعد الذهبي هذا الحديث من مناكيره، وانفرد بتوثيقه ابن معين۔ أخرجه ابوداود: ۳٤٨، ۳۱٦٠ (انظر: ۲٥۱۹۰)

(۹۱٥) قال الالباني: صحيح۔ أخرجه ابوداود: ۳۱٦۲، وابن ماجه: ۱٤٦۳، والترمذي: ۹۹۳ (انظر: ۹۸٦۲)

وَمَنْ حَمَلَهُ فَلْيَتَوَضَّأْ)) (مسند أحمد: ٩٨٦٢)

اس کو اٹھائے، وہ وضو کرے۔''

(٩١٦)۔ (وَعَنْهُ مِنْ طَرِيقٍ ثَانٍ)۔عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ قَالَ: ((مِنْ غُسْلِهَا الْغُسْلُ وَمِنْ حَمْلِهَا الْوُضُوءُ)) (مسند أحمد: ٧٦٧٥)

(دوسری سند) نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''میت کو غسل دینے سے غسل کرنا ہے اور اس کو اٹھانے سے وضو کرنا ہے۔''

(٩١٧)۔ (وَعَنْهُ مِنْ طَرِيقٍ ثَالِثٍ)۔قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَنْ غَسَّلَ مَيِّتًا فَلْيَغْتَسِلْ۔)) (مسند أحمد: ٩٨٦٢)

(تیسری سند) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو میت کو غسل دے، وہ خود بھی غسل کرے۔''

(٩١٨)۔عَنِ الْمُغِيرَةِ بْنِ شُعْبَةَ رضی اللہ عنہ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ مِثْلُهُ۔ (مسند أحمد: ١٨٣٢٧)

سیدنا مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ نے نبی کریم ﷺ کی اس قسم کی ایک حدیث بیان کی ہے۔

فوائد:...... میت کو غسل دینے والے کیلئے غسل کرنا مستحب ہے، جیسا کہ درج ذیل روایات سے معلوم ہوتا ہے۔

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((لَيْسَ عَلَيْكُمْ فِيْ غُسْلِ مَيِّتِكُمْ غُسْلٌ إِذَا غَسَلْتُمُوْهُ، إِنَّ مَيِّتَكُمْ لَمُؤْمِنٌ طَاهِرٌ، وَلَيْسَ بِنَجَسٍ، فَحَسْبُكُمْ أَنْ تَغْسِلُوْا أَيْدِيَكُمْ)) ...... ''جب تم میت کو غسل دے لو تو تم پر کوئی غسل نہیں ہے، بیشک تمہارا میت مومن اور طاہر ہے اور نجس نہیں ہے، پس تمہیں ہاتھ دھو لینا ہی کافی ہے۔'' (بیهقی: ١/ ٣٩٨، حاكم: ١/ ٣٨٦، احكام الجنائز: ص ٥٣، ٥٤، محقق بیہقی کے نزدیک یہ حدیث حسن لغیرہ ہے)

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: كُنَّا نَغْسِلُ الْمَيِّتَ، فَمِنَّا مَنْ يَغْتَسِلُ وَمِنَّا مَنْ لَا يَغْتَسِلُ۔ ......ہم میت کو غسل دیتے تھے، اس سے کوئی غسل کر لیتا تھا اور کوئی نہیں کرتا تھا۔ (دارقطنی: ٢/ ٧٢، تمام المنة: ص ١٢١)

سیدہ اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا نے اپنے خاوند سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کو غسل دیا اور پھر مہاجرین سے پوچھا کہ آج شدید سردی ہے، کیا اس پر غسل کرنا ضروری ہے، انھوں نے کہا: جی نہیں۔ (مؤطا امام مالك: ١/ ٢٢٣، بیهقی: ٣/ ٣٩٧) اسی طرح میت کو اٹھانے والے کے لیے وضو کرنا بھی مستحب ہے۔

---

(٩١٦) تخريج: انظر الحديث بالطريق الاول

(٩١٧) تخريج: انظر الحديث بالطريق الاول

(٩١٨) تخريج: ابن اسحاق صرح بحفظه للحديث عن كثير من علماء المدينة، وجهالتهم لا تضر لامتناع تواطؤهم على الكذب فى العادة، وبقية رجاله ثقات (انظر: ١٨١٤٦)

طَلَبُ الْغُسْلِ مِنَ الْكَافِرِ اِذَا أَسْلَمَ
مسلمان ہونے والے کافر سے غسل کرنے کا مطالبہ کرنے کا بیان

(۹۱۹)۔عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ ؓ أَنَّ ثُمَامَةَ بْنَ أُثَالٍ أَوْ أُثَالَةَ أَسْلَمَ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اِذْهَبُوْا بِهِ إِلَى حَائِطِ بَنِيْ فُلَانٍ فَمُرُوْهُ أَنْ يَغْتَسِلَ۔)) (مسند أحمد: ٨٠٢٤)

سیدنا ابو ہریرہ ؓ بیان کرتے ہیں کہ جب سیدنا ثمامہ بن اثال مسلمان ہوئے تو رسول اللہ ﷺ نے ان کے بارے میں فرمایا: ”ان کو بنوفلاں کے باغ میں لے جاؤ اور ان کو حکم دو کہ یہ وہاں غسل کر لیں۔“

(۹۲۰)۔ (وَعَنْهُ مِنْ طَرِيْقٍ آخَرَ)۔أَنَّ ثُمَامَةَ بْنَ أُثَالٍ الْحَنَفِيَّ أَسْلَمَ فَأَمَرَ النَّبِيُّ ﷺ أَنْ يُنْطَلَقَ بِهِ إِلَى حَائِطِ أَبِيْ طَلْحَةَ فَيَغْتَسِلُ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((قَدْ حَسُنَ إِسْلَامُ صَاحِبِكُمْ۔)) (مسند أحمد: ١٠٢٧٣)

(دوسری سند) جب سیدنا ثمامہ بن اثال حنفی ؓ مسلمان ہوئے تو نبی کریم ﷺ نے حکم دیا کہ ان کو سیدنا ابو طلحہ ؓ کے باغ میں لے جایا جائے، تا کہ یہ غسل کر لیں، پھر آپ ﷺ نے فرمایا: ”تمہارے ساتھی کا اسلام اچھا ہو گیا ہے۔“

(۹۲۱)۔عَنْ خَلِيْفَةَ بْنِ حُصَيْنِ بْنِ قَيْسِ بْنِ عَاصِمٍ عَنْ أَبِيْهِ أَنَّ جَدَّهُ (قَيْسَ بْنَ عَاصِمٍ) أَسْلَمَ عَلَى عَهْدِ النَّبِيِّ ﷺ فَأَمَرَهُ أَنْ يَغْتَسِلَ بِمَاءٍ وَسِدْرٍ۔ (مسند أحمد: ٢٠٨٩١)

سیدنا قیس بن عاصم ؓ سے مروی ہے کہ جب وہ عہد نبوی میں مسلمان ہوئے تو آپ ﷺ نے ان کو پانی اور بیری کے پتوں کے ساتھ غسل کرنے کا حکم دیا۔

فوائد: ......ان احادیث سے معلوم ہوا کہ اسلام قبول کرنے والا غسل کرے اور اہل اسلام اس سے اس چیز کا مطالبہ کریں۔ معلوم ہوا کہ مسلمان ہونے والے کے لیے غسل کرنا ضروری ہے۔

حُكْمُ دُخُوْلِ الْحَمَّامِ
حمام میں داخل ہونے کا حکم

تنبیہ: درج ذیل احادیث میں جن حماموں کا ذکر ہے، ان سے مراد دورِ جاہلیت کے وہ بڑے بڑے حمام ہیں، جہاں ایک سے زائد مختلف لوگ ننگے ہو کر اکٹھے نہاتے تھے، آپ ﷺ نے ایسے حماموں میں مردوں کو ازار پہن کر نہانے کی اجازت دی اور عورتوں کو مطلق طور پر منع کر دیا۔ ہمارے گھروں میں جو حمام بنے ہوئے ہیں، ان میں ننگا بھی نہایا جا سکتا ہے، بشرطیکہ ایک ایک فرد ہو، البتہ میاں بیوی اکٹھے نہا سکتے ہیں۔

---

(۹۱۹) تخريج: أخرجه البخاري: ٤٦٢، ٤٦٩، ٢٤٢٢، ٤٣٧٢، ومسلم: ١٧٦٤ (انظر: ٨٠٣٧)

(۹۲۰) تخريج: انظر الحديث بالطريق الاول

(۹۲۱)تخريج:حديث صحيح۔ أخرجه ابوداود: ٣٥٥، والنسائي: ١/ ١٠٩، والترمذي: ٦٠٥ (انظر: ٢٠٦١٥)

(٩٢٢)۔عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ فَلَا يَدْخُلِ الْحَمَّامَ إِلَّا بِمِئْزَرٍ، مَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ فَلَا يُدْخِلْ حَلِيْلَتَهُ الْحَمَّامَ، مَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ فَلَا يَقْعُدْ عَلٰى مَائِدَةٍ يُشْرَبُ عَلَيْهَا الْخَمْرُ، مَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ فَلَا يَخْلُوَنَّ بِامْرَأَةٍ لَيْسَ مَعَهَا ذُو مَحْرَمٍ مِنْهَا فَإِنَّ ثَالِثَهُمَا الشَّيْطَانُ۔)) (مسند أحمد: ١٤٧٠٥)

سیدنا جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو آدمی اللہ تعالیٰ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتا ہو، وہ ازار کے بغیر حمام میں داخل نہ ہو، اسی طرح جو آدمی اللہ تعالیٰ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتا ہو، وہ اپنی بیوی کو حمام میں داخل نہ کرے، جو آدمی اللہ تعالیٰ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتا ہو وہ ایسے دسترخوان پر نہ بیٹھے جس پر شراب پی جا رہی ہو اور جو آدمی اللہ تعالیٰ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتا ہو، وہ اس عورت کے ساتھ خلوت اختیار نہ کرے، جس کے ساتھ محرم نہ ہو، کیونکہ ان کا تیسرا شیطان ہوگا۔''

(٩٢٣)۔عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ شَدَّادٍ عَنْ أَبِيْ عُذْرَةَ رَجُلٍ كَانَ أَدْرَكَ النَّبِيَّ ﷺ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَنِ الْحَمَّامَاتِ لِلرِّجَالِ وَالنِّسَاءِ، ثُمَّ رَخَّصَ لِلرِّجَالِ فِي الْمَآزِرِ وَلَمْ يُرَخِّصْ لِلنِّسَاءِ۔ (مسند أحمد: ٢٥٥٩٨)

سیدنا ابو عذرہ رضی اللہ عنہ، جنھوں نے نبی کریم ﷺ کو پایا تھا، سے مروی ہے کہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مردوں اور عورتوں کو حماموں سے منع کر دیا، پھر مردوں کے لیے ازار پہن کر نہانے کی رخصت دے دی اور عورتوں کو کوئی رخصت نہ دی۔

(٩٢٤)۔حَدَّثَنَا عَبْدُاللّٰهِ قَالَ: حَدَّثَنِيْ أَبِيْ ثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ وَحَجَّاجٌ قَالَا: ثَنَا شُعْبَةُ عَنْ مَنْصُوْرٍ عَنْ سَالِمِ بْنِ أَبِي الْجَعْدِ عَنْ أَبِي الْمَلِيْحِ قَالَ: دَخَلَ نِسْوَةٌ مِنْ أَهْلِ الشَّامِ عَلٰى عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا فَقَالَتْ: أَنْتُنَّ اللَّاتِيْ تَدْخُلْنَ

ابو ملیح کہتے ہیں: اہل شام کی کچھ خواتین، سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس گئیں، انھوں نے ان سے کہا: تم ہی وہ خواتین ہو جو حماموں میں داخل ہوتی ہو؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو عورت بھی اپنے گھر کے علاوہ کپڑے اتارے گی، وہ اپنے اور اللہ تعالیٰ کے درمیان والے پردے کو چاک کر دے گی۔''

---

(٩٢٢) تخريج: حسن لغيره، وبعضه صحيح۔ أخرجه الترمذي: ٢٨٠١ (انظر: ١٤٦٥١)

(٩٢٣) تخريج: اسناده ضعيف لجهالة ابي عذرة، وعبد الله بن شداد الاعرج، قال ابن حجر: مجهول۔ أخرجه ابوداود: ٤٠٠٩، ابن ماجه: ٢٧٤٩ (انظر: ٢٥٠٨٥)

(٩٢٤) تخريج: اسناده صحيح۔ أخرجه ابوداود: ٤٠١٠، والترمذي: ٢٨٠٣ (انظر: ٢٥٤٠٧)

الْحَمَّامَاتِ؟ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَا مِنَ امْرَأَةٍ وَضَعَتْ ثِيَابَهَا فِي غَيْرِ بَيْتِهَا إِلَّا هَتَكَتْ سِتْرًا، (وَفِي رِوَايَةٍ: سِتْرَهَا) بَيْنَهَا وَبَيْنَ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ)) (مسند أحمد: ٢٥٩٢١)

(٩٢٥)۔عَنِ السَّائِبِ مَوْلٰى أُمِّ سَلَمَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا أَنَّ نِسْوَةً دَخَلْنَ عَلٰى أُمِّ سَلَمَةَ مِنْ أَهْلِ حِمْصَ فَسَأَلَتْهُنَّ مِمَّنْ أَنْتُنَّ؟ قُلْنَ: مِنْ أَهْلِ حِمْصَ، فَقَالَتْ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ: ((أَيُّمَا امْرَأَةٍ نَزَعَتْ ثِيَابَهَا فِي غَيْرِ بَيْتِهَا خَرَقَ اللّٰهُ عَنْهَا سِتْرًا)) (مسند أحمد: ٢٧١٠٤)

سائب کہتے ہیں: حمص سے تعلق رکھنے والی کچھ خواتین سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے پاس آئیں، انھوں نے پوچھا: تم کہاں سے ہو؟ انھوں نے کہا: ہم حمص علاقے سے ہیں۔ یہ سن کر سیدہ نے کہا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا تھا: ''جو عورت اپنے گھر کے علاوہ کپڑے اتارے گی، اللہ تعالیٰ اس کے پردے کو چاک کر دے گا۔''

(٩٢٦)۔عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((مَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ فَلَا يَدْخُلِ الْحَمَّامَ إِلَّا بِإِزَارٍ، مَنْ كَانَتْ تُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ فَلَا تَدْخُلِ الْحَمَّامَ۔)) (مسند أحمد: ١٢٥)

سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو آدمی اللہ تعالیٰ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتا ہے، وہ ازار کے بغیر حمام میں داخل نہ ہو اور جو عورت اللہ تعالیٰ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتی ہو، وہ (کسی صورت میں) حمام میں داخل نہ ہو۔''

(٩٢٧)۔عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ نَحْوُهُ۔ (مسند أحمد: ٨٢٥٨)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بھی اسی قسم کی حدیث ِ نبوی بیان کی ہے۔

فوائد: ......ابو ہریرہ کی اس حدیث ِ مبارکہ کے الفاظ یہ ہیں: آپ ﷺ نے فرمایا: ((مَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ مِنْ ذُكُوْرِ أُمَّتِي فَلَا يَدْخُلِ الْحَمَّامَ إِلَّا بِمِئْزَرٍ، وَمَنْ كَانَتْ تُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ مِنْ إِنَاثِ أُمَّتِي، فَلَا تَدْخُلِ الْحَمَّامَ۔)) ......''میری امت کے مردوں میں جن لوگوں کا اللہ تعالیٰ اور آخرت کے دن پر ایمان ہو، وہ ازار کے بغیر حمام میں داخل نہ ہوں اور میری امت کی جو خواتین اللہ تعالیٰ اور آخرت کے

(٩٢٥) تخريج: حديث حسن لغيره۔ أخرجه ابويعلى: ٧٠٣١، والطبراني في "الكبير": ٢٣/ ٩٦٢، والحاكم: ٤/ ٢٨٩ (انظر: ٢٦٥٦٩)

(٩٢٦) تخريج: حسن لغيره۔ أخرجه ابويعلى: ٢٥١، والبيهقي: ٧/ ٢٦٦ (انظر: ١٢٥)

(٩٢٧) تخريج: حسن لغيره (انظر: ٨٢٧٥)

دن پر ایمان رکھتی ہوں، وہ حمام میں داخل ہی نہ ہوں۔''

(۹۲۸)۔ عَنْ یُحَنَّسَ أَبِی مُوسٰی أَنَّ أُمَّ الدَّرْدَاءِ ؓ حَدَّثَتْهُ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ لَقِیَهَا یَوْمًا فَقَالَ: ((مِنْ أَیْنَ جِئْتِ یَا أُمَّ الدَّرْدَاءِ؟)) فَقَالَتْ: مِنَ الْحَمَّامِ، فَقَالَ لَهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَا مِنَ امْرَأَةٍ تَنْزِعُ ثِیَابَهَا إِلَّا هَتَكَتْ مَا بَیْنَهَا وَبَیْنَ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ مِنْ سِتْرٍ۔)) (مسند أحمد: ۲۷۵۸۱)

سیدہ ام درداء ؓ بیان کرتی ہیں کہ ایک دن رسول اللہ ﷺ کی اس سے ملاقات ہوئی، آپ ﷺ نے اس سے پوچھا: ''ام درداء! تم کہاں سے آ رہی ہو؟'' انھوں نے کہا: جی حمام سے، رسول اللہ ﷺ نے اس سے فرمایا: ''جو عورت (اپنے گھر کے علاوہ) کپڑے اتارتی ہے، وہ اپنے اور اللہ تعالیٰ کے مابین پردے کو چاک کر دیتی ہے۔''

(۹۲۹)۔ (وَمِنْ طَرِیْقٍ ثَانٍ)۔ عَنْ سَهْلٍ عَنْ أَبِیهِ أَنَّهُ سَمِعَ أُمَّ الدَّرْدَاءِ تَقُوْلُ: خَرَجْتُ مِنَ الْحَمَّامِ فَلَقِیَنِیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ: ((مِنْ أَیْنَ یَا أُمَّ الدَّرْدَاءِ؟)) قَالَتْ: مِنَ الْحَمَّامِ، فَقَالَ: ((وَالَّذِیْ نَفْسِی بِیَدِهِ! مَا مِنَ امْرَأَةٍ تَضَعُ ثِیَابَهَا فِی غَیْرِ بَیْتِ أَحَدٍ مِنْ أُمَّهَاتِهَا إِلَّا وَهِیَ هَاتِكَةٌ كُلَّ سِتْرٍ بَیْنَهَا وَبَیْنَ الرَّحْمٰنِ عَزَّوَجَلَّ)) (مسند أحمد: ۲۷۵۷۸)

(دوسری سند) سیدہ ام درداء ؓ سے مروی ہے، وہ کہتی ہیں: جونہی میں حمام سے نکلی، رسول اللہ ﷺ سے میری ملاقات ہو گئی، آپ ﷺ نے فرمایا: ''ام درداء! کہاں سے؟'' میں نے کہا: جی حمام سے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! جو عورت اپنی ماؤں کے علاوہ کسی اور کے گھر میں کپڑے اتارتی ہے، وہ ہر پردے کو پھاڑ دیتی ہے، جو اس کے اور اللہ تعالیٰ کے مابین ہوتا ہے۔''

فوائد: ......ان احادیثِ مبارکہ میں عورتوں کی حرمت کے تحفظ کی خاطر ایک سنہری اصول یہ بیان کیا گیا ہے کہ عورت کو اپنے گھر کے علاوہ کسی غیر کے گھر میں کپڑے نہیں اتارنے چاہئیں، یہ شرم و حیا کی پیکر عورتوں کی خوبی ہے، جو خواتین اس اصول کی پابند نہیں ہیں، ان میں غیر سنجیدگی اور آوارگی پائی جاتی ہے اور ہمارے معاشرے میں ایسی مثالیں موجود ہیں کہ دھوکہ دے کر یا چوری چھپے ایسی خواتین کی فلمیں بنوا لی گئیں اور پھر ان سے وہ کچھ کروایا گیا، جو کروانے والوں کے جی میں آیا۔

(۹۲۸) تخریج: اسنادہ حسن۔ أخرجه الطبرانی فی "الکبیر": ۲٤/ ٦٥٢ (انظر: ۲۷۰٤۱)
(۹۲۹) تخریج: انظر الحدیث بالطریق الاول

كِتَابُ الْحَيْضِ وَالْإِسْتِحَاضَةِ وَالنِّفَاسِ

حیض، استحاضہ اور نفاس کے خونوں کے ابواب

حیض: (ماہواری کا خون): عورت کے رحم سے بہنے والا وہ خون، جو ولادت یا امراض سے سلامتی کی حالت میں بلوغت کے بعد مخصوص ایام میں خارج ہوتا ہے، شریعت میں اس کی کم از کم یا زیادہ سے زیادہ مقدار کا کوئی تعین نہیں کیا گیا۔

استحاضہ: وہ خون ہے، جو کسی رگ کے پھٹنے کی وجہ سے عورت کی شرمگاہ سے خارج ہوتا ہے، ایسی عورت کو مستحاضہ کہتے ہیں۔ یہ خون، حیض اور نفاس کے علاوہ ہوتا ہے۔

نفاس: وہ خون جو بچے کی ولادت کے بعد آتا ہے، اس کی کم از کم مدت کا کوئی تعین نہیں، البتہ زیادہ سے زیادہ مدت چالیس دن ہے، اگر چالیس دن کے بعد خون جاری رہے تو اسے استحاضہ کا خون سمجھا جائے گا۔

مَوَانِعُ الْحَيْضِ وَمَا تَقْضِيُ الْحَائِضُ مِنَ الْعِبَادَاتِ

حیض کی وجہ سے ممنوعہ امور اور حائضہ خاتون کے عبادات کی قضائی دینے کا بیان

(٩٣٠)۔عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رضی اللہ عنہ أَنَّ الْيَهُوْدَ كَانُوْا إِذَا حَاضَتِ الْمَرْأَةُ مِنْهُمْ لَمْ يُؤَاكِلُوْهُنَّ وَلَمْ يُجَامِعُوْهُنَّ فِي الْبُيُوْتِ، فَسَأَلَ أَصْحَابُ النَّبِيِّ ﷺ فَأَنْزَلَ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ: ﴿وَيَسْأَلُوْنَكَ عَنِ الْمَحِيْضِ قُلْ هُوَ أَذًى فَاعْتَزِلُوا النِّسَاءَ فِي الْمَحِيْضِ وَلَا تَقْرَبُوْهُنَّ حَتّٰى يَطْهُرْنَ﴾ حَتّٰى فَرَغَ مِنَ الْآيَةِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اِصْنَعُوْا كُلَّ شَيْءٍ إِلَّا النِّكَاحَ)) (مسند أحمد: ١٢٣٧٩)

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب عورت حائضہ ہو جاتی تو یہودی لوگ نہ اس کے ساتھ کھاتے تھے اور نہ اس کے ساتھ ہم بستری کرتے تھے، جب صحابہ نے نبی کریم ﷺ سے اس بارے میں دریافت کیا تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی: ﴿وَيَسْأَلُوْنَكَ عَنِ الْمَحِيْضِ قُلْ هُوَ أَذًى فَاعْتَزِلُوا النِّسَاءَ فِي الْمَحِيْضِ وَلَا تَقْرَبُوْهُنَّ حَتّٰى يَطْهُرْنَ فَإِذَا تَطَهَّرْنَ فَأْتُوْهُنَّ مِنْ حَيْثُ أَمَرَكُمُ اللّٰهُ إِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ التَّوَّابِيْنَ وَيُحِبُّ الْمُتَطَهِّرِيْنَ۔﴾..... ''آپ سے حیض کے بارے میں سوال کرتے ہیں، کہہ دیجئے

(٩٣٠) تخريج: أخرجه مسلم: ٣٠٢ (انظر: ١٢٣٥٤)

کہ وہ تکلیف دہ چیز ہے، حالت حیض میں عورتوں سے الگ رہو اور جب تک وہ پاک نہ ہو جائیں ان کے قریب نہ جاؤ، ہاں جب وہ پاک ہو جائیں تو ان کے پاس جاؤ، جہاں سے اللہ نے تمہیں حکم دیا ہے، اللہ بہت توبہ کرنے والوں سے محبت کرتا ہے اور بہت پاک رہنے والوں سے محبت فرماتا ہے۔'' (سورۂ بقرہ: ۲۲۲) آپ ﷺ نے فرمایا: ''ہم بستری کے علاوہ ہر چیز کر سکتے ہو۔''

(۹۳۱)۔ عَنْ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ الْقَاسِمِ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ لَهَا وَقَدْ حَاضَتْ بِسَرِفَ قَبْلَ أَنْ تَدْخُلَ مَكَّةَ: قَالَ لَهَا: ((اِقْضِي مَا يَقْضِي الْحَاجُّ غَيْرَ أَنْ لَا تَطُوْفِي بِالْبَيْتِ)) (مسند أحمد: ٢٤٦١٠)

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ جب وہ (حجۃ الوداع کے موقع پر) مکہ مکرمہ میں داخل ہونے سے پہلے سرف مقام پر حائضہ ہو گئی تھیں، تو رسول اللہ ﷺ نے ان سے فرمایا تھا: ''تم بھی وہی کچھ کرتی رہو، جو کچھ حاجی لوگ کر رہے ہیں، البتہ بیت اللہ کا طواف نہیں کرنا۔''

(۹۳۲)۔عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا (فِي قِصَّةِ أُمِّ حَبِيْبَةَ بِنْتِ جَحْشٍ) أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ لَهَا: ((فَإِذَا أَقْبَلَتِ الْحَيْضَةُ فَدَعِي الصَّلٰوةَ وَإِذَا أَدْبَرَتْ فَاغْتَسِلِي ثُمَّ صَلِّيْ)) (مسند أحمد: ٢٥٠٤٥)

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے، وہ سیدہ ام حبیبہ بنت جحش رضی اللہ عنہا کا قصہ بیان کرتی ہوئے کہتی ہیں: نبی کریم ﷺ نے ان سے فرمایا: ''جب حیض کا خون شروع ہو جائے تو نماز چھوڑ دیا کرو اور جب وہ ختم ہو جائے تو غسل کر کے نماز پڑھنا شروع کر دیا کر۔''

(۹۳۳)۔ عَنْ مُعَاذَةَ قَالَتْ: سَأَلْتُ عَائِشَةَ فَقُلْتُ: مَا بَالُ الْحَائِضِ تَقْضِي الصَّوْمَ وَلَا تَقْضِي الصَّلٰوةَ؟ فَقَالَتْ: أَحَرُوْرِيَّةٌ أَنْتِ؟ قُلْتُ: لَسْتُ بِحَرُوْرِيَّةٍ وَلٰكِنِّيْ أَسْأَلُ، قَالَتْ: قَدْ كَانَ يُصِيْبُنَا ذَالِكَ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَنُؤْمَرُ وَلَا نُؤْمَرُ، فَيَأْمُرُ بِقَضَاءِ الصَّوْمِ وَلَا يَأْمُرُ بِقَضَاءِ الصَّلٰوةِ۔ (مسند

معاذہ کہتی ہیں: میں نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے سوال کیا: کیا وجہ ہے کہ حائضہ خاتون روزوں کی قضائی دیتی ہے اور نماز کی قضائی نہیں دیتی؟ انھوں نے مجھ سے کہا: کیا تو حروراء علاقے سے ہے؟ میں نے کہا: جی میں حروریہ نہیں ہوں، ویسے سوال کر رہی ہوں، پس انھوں نے کہا: ہمیں یہ حیض آتا تھا، جبکہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ہوتی تھیں، تو ہمیں (کچھ کا) حکم دیا جاتا تھا اور (کچھ کا) ہمیں حکم نہیں دیا جاتا تھا، آپ ﷺ

---

(٩٣١) تخريج: أخرجه البخاري: ٢٩٤، ٥٥٤٨، ٥٥٥٩٩، ومسلم: ١٢١١(انظر: ٢٤١٠٩)

(٩٣٢) تخريج: أخرجه البخاري: ٣٢٧، مسلم: ٣٣٤(انظر: ٢٤٥٣٨)

(٩٣٣) تخريج: أخرجه البخاري: ٣٢١، ومسلم: ٣٣٥(انظر: ٢٥٩٥١)

أحمد: ٢٦٤٧٧)

روزوں کی قضائی کا حکم دیتے تھے اور نمازوں کی قضائی کا حکم نہیں دیتے تھے۔

فوائد: ...... حائضہ خاتون کے مسائل معروف ہیں کہ وہ ان ایام میں نہ نماز ادا کر سکتی ہے اور نہ روزہ رکھ سکتی ہے، البتہ بعد میں روزوں کی قضائی دے گی، چونکہ بیت اللہ کے طواف کو بھی نماز کہا گیا ہے، اس لیے وہ اس حالت میں طواف بھی نہیں کر سکتی، جب حائضہ کا خون ختم ہو جائے گا تو وہ غسل کر کے پاک ہو جائے گی۔ کوفہ کے قریب دو میل کے فاصلے پر ایک مقام کا نام حروراء تھا، خوارج سب سے پہلے اس مقام میں جمع ہوئے تھے، ان کا ایک گروہ اس امر کا قائل تھا کہ حائضہ عورت کو روزوں کی طرح نمازوں کی قضائی بھی دینی چاہیے، یہ ایک باطل نظریہ تھا، اس نظریے کو سامنے رکھ کر سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے اس خاتون سے پوچھا تھا کہ اس کا تعلق خارجیوں سے تو نہیں ہے۔ اگلے ابواب میں حائضہ کے مزید احکام بیان کیے جا رہے ہیں۔

اَلتَّرْهِيْبُ مِنْ وَطْءِ الْحَائِضِ أَيَّامَ حَيْضِهَا

حیض کے ایام میں بیوی سے ہم بستری کرنے سے ڈرانے کا بیان

(٩٣٤)۔عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((مَنْ أَتَى حَائِضًا أَوِ امْرَأَةً فِي دُبُرِهَا أَوْ كَاهِنًا فَصَدَّقَهُ فَقَدْ بَرِيءَ بِمَا أَنْزَلَ اللّٰهُ عَلٰى مُحَمَّدٍ عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ۔)) (مسند أحمد: ٩٢٧٩)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس نے حائضہ بیوی سے جماع کیا یا اپنی بیوی کو پشت سے استعمال کیا یا جو نجومی کے پاس گیا اور اس کی تصدیق کی، وہ اس دین سے بری ہو جائے گا، جو اللہ تعالیٰ نے جنابِ محمد ﷺ پر نازل کیا۔''

فوائد: ...... بیوی کو پشت سے استعمال کرنے سے مراد غیر فطری جماع ہے، یعنی پاخانہ والی جگہ کو استعمال کرنا ہے، خاوندوں کو چاہیے کہ اللہ تعالیٰ نے جس عضو کو حق زوجیت کا محل قرار دیا ہے، اسی کو استعمال کریں۔ حیض کے دوران جماع کرنا حرام ہے۔

كَفَّارَةُ مَنْ وَطِيءَ امْرَأَتَهُ وَهِيَ حَائِضٌ

جس نے حائضہ بیوی سے جماع کر لیا، اس کے کفارے کا بیان

(٩٣٥)۔عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ فِي الَّذِيْ يَأْتِيْ امْرَأَتَهُ وَهِيَ حَائِضٌ

سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ جو آدمی حائضہ بیوی سے مجامعت کرتا ہے، اس کے بارے میں نبی کریم ﷺ

---

(٩٣٤) حديث محتمل للتحسين۔ أخرجه ابوداود: ٣٩٠٤، والترمذي: ١٣٥، وابن ماجه: ٦٣٩ (انظر: ٩٢٩٠)

(٩٣٥) قال الالباني: صحيح۔ أخرجه ابوداود: ٢٦٤، ٢١٦٨، وابن ماجه: ٦٤٠، والنسائي: ١/ ١٥٣ (انظر: ٢٠٣٢)

((يَتَصَدَّقُ بِدِينَارٍ أَوْ بِنِصْفِ دِينَارٍ۔)) (مسند أحمد: ٢٠٣٢)

نے فرمایا: ''وہ ایک دینار یا نصف دینار کا صدقہ کرے۔''

فوائد:...... دینار سے مراد سونے کا سکّہ ہے، اس کا وزن (4) ماشہ اور (4) رتی ہے۔

(٩٣٦)۔ (وَعَنْهُ بِلَفْظٍ آخَرَ)۔عَنِ النَّبِيِّ ﷺ فِي الرَّجُلِ يَأْتِي امْرَأَتَهُ وَهِيَ حَائِضٌ ، قَالَ: ((يَتَصَدَّقُ بِدِينَارٍ فَإِنْ لَمْ يَجِدْ فَبِنِصْفِ دِينَارٍ۔)) (مسند أحمد: ٣٤٢٨)

(دوسری روایت) جو آدمی حائضہ بیوی سے ہم بستری کرتا ہے، اس کے بارے میں نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''وہ ایک دینار صدقہ کرے، اگر اس میں اتنی ہمت نہ ہو تو نصف دینار صدقہ کر دے۔''

جَوَازُ مُبَاشَرَةِ الْحَائِضِ فِيمَا فَوْقَ الْإِزَارِ وَمُضَاجَعَتِهَا وَمُؤَاكَلَتِهَا

ازار سے اوپر والے حصے کو استعمال کرنے ، ایسی خاتون کے ساتھ لیٹ جانے اور اس کے ساتھ کھانا کھانے کا بیان

(٩٣٧)۔عَنْ مَيْمُونَةَ ؓ قَالَتْ: كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ يُبَاشِرُ نِسَاءَهُ فَوْقَ الْإِزَارِ وَهُنَّ حُيَّضٌ۔ (مسند أحمد: ٢٧٣٩١)

سیدہ میمونہ ؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ اپنی بیویوں کے ازار سے اوپر والے حصے کو استعمال کر لیتے تھے، جبکہ وہ حیض کی حالت میں ہوتی تھیں۔

فوائد:...... اس حصے کو استعمال کرنے سے مراد بوس و کنار اور چھونا وغیرہ ہے، شادی شدہ لوگ سمجھتے ہیں۔

(٩٣٨)۔عَنْ عَائِشَةَ ؓ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ مِثْلُهُ۔ (مسند أحمد: ٢٤٥٤٧)

سیدہ عائشہ ؓ نے بھی اسی طرح کی حدیث ِ نبوی بیان کی ہے۔

(٩٣٩)۔عَنِ الْأَسْوَدِ عَنْ عَائِشَةَ ؓ قَالَتْ: كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ يَأْمُرُ إِحْدَانَا إِذَا حَاضَتْ تَأْتَزِرُ ثُمَّ يُبَاشِرُهَا۔ (مسند أحمد: ٢٥٥٣٥)

سیدہ عائشہ ؓ سے مروی ہے، وہ کہتی ہیں: جب ہم میں سے کوئی حائضہ ہوتی تو آپ ﷺ اس کو حکم دیتے کہ وہ ازار باندھ لے، پھر آپ ﷺ اس کے جسم ساتھ جسم ملاتے۔

(٩٤٠)۔عَنْ أَبِي مَيْسَرَةَ عَنْ عَائِشَةَ ؓ قَالَتْ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يُبَاشِرُنِي وَأَنَا حَائِضٌ

سیدہ عائشہ ؓ سے مروی ہے، وہ کہتی ہیں: نبی کریم ﷺ میرے جسم کے ساتھ جسم ملاتے تھے، جبکہ میں حائضہ ہوتی تھی

---

(٩٣٦) تخريج: صحيح موقوفا، وهذا اسناد ضعيف جدا، عطاء العطار متروك وبعضهم رماه بالكذب، وانظر الحديث بالطريق الاول (انظر: ٣٤٢٨)

(٩٣٧) تخريج: أخرجه مسلم: ٢٩٤، وعلقه البخاري عقب الرواية: ٣٠٣(انظر: ٢٦٨٥٤)

(٩٣٨) تخريج: أخرجه البخاري: ٣٠٢، ومسلم: ٢٩٣ (انظر: ٢٤٠٤٦)

(٩٣٩) تخريج: انظر الحديث السابق

(٩٤٠) تخريج: اسناده صحيح على شرط الشيخين۔ أخرجه النسائي: ١/ ٥١، ١٨٩ (انظر: ٢٤٨٢٤)

وَيَدْخُلُ مَعِي فِي لِحَافِي وَأَنَا حَائِضٌ وَلٰكِنْ كَانَ أَمْلَكَكُمْ لِإِرْبِهِ۔ (مسند أحمد: ٢٥٣٣٥)

اور آپ میرے لحاف میں میرے ساتھ داخل ہو جاتے تھے، جبکہ میں حائضہ ہوتی تھی، لیکن آپ ﷺ اپنی شرمگاہ پر زیادہ کنٹرول کرنے والے تھے۔

(٩٤١)۔ عَنِ الْأَسْوَدِ عَنْ عَائِشَةَ ؓ قَالَتْ: كَانَ يَأْمُرُنِي فَأَتَّزِرُ وَأَنَا حَائِضٌ ثُمَّ يُبَاشِرُنِي، وَكُنْتُ أَغْسِلُ رَأْسَهُ وَهُوَ مُعْتَكِفٌ وَأَنَا حَائِضٌ۔ (مسند أحمد: ٢٤٧٨٤)

سیدہ عائشہ ؓ سے روایت ہے، وہ کہتی ہیں: رسول اللہ ﷺ مجھے حکم دیتے کہ میں ازار باندھ لوں، پھر آپ ﷺ میرے ساتھ لیٹ جاتے تھے، جبکہ میں حائضہ ہوتی تھی، اور جب آپ ﷺ اعتکاف کی حالت میں ہوتے تھے تو میں آپ ﷺ کے سر کی کنگھی کرتی تھی، جبکہ میں حیض کی حالت میں ہوتی تھی۔

(٩٤٢)۔ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ عَائِشَةَ ؓ قَالَتْ: كُنْتُ أَنَامُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ عَلٰى فِرَاشٍ وَأَنَا حَائِضٌ وَعَلَيَّ ثَوْبٌ۔ (مسند أحمد: ٢٤٩٩٣)

سیدہ عائشہ ؓ سے روایت ہے، وہ کہتی ہیں: میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ بچھونے پر سوتی تھی، جبکہ میں حائضہ ہوتی تھی، لیکن مجھ پر کپڑا ہوتا تھا۔

(٩٤٣)۔ عَنْ يَزِيْدَ بْنِ بَابَنُوسَ عَنْ عَائِشَةَ ؓ قَالَتْ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يَتَوَشَّحُنِي وَيَنَالُ مِنْ رَأْسِي وَأَنَا حَائِضٌ۔ (مسند أحمد: ٢٦٠٥٨)

سیدہ عائشہ ؓ سے مروی ہے، وہ کہتی ہیں: نبی کریم ﷺ مجھ سے معانقہ کرتے تھے اور میرے سر پر بوسہ وغیرہ دیتے تھے، جبکہ میں حائضہ ہوتی تھی۔

(٩٤٤)۔ عَنْ عَائِشَةَ ؓ قَالَتْ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يُجَاوِرُ فِي الْمَسْجِدِ فَيُصْغِي إِلَيَّ رَأْسَهُ فَأُرَجِّلُهُ وَأَنَا حَائِضٌ۔ (مسند أحمد: ٢٤٧٤٢)

سیدہ عائشہ ؓ سے مروی ہے، وہ کہتی ہیں: رسول اللہ ﷺ مسجد میں اعتکاف کی حالت میں ہوتے تھے اور اپنے سر مبارک کو میری طرف جھکاتے تھے، پس میں آپ ﷺ کی کنگھی کرتی تھی، جبکہ میں حائضہ ہوتی تھی۔

---

(٩٤١) تخريج: انظر الحديث رقم: (٩٣٨)

(٩٤٢) تخريج: حديث صحيح۔ أخرجه الطبراني في "الاوسط": ٧٥٥٢ (انظر: ٢٤٤٨٨)

(٩٤٣) تخريج: اسناده حسن۔ أخرجه الطيالسي: ١٥١٧، والدارمي: ١٠٥٢، وابويعلي: ٤٤٨٧، والبيهقي: ١/ ٣١٢ (انظر: ٢٥٥٤٢)

(٩٤٤) تخريج: أخرجه البخاري: ٢٠٢٨ (انظر: ٢٤٢٣٨)

(٩٤٥)۔ وَعَنْهَا أَيْضًا عَنِ النَّبِيِّ ﷺ فِي الرَّجُلِ يُبَاشِرُ امْرَأَتَهُ وَهِيَ حَائِضٌ، قَالَ: ((لَهُ مَا فَوْقَ الْإِزَارِ۔)) (مسند أحمد: ٢٤٩٤٠)

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے یہ بھی مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''وہ ازار سے اوپر والا حصہ استعمال کر سکتا ہے۔'' آپ ﷺ کا یہ ارشاد اس شخص کے بارے میں ہے، جو حائضہ بیوی کے جسم ساتھ جسم ملا ہے۔

(٩٤٦)۔عَنْ مَيْمُونَةَ (زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ) أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ يُبَاشِرُ الْمَرْأَةَ مِنْ نِسَائِهِ وَهِيَ حَائِضٌ، إِذَا كَانَ عَلَيْهَا إِزَارٌ يَبْلُغُ أَنْصَافَ الْفَخِذَيْنِ أَوِ الرُّكْبَتَيْنِ مُحْتَجِزَةً بِهِ۔ (مسند أحمد: ٢٧٣٨٧)

زوجۂ رسول سیدہ میمونہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ اپنی بیویوں میں سے حائضہ کے جسم کے ساتھ جسم ملا لیا کرتے تھے، جبکہ اس پر (کم از کم) ایسا ازار ہوتا جو نصف رانوں تک یا گھٹنوں تک پہنچ جاتا تھا، وہ اس سے (مخصوص جگہ کو) محفوظ کر لیتی تھیں۔

فوائد: ......قرآن مجید میں ہے: ﴿وَ یَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ الْمَحِیْضِ قُلْ هُوَ اَذًى فَاعْتَزِلُوا النِّسَآءَ فِی الْمَحِیْضِ وَ لَا تَقْرَبُوْهُنَّ حَتّٰى یَطْهُرْنَ﴾ (البقرة: ٢٢٢) ''اور وہ تجھ سے حیض کے بارے پوچھتے ہیں۔ کہہ دے وہ ایک طرح کی گندگی ہے۔ پس حیض میں عورتوں سے الگ رہو اور ان کے قریب نہ جاؤ یہاں تک کہ وہ پاک ہو جائیں۔'' اس آیت کو سامنے رکھ کر کچھ لوگ اس باب کے تحت آنے والی احادیث پر اعتراض کرتے ہیں کہ قرآن میں آ رہا ہے کہ حیض کی حالت میں عورتوں سے الگ رہو۔ جب کہ احادیث باب سے عورتوں کے ساتھ میل جول اور ان کے ساتھ مباشرت (ساتھ لیٹنا، جسم کے ساتھ جسم ملانا) ثابت ہو رہا ہے جو کہ قرآن مجید کے خلاف ہے۔ اس لیے اس احادیث جو قرآن کے خلاف ہوں ان کو ایسے صحیح کہا جا سکتا ہے۔ حالانکہ باب کے تحت آنے والے احادیث سے آیت کا مفہوم واضح ہو رہا ہے کہ حائض سے میل ملاقات اور اس کے ساتھ لیٹ جانا منع نہیں بلکہ اس کے قریب نہ جانے سے مراد جماع نہ کرنا ہے۔ اور اس کی مزید وضاحت اس حدیث سے ہوتی ہے جو انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ یہود میں جب کسی عورت کو حیض آ تا تو وہ نہ اس کے ساتھ کھاتے پیتے اور نہ گھر میں اس کے ساتھ اکٹھے رہتے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے س بارے نبی کریم ﷺ سے اس بارے پوچھا تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی: ﴿وَ یَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ الْمَحِیْضِ قُلْ هُوَ اَذًى فَاعْتَزِلُوا النِّسَآءَ فِی الْمَحِیْضِ﴾ (اس کا ترجمہ شروع ذکر کیا گیا ہے) تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جماع کے علاوہ سب کچھ کرو۔ (مسلم: ٣٠٢) معلوم ہونا مذکورہ الصدر آیت اور احادیث باب کے درمیان کوئی تعارض نہیں بلکہ یہ احادیث کے اندر کیڑے تلاش کرنے والوں کی ذہنی اختراع ہے اور بس۔ (عبداللہ رفیق)

---

(٩٤٥) تخريج: اسناده ضعيف، المبارك بن فضالة مدلس ويسوّي (انظر: ٢٤٤٣٦)

(٩٤٦) تخريج: حديث صحيح دون قوله: "يبلغ انصاف الفخذين او الركبتين" أخرجه مسلم: ٢٩٥ بلفظ: عن ميمونة، قالت: كان رسول الله ﷺ يضطجع معي وانا حائض، وبيني وبينه ثوب۔ (انظر: ٢٦٨٥٠)

(۹۴۷)۔ عَنِ ابْنِ قُرَيْظَةَ الصَّدَفِيِّ قَالَ: قُلْتُ لِعَائِشَةَ ﷞: أَكَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يُضَاجِعُكِ وَأَنْتِ حَائِضٌ؟ قَالَتْ: نَعَمْ، إِذَا شَدَدْتُ عَلَيَّ إِزَارِيْ وَلَمْ يَكُنْ لَنَا إِذْ ذَاكَ إِلَّا فِرَاشٌ وَاحِدٌ، فَلَمَّا رَزَقَنِيَ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ فِرَاشًا آخَرَ اِعْتَزَلْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ۔ (مسند أحمد: ۲۵۱۱۳)

ابن قریظہ صدفی کہتے ہیں: میں نے سیدہ عائشہ ﷞ سے پوچھا: جب آپ حائضہ ہوتی تھیں تو کیا رسول اللہ ﷺ آپ کے ساتھ لیٹ جایا کرتے تھے؟ انھوں نے کہا: جی ہاں، لیکن جب میں ازار کو اپنے اوپر کس لیتی تھی اور اس وقت سرے سے ہمارا بچھونا ہی ایک تھا، جب اللہ تعالیٰ نے ہمیں ایک اور بچھونا دے دیا تھا تو میں اس حالت میں رسول اللہ ﷺ سے الگ ہو جاتی تھی۔

(۹۴۸)۔ عَنْ جُمَيْعِ بْنِ عُمَيْرٍ التَّيْمِيِّ قَالَ: اِنْطَلَقْتُ مَعَ عَمَّتِيْ وَخَالَتِيْ إِلَى عَائِشَةَ ﷞ فَسَأَلْتُهَا: كَيْفَ كَانَتْ إِحْدَاكُنَّ تَصْنَعُ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ إِذَا عَرَكَتْ؟ فَقَالَتْ: كَانَ إِذَا كَانَ ذَالِكَ مِنْ احْدَانَا، اِئْتَزَرَتْ بِالْإِزَارِ الْوَاسِعِ ثُمَّ الْتَزَمَتْ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ بِيَدَيْهَا وَنَحْرِهَا۔ (مسند أحمد: ۲۵۴۳۶)

جمیع بن عمیر تیمی کہتے ہیں: میں اپنی پھوپھی اور خالہ کے ساتھ سیدہ عائشہ ﷞ کے پاس گیا اور میں نے سوال کیا: جب تم میں سے کوئی حائضہ ہوتی تھی تو وہ رسول اللہ ﷺ کے لیے کیا کرتی تھی؟ انھوں نے کہا: جب ہم میں سے کوئی اس حالت میں ہوتی تھی تو وہ کھلا سا ازار باندھ لیتی تھی اور اپنے ہاتھوں اور سینے کے ساتھ رسول اللہ ﷺ کو چمٹ جاتی تھی۔

(۹۴۹)۔ عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ ﷞ قَالَتْ: حِضْتُ وَأَنَا مَعَ النَّبِيِّ ﷺ فِي ثَوْبِهِ، قَالَتْ: فَانْسَلَلْتُ، فَقَالَ: ((أَنَفِسْتِ؟)) قُلْتُ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! وَجَدْتُ مَا تَجِدُ النِّسَاءُ، قَالَ: ((ذَاكِ مَا كُتِبَ عَلَى بَنَاتِ آدَمَ۔)) قَالَتْ: فَانْطَلَقْتُ فَأَصْلَحْتُ مِنْ شَأْنِي فَاسْتَثْفَرْتُ بِثَوْبٍ ثُمَّ جِئْتُ مَعَهُ فِي لِحَافِهِ۔ (مسند أحمد: ۲۷۰۶۰)

سیدہ ام سلمہ ﷞ سے مروی ہے وہ کہتی ہیں میں اس وقت حائضہ ہوگئی، جب میں اوررَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ ایک کپڑے میں تھے، پس میں کھسک گئی، آپ ﷺ نے فرمایا: ''کیا تو حائضہ ہوگئی ہے؟'' میں نے کہا: جی ہاں، اے اللہ کے رسول! میں اسی چیز میں مبتلا ہوگئی ہوں، جس میں خواتین ہو جاتی ہیں، آپ ﷺ نے فرمایا: ''یہ چیز تو پھر بناتِ آدم پر لکھ دی گئی ہے۔'' بہرحال میں چلی گئی اور اپنی حالت کو سنوار کر ایک کپڑے سے لنگوٹ کس لیا اور پھر رسول اللہ ﷺ کے ساتھ لحاف میں آ کر لیٹ گئی۔

---

(۹۴۷) اسناده ضعيف لجهالة ابن قريظه الصدفى، وقد اختلف فيه على يزيد بن ابى حبيب (انظر: ۲۴۶۰۶)

(۹۴۸) تخريج: اسناده ضعيف جدا شبه موضوع، صدقة بن سعيد الحنفى، تكلموا عليه، حتى قال ابن حبان: كان رافضيا يضع الحديث۔ أخرجه النسائى: ۱/ ۱۸۹ (انظر: ۲۴۹۲۳)

(۹۴۹) تخريج: أخرجه البخارى: ۳۲۲، ومسلم: ۲۹۶ (انظر: ۲۶۵۲۵)

(۹۵۰)۔ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا قَالَتْ: حِضْتُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ عَلٰى فِرَاشِهِ فَانْسَلَلْتُ، فَقَالَ لِيْ: ((أَحِضْتِ؟)) فَقُلْتُ: نَعَمْ، قَالَ: ((فَشُدِّيْ عَلَيْكِ إِزَارَكِ ثُمَّ عُوْدِيْ۔)) (مسند أحمد: ٢٦٠٣٠)

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے، وہ کہتی ہیں: میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ بستر پر تھی کہ میں حائضہ ہو گئی، اس لیے میں وہاں سے کھسک گئی، آپ ﷺ نے مجھ سے فرمایا: ''کیا تو حائضہ ہو گئی ہے؟'' میں نے کہا: جی ہاں، آپ ﷺ نے فرمایا: ''اپنا ازار اپنے اوپر کس لے اور پھر واپس آ جا۔''

(۹۵۱)۔ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ بُدَيَّةَ قَالَتْ: أَرْسَلَتْنِيْ مَيْمُوْنَةُ بِنْتُ الْحَارِثِ (زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ) إِلَى امْرَأَةِ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ وَكَانَتْ بَيْنَهُمَا قِرَابَةٌ، فَرَأَيْتُ فِرَاشَهَا مُعْتَزِلًا فِرَاشَهُ فَظَنَنْتُ أَنَّ ذَالِكَ لِهِجْرَانٍ، فَسَأَلْتُهَا فَقَالَتْ: لَا وَلٰكِنِّيْ حَائِضٌ، فَإِذَا حِضْتُ لَمْ يَقْرَبْ فِرَاشِيْ، فَأَتَيْتُ مَيْمُوْنَةَ فَذَكَرْتُ ذَالِكَ لَهَا فَرَدَّتْنِيْ إِلَى ابْنِ عَبَّاسٍ، فَقَالَتْ: أَرَغْبَةً عَنْ سُنَّةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ؟ لَقَدْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَنَامُ مَعَ الْمَرْأَةِ مِنْ نِسَائِهِ الْحَائِضِ وَمَا بَيْنَهُمَا إِلَّا ثَوْبٌ مَا يُجَاوِزُ الرُّكْبَتَيْنِ۔ (مسند أحمد: ٢٧٣٥٦)

بُدَیَّہ کہتی ہیں: زوجۂ رسول سیدہ میمونہ بنت حارث رضی اللہ عنہا نے مجھے سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کی بیوی کی طرف بھیجا، ان دو کے درمیان رشتہ داری تھی، میں نے دیکھا کہ اس کا بستر سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ کے بستر سے الگ تھلگ تھا، میں نے سمجھا کہ ناراضگی کی وجہ سے ایسا ہوگا، لیکن جب میں نے اس سے پوچھا تو اس نے کہا: کوئی ناراضگی نہیں ہے، بات یہ ہے کہ میں حائضہ ہوں اور جب میرا حیض شروع ہوتا ہے تو وہ میرے قریب نہیں آتے، پس میں سیدہ میمونہ کے پاس آ گئی اور ان کو یہ صورتحال بتائی، انھوں نے مجھے سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کی طرف واپس کر دیا اور ان کی طرف یہ پیغام بھیجا: کیا تم رسول اللہ ﷺ کی سنت سے بے رغبتی کر رہے ہو؟ رسول اللہ ﷺ تو اپنی حائضہ بیویوں کے ساتھ سوتے تھے، جبکہ ان کے درمیان صرف ایک کپڑا ہوتا تھا، جو گھٹنوں سے بھی تجاوز نہیں کرتا تھا۔

جَوَازُ مُؤَاكَلَةِ الْحَائِضِ وَطَهَارَةُ سُؤْرِهَا

حائضہ کے ساتھ کھانے اور اس کے جوٹھے کے پاک ہونے کا بیان

(۹۵۲)۔ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا قَالَتْ: إِنْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَيُؤْتٰى بِالْإِنَاءِ فَأَشْرَبُ مِنْهُ

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے، وہ کہتی ہیں: رسول اللہ ﷺ کے پاس برتن لایا جاتا، پہلے میں اس سے پیتی، جبکہ میں حائضہ

(٩٥٠) حديث حسن لغيره۔ أخرجه مالك: ١/ ٥٨، والطبراني في "الاوسط": ٥٤٩، والبيهقي: ١/ ٣١١ (انظر: ٢٥٥١٤)

(٩٥١) تخريج: صحيح دون قوله: "ما يجاوز الركبتين" وهذا اسناد ضعيف لجهالة بدية مولاة ميمونة، ومحمد بن اسحاق مدلس۔ أخرجه مسلم: ٢٩٥ بلفظ: عن ميمونة قالت: كان رسول الله ﷺ يضطجع معني وانا حائض وبيني وبينه ثوب۔ (انظر: ٢٦٨١٩)

(٩٥٢) تخريج: أخرجه مسلم: ٣٠٠ (انظر: ٢٤٣٢٨)

وَأَنَا حَائِضٌ ثُمَّ يَأْخُذُ فَيَضَعُ فَاهُ عَلَى مَوْضِعِ فِيَّ، وَإِنْ كُنْتُ لَآخُذُ الْعَرْقَ فَآكُلُ مِنْهُ ثُمَّ يَأْخُذُهُ فَيَضَعُ فَاهُ عَلَى مَوْضِعِ فِيَّ۔ (مسند أحمد: ٢٤٨٣٢)

ہوتی، پھر آپ ﷺ برتن پکڑ لیتے اور میرے منہ کی جگہ پر اپنا منہ رکھتے تھے اور میں ہڈی والی بوٹی لے کر اس سے گوشت نوچ کر کھاتی، پھر آپ ﷺ اس کو لے لیتے اور میرے منہ کی جگہ پر اپنا منہ رکھتے۔

(٩٥٣)۔عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ سَعْدٍ ؓ قَالَ: سَأَلْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ عَنْ مُؤَاكَلَةِ الْحَائِضِ فَقَالَ: ((وَاكِلْهَا۔)) (مسند أحمد: ١٩٢١٧)

سیدنا عبد اللہ بن سعد ؓ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: میں نے رسول اللہ ﷺ سے حائضہ کے ساتھ کھانا کھانے کے بارے سوال کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: ”اس کے ساتھ کھایا کر۔“

جَوَازُ قِرَآءَةِ الْقُرْآنِ فِيْ حِجْرِ الْحَائِضِ وَحُكْمُ دُخُوْلِهَا الْمَسْجِدَ
حائضہ کی گود میں قرآن مجید کی تلاوت کے جواز اور ایسی خاتون کے مسجد میں داخل ہونے کے حکم کا بیان

(٩٥٤)۔عَنْ مَنْبُوْذٍ عَنْ أُمِّهِ قَالَتْ: كُنْتُ عِنْدَ مَيْمُوْنَةَ فَأَتَاهَا ابْنُ عَبَّاسٍ، فَقَالَتْ: يَا بُنَيَّ! مَالَكَ شَعِثًا رَأْسُكَ؟ قَالَ: أُمُّ عَمَّارٍ مُرَجِّلَتِيْ حَائِضٌ، قَالَتْ: أَيْ بُنَيَّ! وَأَيْنَ الْحَيْضَةُ مِنَ الْيَدِ؟ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَدْخُلُ عَلَى إِحْدَانَا وَهِيَ حَائِضٌ فَيَضَعُ رَأْسَهُ فِي حِجْرِهَا فَيَقْرَأُ الْقُرْآنَ وَهِيَ حَائِضٌ، ثُمَّ تَقُوْمُ إِحْدَانَا بِخُمْرَتِهِ فَتَضَعُهَا فِي الْمَسْجِدِ وَهِيَ حَائِضٌ، أَيْ بُنَيَّ! وَأَيْنَ الْحَيْضَةُ مِنَ الْيَدِ؟ (مسند أحمد: ٢٧٣٤٦)

ام منبوذ کہتی ہیں: میں سیدہ میمونہ ؓ کے پاس تھی، سیدنا ابن عباس ؓ ان کے پاس آئے، انھوں نے ان سے پوچھا: میرے بیٹے! کیا وجہ ہے کہ تیرا سر پراگندہ ہے؟ انھوں نے کہا: ام عمار میرے سر کی کنگھی کرتی تھیں اور وہ آج کل حائضہ ہیں۔ سیدہ نے کہا: اے میرے بیٹے! حیض کا ہاتھ سے کیا تعلق ہے؟ رسول اللہ ﷺ ہم میں سے کسی کے پاس آتے، جبکہ وہ حائضہ ہوتی، لیکن آپ ﷺ اس کی گود میں سر رکھ کر قرآن مجید کی تلاوت کرتے تھے، اسی طرح وہ کھڑی ہوتی اور آپ ﷺ کی چٹائی آپ کے لیے مسجد میں بچھاتی، جبکہ وہ حائضہ ہوتی، میرے بیٹے! حیض کا ہاتھ سے کیا تعلق ہے؟

(٩٥٥)۔عَنْ عَائِشَةَ ؓ قَالَتْ: كَانَ

سیدہ عائشہ ؓ سے مروی ہے، وہ کہتی ہیں: رسول اللہ میرے

---

(٩٥٣) تخریج: اسناده صحيح۔ أخرجه الترمذى: ١٣٣، وابن ماجه: ١٣٧٨ (انظر: ١٩٠٠٨)

(٩٥٤) تخريج: مرفوعه صحيح لغيره، وهذا اسناد ضعيف لجهالة ام منبوذ۔ أخرجه النسائى: ١/ ١٤٧، ١٩٢ (انظر: ٢٦٨١٠)

(٩٥٥) تخريج: حديث صحيح۔ أخرجه البخارى: ٢٩٧، ومسلم: ٣٠١ (انظر: ٢٤٣٩٧)

رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ یَضَعُ رَأْسَهُ فِی حَجْرِی (وَفِی رِوَایَةٍ: یَتَّکِیءُ عَلَیَّ) وَأَنَا حَائِضٌ فَیَقْرَأُ الْقُرْآنَ۔ (مسند أحمد: ۲۴۹۰۱)

گود میں اپنا سر رکھتے، ایک روایت میں ہے: میرے ساتھ ٹیک لگاتے اور قرآن مجید کی تلاوت کرتے، جبکہ میں حائضہ ہوتی۔

(۹۵۶)۔ وَفِی رِوَایَةٍ: کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ یَتَّکِیُٔ فِی حَجْرِی وَأَنَا حَائِضٌ فَیَقْرَأُ الْقُرْآنَ۔ (مسند أحمد: ۲۶۷۵۱)

ایک روایت میں ہے: سیدہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں: رسول اللہ میری گود میں ٹیک لگاتے اور قرآن مجید کی تلاوت کرتے، جبکہ میں حائضہ ہوتی۔

(۹۵۷)۔ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہ أَنَّ النَّبِیَّ ﷺ قَالَ لِعَائِشَةَ: ((نَاوِلِیْنِی الْخُمْرَةَ)) مِنَ الْمَسْجِدِ۔ فَقَالَتْ: إِنِّی قَدْ أَحْدَثْتُ، فَقَالَ: ((أَوَ حَیْضَتُکِ فِی یَدِکِ؟)) (مسند أحمد: ۵۳۸۲)

سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے مسجد سے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا: ''مجھے چٹائی پکڑاؤ۔'' انھوں نے کہا: میں تو حائضہ ہوگئی ہوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''کیا تیرا حیض تیرے ہاتھ میں ہے؟''

(۹۵۸)۔ عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا قَالَتْ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ: ((نَاوِلِیْنِی الْخُمْرَةَ۔)) مِنَ الْمَسْجِدِ۔ قَالَتْ: قُلْتُ: إِنِّی حَائِضٌ، قَالَ: ((إِنَّ حَیْضَتَکِ لَیْسَتْ فِی یَدِکِ۔)) (مسند أحمد: ۲۶۴۴۴)

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے، وہ کہتی ہیں: رسول اللہ ﷺ نے مسجد سے مجھے فرمایا: ''مجھے چٹائی پکڑاؤ۔'' میں نے کہا: میں تو حائضہ ہوں، آپ ﷺ نے فرمایا: ''بیشک تیرا حیض تیرے ہاتھ میں نہیں ہے۔''

(۹۵۹)۔ وَعَنْهَا أَیْضًا أَنَّ النَّبِیَّ ﷺ قَالَ لِلْجَارِیَةِ وَهُوَ فِی الْمَسْجِدِ: ((نَاوِلِیْنِی الْخُمْرَةَ)) قَالَتْ: أَرَادَ أَنْ یَبْسُطَهَا فَیُصَلِّیَ عَلَیْهَا، فَقَالَتْ: إِنِّی حَائِضٌ، فَقَالَ: ((إِنَّ حَیْضَهَا لَیْسَتْ فِی یَدِهَا۔)) (مسند أحمد: ۲۵۹۷۴)

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے ہی مروی ہے کہ آپ ﷺ نے، جبکہ آپ ﷺ مسجد میں تھے، لونڈی سے کہا: ''مجھے چٹائی پکڑاؤ۔'' آپ ﷺ اس کو بچھا کر اس پر نماز پڑھنا چاہتے تھے، اس نے کہا: میں تو حائضہ ہوں، آپ ﷺ نے فرمایا: ''بیشک اس کا حیض اس کے ہاتھ میں نہیں ہے۔''

---

(۹۵۶) تخریج: انظر الحدیث السابق

(۹۵۷) تخریج: الحدیث صحیح۔ أخرجه ابن ابی شیبة: ۲/ ۳۶۰ (انظر: ۵۳۸۲)

(۹۵۸) تخریج: أخرجه مسلم: ۲۹۸ (انظر: ۲۵۹۱۹)

(۹۵۹) تخریج: انظر الحدیث السابق

طَهَارَةُ بَدَنِ الْحَائِضِ وَثَوْبِهَا حَاشَا مَوْضِعِ الدَّمِ مِنْهُمَا

حائضہ عورت کے جسم اور کپڑوں کے پاک ہونے کا بیان، الّا یہ کہ وہ جگہ جہاں خون لگا ہوا ہو

(۹۶۰)۔عَنْ حُذَيْفَةَ (بْنِ الْيَمَانِ) ﷺ قَالَ: بِتُّ بِآلِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ لَيْلَةً فَقَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يُصَلِّيْ وَعَلَيْهِ طَرَفُ اللِّحَافِ وَعَلٰى عَائِشَةَ طَرَفُهُ وَهِيَ حَائِضٌ لَا تُصَلِّيْ۔ (مسند أحمد: ٢٣٧٨٨)

سیدنا حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: میں نے آلِ رسول کے ساتھ ایک رات گزاری، رسول اللہ ﷺ رات کو اٹھے اور نماز پڑھنے لگے، جبکہ لحاف کا ایک کنارہ آپ ﷺ پر تھا اور دوسرا کنارہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا پر تھا، جبکہ وہ حائضہ تھیں اور نماز نہیں پڑھتی تھیں۔

(۹۶۱)۔عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ شَدَّادٍ قَالَ: سَمِعْتُ مَيْمُوْنَةَ زَوْجَ النَّبِيِّ ﷺ تَقُوْلُ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْمُ فَيُصَلِّيْ مِنَ اللَّيْلِ وَأَنَا نَائِمَةٌ اِلٰى جَنْبِهِ فَإِذَا سَجَدَ أَصَابَنِيْ ثِيَابُهُ وَأَنَا حَائِضٌ۔ (مسند أحمد: ٢٧٣٤٣)

زوجۂ رسول سیدہ میمونہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے، وہ کہتی ہیں: رسول اللہ ﷺ رات کو بیدار ہوتے اور نماز پڑھتے اور میں آپ ﷺ کے پہلو میں لیٹی ہوتی، جب آپ ﷺ سجدہ کرتے تو آپ ﷺ کا کپڑا مجھے لگتا، جبکہ میں حائضہ ہوتی۔

(۹۶۲)۔عَنْ عَائِشَةَ ﷺ أَنَّهَا طَرَقَتْهَا الْحَيْضَةُ وَرَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يُصَلِّيْ فَأَشَارَتْ إِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ بِثَوْبٍ وَفِيْهِ دَمٌ فَأَشَارَ إِلَيْهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَهُوَ فِي الصَّلٰوةِ، اِغْسِلِيْهِ، فَغَسَلْتُ مَوْضِعَ الدَّمِ ثُمَّ أَخَذَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ذٰلِكَ الثَّوْبَ فَصَلّٰى فِيْهِ۔ (مسند أحمد: ٢٤٨٧٤)

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رات کو ان کو حیض آ گیا، جبکہ رسول اللہ ﷺ نماز پڑھ رہے تھے، انھوں نے رسول اللہ ﷺ کی طرف کپڑے کا اشارہ کیا، جبکہ اس میں خون لگا ہوا تھا، آپ ﷺ نے نماز کے اندر ہی اشارہ کیا کہ وہ اس کو دھو دیں، پس انھوں نے خون کی جگہ دھو دی، پھر رسول اللہ ﷺ نے وہ کپڑا پکڑا اور اس میں نماز پڑھنے لگے۔

(۹۶۳)۔وَعَنْهَا أَيْضًا قَالَتْ: كُنْتُ أَبِيْتُ أَنَا وَرَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فِي الشِّعَارِ الْوَاحِدِ وَأَنَا طَامِثٌ حَائِضٌ، قَالَتْ: فَإِنْ أَصَابَهُ مِنِّيْ

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے یہ بھی مروی ہے، وہ کہتی ہیں: میں اور اللہ کے رسول ایک کپڑے میں رات گزارتے تھے، جبکہ میں حائضہ ہوتی تھی، اگر خون آپ ﷺ کو لگ جاتا تو آپ ﷺ وہ

---

(۹۶۰) تخریج: صحیح لغیرہ (انظر: ۲۳۳۹۶)

(۹۶۱) تخریج: أخرجه البخاری: ۳۳۳، ۳۷۹، ۵۱۸، ومسلم: ۵۱۳ (انظر: ۲۶۸۰۷)

(۹۶۲) تخریج: اسنادہ ضعیف لضعف ابن لهيعة وحيى بن عبد الله المعافرى (انظر: ۲۴۳۷۰)

(۹۶۳) تخریج: اسنادہ صحیح۔ أخرجه ابوداود: ۲۶۹، ۲۱۶۶، والنسائی: ۱/ ۱۵۰ (انظر: ۲۴۱۷۳)

شَیْءٌ غَسَلَهُ لَمْ یَعْدُ مَکَانَهُ وَصَلّٰی فِیْهِ۔ (مسند أحمد: ٢٤٦٧٥)

جگہ دھو لیتے اور متاثرہ جگہ سے تجاوز نہ کرتے اور پھر اس میں نماز پڑھتے۔

کَیْفِیَّةُ غُسْلِ الْحَائِضِ وَالنُّفَسَاءِ

حیض اور نفاس والی عورت کے غسل کی کیفیت

(٩٦٤)۔ عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا أَنَّ امْرَأَةً أَتَتِ النَّبِیَّ ﷺ فَقَالَتْ: یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! کَیْفَ أَغْتَسِلُ عِنْدَ الطُّهْرِ؟ فَقَالَ: ((خُذِیْ فِرْصَةً مُمَسَّکَةً فَتَوَضَّئِیْ بِهَا۔)) قَالَتْ: کَیْفَ أَتَوَضَّأُ بِهَا؟ قَالَ: ((تَوَضَّئِیْ بِهَا۔)) قَالَتْ: کَیْفَ أَتَوَضَّأُ بِهَا؟ ثُمَّ إِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ سَبَّحَ فَأَعْرَضَ عَنْهَا، ثُمَّ قَالَ: ((تَوَضَّئِیْ بِهَا۔)) قَالَتْ عَائِشَةُ: فَفَطِنْتُ لِمَا یُرِیْدُ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَأَخَذْتُهَا فَجَذَبْتُهَا إِلَیَّ فَأَخْبَرْتُهَا بِمَا یُرِیْدُ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ۔ (مسند أحمد: ٢٥٤١٩)

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ایک خاتون، نبی کریم ﷺ کے پاس آئی اور کہا: اے اللہ کے رسول! میں طہارت حاصل کرتے وقت کیسے غسل کروں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''کپڑے وغیرہ کا ایسا ٹکڑا لے، جس پر کستوری لگی ہوئی ہو اور اس کے ذریعے طہارت حاصل کر۔'' اس نے کہا: اس کے ذریعے میں کیسے طہارت حاصل کروں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اس کے ذریعے طہارت حاصل کر لے۔'' وہ پھر کہنے لگی: میں اس کے ذریعے کیسے طہارت حاصل کروں؟ پھر آپ ﷺ نے تعجب کا اظہار کرتے ہوئے سبحان اللہ کہا اور اس سے اعراض کیا اور پھر فرمایا: ''اس کے ذریعے طہارت حاصل کر لے۔'' سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں: میں آپ ﷺ کا مقصد سمجھ گئی، اس لیے میں نے اس خاتون کو اپنی طرف کھینچ لیا اور سمجھا دیا کہ آپ ﷺ اس کو کیا فرمانا چاہ رہے تھے۔

فوائد: ...... یہ روایت مختصر ہے، اگلی روایت میں تفصیل ہے، آپ ﷺ کا مقصود یہ تھا کہ جب عورت حیض سے فارغ ہو تو وہ اپنی شرمگاہ پر کستوری جیسی خوشبو لگائے تا کہ خون کی بدبو ختم ہو جائے اور مزاج کے اندر نفاست آ جائے۔

(٩٦٥)۔ (وَمِنْ طَرِیْقٍ آخَرَ)۔ عَنْ إِبْرَاهِیْمَ الْمُهَاجِرِ قَالَ: سَمِعْتُ صَفِیَّةَ بِنْتَ شَیْبَةَ تُحَدِّثُ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ أَسْمَاءَ سَأَلَتِ النَّبِیَّ ﷺ عَنْ غُسْلِ الْمَحِیْضِ، قَالَ: تَأْخُذُ إِحْدَاکُنَّ مَاءَهَا وَسِدْرَتَهَا فَتَطَهَّرُ فَتُحْسِنُ

(دوسری سند) سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ سیدہ اسماء رضی اللہ عنہا نے نبی کریم ﷺ سے حیض کے غسل کے بارے میں سوال کیا، آپ ﷺ نے فرمایا: ''خاتون پانی اور بیری کے پتے لے لے اور وضو کرے اور اچھی طرح وضو کرے، پھر سر پر پانی بہائے اور اس کو اچھی طرح ملے، یہاں تک کہ پانی سر یعنی

---

(٩٦٤) تخریج: أخرجه البخاری: ٣١٥، ومسلم: ٣٣٢ (انظر: ٢٤٩٠٧)

(٩٦٥) تخریج: انظر الحدیث بالطریق الاول

الطُّهُوْرَ ثُمَّ تَصُبُّ عَلَى رَأْسِهَا فَتَدْلُكُهُ دَلْكًا شَدِيْدًا حَتّٰى يَبْلُغَ شُؤُوْنَ رَأْسِهَا، ثُمَّ تَصُبُّ عَلَيْهَا الْمَاءَ ثُمَّ تَأْخُذُ فِرْصَةً مُمَسَّكَةً فَتَطَهَّرُ بِهَا۔)) قَالَتْ أَسْمَاءُ: وَكَيْفَ تَطَهَّرُ بِهَا؟ قَالَ: ((سُبْحَانَ اللّٰهِ! تَطَهَّرِيْ بِهَا۔)) فَقَالَتْ عَائِشَةُ: كَأَنَّهَا تُخْفِيْ ذٰلِكَ: تَتَبَّعِيْ أَثَرَ الدَّمِ، وَسَأَلْتُهُ عَنْ غُسْلِ الْجَنَابَةِ، قَالَ: ((تَأْخُذِيْ مَاءَ كِ فَتَطَهَّرِيْنَ فَتُحْسِنِيْنَ الطُّهُوْرَ أَوْ أَبْلِغِي الطُّهُوْرَ ثُمَّ تَصُبُّ عَلٰى رَأْسِهَا فَتَدْلُكُهُ حَتّٰى يَبْلُغَ شُؤُوْنَ رَأْسِهَا ثُمَّ تُفِيْضُ عَلَيْهَا الْمَاءَ۔)) فَقَالَتْ عَائِشَةُ: نِعْمَ النِّسَاءُ نِسَاءُ الْأَنْصَارِ، لَمْ يَكُنْ يَمْنَعُهُنَّ الْحَيَاءُ أَنْ يَتَفَقَّهْنَ فِي الدِّيْنِ۔ (مسند أحمد: ٢٥٦٦٠)

بالوں کی جڑوں تک پہنچ جائے، پھر اپنے وجود پر پانی بہا دے، پھر کپڑے وغیرہ کا ایسا ٹکڑا لے، جس پر کستوری لگی ہوئی ہو اور اس کے ذریعے طہارت حاصل کر لے۔'' سیدہ اسماء رضی اللہ عنہا نے کہا: وہ اس کے ساتھ کیسے طہارت حاصل کرے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''سبحان اللہ! تو اس سے پاکیزگی حاصل کر۔'' سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا: گویا کہ یہ بات اس کے لیے خفا والی تھی کہ وہ اس کو خون کے نشانات پر لگا دے۔ اور میں نے غسل جنابت کے بارے میں سوال کیا، آپ ﷺ نے فرمایا: ''تم پانی لو، وضو کرو اور اچھی طرح وضو کرو، پھر اپنے سر پر پانی بہاؤ اور اس کو خوب ملو، یہاں تک کہ پانی سر یعنی بالوں کی جڑوں تک پہنچ جائے، پھر اپنے جسم پر پانی بہادے۔'' سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا: انصار کی عورتیں بہترین عورتیں ہیں، ان کے لیے دین کی فقاہت حاصل کرنے کے لیے حیا مانع نہیں ہوتا۔

(٩٦٦)۔عَنْ صَفِيَّةَ بِنْتِ شَيْبَةَ عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا أَنَّهَا ذُكِرَتِ نِسَاءُ الْأَنْصَارِ فَأَثْنَتْ عَلَيْهِنَّ وَقَالَتْ لَهُنَّ مَعْرُوْفًا وَقَالَتْ: لَمَّا نَزَلَتْ سُوْرَةُ النُّوْرِ عَمَدْنَ إِلٰى حُجَزِ أَوْ حُجُوْزِ مَنَاطِقِهِنَّ فَشَقَقْنَهُ ثُمَّ اتَّخَذْنَ مِنْهُ خُمُرًا، وَإِنَّهَا دَخَلَتْ اِمْرَأَةٌ مِنْهُنَّ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَتْ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! أَخْبِرْنِيْ عَنِ الطُّهُوْرِ مِنَ الْحَيْضِ، فَقَالَ: ((نَعَمْ، لِتَأْخُذْ إِحْدَاكُنَّ مَاءَهَا وَسِدْرَتَهَا......)) فَذَكَرَتْ نَحْوَ الْحَدِيْثِ الْمُتَقَدِّمِ۔ (مسند أحمد: ٢٦٠٦٧)

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ انصار کی عورتوں کا ذکر کیا گیا، انھوں نے ان کی تعریف کی اور ان کے حق میں اچھی باتیں کہیں، نیز انھوں نے کہا: جب سورۂ نور نازل ہوئی تو اِن انصاری خواتین نے اپنے ازاروں کی طرف قصد کیا اور ان کو پھاڑ کر دو پٹے بنا لیے، نیز سیدہ نے یہ بات بھی ذکر کی کہ ایک دفعہ ایک انصاری خاتون رسول اللہ ﷺ کے پاس آئی اور کہا: اے اللہ کے رسول! آپ مجھے حیض سے طہارت حاصل کرنے کے بارے میں بتائیں، آپ ﷺ نے فرمایا: ''جی ہاں، خاتون کو چاہیے کہ پانی اور بیری کے پتوں کا اہتمام کرے، ....'' پھر سابق حدیث کی طرح کی حدیث ذکر کی۔

(٩٦٦) تخريج: حديث صحيح۔ أخرجه شطره الاول البخاري: ٤٧٥٨، ٤٧٥٩، ورواه بتمامه ومختصرا ابوداود: ٣١٥، ٤١٠٠ (انظر: ٢٥٥٥١)

بَابٌ فِيْ الْمُسْتَحَاضَةِ تَبْنِيْ عَلَى عَادَتِهَا وَفِيْ وُضُوْئِهَا لِكُلِّ صَلَاةٍ
مستحاضہ کا اپنی عادت پر بنیاد رکھنے اور ہر نماز کے لیے وضو کرنے کا بیان

(٩٦٧)۔عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ أَبِيْ مُلَيْكَةَ قَالَ: حَدَّثَتْنِيْ خَالَتِيْ فَاطِمَةُ بِنْتُ أَبِيْ حُبَيْشٍ (رَضِيَ اللهُ عَنْهَا) قَالَتْ: أَتَيْتُ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا فَقُلْتُ لَهَا: يَا أُمَّ الْمُؤْمِنِيْنَ! قَدْ خَشِيْتُ أَنْ لَا يَكُوْنَ لِيْ حَظٌّ فِي الْإِسْلَامِ وأَنْ أَكُوْنَ مِنْ أَهْلِ النَّارِ، أَمْكُثُ مَا شَاءَ اللّٰهُ مِنْ يَوْمِ أُسْتَحَاضُ فَلَا أُصَلِّيْ لِلّٰهِ عَزَّوَجَلَّ صَلَاةً، قَالَتْ: اجْلِسِيْ حَتّٰى يَجِيْءَ النَّبِيُّ ﷺ، فَلَمَّا جَاءَ النَّبِيُّ ﷺ قَالَتْ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! هٰذِهِ فَاطِمَةُ بِنْتُ أَبِيْ حُبَيْشٍ تَخْشٰى أَنْ لَا يَكُوْنَ لَهَا حَظٌّ فِي الْإِسْلَامِ وأَنْ تَكُوْنَ مِنْ أَهْلِ النَّارِ، تَمْكُثُ مَا شَاءَ اللّٰهُ مِنْ يَوْمِ تُسْتَحَاضُ فَلَا تُصَلِّيْ لِلّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ صَلَاةً، فَقَالَ: ((مُرِيْ فَاطِمَةَ بِنْتَ أَبِيْ حُبَيْشٍ فَلْتُمْسِكْ كُلَّ شَهْرٍ عَدَدَ أَيَّامِ أَقْرَائِهَا ثُمَّ تَغْتَسِلُ وَتَحْتَشِيْ وَتَسْتَثْفِرُ وَتَتَنَظَّفُ ثُمَّ تَطَهَّرُ عِنْدَ كُلِّ صَلَاةٍ وَتُصَلِّيْ، فَإِنَّمَا ذٰلِكِ رَكْضَةٌ مِنَ الشَّيْطَانِ أَوْ عِرْقٌ اِنْقَطَعَ أَوْ دَاءٌ عَرَضَ لَهَا۔)) (مسند أحمد: ٢٨١٨٣)

سیدہ فاطمہ بنت ابی حبیش رضی اللہ عنہا سے مروی ہے، وہ کہتی ہیں: میں سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس گئی اور کہا: اے ام المؤمنین! مجھے تو یہ ڈر لگا ہوا ہے کہ اسلام میں میرا کوئی حصہ نہیں ہے اور میں جہنمی لوگوں میں سے ہوں گی، کیونکہ جس دن سے مجھے استحاضہ کا خون آ رہا ہے، میں رکی ہوئی ہوں اور اللہ تعالیٰ کے لیے کوئی نماز نہیں پڑھ رہی، انھوں نے کہا: نبی کریم ﷺ کی تشریف آوری تک اِدھر ہی بیٹھ جاؤ، جب آپ ﷺ تشریف لائے تو انھوں نے کہا: اے اللہ کے رسول! یہ سیدہ فاطمہ بنت ابو حبیش رضی اللہ عنہا ہیں، ان کو یہ ڈر لگا ہوا ہے کہ ان کا اسلام میں کوئی حصہ نہیں ہے اور یہ جہنمیوں میں ہیں، اس کی وجہ یہ ہے کہ یہ استحاضہ والے دن سے ٹھہری ہوئی ہیں اور اللہ تعالیٰ کے لیے نماز نہیں پڑھ رہیں، آپ ﷺ نے فرمایا: ''فاطمہ کو حکم دو کہ وہ ہر ماہ میں سے اپنے حیض کے دنوں میں (صوم و صلاۃ سے) رک جایا کرے، پھر غسل کر کے اپنی شرمگاہ میں کوئی روئی وغیرہ دے کر لنگوٹ کس لے اور صفائی ستھرائی حاصل کر کے ہر نماز کے وقت وضو کیا کرے اور نماز ادا کیا کرے، یہ شیطان کی طرف سے کوئی ٹھوکر ماری گئی ہے یا کوئی رگ پھٹ گئی ہے یا کوئی بیماری لاحق ہوگئی ہے۔''

(٩٦٨)۔عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ أَنَّ فَاطِمَةَ بِنْتَ أَبِيْ حُبَيْشٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا حَدَّثَتْهُ أَنَّهَا أَتَتْ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فَشَكَتْ إِلَيْهِ الدَّمَ، فَقَالَ

سیدہ فاطمہ بنت ابو حبیش رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ وہ رسول اللہ ﷺ کے پاس آئیں اور آپ ﷺ سے خون کی شکایت کی، آپ ﷺ نے فرمایا: ''یہ کسی رگ کا مسئلہ ہے، پس تو

---

(٩٦٧) صحيح لغيره۔ أخرجه الدارقطني: ١/ ٢١٧، والحاكم: ١/ ١٧٥، والبيهقي: ١/ ٣٥٤ (انظر: ٢٧٦٣١)

(٩٦٨) تخريج: صحيح لغيره۔ أخرجه ابوداود: ٢٨٠، والنسائي: ١/ ١٢١، وابن ماجه: ٦٢٠(انظر: ٢٧٦٣٠)

رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اِنَّمَا ذٰلِكِ عِرْقٌ، فَانْظُرِيْ اِذَا أَتٰى قَرْؤُكِ فَلَا تُصَلِّيْ، فَإِذَا مَرَّ الْقَرْءُ تَطَهَّرِيْ ثُمَّ صَلِّيْ مَا بَيْنَ الْقَرْءِ اِلَى الْقَرْءِ۔)) (مسند أحمد: ٢٨١٨٢)

دیکھ کہ جب تجھے حیض آئے تو تو نے نماز نہیں پڑھنی، جب حیض ختم ہو جائے تو طہارت حاصل کر کے اِس حیض سے اگلے حیض تک نماز پڑھ۔‘‘

(٩٦٩)۔عَنْ عَائِشَةَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہَا قَالَتْ: أَتَتْ فَاطِمَةُ بِنْتُ أَبِیْ حُبَیْشٍ النَّبِیَّ ﷺ فَقَالَتْ: اِنِّیْ أُسْتُحِضْتُ، فَقَالَ: ((دَعِی الصَّلٰوۃَ أَیَّامَ حَیْضِكِ ثُمَّ اغْتَسِلِیْ وَتَوَضَّئِیْ عِنْدَ کُلِّ صَلٰوۃٍ وَاِنْ قَطَرَ الدَّمُ عَلَی الْحَصِیْرِ۔)) (مسند أحمد: ٢٦٧٨٥)

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ سیدہ فاطمہ بنت ابو حبیش رضی اللہ عنہا، نبی کریم ﷺ کے پاس تشریف لائیں اور کہا: میں استحاضہ کے خون میں مبتلا ہو گئی ہوں، آپ ﷺ نے فرمایا: ’’اپنے حیض کے دنوں میں نماز چھوڑ دے، پھر غسل کر اور ہر نماز کے لیے وضو کر کے نماز پڑھ، اگرچہ خون چٹائی پر گرتا رہے۔‘‘

(٩٧٠)۔عَنْ سُلَیْمَانَ بْنِ یَسَارٍ عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ زَوْجِ النَّبِیِّ ﷺ أَنَّ امْرَأَۃً کَانَتْ تُهَرَاقُ الدَّمَ عَلٰی عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَاسْتَفْتَتْ لَهَا أُمُّ سَلَمَةَ زَوْجُ النَّبِیِّ ﷺ فَقَالَ: ((لِتَنْظُرْ عِدَّۃَ اللَّیَالِیْ وَالْأَیَّامِ الَّتِیْ کَانَتْ تَحِیْضُهُنَّ مِنَ الشَّهْرِ، فَإِذَا بَلَغَتْ ذٰلِكِ فَلْتَغْتَسِلْ ثُمَّ تَسْتَثْفِرْ بِثَوْبٍ ثُمَّ تُصَلِّیْ)) (مسند أحمد: ٢٧٢٥٢)

زوجۂ رسول سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ عہد نبوی میں ایک عورت نے خون بہانا شروع کر دیا، پس جب سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے اس کے لیے فتوی پوچھا تو آپ ﷺ نے فرمایا: ’’ایک مہینہ میں جتنی راتوں اور دنوں میں اس کو حیض آتا تھا، وہ ان کو دیکھ لے، جب وہ اس مقدار کو پورا کر لے تو غسل کرے اور کپڑے سے لنگوٹ باندھ کر نماز پڑھنا شروع کر دے۔‘‘

(٩٧١)۔عَنْ عَائِشَةَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہَا أَنَّ أُمَّ حَبِیْبَةَ بِنْتَ جَحْشٍ کَانَتْ تَحْتَ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ وَاَنَّهَا اسْتُحِیْضَتْ فَلَا تَطْهُرُ، فَذُکِرَتْ شَأْنُهَا لِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ: ((لَیْسَتْ بِالْحَیْضَةِ وَلٰکِنَّهَا رَکْضَةٌ مِنَ

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ سیدہ ام حبیبہ بنت جحش رضی اللہ عنہا، جو سیدہ عبد الرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ کی بیوی تھیں، کو استحاضہ کا اتنا خون آنے لگ گیا کہ وہ پاک نہیں ہوتی تھیں، جب ان کا معاملہ رسول اللہ ﷺ کے سامنے پیش کیا گیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: ’’یہ حیض نہیں ہے، یہ رحم میں کسی رگ کو ٹھوکر لگ گئی

---

(٩٦٩) تخریج: أخرج نحوه البخاری: ٢٢٨، ٣٣١، ٣٠٦، ومسلم: ٣٣٣ (انظر: ٢٦٢٥٥)

(٩٧٠) اسناده صحیح علی شرط مسلم۔ أخرجه النسائی: ١/ ١٨٢، وابن ماجه: ٦٢٣ (انظر: ٢٦٧١٦)

(٩٧١) تخریج: حدیث صحیح دون قوله: "فلتغتسل عند کل صلاة ولتصل" فهو غیر محفوظ۔ أخرجه مسلم: ٣٣٤ دون قوله هذا (انظر: ٢٤٩٧٢)

الرَّحِمِ، فَلْتَنْظُرْ قَدْرَ قَرْئِهَا الَّتِي كَانَتْ تَحِيْضُ لَهُ فَلْتَتْرُكِ الصَّلٰوةَ ثُمَّ لِتَنْظُرْ مَا بَعْدَ ذٰلِكَ فَلْتَغْتَسِلْ عِنْدَ كُلِّ صَلَاةٍ وَلْتُصَلِّ۔)) (مسند أحمد: ٢٥٤٨٥)

ہے، اس عورت کو جتنے دنوں میں حیض آتا تھا، اس کو چاہیے کہ ان دنوں میں نماز ترک کر دے اور پھر دیکھ لے کہ ان کے بعد (طہر کے) کتنے دن بنتے ہیں، ان میں ہر نماز کے لیے غسل کر کے اس کو ادا کرے۔''

بَابٌ فِي الْمُسْتَحَاضَةِ تَعْمَلُ بِالتَّمْيِيْزِ
اس مستحاضہ کا بیان جو خون میں فرق کر کے عمل کرتی ہے

(٩٧٢)۔عَنْ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَتْ: أُسْتُحِيْضَتْ أُمُّ حَبِيْبَةَ بِنْتُ جَحْشٍ وَهِيَ تَحْتَ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ سَبْعَ سِنِيْنَ فَشَكَتْ ذٰلِكَ اِلَى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((اِنَّ هٰذِهِ لَيْسَتْ بِالْحَيْضَةِ، وَاِنَّمَا هُوَ عِرْقٌ، فَاِذَا اَقْبَلَتِ الْحَيْضَةُ فَدَعِي الصَّلٰوةَ وَاِذَا أَدْبَرَتْ فَاغْتَسِلِي ثُمَّ صَلِّي۔)) قَالَتْ عَائِشَةُ: فَكَانَتْ تَغْتَسِلُ لِكُلِّ صَلٰوةٍ ثُمَّ تُصَلِّي، وَكَانَتْ تَقْعُدُ فِي مِرْكَنٍ لِأُخْتِهَا زَيْنَبَ بِنْتِ جَحْشٍ حَتَّى اَنَّ حُمْرَةَ الدَّمِ لَتَعْلُوْ الْمَاءَ۔ (مسند أحمد: ٢٥٠٤٥)

زوجۂ رسول سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ سیدہ ام حبیبہ رضی اللہ عنہا، جو سیدنا عبد الرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ کی بیوی تھیں، کو سات سال سے استحاضہ کا خون آ رہا تھا، جب انھوں نے رسول اللہ ﷺ سے اس کی شکایت کی تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''یہ حیض کا خون نہیں ہے، یہ تو کسی رگ کا مسئلہ ہے، جب حیض آ جائے تو تو نماز چھوڑ دیا کر اور جب وہ ختم ہو جائے تو غسل کر کے نماز پڑھا کر۔'' سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں: یہ خاتون ہر نماز کے لیے غسل کر کے اس کو ادا کرتی تھیں اور اپنی بہن سیدہ زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا کے ٹب میں بیٹھتی تھیں، یہاں تک کہ خون کی سرخی پانی پر چڑھ آتی تھی۔

(٩٧٣)۔ (وَعَنْهَا مِنْ طَرِيْقٍ آخَرَ) اِنَّهَا قَالَتْ: اِسْتَفْتَتْ أُمُّ حَبِيْبَةَ بِنْتُ جَحْشٍ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَتْ: اِنِّي أُسْتَحَاضُ، قَالَ: ((اِنَّمَا ذَاكِ عِرْقٌ فَاغْتَسِلِي ثُمَّ صَلِّي۔)) فَكَانَتْ تَغْتَسِلُ عِنْدَ كُلِّ صَلَاةٍ، قَالَ ابْنُ شِهَابٍ: لَمْ يَأْمُرْهَا النَّبِيُّ ﷺ أَنْ تَغْتَسِلَ عِنْدَ كُلِّ صَلَاةٍ، اِنَّمَا فَعَلَتْهُ هِيَ۔ (مسند احمد: ٢٥٠٢٨)

(دوسری سند) وہ کہتی ہیں: سیدہ ام حبیبہ بنت جحش رضی اللہ عنہا نے رسول اللہ ﷺ سے فتوی پوچھا اور کہا: مجھے استحاضہ کا خون آتا ہے، آپ ﷺ نے فرمایا: ''یہ کسی رگ کا مسئلہ ہے، پس تو غسل کر اور نماز پڑھ۔'' پس یہ خاتون ہر نماز کے لیے غسل کرتی تھیں، ابن شہاب نے کہا: نبی کریم ﷺ نے اس کو ہر نماز کے لیے غسل کرنے کا حکم نہیں دیا تھا، یہ خود ایسا کرتی تھیں۔

---

(٩٧٢) تخريج: أخرجه البخاري: ٣٢٧، ومسلم: ٣٣٤ (انظر: ٢٤٥٣٨)

(٩٧٣) تخريج: انظر الحديث بالطريق الاول

بَابٌ فِي الْمُسْتَحَاضَةِ الَّتِي جَهِلَتْ عَادَتَهَا وَلَمْ تَمَيَّزْ، مَاذَا تَفْعَلُ؟
جس مستحاضہ کی عادت بھی نامعلوم ہو اور وہ خون میں تمیز بھی نہ کر سکتی ہو، وہ کیا کرے؟

(٩٧٤)۔عَنْ عِمْرَانَ بْنِ طَلْحَةَ عَنْ أُمِّهِ حَمْنَةَ بِنْتِ جَحْشٍ رضی اللہ عنہا قَالَتْ: كُنْتُ أُسْتَحَاضُ حَيْضَةً شَدِيْدَةً كَثِيْرَةً، فَجِئْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ أَسْتَفْتِيْهِ وَأُخْبِرُهُ فَوَجَدْتُهُ فِيْ بَيْتِ أُخْتِيْ زَيْنَبَ بِنْتِ جَحْشٍ، قَالَتْ: فَقُلْتُ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! إِنَّ لِيْ إِلَيْكَ حَاجَةً، فَقَالَ: ((مَاهِيَ؟)) فَقُلْتُ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! إِنِّيْ أُسْتَحَاضُ حَيْضَةً كَثِيْرَةً شَدِيْدَةً فَمَا تَرٰى فِيْهَا؟ قَدْ مَنَعَتْنِي الصَّلٰوةَ وَالصِّيَامَ، قَالَ: ((أَنْعَتُ لَكِ الْكُرْسُفَ فَإِنَّهُ يُذْهِبُ الدَّمَ)) قَالَتْ: هُوَ أَكْثَرُ مِنْ ذٰلِكَ، قَالَ: ((فَتَلَجَّمِيْ)) قَالَتْ: إِنَّمَا أَثُجُّ ثَجًّا؟ فَقَالَ لَهَا: ((سَآمُرُكِ بِأَمْرَيْنِ، أَيُّهُمَا فَعَلْتِ فَقَدْ أَجْزَأَ عَنْكِ مِنَ الْآخَرِ، فَإِنْ قَوِيْتِ عَلَيْهِمَا فَأَنْتِ أَعْلَمُ۔)) فَقَالَ لَهَا: ((إِنَّمَا هٰذِهِ رَكْضَةٌ مِنْ رَكَضَاتِ الشَّيْطَانِ، فَتَحَيَّضِيْ سِتَّةَ أَيَّامٍ إِلٰى سَبْعَةٍ فِيْ عِلْمِ اللّٰهِ ثُمَّ اغْتَسِلِيْ حَتّٰى إِذَا رَأَيْتِ أَنَّكِ قَدْ طَهُرْتِ وَاسْتَيْقَنْتِ وَاسْتَنْقَأْتِ فَصَلِّيْ أَرْبَعًا وَعِشْرِيْنَ لَيْلَةً أَوْ ثَلَاثًا وَعِشْرِيْنَ لَيْلَةً وَأَيَّامَهَا وَصُوْمِيْ فَإِنَّ ذٰلِكِ يُجْزِئُكِ وَكَذٰلِكِ فَافْعَلِيْ فِيْ كُلِّ شَهْرٍ كَمَا تَحِيْضُ النِّسَاءُ وَكَمَا يَطْهُرْنَ بِمِيْقَاتِ حَيْضِهِنَّ وَطُهْرِهِنَّ، وَإِنْ قَوِيْتِ عَلٰى أَنْ

سیدہ حمنہ بنت جحش رضی اللہ عنہا سے مروی ہے، وہ کہتی ہیں: مجھے بڑی کثرت اور شدت سے استحاضہ کا خون آتا تھا، پس میں رسول اللہ ﷺ سے فتوی پوچھنے اور آپ کو اپنا مسئلہ بتانے کے لیے آپ ﷺ کے پاس گئی اور آپ ﷺ کو اپنی بہن سیدہ زینب بن جحش رضی اللہ عنہا کے گھر پایا، میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! مجھے آپ سے کوئی کام ہے، آپ ﷺ نے فرمایا: ''وہ کیا ہے؟'' میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! مجھے بڑی کثرت اور شدت سے استحاضہ کا خون آتا ہے، اس کے بارے میں آپ کا کیا خیال ہے، اس نے تو مجھے نماز اور روزے سے روک دیا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''میں تجھے روئی کی تجویز دیتا ہوں، وہ خون کو ختم کر دے گی۔'' میں نے کہا: وہ خون تو اس سے زیادہ ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''تو پھر لنگوٹ کس لے۔'' اس نے کہا: میں تو بہت خون بہا رہی ہوں، آپ ﷺ نے فرمایا: ''میں تجھے دو حکم دیتا ہوں، تو ان میں سے جو بھی کرے گی، وہ تجھے کفایت کرے گا، پس اگر تجھے اِن دونوں کو کرنے کی طاقت ہو تو تو خود بہتر جانتی ہے۔'' پھر آپ ﷺ نے فرمایا: ''یہ شیطان کی ٹھوکروں میں سے ایک ٹھوکر ہے، پس تو چھ سے سات دن اپنے آپ کو حائضہ شمار کر جو بھی اللہ کے علم کے مطابق ہو، پھر اس طرح غسل کر کہ تجھے نظر آنے لگے کہ واقعی تو پاک اور صاف ہو گئی ہے اور تجھے اس چیز کا یقین ہو گیا ہے، پھر تو تیئس یا چوبیس دن نماز پڑھ اور روزے رکھ، پس یہ عمل تجھے کفایت کرے گا، پس تو ہر ماہ کو اسی طرح کر، جیسا کہ

---

(٩٧٤) تخريج: اسناده ضعيف، عبد الله بن محمد بن عقيل ضعيف يعتبر به فى المتابعات، ولم يتابع هنا۔ أخرجه ابوداود: ٢٨٧، والترمذي: ١٢٨، ابن ماجه: ٦٢٧ (انظر: ٢٧٤٧٤)

تُؤَخِّرِي الظُّهْرَ وَتُعَجِّلِي الْعَصْرَ فَتَغْتَسِلِينَ ثُمَّ تُصَلِّينَ الظُّهْرَ وَالْعَصْرَ جَمِيعًا ثُمَّ تُؤَخِّرِينَ الْمَغْرِبَ وَتُعَجِّلِينَ الْعِشَاءَ ثُمَّ تَغْتَسِلِينَ وَتَجْمَعِينَ بَيْنَ الصَّلَاتَيْنِ فَافْعَلِي، وَتَغْتَسِلِينَ مَعَ الْفَجْرِ وَتُصَلِّينَ، وَكَذٰلِكَ فَافْعَلِي وَصَلِّي وَصُومِي إِنْ قَدَرْتِ عَلَى ذٰلِكَ)) وَقَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((وَهٰذَا أَعْجَبُ الْأَمْرَيْنِ إِلَيَّ)) (مسند احمد: ٢٨٠٢٢)

خواتین کو ان کے حیض اور طہر کے وقت میں حیض آتا ہے اور پھر وہ پاک ہو جاتی ہیں اور اگر تجھ میں اتنی قدرت ہے کہ تو ظہر کو مؤخر کر کے اور عصر کو معجّل کر کے ان کیلئے غسل کرے اور ان دونوں کو اکٹھا کر کے ادا کرے، مغرب کو مؤخر کر کے اور عشاء کو معجّل کر کے ان کیلئے غسل کرے اور اِن دونوں کو اکٹھا کر کے ادا کرے اور فجر کے لیے علیحدہ غسل کر کے اس کو ادا کر لے، تو تو اسی طرح کر اور نماز پڑھ اور روزے رکھ۔'' پھر آپ ﷺ نے فرمایا: ''اِن دو حکموں میں سے یہ عمل مجھے زیادہ پسند ہے۔''

بَابُ حُجَّةِ مَنْ قَالَ: تَغْتَسِلُ الْمُسْتَحَاضَةُ لِكُلِّ صَلَاةٍ إِنْ قَدَرَتْ أَوْ تَجْمَعُ بَيْنَ الصَّلَاتَيْنِ بِغُسْلٍ

ان لوگوں کی دلیل کا بیان جو یہ کہتے ہیں کہ اگر مستحاضہ طاقت رکھتی ہو تو وہ ہر نماز کے لیے علیحدہ غسل کرے یا ایک غسل میں دو نمازیں جمع کر لے

(٩٧٥)۔عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ: إِنَّ سَلَمَةَ (وَفِي رِوَايَةٍ: سُهَيْلَةَ) بِنْتَ سُهَيْلِ بْنِ عَمْرٍو أُسْتُحِيضَتْ فَأَتَتْ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ فَسَأَلَتْهُ عَنْ ذٰلِكَ، فَأَمَرَهَا بِالْغُسْلِ عِنْدَ كُلِّ صَلَاةٍ، فَلَمَّا جَهَدَهَا ذٰلِكَ أَمَرَهَا أَنْ تَجْمَعَ بَيْنَ الظُّهْرِ وَالْعَصْرِ بِغُسْلٍ وَالْمَغْرِبَ وَالْعِشَاءَ بِغُسْلٍ وَالصُّبْحَ بِغُسْلٍ۔)) (مسند أحمد: ٢٥٣٩١)

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ سیدہ سلمہ یا سہیلہ بنت سہیل رضی اللہ عنہا استحاضہ کے خون میں مبتلا ہو گئیں، وہ رسول اللہ ﷺ کے پاس آئیں اور اس بارے میں سوال کیا، آپ ﷺ نے ان کو ہر نماز کے ساتھ غسل کرنے کا حکم دیا، لیکن جب یہ عمل ان پر گراں گزرا تو آپ ﷺ نے ان کو حکم دیا کہ وہ ایک غسل کے ساتھ ظہر و عصر کو اور ایک غسل کے ساتھ مغرب و عشا کو ادا کر لیں اور نماز فجر کیلئے الگ سے غسل کریں۔

(٩٧٦)۔حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ حَدَّثَنِي أَبِي ثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ وَحَجَّاجٌ قَالَا: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْقَاسِمِ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ امْرَأَةً مُسْتَحَاضَةً سَأَلَتْ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ، فَقِيلَ: إِنَّمَا هُوَ عِرْقٌ عَائِذٌ

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ استحاضہ والی ایک خاتون نے عہد نبوی میں اپنی کیفیت کے بارے میں سوال کیا، کسی نے اس کو کہا: یہ اعتدال کی کیفیت سے آگے بڑھ جانے والی ایک رگ ہے، پھر اس کو حکم دیا گیا کہ وہ ظہر کو مؤخر کر کے اور عصر کو معجّل کر کے ایک غسل کر لے اور اسی طرح مغرب کو مؤخر کر

(٩٧٥) تخريج: حديث ضعيف، وهذا اسناد اختلف فيه على عبد الرحمن بن القاسم (انظر: ٢٤٨٧٩)
(٩٧٦) تخريج: حديث ضعيف۔ أخرجه ابوداود: ٢٩٤ (انظر: ٢٥٣٩١)

وَأُمِرَتْ أَنْ تُؤَخِّرَ الظُّهْرَ وَتُعَجِّلَ الْعَصْرَ وَتَغْتَسِلَ غُسْلًا وَاحِدًا وَتُؤَخِّرَ الْمَغْرِبَ وَتُعَجِّلَ الْعِشَاءَ وَتَغْتَسِلَ لَهُمَا غُسْلًا وَاحِدًا وَتَغْتَسِلُ لِصَلَاةِ الصُّبْحِ غُسْلًا، قَالَ ابْنُ جَعْفَرٍ غُسْلًا وَاحِدًا.

کے اور عشا کو معجّل کر کے ان کے لیے ایک غسل کر لے اور نماز فجر کے لیے الگ سے غسل کر لے۔ (مسند أحمد: ۲۵۹۰۵)

بَابٌ فِي أَنَّ الْاِسْتِحَاضَةَ لَا تَمْنَعُ شَيْئًا مِنْ مَوَانِعِ الْحَيْضِ

اس چیز کا بیان کہ استحاضہ کا خون ان امور سے نہیں روکتا، جو حیض کی وجہ سے ممنوع ہوتے ہیں

(۹۷۷)۔ عَنْ عَائِشَةَ رَضِیَ اللہُ عَنْہَا عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((تُصَلِّي الْمُسْتَحَاضَةُ وَإِنْ قَطَرَ الدَّمُ عَلَى الْحَصِيْرِ۔)) (مسند أحمد: ۲۵۵۷۳)

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''مستحاضہ خاتون نماز پڑھے گی، اگرچہ اس کا خون چٹائی پر بہتا رہے۔''

(۹۷۸)۔ وَعَنْهَا أَيْضًا قَالَتْ: اِعْتَكَفَتْ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ اِمْرَأَةٌ مِنْ أَزْوَاجِهِ مُسْتَحَاضَةٌ فَكَانَتْ تَرَى الصُّفْرَةَ وَالْحُمْرَةَ، فَرُبَّمَا وَضَعْنَا الطَّسْتَ تَحْتَهَا وَهِيَ تُصَلِّيْ۔ (مسند أحمد: ۲۵۵۱۲)

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا یہ بھی بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کی بیویوں میں ایک خاتون مستحاضہ تھی، اس نے آپ ﷺ کے ساتھ اعتکاف کیا تھا، جبکہ وہ زرد اور سرخ رنگ کا خون دیکھتی رہتی تھی، بسا اوقات تو ہم اس کے نیچے ایک تھال رکھتی تھیں، جبکہ وہ نماز پڑھ رہی ہوتی تھی۔

(۹۷۹)۔ وَعَنْهَا أَيْضًا أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ فِي الْمَرْأَةِ تَرَى مَا يُرِيْبُهَا بَعْدَ الطُّهْرِ: قَالَ: ((إِنَّمَا هُوَ عِرْقٌ۔)) أَوْ قَالَ: ((عُرُوْقٌ۔)) (مسند أحمد: ۲۶۳۲۳)

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے اس خاتون کے بارے میں فرمایا جو طہر کے بعد (ایسا خون) دیکھتی رہتی ہے، جو اسے شک میں ڈالتا ہے: ''یہ تو کسی رگ کا مسئلہ ہے۔''

(۹۸۰) عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ رَضِیَ اللہُ عَنْہَا قَالَتْ: كَانَ النُّفَسَاءُ عَلَى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ تَقْعُدُ بَعْدَ نِفَاسِهَا أَرْبَعِيْنَ يَوْمًا أَوْ أَرْبَعِيْنَ لَيْلَةً شَكَّ أَبُوْ خَيْثَمَةَ وَكُنَّا نَطْلِيْ عَلَى وُجُوْهِنَا الْوَرَسَ مِنَ الْكَلَفِ۔ (مسند أحمد: ۲۷۰۹۶)

سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے، وہ کہتی ہیں: رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں نفاس والی عورتیں بچہ جنم دینے کے بعد چالیس دن یا چالیس راتیں بیٹھتی تھیں اور ہم اپنے چہروں پر چھائیوں کی وجہ سے ورس بوٹی خوب ملتی تھیں۔

---

(۹۷۷) تخريج: حديث صحيح۔ أخرجه ابو داود: ۲۹۸، وابن ماجه: ٦٢٤ (انظر: ۲۵۰۵۹)
(۹۷۸) تخريج: أخرجه البخاري: ۳۱۰، ۲۰۳۷ (انظر: ۲٤۹۹۸)
(۹۷۹) تخريج: اسناده ضعيف لجهالة ام بكر۔ أخرجه ابن ماجه: ٦٤٦ (انظر: ۲۵۸۰۳)
(۹۸۰) حسن لغيره۔ أخرجه ابوداود: ۳۱۲، ۹۵۵، والترمذي: ۱۳۹، وابن ماجه: ٦٤٨ (انظر: ۲٦٥٦۱)

كِتَابُ التَّيَمُّمِ
تیمّم کے ابواب

بَابٌ فِيْ سَبَبِ مَشْرُوْعِيَّةِ التَّيَمُّمِ وَصِفَتِهِ
تیمّم کی مشروعیت کے سبب اور اس کے طریقے کا بیان

(۹۸۱)۔ عَنْ عَمَّارِ بْنِ يَاسِرٍ ؓ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ عَرَّسَ بِأُوْلَاتِ الْجَيْشِ وَمَعَهُ عَائِشَةُ زَوْجَتُهُ ؓ فَانْقَطَعَ عِقْدٌ لَهَا مِنْ جَزْعِ ظَفَارٍ فَحُبِسَ النَّاسُ ابْتِغَاءَ عِقْدِهَا وَذٰلِكَ حِيْنَ أَضَاءَ الْفَجْرُ وَلَيْسَ مَعَ النَّاسِ مَاءٌ، فَأَنْزَلَ اللّٰهُ عَلٰى رَسُوْلِهِ رُخْصَةَ التَّطَهُّرِ بِالصَّعِيْدِ الطَّيِّبِ، فَقَامَ الْمُسْلِمُوْنَ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَضَرَبُوْا بِأَيْدِيْهِمُ الْأَرْضَ ثُمَّ رَفَعُوْا أَيْدِيَهُمْ وَلَمْ يَقْبِضُوْا مِنَ التُّرَابِ شَيْئًا فَمَسَحُوْا بِهَا وُجُوْهَهُمْ وَأَيْدِيَهُمْ إِلَى الْمَنَاكِبِ وَمِنْ بُطُوْنِ أَيْدِيْهِمْ إِلَى الْآبَاطِ، وَلَا يَغْتَرُّ بِهٰذَا النَّاسُ، وَبَلَغَنَا أَنَّ أَبَا بَكْرٍ قَالَ لِعَائِشَةَ ؓ: وَاللّٰهِ! مَا عَلِمْتُ إِنَّكِ لَمُبَارَكَةٌ۔ (مسند أحمد: ۱۸۵۱۲)

سیدنا عمار بن یاسر ؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے رات کے آخری حصے میں ''اولات الجیش'' کے مقام پر پڑاؤ ڈالا اور آپ ﷺ کے ساتھ آپ کی بیوی سیدہ عائشہ ؓ بھی تھیں، ان کا ظفار کے موتیوں کا ہاتھ گم ہو گیا اور لوگوں کو اس ہار کی تلاش کے لیے روک لیا گیا، اُدھر فجر روشن ہو رہی تھی اور لوگوں کے پاس پانی بھی نہیں تھا، پس اللہ تعالیٰ نے پاک مٹی سے طہارت حاصل کرنے کی رخصت نازل کر دی، پس مسلمان رسول اللہ ﷺ کے ساتھ کھڑے ہوئے اور انھوں نے اپنے ہاتھ زمین پر مارے، پھر ان کو اٹھایا اور مٹی ہاتھوں کے ساتھ بالکل نہیں اٹھائی۔ پھر ان کو اپنے چہروں پر پھیرا اور اپنے ہاتھوں کے ظاہری حصے سے کندھوں تک اور باطنی حصے سے بغلوں تک، ان حصوں پر بھی ہاتھ پھیرے۔ لیکن لوگوں کو اس کیفیت سے دھوکہ نہیں ہونا چاہیے اور ہمیں یہ بات پہنچی ہے کہ سیدنا ابو بکر ؓ نے سیدہ عائشہ ؓ سے کہا: اللہ کی قسم! مجھے جو بات سمجھ آئی ہے وہ یہ ہے کہ تو بہت برکت والی ہے۔

---

(۹۸۱) حديث صحيح۔ أخرجه ابوداود: ۳۲۰، وأخرجه مختصرا ابن ماجه: ٥٦٦ (انظر: ۱۸۳۲۲)

فوائد: ...... حافظ ابن حجر نے کہا: امام شافعی نے کہا: اگر تیمم کی یہ کیفیت آپ ﷺ کے حکم کی بنا پر تھی تو بعد میں آپ ﷺ سے صادر ہونے والی کیفیت اس کے لیے ناسخ ہوگی اور اگر یہ صورت آپ ﷺ کے حکم کے بغیر تھی تو حجت تو آپ ﷺ کا حکم ہی ہوتا ہے۔ (میں ابن حجر کہتا ہوں:) صحیح بخاری اور صحیح مسلم کی جس روایت میں صرف ہاتھوں اور چہرے کا ذکر ہے، اس کی تائید اس سے بھی ہوتی ہے کہ سیدنا عمار رضی اللہ عنہ آپ ﷺ کی وفات کے بعد اسی کیفیت کا فتوی دیتے تھے، جبکہ وہ اس حدیث کے راوی بھی ہے اور راوی اپنے روایت کو زیادہ سمجھتا ہے، بالخصوص جب وہ مجتہد بھی ہو۔ (فتح الباری: ۱/ ٤٤٥)

(۹۸۲)۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ حَدَّثَنِيْ أَبِيْ ثَنَا عَفَّانُ ثَنَا عَبْدُالْوَاحِدِ ثَنَا سُلَيْمَانُ الْاَعْمَشُ ثَنَا شَقِيْقٌ قَالَ: كُنْتُ قَاعِدًا مَعَ عَبْدِ اللّٰهِ (يَعْنِي ابْنَ مَسْعُوْدٍ) وَأَبِيْ مُوْسَى الْأَشْعَرِيِّ فَقَالَ أبو مُوْسٰى لِعَبْدِ اللّٰهِ: لَوْ أَنَّ رَجُلًا لَمْ يَجِدِ الْمَاءَ لَمْ يُصَلِّ؟ فَقَالَ عَبْدُ اللّٰهِ: لَا، فَقَالَ أَبُوْ مُوْسٰى: أَمَا تَذْكُرُ إِذْ قَالَ عَمَّارٌ لِعُمَرَ: أَلَا تَذْكُرُ إِذْ بَعَثَنِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَإِيَّاكَ فِيْ إِبِلٍ فَأَصَابَتْنِيْ جَنَابَةٌ فَتَمَرَّغْتُ بِالتُّرَابِ، فَلَمَّا رَجَعْتُ إِلَى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ أَخْبَرْتُهُ فَضَحِكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَقَالَ: ((إِنَّمَا كَانَ يَكْفِيْكَ أَنْ تَقُوْلَ هٰكَذَا۔)) وَضَرَبَ بِكَفَّيْهِ إِلَى الْاَرْضِ ثُمَّ مَسَحَ كَفَّيْهِ جَمِيْعًا وَمَسَحَ وَجْهَهُ مَسْحَةً وَاحِدَةً بِضَرْبَةٍ وَاحِدَةٍ، فَقَالَ عَبْدُ اللّٰهِ: لَاجَرَمَ مَا رَأَيْتُ عُمَرَ قَنَعَ بِذٰلِكَ، قَالَ: فَقَالَ لَهُ أَبُوْ مُوْسٰى: فَكَيْفَ بِهٰذِهِ الْآيَةِ فِيْ سُوْرَةِ النِّسَاءِ ﴿فَلَمْ تَجِدُوْا مَاءً فَتَيَمَّمُوْا صَعِيْدًا طَيِّبًا﴾؟ قَالَ: فَمَا دَرٰى عَبْدُ اللّٰهِ

شقیق کہتے ہیں: میں سیدنا عبد اللہ بن مسعود اور سیدنا ابو موسی اشعری رضی اللہ عنہما کے ساتھ بیٹھا ہوا تھا، سیدنا ابو موسی رضی اللہ عنہ نے سیدنا عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے کہا: اگر کسی آدمی کو پانی نہ ملے تو وہ نماز نہیں پڑھے گا؟ انھوں نے کہا: جی نہیں، سیدنا ابو موسی رضی اللہ عنہ نے کہا: کیا تمہیں یاد نہیں ہے کہ سیدنا عمار رضی اللہ عنہ نے سیدنا عمر رضی اللہ عنہ سے کہا: کیا تم کو یاد نہیں رہا کہ جب رسول اللہ ﷺ نے مجھے اور آپ کو اونٹوں کے ساتھ بھیجا تھا، مجھے جنابت لاحق ہوگئی تھی، پس میں مٹی میں لیٹا تھا، لیکن جب رسول اللہ ﷺ کی طرف واپس لوٹا اور آپ ﷺ کو یہ بات بتلایا تو رسول اللہ ﷺ مسکرائے اور فرمایا: ''صرف تجھے یہ کافی تھا کہ تو اس طرح کر لیتا۔'' پھر آپ ﷺ نے اپنی ہتھیلیوں کو ایک دفعہ زمین پر مارا اور ان کو اپنی ہتھیلیوں (کی پشتوں) پر اور چہرے پر ایک ایک دفعہ پھیر دیا۔ لیکن سیدنا عبد اللہ رضی اللہ عنہ نے کہا: یقیناً، میں نے نہیں دیکھا کہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے اس پر قناعت کی ہو، سیدنا ابو موسی رضی اللہ عنہ نے کہا: تو پھر آپ سورۂ نساء والی اس آیت کے بارے میں کیا کہیں گے: ''پس تم پانی نہ پاؤ تو پاک مٹی سے تیمم کر لو۔'' اس مقام پر سیدنا عبد اللہ رضی اللہ عنہ کو کوئی جواب نہ آیا، البتہ انھوں نے یہ کہا: اگر ہم ان کو تیمم کی رخصت دیں تو قریب ہے کہ جب کسی کو پانی ٹھنڈا لگے گا تو وہ تیمم کرے گا۔

(۹۸۲) تخریج: أخرجه البخاری: ۳۴۷، ومسلم: ۳٦۸ (انظر: ۱۸۳۲۹)

مَايَقُوْلُ، وَقَالَ: لَوْ رَخَّصْنَا لَهُمْ فِي التَّيَمُّمِ لَأَوْشَكَ أَحَدُهُمْ إِنْ بَرَدَ الْمَاءُ عَلَى جِلْدِهِ أَنْ يَتَيَمَّمَ، قَالَ عَفَّانُ: وَأَنْكَرَهُ يَحْيَى يَعْنِي ابْنَ سَعِيدٍ، فَسَأَلْتُ حَفْصَ بْنَ غِيَاثٍ فَقَالَ: كَانَ الْأَعْمَشُ يُحَدِّثُنَا بِهِ عَنْ سَلَمَةَ بْنِ كُهَيْلٍ وَذَكَرَ أَبَا وَائِلٍ۔ (مسند أحمد: ۱۸۵۱۹)

(۹۸۳)۔ (وَمِنْ طَرِيْقٍ ثَانٍ)۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ حَدَّثَنِيْ أَبِيْ ثَنَا أَبُوْمُعَاوِيَةَ ثَنَا الْأَعْمَشُ عَنْ شَقِيْقٍ قَالَ: كُنْتُ جَالِسًا مَعَ أَبِيْ مُوْسٰى وَعَبْدِ اللّٰهِ، قَالَ: فَقَالَ أَبُوْمُوْسٰى: يَا أَبَا عَبْدِالرَّحْمَانِ! أَرَأَيْتَ لَوْ أَنَّ رَجُلًا لَمْ يَجِدِ الْمَاءَ وَقَدْ أَجْنَبَ شَهْرًا أَمَا كَانَ يَتَيَمَّمُ؟ قَالَ: لَا، وَلَوْ لَمْ يَجِدِ الْمَاءَ شَهْرًا (فَذَكَرَ نَحْوَ الْحَدِيْثِ الْمُتَقَدِّمِ وَفِيْهِ) قَالَ لَهُ أَبُوْ مُوْسٰى: أَلَمْ تَسْمَعْ لِقَوْلِ عَمَّارٍ؟ بَعَثَنِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فِيْ حَاجَةٍ فَأَجْنَبْتُ فَلَمْ أَجِدِ الْمَاءَ فَتَمَرَّغْتُ فِي الصَّعِيْدِ كَمَا تَمَرَّغُ الدَّابَّةُ، ثُمَّ أَتَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فَذَكَرْتُ ذٰلِكَ لَهُ، فَقَالَ: ((إِنَّمَا كَانَ يَكْفِيْكَ أَنْ تَقُوْلَ وَضَرَبَ بِيَدِهِ عَلَى الْأَرْضِ، ثُمَّ مَسَحَ كُلَّ وَاحِدَةٍ مِنْهُمَا بِصَاحِبَتِهَا ثُمَّ مَسَحَ بِهِمَا وَجْهَهُ (وَفِيْهِ) قَالَ عَبْدُالرَّحْمَانِ: قَالَ أَبِيْ: وَقَالَ أَبُوْ مُعَاوِيَةَ مَرَّةً: قَالَ: فَضَرَبَ بِيَدِهِ عَلَى الْأَرْضِ ثُمَّ ضَرَبَ بِشِمَالِهِ عَلَى يَمِيْنِهِ وَيَمِيْنِهِ عَلَى شِمَالِهِ عَلَى الْكَفَّيْنِ ثُمَّ مَسَحَ

(دوسری سند) شقیق کہتے ہیں: میں سیدنا ابوموسی رضی اللہ عنہ اور سیدنا عبد اللہ رضی اللہ عنہ کے پاس بیٹھا ہوا تھا، سیدنا ابوموسی رضی اللہ عنہ نے کہا: اے ابوعبد الرحمن! اس بارے میں آپ کا کیا خیال ہے کہ ایک آدمی کو (غسل کے لیے) پانی نہیں ملتا، جبکہ وہ ایک مہینہ سے جنبی ہے، کیا وہ تیمم نہیں کرے گا؟ انھوں نے کہا: جی نہیں، اگرچہ اس کو ایک ماہ تک پانی نہ ملے۔ پھر سابق حدیث کی مانند حدیث ذکر کی، البتہ اس میں ہے: سیدنا ابوموسی رضی اللہ عنہ نے کہا: کیا آپ نے سیدنا عمار رضی اللہ عنہ کی بات نہیں سنی؟ وہ کہتے ہیں: مجھے رسول اللہ ﷺ نے ایک کام کے لیے بھیجا، پس میں جنبی ہو گیا اور غسل کے لیے پانی نہ ملا، پس میں جانور کی طرح مٹی میں لیٹا اور پھر رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا اور آپ ﷺ کو یہ بات بتلائی، آپ ﷺ نے فرمایا: ''تجھے تو یہ کافی تھا کہ تو اس طرح کرتا۔'' پھر آپ ﷺ نے اپنے ہاتھ زمین پر مارے، پھر ہر ہاتھ کو دوسرے پر پھیرا اور دونوں ہاتھوں کو چہرے پر پھیر لیا۔ اس میں مزید یہ الفاظ بھی ہیں: ایک دفعہ ابو معاویہ نے یہ طریقہ یوں بیان کیا: پس آپ ﷺ نے اپنے ہاتھ زمین پر مارے، پھر بائیں ہاتھ کو دائیں پر اور دائیں کو بائیں پر، ہتھیلیوں پر پھیرا اور پھر اپنے چہرے پر پھیر لیا۔

(۹۸۳) تخريج: انظر الحديث بالطريق الاول

وَجْهَهُ۔ (مسند أحمد: ۱۸۵۱۸)

(۹۸٤)۔ (وِمِنْ طَرِيْقٍ ثَالِثٍ)۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ حَدَّثَنِيْ أَبِيْ ثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ ثَنَا شُعْبَةُ عَنْ سُلَيْمَانَ عَنْ أَبِيْ وَائِلٍ قَالَ: قَالَ أبو مُوْسٰى لِعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ: إِنْ لَمْ نَجِدِ الْمَاءَ لَا نُصَلِّيْ، قَالَ: فَقَالَ عَبْدُ اللّٰهِ: نَعَمْ، إِنْ لَمْ نَجِدِ الْمَاءَ شَهْرًا لَمْ نُصَلِّ، وَلَوْ رَخَّصْتُ لَهُمْ فِيْ هٰذَا كَانَ إِذَا وَجَدَ أَحَدُهُمُ الْبَرْدَ، قَالَ هٰكَذَا يَعْنِيْ تَيَمَّمَ وَصَلّٰى، قَالَ: فَقُلْتُ لَهُ: فَأَيْنَ قَوْلُ عَمَّارٍ لِعُمَرَ؟ قَالَ: إِنِّيْ لَمْ أَرَ عُمَرَ قَنَعَ بِقَوْلِ عَمَّارٍ۔ (مسند أحمد: ۱۸۵۲۰)

(تیسری سند) سیدنا ابو موسی رضی اللہ عنہ نے سیدنا عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے کہا: اگر ہمیں پانی نہ ملے (جبکہ ہم جنبی ہوں) تو کیا نماز نہیں پڑھیں گے؟ انھوں نے کہا: جی ہاں، اگر ایک ماہ تک بھی پانی نہ ملے تو ہم نماز نہیں پڑھیں گے، اگر میں اس معاملے میں لوگوں کو رخصت دے دوں تو جو کوئی آدمی سردی محسوس کرے گا، وہ تیمم کر کے نماز پڑھنا شروع کر دے گا۔ سیدنا ابو موسی رضی اللہ عنہ نے کہا: تو پھر وہ بات کہاں جائے گی جو سیدنا عمار رضی اللہ عنہ نے سیدنا عمر رضی اللہ عنہ سے کہی تھی؟ انھوں نے کہا: وہ تو سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے سیدنا عمار رضی اللہ عنہ کے قول پر قناعت ہی نہیں کی تھی۔

(۹۸۵)۔ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبْزٰى قَالَ: كُنَّا عِنْدَ عُمَرَ فَأَتَاهُ رَجُلٌ فَقَالَ: يَا أَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ! إِنَّا نَمْكُثُ الشَّهْرَ وَالشَّهْرَيْنِ لَا نَجِدُ الْمَاءَ، فَقَالَ عُمَرُ: أَمَّا أَنَا فَلَمْ أَكُنْ لِأُصَلِّيَ حَتّٰى أَجِدَ الْمَاءَ، فَقَالَ عَمَّارٌ: يَا أَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ! تَذْكُرُ حَيْثُ كُنَّا بِمَكَانِ كَذَا كَذَا وَنَحْنُ نَرْعَى الْإِبِلَ فَتَعْلَمُ أَنَّا أَجْنَبْنَا؟ قَالَ: نَعَمْ، قَالَ: فَإِنِّيْ تَمَرَّغْتُ بِالتُّرَابِ فَأَتَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ فَحَدَّثْتُهُ فَضَحِكَ وَقَالَ: ((كَانَ الصَّعِيْدُ كَافِيَكَ۔)) وَضَرَبَ بِكَفَّيْهِ الْأَرْضَ ثُمَّ نَفَخَ فِيْهِمَا ثُمَّ مَسَحَ بِهِمَا

عبد الرحمن بن ابزی کہتے ہیں: ہم سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے پاس تھے، پس آپ ﷺ کے پاس ایک آدمی آیا اور اس نے کہا: اے امیر المؤمنین! ہم ایک ایک اور دو دو ماہ ٹھہرتے ہیں اور پانی نہیں پاتے؟ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: رہا مسئلہ میرا، تو میں تو اس وقت تک نماز نہیں پڑھوں گا، جب تک مجھے پانی نہیں ملے گا۔ یہ سن کر سیدنا عمار رضی اللہ عنہ نے کہا: اے امیر المؤمنین! آپ کو یاد ہو گا کہ جب ہم فلاں جگہ پر اونٹ چرا رہے تھے اور ہمیں جنابت لاحق ہو گئی تھی۔ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: جی ہاں، سیدنا عمار رضی اللہ عنہ نے کہا: پس میں مٹی میں لیٹا تھا اور جب نبی کریم ﷺ کے پاس آ کر یہ بات ذکر کی تھی تو آپ ﷺ ہنس پڑے تھے اور فرمایا تھا: ''تجھے مٹی ہی کافی تھی۔'' پھر آپ ﷺ نے اپنی

---

(۹۸٤) تخريج: انظر الحديث بالطريق الاول

(۹۸۵) تخريج: حديث صحيح دون قوله: "وبعض ذراعيه" وقد جاء في الرواية الصحيحة: "ومسح بها وجهه وكفيه" أخرجه ابوداود: ۳۲۳، والنسائي: ۱/ ۱٦۸ (انظر: ۱۸۸۸۲)

وَجْهَهُ وَبَعْضَ ذِرَاعَيْهِ۔ قَالَ: اِتَّقِ اللّٰهَ، يَا عَمَّارُ! قَالَ: يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِيْنَ! اِنْ شِئْتَ لَمْ أَذْكُرْهُ مَا عِشْتُ أَوْ مَا حَيِيْتُ، قَالَ: كَلَّا وَاللّٰهِ، وَلٰكِنْ نُوَلِّيْكَ مِنْ ذٰلِكَ مَا تَوَلَّيْتَ۔ (مسند أحمد: ١٩٠٨٨)

ہتھیلیوں کو زمین پر مارا، پھر ان میں پھونک ماری اور ان کو اپنے چہرے اور بازوؤں کے بعض حصوں پر پھیر دیا۔ یہ سن کر سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: اے عمار! اللہ تعالیٰ سے ڈرو۔ انھوں نے کہا: اے امیر المؤمنین! اگر آپ چاہتے ہیں تو میں زندگی بھر یہ چیز بیان نہیں کروں گا، سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: ہرگز نہیں، اللہ کی قسم! تم جس چیز کی ذمہ داری خود لینا چاہتے ہو، ہم تم کو اس کا ذمہ دار بنا دیتے ہیں۔

(٩٨٦)۔عَنْ عَمَّارِ بْنِ يَاسِرٍ رضي الله عنه أَنَّهُ سَأَلَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ عَنِ التَّيَمُّمِ، فَقَالَ: ((ضَرْبَةٌ لِلْكَفَّيْنِ وَالْوَجْهِ۔)) (وَفِيْ لَفْظٍ) اِنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يَقُوْلُ فِي التَّيَمُّمِ: ((ضَرْبَةٌ لِلْوَجْهِ وَالْكَفَّيْنِ)) (مسند أحمد: ١٨٥٠٩)

سیدنا عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ انھوں نے رسول اللہ ﷺ سے تیمم کے بارے میں سوال کیا، پس آپ ﷺ نے فرمایا: ''ہتھیلیوں اور چہرے کے لیے ایک ضرب ہے۔'' ایک روایت میں ہے: نبی کریم ﷺ نے تیمم کے بارے میں فرمایا: ''چہرے اور ہتھیلیوں کے لیے ایک ضرب ہے۔''

(٩٨٧)۔عَنْ عُمَيْرٍ مَوْلَى ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: أَقْبَلْتُ أَنَا وَعَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يَسَارٍ مَوْلَى مَيْمُوْنَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ حَتّٰى دَخَلْنَا عَلٰى أَبِيْ جُهَيْمِ بْنِ الْحَارِثِ بْنِ الصِّمَّةِ الْأَنْصَارِيِّ رضي الله عنه، قَالَ أَبُوْجُهَيْمٍ: أَقْبَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مِنْ نَحْوِ بِئْرِ جَمَلٍ فَلَقِيَهُ رَجُلٌ فَسَلَّمَ عَلَيْهِ فَلَمْ يَرُدَّ عَلَيْهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ حَتّٰى أَقْبَلَ عَلَى الْجِدَارِ فَمَسَحَ بِوَجْهِهِ وَيَدَيْهِ ثُمَّ رَدَّ عَلَيْهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ۔ (مسند أحمد: ٢٤٢٧٧)

مولائے ابن عباس عمیر کہتے ہیں: میں اور مولائے میمونہ عبد اللہ بن یسار گئے اور سیدنا ابو جہیم بن حارث انصاری پر داخل ہوئے، انھوں نے کہا: رسول اللہ ﷺ بئر جمل کی طرف سے آ رہے تھے کہ ایک آدمی آپ ﷺ کو ملا اور اس نے آپ ﷺ کو سلام کہا، پس رسول اللہ ﷺ نے اس کو جواب نہ دیا، یہاں تک کہ آپ ﷺ ایک دیوار کی طرف متوجہ ہوئے اور اپنے چہرے اور دونوں ہاتھوں پر مسح کیا اور پھر اس کے سلام کا جواب دیا۔

---

(٩٨٦) اسناده صحيح على شرط مسلم۔ أخرجه ابوداود: ٣٢٧، والترمذي: ١٤٤ (انظر: ١٨٣١٩)
(٩٨٧) تخريج: حديث صحيح۔ أخرجه البخاري: ٣٣٧، وعلقه مسلم: ٣٦٩ (انظر: ١٧٥٤٠/ ٦١)
(٩٨٨) تخريج: أخرجه البخاري: ٣٣٥، ٤٣٨، ومسلم: ٥٢١ (انظر: ١٤٢٦٤)

بَابُ اِشْتِرَاطِ دُخُوْلِ الْوَقْتِ لِلتَّيَمُّمِ وَمَا يُتَيَمَّمُ بِهِ

تیمّم کے لیے وقت کے داخل ہونے کی شرط اور ان چیزوں کا بیان، جن سے تیمّم کیا جائے گا

(۹۸۸)۔ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ ‌رضی ‌اللہ ‌عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ‌صلی ‌اللہ ‌علیہ ‌وسلم: ((أُعْطِيْتُ خَمْسًا لَمْ يُعْطَهُنَّ أَحَدٌ قَبْلِيْ، بُعِثْتُ إِلَى الْأَحْمَرِ وَالْأَسْوَدِ وَكَانَ النَّبِيُّ إِنَّمَا يُبْعَثُ إِلَى قَوْمِهِ خَاصَّةً وَبُعِثْتُ إِلَى النَّاسِ عَامَّةً، وَأُحِلَّتْ لِيَ الْغَنَائِمُ وَلَمْ تُحَلَّ لِأَحَدٍ قَبْلِيْ، وَنُصِرْتُ بِالرُّعْبِ مِنْ مَسِيْرَةِ شَهْرٍ وَجُعِلَتْ لِيَ الْأَرْضُ طَهُوْرًا وَمَسْجِدًا، فَأَيُّمَا رَجُلٍ أَدْرَكَتْهُ الصَّلٰوةُ فَلْيُصَلِّ حَيْثُ أَدْرَكَتْهُ۔)) (مسند أحمد: ۱۴۳۱۴)

سیدنا جابر بن عبد اللہ ‌رضی ‌اللہ ‌عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ‌صلی ‌اللہ ‌علیہ ‌وسلم نے فرمایا: ''مجھے ایسی پانچ چیزیں دی گئی ہیں، جو مجھ سے پہلے کسی کو نہیں دی گئیں، مجھے تمام لوگوں کی طرف مبعوث کیا گیا ہے، جبکہ مجھ سے پہلے ہر نبی کو خاص طور پر اس کی قوم کی طرف بھیجا جاتا تھا اور مجھے تمام لوگوں کی طرف بھیجا گیا ہے، میرے لیے غنیمتیں حلال قرار دی گئیں، جبکہ مجھ سے پہلے یہ کسی کے لیے حلال نہیں تھیں، ایک ماہ کی مسافت سے رعب کے ساتھ میری مدد کی گئی ہے، میرے لیے زمین کو پاک کرنے والا اور مسجد بنا دیا گیا ہے، پس جس آدمی کو نماز جہاں بھی پا لیتی ہے، وہ وہیں نماز پڑھ لے۔''

(۹۸۹)۔ عَنْ أَبِيْ أُمَامَةَ ‌رضی ‌اللہ ‌عنہ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ‌صلی ‌اللہ ‌علیہ ‌وسلم قَالَ: ((جُعِلَتِ الْأَرْضُ كُلُّهَا لِيْ وَلِأُمَّتِيْ مَسْجِدًا وَطَهُوْرًا، فَأَيْنَمَا أَدْرَكَتْ رَجُلًا مِنْ أُمَّتِي الصَّلٰوةُ فَعِنْدَهُ مَسْجِدُهُ وَعِنْدَهُ طَهُوْرُهُ)) (مسند أحمد: ۲۲۴۸۸)

سیدنا ابو امامہ ‌رضی ‌اللہ ‌عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ‌صلی ‌اللہ ‌علیہ ‌وسلم نے فرمایا: ''ساری زمین میرے لیے اور میری امت کے لیے مسجد اور پاک کرنے والی بنا دی گئی ہے، پس میری امت کے جس فرد کو نماز جہاں بھی پا لے، تو اس کے پاس اس کی مسجد اور پاک کرنے والی چیز موجود ہوگی۔''

(۹۹۰)۔ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ ‌رضی ‌اللہ ‌عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ‌صلی ‌اللہ ‌علیہ ‌وسلم: ((أُوْتِيْتُ جَوَامِعَ الْكَلِمِ وَجُعِلَتْ لِيَ الْأَرْضُ مَسْجِدًا وَطَهُوْرًا۔)) (مسند أحمد: ۹۷۰۳)

سیدنا ابو ہریرہ ‌رضی ‌اللہ ‌عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ‌صلی ‌اللہ ‌علیہ ‌وسلم نے فرمایا: ''مجھے جوامع الکلم عطا کیے گئے ہیں اور زمین کو میرے لیے مسجد اور پاک کرنے والی بنا دیا گیا ہے۔''

فوائد: ...... جَوَامِعُ الْكَلِم: ان سے مراد یہ ہے کہ بظاہر تو کلام مختصر اور کم حروف والے الفاظ پر مشتمل ہو، لیکن وہ اپنے اندر کئی معانی اور احکام کو سموئے ہوئے ہو۔

---

(۹۸۹) تخريج: صحيح لغيره۔ أخرجه الترمذي: ۱۵۵۳ (انظر: ۲۲۱۳۷)

(۹۹۰) تخريج: أخرجه مسلم: ۵۲۳ (انظر: ۹۷۰۵)

(۹۹۱)۔عَنْ عَلِيٍّ رَضِیَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((أُعْطِيْتُ مَالَمْ يُعْطَ أَحَدٌ مِنَ الْأَنْبِيَاءِ۔)) فَقُلْنَا: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! مَاهُوَ؟ قَالَ: ((نُصِرْتُ بِالرُّعْبِ وَأُعْطِيْتُ مَفَاتِيْحَ الْأَرْضِ وَسُمِّيْتُ أَحْمَدَ وَجُعِلَ التُّرَابُ لِيْ طَهُوْرًا وَجُعِلَتْ أُمَّتِيْ خَيْرَ الْأُمَمِ۔)) (مسند أحمد: ٧٦٣)

سیدنا علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''مجھے وہ چیزیں عطا کی گئی ہیں، جو کسی نبی کو نہیں دی گئیں۔'' ہم نے کہا: اے اللہ کے رسول! وہ کون سی ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''رعب کے ساتھ میری مدد کی گئی ہے، مجھے زمین کی چابیاں عطا کی گئی ہیں، میرا نام احمد رکھا گیا ہے، مٹی کو میرے لیے پاک کرنے والا بنا دیا گیا ہے اور میری امت کو سب سے بہترین امت بنایا گیا ہے۔''

(۹۹۲)۔عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ جَدِّهِ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((جُعِلَتْ لِيَ الْأَرْضُ مَسَاجِدَ وَطَهُوْرًا، أَيْنَمَا أَدْرَكَتْنِي الصَّلٰوةُ تَمَسَّحْتُ وَصَلَّيْتُ وَكَانَ مِنْ قَبْلِيْ يُعَظِّمُوْنَ ذٰلِكَ، اِنَّمَا كَانُوْا يُصَلُّوْنَ فِيْ كَنَائِسِهِمْ وَبِيَعِهِمْ)) (مسند أحمد: ٧٠٦٨)

سیدنا عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''میرے لیے زمین کو مسجد اور پاک کرنے والا بنا دیا گیا ہے، نماز جہاں بھی مجھے پا لے، میں تیمم کر کے نماز پڑھ لوں گا، جبکہ مجھ سے پہلے والے لوگوں پر یہ عمل دشوار گزرتا تھا، وہ صرف اپنے گرجا گھروں اور کلیساؤں میں نماز پڑھتے تھے۔''

(۹۹۳)۔عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ يَخْرُجُ فَيُهْرِيْقُ الْمَاءَ فَيَتَمَسَّحُ فَأَقُوْلُ: اِنَّ الْمَاءَ مِنْكَ قَرِيْبٌ فَيَقُوْلُ: ((وَمَا أَدْرِيْ لَعَلِّيْ لَا أَبْلُغُهُ)) (مسند أحمد: ٢٧٦٤)

سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے نکلتے تھے اور پیشاب کر کے تیمم کر لیتے تھے، جب میں کہتا کہ پانی آپ کے قریب ہے تو آپ ﷺ فرماتے: ''میں نہیں جانتا، شاید میں وہاں تک نہ پہنچ سکوں۔''

بَابٌ فِيْ وُجُوْبِ التَّيَمُّمِ عَلَى النُّفَسَاءِ وَالْحَائِضِ وَالْجُنُبِ اِذَا فُقِدَ الْمَاءُ وَاِنْ مَكَثُوْا أَشْهُرًا

پانی کی عدم موجودگی میں نفاس اور حیض والی خواتین اور جنابت والے لوگوں پر تیمم کے واجب ہونے کا بیان، اگر چہ ان کو کئی مہینے ٹھہرنا پڑے

(۹۹۴)۔عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِیَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: جَاءَ أَعْرَابِيٌّ اِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ!

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں: ایک بدو، نبی کریم ﷺ کے پاس آیا اور کہا: اے اللہ کے رسول! میں

(۹۹۱) تخريج: اسناده حسن۔ أخرجه ابن ابی شيبة: ١/ ٤٣٤ (انظر: ٧٦٣)
(۹۹۲) تخريج: حديث صحيح (انظر: ٧٠٦٨)
(۹۹۳) تخريج: حسن۔ أخرجه الطبرانی: ١٢٩٨٧ (انظر: ٢٧٦٤)
(۹۹٤) تخريج: حديث حسن۔ أخرجه ابويعلى: ٥٨٧٠، والبيهقی: ١/ ٢١٧، وأخرج بنحوه الطبرانی فی "الاوسط": ٢٠٣٢ (انظر: ٧٧٤٧)

إِنِّي أَكُوْنُ فِي الرَّمْلِ أَرْبَعَةَ أَشْهُرٍ أَوْ خَمْسَةَ أَشْهُرٍ فَيَكُوْنُ فِيْنَا النُّفَسَاءُ وَالْحَائِضُ وَالْجُنُبُ فَمَا تَرٰى؟ قَالَ: ((عَلَيْكَ بِالتُّرَابِ۔)) (مسند أحمد: ٧٧٣٣)

چار پانچ پانچ مہینوں تک صحراء میں ہوتا ہوں اور ہم میں نفاس اور حیض والی خواتین اور جنابت والے لوگ بھی ہوتے ہیں، اس بارے میں آپ کا کیا خیال ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''تو مٹی کو لازم پکڑ۔''

(٩٩٥)۔ عَنْ نَاجِيَةَ الْعَنَزِيِّ قَالَ: تَدَارَأَ عَمَّارُ (بْنُ يَاسِرٍ) وَعَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْعُوْدٍ رضی اللہ عنہ فِي التَّيَمُّمِ، فَقَالَ عَبْدُ اللّٰهِ: لَوْ مَكَثْتُ شَهْرًا لَا أَجِدُ فِيْهِ الْمَاءَ لَمَا صَلَّيْتُ، فَقَالَ لَهُ عَمَّارٌ: أَمَا تَذْكُرُ إِذْ كُنْتُ أَنَا وَأَنْتَ فِي الْإِبِلِ فَأَجْنَبْتُ فَتَمَعَّكْتُ تَمَعُّكَ الدَّابَّةِ، فَلَمَّا رَجَعْتُ إِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَأَخْبَرْتُهُ بِالَّذِيْ صَنَعْتُ فَقَالَ: ((إِنَّمَا كَانَ يَكْفِيْكَ التَّيَمُّمُ۔)) (مسند أحمد: ١٨٥٠٥)

ناجیہ عنزی کہتے ہیں: تیمم کے سلسلے میں سیدنا عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ اور سیدنا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا ایک دوسرے سے اختلاف ہو گیا، سیدنا عبد اللہ نے کہا: اگر مجھے ایک ماہ تک ٹھہرنا پڑے اور پانی نہ ملے تو میں تو نماز نہیں پڑھوں گا۔ سیدنا عمار رضی اللہ عنہ نے ان سے کہا: کیا تم کو یاد ہے کہ جب میں اور تم اونٹوں میں تھے اور مجھے جنابت لاحق ہو گئی تھی، جس کی وجہ سے میں چوپائے کی طرح مٹی میں لیٹا تھا، پھر جب میں رسول اللہ ﷺ کی طرف لوٹا اور آپ ﷺ کو اپنے کیے کی خبر دی تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''صرف تجھے تیمم کافی تھا۔''

(٩٩٦)۔ عَنْ طَارِقِ بْنِ شِهَابٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: أَجْنَبَ رَجُلَانِ فَتَيَمَّمَ أَحَدُهُمَا فَصَلّٰى وَلَمْ يُصَلِّ الْآخَرُ، فَأَتَيَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فَلَمْ يَعِبْ عَلَيْهِمَا۔ (مسند أحمد: ١٩٠٣٨)

سیدنا طارق بن شہاب رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: دو آدمیوں کو جنابت لاحق ہو گئی، ان میں سے ایک نے تیمم کر کے نماز پڑھ لی اور دوسرے نے نماز نہ پڑھی، پس جب وہ دونوں رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے تو آپ ﷺ نے کسی پر عیب نہیں لگایا۔

بَابٌ فِيْ تَيَمُّمِ الْجُنُبِ لِلْجُرْحِ أَوْ لِخَوْفِ الْبَرْدِ مَعَ وُجُوْدِ الْمَاءِ
پانی کی موجودگی میں زخم یا سردی کے ڈر کی وجہ سے تیمم کرنے کا بیان

(٩٩٧)۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہ أَنَّ رَجُلًا أَصَابَهُ جُرْحٌ فِيْ عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَأُمِرَ بِالْاِغْتِسَالِ فَمَاتَ فَبَلَغَ ذٰلِكَ النَّبِيَّ ﷺ

سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک آدمی عہد نبوی میں زخمی ہو گیا، پس اس کو (جنابت کی وجہ سے) غسل کرنے کا حکم دیا گیا اور وہ اس غسل سے فوت ہو گیا، جب نبی

---

(٩٩٥) اسناده ضعيف لانقطاعه، ناجية العنزي لم يسمع من عمار۔ أخرجه النسائي: ١/ ١٦٦ (انظر: ١٨٣١٥)

(٩٩٦) تخريج: اسناده صحيح۔ أخرجه النسائي: ١/ ١٧٢ (انظر: ١٨٨٣٢)

(٩٩٧) تخريج: حسن۔ أخرجه ابوداود: ٣٣٧، وابن ماجه: ٥٧٢ (انظر: ٣٠٥٦)

فَقَالَ: ((قَتَلُوْهُ قَتَلَهُمُ اللّٰهُ، أَلَمْ يَكُنْ شِفَاءُ الْعِيِّ السُّؤَالَ.)) (مسند أحمد: ٣٠٥٦)

کریم ﷺ کو یہ بات موصول ہوئی تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''لوگوں نے اُس کو قتل کر دیا ہے، اللہ تعالیٰ اِن کو ہلاک کرے، کیا جہالت کی شفا سوال میں نہیں ہے۔''

(٩٩٨)۔عَنْ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ رضی اللہ عنہ أَنَّهُ قَالَ: لَمَّا بَعَثَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَامَ ذَاتِ السَّلَاسِلِ قَالَ: احْتَلَمْتُ فِيْ لَيْلَةٍ بَارِدَةٍ شَدِيْدَةِ الْبَرْدِ فَأَشْفَقْتُ إِنِ اغْتَسَلْتُ أَنْ أَهْلِكَ فَتَيَمَّمْتُ ثُمَّ صَلَّيْتُ بِأَصْحَابِيْ صَلَاةَ الصُّبْحِ، قَالَ: فَلَمَّا قَدِمْنَا عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ ذَكَرْتُ ذٰلِكَ لَهُ فَقَالَ: ((يَا عَمْرُو! صَلَّيْتَ بِأَصْحَابِكَ وَأَنْتَ جُنُبٌ؟)) قَالَ: قُلْتُ: نَعَمْ، يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! إِنِّيْ احْتَلَمْتُ فِيْ لَيْلَةٍ بَارِدَةٍ شَدِيْدَةِ الْبَرْدِ فَأَشْفَقْتُ إِنِ اغْتَسَلْتُ أَنْ أَهْلِكَ وَذَكَرْتُ قَوْلَ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ ﴿وَلَا تَقْتُلُوْا أَنْفُسَكُمْ إِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِكُمْ رَحِيْمًا﴾ فَتَيَمَّمْتُ ثُمَّ صَلَّيْتُ، فَضَحِكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَلَمْ يَقُلْ شَيْئًا۔ (مسند أحمد: ١٧٩٦٥)

سیدنا عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: جب رسول اللہ ﷺ نے ان کو ذات السلاسل والے سال بھیجا، ہوا یوں کہ مجھے شدید سردی والی رات کو احتلام ہو گیا، اب میں ڈرنے لگا کہ اگر میں نے غسل کیا تو مر جاؤں گا، سو میں نے تیمم کر کے اپنے ساتھیوں کو نمازِ فجر پڑھائی، جب ہم رسول اللہ ﷺ کے پاس واپس آئے تو میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ بات بتلائی، آپ ﷺ نے فرمایا: ''اے عمرو! کیا تو نے جنابت کی حالت میں اپنے ساتھیوں کو نماز پڑھا دی؟'' میں نے کہا: جی ہاں، اے اللہ کے رسول! مجھے سخت سردی والی رات کو احتلام ہو گیا تھا اور میں ڈرنے لگا کہ اگر میں نے غسل کیا تو مر جاؤں گا اور مجھے اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان یاد آ گیا: ''اور اپنے نفسوں کو قتل نہ کرو، بیشک اللہ تعالیٰ تمہارے ساتھ بے حد رحم کرنے والا ہے۔'' پس میں نے تیمم کر کے لوگوں کو نماز پڑھا دی، پس رسول اللہ ﷺ مسکرا پڑے اور مزید کچھ نہ کہا۔

بَابُ الرُّخْصَةِ فِي الْجِمَاعِ وَالتَّيَمُّمِ لِعَادِمِ الْمَاءِ وَبُطْلَانِ التَّيَمُّمِ بِوُجُوْدِهِ

پانی کی عدم موجودگی میں جماع اور تیمّم کی رخصت اور پانی کے موجود ہونے کی صورت میں تیمّم کے باطل ہونے کا بیان

(٩٩٩)۔حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ حَدَّثَنِيْ أَبِيْ ثَنَا إِسْمٰعِيْلُ ثَنَا أَيُّوْبُ عَنْ أَبِيْ قِلَابَةَ عَنْ رَجُلٍ مِنْ بَنِيْ عَامِرٍ (وَفِيْ رِوَايَةٍ: مِنْ بَنِيْ قُشَيْرٍ)

بنو عامر کا ایک آدمی (عمرو بن بجدان) کہتا ہے: میں کافر تھا، اللہ تعالیٰ نے مجھے اسلام کی ہدایت دے دی، میں پانی سے دور تھا، جبکہ میری بیوی میرے ساتھ تھی، پس مجھے جنابت لاحق ہو

---

(٩٩٨) تخريج: حديث صحيح۔ أخرجه ابوداود: ٣٣٤ (انظر: ١٧٨١٢)

(٩٩٩) تخريج: صحيح لغيره ۔ أخرجه بنحوه ابوداود: ٣٣٣ (انظر: ٢١٣٠٤)

قَالَ: كُنْتُ كَافِرًا فَهَدَانِيَ اللّٰهُ لِلْإِسْلَامِ وَكُنْتُ أَعْزُبُ عَنِ الْمَاءِ وَمَعِي أَهْلِي فَتُصِيبُنِي الْجَنَابَةُ (وَفِي رِوَايَةٍ: فَلَا أَجِدُ الْمَاءَ فَأَتَيَمَّمُ) فَوَقَعَ ذٰلِكَ فِي نَفْسِي وَقَدْ نُعِتَ لِي أَبُو ذَرٍّ فَحَجَجْتُ فَدَخَلْتُ مَسْجِدَ مِنًى فَعَرَفْتُهُ بِالنَّعْتِ فَإِذَا شَيْخٌ مَعْرُوقٌ آدَمُ عَلَيْهِ حُلَّةٌ قِطْرِيٌّ فَذَهَبْتُ حَتّٰى قُمْتُ إِلٰى جَنْبِهِ وَهُوَ يُصَلِّي فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِ فَلَمْ يَرُدَّ عَلَيَّ، ثُمَّ صَلّٰى صَلَاةً أَتَمَّهَا وَأَحْسَنَهَا وَأَطْوَلَهَا، فَلَمَّا فَرَغَ رَدَّ عَلَيَّ، قُلْتُ: أَنْتَ أَبُوْ ذَرٍّ؟ قَالَ: إِنَّ أَهْلِي لَيَزْعُمُونَ ذٰلِكَ، قَالَ: كُنْتُ كَافِرًا فَهَدَانِيَ اللّٰهُ لِلْإِسْلَامِ وَأَهَمَّنِي دِينِي وَكُنْتُ أَعْزُبُ عَنِ الْمَاءِ وَمَعِي أَهْلِي فَتُصِيبُنِي الْجَنَابَةُ (وَفِي رِوَايَةٍ: فَلَبِثْتُ أَيَّامًا أَتَيَمَّمُ) فَوَقَعَ ذٰلِكَ فِي نَفْسِي (وَفِي رِوَايَةٍ: وَأَشْكَلَ عَلَيَّ) قَالَ: هَلْ تَعْرِفُ أَبَا ذَرٍّ؟ قُلْتُ: نَعَمْ، قَالَ: فَإِنِّي اجْتَوَيْتُ الْمَدِينَةَ، قَالَ أَيُّوبُ: أَوْ كَلِمَةً نَحْوَهَا، فَأَمَرَ لِي رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بِذَوْدٍ مِنْ إِبِلٍ وَغَنَمٍ، فَكُنْتُ أَكُوْنُ فِيهَا فَكُنْتُ أَعْزُبُ عَنِ الْمَاءِ وَمَعِي أَهْلِي فَتُصِيبُنِي الْجَنَابَةُ فَوَقَعَ فِي نَفْسِي أَنِّي قَدْ هَلَكْتُ فَقَعَدْتُ عَلٰى بَعِيرٍ مِنْهَا، فَانْتَهَيْتُ إِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ نِصْفَ النَّهَارِ وَهُوَ جَالِسٌ فِي ظِلِّ الْمَسْجِدِ فِي نَفَرٍ مِنْ أَصْحَابِهِ فَنَزَلْتُ عَنِ الْبَعِيرِ (وَفِي رِوَايَةٍ: فَسَلَّمْتُ

جاتی تھی اور پانی نہ ہونے کی وجہ سے تیمم کرتا تھا، لیکن میرے دل میں شبہ سا پیدا ہوا اور سیدنا ابو ذر رضی اللہ عنہ کے بارے میں بتلایا گیا، پس میں نے حج کیا اور مسجد منیٰ میں داخل ہوا اور اُن کو اُن کی صفات کی روشنی میں پہنچان لیا، وہ دبلے پتلے اور گندمی رنگ کے بزرگ تھے اور قطری حلہ زیب تن کیا ہوا تھا، پس میں چلا، یہاں تک کہ میں ان کے پہلو کے ساتھ کھڑا ہو گیا اور ان کو سلام کہا، جبکہ وہ نماز پڑھ رہے، اس لیے انھوں نے میرے سلام کا جواب نہ دیا، انھوں نے مکمل، خوبصورت اور طویل نماز پڑھی، جب وہ فارغ ہوئے تو میرے سلام کا جواب دیا، میں نے کہا: آپ ابو ذر ہیں؟ انھوں نے کہا: جی میرے اہل کا یہی خیال ہے (کہ میں ابو ذر ہوں)۔ میں نے کہا: میں کافر تھا، اللہ تعالیٰ نے مجھے اسلام کی طرف ہدایت دی ہے، لیکن میرے دین نے مجھے بے چین کیا ہے اور اس کی صورت یہ ہے کہ میں پانی سے دور ہوں اور میرے ساتھ میری بیوی بھی ہے، اس لیے مجھے جنابت لاحق ہو جاتی ہے اور کئی دنوں تک تیمم کرتا رہتا ہوں، اس سے میرے دل میں کھٹکا سا پیدا ہوا ہے۔ انھوں نے کہا: کیا تم ابو ذر کو پہنچانتے ہو؟ میں نے کہا: جی ہاں، پھر انھوں نے کہا: مدینہ منورہ کی آب و فضا مجھے موافق نہ آئی، اس لیے رسول اللہ ﷺ نے میرے لیے چند اونٹوں اور بکریوں کا حکم دیا، پس میں ان میں ہوتا تھا اور پانی سے دور ہوتا تھا، جبکہ میرے ساتھ میری بیوی بھی ہوتی تھی، اس وجہ سے جنابت بھی لاحق ہو جاتی تھی، پس اس وجہ سے میرے دل میں کھٹکا سا پیدا ہوا، سو میں اونٹ پر بیٹھا اور رسول اللہ ﷺ کے پاس پہنچ گیا، یہ نصف النہار کا وقت تھا اور آپ ﷺ صحابہ کے ایک گروہ میں مسجد کے سائے میں بیٹھے ہوئے تھے، پس میں اونٹ سے اترا اور آپ ﷺ کو سلام کہا،

عَلَيْهِ فَرَفَعَ رَأْسَهُ وَقَالَ: ((سُبْحَانَ اللّٰهِ! أَبُوْ ذَرٍّ؟)) فَقُلْتُ: نَعَمْ وقُلْتُ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! هَلَكْتُ، قَالَ: ((وَمَا أَهْلَكَكَ؟)) فَحَدَّثْتُهُ فَضَحِكَ فَدَعَا إِنْسَانًا مِنْ أَهْلِهِ فَجَاءَتْ جَارِيَةٌ سَوْدَاءُ بِعُسٍّ فِيْهِ مَاءٌ مَا هُوَ بِمَلْآنَ إِنَّهُ لَيَتَخَضْخَضُ فَاسْتَتَرْتُ بِالْبَعِيْرِ، فَأَمَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ رَجُلًا مِنَ الْقَوْمِ فَسَتَرَنِيْ، فَاغْتَسَلْتُ ثُمَّ أَتَيْتُهُ، فَقَالَ: ((إِنَّ الصَّعِيْدَ الطَّيِّبَ طَهُوْرٌ مَا لَمْ تَجِدِ الْمَاءَ وَلَوْ إِلَى عَشْرِ حِجَجٍ، فَإِذَا وَجَدْتَ الْمَاءَ فَأَمِسَّ بَشَرَتَكَ۔)) وَفِيْ رِوَايَةٍ: ((فَأَمْسِسْهُ بَشَرَتَكَ۔)) (مسند أحمد: ٢١٦٢٩)

آپ ﷺ نے اپنا سر اٹھایا اور فرمایا: ''سبحان اللہ! ابوذر؟ میں نے کہا: جی ہاں، اے اللہ کے رسول! میں ہلاک ہو گیا ہوں، آپ ﷺ نے فرمایا: ''کس چیز نے تجھے ہلاک کر دیا؟'' میں نے آپ ﷺ کو ساری بات بتلائی، آپ ﷺ مسکرائے اور اپنے گھر والوں میں سے میں ایک انسان کو بلایا، تو کالے رنگ کی ایک لونڈی پانی کا بڑا پیالہ لے کر آئی، وہ بھرا ہوا نہیں تھا اور اس میں پانی چھلک رہا تھا، پس میں نے اونٹ کے ساتھ پردہ کیا، لیکن رسول اللہ ﷺ نے قوم میں سے ایک آدمی کو حکم دیا اور اس نے میرے سامنے پردہ کیا، پس میں نے غسل کیا اور پھر آپ ﷺ کے پاس آیا، آپ ﷺ نے فرمایا: ''بیشک پاک مٹی اس وقت تک پاک کرنے والی ہے، جب تک تجھے پانی نہ ملے، اگرچہ دس سال نہ ملے، پھر جب تو پانی پا لے تو اس کو اپنے چمڑے پر لگا۔''

(١٠٠٠)۔ عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ جَدِّهِ قَالَ: جَاءَ رَجُلٌ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! الرَّجُلُ يَغِيْبُ لَا يَقْدِرُ عَلَى الْمَاءِ أَيُجَامِعُ أَهْلَهُ؟ قَالَ: ((نَعَمْ۔)) (مسند أحمد: ٧٠٩٧)

سیدنا عبد اللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک آدمی، نبی کریم ﷺ کے پاس آیا اور کہا: اے اللہ کے رسول! ایک آدمی دور چلا جاتا ہے اور پانی کو حاصل کرنے پر قدرت نہیں رکھتا، کیا وہ اپنی بیوی سے جماع کر سکتا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''جی ہاں۔''

بَابُ حُجَّةِ مَنْ قَالَ بِوُجُوْبِ الصَّلَاةِ عِنْدَ عَدَمِ الْمَاءِ وَالتُّرَابِ
پانی اور مٹی نہ ہونے کے باوجود نماز کے وجوب کے قائلین کی حجت کا بیان

(١٠٠١)۔ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا أَنَّهَا اسْتَعَارَتْ مِنْ أَسْمَاءَ قِلَادَةً فَهَلَكَتْ، فَبَعَثَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ رِجَالًا فِيْ طَلَبِهَا فَوَجَدُوْهَا، فَأَدْرَكَتْهُمُ

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ انھوں نے سیدہ اسماء رضی اللہ عنہا سے ایک ہار بطورِ استعارہ لیا تھا، تو وہ گم ہو گیا، رسول اللہ ﷺ نے کچھ افراد کو اس کو تلاش کرنے کے لیے بھیجا، ان کو وہ مل گیا، لیکن نماز نے ان کو اس حال میں پا لیا کہ ان کے

(١٠٠٠) تخريج: حديث حسن۔ أخرجه البيهقي: ١/ ٢١٨ (انظر: ٧٠٩٧)

(١٠٠١) تخريج: أخرجه البخاري: ٣٧٧٣، ٤٥٨٣، ومسلم: ٣٦٧ (انظر: ٢٤٢٩٩)

الصَّلَاةُ وَلَيْسَ مَعَهُمْ مَاءٌ فَصَلَّوْا بِغَيْرِ وُضُوْءٍ فَشَكَوْا ذٰلِكَ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَأَنْزَلَ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ التَّيَمُّمَ، فَقَالَ أُسَيْدُ بْنُ حُضَيْرٍ لِعَائِشَةَ: جَزَاكِ اللّٰهُ خَيْرًا، فَوَاللّٰهِ! مَا نَزَلَ بِكِ أَمْرٌ تَكْرَهِيْنَهُ إِلَّا جَعَلَ اللّٰهُ لَكِ وَلِلْمُسْلِمِيْنَ فِيْهِ خَيْرًا۔ (مسند أحمد: ٢٤٨٠٣)

پانی نہیں تھا، پس انھوں نے بغیر وضو کے نماز پڑھی اور نبی کریم ﷺ کی طرف یہ شکایت کی، پس اللہ تعالیٰ نے تیمم کی رخصت نازل کر دی، سیدنا اسید بن حضیر رضی اللہ عنہ نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہا: اللہ تعالیٰ تم کو جزائے خیر دے، جب بھی تمہارا کوئی ایسا معاملہ بنتا ہے، جس کو تم ناپسند کرتی ہے، تو اللہ تعالیٰ اس میں تمہارے لیے اور مسلمانوں کے لیے خیر و بھلائی بنا دیتا ہے۔

فوائد: ......امام بخاری رحمہ اللہ نے بھی اس حدیث پر باب قائم کیا ہے ((باب اذا لم یجد ماء ولا ترابا.)) ''جب کوئی پانی نہ پائے اور مٹی اسے میسر نہ ہو۔'' لوگوں نے تیمم کی مشروعیت سے پہلے پانی نہ ہونے کی صورت میں بغیر وضو کے نماز پڑھی تو آپ نے ان کو اعادہ کا حکم نہیں دیا تو تیمم کی مشروعیت کے بعد اگر مٹی نہیں ملتی تو بھی تیمم کے بغیر نماز پڑھی جا سکتی ہے۔ (فتح الباری، ج: ١، ص: ٢٤١) (عبداللہ رفیق)

❁❁❁❁

كِتَابُ الصَّلَاةِ
نماز کی کتاب

(وَفِيهِ أَبْوَابٌ)......اس میں کئی ابواب ہیں

بَابٌ فِيْ اِفْتِرَاضِهَا وَمَتٰى كَانَ
نماز کی فرضیت اور اس کے فرض ہونے کے وقت کا بیان

(۱۰۰۲)۔عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: جَاءَ رَجُلٌ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! أَخْبِرْنِيْ بِمَا افْتَرَضَ اللّٰهُ عَلَيَّ مِنَ الصَّلَاةِ، فَقَالَ: ((اِفْتَرَضَ اللّٰهُ عَلَى عِبَادِهِ صَلَوَاتٍ خَمْسًا۔)) قَالَ: هَلْ عَلَيَّ قَبْلَهُنَّ أَوْ بَعْدَهُنَّ؟ قَالَ: ((اِفْتَرَضَ اللّٰهُ عَلَى عِبَادِهِ صَلَوَاتٍ خَمْسًا۔)) قَالَهَا ثَلَاثًا، قَالَ: وَالَّذِيْ بَعَثَكَ بِالْحَقِّ! لَا أَزِيْدُ فِيْهِنَّ شَيْئًا وَلَا أَنْقُصُ مِنْهُنَّ شَيْئًا، قَالَ: فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((دَخَلَ الْجَنَّةَ إِنْ صَدَقَ۔)) (مسند أحمد: ۱۳۸۵۱)

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ بیان کرتے ہیں کہ ایک آدمی، نبی کریم ﷺ کے پاس آیا اور کہا: اے اللہ کے رسول! اللہ تعالیٰ نے مجھ پر جو نمازیں فرض کی ہیں، مجھے ان کے بارے میں بتلائیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں پر پانچ نمازیں فرض کی ہیں۔'' اس نے کہا: کیا مجھ پر ان سے پہلے یا اِن کے بعد بھی کوئی نماز فرض ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں پر پانچ نمازیں فرض کی ہیں۔'' تین دفعہ ارشاد فرمایا، پھر اس بندے نے کہا: اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ مین میری جان ہے! نہ میں ان میں کسی چیز کی زیادتی کروں گا اور نہ کمی، آپ ﷺ نے فرمایا: ''اگر یہ سچا ہے تو جنت میں داخل ہو جائے گا۔''

(۱۰۰۳)۔عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: فُرِضَ عَلَى نَبِيِّكُمْ خَمْسُوْنَ صَلَاةً، فَسَأَلَ رَبَّهُ

سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: تمہارے نبی پر پچاس نمازیں فرض کی گئی تھیں، پھر انھوں نے

(۱۰۰۲) تخريج: اسناده صحيح۔ أخرجه النسائي: ۱/ ۲۲۸ (انظر: ۱۳۸۱۵)
(۱۰۰۳) تخريج: صحيح لغيره۔ أخرجه ابن ماجه: ۱۴۰۰، وأخرج نحوه ابوداود: ۲۴۷ (انظر: ۲۸۹۱)

عَزَّوَجَلَّ فَجَعَلَهَا خَمْسًا۔ (مسند أحمد: ٢٨٩١)

اپنے ربّ سے سوال کیا، پس اس نے ان کو پانچ کر دیا۔

(١٠٠٤)۔ (وَعَنْهُ مِنْ طَرِيْقٍ آخَرَ)۔ أُمِرَ نَبِيُّكُمْ بِخَمْسِيْنَ صَلَاةً، فَذَكَرَ الْحَدِيْثَ۔ (مسند أحمد: ٢٨٩٢)

(دوسری سند) تمہارے نبی کو پچاس نمازوں کا حکم دیا گیا،......۔

(١٠٠٥)۔ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ (مِنْ حَدِيْثٍ طَوِيْلٍ عَنْ أُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ سَيَأْتِيْ بِتَمَامِهِ فِيْ الْإِسْرَاءِ) قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((فَرَضَ اللّٰهُ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى عَلٰى أُمَّتِيْ خَمْسِيْنَ صَلَاةً، قَالَ: فَرَجَعْتُ بِذٰلِكَ حَتّٰى أَمُرَّ عَلٰى مُوْسٰى عَلَيْهِ السَّلَامُ، فَقَالَ: مَا ذَا فَرَضَ رَبُّكَ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى عَلٰى أُمَّتِكَ؟ قُلْتُ: فَرَضَ عَلَيْهِمْ خَمْسِيْنَ صَلَاةً، فَقَالَ لَهُ مُوْسٰى عَلَيْهِ السَّلَامُ: رَاجِعْ رَبَّكَ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى، فَإِنَّ أُمَّتَكَ لَا تُطِيْقُ ذٰلِكَ، قَالَ: فَرَاجَعْتُ رَبِّيْ عَزَّوَجَلَّ فَوَضَعَ شَطْرَهَا فَرَجَعْتُ إِلٰى مُوْسٰى فَأَخْبَرْتُهُ، فَقَالَ: رَاجِعْ رَبَّكَ فَإِنَّ أُمَّتَكَ لَا تُطِيْقُ ذٰلِكَ، قَالَ: فَرَاجَعْتُ رَبِّيْ، فَقَالَ: هِيَ خَمْسٌ وَهِيَ خَمْسُوْنَ، لَا يُبَدَّلُ الْقَوْلُ لَدَيَّ۔)) (مسند أحمد: ٢١٦١٢)

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے (یہ ایک طویل حدیث ہے، سیدنا ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، یہ پوری حدیث ''اسراء'' میں آئے گی، اس مقام پر یہ حصہ جو آگے آ رہا ہے، مطلوب ہے:) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ میری امت پر پچاس نمازیں فرض کیں، پس میں یہ چیزیں لے کر لوٹ پڑا، جب میں موسیٰ علیہ السلام کے پاس سے گزرا تو انھوں نے کہا: تیرے ربّ نے تیری امت پر کیا کچھ فرض کیا ہے؟ میں نے کہا: جی اُن پر پچاس نمازیں فرض کی ہیں، یہ سن کر موسیٰ علیہ السلام نے کہا: اپنے ربّ سے بات کرو، تیری امت اس عمل کی طاقت نہیں رکھے گی، پس میں نے اپنے ربّ سے بات کی تو اللہ تعالیٰ نے آدھی نمازیں معاف کر دیں، پھر میں موسیٰ علیہ السلام کی طرف لوٹا اور ان کو بتایا، لیکن انھوں نے پھر کہا: اپنے ربّ سے پھر بات کرو کیونکہ تمہاری امت اتنی نمازوں کی طاقت نہیں رکھے گی، پس میں نے اپنے ربّ سے پھر بات کی تو اللہ تعالیٰ نے کہا: یہ پانچ ہیں اور یہ پچاس ہیں، میرے ہاں قول تبدیل نہیں کیا جاتا۔''

(١٠٠٦)۔ عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا قَالَتْ: فُرِضَتِ الصَّلَاةُ رَكْعَتَيْنِ فَزَادَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فِيْ

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے، وہ کہتی ہیں: نماز دو دو رکعتیں فرض ہوئی، پھر رسول اللہ ﷺ نے حضر کی نماز میں اضافہ کر

(١٠٠٤) تخريج: انظر الحديث بالطريق الاول

(١٠٠٥) تخريج: أخرجه البخاري: ٣٤٩، ومسلم: ١٦٣ (انظر: ٢١٢٨٨)

(١٠٠٦) تخريج: اسناده ضعيف بهذه السياقة، اسامة بن زيد الليثي مختلف فيه، وقد تفرد بها، وهو ممن لايحتمل تفرده (انظر: ٢٥٩٦٧)

صَلَاةِ الْحَضَرِ وَتَرَكَ صَلَاةَ السَّفَرِ فِيْ نَحْوِهَا۔ (مسند أحمد: ٢٦٤٩٤)

دیا اور سفری نماز کو اسی طرح رہنے دیا۔

فوائد: ...... اس موضوع پر سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی حدیث یہ ہے، وہ کہتی ہیں: فُرِضَتِ الصَّلَاةُ رَكْعَتَيْنِ رَكْعَتَيْنِ فِي الْحَضَرِ وَالسَّفَرِ، فَأُقِرَّتْ صَلَاةُ السَّفَرِ وَزِيْدَ فِي الْحَضَرِ۔ ...... حضر و سفر کی نماز دو دو رکعتیں فرض ہوئی تھی، پھر اس (مقدار) کو سفری نماز قرار دیا گیا اور حضر کی نماز میں اضافہ کر دیا گیا۔

(صحیح بخاری: ٣٥٠، صحیح مسلم: ٦٨٥)

(١٠٠٧)۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہ إِنَّ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ فَرَضَ الصَّلَاةَ عَلٰى لِسَانِ نَبِيِّكُمْ عَلَى الْمُقِيْمِ أَرْبَعًا وَعَلَى الْمُسَافِرِ رَكْعَتَيْنِ وَعَلَى الْخَائِفِ رَكْعَةً۔ (مسند أحمد: ٢١٢٤)

سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے تمہارے نبی کی زبان کے مطابق مقیم پر نماز کی چار، مسافر پر دو اور ڈرنے والے پر ایک رکعت فرض کی۔

(١٠٠٨)۔ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہ قَالَ: كَانَتِ الصَّلَاةُ خَمْسِيْنَ، وَالْغُسْلُ مِنَ الْجَنَابَةِ سَبْعَ مِرَارٍ، وَالْغَسْلُ مِنَ الْبَوْلِ سَبْعَ مِرَارٍ، فَلَمْ يَزَلْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَسْأَلُ حَتّٰى جُعِلَتِ الصَّلَاةُ خَمْسًا وَالْغُسْلُ مِنَ الْجَنَابَةِ مَرَّةً وَالْغَسْلُ مِنَ الْبَوْلِ مَرَّةً۔ (مسند أحمد: ٥٨٨٤)

سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: نمازیں پچاس تھیں، غسلِ جنابت بھی سات دفعہ تھا اور پیشاب کو دھونا بھی سات بار تھا، پس رسول اللہ ﷺ سوال کرتے رہے، یہاں تک کہ پانچ نمازیں، ایک بار غسل جنابت اور ایک بار پیشاب کے دھونے کو مشروع قرار دیا گیا۔

فوائد: ...... ابوداود میں یہ الفاظ ہیں: ((غَسْلُ الْبَوْلِ مِنَ الثَّوْبِ.)) ''یعنی پیشاب والے کپڑے کو دھونا۔'' (عبداللہ رفیق)

بَابٌ فِيْ فَضْلِ الصَّلَوَاتِ الْخَمْسِ وَأَنَّهَا مُكَفِّرَةٌ لِلذُّنُوْبِ
پانچ نمازوں کی فضیلت کا بیان اور اس چیز کا بیان کہ یہ گناہوں کا کفارہ بنتی ہیں

(١٠٠٩)۔ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اَلصَّلَوَاتُ الْخَمْسُ

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''پانچ نمازیں، جمعہ دوسرے جمعہ تک اور رمضان

(١٠٠٧) تخريج: أخرجه مسلم: ٦٨٧ (انظر: ٢١٢٤)

(١٠٠٨) تخريج: اسناده ضعيف لضعف ايوب بن جابر اليمامي وعبدُ الله بنُ عصمة مختلف فيه۔ أخرجه ابوداود: ٢٤٧ (انظر: ٥٨٨٤)

(١٠٠٩) تخريج: أخرجه مسلم: ٢٣٣ (انظر: ٩١٩٧)

وَالْجُمُعَةُ إِلَى الْجُمُعَةِ وَرَمَضَانُ إِلَى رَمَضَانَ مُكَفِّرَاتٌ لِمَا بَيْنَهُنَّ، مَا اجْتُنِبَتِ الْكَبَائِرُ۔)) (مسند أحمد: ۹۱۸٦)

دوسرے رمضان تک اپنے درمیان والے گناہوں کا کفارہ بنتے ہیں، جب تک بڑے گناہوں سے اجتناب کیا جائے۔''

فوائد: ......معلوم ہوتا ہے کہ مذکورہ نیکی کے کام اس شرط کے ساتھ گناہوں کا کفارہ ہیں کہ کبائر سے دور رہا جائے۔ گویا اگر کوئی بڑے گناہوں سے نہیں بچتا تو اس کے لیے صغائر معاف کیے جانے کا کوئی وعدہ نہیں۔ اس سے یہ بھی واضح ہوا کہ مذکورہ نیکیوں سے صغائر ہی معاف ہوں گے، کبائر نہیں۔ کبائر کی معافی کے لیے توبہ کرنی ہوگی۔ (عبداللہ رفیق)

(۱۰۱۰)۔ وَعَنْهُ أَيْضًا عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((اَلصَّلَاةُ إِلَى الصَّلَاةِ الَّتِيْ قَبْلَهَا كَفَّارَةٌ، وَالْجُمُعَةُ إِلَى الْجُمُعَةِ الَّتِيْ قَبْلَهَا كَفَّارَةٌ، وَالشَّهْرُ إِلَى الشَّهْرِ الَّذِيْ قَبْلَهُ كَفَّارَةٌ إِلَّا مِنْ ثَلَاثٍ۔)) قَالَ: فَعَرَفْنَا أَنَّهُ أَمْرٌ حَدَثَ، ((إِلَّا مِنَ الشِّرْكِ بِاللّٰهِ وَنَكْثِ الصَّفْقَةِ وَتَرْكِ السُّنَّةِ۔)) قَالَ: ((أَمَّا نَكْثُ الصَّفْقَةِ فَأَنْ تُعْطِيَ رَجُلًا بَيْعَتَكَ ثُمَّ تُقَاتِلَهُ بِسَيْفِكَ، وَأَمَّا تَرْكُ السُّنَّةِ فَالْخُرُوْجُ مِنَ الْجَمَاعَةِ۔)) (مسند أحمد: ۱۰۵۸٤)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''نماز پچھلی نماز تک کفارہ ہے، جمعہ پچھلے جمعہ تک کفارہ ہے اور ماہِ رمضان پچھلے مہینے تک کفارہ ہے، مگر تین گناہوں سے۔'' ہم نے پہچان لیا کہ کوئی نئی صورتِ حال واقع ہوئی ہے، ''مگر اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک کرنا، معاہدے کو توڑنا اور سنت کو ترک کرنا۔'' پھر آپ ﷺ نے فرمایا: ''معاہدے کو توڑنا یہ ہے کہ تو کسی آدمی سے عہد و پیمان کرے، لیکن پھر تو تلوار کے ساتھ اس کے ساتھ لڑنا شروع کر دے، اور سنت کو ترک کرنے سے مراد جماعت سے خارج ہونا ہے۔''

(۱۰۱۱)۔ عَنْ أَبِيْ عُثْمَانَ قَالَ: كُنْتُ مَعَ سَلْمَانَ الْفَارِسِيِّ رضی اللہ عنہ تَحْتَ شَجَرَةٍ وَأَخَذَ مِنْهَا غُصْنًا يَابِسًا فَهَزَّهُ حَتّٰى تَحَاتَّ وَرَقُهُ، ثُمَّ قَالَ: يَا أَبَا عُثْمَانَ! أَلَا تَسْأَلُنِيْ لِمَ أَفْعَلُ هٰذَا؟ قُلْتُ: وَلِمَ تَفْعَلُهُ؟ قَالَ: هٰكَذَا فَعَلَ بِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَأَنَا مَعَهُ تَحْتَ شَجَرَةٍ

ابوعثمان کہتے ہیں: میں سیدنا سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کے ساتھ ایک درخت کے نیچے تھا، انھوں نے اس کی خشک ٹہنی کو پکڑا اور اس کو ہلایا، یہاں تک کہ اس کے پتے گر گئے، پھر کہا: اے ابوعثمان! کیا تم مجھ سے یہ سوال نہیں کرتے کہ میں نے ایسے کیوں کیا ہے؟ میں نے کہا: جی آپ نے ایسے کیوں کیا ہے؟ انھوں نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے ہمارے ساتھ ایسے کیا تھا، جبکہ

(۱۰۱۰) تخريج: صحيح دون قوله: "الا من ثلاث......" واسناده ضعيف لجهالة الرجل الانصارى الرواى عن ابى هريرة۔ أخرجه الحاكم: ۱/ ۱۱۹ (انظر: ۱۰۵۷٦)

(۱۰۱۱) تخريج: حسن لغيره۔ أخرجه بتمامه ومختصرا الطيالسى: ٦٥٢، وابن ابى شيبة: ۱/ ۷، والدارمى: ۷۱۹، والطبرانى فى "الكبير": ٦۱۵۱ (انظر: ۲۳۷۰۷)

فَأَخَذَ مِنْهَا غُصْنًا يَابِسًا فَهَزَّهُ حَتّٰى تَحَاتَّ وَرَقُهُ، فَقَالَ: يَا سَلْمَانُ! أَلَا تَسْأَلُنِي لِمَ أَفْعَلُ هٰذَا؟ قُلْتُ: وَلِمَ تَفْعَلُهُ؟ قَالَ: ((اِنَّ الْمُسْلِمَ إِذَا تَوَضَّأَ فَأَحْسَنَ الْوُضُوْءَ ثُمَّ صَلَّى الصَّلَوَاتِ الْخَمْسَ تَحَاتَتْ خَطَايَاهُ كَمَا يَتَحَاتُّ هٰذَا الْوَرَقُ، وَقَالَ: ﴿وَأَقِمِ الصَّلَاةَ طَرَفَيِ النَّهَارِ وَزُلَفًا مِنَ اللَّيْلِ، اِنَّ الْحَسَنَاتِ يُذْهِبْنَ السَّيِّئَاتِ، ذٰلِكَ ذِكْرٰى لِلذَّاكِرِيْنَ﴾۔ (مسند أحمد: ٢٤١٠٨)

میں آپ ﷺ کے ساتھ ایک درخت کے نیچے تھا، آپ ﷺ نے خشک شاخ کو پکڑ کر ہلایا، یہاں تک کہ اس کے پتے گر گئے، پھر آپ ﷺ نے مجھے فرمایا: ''سلمان! کیا تم مجھ سے سوال نہیں کرو گے کہ میں نے ایسے کیوں کیا ہے؟ میں نے کہا: جی آپ ﷺ نے ایسے کیوں کیا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: بیشک مسلمان جب وضو کرتا ہے اور اچھا وضو کرتا ہے، پھر پانچ نمازیں ادا کرتا ہے تو اس کے گناہ اس طرح گر جاتے ہیں، جیسے یہ پتے گر جاتے ہیں، اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ''دن کے دونوں کناروں میں نماز قائم کر اور رات کی کئی ساعتوں میں بھی، یقیناً نیکیاں برائیوں کو دور کر دیتی ہیں، یہ نصیحت ہے نصیحت پکڑنے والوں کے لیے۔'' (سورۂ ہود: ۱۱۴)

(١٠١٢)۔ عَنْ أَبِي ذَرٍّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ خَرَجَ زَمَنَ الشِّتَاءِ وَالْوَرَقُ يَتَهَافَتُ فَأَخَذَ بِغُصْنَيْنِ مِنْ شَجَرَةٍ، قَالَ: فَجَعَلَ ذٰلِكَ الْوَرَقُ يَتَهَافَتُ، قَالَ: فَقَالَ: ((يَا أَبَا ذَرٍّ!)) قُلْتُ: لَبَّيْكَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! قَالَ: ((اِنَّ الْعَبْدَ الْمُسْلِمَ لَيُصَلِّي الصَّلَاةَ يُرِيْدُ بِهَا وَجْهَ اللّٰهِ تَعَالٰى فَتَهَافَتُ عَنْهُ ذُنُوْبُهُ كَمَا يَتَهَافَتُ هٰذَا الْوَرَقُ عَنْ هٰذِهِ الشَّجَرَةِ)) (مسند أحمد: ٢١٨٨٩)

سیدنا ابوذر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ سردیوں کے موسم میں نکلے، جبکہ پتے گر رہے تھے، آپ ﷺ نے ایک درخت کی دو شاخیں پکڑیں اور ان سے پتے جھڑنا شروع ہو گئے، آپ ﷺ نے فرمایا: ''اے ابوذر!)) میں نے کہا: جی اے اللہ کے رسول! میں حاضر ہوں، آپ ﷺ نے فرمایا: ''بیشک مسلمان بندہ جب نماز ادا کرتا ہے، جبکہ اس کا مقصد اللہ تعالیٰ کا چہرہ ہو تو اس سے اس کے گناہ اس طرح گرتے ہیں، جیسے اس درخت سے یہ پتے گر رہے ہیں۔

(١٠١٣)۔ عَنِ الْحَارِثِ مَوْلٰى عُثْمَانَ (بْنِ عَفَّانَ) رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: جَلَسَ عُثْمَانُ يَوْمًا وَجَلَسْنَا مَعَهُ فَجَائَهُ الْمُؤَذِّنُ فَدَعَا بِمَاءٍ فِي إِنَاءٍ أَظُنُّهُ سَيَكُوْنُ فِيهِ مُدٌّ فَتَوَضَّأَ ثُمَّ قَالَ:

مولائے عثمان حارث کہتے ہیں: ایک دن سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ بیٹھے ہوئے تھے، ہم بھی اُن کے اردگرد بیٹھ گئے، جب مؤذن آیا تو انھوں نے ایک برتن میں پانی منگوایا، میرا خیال ہے کہ وہ ایک مُدّ پانی ہوگا، پس انھوں نے وضو کیا اور کہا: میں نے رسول اللہ

(١٠١٢) تخريج: حسن لغيره (انظر: ٢١٥٥٦)

(١٠١٣) تخريج: اسناده حسن۔ أخرجه البزار: ٤٠٥ وابويعلى (انظر: ٥١٣)

رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَتَوَضَّأُ وُضُوْئِي هٰذَا، ثُمَّ قَالَ: ((وَمَنْ تَوَضَّأَ وُضُوْئِي ثُمَّ قَامَ فَصَلّٰى صَلَاةَ الظُّهْرِ غُفِرَ لَهُ مَا كَانَ بَيْنَهَا وَبَيْنَ الصُّبْحِ، ثُمَّ صَلَّى الْعَصْرَ غُفِرَ لَهُ مَا بَيْنَهَا وَبَيْنَ صَلَاةِ الظُّهْرِ، ثُمَّ صَلَّى الْمَغْرِبَ غُفِرَ لَهُ مَا بَيْنَهَا وَبَيْنَ صَلَاةِ الْعَصْرِ، ثُمَّ صَلَّى الْعِشَاءَ غُفِرَ لَهُ مَا بَيْنَهَا وَبَيْنَ صَلَاةِ الْمَغْرِبِ ثُمَّ لَعَلَّهُ أَنْ يَبِيْتَ يَتَمَرَّغُ لَيْلَتَهُ ثُمَّ إِنْ قَامَ فَتَوَضَّأَ وَصَلَّى الصُّبْحَ غُفِرَ لَهُ مَا بَيْنَهَا وَبَيْنَ صَلَاةِ الْعِشَاءِ، وَهُنَّ الْحَسَنَاتُ يُذْهِبْنَ السَّيِّئَاتِ۔)) قَالُوْا: هٰذِهِ الْحَسَنَاتُ فَمَا الْبَاقِيَاتُ يَا عُثْمَانُ؟ قَالَ: هُنَّ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَسُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَاللّٰهُ أَكْبَرُ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ۔ (مسند أحمد: ٥١٣)

ﷺ کو دیکھا کہ آپ ﷺ نے میرے وضو کی طرح وضو کیا اور فرمایا: ''جس نے میری وضو کی طرح وضو کیا اور پھر کھڑا ہوا اور نمازِ ظہر ادا کی، اس کے وہ گناہ بخش دیئے جائیں گے جو اِس ظہر اور فجر کے درمیان ہوں گے، پھر جب وہ عصر کی نماز پڑھے گا تو عصر اور ظہر کے درمیان والے گناہ معاف کر دیئے جائیں گے، جب وہ مغرب پڑھے گا تو اِس نماز اور عصر کی نماز کے درمیان والے گنا بخش دیئے جائیں گے، جب وہ عشا پڑھے گا تو عشا اور مغرب کے درمیان والے گناہ بخش دیئے جائیں گے، پھر ممکن ہے کہ وہ رات گزارے اور الٹ پلٹ ہوتا رہے، پھر جب اٹھے گا اور وضو کر کے نمازِ فجر ادا کرے گا تو اِس نماز اور عشا کی نماز کے درمیان کے گناہ بخش دیئے جائیں، یہ نیکیاں ہیں، جو برائیوں کو مٹا دیتی ہیں۔'' لوگوں نے کہا: یہ تو نیکیاں ہیں، باقی رہنے والی چیزیں کون سی ہیں، اے عثمان!؟ انھوں نے کیا: ''وہ یہ اذکار ہیں: لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ، سُبْحَانَ اللّٰهِ، اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ، اَللّٰهُ أَكْبَرُ، لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ۔

(١٠١٤)۔ عَنْ حُمْرَانَ قَالَ: كَانَ عُثْمَانُ رضی اللہ عنہ يَغْتَسِلُ كُلَّ يَوْمٍ مَرَّةً مِنْ مُنْذُ أَسْلَمَ فَوَضَعْتُ وَضُوْءًا لَهُ ذَاتَ يَوْمٍ لِلصَّلٰوةِ، فَلَمَّا تَوَضَّأَ قَالَ: إِنِّي أَرَدْتُ أَنْ أُحَدِّثَكُمْ بِحَدِيْثٍ سَمِعْتُهُ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ ثُمَّ قَالَ: بَدَا لِيْ أَنْ لَا أُحَدِّثُكُمُوْهُ، فَقَالَ الْحَكَمُ بْنُ الْعَاصِ: يَا أَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ! إِنْ كَانَ خَيْرًا فَنَأْخُذُ بِهِ أَوْ شَرًّا فَنَتَّقِيْهِ، قَالَ: فَقَالَ: فَإِنِّيْ مُحَدِّثُكُمْ بِهِ، تَوَضَّأَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ هٰذَا الْوُضُوْءَ ثُمَّ قَالَ: ((مَنْ تَوَضَّأَ

حمران کہتے ہیں: سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ قبولیتِ اسلام کے بعد ہر روز غسل کرتے تھے، ایک دن میں نے ان کے لیے نماز کے لیے وضو کا پانی رکھا، پس جب انھوں نے وضو کیا تو کہا: میں نے تم کو رسول اللہ ﷺ سے سنی ہوئی ایک حدیث بیان کرنے کا ارادہ کیا تھا، لیکن پھر مجھے خیال آیا کہ میں وہ تم کو بیان نہیں کروں گا۔ حکم بن عاص نے کہا: اے امیر المؤمنین! اگر وہ بھلائی پر مشتمل ہوگی تو ہم اس پر عمل کریں گے اور اگر اس میں کسی شرّ کا تعین کیا گیا تو ہم اس سے بچیں گے، یہ سن کر سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ نے کہا: ٹھیک ہے، میں تم لوگوں کو بیان کر دیتا ہوں، رسول اللہ ﷺ نے اس وضو کی طرف وضو کیا اور پھر فرمایا:

(١٠١٤) تخريج: صحيح لغيره۔ أخرجه بنحوه مسلم: ٢٢٨ (انظر: ٤٨٤)

هٰـذَا الْوُضُوْءَ فَأَحْسَنَ الْوُضُوْءَ ثُمَّ قَامَ اِلَى الصَّلٰوةِ فَأَتَمَّ رُكُوْعَهَا وَسُجُوْدَهَا كَفَرَّت عَنْهُ مَا بَيْنَهَا وَبَيْنَ الصَّلٰوةِ الْأُخْرٰى مَالَمْ يُصِبْ مَقْتَلَةً۔)) يَعْنِيْ كَبِيْرَةً۔ (مسند أحمد: ٤٨٤)

''جس نے اس وضو کے مطابق وضو کیا اور اچھا وضو کیا، پھر نماز کے لیے کھڑا ہوا اور رکوع و سجود کو مکمل کیا، تو یہ نماز اپنے اور سابقہ نماز کے درمیان والے گناہوں کا کفارہ بن جائے گی، جب تک تباہ کرنے والے (یعنی کبیرہ) گناہ سے بچا جائے گا۔''

(١٠١٥)۔ عَنْ عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَنْ أَتَمَّ الْوُضُوْءَ كَمَا أَمَرَهُ اللّٰهُ فَالصَّلَوَاتُ الْمَكْتُوْبَاتُ كَفَّارَاتٌ لِمَا بَيْنَهُنَّ)) (مسند أحمد: ٤٠٦)

سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس نے اللہ تعالیٰ کے حکم کے مطابق وضو مکمل کیا تو فرضی نمازیں اپنے مابین ہونے والے گناہوں کا کفارہ بننے والی ہیں۔''

(١٠١٦)۔ وَعَنْهُ أَيْضًا قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: (أَرَأَيْتَ لَوْ كَانَ بِفِنَاءِ أَحَدِكُمْ نَهْرٌ يَجْرِيْ يَغْتَسِلُ مِنْهُ كُلَّ يَوْمٍ خَمْسَ مَرَّاتٍ مَا كَانَ يَبْقٰى مِنْ دَرَنِهِ۔)) قَالُوْا: لَا شَيْءَ، قَالَ: ((اِنَّ الصَّلٰوةَ تُذْهِبُ الذُّنُوْبَ كَمَا يُذْهِبُ الْمَاءُ الدَّرَنَ۔)) (مسند أحمد: ٥١٨)

سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اس کے بارے میں تمہارا کیا خیال ہے کہ اگر تم میں سے کسی کے گھر کے صحن میں جاری نہر ہو اور وہ اس میں ہر روز پانچ دفعہ غسل کرتا ہو، کیا اس کی میل کچیل باقی رہے گی؟'' انھوں نے کہا: جی کچھ بھی باقی نہیں رہے گی، آپ ﷺ نے فرمایا: ''نماز بھی گناہوں کو اس طرح ختم کر دیتی ہے، جیسے پانی میل کو ختم کر دیتا ہے۔''

(١٠١٧)۔ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ أَنَّهُ سَمِعَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: (أَرَأَيْتُمْ لَوْ أَنَّ نَهْرًا بِبَابِ أَحَدِكُمْ يَغْتَسِلُ مِنْهُ كُلَّ يَوْمٍ خَمْسَ مَرَّاتٍ مَا تَقُوْلُوْنَ هَلْ يَبْقٰى مِنْ دَرَنِهِ؟)) قَالُوْا: لَا يَبْقٰى مِنْ دَرَنِهِ شَيْءٌ، قَالَ: ((ذَاكَ مِثْلُ الصَّلَوَاتِ الْخَمْسِ يَمْحُوْ اللّٰهُ بِهَا الْخَطَايَا)۔ (مسند أحمد: ٨٩١١)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اس کے بارے میں تمہارا کیا خیال ہے کہ اگر کسی کے دروازے کے پاس نہر ہو اور وہ اس میں روزانہ پانچ بار غسل کرتا ہو، کیا اس کی میل باقی رہے گی؟'' لوگوں نے کہا: اس کی میل میں سے کچھ بھی باقی نہیں رہے گی۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''پانچ نمازوں کی بھی یہی مثال ہے، اللہ تعالیٰ ان کے ذریعے گناہوں کو مٹا دیتا ہے۔''

(١٠١٥) تخريج: أخرجه مسلم: ٢٣١ (انظر: ٤٠٦)

(١٠١٦) تخريجه: اسناده صحيح۔ أخرجه ابن ماجه: ١٣٩٧ (انظر: ٥١٨)

(١٠١٧) تخريج: أخرجه البخاري: ٥٢٨، ومسلم: ٦٦٧ (انظر: ٨٩٢٤)

(١٠١٨)۔عَنْ عَامِرِ بْنِ سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ قَالَ: سَمِعْتُ سَعْدًا وَنَاسًا مِنْ أَصْحَابِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُوْنَ: كَانَ رَجُلَانِ أَخَوَانِ مِنْ عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَكَانَ أَحَدُهُمَا أَفْضَلَ مِنَ الْآخَرِ، فَتُوُفِّيَ الَّذِيْ هُوَ أَفْضَلُهُمَا ثُمَّ عُمِّرَ الْآخَرُ بَعْدَهُ أَرْبَعِيْنَ لَيْلَةً ثُمَّ تُوُفِّيَ فَذُكِرَ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَضْلُ الْأَوَّلِ عَلَى الْآخَرِ، فَقَالَ: ((أَلَمْ يَكُنْ يُصَلِّيْ؟)) فَقَالُوْا: بَلٰى يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! فَكَانَ لَا بَأْسَ بِهِ، فَقَالَ: ((مَا يُدْرِيكُمْ مَاذَا بَلَغَتْ بِهِ صَلَاتُهُ۔)) ثُمَّ قَالَ عِنْدَ ذٰلِكَ: ((إِنَّمَا مَثَلُ الصَّلَاةِ كَمَثَلِ نَهْرٍ جَارٍ غَمْرٍ عَذْبٍ بِبَابِ أَحَدِكُمْ يَقْتَحِمُ فِيْهِ كُلَّ يَوْمٍ خَمْسَ مَرَّاتٍ فَمَا تُرَوْنَ يُبْقِيْ مِنْ دَرَنِهِ۔)) (مسند أحمد: ١٥٣٤)

عامر بن سعد بن ابی وقاص سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: میں نے سیدنا سعد رضی اللہ عنہ اور صحابۂ کرام میں کچھ مزید لوگوں سے بھی سنا، وہ کہتے تھے: رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں دو آدمی بھائی تھے اور ان میں سے ایک دوسرے سے افضل تھا اور وہ فوت ہو گیا، جو زیادہ فضیلت والا تھا، اس کے بعد دوسرا بھائی مزید چالیس دنوں تک زندہ رہا اور پھر فوت ہو گیا، لیکن جب رسول اللہ ﷺ کے لیے پہلے فوت ہونے والی کی دوسرے پر فضیلت کو ذکر کیا گیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''کیا دوسرے نے (چالیس روز) نمازیں نہیں پڑھیں؟'' صحابہ نے کہا: جی کیوں نہیں، اے اللہ کے رسول! اس پر کوئی اعتراض نہیں (یعنی وہ بھی آدمی اچھا ہی تھا)، آپ ﷺ نے فرمایا: ''تمہیں کیا علم کہ اس کی ان نمازوں نے اس کو کہاں تک پہنچا دیا ہے۔'' پھر آپ ﷺ نے فرمایا: ''نماز کی مثال اس جاری نہر کی سی ہے، جو ڈوبنے کے بقدر گہری ہو، میٹھے پانی کی ہو اور تم میں سے کسی کے دروازے کے پاس ہو اور وہ روزانہ اس میں پانچ دفعہ گھستا ہو (یعنی اس میں داخل ہو کر نہاتا ہو)، تمہارا کیا خیال ہے کہ وہ اس کی کوئی میل کچیل باقی چھوڑے گی؟''

(١٠١٩)۔عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((مَثَلُ الصَّلَوَاتِ الْخَمْسِ كَمَثَلِ نَهْرٍ جَارٍ غَمْرٍ عَلَى بَابِ أَحَدِكُمْ يَغْتَسِلُ مِنْهُ كُلَّ يَوْمٍ خَمْسَ مَرَّاتٍ۔)) (مسند أحمد: ١٤٤٦١)

سیدنا جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''پانچ نمازوں کی مثال اس نہر کی سی ہے، جو چل رہی ہو، ڈوبنے کے بقدر گہری ہو اور تم میں سے کسی کے دروازے پر ہو اور وہ اس میں روزانہ پانچ بار نہاتا ہو۔''

(١٠١٨) تخريج: اسناده قوی علی شرط مسلم۔ أخرجه ابن خزيمة: ٣١٠، والحاكم: ١/ ٢٠٠ (انظر: ١٥٣٤)
(١٠١٩) تخريج: أخرجه مسلم: ٦٦٨ (انظر: ١٤٤٠٨)

(۱۰۲۰)۔ عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((مَنْ جَعَلَ لِلّٰهِ نِدًّا جَعَلَهُ اللّٰهُ فِي النَّارِ۔)) وَقَالَ: وَأُخْرٰى أَقُوْلُهَا لَمْ أَسْمَعْهَا مِنْهُ، مَنْ مَاتَ لَا يَجْعَلُ لِلّٰهِ نِدًّا أَدْخَلَهُ الْجَنَّةَ، وَإِنَّ هٰذِهِ الصَّلَوَاتِ كَفَّارَاتٌ لِمَا بَيْنَهُنَّ مَا اجْتُنِبَ الْمَقْتَلُ۔ (مسند أحمد: ۳۸۱۱)

سیدنا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: میں نے سنا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس نے اللہ تعالیٰ کا کوئی شریک بنایا، اللہ تعالیٰ اس کو جہنم میں ڈال دے گا۔'' پھر سیدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا: دوسری بات میں خود کہہ رہا ہوں، میں نے یہ آپ ﷺ سے نہیں سنی ہے: جو آدمی اس حال میں مرتا ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کا کوئی شریک نہیں بناتا تو وہ اس کو جنت میں داخل کرے گا اور یقیناً یہ نمازیں اپنے درمیان والے گناہوں کا کفارہ بنتی ہیں، جب تک تباہ کرنے والے (یعنی کبیرہ) گناہ سے بچا جائے گا۔

(۱۰۲۱)۔ عَنْ أَبِي أُمَامَةَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَا مِنِ امْرِیءٍ مُسْلِمٍ تَحْضُرُهُ صَلَاةٌ مَكْتُوْبَةٌ فَيَقُوْمُ فَيَتَوَضَّأُ فَيُحْسِنُ الْوُضُوْءَ وَيُصَلِّيْ فَيُحْسِنُ الصَّلَاةَ إِلَّا غَفَرَ اللّٰهُ لَهُ بِهَا مَاكَانَ بَيْنَهَا وَبَيْنَ الصَّلَاةِ الَّتِيْ كَانَتْ قَبْلَهَا مِنْ ذُنُوْبِهِ، ثُمَّ يَحْضُرُ صَلَاةً مَكْتُوْبَةً فَيُصَلِّيْ فَيُحْسِنُ الصَّلٰوةَ إِلَّا غُفِرَ لَهُ مَا بَيْنَهَا وَبَيْنَ الصَّلٰوةِ الَّتِيْ كَانَتْ قَبْلَهَا مِنْ ذُنُوْبِهِ، ثُمَّ يَحْضُرُ صَلَاةً مَكْتُوْبَةً فَيُصَلِّيْ فَيُحْسِنُ الصَّلٰوةَ إِلَّا غُفِرَ لَهُ مَا بَيْنَهَا وَبَيْنَ الصَّلٰوةِ الَّتِيْ كَانَتْ قَبْلَهَا مِنْ ذُنُوْبِهِ)) (مسند أحمد: ۲۲۵۹۲)

سیدنا ابو امامہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس مسلمان کے پاس فرضی نماز کا وقت ہو جاتا ہے، پس وہ کھڑا ہوتا ہے، وضو کرتا ہے اور اچھا وضو کرتا ہے، پھر وہ نماز پڑھتا ہے اور اچھی نماز پڑھتا ہے، اللہ تعالیٰ اس نماز کی وجہ سے اِس نماز اور اس سے پہلے والی نماز کے درمیان والے اس کے گناہ معاف کر دیتا ہے، پھر اگلی فرضی نماز کا وقت ہو جاتا ہے، پس وہ نماز ادا کرتا ہے اور اچھی طرح نماز ادا کرتا ہے، اس سے اُس کے اِس نماز اور اِس سے پہلے والی نماز کے درمیان کے گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں، بعد ازاں اگلی فرضی نماز کا وقت ہو جاتا ہے اور وہ نماز پڑھتا ہے اور اچھی نماز پڑھتا ہے، اِس سے اُس کے اِس نماز سے اِس سے پہلی والی نماز کے درمیان والے گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔''

(۱۰۲۲)۔ عَنْ أَبِي أَيُّوْبَ الْأَنْصَارِيِّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ

سیدنا ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ

(۱۰۲۰) تخریج: صحیح۔ أخرجه ابویعلی: ۵۰۹۰، والطبرانی فی "الکبیر": ۱۰۴۱۶، وفی "الاوسط": ۲۲۳۲ (انظر: ۳۸۱۱)

(۱۰۲۱) صحیح لغیرہ۔ أخرجه ابویعلی، و أخرجه مختصرا الطبرانی فی "الکبیر": ۸۰۳۱ (انظر: ۲۲۲۳۷)

(۱۰۲۲) تخریج: صحیح لغیرہ۔ أخرجه الطبرانی فی "الکبیر": ۳۸۷۹ (انظر: ۲۳۵۰۳)

أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يَقُوْلُ: ((إِنَّ كُلَّ صَلَاةٍ تَحُطُّ مَا بَيْنَ يَدَيْهَا مِنْ خَطِيْئَةٍ۔)) (مسند أحمد: ٢٣٨٩٩)

نے فرمایا: ''بیشک ہر نماز اپنے سے پہلے والے گناہوں کو مٹا دیتی ہے۔''

بَابُ مَا جَاءَ فِي فَضْلِ الصَّلَاةِ مُطْلَقًا
علی الاطلاق نماز کی فضیلت کے بارے میں

(١٠٢٣)۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ ؓ قَالَ: مَا هَجَّرْتُ إِلَّا وَجَدْتُ النَّبِيَّ ﷺ يُصَلِّيْ، قَالَ: فَصَلَّى ثُمَّ قَالَ: أَشْكَنْبْ دَرْدْ، قَالَ: قُلْتُ: لَا، قَالَ: ((قُمْ فَصَلِّ فَإِنَّ فِي الصَّلَاةِ شِفَاءً۔)) (مسند أحمد: ٩٠٥٤)

سیدنا ابو ہریرہ ؓ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: میں جب بھی نماز کے اول میں جاتا تھا کہ تو نبی کریم ﷺ کو نماز پڑھتے ہوئے پاتا تھا، پس آپ ﷺ نے نماز پڑھی اور پھر فرمایا: ''کیا تیرے پیٹ میں درد ہے؟'' میں نے کہا: جی نہیں، آپ ﷺ نے فرمایا: ''تو پھر کھڑا ہو جا اور نماز پڑھ، کیونکہ نماز میں شفا ہے۔''

فوائد: ...... ''أَشْكَنْبْ دَرْدْ'' یہ فارسی زبان کے الفاظ ہیں، جس کے معانی ہیں: کیا تیری پیٹ میں کوئی بیماری ہے۔

(١٠٢٤)۔ وَعَنْهُ أَيْضًا قَالَ: جَاءَ رَجُلٌ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ: إِنَّ فُلَانًا يُصَلِّيْ بِاللَّيْلِ فَإِذَا أَصْبَحَ سَرَقَ، قَالَ: ((إِنَّهُ سَيَنْهَاهُ مَا يَقُوْلُ۔)) (مسند أحمد: ٩٧٧٧)

سیدنا ابو ہریرہ ؓ سے یہ بھی مروی ہے کہ ایک آدمی، نبی کریم ﷺ کے پاس آیا اور اس نے کہا: فلاں آدمی رات کو نماز پڑھتا ہے، لیکن جب صبح ہوتی ہے تو چوری کرنا شروع کر دیتا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''عنقریب یہ نماز والا عمل اس کو ایسا کرنے سے روک دے گا۔''

(١٠٢٥)۔ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ ؓ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِنَّ الشَّيْطَانَ قَدْ أَيِسَ أَنْ يَعْبُدَهُ الْمُصَلُّوْنَ وَلٰكِنْ فِي التَّحْرِيْشِ بَيْنَهُمْ۔)) (مسند أحمد: ١٥٠٠٢)

سیدنا جابر بن عبداللہ انصاری ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''بیشک شیطان اس بات سے نا امید ہو چکا ہے (کہ جزیرۂ عرب میں) نمازی اس کی عبادت کریں، لیکن وہ انھیں آپس میں لڑائی اور فساد پر آمادہ کرتا رہے گا۔''

فوائد: ......بعض شارحین نے کہا: حدیث مبارکہ کا معنی ومفہوم یہ ہے کہ شیطان اس بات سے ناامید ہو چکا ہے

(١٠٢٣) تخريج: اسناده ضعيف، ذوّاد ابو المنذر ضعيف، وكذا ليث بن ابى سليم۔ أخرجه ابن ماجه: ٣٤٥٨(انظر: ٩٠٦٦)

(١٠٢٤) تخريج: اسناده صحيح۔ أخرجه البزار: ٧٢٠، وابن حبان: ٢٥٦٠(انظر: ٩٧٧٨)

(١٠٢٥) تخريج: أخرجه مسلم: ٢٨١٢(انظر: ١٤٩٤٠)

کہ جزیرۂ عرب میں کوئی مؤمن مرتد ہو کر بتوں کی پوجا پاٹ کرنا شروع کر دے اور اپنے شرک کی طرف پلٹ جائے۔ اگر یہ اعتراض کیا جائے کہ مسیلمہ کے اصحاب اور مانعینِ زکوۃ وغیرہ مرتد ہو گئے تھے، تو اس کا جواب یہ دیا جائے گا کہ انھوں نے کسی بت کی عبادت نہیں کی تھی۔ لیکن ملا علی قاری نے کہا: اس حدیث سے تو یہ پتہ چلتا ہے کہ شیطان کی دعوت عام ہے، جو کفر کی تمام انواع پر مشتمل ہے اور صرف بتوں کی عبادت کے ساتھ خاص نہیں ہے، زیادہ بہتر یہ ہے کہ اس حدیث کو اس مفہوم پر محمول کیا جائے کہ نمازی لوگ نماز کی ادائیگی کے ساتھ ساتھ شیطان کی عبادت نہیں کریں گے، جیسا کہ یہودیوں اور عیسائیوں نے کیا تھا۔ (دیکھیں: تحفة الاحوذی: ٣/ ١٢٧) اس حدیث کا دوسرا مفہوم یہ ہے کہ جس طرح نبی کریم ﷺ کی آمد سے پہلے شیطان جزیرۂ عرب میں غالب تھا اور شرک و بدعت عام تھے، دوبارہ وہ اس طرح کا غلبہ نہیں پا سکے گا۔

(١٠٢٦)۔ وَعَنْهُ أَيْضًا قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((مِفْتَاحُ الْجَنَّةِ الصَّلَاةُ وَمِفْتَاحُ الصَّلَاةِ الطُّهُوْرُ)) (مسند أحمد: ١٤٧١٦)

سیدنا جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جنت کی چابی نماز ہے اور نماز کی چابی وضو ہے۔“

(١٠٢٧)۔ عَنْ عُثْمَانَ (بْنِ عَفَّانَ) رضی اللہ عنہ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: ((مَنْ عَلِمَ أَنَّ الصَّلٰوةَ حَقٌّ وَاجِبٌ دَخَلَ الْجَنَّةَ)) (مسند أحمد: ٤٢٣)

سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”جس نے یہ جان لیا کہ نماز حق اور واجب ہے، وہ جنت میں داخل ہوگا۔“

(١٠٢٨)۔ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((حُبِّبَ إِلَيَّ مِنَ الدُّنْيَا النِّسَاءُ وَالطِّيْبُ وَجُعِلَ قُرَّةُ عَيْنِيْ فِي الصَّلٰوةِ۔)) (مسند أحمد: ١٢٣١٩)

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”دنیا میں سے عورتوں اور خوشبو کو میرا محبوب بنا دیا گیا ہے اور میری آنکھوں کی ٹھنڈک نماز کے اندر رکھی گئی ہے۔“

(١٠٢٩)۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہما أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((قَالَ لِيْ جِبْرِيْلُ علیہ السلام: إِنَّهُ قَدْ

سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جبریل علیہ السلام نے مجھے کہا: بیشک نماز کو

(١٠٢٦) تخريج: اسناده ضعيف لضعف سليمان بن قرم وابى يحيى القتات، لكن للشطر الثانى منه شاهدان يقوّيانه۔ أخرجه الترمذى: ٤ (انظر: ١٤٦٦٢)

(١٠٢٧) تخريج: اسناده ضعيف، عبد الملك بن عبيد السدوسى مجهول۔ أخرجه البزار: ٤٣٩، وعبد بن حميد: ٤٩ (انظر: ٤٢٣)

(١٠٢٨) تخريج: اسناده حسن۔ أخرجه النسائى: ٧/ ٦١ (انظر: ١٢٢٩٤)

(١٠٢٩) تخريج: اسناده ضعيف لضعف على بن زيد، ولين يوسف بن مهران۔ أخرجه الطبرانى: ١٢٩٢٩، وعبد بن حميد: ٦٦٦ (انظر: ٢٢٠٥)

حُبِّبَ اِلَيْكَ الصَّلٰوةُ، فَخُذْ مِنْهَا مَا شِئْتَ)) (مسند أحمد: ٢٢٠٥)

آپ کو محبوب قرار دیا گیا ہے، پس اس میں سے جتنی چاہیں، پڑھیں۔''

(١٠٣٠)۔عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: أَتَى النَّبِيَّ ﷺ النُّعْمَانُ بْنُ قَوْقَلٍ فَقَالَ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! اِنْ حَلَّلْتُ الْحَلَالَ وَحَرَّمْتُ الْحَرَامَ وَصَلَّيْتُ الْمَكْتُوْبَاتِ وَلَمْ أَزِدْ عَلَى ذٰلِكَ أَأَدْخُلُ الْجَنَّةَ؟ فَقَالَ لَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((نَعَمْ)) (مسند أحمد: ١٤٤٤٧)

سیدنا جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ کہ سیدنا نعمان بن قوقل رضی اللہ عنہ، نبی کریم ﷺ کے پاس تشریف لائے اور کہا: اے اللہ کے رسول! اگر میں حلال کو حلال سمجھوں، حرام کو حرام سمجھوں اور فرضی نمازیں ادا کرتا رہوں اور اس سے زائد کچھ نہ کروں تو کیا میں جنت میں داخل ہو جاؤں گا؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جی ہاں۔''

(١٠٣١)۔عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ الْحَنَفِيَّةِ قَالَ: دَخَلْتُ مَعَ أَبِيْ عَلَى صِهْرٍ لَنَا مِنَ الْأَنْصَارِ فَحَضَرَتِ الصَّلٰوةُ، فَقَالَ: يَاجَارِيَةُ! ائْتِيْنِيْ بِوَضُوْءٍ لَعَلِّيْ أُصَلِّيْ فَأَسْتَرِيْحَ فَرَآنَا أَنْكَرْنَا ذَاكَ عَلَيْهِ، فَقَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((قُمْ يَا بِلَالُ! فَأَرِحْنَا بِالصَّلٰوةِ۔)) (مسند أحمد: ٢٣٥٤١)

عبد اللہ بن محمد بن حنفیہ کہتے ہیں: میں اپنے باپ کے ساتھ اپنے انصاری سسرال کے پاس گیا، وہاں نماز کا وقت ہو گیا، میرے باپ نے کہا: او بچی! وضو کا پانی لاؤ، تا کہ میں نماز پڑھ کر راحت حاصل کروں، لیکن جب انھوں نے دیکھا کہ ہم ان راحت والے الفاظ کا انکار کر رہے ہیں تو انھوں نے کہا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا تھا: ''بلال! اٹھو اور نماز کے ساتھ مجھے راحت پہنچاؤ۔''

(١٠٣٢)۔عَنْ حُذَيْفَةَ بْنِ الْيَمَانِ ﷺ قَالَ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِذَا حَزَبَهُ أَمْرٌ صَلّٰى۔ (مسند أحمد: ٢٣٦٨٨)

سیدنا حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جب کوئی معاملہ رسول اللہ ﷺ کو غمزدہ کر دیتا تو آپ ﷺ نماز پڑھتے۔

(١٠٣٣)۔عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ ﷺ قَالَتْ: كَانَ مِنْ آخِرِ وَصِيَّةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ: ((اَلصَّلٰوةَ الصَّلٰوةَ وَمَا مَلَكَتْ أَيْمَانُكُمْ۔)) حَتّٰى

سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے، وہ کہتی ہیں: رسول اللہ ﷺ کی آخری وصیت کے یہ الفاظ تھے: ''نماز کو لازم پکڑنا، نماز کو لازم پکڑنا اور اپنے غلاموں کے ساتھ احسان کرنا۔''

(١٠٣٠) تخريج: أخرجه مسلم: ١٥ (انظر: ١٤٣٩٤)

(١٠٣١) تخريج: رجاله ثقات۔ أخرجه ابوداود: ٤٩٨٦ (انظر: ٢٣١٥٤)

(١٠٣٢) تخريج: اسناده ضعيف، محمد بن عبيد الله ابو قدامة مجهول، وعبد العزيز، قال الذهبي: لا يعرف، ومع ذالك وثقه العجلي وابن حبان۔ أخرجه ابوداود: ١٣١٩ (انظر: ٢٣٢٩٩)

(١٠٣٣) تخريج: حديث صحيح لغيره۔ أخرجه النسائي في "الكبرى": ٧٠٩٨، وابويعلى: ٦٩٣٦، والطحاوي في "شرح مشكل الآثار": ٣٢٠٣ (انظر: ٢٦٤٨٣)

جَعَلَ نَبِيُّ اللّٰهِ ﷺ يُلَجْلِجُهَا فِيْ صَدْرِهِ وَمَا يَفِيْضُ بِهَا لِسَانُهُ۔ (مسند أحمد: ٢٧٠١٦)

یہاں تک کہ آپ ﷺ نے ان الفاظ کو سینے میں دوہرانا شروع کر دیا، اور آپ ﷺ کی زبان کو اظہار کرنے کی طاقت نہیں رہی تھی۔

(١٠٣٤)۔ عَنْ عَلِيٍّ ؓ قَالَ: كَانَ آخِرُ كَلَامِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ: ((اَلصَّلَاةَ الصَّلَاةَ، اِتَّقُوْا اللّٰهَ فِيْمَا مَلَكَتْ أَيْمَانُكُمْ۔)) (مسند أحمد: ٥٨٥)

سیدنا علی ؓ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کا آخری کلام یہ تھا: ''نماز کو لازم پکڑنا، نماز کو لازم پکڑنا اور اپنے غلاموں کے بارے میں اللہ تعالیٰ سے ڈر کر رہنا۔''

بَابٌ فِيْ فَضْلِ اِنْتِظَارِ الصَّلٰوةِ وَالسَّعْيِ اِلَى الْمَسَاجِدِ
نماز کے انتظار اور مسجدوں کی طرف جانے کی فضیلت کا بیان

(١٠٣٥)۔ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو (بْنِ الْعَاصِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا) صَلَّيْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ الْمَغْرِبَ فَعَقَّبَ مَنْ عَقَّبَ وَرَجَعَ مَنْ رَجَعَ فَجَاءَ رَسُوْلُ اللّٰهِ وَقَدْ كَادَ يَحْسِرُ ثِيَابَهُ عَنْ رُكْبَتَيْهِ، فَقَالَ: ((أَبْشِرُوْا مَعْشَرَ الْمُسْلِمِيْنَ، هٰذَا رَبُّكُمْ قَدْ فَتَحَ بَابًا مِنْ أَبْوَابِ السَّمَاءِ يُبَاهِيْ بِكُمُ الْمَلَائِكَةَ، يَقُوْلُ: هٰؤُلَاءِ عِبَادِيْ قَضَوْا فَرِيْضَةً وَهُمْ يَنْتَظِرُوْنَ أُخْرٰى)) (مسند أحمد: ٦٧٥٠)

سیدنا عبد اللہ بن عمرو بن عاص ؓ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: ہم نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نمازِ مغرب ادا کی، پس بیٹھنے والے بیٹھ گئے اور واپس جانے والے واپس چلے گئے، پس اچانک رسول اللہ ﷺ تشریف لائے، جبکہ قریب تھا کہ آپ ﷺ اپنے گھٹنوں سے کپڑے اٹھا دیں اور فرمایا: ''مسلمانوں کی جماعت! خوش ہو جاؤ، یہ تمہارا ربّ، اس نے آسمان کے دروازوں میں سے ایک دروازہ کھولا اور تمہاری وجہ سے فرشتوں پر فخر کرتے ہوئے کہا: یہ میری بندے ہیں، ایک فرض ادا کر چکے ہیں اور دوسرے فرض کا انتظار کر رہے ہیں۔''

(١٠٣٦)۔ (وَعَنْهُ مِنْ طَرِيْقٍ آخَرَ بِنَحْوِهِ وَفِيْهِ قَالَ) فَجَاءَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ قَبْلَ أَنْ يَثُوْرَ النَّاسُ لِصَلَاةِ الْعِشَاءِ فَجَاءَ وَقَدْ حَفَزَهُ النَّفَسُ رَافِعًا إِصْبَعَهُ هٰكَذَا وَعَقَدَ تِسْعًا وَعِشْرِيْنَ وَأَشَارَ بِإِصْبَعِهِ السَّبَّابَةِ إِلَى السَّمَاءِ

(دوسری سند) اسی طرح کی روایت ہے، البتہ اس میں ہے: قبل اس کے کہ لوگ نمازِ عشا کے لیے جلدی جلدی جمع ہوں، آپ ﷺ تشریف لائے، جبکہ آپ ﷺ کا سانس پھولا ہوا تھا اور آپ ﷺ نے اپنی انگلی کو اس طرح اٹھایا ہوا تھا، پھر انھوں نے انتیس کی گرہ لگا کر کیفیت کو واضح کیا، اور

(١٠٣٤) تخريج: حديث صحيح۔ أخرجه ابوداود: ٥١٥٦، وابن ماجه: ٢٦٩٨ (انظر: ٥٨٥)
(١٠٣٥) تخريج: اسناده صحيح على شرط مسلم۔ أخرجه ابن ماجه: ٨٠١ (انظر: ٦٧٥٠)
(١٠٣٦) تخريج: انظر الحديث بالطريق الاول

وَهُوَ يَقُوْلُ: ((أَبْشِرُوْا، (فَذَكَرَ نَحْوَ مَا تَقَدَّمَ وَفِيْهِ) يَقُوْلُ: مَلَائِكَتِيْ! اُنْظُرُوْا إِلَى عِبَادِيْ أَدَّوْا فَرِيْضَةً وَهُمْ يَنْتَظِرُوْنَ أُخْرٰى.)) (مسند أحمد: ٦٧٥١)

آپ ﷺ نے اپنے انگشتِ شہادت کے ذریعے آسمان کی طرف اشارہ کیا اور فرمایا: ''خوش ہو جاؤ، ...... سابق حدیث کی طرح بات ذکر کی ...... اللہ تعالیٰ کہتا ہے: میرے فرشتو! تم میرے بندوں کی طرف دیکھو، ایک فریضہ ادا کر چکے ہیں اور دوسرے کا انتظار کر رہے ہیں۔''

(١٠٣٧)۔ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((مُنْتَظِرُ الصَّلَاةِ بَعْدَ الصَّلَاةِ كَفَارِسٍ اشْتَدَّ بِهِ فَرَسُهُ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ عَلَى كَشْحِهِ تُصَلِّيْ عَلَيْهِ مَلَائِكَةُ اللّٰهِ مَالَمْ يُحْدِثْ أَوْ يَقُوْمُ وَهُوَ فِي الرِّبَاطِ الْأَكْبَرِ.)) (مسند أحمد: ٨٦١٠)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ایک نماز کے بعد دوسری نماز کا انتظار کرنے والے کی مثال اس گھوڑ سوار کی ہے، جس کو اس کا گھوڑا اسے اپنی پشت پر سوار کر کے اللہ کے راستے میں اپنے دشمن کی طرف گھوڑے پر تیزی سے دوڑا جا رہا ہو، جب تک انتظار کرنے والا یہ شخص بے وضو نہیں ہو جاتا، اس وقت تک فرشتے اس کے لیے دعائے رحمت کرتے رہتے ہیں، جبکہ وہ آدمی رباطِ اکبر میں ہوتا ہے۔''

(١٠٣٨)۔ وَعَنْهُ أَيْضًا قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((أَلَا أَدُلُّكُمْ عَلَى مَا يَرْفَعُ اللّٰهُ بِهِ الدَّرَجَاتِ وَيُكَفِّرُ بِهِ الْخَطَايَا، إِسْبَاغُ الْوُضُوْءِ فِي الْمَكَارِهِ وَكَثْرَةُ الْخُطَا إِلَى الْمَسَاجِدِ وَانْتِظَارُ الصَّلَاةِ بَعْدَ الصَّلَاةِ.)) (مسند أحمد: ٧٢٠٨)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''کیا میں ایسے اعمال پر تمہاری رہنمائی نہ کر دوں کہ جن کی وجہ سے اللہ تعالیٰ درجات کو بلند کرتا ہے اور گناہوں کو مٹاتا ہے، (وہ اعمال یہ ہیں:) ناپسند حالتوں کے باوجود وضو مکمل کرنا، مسجدوں کی طرف زیادہ چل کر جانا اور ایک نماز کے بعد دوسری نماز کا انتظار کرنا۔''

(١٠٣٩)۔ وَعَنْهُ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((كُلُّ خُطْوَةٍ يَخْطُوْهَا إِلَى الصَّلَاةِ يُكْتَبُ لَهُ بِهَا حَسَنَةٌ وَيُمْحٰى بِهَا عَنْهُ سَيِّئَةٌ.)) (مسند أحمد: ٧٧٨٨)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے یہ بھی مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ہر قدم، جو بندہ نماز کے لیے اٹھاتا ہے، اس کی وجہ سے ایک نیکی لکھی جاتی ہے اور ایک برائی معاف کر دی جاتی ہے۔''

(١٠٣٧) تخريج: اسناده حسن۔ أخرجه الطبراني في "الاوسط": ٨١٤٠ (انظر: ٨٦٢٥)

(١٠٣٨) تخريج: أخرجه مسلم: ٢٥١ (انظر: ٧٢٠٩)

(١٠٣٩) اسناده صحيح۔ أخرج مسلم: ٦٦٦ بلفظ: "من تطهر في بيته ثم مشى الى بيت من بيوت الله، ليقضي فريضة من فرائض الله، كانت خطوتاه احداهما تحط خطيئة والاخرى ترفع درجة۔" (انظر: ٧٨٠١)

(١٠٤٠)۔(وَمِنْ طَرِيْقٍ ثَانٍ)۔ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((مِنْ حِيْنَ يَخْرُجُ أَحَدُكُمْ مِنْ بَيْتِهِ إِلٰى مَسْجِدِهِ فَرِجْلٌ تَكْتُبُ حَسَنَةً وَالْأُخْرٰى تَمْحُوْ سَيِّئَةً)) (مسند أحمد: ٨٢٤٠)

(دوسری سند) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب سے تم میں سے کوئی آدمی اپنے گھر سے مسجد کی طرف نکلتا ہے تو ایک قدم کے بدلے نیکی لکھی جاتی ہے اور دوسرے قدم کے عوض برائی مٹا دی جاتی ہے۔''

(١٠٤١)۔ وَعَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَا يَزَالُ أَحَدُكُمْ فِيْ صَلَاةٍ مَادَامَ يَنْتَظِرُ الَّتِيْ بَعْدَهَا وَلَا تَزَالُ الْمَلَائِكَةُ تُصَلِّيْ عَلٰى أَحَدِكُمْ مَادَامَ فِيْ مَسْجِدِهِ، تَقُوْلُ: اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلَهُ اَللّٰهُمَّ ارْحَمْهُ مَا لَمْ يُحْدِثْ۔))، فَقَالَ رَجُلٌ مِنْ حَضَرَمَوْتَ: وَمَا ذٰلِكَ الْحَدَثُ يَا أَبَا هُرَيْرَةَ؟ قَالَ: إِنَّ اللّٰهَ لَا يَسْتَحْيِيْ مِنَ الْحَقِّ، إِنْ فَسَا أَوْ ضَرَطَ۔ (مسند أحمد: ٧٨٧٩)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے یہ بھی مروی ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تم میں سے وہ آدمی اس وقت تک نماز میں رہتا ہے، جب تک بعد والی نماز کا انتظار کرتا رہتا ہے اور جب تک آدمی (نماز کی ادائیگی کے بعد) اپنی جائے نماز میں رہتا ہے، فرشتے اس کے لیے دعائے رحمت کرتے ہوئے کہتے ہیں: اے اللہ! اس کو بخش دے اور اس پر رحم فرما، جب تک بے وضو نہیں ہو جاتا۔'' حضرموت کے ایک آدمی نے کہا: ابو ہریرہ! حَدَث (یعنی بے وضو ہو جانے) سے کیا مراد ہے؟ انھوں نے کہا: بیشک اللہ تعالیٰ حق سے نہیں شرماتا، اس سے مراد پھسکی چھوڑنا یا گوز مارنا ہے۔

(١٠٤٢)۔ عَنْ أَبِيْ سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ رضی اللہ عنہ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ مِثْلَهُ۔ (مسند أحمد: ١١٠٢٨)

سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ نے بھی اسی قسم کی حدیثِ نبوی بیان کی ہے۔

فوائد: ...... اس حدیث میں اس باب سے متعلقہ الفاظ یہ ہیں: ((وانکم لن تزالوا فی صلاۃ منذ انتظرتموھا)) ...... ''اور تم جب سے اس نماز کا انتظار کرتے رہے، نماز میں ہی رہے۔''

(١٠٤٣)۔ وَعَنْهُ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((مَا مِنْكُمْ مِنْ رَجُلٍ يَخْرُجُ مِّنْ بَيْتِهِ مُتَطَهِّرًا فَيُصَلِّيْ مَعَ الْمُسْلِمِيْنَ الصَّلَاةَ ثُمَّ يَجْلِسُ فِي الْمَجْلِسِ يَنْتَظِرُ الصَّلَاةَ

سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے یہ بھی مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تم میں سے جو آدمی باوضو ہو کر گھر سے نکلتا ہے اور مسلمانوں کے ساتھ نماز ادا کر کے اسی جائے نماز میں اگلی نماز کے انتظار میں بیٹھ جاتا ہے تو فرشتے اس کے حق میں

(١٠٤٠) تخريج: انظر الحديث بالطريق الاول

(١٠٤١) تخريج: أخرجه البخاري: ٤٧٧، ومسلم: ص ٤٥٩ (انظر: ٧٨٩٢)

(١٠٤٢) تخريج: اسناده صحيح على شرط مسلم۔ أخرجه ابوداود: ٤٢٢، وابن ماجه: ٦٩٣ (انظر: ١١٠١٥)

(١٠٤٣) تخريج: حديث حسن۔ أخرجه ابن ماجه: ٤٢٧ (انظر: ١٠٩٩٤)

الْأُخْرٰی اِلَّا قَالَتِ الْمَلَائِكَةُ: اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لَهُ اَللّٰهُمَّ ارْحَمْهُ۔)) (مسند أحمد: ١١٠٠٧)

یوں دعا کرتے ہیں: اے اللہ! اس کو بخش دے، اے اللہ! اس پر رحم فرما۔''

(١٠٤٤)۔ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ (السَّاعِدِيِّ ؓ) قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((مَنْ جَلَسَ فِي الْمَجْلِسِ يَنْتَظِرُ الصَّلَاةَ فَهُوَ فِي الصَّلَاةِ)) (مسند أحمد: ٢٣٢٠٠)

سیدنا سہل بن سعد ساعدی ؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو آدمی (ایک نماز ادا کرنے کے بعد اسی مجلس میں) دوسری نماز کا انتظار کرتا ہے، وہ نماز میں ہی ہوتا ہے۔''

(١٠٤٥)۔ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ ؓ قَالَ: جَهَّزَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ جَيْشًا لَيْلَةً حَتّٰى ذَهَبَ نِصْفُ اللَّيْلِ أَوْ بَلَغَ ذٰلِكَ ثُمَّ خَرَجَ فَقَالَ: ((قَدْ صَلَّى النَّاسُ وَرَقَدُوْا وَأَنْتُمْ تَنْتَظِرُوْنَ هٰذِهِ الصَّلَاةَ، أَمَا اِنَّكُمْ فِيْ صَلَاةٍ مَا انْتَظَرْتُمُوْهَا۔)) (مسند أحمد: ١٥٠١٢)

سیدنا جابر بن عبد اللہ ؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک رات کو ایک لشکر تیار کیا، یہاں تک کہ نصف رات گزر گئی، پھر آپ ﷺ باہر تشریف لائے اور فرمایا: ''تحقیق دوسرے لوگ نماز پڑھ کر سو گئے ہیں اور تم اِس نمازِ عشا کا انتظار کر رہے ہو، خبردار! بیشک تم جب سے اس نماز کا انتظار کر رہے ہو، نماز میں ہی ہو۔''

(١٠٤٦)۔ عَنْ حُمَيْدٍ قَالَ: سُئِلَ أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ: هَلِ اتَّخَذَ النَّبِيُّ ﷺ خَاتَمًا؟ قَالَ: نَعَمْ، أَخَّرَ لَيْلَةً صَلَاةَ الْعِشَاءِ الْآخِرَةِ اِلَى شَطْرِ اللَّيْلِ، فَلَمَّا صَلّٰى أَقْبَلَ عَلَيْنَا بِوَجْهِهِ فَقَالَ: ((النَّاسُ قَدْ صَلَّوْا وَقَامُوْا وَلَمْ تَزَالُوْا فِيْ صَلَاةٍ مَا انْتَظَرْتُمُوْهَا۔)) قَالَ أَنَسٌ: كَأَنِّيْ أَنْظُرُ الْآنَ اِلَى وَبِيْصِ خَاتَمِهِ۔ (مسند أحمد: ١٢٩١١)

حُمید کہتے ہیں: سیدنا انس بن مالک ؓ سے یہ سوال کیا گیا کہ کیا نبی کریم ﷺ نے انگوٹھی پہنی تھی؟ انھوں نے کہا: جی ہاں، آپ ﷺ نے ایک رات کو نمازِ عشا کو نصف رات تک مؤخر کر دیا، پھر جب آپ ﷺ نماز پڑھا چکے تو ہم صحابہ پر متوجہ ہوئے اور فرمایا: ''(دوسری مسجدوں والے) لوگ یہ نماز پڑھ کر سو چکے ہیں، لیکن تم جب تک اس نماز کے انتظار میں رہے، نماز میں ہی رہے۔'' سیدنا انس ؓ نے کہا: گویا کہ میں اب بھی آپ ﷺ کی انگوٹھی کی چمک کی طرف دیکھ رہا ہوں۔

(١٠٤٧)۔ عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ ؓ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ أَنَّهُ قَالَ: ((اِذَا تَطَهَّرَ الرَّجُلُ ثُمَّ

سیدنا عقبہ بن عامر ؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب بندہ وضو کر کے مسجد کی طرف آتا ہے اور نماز کا

(١٠٤٤) تخريج: صحيح لغيره۔ أخرجه النسائي: ٢/ ٥٥ (انظر: ٢٢٨١٢)

(١٠٤٥) تخريج: حديث صحيح۔ أخرجه ابويعلى: ١٩٣٦ (انظر: ١٤٩٤٩)

(١٠٤٦) تخريج: أخرجه البخاري: ٥٧٢، ٦٦١، و مسلم: ٦٤٠ (انظر: ١٢٨٨٠)

(١٠٤٧) تخريج: حديث صحيح۔ أخرجه ابن خزيمة: ١٤٩٢، وابن حبان: ٢٠٣٨، والحاكم: ١/ ٢١١، والبيهقي: ٣/ ٦٣ (انظر: ١٧٤٤٠)

أَتَـى الْمَسْجِدَ يَرْعَى الصَّلَاةَ كَتَبَ لَهُ كَاتِبَاهُ أَوْ كَاتِبُهُ بِكُلِّ خُطْوَةٍ يَخْطُوْهَا إِلَى الْمَسْجِدِ عَشْـرَ حَسَنَـاتٍ، وَالْقَاعِدُ يَرْعَى الصَّلَاةَ كَـالْـقَانِتِ وَيُكْتَبُ مِنَ الْمُصَلِّيْنَ مِنْ حِيْنَ يَـخْرُجُ مِنْ بَيْتِهِ حَتّٰى يَرْجِعَ إِلَيْهِ۔)) (مسند أحمد: ١٧٥٧٧)

انتظار کرتا ہے تو لکھنے والے دونوں یا ایک مسجد کی طرف اس کے اٹھنے والے ہر قدم کے عوض دس نیکیاں لکھتا ہے، اور جو آدمی بیٹھ کر انتظار کر رہا ہوتا ہے، وہ نماز میں قیام کرنے والے کی طرح ہے اور اس آدمی کو گھر سے نکلنے سے لے کر گھر کی طرف لوٹنے تک نمازیوں میں لکھا جاتا ہے۔''

(١٠٤٨)۔ عَـنْ أَبِـيْ أُمَـامَةَ ؓ عَـنِ الـنَّبِيِّ ﷺ قَـالَ: ((مَـنْ مَشْـى إِلٰى صَلَاةٍ مَـكْتُـوْبَةٍ وَهُوَ مُتَطَهِّرٌ كَانَ لَهُ كَأَجْرِ الْحَاجِّ الْـمُـحْـرِمِ وَمَنْ مَشٰى إِلٰى سُبْحَةِ الضُّحٰى كَـانَ لَـهُ كَأَجْرِ الْمُعْتَمِرِ، وَصَلَاةٌ عَلٰى أَثَرِ صَلَا ةٍ لَا لَـغْوَ بَيْنَهُمَا كِتَابٌ فِيْ عِلِّيِّيْنَ۔)) وَقَـالَ أَبُـوْ أُمَـامَةَ: اَلْغُدُوُّ وَالرَّوَاحُ إِلٰى هٰذِهِ الْـمَسَـاجِـدِ مِـنَ الْـجِهَـادِ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ۔ (مسند أحمد: ٢٢٦٦٠)

سیدنا ابو امامہ ؓ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''جو آدمی باوضو ہو کر فرضی نماز کی طرف چلا، اس کے لیے اس حاجی کا اجر ہوگا، جس نے احرام پہن رکھا ہو، اور جو چاشت کی نماز پڑھنے کے لیے جاتا ہے، اس کے لیے عمرہ کرنے والے کا اجر ہوگا اور ایک نماز کے بعد دوسری نماز، جبکہ ان کے درمیان کوئی لغو کام بھی نہ ہو، یہ ایسا عمل ہے جس کو ''عِلِّيِّيْن'' میں لکھ دیا جاتا ہے۔'' سیدنا ابو امامہ ؓ نے کہا: ان مسجدوں کی طرف صبح کو جانا اور شام کو جانا جہاد فی سبیل اللہ میں سے ہے۔

(١٠٤٩)۔ عَـنْ أَبِـيْ سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ ؓ قَـالَ: مَـنْ قَـالَ حِيْـنَ يَـخْـرُجُ إِلَى الصَّلَاةِ اَلـلّٰهُـمَّ إِنِّـيْ أَسْأَلُكَ بِحَقِّ السَّائِلِيْنَ عَلَيْكَ وَبِـحَـقِّ مَـمْشَاىَ فَإِنِّيْ لَمْ أَخْرُجْ أَشَرًا وَلَا بَـطَـرًا وَلَا رِيَاءً وَلَا سُمْعَةً، خَرَجْتُ إِتِّقَاءَ سَـخَـطِكَ وَابْتِـغَـاءَ مَـرْضَاتِكَ أَسْأَلُكَ أَنْ تُـنْـقِذَنِيْ مِنَ النَّارِ، وَأَنْ تَغْفِرَلِيْ ذُنُوْبِيْ إِنَّهُ لَا يَـغْـفِـرُ الذُّنُوْبَ إِلَّا أَنْتَ، وَكَّلَ اللّٰهُ بِهِ

سیدنا ابو سعید خدری ؓ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: جو آدمی نماز کی طرف نکلتے ہوئے یہ کلمات کہتا ہے: اے اللہ! میں تجھ سے تجھ پر سوالیوں کے حق اور اپنے چلنے کے حق کے واسطے سے سوال کرتا ہوں کہ میں فخر، سرکشی، ریاکاری اور شہرت کے لیے نہیں نکلا، بلکہ میں تیرے غصے سے بچنے کے لیے اور تیری رضامندی کو تلاش کرنے کے لیے نکلا ہوں، میں تجھ سے سوال کرتا ہوں تو مجھے آگ سے بچا اور میرے گناہ بخش دے، بیشک گناہوں کو کوئی نہیں بخشتا مگر تو ہی، تو اللہ تعالیٰ ستر ہزار فرشتوں

(١٠٤٨) تخريج: حديث صحيح۔ أخرجه ابوداود: ٥٥٨، ١٢٨٨ (انظر: ٢٢٣٠٤)

(١٠٤٩) تخريج: اسناده ضعيف لضعف عطية العوفي، وقد رُوِى موقوفا وهو اشبه۔ أخرجه ابن ماجه: ٧٧٨ (انظر: ١١١٥٦)

سَبْعِيْنَ أَلْفَ مَلَكٍ يَسْتَغْفِرُوْنَ لَهُ، وَأَقْبَلَ اللّٰهُ عَلَيْهِ بِوَجْهِهِ حَتّٰى يَفْرُغَ مِنْ صَلَاتِهِ۔ (مسند أحمد: ١١١٧٣)

کو اس ڈیوٹی پر لگاتا ہے کہ وہ اس آدمی کے لیے بخشش طلب کریں اور اللہ تعالیٰ خود اپنے چہرے کے ساتھ ایسے آدمی پر متوجہ ہوتے ہیں، یہاں تک کہ وہ نماز سے فارغ ہو جاتا ہے۔''

بَابٌ فِيْ فَضْلِ الصَّلَاةِ لِوَقْتِهَا وَاِنَّهَا أَفْضَلُ الْأَعْمَالِ

نماز کو اس کے وقت پر ادا کرنے اور اس کا سب سے افضل عمل ہونے کا بیان

(١٠٥٠)۔ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو ﷺ أَنَّ رَجُلًا جَاءَ اِلَی النَّبِيِّ ﷺ فَسَأَلَهُ عَنْ أَفْضَلِ الْأَعْمَالِ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اَلصَّلَاةُ)) قَالَ: ثُمَّ مَهْ؟ قَالَ: (اَلصَّلَاةُ۔)) قَالَ: ثُمَّ مَهْ؟ قَالَ: (اَلصَّلَاةُ) ثَلَاثَ مَرَّاتٍ، قَالَ: فَلَمَّا غَلَبَ عَلَيْهِ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اَلْجِهَادُ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ۔)) قَالَ الرَّجُلُ: فَاِنَّ لِيْ وَالِدَيْنِ، قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((آمُرُكَ بِالْوَالِدَيْنِ خَيْرًا۔)) قَالَ: وَالَّذِيْ بَعَثَكَ بِالْحَقِّ نَبِيًّا لَأُجَاهِدَنَّ وَلَأَتْرُكَنَّهُمَا، قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((أَنْتَ أَعْلَمُ۔)) (مسند أحمد: ٦٦٠٢)

سیدنا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک آدمی، نبی کریم ﷺ کے پاس آیا اور اس نے سب سے افضل عمل کا سوال کیا، آپ ﷺ نے فرمایا: ''نماز۔'' اس نے کہا: پھر کون سے ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''نماز۔'' اس نے کہا: پھر کون سا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''نماز۔'' ایسے تین دفعہ ہوا، پھر جب اس نے آپ ﷺ پر زیادہ سوالات کیے تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد کرنا۔'' اس آدمی نے کہا: میرے والدین بھی زندہ ہیں، آپ ﷺ نے فرمایا: ''میں تجھے والدین کے ساتھ بھلائی کرنے کا حکم دیتا ہوں۔'' اس نے کہا: اس ذات کی قسم، جس نے آپ کو حق کے ساتھ مبعوث کیا! میں ضرور ضرور جہاد کروں گا اور ضرور ضرور ان کو چھوڑ دوں گا، آپ ﷺ نے فرمایا: ''تو خود زیادہ جانتا ہے۔''

فوائد: ...... حافظ ابن حجر نے کہا: جمہور اہل علم کا خیال ہے کہ جب والدین دونوں یا ان میں سے کوئی ایک اپنی اولاد کو جہاد سے روک دے تو جہاد حرام ہو جاتا ہے، بشرطیکہ وہ مسلمان ہوں، اس کی وجہ یہ ہے کہ والدین کے ساتھ نیکی کرنا فرضِ عین ہے اور جہاد فرض کفایہ ہے، لیکن جہاد فرضِ عین کے طور پر متعین ہو جائے تو والدین کی اجازت کی کوئی حیثیت نہیں ہوگی۔ (فتح الباری: ٦/ ١٤٠)

جہاد کرنے کے لیے والدین کی اجازت کے بارے سب سے زیادہ صریح روایت حافظ ابن حجر نے بیان کی ہے جو ابوداود (۲۵۳۰) میں موجود ہے۔ اس کے الفاظ یہ ہیں: ((ارجع فاستأذنهما فان اذنالك فجاهدو الا فبرهما .)) ''جا اور اپنے والدین سے اجازت لے اگر وہ اجازت دے دیں تو جہاد کرو ورنہ ان کے ساتھ اچھا سلوک کر۔'' اس کی سند میں ابو السمح دراج، ابو الہیثم سے بیان کرتا ہے اور حافظ ابن حجر نے تقریب ص: ۹۸ میں لکھا ہے کہ

(١٠٥٠) تخريج: إسناده ضعيف، حيي بن عبد الله المعافري ضعيف۔ أخرجه ابن حبان: ١٧٢٢ (انظر: ٦٦٢)

دراج اگر ابوالہیثم سے بیان کرے تو ضعیف ہوتا ہے۔اس لیے یہ روایت ضعیف ہے۔اس کے علاوہ اقوال واستدلالات تو ہیں۔صریح صحیح حدیث نظر سے نہیں گزری۔ بہرحال جہاد کرنے کے لیے والدین کی اجازت کے شرط ہونے کے لیے کوئی واضح نص ہونی چاہیے۔(عبداللہ رفیق)

(۱۰۵۱)۔عَنْ ثَوْبَانَ مَوْلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اسْتَقِيْمُوْا وَلَنْ تُحْصُوْا (وَفِيْ رِوَايَةٍ: اسْتَقِيْمُوْا تُفْلِحُوْا) وَاعْلَمُوْا أَنَّ خَيْرَ أَعْمَالِكُمُ الصَّلَاةُ وَلَنْ يُحَافِظَ عَلَى الْوُضُوْءِ إِلَّا مُؤْمِنٌ۔)) (مسند أحمد: ۲۲۸۰۰)

مولائے رسول سیدنا ثوبان رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''راہِ صواب پر چلتے رہو اور تم ہرگز احاطہ نہیں کر سکو گے، ایک روایت میں ہے: تم راہِ صواب پر چلتے رہو، کامیاب ہو جاؤ گے، اور جان لو کہ نماز تمہارا سب سے بہتر عمل ہے اور ہرگز وضو کی حفاظت نہیں کرتا مگر مؤمن۔''

(۱۰۵۲)۔عَنْ حَنْظَلَةَ الْكَاتِبِ رضی اللہ عنہ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((مَنْ حَافَظَ عَلَى الصَّلَوَاتِ الْخَمْسِ رُكُوْعِهِنَّ وَسُجُوْدِهِنَّ وَمَوَاقِيْتِهِنَّ وَعَلِمَ أَنَّهَا حَقٌّ مِنْ عِنْدِاللّٰهِ دَخَلَ الْجَنَّةَ۔)) أَوْ قَالَ: ((وَجَبَتْ لَهُ الْجَنَّةُ (وَفِيْ رِوَايَةٍ: يَرَاهَا حَقًّا لِلّٰهِ حُرِّمَ عَلَى النَّارِ۔)) (مسند أحمد: ۱۸۵۳۵)

سیدنا حنظلہ کاتب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس نے پانچ نمازوں کے رکوع، سجود اور اوقات کی اچھی طرح حفاظت کی اور یہ جان لیا کہ یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے حق ہیں، وہ جنت میں داخل ہوگا۔'' ایک روایت میں ہے: ''اس کے لیے جنت واجب ہو جائے گی۔'' اور ایک روایت میں ہے: ''وہ ان نمازوں کو اللہ تعالیٰ کا حق سمجھتا ہے، تو وہ آگ پر حرام ہو جائے گا۔''

(۱۰۵۳)۔ عَنْ أَبِيْ عَمْرٍو الشَّيْبَانِيِّ عَنْ رَجُلٍ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: سُئِلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: أَيُّ الْعَمَلِ أَفْضَلُ؟ قَالَ: ((أَفْضَلُ الْعَمَلِ الصَّلَاةُ لِوَقْتِهَا وَبِرُّ الْوَالِدَيْنِ وَالْجِهَادُ)) (مسند أحمد: ۲۳۵۰۸)

ایک صحابیٔ رسول بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ سے یہ سوال کیا گیا کہ کون سا عمل افضل ہے، آپ ﷺ نے فرمایا: ''نماز کو وقت پر ادا کرنا، والدین کے ساتھ نیکی کرنا اور جہاد کرنا افضل اعمال ہیں۔''

(۱۰۵۴)۔عَنْ أُمِّ فَرْوَةَ رضی اللہ عنہا وَكَانَتْ قَدْ

سیدہ ام فروہ رضی اللہ عنہا، جنھوں نے رسول اللہ ﷺ کی بیعت کی

(۱۰۵۱) تخريج: حديث صحيح۔ أخرجه ابن ماجه: ۲۷۷ (انظر: ۲۲۴۳۶)
(۱۰۵۲) تخريج: صحيح بشواهده۔ أخرجه الطبراني (انظر: ۱۸۳۴۵)
(۱۰۵۳) تخريج: اسناده صحيح على شرط مسلم۔ أخرجه مختصرا الدارقطني: ۱/ ۲۴۶، والحاكم: ۱/ ۱۸۹ (انظر: ۲۳۱۲۰)
(۱۰۵۴) تخريج: صحيح لغيره۔ أخرجه ابوداود: ۴۲۶ (انظر: ۲۷۱۰۴)

بَایَعَتْ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَتْ: سُئِلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَنْ أَفْضَلِ الْعَمَلِ، فَقَالَ: ((اَلصَّلَاةُ لِأَوَّلِ وَقْتِهَا۔)) (مسند أحمد: ۲۷٦٤٥)

تھی، کہتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ سے افضل عمل کے بارے میں سوال کیا گیا، آپ ﷺ نے فرمایا: ''نماز کو اس کے اول وقت میں ادا کرنا۔''

(۱۰۵۵) (وَعَنْهَا مِنْ طَرِيْقٍ ثَانٍ)۔ بِنَحْوِهِ۔ (مسند أحمد: ۲۷٦٤٤)

(دوسری سندی) اسی طرح کی روایت بیان کی گئی ہے۔

(۱۰۵۵)۔ (وَمِنْ طَرِيْقٍ ثَالِثٍ)۔ عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ غَنَّامٍ عَنْ جَدَّتِهِ أُمِّ فَرْوَةَ وَكَانَتْ مِمَّنْ بَايَعَ أَنَّهَا سَمِعَتْ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَذْكُرُ الْأَعْمَالَ فَقَالَ: ((إِنَّ أَحَبَّ الْعَمَلِ إِلَى اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ تَعْجِيْلُ الصَّلَاةِ لِأَوَّلِ وَقْتِهَا۔)) (مسند أحمد: ۲۷٦٤٦)

(تیسری سند) سیدہ ام فروہ رضی اللہ عنہا، جو رسول اللہ ﷺ کی بیعت کرنے والوں میں سے تھیں، کہتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے اعمال کا تذکرہ کرتے ہوئے فرمایا: ''بیشک اللہ تعالیٰ کو سب سے محبوب عمل یہ ہے کہ نماز کو اس کے پہلے وقت میں معجّل کر کے ادا کیا جائے۔''

بَابٌ فِيْ فَضْلِ طُوْلِ الْقِيَامِ وَكَثْرَةِ الرُّكُوْعِ وَالسُّجُوْدِ

قیام کی طوالت اور رکوع وسجود کی کثرت کی فضیلت کا بیان

(۱۰۵٦)۔عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ رضی اللہ عنہ قَالَ: سُئِلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: أَيُّ الصَّلَاةِ أَفْضَلُ؟ قَالَ: ((طُوْلُ الْقُنُوْتِ)) (مسند أحمد: ۱٤۲۸۲)

سیدنا جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے یہ سوال کیا گیا کہ کون سی نماز افضل ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''نماز میں لمبا قیام کرنا۔''

(۱۰۵۷)۔ عَنْ أَبِيْ وَائِلٍ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: صَلَّيْتُ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ ذَاتَ لَيْلَةٍ فَلَمْ يَزَلْ قَائِمًا حَتّٰى هَمَمْتُ بِأَمْرِ سَوْءٍ، قُلْنَا: وَمَا هَمَمْتَ بِهِ؟ قَالَ: هَمَمْتُ أَنْ أَجْلِسَ وَأَدَعَهُ۔ (مسند أحمد: ٤١٩٩)

سیدنا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: میں نے نبی کریم ﷺ کے ساتھ ایک رات کو نماز پڑھی، آپ ﷺ نے اتنا لمبا قیام کیا کہ میں نے بری چیز کا ارادہ کر لیا۔ ہم نے کہا: تم نے کون سی بری چیز کا ارادہ کیا تھا؟ انھوں نے کہا: میں نے ارادہ کیا کہ میں بیٹھ جاؤں اور آپ ﷺ کو چھوڑ دوں۔

(۱۰۵۵) تخریج: انظر الحدیث بالطریق الاول

(۱۰۵۵) تخریج: انظر الحدیث بالطریق الاول

(۱۰۵٦) تخریج: أخرجه مسلم: ۷۵٦ (انظر: ۱٤۲۳۳)

(۱۰۵۷) تخریج: اسناده صحیح علی شرط الشیخین۔ أخرجه ابن خزیمة: ۱۱۵٤ (انظر: ٤۱۹۹)

(۱۰۵۸)۔ عَنْ أَبِي إِسْحٰقَ عَنِ الْمُخَارِقِ قَالَ: خَرَجْنَا حُجَّاجًا فَلَمَّا بَلَغْنَا الرَّبَذَةَ قُلْتُ لِأَصْحَابِي: تَقَدَّمُوْا وَتَخَلَّفْتُ فَأَتَيْتُ أَبَا ذَرٍّ رضی اللہ عنہ وَهُوَ يُصَلِّي، فَرَأَيْتُهُ يُطِيْلُ الْقِيَامَ وَيُكْثِرُ الرُّكُوْعَ وَالسُّجُوْدَ، فَذَكَرْتُ ذٰلِكَ لَهُ فَقَالَ: مَا أَلَوْتُ أَنْ أُحْسِنَ، إِنِّي سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((مَنْ رَكَعَ رَكْعَةً أَوْ سَجَدَ سَجْدَةً رُفِعَ بِهَا دَرَجَةٌ وَحُطَّتْ عَنْهُ بِهَا خَطِيْئَةٌ۔)) (مسند أحمد: ۲۱۶۳۳)

مخارق کہتے ہیں: ہم لوگ حج کرنے کے لیے نکلے، جب ربذہ مقام پر پہنچے تو میں نے اپنے ساتھیوں سے کہا: تم آگے چلو، میں خود پیچھے رہ گیا، پس میں سیدنا ابوذر رضی اللہ عنہ کیا پاس گیا، جبکہ وہ نماز پڑھ رہے تھے اور میں نے دیکھا کہ وہ لمبا قیام کرتے اور کثرت سے رکوع و سجود کرتے، جب میں نے ان سے اس چیز کا ذکر کیا تو انھوں نے کہا: میں نے عمل کو اچھا بنانے میں کوئی کمی نہیں کی، میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا: ''جس نے رکوع کیا، یا سجدہ کیا، اس کا ایک درجہ بلند کر دیا جائے گا اور ایک گناہ مٹا دیا جائے گا۔''

(۱۰۵۹)۔ (وَمِنْ طَرِيْقٍ ثَانٍ)۔ عَنْ عَلِيِّ بْنِ زَيْدٍ عَنْ مُطَرِّفٍ قَالَ: قَعَدْتُ إِلٰى نَفَرٍ مِنْ قُرَيْشٍ، فَجَاءَ رَجُلٌ فَجَعَلَ يُصَلِّي يَرْكَعُ وَيَسْجُدُ ثُمَّ يَقُوْمُ ثُمَّ يَرْكَعُ وَيَسْجُدُ لَا يَقْعُدُ، فَقُلْتُ: وَاللّٰهِ! مَا أَرٰى هٰذَا يَدْرِيْ يَنْصَرِفُ عَلٰى شَفْعٍ أَوْ وَتْرٍ، فَقَالُوْا: أَلَا تَقُوْمُ إِلَيْهِ فَتَقُوْلُ لَهُ، قَالَ: فَقُلْتُ: يَا عَبْدَاللّٰهِ! مَا أُرَاكَ تَدْرِيْ تَنْصَرِفُ عَلٰى شَفْعٍ أَوْ وَتْرٍ، قَالَ: وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يَدْرِيْ، سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((مَنْ سَجَدَ لِلّٰهِ سَجْدَةً كَتَبَ اللّٰهُ لَهُ بِهَا حَسَنَةً وَحَطَّ بِهَا عَنْهُ خَطِيْئَةً وَرَفَعَ لَهُ بِهَا دَرَجَةً۔)) فَقُلْتُ: مَنْ أَنْتَ؟ فَقَالَ: أَبُوْذَرٍّ، فَرَجَعْتُ إِلٰى أَصْحَابِي فَقُلْتُ: جَزَاكُمُ اللّٰهُ مِنْ جُلَسَاءِ شَرًّا،

(دوسری سند) مطرف کہتے ہیں: میں کچھ قریشی افراد کے ساتھ بیٹھا ہوا تھا، پس ایک آدمی آ کر نماز پڑھنے لگا اور رکوع و سجود کرنے لگا، پھر نماز پڑھنے لگا اور رکوع و سجود کرنے لگا اور بیٹھا نہیں۔ میں نے کہا: اللہ کی قسم! میرا خیال ہے کہ اس بندے کو تو اتنا بھی پتہ نہیں ہوگا کہ اس نے جفت رکعتیں پڑھیں یا طاق۔ لوگوں نے کہا: کیا تم اس کی طرف جا کر اس کو کہہ نہیں دیتے۔ پس میں نے کہا: اے اللہ کے بندے! میرا تو یہ خیال ہے کہ تجھے یہ بھی پتہ نہیں ہوگا کہ تو نے جفت رکعتیں پڑھ لی ہیں یا طاق۔ اس نے کہا: لیکن اللہ تعالیٰ تو جانتا ہے، میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا: ''جس نے اللہ تعالیٰ کیلئے سجدہ کیا، اللہ تعالیٰ اس کے ذریعے اس کیلئے ایک نیکی لکھ دے گا، ایک برائی مٹا دے گا اور ایک درجہ بلند کر دے گا۔'' میں نے کہا: تم کون ہو؟ اس نے کہا: میں ابوذر ہوں، یہ سن کر میں اپنے دوستوں کی طرف واپس آ گیا اور کہا: اللہ تعالیٰ تم کو

(۱۰۵۸) حديث صحيح۔ أخرجه الدارمي: ۱٤٦۱، والبزار: ۳۹۰۳، والبيهقي: ۳/ ۱۰ (انظر: ۲۱۳۰۸)

(۱۰۵۹) تخريج: انظر الحديث بالطريق الاول

أَمَرْتُمُوْنِي أَنْ أُعَلِّمَ رَجُلًا مِنْ أَصْحَابِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ۔ (مسند أحمد: ٢١٦٤٣)

بیٹھنے والوں کی طرف سے برا بدلہ دے، تم نے مجھے حکم دیا کہ میں رسول اللہ ﷺ کے صحابہ میں سے ایک فرد کو تعلیم دوں۔

(١٠٦٠)۔ (وِمِنْ طَرِيْقٍ ثَالِثٍ)۔ عَنِ الْأَحْنَفِ بْنِ قَيْسٍ قَالَ: دَخَلْتُ بَيْتَ الْمَقْدِسِ فَوَجَدْتُّ فِيْهِ رَجُلًا يُكْثِرُ السُّجُوْدَ فَوَجَدْتُّ فِيْ نَفْسِيْ مِنْ ذٰلِكَ، فَلَمَّا انْصَرَفَ قُلْتُ: أَتَدْرِيْ عَلٰى شَفْعٍ انْصَرَفْتَ أَمْ عَلٰى وَتْرٍ؟ قَالَ: إِنْ أَكُ لَا أَدْرِيْ فَإِنَّ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ يَدْرِيْ، ثُمَّ قَالَ: أَخْبَرَنِيْ حِبِّيْ أَبُوْالْقَاسِمِ ﷺ ثُمَّ بَكٰى، ثُمَّ قَالَ: أَخْبَرَنِيْ حِبِّيْ أَبُوْالْقَاسِمِ ﷺ ثُمَّ بَكٰى، ثُمَّ قَالَ: أَخْبَرَنِيْ حِبِّيْ أَبُوْالْقَاسِمِ ﷺ أَنَّهُ قَالَ: ((مَا مِنْ عَبْدٍ يَسْجُدُ لِلّٰهِ سَجْدَةً إِلَّا رَفَعَ اللّٰهُ بِهَا دَرَجَةً وَحَطَّ بِهَا عَنْهُ خَطِيْئَةً وَكَتَبَ لَهُ بِهَا حَسَنَةً۔)) قَالَ: قُلْتُ: أَخْبِرْنِيْ مَنْ أَنْتَ يَرْحَمُكَ اللّٰهُ؟ قَالَ: أَنَا أَبُوْذَرٍّ صَاحِبُ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَتَقَاصَرَتْ إِلَيَّ نَفْسِيْ۔ (مسند أحمد: ٢١٧٨٣)

(تیسری سند) احنف بن قیس کہتے ہیں: میں بیت المقدس میں داخل ہوا اور ایک بندے کو بہت زیادہ سجدے کرتے ہوئے پایا، مجھے اس کے اس عمل کی وجہ سے کچھ محسوس ہونے لگا، پس جب وہ فارغ ہوا تو میں نے کہا: کیا تو جانتا ہے کہ تو جفت رکعتوں پر سلام پھیر رہا ہے یا طاق پر؟ اس نے کہا: اگر میں نہیں جانتا تو اللہ تعالیٰ تو جانتا ہے، پھر اس نے کہا: مجھے میرے محبوب ابو القاسم ﷺ نے بتلایا، پھر وہ رونے لگ گئے، اس نے پھر کہا: مجھے میرے محبوب ابو القاسم ﷺ نے خبر دی، پھر وہ رونے لگ گیا، پھر اس نے کہا: مجھے میرے محبوب ابو القاسم ﷺ نے بتلایا کہ ''نہیں ہے کوئی بندہ، جو اللہ تعالیٰ کے لیے سجدہ کرتا ہے، مگر اللہ اس کا ایک درجہ بلند کرتا ہے، ایک گناہ معاف کر دیتا ہے اور اس کی ایک نیکی لکھ دیتا ہے۔ میں نے اس سے کہا: اللہ تم پر رحم کرے، مجھے یہ تو بتلاؤ کہ تم کون ہو؟ اس نے کہا: میں صحابیٔ رسول ابو ذر ہوں، یہ سن کر میرا دل چھوٹا ہو گیا (یعنی مجھے بڑی شرمندگی محسوس ہوئی)۔

(١٠٦١)۔ عَنْ أَبِيْ فَاطِمَةَ الْأَزْدِيِّ أَوِ الْأَسَدِيِّ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ لِيَ النَّبِيُّ ﷺ: ((يَا أَبَا فَاطِمَةَ! إِنْ أَرَدْتَ أَنْ تَلْقَانِيْ فَأَكْثِرِ السُّجُوْدَ۔)) (مسند أحمد: ١٥٦١١)

سیدنا ابو فاطمہ ازدی یا اسدی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: نبی کریم ﷺ نے مجھے فرمایا: ''اے ابو فاطمہ! اگر تم مجھے ملنے کا ارادہ کرتے ہو تو کثرت سے سجدے کرو۔''

فوائد:……سیدنا ابو فاطمہ رضی اللہ عنہ نے کثرتِ سجود کی وجہ سے اپنی پیشانی اور گھٹنوں کو کالا کر دیا تھا۔

(١٠٦٠) تخريج: انظر الحديث بالطريق الاول

(١٠٦١) تخريج: حديث حسن لغيره۔ أخرجه الطبرانی فی "الكبير": ٢٢/ ٨٢١، وأخرج بنحوه ابن ماجه: ١٤٢٢ (انظر: ١٥٥٢٦)

(۱۰۶۲)۔ (وَمِنْ طَرِيْقٍ آخَرَ)۔ يَا أَبَا فَاطِمَةَ! أَكْثِرْ مِنَ السُّجُوْدِ فَإِنَّهُ لَيْسَ مِنْ رَجُلٍ (وَفِي رِوَايَةٍ: مِنْ مُسْلِمٍ، بَدْلَ رَجُلٍ) يَسْجُدُ لِلّٰهِ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى سَجْدَةً إِلَّا رَفَعَهُ اللّٰهُ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى بِهَا دَرَجَةً۔)) (مسند أحمد: ۱۵۶۱۳)

(دوسری سند) آپ ﷺ نے فرمایا: ''اے ابو فاطمہ! کثرت سے سجدے کیا کرو، کیونکہ جو مسلمان اللہ تعالیٰ کے لیے سجدہ کرتا ہے، اللہ تعالیٰ اس کو بلحاظ درجہ کے بلند کر دیتا ہے۔''

(۱۰۶۳)۔عَنْ زِيَادِ بْنِ أَبِيْ زِيَادٍ مَوْلَى بَنِيْ مَخْزُوْمٍ عَنْ خَادِمٍ لِلنَّبِيِّ ﷺ رَجُلٍ أَوِ امْرَأَةٍ قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ مِمَّا يَقُوْلُ لِلْخَادِمِ: ((أَلَكَ حَاجَةٌ؟)) قَالَ: حَتّٰى كَانَ ذَاتَ يَوْمٍ فَقَالَ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! حَاجَتِيْ، قَالَ: ((وَمَا حَاجَتُكَ؟)) قَالَ: حَاجَتِيْ أَنْ تَشْفَعَ لِيْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ، قَالَ: ((وَمَنْ دَلَّكَ عَلٰى هٰذَا؟)) قَالَ: رَبِّيْ، قَالَ: ((إِمَّا لَا فَأَعِنِّيْ بِكَثْرَةِ السُّجُوْدِ۔)) (مسند أحمد: ۱۶۱۷۳)

مولائے بنو مخزوم زیاد بن ابو زیاد، نبی کریم ﷺ کے ایک خادم یا خادمہ سے بیان کرتا ہے کہ نبی کریم ﷺ اپنے خادم سے کہا کرتے تھے: ''کیا تیری کوئی ضرورت ہے؟'' ایک دن اس خادم نے کہہ دیا: اے اللہ کے رسول! میری ایک ضرورت ہے، آپ ﷺ نے فرمایا: ''تیری کیا ضرورت ہے؟'' اس نے کہا: میری ضرورت یہ ہے کہ آپ قیامت کے دن میری سفارش کریں، آپ ﷺ نے فرمایا: ''اور کس نے اس چیز پر تیری رہنمائی کی ہے؟'' اس نے کہا: میرے ربّ نے، آپ ﷺ نے فرمایا: ''اگر اس ضرورت کے بغیر کوئی چارۂ کار نہیں ہے تو کثرتِ سجود کے ذریعے میری مدد کر۔''

(۱۰۶۴)۔عَنْ مَعْدَانَ بْنِ أَبِيْ طَلْحَةَ الْيَعْمُرِيِّ قَالَ: لَقِيْتُ ثَوْبَانَ مَوْلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَقُلْتُ: أَخْبِرْنِيْ بِعَمَلٍ أَعْمَلُهُ يُدْخِلُنِيَ اللّٰهُ بِهِ الْجَنَّةَ أَوْ قَالَ: قُلْتُ: بِأَحَبِّ الْأَعْمَالِ إِلَى اللّٰهِ، فَسَكَتَ ثُمَّ سَأَلْتُهُ الثَّالِثَةَ فَقَالَ: سَأَلْتُ عَنْ ذٰلِكَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ: ((عَلَيْكَ بِكَثْرَةِ السُّجُوْدِ،

معدان بن ابی طلحہ یعمری کہتے ہیں: میں مولائے رسول سیدنا ثوبان رضی اللہ عنہ کو ملا اور کہا: مجھے ایسا عمل بتائیں کہ اگر میں اس کو ادا کروں تو اللہ تعالیٰ مجھے جنت میں داخل کر دے، یا کہا: مجھے اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب سے محبوب عمل کی خبر دیجئے، پس وہ خاموش رہے، (پھر میں نے ان سے سوال کیا، لیکن وہ خاموش رہے) پھر جب میں نے تیسری دفعہ سوال کیا تو انھوں نے کہا: میں نے رسول اللہ ﷺ سے اس کے بارے میں سوال کیا تھا

(۱۰۶۲) تخریج: انظر الحديث بالطريق الاول

(۱۰۶۳) تخریج: انظر الحدث بالطريق الاول

(۱۰۶٤) تخریج: أخرجه مسلم: ٤٨٨ (انظر: ۲۲۳۷۷)

فَإِنَّكَ لَا تَسْجُدُ لِلّٰهِ سَجْدَةً إِلَّا رَفَعَكَ اللّٰهُ بِهَا دَرَجَةً وَحَطَّ عَنْكَ بِهَا خَطِيئَةً۔)) قَالَ مَعْدَانُ: ثُمَّ لَقِيتُ أَبَا الدَّرْدَاءِ فَسَأَلْتُهُ فَقَالَ لِي مِثْلَ مَا قَالَ لِي ثَوْبَانُ۔ (مسند أحمد: ٢٢٧٣٥)

اور آپ ﷺ نے فرمایا: ''کثرتِ سجود کا اہتمام کر، کیونکہ جب بھی تو سجدہ کرے گا، اللہ تعالیٰ تیرا ایک درجہ بلند کر دے گا اور تیرا ایک گناہ مٹا دے گا۔'' معدان کہتے ہیں: پھر میں سیدنا ابو درداء رضی اللہ عنہ کو ملا اور ان سے بھی یہی سوال کیا اور انھوں نے بھی مجھے وہی جواب دیا، جو سیدنا ثوبان رضی اللہ عنہ نے دیا تھا۔

بَابٌ فِي فَضْلِ صَلَاتَيِ الصُّبْحِ وَالْعَصْرِ
نمازِ فجر اور نمازِ عصر کی فضیلت کا بیان

(١٠٦٥)۔ عَنْ أَبِي جَمْرَةَ الضُّبَعِيِّ عَنْ أَبِي بَكْرٍ عَنْ أَبِيهِ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: ((مَنْ صَلَّى الْبَرْدَيْنِ دَخَلَ الْجَنَّةَ۔)) (مسند أحمد: ١٦٨٥٠)

ابو بکر اپنے باپ (سیدنا ابو موسی اشعری) رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''جس نے ٹھنڈے وقت کی دو نمازیں پڑھیں، وہ جنت میں داخل ہو گا۔''

فوائد: ...... عام علماء ان دو نمازوں سے عصر اور فجر کی نمازیں مراد لیتے ہیں۔ برد کا معنی ٹھنڈا ہے۔ عصر کا وقت دن کے باقی وقت کے لحاظ سے ٹھنڈا ہوتا ہے اور فجر کا وقت رات کے باقی وقت کے لحاظ سے ٹھنڈا ہوتا ہے۔

دوسری توجیہ یہ بھی کی جاتی ہے کہ برد کا معنی کنارہ ہے، دو کناروں کی نمازیں۔ نمازِ عصر دن کے کنارے اور نمازِ فجر رات کے کنارے میں پڑھی جاتی ہے۔ (عبداللہ رفیق)

(١٠٦٦)۔ عَنْ عُمَارَةَ بْنِ رُوَيْبَةَ عَنْ أَبِيهِ قَالَ: سَأَلَهُ رَجُلٌ مِنْ أَهْلِ الْبَصْرَةِ قَالَ: أَخْبِرْنِي مَا سَمِعْتَ مِنْ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ: ((لَا يَلِجُ (وَفِي رِوَايَةٍ: لَنْ يَلِجَ) النَّارَ أَحَدٌ صَلَّى قَبْلَ طُلُوعِ الشَّمْسِ وَقَبْلَ أَنْ تَغْرُبَ)) قَالَ: آنْتَ سَمِعْتَهُ مِنْهُ؟ (وَفِي رِوَايَةٍ: مِنْ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ) قَالَ: سَمِعَتْهُ أُذُنَايَ وَوَعَاهُ قَلْبِي، فَقَالَ الرَّجُلُ: وَاللّٰهِ! لَقَدْ سَمِعْتُهُ

اہل بصرہ میں سے ایک آدمی نے رویبہ سے سوال کرتے ہوئے کہا: تم نے رسول اللہ ﷺ سے جو بات سنی، اس کی مجھے بھی خبر دیجئے، انھوں نے کہا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا: ''وہ آدمی جنت میں داخل نہیں ہو گا، (اور ایک روایت میں ہے کہ ہرگز داخل نہ ہو گا) جو طلوع آفتاب سے پہلے والی اور غروبِ آفتاب سے پہلے والی نماز ادا کرتا ہے۔'' اس نے کہا: کیا تم نے واقعی آپ ﷺ سے سنا ہے؟ انھوں نے کہا: میرے کانوں نے آپ ﷺ سے سنا ہے اور دل نے اس بات کو یاد کیا ہے۔ اس بندے نے کہا: اللہ کی قسم! میں نے

(١٠٦٥) تخريج: أخرجه البخاري: ٥٧٤، ومسلم: ٦٣٥ (انظر: ١٦٧٣٠)

(١٠٦٦) تخريج: أخرجه مسلم: ٦٣٤ (انظر: ١٨٢٩٧)

يَقُوْلُ ذٰلِكَ۔ (مسند أحمد: ١٨٤٨٦)

بھی یہ کہتے ہوئے سنا تھا۔

(١٠٦٧)۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ ﷛ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِنَّ لِلّٰهِ مَلَائِكَةً، يَتَعَاقَبُوْنَ مَلَائِكَةَ اللَّيْلِ وَمَلَائِكَةَ النَّهَارِ فَيَجْتَمِعُوْنَ فِي صَلَاةِ الْفَجْرِ وَصَلَاةِ الْعَصْرِ، ثُمَّ يَعْرُجُ إِلَيْهِ الَّذِيْنَ كَانُوْا فِيْكُمْ فَيَسْأَلُهُمْ وَهُوَ أَعْلَمُ، فَيَقُوْلُ: كَيْفَ تَرَكْتُمْ عِبَادِيْ؟ فَيَقُوْلُوْنَ: تَرَكْنَاهُمْ يُصَلُّوْنَ وَأَتَيْنَاهُمْ يُصَلُّوْنَ۔)) (مسند أحمد: ٧٤٨٣)

سیدنا ابو ہریرہ ﷛ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”بیشک اللہ تعالیٰ کے کچھ فرشتے ہیں، وہ یکے بعد دیگرے آتے ہیں، وہ رات کے اور دن کے فرشتے ہیں، جو فجر اور عصر کی نمازوں میں جمع ہوتے ہیں، پھر وہ اللہ کی طرف چڑھ جاتے ہیں، جو تمہارے اندر ہوتے ہیں اور اللہ ان سے سوال کرتا ہے، جبکہ وہ زیادہ جاننے والا ہے، پس پوچھتا ہے: تم نے میرے بندوں کو کس حالت میں چھوڑا؟ وہ کہتے ہیں: ہم نے ان کو اس حالت میں چھوڑا کہ وہ نماز پڑھ رہے تھے اور جب ان کے پاس گئے تھے تو اس وقت بھی وہ نماز پڑھ رہے تھے۔“

(١٠٦٨)۔ عَنْ فَضَالَةَ اللَّيْثِيِّ ﷛ قَالَ: أَتَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ فَأَسْلَمْتُ، وَعَلَّمَنِي حَتّٰى عَلَّمَنِي الصَّلَوَاتِ الْخَمْسَ لِمَوَاقِيْتِهِنَّ، قَالَ: فَقُلْتُ لَهُ: إِنَّ هٰذِهِ لَسَاعَاتٌ أُشْغَلُ فِيْهَا فَمُرْنِي بِجَوَامِعَ۔ فَقَالَ لِيْ: ((إِنْ شُغِلْتَ فَلَا تُشْغَلْ عَنِ الْعَصْرَيْنِ۔)) قُلْتُ: وَمَا الْعَصْرَانِ؟ قَالَ: ((صَلَاةُ الْغَدَاةِ وَصَلَاةُ الْعَصْرِ۔))(مسند أحمد: ١٩٢٣٣)

سیدنا فضالہ لیثی ﷛ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: میں نبی کریم ﷺ کے پاس گیا اور مسلمان ہو گیا، آپ ﷺ نے مجھے تعلیم دی اور اوقات سمیت پانچ نمازیں سکھائیں، لیکن میں نے کہا: یہ تو میری مصروفیت کی گھڑیاں ہیں، آپ مجھے اس سے مختصر حکم دیں، آپ ﷺ نے فرمایا: ”اگر تو مصروف رہتا ہے تو تجھے دو عصروں سے مشغول نہیں ہونا چاہیے۔“ میں نے کہا: دو عصریں کون سی ہوتی ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ”نمازِ فجر اور نمازِ عصر۔“

(١٠٦٩)۔ عَنْ جَرِيْرٍ، قَالَ: كُنَّا عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ لَيْلَةَ الْبَدْرِ، فَقَالَ: ((إِنَّكُمْ سَتَرَوْنَ رَبَّكُمْ عَزَّوَجَلَّ كَمَا تَرَوْنَ الْقَمَرَ، لَا تُضَامُّوْنَ فِي رُؤْيَتِهِ، فَإِنِ اسْتَطَعْتُمْ أَنْ لَا تُغْلَبُوْا عَلٰى هَاتَيْنِ الصَّلَاتَيْنِ قَبْلَ طُلُوْعِ

سیدنا جریر ﷛ کہتے ہیں: ہم بدر والی رات کو رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے، آپ ﷺ نے فرمایا: ”بیشک تم اپنے پروردگار کو ایسے ہی دیکھو گے، جیسا کہ چاند کو دیکھتے ہو، اور اس کی رؤیت میں تم پر کوئی زیادتی نہیں کی جائے گی، پس اگر تمہیں طاقت ہو تو طلوع آفتاب اور غروبِ آفتاب سے پہلے والی

(١٠٦٧) تخريج: أخرجه البخاري: ٥٥٥، ومسلم: ٦٣٢(انظر: ٧٤٩١)

(١٠٦٨) تخريج: حديث ضعيف صحيحه ديكهيں۔ أخرجه ابوداود: ٤٢٨ (انظر: ١٩٠٢٤)

(١٠٦٩) تخريج: أخرجه البخاري: ٥٥٤، ٤٨٥١، ٧٤٣٤، ومسلم: ٦٣٣ (انظر: ١٩١٩٠)

الشَّمْسِ وَقَبْلَ الْغُرُوْبِ۔)) ثُمَّ تَلَا هٰذِهِ الْآيَةَ ﴿فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ قَبْلَ طُلُوْعِ الشَّمْسِ وَقَبْلَ غُرُوْبِهَا۔﴾ قَالَ شُعْبَةُ (أَحَدُ الرُّوَاةِ): لَا أَدْرِيْ قَالَ فَإِنِ اسْتَطَعْتُمْ أَوْ لَمْ يَقُلْ۔ (مسند أحمد: ١٩٤٠٤)

نمازوں کے معاملے میں مغلوب نہ ہو جانا۔'' پھر آپ ﷺ نے یہ آیت تلاوت کی: ''پس سورج کے طلوع ہونے اور سورج کے غروب ہونے سے پہلے اپنے رب کی حمد کے ساتھ اس کی تسبیح بیان کر۔'' شعبہ کہتے ہے: میں یہ نہیں جانتا کہ آپ ﷺ نے ''فَإِنِ اسْتَطَعْتُمْ'' الفاظ ارشاد فرمائے تھے یا نہیں۔

بَابُ فَضْلِ صَلَاةِ التَّطَوُّعِ وَجَبْرِ الْفَرَائِضِ بِالنَّوَافِلِ
نفلی نماز کی فضیلت اور نوافل کے ذریعے فرائض کی کمی کو پورا کرنے کا بیان

(١٠٧٠)۔ عَنْ أَبِيْ أُمَامَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَا أَذِنَ اللّٰهُ لِعَبْدٍ فِيْ شَيْءٍ أَفْضَلَ مِنْ رَكْعَتَيْنِ يُصَلِّيْهِمَا، وَإِنَّ الْبِرَّ لَيُذَرُّ فَوْقَ رَأْسِ الْعَبْدِ مَا دَامَ فِيْ صَلَاتِهِ، وَمَا تَقَرَّبَ الْعِبَادُ إِلَى اللّٰهِ بِمِثْلِ مَا خَرَجَ مِنْهُ۔)) يَعْنِي الْقُرْآنَ۔ (مسند أحمد: ٢٢٦٦٢)

سیدنا ابو امامہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ نے بندے کی کسی ایسی چیز کو کان لگا کر نہیں سنا، جو اس کی ادا کی ہوئی دو رکعتوں سے زیادہ افضل ہو اور جب تک بندہ نماز میں رہتا ہے، اس کے سر پر نیکی چھڑکی جاتی ہے اور لوگوں نے کسی ایسے عمل کے ساتھ اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل نہیں کیا، جو عمل اس چیز جیسا ہو، جو اللہ تعالیٰ سے صادر ہوئی ہے۔'' آپ ﷺ کی مراد قرآن مجید تھی۔

(١٠٧١)۔ عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رضی اللہ عنہ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((صَلَاةُ الرَّجُلِ فِيْ بَيْتِهِ نُوْرٌ فَمَنْ شَاءَ نَوَّرَ بَيْتَهُ۔)) (مسند أحمد: ٨٦)

سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''گھر میں بندے کا نماز پڑھنا نور ہے، پس جو چاہتا ہے، اپنے گھر کو منوّر کر لے۔''

(١٠٧٢)۔ عَنْ أَنَسِ بْنِ حَكِيْمٍ نِ الضَّبِّيِّ أَنَّهُ خَافَ زَمَنَ زِيَادٍ أَوِ ابْنِ زِيَادٍ فَأَتَى الْمَدِيْنَةَ فَلَقِيَ أَبَا هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ، قَالَ: فَانْتَسَبَنِيْ فَانْتَسَبْتُ لَهُ فَقَالَ: يَا فَتَى أَلَا أُحَدِّثُكَ حَدِيْثًا

انس بن حکیم ضبّی کہتے ہیں: میں زیاد یا ابن زیاد کے زمانے میں ڈرنے لگا، اس لیے مدینہ منورہ میں سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے پاس آ گیا، انھوں نے مجھ سے نسب دریافت کیا، میں نے وہ بیان کر دیا، پھر انھوں نے کہا: اے نوجوان! کیا میں تم کو ایک

(١٠٧٠) تخريج: اسناده ضعيف لضعف بكر بن خنيس وليث بن ابى سليم۔ أخرجه الترمذى: ٢٩١١ (انظر: ٢٢٣٠٦)

(١٠٧١) تخريج: اسناده ضعيف لجهالة الرجل الذى روى عنه عاصم۔ أخرجه ابن ماجه: ١٣٧٥ (انظر: ٨٦)

(١٠٧٢) تخريج: حديث صحيح۔ أخرجه ابوداود: ٨٦٤ (انظر: ٩٤٩٤)

لَعَلَّ اللّٰهَ أَنْ يَنْفَعَكَ بِهِ؟ قُلْتُ: بَلٰى! رَحِمَكَ اللّٰهُ، قَالَ: ((إِنَّ أَوَّلَ مَا يُحَاسَبُ بِهِ النَّاسُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مِنَ الصَّلَاةِ، قَالَ: يَقُوْلُ رَبُّنَا عَزَّوَجَلَّ لِمَلَائِكَتِهِ وَهُوَ أَعْلَمُ: أُنْظُرُوْا فِيْ صَلَاةِ عَبْدِيْ أَتَمَّهَا أَمْ نَقَصَهَا؟ فَإِنْ كَانَتْ تَامَّةً كُتِبَتْ لَهُ تَامَّةً وَإِنْ كَانَ انْتَقَصَ مِنْهَا شَيْئًا قَالَ: انْظُرُوْا هَلْ لِعَبْدِيْ مِنْ تَطَوُّعٍ؟ فَإِنْ كَانَ لَهُ تَطَوُّعٌ قَالَ: أَتِمُّوْا لِعَبْدِيْ فَرِيْضَتَهُ مِنْ تَطَوُّعِهِ، ثُمَّ تُؤْخَذُ الْأَعْمَالُ عَلٰى ذٰلِكُمْ۔)) قَالَ يُوْنُسُ (أَحَدُ الرُّوَاةِ): وَأَحْسِبُهُ قَدْ ذَكَرَ النَّبِيَّ ﷺ۔ (مسند أحمد: ٩٤٩٠)

حدیث بیان نہ کر دوں، ممکن ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کے ذریعے تجھے کوئی فائدہ دے دے؟ میں نے کہا: جی کیوں نہیں، اللہ تعالیٰ آپ پر رحم کرے، انھوں نے کہا: نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''بیشک پہلی چیز کہ جس کے بارے میں روزِ قیامت بندوں کا محاسبہ کیا جائے گا، وہ نماز ہے۔ ہمارا ربّ تعالیٰ اپنے فرشتوں سے کہے گا، جبکہ وہ سب سے زیادہ جاننے والا ہے: تم میرے بندے کی نماز کو دیکھو، کیا اس نے اس کو پوری طرح ادا کیا ہے یا ناقص؟ پس اگر وہ پوری ہوئی تو اس کے لیے پوری لکھی جائے گی اور اگر اس میں کوئی نقص ہوا تو اللہ تعالیٰ کہے گا: تم دیکھو کہ کیا میرے بندے کی کوئی نفلی نماز ہے؟ پس اگر اس کی نفلی نماز ہوئی تو وہ کہے گا: میرے بندے کی فرض نماز کو اس کی نفل نماز کے ذریعے پورا کر دو، پھر باقی اعمال کا محاسبہ بھی اسی طرح کیا جائے گا۔''

(١٠٧٣)۔ (وَعَنْهُ مِنْ طَرِيْقٍ ثَانٍ)۔ قَالَ: قَالَ لِيْ أَبُوْ هُرَيْرَةَ: إِذَا أَتَيْتَ أَهْلَ مِصْرَ فَأَخْبِرْهُمْ أَنِّيْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((أَوَّلُ شَيْءٍ مِمَّا يُحَاسَبُ بِهِ الْعَبْدُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ صَلَاتُهُ الْمَكْتُوْبَةُ، فَإِنْ صَلَحَتْ (وَفِيْ رِوَايَةٍ: فَإِنْ أَتَمَّهَا) وَإِلَّا زِيْدَ فِيْهَا مِنْ تَطَوُّعِهِ ثُمَّ يُفْعَلُ بِسَائِرِ الْأَعْمَالِ الْمَفْرُوْضَةِ كَذٰلِكَ)) (مسند أحمد: ٧٨٨٩)

(دوسری سند) سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے مجھے کہا: جب تو مصر والوں کے پاس جائے تو ان کو بتانا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے: ''پہلی چیز کہ جس کا بندے سے قیامت کے روز محاسبہ کیا جائے گا، وہ فرضی نماز ہے، پس اگر وہ مکمل ہوئی تو ٹھیک، وگرنہ اس کی نفلی نماز اس کی کمی کو پورا کیا جائے گا، پھر باقی تمام فرضی اعمال کے ساتھ یہی معاملہ اختیار کیا جائے گا۔''

(١٠٧٤)۔ عَنْ يَحْيَى بْنِ يَعْمَرَ عَنْ رَجُلٍ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((أَوَّلُ مَا يُحَاسَبُ بِهِ الْعَبْدُ صَلَاتُهُ، فَإِنْ

ایک صحابیٔ رسول بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''پہلی چیز کہ جس کا بندے سے محاسبہ کیا جائے گا، وہ اس کی نماز ہے، پس اگر اس نے اس کو مکمل کیا ہوگا تو وہ پوری لکھ

(١٠٧٣) حديث صحيح۔ أخرجه ابن ماجه: ١٤٢٥، والنسائي: ١/ ٢٣٣، والترمذي: ٤١٣ (انظر: ٧٩٠٢)
(١٠٧٤) تخريج: اسناده صحيح (انظر: ١٦٦١٤)

كَانَ أَتَّمَهَا كُتِبَتْ لَهُ تَامَّةً وَإِنْ لَمْ يَكُنْ أَتَمَّهَا قَالَ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ: أُنْظُرُوْا هَلْ تَجِدُوْنَ لِعَبْدِيْ مِنْ تَطَوُّعٍ فَتُكَمِّلُوْا بِهَا فَرِيْضَتَهُ، ثُمَّ الزَّكَاةُ كَذٰلِكَ ثُمَّ تُؤْخَذُ الْأَعْمَالُ عَلَى حَسْبِ ذٰلِكَ۔)) (مسند أحمد: ١٦٧٣١)

دی جائے گی اور اگر اس میں کمی کی ہوگی تو اللہ تعالیٰ کہے گا: دیکھو، کیا تم میرے بندے کی کوئی نفلی نماز پاتے ہو، پس اسی سے اس کی فرض نماز کو پورا کر دو، پھر زکاۃ کا بھی اسی طرح محاسبہ کیا جائے گا اور پھر دوسرے اعمال کا بھی۔''

بَابٌ فِيْ وَعِيْدِ مَنْ تَهَاوَنَ بِأَمْرِ الصَّلَاةِ أَوْ أَخَّرَهَا عَنْ وَقْتِهَا

نماز کے معاملے میں سستی کرنے والے یا اس کو اس کے وقت سے لیٹ کرنے والے کی وعید کا بیان

(١٠٧٥)۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ حَدَّثَنِيْ أَبِيْ ثَنَا عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ عَمْرٍو ثَنَا خَارِجَةُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ مِنْ وَلَدِ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ عن أَبِيْهِ قَالَ: اِنْصَرَفْنَا مِنَ الظُّهْرِ مَعَ خَارِجَةَ بْنِ زَيْدٍ فَدَخَلْنَا عَلَى أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ ؓ فَقَالَ: يَا جَارِيَةُ! أُنْظُرِيْ هَلْ حَانَتِ الصَّلَاةُ؟ قَالَ: قَالَتْ: نَعَمْ، فَقُلْنَا لَهُ: إِنَّمَا انْصَرَفْنَا مِنَ الظُّهْرِ الْآنَ مَعَ الْإِمَامِ، قَالَ: فَقَامَ فَصَلَّى الْعَصْرَ ثُمَّ قَالَ: هٰكَذَا كَانَ يُصَلِّيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ۔ (مسند أحمد: ١٣٢٧٢)

عبد اللہ بن سلیمان بن زید بن ثابت کہتے ہیں: ہم ظہر سے فارغ ہو کر خارجہ بن زید کے ساتھ سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ کے پاس گئے، انھوں نے کہا: لڑکی! دیکھو، کیا نماز کا وقت ہو گیا ہے؟ اس نے کہا: جی ہاں، پس ہم نے ان سے کہا: ہم تو ابھی امام کے ساتھ ظہر پڑھ کر فارغ ہوئے ہیں، بہرحال انھوں نے عصر کی نماز پڑھی اور کہا: رسول اللہ ﷺ تو اس طرح نماز پڑھتے تھے۔

(١٠٧٦)۔ عَنْ زِيَادِ بْنِ أَبِيْ زِيَادٍ مَوْلَى ابْنِ عَبَّاسٍ ؓ قَالَ: اِنْصَرَفْتُ مِنَ الظُّهْرِ أَنَا وَعُمَرُ حِيْنَ صَلَّاهَا هِشَامُ بْنُ إِسْمَاعِيْلَ بِالنَّاسِ إِذْ كَانَ عَلَى الْمَدِيْنَةِ إِلَى عَمْرِو بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِيْ طَلْحَةَ نَعُوْدُهُ فِيْ شَكْوٰى لَهُ، قَالَ: فَمَا قَعَدْنَا، مَا سَأَلْنَا عَنْهُ إِلَّا قِيَامًا، قَالَ: ثُمَّ انْصَرَفْنَا فَدَخَلْنَا عَلَى أَنَسٍ

مولائے ابن عباس زیاد بن ابی زیاد کہتے ہیں: میں اور عمر نمازِ ظہر سے فارغ ہوئے، مدینہ کے گورنر ہشام بن اسماعیل نے نماز پڑھائی تھی، پھر ہم عمرو بن عبد اللہ بن ابی طلحہ کی تیمار داری کرنے کے لیے ان کی طرف گئے، وہ بیمار تھے، پس ہم ان کے پاس بیٹھے نہیں، کھڑے کھڑے ہی ان کا حال دریافت کر لیا اور پھر ہم وہاں سے پلٹ کر سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ کے پاس ان کے گھر میں گئے، ان کا گھر ابوطلحہ کے گھر کے پہلو میں

(١٠٧٥) تخريج: حديث صحيح (انظر: ١٣٢٣٩)

(١٠٧٦) تخريج: اسناده حسن۔ أخرج البخاري في "التاريخ الكبير": ٣/ ٣٥٥ المرفوع منه (انظر: ١٣٤٨٣)

بْنِ مَالِكٍ فِيْ دَارِهِ وَهِيَ إِلَى جَنْبِ دَارِ أَبِيْ طَلْحَةَ، قَالَ: فَلَمَّا قَعَدْنَا أَتَتْهُ الْجَارِيَةُ فَقَالَتْ: اَلصَّلَاةَ يَا أَبَا حَمْزَةَ! قَالَ: قُلْنَا: أَيُّ الصَّلَاةِ رَحِمَكَ اللّٰهُ؟ قَالَ: الْعَصْرُ، قَالَ: فَقُلْنَا: إِنَّمَا صَلَّيْنَا الظُّهْرَ الْآنَ، قَالَ: فَقَالَ: إِنَّكُمْ تَرَكْتُمُ الصَّلَاةَ حَتّٰى نَسِيْتُمُوْهَا، أَوْ قَالَ: نُسِّيْتُمُوْهَا حَتّٰى تَرَكْتُمُوْهَا، إِنِّيْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((بُعِثْتُ أَنَا وَالسَّاعَةُ كَهَاتَيْنِ۔)) وَمَدَّ إِصْبَعَهُ السَّبَّابَةَ وَالْوُسْطٰى۔ (مسند أحمد: ١٣٥١٧)

تھا، ہم ان کے پاس بیٹھے ہی تھے کہ ایک لڑکی نے آ کر کہا: ابو حمزہ! نماز پڑھو، ہم نے کہا: اللہ تعالیٰ آپ پر رحم کرے، کون سی نماز؟ انھوں نے کہا: نمازِ عصر، ہم نے کہا: ہم نے تو ابھی ابھی ظہر کی نماز پڑھی ہے، انھوں نے کہا: تم نے نماز کو چھوڑ دیا ہے، یہاں تک کہ تم اس کو بھول گئے ہو، یا کہا: تم کو نماز اس طرح بھلا دی گئی ہے کہ تم نے اس کو چھوڑ دیا ہے، میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا تھا: ''مجھے اور قیامت کو ان دو انگلیوں کی طرح (قریب قریب کر کے) بھیجا گیا ہے۔'' پھر آپ ﷺ نے اپنی انگشتِ شہادت اور درمیانی انگلی کو کھڑا کر کے اشارہ کیا۔

(١٠٧٧)۔عَنْ عَلِيٍّ ؓ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((ثَلَاثَةٌ يَا عَلِيُّ لَا تُؤَخِّرْهُنَّ، اَلصَّلَاةُ إِذَا أَتَتْ وَالْجَنَازَةُ إِذَا حَضَرَتْ وَالْأَيِّمُ إِذَا وَجَدْتَ كُفُوًا۔)) (مسند أحمد: ٨٢٨)

سیدنا علی ؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اے علی! تین چیزوں کو لیٹ نہیں کرنا، نماز جب اس کا وقت آ جائے، جنازہ جب حاضر ہو جائے اور وہ عورت کہ جس کا خاوند نہ، جب تو اس کے لیے کوئی مناسب آدمی پا لے۔''

(١٠٧٨)۔عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ ؓ أَنَّ الرَّجُلَ أَتَى النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَ: إِنَّ فُلَانًا نَامَ الْبَارِحَةَ عَنِ الصَّلَاةِ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((ذَاكَ الشَّيْطَانُ بَالَ فِيْ أُذُنِهِ، أَوْ فِيْ أُذُنَيْهِ۔)) (مسند أحمد: ٣٥٥٧)

سیدنا عبد اللہ بن مسعود ؓ بیان کرتے ہیں کہ ایک آدمی، نبی کریم ﷺ کے پاس آیا اور کہا: بیشک فلاں آدمی آج رات نماز سے بھی سویا رہا، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''شیطان اس آدمی کے کانوں میں پیشاب کر گیا۔''

(١٠٧٩)۔ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ ؓ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ مِثْلُهُ۔ (مسند أحمد: ٧٥٢٨)

سیدنا ابو ہریرہ ؓ نے بھی اسی قسم کی حدیثِ نبوی بیان کی ہے۔

(١٠٨٠)۔عَنْ شَدَّادِ بْنِ أَوْسٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ

سیدنا شداد بن اوس ؓ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے

(١٠٧٧) تخريج: اسناده ضعيف لجهالة سعيد بن عبد الله الجهني۔ أخرجه ابن ماجه: ١٤٨٦، والترمذي: ١٧١، ١٠٧٥ (انظر: ٨٢٨)

(١٠٧٨) تخريج: أخرجه البخاري: ١١٤٤، ومسلم: ٧٧٤ (انظر: ٣٥٥٧)

(١٠٧٩) تخريج: صحيح لغيره (انظر: ٧٥٣٧)

(١٠٨٠) تخريج: صحيح لغيره۔ أخرجه البزار: ٣٩٣، والطبراني في "الكبير": ٧١٥٥ (انظر: ١٧١٢٢)

أَنَّـهُ قَالَ: ((سَيَكُوْنُ مِنْ بَعْدِيْ أَئِمَّةٌ يُمِيْتُوْنَ الصَّلَاةَ عَـنْ مَـوَاقِيْتِهَـا، فَـصَلُّوْا الصَّلَاةَ لِوَقْتِهَا وَاجْعَلُوْا صَلَاتَكُمْ مَعَهُمْ سُبْحَةً۔)) (مسند أحمد: ١٧٢٥٢)

فرمایا: ''میرے بعد ایسے حکمران ہوں گے کہ وہ نماز کو اس کے وقت سے مؤخر کر دیں گے، پس تم نماز کو اس کے وقت پر ادا کر لینا اور ان کے ساتھ پڑھی جانے والی نماز کو نفلی بنا لینا۔''

(١٠٨١)۔ حَـدَّثَـنَا عَبْدُ اللّٰهِ حَدَّثَنِيْ أَبِيْ ثَنَا عَبْـدُالـرَّزَّاقِ قَـالَ: أَنَـا ابْنُ جُـرَيْجٍ قَـالَ: أَخْبَـرَنِـيْ عَاصِمُ بْنُ عُبَيْدِ اللّٰهِ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَـالَ: ((إِنَّهَـا سَتَكُـوْنُ مِـنْ بَعْدِيْ أُمَرَاءُ يُـصَـلُّـوْنَ الصَّلَاةَ لِوَقْتِهَا وَيُؤَخِّرُوْنَهَا عَنْ وَقْتِهَـا، فَـصَـلُّـوْهَـا مَعَهُمْ، فَإِنْ صَلَّوْهَا لِوَقْتِهَا وَصَلَّيْتُمُوْهَا مَعَهُمْ فَلَكُمْ وَلَهُمْ وَإِنْ أَخَّـرُوْهَـا عَـنْ وَقْتِهَـا فَـصَلَّيْتُمُوْهَا مَعَهُمْ فَـلَكُمْ وَعَلَيْهِمْ، مَنْ فَارَقَ الْجَمَاعَةَ مَاتَ مِيْتَةً جَـاهِـلِيَّةً، وَمَـنْ نَـكَثَ الْعَهْدَ وَمَاتَ نَاكِثًا لِلْعَهْدِ جَاءَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ لَا حُجَّةَ لَهُ۔)) قُـلْـتُ لَـهُ: مَـنْ أَخْبَـرَكَ هٰذَا الْخَبَرَ؟ قَالَ: أَخْبَرَنِيْهِ عَبْدُاللّٰهِ بْنُ عَامِرِ بْنِ رَبِيْعَةَ عَنْ أَبِيْهِ عَـامِرِ بْنِ رَبِيْعَةَ، يُخْبِرُ عَامِرُ بْنُ رَبِيْعَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ۔ (مسند أحمد: ١٥٧٦٩)

سیدنا عاصم بن عبیداللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''بیشک میرے بعد عنقریب ایسے حکمران آئیں گے جو بسا اوقات وقت پر نماز پڑھیں گے اور کبھی کبھار اس کو وقت سے مؤخر کر دیں گے، پس اگر وہ وقت پر نماز پڑھیں اور تم بھی ان کے ساتھ پڑھو تو اس کا ثواب تمہارے لیے بھی ہوگا اور ان کے لیے بھی، لیکن اگر وہ نماز کو اس کے وقت سے مؤخر کر دیں اور تم بھی ان کے ساتھ پڑھو، تو تمہیں تو ثواب ملے گا، لیکن اس کا وبال ان پر ہوگا، جو جماعت سے علیحدہ ہو گیا، وہ جاہلیت کی موت مرے گا اور جس نے معاہدہ توڑ دیا، عہد کو توڑنے والے کی حیثیت سے ہی مرے گا اور قیامت کے روز وہ اس حال میں آئے گا کہ اس کے حق میں کوئی حجت نہیں ہوگی۔''

(١٠٨٢)۔ عَـنْ كَعْبِ بْنِ عُجْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ: بَيْـنَمَا أَنَا جَالِسٌ فِيْ مَسْجِدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ مُسْـنِـدِيْ ظُهُوْرِنَا إِلَى قِبْلَةِ مَسْجِدِ رَسُوْلِ

سیدنا کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: میں مسجد نبوی میں بیٹھا ہوا تھا، ہم سات افراد اس مسجد کی قبلہ والی دیوار کے ساتھ ٹیک لگا کر بیٹھے تھے، چار ہمارے غلام تھے اور ہم تین

(١٠٨١) تخريج: بعضه صحيح لغيره، وهذا اسناد ضعيف لضعف عاصم بن عبيد الله۔ أخرجه ابويعلى: ٧٢٠١، وعبد الرزاق: ٣٧٧٩ (انظر: ١٥٦٨١)

(١٠٨٢) تـخـريـج: مـرفـوعه صحيح لغيره، وهذا اسناد ضعيف لانقطاعه، الشعبى لم يسمع من كعب۔ أخـرجـه الـطـبـرانـى فـى "الكبير": ١٩/ ٣٣١، والدارمى: ١٢٢٦، والطحاوى فى "شرح مشكل الآثار": ٣١٧٤ (انظر: ١٨١٣٢)

اللّٰهِ ﷺ سَبْعَةُ رَهْطٍ ، أَرْبَعَةٌ مَوَالِينَا وَثَلَاثَةٌ مِنْ عَرَبِنَا ، إِذْ خَرَجَ إِلَيْنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ صَلَاةَ الظُّهْرِ حَتَّى انْتَهٰى إِلَيْنَا فَقَالَ: ((مَا يُجْلِسُكُمْ هَاهُنَا؟)) قُلْنَا: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! نَنْتَظِرُ الصَّلَاةَ، قَالَ: فَأَرَمَّ قَلِيْلًا ثُمَّ رَفَعَ رَأْسَهُ فَقَالَ: ((أَتَدْرُوْنَ مَا يَقُوْلُ رَبُّكُمْ عَزَّوَجَلَّ؟)) قَالَ: قُلْنَا: اللّٰهُ وَرَسُوْلُهُ أَعْلَمُ، قَالَ: ((فَإِنَّ رَبَّكُمْ عَزَّوَجَلَّ يَقُوْلُ: مَنْ صَلَّى الصَّلَاةَ لِوَقْتِهَا وَحَافَظَ عَلَيْهَا وَلَمْ يُضَيِّعْهَا اسْتِخْفَافًا بِحَقِّهَا فَلَهُ عَلَيَّ عَهْدٌ أَنْ أُدْخِلَهُ الْجَنَّةَ ، وَمَنْ لَمْ يُصَلِّهَا لِوَقْتِهَا وَلَمْ يُحَافِظْ عَلَيْهَا وَضَيَّعَهَا اسْتِخْفَافًا بِحَقِّهَا فَلَا عَهْدَ لَهُ ، إِنْ شِئْتُ عَذَّبْتُهُ وَإِنْ شِئْتُ غَفَرْتُ لَهُ.)) (مسند أحمد: ١٨٣١٢)

عرب تھے کہ رسول اللہ ﷺ ہمارے پاس رسول اللہ ﷺ تشریف لائے ، یہاں تک ہمارے پاس پہنچے، یہ نمازِ ظہر کا وقت تھا، آپ ﷺ نے فرمایا: ''تمہیں کس چیز نے یہاں بٹھایا ہوا ہے؟'' ہم نے کہا: اے اللہ کے رسول! ہم نماز کا انتظار کر رہے ہیں، آپ ﷺ تھوڑی دیر کے لیے خاموش ہو گئے اور پھر اپنا سر مبارک اٹھایا اور فرمایا: ''کیا تم جانتے ہو کہ تمہارا ربّ کیا کہتا ہے؟'' ہم نے کہا: جی اللہ اور اس کا رسول ہی بہتر جانتے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''بیشک تمہارا ربّ کہتا ہے: جس نے بروقت نماز ادا کی اور اس کی مکمل حفاظت کی اور اس کے حق کو ہلکا سمجھتے ہوئے اس کو ضائع نہیں کیا، پاس اس کے لیے مجھ پر عہد ہے کہ میں اس کو جنت میں داخل کروں گا، اور جس نے نماز کو وقت پر ادا نہ کیا اور اس کی مکمل حفاظت نہ کی اور اس کے حق کو ہلکا سمجھتے ہوئے اس کو ضائع کر دیا، اس کے لیے میرا کوئی عہد نہیں ہے، اگر میں چاہوں تو اس کو عذاب دوں اور چاہوں تو معاف کر دوں۔''

(١٠٨٣)۔ عَنْ أَبِيْ يَسْرٍ الْأَنْصَارِيِّ كَعْبِ بْنِ عَمْرٍو رضی اللہ عنہ صَاحِبِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((مِنْكُمْ مَنْ يُصَلِّي الصَّلَاةَ كَامِلَةً وَمِنْكُمْ مَنْ يُصَلِّي النِّصْفَ وَالثُّلُثَ وَالرُّبُعَ حَتّٰى بَلَغَ الْعُشْرَ.)) (مسند أحمد: ١٥٦٠٧)

صحابی رسول سیدنا ابو یسر کعب بن عمرو انصاری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تم میں کوئی آدمی پوری نماز پڑھتا ہے، کوئی نصف ادا کرتا ہے، کوئی ایک تہائی اور کوئی ایک چوتھائی، ......'' یہاں تک کہ آپ ﷺ دسویں حصے تک پہنچ گئے۔

(١٠٨٤)۔ عَنْ نَوْفَلِ بْنِ مُعَاوِيَةَ رضی اللہ عنہ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: ((مَنْ فَاتَتْهُ الصَّلَاةُ فَكَأَنَّمَا

سیدنا نوفل بن معاویہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''جس کی نماز اس سے رہ گئی تو گویا کہ اس کا اہل اور

(١٠٨٣) تخريج: اسناده صحيح على شرط مسلم۔ أخرجه النسائي في "الكبرى": ٦١٣ ، والطحاوي في "شرح مشكل الآثار": ١١٠٦ (انظر: ١٥٥٢٢)

(١٠٨٤) تخريج: صحيح۔ أخرجه الطيالسي: ١٢٣٧ ، والشافعي: ١/ ٥٣ ، وابن حبان: ١٤٦٨ ، والبيهقي: ١/ ٤٤٥ (انظر: ٢٣٦٤٢)

وُتِرَ أَهْلَهُ وَمَالَهُ۔)) (مسند أحمد: ٢٤٠٤٢)

مال اس سے چھین لیے گئے۔"

(١٠٨٥)۔عَنْ عَائِشَةَ ؓ أَنَّهَا قَالَتْ: مَا صَلّٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ الصَّلَاةَ لِوَقْتِهَا الْآخِرِ مَرَّتَيْنِ حَتّٰى قَبَضَهُ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ۔ (مسند أحمد: ٢٥١٢١)

سیدہ عائشہ ؓ سے مروی ہے، وہ کہتی ہیں: رسول اللہ ﷺ نے نماز کو اس کے آخری وقت میں دو دفعہ ادا نہیں کیا تھا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو فوت کر دیا تھا۔

بَابٌ فِيْ وَعِيْدِ مَنْ تَرَكَ الصَّلَاةَ عَمْدًا أَوْ سُكْرًا

جان بوجھ کر یا نشے کی وجہ سے نماز کو ترک کرنے والے کی وعید کا بیان

(١٠٨٦)۔عَنْ أُمِّ أَيْمَنَ ؓ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((لَاتَتْرُكِ الصَّلَاةَ مُتَعَمِّدًا، فَإِنَّهُ مَنْ تَرَكَ الصَّلَاةَ فَقَدْ بَرِئَتْ مِنْهُ ذِمَّةُ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهِ۔)) (مسند أحمد: ٢٧٩٠٨)

سیدہ ام ایمن ؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جان بوجھ کر نماز ترک نہ کر، پس بیشک جس نے نماز چھوڑ دی، اس سے اللہ اور اس کے رسول کا ذمہ بری ہو جائے گا۔"

(١٠٨٧)۔عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو ؓ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ أَنَّهُ قَالَ: ((مَنْ تَرَكَ الصَّلَاةَ سُكْرًا مَرَّةً وَاحِدَةً فَكَأَنَّمَا كَانَتْ لَهُ الدُّنْيَا وَمَا عَلَيْهَا فَسُلِبَهَا، وَمَنْ تَرَكَ الصَّلَاةَ سُكْرًا أَرْبَعَ مَرَّاتٍ كَانَ حَقًّا عَلَى اللّٰهِ أَنْ يَسْقِيَهُ مِنْ طِيْنَةِ الْخَبَالِ۔)) قِيْلَ: وَمَا طِيْنَةُ الْخَبَالِ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ؟ قَالَ: ((عُصَارَةُ أَهْلِ جَهَنَّمَ۔)) (مسند أحمد: ٦٦٥٩)

سیدنا عبد اللہ بن عمرو بن عاص ؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جس نے نشے کی وجہ سے ایک دفعہ نماز چھوڑ دی، پس گویا کہ ساری دنیا اور وما علیہا اس کا تھا اور وہ اس سے چھین لیا گیا، اور جس نے نشے کی وجہ سے چار مرتبہ نماز ترک کر دی، تو اللہ تعالیٰ پر حق ہے کہ اس کو "طِیْنَةُ الْخَبَال" سے پلائے گا۔" کسی نے پوچھا: اے اللہ کے رسول! "طِیْنَةُ الْخَبَال" کیا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: "جہنمیوں سے بہنے والا خون اور پیپ۔"

(١٠٨٥) تخريج: اسناده ضعيف، اسحاق بن عمر لم يسمع من عائشة، ثم انه مجهول۔ أخرجه الترمذى: ١٧٤ (انظر: ٢٤٦١٤)

(١٠٨٦) تخريج: اسناده ضعيف لانقطاعه، مكحول الشامى لم يسمع من ام ايمن۔ أخرجه البيهقى: ٧/ ٣٠٤ (انظر: ٢٧٣٦٤)

(١٠٨٧) تخريج: اسناده حسن۔ أخرجه الحاكم: ٤/ ١٤٦، والبيهقى: ١/ ٣٨٩ (انظر: ٦٦٥٩)

بَابُ حُجَّةِ مَنْ كَفَّرَ تَارِكَ الصَّلَاةِ
تارکِ نماز کو کافر قرار دینے کی دلیل کا بیان

(۱۰۸۸)۔عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ ؓ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((بَيْنَ الْعَبْدِ وَبَيْنَ الْكُفْرِ أَوِ الشِّرْكِ تَرْكُ الصَّلَاةِ۔)) (مسند أحمد: ۱۵۰۴۲)

سیدنا جابر بن عبد اللہ ؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''بندے اور کفر یا شرک کے درمیان نماز کے چھوڑنے کا فرق ہے۔''

(۱۰۸۹)۔عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ بُرَيْدَةَ عن أَبِيْهِ ؓ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((اَلْعَهْدُ الَّذِيْ بَيْنَنَا وَبَيْنَهُمُ الصَّلَاةُ، فَمَنْ تَرَكَهَا فَقَدْ كَفَرَ)) (مسند أحمد: ۲۳۳۲۵)

سیدنا بریدہ ؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ہمارے اور ان کے درمیان نماز کا عہد ہے، جس نے اس کو چھوڑ دیا، تو یقیناً اس نے کفر کیا۔''

(۱۰۹۰)۔عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ ؓ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ ذَكَرَ الصَّلَاةَ يَوْمًا فَقَالَ: ((مَنْ حَافَظَ عَلَيْهَا كَانَتْ لَهُ نُوْرًا وَبُرْهَانًا وَنَجَاتًا يَوْمَ الْقِيَامَةِ، وَمَنْ لَمْ يُحَافِظْ عَلَيْهَا لَمْ يَكُنْ لَهُ نُوْرٌ وَلَا بُرْهَانٌ وَلَا نَجَاةٌ وَكَانَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مَعَ قَارُوْنَ وَفِرْعَوْنَ وَهَامَانَ وَأُبَيِّ بْنِ خَلَفٍ)) (مسند احمد: ۶۵۷۶)

سیدنا عبد اللہ بن عمرو بن عاص ؓ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ایک دن نماز کا ذکر کیا اور فرمایا: ''جس نے نماز کی اچھی طرح حفاظت کی تو یہ اس کے لیے قیامت کے روز نور، دلیل اور نجات ہو گی اور جس نے اس کی پوری طرح حفاظت نہ کی تو یہ اس کے لیے قیامت کے دن نہ نور ہو گی، نہ دلیل اور نہ نجات اور ایسا آدمی قارون، فرعون، ہامان اور ابی بن خلف کے ساتھ ہو گا۔''

بَابُ حُجَّةِ مَنْ لَمْ يُكَفِّرْ تَارِكَ الصَّلَاةَ وَرَجَا لَهُ مَا يُرْجَى لِأَهْلِ الْكَبَائِرِ
ان لوگوں کی دلیل کا بیان کہ جنھوں نے تارکِ نماز کو کافر نہیں قرار دیا اور اس کے لیے وہی امید رکھی جو کبیرہ گناہوں والوں کے لیے رکھی جاتی ہے

(۱۰۹۱)۔عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ ؓ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مِنْ فِيْهِ إِلَى فِيَّ: لَا

سیدنا عبادہ بن صامت ؓ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے اپنے منہ مبارک سے میرے منہ کی طرف

(۱۰۸۸) تخريج: أخرجه مسلم: ۸۲ (انظر: ۱۴۹۷۹)

(۱۰۸۹) اسناده قوی۔ أخرجه ابن ماجه: ۱۰۷۹، والترمذی: ۲۶۲۱، والنسائی: ۱/ ۲۳۱ (انظر: ۲۲۹۳۷)

(۱۰۹۰) تخريج: اسناده حسن۔ أخرجه الدارمی: ۲/ ۳۰۱، وابن حبان: ۱۴۶۷، والطبرانی فی "الاوسط": ۱۷۸۸ (انظر: ۶۵۷۶)

(۱۰۹۱) حديث صحيح۔ أخرجه ابوداود: ۱۴۲۰، والنسائی: ۱/ ۲۳۰، وابن ماجه: ۱۴۰۱ (انظر: ۲۲۷۵۲)

أَقُولُ حَدَّثَنِي فُلَانٌ وَلَا فُلَانٌ: ((خَمْسُ صَلَوَاتٍ اِفْتَرَضَهُنَّ اللّٰهُ عَلٰى عِبَادِهِ فَمَنْ لَقِيَهُ بِهِنَّ لَمْ يُضَيِّعْ مِنْهُنَّ شَيْئًا لَقِيَهُ وَلَهُ عِنْدَهُ عَهْدٌ يُدْخِلُهُ بِهِ الْجَنَّةَ، وَمَنْ لَقِيَهُ وَقَدِ انْتَقَصَ مِنْهُنَّ شَيْئًا اِسْتِخْفَافًا بِحَقِّهِنَّ لَقِيَهُ وَلَا عَهْدَ لَهُ، إِنْ شَاءَ عَذَّبَهُ وَإِنْ شَاءَ غَفَرَ لَهُ۔)) (مسند أحمد: ٢٣١٣٢)

ارشاد فرمایا، میں یہ نہیں کہتا کہ فلاں فلاں نے مجھے بیان کیا ہے، بہرحال آپ ﷺ نے فرمایا: ''پانچ نمازیں ہیں، اللہ تعالیٰ نے اُن کو اپنے بندوں پر فرض کیا ہے، جو بندہ اس حال میں اللہ تعالیٰ کو ملا کہ اس نے نمازوں میں سے کسی چیز کو ضائع نہیں کیا، تو وہ اس کو اس حال میں ملے گا کہ اس کے حق میں اللہ تعالیٰ کے ہاں معاہدہ ہوگا، اس کے ذریعے وہ اس کو جنت میں داخل کرے گا اور جو آدمی اللہ تعالیٰ کو اس حال میں ملے گا کہ اس نے ان نمازوں کے حق کو ہلکا سمجھ کر ان میں کوئی کمی کر رکھی ہوگی، تو وہ اُس کو اس حال میں ملے گا کہ اس کے لیے کوئی معاہدہ نہیں ہوگا، اگر اللہ نے چاہا تو اس کو عذاب دے گا اور چاہا تو بخش دے گا۔''

بَابُ مَا جَاءَ فِي الْأَحْوَالِ الَّتِي عُرِضَتْ لِلصَّلَاةِ
ان حالات کا بیان جو نماز کو پیش آئے

(١٠٩٢)۔ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِي لَيْلَى عَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: أُحِيلَتِ الصَّلَاةُ ثَلَاثَةَ أَحْوَالٍ، وَأُحِيلَ الصِّيَامُ ثَلَاثَةَ أَحْوَالٍ، فَأَمَّا أَحْوَالُ الصَّلَاةِ فَإِنَّ النَّبِيَّ قَدِمَ الْمَدِينَةَ وَهُوَ يُصَلِّي سَبْعَةَ عَشَرَ شَهْرًا إِلٰى بَيْتِ الْمَقْدِسِ، ثُمَّ إِنَّ اللّٰهَ أَنْزَلَ عَلَيْهِ ﴿قَدْ نَرٰى تَقَلُّبَ وَجْهِكَ فِي السَّمَاءِ فَلَنُوَلِّيَنَّكَ قِبْلَةً تَرْضَاهَا، فَوَلِّ وَجْهَكَ شَطْرَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ وَحَيْثُ مَا كُنْتُمْ فَوَلُّوا وُجُوهَكُمْ شَطْرَهُ﴾ قَالَ: فَوَجَّهَهُ اللّٰهُ إِلٰى مَكَّةَ، قَالَ: فَهٰذَا حَوْلٌ، (قَالَ) وَكَانُوا يَجْتَمِعُونَ لِلصَّلٰوةِ وَيُؤْذِنُ بِهَا بَعْضُهُمْ

سیدنا معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نماز کو تین مراحل سے گزارا گیا اور روزوں کی فرضیت بھی تین مراحل میں ہوئی، نماز کے مراحل یہ ہیں: جب نبی کریم ﷺ ہجرت کر کے مدینہ منورہ تشریف لائے تو آپ ﷺ سترہ ماہ تک بیت اللہ کی طرف منہ کرکے نماز پڑھتے رہے، پھر اللہ تعالیٰ نے یہ حکم نازل فرمایا: ''ہم آپ کے چہرے کو بار بار آسمان کی طرف اٹھتے ہوئے دیکھ رہے ہیں، اب ہم آپ کو اس قبلہ کی جانب متوجہ کریں گے، جس سے آپ خوش ہو جائیں گے، آپ اپنا منہ مسجد حرام کی طرف پھیر لیں اور آپ جہاں کہیں ہوں اپنا منہ اسی طرف پھیرا کریں۔'' پس اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو مکہ مکرمہ کی طرف متوجہ کر دیا، یہ ایک مرحلہ تھا، (دوسرے مرحلے کی تفصیل یہ ہے کہ) لوگ نماز کے لیے خود جمع ہو جاتے تھے

(١٠٩٢) تخريج: علامہ البانی رحمہ اللہ نے اسے أخرجه ابوداود: ٥٠٦، ٥٠٧، والترمذی: ٥٩١ (انظر: ٢٢١٢٤)

بَعْضًا حَتّٰى نَقَسُوْا أَوْ كَادُوْا يَنْقُسُوْنَ، قَالَ: ثُمَّ إِنَّ رَجُلًا مِنَ الْأَنْصَارِ يُقَالُ لَهُ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ زَيْدٍ أَتٰى رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! إِنِّيْ رَأَيْتُ فِيْمَا يَرَى النَّائِمُ وَلَوْ قُلْتُ إِنِّيْ لَمْ أَكُنْ نَائِمًا لَصَدَقْتُ، إِنِّيْ بَيْنَمَا أَنَا بَيْنَ النَّائِمِ وَالْيَقْظَانِ إِذْ رَأَيْتُ شَخْصًا عَلَيْهِ ثَوْبَانِ أَخْضَرَانِ فَاسْتَقْبَلَ الْقِبْلَةَ فَقَالَ: اَللّٰهُ أَكْبَرُ، اَللّٰهُ أَكْبَرُ، أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ، أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ مَثْنٰى، حَتّٰى فَرَغَ مِنَ الْأَذَانِ ثُمَّ أَمْهَلَ سَاعَةً، قَالَ: ثُمَّ قَالَ مِثْلَ الَّذِيْ قَالَ غَيْرَ أَنَّهُ يَزِيْدُ فِيْ ذٰلِكَ قَدْ قَامَتِ الصَّلَاةُ قَدْ قَامَتِ الصَّلَاةُ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((عَلِّمْهَا بِلَالًا فَلْيُؤَذِّنْ بِهَا۔)) فَكَانَ بِلَالٌ أَوَّلَ مَنْ أَذَّنَ بِهَا، قَالَ: وَجَاءَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ فَقَالَ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! إِنَّهُ قَدْ طَافَ بِيْ مِثْلُ الَّذِيْ أَطَافَ بِهِ غَيْرَ أَنَّهُ سَبَقَنِيْ، فَهٰذَانِ حَوْلَانِ، (قَالَ) وَكَانُوْا يَأْتُوْنَ الصَّلَاةَ وَقَدْ سَبَقَهُمْ بِبَعْضِهَا النَّبِيُّ ﷺ، قَالَ: فَكَانَ الرَّجُلُ يُشِيْرُ إِلَى الرَّجُلِ إِذَا جَاءَ كَمْ صَلّٰى؟ فَيَقُوْلُ وَاحِدَةً أَوِ اثْنَتَيْنِ فَيُصَلِّيْهَا ثُمَّ يَدْخُلُ مَعَ الْقَوْمِ فِيْ صَلَاتِهِمْ، قَالَ: فَجَاءَ مُعَاذٌ فَقَالَ: لَا أَجِدُهُ عَلٰى حَالٍ أَبَدًا إِلَّا كُنْتُ عَلَيْهَا ثُمَّ قَضَيْتُ مَا سَبَقَنِيْ، قَالَ: فَجَاءَ وَقَدْ سَبَقَهُ النَّبِيُّ ﷺ بِبَعْضِهَا، قَالَ: فَثَبَتَ مَعَهُ فَلَمَّا قَضٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ صَلَاتَهُ قَامَ فَقَضٰى، فَقَالَ

اور وہ ایک دوسرے کو اِس کا بتلا ابتلا دیتے تھے، یہاں تک کہ قریب تھا کہ وہ ناقوس بجانے لگ جائیں، عبد اللہ بن زید رضی اللہ عنہ نامی ایک انصاری آدمی رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا اور اس نے کہا: اے اللہ کے رسول! میں نے ایک خواب دیکھا ہے، جیسا کہ سونے والا آدمی دیکھتا ہے، اور اگر میں یہ کہہ دوں کہ میں سویا ہوا نہیں تھا، تو پھر بھی میں سچا ہوں گا، بس یوں سمجھیں کہ میں سونے اور جاگنے کی درمیانی کیفیت میں تھا کہ میں نے ایک آدمی دیکھا، اس پر دو سبز کپڑے تھے، پس وہ قبلہ رخ ہوا اور کہا: اَللّٰهُ أَكْبَرُ، اَللّٰهُ أَكْبَرُ، أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ، أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ دو دفعہ، یہاں تک کہ وہ اذان سے فارغ ہوا اور تھوڑی دیر ٹھہر کر پھر اسی طرح کے کلمات دوہرائے، البتہ قَدْ قَامَتِ الصَّلَاةُ قَدْ قَامَتِ الصَّلَاةُ کے الفاظ کا اضافہ کر دیا، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تم بلال کو یہ کلمات سکھا دو، وہ ان کے ذریعے اذان دے۔'' پس سیدنا بلال رضی اللہ عنہ وہ شخصیت ہیں، جنھوں نے سب سے پہلے اذان دی، ان کی اذان سن کر سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ تشریف لائے اور کہا: اے اللہ کے رسول! (اذان سکھانے والے) اسی قسم کے ایک فرد نے میرا چکر بھی لگایا ہے، جیسا کہ اس انصاری کا چکر لگایا ہے، بس فرق یہ ہے کہ اس نے مجھ سے پہلے آپ کو اطلاع دے دی ہے، یہ دو تبدیلیاں ہوں گئیں۔ (تیسری تبدیلی اس طرح ہوئی کہ) جب لوگ نماز پڑھنے کے لیے آتے تھے، جبکہ نبی کریم ﷺ ان سے پہلے بعض رکعتیں پڑھا چکے ہوتے تھے تو وہ دوسرے آدمی کی طرف اشارہ کرتا کہ آپ ﷺ کتنی رکعتیں پڑھ چکے، جب وہ جواب دیتا کہ ایک دو رکعتیں پڑھی جا چکی ہیں تو لیٹ آنے والا آدمی پہلے ان دو رکعتوں کو پورا کرتا اور پھر لوگوں کے ساتھ جماعت میں مل

رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِنَّهُ قَدْ سَنَّ لَكُمْ مُعَاذٌ فَهٰكَذَا فَاصْنَعُوْا۔)) فَهٰذِهِ ثَلَاثَةُ أَحْوَالٍ، وَأَمَّا أَحْوَالُ الصِّيَامِ (فَذَكَرَ الْحَدِيْثَ)۔ (مسند أحمد: ٢٢٤٧٥)

جاتا۔ ایک دن سیدنا معاذ رضی اللہ عنہ آئے اور کہا: میں آپ ﷺ کو جس حالت پر پاؤں گا، اسی کو اختیار کر لوں گا، پھر جتنی رکعتیں مجھ سے پہلے پڑھی جا چکی ہوں گی، ان کو میں بعد میں پورا کرلوں گا۔ پس جب وہ آئے تو نبی کریم واقعی کچھ رکعتیں پڑھا چکے تھے، پس وہ آپ ﷺ کے ساتھ ہی مل گئے، جب رسول اللہ ﷺ نے اپنی نماز پوری کی تو سیدنا معاذ رضی اللہ عنہ کھڑے ہوکر فوت ہو جانے والی رکعتوں کی قضائی دینے لگے، رسول اللہ ﷺ نے اُن کو دیکھ کر فرمایا: ''بیشک شان یہ ہے کہ معاذ نے تمہارے لیے ایک طریقہ ایجاد کیا ہے، پس اسی طرح کیا کرو۔'' یہ کل تین مراحل ہو گئے۔ رہی تفصیل روزوں کے مراحل کی ....۔ (اس کی تفصیل کتاب الصیام کے شروع میں آئے گی۔)

بَابُ أَمْرِ الصِّبْيَانِ بِالصَّلَاةِ وَمَا جَاءَ فِيْمَنْ رُفِعَ عَنْهُمُ الْقَلَمُ

بچوں کونماز کا حکم دینے کا بیان اوران لوگوں کی تفصیل کہ جن سے قلم اٹھالیا گیا ہے

(١٠٩٣)۔ عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ جَدِّهِ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((مُرُوْا صِبْيَانَكُمْ بِالصَّلَاةِ إِذَا بَلَغُوْا سَبْعًا وَاضْرِبُوْهُمْ عَلَيْهَا إِذَا بَلَغُوْا عَشْرًا وَفَرِّقُوْا بَيْنَهُمْ فِي الْمَضَاجِعِ)) (مسند أحمد: ٦٦٨٩)

سیدنا عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اپنے بچوں کو نماز کا حکم دینا شروع کر دو، جب ان کی عمر سات سال ہو جائے اور جب ان کی عمر دس سال ہو جائے تو (نماز میں سستی کی صورت میں) اُن کو سزا بھی دو اور بستروں میں اُن کو علیحدہ علیحدہ کر دو۔''

(١٠٩٤)۔ عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ الرَّبِيْعِ بْنِ سَبْرَةَ الْجُهَنِيِّ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ جَدِّهِ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِذَا بَلَغَ الْغُلَامُ سَبْعَ سِنِيْنَ أُمِرَ بِالصَّلَاةِ، فَإِذَا بَلَغَ عَشْرًا ضُرِبَ عَلَيْهَا۔)) (مسند أحمد: ١٥٤١٤)

سیدنا سبرہ جہنی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب بچے کی عمر سات سال ہو جائے تو اس کو نماز کا حکم دیا جائے اور جب دس سال ہو جائے تو (نماز چھوڑنے پر) اس کی پٹائی بھی کی جائے۔''

(١٠٩٣) تخريج: اسناده حسن۔ أخرجه ابوداود: ٤٩٦ (انظر: ٦٦٨٩)

(١٠٩٤) تخريج: اسناده حسن۔ أخرجه ابوداود: ٤٩٤، والترمذي: ٤٠٧ (انظر: ١٥٣٣٩)

(١٠٩٥)۔عَنْ عَلِيٍّ ؓ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((رُفِعَ الْقَلَمُ عَنْ ثَلَاثَةٍ، عَنِ الصَّغِيْرِ حَتّٰى يَبْلُغَ وَعَنِ النَّائِمِ حَتّٰى يَسْتَيْقِظَ وَعَنِ الْمُصَابِ حَتّٰى يُكْشَفَ عَنْهُ۔)) (مسند أحمد: ٩٤٠)

سیدنا علی ؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تین افراد سے قلم اٹھا لیا گیا ہے، بچے سے حتیٰ کہ وہ بالغ ہو جائے، سونے والے سے حتیٰ کہ وہ بیدار ہو جائے اور مجنون سے حتیٰ کہ اس کی وہ کیفیت زائل ہو جائے۔''

(١٠٩٦)۔عَنْ عَائِشَةَ ؓ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((رُفِعَ الْقَلَمُ عَنْ ثَلَاثٍ، عَنِ النَّائِمِ حَتّٰى يَسْتَيْقِظَ وَعَنِ الصَّبِيِّ حَتّٰى يَحْتَلِمَ وَعَنِ الْمَجْنُوْنِ (وَفِيْ رِوَايَةٍ: وَعَنِ الْمَعْتُوْهِ) حَتّٰى يَعْقِلَ)) (مسند أحمد: ٢٥٢٠١)

سیدہ عائشہ ؓ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''تین افراد سے قلم اٹھا لیا گیا ہے، سونے والے سے یہاں تک کہ وہ بیدار ہو جائے، بچے سے یہاں تک کہ بالغ ہو جائے اور مجنون سے یہاں تک کہ وہ عقل کرنے لگے۔''

(١٠٩٧)۔ (وَعَنْهَا مِنْ طَرِيْقٍ آخَرَ)۔ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((رُفِعَ الْقَلَمُ عَنْ ثَلَاثَةٍ، عَنِ النَّائِمِ حَتّٰى يَسْتَيْقِظَ وَعَنِ الْمُبْتَلٰى حَتّٰى يَبْرَأَ وَعَنِ الصَّبِيِّ حَتّٰى يَعْقِلَ۔)) (مسند أحمد: ٢٥٦٢٧)
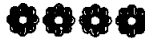
(دوسری سند) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تین قسم کے افراد سے قلم اٹھا لیا گیا ہے، سونے والے سے حتی کہ وہ بیدار ہو جائے، پاگل سے حتی کہ وہ اس کیفیت سے بری ہو جائے اور بچے سے حتی کہ وہ عقل کرنے لگے۔''

❁❁❁❁

(١٠٩٥) تخريج: صحيح لغيره۔ أخرجه ابوداود: ٤٤٠٣، وابن ماجه: ٢٠٤٢ (انظر: ٩٤٠)

(١٠٩٦) تخريج: اسناده جيد۔ أخرجه النسائى: ٦/ ١٥٦، وابن ماجه: ٢٠٤١ (انظر: ٢٤٦٩٤)

(١٠٩٧) تخريج: انظر الحديث بالطريق الاول

أَبْوَابُ مَوَاقِيْتِ الصَّلَاةِ

نمازوں کے اوقات کے ابواب

بَابُ جَامِعِ الْأَوْقَاتِ

جامع اوقات کا بیان

(۱۰۹۸)۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((أَمَّنِيْ جِبْرِيْلُ عِنْدَ الْبَيْتِ (وَفِيْ رِوَايَةٍ: مَرَّتَيْنِ عِنْدَ الْبَيْتِ) فَصَلّٰى بِيَ الظُّهْرَ حِيْنَ زَالَتِ الشَّمْسُ فَكَانَتْ بِقَدْرِ الشِّرَاكِ (وَفِيْ رِوَايَةٍ: حِيْنَ كَانَ الْفَيْءُ بِقَدْرِ الشِّرَاكِ) ثُمَّ صَلّٰى بِيَ الْعَصْرَ حِيْنَ صَارَ ظِلُّ كُلِّ شَيْءٍ مِثْلَهُ، ثُمَّ صَلّٰى بِيَ الْمَغْرِبَ حِيْنَ أَفْطَرَ الصَّائِمُ ثُمَّ صَلّٰى بِيَ الْعِشَاءَ حِيْنَ غَابَ الشَّفَقُ ثُمَّ صَلّٰى بِيَ الْفَجْرَ حِيْنَ حَرُمَ الطَّعَامُ وَالشَّرَابُ عَلَى الصَّائِمِ، ثُمَّ صَلّٰى الْغَدَ الظُّهْرَ حِيْنَ كَانَ ظِلُّ كُلِّ شَيْءٍ مِثْلَهُ ثُمَّ صَلّٰى بِيَ الْعَصْرَ حِيْنَ صَارَ ظِلُّ كُلِّ شَيْءٍ مِثْلَيْهِ، ثُمَّ صَلّٰى بِيَ الْمَغْرِبَ حِيْنَ أَفْطَرَ الصَّائِمُ ثُمَّ صَلّٰى بِيَ الْعِشَاءَ إِلٰى ثُلُثِ اللَّيْلِ الْأَوَّلِ، ثُمَّ

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''حضرت جبریل علیہ السلام نے بیت اللہ کے پاس دو دفعہ میری امامت کروائی، پس مجھے نمازِ ظہر اس وقت پڑھائی کہ سورج ڈھل چکا تھا اور سایہ ایک تسمے کے برابر تھا، نمازِ عصر اس وقت پڑھائی، جب ہر چیز کا سایہ ایک مثل ہو گیا، نمازِ مغرب اس وقت پڑھائی، جب روزے دار افطاری کرتا ہے، نمازِ عشاء اس وقت پڑھائی جب ''شفق'' غائب ہوگئی، نمازِ فجر اس وقت پڑھائی جب روزے دار پر کھانا پینا حرام ہو جاتا ہے، پھر اگلے دن نمازِ ظہر اس وقت پڑھائی جب ہر چیز کا سایہ اس کے مثل ہو گیا، نمازِ عصر اس وقت پڑھائی جب ہر چیز کا سایہ دو مثل ہو گیا، نمازِ مغرب اس وقت پڑھائی جب روزے دار افطار کرتا ہے، نمازِ عشاء رات کے پہلے ایک تہائی حصے کے وقت میں پڑھائی اور نمازِ فجر اس وقت پڑھائی جب روشنی ہو چکی تھی اور پھر میری طرف متوجہ ہو کر کہا: اے محمد! یہ آپ سے پہلے والے انبیاء کا وقت ہے، ایک روایت میں ہے: یہ آپ کا اور آپ

(۱۰۹۸) تخريج: اسناده حسن۔ أخرجه ابوداود: ۳۹۳، والترمذي: ۱٤۹ (انظر: ۳۰۸۱)

صَلّٰى بِيَ الْفَجْرَ فَأَسْفَرَ ثُمَّ الْتَفَتَ إِلَيَّ فَقَالَ: يَا مُحَمَّدُ! هٰذَا وَقْتُ الْأَنْبِيَاءِ مِنْ قَبْلِكَ (وَفِي رِوَايَةٍ: هٰذَا وَقْتُكَ وَوَقْتُ النَّبِيِّيْنَ قَبْلَكَ) اَلْوَقْتُ فِيْمَا بَيْنَ هٰذَيْنِ الْوَقْتَيْنِ.)) (مسند أحمد: ٣٠٨١)

سے پہلے والے انبیاء کا وقت ہے، ان ہر دو وقتوں کے درمیان متعلقہ نماز کا وقت ہے۔''

(١٠٩٩)۔ عَنْ أَبِي سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ ﷺ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ بِمَعْنَاهُ وَفِيْهِ: ((وَصَلَّى الصُّبْحَ حِيْنَ كَادَتِ الشَّمْسُ تَطْلُعُ، ثُمَّ قَالَ: اَلصَّلَاةُ فِيْمَا بَيْنَ هٰذَيْنِ الْوَقْتَيْنِ.)) (مسند أحمد: ١١٢٦٩)

سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے بھی اسی قسم کی حدیثِ نبوی بیان کی ہے، البتہ اس میں ہے: ''اور (دوسرے دن) نمازِ فجر اس وقت پڑھائی کہ قریب تھا کہ سورج طلوع ہو جائے اور پھر کہا: اِن دو وقتوں کے درمیان نماز کا وقت ہے۔''

(١١٠٠)۔عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ ﷺ وَهُوَ الْأَنْصَارِيُّ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ جَاءَهُ جِبْرِيْلُ فَقَالَ: قُمْ فَصَلِّهِ، فَصَلَّى الظُّهْرَ حِيْنَ زَالَتِ الشَّمْسُ، ثُمَّ جَائَهُ الْعَصْرَ فَقَالَ: قُمْ فَصَلِّهْ، فَصَلَّى الْعَصْرَ حِيْنَ صَارَ ظِلُّ كُلِّ شَيْءٍ مِثْلَهُ، أَوْ قَالَ: صَارَ ظِلُّهُ مِثْلَهُ، ثُمَّ جَاءَ الْمَغْرِبَ فَقَالَ: قُمْ فَصَلِّهْ، فَصَلَّى حِيْنَ وَجَبَتِ الشَّمْسُ، ثُمَّ جَائَهُ الْعِشَاءَ فَقَالَ: قُمْ فَصَلِّهْ، فَصَلَّى حِيْنَ غَابَ الشَّفَقُ، ثُمَّ جَائَهُ الْفَجْرَ فَقَالَ: قُمْ فَصَلِّهْ، فَصَلَّى حِيْنَ بَرَقَ الْفَجْرُ أَوْ قَالَ: حِيْنَ سَطَعَ الْفَجْرُ، ثُمَّ جَائَهُ مِنَ الْغَدِ لِلظُّهْرِ فَقَالَ: قُمْ فَصَلِّهْ، فَصَلَّى الظُّهْرَ حِيْنَ صَارَ

سیدنا جابر بن عبد اللہ انصاری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جبریل علیہ السلام، نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آئے اور کہا: کھڑے ہو جاؤ اور نماز پڑھو، پس نمازِ ظہر پڑھائی، جب سورج ڈھل گیا تھا، پھر عصر کے وقت آئے اور کہا: کھڑے ہو جاؤ اور عصر کی نماز پڑھو، پس نماز عصر اس وقت پڑھی جب ہر چیز کا سایہ اس کے ایک مثل ہو گیا تھا، مغرب کے وقت آئے اور کہا: کھڑے ہو جاؤ اور نماز پڑھو، پس یہ نماز اس وقت پڑھی جب سورج غروب ہو گیا، عشا کے وقت آئے اور کہا: کھڑے ہو جاؤ اور نماز پڑھو، پس یہ اس وقت پڑھی جو ''شفق'' غروب ہو گئی، فجر کے وقت آئے اور کہا: کھڑے ہو جاؤ اور نماز پڑھو، پس یہ نماز اس وقت پڑھی جو فجر طلوع ہوئی، اگلے دن ظہر کے وقت آئے اور کہا: کھڑے ہو جاؤ اور نماز پڑھو، پس نمازِ ظہر اس وقت پڑھائی جب ہر چیز کا سایہ اس کے مثل ہو گیا، عصر کے وقت آئے اور

(١٠٩٩) تخريج: حديث صحيح لغيره۔ أخرجه الطحاوي في "شرح معاني الآثار": ١/ ١٤٧، والطبراني في "الكبير": ٥٤٤٣ (انظر: ١١٢٤٩)

(١١٠٠) تخريج: اسناده صحيح۔ أخرجه الترمذي: ١٥٠، والنسائي: ١/ ٢٦٣ (انظر: ١٤٥٣٨)

ظِلُّ كُلِّ شَيْءٍ مِثْلَهُ، ثُمَّ جَائَهُ لِلْعَصْرِ فَقَالَ: قُمْ فَصَلِّهْ، فَصَلَّى الْعَصْرَ حِيْنَ صَارَ ظِلُّ كُلِّ شَيْءٍ مِثْلَيْهِ، ثُمَّ جَائَهُ لِلْمَغْرِبِ حِيْنَ غَابَتِ الشَّمْسُ وَقْتًا وَاحِدًا لَمْ يَزَلْ عَنْهُ، ثُمَّ جَائَهُ لِلْعِشَاءِ حِيْنَ ذَهَبَ نِصْفُ اللَّيْلِ أَوْ قَالَ: ثُلُثُ اللَّيْلِ فَصَلَّى الْعِشَاءَ، ثُمَّ جَائَهُ لِلْفَجْرِ حِيْنَ أَسْفَرَ جِدًّا فَقَالَ: قُمْ فَصَلِّهْ، فَصَلَّى الْفَجْرَ، ثُمَّ قَالَ: مَا بَيْنَ هٰذَيْنِ وَقْتٌ۔)) (مسند أحمد: ١٤٥٩٢)

کہا: کھڑے ہو جاؤ اور نماز پڑھو، پس نمازِ عصر اس وقت پڑھی جب ہر چیز کا سایہ اس کے دو مثل ہو گیا، پھر مغرب کے لیے آئے، جب سورج غروب ہوا، یہ (دونوں کا) ایک ہی وقت تھا، اس سے نہ ہٹے، پھر عشاء کی نماز کے لیے اس وقت آئے جب نصف یا ایک تہائی رات گزر چکی تھی، پس اس وقت نمازِ عشا پڑھائی، پھر فجر کے لیے اس وقت تشریف لائے جب بہت روشنی ہو چکی تھی اور کہا: کھڑے ہو جاؤ اور نماز پڑھو، پس اس وقت نمازِ فجر پڑھائی اور پھر فرمایا: ''اِن ہر دو وقتوں کے درمیان متعلقہ نماز کا وقت ہے۔''

(١١٠١)۔ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو (بْنِ الْعَاصِ) رضی اللہ عنہ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((وَقْتُ الظُّهْرِ إِذَا زَالَتِ الشَّمْسُ وَكَانَ ظِلُّ الرَّجُلِ كَطُوْلِهِ مَا لَمْ يَحْضُرِ الْعَصْرُ، وَوَقْتُ الْعَصْرِ مَا لَمْ تَصْفَرَّ الشَّمْسُ، وَوَقْتُ صَلَاةِ الْمَغْرِبِ مَا لَمْ يَغْرُبِ الشَّفَقُ، وَوَقْتُ صَلَاةِ الْعِشَاءِ إِلَى نِصْفِ اللَّيْلِ الْأَوْسَطِ، وَوَقْتُ صَلَاةِ الصُّبْحِ مِنْ طُلُوْعِ الْفَجْرِ مَا لَمْ تَطْلُعِ الشَّمْسُ، فَإِذَا طَلَعَتِ الشَّمْسُ فَأَمْسِكْ عَنِ الصَّلَاةِ فَإِنَّهَا تَطْلُعُ بَيْنَ قَرْنَيِ الشَّيْطَانِ۔)) (مسند أحمد: ٦٩٦٦)

سیدنا عبد اللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ظہر کا وقت سورج ڈھلنے سے سے آدمی کو سایہ اس کے قد کے برابر ہونے تک ہے، یعنی عصر کا وقت شروع ہونے تک، نمازِ عصر کا وقت سورج کے زرد ہونے تک ہے، مغرب کی نماز کا وقت ''شفق'' کے غروب ہونے تک ہے، عشا کا وقت رات کے پہلے نصف تک ہے اور نماز فجر کا وقت طلوع فجر سے طلوع آفتاب تک ہے، جب سورج طلوع ہونے لگے تو نماز سے رک جا، کیونکہ وہ شیطان کے دو سینگوں کے درمیان سے طلوع ہوتا ہے۔''

(١١٠٢)۔ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِنَّ لِلصَّلَاةِ أَوَّلًا وَآخِرًا، وَإِنَّ أَوَّلَ وَقْتِ الظُّهْرِ حِيْنَ تَزُوْلُ الشَّمْسُ وَإِنَّ آخِرَ وَقْتِهَا حِيْنَ يَدْخُلُ وَقْتُ

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''بیشک نماز کا ایک ابتدائی وقت ہے اور ایک آخری وقت ہے اور نمازِ ظہر کا ابتدائی وقت سورج کا ڈھلنا ہے اور آخری وقت عصر کے وقت کے داخل ہونے تک ہے، عصر کا ابتدائی

(١١٠١) تخريج: أخرجه مسلم: ٦١٢ (انظر: ٦٩٦٦)

(١١٠٢) تخريج: اسناده صحيح۔ أخرجه الترمذى: ١٥١ (انظر: ٧١٧٢)

الْعَصْرِ ، وَإِنَّ أَوَّلَ وَقْتِ الْعَصْرِ حِيْنَ يَدْخُلُ وَقْتُهَا وَإِنَّ آخِرَ وَقْتِهَا حِيْنَ تَصْفَرُّ الشَّمْسُ ، وَإِنَّ أَوَّلَ وَقْتِ الْمَغْرِبِ حِيْنَ تَغْرُبُ الشَّمْسُ وَإِنَّ آخِرَ وَقْتِهَا حِيْنَ يَغِيْبُ الْأُفُقُ ، وَإِنَّ أَوَّلَ وَقْتِ الْعِشَاءِ الْآخِرَةِ حِيْنَ يَغِيْبُ الْأُفُقُ وَإِنَّ آخِرَ وَقْتِهَا حِيْنَ يَنْتَصِفُ اللَّيْلُ ، وَإِنَّ أَوَّلَ وَقْتِ الْفَجْرِ حِيْنَ يَطْلُعُ الْفَجْرُ وَإِنَّ آخِرَ وَقْتِهَا حِيْنَ تَطْلُعُ الشَّمْسُ۔)) (مسند أحمد: ۷۱۷۲)

وقت اس کے داخل ہونے سے شروع ہوتا ہے اور آخری سورج کے زرد ہونے تک ہے، مغرب کا ابتدائی وقت غروبِ آفتاب سے شروع ہوتا ہے اور آخری وقت افق یعنی ''شفق'' کے غروب ہونے تک جاری رہتا ہے، عشاء کا ابتدائی وقت غروبِ شفق سے شروع ہوتا ہے اور آخری وقت رات کے نصف ہونے تک جاری رہتا ہے اور نمازِ فجر کا ابتدائی وقت طلوع فجر سے شروع ہوتا ہے اور اس کا آخری وقت طلوع آفتاب تک جاری رہتا ہے۔''

(۱۱۰۳)۔ عَنْ أَبِیْ صَدَقَةَ مَوْلٰی أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ ؓ قَالَ: سَأَلْتُ أَنَسًا عَنْ صَلَاةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ: كَانَ يُصَلِّی الظُّهْرَ إِذَا زَالَتِ الشَّمْسُ وَالْعَصْرَ بَيْنَ صَلَاتَيْكُمْ هَاتَيْنِ وَالْمَغْرِبَ إِذَا غَرَبَتِ الشَّمْسُ وَالْعِشَاءَ إِذَا غَابَ الشَّفَقُ وَالصُّبْحَ إِذَا طَلَعَ الْفَجْرُ إِلٰی أَنْ يَنْفَسِحَ الْبَصَرُ۔ (مسند أحمد: ۱۲۷۵۳)

مولائے انس ابو صدقہ کہتے ہیں: میں نے سیدنا انس ؓ سے رسول اللہ ﷺ کی نماز کے بارے میں سوال کیا، انھوں نے کہا: آپ ﷺ نمازِ ظہر اس وقت پڑھتے تھے، جب سورج ڈھل جاتا تھا، عصر کی نماز کو اِن دو نمازوں کے درمیان پڑھتے تھے، مغرب کی نماز اس وقت ادا کرتے جب سورج غروب ہو جاتا تھا، نمازِ عشاء غروبِ شفق کے بعد پڑھتے تھے اور نمازِ فجر طلوعِ فجر سے اس وقت تک پڑھتے تھے، جب نظر وسیع ہو جاتی تھی۔

(۱۱۰٤)۔ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ ؓ قَالَ: اَلظُّهْرُ كَاسْمِهَا وَالْعَصْرُ بَيْضَاءُ حَيَّةٌ وَالْمَغْرِبُ كَاسْمِهَا وَكُنَّا نُصَلِّی مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ الْمَغْرِبَ ثُمَّ نَأْتِیْ مَنَازِلَنَا وَهِیَ عَلٰی قَدْرِ مِيْلٍ فَنَرٰی مَوَاقِعَ النَّبْلِ وَكَانَ يُعَجِّلُ الْعِشَاءَ وَيُؤَخِّرُ ، اَلْفَجْرُ كَاسْمِهَا وَكَانَ يُغَلِّسُ بِهَا۔ (مسند أحمد: ۱٤۲۹٦)

سیدنا جابر بن عبد اللہ ؓ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: ظہر اپنے نام کی طرح ہے، عصر اس وقت پڑھی جائے گی، جو سورج سفید اور زندہ ہوگا، مغرب اپنے نام کی طرح ہے اور جب ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نمازِ مغرب پڑھ کر اپنے گھروں کو آتے، جبکہ ہمارے ایک ایک میل کے فاصلے پر ہوتے تھے، تو ہم تیر کے گرنے کی جگہ دیکھ لیتے تھے، آپ ﷺ کبھی نمازِ عشا جلدی پڑھ لیتے تھے اور کبھی تاخیر کرتے تھے اور فجر بھی

(۱۱۰۳) تخريج: حديث صحيح۔ أخرجه النسائی: ۱/ ۲۷۳ (انظر: ۱۲۷۲۳)

(۱۱۰٤) تخريج: اسناده حسن۔ أخرجه عبدالرزاق: ۲۰۵٦، وابويعلی: ۲۰٤۸ (انظر: ۱٤۲٤٦)

اپنے نام کی طرح ہے اور آپ ﷺ اس کو روشنی ملے اندھیرے میں پڑھتے تھے۔

(١١٠٥)۔ وَعَنْهُ أَيْضًا قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ يُصَلِّي الظُّهْرَ بِالْهَاجِرَةِ وَالْعَصْرَ وَالشَّمْسُ نَقِيَّةٌ وَالْمَغْرِبَ إِذَا وَجَبَتْ وَالْعِشَاءَ أَحْيَانًا يُؤَخِّرُهَا وَأَحْيَانًا يُعَجِّلُ وَكَانَ إِذَا رَآهُمْ قَدِ اجْتَمَعُوْا عَجَّلَ وَإِذَا رَآهُمْ قَدْ أَبْطَئُوْا أَخَّرَ وَالصُّبْحَ كَانَ يُصَلِّيْهَا بِغَلَسٍ۔ (مسند أحمد: ١٥٠٣٢)

سیدنا جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، رسول اللہ ﷺ ظہر کی نماز نصف النہار کی سخت گرمی کے وقت ادا کرتے، نمازِ عصر اس وقت ادا کرتے جب سورج صاف ہوتا تھا، مغرب اس وقت پڑھتے جب سورج غروب ہو جاتا، نمازِ عشا کو کبھی تاخیر سے اور کبھی جلدی پڑھ لیتے تھے، جب آپ ﷺ دیکھتے کہ لوگ جمع ہو گئے ہیں تو جلدی کر لیتے اور جب دیکھتے کہ لوگ لیٹ ہیں تو تاخیر کر دیتے تھے اور آپ ﷺ نمازِ فجر روشنی ملے اندھیرے میں پڑھتے تھے۔

(١١٠٦)۔ عَنْ أَبِي الْمِنْهَالِ (سَيَّارِ بْنِ سَلَامَةَ) قَالَ: اِنْطَلَقْتُ مَعَ أَبِيْ إِلَى أَبِيْ بَرْزَةَ الْأَسْلَمِيِّ رضی اللہ عنہ فَقَالَ لَهُ أَبِيْ: حَدِّثْنَا كَيْفَ كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ يُصَلِّي الْمَكْتُوْبَةَ، قَالَ: كَانَ يُصَلِّي الْهَجِيْرَ وَهِيَ الَّتِيْ تَدْعُوْنَهَا الْأُوْلَى حِيْنَ تَدْحَضُ الشَّمْسُ، وَيُصَلِّي الْعَصْرَ وَيَرْجِعُ أَحَدُنَا إِلَى رَحْلِهِ بِالْمَدِيْنَةِ وَالشَّمْسُ حَيَّةٌ، قَالَ: وَنَسِيْتُ مَا قَالَ فِي الْمَغْرِبِ، وَكَانَ يَسْتَحِبُّ أَنْ يُؤَخِّرَ الْعِشَاءَ وَكَانَ يَكْرَهُ النَّوْمَ قَبْلَهَا وَالْحَدِيْثَ بَعْدَهَا وَكَانَ يَنْفَصِلُ مِنْ صَلَاةِ الْغَدَاةِ حِيْنَ يَعْرِفُ أَحَدُنَا جَلِيْسَهُ وَكَانَ يَقْرَأُ بِالسِّتِّيْنَ إِلَى الْمِائَةِ۔ (مسند أحمد: ٢٠٠٠٥)

ابو منہال سیار بن سلام کہتے ہیں: میں اپنے باپ کے ساتھ سیدنا ابو برزہ اسلمی رضی اللہ عنہ کی طرف گیا، میرے باپ نے ان سے کہا: ہمیں یہ بیان کرو کہ رسول اللہ ﷺ فرضی نماز پڑھتے تھے، انھوں نے کہا: آپ ﷺ نماز ظہر، جس کو تم "اَلصَّلَاةُ الْأُوْلٰی" کہتے ہو، اس وقت پڑھتے تھے، جب سورج ڈھل جاتا تھا اور آپ ﷺ عصر کی نماز پڑھتے اور ہم میں سے ایک آدمی مدینہ میں اپنے گھر کی طرف لوٹتا، لیکن سورج ابھی تک زندہ ہوتا۔ سیار کہتے ہیں: مغرب کے بارے میں کہی ہوئی بات کو میں بھول گیا ہوں، اور آپ ﷺ عشاء کو مؤخر کرنا پسند کرتے تھے اور اِس نماز سے پہلے نیند کو اور اِس کے بعد باتوں کو آپ ﷺ ناپسند کرتے تھے اور آپ ﷺ نمازِ فجر سے اس وقت فارغ ہوتے تھے، جو آدمی اپنے ساتھ بیٹھنے والے کو پہچان لیتا تھا، جبکہ آپ ﷺ اِس نماز میں ساٹھ سے سو آیتوں کی تلاوت کرتے تھے۔

(١١٠٥) تخريج: أخرجه البخاري: ٥٦٠، ومسلم: ٦٤٦ (انظر: ١٤٩٦٩)

(١١٠٦) تخريج: أخرجه البخاري: ٥٤٧، ٥٩٩، ومسلم: ٦٤٧ (انظر: ١٩٧٦٧)

(۱۱۰۷)۔(وَمِنْ طَرِيقٍ ثَانٍ)۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ حَدَّثَنِي أَبِي ثَنَا حَجَّاجٌ ثَنَا شُعْبَةُ عَنْ سَيَّارِ بْنِ سَلَامَةَ قَالَ: دَخَلْتُ أَنَا وَأَبِي عَلَى أَبِي بَرْزَةَ فَسَأَلْنَاهُ عَنْ وَقْتِ صَلَاةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ: كَانَ يُصَلِّي الظُّهْرَ حِيْنَ تَزُوْلُ الشَّمْسُ وَالْعَصْرَ يَرْجِعُ الرَّجُلُ إِلَى أَقْصَى الْمَدِيْنَةِ وَالشَّمْسُ حَيَّةٌ، وَالْمَغْرِبَ قَالَ سَيَّارٌ: نَسِيْتُهَا، وَالْعِشَاءَ لَا يُبَالِيْ بَعْضَ تَأْخِيْرِهَا إِلَى ثُلُثِ اللَّيْلِ وَكَانَ لَا يُحِبُّ النَّوْمَ قَبْلَهَا وَلَا الْحَدِيْثَ بَعْدَهَا، وَكَانَ يُصَلِّي الصُّبْحَ فَيَنْصَرِفُ الرَّجُلُ فَيَعْرِفُ وَجْهَ جَلِيْسِهِ وَكَانَ يَقْرَأُ فِيْهَا مَابَيْنَ السِّتِّيْنَ إِلَى الْمِائَةِ، قَالَ سَيَّارٌ: لَا أَدْرِيْ فِيْ إِحْدَى الرَّكْعَتَيْنِ أَوْ فِيْ كِلْتَيْهِمَا۔ (مسند أحمد: ۲۰۰۴۹)

(دوسری سند) سیار بن سلامہ کہتے ہیں: میں اور میرا باپ، سیدنا ابو برزہ رضی اللہ عنہ کے پاس گئے اور رسول اللہ ﷺ کی نماز کے وقت کے بارے میں سوال کیا، انھوں نے کہا: آپ ﷺ نمازِ ظہر اس وقت ادا کرتے، جب سورج ڈھل جاتا تھا، اور آپ ﷺ نماز عصر پڑھاتے، پھر ایک آدمی مدینہ سے دور واقع اپنے گھر میں جاتا، لیکن سورج ابھی تک زندہ ہوتا تھا، سیار کہتے ہیں: مغرب سے متعلقہ بات کو میں بھول گیا ہوں، آپ ﷺ نمازِ عشا کو ایک تہائی رات تک مؤخر کرنے میں کوئی پرواہ نہ کرتے تھے اور آپ ﷺ اِس نماز سے پہلے نیند اور اِس کے بعد گفتگو کو ناپسند کرتے تھے، اور آپ صبح کی نماز پڑھاتے پھر آدمی واپس پلٹتا تو وہ اپنے ساتھی کے چہرے کو پہچان لیتا جبکہ آپ ﷺ اِس نماز میں ساٹھ سے سو آیات کی تلاوت کرتے تھے۔ سیار کہتے ہیں: میں نہیں جانتا کہ تلاوت کی یہ مقدار ایک رکعت میں ہوتی تھی یا دو میں۔

(۱۱۰۸)۔عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ: كُنَّا مَعَ عُمَرَ بْنِ عَبْدِالْعَزِيْزِ فَأَخَّرَ صَلَاةَ الْعَصْرِ مَرَّةً فَقَالَ لَهُ عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ: حَدَّثَنِي بَشِيْرُ بْنُ أَبِي مَسْعُوْدٍ الْأَنْصَارِيِّ أَنَّ الْمُغِيْرَةَ بْنَ شُعْبَةَ أَخَّرَ الصَّلَاةَ مَرَّةً يَعْنِي الْعَصْرَ، فَقَالَ لَهُ أَبُوْ مَسْعُوْدٍ: أَمَا وَاللّٰهِ! يَا مُغِيْرَةُ! لَقَدْ عَلِمْتَ أَنَّ جِبْرِيْلَ عَلَيْهِ السَّلَامُ نَزَلَ فَصَلَّى وَصَلَّى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَصَلَّى النَّاسُ مَعَهُ ثُمَّ نَزَلَ فَصَلَّى وَصَلَّى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ

امام زہری کہتے ہیں: ہم عمر بن عبد العزیز کے ساتھ تھے، انھوں نے ایک دفعہ نمازِ عصر کو لیٹ کیا، عروہ بن زبیر نے ان سے کہا: بشیر بن ابی مسعود انصاری نے مجھے بیان کیا کہ سیدنا مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ نے ایک دفعہ نمازِ عصر کو لیٹ کر دیا، سیدنا ابو مسعود رضی اللہ عنہ نے ان سے کہا: خبردار! اللہ کی قسم! اے مغیرہ! تحقیق تم جانتے ہو کہ حضرت جبریل علیہ السلام نازل ہوئے اور نماز پڑھائی اور رسول اللہ ﷺ نے اس کے ساتھ اور لوگوں نے آپ ﷺ کے ساتھ نماز پڑھی، پھر وہ اترے اور نماز پڑھائی، پس آپ ﷺ نے اس کے ساتھ اور لوگوں نے آپ ﷺ کے ساتھ نماز

(۱۱۰۷) تخریج: انظر الحدیث بالطریق الاول

(۱۱۰۸) تخریج: أخرجه البخاری: ۳۲۲۱، ومسلم: ٦١٠ (انظر: ۱۷۰۸۹)

وَصَلَّى النَّاسُ مَعَهُ حَتَّى عَدَّ خَمْسَ صَلَوَاتٍ (زَادَ فِي رِوَايَةٍ: ثُمَّ قَالَ: بِهٰذَا أُمِرْتَ۔)) فَقَالَ لَهُ عُمَرُ: أَنْظُرْ مَا تَقُوْلُ يَا عُرْوَةُ! أَوَ إِنَّ جِبْرِيْلَ هُوَ الَّذِيْ سَنَّ الصَّلَاةَ؟ قَالَ عُرْوَةُ: كَذٰلِكَ حَدَّثَنِي بَشِيْرُ بْنُ أَبِي مَسْعُوْدٍ، فَمَا زَالَ عُمَرُ يَتَعَلَّمُ وَقْتَ الصَّلَاةِ بِعَلَامَةٍ حَتّٰى فَارَقَ الدُّنْيَا۔ (مسند أحمد: ١٧٢١٧)

پڑھی، یہاں تک کہ انھوں نے پانچ نمازیں شمار کیں، ایک روایت میں ہے: اس نے کہا: اس طرح آپ کو حکم دیا گیا ہے، عمر بن عبد العزیز نے کہا: عروہ! اپنی کہی ہوئی باتوں پر غور کرو، کیا جبریل علیہ السلام ہیں، جنھوں نے (آپ کی امامت کرا کر) نماز کا آغاز کیا؟ عروہ نے کہا: بشیر بن ابی مسعود نے مجھے اسی طرح بیان کیا، اس کے بعد عمر نماز کے وقت کو کسی علامت سے پہچان لیتے تھے، یہاں تک کہ وہ دنیا سے رخصت ہو گئے۔

(١١٠٩)۔ عَنْ أَبِي بَكْرِ بْنِ أَبِي مُوْسَى الْأَشْعَرِيِّ رضی اللہ عنہ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: وَأَتَاهُ سَائِلٌ يَسْأَلُهُ عَنْ مَوَاقِيْتِ الصَّلَاةِ فَلَمْ يَرُدَّ عَلَيْهِ شَيْئًا فَأَمَرَ بِلَالًا فَأَقَامَ بِالْفَجْرِ حِيْنَ انْشَقَّ الْفَجْرُ وَالنَّاسُ لَا يَكَادُ يَعْرِفُ بَعْضُهُمْ بَعْضًا، ثُمَّ أَمَرَهُ فَأَقَامَ بِالظُّهْرِ حِيْنَ زَالَتِ الشَّمْسُ وَالْقَائِلُ يَقُوْلُ: اِنْتَصَفَ النَّهَارُ أَوْ لَمْ يَنْتَصِفْ، وَكَانَ أَعْلَمَ مِنْهُمْ، ثُمَّ أَمَرَهُ فَأَقَامَ بِالْعَصْرِ وَالشَّمْسُ مُرْتَفِعَةٌ ثُمَّ أَمَرَهُ فَأَقَامَ بِالْمَغْرِبِ حِيْنَ وَقَعَتِ الشَّمْسُ ثُمَّ أَمَرَهُ فَأَقَامَ بِالْعِشَاءِ حِيْنَ غَابَ الشَّفَقُ، ثُمَّ أَخَّرَ الْفَجْرَ مِنَ الْغَدِ حَتّٰى انْصَرَفَ مِنْهَا وَالْقَائِلُ يَقُوْلُ: طَلَعَتِ الشَّمْسُ أَوْ كَادَتْ، وَأَخَّرَ الظُّهْرَ حَتّٰى كَانَ قَرِيْبًا مِنْ وَقْتِ الْعَصْرِ بِالْأَمْسِ، ثُمَّ أَخَّرَ الْعَصْرَ حَتّٰى انْصَرَفَ مِنْهَا وَالْقَائِلُ يَقُوْلُ: احْمَرَّتِ الشَّمْسُ، ثُمَّ أَخَّرَ الْمَغْرِبَ حَتّٰى كَانَ عِنْدَ

سیدنا ابو موسی اشعری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک سائل، رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا اور نمازوں کے اوقات کے بارے میں سوال کیا، پس آپ ﷺ نے اسے کوئی جواب نہ دیا اور سیدنا بلال رضی اللہ عنہ کو حکم دیا تو جب فجر پھوٹی تو اس وقت اس نے نماز فجر کو کھڑا کرا دیا، جبکہ قریب نہیں تھا کہ لوگ ایک دوسرے کو پہچان سکیں، پھر آپ ﷺ نے ان کو حکم دیا، پس انھوں نے سورج ڈھلنے کے بعد ظہر کی اقامت کہہ دی، جبکہ کہنے والا یہ کہہ رہا تھا: کیا نصف النہار کا وقت بھی ہوا ہے یا نہیں، بہرحال رسول اللہ ﷺ ان سب لوگوں سے زیادہ جاننے والے تھے، پھر آپ ﷺ نے ان کو حکم دیا اور انھوں عصر کو اس وقت کھڑا کروا دیا، جب سورج بلند تھا، پھر ان کو حکم دیا اور انھوں نے غروبِ آفتاب کے وقت مغرب کی اقامت کہہ دی، پھر آپ ﷺ نے ان کو حکم دیا اور غروبِ شفق کے وقت عشا کو کھڑا کروا دیا، پھر دوسرے دن نمازِ فجر کو اتنا مؤخر کیا کہ جب آپ ﷺ اس سے فارغ ہوئے تو کہنے والا کہتا تھا: سورج طلوع ہو گیا ہے، یا طلوع ہونے کے قریب ہے، ظہر کو مؤخر کیا، یہاں تک کہ کل والی نمازِ عصر کے وقت کے قریب والا وقت ہو گیا، پھر عصر کو اس قدر مؤخر کر کے ادا کیا کہ جب اس سے فارغ ہوئے تو کہنے

(١١٠٩) تخريج: أخرجه مسلم: ٦١٤ (انظر: ١٩٧٣٣)

سُقُوْطِ الشَّفَقِ وَأَخَّرَ الْعِشَاءَ حَتّٰى كَانَ ثُلُثُ اللَّيْلِ الْأَوَّلُ، فَدَعَا السَّائِلَ فَقَالَ: ((اَلْوَقْتُ فِيْمَا بَيْنَ هٰذَيْنِ۔)) (مسند أحمد: ١٩٩٧١)

والا کہتا تھا: سورج زرد ہو گیا ہے، پھر نماز مغرب کو اس قدر لیٹ کر دیا کہ اس کا معاملہ غروبِ شفق سے پہلے تک پہنچ گیا اور نمازِ عشا کو رات کے پہلے ایک تہائی تک مؤخر کیا، پھر سائل کو بلایا اور فرمایا: ''ان دو وقتوں کے درمیان وقت ہے۔''

(١١١٠)۔عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ بُرَيْدَةَ عَنْ أَبِيْهِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ مِثْلُهُ۔ (مسند أحمد: ٢٣٣٤٣)

سیدنا بریدہ رضی اللہ عنہ نے بھی اسی طرح کی حدیثِ نبوی بیان کی ہے۔

بَابٌ فِيْ وَقْتِ الظُّهْرِ وَتَعْجِيْلِهَا

ظہر کے وقت اور اس کو جلدی ادا کرنے کا بیان

(١١١١)۔عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رضی اللہ عنہ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ صَلَّى الظُّهْرَ حِيْنَ زَالَتِ الشَّمْسُ۔ (مسند أحمد: ١٢٦٧١)

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اس وقت نمازِ ظہر ادا کی، جب سورج ڈھل گیا تھا۔

(١١١٢)۔وَعَنْهُ أَيْضًا أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ يُصَلِّيْ صَلَاةَ الظُّهْرِ أَيَّامَ الشِّتَاءِ وَمَا نَدْرِيْ مَا ذَهَبَ مِنَ النَّهَارِ أَكْثَرُ أَوْ مَا بَقِيَ مِنْهُ۔ (مسند أحمد: ١٢٦٦١)

سیدنا انس رضی اللہ عنہ ہی بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ سردیوں کے دنوں میں نمازِ ظہر ادا کرتے تھے، لیکن ہمیں یہ علم نہیں ہوتا تھا کہ دن کا جو حصہ گزر چکا ہے، وہ زیادہ ہے یا جو حصہ باقی ہے۔

(١١١٣)۔عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يُصَلِّي الظُّهْرَ إِذَا دَحَضَتِ الشَّمْسُ (وَفِيْ رِوَايَةٍ: كَانَ بِلَالٌ يُؤَذِّنُ إِذَا دَحَضَتِ الشَّمْسُ) (مسند أحمد: ٢١٣٢٩)

سیدنا جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ظہر کی نماز اس وقت ادا کرتے جو سورج ڈھل جاتا تھا، ایک روایت میں ہے: سیدنا بلال رضی اللہ عنہ اس وقت اذان دیتے تھے، جب سورج ڈھل جاتا تھا۔

(١١١٤)۔عَنْ خَبَّابِ (بْنِ الْأَرَتِّ رضی اللہ عنہ) قَالَ: شَكَوْنَا إِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ شِدَّةَ

سیدنا خباب بن ارت رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: ہم نے رسول اللہ ﷺ سے گرم ریت کی شدت کی شکایت کی،

(١١١٠) تخريج: أخرجه مسلم: ٦١٣ (انظر: ٢٢٩٥٥)

(١١١١) تخريج: اسناده صحيح على شرط الشيخين- أخرجه الترمذى: ١٥٦ (انظر: ١٢٦٤٣)

(١١١٢) تخريج: حديث صحيح (انظر: ١٢٦٣٤)

(١١١٣) تخريج: أخرجه مسلم: ٦١٨ (انظر: ٢١٠١٦)

(١١١٤) تخريج: أخرجه مسلم: ٦١٩ (انظر: ٢١٠٥٢)

الرَّمْضَاءِ فَلَمْ يُشْكِنَا، قَالَ شُعْبَةُ: يَعْنِيْ فِي الظُّهْرِ۔ (مسند أحمد: ٢١٣٦٦)

لیکن آپ ﷺ نے ہماری شکایت کا ازالہ نہ کیا۔ امام شعبہ کہتے ہیں: یہ شکایت نمازِ ظہر کے بارے میں تھی۔

(١١١٥)۔عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا قَالَتْ: مَا رَأَيْتُ أَحَدًا كَانَ أَشَدَّ تَعْجِيْلًا لِلظُّهْرِ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَلَا أَبِيْ بَكْرٍ وَلَا عُمَرَ۔ (مسند أحمد: ٢٥٥٥٢)

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے، وہ کہتی ہیں: میں نے کسی ایسے فرد کو نہیں دیکھا جو رسول اللہ ﷺ، سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ اور سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کی بہ نسبت نمازِ ظہر کو جلدی ادا کرنے والا ہو۔

(١١١٦)۔ عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا قَالَتْ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ أَشَدَّ تَعْجِيْلًا لِلظُّهْرِ مِنْكُمْ وَأَنْتُمْ أَشَدُّ تَعْجِيْلًا لِلْعَصْرِ مِنْهُمْ۔ (مسند أحمد: ٢٧١٨٣)

سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ تمہاری بہ نسبت ظہر کو زیادہ جلدی ادا کرنے والے تھے، لیکن تم اُن کی بہ نسبت عصر کو زیادہ جلدی ادا کرنے والے ہو۔

بَابُ الرُّخْصَةِ فِيْ تَأْخِيْرِ الظُّهْرِ وَالْإِبْرَادِ بِهَا فِيْ زَمَنِ الْحَرِّ
گرمیوں کے موسم میں نمازِ ظہر کو مؤخر کرنے اور اس کو ٹھنڈا کر کے ادا کرنے کا بیان

(١١١٧)۔عَنِ الْمُغِيْرَةِ بْنِ شُعْبَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: كُنَّا نُصَلِّيْ مَعَ نَبِيِّ اللّٰهِ الظُّهْرَ بِالْهَاجِرَةِ فَقَالَ لَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((أَبْرِدُوْا بِالصَّلَاةِ فَإِنَّ شِدَّةَ الْحَرِّ مِنْ فَيْحِ جَهَنَّمَ۔)) (مسند أحمد: ١٨٣٦٩)

سیدنا مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: ہم نبی کریم ﷺ کے ساتھ ظہر کو نصف النہار کی سخت گرمی کے وقت ادا کرتے تھے، لیکن پھر آپ ﷺ نے ہمیں فرمایا: ''اس نماز کو ٹھنڈا کر کے ادا کرو، پس بیشک سخت گرمی جہنم کی بھاپ میں سے ہے۔''

(١١١٨)۔عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ صَفْوَانَ الظُّهْرِيِّ عَنْ أَبِيْهِ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((أَبْرِدُوْا بِصَلَاةِ الظُّهْرِ فَإِنَّ الْحَرَّ (وَفِيْ لَفْظٍ: فَإِنَّ شِدَّةَ الْحَرِّ) مِنْ فَوْرِ جَهَنَّمَ۔)) (مسند أحمد: ١٨٤٩٦)

سیدنا صفوان ظہری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''نمازِ ظہر کو ٹھنڈا کر کے ادا کرو، پس بیشک گرمی (اور ایک روایت کے مطابق سخت گرمی) جہنم کے کھولنے میں سے ہے۔''

(١١١٥) تخريج: اسناده ضعيف لضعف حكيم بن جبير۔ أخرجه الترمذى: ١٥٥ (انظر: ٢٥٠٣٨)
(١١١٦) تخريج: اسناده ضعيف ، ابن جريج مدلس وقد عنعن۔ أخرجه الترمذى: ١٦٢ (انظر: ٢٦٦٤٧)
(١١١٧) تخريج: حديث صحيح۔ أخرجه ابن ماجه: ٦٨٠ (انظر: ١٨١٨٥)
(١١١٨) تخريج: حديث صحيح۔ أخرجه ابن ابى شيبة: ١/ ٣٢٥، والطبرانى فى "الكبير": ٧٣٩٩، والحاكم: ٣/ ٢٥١ (انظر: ١٨٣٠٧)

(۱۱۱۹)۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِذَا كَانَ الْحَرُّ (وَفِي رِوَايَةٍ: إِذَا اشْتَدَّ الْحَرُّ) فَأَبْرِدُوْا بِالصَّلَاةِ (وَفِي رِوَايَةٍ: بِالظُّهْرِ) فَإِنَّ شِدَّةَ الْحَرِّ مِنْ فَيْحِ جَهَنَّمَ۔)) وَذَكَرَ: ((أَنَّ النَّارَ اشْتَكَتْ إِلٰى رَبِّهَا فَأَذِنَ لَهَا فِي كُلِّ عَامٍ بِنَفَسَيْنِ نَفَسٌ فِي الشِّتَاءِ وَنَفَسٌ فِي الصَّيْفِ)) (مسند أحمد: ۹۹۵٦)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب سخت گرمی ہو جائے تو نمازِ ظہر کو ٹھنڈا کر کے ادا کیا کرو، کیونکہ سخت گرمی جہنم کی بھاپ میں سے ہے۔'' مزید فرمایا: ''آگ نے اپنے ربّ سے شکوہ کیا، پس اس نے اس کو ہر سال دو سانسوں کی اجازت دی، ایک سانس سردیوں میں اور ایک سانس گرمیوں میں۔''

(۱۱۲۰)۔ عَنْ أَبِي سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ رضی اللہ عنہ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((إِذَا اشْتَدَّ الْحَرُّ فَأَبْرِدُوْا بِالصَّلَاةِ فَإِنَّ شِدَّةَ الْحَرِّ مِنْ فَيْحِ جَهَنَّمَ۔)) (مسند أحمد: ۱۱۰۷۸)

سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب گرمی سخت ہو جائے تو نماز کو ٹھنڈا کر کے ادا کیا کرو، پس بیشک سخت گرمی جہنم کی بھاپ میں سے ہے۔''

(۱۱۲۱)۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ مِثْلُهُ۔ (مسند أحمد: ۷۱۳۰)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بھی اس جیسی حدیث ِ نبوی بیان کی ہے۔

(۱۱۲۲)۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ حَدَّثَنِي أَبِي ثَنَا حَجَّاجٌ قَالَ: ثَنَا شُعْبَةُ عَنْ مُهَاجِرٍ أَبِي الْحَسَنِ مِنْ بَنِي تَيْمِ اللّٰهِ مَوْلًى لَهُمْ قَالَ: رَجَعْنَا مِنْ جَنَازَةٍ فَمَرَرْنَا بِزَيْدِ بْنِ وَهْبٍ فَحَدَّثَ عَنْ أَبِي ذَرٍّ قَالَ: كُنَّا مَعَ النَّبِيِّ ﷺ فِي سَفَرٍ فَأَرَادَ الْمُؤَذِّنُ أَنْ يُؤَذِّنَ (زَادَ فِي رِوَايَةٍ: لِلظُّهْرِ) فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((أَبْرِدْ۔)) قَالَهَا ثَلَاثَ مَرَّاتٍ، قَالَ: حَتّٰى رَأَيْنَا فِي التُّلُوْلِ فَصَلّٰى ثُمَّ قَالَ: ((إِنَّ شِدَّةَ الْحَرِّ مِنْ

ابو الحسن مہاجر کہتے ہیں: ہم ایک جنازہ سے واپس آتے ہوئے زید بن وہب کے پاس سے گزرے، انھوں نے سیدنا ابو ذر رضی اللہ عنہ سے بیان کیا، انھوں نے کہا: ہم نبی کریم ﷺ کے ساتھ سفر میں تھے، مؤذن نے نمازِ ظہر کے لیے اذان دینا چاہی، لیکن آپ ﷺ نے اس سے فرمایا: ''ٹھنڈا کر۔'' تین بار فرمایا، یہاں تک کہ ہمیں ٹیلوں کے سائے نظر آنے لگے، پھر آپ ﷺ نے فرمایا: ''بیشک سخت گرمی جہنم کی بھاپ میں سے ہے، اس لیے جب سخت گرمی پڑنے لگے تو نماز کو ٹھنڈا کیا کرو۔''

(۱۱۱۹) تخريج: أخرجه مسلم: ٦١٧ (انظر: ۹۹۵۵)

(۱۱۲۰) تخريج: أخرجه البخاري: ٥٣٨ (انظر: ۱۱۰٦۲)

(۱۱۲۱) تخريج: أخرجه البخاري: ٥٣٦، ومسلم: ٦١٥ (انظر: ۷۱۳۰)

(۱۱۲۲) تخريج: أخرجه البخاري: ٥٣٩، ٦٢٩، ومسلم: ٦١٦ (انظر: ۲۱٤٤۱)

فَيْحِ جَهَنَّمَ، فَإِذَا اشْتَدَّ الْحَرُّ فَأَبْرِدُوْا بِالصَّلَاةِ۔)) (مسند أحمد: ٢١٧٧٢)

بَابُ وَقْتِ الْعَصْرِ وَمَا جَاءَ فِيْهَا

عصر کے وقت اور اس کے بارے میں مزید روایات کا بیان

(١١٢٣)۔ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رضی اللہ عنہ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ يُصَلِّي الْعَصْرَ بِقَدْرِ مَا يَذْهَبُ الذَّاهِبُ إِلٰى بَنِيْ حَارِثَةَ بْنِ الْحَارِثِ وَيَرْجِعُ قَبْلَ غُرُوْبِ الشَّمْسِ، وَبِقَدْرِ مَا يَنْحَرُ الرَّجُلُ الْجَزُوْرَ وَيُبَعِّضُهَا لِغُرُوْبِ الشَّمْسِ، وَكَانَ يُصَلِّي الْجُمُعَةَ حِيْنَ تَمِيْلُ الشَّمْسُ وَكَانَ إِذَا خَرَجَ إِلٰى مَكَّةَ صَلَّى الظُّهْرَ بِالشَّجَرَةِ رَكْعَتَيْنِ۔)) (مسند أحمد: ١٣٤١٧)

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ عصر کی نماز پڑھاتے، پھر اتنا وقت ہوتا کہ بنو حارثہ بن حارث کی طرف جانے والا جاتا اور غروبِ آفتاب سے پہلے لوٹ آتا، یہ اتنا وقت ہوتا کہ آدمی اونٹ کا نحر کرتا اور غروبِ آفتاب سے پہلے اس کا گوشت بنا لیتا تھا، آپ ﷺ سورج ڈھلنے کے بعد جمعہ پڑھتے تھے اور جب مکہ کی طرف نکلتے تو درخت کے پاس ظہر کی دو رکعت نماز پڑھتے۔

(١١٢٤)۔ وَعَنْهُ أَيْضًا قَالَ: مَا كَانَ أَحَدٌ أَشَدَّ تَعْجِيْلًا لِصَلَاةِ الْعَصْرِ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ إِنْ كَانَ أَبْعَدَ رَجُلَيْنِ مِنَ الْأَنْصَارِ دَارًا مِنْ مَسْجِدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ لَأَبُوْلُبَابَةَ بْنُ عَبْدِالْمُنْذِرِ أَخُوْ بَنِيْ عَمْرِو بْنِ عَوْفٍ وَأَبُوْعِيْسَى بْنُ جَبْرٍ أَخُوْ بَنِيْ حَارِثَةَ دَارُ أَبِيْ لُبَابَةَ بِقُبَاءَ وَدَارُ أَبِيْ عِيْسَى بْنِ جَبْرٍ فِيْ بَنِيْ حَارِثَةَ ثُمَّ إِنْ كَانَا لَيُصَلِّيَانِ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ الْعَصْرَ، ثُمَّ يَأْتِيَانِ قَوْمَهُمَا وَمَا

سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ کوئی آدمی ایسا نہیں ہے، جو رسول اللہ ﷺ کی بہ نسبت نمازِ عصر جلدی پڑھتا ہے، انصاریوں کے دو آدمیوں کے گھر مسجد نبوی سے سب سے زیادہ دور تھے، ایک آدمی سیدنا ابولبابہ بن عبد المنذر رضی اللہ عنہ تھے، اس کا گھر قباء میں تھا اور دوسرا آدمی سیدنا ابوعیسی بن جبر رضی اللہ عنہ تھا، اس کا گھر بنو حارثہ میں تھا، اور یہ دونوں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نمازِ عصر پڑھتے تھے، پھر جب یہ اپنے گھروں میں پہنچتے تھے تو انھوں نے ابھی تک یہ نماز نہیں پڑھی ہوتی تھی، یعنی رسول اللہ ﷺ اتنی جلدی کرتے تھے۔

(١١٢٣) تخريج: اسناده حسن۔ أخرجه بطوله ابو يعلى: ٤٣٣٠، وأخرجه مختصرا البخاري: ٩٠٤، والترمذي: ٥٠٣ (انظر: ١٣٣٨٤)

(١١٢٤) تخريج: اسناده حسن۔ أخرجه الطبراني في "الكبير": ٤٥١٥، والدارقطني: ١/ ٢٥٤، والحاكم: ١/ ١٩٥ (انظر: ١٣٤٨٢)

صَلَّوْهَا لِتَبْكِيرِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ بِهَا۔ (مسند أحمد: ١٣٥١٦)

(١١٢٥)۔ وَعَنْهُ قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يُصَلِّي الْعَصْرَ وَالشَّمْسُ بَيْضَاءُ مُحَلِّقَةٌ فَأَرْجِعُ إِلٰى أَهْلِي وَعَشِيْرَتِي فِي نَاحِيَةِ الْمَدِيْنَةِ فَأَقُوْلُ: إِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَدْ صَلّٰى فَقُوْمُوْا فَصَلُّوْا۔ (مسند أحمد: ١٢٩٤٢)

سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے ہی مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ عصر کی نماز پڑھتے، جبکہ سورج سفید اور ہالے والا ہوتا تھا، پس میں اپنے اہل اور رشتہ داروں کی طرف لوٹتا، جو کہ مدینہ کے ایک کونے میں تھے، اور جا کر ان سے کہتا: بیشک رسول اللہ ﷺ نے نماز پڑھ لی، تم بھی اٹھو اور نماز پڑھو۔

(١١٢٦)۔ وعَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ: أَخْبَرَنِيْ أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ يُصَلِّي الْعَصْرَ فَيَذْهَبُ الذَّاهِبُ إِلَى الْعَوَالِيْ وَالشَّمْسُ مُرْتَفِعَةٌ (وَفِيْ رِوَايَةٍ: بَيْضَاءُ حَيَّةٌ۔)) قَالَ الزُّهْرِيُّ: وَالْعَوَالِيْ عَلٰى مِيْلَيْنِ مِنَ الْمَدِيْنَةِ وَثَلَاثَةٍ أَحْسَبُهُ، قَالَ: وَأَرْبَعَةٍ۔ (مسند أحمد: ١٢٦٧٢)

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نمازِ عصر ادا کرتے، پھر بستیوں کی طرف جانے والا پہنچ جاتا، لیکن ابھی تک سورج بلند (ایک کے مطابق) سفید اور زندہ ہوتا۔ امام زہری نے کہا: یہ بستیاں، مدینہ منورہ سے دو دو، تین تین اور (خیال ہے کہ راوی نے ''چار چار'' کا لفظ بھی بولا) میلوں کے فاصلے پر واقع تھیں۔

(١١٢٧)۔ عَنْ رَافِعِ بْنِ خَدِيْجٍ رضي الله عنه قَالَ: كُنَّا نُصَلِّي مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ صَلَاةَ الْعَصْرِ ثُمَّ تُنْحَرُ الْجَزُوْرُ فَتُقْسَمُ عَشَرَ قِسَمٍ ثُمَّ تُطْبَخُ فَنَأْكُلُ لَحْمًا نَضِيْجًا قَبْلَ أَنْ تَغِيْبَ الشَّمْسُ، قَالَ: وَكُنَّا نُصَلِّي الْمَغْرِبَ عَلٰى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَيَنْصَرِفُ أَحَدُنَا وَإِنَّهُ لَيَنْظُرُ إِلٰى مَوَاقِعِ نَبْلِهِ۔ (مسند أحمد: ١٧٤٠٧)

سیدنا رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نمازِ عصر ادا کرتے، پھر اونٹ نحر کیا جاتا، پھر اس کو دس حصوں میں تقسیم کر کے پکایا جاتا اور پھر ہم سورج کے غروب ہونے سے قبل بھونا ہوا گوشت کھا لیتے تھے۔ اور ہم رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں مغرب کی نماز پڑتے، پھر جب آدمی فارغ ہوتا تو وہ اپنے تیروں کے گرنے کی جگہوں کو دیکھ لیتا۔

(١١٢٥) تخريج: حديث صحيح۔ أخرجه النسائي: ١/ ٢٥٣ (انظر: ١٢٩١٢)

(١١٢٦) تخريج: أخرجه البخاري: ٥٥١، ومسلم: ٦٢١ (انظر: ١٢٦٤٤)

(١١٢٧) تخريج: أخرجه البخاري: ٢٤٨٥، ومسلم: ٦٢٥ (انظر: ١٧٢٧٥)

(١١٢٨)۔ عَنْ أَبِی أَرْوٰی رضی اللہ عنہ قَالَ: كُنْتُ أُصَلِّي مَعَ النَّبِيِّ ﷺ الْعَصْرَ ثُمَّ آتِي الشَّجَرَةَ قَبْلَ غُرُوْبِ الشَّمْسِ۔ (مسند أحمد: ١٩٢٣٢)

سیدنا ابو اروی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: میں نبی کریم ﷺ کے ساتھ نمازِ عصر پڑھتا اور پھر غروبِ آفتاب سے قبل درخت کے پاس پہنچ جاتا تھا۔

فوائد: ......ہیثمی کی ابواروی سے ہی مروی روایت میں ذوالحلیفہ آنے کا ذکر ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ زیر مطالعہ حدیث میں مذکور درخت ذوالحلیفہ میں تھا۔ (بلوغ الامانی) (عبداللہ رفیق)

(١١٢٩)۔ عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يُصَلِّي الْعَصْرَ وَالشَّمْسُ طَالِعَةٌ فِيْ حُجْرَتِيْ لَمْ يَظْهَرِ الْفَيْءُ بَعْدُ۔ (مسند أحمد: ٢٤٥٩٦)

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے، نبی کریم ﷺ عصر کی نماز پڑھتے تھے، جبکہ سورج (کی دھوپ) میرے حجرے میں ہوتی تھی، ابھی تک سایہ اوپر چڑھا نہیں ہوتا تھا۔

(١١٣٠) (وَمِنْ طَرِيْقٍ ثَانٍ)۔ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ يُصَلِّي الْعَصْرَ وَالشَّمْسُ لَمْ تَخْرُجْ مِنْ حُجْرَتِهَا وَكَانَ الْجِدَارُ بَسْطَةً وَأَشَارَ عَامِرٌ (أَحَدُالرُّوَاةِ) بِيَدِهِ۔ (مسند أحمد: ٢٦٩١٠)

(دوسری سند) سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نمازِ عصر ادا کرتے، جبکہ سورج ان کے حجرے میں ہوتا تھا اور دیوار کھلی سی (زیادہ بلند نہیں) ہوتی تھی۔ (عامر (راوی) نے ایسے ہاتھ کے ساتھ اشارہ کر کے وضاحت کی)۔

(١١٣١)۔ عَنْ عَبْدِ الْوَاحِدِ بْنِ نَافِعٍ الْكِلَابِيِّ مِنْ أَهْلِ الْبَصْرَةِ قَالَ: مَرَرْتُ بِمَسْجِدِ الْمَدِيْنَةِ فَأُقِيْمَتِ الصَّلَاةُ فَإِذَا شَيْخٌ فَلَامَ الْمُؤَذِّنَ وَقَالَ: أَمَا عَلِمْتَ أَنَّ أَبِيْ أَخْبَرَنِيْ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ يَأْمُرُ بِتَأْخِيْرِ هٰذِهِ الصَّلٰوةِ، قَالَ: قُلْتُ: مَنْ هٰذَا الشَّيْخُ؟ قَالُوْا: هٰذَا عَبْدُاللّٰهِ بْنُ رَافِعِ بْنِ خَدِيْجٍ۔ (مسند أحمد: ١٧٤١٤)

اہل بصرہ کا ایک آدمی عبدالواحد بن نافع کلابی کہتا ہے: میں شہر کی مسجد سے گزرا، پس نماز کے لیے اقامت کہہ دی گئی، لیکن ایک بزرگ نے مؤذن کو ملامت کی اور کہا: کیا تجھے علم نہیں ہے کہ میرے باپ نے مجھے بتلایا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اس نماز کو مؤخر کرنے کا حکم دیتے تھے۔ میں نے کہا: یہ بزرگ کون ہے؟ انھوں نے کہا: یہ عبداللہ بن رافع بن خدیج ہے۔

(١١٢٨) تخريج: اسناده ضعيف لضعف ابي واقد الليثي۔ أخرجه ابن ابي شيبة: ١/ ٣٢٧، والبزار: ٣٧٢، والطبراني في "الكبير": ٢٢/ ٩٢٥ (انظر: ١٩٠٢٣)

(١١٢٩) تخريج: أخرجه البخاري: ٥٤٦، ومسلم: ٦١١ (انظر: ٢٤٠٩٥)

(١١٣٠) تخريج: انظر الحديث بالطريق الاول

(١١٣١) اسناده ضعيف ومتنه منكر، عبد الواحد بن نافع كلّموا عليه۔ أخرجه الدارقطني: ١/ ٢٥١ (انظر: ١٧٢٨٢)

(١١٣٢)۔ عَنْ أَبِي مَلِيْحٍ قَالَ: كُنَّا مَعَ بُرَيْدَةَ (يَعْنِي الْأَسْلَمِيَّ) فِيْ غَزَاةٍ فِيْ يَوْمٍ ذِيْ غَيْمٍ فَقَالَ: بَكِّرُوْا بِالصَّلَاةِ فَإِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((مَنْ تَرَكَ صَلَاةَ الْعَصْرِ حَبِطَ عَمَلُهُ۔)) (مسند أحمد: ٢٣٣٤٥)

ابو ملیح کہتے ہیں: ہم سیدنا بریدہ اسلمی رضی اللہ عنہ کے ساتھ ایک غزوے میں تھے، انھوں نے بادل والے دن کہا: اس نماز کو جلدی ادا کرلو، کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس نے نمازِ عصر ترک کردی، اس کا عمل ضائع ہوجائے گا۔''

بَابُ فَضْلِ صَلَاةِ الْعَصْرِ وَبَيَانِ أَنَّهَا الْوُسْطٰى

نمازِ عصر کی فضیلت اور اس کے نمازِ وسطیٰ ہونے کا بیان

(١١٣٣)۔ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَنْ صَلَّى الْعَصْرَ فَجَلَسَ يُمْلِيْ خَيْرًا حَتّٰى يُمْسِيَ كَانَ أَفْضَلَ مِنْ عِتْقِ ثَمَانِيَةٍ مِنْ وُلْدِ إِسْمَاعِيْلَ۔)) (مسند أحمد: ١٣٧٩٦)

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس نے نمازِ عصر ادا کی اور اس کے بعد شام تک خیر والی باتیں کرتا رہا، اس کا یہ عمل اسماعیل علیہ السلام کی اولاد سے آٹھ غلاموں کو آزاد سے زیادہ فضیلت والا ہوگا برابر ہوگا۔''

فوائد:......ابوداود (٣٦٦٧) کی سند حسن ہے، اس سے زیر مطالعہ حدیث کا مفہوم ثابت ہوتا ہے۔

(١١٣٤)۔ عَنْ أَبِيْ بَصْرَةَ الْغِفَارِيِّ رضی اللہ عنہ قَالَ: صَلّٰى بِنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ صَلَاةَ الْعَصْرِ، فَلَمَّا انْصَرَفَ قَالَ: ((إِنَّ هٰذِهِ الصَّلَاةَ عُرِضَتْ عَلٰى مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ فَتَوَانَوْا فِيْهَا وَتَرَكُوْهَا، فَمَنْ صَلَّاهَا مِنْكُمْ ضُعِّفَ لَهُ أَجْرُهَا ضِعْفَيْنِ، وَلَا صَلَاةَ بَعْدَهَا حَتّٰى يُرَى الشَّاهِدُ، وَالشَّاهِدُ النَّجْمُ۔)) (مسند أحمد: ٢٧٧٦٧)

سیدنا ابوبصرہ غفاری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے ہمیں عصر کی نماز پڑھائی، جب آپ ﷺ اس سے فارغ ہوئے تو فرمایا: ''بیشک یہ نماز تم سے پہلے والے لوگوں پر بھی پیش کی گئی تھی، لیکن انھوں نے اس معاملے میں سستی برتی اور اس کو ترک کردیا، پس تم میں سے جو شخص اس کو ادا کرے گا، اس کو دوگنا اجر عطا کیا جائے گا اور اس کے بعد کوئی نماز نہیں ہے، جہاں تک شاہد طلوع ہوجائے اور شاہد سے مراد ستارہ ہے۔''

(١١٣٢) تخريج: أخرجه البخاري: ٥٥٣، ٥٩٤ (انظر: ٢٢٩٥٧)

(١١٣٣) تخريج: اسناده ضعيف لانقطاعه، المعلى بن زياد لم يَلْقَ انس بن مالك، وبينهما في هذا الحديث يزيد الرقاشي، وهو ضعيف۔ أخرجه ابويعلى: ٤٠٨٧، والطيالسي: ٢١٠٤، والبيهقي في "الشعب": ٥٦٣ (انظر: ١٣٧٦٠)

(١١٣٤) تخريج: أخرجه مسلم: ٨٣٠ (انظر: ٢٧٢٢٥)

(١١٣٥)۔ عَنْ أَبِیْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: تَجْتَمِعُ مَلَائِكَةُ اللَّيْلِ وَالنَّهَارِ فِيْ صَلَاةِ الْفَجْرِ وَصَلَاةِ الْعَصْرِ، قَالَ: فَيَجْتَمِعُوْنَ فِيْ صَلَاةِ الْفَجْرِ، قَالَ: فَتَصْعَدُ مَلَائِكَةُ اللَّيْلِ وَتَثْبُتُ مَلَائِكَةُ النَّهَارِ، قَالَ: وَيَجْتَمِعُوْنَ فِيْ صَلَاةِ الْعَصْرِ، قَالَ: فَيَصْعَدُ مَلَائِكَةُ النَّهَارِ وَتَثْبُتُ مَلَائِكَةُ اللَّيْلِ، قَالَ: فَيَسْأَلُهُمْ رَبُّهُمْ، كَيْفَ تَرَكْتُمْ عِبَادِيْ؟ قَالَ: فَيَقُوْلُوْنَ: أَتَيْنَاهُمْ وَهُمْ يُصَلُّوْنَ وَتَرَكْنَاهُمْ وَهُمْ يُصَلُّوْنَ۔)) قَالَ سُلَيْمَانُ (يَعْنِي الْأَعْمَشَ أَحَدُ الرُّوَاةِ): وَلَا أَعْلَمُهُ إِلَّا قَدْ قَالَ فِيْهِ: فَاغْفِرْ لَهُمْ يَوْمَ الدِّيْنِ۔ (مسند أحمد: ٩١٤٠)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''رات اور دن کے فرشتے فجر اور عصر کی نمازوں میں جمع ہوتے ہیں، جب وہ نمازِ فجر میں جمع ہوتے ہیں تو رات کے فرشتے چڑھ جاتے ہیں اور دن کے فرشتے ٹھہر جاتے ہیں، اسی طرح جب وہ نمازِ عصر میں جمع ہوتے ہیں تو دن کے فرشتے چڑھ جاتے ہیں اور رات کے فرشتے ٹھہر جاتے ہیں، پس ان کا ربّ ان سے پوچھتا ہے: تم میرے بندوں کو کس حالت میں چھوڑ کر آئے ہو؟ وہ کہتے ہیں: جب ہم ان کے پاس گئے تھے تو وہ نماز پڑھ رہے تھے اور اب جب ہم ان کو چھوڑ کر آئے ہیں تو وہ نماز پڑھ رہے تھے۔'' سلیمان اعمش کہتے ہیں: میرا خیال ہے کہ راوی نے (فرشتوں کی دعا کے) یہ کلمات بھی کہے تھے: ''پس تو ان لوگوں کو قیامت کے دن بخش دینا۔''

(١١٣٦)۔ عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَوْمَ الْأَحْزَابِ: ((شَغَلُوْنَا عَنِ الصَّلٰوةِ الْوُسْطٰى صَلَاةِ الْعَصْرِ، مَلَأَ اللّٰهُ قُبُوْرَهُمْ وَبُيُوْتَهُمْ نَارًا۔)) قَالَ: ثُمَّ صَلَّاهَا بَيْنَ الْعِشَائَيْنِ بَيْنَ الْمَغْرِبِ وَالْعِشَاءِ، وَقَالَ أَبُوْ مُعَاوِيَةَ (أَحَدُ الرُّوَاةِ) مَرَّةً: يَعْنِيْ بَيْنَ الْمَغْرِبِ وَالْعِشَاءِ۔ (مسند أحمد: ٩١١)

سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے غزوۂ احزاب والے دن فرمایا تھا: ''ان مشرکوں نے ہمیں صلاۃِ وُسطی یعنی نمازِ عصر سے مشغول کر دیا، اللہ تعالیٰ ان کی قبروں اور گھروں کو آگ سے بھر دے۔'' پھر آپ ﷺ نے اس نماز کو مغرب اور عشا کے درمیان پڑھا۔

(١١٣٧)۔ وَعَنْهُ أَيْضًا رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: كُنَّا نَرَاهَا الْفَجْرَ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((هِيَ صَلَاةُ

سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: ہمارا خیال تھا کہ صلاۃِ وُسطی سے مراد نمازِ فجر ہے، لیکن رسول اللہ ﷺ نے

(١١٣٥) تخريج: اسناده صحيح على شرط الشيخين۔ أخرجه ابن خزيمة: ٣٢٢، وابن حبان: ٢٠٦١ (انظر: ٩١٥١)

(١١٣٦) تخريج: أخرجه مسلم: ٦٢٧ (انظر: ٩١١)

(١١٣٧) تخريج: حديث صحيح۔ أخرجه ابويعلى: ٣٩٠، وعبد الرزاق: ٢١٩٢ (انظر: ٩٩٠)

الْعَصْرِ.)) يَعْنِي صَلَاةَ الْوُسْطٰى. (مسند أحمد: ٩٩٠)

فرمایا: ''یہ تو نمازِ عصر ہے۔'' آپ ﷺ کی مراد صلاۃِ وُسطی تھی۔

(١١٣٨)۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَاتَلَ النَّبِيُّ ﷺ عَدُوًّا فَلَمْ يَفْرُغْ مِنْهُمْ حَتّٰى أَخَّرَ الْعَصْرَ عَنْ وَقْتِهَا، فَلَمَّا رَأٰى ذٰلِكَ قَالَ: ((اَللّٰهُمَّ مَنْ حَبَسَنَا عَنِ الصَّلَاةِ الْوُسْطٰى فَامْلَأْ بُيُوتَهُمْ نَارًا وَامْلَأْ قُبُورَهُمْ نَارًا.)) أَوْ نَحْوَ ذٰلِكَ. (مسند أحمد: ٢٧٤٥)

سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم نے دشمن سے قتال کیا اور اس سے فارغ نہ ہوئے، یہاں تک کہ عصر کو اس کے وقت سے مؤخر کر دیا اور جب یہ صورت حال دیکھی تو فرمایا: ''اے اللہ! جنھوں نے ہم کو صلاۃِ وُسطی سے روکے رکھا، تو ان کے گھروں اور قبروں کو آگ سے بھر دے۔'' یا اسی قسم کی بات ارشاد فرمائی۔

(١١٣٩)۔ عَنْ سَمُرَةَ بْنِ جُنْدُبٍ رضی اللہ عنہ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((اَلصَّلَاةُ الْوُسْطٰى صَلَاةُ الْعَصْرِ.)) (مسند أحمد: ٢٠٤١٧)

سیدنا سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''صلاۃِ وُسطی، نمازِ عصر ہی ہے۔''

(١١٤٠)۔ عَنْ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ رضی اللہ عنہ وَقَدْ سَأَلَهُ مَرْوَانُ عَنِ الصَّلَاةِ الْوُسْطٰى فَقَالَ: هِيَ الظُّهْرُ. (مسند أحمد: ٢٢١٣٥)

سیدنا زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ مروان نے ان سے صلاۃِ وسطی کے بارے میں سوال کیا اور انھوں نے جواباً کہا: یہ ظہر ہے۔

(١١٤١)۔ عَنْ أَبِي يُونُسَ مَوْلٰى عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا قَالَ: أَمَرَتْنِي عَائِشَةُ أَنْ أَكْتُبَ لَهَا مُصْحَفًا، قَالَتْ: إِذَا بَلَغْتَ إِلٰى هٰذِهِ الْآيَةِ ﴿حَافِظُوْا عَلَى الصَّلَوَاتِ وَالصَّلَاةِ الْوُسْطٰى﴾ فَآذِنِّي، فَلَمَّا بَلَغْتُهَا آذَنْتُهَا فَأَمْلَتْ عَلَيَّ ﴿حَافِظُوْا عَلَى الصَّلَوَاتِ وَالصَّلَاةِ الْوُسْطٰى وَصَلَاةِ الْعَصْرِ وَقُوْمُوْا

مولائے عائشہ ابو یونس سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے مجھے حکم دیا کہ میں ان کے لیے مصحف لکھوں اور انھوں نے کہا: جب تو اس آیت ﴿حَافِظُوْا عَلَى الصَّلَوَاتِ وَالصَّلَاةِ الْوُسْطٰى﴾ پر پہنچے تو مجھے بتلانا، پس جب میں اس آیت تک پہنچا تو ان کو بتلایا اور انھوں نے یہ آیت یوں املا کروائی: ﴿حَافِظُوْا عَلَى الصَّلَوَاتِ وَالصَّلَاةِ الْوُسْطٰى وَصَلَاةِ الْعَصْرِ وَقُوْمُوْا لِلّٰهِ قَانِتِيْنَ﴾ اور کہا: میں نے

(١١٣٨) تخريج: اسناده صحيح۔ أخرجه بنحوه الطبراني في "الكبير": ١١٩٠٥، وفي "الاوسط": ٢٠١٦ (انظر: ٢٧٤٥)

(١١٣٩) تخريج: صحيح لغيره۔ أخرجه الترمذي: ١٨٢، ٢٩٨٣ (انظر: ٢٠١٥٥)

(١١٤٠) تخريج: اسناده ضعيف لانقطاعه، الزبرقان لم يدرك القصة التي رواها۔ أخرجه ابن ماجه: ٧٩٥، والطيالسي: ٦٢٨، وابن ابي شيبة: ٢/ ٥٠٤ (انظر: ٢١٧٩٢)

(١١٤١) تخريج: أخرجه مسلم: ٦٢٩ (انظر: ٢٤٤٤٨)

لِلّٰهِ قَانِتِيْنَ۔﴾ قَالَتْ: سَمِعْتُهَا مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ۔ (مسند أحمد: ٢٤٩٥٢)

رسول اللہ ﷺ سے یہ آیت اسی طرح سنی تھی۔

بَابٌ فِيْ وَعِيْدِ مَنْ تَرَكَ الْعَصْرَ أَوْ أَخَّرَهَا عَنْ وَقْتِهَا

نمازِ عصر کو ترک کرنے والے اور اس کو اس کے وقت سے مؤخر کرنے والے کی وعید کا بیان

(١١٤٢)۔ عَنِ ابْنِ عُمَرَ ؓ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((مَنْ تَرَكَ الْعَصْرَ (وَفِيْ لَفْظٍ: اَلَّذِيْ تَفُوْتُهُ صَلَاةُ الْعَصْرِ) مُتَعَمِّدًا حَتّٰى تَغْرُبَ الشَّمْسُ فَكَأَنَّمَا وُتِرَ أَهْلُهُ وَمَالُهُ۔)) زَادَ فِيْ رِوَايَةٍ: وَقَالَ شَيْبَانُ (أَحَدُ الرُّوَاةِ): يَعْنِيْ غُلِبَ عَلٰى أَهْلِهِ وَمَالِهِ۔ (مسند أحمد: ٤٨٠٥)

سیدنا عبد اللہ بن عمر ؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس نے جان بوجھ کر عصر کی نماز ترک کر دی، ایک روایت میں ہے: جس سے نمازِ عصر فوت ہوگئی، یہاں تک کہ سورج غروب ہو گیا، پس گویا کہ اس کا اہل اور مال اس سے چھین لیے گئے۔'' شیبان کہتے ہیں: یعنی اس کے اہل اور مال پر غلبہ پالیا گیا۔

(١١٤٣)۔ عَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ ؓ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَنْ تَرَكَ صَلَاةَ الْعَصْرِ مُتَعَمِّدًا حَتّٰى تَفُوْتَهُ فَقَدْ أُحْبِطَ عَمَلُهُ۔)) (مسند أحمد: ٢٨٠٤٠)

سیدنا ابو درداء ؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس نے جان بوجھ کر نمازِ عصر چھوڑ دی، یہاں تک کہ وہ اس سے فوت ہوگئی، تو ایسے آدمی کا عمل ضائع کر دیا گیا۔''

(١١٤٤)۔ عَنِ الْعَلَاءِ بْنِ عَبْدِالرَّحْمٰنِ قَالَ: دَخَلْنَا عَلٰى أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَا وَرَجُلٌ مِنَ الْأَنْصَارِ حِيْنَ صَلَّيْنَا الظُّهْرَ، فَدَعَا الْجَارِيَةَ بِوَضُوْءٍ فَقُلْنَا لَهُ: أَيُّ صَلَاةٍ تُصَلِّيْ؟ قَالَ: الْعَصْرَ، قَالَ: قُلْنَا: إِنَّمَا صَلَّيْنَا الظُّهْرَ الْآنَ، فَقَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((تِلْكَ صَلَاةُ الْمُنَافِقِ، يَتْرُكُ الصَّلَاةَ حَتّٰى إِذَا كَانَتْ فِيْ قَرْنَيِ الشَّيْطَانِ

علاء بن عبد الرحمن کہتے ہیں: میں اور ایک انصاری آدمی، ہم نمازِ ظہر ادا کر کے سیدنا انس بن مالک ؓ کے پاس گئے، انھوں نے ایک لڑکی کو وضو کا پانی لانے کا کہا، ہم نے کہا: تم کون سی نماز پڑھنے لگے ہو؟ انھوں نے کہا: عصر کی، ہم نے کہا: ہم نے تو ظہر کی نماز ابھی ابھی پڑھی ہے، انھوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''یہ منافق کی نماز ہے کہ وہ نماز کو چھوڑے رکھتا ہے، یہاں تک کہ سورج شیطان کے دو سینگوں کے درمیان آ جاتا، تب وہ نماز پڑھتا ہے اور اللہ تعالیٰ کا تھوڑا ہی

(١١٤٢) تخريج: أخرجه البخاري: ٥٥٢، ومسلم: ٦٢٦ (انظر: ٤٨٠٥)

(١١٤٣) تخريج: صحيح لغيره (انظر: ٢٧٤٩٢)

(١١٤٤) تخريج: أخرجه مسلم: ٦٢٢ (انظر: ١١٩٩٩)

أَوْ بَيْنَ قَرْنَيِ الشَّيْطَانِ صَلّٰى لَا يَذْكُرُ اللّٰهَ فِيْهَا إِلَّا قَلِيْلًا۔)) (مسند أحمد: ١٢٠٢٢)

ذکر کرتا ہے۔''

(١١٤٥)۔(وَعَنْهُ مِنْ طَرِيْقٍ ثَانٍ بِنَحْوِهِ وَفِيْهِ: قَالَ أَنَسٌ)۔ تِلْكَ صَلَاةُ الْمُنَافِقِيْنَ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ، يَجْلِسُ أَحَدُهُمْ حَتّٰى إِذَا اصْفَرَّتِ الشَّمْسُ وَكَانَتْ بَيْنَ قَرْنَيْ شَيْطَانٍ قَامَ نَقَرَ أَرْبَعًا لَا يَذْكُرُ اللّٰهَ فِيْهَا إِلَّا قَلِيْلًا۔)) (مسند أحمد: ١٢٥٣٧)

(دوسری سند) اسی طرح کی روایت ہے، البتہ اس میں ہے: سیدنا انس رضی اللہ عنہ نے کہا: ''یہ منافقوں کی نماز ہے، یہ الفاظ تین مرتبہ دوہرائے، آدمی بیٹھا رہتا ہے، یہاں تک کہ سورج زرد ہو جاتا ہے اور شیطان کے دو سینگوں کے درمیان آ جاتا ہے، تب وہ کھڑے ہو کر چار ٹھونگیں مارتا ہے اور اللہ تعالیٰ کا تھوڑا ہی ذکر کرتا ہے۔''

(١١٤٦)۔عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((أَلَا أُخْبِرُكُمْ بِصَلَاةِ الْمُنَافِقِ؟ يَدَعُ الْعَصْرَ حَتّٰى إِذَا كَانَتْ بَيْنَ قَرْنَيِ الشَّيْطَانِ أَوْ عَلٰى قَرْنَيِ الشَّيْطَانِ قَامَ فَنَقَرَهَا نَقَرَاتِ الدِّيْكِ لَا يَذْكُرُ اللّٰهَ فِيْهَا إِلَّا قَلِيْلًا۔)) (مسند أحمد: ١٣٦٢٤)

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''کیا میں تمہیں منافق کی نماز سے آگاہ نہ کردوں، وہ عصر کی نماز کو چھوڑے رکھتا ہے، یہاں تک کہ سورج شیطان کے دو سینگوں کے درمیان آ جاتا ہے، تب وہ کھڑا ہو کر مرغے کی طرح ٹھونگیں لگاتا ہے اور اللہ تعالیٰ کا ذکر کم ہی کرتا ہے۔''

بَابُ وَقْتِ الْمَغْرِبِ وَأَنَّهَا وِتْرُ صَلَاةِ النَّهَارِ

مغرب کے وقت کا بیان اور اس امر کی وضاحت کہ یہ نماز دن کی نمازوں کو طاق کرنے والی ہے

(١١٤٧)۔عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: كُنَّا نُصَلِّيْ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ الْمَغْرِبَ ثُمَّ يَجِيْءُ أَحَدُنَا إِلٰى بَنِيْ سَلِمَةَ وَهُوَ يَرٰى مَوَاقِعَ نَبْلِهِ۔ (مسند أحمد: ١٢١٦٠)

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ مغرب کی نماز پڑھتے، پھر ایک آدمی فارغ ہو کر بنو سلمہ کی طرف آتا، لیکن وہ اس وقت بھی اپنے تیروں کے گرنے کی جگہیں دیکھ لیتا تھا۔

(١١٤٨)۔عَنْ حَسَّانَ بْنِ بِلَالٍ يُحَدِّثُ عَنْ رَجُلٍ مِنْ أَسْلَمَ مِنْ أَصْحَابِ رَسُوْلِ

اسلم قبیلے کا ایک صحابی بیان کرتا ہے کہ وہ لوگ نبی کریم ﷺ کے ساتھ نمازِ مغرب ادا کرتے، پھر مدینہ سے دور اپنے گھروں

(١١٤٥) تخريج: انظر الحديث بالطريق الاول

(١١٤٦) تخريج: حديث صحيح۔ أخرجه ابويعلى: ٤٦٤٢، وابن حبان: ٢٦٠ (انظر: ١٣٥٨٩)

(١١٤٧) تخريج: اسناده صحيح على شرط الشيخين۔ أخرجه ابن ابى شيبة: ١/ ٣٢٨، وأخرجه بنحوه ابوداود: ٤١٦ (انظر: ١٢١٣٦)

(١١٤٨) تخريج: صحيح لغيره۔ أخرجه النسائى: ١/ ٢٥٩ (انظر: ٢٣١٤٩)

اللّٰهِ ﷺ أَنَّهُمْ كَانُوْا يُصَلُّوْنَ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ الْمَغْرِبَ، ثُمَّ يَرْجِعُوْنَ إِلَى أَهْلِيْهِمْ أَقْصَى الْمَدِيْنَةِ يَرْتَمُوْنَ يُبْصِرُوْنَ وَقْعَ سِهَامِهِمْ۔ (مسند أحمد: ۲۳۵۳۶)

کی طرف لوٹتے اور تیر پھینکتے اور اپنے تیروں کے گرنے کی جگہوں کو دیکھ لیتے۔

(۱۱۴۹)۔ عَنْ سَلَمَةَ بْنِ الْأَكْوَعِ ﷛ قَالَ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يُصَلِّي الْمَغْرِبَ سَاعَةَ تَغْرُبُ الشَّمْسُ إِذَا غَابَ حَاجِبُهَا۔ (مسند أحمد: ۱۶۶۴۷)

سیدنا سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ مغرب کی نماز اس وقت ادا کرتے، جب سورج غروب ہو جاتا اور اس کی ٹکیہ کا کنارہ غائب ہو جاتا۔

(۱۱۵۰)۔ عَنْ أَبِي أَيُّوْبَ الْأَنْصَارِيِّ ﷛ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((صَلُّوْا الْمَغْرِبَ لِفِطْرِ الصَّائِمِ وَبَادِرُوْا طُلُوْعَ النُّجُوْمِ۔)) (مسند أحمد: ۲۳۹۷۷)

سیدنا ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''روزے دار کی افطاری کے وقت نمازِ مغرب پڑھا کرو اور ستاروں کے ظاہر ہونے سے پہلے ادا کرلیا کرو۔''

(۱۱۵۱)۔ (وَعَنْهُ مِنْ طَرِيْقٍ ثَانٍ)۔ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((بَادِرُوْا بِصَلَاةِ الْمَغْرِبِ قَبْلَ طُلُوْعِ النَّجْمِ۔)) (مسند أحمد: ۲۳۹۱۸)

(دوسری سند) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ستارے کے ظہور سے پہلے ہی نمازِ مغرب ادا کرلیا کرو۔''

(۱۱۵۲)۔ عَنِ ابْنِ عُمَرَ ﷛ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((صَلَاةُ الْمَغْرِبِ وِتْرُ صَلَاةِ النَّهَارِ فَأَوْتِرُوْا صَلَاةَ اللَّيْلِ، وَصَلَاةُ اللَّيْلِ مَثْنٰى مَثْنٰى، وَالْوِتْرُ رَكْعَةٌ مِنْ آخِرِ اللَّيْلِ۔)) (مسند أحمد: ۵۵۴۹)

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''نمازِ مغرب، دن کی نماز کا وتر ہے، پس رات کی نماز کو بھی وتر بنایا کرو، اور رات کی نماز دو دو رکعت ہے اور رات کے آخری حصے میں وتر ایک رکعت ہے۔''

(۱۱۴۹) تخريج: أخرجه مسلم: ٦٣٦، وأخرجه بنحوه البخاري: ٥٦١ (انظر: ١٦٥٣٢)

(۱۱۵۰) تخريج: حديث صحيح۔ أخرجه الطبراني: ٤٠٥٩، وابن ابى شيبة: ١/ ٣٢٩ (انظر: ٢٣٥٨٠)

(۱۱۵۱) تخريج: انظر الحديث بالطريق الاول

(۱۱۵۲) تخريج: صحيح دون قوله: "صَلَاةُ الْمَغْرِبِ وِتْرُ صَلَاةِ النَّهَارِ فَأَوْتِرُوْا صَلَاةَ اللَّيْلِ"، وقد رواه عدة موقوفا۔ أخرجه النسائي في "الكبرى": ١٣٨٢، وعبد الرزاق: ٤٦٧٥، وابن ابى شيبة: ٢/ ٢٨٢ (انظر: ٥٥٤٩)

فوائد: ...... بہر حال یہ تو ثابت ہے کہ رات کی نماز دو دو رکعت ہے اور اس کے آخر میں ایک رکعت وتر ادا کیا جا سکتا ہے۔

وتر اگرچہ رات کے آخری حصہ میں پڑھنا افضل ہے۔لیکن یہ عشاء کی نماز کے بعد سے لے کر طلوع فجر سے پہلے تک کسی بھی وقت پڑھا جا سکتا ہے۔(بخاری: ۹۹۶)(عبداللہ رفیق)

بَابُ مَا جَاءَ فِيْ تَعْجِيْلِهَا وَكَرَاهَةِ تَسْمِيَتِهَا بِالْعِشَاءِ
نمازِ مغرب کوجلدی ادا کر لینے اور اس کو عشاء کا نام دینے کی کراہت کا بیان

(۱۱۵۳)۔ عَنِ السَّائِبِ بْنِ يَزِيْدَ رضی اللہ عنہ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((لَاتَزَالُ أُمَّتِيْ عَلَى الْفِطْرَةِ مَا صَلَّوْا الْمَغْرِبَ قَبْلَ طُلُوْعِ النُّجُوْمِ۔)) (مسند أحمد: ۱۵۸۰۸)

سیدنا سائب بن یزید رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''میری امت ہمیشہ فطرت پر رہی گی، جب تک نمازِ مغرب کو ستاروں کے ظاہر ہونے سے پہلے ادا کرتی رہے گی۔''

(۱۱۵٤)۔ عَنْ أَبِيْ عَبْدِالرَّحْمٰنِ الصُّنَابِحِيِّ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَنْ تَزَالَ أُمَّتِيْ فِيْ مُسْكَةٍ مَا لَمْ يَعْمَلُوْا بِثَلَاثٍ، مَا لَمْ يُؤَخِّرُوْا الْمَغْرِبَ بِانْتِظَارِ الْإِظْلَامِ مُضَاهَاةَ الْيَهُوْدِ، وَمَا لَمْ يُؤَخِّرُوْا الْفَجْرَ إِمْحَاقَ النُّجُوْمِ مُضَاهَاةَ النَّصْرَانِيَّةِ، وَمَا لَمْ يَكِلُوْا الْجَنَائِزَ اِلَى أَهْلِهَا۔)) (مسند أحمد: ۱۹۲۷۷)

سیدنا ابو عبد الرحمٰن صنابحی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''میری امت اس وقت تک ہمیشہ خیر پر برقرار رہے گی، جب تک یہ تین کام نہیں کرے گی: یہودیوں کی مشابہت کرتے ہوئے اندھیرے کے انتظار میں مغرب کو لیٹ کرنا، عیسائیوں کی مشابہت کرتے ہوئے ستاروں کے چھپ جانے تک فجر کو مؤخر کرنا اور جنازے کو اس کے اہل کے سپرد کر دینا۔''

(۱۱۵۵)۔ عَنْ يَزِيْدَ بْنِ أَبِيْ حَبِيْبٍ الْمِصْرِيِّ عَنْ مَرْثَدِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ الْيَزَنِيِّ، وَيَزَنُ بَطْنٌ مِنْ حِمْيَرَ، قَالَ: قَدِمَ عَلَيْنَا أَبُوْ أَيُّوْبَ خَالِدُ بْنُ زَيْدِ الْأَنْصَارِيُّ رضی اللہ عنہ

مرثد بن عبد اللہ یزنی کہتے ہیں: صحابیِ رسول سیدنا ابو ایوب خالد بن زید انصاری رضی اللہ عنہ جہاد کرنے کے لیے مصر تشریف لائے، سیدنا معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ نے سیدنا عقبہ بن عامر جہنی رضی اللہ عنہ کو ہمارا امیر بنایا ہوا تھا، ایک دن سیدنا عقبہ رضی اللہ عنہ نمازِ

(۱۱۵۳) تخریج: حسن لغیرہ۔ أخرجه البیهقی: ۱/ ٤٤٨، والطبرانی فی "الکبیر": ٦٦٧١ (انظر: ۱۵۷۱۷)

(۱۱۵٤) تخریج: اسناده ضعیف، الحارث بن وهب مجهول الحال۔ أخرجه الطبرانی فی "الکبیر": ۳۲٦۳، وعبد الرزاق: ٦٥۳۰، والحاکم: ۱/ ۳۷۰(انظر: ۱۹۰٦۷)

(۱۱۵۵) تخریج: اسناده حسن۔ أخرجه ابوداود: ٤۱۸(انظر: ۱۷۳۲۹)

صَاحِبُ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ مِصْرَ غَازِيًا وَكَانَ عُقْبَةُ بْنُ عَامِرِ بْنِ عَبْسٍ الْجُهَنِيُّ أَمَّرَهُ عَلَيْنَا مُعَاوِيَةُ بْنُ أَبِيْ سُفْيَانَ، قَالَ: فَحَبَسَ عُقْبَةُ بْنُ عَامِرٍ بِالْمَغْرِبِ (وَفِيْ رِوَايَةٍ: فَأَخَّرَ الْمَغْرِبَ) فَلَمَّا صَلّٰى قَامَ إِلَيْهِ أَبُوْأَيُّوْبَ الْأَنْصَارِيُّ فَقَالَ لَهُ: يَا عُقْبَةُ! أَهٰكَذَا رَأَيْتَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ؟ أَمَا سَمِعْتَ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((لَا تَزَالُ أُمَّتِيْ بِخَيْرٍ أَوْ عَلَى الْفِطْرَةِ مَا لَمْ يُؤَخِّرُوْا الْمَغْرِبَ حَتّٰى تَشْتَبِكَ النُّجُوْمُ۔)) قَالَ: فَقَالَ: بَلٰى، قَالَ: فَمَا حَمَلَكَ عَلٰى مَا صَنَعْتَ؟ قَالَ: شُغِلْتُ، قَالَ: فَقَالَ أَبُوْ أَيُّوْبَ: أَمَا وَاللّٰهِ! مَا بِيْ إِلَّا أَنْ يَظُنَّ النَّاسُ أَنَّكَ رَأَيْتَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَصْنَعُ هٰذَا۔ (مسند أحمد: ١٧٤٦٢)

مغرب سے مصروف ہو گئے اور اس نماز کو لیٹ کر دیا، پس جب انھوں نے نماز پڑھائی تو سیدنا ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ ان کی طرف گئے اور ان سے کہا: عقبہ! کیا تو نے رسول اللہ ﷺ کو اسی طرح دیکھا ہے؟ کیا تو نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے نہیں سنا تھا کہ ''میری امت اس وقت تک خیر یا فطرت پر رہے گی، جب تک نماز مغرب کو ستاروں کے خلط ملط ہونے تک لیٹ نہیں کریں گے۔'' انھوں نے کہا: جی کیوں نہیں، انھوں نے کہا: تو پھر کس چیز نے تجھے ایسا کرنے پر آمادہ کیا ہے؟ انھوں نے کہا: میں مشغول ہو گیا تھا۔ سیدنا ابو ایوب رضی اللہ عنہ نے کہا: خبردار! اللہ کی قسم! مجھے اس میں کوئی حرج محسوس نہیں ہو رہی، لیکن یہ خوف ہے کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ لوگ یہ سمجھنے لگیں کہ تم نے رسول اللہ ﷺ کو ایسا کرتے ہوئے دیکھا ہے۔

(١١٥٦)۔عَنْ عَبْدِاللّٰهِ الْمُزَنِيِّ (يَعْنِيْ ابْنَ مُغَفَّلٍ) رضی اللہ عنہ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((لَا تَغْلِبَنَّكُمُ الْأَعْرَابُ عَلٰى اِسْمِ صَلَاةِ الْمَغْرِبِ۔)) قَالَ: وَتَقُوْلُ الْأَعْرَابُ: هِيَ الْعِشَاءُ۔ (مسند أحمد: ٢٠٨٢٧)

سیدنا عبد اللہ بن مغفل مزنی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ہرگز ایسا نہ ہو کہ بدّو لوگ نمازِ مغرب کے نام کے سلسلے میں تم پر غالب آ جائیں۔'' بدّو اس نماز کو عشاء کہتے تھے۔

بَابُ وَقْتِ صَلَاةِ الْعِشَاءِ وَكَرَاهَةِ السَّمَرِ بَعْدَهَا وَتَسْمِيَتِهَا بِالْعَتَمَةِ

نماز عشا کے وقت اور اس کے بعد گفتگو کرنے اور اس کو ''عَتَمَة'' کہنے کی کراہت کا بیان

(١١٥٧)۔عَنِ النُّعْمَانِ بْنِ بَشِيْرٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: إِنِّيْ أَعْلَمُ النَّاسِ أَوْ كَأَعْلَمِ النَّاسِ بِوَقْتِ صَلَاةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ لِلْعِشَاءِ، كَانَ

سیدنا نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: میں رسول اللہ ﷺ کی نماز عشا کے وقت کو سب سے زیادہ جاننے والا ہوں، آپ ﷺ مہینے کے شروع میں تیسری رات

(١١٥٦) تخريج: أخرجه البخاري: ٥٦٣ (انظر: ٢٠٥٥٣)

(١١٥٧) حديث صحيح۔ أخرجه ابوداود: ٤١٩، والنسائي: ١/ ٢٦٤، والترمذي: ١٦٥ (انظر: ١٨٣٧٧)

يُصَلِّيهَا بَعْدَ سُقُوطِ الْقَمَرِ فِي اللَّيْلَةِ الثَّالِثَةِ مِنْ أَوَّلِ الشَّهْرِ۔ (مسند أحمد: ١٨٥٦٧)

کے چاند کے غروب ہونے کے بعد اس نماز کو ادا کرتے تھے۔

(١١٥٨)۔ (وَعَنْهُ مِنْ طَرِيقٍ ثَانٍ بِنَحْوِهِ وَفِيهِ)۔ كَانَ يُصَلِّيهَا مِقْدَارَ مَا يَغِيبُ الْقَمَرُ لَيْلَةَ ثَالِثَةٍ أَوْ رَابِعَةٍ۔ (مسند أحمد:١٨٥٨٦)

(دوسری سند) اسی طرح کی روایت ہے، البتہ اس میں ہے: آپ ﷺ تیسری یا چوتھی رات کو چاند کے غروب ہونے کے وقت کے برابر نمازِ عشا ادا کرتے تھے۔

(١١٥٩)۔عَنْ رَجُلٍ مِنْ جُهَيْنَةَ قَالَ: سَأَلْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ مَتَى أُصَلِّي الْعِشَاءَ؟ قَالَ: ((إِذَا مَلَأَ اللَّيْلُ بَطْنَ كُلِّ وَادٍ۔)) (مسند أحمد: ٢٣٤٨٣)

جہینہ قبیلے کا ایک آدمی کہتا ہے: میں نے رسول اللہ ﷺ سے سوال کیا کہ میں عشا کی نماز کب پڑھوں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''جب رات ہر وادی کے پیٹ کو بھر دے۔''

(١١٦٠)۔عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُودٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَا سَمَرَ بَعْدَ الصَّلَاةِ يَعْنِي الْعِشَاءِ الْآخِرَةِ إِلَّا لِأَحَدِ رَجُلَيْنِ مُصَلٍّ أَوْ مُسَافِرٍ)) (مسند أحمد: ٣٦٠٣)

سیدنا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''نمازِ عشا کے بعد گفتگو کرنا نہیں ہے، ما سوائے دو آدمیوں کے، نمازی اور مسافر۔''

(١١٦١)۔وَعَنْهُ أَيْضًا قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ يَجْدِبُ لَنَا السَّمَرَ بَعْدَ الْعِشَاءِ۔ (مسند أحمد: ٣٦٨٦)

سیدنا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ عشاء کے بعد گفتگو کرنے کو ہمارے لیے مذموم سمجھتے تھے۔

(١١٦٢)۔(وَعَنْهُ مِنْ طَرِيقٍ ثَانٍ)۔ قَالَ: جَدَبَ إِلَيْنَا رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ السَّمَرَ بَعْدَ الْعِشَاءِ، قَالَ خَالِدٌ (أَحَدُ الرُّوَاةِ) مَعْنَى جَدَبَ إِلَيْنَا، يَقُولُ عَابَهُ، ذَمَّهُ۔ (مسند أحمد: ٣٨٩٤)

(دوسری سند) انھوں نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے ہمارے لیے عشاء کے بعد گفتگو کرنے کو مذموم اور معیوب سمجھا۔ خالد راوی کہتے ہیں: ''جَدَبَ'' کے معانی مذمت کرنے اور عیب لگانے کے ہیں۔

(١١٥٨) تخريج: انظر الحديث بالطريق الاول

(١١٥٩) تخريج: اسناده ضعيف، عبد العزيز بن عمرو مجهول۔ أخرجه ابن ابى شيبة: ١/ ٣٣١، والطبرانى فى "الاوسط": ٣٩٧٥ (انظر: ٢٣٠٩٥)

(١١٦٠) تخريج: حديث حسن۔ أخرجه ابويعلى: ٥٣٧٨، والطبرانى فى "الكبير": ١٠٥١٩ (انظر: ٣٦٠٣)

(١١٦١) تخريج: حديث حسن۔ أخرجه ابن ماجه: ٧٠٣ (انظر: ٣٦٨٦)

(١١٦٢) تخريج: انظر الحديث بالطريق الاول

(۱۱۶۳)۔ عَنْ أَبِي بَرْزَةَ رضي الله عنه اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ يَكْرَهُ النَّوْمَ قَبْلَ الْعِشَاءِ وَلَا يُحِبُّ الْحَدِيْثَ بَعْدَهَا۔ (مسند أحمد: ۲۰۰۱۹)

سیدنا ابو برزہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ عشاء سے پہلے نیند کو ناپسند سمجھتے تھے اور اِس نماز کے بعد گفتگو کو پسند نہیں کرتے تھے۔

(۱۱۶٤)۔ عَنْ عُمَرَ رضي الله عنه قَالَ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَسْمُرُ عِنْدَ أَبِي بَكْرٍ اللَّيْلَةَ كَذٰلِكَ فِي الْأَمْرِ مِنْ أَمْرِ الْمُسْلِمِيْنَ وَأَنَا مَعَهُ۔ (مسند أحمد: ۱۷۸)

سیدنا عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ مسلمانوں کے معاملات پر سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ کے ساتھ رات کو گفتگو کرتے تھے اور میں بھی ان کے ساتھ ہوتا تھا۔

(۱۱٦٥)۔ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، سَمِعْتُ ابْنَ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((لَا تَغْلِبَنَّكُمُ الْأَعْرَابُ عَلَى اِسْمِ صَلَاتِكُمْ، أَلَا وَإِنَّهَا الْعِشَاءُ، وَإِنَّهُمْ يُعْتِمُوْنَ بِالْإِبِلِ أَوْ عَنِ الْإِبِلِ، (وَفِي لفظ) إِنَّمَا يَدْعُوْنَهَا الْعَتَمَةَ لِإِعْتَامِهِمْ بِالْإِبِلِ لِحِلَابِهَا۔)) (مسند أحمد: ٤٦٨٨)

سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''بدّو لوگ تمہاری نماز کے نام پر غالب نہ آ جائیں، خبردار! یہ عشاء کی نماز ہے، چونکہ وہ لوگ اونٹوں کی وجہ سے رات کی تاریکی میں داخل ہو جاتے ہیں۔'' ایک روایت میں ہے: ''وہ اس نماز کو ''عَتَمَة'' اس لیے کہتے ہیں، کیونکہ وہ اونٹوں کو دوہنے کی وجہ سے تاریکی میں داخل ہو جاتے ہیں۔''

بَابُ اِسْتِحْبَابِ تَأْخِيْرِهَا إِلَى ثُلُثِ اللَّيْلِ أَوْ نِصْفِهِ

نمازِ عشاء کو ایک تہائی یا نصف رات تک مؤخر کرنے کے مستحب ہونے کا بیان

(۱۱٦٦)۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضي الله عنه يَبْلُغُ بِهِ النَّبِيَّ ﷺ، لَوْلَا أَنْ أَشُقَّ عَلَى أُمَّتِي لَأَمَرْتُهُمْ بِالسِّوَاكِ عِنْدَ كُلِّ صَلَاةٍ وَتَأْخِيْرِ الْعِشَاءِ (وَفِي لَفْظٍ) وَلَأَخَّرْتُ الْعِشَاءَ إِلَى ثُلُثِ اللَّيْلِ أَوْ شَطْرِ اللَّيْلِ۔)) (مسند أحمد: ٧٤٠٦)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اگر مجھے اپنی امت پر مشقت ڈالنے کا اندیشہ نہ ہوتا تو میں ان کو ہر نماز کے ساتھ مسواک کرنے کا اور عشاء کو ایک تہائی یا نصف رات تک لیٹ کرنے کا حکم دے دیتا۔'' ایک روایت میں ہے: ''میں عشا کو ایک تہائی یا نصف رات تک مؤخر کر دیتا۔

(۱۱٦٣) تخريج: أخرجه البخاری: ٥٦٨ (انظر: ١٩٧٨١)
(۱۱٦٤) اسناده صحيح على شرط الشيخين۔ أخرجه الترمذی: ١٦٩، والنسائی: ٨٢٥٦ (انظر: ١٧٨)
(۱۱٦٥) تخريج: أخرجه مسلم: ٦٤٤ (انظر: ٤٦٨٨)
(۱۱٦٦) تخريج: اسناده صحيح على شرط الشيخين۔ أخرجه ابن ماجه: ٢٨٧، ٦٩١، والترمذی: ٢٢ (انظر: ٧٤١٢)

(١١٦٧)۔ عَنِ ابْنِ عُمَرَ ﷺ قَالَ: مَسّٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بِصَلَاةِ الْعِشَاءِ حَتّٰى صَلَّى الْمُصَلِّيْ وَاسْتَيْقَظَ الْمُسْتَيْقِظُ وَنَامَ النَّائِمُوْنَ وَتَهَجَّدَ الْمُتَهَجِّدُوْنَ ثُمَّ خَرَجَ فَقَالَ: ((لَوْلَا أَنْ أَشُقَّ عَلٰى أُمَّتِيْ أَمَرْتُهُمْ أَنْ يُصَلُّوْا هٰذَا الْوَقْتَ أَوْ هٰذِهِ الصَّلَاةَ۔)) أَوْ نَحْوَ ذَا۔ (مسند أحمد: ٤٨٢٦)

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک رات نمازِ عشاء کو اتنا مؤخر کر دیا کہ نماز پڑھنے والوں نے نماز پڑھ لی، جاگنے والے جاگتے رہے، سونے والے سو گئے اور تہجد گزاروں نے تہجد پڑھ لی، پھر آپ ﷺ تشریف لائے اور فرمایا: ''اگر مجھے اپنی امت پر مشقت ڈالنے کا اندیشہ نہ ہوتا تو میں ان کو اس وقت میں یہ نماز پڑھنے کا حکم دے دیتا۔''

(١١٦٨)۔ وَعَنْهُ أَيْضًا اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ شُغِلَ عَنْهَا لَيْلَةً فَأَخَّرَهَا حَتّٰى رَقَدْنَا فِي الْمَسْجِدِ ثُمَّ اسْتَيْقَظْنَا فَخَرَجَ عَلَيْنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((لَيْسَ أَحَدٌ مِنْ أَهْلِ الْاَرْضِ يَنْتَظِرُ الصَّلٰوةَ غَيْرَكُمْ۔)) (مسند أحمد: ٥٦١١)

سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما سے یہ بھی مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ ایک رات نمازِ عشاء سے مشغول ہو گئے، پس آپ ﷺ نے اس کو اتنا مؤخر کر دیا کہ ہم لوگ مسجد میں سو گئے، پھر ہم جاگے اور رسول اللہ ﷺ ہمارے پاس تشریف لائے اور فرمایا: ''تمہارے علاوہ اہل زمین میں کوئی ایسا فرد نہیں ہے، جو اس نماز کا انتظار کر رہا ہو۔''

(١١٦٩)۔ عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ ﷺ قَالَ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يُصَلِّي بِنَا الصَّلَاةَ الْمَكْتُوْبَةَ وَلَا يُطِيْلُ فِيْهَا وَلَا يُخَفِّفُ وَسَطًا مِنْ ذٰلِكَ وَكَانَ يُؤَخِّرُ الْعَتَمَةَ (وَفِيْ لَفْظٍ: اَلْعِشَاءَ الْآخِرَةَ)۔ (مسند أحمد: ٢١٣١٤)

سیدنا جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ ہمیں فرضی نماز پڑھاتے تھے اور نہ آپ ﷺ ان کو اتنا زیادہ لمبا کرتے تھے اور نہ مختصر، آپ ﷺ کی نماز درمیانی ہوتی تھی اور آپ ﷺ ''عَتَمَة'' یعنی نماز عشا کو تاخیر سے ادا کرتے تھے۔

(١١٧٠)۔ عَنْ أَبِيْ سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ ﷺ قَالَ: اِنْتَظَرْنَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ لَيْلَةً بِصَلَاةِ الْعِشَاءِ حَتّٰى ذَهَبَ نَحْوٌ مِنْ شَطْرِ اللَّيْلِ،

سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: ہم ایک رات کو نمازِ عشا کے لیے رسول اللہ ﷺ کا انتظار کرتے رہے، یہاں تک کہ تقریباً نصف رات گزر گئی، پھر آپ ﷺ

(١١٦٧) تخريج: اسناده ضعيف لضعف ابى اسرائيل۔ وأصل الحديث الصحيح، وهو قوله: "لو لا ان اشق على امتى ......" أخرجه مسلم: ٦٣٩ (انظر: ٤٨٢٦)

(١١٦٨) تخريج: أخرجه مسلم: ٦٣٩ (انظر: ٥٦١١)

(١١٦٩) تخريج: أخرجه مسلم: ٦٤٣ (انظر: ٢١٠٠٢)

(١١٧٠) تخريج: اسناده صحيح على شرط مسلم۔ أخرجه ابوداود: ٤٢٢، والنسائى: ١/ ٢٦٨، وابن ماجه: ٦٩٣ (انظر: ١١٠١٥)

قَالَ: فَجَاءَ فَصَلَّى بِنَا ثُمَّ قَالَ: ((خُذُوْا مَقَاعِدَكُمْ فَإِنَّ النَّاسَ قَدْ أَخَذُوْا مَضَاجِعَهُمْ وَإِنَّكُمْ لَنْ تَزَالُوْا فِيْ صَلَاةٍ مُنْذُ إِنْتَظَرْتُمُوْهَا، وَلَوْلَا ضَعْفُ الضَّعِيْفِ وَسُقْمُ السَّقِيْمِ وَحَاجَةُ ذِي الْحَاجَةِ لَأَخَّرْتُ هٰذِهِ الصَّلَاةَ إِلٰى شَطْرِ اللَّيْلِ۔)) (مسند أحمد: ۱۱۰۲۸)

تشریف لائے اور ہمیں نماز پڑھائی اور فرمایا: ''اپنی جگہوں پر بیٹھے رہو، پس بیشک (دوسری مسجدوں کے) لوگ یہ نماز ادا کر کے سو چکے ہیں اور تم لوگ جب سے اس نماز کا انتظار کر رہے تھے، اس وقت سے نماز میں ہی تھے.اور اگر کمزور کی کمزوری، بیمار کی بیماری اور محتاج کی حاجت نہ ہوتی تو میں اس نماز کو نصف رات تک مؤخر کر دیتا۔''

(۱۱۷۱)۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ حَدَّثَنِيْ أَبِيْ ثَنَا رَوْحٌ وَ أَبُوْدَاوُدَ قَالَا: ثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ قَالَ أَبُوْدَاوُدَ: ثَنَا عَلِيُّ بْنُ زَيْدٍ عَنِ الْحَسَنِ عَنْ أَبِيْ بَكْرَةَ (رضي الله عنه) قَالَ: أَخَّرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ الْعِشَاءَ تِسْعَ لَيَالٍ، قَالَ أَبُوْ دَاوُدَ: ثَمَانَ لَيَالٍ إِلٰى ثُلُثِ اللَّيْلِ، فَقَالَ أَبُوْبَكْرٍ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! لَوْ أَنَّكَ عَجَّلْتَ لَكَانَ أَمْثَلَ لِقِيَامِنَا مِنَ اللَّيْلِ، قَالَ: فَعَجَّلَ بَعْدَ ذٰلِكَ، قَالَ أَبِيْ: وَحَدَّثَنَا عَبْدُالصَّمَدِ فَقَالَ فِيْ حَدِيْثِهِ: سَبْعَ لَيَالٍ وَقَالَ عَفَّانُ: تِسْعَ لَيَالٍ۔ (مسند أحمد: ۲۰۷۵۷)

سیدنا ابو بکرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ آٹھ یا نو راتوں تک نمازِ عشا کو ایک تہائی رات تک مؤخر کرتے رہے، ایک دن سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ نے کہا: اے اللہ کے رسول! اگر آپ ہمیں یہ نماز جلدی پڑھا دیا کریں تو یہ عمل رات کے قیام کے لیے بہتر ہوگا، پس آپ ﷺ اس کے بعد یہ نماز جلدی پڑھا دیا کرتے تھے۔ عبد الصمد نے سات اور عفان نے نو راتوں کا ذکر کیا۔

(۱۱۷۲)۔ عَنْ عَاصِمِ بْنِ حُمَيْدٍ السَّكُوْنِيِّ وَكَانَ مِنْ أَصْحَابِ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ عَنْ مُعَاذٍ قَالَ: رَقَبْنَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فِيْ صَلَاةِ الْعِشَاءِ فَاحْتَبَسَ حَتّٰى ظَنَنَّا أَنْ لَنْ يَخْرُجَ وَالْقَائِلُ مِنَّا يَقُوْلُ: قَدْ صَلّٰى وَلَنْ يَخْرُجَ، فَخَرَجَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ، فَقُلْنَا: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! ظَنَنَّا

عاصم بن حمید سکونی، جو کہ سیدنا معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کے ساتھیوں میں سے تھے، بیان کرتے ہیں کہ سیدنا معاذ رضی اللہ عنہ نے کہا: ایک دن نمازِ عشاء کے لیے ہم رسول اللہ ﷺ کا انتظار کرتے رہے، لیکن آپ ﷺ رکے رہے، یہاں تک کہ ہم یہ خیال کرنے لگے کہ اب آپ ﷺ ہرگز نہیں نکلیں گے اور ہم میں سے کوئی کہتا: آپ ﷺ نے یہ نماز پڑھ لی ہے اور اب ہرگز

(۱۱۷۱) اسناده ضعيف لضعف على بن زيد بن جدعان۔ أخرجه الطيالسى: ۸۷۵ (انظر: ۲۰۴۸۳)

(۱۱۷۲) تخريج: اسناده صحيح۔ أخرجه ابوداود: ۴۲۱ (انظر: ۲۲۰۶۶)

أَنَّكَ لَنْ تَخْرُجَ وَالْقَائِلُ مِنَّا يَقُوْلُ: قَدْ صَلّٰى وَلَنْ يَخْرُجَ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((أَعْتِمُوْا بِهٰذِهِ الصَّلَاةِ فَقَدْ فُضِّلْتُمْ بِهَا عَلٰى سَائِرِ الْأُمَمِ وَلَمْ يُصَلِّهَا أُمَّةٌ قَبْلَكُمْ۔)) (مسند أحمد: ٢٢٤١٦)

نہیں نکلیں گے۔ اتنے میں رسول اللہ ﷺ تشریف لے آئے اور ہم نے کہا: اے اللہ کے رسول! ہم تو یہ خیال کرنے لگے تھے کہ اب آپ ہرگز نہیں نکلیں گے اور ہم میں سے بعض افراد یہ کہنے لگے کہ آپ نے نماز پڑھ لی ہے اور آپ ﷺ باہر تشریف نہیں لائیں گے، یہ سن کر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اس نماز کو تاخیر سے ادا کیا کرو، پس بیشک اس کے ذریعے تم کو تمام امتوں پر فضیلت دی گئی ہے، تم سے پہلے کسی امت نے یہ نماز نہیں پڑھی۔''

(١١٧٣)۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ حَدَّثَنِيْ أَبِيْ ثَنَا عَبْدُالرَّزَّاقِ وَابْنُ بَكْرٍ قَالَا: أَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ قَالَ: قُلْتُ لِعَطَاءٍ: أَيُّ حِيْنٍ أَحَبُّ اِلَيْكَ أَنْ أُصَلِّيَ الْعِشَاءَ إِمَامًا أَوْ خِلْوًا؟ قَالَ: سَمِعْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ يَقُوْلُ: أَعْتَمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَيْلَةً بِالْعِشَاءِ حَتّٰى رَقَدَ النَّاسُ وَاسْتَيْقَظُوْا، فَقَامَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ رضی اللہ عنہ فَقَالَ: اَلصَّلَاةَ، قَالَ عَطَاءٌ: قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: فَخَرَجَ نَبِيُّ اللّٰهِ ﷺ كَأَنِّيْ أَنْظُرُ اِلَيْهِ الْآنَ يَقْطُرُ رَأْسُهُ مَاءً وَاضِعًا يَدَهُ عَلٰى شِقِّ رَأْسِهِ، فَقَالَ: ((لَوْلَا أَنْ أَشُقَّ عَلٰى أُمَّتِيْ لَأَمَرْتُهُمْ أَنْ يُصَلُّوْهَا كَذٰلِكَ)) (مسند أحمد: ٣٤٦٦)

ابن جریج کہتے ہیں: میں نے عطاء سے کہا: تم کو وہ کون سا وقت پسند ہے کہ جس میں میں نمازِ عشاء باجماعت یا منفرد ادا کروں؟ انھوں نے کہا: میں نے سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کو یہ بیان کرتے ہوئے سنا: ایک رات رسول اللہ ﷺ نے نمازِ عشاء کی ادائیگی میں تاخیر کی، یہاں تک کہ لوگ سو گئے اور پھر بیدار ہوئے، پس سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے اور کہا: (اے اللہ کے رسول!) نماز، پس اللہ کے نبی نکلے، گویا کہ میں اب بھی آپ ﷺ کو دیکھ رہا ہوں کہ آپ کے سر سے پانی کے قطرے ٹپک رہے تھے اور آپ ﷺ نے سر کی ایک جانب ہاتھ رکھا ہوا تھا اور آپ ﷺ نے فرمایا: ''اگر میں اپنی امت پر مشقت نہ سمجھتا تو ان کو حکم دیتا کہ وہ یہ نماز اس وقت میں نماز پڑھیں۔''

(١١٧٤)۔ (وَمِنْ طَرِيْقٍ آخَرَ)۔ بِنَحْوِهِ وَفِيْهِ: فَقَالَ عُمَرُ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! نَامَ النِّسَاءُ وَالْوِلْدَانُ، فَخَرَجَ فَقَالَ: ((لَوْلَا أَنْ أَشُقَّ عَلٰى أُمَّتِيْ لَأَمَرْتُهُمْ أَنْ يُصَلُّوْهَا هٰذِهِ

(دوسری سند) اسی طرح کی روایت ہے، البتہ اس میں ہے: سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: اے اللہ کے رسول! عورتیں اور بچے سو گئے ہیں، پس آپ ﷺ تشریف لائے اور کہا: ''اگر مجھے اپنی امت پر مشقت ڈالنے کا خطرہ نہ ہوتا تو میں ان کو حکم دیتا کہ وہ

(١١٧٣) تخريج: أخرجه البخاري: ٥٧١، ومسلم: ٦٤٢ (انظر: ٣٤٦٦)

(١١٧٤) تخريج: انظر الحديث بالطريق الاول

السَّاعَةَ۔)) (مسند أحمد: ١٩٢٦)

اس نماز کو اِس وقت میں ادا کیا کریں۔''

(١١٧٥)۔عَنْ عَائِشَةَ ؓ قَالَتْ: أَعْتَمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بِالْعِشَاءِ حَتّٰى نَادَاهُ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ ؓ: قَدْ نَامَ النِّسَاءُ وَالصِّبْيَانُ، فَخَرَجَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ: ((إِنَّهُ لَيْسَ أَحَدٌ مِنْ أَهْلِ الْأَرْضِ يُصَلِّي هٰذِهِ الصَّلَاةَ غَيْرُكُمْ)) وَلَمْ يَكُنْ أَحَدٌ يُصَلِّي يَوْمَئِذٍ غَيْرُ أَهْلِ الْمَدِيْنَةِ (وَفِي رِوَايَةٍ: وَذٰلِكَ قَبْلَ أَنْ يَفْشُوَا الْإِسْلَامُ) (مسند أحمد: ٢٤٥٦٠)

سیدہ عائشہ ؓ سے مروی ہے، وہ کہتی ہیں: رسول اللہ ﷺ نے ایک نمازِ عشاء میں تاخیر کر دی، یہاں سیدنا عمر ؓ نے آپ ﷺ کو یہ آواز دی: عورتیں اور بچے سو گئے ہیں، پس رسول اللہ ﷺ تشریف لائے اور فرمایا: ''تمہارے علاوہ اہل زمین میں کوئی بھی ایسا نہیں ہے جو اِس نماز کو اِس وقت میں ادا کر رہا ہو۔'' اس وقت نماز پڑھنے والے صرف مدینہ کے لوگ تھے، ایک روایت میں ہے: یہ بات اسلام کے پھیلنے سے پہلے کی ہے۔

(١١٧٦)۔حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ حَدَّثَنِي أَبِي ثَنَا عَبْدُالرَّزَّاقِ وَمُحَمَّدُ بْنُ بَكْرٍ قَالَا: أَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ أَخْبَرَنِي الْمُغِيْرَةُ بْنُ حَكِيْمٍ عَنْ أُمِّ كَلْثُوْمٍ بِنْتِ أَبِي بَكْرٍ أَنَّهَا أَخْبَرَتْهُ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: أَعْتَمَ النَّبِيُّ ﷺ ذَاتَ لَيْلَةٍ حَتّٰى ذَهَبَ عَامَّةُ اللَّيْلِ وَحَتّٰى نَامَ أَهْلُ الْمَسْجِدِ (وَقَالَ ابْنُ بَكْرٍ: رَقَدَ) ثُمَّ خَرَجَ فَصَلّٰى فَقَالَ: ((إِنَّهُ لَوَقْتُهَا، لَوْ لَا أَنْ يَشُقَّ عَلٰى أُمَّتِي، وَقَالَ ابْنُ بَكْرٍ: أَنْ أَشُقَّ۔)) (مسند أحمد: ٢٥٦٨٧)

سیدہ عائشہ ؓ سے مروی ہے کہ ایک رات رسول اللہ ﷺ نے نمازِ عشا کو مؤخر کیا، یہاں تک کہ رات کا عام حصہ گزر گیا اور اہل مسجد سو گئے، پھر آپ ﷺ تشریف لائے، نماز پڑھائی اور فرمایا: ''یہی اس نماز کا وقت ہوتا، اگر میری امت پر گراں نہ گزرتا۔''

بَابُ وَقْتِ صَلَاةِ الصُّبْحِ وَمَا جَاءَ فِي التَّغْلِيْسِ بِهَا وَالْإِسْفَارِ

نمازِ فجر کے وقت اور اس نماز کو اندھیرے میں یا روشنی میں پڑھنے کا بیان

(١١٧٧)۔عَنْ قَيْسِ بْنِ طَلْقٍ عن أَبِيْهِ ؓ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: ((لَيْسَ الْفَجْرُ الْمُسْتَطِيْلُ فِي الْأُفُقِ وَلٰكِنَّهُ الْمُعْتَرِضُ الْأَحْمَرُ۔)) (مسند أحمد: ١٦٤٠٠)

سیّدنا طلق ؓ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''فجر (صادق) وہ نہیں ہے، جس میں روشنی افق میں بلند ہوتی ہے، بلکہ وہ ہے، جس میں سرخ روشنی چوڑائی میں (افق پر) پھیلتی ہے۔''

(١١٧٥) تخريج: أخرجه البخاري: ٥٦٩، ٦٨٢، ٨٦٤، ومسلم: ٦٣٨ (انظر: ٢٤٠٥٩)
(١١٧٦) تخريج: أخرجه مسلم: ٦٣٨ (انظر: ٢٥١٧٢)
(١١٧٧) تخريج: حديث حسن۔ أخرجه ابوداود: ٢٣٤٨، والترمذي: ٧٠٥ (انظر: ١٦٢٩١)

(۱۱۷۸)۔عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا أَنَّ نِسَاءً مِنَ الْمُؤْمِنَاتِ كُنَّ يُصَلِّينَ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ الصُّبْحَ مُتَلَفِّعَاتٍ بِمُرُوْطِهِنَّ، ثُمَّ يَرْجِعْنَ إِلٰى أَهْلِهِنَّ وَمَا يَعْرِفُهُنَّ أَحَدٌ مِنَ الْغَلَسِ۔ (مسند أحمد: ٢٤٥٩٧)

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ مؤمن خواتین، رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نمازِ فجر ادا کرتی تھیں، جبکہ وہ اپنی چادروں میں لپٹی ہوتی تھیں، پھر وہ اپنے گھروں کو لوٹتی تھیں اور کوئی آدمی اندھیرے کی وجہ سے ان کو پہچان نہ سکتا تھا۔

(۱۱۷۹)۔عَنْ أَبِي الرَّبِيعِ قَالَ: كُنْتُ مَعَ ابْنِ عُمَرَ فِي جَنَازَةٍ فَسَمِعَ صَوْتَ إِنْسَانٍ يَصِيحُ فَبَعَثَ إِلَيْهِ فَأَسْكَتَهُ، فَقُلْتُ: يَا أَبَا عَبْدِالرَّحْمٰنِ! لِمَ أَسْكَتَّهُ؟ قَالَ: إِنَّهُ يَتَأَذَّى بِهِ الْمَيِّتُ حَتّٰى يُدْخَلَ قَبْرَهُ، فَقُلْتُ لَهُ: إِنِّي أُصَلِّي مَعَكَ الصُّبْحَ، ثُمَّ أَلْتَفِتُ فَلَا أَرٰى وَجْهَ جَلِيسِي، ثُمَّ أَحْيَانًا تُسْفِرُ؟ قَالَ: كَذَا رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ وَأَحْبَبْتُ أَنْ أُصَلِّيَهَا كَمَا رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يُصَلِّيهَا۔ (مسند أحمد: ٦١٩٥)

ابو ربیع کہتے ہیں: میں سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے ساتھ ایک جنازے میں شریک تھے، جب انھوں نے ایک آدمی کے چیخنے کی آواز سنی تو انھوں نے اس کی طرف پیغام بھیجا اور اس کو خاموش کروا دیا، میں نے کہا: اے عبدالرحمٰن! آپ نے اس کو کیوں خاموش کرا دیا ہے؟ انھوں نے کہا: اس طرح رونے سے میت کو قبر میں داخل ہونے تک تکلیف ہوتی ہے، پھر میں نے کہا: میں تمہارے ساتھ نمازِ فجر پڑھتا ہو اور جب میں اس نماز سے فارغ ہوتا ہوں اور (اندھیرے کی وجہ سے) اپنے ساتھ بیٹھنے والے کا چہرہ نہیں دیکھ سکتا، لیکن کبھی ایسے ہوتا ہے کہ تم روشنی کر دیتے ہو؟ انھوں نے کہا: میں نے اسی طرح رسول اللہ ﷺ کو دیکھا ہے اور میں پسند کرتا ہوں کہ اِس نماز کو اسی طرح پڑھوں، جیسے رسول اللہ ﷺ کو پڑھتے ہوئے دیکھا ہے۔

(۱۱۸۰)۔عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: سُئِلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَنْ وَقْتِ صَلَاةِ الصُّبْحِ، قَالَ: فَأَمَرَ بِلَالًا حِيْنَ طَلَعَ الْفَجْرُ فَأَقَامَ الصَّلَاةَ ثُمَّ أَسْفَرَ مِنَ الْغَدِ حَتّٰى أَسْفَرَ ثُمَّ قَالَ: ((أَيْنَ السَّائِلُ عَنْ وَقْتِ صَلَاةِ الْغَدَاةِ؟ مَا بَيْنَ هَاتَيْنِ (أَوْ قَالَ: هٰذَيْنِ)

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ سے نمازِ فجر کے بارے میں سوال کیا گیا، پس آپ ﷺ نے سیدنا بلال رضی اللہ عنہ کو اس وقت اقامت کہنے کا حکم دیا، جب فجر طلوع ہوئی، پھر دوسرے دن روشنی کی (اور پھر نماز ادا کی) اور فرمایا: ''نمازِ فجر کے وقت کے بارے میں سوال کرنے والا کہاں ہے؟ ان دو وقتوں کے درمیان اس کا وقت ہے۔''

(١١٧٨) تخريج: أخرجه البخاري: ٣٧٢، ٥٧٨، ومسلم: ٦٤٥ (انظر: ٢٤٠٩٦)
(١١٧٩) تخريج: اسناده ضعيف، ابو شعبة الطحان متروك، وابو الربيع مجهول (انظر: ٦١٩٥)
(١١٨٠) تخريج: اسناده صحيح على شرط الشيخين۔ أخرجه النسائي: ١/ ٢٧١ (انظر: ١٢١١٩)

وَقْتٌ۔)) (مسند أحمد: ١٢١٤٣)

(١١٨١)۔ عَنْ رَافِعِ بْنِ خَدِيْجٍ ؓ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((اَصْبِحُوْا بِالصُّبْحِ فَإِنَّهُ أَعْظَمُ لِأُجُوْرِكُمْ أَوْ أَعْظَمُ لِلْأَجْرِ۔)) (مسند أحمد: ١٧٣٨٩)

سیدنا رافع بن خدیج ؓ سے مروی ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''فجر کو روشن کر کے پڑھو، کیونکہ یہ تمہارے اجر زیادہ کرنے والا ہے۔''

(١١٨٢)۔ (وَعَنْهُ مِنْ طَرِيْقٍ ثَانٍ)۔ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((أَسْفِرُوْا بِالْفَجْرِ، فَإِنَّهُ أَعْظَمُ لِلْأَجْرِ۔)) (مسند أحمد: ١٧٤١١)

(دوسری سند) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''فجر کو روشن کر کے پڑھو، کیونکہ یہ تمہارے اجر کو زیادہ کرنے والا ہے۔''

(١١٨٣)۔ عَنْ رَافِعِ بْنِ خَدِيْجٍ ؓ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((أَسْفِرُوْا بِالْفَجْرِ فَإِنَّهُ أَعْظَمُ لِلْأَجْرِ أَوْ لِأَجْرِهَا)) (مسند أحمد: ١٧٤١١)

سیدنا رافع بن خدیج ؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''فجر کو روشن کر کے پڑھو، کیونکہ یہ اجر کو زیادہ کرنے والا ہے۔''

(١١٨٤)۔ عَنْ أَبِيْ زِيَادٍ عُبَيْدِاللّٰهِ بْنِ زِيَادٍ الْكِنْدِيِّ عَنْ بِلَالٍ أَنَّهُ حَدَّثَهُ أَنَّهُ أَتَى النَّبِيَّ ﷺ يُؤْذِنُهُ بِصَلَاةِ الْغَدَاةِ، فَشَغَلَتْ عَائِشَةُ بِلَالًا بِأَمْرٍ سَأَلَتْهُ عَنْهُ حَتّٰى أَفْضَحَهُ الصُّبْحُ وَأَصْبَحَ جِدًّا، قَالَ: فَقَامَ بِلَالٌ فَآذَنَهُ بِالصَّلَاةِ وَتَابَعَ بَيْنَ آذَانِهِ فَلَمْ يَخْرُجْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ، فَلَمَّا خَرَجَ فَصَلّٰى بِالنَّاسِ أَخْبَرَهُ أَنَّ عَائِشَةَ شَغَلَتْهُ بِأَمْرٍ سَأَلَتْهُ حَتّٰى أَصْبَحَ جِدًّا ثُمَّ إِنَّهُ أَبْطَأَ عَلَيْهِ بِالْخُرُوْجِ، فَقَالَ: ((إِنِّيْ رَكَعْتُ رَكْعَتَيِ الْفَجْرِ)) قَالَ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! إِنَّكَ قَدْ أَصْبَحْتَ جِدًّا، قَالَ: ((لَوْ أَصْبَحْتُ أَكْثَرَ

سیدنا بلال ؓ بیان کرتے ہیں کہ وہ نبی کریم ﷺ کی نمازِ فجر کی اطلاع دینے کے لیے آپ ﷺ کے پاس گئے، لیکن سیدہ عائشہ ؓ نے اُن کو اس طرح مصروف کر دیا کہ ان سے کسی چیز کے بارے میں سوال کیا، یہاں تک کہ صبح کی سفیدی ظاہر ہونے لگی اور واضح طور پر صبح ہو گئی، پس سیدنا بلال ؓ کھڑے ہوئے اور آپ ﷺ کو نماز کی خبر دی اور بار بار اطلاع کرتے رہے، لیکن آپ ﷺ باہر نہ نکلے، پھر جب آپ ﷺ تشریف لائے اور لوگوں کو نماز پڑھائی تو سیدنا بلال ؓ نے آپ ﷺ کو بتایا کہ سیدہ عائشہ ؓ نے اُن سے ایک چیز کے بارے میں سوال کیا اور اس طرح ان کو مصروف کر دیا، پھر آپ ﷺ نے مزید تاخیر کر دی، آپ نے فرمایا: ''میں فجر کی دو رکعتیں پڑھنے لگ گیا تھا۔'' انھوں نے کہا: آپ

(١١٨١) تخريج: صحيح۔ أخرجه ابوداود: ٤٢٤، وابن ماجه: ٦٧٢ (انظر: ١٧٢٥٧)
(١١٨٢) تخريج: انظر الحديث بالطريق الاول
(١١٨٣) تخريج: انظر الحديث السابق
(١١٨٤) رجاله ثقات إلا انه منقطع، ... زياد ... بلالا ... أخرجه ابوداود: ١٢٥٧ (انظر: ٢٣٩١٠)

مِمَّا أَصْبَحْتُ لَرَكَعْتُهُمَا وَأَحْسَنْتُهُمَا وَأَجْمَلْتُهُمَا.)) (مسند أحمد: ٢٤٤٠٧)

نے تو واضح طور پر صبح کر دی تھی، آپ ﷺ نے فرمایا: ''اگر اس سے زیادہ صبح ہو جاتی تو میں نے ان دو رکعتوں کو تو پڑھنا تھا اور ان کو حسین وجمیل بنا کر ادا کرنا تھا۔''

بَابٌ فِيْ فَضْلِ صَلَاةِ الصُّبْحِ وَالْعِشَاءِ
فجر اور عشا کی نمازوں کی فضیلت کا بیان

(١١٨٥)۔ عَنِ ابْنِ عُمَرَ ﷺ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: ((مَنْ صَلَّى صَلَاةَ الصُّبْحِ فَلَهُ ذِمَّةُ اللّٰهِ فَلَا تُخْفِرُوْا اللّٰهَ ذِمَّتَهُ، فَإِنَّهُ مَنْ أَخْفَرَ ذِمَّتَهُ طَلَبَهُ اللّٰهُ حَتّٰى يُكِبَّهُ عَلٰى وَجْهِهِ.)) (مسند أحمد: ٥٨٩٨)

سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس نے نمازِ فجر ادا کر لی، پس اس کے لیے اللہ تعالیٰ کی ضمانت ہے، پس تم اللہ تعالیٰ کی ضمانت کو نہ توڑنا اور جس نے اس کی ضمانت کو توڑ دیا تو وہ اس کو طلب کرے گا اور اس کو اوندھے منہ جہنم میں گرا دے گا۔''

(١١٨٦)۔ عَنْ جُنْدُبٍ (بْنِ سُفْيَانَ الْبَجَلِيِّ) ﷺ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((مَنْ صَلَّى صَلَاةَ الْفَجْرِ فَهُوَ فِيْ ذِمَّةِ اللّٰهِ فَلَا تُخْفِرُوْا ذِمَّةَ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ وَلَا يَطْلُبَنَّكُمْ بِشَيْءٍ مِنْ ذِمَّتِهِ)) (مسند أحمد: ١٩٠١٠)

سیدنا جندب بن سفیان بجلی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: 'جس نے نمازِ فجر ادا کر لی، پس وہ اللہ تعالیٰ کی ضمانت میں آ جاتا ہے، لہٰذا تم اللہ تعالیٰ کے عہد کو توڑ نہ دینا اور ایسا نہ ہو کہ اللہ تعالیٰ تم سے اپنے عہد میں سے کسی چیز کا مطالبہ کرے۔''

(١١٨٧)۔ عَنْ سَمُرَةَ بْنِ جُنْدُبٍ ﷺ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((مَنْ صَلَّى صَلَاةَ الْغَدَاةِ فَهُوَ فِيْ ذِمَّةِ اللّٰهِ فَلَا تُخْفِرُوْا اللّٰهَ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى فِيْ ذِمَّتِهِ)) (مسند أحمد: ٢٠٣٧٤)

سیدنا سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''جس نے نمازِ فجر ادا کر لی، وہ اللہ تعالیٰ کے ذمہ میں آ جاتا ہے، پس تم اللہ تعالیٰ کے ذمہ کو توڑ نہ دینا۔''

(١١٨٨)۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ حَدَّثَنِيْ أَبِيْ ثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ ثَنَا شُعْبَةُ عَنْ أَبِيْ بِشْرٍ عَنْ أَبِيْ عُمَيْرِ بْنِ أَنَسٍ عَنْ عُمُوْمَةٍ لَهُ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ قَالَ:

ابو عمیر بن انس اپنے چچوں، جو کہ صحابہ تھے، سے بیان کرتا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''منافق ان دو نمازوں میں حاضر نہیں ہوتا۔'' آپ ﷺ کی مراد فجر اور عشا کی نمازیں تھیں، ابو بشر راوی نے کہا: اس حدیث کا مفہوم یہ ہے کہ منافق

(١١٨٥) صحيح لغيره۔ أخرجه البزار: ٣٣٤٢، وأخرجه بنحوه الطبراني في "الكبير": ١٣٢١٠ (انظر: ٥٨٩٨)
(١١٨٦) تخريج: أخرجه مسلم: ٦٥٧ (انظر: ١٨٨٠٣)
(١١٨٧) تخريج: صحيح لغيره۔ أخرجه ابن ماجه: ٣٩٤٦ (انظر: ٢٠١١٣)
(١١٨٨) تخريج: اسناده جيد (انظر: ٢٠٥٨١)

((لَا يَشْهَدُهُمَا مُنَافِقٌ۔)) يَعْنِيْ صَلَاةَ الصُّبْحِ وَالْعِشَاءِ۔ قَالَ أَبُوْبِشْرٍ: يَعْنِيْ لَا يُوَاظِبُ عَلَيْهِمَا۔ (مسند أحمد: ٢٠٨٥٦)

اِن دونمازوں کی ادائیگی پر دوام اختیار نہیں کرتا۔

(١١٨٩)۔ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ قَالَ: ((لَوْ جُعِلَ لِأَحَدِهِمْ أَوْ لِأَحَدِكُمْ مِرْمَاتَانِ حَسَنَتَانِ أَوْ عَرْقٌ مِنْ شَاةٍ سَمِينَةٍ لَأَتَوْهَا أَجْمَعُوْنَ، وَلَوْ يَعْلَمُوْنَ مَا فِيْهِمَا يَعْنِي الْعِشَاءَ وَالصُّبْحَ لَأَتَوْهُمَا وَلَوْ حَبْوًا، وَلَقَدْ هَمَمْتُ أَنْ آمُرَ رَجُلًا يُصَلِّيْ بِالنَّاسِ ثُمَّ آتِيَ أَقْوَامًا يَتَخَلَّفُوْنَ عَنْهَا أَوْ عَنِ الصَّلَاةِ فَأُحَرِّقَ عَلَيْهِمْ۔)) (مسند أحمد: ١٠٢٢١)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''اگر کسی کے لیے موٹی تازی بکری کے دو کھر یا کوئی ہڈی بنائی جائے تو یہ سارے لوگ اس کے لیے آ جائیں گے، اگر ان کو پتہ چل جائے کہ عشا اور فجر میں کتنا ثواب ہے تو یہ ان کو ادا کرنے کے لیے ضرور آ ئیں، اگر چہ ان کو گھسٹ کر آنا پڑے، اور تحقیق میں نے ارادہ کیا ہے کہ میں کسی آدمی کو حکم دوں، وہ لوگوں کو نماز پڑھائے اور ان لوگوں کی طرف جاؤں جو نماز سے پیچھے رہ گئے ہوں اور ان کو جلا دوں۔''

فَصْلٌ فِيْ فَضْلِ الْجُلُوْسِ بَعْدَ صَلَاةِ الصُّبْحِ حَتّٰى تَرْتَفِعَ الشَّمْسُ
نمازِ فجر سے طلوع آفتاب تک (جائے نماز پر) بیٹھے رہنے کی فضیلت

(١١٩٠)۔ عَنْ سَهْلِ بْنِ مُعَاذٍ عَنْ أَبِيْهِ (رضی اللہ عنہ) عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ أَنَّهُ قَالَ: ((مَنْ قَعَدَ فِيْ مُصَلَّاهُ حِيْنَ يُصَلِّي الصُّبْحَ حَتّٰى يُسَبِّحَ الضُّحٰى لَا يَقُوْلُ إِلَّا خَيْرًا غُفِرَتْ لَهُ خَطَايَاهُ وَإِنْ كَانَتْ أَكْثَرَ مِنْ زَبَدِ الْبَحْرِ۔)) (مسند أحمد: ١٥٧٠٨)

سیدنا معاذ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو آدمی نمازِ فجر ادا کرنے کے بعد اپنی جائے نماز میں بیٹھ گیا، یہاں تک کہ اس نے چاشت کی نماز پڑھی، جبکہ اس دورانیے میں اس نے صرف خیر والی بات کی ہو، تو اس کے گناہ معاف کر دیئے جائیں گے، اگر چہ وہ سمندر کی جھاگ سے زیادہ ہوں۔''

(١١٩١)۔ عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ إِذَا صَلَّى الْغَدَاةَ جَلَسَ فِيْ مُصَلَّاهُ حَتّٰى تَطْلُعَ الشَّمْسُ حَسْنَاءَ أَوْ

سیدنا جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب فجر کی نماز ادا کر لیتے تو اپنی جائے نماز میں بیٹھے رہتے، یہاں تک کہ اچھی طرح سورج طلوع ہو جاتا یا بلند ہو جاتا۔

(١١٨٩) تخريج: أخرجه البخاري: ٦٥٧، ومسلم: ٦٥١ (انظر: ١٠٢١٧)

(١١٩٠) اسناده ضعيف لضعف زبان بن فائد وسهل بن معاذ۔ أخرجه ابوداود: ١٢٨٧ (انظر: ١٥٦٢٣)

(١١٩١) تخريج: اسناده حسن۔ أخرجه ابوعوانة: ٢/ ٢٣، وأخرجه بنحوه مسلم: ٦٧٠ (انظر: ٢٠٩٦٨)

تَرْتَفِعَ الشَّمْسُ حَسْنَاءَ۔ (مسند أحمد: ۲۱۲۷۷)

بَابُ مَنْ أَدْرَكَ مِنَ الصَّلَاةِ رَكْعَةً فَقَدْ أَدْرَكَهَا كُلَّهَا

اس چیز کا بیان کہ جس نے نماز میں سے ایک رکعت کو پالیا، پس تحقیق اس نے ساری نماز کو پالیا

(۱۱۹۲)۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ ؓ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَنْ أَدْرَكَ مِنَ الصَّلَاةِ رَكْعَةً فَقَدْ أَدْرَكَهَا كُلَّهَا)) (مسند أحمد: ۸۸۷۰)

سیدنا ابو ہریرہ ؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس نے نماز میں سے ایک رکعت پالی، پس تحقیق اس نے وہ ساری نماز پالی۔''

(۱۱۹۳)۔ وَعَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: ((مَنْ صَلَّى رَكْعَةً مِنْ صَلَاةِ الصُّبْحِ قَبْلَ أَنْ تَطْلُعَ الشَّمْسُ فَلَمْ تَفُتْهُ وَمَنْ صَلَّى رَكْعَتَيْنِ مِنْ صَلَاةِ الْعَصْرِ قَبْلَ أَنْ تَغْرُبَ الشَّمْسُ فَلَمْ تَفُتْهُ (وَفِي لَفْظٍ: فَقَدْ أَدْرَكَهَا)۔)) (مسند أحمد: ۷۴۵۱)

سیدنا ابو ہریرہ ؓ سے ہی مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''جس نے طلوعِ آفتاب سے پہلے نمازِ فجر میں سے ایک رکعت ادا کر لی تو یہ نماز اس سے فوت نہیں ہو گی، اسی طرح جس نے غروبِ آفتاب سے پہلے نمازِ عصر کی دو رکعتیں ادا کر لیں، تو یہ نماز اس سے فوت نہیں ہوگی، ایک روایت میں ہے: تو وہ اس کو پالے گا۔''

(۱۱۹۴)۔ وَعَنْهُ أَيْضًا أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((مَنْ صَلَّى مِنْ صَلَاةِ الصُّبْحِ رَكْعَةً قَبْلَ أَنْ تَطْلُعَ الشَّمْسُ ثُمَّ طَلَعَتْ فَلْيُصَلِّ إِلَيْهَا أُخْرٰى۔)) (مسند أحمد: ۱۰۳۴۴)

سیدنا ابو ہریرہ ؓ سے ہی مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس نے طلوعِ آفتاب سے پہلے نمازِ فجر کی ایک رکعت ادا کی اور پھر سورج طلوع ہو گیا تو وہ اس کے ساتھ دوسری رکعت ادا کر لے۔''

(۱۱۹۴)۔ عَنْ عَائِشَةَ ؓ قَالَتْ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَنْ أَدْرَكَ سَجْدَةً مِنَ الْعَصْرِ قَبْلَ أَنْ تَغْرُبَ الشَّمْسُ وَمِنَ الْفَجْرِ قَبْلَ أَنْ تَطْلُعَ الشَّمْسُ فَقَدْ أَدْرَكَهَا)) (مسند أحمد: ۲۴۹۹۴)

سیدہ عائشہ ؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس نے غروبِ آفتاب سے پہلے نمازِ عصر کی ایک رکعت اور طلوعِ آفتاب سے پہلے نمازِ فجر کی ایک رکعت پالی، اس نے اِن دونوں نمازوں کو پالیا۔''

(۱۱۹۲) تخریج: أخرجه البخاری: ۵۸۰، مسلم: ۶۰۷ (انظر: ۸۸۸۳)

(۱۱۹۳) تخریج: أخرجه البخاری: ۵۵۶ (انظر: ۷۴۵۸)

(۱۱۹۴) تخریج: اسناده صحیح علی شرط مسلم (انظر: ۱۰۳۳۹)

(۱۱۹۴) تخریج: أخرجه مسلم: ۶۰۹ (انظر: ۲۴۴۸۹)

أَبْوَابُ الْأَوْقَاتِ الْمَنْهِيّ عَنِ الصَّلَاةِ فِيْهَا
ان اوقات کے ابواب، جن میں نماز ادا کرنا منع ہے

بَابُ جَامِعِ أَوْقَاتِ النَّهْيِ
نہی کے اوقات کا جامع بیان

(١١٩٦)ـ عَنْ عَمْرِو بْنِ عَبَسَةَ ﷺ قَالَ: قُلْتُ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! عَلِّمْنِيْ مِمَّا عَلَّمَكَ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ، قَالَ: ((إِذَا صَلَّيْتَ الصُّبْحَ فَاَقْصِرْ عَنِ الصَّلَاةِ حَتّٰى تَطْلُعَ الشَّمْسُ فَاِذَا طَلَعَتْ فَلَا تُصَلِّ حَتّٰى تَرْتَفِعَ فَإِنَّهَا تَطْلُعُ حِيْنَ تَطْلُعُ بَيْنَ قَرْنَيْ شَيْطَانٍ وَحِيْنَئِذٍ يَسْجُدُ لَهَا الْكُفَّارُ فَإِذَا ارْتَفَعَتْ قِيْدَ رُمْحٍ أَوْ رُمْحَيْنِ فَصَلِّ فَاِنَّ الصَّلَاةَ مَشْهُوْدَةٌ مَحْضُوْرَةٌ حَتّٰى يَعْنِيْ يَسْتَقِلَّ الرُّمْحُ بِالظِّلِّ ثُمَّ أَقْصِرْ عَنِ الصَّلَاةِ فَإِنَّهَا حِيْنَئِذٍ تُسْجَرُ جَهَنَّمُ، فَإِذَا فَاءَ الْفَيْءُ فَصَلِّ فَإِنَّ الصَّلَاةَ مَشْهُوْدَةٌ مَحْضُوْرَةٌ حَتّٰى تُصَلِّيَ الْعَصْرَ فَاِذَا صَلَّيْتَ الْعَصْرَ فَاَقْصِرْ عَنِ الصَّلَاةِ حَتّٰى تَغْرُبَ الشَّمْسُ فَإِنَّهَا تَغْرُبُ بَيْنَ قَرْنَيْ شَيْطَانٍ فَحِيْنَئِذٍ يَسْجُدُ لَهَا الْكُفَّارُ۔))

سیدنا عمرو بن عبسہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! اللہ تعالیٰ نے آپ کو جو علم عطا کیا ہے، اس میں سے مجھے بھی سکھلا دیں، آپ ﷺ نے فرمایا: ''جب تو نماز فجر ادا کر لے تو مزید نماز سے رک جا، یہاں تک کہ سورج طلوع ہو جائے، پس جس وقت وہ طلوع ہو رہا ہو تو اس کے بلند ہونے تک نماز نہ پڑھ، کیونکہ وہ شیطان کے دو سینگوں کے درمیان طلوع ہوتا ہے اور اس وقت کافر لوگ اس کو سجدہ کرتے ہیں، پس جب وہ ایک یا دو نیزوں کے بقدر بلند ہو جائے تو نماز پڑھ، پس بیشک اس نماز میں فرشتے حاضر ہوتے ہیں، جب نیزہ اپنے سائے پر کھڑا ہو جائے تو نماز سے رک جا، کیونکہ اس وقت جہنم کو بھڑکایا جاتا ہے، پس جب سایہ (مغرب کی جانب سے مشرق کی جانب) لوٹ آئے تو پھر نماز پڑھ، اس وقت کی نماز بھی حاضر کی ہوتی ہے، یہاں تک کہ تو نمازِ عصر ادا کر لے، پس جب تو عصر کی نماز ادا کر لے تو مزید نماز پڑھنے سے رک جا، حتی کہ سورج غروب ہو جائے، کیونکہ

(١١٩٦) تخريج: أخرجه مسلم: ٨٣٢(انظر: ١٧٠١٤)

(مسند أحمد: ١٧١٣٩)

یہ شیطان کے دو سینگوں کے درمیان غروب ہوتا ہے اور اس وقت کافر لوگ اس کو سجدہ کرتے ہیں۔''

(١١٩٧)۔ عَنْ كَعْبِ بْنِ مُرَّةَ الْبَهْزِيِّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قُلْتُ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! أَيُّ اللَّيْلِ أَسْمَعُ؟ قَالَ: ((جَوْفُ اللَّيْلِ الْآخِرُ)) ثُمَّ قَالَ: ((ثُمَّ الصَّلَاةُ مَقْبُوْلَةٌ حَتّٰى يُصَلَّى الْفَجْرُ، ثُمَّ لَا صَلَاةَ حَتّٰى تَكُوْنَ الشَّمْسُ قِيْدَ رُمْحٍ أَوْ رُمْحَيْنِ، ثُمَّ الصَّلَاةُ مَقْبُوْلَةٌ حَتّٰى يَقُوْمَ الظِّلُّ قِيَامَ الرُّمْحِ، ثُمَّ لَا صَلَاةَ حَتّٰى تَزُوْلَ الشَّمْسُ، ثُمَّ الصَّلَاةُ مَقْبُوْلَةٌ حَتّٰى تَكُوْنَ الشَّمْسُ قِيْدَ رُمْحٍ أَوْ رُمْحَيْنِ، ثُمَّ لَا صَلَاةَ حَتّٰى تَغْرُبَ الشَّمْسُ؛ قَالَ: وَإِذَا غَسَلْتَ وَجْهَكَ خَرَجَتْ خَطَايَاكَ مِنْ وَجْهِكَ، وَإِذَا غَسَلْتَ يَدَيْكَ خَرَجَتْ خَطَايَاكَ مِنْ يَدَيْكَ، وَإِذَا غَسَلْتَ رِجْلَيْكَ خَرَجَتْ خَطَايَاكَ مِنْ رِجْلَيْكَ.)) (مسند أحمد: ١٩١٠٤)

سیدنا کعب بن مرہ بہزی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! رات کے کون سے حصے میں دعا زیادہ سنی جاتی ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''رات کے آخری ایک تہائی حصے میں۔'' پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''پھر قبول ہونے والی نماز ہے، یہاں تک کہ نمازِ فجر پڑھ لی جائے، اس کے بعد کوئی نماز نہیں ہے، یہاں تک ایک یا دو نیزوں کے بقدر سورج بلند ہو جائے، اس کے بعد قبول ہونے والی نماز کا وقت ہے، یہاں تک کہ سایہ نیزے کے ساتھ کھڑا ہو جائے، پھر کوئی نماز نہیں، یہاں تک سورج ڈھل جائے، پھر مقبول نماز کا وقت ہے، یہاں تک کہ سورج ایک یا دو نیزوں کے بقدر بلند رہ جائے، پھر اس کے غروب ہونے تک کوئی نماز نہیں۔'' مزید آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جب تو (وضو میں) اپنے چہرہ دھوئے گا تو تیری چہرے سے غلطیاں نکل جائیں گی، جب تو اپنے بازو دھوئے گا تو تیرے بازوؤں سے گناہ نکل جائیں گے اور جب تو اپنے پاؤں کو دھوئے گا تو تیرے پاؤں سے تیرے گناہ نکل جائیں گے۔''

(١١٩٨)۔ عَنْ أَبِيْ عَبْدِ اللّٰهِ الصُّنَابِحِيِّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم: ((إِنَّ الشَّمْسَ تَطْلُعُ بَيْنَ قَرْنَيْ شَيْطَانٍ، فَإِذَا ارْتَفَعَتْ فَارَقَهَا فَإِذَا كَانَتْ فِيْ وَسَطِ السَّمَاءِ قَارَنَهَا، فَإِذَا دَلَكَتْ أَوْ قَالَ: زَالَتْ فَارَقَهَا، فَإِذَا دَنَتْ لِلْغُرُوْبِ قَارَنَهَا فَإِذَا غَرَبَتْ فَارَقَهَا، فَلَا تُصَلُّوْا هٰذِهِ الثَّلَاثَ

سیدنا ابو عبد اللہ صنابحی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''بیشک سورج شیطان کے دو سینگوں کے درمیان طلوع ہوتا ہے، پس جب وہ بلند ہو جاتا ہے تو وہ الگ ہو جاتا ہے، پھر جب سورج آسمان کے درمیان پہنچتا ہے تو شیطان اس سے مل جاتا ہے، پس جب وہ ڈھلتا ہے تو وہ اس سے علیحدہ ہو جاتا ہے اور جب وہ غروب ہونے کے قریب ہوتا ہے تو شیطان اس سے مل جاتا ہے، پھر جب وہ غروب ہو جاتا

(١١٩٧) تخريج: صحيح لغيره۔ أخرجه مختصرا عبد الرزاق: ٣٩٤٩ (انظر: ١٨٨٩٧)

(١١٩٨) تخريج: حديث صحيح۔ أخرجه ابن ماجه: ١٢٥٣ (انظر: ١٩٠٦٣)

سَاعَاتٍ۔)) (مسند أحمد: ١٩٢٧٣)

ہے تو وہ اس سے جدا ہو جاتا ہے، پس تم ان تین گھڑیوں میں نماز نہ پڑھا کرو۔''

(١١٩٩)۔عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ الْجُهَنِيِّ ‌رضی ‌اللہ ‌عنہ قَالَ: ثَلَاثُ سَاعَاتٍ كَانَ يَنْهَانَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ أَنْ نُصَلِّيَ فِيْهِنَّ أَوْ أَنْ نَقْبُرَ فِيْهِنَّ مَوْتَانَا، حِيْنَ تَطْلُعُ الشَّمْسُ بَازِغَةً حَتّٰى تَرْتَفِعَ وَحِيْنَ يَقُوْمُ قَائِمُ الظَّهِيْرَةِ حَتّٰى تَمِيْلَ الشَّمْسُ وَحِيْنَ تَضَيَّفُ لِلْغُرُوْبِ حَتّٰى تَغْرُبَ۔ (مسند أحمد: ١٧٥١٢)

سیدنا عقبہ بن عامر جہنی ‌رضی ‌اللہ ‌عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: رسول اللہ ‌صلی ‌اللہ ‌علیہ ‌وآلہ ‌وسلم ہم کو تین گھڑیوں میں نماز پڑھنے سے اور مردوں کو دفن کرنے سے منع کرتے تھے، جب سورج طلوع ہو رہا ہو، یہاں تک کہ وہ بلند ہو جائے، جب دوپہر کے وقت کھڑا ہو جانے والا کھڑا ہو جائے اور جب وہ غروب کے لیے جھک جائے، یہاں تک کہ غروب ہو جائے۔

(١٢٠٠)۔عَنْ صَفْوَانَ بْنِ الْمُعَطَّلِ السُّلَمِيِّ ‌رضی ‌اللہ ‌عنہ أَنَّهُ سَأَلَ النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَ: يَا نَبِيَّ اللّٰهِ! إِنِّيْ أَسْأَلُكَ عَمَّا أَنْتَ بِهِ عَالِمٌ وَأَنَا بِهِ جَاهِلٌ، قَالَ: ((وَمَا هُوَ؟)) قَالَ: هَلْ مِنْ سَاعَاتِ اللَّيْلِ وَالنَّهَارِ سَاعَةٌ تُكْرَهُ فِيْهَا الصَّلَاةُ؟ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((نَعَمْ، إِذَا صَلَّيْتَ الصُّبْحَ فَأَمْسِكْ عَنِ الصَّلَاةِ حَتّٰى تَطْلُعَ الشَّمْسُ فَإِذَا طَلَعَتْ فَصَلِّ فَإِنَّ الصَّلَاةَ مَحْضُوْرَةٌ مُتَقَبَّلَةٌ حَتّٰى تَعْتَدِلَ عَلٰى رَأْسِكَ مِثْلَ الرُّمْحِ، فَإِذَا اعْتَدَلَتْ عَلٰى رَأْسِكَ فَإِنَّ تِلْكَ السَّاعَةَ تُسْجَرُ فِيْهَا جَهَنَّمُ وَتُفْتَحُ فِيْهَا أَبْوَابُهَا حَتّٰى تَزُوْلَ عَنْ حَاجِبِكَ الْأَيْمَنِ، فَإِذَا زَالَتْ عَنْ حَاجِبِكَ الْأَيْمَنِ فَصَلِّ فَإِنَّ الصَّلَاةَ مَحْضُوْرَةٌ مُتَقَبَّلَةٌ حَتّٰى تُصَلِّيَ الْعَصْرَ)) (مسند أحمد: ٢٢٠٣٨)

سیدنا صفوان بن معطل سلمی ‌رضی ‌اللہ ‌عنہ سے مروی ہے، انھوں نے نبی کریم ‌صلی ‌اللہ ‌علیہ ‌وآلہ ‌وسلم سے سوال کیا اور کہا: اے اللہ کے نبی! میں آپ سے ایسی چیز کے بارے میں سوال کرنا چاہتا ہوں، جس کو آپ جانتے ہیں، لیکن میں نہیں جانتا، آپ ‌صلی ‌اللہ ‌علیہ ‌وآلہ ‌وسلم نے فرمایا: ''وہ کیا ہے؟'' انھوں نے کہا: کیا دن اور رات میں ایسی گھڑیاں بھی ہیں، جن میں نماز پڑھنا مکروہ ہوتی ہے؟ رسول اللہ ‌صلی ‌اللہ ‌علیہ ‌وآلہ ‌وسلم نے فرمایا: ''جی ہاں، جب تو نمازِ فجر پڑھ لے تو طلوع آفتاب تک مزید نماز پڑھنے سے رک جا، جب سورج طلوع ہو جائے تو نماز پڑھ، پس بیشک وہ نماز حاضر کی ہوئی اور قبول کی ہوئی ہے، یہاں تک سورج نیزے کی طرح تیرے سر کے برابر ہو جائے، پس جب وہ تیرے سر کے برابر ہو جاتا ہے تو اس وقت جہنم کو بھڑکایا جاتا ہے اور اس کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں، یہاں تک کہ وہ تیرے دائیں پہلو سے ڈھل جائے، پس جب وہ تیرے دائیں پہلو سے ڈھل جائے تو نماز پڑھ، کیونکہ اس وقت کی نماز حاضر کی ہوئی اور قبول کی ہوئی ہے، یہاں تک کہ تو

(١١٩٩) تخريج: أخرجه مسلم: ٨٣١(انظر: ١٧٣٧٧)

(١٢٠٠) تخريج: حديث صحيح۔ أخرجه ابن ماجه: ١٢٥٢ (انظر: ٢٢٦٦١)

نمازِ عصر ادا کر لے۔''

بَابٌ فِي النَّهْيِ عَنِ الصَّلَاةِ بَعْدَ صَلَاتَيِ الصُّبْحِ وَالْعَصْرِ
فجر اور عصر کی نمازوں کے بعد مزید نماز پڑھنے سے نہی کا بیان

(۱۲۰۱)۔عَنْ سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((صَلَاتَانِ لَا يُصَلَّى بَعْدَهُمَا، الصُّبْحُ حَتّٰى تَطْلُعَ الشَّمْسُ وَالْعَصْرُ حَتّٰى تَغْرُبَ الشَّمْسُ۔)) (مسند أحمد: ۱٤٦۹)

سیدنا سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''دو نمازیں ہیں، ان کے بعد مزید نماز نہیں پڑھی جاتی، ایک نمازِ فجر ہے، یہاں تک کہ سورج طلوع ہو جائے اور دوسری نمازِ عصر ہے، یہاں تک کہ سورج غروب ہو جائے۔''

(۱۲۰۲)۔عَنْ أَبِي سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ رضی اللہ عنہ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ مِثْلُهُ۔ (مسند أحمد: ۱۱۹۲۳)

سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ نے اسی طرح کی حدیث نبوی بیان کی ہے۔

(۱۲۰۳)۔عَنِ ابْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہما مَرْفُوْعًا: ((لَا صَلَاةَ بَعْدَ الْعَصْرِ حَتّٰى تَغِيْبَ الشَّمْسُ وَلَا بَعْدَ الصُّبْحِ حَتّٰى تَرْتَفِعَ الشَّمْسُ أَوْ تَضْحٰى۔)) (مسند أحمد: ۵۰۱۰)

سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''نمازِ عصر کے بعد کوئی نماز نہیں ہے، یہاں تک کہ سورج غروب ہو جائے اور نمازِ فجر کے بعد کوئی نماز نہیں ہے، یہاں تک کہ سورج بلند ہو جائے یا چاشت کا وقت ہو جائے۔''

(۱۲۰٤)۔عَنْ نَصْرِ بْنِ عَبْدِالرَّحْمٰنِ عَنْ جَدِّهِ مُعَاذِ بْنِ عَفْرَاءَ الْقُرَشِيِّ أَنَّهُ طَافَ بِالْبَيْتِ مَعَ مُعَاذِ بْنِ عَفْرَاءَ بَعْدَ الْعَصْرِ أَوْ بَعْدَ الصُّبْحِ فَلَمْ يُصَلِّ فَسَأَلْتُهُ فَقَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَا صَلَاةَ بَعْدَ صَلَاتَيْنِ بَعْدَ الْغَدَاةِ حَتّٰى تَطْلُعَ الشَّمْسُ وَبعد الْعَصْرِ حَتّٰى تَغْرُبَ الشَّمْسُ۔)) (مسند أحمد: ۱۸۰۹۰)

نصر بن عبد الرحمٰن بیان کرتے ہیں کہ انھوں نے اپنے دادے سیدنا معاذ بن عفراء قرشی رضی اللہ عنہ کے ساتھ عصر یا فجر کے بعد بیت اللہ کا طواف کیا، لیکن انھوں نے طواف کی نماز ادا نہ کی، جب نصر نے ان سے اس کے بارے میں دریافت کیا تو انھوں نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''دو نمازوں کے بعد کوئی نماز نہیں ہے، نمازِ فجر کے بعد یہاں تک کہ سورج طلوع ہو جائے اور نمازِ عصر کے بعد یہاں تک سورج غروب ہو جائے۔''

(۱۲۰۱) تخریج: صحیح لغیرہ۔ أخرجه ابویعلی: ۷۷۳، وابن حبان: ۱۵٤۹ (انظر: ۱٤٦۹)
(۱۲۰۲) تخریج: أخرجه البخاری: ۱۱۹۷، ۱۸٦٤، ۱۹۹۵، و مسلم: ۸۲۷ (انظر: ۱۱۹۰۱)
(۱۲۰۳) تخریج: أخرجه البخاری: ۵۸۲، ۵۸۳، ومسلم: ۸۲۸ (انظر: ۵۰۱۰)
(۱۲۰٤) تخریج: صحیح لغیرہ۔ أخرجه النسائی: ۱/ ۲۵۸ (انظر: ۱۷۹۲٦)

(١٢٠٥)۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: شَهِدَ عِنْدِي رِجَالٌ مَرْضِيُّوْنَ وَأَرْضَاهُمْ عِنْدِي عُمَرُ (بْنُ الْخَطَّابِ) أَنَّ نَبِيَّ اللّٰهِ ﷺ كَانَ يَقُوْلُ: ((لَا صَلَاةَ بَعْدَ صَلَاةِ الْعَصْرِ حَتّٰى تَغْرُبَ الشَّمْسُ وَلَا صَلَاةَ بَعْدَ صَلَاةِ الصُّبْحِ حَتّٰى تَطْلُعَ الشَّمْسُ۔)) (مسند أحمد: ١١٠)

سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: پسندیدہ لوگوں نے میرے پاس شہادت دی اور ان میں مجھے سب سے پسندیدہ سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ ہیں، شہادت یہ دی کہ اللہ کے نبی ﷺ نے فرمایا: ''عصر کے بعد غروبِ آفتاب تک اور فجر کے بعد طلوعِ آفتاب تک کوئی نماز نہیں۔''

فَصْلٌ فِيْمَا جَاءَ فِي الرَّكْعَتَيْنِ بَعْدَ الْعَصْرِ
عصر کے بعد مزید دو رکعت نماز پڑھنے کا بیان

(١٢٠٦)۔ عَنْ عَلِيٍّ رضی اللہ عنہ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ قَالَ: ((لَا تُصَلُّوْا بَعْدَ الْعَصْرِ إِلَّا أَنْ تُصَلُّوْا وَالشَّمْسُ مُرْتَفِعَةٌ)) (مسند أحمد: ١٠٧٣)

سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''عصر کے بعد نماز نہ پڑھا کرو، ہاں جب تک سورج بلند ہو، اس وقت تک پڑھ سکتے ہو۔''

(١٢٠٧)۔ عَنْ مُعَاوِيَةَ (بْنِ أَبِي سُفْيَانَ) رضی اللہ عنہ قَالَ: إِنَّكُمْ لَتُصَلُّوْنَ صَلَاةً، لَقَدْ صَحِبْنَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فَمَا رَأَيْنَاهُ يُصَلِّيْهَا، وَلَقَدْ نَهٰى عَنْهَا يَعْنِي الرَّكْعَتَيْنِ بَعْدَ الْعَصْرِ۔ (مسند أحمد: ١٧٠٣٨)

سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، انھوں نے کہا: بیشک تم لوگ ایک نماز پڑھتے ہو، یقیناً ہم نے رسول اللہ ﷺ کی صحبت کو پایا اور آپ ﷺ کو یہ نماز پڑھتے ہوئے نہیں دیکھا، بلکہ آپ ﷺ نے تو اس نماز سے منع بھی کیا تھا، ان کی مراد عصر کے بعد والی دو رکعتیں تھیں۔

(١٢٠٨)۔ عَنْ رَبِيْعَةَ بْنِ دَرَّاجٍ أَنَّ عَلِيَّ بْنَ أَبِي طَالِبٍ رضی اللہ عنہ سَبَّحَ بَعْدَ الْعَصْرِ رَكْعَتَيْنِ فِي طَرِيْقِ مَكَّةَ فَرَآهُ عُمَرُ فَتَغَيَّظَ عَلَيْهِ ثُمَّ قَالَ: أَمَا وَاللّٰهِ! لَقَدْ عَلِمْتَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ نَهٰى عَنْهَا۔ (مسند أحمد: ١٠١)

ربیعہ بن درّاج کہتے ہیں: سیدنا علی بن ابو طالب رضی اللہ عنہ نے مکہ مکرمہ کے راستے میں عصر کی بعد دو رکعتیں ادا کیں، پس جب سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے ان کو دیکھا تو ان کو غصے ہوئے اور کہا: خبردار! اللہ کی قسم! تحقیق تم جانتے ہو کہ رسول اللہ ﷺ نے اس نماز سے منع کیا تھا۔

(١٢٠٥) تخريج: أخرجه البخاري: ٥٨١، ومسلم: ٨٢٦ (انظر: ١١٠)
(١٢٠٦) تخريج: اسناده حسن۔ أخرجه ابوداود: ١٢٧٤، والنسائي: ١/ ٢٨٠ (انظر: ١٠٧٣)
(١٢٠٧) تخريج: أخرجه البخاري: ٥٨٧، ٣٧٦٦ (انظر: ١٦٩١٤)
(١٢٠٨) تخريج: اسناده ضعيف، صالح بن ابى الاخضر ضعيف، وربيعة بن دراج مختلف فى سماع الزهري منه۔ أخرجه الطحاوي فى "شرح معاني الآثار": ١/ ٣٠٣ (انظر: ١٠١)

(۱۲۰۹)۔حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ حَدَّثَنِیْ أَبِیْ ثَنَا عَبْدُالرَّزَّاقِ وَابْنُ بَکْرٍ قَالَا: أَنَا ابْنُ جُرَیْجٍ قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا سَعِیْدٍ الْأَعْمٰی یُخْبِرُ عَنْ رَجُلٍ یُقَالُ لَهُ السَّائِبُ مَوْلَی الْفَارِسِیِّیْنَ وَقَالَ ابْنُ بَکْرٍ: مَوْلٰی لِفَارِسَ، وَقَالَ حَجَّاجٌ: مَوْلَی الْفَارِسِیِّیْنَ عَنْ زَیْدِ بْنِ خَالِدٍ الْجُهَنِیِّ رضی اللہ عنہ أَنَّهُ رَآهُ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ وَهُوَ خَلِیْفَةٌ رَکَعَ بَعْدَ الْعَصْرِ رَکْعَتَیْنِ فَمَشٰی اِلَیْهِ فَضَرَبَهُ بِالدِّرَّةِ وَهُوَ یُصَلِّیْ کَمَا هُوَ، فَلَمَّا انْصَرَفَ قَالَ زَیْدٌ: یَا أَمِیْرَ الْمُؤْمِنِیْنَ! فَوَاللّٰهِ! لَا أَدَعُهُمَا أَبَدًا بَعْدَ أَنْ رَأَیْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ یُصَلِّیْهِمَا، قَالَ: فَجَلَسَ اِلَیْهِ عُمَرُ وَقَالَ: یَا زَیْدُ بْنَ خَالِدٍ! لَوْلَا أَنْ أَخْشٰی أَنْ یَتَّخِذَهَا النَّاسُ سُلَّمًا اِلَی الصَّلَاةِ حَتَّی اللَّیْلِ لَمْ أَضْرِبْ فِیْهِمَا۔ (مسند أحمد: ۱۷۱۶۲)

سیدنا زید بن خالد جہنی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ خلیفۂ رسول سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے اس کو عصر کی بعد دو رکعتیں ادا کرتے ہوئے دیکھا، پس وہ اس کی طرف گئے اور اس کو نماز کی حالت میں دُرّہ لگا دیا، لیکن جب سیدنا زید رضی اللہ عنہ فارغ ہوئے تو انھوں نے کہا: اے امیر المؤمنین! چونکہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ دو رکعتیں پڑھتے ہوئے دیکھا، اس لیے آپ ﷺ کو دیکھنے کے بعد تو میں یہ عمل ترک نہیں کروں گا۔ یہ سن کر سیدنا عمر رضی اللہ عنہ ان کے پاس بیٹھے اور کہا: اے زید بن خالد! اگر مجھے یہ ڈر نہ ہوتا کہ لوگ اس نماز کو رات تک نماز پڑھتے رہنے کا ذریعہ بنالیں گے تو میں ان کی وجہ سے نہ مارتا۔

(۱۲۱۰)۔عَنْ قَبِیْصَةَ بْنِ ذُؤَیْبٍ قَالَ: اِنَّ عَائِشَةَ أَخْبَرَتْ آلَ الزُّبَیْرِ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ صَلّٰی عِنْدَهَا رَکْعَتَیْنِ بعد الْعَصْرِ فَکَانُوْا یُصَلُّوْنَهَا، قَالَ قَبِیْصَةُ: فقَالَ زَیْدُ بْنُ ثَابِتٍ: یَغْفِرُ اللّٰهُ لِعَائِشَةَ نَحْنُ أَعْلَمُ بِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ مِنْ عَائِشَةَ، اِنَّمَا کَانَ ذٰلِكَ لِأَنَّ أُنَاسًا مِنَ الْأَعْرَابِ أَتَوْا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ

قبیصہ بن ذؤیب کہتے ہیں: سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے آلِ زبیر کو بتایا کہ رسول اللہ ﷺ نے اُن کے پاس عصر کے بعد دو رکعتیں ادا کی تھیں، پس آل زبیر کے لوگ یہ دو رکعتیں پڑھا کرتے تھے، لیکن سیدنا زید بن ثابت رضی اللہ عنہ نے کہا: اللہ تعالیٰ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کو معاف کرے، ہم سیدہ کی بہ نسبت رسول اللہ ﷺ کو زیادہ جاننے والے ہیں، ان دو رکعتوں کی وجہ یہ تھی کہ کچھ بدّو لوگ دوپہر کے وقت رسول اللہ ﷺ کے

(۱۲۰۹) تخریج: اسنادہ ضعیف لجھالۃ ابی سعید الاعمی، ولجھالۃ السائب مولی الفارسیین۔ أخرجه الطبرانی فی "الکبیر": ۵۱۶۷، وعبد الرزاق: ۳۹۷۲ (انظر: ۱۷۰۳۶)

(۱۲۱۰) تخریج: صحیح لغیرہ۔ أخرجه الطبرانی فی "الکبیر": ۴۹۰۰ (انظر: ۲۱۶۱۲)

بِهَجِيرٍ فَقَعَدُوْا يَسْأَلُوْنَهُ وَيُفْتِيهِمْ حَتّٰى صَلَّى الظُّهْرَ وَلَمْ يُصَلِّ رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ قَعَدَ يُفْتِيهِمْ حَتّٰى صَلَّى الْعَصْرَ فَانْصَرَفَ اِلٰى بَيْتِهِ فَذَكَرَ أَنَّهُ لَمْ يُصَلِّ بَعْدَ الظُّهْرِ شَيْئًا فَصَلَّاهُمَا بَعْدَ الْعَصْرِ ، يَغْفِرُ اللّٰهُ لِعَائِشَةَ نَحْنُ أَعْلَمُ بِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ مِنْ عَائِشَةَ ، نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَنِ الصَّلَاةِ بَعْدَ الْعَصْرِ۔ (مسند أحمد: ٢١٩٤٨)

پاس آ کر بیٹھ گئے اور سوال کرنے لگے اور آپ ﷺ ان کے جوابات دینے لگے، یہاں تک کہ آپ ﷺ نے نمازِ ظہر ادا کی اور پھر بعد والی دو سنتیں ادا کیے بغیر ان کے ساتھ بیٹھ کر ان کے سوالات کے جوابات دینے لگ گئے، یہاں تک کہ نماز عصر ادا کر لی، پھر آپ ﷺ جب گھر تشریف لے گئے تو آپ یاد آیا کہ ظہر کے بعد والی نماز نہیں پڑھی تھی، پس آپ ﷺ نے وہ دو رکعتیں عصر کے بعد ادا کیں، اللہ تعالیٰ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کو معاف کرے، ہم سیدہ کی بہ نسبت رسول اللہ ﷺ کو زیادہ جاننے والے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے عصر کے بعد نماز پڑھنے سے منع فرمایا ہے۔

(١٢١١)۔عَنْ عَطَاءِ بْنِ السَّائِبِ قَالَ: كُنْتُ جَالِسًا مَعَ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مُغَفَّلٍ الْمُزَنِيِّ فَدَخَلَ شَابَّانِ مِنْ وَلَدِ عُمَرَ فَصَلَّيَا رَكْعَتَيْنِ بَعْدَ الْعَصْرِ ، فَأَرْسَلَ اِلَيْهِمَا فَدَعَاهُمَا فَقَالَ: مَا هٰذِهِ الصَّلَاةُ الَّتِيْ صَلَّيْتُمَاهَا وَقَدْ كَانَ أَبُوْكُمَا يَنْهٰى عَنْهَا ، قَالَا: حَدَّثَتْنَا عَائِشَةُ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهَا أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ صَلَّاهُمَا عِنْدَهَا ، فَسَكَتَ فَلَمْ يَرُدَّ عَلَيْهِمَا شَيْئًا۔ (مسند أحمد: ٢٢٦٩٣)

عطاء بن سائب کہتے ہیں: میں سیدنا عبد اللہ بن مغفل مزنی رضی اللہ عنہ کے پاس بیٹھا ہوا تھا، سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کی اولاد میں سے دو نوجوان داخل ہوئے اور عصر کے بعد دو رکعتیں ادا کیں، انھوں نے اُن کی طرف پیغام بھیجا اور ان کو بلا کر کہا: یہ کون سی نماز ہے، جو تم نے پڑھی ہے، تمہارا باپ تو اس سے منع کرتا تھا؟ انھوں نے کہا: سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے ہمیں بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے ان کے پاس دو رکعتیں ادا کی تھیں، یہ سن کر سیدنا ابن مغفل رضی اللہ عنہ خاموش ہو گئے اور ان کو کوئی جواب نہ دیا۔

(١٢١٢)۔عَنْ عَائِشَةَ رضي الله عنها أَنَّهَا قَالَتْ: وَهِمَ عُمَرُ اِنَّمَا نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَنِ الصَّلَاةِ أَنْ يُتَحَرَّى طُلُوْعُ الشَّمْسِ وَغُرُوْبُهَا۔ (مسند أحمد: ٢٥٤٤٤)

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے، وہ کہتی ہیں: سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کو غلطی ہوئی ہے، رسول اللہ ﷺ نے تو طلوع آفتاب اور غروبِ آفتاب کے وقت اہتمام کے ساتھ نماز پڑھنے سے منع فرمایا تھا۔

(١٢١١) تخريج: اسناده ضعيف لضعف على بن عاصم (انظر: ٢٢٣٣٧)

(١٢١٢) تخريج: أخرجه مسلم: ٨٣٣ (انظر: ٢٤٩٣١)

فَصْلٌ فِيمَا جَاءَ فِي الصَّلَاةِ بَعْدَ الصُّبْحِ
طلوع فجر کے بعد نماز پڑھنے کا بیان

(۱۲۱۳)۔عَنْ يَسَارٍ مَوْلٰى عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ قَالَ: رَآنِي ابْنُ عُمَرَ ﷛ وَأَنَا أُصَلِّي بَعْدَ مَا طَلَعَ الْفَجْرُ فَقَالَ: يَا يَسَارُ! كَمْ صَلَّيْتَ؟ قُلْتُ: لَا أَدْرِي، قَالَ: لَا دَرَيْتَ! إِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ خَرَجَ عَلَيْنَا وَنَحْنُ نُصَلِّي هٰذِهِ الصَّلَاةَ فَقَالَ: ((أَلَا لِيُبَلِّغْ شَاهِدُكُمْ غَائِبَكُمْ أَنْ لَا صَلَاةَ بَعْدَ الصُّبْحِ إِلَّا سَجْدَتَيْنِ۔)) (مسند أحمد: ۵۸۱۱)

مولائے عبد اللہ بن عمر یسار کہتے ہیں: سیدنا ابن عمر ﷠ نے مجھے طلوع فجر کے بعد نماز پڑھتے ہوئے دیکھا اور کہا: یسار! کتنی نماز پڑھ چکے ہو؟ میں نے کہا: جی یہ تو میں نہیں جانتا، انھوں نے کہا: تو نہ جاننے پائے، بیشک رسول اللہ ﷺ ہمارے پاس تشریف لائے اور ہم یہی نماز پڑھ رہے تھے، آپ ﷺ نے فرمایا: ''خبردار! موجود لوگ غائب لوگوں تک یہ بات پہنچا دیں کہ طلوع فجر کے بعد کوئی نماز نہیں ہے، ماسوائے دو رکعتوں کے۔''

(۱۲۱۴)۔عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ حُيَيِّ بْنِ يَعْلَى بْنِ أُمَيَّةَ عَنْ أَبِيهِ قَالَ: رَأَيْتُ يَعْلٰى يُصَلِّي قَبْلَ أَنْ تَطْلُعَ الشَّمْسُ فَقَالَ لَهُ رَجُلٌ: أَوْ قِيلَ لَهُ: أَنْتَ رَجُلٌ مِنْ أَصْحَابِ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ تُصَلِّي قَبْلَ أَنْ تَطْلُعَ الشَّمْسُ؟ قَالَ يَعْلٰى: سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ: ((إِنَّ الشَّمْسَ تَطْلُعُ بَيْنَ قَرْنَيْ شَيْطَانٍ۔)) قَالَ لَهُ يَعْلٰى: فَأَنْ تَطْلُعَ الشَّمْسُ وَأَنْتَ فِي أَمْرِ اللّٰهِ خَيْرٌ مِنْ أَنْ تَطْلُعَ وَأَنْتَ لَاهٍ۔ (مسند أحمد: ۱۸۱۲۳)

حُیَیّ بن یعلی بن امیہ کہتے ہیں: میں نے سیدنا یعلی ﷜ کو طلوع آفتاب سے پہلے نماز پڑھتے ہوئے دیکھا، ایک آدمی نے ان سے کہا: تم تو رسول اللہ ﷺ کے صحابہ میں سے ہو اور طلوع آفتاب سے پہلے نماز پڑھ رہے ہو؟ سیدنا یعلی ﷜ نے کہا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا: ''بیشک سورج شیطان کے دو سینگوں کے درمیان سے طلوع ہوتا ہے۔'' پھر سیدنا یعلی ﷜ نے کہا: اب اگر طلوع آفتاب کے وقت تم اللہ کے حکم میں لگے ہوئے ہو تو یہ اس سے بہتر ہوگا کہ سورج طلوع ہو رہا ہو اور تم غافل ہو۔

بَابٌ فِي النَّهْيِ عَنِ الصَّلَاةِ عِنْدَ طُلُوعِ الشَّمْسِ وَعِنْدَ غُرُوبِهَا وَعِنْدَ الْاِسْتِوَاءِ
طلوع آفتاب، غروبِ آفتاب اور زوال کے وقت نماز پڑھنے سے نہی کا بیان

(۱۲۱۵)۔ عَنْ أَبِي أُمَامَةَ ﷜ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَا تُصَلُّوا عِنْدَ طُلُوعِ

سیدنا ابو امامہ ﷜ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''طلوع آفتاب کے وقت نماز نہ پڑھو، کیونکہ یہ شیطان

(۱۲۱۳) تخريج: حديث صحيح بطرقه وشواهده۔ أخرجه ابن ماجه: ۲۳۵، والترمذي: ۴۱۹ (انظر: ۵۸۱۱)

(۱۲۱۴) تخريج: اسناده ضعيف، محمد بن حيي وابوه مجهولان (انظر: ۱۷۹۵۹)

(۱۲۱۵) تخريج: أخرجه مسلم: ۸۳۲ (انظر: ۲۲۲۴۵)

الشَّمْسِ فَإِنَّهَا تَطْلُعُ بَيْنَ قَرْنَيْ شَيْطَانٍ وَيَسْجُدُ لَهَا كُلُّ كَافِرٍ ، وَلَا عِنْدَ غُرُوْبِهَا فَإِنَّهَا تَغْرُبُ بَيْنَ قَرْنَيْ شَيْطَانٍ وَيَسْجُدُ لَهَا كُلُّ كَافِرٍ ، وَلَا نِصْفَ النَّهَارِ فَإِنَّهُ عِنْدَ سَجْرِ جَهَنَّمَ۔)) (مسند أحمد: ٢٢٦٠٠)

کے دو سینگوں کے درمیان طلوع ہوتا ہے اور اس وقت اس کو کافر لوگ اس کو سجدہ کرتے ہیں، اور نہ غروبِ آفتاب کے وقت نماز پڑھا کرو، کیونکہ یہ شیطان کے دو سینگوں کے درمیان غروب ہوتا ہے اور کافر لوگ اس وقت اس کو سجدہ کرتے ہیں اور نہ نصف النہار یعنی زوال کے وقت نماز پڑھا کرو، کیونکہ اس وقت جہنم کو بھڑکایا جاتا ہے۔''

(١٢١٦)۔ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَا تَتَحَرَّوْا بِصَلَاتِكُمْ طُلُوْعَ الشَّمْسِ وَلَا غُرُوْبِهَا ، فَإِنَّهَا تَطْلُعُ بَيْنَ قَرْنَيْ شَيْطَانٍ ، فَإِذَا طَلَعَ حَاجِبُ الشَّمْسِ فَلَا تُصَلُّوْا حَتّٰى تَبْرُزَ ، وَإِذَا غَابَ حَاجِبُ الشَّمْسِ فَلَا تُصَلُّوْا حَتّٰى تَغِيْبَ۔)) (مسند أحمد: ٤٦١٢)

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''سورج کے طلوع اور غروب ہوتے وقت نماز کا قصد نہ کرو، کیونکہ یہ شیطان کے دو سینگوں کے درمیان طلوع ہوتا ہے، پس جب سورج کا کنارہ طلوع ہو جائے تو اس کے بلند ہو جانے تک نماز نہ پڑھو، اسی طرح جب سورج کا کنارہ غروب ہونے لگے تو اس کے غائب ہو جانے تک نماز نہ پڑھو۔''

(١٢١٧)۔ عَنْ سَمُرَةَ بْنِ جُنْدُبٍ رضی اللہ عنہ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((لَا تُصَلُّوْا حِيْنَ تَطْلُعُ الشَّمْسُ وَلَا حِيْنَ تَسْقُطُ ، فَإِنَّهَا تَطْلُعُ بَيْنَ قَرْنَيِ الشَّيْطَانِ وَتَغْرُبُ بَيْنَ قَرْنَيِ الشَّيْطَانِ۔)) (مسند أحمد: ٢٠٤٣١)

سیدہ سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''طلوع آفتاب اور غروبِ آفتاب کے وقت نماز نہ پڑھو، کیونکہ یہ شیطان کے سینگوں کے درمیان طلوع ہوتا ہے اور شیطان کے سینگوں کے درمیان غروب ہوتا ہے۔''

(١٢١٨)۔ عَنْ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ رضی اللہ عنہ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ نَهٰى أَنْ يُصَلّٰى إِذَا طَلَعَ قَرْنُ الشَّمْسِ أَوْ غَابَ قَرْنُهَا ، وَقَالَ: ((إِنَّهَا تَطْلُعُ بَيْنَ قَرْنَيْ شَيْطَانٍ أَوْ مِنْ بَيْنِ قَرْنَيْ شَيْطَانٍ۔)) (مسند أحمد: ٢٢٠٠٠)

سیدنا زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے اس وقت نماز پڑھنے سے منع کیا، جب سورج کا کنارہ طلوع ہو رہا ہو یا اس کا کنارہ غروب ہو رہا ہو، نیز آپ ﷺ نے فرمایا: ''بیشک یہ شیطان کے سینگوں کے درمیان طلوع ہوتا ہے۔''

(١٢١٦) تخريج: أخرجه البخاري: ٥٨٢، ٥٨٣، ومسلم: ٨٢٨ (انظر: ٤٦١٢)

(١٢١٧) صحيح لغيره۔ أخرجه الطبراني: ٦٩٩٧٣، والطيالسي: ٨٩٦، وابن ابي شيبة: ٢/ ٣٤٩ (انظر: ٢٠١٦٩)

(١٢١٨) تخريج: اسناده صحيح (انظر: ٢١٦٦١)

(١٢١٩)۔عَنْ بِلَالٍ (بْنِ رِبَاحٍ) رضی اللہ عنہ قَالَ: لَمْ يَكُنْ يُنْهٰى عَنِ الصَّلَاةِ إِلَّا عِنْدَ طُلُوْعِ الشَّمْسِ فَإِنَّهَا تَطْلُعُ بَيْنَ قَرْنَيِ الشَّيْطَانِ۔ (مسند أحمد: ٢٤٣٨٤)

سیدنا بلال بن رباح رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: کسی وقت نماز پڑھنے سے منع نہیں کیا جاتا تھا، ماسوائے طلوع آفتاب کے وقت کے، کیونکہ یہ شیطان کے سینگوں کے درمیان سے طلوع ہوتا ہے۔

(١٢٢٠)۔عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ نَهٰى عَنِ الصَّلَاةِ مِنْ حِيْنَ تَطْلُعُ الشَّمْسُ حَتّٰى تَرْتَفِعَ وَمِنْ حِيْنَ تَصَوَّبُ حَتّٰى تَغِيْبَ۔ (مسند أحمد: ٢٤٩٦٤)

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے طلوع آفتاب کے وقت نماز پڑھنے سے منع کیا، یہاں تک کہ وہ بلند ہو جائے اور اسی طرح (اس وقت بھی نماز پڑھنے سے منع فرمایا) جب وہ غروب کے لیے جھک جائے، یہاں تک کہ غروب ہو جائے۔

فَصْلٌ فِي الرُّخْصَةِ فِيْ ذٰلِكَ بِمَكَّةَ

مکہ مکرمہ میں اس کی رخصت کا بیان

(١٢٢١)۔ عَنْ أَبِي ذَرٍّ رضی اللہ عنہ أَنَّهُ أَخَذَ بِحَلْقَةِ بَابِ الْكَعْبَةِ فَقَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((لَا صَلَاةَ بَعْدَ الْعَصْرِ حَتّٰى تَغْرُبَ الشَّمْسُ وَلَا بَعْدَ الْفَجْرِ حَتّٰى تَطْلُعَ الشَّمْسُ إِلَّا بِمَكَّةَ إِلَّا بِمَكَّةَ۔)) (مسند أحمد: ٢١٧٩٤)

سیدنا ابو ذر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ انھوں نے کعبہ کے دروازے کے کڑے کو پکڑا اور کہا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا تھا: ''عصر کے بعد کوئی نماز نہیں ہے، یہاں تک کہ سورج غروب ہو جائے اور فجر کے بعد کوئی نماز نہیں ہے، یہاں تک کہ سورج طلوع ہو جائے، مگر مکہ میں، مگر مکہ میں۔

فوائد: ......اس موضوع کی درج ذیل روایت صحیح ہے: سیدنا جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((يَا بَنِيْ عَبْدِ مُنَافٍ، لَا تَمْنَعُنَّ اَحَدًا طَافَ بِهٰذَا الْبَيْتِ اَوْ صَلّٰى اَيَّ سَاعَةٍ مِنْ لَيْلٍ اَوْ نَهَارٍ۔)) ......''اے بنوعبد مناف! تم نے کسی کو نہیں روکنا، جو کوئی دن اور رات کی گھڑی میں جب چاہے، اس گھر کا طواف کرے یا اس میں نماز پڑھے۔'' (ابوداود: ١٨٩٤، ابن ماجہ: ١٢٥٤، ترمذی: ٨٦٨، نسائی: ١/ ٢٨٤)

(١٢١٩) تخريج: اسناده صحيح على شرط الشيخين۔ أخرجه الطيالسي: ١١١٧، وابن ابي شيبة: ٢/ ٣٥٤ (انظر: ٢٣٨٨٧)

(١٢٢٠) تخريج: حديث صحيح۔ أخرجه بنحوه مسلم: ٨٣٣ (انظر: ٢٤٤٦٠)

(١٢٢١) تخريج: صحيح لغيره دون قوله: "الا بمكة، الا بمكة" وهذا اسناد ضعيف لضعف عبد الله بن المؤمل، وبينه وبين قيس فيه حميد مولى عفراء، وهو ضعيف۔ أخرجه الطبراني في "الاوسط": ٨٥١، والبيهقي: ٢/ ٤٦١، وابن خزيمة: ٢٧٤٨ (انظر: ٢١٤٦٢)

أَبْوَابُ قَضَاءِ الْفَوَائِتِ
فوت شدہ نمازوں کی قضائی کا بیان

بَابُ مَنْ نَسِيَ صَلَاةً فَوَقْتُهَا عِنْدَ ذِكْرِهَا
اس چیز کا بیان کہ نماز کو بھول جانے کا وقت وہ ہے، جب اس کو یاد آئے

(۱۲۲۲)۔ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَنْ نَسِيَ صَلَاةً أَوْ نَامَ عَنْهَا فَإِنَّمَا كَفَّارَتُهَا (وَفِيْ رِوَايَةٍ: فَكَفَّارَتُهَا) أَنْ يُصَلِّيَهَا إِذَا ذَكَرَهَا۔)) (مسند أحمد: ۱۱۹۹۵)

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''جو آدمی نماز کو بھول گیا یا اس سے سو گیا، اس کا کفارہ یہ ہے کہ جب اس کو یاد آئے وہ اس کو ادا کرے۔''

(۱۲۲۳)۔ وَعَنْهُ فِيْ أُخْرٰى عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((إِذَا رَقَدَ أَحَدُكُمْ عَنِ الصَّلَاةِ أَوْ غَفَلَ عَنْهَا فَلْيُصَلِّهَا إِذَا ذَكَرَهَا، فَإِنَّ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ يَقُوْلُ: ﴿أَقِمِ الصَّلَاةَ لِذِكْرِيْ﴾۔)) (مسند أحمد: ۱۲۹٤۰)

سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''جب کوئی آدمی نماز سے سو جائے یا اس سے غافل ہو جائے تو جب اس کو یاد آئے، وہ اس کو ادا کرے، کیونکہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے: ''اور میری یاد کے لیے نماز قائم کر۔'' (سورۂ طٰہ: ۱٤)

(۱۲۲٤)۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ حَدَّثَنِيْ أَبِيْ ثَنَا عَفَّانُ ثَنَا هَمَّامٌ أَنَا بِشْرُ بْنُ حَرْبٍ عَنْ سَمُرَةَ بْنِ جُنْدُبٍ قَالَ: أَحْسِبُهُ مَرْفُوْعًا: ((مَنْ

سیدنا سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو آدمی نماز بھول جائے تو وہ اس کو اُس وقت ادا کرے، جب اسے یاد آئے اور اگلے دن وقت پر پڑھے۔''

(۱۲۲۲) تخريج: أخرجه البخاري: ۵۹۷، ومسلم: ٦٨٤ (انظر: ۱۱۹۷۲)

(۱۲۲۳) تخريج: انظر الحديث بالطريق الاول

(۱۲۲٤) تخريج: صحيح لغيره۔ أخرجه الطبراني في "الكبير": ٦٩٧٨، والبزار: ۳۹۷، والطحاوي في "شرح معاني الآثار": ۱/ ٤٦٥ (انظر: ۲۰۲۵۷)

نَسِيَ صَلَاةً فَلْيُصَلِّهَا حِيْنَ يَذْكُرُهَا وَمِنَ الْغَدِ لِلْوَقْتِ۔)) (مسند أحمد: ٢٠٥٢١)

فوائد: ...... اِس حدیث کے آخری جملے کا راجح معنی یہ ہے: ایسے بندے کو چاہیے کہ ایسی نماز کو اگلے دن سے اس کے وقت پر ادا کرے اور نماز کو اس کے وقت کے بعد ادا کرنا، اس کو اپنی عادت نہ بنا لے، جیسا کہ صحیح مسلم کی سیدنا ابو قتادہ رضی اللہ عنہ کی روایت کے الفاظ یہ ہیں: ((...... فَلْيُصَلِّهَا حِيْنَ يَنْتَبِهُ لَهَا، فَإِذَا كَانَ الْغَدُ فَلْيُصَلِّهَا عِنْدَ وَقْتِهَا۔)) ......"پس جب وہ جاگے تو وہ نماز ادا کر لے، لیکن اگلے دن اس کو وقت پر ہی ادا کرے۔" اس جملے کا یہ معنی نہیں ہے کہ ایسا آدمی ایسی نماز کو دوسرے دن وقت پر دوبارہ ادا کرے۔

بَابُ مَنْ نَامَ عَنِ صَلَاةِ الصُّبْحِ حَتّٰى طَلَعَتِ الشَّمْسُ

سورج طلوع ہونے تک نمازِ فجر سے سوئے رہنے والے کا بیان

(١٢٢٥)۔عَنْ عِمْرَانَ بْنَ حُصَيْنٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: سَرَيْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَلَمَّا كَانَ مِنْ آخِرِ اللَّيْلِ عَرَّسْنَا فَلَمْ نَسْتَيْقِظْ حَتّٰى أَيْقَظَنَا حَرُّ الشَّمْسِ، فَجَعَلَ الرَّجُلُ مِنَّا يَقُوْمُ دَهِشًا إِلَى طَهُوْرِهِ، قَالَ: فَأَمَرَهُمُ النَّبِيُّ ﷺ أَنْ يَسْكُنُوْا، ثُمَّ ارْتَحَلْنَا فَسِرْنَا حَتّٰى إِذَا ارْتَفَعَتِ الشَّمْسُ تَوَضَّأَ ثُمَّ أَمَرَ بِلَالًا فَأَذَّنَ، ثُمَّ صَلَّى الرَّكْعَتَيْنِ قَبْلَ الْفَجْرِ، ثُمَّ أَقَامَ الصَّلَاةَ فَصَلَّيْنَا، فَقَالُوْا: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! أَلَا نُعِيْدُهَا فِيْ وَقْتِهَا مِنَ الْغَدِ؟ فَقَالَ: ((أَيَنْهَاكُمْ رَبُّكُمْ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى عَنِ الرِّبَا وَيَقْبَلُهُ مِنْكُمْ؟)) (مسند أحمد: ٢٠٢٠٦)

سیدنا عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ چلتے رہے، رات کے آخر میں ہم نے پڑاؤ ڈالا، پس ہم بیدار نہ ہو سکے، یہاں تک کہ سورج کی گرمی نے ہم کو جگایا، ہم میں سے ہر آدمی دہشت زدہ ہو کر وضو کے لیے کھڑا ہونے لگا، پس نبی کریم ﷺ نے ان کو حکم دیا کہ وہ سکون میں آ جائیں، پھر ہم وہاں سے کوچ کر گئے اور چلتے رہے، یہاں تک کہ سورج بلند ہو گیا، پھر آپ ﷺ نے وضو کیا اور سیدنا بلال کو حکم دیا، پس انھوں نے اذان دی، پھر آپ ﷺ نے فجر سے پہلے والی دو رکعتیں ادا کیں، پھر نماز کو کھڑا کیا، پس ہم نے نماز پڑھی۔ صحابہ نے کہا: اے اللہ کے رسول! کیا ہم نے کل اس نماز کو اس کے وقت پر بھی لوٹانا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: "کیا یہ ہو سکتا ہے کہ تمہارا ربّ تم کو سود سے منع کرے اور خود تم سے قبول کر لے۔"

(١٢٢٥) تخريج: حديث صحيح دون قوله: "اينهاكم ربكم ......" وهذا اسناد منقطع، الحسن البصري لم يسمع من عمران۔ هذا حديث طويل، وأخرجه مطولا ومختصرا البخاري: ٣٤٤، ٣٤٨، ٣٥٧١، ومسلم: ٦٨٢ (انظر: ١٩٩٦٤)

(١٢٢٦)۔ عَنْ أَبِي قَتَادَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّهُ كَانَ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فِيْ سَفَرٍ وَقَدْ أَدْرَكَهُمْ مِنَ التَّعْبِ مَا أَدْرَكَهُمْ مِنَ السَّيْرِ فِي اللَّيْلِ، قَالَ: فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَوْ عَرَّسْنَا۔)) فَمَالَ إِلٰى شَجَرَةٍ فَنَزَلَ، فَقَالَ: ((اُنْظُرْ هَلْ تَرٰى أَحَدًا؟)) قُلْتُ: هٰذَا رَاكِبٌ هٰذَانِ رَاكِبَانِ حَتّٰى بَلَغَ سَبْعَةً، فَقَالَ: ((اِحْفَظُوْا عَلَيْنَا صَلَاتَنَا۔)) فَنِمْنَا فَمَا أَيْقَظَنَا إِلَّا حَرُّ الشَّمْسِ فَانْتَهَبْنَا، فَرَكِبَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَسَارَ وَسِرْنَا هُنَيْهَةً ثُمَّ نَزَلَ فَقَالَ: ((أَمَعَكُمْ مَاءٌ؟)) قَالَ: قُلْتُ: نَعَمْ، مَعِيَ مِيْضَأَةٌ فِيْهَا شَيْءٌ مِنْ مَاءٍ، قَالَ: ((اِئْتِ بِهَا۔)) فَقَالَ: ((مَسُّوْا مِنْهَا مَسُّوْا مِنْهَا۔)) فَتَوَضَّأَ الْقَوْمُ وَبَقِيَتْ جَرْعَةٌ فَقَالَ: ((اِزْدَهِرْ بِهَا يَا أَبَا قَتَادَةَ، فَإِنَّهُ سَيَكُوْنُ لَهَا نَبَأٌ۔)) ثُمَّ أَذَّنَ بِلَالٌ وَصَلَّوُا الرَّكْعَتَيْنِ قَبْلَ الْفَجْرِ ثُمَّ صَلَّوُا الْفَجْرَ ثُمَّ رَكِبَ وَرَكِبْنَا، فَقَالَ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ: فَرَّطْنَا فِيْ صَلَاتِنَا، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَا تَقُوْلُوْنَ؟ إِنْ كَانَ أَمْرَ دُنْيَاكُمْ فَشَأْنُكُمْ وَإِنْ كَانَ أَمْرَ دِيْنِكُمْ فَإِلَيَّ۔)) قُلْنَا: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! فَرَّطْنَا فِيْ صَلَاتِنَا، فَقَالَ: ((لَا تَفْرِيْطَ فِي النَّوْمِ، إِنَّمَا التَّفْرِيْطُ فِي الْيَقْظَةِ، فَإِذَا كَانَ ذٰلِكَ فَصَلُّوْهَا وَمِنَ الْغَدِ وَقْتَهَا۔)) (مسند أحمد: ٢٢٩١٣)

سیدنا ابو قتادہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: ہم ایک سفر میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے، رات کو چلنے کی وجہ سے تھکاوٹ نے آپ ﷺ کو پا لیا، پس آپ ﷺ نے فرمایا: ''اگر ہم پڑاؤ ڈال لیں۔'' پھر آپ ﷺ ایک درخت کی طرف مڑے اور وہاں اتر گئے اور فرمایا: ''دیکھو، کوئی نظر آ رہا ہے؟'' میں نے کہا: یہ ایک سوار ہے، یہ دو سوار ہیں، یہاں تک کہ یہ تعداد سات افراد تک پہنچ گئی، پھر آپ ﷺ نے فرمایا: ''ہم پر ہماری نماز کی حفاظت کرنا۔'' پس ہم سو گئے اور ہمیں سورج کی گرمی نے جگایا اور ہم ڈر گئے، پس رسول اللہ ﷺ سوار ہوئے اور تھوڑی دیر کے لیے چلے اور ہم بھی آپ ﷺ کے ساتھ چلے، پھر آپ ﷺ اترے اور فرمایا: ''کیا تمہارے پاس پانی ہے؟'' میں نے کہا: جی ہاں، میرے پاس ایک برتن ہے، اس میں کچھ پانی ہے، آپ ﷺ نے فرمایا: ''اس کو لے آؤں۔'' پھر فرمایا: ''اس سے چھوؤ، اس سے چھوؤ۔'' لوگوں نے اس سے وضو کیا اور ایک گھونٹ باقی بچا، آپ ﷺ نے فرمایا: ''ابو قتادہ! اس پانی کی حفاظت کرو، عنقریب اس کے لیے بڑی خبر ہو گی۔'' پھر سیدنا بلال رضی اللہ عنہ نے اذان، فجر سے پہلے دو سنتیں ادا کیں، پھر نمازِ فجر ادا کی اور پھر آپ ﷺ بھی سوار ہو گئے اور ہم بھی سوار ہو گئے، ہم میں سے بعض بعض سے کہنے لگے: ہم نے نماز میں کمی کی ہے، لیکن رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تم کیا کہہ رہے ہو؟ اگر کوئی دنیوی معاملہ ہے تو خود کر لو اور اگر دین کا معاملہ ہے تو میری طرف لے آؤ۔'' ہم نے کہا: اے اللہ کے رسول! ہم نے نماز میں کمی کی ہے، آپ ﷺ نے فرمایا: ''نیند کی وجہ سے کوئی کمی واقع نہیں ہوتی، کمی تو جاگنے کی صورت میں ہوتی ہے، پس اگر ایسے ہو جائے تو اِس نماز کو

(١٢٢٦) تخريج: أخرجه مسلم: ٦٨١ (انظر: ٢٢٥٤٩)

پڑھ لیا کرو اور اگلے دن وقت پر ادا کیا کرو۔''

(١٢٢٧)۔ عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: أَقْبَلَ النَّبِيُّ ﷺ مِنَ الْحُدَيْبِيَةِ لَيْلًا فَنَزَلْنَا دَهَاسًا مِنَ الْأَرْضِ فَقَالَ: ((مَنْ يُطِرُّنَا؟)) فَقَالَ بِلَالٌ: أَنَا، قَالَ: إِذًا تَنَامُ، قَالَ: لَا، فَنَامَ حَتّٰى طَلَعَتِ الشَّمْسُ فَاسْتَيْقَظَ فُلَانٌ وَفُلَانٌ وَفِيْهِمْ عُمَرُ، فَقَالَ: اهْضِبُوْا، فَاسْتَيْقَظَ النَّبِيُّ ﷺ فَقَالَ: ((اِفْعَلُوْا مَا كُنْتُمْ تَفْعَلُوْنَ۔)) فَلَمَّا فَعَلُوْا قَالَ: ((هٰكَذَا فَافْعَلُوْا لِمَنْ نَامَ مِنْكُمْ أَوْ نَسِيَ۔)) (مسند أحمد: ٣٦٥٧)

سیدنا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ رات کو حدیبیہ سے واپس آ رہے تھے، ہم نے نرم زمین پر پڑاؤ ڈالا، آپ ﷺ نے فرمایا: ''کون ہماری حفاظت کرے گا؟'' سیدنا بلال رضی اللہ عنہ نے کہا: جی میں، آپ ﷺ نے فرمایا: ''تم تو سو جاؤ گے۔'' لیکن انھوں نے کہا: جی نہیں، لیکن وہ سو گئے اور سیدنا عمر رضی اللہ عنہ سمیت فلاں فلاں آدمی پہلے بیدار ہوئے، سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: باتیں کرو باتیں (تا کہ رسول اللہ ﷺ بیدار ہو جائیں)۔ پس نبی کریم ﷺ بیدار ہوئے اور فرمایا: ''اسی طرح کرو، جیسے تم کرتے ہو۔'' پس انھوں نے اسی طرح کیا، اور پھر آپ ﷺ نے فرمایا: ''اسی طرح کیا کرو، یہ حکم اس کیلئے ہے جو تم میں سے نماز سے سو جائے یا بھول جائے۔''

(١٢٢٨)۔ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِيْ عَلْقَمَةَ الثَّقَفِيِّ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: لَمَّا انْصَرَفْنَا مِنْ غَزْوَةِ الْحُدَيْبِيَةِ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَنْ يَحْرُسُنَا اللَّيْلَةَ؟)) قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ: فَقُلْتُ: أَنَا، حَتّٰى عَادَ مِرَارًا، قُلْتُ: أَنَا يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! قَالَ: ((فَأَنْتَ إِذًا۔)) فَحَرَسْتُهُمْ حَتّٰى إِذَا كَانَ وَجْهُ الصُّبْحِ أَدْرَكَنِيْ قَوْلُ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ: ((إِنَّكَ تَنَامُ۔)) فَنِمْتُ فَمَا أَيْقَظَنَا إِلَّا حَرُّ الشَّمْسِ فِيْ ظُهُوْرِنَا، فَقَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَصَنَعَ

سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: غزوۂ حدیبیہ کے موقع پر ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ واپس لوٹے (اور ایک مقام پر پڑاؤ ڈالا)، آپ ﷺ نے فرمایا: ''اس رات کو کون ہمارا پہرہ دے گا؟'' سیدنا عبداللہ نے کہا: جی میں، (لیکن آپ ﷺ نے فرمایا: ''تم تو سو جاؤ گے'') لیکن جب انھوں نے بار بار یہی بات کی تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''تو پھر تم ہی سہی۔'' پس میں نے ان کا پہرہ دیا، جب صبح سے پہلے کا وقت ہوا تو میں رسول اللہ ﷺ کے قول ''تم تو سو جاؤ گے۔'' کا مصداق بن گیا اور میں سو گیا، جب سورج کی گرمی ہماری کمروں پر پڑی تو تب ہمیں جاگ آئی، پس رسول اللہ ﷺ

(١٢٢٧) تخريج: اسناده حسن۔ أخرجه الطبراني في "الكبير": ١٠٥٤٩، والطيالسي: ٣٧٧، والطحاوي في "شرح معاني الآثار": ١/ ٤٦٥ (انظر: ٣٦٥٧)

(١٢٢٨) تخريج: اسناده ضعيف، يزيد ابن هارون سمع من المسعودي بعد الاختلاط۔ أخرجه الطيالسي: ٣٧٧، والبيهقي: ٢/ ٢١٨، وابويعلى: ٥٢٨٥، والنسائي في "الكبرى": ٨٨٥٤ (انظر: ٣٧١٠)

كَمَا كَانَ يَصْنَعُ مِنَ الْوُضُوْءِ وَرَكْعَتَي الْفَجْرِ، ثُمَّ صَلّٰى بِنَا الصُّبْحَ، فَلَمَّا انْصَرَفَ قَالَ: ((إِنَّ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ لَوْ أَرَادَ أَنْ لَا تَنَامُوْا وَلٰكِنْ أَرَادَ أَنْ تَكُوْنُوْا لِمَنْ بَعْدَكُمْ، فَهٰكَذَا لِمَنْ نَامَ أَوْ نَسِيَ۔)) قَالَ: ثُمَّ إِنَّ نَاقَةَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَإِبِلَ الْقَوْمِ تَفَرَّقَتْ فَخَرَجَ النَّاسُ فِيْ طَلَبِهَا فَجَاؤُوْا بِإِبِلِهِمْ إِلَّا نَاقَةَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ، فَقَالَ عَبْدُ اللّٰهِ: قَالَ لِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((خُذْ هٰهُنَا۔)) فَأَخَذْتُ حَيْثُ قَالَ لِيْ فَوَجَدْتُ زِمَامَهَا قَدِ الْتَوٰى عَلٰى شَجَرَةٍ مَا كَانَتْ لِتَحُلَّهَا إِلَّا يَدٌ، قَالَ: فَجِئْتُ بِهَا النَّبِيَّ ﷺ فَقُلْتُ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! وَالَّذِيْ بَعَثَكَ بِالْحَقِّ نَبِيًّا لَقَدْ وَجَدْتُ زِمَامَهَا مُلْتَوِيًا عَلٰى شَجَرَةٍ مَا كَانَتْ لِتَحُلَّهَا إِلَّا يَدٌ، قَالَ: وَنَزَلَتْ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ سُوْرَةُ الْفَتْحِ: ﴿إِنَّا فَتَحْنَا لَكَ فَتْحًا مُبِيْنًا﴾۔ (مسند أحمد: ٣٧١٠)

اٹھے اور عادت کے مطابق وضو کیا، فجر کی دو سنتیں پڑھیں اور پھر ہمیں نمازِ فجر پڑھائی، پس جب آپ ﷺ فارغ ہوئے تو فرمایا: ''بیشک اگر اللہ تعالیٰ تمہارا نہ سونا چاہتا تو تم نہ سوتے، لیکن اس کا ارادہ یہ تھا کہ تم بعد والوں کے لیے اسوہ اور نمونہ بن جاؤ، پس سو جانے والے اور بھول جانے والے کے لیے یہی حکم ہے۔'' پھر یوں ہوا کہ رسول اللہ ﷺ کی اونٹنی اور لوگوں کی اونٹنیاں کہیں نکل گئیں، پس لوگ ان کو تلاش کرنے کے لیے نکلے اور وہ اپنے اپنے اونٹ پکڑ کر لے آئے، ما سوائے رسول اللہ ﷺ کی اونٹنی کے، سیدنا عبد اللہ رضی اللہ عنہ نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے مجھے فرمایا: ''تم اس طرف جاؤ۔'' پس جس طرف آپ ﷺ نے فرمایا تھا، میں اس طرف نکل پڑا اور دیکھا کہ اس کی لگام ایک درخت کے ساتھ اس طرح بل کھا گئی تھی کہ اس کو ہاتھ سے ہی کھولا جا سکتا تھا، پس میں اس کو لے کر آپ ﷺ کے پاس آیا اور کہا: اے اللہ کے رسول! اس ذات کی قسم جس نے آپ کو حق کے ساتھ نبی بنا کر بھیجا! میں نے اس کو اس حالت میں پایا کہ اس کی لگام ایک درخت کے ساتھ یوں بل کھا گئی تھی کہ اس کو ہاتھ سے ہی کھولا جا سکتا تھا، پھر رسول اللہ ﷺ پر سورۂ فتح ﴿إِنَّا فَتَحْنَا لَكَ فَتْحًا مُبِيْنًا﴾ نازل ہوئی۔

(١٢٢٩)۔عَنْ عَمْرِو بْنِ أُمَيَّةَ الضَّمْرِيِّ رضی اللہ عنہ قَالَ: كُنَّا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فِيْ بَعْضِ أَسْفَارِهِ فَنَامَ عَنِ صَلَاةِ الصُّبْحِ حَتّٰى طَلَعَتِ الشَّمْسُ لَمْ يَسْتَيْقِظُوْا، وَإِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ بَدَأَ بِالرَّكْعَتَيْنِ فَرَكَعَهُمَا ثُمَّ أَقَامَ الصَّلَاةَ فَصَلّٰى۔ (مسند أحمد: ٢٢٨٤٧)

سیدنا عمرو بن امیہ ضمری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ سفر میں تھے، پس آپ ﷺ نمازِ فجر سے سو گئے اور سورج طلوع ہونے سے پہلے بیدار نہ ہو سکے، جب جاگے تو رسول اللہ ﷺ نے پہلے دو رکعتیں پڑھیں اور پھر نمازِ فجر کھڑی کی اور اس کو ادا کیا۔

(١٢٢٩) تخريج: صحيح لغيره۔ أخرجه ابوداود: ٤٤٤ (انظر: ٢٢٤٨٠)

(۱۲۳۰)۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ فِي سَفَرٍ فَعَرَّسَ مِنَ اللَّيْلِ فَرَقَدَ وَلَمْ يَسْتَيْقِظْ إِلَّا بِالشَّمْسِ، قَالَ: فَأَمَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بِلَالًا فَأَذَّنَ فَصَلّٰى رَكْعَتَيْنِ، قَالَ (الرَّاوِي): فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: مَا تَسُرُّنِي الدُّنْيَا وَمَا فِيْهَا بِهَا يَعْنِي الرُّخْصَةَ۔ (مسند أحمد: ۲۳٤۹)

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ ایک سفر میں تھے، پس آپ ﷺ نے رات کو پڑاؤ ڈالا اور سو گئے اور سورج کی گرمی کے ساتھ ہی بیدار ہوئے، پس آپ ﷺ نے سیدنا بلال رضی اللہ عنہ کو حکم دیا، انھوں نے اذان دی اور پھر آپ ﷺ نے دو رکعتیں پڑھیں۔ سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا: اس رخصت کے مقابلے میں مجھے دنیا و ما فیہا بھی خوش نہیں کر سکتی۔

(۱۲۳۱)۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ: عَرَّسْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَلَمْ نَسْتَيْقِظْ حَتّٰى طَلَعَتِ الشَّمْسُ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((لِيَأْخُذْ كُلُّ رَجُلٍ بِرَأْسِ رَاحِلَتِهِ، فَإِنَّ هٰذَا مَنْزِلٌ حَضَرَنَا فِيْهِ الشَّيْطَانُ))، قَالَ: فَفَعَلْنَا، قَالَ: فَدَعَا بِالْمَاءِ فَتَوَضَّأَ ثُمَّ صَلّٰى رَكْعَتَيْنِ قَبْلَ صَلَاةِ الْغَدَاةِ ثُمَّ أُقِيْمَتِ الصَّلَاةُ فَصَلَّى الْغَدَاةَ۔ (مسند أحمد: ۹٥۳۰)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: ہم نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ پڑاؤ ڈالا اور سورج طلوع ہونے سے پہلے بیدار نہ ہو سکے، پس جب جاگے تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''ہر آدمی اپنی سواری کا سر پکڑے (اور یہاں سے چل دے)، کیونکہ اس منزل میں ہمارے پاس شیطان حاضر ہوا ہے، پس ہم نے ایسے ہی کیا، پھر آپ ﷺ نے پانی منگوا کر وضو کیا، پھر فجر سے پہلے دو سنتیں ادا کیں، پھر نماز کھڑی کر دی گئی اور آپ ﷺ نے نمازِ فجر پڑھائی۔

(۱۲۳۲)۔ عَنْ جُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ فِيْ سَفَرٍ لَهُ قَالَ: ((مَنْ يَكْلَؤُنَا اللَّيْلَةَ لَا نَرْقُدُ عَنْ صَلَاةِ الْفَجْرِ؟)) قَالَ بِلَالٌ: أَنَا، فَاسْتَقْبَلَ مَطْلَعَ الشَّمْسِ فَضُرِبَ عَلٰى آذَانِهِمْ فَمَا أَيْقَظَهُمْ إِلَّا حَرُّ الشَّمْسِ فَقَامُوْا فَأَدَّوْهَا ثُمَّ تَوَضَّؤُوْا فَأَذَّنَ بِلَالٌ فَصَلَّوْا الرَّكْعَتَيْنِ، ثُمَّ صَلَّوْا الْفَجْرَ۔

سیدنا جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ ایک سفر میں تھے، آپ ﷺ نے فرمایا: ''آج رات کون ہمارا پہرہ دے گا، کہیں ایسا نہ ہو کہ ہم نمازِ فجر سے سو جائیں۔'' سیدنا بلال رضی اللہ عنہ نے کہا: جی میں، پس وہ سورج طلوع ہونے کی جگہ کی طرف منہ کر کے بیٹھ گئے، تو ان پر نیند ڈال دی گئی اور ان کو سورج کی گرمی نے بیدار کیا، پس لوگ کھڑے ہوئے اور اس نماز کو ادا کرنا چاہا، پس وضو کیا، پھر سیدنا بلال رضی اللہ عنہ

(۱۲۳۰) حسن لغیرہ۔ أخرجه ابن ابی شیبة: ۲/ ۸۲، وابویعلی: ۲۳۷٥، والطبرانی: ۱۲۲۲٥ (انظر: ۲۳٤۹)

(۱۲۳۱) تخریج: أخرجه مسلم: ٦۸۰ (انظر: ۹٥۳٤)

(۱۲۳۲) تخریج: اسناده صحیح علی شرط مسلم۔ أخرجه النسائي: ۱/ ۲۹۸ (انظر: ١٦٧٤٦)

(مسند أحمد: ١٦٨٦٧)

نے اذان دی، پھر لوگوں نے دو دو سنتیں ادا کیں اور پھر نماز فجر ادا کی۔

(١٢٣٣)۔ عَنْ يَزِيْدَ بْنِ صُلَيْحٍ عَنْ ذِيْ مِخْمَرٍ وَكَانَ رَجُلًا مِنَ الْحَبَشَةِ يَخْدُمُ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: كُنَّا مَعَهُ فِيْ سَفَرٍ فَأَسْرَعَ السَّيْرَ حِيْنَ انْصَرَفَ وَكَانَ يَفْعَلُ ذٰلِكَ لِقِلَّةِ الزَّادِ، فَقَالَ لَهُ قَائِلٌ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! قَدْ انْقَطَعَ النَّاسُ وَرَاءَكَ، فَحَبَسَ وَحَبَسَ النَّاسُ مَعَهُ حَتّٰى تَكَافَلُوْا إِلَيْهِ، فَقَالَ لَهُمْ: ((هَلْ لَكُمْ أَنْ نَهْجَعَ هَجْعَةً؟)) أَوْ قَالَ لَهُ قَائِلٌ، فَنَزَلَ وَنَزَلُوْا، فَقَالَ: ((مَنْ يَكْلَؤُنَا اللَّيْلَةَ؟)) فَقُلْتُ: أَنَا جَعَلَنِيَ اللّٰهُ فِدَاكَ، فَأَعْطَانِيْ خِطَامَ نَاقَتِهِ فَقَالَ: ((هَاكَ لَا تَكُوْنَنَّ لُكَعَ.)) قَالَ: فَأَخَذْتُ بِخِطَامِ نَاقَةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَبِخِطَامِ نَاقَتِيْ، فَتَنَحَّيْتُ غَيْرَ بَعِيْدٍ فَخَلَّيْتُ سَبِيْلَهَا يَرْعَيَانِ، فَإِنِّيْ كَذَاكَ أَنْظُرُ إِلَيْهِمَا حَتّٰى أَخَذَنِي النَّوْمُ فَلَمْ أَشْعُرْ بِشَيْءٍ حَتّٰى وَجَدْتُ حَرَّ الشَّمْسِ عَلٰى وَجْهِيْ، فَاسْتَيْقَظْتُ فَنَظَرْتُ يَمِيْنًا وَشِمَالًا فَإِذَا أَنَا بِالرَّاحِلَتَيْنِ مِنِّيْ غَيْرُ بَعِيْدٍ، فَأَخَذْتُ بِخِطَامِ نَاقَةِ النَّبِيِّ ﷺ وَبِخِطَامِ نَاقَتِيْ، فَأَتَيْتُ أَدْنَى الْقَوْمِ فَأَيْقَظْتُهُ، فَقُلْتُ لَهُ: أَصَلَّيْتُمْ؟ قَالَ: لَا، فَأَيْقَظَ النَّاسُ بَعْضُهُمْ بَعْضًا حَتَّى اسْتَيْقَظَ النَّبِيُّ ﷺ فَقَالَ: ((يَا بِلَالُ! هَلْ لِيْ فِيْ

سیدنا ذو مخمر رضی اللہ عنہ، جو حبشی آدمی تھے اور نبی کریم ﷺ کی خدمت کرتے تھے، سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں: ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ایک سفر میں تھے، جب آپ ﷺ واپس ہوئے تو آپ ﷺ جلدی چلے اور آپ زادِ راہ کے کم ہونے کی وجہ سے ایسا کیا کرتے تھے، کسی آدمی نے کہا: اے اللہ کے رسول! لوگ آپ سے پیچھے رہ گئے ہیں، پس آپ ﷺ رک گئے اور لوگ بھی آپ کے ساتھ رک گئے، یہاں تک سارے لوگ آپ ﷺ کے پاس مکمل ہو گئے، آپ ﷺ نے ان سے فرمایا: ''کیا تم کو یہ ضرورت ہے کہ ہم تھوڑا سا سو لیں؟'' یا کسی آدمی نے آپ ﷺ کو ایسا کرنے کی رائے دی، پس آپ ﷺ اتر پڑے اور لوگ بھی اتر پڑے، آپ ﷺ نے فرمایا: ''آج رات کون ہماری حفاظت کرے گا۔'' میں (ذو مخمر) نے کہا: میں کروں گا، اللہ مجھے آپ پر قربان کرے۔ پس آپ ﷺ نے مجھے اپنی اونٹنی کی لگام تھما دی اور فرمایا: ''یہ پکڑ اور چھوٹو نہ بن جانا۔'' پس میں نے رسول اللہ ﷺ کی اونٹنی اور اپنی اونٹنی کی لگامیں پکڑیں اور تھوڑا سا دور ہو کر بیٹھ گیا اور ان کو چرنے کے لیے چھوڑ دیا، میں ان کو دیکھ رہا تھا کہ مجھ پر نیند غالب آ گئی اور مجھے کوئی شعور نہ رہا، یہاں تک کہ میں نے اپنے چہرے پر سورج کی گرمی محسوس کی، پس میں بیدار ہوا اور دائیں بائیں دیکھا، سواریاں تو میرے قریب ہی تھیں، پس میں نے رسول اللہ ﷺ کی اونٹنی اور اپنی اونٹنی کی لگامیں پکڑیں اور قریبی آدمی کے پاس گیا اور اس کو جگا کر پوچھا: کیا تم لوگوں نے نماز پڑھ لی ہے؟ اس نے کہا: جی نہیں، پھر لوگ ایک

(١٢٣٣) تخريج: اسناده حسن۔ أخرجه ابوداود: ٤٤٥، ٤٤٦ مختصرا (انظر: ١٦٨٢٤)

الْمِيْضَأَةِ؟)) يَعْنِي الْإِدَاوَةَ، قَالَ: نَعَمْ، جَعَلَنِيَ اللّٰهُ فِدَاكَ، فَأَتَاهُ بِوَضُوْءٍ فَتَوَضَّأَ وُضُوْءً الَمْ يَلُتَّ مِنْهُ التُّرَابَ فَأَمَرَ بِلَالًا فَأَذَّنَ، ثُمَّ قَامَ النَّبِيُّ ﷺ فَصَلَّى الرَّكْعَتَيْنِ قَبْلَ الصُّبْحِ وَهُوَ غَيْرُ عَجِلٍ ثُمَّ أَمَرَهُ فَأَقَامَ الصَّلَاةَ فَصَلّٰى وَهُوَ غَيْرُ عَجِلٍ، فَقَالَ لَهُ قَائِلٌ: يَا نَبِيَّ اللّٰهِ! أَفْرَطْنَا، قَالَ: ((لَا، قَبَضَ اللّٰهُ أَرْوَاحَنَا وَقَدْ رَدَّهَا إِلَيْنَا وَقَدْ صَلَّيْنَا۔)) (مسند أحمد: ١٦٩٤٩)

دوسرے کو جگانے لگ گئے، یہاں تک کہ آپ ﷺ بھی بیدار ہو گئے اور فرمایا: ''بلال! کیا میرے لیے برتن میں پانی ہے؟'' انھوں نے کہا: جی ہاں، اللہ مجھے آپ پر قربان کرے، پس وہ وضو کا پانی لے کر آئے، آپ ﷺ نے ایسا وضو کیا کہ نیچے والی مٹی بھی مکمل طور پر گیلی نہ ہو سکی، پھر آپ ﷺ نے سیدنا بلال رضی اللہ عنہ کو حکم دیا، پس انھوں نے اذان کہی، پھر آپ ﷺ کھڑے ہوئے اور فجر سے پہلے دو سنتیں ادا کیں، جبکہ آپ ﷺ جلدی نہیں کر رہے تھے، پھر ان کو حکم دیا اور انھوں نے اقامت کہی، پھر آپ ﷺ نے نماز پڑھائی، جبکہ آپ ﷺ جلد بازی سے کام نہیں لے رہے تھے، کسی نے کہا: اے اللہ کے نبی! ہم نے زیادتی کی ہے، آپ ﷺ نے فرمایا: ''نہیں، اللہ تعالیٰ نے ہماری روحوں کو روکے رکھا اور جب اس نے لوٹایا تو ہم نے نماز پڑھ لی۔''

فوائد: ...... ''چھوٹو نہ بن جانا'' اس کا مفہوم یہ ہے کہ تو اس چھوٹے بچے کی طرح نہ ہو جانا، جس کو وقت کا علم نہیں ہوتا اور جس پر نیند غالب آ جاتی ہے۔

بَابُ تَأْخِيرِ الصَّلٰوةِ لِعُذْرِ الْاِشْتِغَالِ بِحَرْبِ الْكُفَّارِ وَنَسْخِ ذٰلِكَ بِصَلٰوةِ الْخَوْفِ وَالتَّرْتِيبِ فِيْ قَضَاءِ الْفَوَائِتِ وَالْاَذَانِ وَالْاِقَامَةِ لِلْاُوْلٰى وَالْاِقَامَةِ فَقَطْ لِكُلِّ فَائِتَةٍ بَعْدَهَا

کافروں کے ساتھ لڑائی کی مصروفیت کی وجہ سے نماز کو مؤخر کرنے، نمازِ خوف کی وجہ سے اس رخصت کے منسوخ ہو جانے، فوت شدہ نمازوں کو بالترتیب ادا کرنے، پہلی نماز کے لیے اذان اور اقامت کہنے اور باقی ہر فوت شدہ نماز کے لیے صرف اقامت کہنے کا بیان

(١٢٣٤)۔ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِيْ سَعِيْدٍ عَنْ أَبِيْهِ (أَبِيْ سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ) رضی اللہ عنہ قَالَ: حُبِسْنَا يَوْمَ الْخَنْدَقِ عَنِ الصَّلَاةِ حَتّٰى كَانَ بَعْدَ الْمَغْرِبِ هَوِيًّا وَذٰلِكَ قَبْلَ أَنْ يَنْزِلَ فِي الْقِتَالِ مَا نَزَلَ (وَفِيْ رِوَايَةٍ) وَذٰلِكَ قَبْلَ أَنْ

سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: ہمیں غزوۂ خندق والے دن نماز سے روک دیا گیا، یہاں تک کہ مغرب سے بھی کچھ بعد کا وقت ہو گیا، لیکن یہ چیز لڑائی کے بارے میں مخصوص حکم کے نازل ہونے سے پہلے کی ہے، ایک روایت میں ہے: یہ نمازِ خوف کا حکم نازل ہونے سے پہلے کی

(١٢٣٤) تخريج: اسناده صحيح على شرط مسلم۔ أخرجه النسائي: ٢/ ١٧ (انظر: ١١١٩٨)

يَـنْـزِلَ صَلَاةُ الْخَوْفِ ﴿فَرِجَالًا أَوْ رُكْبَانًا﴾ فَلَمَّا كُفِينَا الْقِتَالَ وَذٰلِكَ قَوْلُهُ: ﴿وَكَفَى اللّٰهُ الْمُؤْمِنِيْنَ الْقِتَالَ وَكَانَ اللّٰهُ قَوِيًّا عَزِيْزًا﴾ أَمَرَ النَّبِيُّ ﷺ بِلَالًا فَأَقَامَ الظُّهْرَ فَصَلَّاهَا كَمَا يُصَلِّيْهَا فِي وَقْتِهَا، ثُمَّ أَقَامَ الْعَصْرَ فَصَلَّاهَا كَمَا يُصَلِّيْهَا فِي وَقْتِهَا ثُمَّ أَقَامَ الْمَغْرِبَ فَصَلَّاهَا كَمَا يُصَلِّيْهَا فِي وَقْتِهَا۔ (مسند أحمد: ١٢٢١٦)

بات ہے، یہ حکم ﴿فَرِجَالًا أَوْ رُكْبَانًا﴾ میں بیان کیا گیا ہے، پس جب ہمیں قتال سے کفایت کیا گیا، جیسا کہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے: ''اور اس جنگ میں اللہ تعالیٰ خود ہی مومنوں کو کافی ہو گیا، اللہ تعالیٰ بڑی قوتوں والا اور غالب ہے۔'' بہر حال نبی کریم ﷺ نے غزوۂ خندق والے اُس دن سیدنا بلال رضی اللہ عنہ کو حکم دیا، انھوں ظہر کے لیے اقامت کہی، پس آپ ﷺ نے وہ نماز ایسے ہی پڑھائی، جیسے اپنے وقت پر پڑھاتے تھے، پھر عصر کی اقامت ہوئی اور آپ ﷺ نے یہ نماز اسی طرح پڑھائی، جیسے اس کے وقت میں پڑھاتے تھے، پھر مغرب کی اقامت ہوئی اور آپ ﷺ نے یہ نماز اسی طرح پڑھائی، جیسے اس کے وقت پر پڑھاتے تھے۔

(١٢٣٥)۔ عَنْ أَبِي عُبَيْدَةَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ عن أَبِيْهِ (عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ) رضی اللہ عنہ أَنَّ الْمُشْرِكِيْنَ شَغَلُوْا النَّبِيَّ ﷺ يَوْمَ الْخَنْدَقِ عَنْ أَرْبَعِ صَلَوَاتٍ حَتّٰى ذَهَبَ مِنَ اللَّيْلِ مَا شَاءَ اللّٰهُ، قَالَ: فَأَمَرَ بِلَالًا فَأَذَّنَ ثُمَّ أَقَامَ فَصَلَّى الظُّهْرَ ثُمَّ أَقَامَ فَصَلَّى الْعَصْرَ ثُمَّ أَقَامَ فَصَلَّى الْمَغْرِبَ ثُمَّ أَقَامَ فَصَلَّى الْعِشَاءَ۔ (مسند أحمد: ٣٥٥٥)

سیدنا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ مشرکوں نے غزوۂ خندق والے دن نبی کریم ﷺ کو چار نمازوں سے مشغول کر دیا، یہاں تک کہ رات کا کچھ حصہ بھی، جتنا اللہ کو منظور تھا، گزر گیا، پھر آپ ﷺ نے سیدنا بلال رضی اللہ عنہ کو حکم دیا، پس انھوں نے اذان کہی اور پھر اقامت کہی، پس آپ نے نمازِ ظہر پڑھائی، پھر انھوں نے اقامت کہی اور آپ ﷺ نے نمازِ عصر پڑھائی، پھر انھوں نے اقامت کہی اور آپ ﷺ نے نماز مغرب پڑھائی اور پھر انھوں نے اقامت کہی اور آپ ﷺ نے نمازِ عشا پڑھائی۔

(١٢٣٦)۔عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ يَزِيْدَ أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنِ عَوْفٍ حَدَّثَهُ أَنَّ أَبَا جُمْعَةَ حَبِيْبَ بْنَ سِبَاعٍ وَكَانَ قَدْ أَدْرَكَ النَّبِيَّ ﷺ حَدَّثَهُ أَنَّ

سیدنا ابو جمعہ حبیب بن سباع رضی اللہ عنہ، جنھوں نے نبی کریم ﷺ کو پایا تھا، بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے غزوۂ احزاب والے سال نماز مغرب پڑھائی، پس جب اس سے فارغ

(١٢٣٥) تخريج: حسن لغيره۔ أخرجه الترمذي: ١٧٩، والنسائي: ٢/ ١٧ (انظر: ٣٥٥٥)

(١٢٣٦) تخريج: حديث منكر، تفرد به ابن لهيعة، وهو سيىء الحفظ، ورواه عن مجهولَين۔ أخرجه البيهقي: ٢/ ٢٢٠، والطبراني في "الكبير": ٣٥٤٢ (انظر: ١٦٩٧٥)

النَّبِيَّ ﷺ عَامَ الْأَحْزَابِ صَلَّى الْمَغْرِبَ فَلَمَّا فَرَغَ قَالَ: ((هَلْ عَلِمَ أَحَدٌ مِنْكُمْ أَنِّي صَلَّيْتُ الْعَصْرَ؟)) قَالُوْا: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! مَا صَلَّيْتَهَا، فَأَمَرَ الْمُؤَذِّنَ فَأَقَامَ الصَّلَاةَ فَصَلَّى الْعَصْرَ ثُمَّ أَعَادَ الْمَغْرِبَ۔ (مسند أحمد: ١٧١٠٠)

ہوئے تو فرمایا: ''کیا تم میں سے کوئی جانتا ہے کہ میں نے عصر ادا کی تھی؟'' صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے کہا: اے اللہ کے رسول! آپ نے نماز نہیں پڑھی۔ پس آپ ﷺ نے مؤذن کو حکم دیا، پس اس نے اقامت کہی اور آپ ﷺ نے نمازِ عصر پڑھائی اور پھر نمازِ مغرب کو دوبارہ ادا کیا۔

بَابُ مَشْرُوْعِيَّةِ قَضَاءِ مَا يَفُوْتُ مِنَ الصَّلَاةِ النَّافِلَةِ وَالْأَوْرَادِ
فوت ہونے والی نفلی نماز اور وظیفوں کی قضائی کی مشروعیت کا بیان

(١٢٣٧)۔عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ إِذَا غَلَبَتْهُ عَيْنُهُ أَوْ وَجَعٌ فَلَمْ يُصَلِّ بِاللَّيْلِ صَلَّى بِالنَّهَارِ اِثْنَتَيْ عَشَرَةَ رَكْعَةً۔ (مسند أحمد: ٢٥٢٨٤)

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ آنکھ لگ جانے یا کوئی تکلیف ہونے کی وجہ سے رات کو نماز نہ پڑھ سکتے تھے تو آپ ﷺ دن کو بارہ رکعت نماز ادا کرتے تھے۔

(١٢٣٨)۔ عَنْ أَبِيْ سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَنْ نَامَ عَنِ الْوِتْرِ أَوْ نَسِيَهُ فَلْيُوْتِرْ إِذَا ذَكَرَهُ أَوِاسْتَيْقَظَ۔)) (مسند أحمد: ١١٢٨٤)

سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو آدمی نمازِ وتر سے سو جائے یا اس کو بھول جائے تو جب اسے یاد آئے یا جب وہ بیدار ہو، وتر ادا کر لے۔''

(١٢٣٩)۔عَنْ قَيْسِ بْنِ عَمْرٍو رضی اللہ عنہ أَنَّهُ خَرَجَ إِلَى الصُّبْحِ فَوَجَدَ النَّبِيَّ ﷺ فِي الصُّبْحِ وَلَمْ يَكُنْ رَكَعَ رَكْعَتَيِ الْفَجْرِ فَصَلَّى مَعَ النَّبِيِّ ﷺ، ثُمَّ قَامَ حِيْنَ فَرَغَ مِنَ الصُّبْحِ فَرَكَعَ رَكْعَتَيِ الْفَجْرِ فَمَرَّ بِهِ النَّبِيُّ ﷺ فَقَالَ: ((مَا هٰذِهِ الصَّلَاةُ؟))

سیدنا قیس بن عمرو رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ وہ نماز فجر کے لیے آئے اور نبی کریم ﷺ کو فجر کی نماز میں ہی پایا، جبکہ انھوں نے فجر کی دو سنتیں ادا نہیں کی تھیں، پس انھوں نے آپ ﷺ کے ساتھ نماز پڑھی اور جب نمازِ فجر سے فارغ ہوئے تو فجر کی سنتیں ادا کرنے کے لیے کھڑے ہو گئے، پس جب آپ ﷺ کا ان کے پاس سے گزر ہوا تو آپ ﷺ نے پوچھا:

(١٢٣٧) تخريج: أخرجه مسلم: ٧٤٦ (انظر: ٢٤٧٧٥)

(١٢٣٨) تخريج: حديث صحيح۔ أخرجه ابوداود: ١٤٣١، والترمذي: ٤٦٥، وابن ماجه: ١١٨٨ (انظر: ١١٢٦٤)

(١٢٣٩) تخريج: هذا حديث مرسل، قال ابوداود في سننه (١٢٦٨): وروى عبد ربه ويحيىٰ ابنا سعيد هذا الحديث مرسلا، وقوله هنا (عبد الله بن سعيد) خطأ، والصواب (عبد ربه بن سعيد) (انظر: ٢٣٧٦١)

فَأَخْبَرَهُ، فَسَكَتَ النَّبِيُّ ﷺ وَلَمْ يَقُلْ شَيْئًا۔ (مسند أحمد: ٢٣١٦٢)

''یہ کون سی نماز ہے؟'' پس انھوں نے آپ ﷺ کو بتایا اور آپ ﷺ خاموش ہو گئے اور کچھ نہ کہا۔

(١٢٤٠)۔عَنْ مَيْمُوْنَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ فَاتَتْهُ رَكْعَتَانِ قَبْلَ الْعَصْرِ فَصَلَّاهُمَا بَعْدُ۔ (مسند أحمد: ٢٧٣٦٩)

زوجۂ رسول سیدہ میمونہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ سے عصر سے پہلے والی دو رکعتیں فوت ہو گئی تھیں، اس لیے آپ ﷺ نے ان کو عصر کے بعد ادا کیا۔

بَابُ حُجَّةِ مَنْ قَالَ بِعَدَمِ قَضَاءِ السُّنَنِ الرَّاتِبَةِ إِذَا فَاتَتْ

ان لوگوں کی دلیل کا بیان جو سُنَن رواتب کے فوت جانے کی صورت میں ان کی قضاء نہ دینے کے قائل ہیں

(١٢٤١)۔عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ رضي الله عنها قَالَتْ: صَلَّى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ الْعَصْرَ ثُمَّ دَخَلَ بَيْتِي فَصَلَّى رَكْعَتَيْنِ، فَقُلْتُ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! صَلَّيْتَ صَلَاةً لَمْ تَكُنْ تُصَلِّيْهَا؟ فَقَالَ: ((قَدِمَ عَلَيَّ مَالٌ فَشَغَلَنِي (وَفِي رِوَايَةٍ: قَدِمَ عَلَيَّ وَفْدُ بَنِي تَمِيْمٍ فَحَبَسُوْنِي) عَنِ الرَّكْعَتَيْنِ كُنْتُ أَرْكَعُهُمَا بَعْدَ الظُّهْرِ فَصَلَّيْتُهُمَا الْآنَ۔)) فَقُلْتُ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! أَفَنَقْضِيْهِمَا إِذَا فَاتَتَا؟ قَالَ: ((لَا۔)) (مسند أحمد: ٢٧٢١٣)

سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے، وہ کہتی ہیں: رسول اللہ ﷺ نے نمازِ عصر ادا کی، پھر میرے گھر تشریف لائے اور دو رکعتیں ادا کیں، میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! آپ نے ایسی نماز پڑھی، جو آپ نہیں پڑھتے تھے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''کچھ مال آ گیا تھا، بس اس نے مشغول کیے رکھا، ایک روایت میں ہے: میرے پاس بنوتمیم کا وفد آیا تھا، اس نے مجھے ان دو رکعتوں سے روک دیا، جو میں ظہر کے بعد پڑھا کرتا تھا، پس میں نے ان کو اب ادا کیا ہے۔'' میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! اگر یہ دو رکعتیں ہم سے رہ جائیں تو ہم ان کی قضائی دیا کریں؟ آپ نے فرمایا: ''جی نہیں۔''

فوائد: ...... تخریج کے تحت وضاحت ہے کہ عصر کے بعد نبی کریم ﷺ سے عصر کے بعد دو رکعت پڑھنا ثابت ہے۔ البتہ حدیث کے آخر میں رہی ہوئی سنن کی قضائی نہ دینے والی بات سنداً ثابت ہیں۔ اس لیے عصر کے بعد سورج زرد ہونے سے پہلے سنن کی قضائی بھی ٹھیک ہے اور ویسے بھی نماز پڑھی جا سکتی ہے۔ (عبداللہ رفیق)

❁❁❁❁

(١٢٤٠) تخريج: حديث صحيح لغيره (انظر: ٢٦٨٣٢)

(١٢٤١) تخريج: صلاة النبي ﷺ ركعتين بعد العصر صحيح، وهذا اسناد اختلف فيه۔ أخرجه ابو يعلى: ٧٠٢٨، وابن حبان: ٢٦٥٣، والطحاوي في "شرح معاني الآثار": ١/ ٣٠٦، وقوله: "افنقضيهما، قال: لا" زيادة ضعيفة تفرد بها يزيد بن هارون (انظر: ٢٦٦٧٨)